بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

یا صاحب الجمال و یا سید البشر

من وجهک المنیر لقد نوّر القمر

لا یمکن الثناء کما کان حقّہ

بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

قَدْ جَاءَكُمْ بُرْهَانٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَاَنْزَلْنَا اِلَيْكُمْ نُوْرًا مُّبِيْنًا

حُجَّۃُ اللہِ عَلَی الْعَالَمِیْنَ

فی

معجزاتِ سیّدِ المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

جلد اول

تصنیف: حضرت علامہ محمد یوسف بن اسمٰعیل نبہانی رحمۃ اللہ علیہ

زیرِ نگرانی: اِدارہ ضیاءُ المصنّفین ۔ بھیرہ شریف

ضیاء القرآن پبلی کیشنز

لاہور ۔ کراچی ۔ پاکستان

مضامین

نام کتاب	حجۃ اللہ علی العالمین فی معجزات سید المرسلین ﷺ (جلد اول)
مصنف	حضرت علامہ محمد یوسف بن اسمٰعیل نبہانی رحمۃ اللہ علیہ
مترجم	علامہ ذوالفقار علی، فاضل دار العلوم محمدیہ غوثیہ بھیرہ شریف
ناشر	ضیاء القرآن پبلی کیشنز، لاہور
تاریخ اشاعت	مارچ 2002ء
تعداد	ایک ہزار
کمپیوٹر کوڈ	1Z318
قیمت	-/500 روپے کامل سیٹ

ملنے کے پتے

ضیاء القرآن پبلی کیشنز

داتا دربار روڈ، لاہور۔ 7221953

9۔ الکریم مارکیٹ، اردو بازار، لاہور۔ 7225085-7247350

فیکس:۔ 042-7238010

14۔ انفال سنٹر، اردو بازار، کراچی

فون:۔ 021-2210212-2212011-2630411

e-mail:- zquran@brain.net.pk

Website:- www.ziaulquran.com

دوسری فصل

تیسری قسم

پہلا باب

پہلی فصل

دوسری فصل

تیسری فصل

چوتھی فصل

دوسرا باب

پہلی فصل

پیش لفظ

تمام تعریفیں اللہ کے لئے ہیں جس نے حضرت محمد مصطفیٰ علیه التحیة والثناء کی عمدہ معجزات اور نفیس دلائل سے تائید کی اور درخشاں علامات اور تاباں آیات سے آپ ﷺ کی مدد فرمائی پھر ان تمام معجزات، دلائل اور آیات کو صحیح اسناد اور متواتر احادیث کے ذریعے ہم تک پہنچایا حتیٰ کہ ان کا آفتاب ضیاء بار اور ماہتاب چہاردہم ہر دوسرا میں ضوفشاں ہو گیا میں اس ذات کریمانہ کے لئے سراپا سپاس ہوں جس نے اس نبی کریم کو تمام انبیاء علیہم السلام سے کامل ترین بنایا آپ ﷺ کو تمام انبیاء اور رسل سے زیادہ معجزات عطا فرمائے آپ ﷺ کو عظیم دلائل و براہین سے نوازا خَلق اور خُلق میں آپ ﷺ کو حسن کامل عطا فرمایا ذات، صفات اور اسماء کے لحاظ سے بھی آپ ﷺ کو فوقیت بخشی۔ آپ ﷺ کو تمام انبیاء علیہم السلام سے بلند مرتبہ عطا فرمایا آپ ﷺ کے درجات کو دنیا اور آخرت میں رفعت نصیب فرمائی۔ تمام انبیاء علیہم السلام کی امم کی نسبت ان کی طرف اسی طرح جس طرح عوام کی نسبت ان کے امیر کی طرف یا قبیلہ کی نسبت اس کے سردار کی طرف ہوتی ہے۔ درحقیقت تمام انبیاء اور رسل علیہم السلام اور ان کی امتیں اس رسول کریم کی امت ہیں اور اس سلطان اعظم کی رعیت ہیں۔

میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے علاوہ کوئی معبود نہیں وہ واحد اور یکتا ہے وہ فرد ہے وہ بے نیاز ہے وہ نہ ہی کسی کا باپ اور نہ ہی کسی کا بیٹا ہے۔ اس کا کوئی شریک نہیں میں یہ بھی شہادت دیتا ہوں کہ محمد ﷺ اس کے برگزیدہ بندے ہیں اور اس کے رسول مرتضیٰ اور حبیب مجتبیٰ ہیں وہ زمین و آسمان کے مختار ہیں۔

اے میرے مولا! آپ ﷺ کی ذات پر ایسا درود بھیج جو افضل اور اتم ہو جو ہمیشہ رہنے والا اور ان گنت ہو اے بار الہ! آپ ﷺ کی ذات اقدس پر ایسا درود بھیج جو اس درود پاک کا ہم وزن ہو جو تو نے آپ ﷺ کی ذات پر بھیجا ہے اور ازل، ابد اور ان کے درمیان بھیجے گا آپ ﷺ کی ذات والا صفات پر ایسا درود شریف بھیج جو آپ ﷺ پر ماضی میں بھیجے گئے درود شریف یا مستقبل میں جو تیری ساری مخلوق (جن وانس اور ملائکہ) آپ ﷺ پر درود بھیجے گی، کے مشابہ ہو۔ ایسا درود شریف جو حد و شمار سے ماوراء ہو تمام الفاظ اور اعداد اس درود شریف کی حد و شمار تک نہ پہنچ سکیں۔ اس درود شریف کے صدقے مجھے ان مومنین میں سے سب سے زیادہ سعادت مند بنا جنہوں نے تیری اور تیرے آقائے دو جہاں ﷺ کی رضا حاصل کر کے دارین میں فلاح پائی۔ آپ ﷺ کی اولاد پر آپ ﷺ کی ازواج مطہرات پر اور آپ ﷺ کے مومنین اقرباء پر تمام اطراف سے باران رحمت نازل فرما آپ ﷺ کے ان پاک طینت صحابہ پر بھی رحمت نازل فرما جو آپ ﷺ کی ذات اقدس کے دیدار اور آپ ﷺ کے معجزات کو دیکھنے کی سعادت سے بہرہ اندوز ہوئے آپ ﷺ کے آل و اصحاب علیہم الرضوان پر ان گنت سلام بھیج۔

بخشار ہے گا۔آپ ﷺ کو اس نیر تاباں کو کبھی زوال نہیں۔آپ ﷺ کے ان معجزات میں سے غیب کی وہ خبریں بھی شامل ہیں جو آپ ﷺ نے ان گنت اشیاء کے متعلق دی تھیں۔مثلاً قیامت کی علامات اور نشانیاں وغیرہ۔جن اشیاء کے متعلق آپ ﷺ نے خبر دی تھی وہ بالکل آپ کی خبر کے مطابق ہی واقع ہوئیں اور وہ خبریں جو ابھی تک رونما نہیں ہوئیں وہ بھی یقیناً آپ کی دی ہوئی خبر کے مطابق ہی رونما ہوں گی۔یہ اسی طرح ہے جس طرح ایک انسان ایک ہزار اشیاء کے متعلق خبر دے جن میں سے نوسو ننانوے سچ ہے ظاہر ہو جائیں تو باقی ایک خبر کی سچائی میں بھی کسی قسم کا شک نہیں رہے گا یہ مثال تو صرف سمجھنے کے لئے ہے ورنہ آپ ﷺ کا معاملہ تو اس متصور انسان سے کہیں بالاتر ہے اور آپ ﷺ کی سچائی اس سے کہیں زیادہ پایہ ثبوت کو پہنچی ہوئی ہے۔اس شخص کو آپ ﷺ کی شان صداقت اس سے کہیں عظیم ہے آپ ﷺ کی خبر میں کسی قسم کے کذب کا کوئی بھی قطعی احتمال نہیں ہو سکتا کیونکہ آپ ﷺ کے متعلق دنیا میں تشریف لانے سے پہلے ہی آسمانی کتابوں میں آپ کے متعلق بشارات موجود تھیں،احبار،کاہن،جن اور راہب آپ ﷺ کے متعلق خوشخبریاں سنایا کرتے تھے۔آپ ﷺ نے جو بھی غیب کی خبر دی وہ یا تو آپ ﷺ کی ظاہری زندگی ہی میں سچ ثابت ہوگئی یا پھر آپ ﷺ کے وصال کے بعد اس کی صداقت ظاہر ہوگئی۔آپ اپنی قوم میں نبوت سے پہلے اور بعد میں اپنے صدق اور امانت کی وجہ سے مشہور تھے حتیٰ کہ آپ کی قوم آپ کو الامین کے نام سے پکارتی تھی بعثت سے پہلے یا بعد میں کبھی بھی آپ نے جھوٹ نہیں بولا تھا۔اس لئے کسی احمق اور بے وقوف کو ہی آپ کی صداقت وسچائی میں شک ہو سکتا ہے۔یا پھر ان لوگوں کو شک ہو سکتا ہے جن کے پاس آپ ﷺ کے معجزات اور بشارات نہ پہنچی ہوں۔

انہی علامات میں سے آپ ﷺ کی امت کے اولیاء کی کرامات بھی ہیں۔وہ بھی آپ ﷺ کے ہی معجزات ہیں۔یہ کرامات ہر وقت ہر ملک میں رونما ہو رہی ہیں۔اگر ایک شہر میں رونما ہونے والی کرامات کو گنا جائے تو وہ کئی ہزار تک پہنچ جائیں گی۔یہ کرامات جہانِ رنگ وبو میں پھیلی ہوئی ہیں۔کتابیں اور دیوان ان سے بھرے پڑے ہیں یہ کتب اور دیوان اس بحرِ بے کراں کا ایک قطرہ ہیں جسے احاطہ تحریر میں نہیں لایا جا سکا وہ اسی طرح پوشیدہ رہیں گویا کہ وہ ظہور پذیر نہیں ہوئیں۔کوئی مسلمان ہی ایسا ہوگا جو ان اولیاء کی کرامات کو دیکھ کر اولیاء کا معتقد نہ ہوا ہو۔کتنے ہی ایسے لوگ ہیں جو اولیاء کی کرامات کو دیکھتے بھی ہیں لیکن پھر بھی ان کی ولایت کو تسلیم نہیں کرتے جیسا کہ بہت سے مشرکین حضور ﷺ کے معجزات کا مشاہدہ کرتے تھے لیکن وہ آپ ﷺ پر ایمان نہیں لاتے تھے۔تمام کرامات حضور ﷺ کے معجزات کی فروع (شاخیں) ہیں جس طرح آپ کی امت کے اولیاء سے کرامت کا ظہور ہونا ضروری ہے ہر زمانہ کے باغی اور سرکش لوگ آپ کے معجزات کا انکار کرتے رہے۔علمائے کرام ہر زمان ومکان میں ان معجزات کو نقل کرتے رہے۔ایک نسل دوسری نسل سے روایت کرتی رہی۔بعد میں آنے والے لوگ پہلے لوگوں سے سنتے رہے تابعین نے صحابہ کرام سے روایت کیا پھر تابعین سے علمائے کرام اور صلحائے عظام نے روایت کیا۔انہوں نے آپ ﷺ کے معجزات کے متعلق بہت سی کتابیں لکھیں۔پھر ان کتابوں کو تمام شہروں میں پھیلا دیا ان میں سے کچھ کتابیں دلائل النبوۃ کے نام سے جانی جاتی ہیں مثلاً حافظ ابوبکر البیہقی،ابونعیم الاصبہانی،ابوشیخ اصبہانی،

امابعد! جس شخص کو انبیاء اور رسل علیہم السلام کے حالات پر تھوڑی سی بھی آگاہی حاصل ہے اس پر یہ امر مخفی نہیں کہ تمام انبیاء کے سردار اور اللہ تعالیٰ کی تمام مخلوق کے پیشوا ﷺ کے معجزات اور دلائل جملہ انبیاء علیہم السلام کے معجزات اور دلائل سے زیادہ ہیں۔ آپ ﷺ کے فضائل، محاسن اور شمائل عیاں ہیں آپ ﷺ علامات اور بشارات کی رو سے تمام آسمانی کتابوں میں زیادہ شہرت کے حامل ہیں آپ ﷺ کے دلائل تمام انبیاء کے دلائل سے قوی اور آپ ﷺ کی آیات تمام انبیاء کی آیات سے روشن ہیں آپ ﷺ مقامات و مراتب میں سب سے رفیع ہیں آپ ﷺ کی ذات تمام صفات میں ہر جہت سے بالاترین ہے آپ ﷺ اس لئے ان تمام عظیم مقامات کے مالک ہے کیونکہ آپ کی امت تمام انبیاء علیہم السلام کی امم سے زیادہ ہے آپ ﷺ کی دعوت ان کی دعوت سے اور آپ ﷺ کی شریعت ان کی شریعت سے کامل ترین ہے آپ ﷺ خاتم الانبیاء والرسل ہیں اہل دنیا کو آپ ﷺ کی نبوت اور رسالت پر ایمان لانے کی احتیاج دیگر انبیاء کے پیغامات پر ایمان لانے کی ضرورت سے زیادہ تھی کیونکہ ہر رسول کے بعد ایسا رسول تشریف لاتا رہا جو پہلے رسول کے پیغام کو یا تو مستحکم کرتا تھا یا اسے پایہ تکمیل تک پہنچاتا تھا یا پھر وہ نئی شریعت کے ساتھ مبعوث ہوتا تھا حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ نے سید الکونین محمد مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء کو مبعوث فرمایا آپ ﷺ پر انبیاء کی نبوت اور رسل کی رسالت کو ختم فرمایا آپ ﷺ کی شریعت نے ان تمام کی شریعتوں کو منسوخ کر دیا آپ ﷺ کے بحر محیط نے تمام ندیوں کو اپنے دامن میں سمیٹ لیا۔ آپ ﷺ کے خورشید جہاں تاب نے ان ستاروں کو پوشیدہ کر دیا پس آپ ﷺ انبیاء و مرسلین کے نبی اور مخلوق کے رسول ہیں۔

آپ ﷺ کی شریعت مطہرہ وہ بحر بیکراں ہے جس نے اپنے علاوہ سابقہ تمام شریعتوں کو منسوخ کر دیا ہے پھر آپ ﷺ کی شریعت مطہرہ میں احکام، انوار اور اسرار کا اتنا اضافہ ہوا جن کا شمار ناممکن ہے ان کو اللہ کے علاوہ اور کوئی نہیں جانتا یا وہ سعادت مند انسان جانتا ہے جس کو اللہ نے علم دیا ہے اسی وجہ سے آپ ﷺ کے معجزات اور آپ ﷺ کی نبوت کے دلائل کثیر اور عظیم الشان ہیں۔ وہ تمام انبیاء کرام کے معجزات اور ان کی نبوت کے دلائل سے زیادہ عیاں اور دائمی ہیں بلکہ دیگر انبیاء علیہم اسلام سے جو معجزات رونما ہوئے ہیں اگر ان کو دوگنا اور چار گنا کیا جائے پھر بھی وہ آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ایک معجزۂ قرآن کے برابر بھی نہیں ہو سکتے اگر انبیاء اور رسل علیہم السلام کے فضائل کو جمع کیا جائے تو وہ آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صرف ایک فضیلت کے مساوی بھی نہیں ہو سکتے آپ ﷺ کی وہ فضیلت معراج اور جو کچھ اس رات آپ ﷺ کو انوار، اسرار، محبت اور قرب الٰہی نصیب ہوا تھا۔ آپ ﷺ کے فضائل اور معجزات ان گنت ہیں جو نہ تو آپ ﷺ کی حیات مطہرہ میں منقطع ہوئے تھے اور نہ ہی بعد از وصال ختم ہوئے ہیں اور کوئی بھی معجزہ کسی نبی یا رسول کو عطا نہیں کیا گیا مگر آپ ﷺ کو یا تو اس سے عظیم معجزہ یا اس جیسا معجزہ عطا کیا گیا دیگر انبیاء علیہم السلام کے معجزات ان کے انتقال کے بعد ختم ہو گئے لیکن آپ ﷺ کے اب بھی اتنے معجزات ہیں جو حد شمار سے ماوراء ہیں ان تمام معجزات سے عظیم ترین معجزہ اللہ کا کلام قرآن مجید ہے یہ ہزاروں معجزات اور دلائل پر مشتمل ہے اس میں بہت سے کمالات اور فضائل ہیں اس میں کئی واضح نشانیاں اور روشن براہین ہیں۔

آپ ﷺ کی آیات کا سورج آفاق پر ہمیشہ نور فشاں رہے گا وہ جہاں میں اپنے انوار پھیلاتا رہے گا وہ آنکھوں کو تازگی

المقدمہ

مقدمہ درج ذیل چار بحثوں پر مشتمل ہوگا۔

پہلی بحث:۔ اس بحث میں وہ فرق بیان کیا جائے گا جو معجزہ اور دیگر خلاف عادات واقعات میں ہے۔

دوسری بحث:۔ اس بحث میں بیان کیا جائے گا کہ جو بھی فضیلت یا معجزہ دیگر انبیاء یا مرسلین کو عطا کیا گیا ہے۔ حضور ﷺ کو یا تو اس جیسا معجزہ یا فضیلت عطا کی گئی یا اس سے عمدہ معجزہ اور فضیلت سے آپ کو نوازا گیا۔ آپ ﷺ نبی الانبیاء ہیں آپ تخلیق کے لحاظ سے سب سے اول لیکن بعثت کے لحاظ سے سب سے آخر ہیں اور دیگر انبیائے کے معجزات بھی حضور ﷺ کے نور مبارک سے مدد طلب کرتے تھے۔

تیسری بحث:۔ اس بحث میں یہ بیان کیا جائے گا کہ آپ ﷺ کے معجزات دیگر انبیاء کرام علیہم السلام کے معجزات سے زیادہ بھی ہیں اور واضح بھی۔ سابقہ انبیاء کے معجزات اب ختم ہو چکے ہیں جب کہ آپ ﷺ کے بعض معجزات اب بھی جاری ہیں۔

چوتھی بحث:۔ اس بحث میں یہ بیان کیا جائے گا کہ حضور ﷺ کے معجزات کی احادیث علم یقینی کا فائدہ دیتی ہیں جس سے آپ ﷺ کی نبوت کی تصدیق ہوتی ہے۔

1۔ پہلی قسم:۔ اس قسم میں حضور ﷺ کے متعلق ان بشارات کا ذکر کیا جائے گا جو آسمانی کتب میں ذکر کی گئی تھیں، یا راہبوں، علمائے یہود اور جنوں سے جو ذکر سنا گیا تھا۔ یہ قسم آٹھ ابواب پر مشتمل ہے۔

پہلا باب:۔ اس باب میں آپ ﷺ کے متعلق ان بشارات کا ذکر کیا جائے گا جو آسمانی کتب میں موجود ہیں۔

دوسرا باب:۔ اس باب میں آپ ﷺ کے متعلق ان بشارات کا ذکر کیا جائے گا جو احبار (علمائے یہود) سے سنی گئیں۔

تیسرا باب:۔ اس باب میں آپ ﷺ کے متعلق ان بشارات کا تذکرہ کیا جائے گا جو راہبوں کی زبانوں سے سنی گئیں۔

چوتھا باب:۔ اس باب میں آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے متعلق ان بشارات کا ذکر ہوگا جو کاہنوں سے سنی گئیں۔

پانچواں باب:۔ وہ بشارات جو جنوں کی زبانوں سے سنی گئیں ان کا تذکرہ اس باب میں ہوگا۔

چھٹا باب:۔ اس باب میں ان بشارات کا ذکر کیا جائے گا جو آپ کے متعلق بتوں وغیرہ سے سنی گئیں۔

ساتواں باب:۔ اس باب میں آپ ﷺ کے متعلق وہ بشارات ذکر کی گئیں ہیں جو مختلف اشیاء سے سنی گئیں۔

آٹھواں باب:۔ اس باب میں قلم قدرت کے ذریعے آپ ﷺ کے اسماء مبارک جو مختلف اشیاء پر رقم ہوئے ان کا تذکرہ ہوگا۔

2۔ دوسری قسم:۔ اس قسم میں حضور ﷺ کے نور مبارک کی تخلیق اور آپ کے نور مبارک کا پاک پشتوں سے مبارک رحموں تک منتقل ہونا، حتیٰ کہ یہ نور مبارک آپ ﷺ کے والد امجد اور والدہ محترمہ تک پہنچ گیا۔ نیز اس قسم میں وہ خلاف عادت واقعات بھی بیان کئے جائیں گے جو آپ ﷺ کے وجود سے پہلے، حمل کے دوران، وقت ولادت اور رضاعت کے وقت

ابوالقاسم الطبرانی، ابوزرعہ الرازی، ابوبکر ابن الدنیا، ابواسحٰق الحربی، ابوجعفر الفریانی اور ابوعبداللہ المقدسی کی کتابیں اسی نام سے معروف ہیں۔ حافظ ابوالفرج ابن جوزی کی تصنیف ''کتاب الوفاء'' بھی اسی زمرہ میں آتی ہے یہ علماء جو بات بھی ذکر کرتے ہیں اسے مشہور اسناد اور کئی طرق سے ذکر کرتے ہیں یہ تمام کتابیں بڑی بڑی ہیں اور کئی جلدوں پر مشتمل ہیں حافظ ابوسعد نیشاپوری کی کتاب ''شرف المصطفیٰ'' آٹھ جلدوں میں ہے۔ ابوالحسن الماوردی کی کتاب ''اعلام النبوۃ'' اور علامہ جلال الدین سیوطی کی کتاب ''خصائص کبریٰ'' بھی اس فن کی بلند پایہ کتب ہیں اسی طرح حضرت علامہ قاضی عیاض علیہ الرحمۃ کی کتاب ''الشفاء بتصریف حقوق المصطفیٰ'' امام شہاب الدین القسطلانی کی کتاب ''المواھب الدنیہ'' سید احمد دحلان کی کتاب ''السیرۃ النبویہ'' بھی لاثانی کتب ہیں یہ تمام مصنفین حضور ﷺ کے معجزات کو بغیر سند کے ذکر کرتے ہیں اور اکثر روایات کو ''الشفا'' کی طرف منسوب کرتے ہیں۔ کتابوں کی پہلی قسم کثرت اسناد اور کثیر روایات کی وجہ سے نایاب ہے۔ اب لوگوں کی صلاحیتیں ایسی کتب تصنیف کرنے سے عاجز آچکی ہیں۔ لوگوں نے دوسری قسم کی تصانیف کی طرف زیادہ توجہ دی ہے۔ کیونکہ اگرچہ وہ مختصر ہیں لیکن ان کے فوائد زیادہ ہیں۔ میں نے ان پانچ کتابوں کو ہی اپنی کتاب کی بنیاد بنائی ہے کیونکہ آپ ﷺ کے جو خصائص اور فضائل ان کتابوں میں پائے جاتے ہیں وہ دوسری کتب میں بہت کم پائے جاتے ہیں میں نے ان کتب میں سے بہت سے معجزات، دلائل اور علامات نقل کیں ہیں، دیگر آئمہ کرام کی کتب میں سے بہت سی چیزیں حاصل کی ہیں۔ اور تمام اقوال کو ان کے کہنے والوں کی طرف ہی منسوب کیا ہے۔ میں نے ان کے الفاظ اور معانی میں بہت کم تصرف کیا ہے۔ اور مندرجہ بالا پانچ کتب سے لئے ہوئے اقوال کو کبھی ان کی طرف منسوب کیا ہے اور کبھی منسوب نہیں کیا کیونکہ وہ کتابیں اصول (بنیاد) ہیں۔ جب میں کسی قول کو کسی کتاب کی طرف منسوب نہیں کروں گا تو اس کا مطلب یہی ہوگا کہ وہ انہی کتب میں سے لیا گیا ہے اور بھی بہت سی کتب ہیں جو حضور ﷺ کے مخصوص معجزات پر مشتمل ہیں جیسا کہ ابن ظفر کی کتاب ''کتاب البشر'' ابوعبداللہ بن النعمان کی کتاب ''مصباح الظلام فی المستغیثن بخیر الانام'' اور سید محمد البرزنجی کی کتاب ''الاشاعۃِ لاَ شرَاطِ الساعۃ'' وغیرہ۔ میں نے ان تمام کتب سے کوئی نہ کوئی چیز حاصل کی ہے اور میں نے ہر چیز کو اس کے متعلق باب میں شامل کیا ہے۔ الحمدللہ! اس طرح یہ کتاب ایک جامع مجموعہ بن گیا ہے۔ یہ ایک نفع بخش تالیف ہے میں کسی اور کتاب کو نہیں جانتا جو حجم میں یا فوائد میں اس کتاب کے ہم پایہ ہو۔ اگرچہ اس کتاب میں بیان کردہ معجزات اور دلائل کو وہی نسبت ہے جو ایک کلی کو معتبر باغ سے ہے یا ایک قطرہ کو بحر زخار سے ہے میں اللہ رب العزت کی بارگاہ میں دعا گو ہوں کہ وہ حضور ﷺ کے طفیل میری اس کتاب کو اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے۔ لوگوں کو اس سے نفع حاصل کرنے کی توفیق دے اور اسی کے ذریعے انہیں صراط مستقیم پر چلنے کی توفیق ارزانی فرمائے اور میرے لئے دونوں جہانوں میں اسے فلاح اور کامرانی کا وسیلہ بنائے۔

میں نے اس کتاب کا نام ''حُجَّةُ اللّٰهِ عَلَى الْعَالَمِينَ فِي مُعْجِزَاتِ سَيِّدِ الْمُرْسَلِينَ'' رکھا ہے۔

یہ کتاب ایک مقدمہ، چار اقسام اور ایک خاتمہ پر مشتمل ہے۔

ساتھ ہے یہ باب بھی دو فصلوں پر مشتمل ہے۔

پہلی فصل: پہلی فصل آپ ﷺ کے والدین کو زندہ کرنے اور ان کے ایمان کے بارے میں ہے۔

دوسری فصل: دوسری فصل میں بعض ان افراد کا ذکر کیا جائے گا۔ جن کو اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کے لئے زندہ فرمایا۔

چوتھا باب:۔ اس باب میں وہ معجزات بیان کئے جائیں گے۔ جن میں آپ ﷺ کی برکت سے بیماروں اور مریضوں کو شفاء مل گئی یا لوگوں کے اخلاق، صفات اور اعیان تبدیل ہو گئے۔ اس باب میں بھی دو فصلیں ہیں۔

پہلی فصل: پہلی فصل میں آپ ﷺ کے ان معجزات کو بیان کیا جائے گا۔ جن میں آپ ﷺ کی برکت سے بیماروں اور مریضوں کو شفا حاصل ہوئی۔

دوسری فصل: دوسری فصل میں ان معجزات کو بیان کیا جائے گا۔ جن میں آپ ﷺ کی برکت سے لوگوں کو اخلاق، اعیان اور صفات تبدیل ہو گئیں۔

پانچواں باب:۔ اس باب میں آپ ﷺ کے ساتھ جمادات کا گفتگو کرنا بیان کیا جائے گا۔ جمادات نے کس طرح آپ ﷺ کی رسالت کی گواہی دی آپ کی دعوت پر لبیک کہا اور آپ کی اطاعت کی۔

چھٹا باب:۔ اس باب میں حضور اکرم ﷺ کے وہ معجزات بیان کئے جائیں گے۔ جن میں حیوانوں نے آپ ﷺ کے ساتھ ہم کلام ہونے کا شرف حاصل کیا، انہوں نے آپ ﷺ کی رسالت کی گواہی دی، آپ ﷺ کی دعوت پر لبیک کہا اور آپ ﷺ کے اطاعت گزار ہوئے۔

ساتواں باب:۔ اس باب میں آپ ﷺ کے وہ معجزات بیان کئے جائیں گے۔ جن میں آپ ﷺ نے غیب کی خبریں دی تھیں۔ اس باب کی دو فصلیں ہیں۔

پہلی فصل: اس میں آپ ﷺ کی بیان کی ہوئی وہ غیب کی خبریں بھی بیان کی جائیں گی۔ جن کا تعلق ماضی یا مستقبل کے ساتھ ہے۔

دوسری فصل: اس میں آپ ﷺ کے کچھ خواب بیان کئے جائیں گے اور کچھ وہ تعبیریں بھی بیان کی جائیں گی۔ جو آپ ﷺ نے دوسرے لوگوں کے خوابوں کی بیان کیں۔

آٹھواں باب:۔ اس باب میں وہ معجزات بیان کئے جائیں گے۔ جن کا تعلق آپ ﷺ کی دعا کی قبولیت کے ساتھ ہے۔

نواں باب:۔ اس باب میں آپ ﷺ کے وہ معجزات بیان کئے جائیں گے۔ جن میں آپ ﷺ کے دست اقدس کی برکت سے کھانے اور پانی میں برکت ہوئی۔ اس باب میں بھی دو فصلیں ہیں۔

پہلی فصل: اس میں وہ معجزات بیان کئے جائیں گے۔ جن میں آپ ﷺ کی برکت سے کم کھانا زیادہ ہو گیا۔

دوسری فصل: اس میں وہ معجزات بیان کئے جائیں گے جن میں آپ ﷺ کی برکت سے کم پانی (یا دودھ) زیادہ مقدار میں ہو گیا۔

رونما ہوئے۔ یہ قسم چار ابواب پر مشتمل ہے۔

پہلا باب:۔ اس باب میں آپ ﷺ کے نور مبارک کی تخلیق اور اس کا پاک پشتوں سے پاک رحموں تک منتقل ہونا، بیان کیا جائے گا۔

دوسرا باب:۔ اس باب میں آپ ﷺ کے حمل کے دوران اور ولادت کے وقت رونما ہونے والے واقعات کو بیان کیا جائے گا۔

تیسرا باب:۔ اس باب میں ان واقعات کو بیان کیا جائے گا جو آپ ﷺ کی رضاعت کے دوران رونما ہوئے۔

چوتھا باب:۔ اس باب میں آپ ﷺ کی بعثت سے پہلے رونما ہونے والے واقعات کا تذکرہ کیا جائے گا۔

3۔ تیسری قسم:۔ اس قسم میں آپ ﷺ کے وہ عظیم معجزات بیان کئے جائیں گے جو آپ ﷺ کی بعثت اور آپ کے وصال کے درمیان ظہور پذیر ہوئے۔ یہی وہ قسم ہے جس پر لفظ ''معجزہ'' کا اطلاق کرنا درست ہے۔ یہ قسم بارہ ابواب پر مشتمل ہے۔

پہلا باب:۔ اس باب میں یہ بیان کیا جائے گا کہ قرآن پاک آپ ﷺ کا ایک عظیم معجزہ ہے یہ کتاب کثیر معجزات پر مشتمل ہے اس باب میں چار فصلیں ہیں:

پہلی فصل: اس فصل میں یہ بیان کیا جائے گا کہ قرآن پاک نہ صرف حضور ﷺ کا معجزہ ہے بلکہ یہ تمام معجزات سے افضل و اعلیٰ ہے اکمل اور دائمی ہے۔

دوسری فصل: اس فصل میں قرآن پاک کے اعجاز کی بعض وجوہات بیان کی جائیں گی۔

تیسری فصل: اس فصل میں غیب کی ان خبروں کو بیان کیا جائے گا جو قرآن پاک میں مذکور ہیں اور یہ خبریں اسی طرح سچی ثابت ہوئیں جس طرح اللہ تعالیٰ نے بیان فرمایا تھا۔ پھر وہ خبریں یا تو ماضی کے متعلق ہوں گی یا ان کا تعلق زمانہ مستقبل کے ساتھ ہوگا۔

چوتھی فصل: اس فصل میں قرآن پاک کی فضیلت، اس کی تلاوت کا ثواب اور اس کے آداب بیان کئے جائیں گے۔ اس فصل میں میں نے امام نووی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب ''البیان'' کا خلاصہ بیان کیا ہے اور تقدیم و تاخیر کے علاوہ اس میں کوئی تصرف نہیں کیا۔

دوسرا باب:۔ اس باب میں آپ ﷺ کے ان معجزات کا ذکر کیا جائے گا جن کا تعلق عالم بالا کے ساتھ ہے اس میں قصہ معراج، ملائکہ کا دیدار، چاند کا پھٹنا، سورج کا لوٹنا اور شیاطین کو شہاب کا مارا جانا بیان کیا جائے گا۔ اس باب میں تین فصلیں ہیں:

پہلی فصل: اس فصل میں حضور ﷺ کی معراج اور اسراء بیان کی جائے گی۔

دوسری فصل: اس باب میں آپ ﷺ کے ان معجزات کو بیان کیا جائے گا۔ جن کا تعلق ملائکہ کو دیکھنے کے ساتھ ہے۔

تیسری فصل: اس فصل میں انشقاق قمر، سورج کا لوٹنا اور شہاب کا مارا جانا بیان کیا جائے گا۔

تیسرا باب:۔ اس باب میں حضور نبی کریم ﷺ کے ان معجزات کو بیان کیا جائے گا۔ جن کا تعلق مردوں کو زندہ کرنے کے

المقدمہ

مقدمہ چار بحثوں پر مشتمل ہے۔

پہلی بحث

اس بحث میں وہ فرق بیان کیا جائے گا جو معجزہ اور دیگر خلاف عادت واقعات میں ہے

امام قاضی ابوالحسن علی بن محمد الماوردی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب ''اعلام النبوۃ'' میں لکھا ہے:
''جب انبیائے کرام کے وہ دلائل جو وہ اپنی امتوں کے خلاف دیتے ہیں، معجزات ہوتے ہیں اور انبیاء کی صداقت پر دلالت کرتے ہیں تو معجزہ سے مراد وہ واقعہ ہوگا جو انسانی عادت کے خلاف ہو اور اس کا ظہور قدرت الٰہیہ کی وجہ سے ہی ہوسکتا ہو۔ معجزہ اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس نبی کو اس معجزہ کے ساتھ مخصوص کیا ہے تاکہ وہ معجزہ اس نبی کی صداقت کی گواہی دے لہٰذا وہ معجزہ نبوت کا دعویٰ کرنے میں اس نبی کی صداقت کی دلیل ہوتا ہے لیکن شرط یہ ہے کہ وہ واقعہ ''زمانہ تکلیف''(1) میں رونما ہوا ہو۔ لہٰذا وہ واقعات جو قیامت کے نزدیک رونما ہوں گے جبکہ انسانوں پر تکلیف کے احوال ساقط ہو جائیں گے وہ معجزات نہیں ہوں گے بلکہ وہ قیامت کی علامات ہوں گی معجزہ میں واقعہ کی خلاف عادت ہونے کی شرط اس لئے لگائی گئی ہے کیونکہ وہ واقعہ جو عادت کے موافق ہوتا ہے وہ جھوٹے اور سچے دونوں سے ظہور پذیر ہوسکتا ہے جبکہ خلاف عادت واقعہ صرف سچے انسان کے ساتھ مختص ہے جھوٹے سے اس کا کوئی تعلق نہیں ہے۔ خلاف عادت واقعات کی دس اقسام ہیں:۔

1۔ وہ واقعہ جس کی جنس ہی انسانی قدرت سے خارج ہو مثلاً اجسام اختراع کر لینا، اجسام کو تبدیل کرنا اور مردہ کو زندہ کرنا وغیرہ۔ یہ قسم خواہ قلیل ہو یا کثیر، معجزہ میں ہی شمار ہوگی کیونکہ انسان اس کی قلیل مقدار سے بھی اسی طرح عاجز ہے جس طرح وہ اس کی کثیر مقدار سے عاجز ہے۔

2۔ وہ واقعہ جس کی جنس تو انسانی قدرت میں داخل ہو لیکن اس کی مقدار طاقت انسانی سے ماوراء ہو مثلاً طویل فاصلوں کو کم مدت میں طے کر لینا وغیرہ یہ قسم بھی خلاف عادت ہونے کی وجہ سے معجزہ ہوگی۔ متکلمین نے اس قسم کے معجزہ ہونے میں اختلاف کیا ہے بعض کے نزدیک معجزہ اس کی وہ مقدار ہوگی جو انسانی قدرت سے خارج ہو کیونکہ اس کے ساتھ عجز مخصوص ہے جبکہ بعض کے نزدیک یہ تمام قسم ہی معجزہ ہے کیونکہ یہ ایسی چیز کے ساتھ متصل ہے جس کو اس سے جدا نہیں کیا جاسکتا۔

3۔ ایسی اشیاء کا علم دینا جو انسانی معلومات سے خارج ہوں مثلاً غیب کے واقعات کی خبر دینا، اس قسم کے معجزہ ہونے کے لئے

1۔ انسان کے احکام الٰہیہ کا مکلف ہونے کا وقت۔

دسواں باب :۔اس باب میں آپ ﷺ کی مبارک انگلیوں سے پانی کا جاری ہونا بیان کیا جائے گا۔نیز آپ ﷺ کی دعا سے بارانِ رحمت کا نازل ہونا بھی بیان کیا جائے گا۔اس میں تین فصلیں ہیں۔

پہلی فصل :اس فصل میں وہ معجزات بیان کئے جائیں گے۔جن میں آپ ﷺ کی مبارک انگلیوں سے پانی جاری ہوا۔

دوسری فصل :اس فصل میں وہ معجزات بیان کئے جائیں گے۔جن میں قلیل پانی آپ کی برکت سے کثیر ہوگیا۔

تیسری فصل :اس فصل میں ان معجزات کو بیان کیا جائے گا۔جن میں آپ کی برکت اور دعا سے بارانِ رحمت نازل ہوئی۔

گیارھواں باب :۔اس باب میں ان معجزات کوذکر کیا جائے گا جن کا تذکرہ پہلے نہیں ہوا۔

بارھواں باب :۔اس باب میں آپ ﷺ کے فضائل اور محاسن کے معنوی دلائل بیان کئے جائیں گے۔

چوتھی قسم :۔اس قسم میں وہ خلاف عادت واقعات بیان کئے جائیں گے جو آپ ﷺ کے وصال کے بعد رونما ہوئے۔وہ واقعات آپ ﷺ کی نبوت کی صحت اور رسالت کی صداقت پر دلالت کرتے ہیں۔اس قسم میں تین ابواب ہیں۔

پہلا باب :۔اس باب میں وہ خلاف عادات واقعات بیان کئے جائیں گے جو آپ ﷺ کے وصال کے بعد رونما ہوئے۔

دوسرا باب :۔اس باب میں یہ بیان کیا جائے گا کہ آپ ﷺ نے اپنے وصال کے بعد فریاد کرنے والوں کی کس طرح مدد کی۔آپ ﷺ نے یہ استعانت کبھی عالم رویاء میں فرمائی اور کبھی حالت بیداری میں۔اس باب میں تین فصلیں ہیں۔

پہلی فصل :اس فصل میں ان لوگوں کے واقعات بیان کئے جائیں گے جنہوں نے آپ ﷺ سے اپنی مغفرت وغیرہ کیلئے مدد طلب کی۔

دوسری فصل :اس فصل میں ان لوگوں کے واقعات بیان کئے جائیں گے جو جنگلات،صحراء یا سمندر وغیرہ میں پھنس گئے پھر وہ آپ ﷺ کی برکت سے اپنے مصائب سے نجات پا گئے۔

تیسری فصل :اس فصل میں ان لوگوں کے واقعات ذکر کئے جائیں گے جنہوں نے آپ ﷺ کی بارگاہ میں بھوک اور پیاس کی فریاد کی۔

تیسرا باب :۔اس میں قیامت کی نشانیوں کو بیان کیا جائے گا۔

چوتھا باب :۔اس باب میں اولیاء کی کرامات کو ثابت کیا جائے گا نیز یہ بھی ثابت کیا جائے گا کہ جو چیز کسی نبی کے لئے معجزہ بن سکتی ہے وہ کسی ولی کے لئے کرامت بھی بن سکتی ہے۔آپ ﷺ کی امت کے اولیاء کی کرامات درحقیقت آپ ﷺ کے بقیہ معجزات میں سے ہیں۔اسی وجہ سے آپ ﷺ کے معجزات ان گنت ہیں۔

سے عاجز بھی ہوں تو پھر بھی وہ واقعہ معجزہ نہیں ہوگا کیونکہ اس انسان کی یہ مہارت اس کے تجربہ کی وجہ سے ہے مثلاً اگر لوگ ایک صنعت میں کام کرتے ہوں تو ان میں سے جو زیادہ ماہر ہوگا اس کا کام اس کے لئے معجزہ نہیں ہوگا نہ ہی اس کے ساتھ نبوت کا دعویٰ کرنا درست ہوگا۔

امام، عارف شیخ عبدالوہاب شعرانی اپنی کتاب ''الیواقیت والجواہر'' کی انتیسویں بحث میں لکھتے ہیں:

''جان لو اللہ تعالیٰ نے تمام انبیاء اور رسولوں کو اس لئے مبعوث فرمایا تاکہ وہ لوگوں کو اس کے حکم سے کفر کی تاریکیوں سے نکال کر ایمان کے نور کی طرف لے جائیں۔ اللہ رب العزت نے ہر نبی اور رسول کو اس وقت مبعوث کیا جس وقت لوگوں کے ذہنوں میں حیرت اور تشبیہ اور تنزیہ کے درمیان تردد تھا۔ اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں پر احسان فرمایا اور ان کے درمیان ایسے شخص کو مبعوث کیا گیا جس نے ان کی حیرت کو دور کیا۔ جب لوگوں نے غور وفکر کیا تو انہیں معلوم ہوا کہ یہ معاملہ جائز بھی ہے اور ممکن بھی انہوں نے نہ ہی اس نبی کو جھٹلایا اور نہ ہی انہوں نے اس میں کسی ایسی علامت کو دیکھا جو اس کی صداقت پر دلالت کرتی انہوں نے توقف اختیار کیا انہوں نے اس نبی سے سوال کیا کیا آپ اللہ کی طرف سے کوئی ایسی نشانی لے کر آئے ہیں جس سے ہم کو معلوم ہو کہ اس نے آپ کو رسول بنا کر بھیجا ہے کیونکہ ظاہراً تو ہم میں اور آپ میں کوئی فرق نہیں ہے اس وقت وہ نبی ان لوگوں کے پاس معجزہ لے کر آیا۔ ان میں سے کچھ لوگ ایمان لے آئے اور کچھ کفر پر ڈٹے رہے۔ اللہ تعالیٰ نے تمام انبیاء علیہم السلام کی معجزات کے ساتھ تائید فرمائی تاکہ ان کی قومیں ان کے سامنے جھک جائیں کیونکہ انسان کو دوسرے انسان کے سامنے جھکانے کے لئے کسی نہ کسی دلیل کی ضرورت ہوتی ہے۔''

جمہور اصولیین نے معجزہ کی تعریف یہ کی ہے کہ معجزہ سے مراد وہ امر (واقعہ) ہوتا ہے جو خلاف عادت ہو چیلنج کے ساتھ متصل ہو اور جن لوگوں کی طرف اس نبی یا رسول کو بھیجا جائے ان سے اس واقعہ کا مقابلہ نہ ہو سکے اس طرح کہ وہ خلاف عادت واقعہ ان سے رونما نہ ہو سکے چیلنج سے مراد دعویٰ رسالت ہے ہم نے جو یہ کہا ہے کہ معجزہ کا چیلنج کے ساتھ متصل ہونا ضروری ہے یہ اس بات کے خلاف تنبیہ ہے کہ معجزہ کا چیلنج کے ساتھ متصل ہونا ضروری نہیں ہے۔ چیلنج سے مراد اس جیسے واقعہ کو پیش کرنے کا مطالبہ ہے یہاں اس سے مراد یہ ہے کہ وہ اس کے دعویٰ رسالت کے لئے کافی ہو ہر وہ ذات جس سے کہا جائے کہ اگر آپ رسول ہیں تو پھر ہمیں معجزہ دکھائیں اس وقت اللہ تعالیٰ اپنے رسول کے دست اقدس سے معجزہ کا اظہار فرماتا ہے معجزہ کا ظہور اس رسول کی صداقت کی دلیل ہوتا ہے یہ صراحتاً چیلنج کے قائم مقام ہوتا ہے۔

علامہ شعرانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے ابوطاہر القزوینی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب میں پڑھا ہے وہ فرماتے ہیں:

''معجزات سے مراد وہ دلیل قاطع ہے جو انبیاء کی نبوت کے ثبوت کے لئے پیش کی جاتی ہے۔ معجزہ سے مراد وہ فعل ہے جس کو اللہ تعالیٰ مدعی نبوت کے ہاتھ سے صادر فرماتا ہے اس فعل میں اس رسول کے دعویٰ کا اعتراف ہوتا ہے اس کا یہ فعل اللہ تعالیٰ کے اس قول کے قائم مقام ہوتا ہے ''اَنْتَ رَسُوْلِیْ'' تو میرا رسول ہے گویا کہ یہ اس نبی کے دعویٰ کی تصدیق ہوتی ہے۔ اس کی مثال یہ ہے کہ ایک شخص ایک عظیم بادشاہ کے دربار میں کھڑا ہو جائے اور کہے اے حاضرین! میں اس بادشاہ کا قاصد

دو شرائط ہیں: اول: یہ اتنی بار رونما ہوا ہو کہ یہ حد اتفاق سے خارج ہو جائے۔ دوم: اس میں کوئی ایسا سبب بھی نہ پایا جائے جس کی وجہ سے اس کے خلاف دلیل دی جاسکے۔

4۔ وہ واقعہ ایسا ہو کہ اس کی جنس قدرت انسانی میں داخل ہو لیکن اس کی نوع انسانی طاقت سے باہر ہو مثلاً قرآن پاک۔ اگرچہ یہ اپنے اسلوب کے لحاظ سے کلام کی اقسام میں سے ہے۔ لیکن اپنی نوع کے لحاظ سے انسانی قدرت سے باہر ہے تو یہ ایک ایسی جنس بن گئی جو انسانی قدرت سے باہر ہے۔ اس طرح قرآن پاک ایک معجزہ ہے کیونکہ لوگ اگرچہ کلام کرنے پر تو قادر ہیں لیکن ایسا کلام پیش کرنے سے عاجز ہیں۔

5۔ وہ واقعہ جو انسانی افعال میں تو داخل ہو لیکن وہ انسانی قدرت سے خارج ہو جائے۔ مثلاً مریض کا وقت سے پہلے شفایاب ہو جانا یا کھیتی کا وقت سے پہلے پک جانا بلاشبہ مرض سے شفایاب ہونے کے لئے ایک وقت مقرر تھا یا کھیتی کا پک جانا ایک وقت میں مقرر تھا۔ لیکن مریض کا قبل از وقت شفایاب ہونا اور کھیتی کا قبل از وقت پک جانا یہ خلاف عادت ہے اور انسانی قدرت سے خارج ہونے کی وجہ سے معجزہ ہوگا۔

6۔ وہ واقعہ ایسا ہو جس پر انسان کو قدرت نہ ہو جبکہ وہ واقعہ ایسا ہو جو قدرت انسانی کے تحت داخل ہو مثلاً گفتگو کرنے والے کو کلام کرنے سے عاجز آجانے سے ڈرانا اور کتابت سے عاجز آجانے کی خبر دینا ایسا واقعہ معجزہ ہوگا اور اس عاجز کے ساتھ خاص ہوگا۔ کسی دوسرے کے لئے یہ معجزہ نہیں کیونکہ اسے اپنے عجز پر یقین ہے جبکہ دوسرے انسان کو اس کے عجز پر یقین نہیں ہے۔

7۔ وہ واقعہ جس میں کوئی حیوان گفتگو کرے یا کوئی جمادات حرکت کرے اگر یہ حرکت یا گفتگو اس مدعی نبوت کے اشارے یا پکارنے کی وجہ سے ہو تو یہ معجزہ ہوگا اور اگر یہ حرکت یا گفتگو اس کے پکارنے یا اشارے کے بغیر ہی ہو تو یہ اس کے لئے معجزہ نہیں ہوگا کیونکہ ایسا ہونا حادثات زمانہ میں سے ہے اور یہ اس مدعی نبوت کے ساتھ مخصوص نہیں۔

8۔ وہ واقعہ جس میں کسی چیز کا اظہار اس چیز کے ظہور کے زمانہ کے علاوہ ہو مثلاً سردیوں کے پھلوں کا گرمیوں میں ظاہر ہونا اور گرمیوں کے پھلوں کا سردیوں میں ظاہر ہونا۔ اگر ان پھلوں کا کافی عرصہ باقی رکھنا ممکن ہو تو یہ معجزہ نہیں ہوگا اور اگر ان پھلوں کا باقی رکھنا ممکن نہ ہو تو پھر یہ معجزہ ہوگا خواہ اس سے اس معجزہ کے اظہار کا مطالبہ کیا گیا ہو یا اس نے خود ہی اس کا اظہار کر دیا ہو۔

9۔ پانی کا جاری ہونا، یا جاری پانی کا رک جانا وغیرہ اگر ان کا کوئی ظاہری سبب اس کے علاوہ اور کوئی نہ ہو تو یہ معجزہ ہوگا کیونکہ یہ واقعہ بھی خلاف عادت ہے۔

10۔ تھوڑے سے کھانے سے بہت سے لوگوں کا سیر ہونا یا تھوڑے پانی سے بہت سے لوگوں کا سیراب ہونا ان لوگوں کے لئے تو یہ معجزہ ہوگا۔ لیکن ان کے علاوہ دوسرے لوگوں کے لئے معجزہ نہیں ہوگا۔

معجزہ کی یہ تمام اقسام اعجاز کو ثابت کرنے میں برابر ہیں اسی طرح یہ مدعی نبوت کی تصدیق کرنے میں بھی برابر ہیں۔ اگرچہ ان تمام اقسام کے اعجاز میں فرق بھی ہو۔ جس طرح کہ دلائل توحید میں فرق ہوتا ہے۔ لیکن پھر بھی تمام دلائل برابر ہوتے ہیں۔ اگر وہ واقعہ ایسا ہو جس پر لوگ قدرت رکھتے ہوں۔ لیکن ان کی قدرت میں فرق ہو اگر لوگ اس جیسا واقعہ لانے

المواھب الدنیہ میں ہے" معجزہ وہ فعل ہے جو خلاف عادت ہو، چیلنج کے ساتھ متصل ہو اور انبیائے کرام علیہم السلام کی صداقت پر دلالت کرتا ہو۔ اس فعل کو معجزہ اس لئے کہتے ہیں کہ انسان اس جیسا فعل سرانجام دینے سے عاجز ہوتا ہے معجزہ کے لئے شرط یہ ہے کہ وہ خلاف عادت ہو جیسا کہ حضور ﷺ کے لئے چاند کا پھٹ جانا اور آپ ﷺ کی مبارک انگلیوں سے پانی رواں ہو جانا۔ معجزہ کے لئے دوسری شرط یہ ہے کہ وہ چیلنج کے ساتھ متصل ہو اس سے مراد مقابلہ کرنے کی دعوت دینا ہے۔ محقق علماء کہتے ہیں کہ چیلنج سے مراد رسالت کا دعویٰ کرنا ہے یعنی جو چیز وہ چیلنج کرنے والا لے کر آیا ہے اس جیسی چیز کوئی انسان پیش نہیں کر سکتا۔ چیلنج کی قید لگانے سے وہ واقعہ خارج ہو گیا جو بغیر چیلنج کے ہو۔ مثلاً کرامت۔ اس کے ساتھ چیلنج متصل نہیں ہوتا۔ معجزہ کے لئے ایک شرط یہ بھی ہے کہ وہ واقعہ چیلنج (دعویٰ رسالت) سے پہلے کا نہ ہو۔ مثلاً ہمارے نبی کریم ﷺ کی بعثت سے قبل آپ ﷺ کے سر اقدس پر بادل کا سایہ کناں ہونا یا آپ ﷺ کا سینہ چاک ہونا یہ آپ ﷺ کے معجزات میں شامل نہیں ہیں بلکہ یہ کرامات ہیں اور ان کا ظہور اولیاء کرام کے دست اقدس سے ہونا جائز ہے کیونکہ انبیائے کرام علیہم السلام دعویٰ نبوت سے پہلے اولیاء کے درجہ سے کم نہیں ہوتے اس لئے ان کی نبوت کی نبیاد کے لئے ایسی کرامات کا ظاہر ہونا جائز ہے اسی طرح معجزہ کے لئے یہ بھی شرط ہے کہ وہ واقعہ مدعی نبوت کے وصال کے بعد ظہور پذیر نہ ہوا ہو مثلاً یہ روایت کیا گیا ہے کہ آپ ﷺ کے وصال کے بعد کئی مردوں نے کلمہ طیبہ پڑھا۔ اس طرح معجزہ کے لئے یہ شرط بھی لگائی جاتی ہے کہ اس کا مقابلہ کرنا ناممکن ہو اس شرط سے جادو معجزہ کی تعریف سے نکل گیا کیونکہ اگرچہ وہ بھی چیلنج کے ساتھ متصل ہوتا ہے لیکن کسی نبی یا رسول کے لئے اس کا مقابلہ کرنا ممکن ہوتا ہے۔

علماء کا اختلاف ہے کہ کیا جادو سے اشیاء کو تبدیل اور طبیعتوں کو متغیر کیا جا سکتا ہے یا نہیں۔ بعض علماء کہتے ہیں جادو سے اشیاء اور طبیعتوں کو تبدیل کیا جا سکتا ہے حتیٰ کہ وہ کہتے ہیں کہ ایک جادوگر انسان کو گدھے میں تبدیل کر سکتا ہے۔ جبکہ دوسرے علماء کہتے ہیں کہ کوئی انسان بھی جسم کو بدلنے اور طبیعت کو متغیر کرنے پر قدرت نہیں رکھتا۔ اللہ تعالیٰ صرف اپنے انبیاء کرام کے لئے اجسام اور طبیعتوں کو تبدیل کرتا ہے جادوگر اور صالح یہ کسی جسم کو تبدیل نہیں کر سکتے وہ دلیل دیتے ہوئے کہتے ہیں کہ اگر ہم جادوگر کے لئے بھی وہی بات درست مان لیں جو ایک نبی کے لئے مسلمہ ہے تو پھر تمہارے نزدیک ایک جادوگر اور نبی میں کیا فرق باقی رہے گا اگر تم علامہ قاضی ابوبکر الباقلانی کے اس قول سے دلیل پکڑو کہ ان میں فرق چیلنج کے ساتھ ہوگا تو تم سے کہا جائے گا کہ تمہاری یہ دلیل باطل ہے اور اس کی کئی وجوہات ہیں:

1۔ چیلنج کی شرط لگانا ایسا قول ہے جس کی دلیل قرآن، سنت اور اجماع میں کہیں نہیں ملتی اور ہر وہ چیز جو دلیل سے عاری ہوتی ہے وہ باطل ہوتی ہے۔

2۔ آپ ﷺ کے اکثر عظیم الشان اور بلند مرتبہ معجزات چیلنج کے بغیر ہی ہیں مثلاً سنگریزوں کا تسبیح پڑھنا، پانی کا جاری ہونا، تنے کا کلام کرنا، ایک صاع سے کئی افراد کو کھلانا، آنکھ میں لعاب دہن لگانا، ہاتھ کا ہم کلام ہونا، اونٹ کا آپ ﷺ کی بارگاہ میں شکوہ کرنا وغیرہ شائد قرآن پاک کے علاوہ کسی اور معجزہ سے آپ نے کسی کو چیلنج نہیں کیا۔ علماء فرماتے ہیں کہ اس قول پر

ہوں میری صداقت کی نشانی یہ ہے کہ یہ بادشاہ ابھی کھڑا ہو جائے گا اور اپنے سر سے اپنا تاج اتار دے گا۔ بادشاہ فوراً کھڑا ہو جاتا ہے اور اپنے سر سے تاج اتار دیتا ہے بادشاہ کا فعل اس کے اس قول کے قائم مقام ہے کہ اے میرے قاصد! تو واقعی ہی میرا پیغام بر ہے۔

پھر انہوں نے فرمایا کرامت اور معجزہ میں فرق یہ ہے کہ معجزہ چیلنج یعنی دعویٰ رسالت کے ساتھ متصل ہوتا ہے کرامت وہ واقعہ ہوتا ہے جس کے ساتھ ولی کسی کو چیلنج نہیں کرتا۔ اس کی حقیقت یہ ہے کہ ولی جب اپنے خلاف عادت واقعہ کے ساتھ یہ دعویٰ کرتا ہے کہ وہ ولی ہے تو اس کی وجہ سے کسی نبی کے معجزہ میں عیب نہیں نکالا جا سکتا لیکن جب وہ اسی واقعہ کے ساتھ یہ دعویٰ کرتا ہے کہ وہ نبی ہے تو وہ اپنے دعویٰ میں جھوٹ بولتا ہے اور جھوٹا اللہ کا ولی نہیں ہو سکتا اس لئے یہ درست نہیں کہ اس ہاتھ پر بھی ایسے ہی واقعات کا ظہور کیا جائے جیسے واقعات کا ظہور انبیاء اور اولیاء کے ہاتھوں پر کیا جاتا ہے۔

معجزہ، جادو اور شعبدہ بازی میں فرق یہ ہے کہ معجزہ وہ ہوتا ہے جو یا تو خود باقی رہتا ہے یا پھر اس کا اثر کافی دیر تک رہتا ہے جبکہ جادو کا اثر بہت جلد زائل ہو جاتا ہے۔ ایک نبی معجزہ کا اظہار عظیم لوگوں اور سرداروں کے سامنے کرتا ہے جبکہ شعبدہ بازی بچوں، ضعیف العقل اور کمزور لوگوں کے سامنے کی جاتی ہے۔ معجزہ اور کہانت میں فرق یہ ہے کہ معجزہ وہ فعل ہوتا ہے جو خلاف عادت ہو، چیلنج کے ساتھ متصل ہو اور اللہ تعالیٰ کے اس قول ''اَنْتَ رَسُوْلِیْ'' کے قائم مقام ہو جیسا کہ پہلے گزر چکا ہے جبکہ کہانت سے مراد وہ کلمات ہیں جو کاہن کی زبان سے جاری ہوتے ہیں کبھی یہ کلمات واقعہ کے موافق ہو جاتے ہیں اور کبھی مخالف۔ نبی ہمیشہ خَلق اور خُلق میں کامل ہوتا ہے جبکہ کاہن مخبوط الحواس اور ناقص عقل کا مالک ہوتا ہے۔ اگر کوئی کاہن اپنی کہانت کی وجہ سے نبوت کا دعویٰ کرے تو اکثر دوسرا کاہن اس کی کہانت کا مقابلہ کر سکتا ہے لیکن اگر کوئی نبی کسی معجزہ کے ساتھ کسی کو چیلنج کرتا ہے اور جھوٹا مدعی النبوت اس کا مقابلہ کرے تو پھر یہ جائز نہیں کہ اس جھوٹے مدعی النبوت کے ہاتھ سے بھی اسی طرح معجزہ کا ظہور کیا جائے جس طرح سچے نبی کے ہاتھ سے معجزہ کا ظہور ہوتا ہے۔ لوگوں کا اس بات پر اجماع ہے کہ جھوٹے انسان کے ہاتھ سے معجزہ صادر نہیں ہو سکتا ان کے کلام کا خلاصہ یہ ہے کہ معجزہ کے لئے شرط یہ ہے کہ اس کا فعل عادت کے خلاف ہو کیونکہ عادی فعل تو جھوٹے اور سچے دونوں سے رونما ہو سکتا ہے

دوسری شرط یہ ہے کہ وہ فعل تکلیف (مکلف ہونا) کے دنوں میں ہو کیونکہ قیامت میں آسمان کا پھٹ جانا اور سورج کی روشنی کا ختم ہونا بھی اگرچہ خلاف عادت ہیں لیکن یہ معجزہ نہیں ہیں کیونکہ ان کا تعلق ایام تکلیف سے نہیں ہے معجزہ کے لئے تیسری شرط یہ ہے کہ وہ چیلنج سے ملحق ہو چیلنج سے مراد رسالت کا دعویٰ ہے کیونکہ کبھی کبھی خلاف عادت واقعات رونما ہوتے ہیں۔ مثلاً زلزلہ اور بجلی کا گرنا وغیرہ لیکن یہ معجزہ نہیں کیونکہ یہ چیلنج کے ساتھ متصل نہیں ہیں چوتھی شرط یہ ہے کہ وہ واقعہ ابتداً یعنی نئے سرے سے ظہور پذیر ہو۔ مثلاً کوئی انسان قرآن پاک کی سورۃ کو یاد کر لے پھر وہ ایک دور دراز کے قبیلے کے پاس جائے جن کے پاس ابھی تک اسلام کی دعوت نہ پہنچی ہو وہاں جا کر وہ نبوت کا دعویٰ کر دے تو پھر اس کی پیش کردہ قرآن پاک کی سورت اس کے لئے معجزہ نہیں ہوگی۔

علامہ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے ''شرح الھمزیہ'' میں فرمایا ہے'' حق یہ ہے کہ معجزہ کی تعریف میں چیلنج اپنے اصل معنی ''مقابلہ کی دعوت'' میں نہیں ہے بلکہ یہاں اس سے مراد رسالت کا دعویٰ کرنا ہے حضور ﷺ کے تمام معجزات دعویٰ رسالت کے ساتھ متصل ہیں۔ دجال کے ہاتھوں رونما ہونے والے عظیم واقعات اس قول کو منافی نہیں ہیں کیونکہ وہ رسالت کا دعویٰ نہیں کرے گا بلکہ وہ الوہیت (خدا ہونے) کا دعویٰ کرے گا۔اس کے اس دعویٰ کے خلاف بہت سے دلائل ہوں گے اور ان واقعات کا اس کے ہاتھوں سے ظہور ہونا صرف فتنہ کے لئے ہوگا۔''

علامہ فاسی نے شرح دلائل میں لکھا ہے کسی نبی یا رسول کے دست اقدس سے رونما ہونے والے خلاف عادت ایسے واقعہ کو معجزہ کہنا جس کے ساتھ چیلنج متصل ہو متکلمین کی اصطلاح میں ہے۔ متکلمین کہتے ہیں کہ ایسا واقعہ جس کے ساتھ چیلنج متصل نہ ہو اس کو آیت یا دلیل کہتے ہیں لیکن انبیاء کرام کے لئے ان کی تمام آیات معجزہ ہیں۔

حضور ﷺ نے اپنے اس فرمان میں اسی کی طرف اشارہ فرمایا ہے۔

مَا مِنْ نَّبِیٍّ مِنَ الْاَنْبِیَاءِ اِلَّا اُعْطِیَ مِنَ الْاٰیَاتِ مَا آمَنَ عَلٰی مِثْلِہِ الْبَشَرُ وَکَانَ الَّذِیْ اُوْتِیْتُہٗ وَحْیًا یُّوْحٰی اِلَیَّ۔

''کوئی نبی ایسا نہیں گزرا مگر اسے ایسے معجزات عطا کئے گئے جن پر انسان زیادہ ایمان لاتا ہے اور جو مجھے عطا کیا گیا وہ وحی ہے جو مجھ پر کی گئی۔''

متکلمین کے علاوہ بڑے آئمہ کرام ان معجزات کو دلائل النبوۃ اور آیات النبوۃ کے نام سے موسوم کرتے ہیں اسی وجہ سے انہوں نے اپنی کتابوں کے نام دلائل الاعجاز اور دلائل النبوۃ رکھے ہیں۔علامہ الامیر نے لکھا ہے'' وہ واقعات جو خلاف عادت ہوں ان کی سات اقسام ہیں:۔

(1) معجزہ:۔ وہ واقعہ جو چیلنج کے ساتھ متصل ہو۔

(2) ارہاص:۔ نبوت سے قبل مدعی نبوت سے صادر ہونے والے واقعات یہ رَھَصُ الْجِدَارِ سے نکلا ہے اس کا معنی ہے دیوار کی بنیاد۔

(3) کرامت:۔ یہ اولیاء کے ساتھ مختص ہے۔

(4) المعونہ:۔ وہ واقعہ جو عام انسان کے ہاتھ سے رونما ہو۔

(5) استدراج:۔ وہ واقعہ جو گناہ گار کے ہاتھ سے سرزد ہو اور اس کے دعویٰ کے موافق ہو۔استدراج الوہیت کا دعویٰ کرنے والے کے ہاتھ سے سرزد ہونے والا واقعہ ہے مثلاً دجال جھوٹے مدعی نبوت کے واقعات کو استدراج نہیں کہتے کیونکہ اس میں حادث ہونے کی علامات اتنی زیادہ ہوتی ہے کہ التباس کا کوئی خطرہ نہیں ہوتا۔

(6) اہانۃ:۔ وہ واقعہ جو گناہ گار کے ہاتھوں پر رونما ہو اور اس کے دعویٰ کے مخالف ہو۔

(7) جادو اور شعبدہ بازی:۔ بعض علماء فرماتے ہیں کہ شعبدہ بازی خلاف عادت واقعات میں سے نہیں ہے کیونکہ اس کے

افسوس ہے جس کی وجہ سے حضور ﷺ کے ہاتھ مبارک سے سرزد ہونے والے واقعات میں سے صرف دو کو ہی معجزہ کے نام سے موسوم کیا جا سکے اور باقی تمام معجزات لغو ہو جائیں اور جس شخص نے یہ کہا کہ حضور ﷺ کے دست اقدس سے رونما ہونے والے واقعات معجزات نہیں ہیں وہ بدعت تو درکنار کفر کے زیادہ قریب ہو جائے گا حضور ﷺ ان معجزات میں سے ہر معجزہ کے ظہور کے وقت فرمایا کرتے تھے "اَشْهَدُ اَنِّی رَسُوْلُ اللّٰهِ"۔

3۔ تیسری وجہ یہ ہے کہ انہیں لوگوں نے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان سے دلیل پکڑی ہے۔

وَ اَقْسَمُوْا بِاللّٰهِ جَهْدَ اَيْمَانِهِمْ لَىِٕنْ جَآءَتْهُمْ اٰيَةٌ لَّيُؤْمِنُنَّ بِهَا ؕ قُلْ اِنَّمَا الْاٰيٰتُ عِنْدَ اللّٰهِ وَ مَا يُشْعِرُكُمْ ۙ اَنَّهَاۤ اِذَا جَآءَتْ لَا يُؤْمِنُوْنَ﴿۱۰۹﴾ (الانعام:109)

"اور وہ قسمیں کھاتے ہیں اللہ کی پوری کوشش سے کہ اگر آ گئی ان کے پاس کوئی نشانی تو ضرور ایمان لائیں گے اس کے ساتھ آپ فرمائیے کہ نشانیاں تو صرف اللہ ہی کے پاس ہیں اور (اے مسلمانو!) تمہیں کیا خبر کہ جب یہ نشانی آ جائے تو (تب بھی) یہ ایمان نہیں لائیں گے۔"

وَ مَا مَنَعَنَاۤ اَنْ نُّرْسِلَ بِالْاٰيٰتِ اِلَّاۤ اَنْ كَذَّبَ بِهَا الْاَوَّلُوْنَ ؕ (بنی اسرائیل:59)

"اور نہیں روکا ہمیں اس امر سے کہ ہم بھیجیں (کفار کی تجویز کردہ) نشانیاں مگر اس بات نے کہ جھٹلایا تھا اس نشانیوں کو پہلوں نے۔"

مذکورہ بالا آیات میں اللہ تعالیٰ نے انبیاء کے معجزات کو آیات کے نام سے تعبیر فرمایا ہے۔ لیکن ان آیات میں کسی کو کوئی چیلنج نہیں کیا گیا اس سے بھی یہی واضح ہوتا ہے کہ "چیلنج" کی شرط لگانا درست نہیں ہے۔

اس کا جواب یہ دیا گیا ہے کہ یہاں چیلنج سے مراد مقابلہ کی دعوت دینا نہیں بلکہ دعویٰ رسالت ہے۔

معجزہ کے لئے چوتھی شرط یہ ہے کہ وہ چیلنج کرنے والے کے دعویٰ کے موافق ہو۔ جب مذکورہ بالا شرائط میں سے کوئی ایک شرط بھی مفقود ہوگی تو ہم اس واقعہ کو معجزہ نہیں کہیں گے۔

اگر کوئی یہ سوال کرے کہ جن واقعات کا ظہور انبیاء کرام کے ہاتھوں سے ہوتا ہے کیا ہم ان واقعات کو لفظ معجزہ، آیت یا دلیل سے تعبیر کر سکتے ہیں۔ اس کا جواب یہ ہے کہ علماء کرام نے انبیاء کرام کے معجزات کو دلائل النبوۃ اور آیات النبوۃ کے نام سے ہی موسوم کیا ہے قرآن وحدیث میں معجزہ کا لفظ نہیں آیا بلکہ ان میں آیت، بینہ اور برہان کا لفظ استعمال ہوا ہے۔ اکثر اہل کلام معجزہ صرف اس واقعہ کو کہتے ہیں جو انبیائے کرام علیہم السلام کے ساتھ خاص ہو جو اولیائے کرام کے لئے خلاف عادت واقعات رونما ہوتے ہیں ان کو کرامت کا نام دیا جاتا ہے۔ بعض علماء مثلاً امام احمد رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ معجزہ اور کرامت دونوں کو لفظ معجزہ سے تعبیر کرتے تھے جبکہ آیت اور برہان کا لفظ نبی کی نبوت کے لئے خاص کرتے تھے کبھی کرامات کو بھی آیات کے نام سے تعبیر کیا جا سکتا ہے کیونکہ وہ کرامت اس نبی کی نبوت پر دلالت کرتی ہیں جس کی اتباع وہ ولی کر رہا ہوتا ہے۔ (المواہب اللدنیہ کی عبارت اختتام پذیر ہوئی)۔

کیونکہ جمادات کو گفتگو کرنے کا کوئی اختیار نہیں ہے اس لئے اس کی تکذیب کا اعتبار کیا جائے گا جمادات کی گفتگو اللہ تعالیٰ کا امر ہے جبکہ انسان گفتگو کرنے پر قادر ہے اس لئے اس کو تکذیب کا کوئی اختیار نہیں ہوگا کبھی وہ کفر کو ایمان پر ترجیح دیتا ہے۔

7۔اس واقعہ کا مقابلہ کرنا ناممکن ہو یہ قید لگانے سے سحر معجزہ سے خارج ہو گیا۔شعبدہ بازی بھی جادو کا ہی ایک حصہ ہوتی ہے یہ ہاتھ کی صفائی ہوتی ہے جس میں ایک حقیقت نظر آتی ہے حالانکہ وہاں کسی حقیقت کا کوئی وجود نہیں ہوتا۔جیسا کہ حوات کے لئے رونما ہوا تھا۔

بعض علماء نے آٹھویں قید کی بھی شرط لگائی ہے کہ وہ واقعہ عادت کے ختم ہونے کے زمانہ میں نہ ہو مثلاً سورج کا مغرب سے طلوع ہونے کا وقت۔ یہ قید لگانے سے دجال کے لئے رونما ہونے والے واقعات معجزہ سے خارج ہو جائیں گے مثلاً جب وہ آسمان کو بارش برسانے کے لئے کہے گا تو فوراً بارش نازل ہوگی اور اگر وہ زمین کو نباتات اگانے کے لئے کہے گا تو فوراً نباتات اگ آئے گی۔

حضور ﷺ کے معجزات کثیر اور عظیم الشان ہیں۔آپ ﷺ کے وہ معجزات جو علم قطعی سے ثابت ہوں اور متواتر منقول ہوں ان معجزات کے منکر کے کفر میں کوئی شک نہیں ہے اور اگر معجزہ علم قطعی اور تواتر سے ثابت نہ ہوا گر وہ معجزہ مشہور ہو مثلاً آپ ﷺ کی انگلیوں سے پانی جاری ہونا تو اس کا منکر فاسق ہوگا۔اگر وہ معجزہ مشہور نہ ہو لیکن وہ صحیح سند یا حسن سند سے ثابت ہو تو اس کا منکر قابل تعزیر (سزا) ہوگا۔

دوسری بحث

اس بحث میں یہ بیان کیا جائے گا کہ جو بھی فضیلت یا معجزہ دیگر انبیاء اور مرسلین علیہم السلام کو عطا کیا گیا سرور دو جہاں کو بھی یا تو ایسی ہی فضیلت اور معجزہ عطا کیا گیا یا آپ ﷺ کو ایسا معجزہ اور فضیلت عطا کی گئی جو دیگر انبیاء و مرسلین علیہم السلام سے ہر لحاظ سے فوقیت رکھتی تھی اس بحث میں یہ بھی بیان کیا جائے گا کہ تمام انبیاء کرام علیہم السلام اپنے معجزات کے ظہور کے لئے آپ ﷺ کے نور مبارک سے مدد طلب کیا کرتے تھے۔جس طرح کہ حضرت امام بوصیری نے فرمایا ہے:

وَكُلُّ آيٍ اَتَى الرُّسُلُ الْكِرَامُ بِهَا فَاِنَّمَا اتَّصَلَتْ مِنْ نُّوْرِهٖ بِهِمِ

"جس قدر معجزات انبیائے کرام علی نبینا وعلیهم الصلوٰة والسلام دنیا میں لائے فی الحقیقت وہ تمام معجزات انہیں آپ ہی کے نور سے حاصل ہوئے۔"

فَاِنَّهٗ شَمْسُ فَضْلٍ هُمْ كَوَاكِبُهَا يُظْهِرْنَ اَنْوَارَهَا لِلنَّاسِ فِي الظُّلَمِ

"حضور ﷺ فضل و کرم کا آفتاب ہیں اور باقی انبیاء آپ ﷺ کے مقابلہ میں بمنزلہ ستاروں کے ہیں جو علم اور ہدایت کی روشنی کی ضلالت اور جہالت کی ظلمت میں اہل دنیا پر ظاہر کرتے رہے۔"

المواهب الدنيه میں حضرت امام شہاب الدین القسطلانی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ حضرت علامہ ابن مرزوق رحمۃ اللہ

اسباب اتنے عیاں ہوتے ہیں کہ عادی افعال میں ان کا شمار ہوتا ہے۔

شیخ المشائخ علامہ ابراہیم الباجوری رحمۃ اللہ علیہ ''جوہرہ'' کے حاشیہ میں لکھتے ہیں ''معجزہ لغت کے لحاظ سے عجز سے ماخوذ ہے یہ قدرت کی ضد ہے اور عرف میں معجزہ سے مراد وہ امر ہے جو خلاف عادت ہو اور چیلنج کے ساتھ ہو۔ چیلنج سے مراد رسالت یا نبوت کا دعویٰ کرنا ہے اس کے ساتھ ساتھ لوگ اس واقعہ کا مقابلہ کرنے سے بھی قاصر ہوں۔

علامہ سعد فرماتے ہیں ''معجزہ سے مراد وہ امر ہوتا ہے جو مدعی النبوت کے ہاتھ پر خلاف عادت ظاہر ہوتا ہے۔ یہ واقعہ اس وقت رونما ہوتا ہے جب منکرین چیلنج کرتے ہیں لیکن منکرین اس جیسا واقعہ پیش کرنے سے عاجز ہوتے ہیں۔''

محقق علماء کے نزدیک معجزہ میں سات قیود کا ہونا ضروری ہے:۔

1۔ وہ معجزہ از روئے قول، فعل یا ترک ہو مثلاً قرآن پاک (قول کی مثال)، آپ ﷺ کے ہاتھوں سے پانی کا جاری ہونا (فعل کی مثال) اور آگ کا حضرت ابراہیم علیہ السلام کو نہ جلانا (ترک کی مثال)

2۔ وہ واقعہ خلاف عادت ہو یہ قید لگانے سے عادی واقعہ اس سے خارج ہو گیا مثلاً ایک انسان یہ کہے کہ میری صداقت کی علامت یہ ہے کہ سورج اسی جگہ سے طلوع ہو گا جہاں سے روزانہ طلوع ہوتا ہے اور اسی جگہ غروب ہو گا جہاں روزانہ غروب ہوتا ہے۔

3۔ وہ واقعہ نبوت یا رسالت کے مدعی کے ہاتھوں سے ظہور پذیر ہو یہ قید لگانے سے کرامت معجزہ کی تعریف سے خارج ہو گئی کیونکہ کرامت وہ واقعہ ہوتا ہے جو نیک انسان کے ہاتھ سے رونما ہوتا ہے اور معونت وہ واقعہ ہوتا ہے جو عوام کے ہاتھوں ظاہر ہوتا ہے استدراج وہ واقعہ ہوتا ہے جو فاسق و فاجر انسان کے ہاتھوں سے سرزد ہوتا ہے۔ اہانت، وہ واقعہ ہوتا ہے جو فاسق و فاجر کے ہاتھوں رونما ہوتا ہے اور اس کا مقصد اس کی تکذیب کرنا ہوتا ہے۔ جیسا کہ مسیلمہ کذاب نے اندھی آنکھ پر اپنا تھوک لگایا تا کہ وہ ٹھیک ہو جائے لیکن اس کی تھوک کی وجہ سے دوسری آنکھ بھی اندھی ہو گئی۔

4۔ وہ واقعہ حقیقتاً یا حکماً دعویٰ نبوت یا دعویٰ رسالت کے ساتھ متصل ہو یہ قید لگانے سے ارہاص معجزہ کی تعریف سے خارج ہو گیا کیونکہ اس سے رسالت یا نبوت سے قبل کا واقعہ مراد ہوتا ہے یہ نبوت یا رسالت کی بنیاد ہوتا ہے مثلاً حضور نبی کریم ﷺ پر بعثت سے قبل بادل کا سایہ فگن ہونا۔

5۔ وہ واقعہ اس ذات کے دعویٰ کے موافق ہو اس کی قید لگانے سے دعویٰ کے مخالف رونما ہونے والا واقعہ معجزہ کی تعریف سے خارج ہو گیا۔ مثلاً ایک انسان یہ کہے کہ میری صداقت کی علامت یہ ہے کہ یہ سمندر پھٹ جائے گا لیکن اس کے اس قول کے بعد سمندر کی بجائے پہاڑ پھٹ جائے۔

6۔ وہ واقعہ اس ذات کی تکذیب کرنے والا نہ ہو جب وہ اس کی تکذیب کرنے والا ہو گا تو وہ معجزہ کی تعریف سے نکل جائے گا۔ جیسا کہ ایک شخص یہ کہے کہ میری صداقت کی نشانی یہ ہے کہ یہ جمادات محو کلام ہو گی۔ وہ جمادات گفتگو تو کرے لیکن یہ کہے کہ وہ جھوٹا اور افتراء کرنے والا ہے لیکن اگر اس انسان نے یہ کہا کہ میری صداقت کی علامت یہ ہے کہ وہ مردہ ابھی زندہ ہو جائے گا اور کلام کرے گا۔ اس کے اس قول کے بعد وہ مردہ زندہ ہو گیا اور کہنے لگا کہ وہ جھوٹا اور مفتر ہے۔ یہ واقعہ پہلے واقعہ کے خلاف ہے

فرمایا۔ حضرت آدم علیہ السلام کی تخلیق کا مقصد یہ تھا کہ آپ ﷺ کی تخلیق آپ علیہ السلام کی پشت مبارک سے کی جائے۔ اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ تاجدار مدینہ علیہ الصلوٰۃ والسلام مقصود ہیں جبکہ حضرت آدم علیہ السلام وسیلہ ہیں۔ یہ امر طے ہے کہ مقصود وسیلے سے پہلے ہوتا ہے۔ ملائکہ کا حضرت آدم علیہ السلام کو سجدہ کرنے کے بارے میں حضرت امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ اپنی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ ملائکہ کو حضرت آدم علیہ السلام کو سجدہ کرنے کا حکم اس لئے دیا گیا تھا کیونکہ نور محمدی ﷺ حضرت آدم علیہ السلام کی پیشانی میں چمک رہا تھا۔

حضرت علامہ فاکہانی رحمۃ اللہ علیہ نے جو حکایت بیان کی ہے اس میں حضرت ابوعثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ واعظ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت امام سہل بن محمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سنا ہے وہ فرماتے ہیں کہ اللہ رب العزت نے اس آیت مبارکہ:
إِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ ؕ (الاحزاب:56) ''بے شک اللہ تعالیٰ اور اس کے سارے فرشتے آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام پر درود شریف بھیجتے ہیں'' میں جو شرف بخشا ہے وہ حضرت آدم علیہ السلامؑ کے اس شرف سے افضل واعلیٰ ہے جو اللہ رب العزت نے انہیں مسجود ملائک بنا کر بخشا تھا کیونکہ حضرت آدم علیہ السلام کے اس شرف میں صرف فرشتے تھے۔ اللہ تعالیٰ کی ذات ان میں شامل نہ تھی یعنی آپ علیہ السلام کو سجدہ صرف ملائکہ نے ہی کیا تھا۔ جبکہ آپ ﷺ کو جو یہ صلوٰۃ وسلام کا شرف حاصل ہوا اس میں ذات خداوندی، ملائکہ اور مومنین بھی شامل ہیں۔ یقیناً یہ شرف اس شرف اور فضیلت سے برتر ہے جس میں صرف ملائکہ شامل ہوں پھر یہ کہ اللہ رب العزت نے حضرت آدم علیہ السلام کو تمام اسماء کی تعلیم دی تھی۔ اس کے بارے میں دیلمی نے مسند الفردوس میں حضرت ابورافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ایک حدیث نقل کی ہے حضرت ابورافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ تاجدار مدینہ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:

مجھے بھی تمام اسماء کی تعلیم دی گئی جس طرح کہ حضرت آدم علیہ السلام کو تمام اسماء کی تعلیم دی گئی تھی پس جس طرح حضرت آدم علیہ السلام کو تمام علوم کے اسماء کی تعلیم دی گئی تھی اسی طرح آپ ﷺ کو بھی تمام علوم کے اسماء کی تعلیم دی گئی تھی۔ اس کے علاوہ بھی اللہ رب العزت نے بہت سا علم آپ ﷺ کو عطا فرمایا تھا۔

حضرت ادریس علیہ السلام کی فضیلت اور بزرگی یہ ہے کہ اللہ رب العزت نے انہیں بلند مقام کی طرف اٹھایا تھا۔ جبکہ ہمارے نبی محترم ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے معراج کرائی۔ آپ ﷺ کو اللہ رب العزت نے اس ارفع مقام تک سیر کروائی جہاں تک کسی اور نبی یا پیغمبر کی رسائی ناممکن تھی۔

حضرت نوح علیہ السلام کو اللہ رب العزت نے یہ بزرگی اور شرف بخشا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ علیہ السلام کو اور آپ کے مومنین کو طوفان میں غرق ہونے سے نجات عطا فرمائی۔ آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اللہ رب العزت نے یہ فضیلت عطا فرمائی کہ اللہ رب العزت نے آپ ﷺ سے یہ وعدہ کیا ہے کہ وہ آپ ﷺ کی امت کو آسمان سے عذاب نازل کر کے تباہ نہیں کرے گا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَاَنْتَ فِيْهِمْ ؕ (الانفال:33) ''اور نہیں ہے اللہ تعالیٰ کہ عذاب دے انہیں حالانکہ آپ تشریف فرما ہیں ان میں''۔ حضرت امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ اپنی تفسیر میں فرماتے ہیں

علیہ فرماتے ہیں ''جو بھی معجزہ کسی بھی رسول یا نبی کے دست اقدس سے ظہور پذیر ہوا وہ مالک کون ومکان ﷺ کے نور مبارک سے منسوب ہے اور اس کی تکمیل آپ ﷺ کے نور کی وجہ سے ہوئی۔ یہ قول ''فَاِنَّمَا اتَّصَلَتْ مِنْ نُوْرِہٖ بِھِمْ'' کتنا حسین ترین ہے۔ وہ تمام معجزات ان کو آپ ﷺ کے نور سے حاصل ہوئے۔ آپ ﷺ ان کو معجزات عطا فرمایا کرتے تھے آپ ﷺ کا نور ہمیشہ آپ کے ساتھ رہا۔ کبھی بھی جدا نہ ہوا۔ انبیاء علیہم السلام میں سے ہر نبی کے معجزات آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نور کی وجہ سے ہیں کیونکہ آپ ﷺ فضل وکرم کے خورشید تاباں ہیں۔ دیگر تمام انبیاء علیہم السلام ستارے ہیں۔ ستارے اس سورج کے انوار لوگوں کے لئے اس وقت ظاہر کرتے ہیں جب ہر طرف اندھیرا ہوتا ہے۔ وہ ستارے بذات خود منور نہیں ہوتے وہ سورج سے نور طلب کرتے ہیں۔ وہ سورج کی عدم موجودگی میں اس کے نور کو ظاہر کرتے ہیں آپ ﷺ کے وجود مسعود سے قبل انبیاء علیہم السلام کی بھی یہی کیفیت تھی وہ آپ ﷺ کے فضل وکرم کا اظہار کرتے تھے وہ تمام معجزات جو انبیاء ورسل کے دست اقدس سے ظاہر ہوئے وہ آپ ﷺ کے مبارک نور کی وجہ سے رونما ہوئے۔ آپ ﷺ کے مبارک نور نے ان کی بہت زیادہ مدد فرمائی لیکن آپ کے نور میں کسی قسم کی کمی واقع نہ ہوئی۔

اللہ رب العزت کے پہلے نبی ابو البشر حضرت آدم علیہ السلام ہیں۔ اللہ رب العزت نے آپ علیہ السلام کو زمین میں اپنا خلیفہ بنا کر بھیجا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ علیہ السلام کو تمام اسماء کی تعلیم دے کر آپ کی مدد فرمائی لیکن وہ تمام اسماء ان جوامع الکلم میں سے ہی تھے جو سرور کائنات ﷺ کو دیئے گئے۔ تمام اسماء کی تعلیم دے کر حضرت آدم علیہ السلام کو ملائکہ کے سامنے لایا گیا جنہوں نے یہ کہا تھا۔

اَتَجْعَلُ فِیْھَا مَنْ یُّفْسِدُ فِیْھَا وَیَسْفِکُ الدِّمَآءَ ۚ (البقرہ:30) ''کیا تو مقرر کرتا ہے زمین میں جو فساد برپا کرے گا اور خونریزیاں کرے گا۔''

پھر رب العزت کے خلفاء یکے بعد دیگرے زمین پر تشریف لاتے رہے حتیٰ کہ حضور ﷺ کے وجود مسعود کے ظہور کا وقت آ گیا تاکہ آپ ﷺ کی عظمت ورفعت کا اظہار کیا جائے۔ جب آپ ﷺ کے وجود اطہر کا ظہور اس کائنات میں ہوا تو آپ ﷺ کا جسم مبارک وہ مہر منیر تھا جس نے ہر نور کو اپنے اندر شامل کر لیا۔ جس نے اپنے معجزات کی کثرت میں دیگر انبیائے کے معجزات کو چھپا دیا تمام رسل کی رسالت آپ ﷺ کی نبوت کے ضمن میں داخل ہو گئی اور تمام انبیاء کی نبوت آپ ﷺ کی رسالت کے جھنڈے نیچے آ گئی کسی بھی نبی یا رسول کو کوئی معجزہ، کرامت یا فضیلت نہیں دی گئی مگر آپ ﷺ کو بھی اسی کی مثل معجزہ، کرامت یا فضیلت بخشی گئی۔

حضرت آدم علیہ السلام کو اللہ رب العزت نے یہ فضیلت عطا فرمائی کہ انہیں اپنے دست قدرت سے پیدا فرمایا۔ اللہ رب العزت نے اپنے محبوب کریم ﷺ کو شرح صدر کی نعمت سے نوازا اللہ تعالیٰ نے بذات خود آپ ﷺ کے سینہ اقدس کو کشادہ فرمایا۔ اس میں ایمان اور حکمت بھر دیا۔ اسی کو خُلق نبوی کہتے ہیں جب کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو خَلقِ وجودی عطا کیا یعنی آپ علیہ السلام کے وجود کو اپنے دست قدرت سے بنایا اور ہمارے حبیب لبیب ﷺ کو خُلقِ عظیم عطا

بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھر آئے۔ انہوں نے اپنی لونڈی سے کہا کہ دستر خوان لے کر آؤ تا کہ ہم کھانا کھائیں وہ لونڈی دستر خوان لے کر آئی۔ پھر حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا وہ رومال بھی لے کر آؤ۔ آپ کی لونڈی ایک غبار آلود سا رومال لے کر آئی۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی لونڈی کو تنور جلانے کے لئے کہا۔ اس نے تنور جلایا آپ وہ رومال لے کر آئے۔ اس کو اس آگ میں پھینک دیا جب اس کو باہر نکالا گیا تو وہ دودھ کی طرح سفید تھا۔ ہم نے پوچھا یہ کیا ہے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جواباً ارشاد فرمایا کہ یہ وہ رومال ہے جس سے ہمارے محبوب ﷺ اپنے چہرے کو صاف کیا کرتے تھے۔ جب یہ رومال میل آلود ہو جاتا ہے۔ ہم اس کو صاف کرنے کے لئے اس کو اسی طرح آگ میں پھینک دیتے ہیں کیونکہ آگ ان اشیاء کو نہیں جلاتی جنہوں نے انبیاء کے چہروں کو مس کیا ہو۔ آپ ﷺ کی امت میں سے آپ کے کئی غلاموں کو آگ میں پھینکا گیا لیکن آگ نے ان پر کوئی اثر نہ کیا۔

حضرت ابن وہب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا گیا ہے وہ حضرت ابن لہیعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ جب اسود عنسی نے نبوت کا دعویٰ کیا۔ اس نے صنعاء پر قبضہ کر لیا۔ اس نے حضرت ذؤیب بن کلیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پکڑ لیا۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اس نے آگ میں پھینک دیا کیونکہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سرور دو عالم کو نبی برحق تسلیم کرتے تھے۔ آگ نے آپ کو کوئی نقصان نہ دیا۔ حضور اکرم ﷺ نے یہ واقعہ اپنے اصحاب رضوان اللہ علیہم اجمعین کے سامنے بیان کیا حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا:

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ جَعَلَ فِیْ اُمَّتِنَا مِثْلَ اِبْرٰهِیْمَ عَلَیْهِ السَّلَامُ۔

''تمام تعریفیں اس اللہ کے لئے ہیں جس نے ہماری امت میں حضرت خلیل علیہ السلام کی طرح کے لوگ پیدا کئے۔''

ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا ہے کہ اسود بن قیس نے حضرت ابو مسلم خولانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بلا بھیجا جب وہ اس کے پاس آئے تو اسود بن قیس نے کہا کہ کیا تو گواہی دیتا ہے کہ میں اللہ کا رسول ہوں حضرت ابو مسلم خولانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا میں نے یہ نہیں سنا، اس نے کہا کہ کیا تو گواہی دیتا ہے کہ محمد (فداہ روحی و ابی وامی) ﷺ اللہ کے رسول ہیں آپ نے فرمایا ہاں میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد مصطفیٰ ﷺ اللہ کے رسول برحق ہیں۔ اس نے بہت بڑی آگ کو بھڑکایا اور حضرت ابو مسلم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اس میں پھینک دیا لیکن اس آگ نے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کوئی نقصان نہ دیا۔ لوگوں نے اسود بن قیس سے کہا کہ اگر تو نے اس شخص کو اپنے آپ سے جدا نہ کیا تو یہ تیری اتباع کرنے والوں کو خراب کر دے گا۔ اس نے حضرت ابو مسلم خولانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو وہاں سے چلے جانے کا حکم دیا وہ مدینہ منورہ تشریف لائے حضور اکرم ﷺ پیک اجل کو لبیک کہہ چکے تھے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ خلیفہ بن چکے تھے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا:

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ الْبَثَنِیْ حَتّٰی اَرَانِیْ فِیْ اُمَّةِ مُحَمَّدٍ مَنْ صُنِعَ بِهٖ كَمَا صُنِعَ بِاِبْرَاهِیْمَ

کہ اللہ رب العزت نے حضرت نوح علیہ السلام کو اس عزت سے نوازا کہ ان کی کشتی پانی کی سطح پر کھڑی رہی۔ جبکہ حضور ﷺ کو اللہ رب العزت نے اس سے بڑی فضیلت عطا فرمائی۔ روایت کیا گیا ہے کہ نبی الثقلین ﷺ پانی کے کنارے پر تشریف فرما تھے۔ عکرمہ بن ابو جہل بھی وہاں بیٹھا ہوا تھا۔ اس نے آپ ﷺ سے کہا کہ اگر آپ سچے ہیں تو پھر آپ اس پتھر کو بلائیں جو دوسرے کنارے پر ہے۔ وہ پانی کی سطح پر تیرتا ہوا آئے اس میں ڈوبنے نہ پائے۔ آپ ﷺ نے اشارہ کیا پتھر نے اپنے مقام سے حرکت کی وہ پانی میں تیرتا ہوا نبی الحرمین ﷺ کے سامنے آ کر رک گیا اور آپ کی رسالت کی گواہی دی۔

حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اللہ رب العزت نے یہ شرف بخشا تھا کہ آتش نمرود آپ پر ٹھنڈی اور سلامتی والی ہو گئی تھی۔ اللہ رب العزت نے ہمارے آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اسی کی مثل معجزات عطا کئے تھے۔ اللہ رب العزت نے آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام سے جنگ کی آگ کو بجھا دیا وہ ایسی شعلہ زن آگ تھی جس کا ایندھن تلواریں ہوتی تھیں۔ جن کے آلا ؤ نیزے ہوتے تھے جو حسد کی وجہ سے شعلہ بار ہوتی تھی جس کا مقصد روح اور جسم دونوں کو جلانا ہوتا تھا جیسا کہ اللہ رب العزت کا ارشاد ہے: كُلَّمَآ اَوْقَدُوْا نَارًا لِّلْحَرْبِ اَطْفَاَهَا اللّٰهُ ۙ (المائدہ:64) ”جب کبھی وہ بھڑکاتے ہیں آگ لڑائی کی بجھا دیتا ہے اسے اللہ تعالیٰ“۔

یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ آپ ﷺ معراج کی رات آگ کے سمندر پر سے گزرے آپ ﷺ وہاں سے سلامتی کے ساتھ گزر گئے۔

حضرت امام النسائی رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا ہے کہ حضرت محمد بن خاطب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں ابھی بچہ تھا مجھ پر ہنڈیا گر پڑی میری ساری جلد جل گئی میرے والد محترم مجھے اٹھا کر حضور ﷺ کی بارگاہ میں لے آئے۔ آپ ﷺ نے میری جلد پر لعاب دہن لگایا۔ جلی ہوئی جگہ پر اپنا دست اقدس پھیرا آپ ﷺ نے فرمایا: اَذْهِبِ الْبَاسَ رَبَّ النَّاسِ۔ ”اے لوگوں کے پروردگار! اس تکلیف کو دور فرما۔“ اس کے بعد میں اس طرح تندرست ہو گیا کہ گویا کہ مجھے پہلے کوئی تکلیف نہ تھی۔ اس معجزہ کی تشریح کرتے ہوئے حضرت علامہ زرقانی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ ہمارے نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے لئے ایران کے آتش کدے کی آگ بھی بجھ گئی تھی جو کہ ایک ہزار سال سے مسلسل جل رہی تھی۔

ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت عمرو بن میمون رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے کہ مشرکین حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو آگ میں جلا رہے تھے حضور نبی کریم ﷺ ان کے قریب سے گزرے آپ ﷺ نے اپنا ہاتھ ان کے سر پر پھیرا آپ ﷺ نے فرمایا۔

يَا نَارُ كُوْنِيْ بَرْدًا وَسَلَامًا عَلٰى عَمَّارٍ كَمَا كُنْتِ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ۔

”اے آگ! حضرت عمار پر اسی طرح ٹھنڈی اور سراپا سلامتی ہو جا جس طرح تو حضرت ابراہیم پر ہو گئی تھی۔“

ابو نعیم رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت عباد بن عبد الصمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ ہم حضرت انس

آپ ﷺ کی جدائی میں رونے لگا۔ یہ واقعہ اتنے کثیر صحابہ کرام علیہم الرضوان نے روایت کیا ہے۔ جس سے اس کے وقوع کا قطعی علم ہوتا ہے۔ حضرت امام رازی رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے علاوہ دیگر مفسرین نے یہ حکایت نقل فرمائی ہے کہ جب ابوجہل نے آپ ﷺ پر پتھر پھینکنے کا ارادہ کیا تو اس نے آپ ﷺ کے دونوں کندھوں پر دو سانپ دیکھے وہ ڈر کر واپس لوٹ آیا۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے ید بیضاء کا معجزہ عطا کیا تھا جس کی چمک آنکھوں کو خیرہ کرتی تھی۔ سرور دو عالم ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے یہ معجزہ عطا فرمایا تھا کہ آپ ﷺ کا نور مبارک حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر آپ کے والد محترم حضرت عبداللہ تک ہمیشہ پاک پشتوں اور پاک رحموں میں منتقل ہوتا رہا۔ آپ ﷺ کو یہ معجزہ بھی عنایت کیا گیا کہ حضرت قتادہ بن نعمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے۔ آپ ﷺ کی معیت میں انہوں نے عشاء کی نماز پڑھی۔ وہ رات بہت زیادہ تاریک اور بارش والی تھی آپ ﷺ نے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کھجور کی ایک شاخ عطا فرمائی۔ آپ ﷺ نے فرمایا ''اس کو ساتھ لے کر جاؤ یہ تیرے لئے دس ہاتھ تیرے سامنے اور دس ہاتھ تیرے پیچھے روشنی کرے گی جب تو اپنے گھر میں داخل ہو جائے تمہیں کوئی کالی چیز نظر آئے تو اسے مارنا حتیٰ کہ وہ گھر سے نکل جائے کیونکہ وہ شیطان ہو گا۔'' حضرت قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ چل پڑے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے وہ کھجور کی شاخ منور ہو گئی حتیٰ کہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے گھر میں داخل ہو گئے انہوں نے وہاں ایک سیاہ چیز کو دیکھا آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کو مارا یہاں تک کہ وہ گھر سے نکل گئی اس حدیث کو ابونعیم رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا ہے۔

حضرت امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا اور اس حدیث کو صحیح کہا ہے اور حاکم رحمۃ اللہ علیہ نے اسے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا حضرت عباد بن بشیر اور حضرت اسید بن حضیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کسی حاجت روائی کے لئے بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئے۔ وہ کافی دیر بارگاہ بے کس پناہ میں حاضر رہے حتیٰ کہ رات کا کافی حصہ گزر گیا۔ وہ رات بہت زیادہ تاریک تھی پھر وہ دونوں بارگاہ رسالت سے نکلے ان دونوں کے ہاتھ میں ایک ایک عصا تھا۔ ان دونوں عصا میں سے ایک عصا روشن ہو گیا وہ دونوں اس کی روشنی میں چلتے رہے۔ جب دونوں کی راہیں جدا ہو گئیں تو پھر دوسرا عصا بھی ان کے لئے روشن ہو گیا۔ وہ دونوں اپنے اپنے عصا کی روشنی میں چلتے رہے حتیٰ کہ وہ اپنے اپنے گھر پہنچ گئے۔ اس حدیث کو حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا ہے۔

حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تاریخ میں حضرت امام بیہقی اور ابونعیم رحمہما اللہ تعالیٰ نے حضرت حمزہ اسلمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ ہم نبی مختار ﷺ کے ساتھ کسی سفر میں تھے۔ تاریک رات میں ہم ایک دوسرے سے جدا ہو گئے میری انگلیاں روشن ہو گئیں حتیٰ کہ ان کے اجالے میں لوگوں نے اپنے سامان کو اکٹھا کیا۔ انہوں نے اپنی ان اشیاء کو بھی جمع کیا جو گر چکی تھیں جبکہ میری انگلیاں نور فشاں ہی رہیں۔

اللہ رب العزت نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو جو معجزات عطا کئے تھے ان میں سے ایک آپ علیہ السلام کے لئے سمندر کا پھٹ جانا تھا۔ اللہ رب العزت نے ہمارے پیارے مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء کے لئے چاند کو دو ٹکڑے کر دیا تھا۔ حضرت موسیٰ

''سب تعریفیں اس اللہ کے لئے ہیں جس نے مجھے مہلت دے حتیٰ کہ میں نے امت محمد یہ میں ایک ایسے شخص کی زیارت کی جس کے ساتھ ایسا واقعہ پیش آیا جس طرح کا واقعہ حضرت خلیل علیہ السلام کے ساتھ پیش آیا تھا۔''

حضرت علامہ القسطلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو جو مقام خلت دیا گیا تھا وہ ہمارے آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بھی عطا کیا گیا اس کے ساتھ ساتھ آپ ﷺ کو مقام محبت سے بھی نوازا گیا۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ نے جب حضرت ابراہیم علیہ السلام کو یہ شرف بخشا کہ آپ اہل زمین میں سے اس وقت تنہا انسان تھے جو اللہ کی عبادت کرنے والے تھے نیز آپ علیہ السلام کو یہ بھی فضیلت ملی کہ آپ علیہ السلام نے بتوں کو توڑا تھا۔ ہمارے آقا و مولا علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بھی فتح مکہ کے دن چھڑی سے بتوں کو توڑنے کا شرف ملا۔ جب آپ ﷺ بتوں کو توڑ رہے تھے اس وقت آپ بلند آواز سے قرآن پاک کی یہ آیت تلاوت کر رہے تھے۔

وَ قُلْ جَآءَ الْحَقُّ وَ زَهَقَ الْبَاطِلُ ؕ اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا (بنی اسرائیل:81)

''اور آپ (اعلان) فرما دیجئے آ گیا ہے حق اور مٹ گیا ہے باطل اور بیشک باطل تھا ہی مٹنے والا۔''

بیت اللہ شریف کے ارد گرد تین سو ساٹھ بت تھے آپ ﷺ ہاتھ میں چھڑی لے کر ان بتوں کو مارتے جاتے تھے اور مذکورہ بالا آیت کی تلاوت فرماتے جاتے تھے حتیٰ کہ تمام بت منہ کے بل زمین پر گر پڑے (رواہ الشیخان)۔

اللہ رب العزت نے حضرت خلیل علیہ السلام کو اس شرف سے بھی نوازا کہ آپ نے اللہ کا پاکیزہ گھر تعمیر کیا اس میں کوئی خفاء نہیں کہ اللہ کا محترم گھر جسم ہے اس کی روح حجر اسود ہے بلکہ حدیث شریف میں آیا ہے کہ یہ اللہ تعالیٰ کا دایاں ہاتھ ہے۔ اس سے مراد حجر اسود کو چھونا یا چومنا ہے۔ استسلام کا معنی پختہ کرنا بھی ہے۔ جس طرح کہ کوئی عہد لیتے وقت اس کی قسموں سے پختہ اور مستحکم کیا جاتا ہے۔ تاجدار نبوت ﷺ کو بھی یہ فضیلت عطا کی گئی۔ قریش مکہ نے جب بیت اللہ کو گرانے کے بعد از سر نو اس کی تعمیر شروع کی۔ حجر اسود کو رکھنے کے علاوہ اور کوئی کام باقی نہ رہا تو انہوں نے آپس میں جھگڑنا شروع کر دیا۔ پھر انہوں نے اس بات پر اتفاق کیا کہ کل جو سب سے پہلے بیت اللہ میں داخل ہو گا وہ ہمارا فیصلہ کرے گا۔ دوسرے دن سب سے پہلے حضور ﷺ بیت اللہ میں داخل ہوئے۔ اس وقت قریش مکہ پکار اٹھے۔ ''محمد الامین ﷺ تشریف لائے ہیں'' اس مسئلہ میں وہ ہی ہمارے درمیان فیصلہ فرمائیں گے آپ ﷺ نے ایک کپڑے کو پھیلانے کا حکم دیا۔ آپ ﷺ نے اس کپڑے میں حجر اسود کو رکھا پھر آپ ﷺ نے فرمایا کہ ہر قبیلے کا سردار کپڑے کو ایک جانب سے اٹھا لے۔ اس طرح انہوں نے مل کر حجر اسود کو اٹھا لیا پھر حضور ﷺ نے حجر اسود کو پکڑا اور اس کو اس کی جگہ پر رکھ دیا اللہ رب العزت نے آپ ﷺ کو یہ مقام اس لئے عطا فرمایا تاکہ وقت گزرنے کے باوجود آپ ﷺ کی یہ فضیلت باقی رہے۔

وہ شرف اور فضیلت جو اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو عطا کی وہ آپ علیہ السلام کے عصا مبارک کا سانپ میں تبدیل ہو جانا تھا جبکہ یہ سانپ گفتگو کرنے سے عاری تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب لبیب ﷺ کو یہ معجزہ عطا کیا کہ کھجور کا تنا

حضرت داؤد علیہ السلام کو اللہ رب العزت نے یہ معجزہ عطا کیا تھا کہ لوہا آپ علیہ السلام کے ہاتھوں میں نرم ہو جاتا تھا۔ جب آپ علیہ السلام لوہے کو چھوتے تھے وہ ملائم ہو جایا تھا ہمارے رسول محترم ﷺ کو یہ معجزہ عطا کیا گیا کہ آپ ﷺ کے دست اقدس میں سوکھی شاخ سرسبز و شاداب ہو جاتی تھی۔ اس شاخ کے پتے بھی نکل آتے تھے۔ آپ ﷺ نے ام معبد کی بیمار بکری کو ہاتھ لگایا وہ نہ صرف شفایاب ہوگئی بلکہ اس نے دودھ دینا بھی شروع کر دیا۔

حضرت سلیمان علیہ السلام کو اللہ رب العزت نے یہ معجزہ عطا فرمایا تھا کہ آپ علیہ السلام سے پرندے گفتگو کرتے تھے شیاطین اور ہوا آپ کے لئے مسخر تھے۔ آپ علیہ السلام کو وہ سلطنت عطا کی گئی جو آپ کے بعد کسی اور شخص کو عطا نہ کی گئی۔ سرور کائنات علیہ السلام والتحیات کو بھی نہ صرف اس جیسے معجزات عطا کئے گئے بلکہ ان سے بہت کچھ زیادہ بھی عنایت کیا گیا جہاں تک پرندوں اور درندوں کے ساتھ گفتگو کا تعلق ہے تو ہمارے پیارے نبی ﷺ وہ عظیم رسول ہیں جن کے ساتھ پتھروں نے گفتگو کی آپ ﷺ کے دست اقدس میں سنگریزوں نے تسبیح بیان کی۔ بکری کے زہر آلود بازو نے آپ ﷺ سے گفتگو کی۔ آپ ﷺ سے ہرن ہم کلام ہوا۔ آپ ﷺ کے پاس اونٹ شکایت کناں ہوا۔ روایت کیا گیا ہے کہ ایک پرندے کو اس کے بچے کی وجہ سے تکلیف پہنچی۔ اس پرندے نے آپ ﷺ کے سر اقدس پر منڈلانا شروع کر دیا وہ آپ ﷺ سے ہم کلام ہوا آپ ﷺ نے فرمایا ”تم میں سے کس نے اس کا بچہ چھین کر اس کو تکلیف دی ہے۔ ایک شخص نے عرض کی یا رسول! اللہ صلی اللہ علیک وسلم میں نے اس کا بچہ لیا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا اس کا بچہ واپس لوٹا دو۔“ اس حدیث کو حضرت امام رازی رحمۃ اللہ علیہ نے نقل کیا ہے۔

ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ نے اس واقعہ کو ان الفاظ کے ساتھ روایت کیا ہے کہ ہم ایک سفر میں حضور ﷺ کے ساتھ تھے۔ آپ ﷺ حاجت کرنے کے لئے تشریف لے گئے۔ ہم نے ایک چڑیا دیکھی۔ اس کے ساتھ اس کے دو بچے تھے ہم نے اس نے دونوں بچوں کو اٹھالیا وہ چڑیا آئی وہ زمین کے قریب تر ہوگئی جب حضور ﷺ تشریف لائے تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ کس شخص نے اس چڑیا کو اس کے بچے اٹھا کر تکلیف دی ہے اس کے بچے اس کو واپس کر دو۔ آپ ﷺ کے ساتھ بھیڑیا کے ہم کلام ہونے کا قصہ معروف ہے۔

حضرت سلیمان علیہ السلام کو جو ہوا کا معجزہ عنایت ہوا تھا وہ ہوا تھی جس کی صبح کی منزل ایک ماہ کی مسافت تھی اور رات کی منزل بھی اتنی ہی تھی آپ علیہ السلام زمین میں کہیں بھی دور دراز کا سفر کرنا چاہتے تھے وہ آپ کو اس مقام تک اٹھا کر لے جاتی تھی ہمارے نبی محترم ﷺ کو براق عطا کیا گیا جو نہ صرف ہوا سے تیز رفتار ہے بلکہ وہ بجلی سے بھی تیز تر ہے وہ آپ ﷺ کو ایک ساعت میں فرش سے اٹھا کر عرش تک لے گیا زمین سے آسمان کی مسافت کم از کم سات ہزار سال کی ہے جبکہ مستوی سے لے کر رف رف تک کی مسافت کو اللہ کے علاوہ اور کوئی نہیں جانتا۔ ہوا حضرت سلیمان علیہ السلام کے لئے اس لئے مسخر کی گئی تھی تا کہ وہ آپ علیہ السلام کو اٹھا کر زمین کے دور دراز گوشوں تک پہنچا دے جبکہ شہریار مدینہ ﷺ کے لئے زمین کو سمیٹ دیا گیا حتیٰ کہ آپ ﷺ نے زمین کے مشارق اور مغارب کو دیکھ لیا ان دونوں معجزات کے درمیان وہی فرق ہے جو ان

علیہ السلام کا یہ تصرف اس جہان رنگ و بو میں تھا جبکہ آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کا تصرف عالم بالا میں تھا ان دونوں کے درمیان فرق واضح ہے۔ حضرت ابن المنیر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ابن حبیب رحمۃ اللہ علیہ نے ذکر کیا ہے کہ زمین اور آسمان کے درمیان ایک سمندر ہے جس کا نام مکفوف ہے زمین کے تمام سمندروں کو اس کے ساتھ اس طرح نسبت ہے جس طرح کہ قطرہ کو بحر بے کراں کے ساتھ نسبت ہے انہوں نے فرمایا کہ وہ سمندر معراج کی رات ہمارے آقا و مولا علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لئے پھٹ گیا حتیٰ کہ آپ ﷺ نے اس سمندر کو عبور کر لیا آپ ﷺ کا یہ معجزہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے لئے سمندر کے پھٹ جانے سے عظیم تر ہے۔

اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو جو معجزات عطا فرمائے تھے ان میں سے ایک آپ علیہ السلام کی دعاؤں کی قبولیت تھی۔ اس کے بارے میں حضور نبی مکرم ﷺ کو اتنے زیادہ معجزات عطا کئے گئے جو حد شمار سے ماوراء ہیں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو ایک معجزہ یہ بھی عطا ہوا تھا کہ آپ علیہ السلام کے لئے پتھر سے پانی رواں ہو گیا۔ جبکہ آپ ﷺ کو یہ معجزہ عطا کیا گیا کہ آپ ﷺ کی مبارک انگلیوں سے پانی رواں ہو گیا۔ آپ ﷺ کا یہ معجزہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے اس معجزہ سے عظیم تر ہے کیونکہ پتھر زمین کی جنس سے ہے اس سے پانی جاری ہوتا رہتا ہے جبکہ گوشت سے پانی کا جاری ہونا یہ عادت نہیں ہے آپ ﷺ کا یہ معجزہ اتنا عظیم الشان ہے کہ کسی اور نبی کو یہ معجزہ عطا نہیں کیا گیا۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے جو فضیلت عطا کی اس میں سے ایک کوہ طور پر آپ کا اللہ سے ہم کلام ہونا ہے۔ ہمارے آقا و مولا ﷺ کو بھی شب معراج اللہ کے ساتھ نہ صرف ہم کلام ہونے کا شرف حاصل ہوا بلکہ آپ ﷺ دَنٰی فَتَدَلّٰی یعنی انتہائی قرب کے مقام پر فائز ہوئے۔ آپ ﷺ نے اس رات اللہ کا دیدار بھی کیا۔ حضور ﷺ کا اللہ سے ہم کلام ہونے کا مقام آسمانوں سے بلند تر ہے۔ آپ کا ہم کلام ہونے کا مقام سدرۃ المنتہیٰ اور مستویٰ سے بھی بلند تر ہے حتیٰ کہ نور اور رفرف بھی آپ ﷺ کے مقام سے پیچھے رہ گئے جبکہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا اللہ سے مناجات کرنے کا مقام طور سیناء ہے۔

حضرت ہارون علیہ السلام کو اللہ رب العزت نے زبان کی فصاحت کا معجزہ عطا کیا ہمارے پیارے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام فصاحت اور بلاغت میں افضل تھے۔ آپ ﷺ اس مقام پر فصیح و بلیغ تھے جہاں لوگ فصاحت و بلاغت سے نا آشنا تھے۔ ہمارے نبی مکرم ﷺ کے علاوہ کسی اور نبی نے فصاحت کے ساتھ کسی کو چیلنج نہیں کیا کیونکہ یہ فصاحت و بلاغت کی خصوصیت قرآن پاک کے علاوہ کسی اور کتاب میں نہیں پائی جاتی۔

حضرت یوسف علیہ السلام کو اللہ رب العزت نے جو معجزہ بخشا وہ آپ علیہ السلام کو حسن و جمال عطا فرمانا تھا۔ جبکہ ہمارے نبی مکرم ﷺ کو حسن کامل عطا کیا گیا۔ حضرت یوسف علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے خواب کی تعبیر کا ملکہ بھی عطا فرمایا تھا۔ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام سے تین خوابوں کی تعبیر منقول ہے۔ ان میں سے پہلی خواب یہ ہے کہ آپ علیہ السلام نے گیارہ ستاروں، سورج اور چاند کو سجدہ کناں دیکھا۔ دوسری خواب آپ کے دو جیل کے قیدی ساتھیوں کی تھی جبکہ تیسری خواب مصر کے بادشاہ کی تھی۔ رحمۃ للعالمین ﷺ کو اتنی زیادہ خوابوں کی تعبیر سکھائی گئی جو حد شمار سے ماوراء ہے۔

سلام کرتے تھے، کھجور کا تنا آپ ﷺ کے فراق میں رویا۔ آپ ﷺ کے یہ معجزات مردوں کے کلام کرنے سے زیادہ عظیم ہیں کیونکہ یہ اشیاء ان چیزوں سے تعلق رکھتی ہیں جو محو کلام نہیں ہوتیں اللہ رب العزت نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو یہ معجزہ عطا فرمایا تھا کہ آپ علیہ السلام ان اشیاء کا علم رکھتے تھے جن کو لوگ اپنے گھروں میں چھپا کر رکھتے تھے۔ پوشیدہ اشیاء کے علم کے بارے میں نبی دو جہاں ﷺ کے اتنے معجزات ہیں جو حد شمار سے ماوراء ہیں۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے آسمان پر اٹھا لینے کا معجزہ عطا کیا۔ شب معراج نبی اکرم ﷺ کو نہ صرف آسمان پر لے جانے کا معجزہ عطا کیا بلکہ اس رفعت میں آپ ﷺ کے لئے مزید درجات کا اضافہ فرمایا۔ آپ ﷺ نے بارگاہ ربوبیت میں خصوصی مناجات کیں حریم قدس میں داخل ہوئے۔ اللہ کا دیدار کیا۔

المواهب الدنیه کے شارح کہتے ہیں کہ مصنف نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی امت پر جو مائدہ (دستر خوان) اترا کرتا تھا اس کو چھوڑ دیا ہے۔ آپ علیہ السلام کے معجزات میں اس کا ذکر نہیں کیا۔ اس کی وجہ ابن منیر رحمۃ اللہ علیہ کا یہ قول ہے کہ مائدہ کی مثل ہمارے نبی کریم ﷺ کے لئے ہونا ضروری نہیں کیونکہ مائدہ بنی اسرائیل کے لئے ایک آزمائش تھی۔ ان کے لئے مائدہ نعمت نہ تھا جس طرح کہ اس آیۂ مبارکہ: لُعِنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْۢ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ عَلٰى لِسَانِ دَاوٗدَ وَعِيْسَى ابْنِ مَرْيَمَ ؕ (المائدہ:78) ''لعنت کئے گئے وہ جنہوں نے کفر کیا بنی اسرائیل سے داؤد کی زبان پر اور عیسیٰ پسر مریم کی زبان پر'' کی تفسیر میں ذکر کیا گیا کہ بنی اسرائیل نے مائدہ کے بعد کفر کیا۔ ان پر لعنت کی گئی اور ان کی توبہ کبھی بھی قبول نہ ہوئی۔

اللہ رب العزت نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو یہ عزت بھی بخشی کہ آپ کی دعائیں قبول ہو جاتیں تھیں نبی مکرم ﷺ کو یہ معجزہ بطریق احسن عطا فرمایا گیا۔ ایک دفعہ دوران سفر لوگوں کا زاد راہ کم ہو گیا۔ وہ قلیل مقدار کھانا جو صرف دس آدمیوں کے لئے تھا اس کو جمع کیا گیا۔ آپ ﷺ نے اس میں برکت کی دعا فرمائی وہ دس انسانوں کا کھانا ایک ہزار آدمیوں نے خوب سیر ہو کر کھایا۔ انہوں نے اپنے برتنوں کو بھی بھر لیا جبکہ کھانا اپنی پہلی ہی مقدار میں موجود تھا اس میں ذرا سی بھی کمی نہیں ہوئی تھی۔ یہ وہ مبارک کھانا تھا جو آسمان سے نازل ہوا تھا اللہ تعالیٰ نے اس کو کُنْ کہا تو یہ کھانا پیدا ہو گیا۔ لیکن اس مبارک کھانے میں نہ شدت تھی نہ خوف اور ڈر تھا نہ ہی آزمائش اور فتنے کا اندیشہ تھا اور نہ ہی کفران نعمت کی وجہ سے توبہ کا دروازہ بند ہونے کا خدشہ تھا۔

شامنیہ میں ذکر کیا گیا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے اس معجزہ کی مثال ہمارے نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی حیات مبارکہ میں موجود تھی۔ آپ ﷺ کے طفیل کئی مرتبہ آسمان سے کھانا اترا۔

حضرت امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ایک آدمی اپنے گھر میں آیا۔ اس نے دیکھا کہ اس کے اہل خانہ نے کچھ نہیں کھایا وہ بھوکے ہیں۔ وہ لوگوں کے پاس کچھ مانگنے کے لئے گیا اس کی عورت نے بارگاہ ربوبیت میں دعا کی: اَللّٰهُمَّ ارْزُقْنَا مَا نَعْجِنُ وَنَخْبِزُ. ''اے مولا! ہم کو وہ رزق عطا فرما جس کو ہم گوندھیں اور اس سے روٹیاں پکائیں۔ جب وہ عورت بارگاہ لم یزل میں یوں گویا ہوئی تو اس کی مٹھی فوراً خمیر سے بھر گئی۔ اس کی چکی نے آٹا

دوانسانوں کے درمیان فرق ہے جن میں سے ایک زمین کو گھوم کر دیکھتا ہے جبکہ دوسرے کے لئے زمین خود سمٹ جاتی ہے۔

حضرت سلیمان علیہ السلام کو جو یہ معجزہ عطا کیا گیا کہ اللہ رب العزت نے آپ علیہ السلام کے لئے شیاطین کو مسخر کر دیا اللہ رب العزت نے سیدِ مرسلان ﷺ کو اس سے عظیم تر معجزہ عطا کیا روایت کیا گیا ہے کہ تمام شیطانوں کا سردار ابلیس سرور کائنات ﷺ کے اس وقت بالمقابل آیا جب آپ ﷺ نماز میں مصروف تھے۔آپ ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے شیطان پر غلبہ عطا فرمایا آپ ﷺ نے اس لعین کو مسجد کے ستون کے ساتھ باندھ دیا۔آپ ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے اس سے بہتر یہ معجزہ عطا کیا آپ پر جن ایمان لے کر آئے۔اس آیۃ مبارکہ: وَحُشِرَ لِسُلَيْمٰنَ جُنُوْدُهٗ مِنَ الْجِنِّ (النمل:17) میں جو جنات کی تعداد بیان کی گئی ہے شافع روز جزاء ﷺ کے لشکر کی تعداد اس سے کہیں زیادہ بھی ہے اور افضل بھی ہے کیونکہ آپ ﷺ کے لشکر میں تمام ملائکہ بھی شامل ہیں۔جبرئیل آپ ﷺ کے خادم ہیں۔

حضرت سلیمان علیہ السلام کو یہ معجزہ بھی بخشا گیا کہ آپ علیہ السلام کے لشکر میں پرندے بھی شامل تھے اس سے زیادہ تعجب انگیز غار کی کبوتری کا واقعہ ہے جس نے ایک لحمہ میں غار کے دہانے گھونسلا بنا دیا تھا اور دشمن کے خلاف آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کی حمایت کی تھی۔لشکر کی کثرت کا مقصد حمایت حاصل کرنا ہے ہمارے نبی محترم ﷺ کو وہ حمایت ایک آسان ترین چیز سے حاصل ہو گئی تھی۔

حضرت سلیمان علیہ السلام کا ایک معجزہ یہ بھی تھا کہ آپ کو سلطنت و ملک عطا کیا گیا سرور دو جہاں ﷺ کو اختیار دیا گیا کہ کیا آپ عبد نبی بننا چاہتے ہیں یا کہ بادشاہ نبی بننا چاہتے ہیں آپ ﷺ نے فرمایا کہ میں عبد نبی بننا پسند کرتا ہوں۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے یہ معجزہ عطا کیا تھا کہ آپ علیہ السلام مادرزاد اندھوں اور کوڑھیوں کو شفا عطا فرماتے تھے۔آپ علیہ السلام مردوں کو زندہ کیا کرتے تھے۔رحمۃ للعالمین ﷺ کو بھی یہ سعادت عطا کی گئی کہ آپ ﷺ نے اپنی جگہ سے گری ہوئی آنکھ کو دوبارہ لگا دیا آپ ﷺ کے دست اقدس کی برکت سے وہ پہلے سے کہیں زیادہ بینا ہو گئی۔امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے دلائل نبوت میں ایک قصہ ذکر کیا ہے کہ ایک شخص بارگاہ رسالت میں حاضر ہوا۔اس نے آپ ﷺ سے عرض کی کہ میں آپ پر اس وقت تک ایمان نہیں لاؤں گا حتیٰ کہ آپ ﷺ میری بیٹی کو زندہ کریں آپ ﷺ اس لڑکی کی قبر پر آئے۔صدائے دلنواز لگائی۔

يَا فُلَانَةُ فَقَالَتْ لَبَّيْكَ وَسَعْدَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ

"آپ نے کہا اے فلاں عورت! اس نے جواب میں کہا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم میں حاضر ہوں۔"

روایت کیا گیا ہے کہ حضرت معاذ بن عفراء رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زوجہ محترمہ کو برص کی بیماری تھی اس نے اس بیماری کی شکایت بارگاہ رسالت میں کی آپ ﷺ نے اس کے جسم پر اپنا عصا مبارک پھیرا۔اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کے صدقہ اس خاتون کو شفاء کاملہ عطا فرمائی۔اسی طرح آپ ﷺ کے دست اقدس میں سنگریزے تسبیح خواں ہوئے۔آپ ﷺ کو پتھر

فقراء اور اولیاء سے ان کے حالات دریافت فرمایا کرتے تھے۔ ان پر دست شفقت رکھا کرتے تھے۔ ایک دن انہوں نے اولیائے کاملین میں سے ایک ایسے شخص کو دیکھا جو بہت زیادہ عبادت کیا کرتا تھا۔ اس کے نیک اعمال بہت زیادہ تھے لوگ اس سے بہت زیادہ عقیدت رکھتے تھے آپ نے اس جوان کو دیکھ کر فرمایا اے میرے بچے! میں تیری عجیب کیفیت دیکھتا ہوں کہ تیری عبادات تو بہت زیادہ ہیں لیکن درجہ بہت کم ہے شاید کہ تیرے والد محترم تجھ سے ناراض ہیں۔ اس جوان نے کہا۔ جی ہاں معاملہ ایسا ہی ہے شیخ محترم نے فرمایا کہ کیا تو اپنے والد مکرم کی قبر کو جانتا ہے۔ اس جوان نے جواب دیا۔ جی ہاں میں ان کی قبر کو جانتا ہوں۔ شیخ مکرم نے جواب ارشاد فرمایا ہمارے ساتھ ان کی قبر تک چلو شاید کہ وہ تجھ پر راضی ہو جائیں۔ شیخ یوسف الکردی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں اللہ کی قسم میں نے دیکھا کہ جب اس ولی کامل نے اس کے باپ کو پکارا تو وہ اپنی قبر سے اس حالت میں باہر آیا کہ وہ اپنے سر سے مٹی صاف کر رہا تھا جب وہ سیدھا کھڑا ہو گیا تمام فقراء نے کہا کہ ہم آپ کے پاس اس لئے آئے ہیں تا کہ آپ اپنے بیٹے سے راضی ہو جائیں اس شخص نے جواب دیا کہ میں تم سب کو گواہ بنا کر کہتا ہوں کہ میں اپنے بیٹے سے راضی ہو گیا ہوں پھر اس شیخ محترم علیہ الرحمہ نے اس شخص کو واپس اپنی قبر میں جانے کے لئے کہا وہ اپنی قبر میں چلا گیا اس کی قبر راس الحسینیہ میں جامع شرف الدین کے پاس موجود ہے۔

مردوں کو زندہ کرنا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے عظیم معجزات میں سے ہے ہمارے نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے لئے بھی کئی مردے زندہ ہوئے جس طرح کہ ہم ان شاء اللہ آگے ذکر کریں گے۔

جس طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام بیماروں کو شفا عطا فرماتے تھے۔ غیب چیزوں کی خبریں دیا کرتے تھے۔ اسی طرح اولیائے کاملین بھی بیماریوں کو شفاء بخشتے ہیں اور غیب کی خبریں دیا کرتے ہیں۔ ایسی کرامات ہر جگہ اور ہر وقت کثیر تعداد میں وقوع پذیر ہو رہی ہیں۔ ان اولیاء کرام میں سے کچھ ایسے بھی تھے جن کے ہاتھ میں لوہا نرم ہو جایا کرتا تھا۔ وہ ان سے جو چیز چاہتے وہ بنا لیتے تھے جس طرح کہ اس زمانہ میں میں نے عصر حاضر کے عظیم ولی، مشہور شیخ حضرت علی العمری الشامی رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھا ہے کہ ان کے ہاتھ میں لوہے کی چابی تھی وہ ان کے ہاتھ میں نرم ہو گئی تھی وہ اس کو اپنی انگلیوں سے جس طرح چاہتے بنا لیتے تھے۔ اسی طرح لوگوں نے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہ عمل مبارک بھی دیکھا ہے کہ چاندی بھی ان کے ہاتھ میں لوہے کی طرح نرم ہو جایا کرتی تھی آپ ریال مجیدی (سکے کا نام) کی طرف کو انسان کی پیشانی کے ساتھ لگاتے جبکہ دوسری طرف کو اپنے انگوٹھے اور انگلی کے ساتھ پکڑ لیتے اپنے انگوٹھے اور انگلی کو تھوڑی سی حرکت دیتے تو وہ ریال مجیدی اس طرح مڑ جاتا تھا گویا کہ وہ آٹے کا ٹکڑا ہے۔ پھر وہ ریال اسی طرح نرم ہی رہا کرتا تھا وہ انسان اس کو تبرک سمجھ کر اپنے پاس رکھ لیتا تھا اسی طرح کی اور بھی بہت سی کرامات سنی گئی ہیں اگر ان کو جمع کیا جائے تو ان کی تعداد کئی ہزار ہو جائے گی بلاشبہ لوہے کو نرم کرنا حضرت داؤد علیہ السلام کا مشہور ترین معجزہ ہے۔

کچھ اولیائے کرام کی شان یہ بھی ہے کہ وہ مشرق و مغرب کی مسافت کو تھوڑی دیر میں طے کر لیتے ہیں ان میں سے کچھ ہوا میں محو پرواز ہوتے ہیں کئی اولیائے کاملین کی جن اطاعت کرتے ہیں۔ ایسی کرامات سے کتابیں بھری ہوئی ہیں اور اس طرح

پیسنا شروع کر دیا اور تنور میں آگ جلنے لگ گئی۔ اس کا خاوند آیا اس نے چکی کے چلنے کی آواز سنی۔ اس عورت نے دروازہ کھولا۔ خاوند نے پوچھا کہ یہ چکی کس لئے گھوم رہی ہے اس عورت نے تمام واقعہ اپنے خاوند کو سنایا ان کی چکی چلتی رہی۔ وہ آٹا پیستی رہی حتیٰ کہ ان کے گھر کے تمام برتن آٹے سے بھر گئے۔ اس کے بعد انہوں نے چکی کو اس جگہ سے اٹھا دیا اور اس جگہ پر جھاڑو پھیر دیا انہوں نے یہ واقعہ حضور ﷺ کی بارگاہ میں سنایا۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ تم نے اس چکی کے ساتھ کیا کیا انہوں نے عرض کی ہم نے چکی کو وہاں سے اٹھا کر اس جگہ کو جھاڑو سے صاف کر دیا ہے آپ ﷺ نے فرمایا:

لَوْ تَرَكْتُمُوْهَا مَازَالَتْ كَمَا هِيَ لَكُمْ حَيَاتَكُمْ.

''اگر تم چکی کو اس کی حالت پر یونہی چلنے دیتے تو یہ تمہیں ساری زندگی کے لئے کافی ہو جاتی۔''

ایک اور روایت میں ہے کہ یہ چکی روز قیامت تک اسی طرح چلتی رہتی۔ حضرت امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے خصائص کبریٰ میں اس سے بھی عظیم اور جامع روایات نقل کیں ہیں۔

حضرت امام یوسف بن اسماعیل النبہانی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں ''اس لئے میں کہتا ہوں کہ جس شخص نے آپ ﷺ کی امت کے اولیاء کی کرامات کی جستجو کی اس نے ان کرامات کو ان معجزات کی ہم جنس پایا جو دیگر انبیاء علیہم السلام سے سرزد ہوا کرتے تھے۔'' کرامات اولیاء ان گنت ہیں ان میں بہت سی کتب تصنیف کی گئی ہیں۔ ان کتب کی نسبت ان معجزات کے ساتھ جن کو احاطہ تحریر میں نہیں لایا گیا وہی ہے جو ایک قطرہ کو بحر ذخار کے ساتھ ہو۔ اولیائے کرام کی یہ کرامات ہر مکان و زمان میں وقوع پذیر ہوتی ہیں درحقیقت یہ تمام کرامات سرور کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام کے معجزات ہیں۔ ان اولیاء کاملین میں سے کچھ تو وہ تھے جو آگ میں داخل ہو گئے لیکن آگ نے ان پر کوئی اثر نہ کیا جیسا کہ حضرت ابو مسلم خولانی رحمۃ اللہ علیہ جو تابعی تھے وغیرہ آگ کا اثر نہ کرنا یہ حضرت ابراہیم خلیل علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کا مشہور ترین معجزہ ہے۔ ان میں سے کئی بزرگ ایسے بھی تھے جنہوں نے سمندر کو بغیر کسی نقصان کے عبور کیا جس طرح حضرت علاء بن الحضرمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب بحرین پر حملہ آور ہوئے انہوں نے اپنے لشکر کے ساتھ سمندر کو عبور کیا۔ لیکن نہ تو سمندر میں کوئی آدمی غرق ہوا نہ ہی ان کی کوئی چیز ضائع ہوئی۔ اسی طرح حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جب مدائن کو فتح کیا تو دریائے دجلہ کو اپنے عظیم لشکر سمیت عبور کیا۔ اگرچہ اس وقت دریا میں سیلاب بھی تھا لیکن ان کی کوئی چیز بھی دریا میں ضائع نہ ہوئی لوگوں نے ان کو جن سمجھا۔ انہوں نے کہا ہم ایسے عظیم لوگوں کے ساتھ جنگ لڑنے کی طاقت نہیں رکھتے۔ وہ میدان جنگ سے بھاگ گئے حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مدائن پر قبضہ کر لیا۔ سمندر کو فوج کے ساتھ عبور کرنا حضرت موسیٰ علیہ السلام کے مشہور ترین معجزات میں سے ہے اسی طرح اولیاء کرام کا پانی پر چلنے کا تعلق بھی انہیں معجزات کے ساتھ ہے۔ بہت سے اولیائے عظام نے مردوں کو بھی زندہ کیا جس طرح کہ حضرت امام قشیری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے رسالے میں ان کا تذکرہ کیا ہے۔ ان میں سے کچھ کرامات کا تذکرہ ہم اس کتاب کے خاتمہ میں بھی ذکر کریں گے۔ حضرت امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب ''طبقات کبریٰ'' میں ''شیخ ابراہیم المتبولی'' کے عنوان کے تحت یہ واقعہ نقل کیا ہے۔ حضرت شیخ ابراہیم المتبولی رحمۃ اللہ علیہ کی یہ عادت مبارکہ تھی کہ وہ

ہے جب آپ علیہ السلام کے دشمنوں نے آپ علیہ السلام کو آگ میں ڈالا تو آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہ معجزہ اس بات کا بھی تقاضا کرتا ہے کہ اگر ایسا ہی واقعہ آقائے دو جہاں علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لئے رونما ہوتا تو یقیناً آپ ﷺ پر بھی آگ گلزار بن جاتی۔ آپ ﷺ کی امت کے اولیاء کی کئی کرامات اسی طرح کی ہیں۔

اسی طرح حضرت موسیٰ علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کو اللہ رب العزت نے یہ معجزہ عطا فرمایا کہ جب فرعون اور اس کے لشکر نے آپ علیہ السلام اور آپ کی امت کا تعاقب کیا تو سمندر پھٹ گیا تاکہ آپ اور آپ کی قوم فرعون اور اس کے لشکر سے نجات حاصل کرے اور وہ ہلاک ہو جائیں اگر حضور اکرم ﷺ کے لئے بھی کوئی اسی طرح کا واقعہ رونما ہوتا تو یقیناً آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو یہی معجزہ یا اسی قسم کا کوئی اور وہ معجزہ عطا کیا جاتا جس سے اللہ تعالیٰ اپنے دوستوں کی اپنے دشمنوں کے خلاف مدد کی ہے۔ **المواھب الدنیہ** میں اس قول کو نقل کرنے کی کوئی ضرورت نہیں رہتی کہ رسول اللہ ﷺ نے شب معراج زمین اور آسمان کے درمیان ایک سمندر کو عبور کیا تھا جس کا نام مکفوف ہے اور پھر اس واقعہ کو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے واقعہ سے تشبیہ دی جائے جبکہ پہلے گزر چکا ہے کہ حضرت علاء بن الحضرمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے لشکر سمیت سمندر کو عبور کیا تھا اور حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی فوج سمیت دریائے دجلہ کو بغیر کسی نقصان کے پار کیا یہ کرامات سمندر کے پھٹنے کی طرح ہی ہیں۔

انہیں واقعات اور معجزات میں سے حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہ معجزہ بھی ہے کہ جب آپ کی قوم کو پانی کی ضرورت پڑی۔ آپ علیہ السلام نے اپنا عصا مبارک پتھر پر مارا جس سے بارہ چشمے جاری ہو گئے۔ اسی طرح کے کئی معجزات بلکہ اس سے عظیم الشان واقعات مختلف اوقات میں مختلف مقامات پر تاجدار مدینہ ﷺ کے لئے بھی ظہور پذیر ہوئے۔ مثلاً مقام حدیبیہ اور مقام تبوک وغیرہ پر اس طرح کے معجزات رونما ہوئے۔ ان کی تفصیل آگے آئے گی۔

کبھی تو سید مرسلاں ﷺ تھوڑے سے پانی میں اپنا لعاب دہن پھینک دیتے اللہ رب العزت اس پانی میں اتنی برکت فرماتے کہ لشکر جرار کے لئے وہ کافی ہو جاتا۔ کبھی آپ ﷺ انہیں تیر عطا فرماتے جو اس چشمہ میں گاڑھ دیتے جس کا پانی خشک ہو گیا ہوتا یا ان کا پانی ختم ہونے کے قریب ہوتا اسی کی برکت سے اس چشمہ سے اتنا زیادہ پانی رواں ہوتا کہ وہ کئی ہزار افراد کے لئے کافی ہوتا کبھی آپ ﷺ اپنا دست مبارک پیالے میں رکھتے تو آپ ﷺ کی مبارک انگلیوں سے پانی کی نہریں جاری ہو جاتیں حتیٰ کہ تمام لوگوں کے لئے وہ پانی کافی ہوتا۔ بلاشبہ سرور کائنات علیہ التسلیم والتحیات کا یہ معجزہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے معجزات سے عظیم الشان ہے کیونکہ پتھر سے پانی عادتاً جاری ہوتا رہتا ہے جبکہ انگلیوں سے پانی کا رواں ہونا عادت نہیں ہے یہ خلاف فطرت ہے۔

حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ایک معجزہ یہ بھی ہے کہ جب آپ علیہ السلام کے دشمن آپ کو قتل کرنے کے ارادہ سے پکڑنے کے لئے آئے تو وہ آپ علیہ السلام کو نہ دیکھ سکے اللہ رب العزت نے اس شخص کو جس نے آپ کے دشمنوں کی راہ نمائی کی تھی آپ علیہ السلام کا ہم شکل کر دیا۔ آپ علیہ السلام کے دشمنوں نے اس آدمی کو پکڑ لیا حضرت عیسیٰ علیہ السلام ان کے شر سے نجات پا گئے اللہ رب العزت نے آپ علیہ السلام کو اپنی طرف اٹھا لیا۔ اسی طرح کا معجزہ حضرت محمد مصطفیٰ علیہ التحیہ والثناء کے لئے بھی رونما

کے تمام معجزات حضرت سلیمان علیہ السلام کو عطا کیے گئے۔اسی طرح اگر تمام انبیاء اور مرسلین علیہم الصلوٰۃ والسلام کے معجزات کی جستجو کی جائے اور پھر اولیاء کاملین کی کرامات کو بھی تلاش کیا جائے تو ان کی آپس میں بہت زیادہ مطابقت پائی جائے گی۔
جس طرح کہ تمام انبیاء اور مرسلین علیہم السلام کے معجزات کی آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کے معجزات کے ساتھ مطابقت پائی جاتی ہے۔جب یہ حقیقت عیاں ہوگئی تو پھر آقائے دو جہاں ﷺ کے معجزات کو دیگر انبیاء ورسل علیہم السلام کے ساتھ تطبیق دینے کی کوئی ضرورت نہیں رہتی مثلاً جس طرح کہ حضرت امام قسطلانی رحمۃ اللہ علیہ نے یوں تطبیق دی ہے کہ جس طرح حضرت ابراہیم خلیل اللہ کو آگ میں پھینکا گیا لیکن آگ نے آپ کو نہ جلایا اسی طرح آپ ﷺ کو بھی جنگ کی آگ میں پھینکا گیا لیکن اس آگ نے آپ ﷺ کا کوئی نقصان نہ کیا۔اس طرح تطبیق کرنے کی کوئی ضرورت نہیں رہتی کیونکہ اس طرح کی کرامات آپ ﷺ کی امت کے اولیاء سے بھی رونما ہوتی ہیں حتیٰ کہ وہ جو لوگ حضرت سیدنا احمد رفاعی رحمۃ اللہ علیہ کے سلسلہ سے منسلک ہیں ان سے بھی ایسی کرامات وقوع پذیر ہوتی ہیں۔
یہ قول کر کے کہ آپ ﷺ کو بھی وہی معجزات عطا کیے گئے جو دیگر انبیاء کو عطا کیے گئے تھے آپ ﷺ کو دیگر انبیاء سے فضیلت دینے کی بھی کوئی ضرورت نہیں کیونکہ آپ ﷺ کی تمام انبیاء ومرسلین علیہم السلام اور ساری مخلوق پر فضیلت ایسے دلائل سے واضح ہیں جو روز روشن کی طرح ظاہر ہیں۔اہل بصیرت میں سے کوئی بھی اس کا انکار نہیں کرتا۔حتیٰ کہ آپ ﷺ کی فضیلت ان واضح احکام کی طرح ہوگئی ہے جن سے کوئی اہل اسلام بھی لاعلم نہیں ہے ان لوگوں کو بھی آپ ﷺ کی اس فضیلت کے بارے میں کوئی شبہ نہیں جو تمام انبیاء ورسل علیہم السلام اور ان کی شریعتوں کے بارے میں تھوڑا سا علم بھی رکھتے ہیں۔اس کی تشریح عنقریب آئے گی۔دیگر انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے تمام معجزات ان لوگوں کے حالات کے مطابق رونما ہوتے تھے جن کی طرف انہیں مبعوث کیا گیا تھا اور اس سبب کی وجہ معجزہ رونما ہوتا تھا جس کا ان لوگوں میں غلبہ ہوتا تھا۔حضرت موسیٰ علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ میں جادو کا غلبہ تھا تو اللہ تعالیٰ نے آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو وہ معجزۂ جلیل عطا فرمایا جس کی وجہ سے آپ علیہ السلام نے ان جادوگروں کو شکست دی جو جادو میں اپنے آپ کو دیگر لوگوں سے ممتاز سمجھتے تھے آپ علیہ السلام کا عصا مبارک اژدھا میں تبدیل ہو گیا وہ جادو کی ان رسیوں کو نگل گیا جو رواں دواں سانپ محسوس ہوتیں تھیں۔جب حضرت عیسیٰ علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانے میں علم طب کا غلبہ ہوا تو اللہ رب العزت نے آپ علیہ السلام کو وہ اجل معجزات عطا فرمائے جو دنیا کے مشہور ترین اطباء سے بھی وقوع پذیر نہ ہو سکتے تھے۔آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وہ معجزات مردوں کو زندہ کرنا، مادر زاد اندھوں اور کوڑھیوں کو تندرست کرنا تھا۔جب کہ حضرت محمد مجتبیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ میں فصاحت کا غلبہ تھا جس کی وجہ سے وہ لوگ اپنے آپ کو ممتاز سمجھتے تھے تو آپ ﷺ کا وہ معجزہ جن کی وجہ سے آپ ﷺ نے ان کو مغلوب کیا وہ قرآن پاک ہے۔دیگر انبیاء علیہم السلام سے جو معجزات رونما ہوئے وہ اس سبب کے بھی مناسب ہیں جس کی وجہ سے آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام سے معجزات ظہور پذیر ہوئے۔ان معجزات میں سے ایک معجزہ حضرت خلیل علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کے لئے وقوع پذیر ہوا وہ آپ علیہ السلام کا آگ میں پھینکا جانا اور آگ کا آپ علیہ السلام پر گلزار بن جانا

شافع روز جزا ﷺ کے وہ معجزات جو موقع کی مناسبت اور وقت کے تقاضا کے مطابق رونما ہوئے وہ کثیر تعداد میں ہیں۔ ان میں سے آپ ﷺ کا ایک معجزہ یہ بھی ہے کہ جب آپ ﷺ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ ہجرت فرمائی اور غار ثور میں تشریف لے گئے تو فوراً غار کے دہانے پر مکڑی نے جالا تن دیا اور کبوتری نے انڈے دے دیئے۔ جب نوجوانان قریش وہاں پہنچے تو وہ اس غار میں داخل نہ ہوئے۔ ان میں سے ایک نے کہا کہ غار کے دہانے پر جو جالا ہے وہ محمد (فداہ روحی و ابی و امی) کی پیدائش سے بھی قبل کا ہے وہ بے نیل مرام واپس لوٹ آئے۔ جب آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ وہاں سے روانہ ہوئے تو سراقہ نے آپ ﷺ کا پیچھا کیا تاکہ آپ کو پکڑ کر قریش کے حوالے کرے اور سو سرخ اونٹنیوں کا انعام حاصل کرے جب سراقہ آپ ﷺ کے قریب ہوا تو اس کے گھوڑے کے سم زمین میں دھنس گئے اس نے آپ ﷺ اور سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مدد طلب کی حضور مکرم ﷺ نے اس کے لئے دعا فرمائی۔ زمین نے اس کے گھوڑے کو چھوڑ دیا وہ آپ ﷺ کو چھوڑ کر واپس آ گیا پھر حضرت سید الکونین ﷺ اور آپ کے یار غار حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ام معبد کے خیمہ میں تشریف لائے۔ اس کے پاس کوئی ایسی چیز نہ تھی جس سے وہ آپ ﷺ کی ضیافت کرتی ام معبد کے پاس ایک ناتواں سی بکری تھی جو کمزوری کی وجہ سے ریوڑ کے ساتھ بھی نہ جا سکی تھی شہنشاہ دو عالم ﷺ نے اس بکری کا دودھ دوہا۔ آپ ﷺ نے بھی نوش فرمایا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی دودھ پیا اور آپ ﷺ کے رفقاء نے بھی دودھ پیا آپ ﷺ نے ایک دوسرے برتن میں دودھ نکالا دودھ کا وہ پیالہ اُم معبد کو عطا فرمایا۔

کئی غزوات میں آپ ﷺ نے مٹھی بھر مٹی یا سنگریزے دشمن پر پھینکے جس کی وجہ سے دشمن نے میدان جنگ سے راہ فرار اختیار کی۔ آپ ﷺ کے صحابہ کرام علیہم الرضوان کی ضرورت کے مطابق پانی اور کھانے میں برکت عطا فرمائی گئی وہی کھانا جس کو بمشکل صرف چند افراد ہی کھا سکتے تھے آپ ﷺ کی برکت سے کئی ہزار افراد نے تناول کیا آپ ﷺ نے اپنا دست اقدس کسی زخم پر پھیرا، شکستہ ٹانگ پر پھیرا یا کسی بیمار آنکھ پر پھیرا تو انہیں فوراً شفا مل گئی۔ موقعہ اور وقت کے تقاضا کے مطابق آپ ﷺ کی غیب کی خبریں ان گنت ہیں ان تمام کی تفصیل عنقریب آئے گی۔ جب تو (اے مخاطب) نے یہ حقیقت جان لی تو پھر اس حقیقت سے آگاہی حاصل کر لے کہ دیگر انبیاء علیہم السلام سے بعض معجزات کا ظہور پذیر ہونا اور ہمارے نبی کریم ﷺ کے دست اقدس سے ان معجزات کا رونما نہ ہونا یہ اس بات کا تقاضا نہیں کرتا کہ دیگر انبیاء علیہم السلام کو ہمارے نبی ﷺ پر فضیلت حاصل ہے۔ یا یہ چیز آپ ﷺ کو سید مرسلاں ہونے اور تمام انبیاء سے افضل و اکمل ہونے میں رکاوٹ ہے بلکہ وہ موقعہ اور مناسبت جو اس نبی کے لئے اس معجزہ کے ظہور کا تقاضا کرتا تھا ایسا موقعہ ہمارے نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے لئے پیدا نہ ہوا تاکہ بعینہ وہ معجزہ بھی آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ظہور پذیر ہوتا جس طرح کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے عصا مبارک کا اژدھا میں تبدیل ہونا، ان کے لئے سمندر کا پھٹ جانا۔ حضرت سیدنا صالح علیہ السلام کے لئے اونٹنی کا پتھر سے نکلنا۔ ہمارے آقا و مولا علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لئے وہ معجزات ظاہر ہوئے جو ان معجزات سے عظیم الشان ہیں مثلاً کفار کے

ہوا۔ جب قبیلہ قریش کا ایک گروہ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو پکڑنے کے لئے آیا تا کہ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو قتل کریں تو آپ ﷺ ان کفار مکہ کے سامنے اپنے گھر سے باہر تشریف لائے ان تمام کے سروں پر مٹی پھینکی اللہ رب العزت نے ان تمام کو اندھا کر دیا ان میں سے کوئی ایک بھی آپ ﷺ کو نہ دیکھ سکا آپ ﷺ بھی ان کے شر سے نجات پا گئے۔

حضرت عیسیٰ علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کا ایک عظیم الشان معجزہ یہ بھی ہے کہ آپ علیہ السلام سے بیماروں کو شفا ملتی تھی۔ یہ معجزہ آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دست اقدس سے اتنا زیادہ مرتبہ رونما ہوا جس کا گننا ناممکن ہے عنقریب اس کی تفصیل آرہی ہے۔ آپ ﷺ کے امت کے اولیاء کاملین سے ایسی کئی کرامات ہر جگہ اور ہر وقت رونما ہو رہی ہیں شیخ الشیوخ حضرت علی العمری رحمۃ اللہ علیہ جن کا ذکر پہلے گزر چکا ہے۔ اگر اس کے بارے میں صرف ان کی کرامات کو ہی جمع کیا جائے کہ انہوں نے کتنے مریضوں کو شفا بخشی تھی تو وہ کئی ہزار تک پہنچ جائیں گی۔

حضرت سلیمان علیہ السلام کا ایک مشہور ترین معجزہ یہ بھی ہے کہ جنات آپ علیہ السلام کی اطاعت کرتے تھے۔ جنات کا آپ علیہ السلام کی اطاعت کرنا اس عظیم سلطنت کی وجہ سے تھا جو اللہ تعالیٰ نے آپ کو عنایت فرمائی تھی۔ حضور مکرم ﷺ کے لئے بھی جنات کی اطاعت کا معجزہ رونما ہوا تھا بہت سے جنات آپ ﷺ پر ایمان لائے تھے۔ وہ آپ ﷺ کی اطاعت کیا کرتے تھے۔ بہت سے جنات آپ ﷺ کی امت کے اولیاء کاملین کی خدمت ان کی منشاء کے مطابق کرتے ہیں بلکہ آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خادم تو فرشتے بھی ہیں ملائکہ یقیناً جنات سے افضل ہیں اللہ رب العزت نے غزوۂ بدر میں ملائکہ کے ذریعے آپ ﷺ کی مدد فرمائی تھی ان ملائکہ میں حضرت جبرئیل امین بھی موجود تھے۔

حضرت سلیمان علیہ السلام کو اللہ رب العزت نے ایک معجزہ یہ بھی عطا کیا تھا کہ آپ علیہ السلام کے لئے ہوا کو مسخر کر دیا گیا تھا یہ معجزہ بھی اس عظیم مملکت کی وجہ سے تھا جو اللہ تعالیٰ نے آپ کو عطا فرمائی تھی۔ ہمارے سردار اور مولا ﷺ کے لئے اس معجزہ سے عظیم تر معجزہ رونما ہوا تھا جس کا کوئی ظاہری سبب بھی نظر نہیں آتا۔ شب معراج اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو مکہ سے بیت المقدس تک پھر وہاں سے لامکاں تک سیر کروائی۔ آپ ﷺ کی اس رفعت کو کوئی نہیں سمجھ سکتا پھر آپ ﷺ رات کے تھوڑے سے حصے میں وہاں سے واپس تشریف لائے۔ آپ ﷺ نے بیت المقدس کے اوصاف کفار مکہ کے لئے بیان کئے۔ نیز آپ ﷺ نے ان کے لئے اونٹوں کے قافلوں کی حالت کو بھی بیان کیا جو آپ ﷺ کو راستہ میں ملے تھے نبی غیب داں ﷺ نے جس طرح ان کے بارے میں خبر دی تھی ان کی حالت بعینہ وہی تھی حالانکہ کفار مکہ جانتے تھے آپ ﷺ نے پہلے بیت المقدس کا سفر نہیں کیا تھا۔

حضرت سلیمان علیہ السلام کا ایک معجزہ یہ بھی تھا کہ اللہ رب العزت نے آپ علیہ السلام کو عظیم الشان سلطنت عطا فرمائی تھی۔ آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اللہ رب العزت نے اختیار دیا کہ کیا آپ بادشاہ نبی بننا چاہتے ہیں یا کہ عبد نبی بننا پسند فرماتے ہیں آپ ﷺ نے عبد نبی بننا پسند کیا۔ آپ ﷺ کی بارگاہ میں ایک فرشتے نے حاضر ہو کر کہا کہ اگر آپ ﷺ خواہش کریں تو تہامہ کے پہاڑ سونے کے بن جائیں لیکن آپ ﷺ نے انکار کر دیا۔

باوجود اس کے کہ اگر دیگر تمام انبیاء ورسل کے معجزات کو جمع کیا جائے تو وہ شفیع المذنبین ﷺ کے ایک معجزۂ قرآن کے ہم پایہ نہیں ہو سکتے کیونکہ آپ ﷺ کا یہ معجزہ، ہزارہا معجزات، روشن آیات، نفع بخش علوم اور کئی انوار پر مشتمل ہے۔ اس میں ہر اس چیز کا عرفان ہے جو بندے کو اللہ کا قرب عطا کرتی ہے اور اس میں ہر اس چیز کی پہچان ہے جو اللہ سے دوری کا سبب بنتی ہے۔ آپ ﷺ کا یہ معجزہ تا حشر موجود رہے گا تمام مسلمان اس سے فوائد حاصل کرتے رہیں گے۔ اس کی تلاوت ایسی عبادت ہے جو ہر لمحے بندہ کو اللہ کا قرب عطا کرتی ہے۔ وقت کے گزرنے کے ساتھ انسان کو اللہ کی رضا کا مستحق بنا دیتی ہے۔

مذکورہ بالا بحث لکھنے کے دو ماہ بعد میں نے کتاب ''الابریز'' کو دیکھا۔ میں نے اس میں حضرت شیخ عبدالعزیز دباغ رحمۃ اللہ علیہ کا ایک ایسا قول دیکھا جو میری اس تمام سابقہ گفتگو کی تائید کرتا ہے حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد حضرت علامہ احمد بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں ایک دن آپ رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ محو کلام تھا۔ میں آپ کے سامنے حضرت سلیمان علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کا تذکرہ کیا کہ اللہ رب العزت نے ان کے لئے کس طرح جن وانس، شیاطین اور ہوا کو مسخر کر دیا تھا۔ میں نے یہ بھی ذکر کیا کہ حضرت داؤد علیہ السلام کو یہ معجزہ عطا کیا گیا تھا کہ لوہا ان کے ہاتھ میں آ کر آٹے کی ٹکیہ کی طرح نرم ہو جاتا تھا۔ حضرت عیسیٰ علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کو اللہ تعالیٰ نے کوڑھیوں کو تندرست کرنے، مادرزاد اندھوں کو بینا کرنے اور مردوں کو زندہ کرنے کا معجزہ عطا فرمایا تھا۔ میری اس گفتگو سے آپ نے سمجھا کہ شاید میں یہ کہہ رہا ہوں کہ جب حضور نبی محترم سید الخلق ہیں تمام انبیاء سے افضل ہیں تو پھر آپ ﷺ سے اس طرح کے معجزات کیوں رونما نہیں ہوئے اور جو معجزات آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام سے رونما ہوئے ہیں ان کا انداز جداگانہ ہے۔

اس کے بعد میرے استاذ محترم نے فرمایا کہ وہ تمام ملک و بادشاہی جو اللہ رب العزت نے حضرت سلیمان علیہ السلام کو عطا فرمائی تھی۔ حضرت داؤد علیہ السلام کے دست اقدس میں لوہے کو نرم کر دیا تھا اور جن عنایات سے اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو نوازا تھا اللہ رب العزت نے یہ سب کچھ بلکہ اس سے بہت زیادہ آپ ﷺ کی امت کے اولیاء کاملین کو عطا کیا ہے۔ اللہ رب العزت نے ان اولیاء کے لئے جن وانس، شیاطین، ہوا اور ملائکہ بلکہ تمام عالم کو مسخر کر دیا ہے اللہ نے ان کو قدرت بخشی ہے وہ مادرزاد اندھوں کو بینا کر دیتے ہیں اپاہجوں کو صحت عطا کرتے ہیں مردوں کو زندہ کرتے ہیں لیکن یہ وہ پوشیدہ امر ہے جو مخلوق کے لئے ظاہر نہیں کیا جاتا تا کہ لوگ ان کی طرف ہمہ تن مائل ہو کر اپنے اللہ کو بھول نہ جائیں اولیاء کرام کو یہ تمام قدرت و توانائی تاجدار مدینہ ﷺ کی برکت سے حاصل ہوئی ہے۔ یہ سب آپ ﷺ کے معجزات ہی ہیں۔

تاجدار ختم نبوت ﷺ کا نبی الانبیاء ہونا

آپ ﷺ تمام انبیاء ومرسلین علیہم السلام سے افضل ہیں۔ تمام مخلوق سے اعلیٰ ہیں آپ ﷺ انبیاء ورسل کے بھی نبی ہیں۔ حضرت علامہ امام الشہاب احمد بن حجر الہیتمی رحمۃ اللہ علیہ نے ''الھمزیہ'' کی شرح میں مصنف کے اس قول ''کَیْفَ تَرْقٰی رُقِیَّکَ الْاَنْبِیَاءُ'' کی تشریح میں لکھا ہے:

''مفسرین کرام اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد: وَرَفَعَ بَعْضَهُمْ دَرَجٰتٍ (البقرہ:253)'' اللہ تعالیٰ نے ان انبیاء علیہم

مطالبہ پر آسمان کے درمیان سے چاند کا دو ٹکڑے ہو جانا آپ ﷺ کا یہ وہ معجزہ ہے جس کی تمام انبیاء علیہم السلام کے معجزات میں کوئی مثال نہیں ہے دیگر انبیاء کے معجزات کو مرور وقت کے ساتھ ختم ہو گئے لیکن آپ ﷺ کا ایک معجزہ ''قرآن پاک'' ایسا ہے جو آخر تک موجود رہے گا نیز آپ ﷺ کے دست اقدس سے وہ معجزات رونما ہوئے جو کسی دیگر نبی یا رسول سے رونما نہیں ہوئے تھے بلکہ آپ ﷺ کی امت کے اولیائے کاملین سے بھی کئی ایسی کرامات کا ظہور ہوا جس کی مثال انبیاء کے معجزات میں سننے میں نہیں آئی اب اس کا مطلب یہ نہیں کہ وہ ولی جس سے ایسی کرامت کا ظہور ہو رہا ہے وہ اس نبی یا رسول سے فضیلت والا ہے جس سے ایسے کسی معجزہ کا ظہور نہیں ہوا ہے اس کی کئی وجوہات ہیں:۔

پہلی وجہ

بعض اوقات مفضول (جس پر فضیلت دی گئی ہو) میں وہ خصوصیت پائی جاتی ہے جو فاضل (فضیلت والے) میں نہیں پائی جاتی۔

دوسری وجہ

اس امت کے اولیائے کاملین کی تمام کرامات درحقیقت نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے معجزات ہیں اس لئے یہ فضیلت حقیقت میں آپ ﷺ کی فضیلت ہے اور اس ولی کی فضیلت آپ ﷺ کی تبعیت میں ہے۔

تیسری وجہ

وہ مناسبت جو اس ولی کے لئے کرامت کا تقاضا کرتی تھی وہ اس نبی کے لئے نہیں پائی گئی۔ اگر اسی نبی کے لئے بھی وہ مناسبت پائی جاتی تو یقیناً اس کے ہاتھ سے اسی قسم کا معجزہ رونما ہوتا یا اس سے عظیم الشان معجزہ ظہور پذیر ہوتا۔

چوتھی وجہ

تمام دلائل اور فضائل سے یہ ثابت ہے کہ تمام انبیاء علیہم السلام تمام اولیاء کرام سے افضل ہیں۔ ایک نبی کی فضیلت صرف اسی واقعہ میں مقید نہیں جو ایک ولی کے ہاتھ سے تو رونما ہوا لیکن اس نبی کے دست اقدس سے رونما نہ ہوا۔

اسی طرح ان معجزات کے بارے میں بھی کہا جا سکتا ہے جو دیگر انبیاء علیہم السلام سے تو ظہور پذیر ہوئے لیکن آپ ﷺ کے دست اقدس سے ان کا اظہار نہ ہوا۔ جب بھی ایسی مناسبت اور وجوہات پائی جاتی ہیں جو ان معجزات کا تقاضا کرتیں تو پھر یقیناً آپ ﷺ کے دست اقدس سے بھی یا تو ایسے ہی معجزات کا اظہار ہوتا یا ان سے عظیم الشان معجزات کا اظہار ہوتا۔ جس طرح کہ آپ ﷺ کے بہت سے عظیم الشان معجزات ایسے بھی ہیں جن کا صدور دیگر انبیاء علیہم السلام سے نہیں ہوا کیونکہ ان کے لئے بھی ایسی مناسبات اور وجوہات نہ پائی گئیں جو ایسے ہی معجزات کا تقاضا کرتیں۔

اس تفصیل سے یہ بات پایہ تکمیل کو پہنچ گئی کہ سید الانبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دست اقدس سے بعض ان معجزات کا ظہور نہ ہونا جو دیگر انبیاء سے رونما ہوئے تھے اس بات کا تقاضا نہیں کرتا کہ آپ ﷺ دیگر انبیاء علیہم السلام سے افضل نہیں ہیں۔

اسی طرح آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: اَنَا سَیِّدُ النَّاسِ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ ''میں قیامت کے دن لوگوں کا سردار ہوں گا۔'' ایک حدیث میں یہ بھی موجود ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: اَنَا سَیِّدُ الْعَالَمِیْنَ۔ ''میں تمام جہانوں کا سردار ہوں۔'' ان احادیث سے آپ ﷺ کی ملائکہ پر بھی فضیلت ثابت ہوتی ہے کیونکہ قرآن پاک کی آیت سے یہ ثابت ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام ملائکہ سے افضل ہیں۔ آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہ فرمان: اَنَا اَکْرَمُ الْاَوَّلِیْنَ وَالْاٰخِرِیْنَ۔'' میں اولین اور آخرین سے معزز ہوں'' بھی اسی بات کی وضاحت کرتا ہے کہ آپ ﷺ تمام ملائکہ سے افضل ہیں کیونکہ اولین اور آخرین میں تمام انبیاء اور ملائکہ شامل ہیں۔

حدیث شریف میں ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام نے اللہ کی بارگاہ بے کس پناہ میں عرض کی مولا! میں تجھے محمد مصطفیٰ ﷺ کا واسطہ دیتا ہوں کہ میری لغزش سے درگزر فرما۔ اللہ رب العزت نے ارشاد فرمایا اے آدم! میں نے ابھی تک محمد (فداہ روحی و ابی و امی) ﷺ کو پیدا نہیں کیا تو نے ان کو کیسے جان لیا۔ حضرت آدم علیہ السلام نے عرض کی اے میرے کریم رب! جب تو نے مجھے اپنے دست قدرت سے تخلیق فرمایا مجھ میں اپنی روح پھونکی تو میں نے اپنا سر اوپر اٹھایا میں نے عرش کے پایوں پر یہ لکھا ہوا دیکھا: لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ میں نے سمجھ لیا کہ محمد ﷺ کی ذات تجھے سب سے محبوب ترین ہے کیونکہ تو اپنے نام کے ساتھ صرف اس ذات کا نام لکھتا ہے تو تجھے سب مخلوق سے زیادہ پیاری ہو اللہ رب العزت نے ارشاد فرمایا اے آدم تو نے سچ کہا ہے بے شک آپ ﷺ کی ذات مجھے تمام مخلوق سے محبوب ہے تو نے محمد (فداہ روحی و ابی و امی) کے طفیل معافی طلب کی ہے میں نے تجھے معاف کر دیا ہے۔ اے آدم! اگر آپ ﷺ کی ذات نہ ہوتی تو میں تجھے پیدا نہ کرتا۔ حاکم رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث کو صحیح کہا ہے لیکن اس کی صحت پر اعتراض ہے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے مرفوعاً روایت کیا ہے کہ اللہ نے فرمایا ہے کہ اگر محمد ﷺ نہ ہوتے تو میں آدم کو پیدا نہ کرتا۔ اگر محمد (فداہ روحی) کی ذات نہ ہوتی تو میں جنت اور دوزخ کو پیدا نہ کرتا میں نے عرش کو پانی پر بنایا اس میں اضطراب پیدا ہوا میں نے اس پر لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ لکھا تو اس کا اضطراب ختم ہو گیا وہ پرسکون ہو گیا۔

دوسری روایات میں ہے کہ اللہ رب العزت نے ارشاد فرمایا ہے کہ اگر آپ ﷺ نہ ہوتے تو میں زمین و آسمان کو پیدا نہ کرتا میں طول و عرض کی تخلیق نہ کرتا میں کسی کو سزا اور جزاء نہ دیتا میں جنت و دوزخ کو پیدا نہ کرتا آپ ﷺ نہ ہوتے تو میں سورج اور چاند کو پیدا نہ کرتا۔

آپ ﷺ نے فرمایا کہ میں وہ پہلا شخص ہوں گا جس کے لئے زمین شق کی جائے گی میں جنت کا لباس زیب تن کروں گا پھر میں عرش کے دائیں جانب کھڑا ہو جاؤں گا ملائکہ میں سے کسی کو بھی یہ عظمت و رفعت نصیب نہ ہو گی کہ وہ اس مقام پر کھڑا ہو۔ سراج بلقینی نے اپنے فتاویٰ میں اس روایت کو ذکر کیا ہے کہ اللہ رب العزت نے آپ ﷺ سے فرمایا'' میں نے سات چیزوں کے ساتھ آپ ﷺ پر احسان کیا ہے ان میں سے پہلی یہ ہے کہ میں نے آسمانوں اور زمین میں کوئی ایسی چیز پیدا نہیں جو مجھے آپ سے زیادہ معزز ہو۔'' ایک اور روایت میں سراج بلقینی نے ذکر کیا ہے کہ حضرت جبرائیل امین علیہ السلام نے

السلام میں سے بعض کے درجات کو بلند فرمایا ہے۔" کے بارے میں فرماتے ہیں کہ اس آیت میں جس ذات کے درجات بلند ہوئے وہ حضور اکرم ﷺ کی ذات والا صفات ہے۔ علامہ زمخشری نے کہا ہے کہ اس آیت میں آپ ﷺ کی عظمت اور علو مرتبت کی وجہ سے آپ ﷺ کے نام مبارک کو ذکر نہیں کیا گیا کیونکہ یہ روز روشن کی طرح واضح ہے کہ اس ابہام میں وہ علم ہے جو کسی انسان پر مشتبہ نہیں ہے ان درجات میں آپ ﷺ کے وہ معجزات اور آیات بھی شامل ہیں جو تمام انبیاء علیہم السلام کے معجزات سے عظیم الشان اور عیاں ہیں کیونکہ کوئی بھی معجزہ کسی بھی نبی کو عطا نہیں ہوا مگر آپ ﷺ کو یا تو اس کی مثل معجزہ عطا کیا گیا یا اس سے عظیم الشان معجزہ عطا کیا گیا پھر دیگر انبیاء علیہم السلام پر آپ ﷺ کو یہ فضیلت بھی بخشی کہ آپ ﷺ کو وہ معجزات بھی عطا کئے گئے جن کا ظہور دیگر انبیاء سے نہ ہوا۔"

اے مخاطب! تیرے لئے آپ ﷺ کا صرف ایک معجزہ قرآن ہی کافی ہے یہ لاریب کتاب ان گنت معجزات اور بے شمار علامات پر مشتمل ہے۔ آپ ﷺ کی امت جملہ انبیاء کی امتوں سے زیادہ پاکباز اور بہتر ہے۔ آپ ﷺ کی امت تمام انبیاء کی امتوں سے تعداد میں بھی زیادہ ہے جیسا کہ قرآن پاک میں ارشاد باری تعالیٰ ہے: كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ (آل عمران:110) "ہو تم بہترین امت جو ظاہر کی گئی ہے لوگوں (کی ہدایت و بھلائی) کے لئے۔"

بلاشبہ امت کی افضلیت سے اس امت کے نبی علیہ السلام کا افضل ہونا ثابت ہوتا ہے اسی طرح امت کی افضلیت سے اس کے دین کی افضلیت ثابت ہوتی ہے۔ بلاشبہ اس امت کو دین کی فضیلت کی وجہ سے جو عظمت و رفعت نصیب ہوئی وہ اس کے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بلند مرتبہ اور افضلیت کا ثبوت ہے۔ آپ ﷺ بلند صفات کے حامل ہیں آپ ﷺ کی ذات افضل و اکمل ہے جس طرح اللہ تعالیٰ نے اپنے اس قول سے اس بات کی وضاحت فرمائی ہے: فَبِهُدٰىهُمُ اقْتَدِهْ۔ "تم انہیں کے طریقہ کی پیروی کرو۔" کیونکہ اللہ تعالیٰ نے تمام انبیاء علیہم السلام کا ذکر اچھے اوصاف کے ساتھ کیا پھر آپ ﷺ کو ان تمام کی پیروی کرنے کا حکم فرمایا۔ یہ اس بات کا ثبوت ہے کہ وہ تمام اچھے اوصاف اور خصائل جو دیگر انبیاء میں متفرق پائے جاتے تھے وہ آپ ﷺ کی ذات میں جمع ہو گئے۔ جس طرح کہ حدیث شفاعت میں یہ وضاحت موجود ہے کہ لوگ شفاعت کے لئے ہر نبی کے پاس حاضر ہوں گے وہ تمام اعتراف کریں گے کہ ہم شفاعت کرنے کے اہل نہیں ہیں حتیٰ کہ لوگ آپ ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوں گے۔

اسی صحیح حدیث میں ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: اَنَا سَيِّدُ وُلْدِ آدَمَ "میں اولاد آدم کا سردار ہوں۔" ایک روایت میں یہ بھی موجود ہے۔ اَنَا اَكْرَمُهُمْ عَلٰى رَبِّىْ "میں اپنے اللہ کی بارگاہ میں تمام لوگوں سے زیادہ معزز ہوں۔" اسی طرح ترمذی شریف میں ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: "میں بروز حشر اولاد آدم کا سردار ہوں گا لیکن میں یہ فخریہ نہیں کہہ رہا بلکہ حقیقت کا اظہار کر رہا ہوں حمد کا جھنڈا میرے ہاتھ میں ہوگا میں یہ بات فخریہ نہیں کر رہا۔ حضرت آدم علیہ السلام اور آپ کی تمام اولاد میرے جھنڈے کے نیچے ہوگی۔ میں یہ فخریہ نہیں کہہ رہا۔" اس حدیث میں اس بات کی وضاحت موجود ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام بھی قیامت کے دن آپ ﷺ کے جھنڈے کے نیچے ہوں گے۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فضائل میں چالیس احادیث

میں نے سرور کائنات، افضل الرسل صلی اللہ علیہ وسلم کی فضیلت میں چالیس احادیث جمع کی ہیں اس کا نام میں نے "اَلْاَحَادِیْثُ الْاَرْبَعِیْنَ فِیْ فَضَائِلِ سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ" رکھا ہے۔ ان احادیث میں صرف ان فضائل کا ذکر کیا ہے جو صرف آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو عطا کئے گئے ہیں۔ اس لئے مناسب یہی ہے کہ ان احادیث کو اس مقام پر ذکر کیا جائے۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ

امابعد!

مندرجہ ذیل چالیس احادیث حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے فضائل میں سے ہیں ان میں سے اکثر یا تو صحیح احادیث ہیں یا حسن ہیں میں نے ان کو عمدہ ترتیب دی ہے۔ معراج اور شفاعت عظمیٰ کی دونوں احادیث کو ان کی طوالت کی وجہ سے آخر میں ذکر کیا ہے۔

مقدمہ

یہ بات سمجھ لینی چاہئے کہ رسول مکرم صلی اللہ علیہ وسلم عاجزی کرنے والوں کے سردار ہیں۔ عاجزی کے بارے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے بہت سی احادیث روایت ہیں۔ مندرجہ ذیل احادیث یاد ہیں جن میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے فضائل کا ذکر ہے یا دین کے ان بنیادی اصولوں میں سے ہیں جن کی تبلیغ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر واجب تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ان کو چھپانا جائز نہ تھا تاکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان رفیع سے آگاہ ہو جائے وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت اور عزت میں اضافہ کرے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت وتوقیر دین کے اہم امور میں سے ہے۔

یہ تمام احادیث اللہ رب العزت کی طرف سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی کی گئی تھیں جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: وَمَا یَنْطِقُ عَنِ الْھَوٰی ۝ اِنْ ھُوَ اِلَّا وَحْیٌ یُّوْحٰی ۝ (النجم:4-3) "اور وہ تو بولتا ہی نہیں اپنی خواہش سے نہیں ہے یہ مگر وحی جو ان کی طرف کی جاتی ہے۔"

حضرت امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب "الیواقیت والجواھر" میں ذکر کیا ہے کہ شیخ محترم حضرت محی الدین رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ جو ارشاد فرمایا ہے اَنَا اَوَّلُ شَافِعٍ وَّ اَوَّلُ مُشَفَّعٍ۔ "میں سب سے پہلا شفاعت کرنے والا ہوں اور میری شفاعت سب سے پہلے قبول ہوگی" اس کا مقصد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہم پر شفقت فرمانا تھا تاکہ ہم روز قیامت پر سکون رہیں۔ اس دن شفاعت کے لئے ہم کو ایک نبی سے دوسرے نبی کے پاس جانے کی زحمت نہ ہو اس دن ہر آدمی نفسی نفسی پکار رہا ہوگا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو اپنا مقام اعلیٰ اس لئے بتا دیا تاکہ ہم اپنی اپنی جگہ پر آرام سے بیٹھے رہیں حتیٰ کہ مخلوق تمام انبیاء کے در سے پلٹ کر بارگاہ مصطفویہ میں لوٹ آئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم یہ صدائے دلنواز لگا

آپ ﷺ سے کہا کہ آپ ﷺ کو بشارت ہو کیونکہ آپ ﷺ تمام مخلوق سے بہترین اور تمام انسانوں سے برگزیدہ ہیں۔ اللہ رب العزت آپ ﷺ سے اتنی زیادہ محبت کرتا ہے کہ اتنی محبت وہ نہ کسی نبی سے کرتا ہے نہ ہی کسی فرشتے سے۔

بحیرا راہب جو اہل کتاب کے محقق علماء میں سے تھے انہوں نے آپ ﷺ کے بارے میں کہا تھا: **هٰذَا سَيِّدُ الْعَالَمِيْنَ** ''یہ عالمین کے سردار ہیں۔'' حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو اہل کتاب کے امام تھے۔ جنہوں نے حضور ﷺ کی رسالت کی گواہی دی تھی۔ انہوں نے بروز جمعہ حضور اکرم ﷺ کی فضلیت کے بارے میں بہت سی باتیں کہیں تھیں ان میں آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ایک قول یہ بھی تھا:

اِنَّ اَكْرَمَ خَلِيْفَةِ اللّٰهِ عَلَى اللّٰهِ اَبُو الْقَاسِمِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

''اللہ کے خلفاء میں سے اس کو سب سے معزز ابو القاسم حضرت محمد مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء ہیں۔''

ایک شخص نے اٹھ کر کہا اے ابن سلام! پھر ملائکہ کا درجہ کیا ہے؟ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تبسم فرمایا اور اس سائل نے کہا اے بھائی! کیا تو جانتا ہے کہ ملائکہ کیا ہیں؟ ملائکہ اللہ کی مخلوق ہیں جس طرح کہ دیگر اشیاء مثلاً آسمان، زمین، ہوا، بادل، پہاڑ اور دوسری بے شمار چیزیں اللہ کی مخلوق ہیں اور تمام مخلوق سے افضل اللہ کے نبی حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ ہیں حضرت سراج بلقینی نے اس حدیث کو مرفوع کہا ہے درحقیقت یہ حدیث مرفوع ہے کیونکہ حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ تعالیٰ عنہ جلیل صحابہ کرام میں سے ہیں انہوں نے یہ روایت یقیناً حضور اکرم ﷺ ہی سے سنی ہوگی یا پھر اس روایت کو توراۃ سے نقل کیا ہوگا۔ حضرت سراج البلقینی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے ''میں گمان نہیں کرتا علماء مسلمین میں سے کسی ایک نے بھی اس مسئلہ میں توقف کیا ہو کہ حضور ﷺ تمام انبیاء اور ملائکہ سے افضل ہیں'' جس شخص نے اس مسئلہ کے بارے میں توقف کیا ہے حضرت امام سراج البلقینی نے بڑی تفصیل کے ساتھ اس کا رد کیا ہے اور جس آدمی نے یہ گمان کیا ہے کہ افضلیت مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء ایسا مسئلہ نہیں جس کا ہم کو مکلف بنایا گیا ہو اس کا بھی آپ نے بڑی تفصیل سے رد کیا ہے آپ نے لکھا ہے کہ اس آدمی کا یہ گمان سراسر غلط ہے یہ دین کے ان بنیادی مسائل میں سے ہے جن پر اعتقاد رکھنا ہر مکلف پر واجب ہے۔ اسی طرح وہ انسان جو علم و ادب کا حامل ہو اس کے لئے اس کے دلائل بیان کرنا اور اس کی وضاحت کرنا بھی واجب ہے صحیح حدیث شریف میں ہے کہ جس آدمی میں تین خصوصیات ہوں گی وہ ایمان کی حلاوت کو پالے گا۔ ان میں سے ایک یہ ہے اللہ اور اس کا رسول اس آدمی کو دنیا کی ہر چیز سے پیارے ہوں۔ اس حدیث شریف میں جو کچھ ہم نے ذکر کیا ہے وہ سب کچھ بڑی وضاحت کے ساتھ موجود ہے۔

کرسی کوتخلیق کیااور تیسرے جزء سے باقی تمام ملائکہ کو بنایا چوتھے جزء کو پھر چار اجزاء میں تقسیم کیا پہلے جزء سے آسمانوں کی تخلیق کی دوسرے جزء سے زمینوں کو بنایا، تیسرے جزء سے جنت اور دوزخ کو بنایا پھر چوتھے جزء کے چار حصے بنائے پہلے جزء سے مؤمنین کی نگاہوں کے نور کو بنایا دوسرے جزء سے ان کے دلوں کے نور کو تخلیق کیا اس سے مراد اللہ تعالیٰ کی معرفت ہے اور تیسرے جزء سے ان کے انس کو پیدا کیا اس سے مراد توحید، لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ہے (اس کو عبدالرزاق رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا ہے)۔

تیسری حدیث

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے حضور اکرم ﷺ سے روایت کیا ہے آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ رب العزت نے مخلوق کی تقادیر کو آسمانوں اور زمین کی تخلیق سے پچاس ہزار سال پہلے تحریر فرما دیا تھا۔ اس کا عرش پانی پر تھا۔ اللہ تعالیٰ نے ذکر کے زمرہ میں جو کچھ لکھا اور وہ کتاب کی بنیاد تھا وہ یہ قول تھا کہ بلاشبہ محمد ﷺ خاتم النبیین ہیں (اس حدیث کو امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا ہے)۔ امام بغوی علیہ الرحمہ نے اس حدیث کو شرح السنۃ میں حضرت عرباض بن ساریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے وہ حضور ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ میں اللہ کے ہاں اس وقت بھی خاتم النبیین لکھا تھا جبکہ حضرت آدم علیہ السلام مٹی میں گندھے ہوئے تھے۔

چوتھی حدیث

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ جب حضرت آدم علیہ السلام سے لغزش سرزد ہوئی تو انہوں نے عرض کی اے میرے مولا! مجھے محمد (فداہ روحی) ﷺ کے طفیل معاف فرما دے۔ اللہ رب العزت نے ارشاد فرمایا اے آدم! (علیہ السلام) تو نے محمد (فداہ روحی و ابی و امی) ﷺ کو کیسے پہچانا حالانکہ میں نے ابھی انہیں پیدا نہیں کیا۔ حضرت آدم علیہ السلام نے عرض کی اے میرے رب! جب تو نے مجھے اپنے دست قدرت سے پیدا فرمایا۔ مجھ میں اپنی روح پھونکی تو میں نے اپنا سر بلند کیا میں نے عرش کے پایوں پر دیکھا وہاں لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ لکھا ہوا تھا میں سمجھ گیا کہ تو نے اپنے نام کے ساتھ صرف اسی کا نام ملایا ہے جو تجھے ساری مخلوق سے محبوب ہے۔ اللہ رب العزت نے ارشاد فرمایا اے آدم! میرے نزدیک محمد (مصطفیٰ ﷺ) کی ذات تمام مخلوق سے محبوب ہے تو نے ان کے طفیل مجھ سے معافی طلب کی ہے تو میں تجھے معاف کرتا ہوں اگر محمد ﷺ نہ ہوتے تو میں تجھے پیدا نہ کرتا۔ (اس حدیث کو امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے دلائل نبوت میں اور امام حاکم رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اس کو روایت کیا ہے اور اس کو صحیح حدیث کہا ہے)۔

پانچویں حدیث

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ ﷺ سے روایت کیا ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے بنی نوع انسان کے بہترین خاندان میں پیدا فرمایا ہے میں نسل در نسل چلتا رہا حتیٰ کہ میری پیدائش اس خاندان میں ہوئی جس میں

رہے ہوں اَنَا لَهَا اَنَا لَهَا کہ میں شفاعت کے لئے ہوں میں ہی شفاعت کے لئے ہوں۔ جس آدمی نے یہ حدیث نہ سنی ہو یا جس نے یہ سنی تو ہو لیکن وہ اسے بھول گیا ہو۔ وہ ضرور ایک نبی علیہ السلام کے بعد دوسرے نبی علیہ السلام کے پاس جاتے ہوئے تھکے گا لیکن جس سعادت مند انسان نے یہ حدیث سنی ہو گی وہ کسی دوسرے نبی کے پاس نہیں جائے گا وہ صرف دامن مصطفیٰ ﷺ سے ہی وابستہ رہے گا۔ حضور اکرم ﷺ اپنی امت پر کس قدر شفیق ہیں حضور ﷺ نے حدیث شریف کے آخر میں فرمایا ہے وَلَا فَخْرَ۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ میں آدم اور اولاد آدم کا سردار ہونے پر فخر نہیں کرتا بلکہ میں نے یہ حدیث اس لئے بیان کی ہے تاکہ بروز حشر اللہ تعالیٰ کا تم کو یہ وعدہ یاد آ جائے جو اس نے میرے ساتھ کیا ہے کہ اَنَا اَوَّلُ شَافِعٍ وَاَوَّلُ مُشَفَّعٍ ''میں پہلا شافع ہوں اور میری شفاعت کو سب سے پہلے درجہ قبولیت ملے گا'' اور تاکہ تم اس دن کی تھکاوٹ سے بچ کر آرام اور سکون حاصل کر سکو۔ آپ ﷺ نے اس حدیث میں اپنی خوبی بیان کی ہے۔ اس کا ایک عظیم مقصد ہے۔

اب میں ان چالیس احادیث کو ذکر کرنا شروع کرتا ہوں:۔

پہلی حدیث

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہما روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں محمد بن عبداللہ بن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبد مناف بن قصی بن کلاب بن مرہ بن کعب بن لوی بن غالب بن فہر بن مالک بن نضر بن کنانہ بن خزیمہ بن مدرکہ بن الیاس بن مضر بن نزار بن سعد بن عدنان ہوں۔ اللہ رب العزت نے انسانوں کو جب بھی دو گروہوں میں تقسیم کیا مجھے اس گروہ میں رکھا جو ان دونوں میں سے بہتر تھا میری پیدائش اپنے والدین ہی سے ہوئی ہے جاہلیت کی بدکاری میں سے کوئی چیز بھی مجھ تک نہیں پہنچی۔ میرا ظہور ہمیشہ نکاح ہی سے ہوا میں حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر اپنے والدین تک بدکاری کی وجہ سے ظاہر نہیں ہوا۔ میں نسب کی رو سے تم سب سے بہتر ہوں اور آباء و اجداد کے لحاظ سے تم سب سے بہتر ہوں (اس حدیث کو بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے دلائل النبوۃ میں ذکر کیا ہے)۔

دوسری حدیث

حضرت جابر بن عبداللہ الانصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ میں نے عرض کی یا رسول اللہ! (فداک ابی وامی) صلی اللہ علیک وسلم آپ مجھے اس چیز کے بارے آگاہ فرمائیے جس کو اللہ تعالیٰ نے تمام اشیاء سے پہلے پیدا فرمایا آپ ﷺ نے فرمایا اے جابر! اللہ رب العزت نے تمام اشیاء سے پہلے تیرے نبی (ﷺ) کے نور مبارک کو اپنے نور سے پیدا کیا وہ نور قدرت الٰہیہ کی وجہ سے جہاں چاہتا سیر کرتا رہا۔ اس وقت نہ لوح و قلم موجود تھی اور نہ ہی جنت، آگ، فرشتے، آسمان، زمین، سورج، چاند، جن اور انسان کا وجود تھا جب اللہ رب العزت نے مخلوق کو تخلیق کرنے کا ارادہ فرمایا تو اس نے اس نور کو چار اجزاء میں تقسیم کیا پہلے جزء سے قلم کو تخلیق کیا دوسرے جزء سے لوح محفوظ کی تخلیق کی اور تیسرے جزء سے عرش کو پیدا فرمایا پھر چوتھے جزء کو اللہ تعالیٰ نے چار اجزاء میں تقسیم فرمایا پہلے جزء سے عرش کو اٹھانے والے ملائکہ کو پیدا کیا دوسرے جزء سے

نے عرض کی کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جب میرا ذکر کیا جائے گا میرے ساتھ تیرا ذکر بھی کیا جائے گا (اس کو طبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا ہے ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ نے اس کو صحیح حدیث کہا ہے)۔

حضرت علامہ قسطلانی رحمۃ اللہ علیہ نے مواہب میں فرمایا ہے کہ حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ: وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ (الانشراح:4) کا معنی یہ ہے کہ میرا ذکر نہیں کیا جائے گا مگر میرے ساتھ تیرا ذکر بھی کیا جائے گا مثلاً اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ میں اللہ کا ذکر ہے اور اس کے ساتھ محبوب کریم ﷺ کا بھی ذکر ہے۔

نویں حدیث

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے عرض کی یارسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم آپ کو کیسے علم ہوا کہ آپ اللہ کے نبی ہیں حتیٰ کہ آپ کو یقین ہو گیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا اے ابوذر! میرے پاس دو فرشتے آئے میں اس وقت وادی بطحاء میں تھا۔ ان میں سے ایک زمین پر آیا جبکہ دوسرا آسمان اور زمین کے درمیان تھا۔ ایک فرشتے سے دوسرے نے کہا کہ کیا یہ وہی عظیم الشان انسان ہیں۔ اس نے کہا ''ہاں'' پہلے فرشتے نے کہا کہ ان کا ایک آدمی کے ساتھ وزن کرو۔ میرا ایک آدمی کے ساتھ وزن کیا گیا تو میرا وزن اس آدمی سے زیادہ تھا۔ پھر پہلے فرشتے نے کہا ان کا دس آدمیوں سے وزن کرو میرا دس آدمیوں کے ساتھ وزن کیا گیا لیکن میرا وزن ان دس آدمیوں سے بھی زیادہ تھا پھر اس فرشتے نے کہا کہ ان کا سو آدمیوں کے ساتھ وزن کرو۔ میرا سو آدمیوں سے وزن کیا گیا میں ان سے بھی بھاری تھا۔ پھر اس فرشتے نے کہا کہ اب ان کا وزن ایک ہزار انسانوں کے ساتھ کرو۔ ایک ہزار انسانوں کے ساتھ میرا وزن کیا گیا لیکن میرا وزن ان سے بھی زیادہ تھا ان دونوں فرشتوں میں سے ایک نے دوسرے سے کہا کہ تم پوری امت سے بھی ان کا وزن کرو گے یہ پھر بھی اس سے بھاری ہوں گے۔

دسویں حدیث

حضرت عبدالرحمٰن بن حبلہ الکلبی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول مکرم ﷺ نے فرمایا کہ میں امی، سچا اور پاکباز نبی ہوں ہلاکت ہو اس شخص کے لئے جس نے مجھے جھٹلایا، مجھ سے پیٹھ پھیری اور میرے خلاف جنگ کی۔ اس آدمی کے لئے بھلائی ہو جس نے مجھے پناہ دی، مجھ پر ایمان لایا میری بات کی تصدیق کی اور میرے ساتھ مل کر جہاد کیا (اس حدیث کو ابن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے روایت کیا ہے)۔

گیارہویں حدیث

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ مجھے اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں محمد (فداہ روحی) کی جان ہے کہ اس امت میں سے جو یہودی یا عیسائی میرے پیغام کو سنے گا وہ میری رسالت پر ایمان لائے بغیر مر جائے گا وہ ضرور دوزخی ہوگا (اس حدیث کو امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا ہے)۔

اب میں موجود ہوں (اس حدیث کو حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے نقل کیا ہے) حضرت امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے واثلہ بن الاسقع رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ اللہ رب العزت نے حضرت اسماعیل علیہ السلام کی اولاد میں سے کنانہ کو منتخب فرمایا اور کنانہ سے قبیلہ قریش کو منتخب فرمایا پھر قریش میں سے بنو ہاشم کو منتخب کیا اور بنو ہاشم میں سے مجھے منتخب کرلیا۔

ابونعیم اور طبرانی رحمہما اللہ تعالیٰ نے ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کیا ہے۔ ام المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے حضور اکرم ﷺ سے روایت کیا ہے آپ ﷺ نے حضرت جبرائیل سے روایت فرمایا ہے حضرت جبرائیل امین نے فرمایا کہ میں نے زمین کے مشارق و مغارب میں جستجو کی لیکن میں نے کوئی آدمی بھی محمد (فداہ روحی) ﷺ سے افضل نہ پایا اور کوئی قبیلہ بنو ہاشم سے افضل نہ پایا (حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ صحت کی علامات اس متن کے صفحات پر ظاہر ہیں)۔

چھٹی حدیث

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئے اور عرض کی کہ اے مصطفیٰ! صلی اللہ علیک وسلم آپ ﷺ کا رب فرماتا ہے کہ اگر میں نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اپنا خلیل بنایا ہے تو میں نے آپ کو اپنا حبیب بنایا ہے میں نے کوئی ایسی شی تخلیق نہیں کی جو میرے نزدیک آپ سے زیادہ معزز ہو میں نے دنیا اور اہل دنیا کو اس لئے تخلیق کیا ہے تا کہ انہیں آپ کی اس رفعت وعظمت کی پہچان کرواؤں جو میری بارگاہ میں ہے۔ اگر میں آپ کو پیدا نہ کرتا تو میں دنیا کو ہی پیدا نہ کرتا (اس حدیث کو ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا ہے)۔

ساتویں حدیث

حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے سرور کائنات ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ بے شک میرے بہت سے اسماء ہیں میں محمد (فداہ روحی و ابی و امی) ہوں، میں احمد ہوں، میں ماحی ہو جس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کفر کو نیست و نابود کرے گا۔ میں حاشر ہوں لوگ میرے قدموں میں اٹھیں گے میں عاقب بھی ہوں جس کے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا (اس حدیث کو امام مسلم اور امام بخاری رحمہما اللہ تعالیٰ نے روایت کیا ہے)۔

آٹھویں حدیث

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آقائے دوجہاں ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ میرے پاس جبرائیل امین آئے اور عرض کی کہ آپ ﷺ کا رب فرماتا ہے کہ اے محبوب کریم! صلی اللہ علیک وسلم کیا آپ جانتے ہیں کہ میں نے آپ کا ذکر کیسے بلند کیا ہے میں نے کہا اللہ اعلم کہ اللہ ہی سب سے زیادہ جاننے والا ہے۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام

سے کوئی اس وقت تک مومن نہیں ہوسکتا جب تک میں اس کے نزدیک اس کے والد، اس کی اولاد اور تمام لوگوں سے محبوب نہ ہو جاؤں (اس کو امام بخاری اور مسلم رحمہما اللہ تعالیٰ نے روایت کیا ہے)۔

پندرہویں حدیث

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مجھے پانچ ایسی چیزیں عطا کی گئی ہیں جو مجھ سے پہلے کسی نبی کو عطا نہیں کی گئی تھیں: (1) ایک مہینے کی مسافت سے رعب کے ساتھ میری مدد کی گئی ہے۔ (2) میرے لئے تمام زمین کو مسجد اور پاکیزگی بنا دیا گیا ہے۔ جس جگہ بھی میرے امتی کے لئے نماز کا وقت ہو جائے وہ وہاں ہی اس نماز کو ادا کر سکتا ہے۔ (3) میرے لئے مال غنیمت حلال کیا گیا ہے حالانکہ مجھ سے پہلے کسی نبی کے لئے مال غنیمت حلال نہ تھا۔ (4) مجھے شفاعت عطا کی گئی ہے۔ (5) ہر نبی صرف اپنی قوم کے لئے ہی مبعوث ہوتا تھا مجھے تمام بنی نوع انسان کے لئے نبی بنا کر بھیجا گیا ہے (اس حدیث کو امام بخاری اور مسلم رحمہما اللہ تعالیٰ سے روایت کیا ہے)۔

حضرت امام القسطلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ سے مرعوب ہو جانے کا زیادہ سے زیادہ فاصلہ ایک ماہ کی مسافت اس لئے ہے کیونکہ آپ ﷺ کے شہر (مدینہ طیبہ) اور آپ کے دشمنوں کے درمیان فاصلہ ایک ماہ کی مسافت سے زیادہ نہ تھا)۔

سولہویں حدیث

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا میں محمد (فداہ روحی و ابی و امی) ہوں نبی امی ہوں میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے اور مجھے جوامع الکلم عطا کئے گئے ہیں (امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث کو حسن سند کے ساتھ روایت کیا ہے)۔

سترہویں حدیث

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول مکرم ﷺ نے فرمایا کہ حضرت جبرائیل امین میرے پاس دنیا کی چابیاں چتکبرے گھوڑے پر لے کر آئے وہ چابیاں ریشم کے کپڑے میں لپیٹی ہوئی تھیں اس حدیث کو احمد، ابن حبان رحمہما اللہ تعالیٰ اور ضیاء مقدسی نے صحیح راویوں کے ساتھ ذکر کیا ہے)۔

اٹھارہویں حدیث

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی مکرم ﷺ نے فرمایا کہ اللہ رب العزت نے مجھے اس لئے مبعوث کیا ہے تا کہ میں عمدہ اخلاق اور اچھے افعال کو پایہ تکمیل تک پہنچاؤں۔

انیسویں حدیث

حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میرے رب نے مجھے ادب سکھایا

بارہویں حدیث

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ رب العزت نے حضرت موسیٰ علیہ السلام پر یہ وحی فرمائی کہ بنی اسرائیل میں جو شخص مجھے اس حالت میں ملے گا کہ وہ احمد (ﷺ) کا انکار کرنے والا ہو گا میں اس کو آگ میں داخل کروں گا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کی مولا! احمد ﷺ کون ہیں؟ اللہ رب العزت نے ارشاد فرمایا کہ میں نے اپنی مخلوق میں کسی ایسی چیز کو پیدا نہیں کیا جو مجھے ان (احمد ﷺ) سے معزز ہو(1) میں نے عرش پر اپنے نام کے ساتھ ان کا نام لکھا آپ ﷺ اور آپ کی امت کے جنت میں داخل ہونے سے پہلے جنت تمام مخلوق پر حرام ہے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کی کہ کون سے لوگ ان کی امت ہیں؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ وہ لوگ آپ ﷺ کی امت ہیں جو ہر وقت میری حمد بیان کرنے والے ہیں وہ ہر بلند مقام پر چڑھتے ہوئے اور وہاں سے اترتے ہوئے میری تعریف کریں گے۔ وہ ہر حال میں اپنی کمر کو باندھ کر رکھتے ہیں اور اپنی اطراف کو پاک رکھیں گے (بدکاری کا ارتکاب نہیں کریں گے) دن کے وقت وہ روزہ رکھیں گے اور رات کو راہب نظر آئیں گے میں ان سے تھوڑا عمل بھی قبول کرلوں گا۔ صرف لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کی گواہی پر میں ان کو جنت میں داخل کروں گا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کی مولا! مجھے اس امت کا نبی بنا دے اللہ تعالیٰ نے فرمایا اس امت کا نبی انہیں میں سے ہوگا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کی پھر مجھے اس نبی (علیہ السلام) کی امت میں سے کردے اللہ رب العزت نے فرمایا موسیٰ! تو اس دنیا میں پہلے آ گیا ہے جبکہ وہ نبی مکرم ﷺ تیرے بعد جلوہ نما ہوگا لیکن میں تمہیں عنقریب حریم ناز میں جمع کروں گا (اس حدیث کو ابونعیم رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا ہے)۔

تیرہویں حدیث

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اہل کتاب سے ایک کتاب ملی وہ اس کتاب کو حضور ﷺ کے پاس لے کر آئے اور آپ ﷺ کو سنانا شروع کردیا۔ آپ ﷺ نے ناراضگی کا اظہار فرمایا آپ ﷺ نے فرمایا کہ میں تمہارے پاس واضح شریعت لے کر آیا ہوں تم اہل کتاب سے کسی چیز کے بارے میں سوال نہ کیا کرو کہ وہ تو تم کو حق بات بتائیں لیکن تم اس کی تکذیب کردو یا وہ تمہیں کوئی ناحق بات بتائیں اور تم اس کی تصدیق کردو۔ اس ذات کی قسم جس کے دست قدرت میں میری جان ہے اگر حضرت موسیٰ علیہ السلام بھی اس وقت زندہ ہوتے تو انہیں بھی میری اتباع کے علاوہ اور کوئی چارہ کار نہ ہوتا (اس حدیث کو حضرت امام احمد رحمۃ اللہ علیہ اور دیگر آئمہ نے نقل کیا ہے)۔

خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول مکرم ﷺ نے فرمایا کہ میں ایک واضح شریعت کے ساتھ بھیجا گیا ہوں جس نے میری سنت کی مخالفت کی وہ مجھ سے نہیں ہے۔

چودہویں حدیث

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے سرور دو عالم ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ''کہ تم میں

1۔ زمین آسمان کی تخلیق سے پہلے۔

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول مکرم ﷺ نے فرمایا کہ جب تم موذن کو اذان دیتے ہوئے سنو تو تم بھی اسی طرح کہو جس طرح وہ کہہ رہا ہے پھر جب موذن اذان ختم کر لے تو مجھ پر درود بھیجو کیونکہ جس نے مجھ پر ایک مرتبہ درود شریف بھیجا اللہ تعالیٰ اس پر دس رحمتیں نازل فرمائے گا۔ پھر اللہ سے میرے لئے وسیلے کا سوال کرو وسیلہ جنت میں ایک بلند مقام ہے یہ اللہ کے بندوں میں سے کسی بندے کو عطا ہوگا میں امید کرتا ہوں کہ میں ہی وہ آدمی ہوں گا جس کو اس مقام سے نوازا جائے گا جس آدمی نے اللہ سے میرے لئے وسیلہ کا سوال کیا اس کے لئے میری شفاعت حلال ہوگئی۔

تیئیسویں حدیث

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ تاجدار مدینہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جب شب معراج میرے لئے براق پیش کی گئی تو اس نے بوجھ محسوس کیا حضرت جبرائیل نے براق سے کہا کہ کیا تو محمد (فداہ روحی) کے لئے اس طرح کی حرکات کرتا ہے۔ تیری پیٹھ پر کبھی بھی کوئی ایسا آدمی سوار نہ ہو سکا جو اللہ کے نزدیک حضور ﷺ سے زیادہ معزز ہو (اس حدیث کو قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ نے شفاء میں ذکر کیا ہے)۔

چوبیسویں حدیث

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ہم سب سے آخر میں مبعوث ہوئے ہیں اور سب سے پہلے جنت میں جانے والے ہیں جبکہ کتاب انہیں ہم سے پہلے دی گئی اور ہم کو قرآن ان کے بعد عطا کیا گیا وہ دن جو ان کے لئے مقرر کیا گیا تھا اس میں انہوں نے اختلاف کیا لیکن اللہ رب العزت نے ہم کو اس دن (جمعہ) کے بارے میں ہدایت دی لوگ اس دن میں ہمارے تابع ہیں یہودیوں کا وہ دن (ہفتہ) ہمارے دن سے ایک یوم بعد میں ہے جبکہ عیسائیوں کا وہ دن (اتوار) ہمارے دن کے دو یوم بعد میں ہے (اس حدیث کو امام مسلم اور بخاری رحمہما اللہ تعالیٰ نے روایت کیا ہے)۔

پچیسویں حدیث

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ بروز حشر تمام تعلقات اور رشتہ داریاں منقطع ہو جائیں گی لیکن میرا تعلق اور میرا نسب اس روز بھی قائم رہے گا (اس حدیث کو حاکم اور بیہقی رحمہما اللہ تعالیٰ نے روایت کیا ہے)۔

چھبیسویں حدیث

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ ایک دفعہ رسول اللہ ﷺ کے کچھ صحابہ کرام علیہم الرضوان گفتگو کر رہے تھے۔ حضور اکرم ﷺ حجرہ مبارکہ سے باہر تشریف لائے۔ آپ ﷺ نے ان کی گفتگو کو سنا۔ ایک صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے اپنا خلیل بنایا ہے دوسرے نے کہا حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ اللہ تعالیٰ ہم کلام ہوا ایک اور صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا حضرت عیسیٰ علیہ السلام اللہ کا کلمہ اور اس کی روح ہیں ایک

ہے اور مجھے کتنا عمدہ ادب سکھایا ہے۔

بیسویں حدیث

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ سرورکائنات ﷺ نے فرمایا کہ میں مجسم رحمت ہوں جو اللہ تعالیٰ نے تمہیں بطور ہدیہ عطا فرمائی ہے (اس حدیث کو حاکم رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا ہے) یہ اللہ تعالیٰ کے اس قول کی طرح ہے: وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۰۷﴾ (الانبیاء:107) ''اے نبی مکرم! ہم نے آپ کو تمام جہانوں کے لئے سراپا رحمت بنا کر بھیجا ہے۔''

اکیسویں حدیث

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے جب رسول کریم ﷺ نے حضرت خلیل علیہ السلام کی اس التجا کو تلاوت فرمایا:

رَبِّ اِنَّهُنَّ اَضْلَلْنَ كَثِيْرًا مِّنَ النَّاسِ ۚ فَمَنْ تَبِعَنِيْ فَاِنَّهٗ مِنِّيْ ۚ وَمَنْ عَصَانِيْ فَاِنَّكَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۳۶﴾ (ابراہیم:36)

''اے میرے پروردگار ان بتوں نے تو گمراہ کر دیا ہے بہت سے لوگوں کو پس جو کوئی میرے پیچھے چلا تو وہ میرا ہوگا اور جس نے میری نافرمانی کی (تو اس کا معاملہ تیرے سپرد ہے) بیشک تو غفور و رحیم ہے۔''

اور جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے بارگاہ ربوبیت میں التجا کی تھی۔

اِنْ تُعَذِّبْهُمْ فَاِنَّهُمْ عِبَادُكَ ۚ وَاِنْ تَغْفِرْ لَهُمْ فَاِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ﴿۱۱۸﴾

(المائدہ:118)

''اگر تو عذاب دے انہیں تو وہ بندے ہیں تیرے اور اگر تو بخش دے ان کو تو بلاشبہ تو ہی سب پر غالب ہے (اور) بڑا دانا ہے۔''

اس کو تلاوت فرمایا تو آپ ﷺ نے اپنے ہاتھ مبارک بلند فرمائے اور عرض کی: اَللّٰهُمَّ اُمَّتِيْ اُمَّتِيْ۔ ''اے میرے مولا! میری امت میری امت۔'' آپ ﷺ رونے لگے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت جبرائیل علیہ السلام کو حکم فرمایا اے جبرائیل! حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے پاس جاؤ اور آپ ﷺ سے کہو کہ ہم عنقریب آپ کو آپ ﷺ کی امت کے بارے میں راضی کر دیں گے ہم آپ ﷺ کو غمگین نہیں کریں گے (اس حدیث کو حضرت امام مسلم رضی اللہ عنہ نے روایت کیا ہے)۔

بائیسویں حدیث

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس شخص نے مجھ پر ایک مرتبہ درود شریف بھیجا اللہ تعالیٰ اس پر اس کے بدلے دس رحمتیں نازل فرمائے گا (اس حدیث کو امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا ہے)۔

حضرت ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول مکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جب قیامت کا دن ہوگا تو میں تمام انبیاء کا امام ہوں گا میں ان کا خطیب اور ان کی شفاعت کرنے والا ہوں گا یہ بات میں فخر یہ نہیں کر رہا۔

انتیسویں حدیث

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ سید مرسلاں ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ میں تمام رُسل کا قائد ہوں میں یہ بات فخر سے نہیں کر رہا میں خاتم النبیین ہوں یہ بات میں فخر یہ نہیں کر رہا میں سب سے پہلے شفاعت کرنے والا اور سب سے پہلے میری شفاعت کو شرف قبولیت حاصل ہوگا میں یہ بات فخراً نہیں کر رہا (اس حدیث کو دارمی رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا ہے)۔

تیسویں حدیث

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول مکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا میں بروز حشر اولاد آدم کا سردار ہوں گا یہ فخر یہ بات نہیں کر رہا بلکہ اظہار حقیقت ہے۔ میرے دست اقدس میں حمد کا جھنڈا ہوگا میں یہ بھی فخراً نہیں کہہ رہا بلکہ حقیقت کا اظہار کر رہا ہوں۔ اس دن تمام انبیاء اور ان کے علاوہ تمام مخلوق میرے جھنڈے کے نیچے ہوگی میں ہی وہ ذات ہوں جس کے لئے سب سے پہلے زمین شق ہوگی اور یہ بات میں فخر سے نہیں کر رہا (اس حدیث کو امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا ہے)۔

اکتیسویں حدیث

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا سب سے پہلے میری قبر شریف کھلے گی مجھے جنت کے لباسوں میں سے ایک لباس پہنایا جائے گا پھر میں عرش الٰہی کے دائیں طرف کھڑا ہوں گا میرے علاوہ کسی کو اس مقام پر کھڑا ہونے کا شرف نصیب نہ ہوگا۔

بتیسویں حدیث

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی رحمت ﷺ نے فرمایا اے میرے امتیو! میں تمہارا پیش رو ہوں۔ میں تم پر گواہی دینے والا ہوں۔ اللہ کی قسم! میں یہاں بیٹھ کر اپنے حوض کوثر کو دیکھ رہا ہوں بلاشبہ زمین نے خزانوں کی کنجیاں مجھے عطا فرما دی گئی ہیں۔ اللہ کی قسم! مجھے اس بات کا ذرا خوف نہیں کہ تم میرے بعد شرک کرنے لگو گے البتہ مجھے یہ خوف ہے کہ تم دنیا کی دولت جمع کرنے میں ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کی کوشش کرو گے۔

تینتیسویں حدیث

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میرا حوض ایک ماہ کی مسافت پر ہے اس کے دونوں کنارے برابر ہیں اس کا پانی دودھ سے زیادہ سفید ہے اس کی خوشبو کستوری سے عمدہ ہے اس کے پیالے

دوسرے صحابی نے کہا حضرت آدم علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے برگزیدہ بنالیا تھا۔ حضور اکرم ﷺ ان صحابہ کے قریب گئے آپ نے فرمایا'' میں نے تمہاری گفتگو کو سن لیا ہے تم لوگ اس پر تعجب کر رہے ہو کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام اللہ کے خلیل ہیں یہ بالکل حقیقت ہے، حضرت موسیٰ علیہ السلام نجی اللہ ہے یہ بھی حقیقت ہے، حضرت عیسیٰ علیہ السلام روح اللہ ہیں یہ بھی حقیقت ہے، حضرت آدم علیہ السلام اللہ کے برگزیدہ ہیں یہ بھی حقیقت ہے اور اب کان کھول کر سن لو میں اللہ کا حبیب ہوں میں یہ بات فخریہ نہیں کہہ رہا بلکہ یہ اظہار حقیقت ہے میں بروز قیامت حمد کے جھنڈے کو اٹھانے والا ہوں جس کے نیچے حضرت آدم علیہ السلام اور آپ کی تمام اولاد ہوگی میں یہ فخریہ نہیں کہہ رہا میں بروز حشر سب سے پہلے شفاعت کرنے والا ہوں اور سب سے پہلے میری شفاعت قبول کی جائے گی یہ بات میں فخریہ نہیں کر رہا میں سب سے پہلا انسان ہوں جو جنت کے دروازے پر دستک دوں گا اللہ تعالیٰ اس دروازے کو میرے لئے کھول دے گا مجھے اور میرے ساتھ فقیر مؤمنین کو جنت میں داخل فرمائے گا۔ یہ بات فخریہ نہیں کر رہا میں اللہ کے ہاں اولین و آخرین سے معزز ہوں میں یہ بات فخریہ نہیں کر رہا بلکہ یہ اظہار حقیقت ہے'' (اس حدیث کو ترمذی رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ نے روایت کیا ہے)۔

ستائیسویں حدیث

حضرت عمرو بن قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہم سب کے بعد آنے والے ہیں بروز حشر ہم سب سے پہلے اٹھنے والے ہیں میں یہ قول بغیر فخر کے کہتا ہوں کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام اللہ کے خلیل ہیں حضرت موسیٰ علیہ السلام صفی اللہ ہیں جبکہ میں حبیب اللہ ہوں قیامت کے دن حمد کا جھنڈا میرے پاس ہوگا۔ اللہ تعالیٰ نے میری امت کے بارے مجھ سے وعدہ کیا ہے اللہ تعالیٰ نے میری امت کو تین چیزوں سے محفوظ کیا ہے (1) ان کو عام قحط سالی نہ ہوگی (2) ان کا دشمن ان کو تباہ و برباد نہ کر سکے گا (3) وہ کبھی بھی گمراہی پر جمع نہ ہو سکیں گے (اس حدیث کو دارمی رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا ہے)۔

اٹھائیسویں حدیث

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جب لوگ قبروں سے نکلیں گے تو میں اپنے روضہ انور سے سب سے پہلے باہر آنے والا ہوں گا۔ جب لوگ وفد بن کر آئیں گے تو میں ان کا قائد ہوں گا جب لوگ خاموش ہوں گے تو میں ان کا خطیب ہوں گا جب لوگ مصیبت زدہ ہوں گے میں ان کا شفاعت کرنے والا ہوں گا۔ جب لوگ مایوس ہو جائیں گے تو میں ان کو خوشخبری سنانے والا ہوں گا۔ تمام شرف و بزرگی اور چابیاں اس دن میرے دست اقدس میں ہوں گی۔ اس دن حمد کا جھنڈا میرے ہاتھ میں ہوگا۔ میں اپنے اللہ کے دربار میں تمام مخلوق سے زیادہ معزز ہوں۔ میرے لئے ایک ہزار خدام گردش کر رہے ہوں گے وہ اتنے حسین ہوں گے گویا کہ وہ پوشیدہ موتی یا بکھرے ہوئے گوہر ہیں (اس حدیث کو امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا ہے)۔

پھر سجدہ ریز ہو گیا کچھ دیر کے بعد میں نے سر اٹھایا پھر اپنی امت کی بخشش کے لئے دعا کی اللہ تعالیٰ نے آخری تہائی بھی مجھے عطا فرمائی میں اپنے اللہ کے حضور سجدہ ریز ہو گیا۔

اڑتیسویں حدیث

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ''میں جنت کے دروازے پر آؤں گا میں دروازے پر دستک دوں گا خازن جنت کہے گا آپ کون ہیں؟ میں کہوں گا محمد (فداہ روحی و ابی و امی) ﷺ وہ خازن کہے گا کہ مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں آپ ﷺ سے پہلے کسی کے لئے دروازہ نہ کھولوں (اس حدیث کو امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا ہے)۔

طبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا ہے کہ خازن کھڑا ہو جائے گا اور کہے گا کہ مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں آپ ﷺ سے پہلے کسی کے لئے جنت کا دروازہ نہ کھولوں اور نہ ہی آپ ﷺ کے بعد کسی اور شخص کے لئے قیام کروں۔

انتالیسویں حدیث

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے روایت کیا ہے کہ رسول مکرم ﷺ نے فرمایا کہ میرے پاس ایک ایسا جانور لایا گیا جو گدھے سے بڑا اور خچر سے چھوٹا تھا۔ وہ وہاں تک قدم اٹھاتا تھا جہاں تک نظر جاتی تھی۔ میں اس جانور پر سوار ہوا میرے ساتھ حضرت جبرائیل امین تھے۔ ہمارا سفر شروع ہو گیا تھوڑی دیر کے بعد حضرت جبرائیل امین نے مجھ سے کہا کہ آپ اس جانور سے نیچے تشریف لے آئیں اور نماز ادا فرمائیں میں نے اس جانور سے نیچے اتر کر نماز ادا فرمائی۔ حضرت جبرائیل امین علیہ السلام نے مجھ سے کہا کہ کیا آپ ﷺ جانتے ہیں کہ آپ نے نماز کہاں ادا فرمائی ہے۔ آپ ﷺ نے ''طیبہ'' (مدینہ منورہ) کے مقام پر نماز ادا کی ہے یہ وہ احترام والی جگہ ہے جہاں آپ ﷺ ہجرت فرمائیں گے۔ پھر ہم سفر پر روانہ ہو گئے تھوڑا سا سفر کرنے کے بعد حضرت جبرائیل علیہ السلام نے مجھ سے کہا آپ ﷺ نیچے تشریف لے آئیں اور نماز ادا فرمائیں میں براق سے نیچے اترا نماز ادا کی حضرت جبرائیل امین علیہ السلام نے پوچھا کہ کیا آپ ﷺ کو علم ہے کہ آپ ﷺ نے اب کہاں نماز ادا فرمائی ہے اب آپ ﷺ نے ''طور سیناء'' میں نماز ادا کی ہے یہ وہ ذیشان جگہ ہے جہاں اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ کلام فرمایا تھا پھر ہم سفر پر روانہ ہوئے۔ کچھ دیر کے بعد حضرت جبرائیل علیہ السلام نے کہا آپ براق سے نیچے تشریف لائیں اور نماز ادا فرمائیں میں نے نماز ادا کی حضرت جبرائیل نے پوچھا کیا آپ ﷺ کو علم ہے کہ آپ نے اب کہاں نماز ادا کی ہے اب آپ ﷺ نے ''بیت لحم'' میں نماز ادا کی ہے یہ وہ مقام ہے جہاں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش ہوئی تھی پھر میں بیت المقدس میں داخل ہوا۔ وہاں میرے لئے تمام انبیاء کو جمع کیا گیا تھا حضرت جبرائیل علیہ السلام نے مجھے سب کے آگے کر دیا حتیٰ کہ میں نے ان کی امامت کی۔ پھر حضرت جبرائیل امین مجھے پہلے آسمان پر لے گئے وہاں حضرت آدم علیہ السلام تشریف فرما تھے پھر وہ مجھے دوسرے آسمان پر لے گئے وہاں دو خالہ زاد بھائی حضرت عیسیٰ اور

تعداد میں آسمان کے ستاروں کے برابر ہیں۔ جو آدمی ایک دفعہ اس حوض سے پانی پی لے گا وہ پھر کبھی پیاسا نہ ہوگا۔

چونتیسویں حدیث

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول مکرم ﷺ نے فرمایا کہ اس اثناء میں کہ میں جنت کی سیر کر رہا تھا میرے سامنے ایک نہر پیش کی گئی۔ جس کے دونوں کناروں پر موتیوں کے خیمے لگے ہوئے تھے میں نے جبرائیل سے پوچھا یہ کیا ہے حضرت جبرائیل نے کہا کہ یہ وہ کوثر ہے جو اللہ تعالیٰ نے آپ کو عطا فرمائی ہے اس کی زمین کستوری کی طرح خوشبودار ہے۔

پینتیسویں حدیث

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ رسول مکرم ﷺ نے فرمایا کہ جب اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق کے درمیان فیصلہ کرنے کا ارادہ فرمائے گا تو ندا کرنے والا ندا کرے گا'' محمد (فداہ روحی) ﷺ اور آپ کی امت کہاں ہے۔ میں کھڑا ہو جاؤں گا۔ میری امت میری پیروی کرے گی۔ وضو کے اثر کی وجہ سے میری امت کے لوگوں کے اعضاء روشن ہوں گے۔'' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا'' ہم سب کے آخر میں آنے والے ہیں سب سے پہلے جنت میں جانے والے ہیں۔ ہمارا سب سے پہلے حساب ہوگا دیگر امتوں کو حکم ہوگا کہ وہ ہمارا راستہ خالی کر دیں۔ دوسری امتیں کہیں گی کہ یوں محسوس ہوتا ہے کہ یہ سارے انبیاء ہیں۔''

چھتیسویں حدیث

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جہنم کے اوپر پل بچھا دیا جائے گا۔ تمام رسولوں سے پہلے میں ہی وہ رسول (مکرم ﷺ) ہوں جو اپنی امت کے ساتھ اس پل کو عبور کروں گا۔ اس دن رسل کے علاوہ اور کوئی آدمی کلام نہ کر رہا ہوگا رسولوں کی کلام اس دن یہ ہوگی اَللّٰھُمَّ سَلِّمْ سَلِّمْ۔ اے مولا! سلامتی عطا فرما۔ سلامتی عطا فرما (اس حدیث کو امام بخاری اور امام مسلم رحمہما اللہ تعالیٰ نے روایت کیا ہے)۔

سینتیسویں حدیث

حضرت بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی رحمت ﷺ نے ارشاد فرمایا'' میں امید کرتا ہوں کہ قیامت کے دن اتنی تعداد میں لوگوں کی شفاعت کروں گا جتنی تعداد میں زمین پر درخت اور مٹی کے ڈھیلے ہیں (اس حدیث کو امام احمد رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ نے روایت کیا ہے)۔

ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول مکرم ﷺ نے فرمایا ہے میں نے اپنے رب کریم سے اپنی امت کی شفاعت کا سوال کیا اللہ تعالیٰ نے میری امت کا تیسرا حصہ مجھے عطا فرمایا میں اس احسان عظیم کا شکر یہ ادا کرنے کے لئے سر بسجود ہو گیا پھر کچھ دیر کے بعد میں نے سجدہ سے سر اٹھایا پھر اللہ کریم کی بارگاہ میں اپنی امت کی بخشش کے لئے التجا کی اللہ تعالیٰ نے مجھے اپنی امت کا دوسرا تہائی حصہ عطا فرمایا۔ میں اپنے رب کریم کا شکر ادا کرنے کے لئے

پکارنے والا نہیں سن سکے گا۔سورج ان کے سروں کے بالکل قریب ہوگا لوگ نا قابل برداشت غم اور تکلیف میں مبتلا ہوں گے وہ اس تکلیف کو برداشت نہیں کر سکیں گے۔لوگ کہیں گے کہ کیا تم نہیں دیکھتے کہ تم کس دکھ میں مبتلا ہو کیا تم نہیں دیکھتے کہ تمہیں کیا تکلیف پہنچی ہے کیا تم کسی ایسی ہستی کے پاس نہیں جاتے جو تمہارے لئے اللہ کی بارگاہ میں شفاعت کرے لوگ ایک دوسرے کو حضرت آدم علیہ السلام کے پاس جانے کا مشورہ دیں گے وہ حضرت آدم علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوں گے آپ سے یوں عرض گزار ہوں گے " آپ آدم علیہ السلام ہیں ساری نوع انسانی کے باپ ہیں اللہ تعالیٰ نے آپ کو اپنے دست قدرت سے تخلیق فرمایا آپ میں اپنی روح پھونکی پھر آپ کو جنت میں بسایا تمام ملائکہ کو حکم دیا کہ وہ آپ کو سجدہ کریں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو تمام اشیاء کے نام سکھائے۔مہربانی فرما کر ہمارے لئے بارگاہ رب العزت میں شفاعت کیجئے تا کہ ہم کو اس تکلیف دہ صورت حال سے رہائی ملے کیا آپ ملاحظہ نہیں فرمارہے ہم کس غم میں مبتلا ہیں۔"

آدم علیہ السلام فرمائیں گے میرا رب آج بہت غضب میں ہے وہ اس سے پہلے اتنے غضب میں کبھی نہیں ہوا تھا اور نہ آج کے بعد وہ اتنا ناراض ہوگا۔اللہ تعالیٰ نے مجھے درخت کا پھل کھانے سے منع کیا تھا میں نافرمانی کر بیٹھا نَفْسِیْ نَفْسِیْ اِذْهَبُوْا اِلٰی غَیْرِیْ. مجھے تو آج اپنی فکر ہے شفاعت کی التجا کرنے کے لئے کسی اور کے پاس جاؤ۔تم سب حضرت نوح علیہ السلام کے پاس جاؤ۔پھر ساری مخلوق حضرت نوح علیہ السلام کے پاس حاضر ہوگی اور عرض کرے گی " اے نوح علیک السلام آپ اہل زمین کی طرف سب سے پہلے رسول بنا کر بھیجے گئے ہیں اللہ تعالیٰ نے آپ کو عَبْدًا شَکُوْرًا کا لقب عطا فرمایا ہے کیا آپ ملاحظہ نہیں فرمارہے کہ ہم کس مصیبت میں مبتلا ہیں کیا آپ اپنے رب کی بارگاہ میں ہمارے لئے شفاعت نہیں کریں گے۔"

حضرت نوح علیہ السلام جواب دیں گے " آج میرا پروردگار بہت زیادہ غصے میں ہے اتنے غضب میں نہ وہ پہلے کبھی ہوا تھا اور نہ کبھی آئندہ ہوگا نَفْسِیْ نَفْسِیْ مجھے تو آج اپنی ہے۔اللہ تعالیٰ نے مجھے ایک دعا مانگنے کا حق دیا تھا جو وہ ضرور قبول فرمائے گا میں نے اپنا یہ حق استعمال کر لیا ہے اور اپنی قوم کی بربادی کے لئے دعا مانگی ہے۔اب میں اللہ کی بارگاہ میں شفاعت کرنے کی جرأت نہیں کر سکتا کسی اور کے پاس جاؤ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس جاؤ۔"

پھر ساری مخلوق حضرت ابراہیم علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوگی اور بڑے ادب سے عرض کرے گی " آپ اللہ کے نبی ہیں تمام اہل زمین میں سے اللہ کے خلیل ہیں مہربانی فرما کر اپنے مولا کی بارگاہ میں ہمارے لئے شفاعت کریں کیا آپ نہیں دیکھ رہے کہ ہم کس مصیبت میں مبتلا ہیں" حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام بھی وہی جواب دیں گے کہ میرا رب آج از حد غصہ میں ہے نہ اس سے پہلے اتنا غصے میں تھا نہ اس کے بعد اتنا ناراض ہوگا۔میں نے تو تین کذبات کہے تھے آپ انہیں یاد کریں گے۔نَفْسِیْ نَفْسِیْ آج کسی اور کے پاس چلے جاؤ مجھے تو آج اپنی جان کی فکر ہے تم حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس جاؤ۔

ساری مخلوق حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس حاضر ہو کر عرض کناں ہوگی " اے موسیٰ! آپ اللہ کے رسول ہیں اللہ تعالیٰ نے آپ کو لوگوں پر رسالت اور ہم کلامی سے فضیلت بخشی ہے کیا آپ نہیں دیکھ رہے کہ ہم کس مصیبت میں مبتلا ہیں آپ اپنے رب کی بارگاہ میں ہماری شفاعت فرمائیں" وہ بھی یہی فرمائیں گے کہ آج میرا رب اتنا غصہ میں ہے کہ پہلے کبھی اتنا غصہ ہوا تھا

حضرت یحییٰ علیہما السلام تشریف فرما تھے۔ پھر وہ مجھے تیسرے آسمان پر لے گئے اس میں حضرت یوسف علیہ السلام تشریف فرما تھے۔ پھر وہ مجھے چوتھے آسمان پر لے گئے وہاں حضرت ہارون علیہ السلام تشریف فرما تھے پھر حضرت جبرائیل مجھے پانچویں آسمان پر لے گئے وہاں حضرت ادریس علیہ السلام تشریف فرما تھے پھر وہ مجھے چھٹے آسمان پر لے گئے وہاں حضرت موسیٰ علیہ السلام تشریف فرما تھے پھر وہ مجھے ساتویں آسمان پر لے گئے وہاں حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام تشریف فرما تھے پھر حضرت جبرائیل مجھے ساتوں آسمانوں کے اوپر لے گئے۔ ہم سدرۃ المنتہیٰ پر آئے۔ میں سجدہ میں گر پڑا اللہ رب العزت نے مجھ سے فرمایا کہ جس دن میں نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا تھا اس دن میں نے آپ ﷺ پر اور آپ کی امت پر پچاس نمازیں فرض کیں تھیں آپ ﷺ بھی ان پچاس نمازوں کو ادا کریں اور آپ کی امت بھی ان کو ادا کرے۔

میں وہاں سے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس آیا انہوں نے مجھ سے کسی بھی چیز کے بارے میں سوال نہ کیا پھر میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا انہوں نے فرمایا کہ اللہ رب العزت نے آپ ﷺ پر اور آپ کی امت پر کیا فرض کیا ہے میں نے کہا کہ اللہ نے ہم پر پچاس نمازیں فرض کیں ہیں حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ بلاشبہ آپ اور آپ کی امت پچاس نمازیں ادا نہیں کر سکو گے۔ آپ ﷺ اپنے رب کے پاس واپس جائیں اور اس سے کچھ کمی کرنے کی درخواست کریں میں اپنے رب کے پاس واپس آیا۔ اللہ تعالیٰ نے دس نمازیں کم کر دیں۔ پھر میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا۔ انہوں نے پھر مجھے واپس جانے کا مشورہ دیا۔ میں پھر اپنے رب کے پاس واپس آیا میرے مولا نے پھر دس نمازیں کم کر دیں پھر میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا انہوں نے پھر مجھے واپس جانے کا مشورہ دیا میں پھر بارگاہ ربوبیت میں واپس آیا اللہ تعالیٰ نے دس نمازیں اور کم کر دیں۔ حتیٰ کہ صرف پانچ نمازیں باقی رہ گئیں حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ آپ اپنے رب کے پاس واپس جائیں اور مزید کمی کا سوال کریں بنی اسرائیل پر صرف دو نمازیں فرض ہوئی تھیں لیکن ان دو نمازوں کو بھی ادا نہ کر سکے پھر میں بارگاہ الٰہیہ میں گیا اللہ سے تخفیف کا سوال کیا اللہ رب العزت نے فرمایا کہ جس دن میں نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا تھا اس دن میں نے آپ ﷺ پر اور آپ کی امت پر پچاس نمازیں فرض کیں تھیں اب یہ نمازیں تو پانچ ہیں لیکن ان کا ثواب پچاس نمازوں کے برابر ہے۔ آپ ﷺ خود بھی ان نمازوں کو ادا فرمائیں اور آپ کی امت بھی انہیں ادا کرے میں نے جان لیا کہ یہ اللہ کی جانب سے میری آزمائش ہے میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا انہوں نے پھر واپس جانے کا مشورہ دیا میں نے کہا کہ میں نے سمجھ لیا کہ یہ اللہ کی طرف سے میری آزمائش ہے۔

اس حدیث کو امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا ہے امام بخاری اور امام مسلم رحمہما اللہ تعالیٰ نے اس کو تفصیل سے روایت کیا ہے۔

چالیسویں حدیث

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے روایت کیا ہے کہ شفیع المذنبین ﷺ نے فرمایا کہ میں قیامت کے دن لوگوں کا سردار ہوں گا۔ کیا تم جانتے ہو کہ اللہ تعالیٰ تمام لوگوں کو ایک میدان میں کیسے جمع کرے گا۔ دیکھنے والا ان تمام کو دیکھ سکے گا۔

بداية السئول فی تفضیل الرسول

سلطان العلماء عزالدین بن عبدالسلام رحمۃ اللہ علیہ نے سرور کائنات ﷺ کی فضیلت میں ایک رسالہ تصنیف فرمایا۔ انہوں نے اس کا نام بدایۃ السئول فی تفضیل الرسول رکھا۔ وہ اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء کے بعد لکھتے ہیں:

''اللہ رب العزت نے ہمارے نبی مکرم ﷺ کے بارے میں فرمایا ہے۔

وَاَنْزَلَ اللّٰهُ عَلَيْكَ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ ؕ وَكَانَ فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكَ عَظِيْمًا ﴿۱۱۳﴾ (النساء:113) وَلَقَدْ فَضَّلْنَا بَعْضَ النَّبِيّٖنَ عَلٰى بَعْضٍ (الاسراء:55)

تِلْكَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ ۘ مِنْهُمْ مَّنْ كَلَّمَ اللّٰهُ وَرَفَعَ بَعْضَهُمْ دَرَجٰتٍ ؕ

(البقرہ:253)

''اور سکھا دیا آپ کو جو کچھ بھی آپ نہیں جانتے تھے اور اللہ تعالیٰ کا آپ پر فضل عظیم ہے اور بیشک ہم نے بزرگی دی ہے بعض انبیاء کو بعض پر۔ یہ سب رسول ہم نے فضیلت دی ہے (ان میں سے) بعض کو بعض پر ان میں سے کسی سے کلام فرمایا اللہ نے اور بلند کئے ان میں سے بعض کے درجے۔''

ان آیات میں پہلی فضیلت تو یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اصل شرف و بزرگی میں اپنے محبوب کریم ﷺ کی تعریف بیان کی ہے اور دوسری فضیلت یہ کہ اس نے آپ ﷺ کے درجات کو بلند فرما کر آپ کی فضیلت میں کئی گنا اضافہ کر دیا ہے۔ پھر اس آیت میں دَرَجٰتٍ کو نکرہ ذکر کیا اور تنوین عظمت کا اظہار کرنے کے لئے ہے یعنی اے محبوب مکرم! صلی اللہ علیک وسلم میں نے ہر درجہ میں آپ کو رفعت عطا فرمائی۔

محبوب مکرم ﷺ کی فضیلت کے اسباب

اللہ تعالیٰ نے ہمارے نبی محترم ﷺ کو کئی اسباب سے فضیلت عطا فرمائی ہے:۔

پہلا سبب

آپ ﷺ تمام بنی نوع انسان کے سردار ہیں حضور مکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ''میں اولاد آدم کا سردار ہوں میں یہ بات فخریہ نہیں کر رہا۔''

سردار وہ ہوتا ہے جو بلند اخلاق اور عمدہ اوصاف سے متصف ہو۔ اس سے اس بات کا علم حاصل ہوتا ہے کہ آپ ﷺ دونوں جہاں میں تمام مخلوق سے افضل ہیں دنیا میں تو آپ ﷺ اس لئے افضل ہیں کہ آپ عمدہ اوصاف اور اچھے اخلاق سے متصف ہیں اور آخرت میں آپ ﷺ اس لئے صاحب شرف ہیں کیونکہ آخرت کا ثواب اچھے اوصاف اور بلند اخلاق

نہ ہی بعد میں اتنا غصہ میں ہوگا۔ میں نے ایک ایسے آدمی کو قتل کیا تھا جس کو قتل کرنے کا مجھے حکم نہیں دیا گیا تھا نَفْسِیْ نَفْسِیْ میرے علاوہ کسی اور کے پاس جاؤ۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پاس جاؤ۔ تمام مخلوق حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بارگاہ میں حاضر ہوگی اور عرض کرے گی اے عیسیٰ! آپ اللہ کے رسول ہیں آپ اللہ کا کلمہ اور اس کی روح ہیں آپ نے پنگھوڑے میں لوگوں سے گفتگو کی تھی کیا آپ ملاحظہ نہیں فرما رہے کہ ہم کس مصیبت میں مبتلا ہیں آپ ہمارے لئے اپنے اللہ کی بارگاہ میں شفاعت کریں۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بھی یہی فرمائیں گے کہ آج میرا رب اتنے غصہ میں ہے کہ نہ وہ اس سے پہلے اتنے غصہ ہوا تھا اور نہ ہی اس کے بعد اتنے غصہ میں ہوگا وہ اپنی کسی خطا کی وجہ سے یہ نہیں کہیں گے بلکہ وہ صرف نَفْسِیْ نَفْسِیْ کہیں گے۔ مجھے تو آج اپنی جان کی فکر پڑی ہے تم کسی اور کے پاس جاؤ۔ تم محمد عربی (فداہ روحی) ﷺ کی بارگاہ میں جاؤ۔

تمام لوگ بارگاہ مصطفویہ میں حاضر ہوں گے اور عرض کریں گے ''اے محمد مصطفیٰ! صلی اللہ علیک وسلم'' آپ اللہ کے رسول ہیں خاتم الانبیاء ہیں اللہ تعالیٰ نے آپ کے پہلے اور پچھلے تمام الزامات کو مٹا دیا ہے کیا آپ ملاحظہ نہیں فرما رہے کہ ہم کس مصیبت میں مبتلا ہیں آپ اپنے اللہ کے دربار میں ہمارے لئے شفاعت فرمائیں۔

پھر آپ ﷺ نے فرمایا ''میں وہاں سے چل کر عرش الٰہی کے پاس حاضر ہوں گا میں اپنے اللہ کے حضور سجدہ ریز ہو جاؤں گا۔ میں اس کی ایسی تعریف کروں گا اور ایسی ثنا کروں گا کہ آج تک میں اس طرح اس کی حمد وثنا نہ کر سکا تھا کافی دیر کے بعد اللہ کی طرف سے ندا آئے گی اے میرے محبوب! صلی اللہ علیک وسلم اپنا سر مبارک اٹھاؤ اور مانگو جو کچھ تم مانگو گے عطا کیا جائے گا آپ شفاعت کریں آپ کی شفاعت کو شرف قبولیت سے نوازا جائے گا۔'' یہ سن کر میں سجدہ سے سر اٹھاؤں گا اور عرض کروں گا یَارَبِّ اُمَّتِیْ یَا رَبِّ اُمَّتِی۔ اے میرے پروردگار! میری امت پر رحم فرما اور اس کو نجات دے۔ اے مولا! میری امت پر رحم فرما اور اس کو نجات دے۔

میرا پروردگار مجھے فرمائے گا جنت کے دروازوں میں سے دائیں جانب کے دروازے سے اپنے ان امتیوں کو داخل کرو جن سے کوئی حساب نہیں لیا جائے گا۔ اس دروازے کے علاوہ دوسرے دروازوں میں بھی یہ لوگ شریک ہوں گے۔ آپ ﷺ نے فرمایا مجھے اس ذات کی قسم جس کے دست قدرت میں میری جان ہے جنت کے دروازوں میں سے دو دروازوں کے درمیان اتنا فاصلہ ہے جتنا کہ مکہ اور ہجر کے درمیان ہے یا جتنا فاصلہ مکہ اور بُصریٰ کے درمیان ہے (اس حدیث کو امام بخاری اور امام مسلم رحمہما اللہ تعالیٰ نے روایت کیا ہے)۔

حضور اکرم ﷺ کے فضائل میں چالیس احادیث اختتام پذیر ہوئیں۔

صَلَّى اللّٰهُ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى آلِهٖ وَصَحْبِهٖ اَجْمَعِيْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ.

ہی میں اپنی یہ دعا مانگ لی تھی لیکن آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی اس دعا کو اپنی امت کی شفاعت کے لئے باقی رکھا ہے بروز حشر آپ ﷺ یہ دعا کر کے اپنی امت کی شفاعت فرمائیں گے۔

ساتواں سبب

آپ ﷺ کی فضیلت کا ساتواں سبب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کی زندگی مبارک کی قسم اٹھائی ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

لَعَمْرُكَ اِنَّهُمْ لَفِیْ سَكْرَتِهِمْ یَعْمَهُوْنَ۝ (الحجر:72) ''(اے محبوب!) آپ کی زندگی کی قسم یہ (اپنی طاقت کے نشہ میں) مست ہیں (اور) بہکے بہکے پھر رہے ہیں۔''

آپ ﷺ کی زندگی کی قسم آپ ﷺ کی زندگی کی عزت اور فضیلت پر دلالت کر رہی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک آپ ﷺ کی حیات مبارک کی بہت زیادہ قدر و منزلت ہے بلاشبہ آپ ﷺ کی زندگی اس قابل ہے کہ اس کی قسم اٹھائی جائے کیونکہ اس میں ہر خاص و عام کے لئے برکتیں پائی جاتی ہیں۔ کسی اور نبی یا رسول کی زندگی کی قسم اللہ تعالیٰ نے نہیں اٹھائی۔

آٹھواں سبب

اللہ رب العزت نے جب آپ ﷺ کو مخاطب فرمایا تو آپ ﷺ کو اچھے اسماء اور عمدہ القاب سے مخاطب فرمایا مثلاً: یٰۤاَیُّهَا الرَّسُوْلُ، یٰۤاَیُّهَا النَّبِیُّ وغیرہ۔ یہ فضیلت بھی آپ ﷺ کے علاوہ کسی اور نبی کے لئے مخصوص نہیں۔ دیگر انبیاء کو اللہ تعالیٰ نے ان کے نام لے کر مخاطب فرمایا ارشاد ربانی ہے:

یٰۤاٰدَمُ اسْكُنْ اَنْتَ وَزَوْجُكَ الْجَنَّةَ (البقرہ:35) ''اے آدم! رہو تم اور تمہاری بیوی اس جنت میں۔''

یٰعِیْسَى ابْنَ مَرْیَمَ اذْكُرْ نِعْمَتِیْ عَلَیْكَ (المائدہ:110) یٰمُوْسٰۤى اِنِّیْۤ اَنَا اللّٰهُ (القصص:30) یٰنُوْحُ اهْبِطْ بِسَلٰمٍ (ہود:48) یٰدَاوٗدُ اِنَّا جَعَلْنٰكَ خَلِیْفَةً فِی الْاَرْضِ (ص:26) یٰیَحْیٰى خُذِ الْكِتٰبَ (مریم:12)

''اے عیسیٰ بن مریم! اس نعمت کو یاد کرو جو تجھ پر میں نے کی اے موسیٰ! میں ہی اللہ ہوں اے نوح! (کشتی سے) اتریئے امن اور سلامتی کے ساتھ۔ اے داؤد! ہم نے مقرر کیا ہے آپ کو (اپنا) نائب زمین میں۔ اے یحییٰ! پکڑ لو اس کتاب کو۔''

یہ بات کسی سے پوشیدہ نہیں کہ اگر ایک غلام کو جب آواز دی جائے تو اسے اس کے اچھے نام اور عمدہ اوصاف سے پکارا جائے جبکہ دوسرے غلاموں کو جب ندا کی جائے تو انہیں ان کے ناموں کے ساتھ پکارا جائے۔ جو نہ ان کے کسی وصف کا اظہار کرتے ہوں اور نہ ہی ان کے کسی خلق کو ظاہر کرتے ہوں تو یقیناً وہ غلام جس کو اچھے نام اور عمدہ وصف سے پکارا جا رہا ہے وہ دیگر غلاموں سے معزز بھی ہوگا اور مقرب بھی۔

اور عرف (معاشرہ) میں بھی یہ بات مشہور ہے کہ اگر کسی انسان کو اس کے اچھے ناموں اچھے اخلاق اور عمدہ اوصاف سے

پر ہوگا۔ آپ ﷺ نے یہ فرمان ''میں اولاد آدم کا سردار ہوں میں یہ فخریہ نہیں کہہ رہا'' اس لئے فرمایا تا کہ آپ ﷺ کی امت آپ کی اس قدر و منزلت کو پہچان لے جو آپ ﷺ کو اللہ کے دربار سے حاصل ہوئی۔ آپ ﷺ نے جس مقام پر بھی اپنے فضائل بیان کئے ہیں وہاں وَلَا فَخْرَ ضرور کہا ہے تا کہ جاہل آدمی کا یہ وہم ختم ہو جائے کہ آپ ﷺ اپنے فضائل فخر کرتے ہوئے بیان فرما رہے ہیں۔

دوسرا سبب

تمام مخلوق پر آپ ﷺ کی فضیلت کا دوسرا سبب یہ ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا ''روز قیامت حمد کا جھنڈا میرے ہاتھ میں ہوگا اور میں یہ فضیلت فخر کرتے ہوئے بیان نہیں کر رہا۔

تیسرا سبب

آپ ﷺ کی فضیلت کا تیسرا سبب آپ ﷺ کا یہ فرمان ہے ''روز قیامت آدم (علیہ السلام) اور ان کے علاوہ تمام مخلوق میرے جھنڈے تلے ہوگی اور میں یہ قول فخریہ نہیں کہہ رہا'' آپ ﷺ کا یہ فرمان اس بات پر دلالت کر رہا ہے کہ آپ ﷺ کا مرتبہ حضرت آدم علیہ السلام اور دیگر تمام مخلوق سے ارفع و اعلیٰ ہے کیونکہ فضیلت کا معنی یہ ہے کہ کسی انسان کو بلند مراتب سے مخصوص کر دیا جائے۔

چوتھا سبب

آپ ﷺ کی فضیلت کا چوتھا سبب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو یہ بشارت دی ہے ''اللہ نے آپ ﷺ کے پہلے اور پچھلے الزامات مٹا دیئے ہیں'' کسی اور نبی کے بارے میں منقول نہیں کہ اللہ رب العزت نے انہیں اس طرح کی بشارت دی ہو۔ یقیناً اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کے علاوہ کسی اور نبی کو ایسا مژدۂ جانفزا نہیں سنایا کیونکہ بروز حشر جس کسی پیغمبر علیہ السلام سے لوگ شفاعت کی التجا کریں گے تو وہ اپنی لغزش کو یاد کریں گے وہ نَفْسِیْ نَفْسِیْ کی صدا بلند کر رہے ہوں گے وہ کہیں گے کہ مجھے تو آج اپنی جان کی فکر ہے اگر دیگر انبیاء علیہم السلام کو اپنی لغزش کی معافی کا علم ہوتا تو وہ بروز حشر اس کی وجہ سے اس طرح لرزاں نہ ہوتے۔ جب شافع روز جزاء ﷺ سے مخلوق شفاعت کی التجا کرے گی آپ ﷺ فرمائیں گے: اَنَا لَھَا اَنَا لَھَا میں ہی شفاعت کے لئے ہوں میں ہی شفاعت کے لئے ہوں۔

پانچواں سبب

آپ ﷺ کی فضیلت کا پانچواں سبب آپ ﷺ کا یہ فرمان عالیشان ہے: اَنَا اَوَّلُ شَافِعٍ وَّاَوَّلُ مُشَفَّعٍ ''میں سب سے پہلے شفاعت کرنے والا ہوں اور سب سے پہلے میری شفاعت کو درجہ قبولیت ملے گا۔'' آپ ﷺ کا یہ فرمان بھی آپ کی فضیلت اور آپ کی تخصیص پر دلالت کر رہا ہے۔

چھٹا سبب

اللہ رب العزت نے ہر نبی کو ایک ایسی دعا عطا فرمائی جو شرف قبولیت سے نوازی جائے گی۔ ہر نبی (علیہ السلام) نے دنیا

سے بہترین ہے۔امت کی اس فضیلت کی وجہ یہ ہے کیونکہ وہ اچھے اوصاف،عمدہ افعال اور بہترین احوال سے متصف ہے۔
آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جس بھی معرفت، حالت، عبادت یا کسی عمدہ قول کی طرف راہ نمائی فرمائی ہے یا کسی بھی ایسی چیز کی طرف راہبری کی جس سے اللہ کا قرب حاصل ہوتا ہو تو آپ ﷺ کی امت کے اس پر عمل پیرا ہونے کی وجہ سے آپ ﷺ کو بھی اجر ملے گا کیونکہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ''جس آدمی نے کسی شخص کی ہدایت کی طرف راہ نمائی کی تو اس میں اس پر عمل کرنے والے کے لئے بھی اجر ہوگا اور اس آدمی کے لئے بھی اجر ہوگا جس نے بھلائی کی طرف راہ نمائی کی ہوگی۔''

اس لحاظ سے بھی آپ ﷺ کو وہ عظیم مرتبہ ملے گا جو کسی اور نبی کے نصیب میں نہیں ہوگا۔حدیث شریف میں ہے:
''مخلوق اللہ کی عیال ہے اللہ کے نزدیک ان میں سے زیادہ محبوب وہ ہے جو اس کی مخلوق کے لئے زیادہ نافع ہے۔''

جب آپ ﷺ نے جنتیوں کی کثیر تعداد کو فائدہ پہنچایا ہوگا جبکہ آپ ﷺ کے علاوہ دیگر انبیاء علیہم السلام نے جنتیوں میں سے بہت کم تعداد کو نفع بخشا ہوگا تو قرب میں آپ ﷺ کا مرتبہ اتنا زیادہ ہوگا جتنا لوگوں کو نفع دینے میں آپ کا مرتبہ زیادہ ہے۔ آپ ﷺ کی امت کے ہر ولی کے عرفان کے مطابق آپ ﷺ کو اجر ملے گا کیونکہ اس ولی کو معرفت آپ ﷺ کی راہبری کی وجہ سے حاصل ہوئی ہے آپ ﷺ کا جو بھی صاحب حال بزرگ ہوگا اس کا اجر آپ کو بھی ملے گا کیونکہ اس کو یہ منزل آپ ﷺ کی راہبری کی وجہ سے نصیب ہوئی۔کسی شخص کو بھی اگر عمدہ گفتگو کرنے کی وجہ سے جنت ملے گی تو اس کا اجر آپ کو بھی ملے گا کیونکہ اس کا وہ قول آپ ہی کے اقوال سے اخذ کیا گیا ہوگا۔اسی طرح ہر وہ عمل جو اللہ کے قرب کا سبب بنتا ہے مثلاً نماز، زکوٰۃ، غلام کو آزاد کرنا، جہاد، ذکر، صبر، عفو، درگزر الغرض جو بھی نیک عمل ہوگا آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بھی اتنا ہی اجر ملے گا جتنا اجر اس اچھے کام پر عمل پیرا ہونے کو ملے گا۔

المختصر ہر وہ بلند درجہ یا عظیم مرتبہ جو آپ ﷺ کے فرمان یا راہ نمائی کی وجہ سے آپ ﷺ کے کسی امتی کو ملے گا وہ آپ ﷺ کو بھی ضرور عطا کیا جائے گا۔ پھر سرور دو جہاں ﷺ کا یہ مرتبہ اور درجہ کئی گنا زیادہ ہو جائے گا کیونکہ آپ ﷺ کی امت میں سے جس شخص نے بھی ہدایت کی طرف دعوت دی ہوگی یا اچھی سنت قائم کی ہوگی تو اس شخص کو اس ہدایت پر یا سنت حسنہ پر عمل پیرا ہونے والے تمام لوگوں کے برابر اجر ملے گا اس طرح یہ اجر ہمارے نبی محترم ﷺ کے لئے کئی گنا زیادہ ہو جائے گا کیونکہ اس نیکی اور بھلائی پر آپ ﷺ نے ضرور راہ نمائی فرمائی ہوگی اسی رشک کی وجہ سے شب معراج حضرت موسیٰ علیہ السلام روپڑے کیونکہ حضور اکرم ﷺ کی امت حضرت موسیٰ علیہ السلام کی امت سے زیادہ جنت میں جائے گی۔
اس وقت حضرت موسیٰ علیہ السلام کا گریہ حضور ﷺ پر حسد کی وجہ سے نہ تھا۔جیسا کہ بعض جاہل لوگ کہتے ہیں بلکہ آپ کا رونا اس افسوس کی وجہ سے تھا کہ آپ علیہ السلام حضور اکرم ﷺ کی طرح عظیم مرتبہ حاصل نہ کر سکے۔

پندرہواں سبب

آپ ﷺ کی فضیلت کا ایک سبب یہ بھی ہے کہ آپ ﷺ کو تمام جن وانس کا نبی بنا کر بھیجا گیا ہے۔جبکہ دیگر انبیاء علیہم السلام ایک خاص قوم کے لئے مبعوث ہوتے تھے۔ہر نبی کو صرف اپنی ہی امت کو تبلیغ کرنے کا ثواب ملے گا جبکہ ہمارے

پکارا جائے تو یہ اس انسان کی تعظیم اور احترام میں زیادتی کی وجہ سے ہوتا ہے۔ جیسا کہ کسی شاعر نے کہا ہے:۔

لَا تَدْعُنِی اِلَّا بِیَا عَبْدَهَا لِاَنَّهٗ اَشْرَفُ اَسْمَائِیْ

''تو مجھے صرف یا عَبْدَهَا (اے اس کے غلام) ہی کہہ کر پکار کیونکہ یہ نام میرے تمام ناموں سے زیادہ معزز ہے۔''

نواں سبب

تمام انبیاء علیہم السلام کے معجزات ان کے وصال کے بعد ختم ہو گئے لیکن سید الاولین والآخرین ﷺ کا ایک معجزہ قیامت تک باقی رہے گا آپ کا وہ معجزہ قرآن پاک ہے۔

دسواں سبب

آپ ﷺ کی فضیلت کا ایک سبب یہ بھی ہے کہ آپ ﷺ کو پتھر سلام کیا کرتے تھے۔ کھجور کا تنا آپ ﷺ کے فراق میں رویا تھا۔ اس طرح کے معجزات آپ کے علاوہ کسی اور نبی کے لئے رونما نہیں ہوئے تھے۔

گیارہواں سبب

آپ ﷺ کے معجزات دیگر انبیاء کے معجزات سے زیادہ عظیم الشان ہیں جیسا کہ آپ ﷺ کی مبارک انگلیوں سے پانی کا جاری ہونا یہ پتھر سے پانی کے نکلنے سے زیادہ عظیم الشان ہے کیونکہ پتھر زمین کی جنس میں سے ہے جس سے پانی نکلتا رہتا ہے۔ آپ ﷺ کی مبارک انگلیوں سے پانی کا نکلنا یہ آپ ﷺ کا معجزہ ہے پتھر سے پانی جاری ہو جانا حضرت موسیٰ علیہ السلام کا معجزہ ہے۔ آپ ﷺ کا معجزہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے معجزہ سے زیادہ عظیم الشان ہے۔

بارہواں سبب

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا ایک معجزہ یہ بھی تھا کہ آپ علیہ السلام مادر زاد اندھوں کو بینا فرما دیا کرتے تھے۔ اس نابینے کی آنکھ اپنی جگہ پر موجود ہوتی تھی آپ علیہ السلام اس کو صرف بصارت عطا فرماتے ہیں لیکن سید مرسلاں ﷺ نے آنکھ کو اس وقت درست فرمایا جبکہ وہ اپنی جگہ سے بہہ کر رخسار پر آ چکی تھی۔ یہ واقعہ دو لحاظ سے معجزہ ہے:۔ (1) آنکھ کا اپنے مقام سے بہہ جانے کے بعد اس کو اسی جگہ پر فٹ کرنا (2) اس آنکھ کی بصارت کے ختم ہونے کے بعد اس کو نئی بصارت عطا کرنا۔

تیرہواں سبب

وہ مردے جن پر کفر کی وجہ سے موت طاری ہو چکی تھی پھر حضور مکرم ﷺ نے انہیں نور ایمان سے حیات نو عطا کی۔ ان کی تعداد ان مردوں سے کہیں زیادہ ہیں جن کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے نئی زندگی دی تھی پھر ایمان کی زندگی دینے اور اجسام کی زندگی دینے میں بہت بڑا فرق ہے۔

چودہواں سبب

اللہ رب العزت انبیاء میں سے ہر نبی کو اس کی امت کے اعمال، اقوال اور احوال کے مطابق اجر عطا فرماتا ہے۔ آپ ﷺ کی امت جنت میں سب سے زیادہ ہوگی۔ اللہ رب العزت نے یہ بھی ارشاد فرمایا ہے کہ آپ ﷺ کی امت تمام امم

نصیب ہوگا میں خواہش کرتا ہوں کہ میں ہی وہ بندہ ہوں جس کو وہ رفیع منصب ملے جس نے میرے لئے وسیلہ کی دعا مانگی اس کے لئے میری شفاعت حلال ہوگئی۔

اکیسواں سبب

آپ ﷺ نے فرمایا کہ میرے ستر ہزار امتی بغیر حساب کے جنت میں جائیں گے۔ یہ فضیلت کسی اور مرسل یا نبی کے لئے ثابت نہیں ہے۔

بائیسواں سبب

اللہ رب العزت آپ ﷺ کو جنت میں کوثر عطا فرمائے گا اور قیامت کے دن آپ ﷺ کو "حوض" عطا فرمایا جائے گا۔

تیئسواں سبب

آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: نَحْنُ الْآخِرُوْنَ السَّابِقُوْنَ اگرچہ ہم سب کے بعد میں مبعوث ہوئے ہیں لیکن ہم فضائل اور محاسن میں سب سے سبقت لے جائیں گے۔

چوبیسواں سبب

آپ ﷺ کے لئے مال غنیمت حلال کر دیا گیا تھا جبکہ آپ ﷺ کے علاوہ اور کسی بھی نبی کے لئے مال غنیمت حلال نہ تھا۔ آپ ﷺ کی امت کی صفیں اسی طرح بنائی گئیں جس طرح ملائکہ صفیں بناتے ہیں آپ ﷺ کے لئے تمام روئے زمین کو مسجد اور اس کی مٹی کو پاکیزہ بنایا گیا یہ تمام خصائص آپ ﷺ کے عظیم الشان مرتبہ پر دلالت کرتے ہیں۔

پچیسواں سبب

آپ کی فضیلت کا پچیسواں سبب یہ ہے کہ اللہ رب العزت نے اخلاق حسنہ پر آپ ﷺ کی تعریف بیان کی ہے ارشاد باری تعالیٰ ہے: وَ اِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ ۝ (القلم: 4) "اور بے شک آپ عظیم الشان خلق کے مالک ہیں" کسی عظیم ہستی کا کسی شخص کے لئے تعظیمی کلمات کہنا اس کی انتہائی عظمت کی دلیل ہے تو وہ ذات جو سب بڑوں سے بڑی ہے جب وہ کسی چیز کی عظمت کو بیان کرے گی تو اس شے کی عظمت کا کیا کہنا۔

چھبیسواں سبب

اللہ رب العزت نے وحی کی تمام اقسام کے ساتھ آپ ﷺ سے ہم کلامی فرمائی ہے۔ وحی کی تین اقسام ہیں:۔ (1) سچے خواب (2) بغیر کسی واسطہ کے شرف ہم کلامی (3) حضرت جبرائیل کے واسطہ سے پیغام رسانی۔

ستائیسواں سبب

آپ ﷺ کی کتاب "قرآن مجید" میں وہ تمام اشیاء موجود ہیں جو تورات اور انجیل میں پائی جاتی تھیں لیکن طوال مفصل (1)

1۔ "طوال مفصل سے مراد سورۃ حجرات سے لے کر سورۃ بروج تک ہے۔"

نبی کریم ﷺ کو ہر اس شخص کو تبلیغ کرنے کا ثواب ملے گا جس کی طرف آپ ﷺ نبی بنا کر مبعوث کیے گئے ہیں۔ کبھی آپ ﷺ کو یہ ثواب براہ راست تبلیغ کرنے کی وجہ سے ملے گا اور کبھی کسی اور سبب کی وجہ سے آپ کو یہ ثواب ملے گا۔

اسی وجہ سے اللہ رب العزت نے آپ ﷺ پر احسان فرماتے ہوئے فرمایا:۔

وَلَوْ شِئْنَا لَبَعَثْنَا فِي كُلِّ قَرْيَةٍ نَّذِيرًا (الفرقان:51) ''اور اگر ہم چاہتے تو بھیجتے ہر گاؤں میں ایک ڈرانے والا۔''

اس آیت مبارکہ میں آپ ﷺ پر احسان کی وجہ یہ ہے کہ اللہ رب العزت ہر شہر میں ایک ڈرانے والا بھیج دیتا تو پھر آپ ﷺ کو صرف اپنے شہر کے لوگوں کو ہی ڈرانے کا ثواب ملتا۔

سولہواں سبب

اللہ رب العزت نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے وادیٔ مقدس میں کوہ طور پر گفتگو کی۔ جبکہ ہمارے نبی مکرم ﷺ کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے سدرۃ المنتہیٰ اور مقام اعلیٰ پر گفتگو کی۔

سترہواں سبب

آپ ﷺ کی فضیلت کا ایک سبب یہ بھی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ ہم دنیا میں سب کے بعد آنے والے ہیں۔ قیامت کے دن سب سے پہلے اٹھنے والے ہیں سب سے پہلے ہمارا حساب و کتاب ہوگا اور ہم ہی وہ لوگ ہیں جو سب سے پہلے جنت میں جانے والے ہیں۔

اٹھارہواں سبب

آپ ﷺ نے جس طرح مطلق سیادت کا ذکر کیا ہے اس طرح کبھی اسے یوم قیام کے ساتھ مقید کر کے بھی ذکر فرمایا ہے آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا۔

أَنَا سَيِّدُ وُلْدِ آدَمَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَاَوَّلُ مَنْ يَنْشَقُّ عَنْهُ الْقَبْرُ وَاَوَّلُ شَافِعٍ وَاَوَّلُ مُشَفَّعٍ

''میں بروز حشر بنی نوع انسان کا سردار ہوں گا۔ سب سے پہلے میرے لئے قبر شق ہوگی۔ میں ہی سب سے پہلا شفاعت کرنے والا ہوں اور سب سے پہلے میری ہی شفاعت قبول کی جائے گی۔''

انیسواں سبب

آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ روز قیامت تمام مخلوق میری طرف ہی رغبت رکھے گی حتیٰ کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا میلان بھی میری طرف ہی ہوگا۔

بیسواں سبب

آپ ﷺ نے فرمایا ''وسیلہ جنت میں ایک بلند و بالا مرتبہ ہے یہ عظیم منصب اللہ کے بندوں میں سے کسی بندے کو

اَلَّذِيْنَ مَعَهٗۤ اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ (الفتح:29) ''(جان عالم) محمد اللہ کے رسول ہیں اور وہ (سعادت مند) جو آپ کے ساتھی ہیں کفار کے مقابلہ میں بہادر اور طاقتور ہیں آپس میں بڑے رحم دل ہیں۔'' آپ ﷺ اپنی امت کے ایمان کے بارے میں کتنے حریص تھے۔ اس آیت سے اس کا اظہار ہوتا ہے۔

لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ عَزِيْزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيْصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ﴿١٢٨﴾

(التوبہ:128)

''بیشک تشریف لایا ہے تمہارے پاس ایک برگزیدہ رسول تم میں سے گراں گزرتا ہے اس پر تمہارا مشقت میں پڑنا بہت ہی خواہش مند ہے تمہاری بھلائی کا۔''

آپ کی رسالت کی ادائیگی کے بارے میں ارشاد ربانی ہے: فَتَوَلَّ عَنْهُمْ فَمَآ اَنْتَ بِمَلُوْمٍ ﴿٥٤﴾ ''پس آپ ان سے رخ انور پھیر لیجئے آپ پر کوئی الزام نہیں۔''

اکتیسواں سبب

اللہ رب العزت نے آپ ﷺ کی امت کو ''مرتبہ عدالت'' عطا فرمایا ہے جب اللہ تعالیٰ بروز حشر اپنے بندوں کے درمیان فیصلہ فرمائے گا تو دیگر امتیں انبیاء کی تبلیغ کا انکار کر دیں گی۔ امت مصطفویہ کو حاضر ہونے کا حکم ہوگا۔ یہ امت ان لوگوں کے خلاف گواہی دے گی۔ وہ اس بات کا اقرار کرے گی کہ بلاشبہ ان کے انبیاء نے اللہ کے احکام کو ان تک پہنچایا تھا۔ یہ خصوصیت کسی اور نبی کی امت کو حاصل نہیں ہے۔

بتیسواں سبب

آپ ﷺ کی امت کو یہ عظیم شرف حاصل ہے کہ وہ کبھی بھی کسی گمراہی پر جمع نہ ہوگی۔ یہ امت نہ ہی کسی فروعی مسئلہ میں اور نہ ہی کسی اصول میں گمراہی پر اجماع کرے گی۔

تینتیسواں سبب

اللہ رب العزت نے آپ ﷺ کی کتاب ''قرآن پاک'' کی حفاظت اپنے ذمہ کرم پر لی ہے۔ اگر تمام لوگ مل کر اس کتاب میں ایک کلمہ کا اضافہ کرنا چاہیں یا کسی ایک حرف کی کمی کرنا چاہیں تو وہ ایسا نہ کر سکیں گے جبکہ سابقہ انبیاء کی کتب تورات اور انجیل وغیرہ میں تحریف ہو چکی ہے۔

چونتیسواں سبب

اللہ رب العزت آپ ﷺ کی امت کے ان اعمال کی پردہ پوشی فرماتا ہے جن کو وہ اپنی بارگاہ میں قبول نہیں کرتا۔ جبکہ سابقہ امتیں قربانیاں کرتی تھیں ان قربانیوں میں سے جو قبول ہو جاتی تھیں انہیں آگ جلا جاتی تھی اور جو قربانیاں بارگاہ ربوبیت میں قبول نہ ہوتی تھیں انہیں آگ چھوڑ دیتی تھی۔

صرف آپ ﷺ کو عطا کی گئی ہیں۔

اٹھائیسواں سبب

آپ ﷺ کی امت سابقہ امتوں سے عمل میں تو کم ہوگی لیکن اجر کے لحاظ سے زیادہ ہوگی یعنی ان کے اعمال تو کم ہوں گے لیکن ان کا اجر زیادہ ہوگا جس طرح کہ حدیث شریف میں مذکور ہے۔

انتیسواں سبب

اللہ رب العزت نے آپ ﷺ کو زمین کے خزانوں کی چابیاں عطا کیں آپ ﷺ کو بادشاہ نبی اور عبد نبی بننے میں اختیار دیا۔ آپ ﷺ نے حضرت جبرائیل سے مشورہ کیا۔ انہوں نے آپ ﷺ کو عاجزی اختیار کرنے کا مشورہ دیا آپ ﷺ نے عرض کی اے بار الٰہ! میں عبد نبی بننا چاہتا ہوں۔ آپ ﷺ نے عرض کی مولا!'' میں ایک دن بھوکا رہنا چاہتا ہوں اور ایک دن کھانا چاہتا ہوں تاکہ میں جس دن بھوکا رہوں اللہ تعالیٰ سے مانگا کروں اور جس دن کھانا کھاؤں اس دن اللہ کا شکر ادا کیا کروں۔'' آپ ﷺ نے اختیار فرمایا کہ آپ شدت اور نرمی، نعمت اور مصیبت ہر حالت میں اللہ کے ساتھ مشغول رہیں۔

تیسواں سبب

اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو تمام جہاں کے لئے رحمت بنا کر بھیجا ہے اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کی امت کے گناہ گاروں کو مہلت عطا فرمائی ان پر عذاب نازل کرنے میں جلدی نہ کی جبکہ سابقہ امتوں کے لوگ جب اپنے انبیاء کی تکذیب کرتے تھے تو اسی وقت ان پر عذاب نازل ہو جاتا تھا۔ حلم وعفو میں، صبر و درگزر میں، شکر اور نرمی میں آپ ﷺ اخلاق حسنہ کے اعلیٰ مقام پر فائز ہیں۔ آپ ﷺ کی بعثت کا مقصد ہی اخلاق حسنہ کی تکمیل ہے۔ آپ ﷺ خشوع اور خضوع کے پیکر تھے۔ آپ ﷺ اپنے کھانے، پینے اور لباس پہننے میں ہمیشہ عاجزی کیا کرتے تھے۔ آپ ﷺ حسن معاشرت کے عادی اور عمدہ اوصاف سے متصف تھے۔ آپ ﷺ اپنی امت کے لئے سراپا خلوص تھے۔ آپ ﷺ اپنے قبیلہ کے ایمان لانے پر بہت زیادہ حریص تھے۔ آپ ﷺ مومنین کے لئے مجسمہ رحمت ورافت تھے کافروں کے لئے آپ ﷺ سخت دل تھے۔ آپ ﷺ اللہ تعالیٰ کے دین کے لئے ہمہ وقت کوشاں رہتے تھے اللہ کے دین کی سربلندی آپ ﷺ کا مقصد حیات تھا اس کے لئے آپ ﷺ نے اپنی قوم کی اذیتوں کو برداشت کیا اپنے وطن کو خیر آباد کہا۔

ان فضائل میں سے بعض تو قرآن مجید میں موجود ہیں اور بعض فضائل دوسری سیرت اور شمائل کی کتابوں میں پائے جاتے ہیں۔

آپ ﷺ کی نرمی کے بارے میں اللہ رب العزت کا ارشاد ہے: **فَبِمَا رَحْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ لِنْتَ لَهُمْ** (آل عمران:159) ''پس (صرف) اللہ کی رحمت سے آپ نرم ہو گئے ہیں ان کے لئے مومنوں کے ساتھ۔'' مومنین کے لئے آپ ﷺ کی رحمت اور کفار کے لئے آپ ﷺ کی شدت کے بارے ارشاد باری تعالیٰ ہے: **مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ۭ وَ**

جہانوں پر فضیلت عطا کی ہے۔'' یہ آیت اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ انبیاء تمام بنی نوع انسان سے افضل ہیں اور وہ تمام ملائکہ سے بھی افضل ہیں کیونکہ ملائکہ بھی ''عٰلَمِیْن'' میں شامل ہیں۔ خواہ ''عٰلَمِیْن'' عالَم سے مشتق ہو یا علامت سے۔

جب تمام انبیاء ملائکہ سے افضل ہیں تو رسول اللہ ﷺ تمام انبیاء سے افضل ہیں تو گویا کہ آپ ﷺ ملائکہ کے سرداروں کے آقا ہیں۔ حضور مکرم ﷺ دو وجہ سے ملائکہ سے افضل ہیں اور دو رتبوں کی وجہ سے آپ ﷺ کو ان پر فضیلت حاصل ہے۔ ان دونوں رتبوں کی قدر اور ان دونوں درجوں کا شرف وہی شخص جانتا ہے جو خاتم الانبیاء، سید المرسلین ﷺ کو تمام عالمین پر فضیلت دیتا ہو۔ دانشمند اور عاقل آدمی کے لئے یہی اشارہ کافی ہے۔

ہم اللہ کے کرم اور فضل سے یہ دعا مانگتے ہیں کہ وہ ہمیں آپ ﷺ کی سنت پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آپ ﷺ کے اخلاق حسنہ پر عمل پیرا ہونے کی توفیق عطا فرمائے ہم کو آپ ﷺ کے گروہ اور انصار میں سے کرے۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَحْدَهٗ وَصَلٰوتُهٗ عَلٰى خَيْرِ خَلْقِهٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَحَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ۔

سلطان العلماء عز الدین بن عبد السلام کا رسالہ اختتام پذیر ہوا میں نے اس کو حرف بحرف نقل کیا ہے۔

آپ ﷺ کے نبی الانبیاء ہونے کے متعلق ابن عربی کا قول

سلطان العارفین، شیخ اکبر حضرت محی الدین ابن عربی نے ''الفتوحات المکیۃ'' میں یہ وضاحت کی ہے کہ آپ ﷺ نبی الانبیاء ہیں پھر اس کتاب سے عبد الوہاب شعرانی نے نقل کیا ہے۔ انہوں نے اس وضاحت کو اپنی کتاب ''الیواقیت والجواھر'' میں لکھا ہے۔ حضرت امام تقی الدین سبکی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک مخصوص رسالہ رقم کیا ہے جس میں انہوں نے مندرجہ ذیل آیت کی تفسیر کی ہے:

وَاِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ النَّبِيّٖنَ لَمَاۤ اٰتَيْتُكُمْ مِّنْ كِتٰبٍ وَّ حِكْمَةٍ ثُمَّ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ وَلَتَنْصُرُنَّهٗ ؕ قَالَ ءَاَقْرَرْتُمْ وَاَخَذْتُمْ عَلٰى ذٰلِكُمْ اِصْرِىْ ؕ قَالُوْۤا اَقْرَرْنَا ؕ قَالَ فَاشْهَدُوْا وَاَنَا مَعَكُمْ مِّنَ الشّٰهِدِيْنَ ﴿۸۱﴾ (آل عمران: 81)

''اور یاد کرو جب لیا اللہ تعالیٰ نے انبیاء سے پختہ وعدہ کہ قسم ہے تمہیں اس کی دوں میں تم کو کتاب اور حکمت سے پھر تشریف لائے تمہارے پاس وہ رسول جو تصدیق کرنے والا ہو ان (کتابوں) کی جو تمہارے پاس ہیں تو تم ضرور ضرور ایمان لانا اس پر اور ضرور ضرور مدد کرنا اس کی (اس کے بعد) فرمایا کیا تم نے اقرار کر لیا اور اٹھا لیا تم نے اس پر میرا بھاری ذمہ؟ سب نے عرض کی ہم نے اقرار کیا فرمایا تو گواہ رہنا اور میں (بھی) تمہارے ساتھ گواہوں میں سے ہوں۔''

حضرت امام سبکی رحمۃ اللہ علیہ نے اس رسالے کا نام ''اَلتَّعْظِيْمُ وَالْمِنَّةُ فِىْ تَفْسِيْرِ لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ وَلَتَنْصُرُنَّهٗ'' رکھا ہے اس رسالہ سے اکابر علماء نے حوالہ جات نقل کئے ہیں۔ حضرت امام قسطلانی رحمۃ اللہ علیہ نے ''المواھب الدنیہ'' میں اور

اسی وجہ سے اللہ رب العزت نے فرمایا: وَمَآ اَرۡسَلۡنٰکَ اِلَّا رَحۡمَۃً لِّلۡعٰلَمِیۡنَ (الانبیاء:107) ''اور ہم نے آپ ﷺ کو تمام جہانوں کے لئے رحمت بنا کر بھیجا ہے۔''

آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: اَنَا رَحْمَۃٌ مُھْدَاۃٌ اَنَا نَبِیُّ الرَّحْمَۃِ۔ ''میں ایسی رحمت ہوں جو تمہیں بطور ہدیہ ملی ہو اور میں رحمت کا نبی ہوں۔''

پینتیسواں سبب

اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو ''جوامع الکلم'' عطا فرمائے ہیں آپ ﷺ بہت مختصر بات کرتے تھے۔ اس کے باوجود آپ ﷺ کو فصاحت اور بلاغت میں تمام عرب پر فوقیت حاصل ہے۔ جس طرح اللہ رب العزت نے آپ ﷺ کو تمام انبیاء اور رسل علیہم السلام پر فضیلت عطا کی ہے اسی طرح اللہ رب العزت نے آپ ﷺ کو تمام ملائکہ پر فضیلت عطا کی ہے کیونکہ جو انسان تمام بنی نوع انسان سے افضل ہو گا وہ ملائکہ سے بھی یقیناً افضل ہو گا۔ ارشاد ربانی ہے: اِنَّ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ۙ اُولٰٓئِکَ ہُمۡ خَیۡرُ الۡبَرِیَّۃِ (البینۃ:7) ''(اور) یقیناً جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کرتے رہے وہی ساری مخلوق سے بہتر ہیں۔''

ملائکہ مخلوق میں شامل ہیں کیونکہ ''اَلْبَرِیَّۃُ'' کا معنی مخلوق ہے یہ بَرَأَ اللّٰہُ الْخَلْقَ۔ (اللہ نے مخلوق کو پیدا فرمایا) سے مشتق ہے لیکن اللہ تعالیٰ کے اس فرمان '' اِنَّ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ '' (بے شک وہ لوگ جو ایمان لائے اور انہوں نے نیک اعمال کئے) میں ملائکہ شامل نہیں ہیں کیونکہ یہ لفظ عُرفاً لغت میں اس ذات کے ایمان لانے کے ساتھ مختص ہے جس کا تعلق بنی نوع انسان سے ہو کیونکہ جب یہ لفظ مطلق بولا جائے گا تو اس سے مراد وہ ذات ہو گی جو ذہنوں کے قریب ہو۔

اگر یہ اعتراض کیا جائے کہ ''اَلْبَرِیَّۃُ'' البرا سے مشتق ہے اس کا معنی مٹی ہے اللہ تعالیٰ کے مذکورہ بالا فرمان کا ترجمہ یہ ہو گا ''بے شک وہ لوگ جو ایمان لائے اور جنہوں نے نیک اعمال کئے وہ تمام انسانوں سے افضل ہیں تو اس کے دو جواب ہیں۔''

پہلا جواب

لغت کے امام ''اَلْبَرِیَّۃُ'' کو ان الفاظ میں شمار کرتے ہیں جن کے ہمزہ کو اہل عرب نے ترک کر دیا ہے اس لئے یہ اعتراض وارد نہیں ہو سکتا۔

دوسرا جواب

دوسرا جواب یہ ہے کہ نافع رحمۃ اللہ علیہ نے اس کو ہمزہ کے ساتھ پڑھا ہے یہ دونوں قرآتیں اللہ کا کلام ہیں۔ ان دونوں قرآتوں میں سے ایک قرآت ایمان لانے والوں اور نیک اعمال کرنے والوں کو تمام انسانوں پر فضیلت دیتی ہے جبکہ دوسری قرآت انہیں تمام مخلوق پر فضیلت دیتی ہے۔ جب یہ بات ثابت ہو گئی کہ جو تمام انسانوں سے افضل ہو گا تو وہ ملائکہ سے بھی افضل ہو گا تمام انبیاء علیہم السلام تمام ایمان والوں اور نیک اعمال کرنے والوں سے افضل ہیں۔ اس کی دلیل اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے انبیاء علیہم کا ذکر کرنے کے بعد فرمایا گیا: وَکُلًّا فَضَّلۡنَا عَلَی الۡعٰلَمِیۡنَ (الانعام:86) ''ہم نے تمام انبیاء کو تمام

جواب

یہ ایک حقیقت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اجسام سے پہلے ارواح کو پیدا کیا۔ ''کُنتُ نَبِیًّا...... الخ ''میں آپ ﷺ کا اشارہ یا تو آپ کی روح مبارک کی طرف ہے یا پھر حقیقت محمد یہ (ﷺ) کی طرف اشارہ ہے۔ ان حقائق کو ہم عقل و دانش سے نہیں جان سکتے ان کو وہی جان سکتا ہے جس نے ان کو پیدا کیا۔ جس نے آپ ﷺ کی تائید اپنے خاص نور سے فرمائی۔ پھر ان حقائق میں سے ہر حقیقت اللہ تعالیٰ جس کو چاہتا ہے عطا کرتا ہے اور جس وقت چاہتا ہے اس وقت عطا کرتا ہے۔ یقیناً حضرت آدم علیہ السلام کی تخلیق سے قبل حقیقت محمد یہ موجود تھی اللہ تعالیٰ نے اس کو وصف نبوت عطا فرمایا بلکہ حقیقت محمد یہ کی تخلیق کا مقصد ہی یہ تھا کہ آپ ﷺ کو وصف نبوت سے متصف کیا جائے۔ اس وقت اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کی حقیقت میں ہی وصف نبوت پیدا فرمایا آپ ﷺ منصب نبوت پر فائز ہو گئے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کا نام مبارک عرش پر لکھا۔ آپ ﷺ کی رسالت کی خبر دی تا کہ ملائکہ اور دوسری مخلوق آپ ﷺ کی عزت و تکریم سے آشنا ہو جائے۔ اس وقت آپ ﷺ کی حقیقت موجود تھی اگر چہ آپ ﷺ کا وہ جسد اطہر جو وصف نبوت سے متصف تھا بعد میں تخلیق کیا گیا۔ آپ ﷺ کی حقیقت کو بارگاہ ربوبیت سے اعلیٰ اوصاف پہلے عطا ہوئے تھے جبکہ آپ ﷺ کی بعثت بعد میں ہوئی تھی۔ ہر وہ وصف جو اللہ کی طرف سے آپ ﷺ کو عطا ہوا اور وہ ہر عظمت جس کی آپ ﷺ کی ذات مبارک مستحق تھی آپ ﷺ کو پہلے ہی عطا کر دیا گیا تھا اس میں کوئی تاخیر نہ ہوئی۔ اسی طرح آپ ﷺ کو نبوت کی نعمت عطا فرمانا، کتاب اور حکمت بخشنا ہے لیکن ان کا وجود اور منقول آپ ﷺ کے ظہور تک متاخر کر دیا گیا۔ آپ ﷺ کے علاوہ جتنے بھی صاحب شرف لوگ ہیں۔ یہ شرف اور بزرگی انہیں ان کے وجود کے بعد عطا کی گئی۔ ان کے وجود اور اس کی عطا میں اتنی ہی تاخیر ہوئی جتنی کہ اللہ تعالیٰ کی خواہش تھی۔ بلاشبہ جو واقعہ بھی ظہور پذیر ہوتا ہے اللہ تعالیٰ کو اس کا ازل سے علم ہوتا ہے لیکن بعض لوگ علم، عقلی اور شرعی دلائل سے حاصل کرتے ہیں بعض لوگوں کو اس واقعہ کا علم اس کے ظہور کے وقت ہوتا ہے جیسا کہ بعض لوگوں کو حضور ﷺ کی نبوت کا علم اس وقت ہوا جب حضرت جبرائیل اللہ کا پہلا پیغام لے کر آپ ﷺ کے پاس آئے۔ یہ اللہ تعالیٰ کے افعال میں سے ایک فعل ہے جس کا تعلق اس کی معلومات، اس کی قدرت کے آثار اور اس کے ارادہ و اختیار سے ہے اللہ تعالیٰ کے اس ارادہ، قدرت اور اختیار کا اظہار اس خاص مقام پر ہوتا ہے جو کہ اس وصف سے متصف ہوتا ہے۔ یہاں دو مراتب ہیں:۔

پہلا مرتبہ

پہلا مرتبہ وہ ہے جس کا علم دلائل سے حاصل ہوتا ہے۔

دوسرا مرتبہ

دوسرا مرتبہ وہ ہے جو ہر آنکھ کے لئے عیاں اور واضح ہوتا ہے اس کے لئے کسی دلیل کی ضرورت نہیں ہوتی۔ ان دونوں مرتبوں کے درمیان اللہ تعالیٰ کے افعال و سیلے ہیں۔ اس حیثیت سے کہ یہ افعال اللہ تعالیٰ کے اختیار کے مطابق وقوع پذیر ہوتے ہیں۔ کچھ افعال ایسے ہیں جو ان کی تخلیق کے بعد ظاہر ہوتے ہیں اور بعض افعال ایسے ہوتے ہیں جن کی وجہ سے ان

حضرت امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے ''خصائص کبریٰ'' میں اس کے حوالے نقل کئے ہیں حضرت امام سبکی رحمۃ اللہ علیہ اپنے رسالے میں یوں رقمطراز ہیں:

''مذکورہ بالا آیت میں حضور ﷺ کی رسالت کی عظمت کا تذکرہ ہے آپ ﷺ کی اس تعظیم کا ذکر ہے جو کسی پر مخفی نہیں ہے۔ اس آیت میں یہ بھی وضاحت ہے کہ اگر آپ ان انبیاء کے زمانہ میں مبعوث ہوتے تو آپ ﷺ ان کے بھی رسول ہوتے۔ آپ ﷺ کی نبوت حضرت آدم علیہ السلام کے وقت سے لے کر قیامت تک تمام مخلوق کو محیط ہے۔ تمام انبیاء اور ان کی امتیں درحقیقت آپ ﷺ کی امت ہیں آپ ﷺ کا یہ قول بُعِثْتُ اِلَى النَّاسِ كَآفَّةً۔ ''میں تمام لوگوں کے لئے رسول مبعوث کیا گیا ہوں'' صرف آپ ﷺ کے زمانہ سے لے کر قیامت تک کے لوگوں کو شامل نہیں بلکہ وہ امتیں جو آپ ﷺ سے پہلے گزر چکی تھیں وہ بھی اس میں شامل ہیں۔ اس تمام تفصیل سے آپ ﷺ کے اس فرمان کا مفہوم واضح ہو گیا: كُنْتُ نَبِيًّا وَّ آدَمُ بَيْنَ الرُّوْحِ وَالْجَسَدِ۔ ''میں اس وقت بھی نبی تھا جب حضرت آدم علیہ السلام روح اور جسم کے درمیان تھے۔''

جس شخص نے آپ ﷺ کے اس فرمان کی یہ تشریح کی ہے کہ اللہ کے علم میں تھا کہ آپ ﷺ عنقریب نبی بن جائیں گے اس کی رسائی مذکورہ بالا مفہوم تک نہیں ہو سکی کیونکہ اللہ تعالیٰ کا علم تو تمام اشیاء کو محیط ہے۔ اس وقت آپ ﷺ کو نبوت کی صفت کے ساتھ متصف کرنا اس بات کا تقاضا کرتا ہے کہ اس فرمان عالی شان سے یہ معنی مراد لیا جائے کہ اس وقت آپ ﷺ کی نبوت ایک مستحکم امر تھی۔ اسی وجہ سے حضرت آدم علیہ السلام نے عرش پر دیکھا تو وہاں ''مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ'' لکھا تھا۔ آپ علیہ السلام کا یہ دیکھنا بھی اسی بات کا متقاضی ہے کہ آپ ﷺ کی نبوت اس وقت بھی موجود ہو۔ اگر اس قول سے مراد یہ ہو کہ اللہ تعالیٰ کے علم میں تھا کہ آپ عنقریب نبی ہوں گے تو پھر آپ ﷺ کی یہ خصوصیت باقی نہیں رہتی کہ آپ ﷺ اس وقت بھی نبی تھے جب حضرت آدم علیہ السلام روح اور جسم کے درمیان تھے کیونکہ اس وقت اللہ تعالیٰ تمام انبیاء کی نبوت کو جانتا تھا بلکہ اس سے پہلے بھی اس کو اس کا علم تھا۔ جبکہ یہ صرف آپ ﷺ کی خصوصیت ہے کہ آپ ﷺ اس وقت بھی نبی تھے جب حضرت آدم علیہ السلام روح اور جسم کے درمیان تھے۔ اسی وجہ سے آپ ﷺ نے اپنی امت کو اپنی یہ عظمت بیان کی تا کہ انہیں آپ ﷺ کی وہ قدر و منزلت معلوم ہو جائے جو آپ ﷺ کو اللہ کی بارگاہ سے ملی ہے اور آپ ﷺ کی امت اس سے خیر و برکت حاصل کرے۔

اعتراض

کوئی شخص یہ اعتراض کر سکتا ہے کہ نبوت ایک صفت ہے اس کے لئے موصوف کا ہونا ضروری ہے جبکہ آپ ﷺ پر آپ کی ولادت کے چالیس سال بعد وحی نازل ہوئی تو پھر آپ ﷺ کے وجود اور بعثت سے قبل آپ کو وصف نبوت سے کیسے متصف کیا جا سکتا ہے اور اگر آپ ﷺ کو اس طرح وصف نبوت سے متصف کیا جا سکتا ہے تو پھر دیگر انبیاء کو اس وصف سے متصف کیوں نہیں کیا جا سکتا؟

اسی طرح اگر محمد مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زمانہ میں، یا حضرت موسیٰ یا حضرت نوح یا حضرت ابراہیم علیہم السلام کے زمانہ میں تشریف لاتے تو وہ انبیاء اپنی نبوت اور رسالت پر برقرار رہتے یعنی وہ اپنی اپنی امتوں کے نبی اور رسول ہوتے اور رسول مکرم ﷺ ان انبیاء کے بھی نبی ہوتے اور ان کی امتوں کے بھی نبی ہوتے۔ آپ ﷺ کی نبوت تمام انبیاء کی نبوت سے عظیم الشان اور زیادہ ہے آپ ﷺ دیگر انبیاء کے ساتھ شریعت کے اصول میں متفق ہے کیونکہ ان اصول میں کوئی اختلاف نہیں آپ ﷺ کی شریعت کو اولیت حاصل ہے۔ اختلاف صرف فروع میں ہے یہ اختلاف یا تو تخصیص کی رو سے ہوگا یا نسخ کی رو سے۔ لیکن درحقیقت نہ ہی کوئی نسخ ہوگا اور نہ ہی کوئی تخصیص ہوگی بلکہ اس وقت شریعت محمدیہ ﷺ ان امتوں کی طرف منسوب ہوگی جن کی طرف وہ انبیاء مبعوث ہوئے اور اس وقت اس امت کی نسبت کی وجہ سے یہی شریعت تھی لوگوں کے تبدیل ہونے اور اوقات کے مختلف ہونے کی وجہ سے احکام بدلتے رہتے ہیں۔ مذکورہ بالا وضاحت ان دونوں احادیث کے معنی ہمارے لئے ظاہر ہوگئے۔ جن کے مفہوم پہلے ہم سے پوشیدہ تھے:۔

1۔آپ ﷺ کا یہ فرمان ہے: بُعِثْتُ لِلنَّاسِ كَافَّةً۔ ''میں تمام لوگوں کے لئے نبی بنا کر بھیجا گیا ہوں'' پہلے ہم یہی سمجھتے تھے کہ آپ ﷺ اپنے زمانہ سے لیکر قیامت کے لوگوں کے نبی ہیں لیکن اب یہ حقیقت عیاں ہوئی ہے کہ آپ ﷺ اپنے سے پہلے لوگوں کے بھی اسی طرح نبی ہیں جس طرح کہ ظہور کے بعد والے لوگوں کے نبی ہیں۔

2۔آپ ﷺ کے اس ارشاد: كُنْتُ نَبِيًّا وَّآدَمُ بَيْنَ الرُّوْحِ وَالْجَسَدِ ''میں اس وقت بھی نبی تھا جب حضرت آدم علیہ السلام ابھی روح اور جسم کے درمیان تھے۔'' کے بارے میں ہم یہی سمجھتے تھے کہ آپ ﷺ علم الٰہی میں اس وقت نبی تھے لیکن اس وضاحت سے یہ معلوم ہوا کہ آپ اس وقت حقیقت میں نبی تھے۔ آپ ﷺ کے وجود مسعود کے ظہور اور چالیس سال تک پہنچنے اور اس سے پہلے کی حالت میں فرق ہے۔

احکام کا شروط کے ساتھ معلق ہونا کبھی اس محل (وجود) کی وجہ سے ہوتا ہے جو احکام کو قبول کرتا ہے اور کبھی اس فاعل کی وجہ سے ہوتا جو ان احکام میں تصرف کر رہا ہوتا ہے۔ یہاں احکام کا شروط سے معلق ہونا اس محل (وجود) کی وجہ سے ہے جو احکام کو قبول کرتا ہے۔ اس محل سے مراد وہ لوگ ہیں جس کی طرف آپ کو مبعوث کیا گیا۔ جنہوں نے آپ ﷺ کے کلام کو سنا اور آپ ﷺ کے جسد اطہر نے اپنی زبان سے ان کو مخاطب کیا۔ مزید وضاحت کے لئے ایک مثال بیان کی جاتی ہے۔

ایک باپ اپنی بیٹی کی شادی کے لئے ایک شخص کو وکیل بناتا ہے جب کفو (ہم مرتبہ خاندان) پایا جائے تو یہ وکالت درست ہوگی اور وہ آدمی وکالت کا اہل ہوگا اور وکالت ثابت ہو جائے گی۔ کبھی اس کفو کے ملنے میں دیر ہو جاتی ہے کافی عرصہ کے بعد وہ کفو ملتا ہے۔ اس تاخیر کی وجہ سے نہ ہی وکالت کے درست ہونے پر اعتراض کیا جا سکتا ہے اور نہ ہی وکیل کی قابلیت میں عیب نکالا جا سکتا ہے۔

علامہ سبکی رحمۃ اللہ علیہ کی گفتگو پایہ تکمیل کو پہنچی اور خصائص کبریٰ کی عبارت بھی ختم ہوگئی۔

حضرت امام قسطلانی رحمۃ اللہ علیہ نے ''المواہب الدنیہ'' میں لکھا ہے کہ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ

وجود کو کمال حاصل ہوتا اگرچہ مخلوق میں سے کسی پر بھی اس کا اظہار نہ ہو۔اس طرح اس کمال کی دو قسمیں ہیں:
(1) وہ کمال جو کسی وجود کی تخلیق کے وقت سے ہی اس کے ساتھ ملا ہوا ہوتا ہے۔
(2) وہ کمال جو اس ذات کو تخلیق کے بعد حاصل ہوتا ہے۔ یہ علم ہم کو صرف آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذریعہ سے ہی حاصل ہو سکتا ہے۔ مخلوق میں سے کسی کا کمال بھی آپ ﷺ کے کمال سے عظیم نہیں ہو سکتا نہ ہی کوئی وجود آپ ﷺ کے وجود مسعود سے افضل ہو سکتا ہے۔ ہم کو صحیح حدیث کے ذریعے علم حاصل ہوا ہے کہ حضور ﷺ کو وہ کمال اپنے رب کی طرف سے تخلیق آدم سے قبل عطا کیا گیا تھا اس وقت اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو نبوت عطا فرمائی پھر آپ ﷺ کے بارے میں انبیائے کرام سے وعدے لئے تاکہ انہیں معلوم ہو جائے کہ آپ ﷺ ان سے مقدم ہیں اور آپ ﷺ ان تمام کے نبی اور رسول ہیں۔
وعدے لینے کا انداز اس طرح ہے کہ اس میں قسم کا بھی اظہار ہوتا ہے اسی وجہ سے: لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ وَلَتَنْصُرُنَّهٗ میں لام داخل کیا گیا۔ شاید یہاں ایمان سے مراد اس طرح بیعت لینا ہی ہے جس طرح خلفاء کے لئے بیعت لی جاتی ہے۔
ذرا غور تو کرو کہ اللہ رب العزت کی طرف سے آپ ﷺ کو کتنی عظمت اور رفعت عطا کی گئی ہے جب یہ حقیقت عیاں ہو گئی تو معلوم ہوا کہ حضور ﷺ انبیاء کے بھی نبی ہیں اسی وجہ سے آخرت میں تمام انبیاء علیہم السلام آپ ﷺ کے جھنڈے کے نیچے ہوں گے اور اسی لئے شب معراج آپ ﷺ نے تمام انبیاء کی امامت کی۔ اگر آپ ﷺ حضرت آدم، حضرت نوح، حضرت ابراہیم، حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ علیہم السلام کے زمانہ میں مبعوث ہوتے تو ان تمام انبیاء کے لئے اور ان کی امتوں کے لئے آپ ﷺ پر ایمان لانا واجب ہوتا۔ ان تمام پر آپ ﷺ کی مدد کرنا بھی واجب ہوتا۔ اسی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے ان سے وعدہ لیا۔ ان تمام کو آپ ﷺ کی نبوت اور رسالت معناً حاصل ہو گئی لیکن آپ ﷺ کا یہ معاملہ ان لوگوں کا آپ ﷺ کے ساتھ جمع ہونے پر موقوف ہے۔ یہ معاملہ ان لوگوں کے وجود کے نہ ہونے کی وجہ سے متاخر ہوا۔ اس معاملہ میں اس وجہ سے تاخیر نہ ہوئی کہ آپ ﷺ وصف نبوت سے متصف نہ تھے۔ محل (وجود) کے قبول کر لینے کی وجہ سے فعل کے توقف اور فاعل کے اہلیت کی وجہ سے فعل کے توقف میں فرق ہے یہاں فاعل کی طرف سے کوئی توقف نہیں ہے یعنی تاجدار نبوت ﷺ کی طرف سے یہاں کوئی توقف نہیں ہے بلکہ یہ توقف اس زمانے کی وجہ سے ہے جس میں وہ لوگ موجود تھے اگر آپ ﷺ ان کے زمانہ میں تشریف لے آتے تو یقیناً ان پر آپ ﷺ کی پیروی کرنا لازم ہوتی اسی وجہ سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام آخری زمانہ میں آپ ﷺ کی شریعت میں ہی تشریف لائیں گے۔ وہ اپنی حالت پر نبی ہی رہیں گے اس طرح نہیں جس طرح کہ بعض لوگوں نے گمان کیا ہے کہ وہ اس امت کے ایک فرد بن کر تشریف لائیں گے۔ وہ یقیناً اس امت کے ایک فرد بن کر تشریف لائیں گے لیکن ان کی نبوت بھی برقرار رہے گی وہ حضور اکرم ﷺ کے احکام کی پیروی کرنے والے ہوں گے وہ قرآن وسنت کے مطابق ہمارے نبی مکرم ﷺ کی شریعت سے فیصلہ فرمائیں گے۔ قرآن اور سنت میں جو امر نہی ہو گا آپ علیہ السلام اس کا حکم فرمائیں گے۔ حضور ﷺ کے ساتھ آپ علیہ السلام کا تعلق وہی ہو گا جو دیگر امتیوں کا آپ کے ساتھ ہے۔ آپ علیہ السلام وصف نبوت سے متصف ہی رہیں گے۔ اس میں کسی قسم کی کوئی کمی نہیں ہو گی۔

ہدایت کا مفہوم ہمارے بیان کردہ مفہوم کے علاوہ ہوتا تو ذات باری تعالیٰ کا ارشاد یوں ہوتا: فَبِھُدٰھُمُ اقْتَدِہْ ''آپ ان کی اقتداء کیجئے۔'' یہ حدیث مبارک پہلے گزر چکی ہے: کُنْتُ نَبِیًّا وَّ آدَمُ بَیْنَ الْمَاءِ وَالطِّیْنِ ''میں اس وقت بھی نبی تھا جس وقت حضرت آدم علیہ السلام پانی اور مٹی کے درمیان تھے۔'' ہر وہ نبی علیہ السلام جو آپ ﷺ کے ظہور کے زمانے سے قبل گزر چکا ہے وہ اپنی شریعت کے ساتھ اپنی بعثت میں حضور ﷺ کا نائب ہے۔ حضرت امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ نے پھر خود ہی ایک نکتہ اٹھایا ہے وہ یہ ہے کہ اگر کوئی یہ اعتراض کرے کہ اگر حقیقت حال اسی طرح ہو جس طرح آپ نے وضاحت کی ہے تو پھر روح محمد ﷺ ہی تمام عالم خیر کی روح ہوگی اور تمام عالم کی روح رواں آپ ﷺ کی ذات ہی ہوگی۔

جواب

اس کا جواب ہوگا جی ہاں۔ معاملہ اسی طرح ہے جس طرح شیخ ابن عربی علیہ الرحمۃ نے اپنی کتاب کے تین سو چھیالیسویں باب میں ذکر کیا ہے ''آپ ﷺ کے ظہور سے پہلے مذکورہ عالم ایک معتدل جسم کی طرح تھا۔'' آپ ﷺ کے وصال کے بعد یہ عالم ایک خوابیدہ چیز کی طرح ہے اور اس وقت جب بروز حشر آپ ﷺ اپنے روضہ اظہر سے اٹھیں گے یہ عالم اس طرح ہوگا کہ گویا ابھی نیند سے بیدار ہوا ہو آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وصال سے لے کر آپ ﷺ کے اٹھنے تک یہ پورا عالم خوابیدہ ہی رہے گا۔

پھر حضرت امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ حضرت ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب کے تین سو سینتیسویں باب میں فرمایا ہے۔ آپ نے حضور اکرم ﷺ کی اس حدیث: وَکَانَ مُوْسٰی حَیًّا مَا وَسِعَہٗ اِلَّا اَنْ یَّتَّبِعَنِیْ۔ ''اگر حضرت موسیٰ علیہ السلام بھی زندہ ہوتے تو انہیں میری اتباع کے علاوہ اور کوئی چارۂ کار نہ ہوتا۔'' کی تشریح کرتے ہوئے فرمایا ہے:

''معلوم ہوا کہ حضور ﷺ نبی الانبیاء ہیں اور اس کی وجہ وہ عہد ہے جو اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کی سیادت اور نبوت پر تمام انبیاء سے لیا تھا جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے اس فرمان میں ذکر ہے: وَاِذْ اَخَذَ اللّٰہُ مِیْثَاقَ النَّبِیّٖنَ...... الخ (آل عمران:81) لہٰذا آپ ﷺ کی رسالت بھی عام ہے اور آپ ﷺ کی شریعت بھی عام ہے۔ جس چیز کے ساتھ بھی کوئی نبی مختص کیا گیا ہے وہ چیز دراصل حضور ﷺ کے لئے ہی ہے۔''

ہر وہ نبی علیہ السلام جو آپ ﷺ کے ظہور سے پہلے گزرا ہے وہ اپنی بعثت میں اس شریعت کے ساتھ آپ کا نائب ہے۔ اسی قول کو حضرت امام سبکی اور حضرت جلال الدین سیوطی رحمہما اللہ تعالیٰ نے بھی ذکر کیا ہے۔ حضرت شیخ ابن عربی علیہ الرحمۃ نے مذکورہ کتاب کے خاتمہ کے پینتیسویں باب میں لکھا ہے کہ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ سارے انبیاء و رسل سے افضل ہیں آپ ﷺ خاتم الانبیاء والرسل ہیں تمام انبیاء علیہم السلام آپ ﷺ کی ذات ہی سے مدد طلب کیا کرتے تھے۔ اس سے ہمارے اس قول کی تائید ہوتی ہے۔

شیخ ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب کے چار سو اکانویں باب میں لکھا ہے کہ مخلوق کو دنیا اور آخرت میں جو علم بھی حاصل ہوگا وہ حضور مکرم ﷺ کے باطن کا فیض ہی ہوگا۔ خواہ وہ اہل علم انبیاء اور علماء ہوں جو آپ ﷺ کی بعثت سے پہلے

نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم سے لے کر آپ ﷺ تک جتنے بھی انبیاء بھیجے ہیں ان تمام سے اللہ نے یہ وعدہ لیا تھا کہ اگر ان کے زمانہ میں محمد عربی (فداہ روحی) ﷺ مبعوث ہوئے۔ تو ان پر لازم ہے کہ وہ ضرور آپ ﷺ پر ایمان لائیں اور آپ ﷺ کی ضرور مدد کریں پھر ہر نبی نے اپنی امت سے یہ وعدہ لیا۔

تمام انبیاء اور اولیاء کا حضور ﷺ سے مدد طلب کرنا

حضرت امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب ''الیواقیت والجواھر'' کے تینتیسویں باب میں لکھا ہے۔ اسی طرح ابن عربی کے فتوحات میں ذکر کیا ہے کہ تمام انبیاء اور مرسلین روح محمد ﷺ سے مدد طلب کیا کرتے تھے کیونکہ آپ ﷺ قطب الاقطاب ہیں اس کی تشریح عنقریب خاتم النبیین کی بحث میں آئے گی۔ حضور اکرم ﷺ اولین وآخرین کی مدد فرمانے والے ہیں آپ ﷺ ہر اس نبی اور ولی کی مدد کیا کرتے تھے جو آپ ﷺ کے ظہور سے قبل دنیا میں آئے تھے اور آپ ﷺ ہر اس ولی کی مدد فرمائیں گے جو آپ ﷺ کے وصال کے بعد دنیا میں آئے گا۔ وہ ولی آپ ﷺ کی مدد کی وجہ سے مرتبہ کمال تک پہنچے گا۔ آپ ﷺ عالم شہادت میں موجود ہوتے ہوئے بھی مدد فرماتے ہیں اسی طرح عالم برزخ سے بھی مدد فرماتے ہیں۔ آپ ﷺ کی رسالت کے انوار ہمہ وقت برس رہے ہیں اولین وآخرین اس نور سے مستفیض ہو رہے ہیں۔

اعتراض

اگر کوئی شخص یہ اعتراض کرے کہ ایک حدیث شریف میں ہے: اَوَّلُ مَا خَلَقَ اللّٰهُ نُوْرِیْ ''سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے میرے نور کی تخلیق فرمائی'' جبکہ دوسری حدیث شریف میں ہے: اَوَّلُ مَا خَلَقَ اللّٰهُ الْعَقْلَ ''اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے عقل کی تخلیق فرمائی'' ان دونوں احادیث میں تطبیق کیسے ہوگی۔

جواب

اس کا جواب یہ ہے کہ ان دونوں احادیث کا معنی ایک ہے کیونکہ حقیقت محمدیہ ﷺ کو کبھی عقل کے نام سے تعبیر کیا جاتا ہے اور کبھی نور کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔

اعتراض

آپ ﷺ انبیائے سابقین کی مدد فرماتے تھے۔ قرآن پاک میں اس کی کیا دلیل ہے۔

جواب

اس کا جواب اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے: اُولٰٓئِكَ الَّذِیْنَ هَدَى اللّٰهُ فَبِهُدٰىهُمُ اقْتَدِهْ (الانعام:90) ''یہی وہ لوگ ہیں جنہیں ہدایت دی تھی اللہ نے تم انہیں کے طریقہ کی پیروی کرو۔''

یعنی انبیاء علیہم السلام کی ہدایت وہی ہے جو آپ ﷺ کے باطن مبارک سے انہیں حاصل ہوئی پس جب آپ ﷺ ان کی ہدایت سے ہدایت پائیں گے تو گویا کہ وہ ہدایت آپ ﷺ کی اپنی ہی ہدایت ہے۔ جو آپ ﷺ حاصل کر رہے ہیں کیونکہ باطن میں آپ ﷺ کو اولیت حاصل ہے جبکہ ظاہراً آپ ﷺ سب سے آخر میں مبعوث ہوئے ہیں۔ اگر اس

ابوالفتیان احمد بدوی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب "صلوات" پر عبدالرحمٰن العیدروس کی شرح

شیخ یوسف بن اسماعیل النبہانی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں "میں نے عارف باللہ شیخ عبدالرحمٰن العیدروس کی کتاب "صلوات" پر لکھی ہوئی شرح دیکھی ہے اس کتاب کے مصنف غوث زمان، بحرعرفان شیخ ابوالفتیان احمد بدوی ہیں۔" اس کتاب میں حضور مکرم ﷺ کے فضائل کے متعلق کئی عجیب نکات اور کئی خوبصورت عبارات ہیں۔ اب میں اس کتاب اور اس کی شرح کو بعینہٖ نقل کر رہا ہوں۔

مصنف کے قول "اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِکْ عَلٰی سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا" کی شرح میں لکھا ہے کہ آپ ﷺ تمام مخلوق کے سردار ہیں کیونکہ آپ ﷺ کی فضیلت تمام مخلوق سے زیادہ ہے آپ ﷺ کے لئے یہ تمام فضیلت اللہ کی جانب سے ہے۔ آپ ﷺ کی یہ فضیلت آپ کی عظمت اور قدر و منزلت کے مطابق ہے۔ آپ ﷺ کی عظمت اور رفعت کو کما حقہ اللہ کے علاوہ اور کوئی نہیں جان سکتا۔ وہ اللہ جو جلیل اور عظیم ہے اس نے اس ذات پر احسان کیا ہے جو جلیل اور عظیم ہے یقیناً وہ احسان بھی جلیل اور عظیم ہی ہوگا۔

"صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِکْ" کا معنی یہ ہے کہ اے مولا! تو آپ ﷺ کی ذات پر بغیر کسی واسطہ کے ذاتی رحمت نازل فرما۔ آفات سے سلامتی عطا فرما برکت کا معنی زیادہ کرنا ہے یہ لفظ کسی مزید تشریح کا محتاج نہیں ہے۔ آپ ﷺ کی ذات پر درود شریف پڑھنے کی بے شمار فضیلت ہے یہ فضیلت کئی کتب میں موجود ہے اس کے ذکر سے یہ کتاب طویل ہو جائے گی۔

بعض اولیائے کاملین نے فرمایا ہے کہ آخری زمانہ میں جب نیک لوگ ختم ہو جائیں گے تو اللہ کی بارگاہ میں ان کے اعمال اس درود شریف کے وسیلہ سے مقبول ہوں گے جو انہوں نے اپنے نبی مکرم ﷺ کی بارگاہ میں حالت نیند یا بیداری کی حالت میں عرض کیا ہوگا۔

تیرے لئے یہی دلیل کافی ہے کہ علماء نے فرمایا ہے کہ اعمال میں سے کچھ وہ عمل ہیں جو اللہ کی بارگاہ میں مقبول ہوتے ہیں اور کچھ اعمال اس کی بارگاہ میں مقبول نہیں ہوتے لیکن درود شریف ایسا عمل ہے جو ہر حالت میں اللہ کی بارگاہ میں مقبول ہوتا ہے۔ درود شریف کی یہ قبولیت آپ ﷺ کے عزت و احترام کی وجہ سے ہے۔

آپ ﷺ تمام مخلوق سے افضل ہیں اس کی دلیل قرآن پاک کی مندرجہ ذیل آیت ہے:

وَاِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ النَّبِيّٖنَ لَمَاۤ اٰتَيْتُكُمْ مِّنْ كِتٰبٍ وَّحِكْمَةٍ ثُمَّ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ وَلَتَنْصُرُنَّهٗ ط (آل عمران: 81)

"اور یاد کرو جب اللہ تعالیٰ نے لیا انبیاء سے پختہ وعدہ کہ قسم ہے تمہیں اس کی دوں میں تم کو کتاب اور

گزر چکے تھے یا وہ علماء ہوں جو اس جہان رنگ و بو میں آپ ﷺ کے وصال کے بعد آئے ہوں۔ سید المرسلین ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے" مجھے اولین و آخرین کا علم عطا فرما دیا گیا ہے" آپ ﷺ کو جو علم عطا کیا گیا تھا آپ ﷺ نے اس کا عام حکم فرمایا آپ ﷺ کا یہ علم ہر قسم کے علوم پر مشتمل ہے خواہ وہ علم معقول ہو یا منقول ہو یا وہ ایسا علم ہو جو حاصل کیا جاتا ہے یا وہ علم ہو جو ہبہ کیا جاتا ہے۔ اے برادر محترم! تو بھی کوشش کرتا کہ تو بھی ان لوگوں میں سے ہو جائے جو اللہ تعالیٰ کے علوم کو اس کے نبی ﷺ کے وسیلہ سے حاصل کرتے ہیں کیونکہ آپ ﷺ اللہ تعالیٰ کے علوم کو تمام مخلوق سے زیادہ جاننے والے ہیں۔

یہ علم تھا کہ سید المرسلین ﷺ دیگر انبیاء علیہم السلام کے ساتھ جمع نہیں ہوں گے تو اللہ تعالیٰ نے انبیاء علیہم السلام سے اتنا پختہ وعدہ کیوں لیا۔ حضرت امام سبکی رحمۃ اللہ علیہ کی بیان کردہ وجہ کے بعد کسی اور چیز کی ضرورت اور احتیاج باقی نہیں رہتی اور اگر مفہوم وہ ہوتا جو اس مخالف نے بیان کیا ہے تو پھر آپ ﷺ کا دعویٰ مکمل نہ ہوتا اور وہ دعویٰ یہ ہے کہ آپ ﷺ دیگر انبیاء اور ان کی امتوں کی طرف رسول بنا کر بھیجے گئے ہیں اگرچہ ان کے لئے آپ ﷺ کی تبلیغ ثابت نہیں ہوتی۔ ان کو تبلیغ نہ ہونا یہ دیگر انبیاء اور امتوں کی طرف سے مانع کی وجہ سے ہے۔ تبلیغ کے نہ ہونے کا کوئی مانع آپ کی طرف سے نہ تھا کیونکہ ان لوگوں کے زمانہ میں آپ ﷺ صورت بشریہ میں تشریف نہ لائے تھے۔ جس طرح کہ آپ ﷺ ان لوگوں کے بھی رسول ہیں جو پہاڑوں کی چوٹیوں پر رہتے ہیں لیکن ان کو آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تبلیغ نہیں پہنچی لیکن تبلیغ کے نہ پہنچنے کا مانع ان لوگوں کی طرف سے ہے نہ کہ آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف سے۔ جس طرح کہ سیدی القطب محمد وفا علیہ الرحمۃ نے کہا ہے:

فَاَنْتَ رَسُوْلُ اللّٰهِ اَعْظَمُ كَائِنٍ وَاَنْتَ لِكُلِّ الْخَلْقِ بِالْحَقِّ مُرْسَلُ

''آپ اللہ تعالیٰ کے رسول مکرم ﷺ ہیں اور آپ تمام کائنات سے عظیم الشان ہیں آپ ﷺ تمام کائنات کی طرف حق کے ساتھ مبعوث کئے گئے ہیں۔''

یہ تمام وضاحت آپ ﷺ کی بشری صورت کی حیثیت سے تھی ورنہ تمام انبیاء علیہم السلام ازل سے ہی آپ ﷺ پر ایمان لے آئے تھے۔ اسی وجہ سے آپ تمام انبیاء کے نبی اور ان کے سردار ہیں کیونکہ آپ ﷺ کی ذات اللہ تعالیٰ کی ذات کی مظہر اتم اور وسیلہ عظمیٰ ہے۔ آپ ان تمام اسماء کے جامع ہیں جن کے ذریعے عمدہ، خوبصورت اور قابل ستائش مقام حاصل ہوتا ہے آپ برزخ کبریٰ کے مالک ہیں اس سے مراد مشاہدۂ حق میں مستغرق رہنا ہے اسی کا نام آیۃ کبریٰ ہے انبیاء اور ان کے ورثا کے لئے تو قاب قوسین کا مقام مقرر ہے جبکہ آپ کا مقام او ادنیٰ ہے آپ ﷺ کی طرح کسی اور شخص کو اللہ کا عرفان حاصل نہ ہوا نہ آپ کی طرح کسی نے اللہ تعالیٰ سے محبت کی اور نہ ہی اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کی طرح کسی اور ذات سے محبت کی ہر مقام میں آپ ﷺ کو انفرادیت حاصل ہے اسی وجہ سے آپ ﷺ کی ذات ہر خاص و عام کی مددگار ہے آپ ﷺ انبیاء کا وسیلہ اور ان کے مددگار ہیں جبکہ تمام انبیاء آپ ﷺ کے نائب اور خلفاء ہیں جس طرح حضرت شیخ علوی رحمۃ اللہ علیہ نے بارگاہ رسالت میں ہدیہ عقیدت پیش کیا ہے:

لَكَ ذَاتُ الْعُلُوْیِ وَالْاَسْمَآءُ يَا نَبِيًّا نَوَّابُهُ الْاَنْبِيَاءُ

''آپ ﷺ کی ذات اور اسماء بلند و بالا ہیں اے وہ عظیم الشان نبی جس کے نائب انبیاء ہیں۔''

امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ سے شیخ ابن عربی کی عبارت نقل کرنے کے بعد عبدالرحمٰن العیدروسی فرماتے ہیں کہ جو وضاحت پہلے گزر چکی ہے اور جو تشریح بعد میں بیان کی جائے گی اس سے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کا مفہوم واضح ہو گیا: وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۰۷﴾ (الانبیاء: 107) ''اور نہیں بھیجا ہم نے آپ کو مگر سراپا رحمت بنا کر سارے جہانوں کے لئے۔'' اسی طرح اس آیت کا مفہوم بھی واضح ہو گا: وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا كَآفَّةً لِّلنَّاسِ بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا (سبا: 28) ''اور نہیں بھیجا ہم نے

حکمت سے پھر تشریف لائے تمہارے پاس وہ رسول جو تصدیق کرنے والا ہو ان (کتابوں) کی جو تمہارے پاس ہیں تو تم ضرور ضرور ایمان لانا اس پر اور ضرور ضرور مدد کرنا اس کی۔"

کوئی بھی نبی اللہ تعالیٰ نے مبعوث نہیں کیا مگر اس نے اس سے یہ عہد لیا ہے کہ اگر اس کی زندگی میں محمد مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء مبعوث ہوئے تو وہ ضرور آپ ﷺ پر ایمان بھی لائے گا اور آپ ﷺ کی مدد بھی کرے گا۔ اللہ تعالیٰ نے ہر نبی سے یہ عہد اس لئے لیا تھا تا کہ حضور اکرم ﷺ ان تمام انبیاء کے امام اور پیشوا بن جائیں تمام انبیاء آپ ﷺ کی اتباع کرنے والے ہوں نہ یہ کہ آپ ﷺ ان کی اتباع کرنے والے ہوں۔ اگر چہ اللہ رب العزت کو یہ علم تھا کہ حضور ﷺ "خَاتَمُ النَّبِیّنَ وَالْمُرْسَلِیْنَ" ہیں پھر اللہ تعالیٰ نے تمام انبیاء علیہم السلام سے یہ وعدہ اس لئے لیا تھا تا کہ تمام انبیاء آپ ﷺ کی فضیلت اور رفعت شان کو پہچان جائیں۔ وہ یہ بھی جان لیں کہ آپ ﷺ ان کے پیشوا ہیں آپ ﷺ ان تمام کے نبی اور رسول ہیں صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلَیْہِمْ اَجْمَعِیْنَ۔

یہ بھی ممکن ہے کہ اس آیت میں ایک دوسرے حکم کی طرف اشارہ ہو ہم پر اس کا جاننا بھی لازم ہے۔ جب آپ ﷺ نے شب معراج مسجد اقصیٰ میں تمام انبیاء کی امامت کی تو یہ ثابت ہو گیا کہ آپ ﷺ تمام انبیاء علیہم السلام کے امام ہیں آخرت میں جب تمام انبیاء آپ ﷺ کے جھنڈے کے نیچے ہوں گے تو بھی یہ ثابت ہو گا کہ آپ ﷺ تمام انبیاء کے سردار ہیں۔ آخری زمانہ میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام نازل ہوں گے وہ آپ ﷺ کی شریعت کے حاکم بن کر تشریف لائیں گے۔

اسی طرح شب معراج آپ ﷺ نے تمام انبیاء کو تبلیغ بھی فرمائی تھی۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے...... پھر آپ ﷺ نے انبیاء کی ارواح سے ملاقات کی تمام انبیاء نے اپنے رب کی حمد و ثنا بیان کی پھر حضور اکرم ﷺ اپنے مولا کی تعریف میں یوں گویا ہوئے:

"تم میں سے ہر ایک نے اپنے رب کی تعریف کی ہے میں بھی اپنے پروردگار کی تعریف کرتا ہوں آپ ﷺ نے فرمایا: تمام تعریفیں اللہ کے لئے ہیں جس نے مجھے رحمۃ للعالمین بنا کر بھیجا، تمام دنیا کے لئے مجھے بشیر اور نذیر بنایا مجھ پر وہ فرقان نازل کیا جس میں ہر چیز کا بیان ہے اللہ تعالیٰ نے مجھے فاتح اور خاتم بنایا۔"

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کہا انہیں خصوصیات کی وجہ سے حضرت محمد ﷺ تم سب پر فضیلت رکھتے ہیں۔ آپ ﷺ نے جو اپنے رب کی حمد و ثنا بیان کی تمام انبیاء علیہم السلام نے اس کا اقرار کیا جس کی وجہ سے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے آپ ﷺ کی فضیلت بیان کی۔ حمد و ثناء بیان کرنا ہی آپ ﷺ کی دیگر انبیاء علیہم السلام کے لئے تبلیغ تھا یہی آپ ﷺ کی ذات پر ان کا ایمان لانا تھا آپ ﷺ کے فرمان کی تصدیق ہی آپ کی نصرت تھی۔ تمام انبیاء علیہم السلام کی طرف آپ ﷺ کی بعثت پایہ ثبوت کو پہنچ گئی اسی سے انبیاء علیہم السلام کی اس پختہ عہد کے ساتھ وفا بھی ثابت ہو گئی جس کا ذکر اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں کیا ہے: وَاِذْ اَخَذَ اللّٰہُ مِیْثَاقَ النَّبِیّٖنَ...... الخ

اس وقت اس اعتراض کرنے والے کی بات کی طرف توجہ نہیں دی جائے گی جو یہ کہتا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ کو ازل ہی سے

7۔ترمذی شریف کی روایت میں ہے: اَنَا سَیِّدُ وُلْدِ آدَمَ یَوْمَ الْقِیَامَةِ وَلَا فَخْرَ وَمَا مِنْ نَّبِیٍّ آدَمُ فَمَنْ دُوْنَهٗ اِلَّا تَحْتَ لِوَائِیْ۔ ''میں یوم قیامت کو نوع انسانی کا سردار ہوں گا حضرت آدم اور ان کے علاوہ جتنے بھی انبیاء ہیں وہ میرے جھنڈے کے نیچے ہوں گے۔''

آپ ﷺ نے جو بعض انبیاء کو بعض پر فضیلت دینے سے منع فرمایا ہے اس کے کئی جواب دیئے گئے ہیں۔ ان میں سے ایک جواب یہ ہے کہ آپ ﷺ نے ایسی فضیلت دینے سے منع فرمایا جس کی وجہ سے کسی نبی علیہ السلام کی شان میں کمی ہوتی ہو یا مرتبہ کم ہوتا ہو۔ حضرت استاذی المکرّم علی وفا رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا ہے کہ آپ ﷺ نے عام صحابہ کے لئے تو یہی فرمایا کہ مجھے یونس بن متی علیہ السلام پر فضیلت نہ دو۔ لیکن آپ ﷺ نے اپنے بعض صحابہ کو جو بشری صفات میں کامل تھے فرمایا کہ میں تمام انبیاء اور مرسلین اور مقربین ملائکہ سے افضل ہوں۔ انہوں نے آپ ﷺ کی اس فضیلت کو مسرت اور خالص تصدیق سے قبول کیا اگر آپ ﷺ یہی بات اس شخص کے لئے کہتے جو صفات بشری میں کامل نہ ہوتا تو وہ یقیناً آپ ﷺ کی اس فضیلت میں شک کرتا۔

حضرت ابوالمواہب الشاذلی قدس سرہ فرماتے ہیں کہ میرے اور جامع ازہر کے ایک آدمی کے درمیان قصیدہ بردہ شریف کے اس شعر پر مجادلہ ہوا:

فَمَبْلَغُ الْعِلْمِ فِیْهِ اَنَّهٗ بَشَرٌ وَاَنَّهٗ خَیْرُ خَلْقِ اللّٰهِ کُلِّهِمِ

''پس ہمارے علم کا منتہیٰ حضور ﷺ کی حقیقت کی نسبت صرف یہی کافی ہے کہ آپ انسان ہیں اور تمام مخلوقات سے افضل ہیں۔''

اس شخص نے کہا کہ آپ ﷺ تمام مخلوق میں سے بہترین ہیں اس پر کوئی دلیل نہیں میں نے کہا کہ اس بات پر امت کا اجماع ہے کہ آپ ﷺ تمام مخلوق سے افضل ہیں لیکن اس شخص نے اپنے قول سے رجوع نہ کیا میں نے نبی کریم ﷺ کو دیکھا کہ آپ ﷺ جامع ازہر کے منبر کے پاس تشریف فرما ہیں۔ آپ ﷺ نے میری طرف رخ انور کر کے فرمایا: مَرْحَبًا بِحَبِیْبِنَا۔ ''ہم اپنے اس پیارے کو خوش آمدید کہتے ہیں۔'' پھر آپ ﷺ نے اپنے صحابہ کو مخاطب کر کے فرمایا: ''کیا تم جانتے ہو کہ آج کیا واقعہ رونما ہوا'' انہوں نے عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم نہیں آپ ﷺ نے فرمایا: فُلَانٌ اَلتَّعِیْسُ یَعْتَقِدُ اَنَّ الْاِجْمَاعَ لَمْ یَقَعْ عَلٰی تَفْضِیْلِیْ ''فلاں بدبخت یہ عقیدہ رکھتا ہے کہ میری فضیلت پر اجماع نہیں ہے۔''

یہ بھی جان لینا چاہئے کہ معتزلہ اور اہل السنۃ کے درمیان جو اختلاف ہے وہ اس اجماع کو کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتا ابوالمواہب الشاذلی علیہ الرحمۃ نے یہ بھی فرمایا:

''میں نے پھر ایک دفعہ سرور کائنات ﷺ کی زیارت کی میں نے عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم امام بوصیری رحمۃ اللہ علیہ کے اس قول ''فَمَبْلَغُ الْعِلْمِ فِیْهِ اَنَّهٗ بَشَرٌ'' کا معنی یہ ہے کہ آپ ﷺ کی ذات کے بارے میں علم کی انتہا یہ ہے کہ آپ ﷺ بشر ہیں یہ اس شخص کے نزدیک ہے جس کو آپ ﷺ کی حقیقت کا علم نہیں ہے۔ ورنہ آپ ﷺ کا مقام

آپ کومگر تمام انسانوں کی طرف بشیر اور نذیر بنا کر۔"

کیونکہ ان آیات میں حصر اور عموم پایا جاتا ہے جو اس بات کو ثابت کرتا ہے کہ آپ ﷺ تمام مخلوق کے نبی ہیں۔ اسی طرح شیخ محی الدین رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے رسالہ "انوار" میں جو کچھ لکھا ہے وہ بھی ہمارے اسی قول کی تائید کرتا ہے۔ حضرت شیخ علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں "محمد مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء وہ ذات اقدس ہے جو عالم ارواح میں تمام انبیاء اور رسل کو ان کے مقامات عطا کرتی تھی حتیٰ کہ اللہ رب العزت نے آپ ﷺ کو آپ کے جسد اطہر کے ساتھ مبعوث کیا سابقہ انبیاء کی امتوں کے اولیاء اپنے انبیاء سے فیض حاصل کرتے ہیں جبکہ وہ انبیاء علیہم السلام آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام سے فیض لیتے ہیں۔

اس کے بارے میں استاذ محترم "حاتم الاهدل" اور آپ کے شاگرد حضرت عبدالقادر العیدروس کا نقطہ نظر بھی حضرت شیخ کے کلام کی تائید کرتا ہے۔

"الهیمون" ملائکہ کا ایک گروہ ہے جو حریم ناز میں اللہ کی ذات کے مشاہدے میں اس طرح مستغرق رہتے ہیں گویا کہ وہ اللہ کی ذات کے علاوہ کسی اور کو جانتے ہی نہیں۔ اس کمال استغراق نے انہیں بارگاہ محمدیہ میں داخل کر دیا ہے اس سے آپ کے ان کے لئے واسطہ ہونے کی نفی لازم نہیں آتی جس طرح کہ آپ ﷺ ان کے علاوہ دیگر مخلوق کا واسطہ ہیں "الْاَبْيَاتِ الْعَيْدَرُوْسِيَه" کی شرح میں بھی ہم نے بھی یہی بات لکھی ہے۔ جس کو ذکر کرنے سے یہ گفتگو بہت طویل ہو جائے گی اس لئے ہم دوبارہ اسی موضوع کی طرف واپس آتے ہیں۔

اسی طرح حضور اکرم ﷺ کے مندرجہ ذیل ارشادات سے بھی اسی بات کی تاکید ہوتی ہے:

1۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اَنَا يَعْسُوْبُ الْاَرْوَاحِ "میں ارواح کا سردار ہوں۔"

2۔ نَحْنُ الْاَوَّلُوْنَ وَالْآخِرُوْنَ۔ "ہم بعثت میں سب سے آخر میں ہیں لیکن جنت میں سب سے پہلے جائیں گے۔"

3۔ بُعِثْتُ اِلَى الْاَحْمَرِ وَالْاَسْوَدِ۔ "میں ہر سرخ اور کالے کی طرف رسول بنا کر بھیجا گیا ہوں۔"

4۔ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت کردہ حدیث میں ہے: اُعْطِيْتُ خَمْسًا لَمْ يُعْطَهُنَّ نَبِيٌّ قَبْلِيْ "مجھے پانچ ایسی چیزیں عطا کی گئی ہیں جو مجھ سے پہلے کسی نبی کو عطا نہیں کی گئی تھیں ہر نبی ایک خاص قوم کی طرف مبعوث ہوتا رہا لیکن مجھے اللہ تعالیٰ نے پوری نوع انسانی کے لئے نبی بنا کر بھیجا ہے۔

5۔ حضرت ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث میں ہے: كُنْتُ نَبِيًّا وَّآدَمُ بَيْنَ الرُّوْحِ وَالْجَسَدِ۔ "میں اسوقت بھی نبی تھا جب حضرت آدم علیہ السلام روح اور جسم کے درمیان تھے۔" ایک روایت میں ہے بَيْنَ الْمَاءِ وَالطِّيْنِ "میں اس وقت بھی نبی تھا جب حضرت آدم علیہ السلام پانی اور مٹی کے درمیان تھے۔" یعنی اس وقت نہ روح تھی نہ جسم تھا نہ پانی تھا نہ مٹی تھی مثلاً جب تو یہ کہتا ہے کہ میرا گھر بصرہ اور کوفہ کے درمیان ہے تو اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ تیرا گھر نہ بصرہ میں ہے نہ ہی کوفہ میں۔

6۔ صحیح حدیث میں ہے: اَنَا سَيِّدُ وُلْدِ آدَمَ "میں اولاد آدم کا سردار ہوں۔" ایک اور روایت میں ہے: اَنَا اَكْرَمُهُمْ عَلٰى رَبِّيْ۔ "میں اپنے اللہ کے دربار میں ان سب سے معزز ہوں۔"

اِلَّا وطٰهٰ الْمُصْطَفٰی عَبْدُهٗ نَبِیُّهٗ مُخْتَارُهٗ الْمُرْسَلُ
ہر اس رحمت میں نبی مصطفیٰ، طٰہٰ مختارِ کل اور نبی مکرم ﷺ
وَاسِطَةٌ فِیْهَا وَ اَصْلٌ لَّهَا یَفْهَمُ هٰذَا کُلُّ مَنْ یَّعْقِلُ
واسطہ اور اصل ہیں یہ بات ہر وہ انسان سمجھتا ہے جو عقلمند ہے''

پھر السید احمد بدوی کے قول اَفْضَلُ الْخَلِیْقَةِ الْاِنْسَانِیَّةِ ''خلق کی رو سے تمام مخلوق سے افضل ہیں۔'' کی وضاحت میں علامہ العیدروسی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے ''اس سے مراد آپ ﷺ کے وجود مبارک کا معتدل، مستحکم، مضبوط، سراپا حسن اور تخلیق میں مکمل ہونا ہے۔'' علماء کرام نے جو آپ ﷺ کا حلیہ مبارک ذکر کیا ہے اس سے بھی یہی بات ثابت ہوتی ہے۔ آپ ﷺ کا حلیہ مبارک مشہور و معروف ہے اور کتب سیرت میں موجود ہے۔

شیخ محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب ''فتوحات مکیہ'' کے ایک سو اڑتالیسویں باب میں ذکر کیا ہے۔ یہ وہ باب ہے جس میں انہوں نے اہل کشف کی فراست اور حکماء کی بصیرت کو بیان کیا ہے اہل کشف کی فراست میں کبھی غلطی کا امکان نہیں ہوتا جبکہ حکماء کی فراست میں غلطی ہو سکتی ہے۔

شیخ ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ حکماء کہتے ہیں کہ تخلیق کے لحاظ سے حسین ترین اور خوبصورت جسم وہ ہوتا ہے جو معتدل ہو نہ بہت زیادہ لمبا ہو اور نہ زیادہ چھوٹا ہو۔ اس کا جسم اتنا نرم ہو کہ وہ رقت اور سختی کے درمیان ہو۔ اس کا رنگ گندم گوں ہو۔ اس کے بال نہ لمبے ہوں نہ ہی زیادہ چھوٹے ہوں۔ نہ ہی زیادہ سیدھے ہوں نہ ہی زیادہ گھنگریالے ہوں۔ اس کے رخسار گلگوں ہوں اس کی آنکھ کی تاریکی اور گہرائی معتدل ہو۔ اس کا سر بڑا ہو۔ اس کے کندھے متوسط ہوں اس کا سینہ بھی معتدل ہو اس کی پیٹھ یا سرین پر زیادہ گوشت نہ ہو اس کی آواز پست ہو ہر عضو معتدل ہو۔ اس کی انگلیوں کے پورے لمبے ہوں کم گو اور کم ہنسنے والا ہو۔ صرف بوقت ضرورت بولتا اور ہنستا ہو، اس کی طبیعت کا میلان زرد اور سیاہ رنگ کی طرف ہو اس کی نظر میں فرح و شادمانی ہو مال میں کم لالچ کرنے والا ہو غلبہ اور سلطنت کا خواہاں نہ ہو نہ ہی وہ جلد باز ہو نہ ہی سست ہو۔

حضرت شیخ ابن العربی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ ایسی ہی حسین شکل میں ہمارے نبی محترم ﷺ کی تخلیق ہوئی۔ آپ تخلیق میں اسی طرح اکمل ہیں جس طرح آپ ﷺ رتبہ میں اکمل ہیں۔ الغرض ظاہری اور باطنی ہر سمت سے آپ ﷺ لوگوں سے کامل ترین تھے پھر شارح نے مصنف کے قول ''اَشْرَفُ الصُّوْرَةِ الْجِسْمَانِیَّةِ'' کی شرح میں لکھا ہے ''اس سے مراد آپ ﷺ کے جسم مقدس کا حسن و جمال ہے آپ ﷺ کو حسن کامل عطا کیا گیا تھا۔'' جبکہ حضرت یوسف علیہ السلام کو حسن کا بعض حصہ ملا تھا اسی وجہ سے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا تھا: لَمْ اَرَ قَبْلَهٗ وَلَا بَعْدَهٗ مِثْلَهٗ ''میں نے آپ ﷺ جیسا حسین نہ آپ سے پہلے دیکھا تھا نہ ہی آپ ﷺ کے بعد دیکھا'' آپ ﷺ کا حسن مبارک ہیبت اور وقار کی وجہ سے پوشیدہ رکھا گیا تھا تا کہ نگاہیں آپ ﷺ کا دیدار کر سکیں۔ اس کے باوجود حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جب میں نے آپ ﷺ کے انوار کو دیکھا تو اس خوف سے کہ کہیں میری نظر ہی ختم نہ ہو جائے میں نے اپنے

اس سے کہیں زیادہ ارفع و اعلیٰ ہے کیونکہ آپ ﷺ کی روح قدسی ہے اور جسم وصف نبوت سے متصف ہے آپ ﷺ نے فرمایا "تو نے سچ کہا ہے میں تیری مراد کو سمجھ گیا ہوں۔"

حدیث مبارک میں ہے "میں اولاد آدم کا سردار ہوں میں یہ بات فخریہ نہیں کہہ رہا۔" "حضرت آدم علیہ السلام اور آپ کے علاوہ تمام مخلوق بروز حشر میرے جھنڈے کے نیچے ہوگی۔" "میں تمہارے پاس واضح شریعت لے کر آیا ہوں اگر موسیٰ بن عمران علیہ السلام بھی زندہ ہوتے تو انہیں بھی میری اتباع کے علاوہ اور کوئی چارۂ کار نہ ہوتا۔" بخاری شریف میں یہ حدیث موجود ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: اَنَا سَیِّدُ النَّاسِ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ۔ "میں بروز حشر لوگوں کا سردار ہوں گا۔" اسی طرح آپ ﷺ کا فرمان ہے: اَنَا سَیِّدُ الْعَالَمِیْنَ۔ "میں عالمین کا سردار ہوں۔" حاکم رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث کو صحیح کہا ہے۔ اس تمام وضاحت سے یہ بات ثابت ہوگئی کہ آپ ﷺ ملائکہ سے افضل ہیں کیونکہ حضرت آدم علیہ السلام ملائکہ سے افضل ہیں اور آپ ﷺ حضرت آدم علیہ السلام سے افضل ہیں۔

پھر حضرت احمد البدوی رحمۃ اللہ علیہ کا قول لَمْعَۃُ الْقَبْضَۃِ الرَّحْمَانِیَّۃِ" کی وضاحت میں عبدالرحمٰن العیدروسی نے لکھا ہے کہ جاننا چاہئے کہ رحمت کی دو قسمیں ہیں:۔ (1) خاص رحمت: اللہ تعالیٰ مخصوص اوقات میں اس رحمت سے اپنے بندوں کو نوازتا ہے۔ (2) عام رحمت: اس سے مراد حقیقت محمدیہ ﷺ ہے اسی کے طفیل اللہ تعالیٰ نے تمام اشیاء کے حقائق پر رحم فرمایا ہے۔ ہر چیز وجود میں اپنے مرتبہ کے مطابق ظہور پذیر ہوئی۔ اسی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے "روح محمد" ﷺ کو پیدا فرمایا اور اسی کے وسیلہ سے تمام موجودات پر رحم فرمایا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: وَكَانَ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَحِيْمًا (احزاب: 43)
"اور وہ مومنوں پر ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے۔"

اس آیت میں اس خاص رحمت کی طرف اشارہ ہے جو مؤمنین کو حاصل ہے وہ اس رحمت میں منفرد ہیں اور اگر مطلق رحمت کا ذکر ہو تو اس سے مراد وہ عام رحمت ہے جس سے مومنین اور کفار وغیرہ دنیا میں فوائد حاصل کرتے ہیں۔ کفار کے لئے آپ ﷺ کی رحمت یہ ہے کہ ان پر اللہ تعالیٰ کا عذاب جلدی نازل نہ ہوگا۔

المختصر دو نعمتیں ایسی ہیں جن کے بغیر کوئی چارۂ کار نہیں ہے۔ ہر چیز کو ان دونوں کی ضرورت ہے: 1۔ تخلیق کی نعمت، 2۔ مدد کرنے کی نعمت۔ آپ ﷺ کی ذات ان دونوں نعمتوں کے حصول کا وسیلہ ہے کیونکہ اگر آپ ﷺ کا وجود نہ ہوتا تو کائنات میں کوئی بھی چیز موجود نہ ہوتی کیونکہ آپ اللہ تعالیٰ اور اس کی مخلوق کے مابین وسیلہ اور رابطہ ہیں اس لئے کوئی چیز بھی آپ ﷺ سے مستغنی نہیں ہے۔ جیسا کہ کسی شاعر نے کہا ہے: ؎

مَا اَرْسَلَ الرَّحْمٰنُ اَوْ یُرْسِلُ مِنْ رَّحْمَۃٍ تَصْعَدُ اَوْ تَنْزِلُ

"اللہ تعالیٰ کی جو بھی رحمت آئی ہے یا آئے گی جو بھی رحمت آسمان سے نازل ہوتی ہے یا آسمان کی طرف بلند ہوتی ہے۔

فِیْ مَلَکُوْتِ اللّٰہِ اَوْ مُلْکِہٖ مِنْ کُلِّ مَا یَخْتَصُّ اَوْ یَشْمَلُ

اللہ تعالیٰ کی سلطنت میں جو بھی اس رحمت کے ساتھ مختص ہوتا ہے یا جس کو بھی یہ رحمت شامل ہوتی ہے۔

پھر عبدالرحمٰن العیدروسی نے ابوالفتیان رحمۃ اللہ علیہ کے اس قول" وَمَعْدَنُ الْاَسْرَارِ الرَّبَّانِيَّةِ " کی تشریح میں فرمایا۔

" آپ ﷺ کی ذات اللہ تعالیٰ کے اسرار کی تجلیات کا آئینہ ہے اور عمدہ اوصاف کے انوار کی جلوہ گاہ ہے۔ اللہ رب العزت نے آپ ﷺ کو اسرار کے اتنے خزانے عطا فرمائے جو آپ کے علاوہ کسی اور ذات کے لئے ظاہر نہیں ہوئے حسن معنی کی دلہنوں نے صرف آپ کے لئے جلوہ نمائی کی۔" آپ ﷺ نے فرمایا" اللہ رب العزت نے مجھے کئی علوم عطا فرمائے ہیں۔ ان میں سے کچھ علوم کو چھپانے کا عہد لیا گیا ہے کچھ علوم کے بارے میں مجھے اختیار دیا گیا ہے اور کچھ علوم کی مجھے خاص و عام کو تبلیغ کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔"

حضرت علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے خصائص کبریٰ میں لکھا ہے" آپ ﷺ کو ہر چیز کا علم عطا کیا گیا تھا سوائے ان پانچ چیزوں کے جن کا ذکر سورۃ لقمان کے آخر میں کیا گیا ہے ان کا علم حضور کو عطا نہیں فرمایا گیا یہ بھی کہا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان چیزوں کا بھی آپ ﷺ کو علم عطا فرما دیا لیکن ان کو پوشیدہ رکھنے کا حکم دیا گیا۔" حضرت علامہ عبدالرحمٰن العیدروسی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہی قول درست ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان تمام چیزوں کا علم آپ کو عطا فرمایا تھا اس کے باوجود آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اَحْمَدُ رَبِّىْ بِمَحَامِدَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ لَا اَعْلَمُهَا الْاٰنَ۔ " میں بروز حشر اللہ تعالیٰ کی ایسی حمد و ثناء بیان کروں گا جو میں اس وقت نہیں جانتا۔" پھر بھی اللہ رب العزت نے آپ ﷺ کو اپنے دربار میں یوں التجا کرنے کا حکم فرمایا: وَقُلْ رَّبِّ زِدْنِىْ عِلْمًا ﴿۱۱۴﴾ (طٰہٰ:114)" اور دعا مانگا کیجئے میرے رب (اور) زیادہ کر میرے علم کو۔ اس سے معلوم ہوا کہ آپ ﷺ ان علوم و کمالات میں ہر لحہ ترقی فرما رہے ہیں جو ان گنت ہیں۔

پھر عبدالرحمٰن العیدروس رحمۃ اللہ علیہ نے مصنف کے قول" وَخَزَائِنِ الْعُلُوْمِ الْاِصْطِفَائِيَّةِ " کی شرح میں لکھا ہے:

" جب آپ ﷺ کی روح اللہ تعالیٰ کی نائب ہے پھر زمین و آسمان کا کوئی ذرہ بھی آپ ﷺ کے علم سے پوشیدہ نہیں رہ سکتا۔" کیونکہ یہ مرتبہ اللہ کا عطا کردہ ہے اگر چہ آپ ﷺ بشر ہونے کی حیثیت سے فرماتے ہیں: اَنْتُمْ اَعْلَمُ بِاُمُوْرِ دُنْيَاكُمْ۔ " تم اپنے دنیاوی معاملات میں مجھ سے زیادہ جاننے والے ہو۔" آپ ﷺ باطن کی رو سے ملکوتی ہیں اور ظاہری لحاظ سے بشر ہیں پھر مصنف کے قول" صَاحِبُ الْقَبْضَةِ الْاَصْلِيَّةِ " کی شرح میں ابوالفتیان علیہ الرحمۃ نے لکھا ہے" یہ حضور مکرم ﷺ کے اس مقام کی طرف اشارہ ہے جو آپ ﷺ کے ساتھ مختص ہے اسی کو" مقام قاب قوسین" کہا گیا ہے اس سے آپ ﷺ کی عام ولایت مراد ہے۔ جس کے وسیلہ سے تمام انبیاء، مرسلین، ملائکہ اور اولیاء کو آپ ﷺ سے فیض ملتا ہے آپ ﷺ کا یہ فیض ہر چیز کو اس کے مرتبہ اور قابلیت کے مطابق ملتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان: وَمَاۤ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۰۷﴾ (الانبیاء:107) میں اسی طرف اشارہ ہے۔ آپ ﷺ تمام مخلوق کے رسول ہیں اس بات کا ہر ذات کو علم ہے۔ آپ ﷺ اپنی حقیقت کے لحاظ سے تمام حقائق کی بھی حقیقت ہیں

وَكُلُّهُمْ مِّنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ مُلْتَمِسٌ غَرْفًا مِّنَ الْبَحْرِ اَوْ رَشْفًا مِّنَ الدِّيَمِ

" تمام انبیاء علیہم السلام آپ کے دریائے معرفت اور باران رحمت سے پانی کے چلو یا قطرۂ آب کی درخواست کرتے ہیں۔

ہاتھ اپنی نگاہوں پر رکھ لئے۔ پھر آپ ﷺ کی لطافت اور نورانیت کا یہ عالم تھا کہ آپ کا سایہ بھی نہ تھا۔ کسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے: ؎

دَخَلَ الْعَالَمُ فِیْ ظِلِّ الَّذِیْ مَا لَهٗ ظِلٌّ وَّلِلْاَغْیَارِ یَمْحُوْ

''پورا عالم اس ذات کے سایہ میں داخل ہو گیا جس کا اپنا سایہ تک نہ تھا۔ آپ کا سایہ اغیار کو نیست و نابود کرنے والا ہے۔''

اگر اللہ تعالیٰ ہیبت اور وقار کی وجہ سے آپ ﷺ کے حسن و جمال کو پوشیدہ نہ فرماتا تو لوگ آپ ﷺ کے حسن و جمال کی تاب نہ لا کر اندھے ہو جاتے۔ ان دنیاوی کمزور آنکھوں سے آپ ﷺ کے دیدار کی کوئی بھی طاقت نہ رکھتا۔ اسی وجہ سے بعض علماء نے فرمایا ہے کہ لوگوں نے آپ ﷺ کے خصائل اور اوصاف سے اپنی بشری عقلوں کی طاقت کے مطابق ادراک حاصل کیا ہے آپ ﷺ کے اوصاف میں سے جو بھی ان کے لئے ظاہر ہو گیا وہی ان کے لئے نعمت ہے تا کہ وہ آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قدر و منزلت کو پہچان سکیں اور آپ ﷺ کی تعظیم و توقیر میں اضافہ کریں۔ آپ ﷺ کے اوصاف اور شمائل میں سے جو کچھ لوگوں کے لئے پوشیدہ رہا وہ بھی ان کے لئے اللہ کی رحمت ہے کیونکہ اگر ان کے لئے سرور کائنات علیہ التسلیم والتحیات کے وہ اوصاف ظاہر ہو جاتے تو پھر لوگ ان کے حقوق کو پوری طرح ادا نہ کر سکتے تو یہی چیز ان کے لئے فتنہ کا سبب بنتی اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو تمام جہانوں کیلئے رحمت بنا کر بھیجا ہے آپ کا وہ وصف جو لوگوں کے لئے ظاہر ہوا وہ ان کے لئے نعمت ہے اور جس کا اظہار لوگوں کے لئے نہ ہوا وہ بھی ان کے لئے رحمت ہے۔ حضور اکرم ﷺ کے بارے میں یہ کتنا عمدہ قول کیا گیا ہے۔ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کیا خوب فرمایا ہے: ؎

وَاَجْمَلُ مِنْکَ لَمْ تَرَ قَطُّ عَیْنِیْ وَاَکْمَلُ مِنْکَ لَمْ تَلِدِ النِّسَآءُ

''آپ ﷺ سے زیادہ جمیل میری آنکھوں سے کبھی نہیں دیکھا اور آپ ﷺ سے کامل شخص کو عورتوں نے جنم نہیں دیا۔

خُلِقْتَ مُبَرَّاً مِّنْ کُلِّ عَیْبٍ کَاَنَّکَ قَدْ خُلِقْتَ کَمَا تَشَاءُ

آپ ﷺ کو ہر عیب سے پاک پیدا کیا گیا ہے گویا کہ آپ ﷺ کو اپنی منشاء کے مطابق پیدا کیا گیا ہے۔''

آپ ﷺ کا یہ تمام حسن و جمال ظاہری شکل کے لحاظ سے ہے لیکن آپ ﷺ کی حقیقت کو اللہ کے علاوہ اور کوئی نہیں جان سکتا۔ جیسا کہ آپ ﷺ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فرمایا تھا: وَالَّذِیْ بَعَثَنِیْ بِالْحَقِّ لَمْ یَعْلَمْنِیْ حَقِیْقَةً غَیْرُ رَبِّیْ ''اس ذات پاک کی قسم جس نے مجھے حق کے ساتھ مبعوث کیا میری حقیقت میرے اللہ کے علاوہ اور کوئی نہیں جانتا۔'' اسی وجہ سے سید التابعین حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ حضور مکرم ﷺ کے صحابہ کرام نے آپ ﷺ کی ذات میں سے صرف آپ کے سایہ کا ہی دیدار کیا ہے۔ سایہ کے علاوہ آپ ﷺ کے باقی جسد اطہر کا کسی بھی صحابی سے دیدار نہ ہو سکا۔ حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ سے پوچھا گیا کہ کیا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی آپ کا پوری طرح دیدار نہ کیا آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ ﷺ کا پورا دیدار نہ کیا۔

توصیف مکمل نہ ہو سکے گی۔''

پھر وہ مصنف کے اس قول ''مَنِ انْدَرَجَتِ النَّبِيُّوْنَ تَحْتَ لِوَائِهٖ فَهُمْ مِنْهُ وَالَيْهِ'' کی شرح میں لکھتے ہیں ''تمام انبیاء علیہم السلام حضور ﷺ کے جھنڈے کے نیچے اس لئے جمع ہوں گے کیونکہ کوئی شخص بھی آپ ﷺ کے وسیلہ سے مستغنی نہیں ہو سکتا۔'' جس طرح کہ قطب صدیقی قدس سرہ نے کہا ہے:

اَنْتَ بَابُ اللّٰهِ اَیُّ امْرِئٍ   اَتَاهُ مِنْ غَیْرِکَ لَا یَدْخُلُ

''آپ ﷺ اللہ کے دروازہ ہیں جو شخص بھی آپ کے علاوہ کسی اور دروازے سے اللہ تک رسائی حاصل کرنے کی کوشش کرے گا وہ اس تک نہیں پہنچ سکے گا۔''

کیونکہ حقیقت میں تمام انبیاء آپ ﷺ کی اولاد اور نائب ہیں۔ آپ ﷺ کی بعض شریعت کا حکم دینے والے ہیں۔ درحقیقت آپ ﷺ آدم اکبر ہیں اسی وجہ سے جب حضرت آدم علیہ السلام آپ ﷺ سے ملیں گے تو کہیں گے اے وہ ذات مقدس! جو وجود کے لحاظ سے تو میرا بیٹا ہے لیکن حقیقت میں میرا باپ ہے۔'' اس حقیقت کی طرف عمر ابن الفارض نے اپنے اس شعر سے اشارہ کیا ہے:

وَاِنِّیْ وَاِنْ کُنْتُ ابْنَ آدَمَ صُوْرَةً   فَلِیْ فِیْهِ مَعْنٰی شَاهِدٌ بِاُبُوَّتِیْ

''صورت کی رو سے میں اگر چہ ابن آدم ہوں لیکن اس میں میرے لئے ایسے معانی بھی ہیں جو میرے باپ ہونے کی گواہی دیتے ہیں۔''

اسی طرح شیخ محترم سالم العلوی الحسینی قدس سرہ نے کہا ہے:

فَاِلَی الْمُرْسَلِیْنَ اَنْتَ رَسُوْلٌ   مِنْکَ حَقًّا غَشَتْهُمُ الْاَضْوَاءُ

آپ ﷺ تمام مرسلین کے بھی رسول ہیں آپ ہی کی وجہ سے انوار نے ان کا احاطہ کر لیا تھا۔

اَنْتَ اَصْلٌ لِّکُلِّ اَصْلٍ فَکُلٌّ   عَنْکَ فَرْعٌ وَاَنَّهُمْ آبَاءُ

''آپ ﷺ تمام اصل کی اصل ہیں   وہ تمام آپ کی فروع ہیں حالانکہ وہ باپ ہیں''

پھر ہم یہ ذکر بھی کرتے ہیں کہ حضرت آدم علیہ السلام کو تمام اسماء کا علم نور محمدی سے ہی عطا ہوا تھا کیونکہ آپ ﷺ درحقیقت اَوَّلُ الانبیاء ہیں۔ ابن مرزوق رحمۃ اللہ علیہ نے کیا خوب کہا ہے:

لَئِنْ جَآءَ بَعْدَ الْاَنْبِیَاءِ مُؤَخَّرًا   فَقَدْ کَانَ قَبْلَ الْاَنْبِیَاءِ مُقَدَّمًا

وَکَانُوْا لَهُ الْحِجَابَ فِیْ مُوْکَبِ الْهُدٰی   وَلَا غُرْوَ لِلْحِجَابِ اَنْ تَتَقَدَّمَا

اَقَامَ قَنَاةَ الدِّیْنِ بَعْدَ اعْوِجَاجِهَا   فَمِنْ بَعْدِهٖ مَا اعْوَجَ مَا کَانَ قَوَّمَا

''اگر چہ آپ ﷺ دنیا میں تمام انبیاء کے بعد تشریف لائے حالانکہ آپ تمام انبیاء سے پہلے موجود تھے ہدایت کے قافلہ میں وہ انبیاء آپ کے لئے حجاب تھے اور کوئی تعجب نہیں کہ حجاب مقدم ہو آپ ﷺ نے دین کے نیزے کو اس کے

فَاِنَّہٗ شَمْسُ فَضْلٍ ھُمْ کَوَاکِبُھَا یُظْھِرْنَ اَنْوَارَھَا لِلنَّاسِ فِی الظُّلَمِ

آپ ﷺ فضل وکرم کا آفتاب ہیں اور باقی تمام انبیاء آپ کے مقابلہ میں بمنزلہ ستاروں کے ہیں جو علم اور ہدایت کی روشنی کو ضلالت اور جہالت کی ظلمت میں ظاہر کرتے ہیں۔''

''وَالْبُھْجَۃِ السَّنِیَّۃِ'' کی وضاحت میں حضرت ابوالفتیان علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

''اس سے مراد یہ ہے کہ آپ ﷺ اپنی ذات میں، صفات میں اور اپنے افعال میں سراپا رحمت ہیں ایسا کیوں نہ ہو جب کہ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو رحمۃ للعالمین بنا کر بھیجا ہے۔'' استاذ ابوالعباس المرسی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں'' تمام انبیاء کی تخلیق رحمت سے ہوئی ہے جبکہ ہمارے نبی ﷺ مجسمہ رحمت ہیں۔''

جب آپ ﷺ مجسم رحمت ہیں تو پھر گویا آپ تمام رحمتوں کی بنیاد ہیں، تمام رحمتوں کا سرچشمہ ہیں۔کوئی رحمت بھی آپ ﷺ سے خارج نہیں ہے ہر وہ شخص جس پر حکم کیا جاتا ہے اس پر یہ رحم آپ ﷺ کے وسیلہ سے ہوتا ہے۔

بعض علماء نے یہ لکھا ہے کہ ''بُھْجَۃ'' سے مراد آپ ﷺ کی سراپا حسن شکل مبارک ہے کیونکہ تاریک مکان آپ ﷺ کے نور کی وجہ سے جگمگا اٹھتا تھا۔ جب آپ ﷺ تبسم فرماتے تو آپ کے دانتوں سے نور نکلتا تھا جس سے دیواریں روشن ہو جاتی تھیں۔حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ کا رخ انور چاند کے ہالے کی طرح تھا۔حضرت جریر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں'' مجھے حیات مصطفیٰ ﷺ کی قسم! میں نے آپ ﷺ کے چہرۂ انور کو دیکھا وہ چودھویں کے چاند سے بھی زیادہ خوب صورت تھا۔'' حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی سوئی گم ہوگئی۔آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے حضور ﷺ کے چہرے مبارک کے نور میں اسے تلاش کر لیا۔

آپ ﷺ کا جسد اطہر اتنا نورانی اور شفاف تھا کہ اس کا سایہ تک بھی نہ تھا۔آپ ﷺ میٹھی گفتگو والے اور شیریں کلام والے تھے۔آپ ﷺ کی آواز صاف اور عمدہ تھی آپ ﷺ کی آواز نہ صرف نرم تھی بلکہ نغمگی کے لحاظ سے تمام لوگوں سے خوبصورت بھی تھی۔آپ ﷺ کا یہ معجزہ تھا کہ آپ ﷺ کی آواز مبارک اس مقام تک پہنچ جاتی تھی جہاں تک کسی دوسرے آدمی کی آواز نہ پہنچتی تھی۔

ترمذی شریف کی روایت میں ہے کہ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے جو بھی نبی بھیجا وہ خوبصورت آواز اور حسین چہرہ والا تھا لیکن تمہارے نبی مکرم ﷺ چہرہ کے لحاظ سے بھی تمام انبیاء سے خوبصورت تھے اور آواز کے لحاظ سے بھی تمام انبیاء سے حسین تھے۔اس کے علاوہ بھی آپ ﷺ کے جسم مطہر کے بہت سے کمالات ہیں۔انسان ان اعضاء میں سے صرف ایک عضو کے پوری طرح اوصاف بیان نہیں کر سکتا۔

حضرت عمر بن الفارض قدس سرہ نے اپنے اس شعر میں اسی طرف اشارہ کیا ہے:

وَعَلٰی تَفَنُّنِ وَاصِفِیْہِ بِوَصْفِہٖ یَفْنَی الزَّمَانُ وَفِیْہِ مَا لَمْ یُوْصَفٖ

''لوگ آپ ﷺ کی توصیف میں ہر طرح رطب اللسان ہوں گے اس کے باوجود زمانہ ختم ہو جائے گا اور آپ کی

تذکرہ ہو چکا ہے اسی طرح مشاہدہ کرتے ہیں جس طرح محسوس اشیاء کا مشاہدہ کیا جاتا ہے بلکہ ان اشیاء کو دیکھنے سے ان کا مشاہدہ قوی ہوتا ہے کیونکہ بصیرت سے دیکھنا آنکھ کی نظر سے زیادہ قویٰ ہوتا ہے اس وقت وہ حضرت سیدنا زکریا علیہ السلام کا مشاہدہ کرتے ہیں اور ہر اس چیز کو دیکھتے ہیں جس کا تذکرہ سورۃ مریم میں ہوا ہے۔ وہ حضرت سیدنا یحیٰی علیہ السلام، ان کے احوال اور مقامات کا بھی مشاہدہ کرتے ہیں وہ حضرت سیدہ مریم علیہا السلام کی بھی زیارت کرتے ہیں آپ کے حالات اور مقام کو دیکھتے ہیں اسی طرح وہ سیدنا عیسیٰ، سیدنا ابراہیم، سیدنا اسماعیل، سیدنا موسیٰ، سیدنا ہارون، سیدنا ادریس، سیدنا آدم علیہم السلام اور دیگر تمام انبیاء کی زیارت کرتے ہیں۔

حضرت علامہ دباغ رحمۃ اللہ علیہ نے ایک اور مقام پر فرمایا ہے" بروز حشر آپ ﷺ کے دست اقدس میں لواءِ حمد ہوگا۔ اس سے مراد ایمان کا نور ہے تمام مخلوق آپ ﷺ کے پیچھے ہوگی۔ ہر امت اپنے نبی کے جھنڈے کے نیچے ہوگی۔ ہر نبی کا جھنڈا حضور مکرم ﷺ کے جھنڈے سے فیض لے رہا ہوگا تمام انبیاء اور ان کی امتیں آپ ﷺ کے ایک جانب ہوں گی جب کہ آپ ﷺ کی تمام امت آپ ﷺ کے دوسری طرف ہوگی۔ اس امت میں انبیاء کی تعداد کے مطابق اولیاء ہوں گے۔ اولیاء کرام کے پاس بھی انبیاء کی طرح جھنڈے ہوں گے۔ انبیاء علیہم السلام کی طرح ان کے بھی پیروکار ہوں گے تمام اولیاء حضور اکرم ﷺ سے فیض حاصل کر رہے ہوں گے اور ان کے مریدین اپنے اپنے مرشد کامل سے فیض لے رہے ہوں گے۔"

حضرت علامہ دباغ رحمۃ اللہ علیہ نے ایک اور جگہ ارشاد فرمایا" اگر اجسام، گوشت اور رگوں میں وہ خون نہ ہوتا جو تمام معاملات کی حقیقت جاننے کے مانع ہے تو تمام انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام ہمارے آقا و مولا علیہ الصلوٰۃ والسلام کے متعلق ہی گفتگو کرتے کیونکہ انہیں آپ ﷺ کے تشریف لانے کے متعلق علم تھا۔ ان کے تمام اشارات حضور ﷺ کے لئے ہی ہوتے۔ ان کی راہ نمائی آپ ﷺ ہی کی طرف ہوتی۔ حتیٰ کہ وہ اپنے ہر امتی کو بتا دیتے کہ انہوں نے حضور ﷺ سے ہی فائدہ حاصل کیا ہے اور آپ ﷺ ہی نے تمام کی مدد فرمائی ہے، تمام انبیاء علیہم السلام درحقیقت آپ ﷺ کے نائب ہیں اور نائب کی مستقل کیا حیثیت ہو سکتی ہے؟ تمام انبیاء علیہم السلام آپ ﷺ کی اولاد کی طرح ہیں اور آپ ﷺ ان تمام کے لئے والد کی حیثیت رکھتے ہیں۔ حتیٰ کہ تمام مخلوق کی یہی کیفیت ہے۔ تمام انبیاء کا اپنی اپنی امتوں کو آپ ﷺ کی طرف دعوت دینا ایک جیسا ہی ہوتا۔ یہ حقیقت ہے۔ گزشتہ امتیں صرف موت کے وقت اور اس جہان فانی کو الوداع کہتے ہی آپ ﷺ کی عظمت کا اعتراف کرنے لگیں۔ ہر چیز ان کے لئے عیاں اور ظاہر ہوگئی۔ جنت میں دخول کے وقت جنت اور ان لوگوں میں بہت فاصلہ ہو جائے گا۔ وہ جنت ان لوگوں سے جدا ہو جائے گی اور انہیں چھوڑ دے گی۔ وہ ان سے کہے گی۔ میں تمہیں نہیں جانتی کیونکہ تم نور محمدی ﷺ سے فیض یاب نہیں ہو۔ اس لئے ان کے درمیان فاصلہ ہو جائے گا کیونکہ وہ امتیں اگرچہ آپ ﷺ سے پہلے گزر چکی ہیں لیکن وہ اپنے اپنے انبیاء سے فیض لیتی تھیں اور ان کے انبیاء علیہم السلام حضور ﷺ سے فیض حاصل کرتے تھے۔ تو پھر گویا کہ تمام امتیں آپ ﷺ ہی سے فیض یاب ہوتی تھیں حضرت دباغ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا" اگر ارادۂ ازلی میں اس طرح نہ ہوتا تو یقیناً مندرجہ بالا حقیقت اس دنیا ہی میں منکشف ہو جاتی" آپ رحمۃ اللہ علیہ

ٹیڑھے ہونے کے بعد سیدھا کیا۔ جس کو آپ نے سیدھا کیا ہو وہ بعد میں کیسے ٹیڑھا ہو سکتا ہے۔''

حضرت علامہ عبدالرحمٰن عیدروسی کی ''صلوات'' کی شرح اختتام پذیر ہوئی۔ جو اس کی مزید وضاحت کا خواہش مند ہو وہ میری کتاب ''اَفْضَلُ الصَّلَوَاتِ عَلٰی سَیِّدِ السَّادَاتِ'' کا مطالعہ کرے۔

غوث زمان حضرت عبدالعزیز الدباغ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب ''اَلْاِبْرِیْز'' میں بیان فرمایا ہے'' بے شک اہل کشف حضور اکرم ﷺ کا مشاہدہ کرتے ہیں وہ ان نعمتوں کا بھی مشاہدہ کرتے ہیں جو اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو عطا کیں۔ وہ آپ ﷺ کی ان عزتوں اور رفعتوں کا بھی مشاہدہ کرتے ہیں جن سے اللہ تعالیٰ نے صرف آپ ﷺ کو نوازا ہے وہ نعمتیں کسی اور شخص کو عطا نہیں کی گئی۔ وہ سعادت مند لوگ دیگر انبیاء اور ملائکہ کی بھی زیارت کرتے ہیں وہ ان نوازشات کا بھی مشاہدہ کرتے ہیں جو اللہ تعالیٰ نے انہیں عطا کی ہیں اہل کشف مشاہدہ کرتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ کے وجود مسعود سے ایک مادہ نکل رہا ہے جو تمام مخلوق تک پہنچ رہا ہے وہ مادہ ان نورانی دھاگوں میں رواں دواں ہے جو آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نور سے بنے ہیں پھر وہ دھاگے انبیاء اور ملائکہ علیہم السلام کی ذاتوں تک پہنچے ہوئے ہیں پھر وہ ان دھاگوں کا مشاہدہ انبیاء اور ملائکہ کے علاوہ دیگر مخلوقات میں بھی کرتے ہیں وہ حضور ﷺ کے اس فیضان میں عجیب و غریب اشیاء کا مشاہدہ کرتے ہیں حضرت علامہ الدباغ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک صالح شخص نے کھانے کے لئے روٹی کا ایک ٹکڑا لیا اس آدمی نے اس ٹکڑے میں دیکھا تو اسے اس میں نور کا ایک دھاگہ نظر آیا۔ اس نے اس دھاگے میں مزید جستجو کی تو اسے یہ نورانی دھاگہ ایک اور نور کے دھاگے سے ملا ہوا دکھائی دیا اور یہ نورانی دھاگہ حضور مکرم ﷺ کے نور سے متصل تھا۔ پہلے اس نے دیکھا کہ اس نور مبارک کے ساتھ صرف ایک نورانی دھاگہ متصل ہے پھر جب یہ نورانی دھاگہ تھوڑا سا طویل ہوا تو پھر اس سے کئی نورانی دھاگے نکلنا شروع ہوئے۔ ہر دھاگہ کسی نہ کسی اس نعمت کے ساتھ متصل تھا جو لوگوں کو عطا کی گئی۔ حضرت دباغ رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد احمد بن مبارک فرماتے ہیں'' اس حکایت کا مشاہدہ میرے استاذ محترم نے خود کیا ہے۔''

حضرت احمد بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میرے استاذ محترم حضرت عبدالعزیز دباغ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک گستاخ نے کہا کہ مجھے حضور اکرم ﷺ سے صرف ایمان لانے کے لئے ہدایت ملی ہے نور ایمانی مجھے آپ ﷺ سے نہیں ملا وہ تو مجھے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ سے عطا ہوا ہے۔ اولیاء کرام نے اس سیاہ بخت سے کہا کہ کیا تو اس پر راضی ہے کہ ہم اس رابطے اور تعلق کو ختم کر دیں جو تیرے نور ایمان اور حضور ﷺ کے نور کے درمیان ہے اور ہم صرف اس ہدایت کو باقی رکھیں جس کا تو ابھی تذکرہ کر رہا تھا۔ اس تیرہ بخت نے کہا ہاں اگر تم ایسا کر دو تو میں راضی ہوں۔ حضرت عبدالعزیز دباغ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں'' جونہی اس نے اپنی بات ختم کی اس نے صلیب کو سجدہ کیا اللہ اور اس کے رسول مکرم ﷺ کا انکار کر دیا اور کفر پر اس کی موت ہوئی ہم اللہ تعالیٰ سے حضور اکرم ﷺ کا گستاخ ہونے سے پناہ مانگتے ہیں اور اس سے اس کے فضل کا سوال کرتے ہیں۔''

اولیاء کرام اللہ تعالیٰ کا بھی عرفان رکھتے ہیں اور حضور مکرم ﷺ کی عظمت سے بھی آشنا ہیں وہ ہر اس چیز کا جس کا پہلے

ہیں اور برزخ ان مبارک روحوں سے نور حاصل کر رہا ہے جو ارواح اس میں موجود ہیں اور وہ ارواح آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نور سے مستفیض ہو رہی ہیں۔

حضرت علامہ دباغ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جان لینا چاہیے کہ عرش، فرش، آسمان، زمین، جنتیں، حجابات اور تمام کائنات کے انوار کو اگر جمع کیا جائے تو وہ آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نور مبارک کا کچھ حصہ ہوگا کیونکہ اگر آپ ﷺ کے نور مبارک کو عرش پر رکھا جائے تو وہ بھی پگھل جائے گا اور اگر آپ ﷺ کے نور مبارک کو ان ستر حجابات پر رکھا جائے جو عرش کے اوپر ہیں تو وہ حجابات ختم ہو جائیں اور اگر تمام مخلوقات کو جمع کیا جائے اور پھر اس پر وہ نور عظیم رکھا جائے تو تمام مخلوقات اس نور کو برداشت نہ کر سکے اور گر پڑے۔ حضرت علامہ الدباغ علیہ الرحمۃ کا کلام ختم ہوا جو ان کی کتاب ''الابریز'' کے مختلف سے نقل کیا گیا تھا۔

کے ایک شاگرد نے پوچھا'' یہ خون حق کی معرفت میں کیوں مانع ہے؟ آپ نے فرمایا خون حقیقت کے عرفان سے اس لئے مانع ہے کیونکہ یہ کسی بھی ذات کو اس کی اصل (مٹی) کی طرف کھینچتا ہے۔ یہ فانی اشیاء کی طرف میلان رکھتا ہے۔ یہ انسان کو عمارات، باغات اور مال کو جمع کرنے کا شوق دلاتا ہے اس لئے یہ نہ صرف عین غفلت ہے بلکہ اللہ تعالیٰ سے حجاب کا سبب ہے۔ اگر خون نہ ہوتا تو انسان ان فانی اشیاء کی طرف کبھی بھی مائل نہ ہوتا۔''

حضرت عبدالعزیز دباغ رحمۃ اللہ علیہ نے ذکر فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے تمام اشیاء کی تخلیق حضور اکرم ﷺ کے نور مبارک سے کی۔ اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے آپ ﷺ کے نور مبارک کو پیدا کیا۔ اللہ تعالیٰ نے تمام مخلوقات، انبیاء، اولیاء اور تمام مؤمنین کو آپ ﷺ کے نور سے ہی فیض یاب کیا۔ ہر ایک کو اس کی طاقت اور استطاعت کے مطابق فیصلہ ملا۔ اگر آپ ﷺ کا نور مبارک نہ ہوتا تو ان اشیاء میں سے کوئی بھی فائدہ حاصل نہ کر سکتی۔ اگر آپ ﷺ کا نور مبارک کافروں میں نہ ہوتا اور وہ ماں کے پیٹ میں، وقت پیدائش اور رضاعت کے وقت آپ ﷺ کے نور مبارک سے فیض یاب نہ ہوتے تو جہنم انہیں اسی وقت اچک لیتی اور انہیں کھا لیتی۔ روز حشر جہنم اس وقت تک انہیں نہ پکڑے گی اور نہ ہی انہیں کھائے گی حتیٰ کہ نور محمدی ﷺ ان کے اجسام سے نکل جائے گا۔

انبیاء کرام علیہم السلام نے اگرچہ آپ ﷺ کے نور مبارک سے فیضان حاصل کیا لیکن پھر بھی وہ آپ ﷺ کے تمام فیض کو حاصل نہ کر سکے بلکہ ہر نبی نے اپنی استطاعت کے مطابق فیض پایا۔ آپ ﷺ کے نور مبارک کے بہت سے رنگ ہیں اس کے کئی احوال ہیں۔ اس کی کئی اقسام ہیں۔ ہر نبی ایک مخصوص رنگ سے مستفیض ہوا ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام جب اس نور مبارک سے فیض یاب ہوئے تو انہیں'' مقام غربت'' ملا یہ وہ مقام ہے جس میں انسان ہر وقت سیر و سیاحت میں مشغول رہتا ہے وہ ایک جگہ پر قرار پذیر نہیں ہو سکتا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جب اس نور سے فیضان حاصل کیا تو وہ مقام معرفت پر فائز ہوئے۔ آپ علیہ السلام کو مشاہدۂ کامل اور تواضع کا مقام بھی عنایت ہوا جب آپ علیہ السلام کسی شخص سے گفتگو کیا کرتے تھے تو نرمی سے کرتے تھے۔ آپ علیہ السلام بہت تواضع کے ساتھ گفتگو کرتے تھے۔ آپ علیہ السلام سے کلام کرنے والا یہ سمجھتا کہ آپ اس کے لئے عاجزی کر رہے ہیں جبکہ آپ علیہ السلام کی عاجزی اللہ کے مشاہدہ میں انہماک کی وجہ سے ہوتی تھی۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام جب اس فیض سے مستفیض ہوئے تو انہیں'' مقام مشاہدہ'' عطا ہوا آپ علیہ السلام کو اس مقام میں وہ عنایات، نعمتیں اور عطیات ملے جن کی عظمت کا اندازہ نہیں لگایا جا سکتا۔ اسی طرح تمام انبیاء اور ملائکہ آپ ﷺ کے نور سے مستفیض ہوئے۔

اہل خیر کو تمام بھلائی آپ ﷺ کی برکت کی وجہ سے ملی۔ اہل خیر سے مراد انبیاء عظام، اولیاء کرام اور عام مومنین مراد ہیں۔ آپ کے نور مبارک سے تمام عالم مستفیض ہو رہے ہیں لیکن اس میں کسی قسم کی کوئی کمی واقع نہیں ہوئی بلکہ اللہ تعالیٰ ہر لمحہ اس میں زیادتی فرما رہا ہے لیکن اس میں اتنی وسعتیں ہیں کہ وہاں نور کی زیادتی کا بھی کوئی اظہار نہیں ہوتا۔ یہ وہ نور مکرم ہے جس سے انبیاء، اولیاء اور مؤمنین فیض پا رہے ہیں۔ اس فیضان کی کئی اقسام ہیں۔ سورج، چاند اور ستارے برزخ سے نور حاصل کر رہے

آدم علیہ السلام کے مسجود ملائک ہونے کے شرف سے عظیم الشان ہے اس کی دو وجوہات ہیں:۔

1۔ ملائکہ کا سجدہ صرف ایک دفعہ یہ ظہور پذیر ہوا پھر ختم ہو گیا جبکہ سید المرسلین ﷺ پر صلوٰۃ وسلام کا سلسلہ ہمہ وقت جاری ہے۔

2۔ حضرت آدم علیہ السلام کو سجدہ صرف ملائکہ نے کیا تھا۔ اس فعل میں ان کے علاوہ اور کوئی مخلوق شامل نہ تھی جبکہ اللہ تعالیٰ، اس کے فرشتے اور مومنین ہر وقت آپ کی ذات پر درود شریف بھیج رہے ہیں۔

وہ فضائل جو اللہ تعالیٰ نے حضرت ادریس علیہ السلام کو عطا کئے

اللہ تعالیٰ نے حضرت ادریس علیہ السلام کے بارے میں ارشاد فرمایا: وَّرَفَعْنٰهُ مَكَانًا عَلِيًّا (مریم:57) ''اور ہم نے بلند کیا تھا انہیں بڑے اونچے مقام تک'' جبکہ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو: قَابَ قَوْسَيْنِ اَوْ اَدْنٰى ۚ (النجم:9) تک بلند فرمایا۔

وہ معجزات وفضائل جو حضرت نوح علیہ السلام کو عطا کئے گئے

حضرت ابونعیم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ وہ معجزہ جو حضرت نوح علیہ السلام کو دیا گیا وہ آپ علیہ السلام کی دعا کا قبول ہونا اور آپ کی امت کا طوفان میں غرق ہونا ہے۔ حضور مکرم ﷺ کی کتنی ہی ایسی دعائیں ہیں جو درِ اجابت پر قبول ہوئیں۔ ان میں سے آپ ﷺ کی ایک وہ بددعا بھی ہے جو آپ ﷺ نے ان لوگوں کے لئے کی تھی جنہوں نے آپ ﷺ کی پشت پر اوجھری رکھی تھی۔ آپ ﷺ نے قحط کے وقت بارانِ رحمت کی دعا مانگی تو آسمان سے موسلا دھار بارش ہونے لگی۔ حضرت ابونعیم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ''ہمارے نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کو حضرت نوح علیہ السلام سے زائد معجزات اور فضائل عطا کئے گئے۔ بیس سال کی قلیل مدت میں کئی ہزار لوگ آپ ﷺ پر ایمان لائے آپ ﷺ کے دین میں لوگ گروہ در گروہ داخل ہوئے جبکہ حضرت نوح علیہ السلام نے اپنی قوم کو ساڑھے نوسو سال تبلیغ کی لیکن ان میں سے ایک سو افراد بھی حلقہ اسلام میں داخل نہ ہوئے۔ حضرت امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت نوح علیہ السلام کی ایک فضیلت یہ بھی تھی کہ اللہ تعالیٰ نے آپ علیہ السلام کی کشتی میں موجود تمام حیوانات کو آپ کے لئے مسخر کر دیا تھا۔ جبکہ سرور کائنات ﷺ کے لئے حیوانات کی تمام اقسام اور انواع کو مسخر کر دیا گیا تھا حضرت نوح علیہ السلام زمین پر بخار کے نازل ہونے کا سبب بنے جبکہ حضور اکرم ﷺ نے بخار کو مدینہ طیبہ سے جحفہ کی طرف منتقل فرما دیا تھا۔

وہ فضائل جو اللہ تعالیٰ نے حضرت ہود علیہ السلام کو عطا کئے

حضرت ابونعیم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت داؤد علیہ السلام کو ہوا کی نعمت سے نوازا تھا اسی طرح ہمارے آقا ومولا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی مدد بھی ہوا کے ذریعہ کی گئی۔ جس طرح کہ آپ ﷺ کی مدد غزوۂ خندق اور غزوۂ بدر میں کی گئی۔

وہ فضائل جو حضرت صالح علیہ السلام کو عطا کئے گئے

حضرت ابونعیم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت صالح علیہ السلام کو اونٹنی عطا کی گئی۔ نبی مکرم ﷺ کی حیات مبارکہ میں اس کی مثال اونٹ کا آپ ﷺ سے کلام کرنا اور پھر آپ ﷺ کی اطاعت کرنا ہے۔

آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وہ فضائل اور معجزات جن کی مثال دیگر انبیاء علیہم السلام میں بھی موجود ہے

حضرت علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے خصائص کبریٰ میں ان فضائل اور معجزات کو بڑی تشریح کے ساتھ لکھا ہے جن کی مثال دیگر انبیاء علیہم السلام میں موجود ہے اور ان معجزات کا بھی ذکر کیا ہے جو آپ ﷺ کے ساتھ مختص ہیں میں چاہتا ہوں کہ آپ ﷺ کے وہ فضائل اور معجزات جن کی مثال دیگر انبیاء میں موجود ہے ان کو بعینہ اسی طرح ذکر کروں جس طرح کہ انہیں حضرت علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے ذکر کیا ہے اور آپ ﷺ کے وہ فضائل اور معجزات جو آپ ﷺ کے ساتھ مختص ہیں ان کا میں خلاصہ بیان کروں گا اگر چہ ان میں سے بعض فضائل اور معجزات پہلے گزر چکے ہیں لیکن بہت زیادہ اچھی اور عمدہ چیز جتنی بار بیان کی جائے وہ اتنی ہی شیریں لگتی ہے۔

حضرت امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ جو بھی معجزہ یا فضیلت دیگر انبیاء کو عطا کی گئی ہمارے آقا و مولا ﷺ کو یا تو اس جیسا معجزہ اور فضیلت عطا ہوئی یا پھر آپ ﷺ کو اس سے عظیم تر معجزہ اور فضیلت سے نوازا گیا۔

وہ معجزات اور فضائل جو حضرت آدم علیہ السلام کو عطا کیے گئے

اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو اپنے دست قدرت سے تخلیق فرمایا۔ ملائکہ سے انہیں سجدہ کروایا اور آپ علیہ السلام کو تمام اسماء کا علم عطا فرمایا۔ بعض علماء نے کہا کہ حضرت آدم علیہ السلام اس وقت بھی نبی تھے آپ علیہ السلام کو ملائکہ کی طرف مبعوث کیا گیا تھا اور آپ علیہ السلام کا معجزہ تمام اسماء کا علم تھا۔ جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: فَلَمَّآ اَنۡبَاَهُمۡ بِاَسۡمَآئِهِمۡ ''پھر جب آدم نے بتا دیئے فرشتوں کو ان کے نام۔'' اللہ تعالیٰ آپ علیہ السلام سے محو کلام بھی ہوئے۔ جس طرح طبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پوچھا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم کیا حضرت آدم علیہ السلام نبی تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا ''ہاں'' وہ اللہ کے رسول اور نبی تھے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کلام کیا اور آپ علیہ السلام کو آزمائش میں ڈالا یہ تمام فضائل اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو بھی عنایت فرمائے۔ اللہ رب العزت لامکاں میں آپ ﷺ کے ساتھ ہم کلام ہوا اور جہاں تک تمام اسماء کا علم عطا کرنے کی بات ہے تو دیلمی رحمۃ اللہ علیہ نے ''مسند فردوس'' میں حضرت ابورافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا ''میرے سامنے میری امت اس وقت پیش کی گئی جبکہ ابھی وہ پانی اور مٹی کے درمیان تھی اور مجھے تمام اسماء کا علم عطا کیا گیا جس طرح حضرت آدم علیہ السلام کو تمام اسماء کا سکھایا گیا تھا۔''

جہاں تک حضرت آدم علیہ السلام کا مسجود ملائک ہونے کا تعلق ہے تو اس کے بارے میں علماء نے فرمایا ہے: اِنَّ اللّٰهَ وَ مَلٰٓئِكَتَهٗ یُصَلُّوۡنَ عَلَى النَّبِیِّ ؕ ......الخ (الاحزاب:56) میں آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کو وہ عزت و شرف عطا کیا ہے جو حضرت

ایک واضح دلیل ہے۔

ابونعیم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے غصہ میں آ کر اپنی قوم کے بتوں کو توڑ دیا تھا اور ہمارے آقا و مولا ﷺ کفار مکہ نے ان بتوں کی طرف صرف اشارہ کیا تھا جن کی تعداد تین سو ساٹھ تھی وہ منہ کے بل گر پڑے تھے۔

حضرت امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ حضرت خلیل علیہ السلام کا ایک اہم ترین معجزہ یہ بھی ہے کہ آپ علیہ السلام کے ساتھ مینڈھے نے گفتگو کی تھی۔ ابن ابی حاتم رحمۃ اللہ علیہ نے علی ابن احمر سے روایت کیا ہے کہ ذوالقرنین جب مکہ میں آیا اس نے حضرت ابراہیم اور اسماعیل علیہما السلام کو تعمیر کعبہ میں مصروف دیکھا تو کہنے لگا آپ اس تعمیر میں کیوں لگے ہوئے ہیں حضرت ابراہیم اور حضرت اسماعیل علیہما السلام نے فرمایا ''ہم وہ بندے ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے اس کعبہ کو تعمیر کرنے کا حکم فرمایا ہے ذوالقرنین نے کہا کہ اس کی مجھے کوئی دلیل دو۔ اسی وقت پانچ مینڈھے کھڑے ہو جاتے ہیں اور کہتے ہیں'' ہم سب گواہی دیتے ہیں کہ بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم اور حضرت اسماعیل علیہما السلام کو تعمیر کعبہ کا حکم دیا ہے۔'' ذوالقرنین نے کہا ''اب میں راضی ہو گیا ہوں اور میں اسلام قبول کرتا ہوں۔'' حضور ﷺ کی بارگاہ عالیہ میں کئی حیوانات نے گفتگو کی۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کے معجزات میں سے یہ بھی ایک عظیم معجزہ ہے جس کو حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے روایت کیا ہے ''جب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے آگ سے نجات حاصل کی اور کوثی سے ہجرت کی تو اس وقت آپ علیہ السلام کی زبان سریانی تھی۔ لیکن جب آپ علیہ السلام نے دریائے فرات کو عبور کیا تو اللہ تعالیٰ نے آپ علیہ السلام کی زبان کو تبدیل کر دیا بعض علماء نے فرمایا ہے کہ دریائے فرات کو عبور کرنے کے بعد آپ کی زبان عبرانی ہو گئی تھی۔ نمرود نے آپ علیہ السلام کے تعاقب میں اپنے سپاہی روانہ کئے اور انہیں دیا ''تم جس شخص کو بھی دیکھو کہ وہ سریانی میں گفتگو کر رہا ہے اسے فوراً میرے پاس لے آؤ'' وہ سپاہی حضرت خلیل علیہ السلام سے ملے آپ علیہ السلام نے ان کے ساتھ عبرانی میں گفتگو کی وہ سپاہی یہ دیکھ کر آپ علیہ السلام کو چھوڑ گئے وہ آپ علیہ السلام کی زبان نہ جان سکے۔''

آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زندگی مبارک میں بھی اس قسم کا معجزہ ملتا ہے آپ ﷺ نے اپنے قاصدوں کو اسلام کا پیغام دے کر مختلف ممالک میں بھیجا ان میں سے ہر قاصد اسی قوم کی زبان میں گفتگو کرنے لگا جس قوم کی طرف اسے بھیجا گیا تھا۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کے معجزات میں سے ایک عظیم معجزہ یہ بھی ہے جس کو ابن ابی شیبہ رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابوصالح رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے کہ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام خوراک کی تلاش میں گئے آپ علیہ السلام کو غلہ نہ مل سکا۔ آپ علیہ السلام سرخ مٹی کے پاس سے گزرے۔ آپ علیہ السلام نے اس مٹی سے تھیلے کو بھرا اور اہل خانہ کے پاس واپس تشریف لے آئے انہوں نے پوچھا یہ کیا ہے؟ آپ علیہ السلام نے جواب دیا کہ یہ سرخ گندم ہے۔ جب آپ علیہ السلام کے اہل خانہ نے اس تھیلے کو کھولا تو اس میں سرخ گندم ہی تھی۔ جب اس گندم میں کچھ زمین میں بوئی گئی تو اس میں سے ایسے خوشے نکلے جو تمام کے تمام دانوں سے بھرے ہوئے تھے۔ تاجدار مدینہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لئے بھی اسی طرح کا معجزہ ظہور پذیر ہوا تھا۔ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے صحابہ کرام کو زادراہ کے لئے ایک مشک عطا فرمائی جو کہ پانی سے بھرپور تھی۔

وہ فضائل جو حضرت ابراہیم علیہ السلام کو عطا کئے گئے

آپ علیہ السلام کا ایک عظیم الشان معجزہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو آگ سے نجات عطا فرمائی۔ ہمارے نبی کریم ﷺ کے لئے بھی اسی طرح کا معجزہ رونما ہوا۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت خلیل کو مقام خلت عطا فرمایا۔ ابن ماجہ اور ابونعیم رحمہما اللہ تعالیٰ نے حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا ہے کہ رسول مکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ''اللہ تعالیٰ نے مجھے بھی اسی طرح خلیل بنایا ہے جس طرح اس نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو خلیل بنایا تھا جنت میں میرا اور حضرت خلیل علیہ السلام کا مقام آمنے سامنے ہوگا اور حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہمارے درمیان ایسے ہوں گے جیسے دو خلیلوں کے درمیان ایک مؤمن ہو۔'' ابونعیم نے حضرت کعب بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا وہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا۔ آپ ﷺ نے اپنی وفات کے پانچ دن پہلے فرمایا ''اللہ تعالیٰ نے تمہارے صاحب ﷺ کو اپنا خلیل بنالیا ہے۔'' ابونعیم رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا کہ حضور مکرم ﷺ نے فرمایا ''اگر میں اپنے اللہ کے علاوہ کسی کو خلیل بناتا تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بناتا لیکن تمہارا یہ ساتھی ﷺ اللہ تعالیٰ کا خلیل ہے۔ ابونعیم رحمۃ اللہ علیہ نے ہی کہا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت خلیل علیہ السلام کو نمرود سے تین حجابات سے پوشیدہ کر دیا تھا اسی طرح حضور ﷺ بھی ہر اس آدمی سے پوشیدہ ہو گئے جس نے آپ ﷺ کو شہید کرنے کا ارادہ کیا جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

إِنَّا جَعَلْنَا فِي أَعْنَاقِهِمْ أَغْلَالًا فَهِيَ إِلَى الْأَذْقَانِ فَهُمْ مُقْمَحُونَ ۝ وَجَعَلْنَا مِنْ بَيْنِ أَيْدِيهِمْ سَدًّا وَمِنْ خَلْفِهِمْ سَدًّا فَأَغْشَيْنَاهُمْ فَهُمْ لَا يُبْصِرُونَ ۝ (یٰسین:9-8)

''ہم نے ڈال دیئے ہیں ان کی گردنوں میں طوق پس وہ ان کی ٹھوڑیوں تک پہنچے ہوئے ہیں اس لئے ان کے سر اوپر کو اٹھے ہوئے ہیں اور ہم نے بنادی ہے ان کے سامنے ایک دیوار اور ان کے پیچھے ایک دیوار اور ان کی آنکھوں پر پردہ ڈال دیا ہے۔ پس وہ کچھ نہیں دیکھ سکتے۔''

اور ارشاد باری تعالیٰ ہے: وَإِذَا قَرَأْتَ الْقُرْآنَ جَعَلْنَا بَيْنَكَ وَبَيْنَ الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِالْآخِرَةِ حِجَابًا مَسْتُورًا ۝ (الاسراء:45)'' اور (اے محبوب)! جب آپ پڑھتے ہیں قرآن کو تو ہم (حائل) کر دیتے ہیں آپ کے درمیان اور ان کے درمیان جو آخرت پر ایمان نہیں رکھتے ایک پوشیدہ پردہ جو آنکھوں سے نہاں ہوتا ہے۔''

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے نمرود کے ساتھ مناظرہ کیا آپ علیہ السلام نے اسے دلائل اور براہین کے ساتھ لاجواب کر دیا جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: فَبُهِتَ الَّذِي كَفَرَ (البقرہ:258)'' (یہ سن کر) ہوش اڑ گئے اس کافر کے۔'' اسی طرح حضور نبی کریم ﷺ کے پاس ابی بن خلف آیا۔ وہ قیامت کا منکر تھا۔ اس کے پاس ایک کمزور سی ہڈی تھی اور کہنے لگا کون ہے وہ ذات جو ان بوسیدہ ہڈیوں کو زندہ کرے گی۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے جواب میں ارشاد فرمایا: قُلْ يُحْيِيهَا الَّذِي أَنْشَأَهَا أَوَّلَ مَرَّةٍ (یٰسین:79)'' آپ فرمائیے (اے گستاخ سن) زندہ فرمائے گا انہیں وہی جس نے انہیں پہلی بار پیدا کیا تھا۔'' یہ

دیا'' میں انہیں اس لئے حدیث نہیں سناتا کیونکہ وہ گناہ گار ہیں۔''

ہمارے رسول مکرم ﷺ کے لئے بھی بھیڑیئے نے گفتگو کی تھی۔ ابونعیم رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ حضرت یعقوب علیہ السلام کی ایک فضیلت یہ بھی ہے کہ انہیں ان کے بیٹے کے فراق میں مبتلا کیا گیا تو انہوں نے صبر کیا حتیٰ کہ قریب تھا کہ دکھ کی وجہ سے آپ علیہ السلام کسی مرض میں مبتلا ہو جاتے۔ اسی طرح رسول مکرم ﷺ کے فرزند ارجمند نے بھی وصال فرمایا آپ ﷺ کے بیٹے نہ تھے پھر بھی آپ ﷺ راضی برضا رہے۔ آپ ﷺ نے سر تسلیم خم کر دیا۔ لہٰذا آپ ﷺ کا صبر حضرت یعقوب علیہ السلام کے صبر سے فوقیت رکھتا ہے۔

حضرت یوسف علیہ السلام کو جو فضائل عطا کئے گئے

حضرت ابونعیم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت یوسف علیہ السلام کو حسن عطا کیا تھا۔ حسن کی رو سے آپ تمام انبیاء اور مرسلین بلکہ تمام مخلوق سے فوقیت رکھتے تھے۔ ہمارے نبی محترم ﷺ کو ایسا حسن و جمال عطا ہوا جو حضرت یوسف علیہ السلام کو بھی عطا نہیں ہوا تھا۔ حضرت یوسف علیہ السلام کو حسن کا کچھ حصہ ملا تھا جبکہ ہمارے نبی کریم رؤف رحیم ﷺ کو حسن کامل عطا کیا گیا تھا۔ اسی طرح حضرت یوسف علیہ السلام کو والدین کی جدائی اور وطن چھوڑنے کی آزمائش میں مبتلا کیا گیا۔ ہمارے رسول مکرم ﷺ نے بھی اپنے اہل خانہ، خاندان، دوست اور وطن کو چھوڑ کر راہ خدا میں ہجرت کی تھی۔

وہ معجزات جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کو عطا کئے تھے

اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو یہ معجزہ عطا فرمایا تھا کہ آپ کے لئے پتھر سے پانی جاری ہوا۔ اسی طرح کا معجزہ حضور ﷺ کے لئے بھی رونما ہوا آپ ﷺ کی مبارک انگلیوں سے پانی جاری ہوا۔ ابونعیم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ کا یہ معجزہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے معجزہ سے عظیم الشان ہے کیونکہ پتھر سے پانی جاری ہوتا رہتا ہے جبکہ گوشت اور خون سے پانی کبھی جاری نہیں ہوا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے سر مبارک پر بادل سایہ کرتا تھا۔ اسی طرح آپ ﷺ پر بھی بادل سایہ فگن ہوتا تھا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو عصا مبارک عطا ہوا تھا آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے معجزات میں اس کی مثال کھجور کے تنے کا رونا ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا عصا مبارک سانپ میں تبدیل ہو جاتا تھا اسی طرح کا ایک معجزہ حضور مکرم ﷺ کے لئے بھی ہے کہ جب ابوجہل آپ ﷺ کو مارنے کے لئے آیا تو اس نے آپ ﷺ کے قریب ایک عظیم الشان سانپ کو دیکھا حضرت علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو ید بیضاء عطا فرمایا تھا جبکہ حضور نبی کریم ﷺ نے حضرت طفیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے چہرہ میں نور پیدا کر دیا تھا پھر جب انہوں نے کہا کہ لوگ اس نور کو دیکھ کر مجھ سے خوف کھانا نہ شروع کر دیں؟ تو وہ نور مبارک ان کے عصا میں منتقل ہو گیا حضرت موسیٰ علیہ السلام کے لئے ایک معجزہ یہ بھی تھا کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے سمندر کو پھاڑ دیا تھا۔ اسی طرح کا ایک معجزہ آپ ﷺ کے لئے بھی رونما ہوا شب معراج وہ سمندر جو آسمانوں اور زمین کے درمیان ہے آپ کے لئے اس کو چیرا گیا۔ حتیٰ کہ آپ ﷺ نے اس کو عبور کر لیا۔ ابونعیم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں حضور ﷺ کا اسی طرح کا ایک معجزہ العلاء بن الحضرمی کے قصہ میں بھی ہے۔ حضرت

جب انہوں نے اس مشک کو کھولا تو اس میں دودھ اور مکھن تھا۔

وہ فضائل جو حضرت اسماعیل علیہ السلام کو عطا کیے گئے

اللہ تعالیٰ نے آپ علیہ السلام کو ذبح ہونے پر بھی صبر کی نعمت عطا فرمائی تھی حضور مکرم ﷺ کا بھی کئی بار شق صدر ہوا۔ یہ معجزہ حضرت اسماعیل علیہ السلام کے معجزہ سے زیادہ عظیم الشان ہے کیونکہ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا شق صدر حقیقت میں واقع ہوا تھا جبکہ حضرت اسماعیل علیہ السلام ذبح نہ ہو سکے تھے۔ آپ علیہ السلام کی جگہ اللہ تعالیٰ نے مینڈھا بھیج دیا تھا۔ اسی طرح حضور اکرم ﷺ کے والد محترم کو بھی قربان ہونے کے لئے پیش کر دیا گیا تھا۔ حضرت اسماعیل علیہ السلام کا ایک عظیم معجزہ یہ بھی تھا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو زمزم کا پانی عطا فرمایا تھا یہی آب زمزم حضرت محمد مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء کے جد امجد حضرت عبدالمطلب کے لئے بھی جاری ہوا تھا۔

حضرت اسماعیل کا ایک معجزہ یہ بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں عربی زبان سکھا دی یہ معجزہ بھی حضرت سید المرسلین ﷺ کو عطا کیا گیا۔ حاکم رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول مکرم ﷺ نے فرمایا ''یہ عربی زبان اللہ تعالیٰ نے حضرت اسماعیل علیہ السلام پر الہام کی تھی۔''

اسی طرح حضرت ابونعیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے انہوں نے عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم آپ ہم سے زیادہ فصیح اور بلیغ کیوں ہیں حالانکہ آپ ﷺ نے بھی یہاں ہی نشو ونما پائی ہے۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ''حضرت اسماعیل علیہ السلام کی زبان مٹ چکی تھی۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام میرے پاس آئے انہوں نے مجھے یہ زبان سکھائی۔''

وہ فضائل جو حضرت یعقوب علیہ السلام کو عطا ہوئے تھے

علامہ جرجانی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ حضرت ربیعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جب حضرت یعقوب علیہ السلام کے بیٹے آپ کے پاس آئے انہوں نے عرض کی کہ حضرت یوسف علیہ السلام کو بھیڑیا کھا گیا ہے حضرت یعقوب علیہ السلام نے بھیڑیئے کو بلایا اور فرمایا: ''کیا تو نے میری آنکھوں کی ٹھنڈک اور لخت جگر کو کھایا ہے۔'' بھیڑیئے نے کہا میں نے انہیں نہیں کھایا۔ حضرت یعقوب علیہ السلام نے پوچھا ''تو کہاں سے آرہا ہے اور کہاں جانے کا ارادہ رکھتا ہے۔'' بھیڑیئے نے جواب دیا ''میں مصر کی سرزمین سے آرہا ہوں اور میں جرجان کی سرزمین میں جانے کا ارادہ رکھتا ہوں۔'' حضرت یعقوب علیہ السلام نے فرمایا ''اس سفر سے تیرا مقصد کیا ہے۔'' اس بھیڑیئے نے جواب دیا: ''میں نے آپ سے پہلے انبیاء علیہم السلام کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے کہ جس نے کسی دوست یا رشتہ دار سے ملاقات کی اللہ تعالیٰ اس کے ہر قدم پر ایک ہزار نیکیاں لکھتا ہے اس کی ایک ہزار برائیوں کو مٹا دیتا ہے اور اس کے ایک ہزار درجات بلند کرتا ہے۔''

حضرت یعقوب علیہ السلام نے اپنے بیٹوں کو بلایا اور فرمایا ''اس حدیث کو لکھ لو'' بھیڑیئے نے انہیں حدیث روایت کرنے سے انکار کر دیا۔ حضرت یعقوب علیہ السلام نے پوچھا کہ تو ان کو حدیث کیوں نہیں روایت کرتا۔ بھیڑیئے نے جواب

لئے غار کے دہانے پر مکڑی نے جالا تن دیا۔ اسی طرح نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے لئے بھی ہجرت کی رات غار ثور کے منہ پر مکڑی نے جالا بنایا تھا۔

وہ فضائل جو حضرت سلیمان علیہ السلام کو عطا کئے گئے

حضرت ابونعیم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت سلیمان علیہ السلام کو ملک عظیم عطا فرمایا جبکہ اللہ تعالیٰ نے سید مرسلاں ﷺ کو زمین کے خزانوں کی چابیاں عطا فرمائیں۔ حضرت سلیمان علیہ السلام کے لئے اللہ تعالیٰ نے ہوا کو مسخر کر دیا تھا آقائے دو عالم ﷺ کے لئے براق مسخر کر دی گئی تھی جس نے پچاس ہزار کا سفر رات کے تہائی حصے سے بھی کم مدت میں طے کیا تھا حضور ﷺ نے ہر آسمان کی سیر کی اور اس کے عجائبات کو دیکھا جنت اور دوزخ کا مشاہدہ کیا۔ حضرت سلیمان علیہ السلام کے لئے اللہ تعالیٰ نے جنات کو مسخر کر دیا تھا۔

حضور مکرم ﷺ کے پاس جن مطیع اور مؤمن بن کر آتے تھے آپ ﷺ کے لئے شیاطین کو مسخر کر دیا تھا دیگر تمام سرکش مخلوق کو بھی مسخر کر دیا تھا ایک دفعہ سرور کائنات نے شیطان کو پکڑا اور اسے مسجد کے ستون کے ساتھ باندھ دیا۔ حضرت سلیمان علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے پرندے کی گفتگو کو سمجھنے کا علم عطا فرمایا تھا جبکہ شافع محشر ﷺ تمام حیوانات کی گفتگو سمجھ لیتے تھے۔ درخت و پتھر اور اعضاء مبارک کی زبان کو سمجھ لینا آپ کے لئے فزوں تر تھا۔

وہ فضائل جو حضرت یحییٰ بن زکریا علیہما السلام کو عطا کئے گئے

حضرت ابونعیم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت یحییٰ علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے بچپن میں ہی حکمت عطا فرمائی تھی وہ بغیر کسی گناہ کے ہمہ وقت گریہ زار رہتے تھے وہ دائمی روزہ رکھتے تھے لیکن اللہ تعالیٰ نے حضور مکرم ﷺ کو اس سے زیادہ فضیلت عطا فرمائی۔ حضرت یحییٰ علیہ السلام جب پیدا ہوئے تھے تو وہ بتوں، اصنام اور جاہلیت کا زمانہ نہ تھا جب کہ حضور ﷺ جاہلیت اور بتوں کے زمانہ میں پیدا ہوئے۔ اس کے باوجود آپ ﷺ کو بھی حکمت و دانائی بچپن میں ہی عطا کر دی گئی تھی لوگ شیطان کے مرید اور بتوں کی عبادت کرتے تھے آپ ﷺ کبھی بھی کسی بت کی طرف مائل نہیں ہوئے نہ ہی کسی عید کے دن لوگوں کے ساتھ کسی صنم خانے میں گئے نہ آپ ﷺ نے کبھی جھوٹ بولا نہ کسی قسم کی جاہلیت کا اظہار کیا آپ ﷺ کئی کئی ہفتے لگاتار روزے رکھتے تھے آپ ﷺ فرماتے تھے "میں اپنے رب کی بارگاہ میں رات بسر کرتا ہوں وہی مجھے کھلاتا اور پلاتا ہے۔" جب آپ ﷺ روتے تو آپ ﷺ کے سینہ اقدس سے اس طرح جوش نکلتا تھا جس طرح ہنڈیا میں سے جوش نکلتا ہے۔

اگر یہ کہا جائے کہ حضرت یحییٰ علیہ السلام حصور تھے اور حصور وہ ہوتا ہے جو عورتوں کے پاس نہیں جاتا۔ تو ہم جواباً کہیں گے کہ حضور مکرم ﷺ کو تمام بنی نوع انسان کے لئے رسول بنا کر بھیجا گیا تھا۔ نکاح کے ساتھ آپ ﷺ کی تائید کی تاکہ مخلوق اس میں آپ ﷺ کی پیروی کرے کیونکہ مخلوق کی یہ فطرت ہے کہ وہ شہوت کے وقت نکاح کی طرف میلان رکھتی ہے۔

وہ فضائل جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو عطا کئے گئے

ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

موسیٰ علیہ السلام کا ایک عظیم الشان معجزہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کی قوم کو من وسلویٰ عطا کیا جبکہ حضور اکرم ﷺ کی دعا کو قبول کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے آپ کی قوم کو قحط سالی سے نجات عطا فرمائی تھی۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اللہ کی بارگاہ میں عرض کی: وَعَجِلْتُ اِلَيْكَ رَبِّ لِتَرْضٰى ۝ (طہٰ:84) ''اور میں جلدی جلدی تیری بارگاہ میں اس لئے حاضر ہو گیا ہوں میرے رب کہ تو راضی ہو جائے۔''

اللہ تعالیٰ نے حضرت مکرم ﷺ کے لئے ارشاد فرمایا: وَلَسَوْفَ يُعْطِيْكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰى ۝ (الضحیٰ:5) ''اور عنقریب آپ کا رب آپ کو اتنا دے گا کہ آپ راضی ہو جائیں گے۔'' فَلَنُوَلِّيَنَّكَ قِبْلَةً تَرْضٰىهَا (البقرہ:144) ''تو ہم ضرور پھیر دیں گے آپ کو اس قبلہ کی طرف جسے آپ پسند کرتے ہیں۔''

اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے لئے ارشاد فرمایا: وَاَلْقَيْتُ عَلَيْكَ مَحَبَّةً مِّنِّيْ ۚ (طہٰ:39) ''اور (اے موسیٰ) میں نے پرتو ڈالا تجھ پر محبت کا اپنی جناب سے۔'' اور اللہ تعالیٰ نے آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان میں فرمایا: اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ (آل عمران:31) ''اگر تم (واقعی) محبت کرتے ہو اللہ سے تو میری پیروی کرو (تب) محبت فرمانے لگے گا تم سے اللہ تعالیٰ۔''

وہ فضائل جو اللہ تعالیٰ نے حضرت یوشع علیہ السلام کو عطا کئے

جب حضرت یوشع علیہ السلام کفار کے ساتھ جہاد کر رہے تھے اس وقت اللہ تعالیٰ نے سورج کو روک دیا تھا۔ نبی کریم، رؤف رحیم ﷺ کے لئے بھی شب معراج سورج روک دیا گیا تھا۔

وہ فضائل جو اللہ تعالیٰ نے حضرت داؤد علیہ السلام کو عطا کئے

حضرت ابونعیم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت داؤد علیہ السلام کو یہ معجزہ عطا کیا تھا کہ ان کے ساتھ پہاڑ اللہ کی تسبیح بیان کرتے تھے جبکہ حضور ﷺ کے دست اقدس میں سنگریزوں اور کھانے نے اللہ کی حمد بیان کی۔ حضرت داؤد علیہ السلام کا یہ معجزہ بھی تھا کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے پرندوں کو مسخر کر دیا تھا۔ جبکہ حضور نبی کریم ﷺ کے لئے اللہ تعالیٰ نے تمام حیوانات کو مسخر کر دیا تھا۔ حضرت داؤد علیہ السلام کا ایک عظیم معجزہ یہ بھی تھا کہ لوہا آپ کے دست اقدس میں نرم ہو جاتا تھا۔ ہمارے نبی کریم ﷺ کے لئے بھی پتھر نرم ہو جایا کرتا تھا۔ غزوۂ احد کے دن حضور اکرم ﷺ دشمن سے چھپنے کے لئے ایک چٹان کے نیچے آئے آپ ﷺ نے اپنے سر مبارک کو پہاڑ کی طرف جھکا دیا تاکہ آپ ﷺ کا جسم اطہر دشمنوں سے چھپ جائے۔ وہ چٹان نرم ہو گئی آپ کا سر مبارک اس میں داخل ہو گیا۔ وہ پتھر جس میں آپ ﷺ کے سر مبارک کے نشان ہیں اب بھی باقی ہے لوگ اب بھی اس کی زیارت کرنے کے لئے جاتے ہیں۔ اسی طرح کسی گھاٹی میں ایک پتھر تھا حضور ﷺ نے نماز کے بعد اس پر آرام فرمایا وہ پتھر نرم ہو گیا اس پر آپ ﷺ کے ہاتھوں اور کہنیوں کے نشانات پڑ گئے۔ یہ پتھر بھی اب تک موجود ہے لوگ اس کی زیارت کرتے ہیں پتھر کا نرم ہونا، لوہے کے نرم ہونے سے عجیب تر ہے کیونکہ لوہا تو آگ سے بھی نرم ہو جاتا ہے لیکن ابھی تک کوئی ایسی آگ نہیں دیکھی جو پتھر کو نرم کر دے۔ حضرت داود علیہ السلام کے

مثلاً حضرات عامر بن فہیرہ، خبیب اور العلاء بن الحضرمی رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔

ان خصائص کا ذکر جو صرف حضور ﷺ کو عطا ہوئے ہیں آپ ﷺ سے پہلے کسی اور نبی کو وہ فضائل عطا نہیں ہوئے

حضرت ابو سعید نیشاپوری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب ''شرف المصطفیٰ'' میں لکھا ہے کہ ان فضائل کی تعداد جن کو صرف حضور ﷺ کے ساتھ مختص فرمایا گیا ستر ہے وہ فضائل دیگر انبیاء کو عطا نہیں کئے گئے لیکن علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ''میں اس تعداد پر توقف نہیں کرتا۔ میں نے احادیث اور آثار میں جستجو کی ہے میں نے آپ ﷺ کے فضائل کو مذکورہ بالا تعداد کے علاوہ تین گنا زیادہ پایا ہے میں نے دیکھا کہ آپ ﷺ کے خصائص کی چار اقسام ہیں:۔

1۔ آپ ﷺ کے خصائص کی ایک قسم دنیا میں آپ ﷺ کے ساتھ مختص ہے۔

2۔ آپ ﷺ کے کچھ خصائص آخرت میں آپ ﷺ کے ساتھ مخصوص ہیں۔

3۔ کچھ خصائص آپ ﷺ کی امت کے ساتھ دنیا میں مخصوص ہیں۔

4۔ کچھ خصائص آپ ﷺ کی امت کے ساتھ آخرت میں مخصوص ہیں۔

حضرت علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا'' میں ابھی ان خصائص کو تفصیل کے ساتھ مختلف ابواب میں بیان کرتا ہوں لیکن میں کتاب وسنت میں سے ان کے دلائل بیان نہیں کروں گا کیونکہ ان میں سے بہت سے دلائل پہلے ذکر ہو چکے ہیں اور اختصار کو بھی مدنظر رکھوں گا البتہ قرآن وحدیث میں سے جس کو میں ضروری سمجھوں گا اسے ضرور لکھوں گا۔''

'' آپ ﷺ کے خصائص میں سے ہے کہ آپ ﷺ تخلیق اور نبوت میں تمام انبیاء اور مرسلین سے مقدم ہیں آپ ﷺ اس وقت بھی نبی تھے جب حضرت آدم علیہ السلام مٹی میں گندھے ہوئے تھے۔ آپ ہی وہ پہلے نبی ہیں جن کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے انبیاء علیہم السلام سے وعدہ لیا۔ اس دن جب اللہ رب العزت نے کہا اَلَسْتُ بِرَبِّکُمْ '' کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں۔'' اس دن سب سے پہلے آپ ﷺ نے ہی ''بَلٰی'' کہا تھا۔ حضرت آدم علیہ السلام اور تمام مخلوق کو آپ کے لئے ہی پیدا کیا گیا آپ ﷺ کا نام مبارک عرش، آسمانوں، جنتوں اور تمام ملکوت پر لکھا ہوا ہے ملائکہ ہر لمحہ آپ ﷺ کو یاد کر رہے ہیں حضرت آدم علیہ السلام کے زمانہ مبارک ہی سے آپ کا نام اذان میں مذکور ہے۔ ملکوت اعلیٰ میں آپ ﷺ کو یاد کیا جاتا ہے اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم اور دیگر تمام انبیاء سے عہد لیا کہ وہ آپ ﷺ پر ایمان لائیں گے اور آپ ﷺ کی مدد فرمائیں گے تمام سابقہ کتابوں میں آپ ﷺ کی بشارت دی گئی ہے۔ ان میں آپ ﷺ کی نعت بیان کی گئی ہے۔ آپ ﷺ کے صحابہ کرام، آپ ﷺ کے خلفاء اور آپ ﷺ کی امت کی تعریف کی گئی ہے۔ آپ ﷺ کی ولادت کے وقت شیطان کو آسمان پر جانے سے روک دیا گیا۔ آپ ﷺ کا شق صدر ہوا۔ آپ ﷺ کے دل کے بالمقابل آپ ﷺ کی پشت مبارک پر مہر نبوت لگائی گئی تا کہ شیطان داخل نہ ہو سکے۔ آپ ﷺ کے ایک ہزار نام ہیں جو اللہ تعالیٰ کے

وَرَسُوۡلًا اِلٰی بَنِیۡۤ اِسۡرَآءِیۡلَ ۬ۙ اَنِّیۡ قَدۡ جِئۡتُکُمۡ بِاٰیَۃٍ مِّنۡ رَّبِّکُمۡ ۙ اَنِّیۡۤ اَخۡلُقُ لَکُمۡ مِّنَ الطِّیۡنِ کَہَیۡـَٔۃِ الطَّیۡرِ فَاَنۡفُخُ فِیۡہِ فَیَکُوۡنُ طَیۡرًۢا بِاِذۡنِ اللّٰہِ ۚ وَاُبۡرِئُ الۡاَکۡمَہَ وَالۡاَبۡرَصَ وَاُحۡیِ الۡمَوۡتٰی بِاِذۡنِ اللّٰہِ ۚ وَاُنَبِّئُکُمۡ بِمَا تَاۡکُلُوۡنَ وَمَا تَدَّخِرُوۡنَ ۙ فِیۡ بُیُوۡتِکُمۡ ؕ

(آل عمران:49)

''اور (بھیجے گا اسے) رسول بنا کر بنی اسرائیل کی طرف (وہ انہیں آ کر کہے گا کہ) میں آ گیا ہوں تمہارے پاس ایک معجزہ لے کر تمہارے رب کی طرف سے (معجزہ یہ ہے کہ) میں بنا دیتا ہوں تمہارے لئے کیچڑ سے پرندے کی سی صورت پھر پھونکتا ہوں اس (بے جان صورت) میں تو وہ فوراً ہو جاتی ہے کہ پرندہ اللہ کے حکم سے اور میں تندرست کر دیتا ہوں مادر زاد اندھے کو اور (لاعلاج) کوڑھی کو اور میں زندہ کر دیتا ہوں مردے کو اللہ کے حکم سے اور بتلاتا ہوں تمہیں جو کچھ تم کھاتے ہو اور جو کچھ تم جمع کرتے ہو اپنے گھروں میں۔''

اسی قسم کے معجزات حضور ﷺ کے لئے بھی رونما ہوئے تھے۔ مُردوں کو زندہ کرنا، مریضوں کو شفاء بخشنا، وباؤں کا ختم کرنا، غزوۂ بدر میں حضرت قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی آنکھ ٹھیک کرنا، غزوۂ خیبر میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کی آنکھوں میں لعاب دہن لگانا اور اسی طرح کے کئی اور معجزات مشہور و معروف ہیں۔ ابونعیم رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ غزوۂ بدر میں شاخ کا لوہے کی تلوار بن جانا اسی طرح ہے جس طرح کہ مٹی سے پرندہ کا پیدا کرنا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

اِذۡ قَالَ الۡحَوَارِیُّوۡنَ یٰعِیۡسَی ابۡنَ مَرۡیَمَ ہَلۡ یَسۡتَطِیۡعُ رَبُّکَ اَنۡ یُّنَزِّلَ عَلَیۡنَا مَآئِدَۃً مِّنَ السَّمَآءِ ؕ

(المائدہ:112)

''اور جب حواریوں نے کہا اے ابن مریم! کیا یہ کر سکتا ہے تیرا رب کہ اتارے ہم پر ایک خوان آسمان سے۔''

سیاح لامکان ﷺ کے لئے بھی اس قسم کے کئی معجزات ظہور پذیر ہوئے تھے۔ احادیث میں مذکور ہے کہ کئی مرتبہ حضور ﷺ کے لئے آسمان سے کھانا نازل ہوا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: وَیُکَلِّمُ النَّاسَ فِی الۡمَہۡدِ (آل عمران:46) ''اور گفتگو کرے گا لوگوں کے ساتھ گہوارے میں بھی۔''

اسی طرح آپ ﷺ بھی ولادت کے بعد محوِ کلام ہوئے تھے۔ حاکم رحمۃ اللہ علیہ نے ابن مسعود رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا ہے کہ جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ولادت ہوئی تو روئے زمین کے تمام پتھر منہ کے بل گر پڑے۔ حضرت مکرم ﷺ کی ولادت کے وقت بھی تمام پتھر منہ کے بل گر پڑے تھے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا ایک عظیم معجزہ یہ بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو آسمان کی طرف اٹھا لیا تھا حضرت ابونعیم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ شفیع المذنبین ﷺ کے کئی امتیوں کو بھی شرف حاصل ہوا کہ انہیں بھی آسمان کی طرف اٹھا لیا گیا

خزانے میں سے عطا ہوئیں وہ آیات آپ ﷺ کے علاوہ کسی اور نبی کو عطا نہیں ہوئیں۔ آپ ﷺ کی دعوت تمام لوگوں کے لئے عام ہے آپ ﷺ کی امت دیگر انبیاء کی امتوں سے زیادہ ہے آپ ﷺ جنات کے بھی رسول ہیں آپ ﷺ ملائکہ کے بھی رسول ہیں آپ ﷺ اُمّی تھے پڑھ اور لکھ نہ سکتے تھے پھر بھی آپ ﷺ ایک عظیم الشان کتاب لے کر آئے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو رحمۃ للعالمین بنا کر بھیجا ہے آپ ﷺ کفار کے لئے بھی رحمت ہیں کیونکہ آپ ﷺ کے طفیل ان سے بھی عذاب مؤخر ہو گیا دیگر انبیاء کو جھٹلانے والی قوموں کی طرح ان پر جلدی عذاب نازل نہ ہوا۔

اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کی زندگی کی قسم اٹھائی۔ اسلام آپ ﷺ کا ساتھی تھا آپ ﷺ کی ازواج مطہرات آپ ﷺ کی مددگار تھیں اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو مخاطب کرنے میں بھی دیگر انبیاء پر فضیلت دی ہے وہ اس طرح کہ دیگر امتیں اپنے انبیاء علیہم السلام کو یوں مخاطب کرتی تھیں: رَاعِنَا سَمْعُكَ ''ہماری طرف توجہ کیجئے ہم آپ کی بات سنیں گے''، لیکن امت مسلمہ کو اللہ تعالیٰ نے اس طرح مخاطب کرنے سے منع فرمایا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں آپ ﷺ کا نام لے کر نہیں پکارا بلکہ یٰاَیُّهَا النَّبِیُّ اور یٰاَیُّهَا الرَّسُوْلُ جیسے دلنشین القابات سے پکارا جبکہ دیگر انبیائے کرام کو اللہ تعالیٰ نے ان کے نام لے کر مخاطب کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو آپ کا نام لے کر پکارنے کو حرام فرمایا ہے جب کہ دیگر انبیاء کی امتیں ان کے نام لے کر انہیں مخاطب کرتیں تھیں جیسا کہ قرآن پاک میں یہ سب کچھ مذکور ہے۔

مردہ سے قبر میں آپ ﷺ کے بارے میں سوال کیا جاتا ہے۔ ملک الموت نے صرف آپ ﷺ ہی سے اجازت طلب کی تھی۔ آپ ﷺ کے وصال کے بعد آپ کی ازواج مطہرات سے نکاح کرنا حرام ہے۔ دیگر انبیاء لوگوں سے اپنا دفاع خود کرتے تھے اور اپنے دشمنوں کو جواب دیتے تھے۔ جیسا کہ حضرت نوح علیہ السلام نے فرمایا تھا: یٰقَوْمِ لَیْسَ بِیْ ضَلٰلَةٌ (الاعراف:61) ''اے میری قوم! میں گمراہ نہیں ہوں۔'' اس طرح حضرت ہود علیہ السلام نے اپنی قوم سے کہا تھا: یٰقَوْمِ لَیْسَ بِیْ سَفَاهَةٌ (الاعراف:67) ''اے میری قوم! میں بے وقوف نہیں ہوں۔''، لیکن نبی مکرم ﷺ کے لئے اللہ تعالیٰ نے خود جواب دیا اور ہر اس عمل سے آپ کی برأت کا اظہار کیا جس کی طرف دشمن آپ ﷺ کو منسوب کرتے تھے ارشاد باری تعالیٰ ہے: مَاۤ اَنْتَ بِنِعْمَةِ رَبِّكَ بِمَجْنُوْنٍ ۚ (القلم:2) ''آپ اپنے رب کے فضل سے مجنون نہیں ہیں۔'' مَا ضَلَّ صَاحِبُكُمْ وَمَا غَوٰى ۚ وَمَا یَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى ؕ (النجم:3-2) ''تمہارا (زندگی بھر کا) ساتھی نہ راہ حق سے بھٹکا اور نہ بہکا اور وہ تو بولتا ہی نہیں اپنی خواہش سے۔'' وَمَا عَلَّمْنٰهُ الشِّعْرَ (یٰسین:69) ''نہ ہی ہم نے اس کو شعر کی تعلیم دی۔''

ان کے علاوہ اور بھی کئی اسی طرح کی آیات ہیں۔ آپ ﷺ کے لئے اللہ تعالیٰ نے دو ہجرتیں اور دو قبلے جمع کئے۔ آپ ﷺ کے لئے شریعت اور حقیقت کو جمع کیا گیا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت خضر علیہ الرحمۃ کے قصہ سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ آپ ﷺ کے علاوہ کسی اور نبی کے لئے شریعت اور حقیقت کو جمع نہیں کیا گیا اللہ تعالیٰ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ کوہ طور اور وادئ مقدس میں ہم کلام ہوا جبکہ آپ ﷺ کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے سدرۃ المنتہیٰ سے فوق پر کلام فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کے لئے ہم کلامی، دیدار، محبت اور خلت جیسی عظیم نعمتیں جمع فرمائیں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ

اسماء سے مشتق ہیں۔آپ ﷺ کے ستر نام اللہ تعالیٰ کے اسماء کی طرح ہیں۔ ملائکہ سفر میں آپ ﷺ پر سایہ کرتے تھے۔
آپ ﷺ عقل کی رو سے تمام انسانوں سے کامل ترین ہیں۔آپ ﷺ کو حسن کامل عطا کیا گیا تھا جب کہ حضرت یوسف
علیہ السلام کو حسن کا کچھ حصہ عطا کیا گیا۔وحی کی ابتداء میں آپ ﷺ نے اپنے آپ کو ڈھانپ لیا تھا آپ ﷺ نے
حضرت جبرائیل علیہ السلام کو اپنی اصل شکل میں دیکھا تھا۔آپ ﷺ کی بعثت کے بعد کہانت ختم ہوگئی شہاب ثاقب برسا کر
اور جنات کو پوشیدہ گفتگو سننے سے روک کر آسمان کو محفوظ کر دیا گیا۔آپ ﷺ کے والدین کریمین کو زندہ کیا گیا حتیٰ کہ وہ
آپ ﷺ پر ایمان لائے۔کفار کے لئے آپ ﷺ کی شفاعت کو قبول کر کے ان کے عذاب میں تخفیف کی گئی اللہ تعالیٰ
نے آپ ﷺ کو لوگوں سے محفوظ رکھنے کا وعدہ کیا۔آپ ﷺ کو لامکاں کی سیر کروائی۔آپ ﷺ سات آسمانوں کو چیر کر
قاب قوسین کے مقام پر فائز ہوئے وہاں آپ ﷺ اس مقام پر تشریف فرما ہوئے جہاں تک کسی نبی مرسل یا مقرب فرشتے
کی رسائی نہ ہو سکی۔آپ ﷺ کے لئے تمام انبیاء کو حیات نو سے نوازا گیا۔آپ ﷺ نے ان کو امامت کروائی۔پھر آپ
ﷺ تمام ملائکہ کے بھی امام بنے۔آپ ﷺ کو جنت اور دوزخ سے آگاہی ہوئی۔آپ ﷺ نے اپنے رب کی عظیم
الشان آیات کو دیکھا اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کی اس قدر حفاظت کی کہ آپ ﷺ کی آنکھ مبارک نہ ہی چندھیائی اور نہ ہی
اس نے حد سے زیادہ تجاوز کیا۔آپ ﷺ نے اللہ تعالیٰ کا دو مرتبہ دیدار کیا ملائکہ نے آپ ﷺ کے ساتھ جہاد کیا آپ
ﷺ کی کتاب سراپا معجزہ ہے جو ہر زمانہ میں تبدیل اور تحریف سے محفوظ ہے۔وہ ہر چیز کی جامع ہے وہ دیگر کتابوں سے مستغنی
ہے یہ کتاب ان تمام امور پر مشتمل ہے جن پر دیگر انبیاء علیہم السلام کی کتابیں مشتمل تھیں بلکہ اس میں ان کے علاوہ بھی اور بہت
کچھ ہے یہ حفظ کرنے میں آسان ہے یہ کتاب آپ ﷺ پر آہستہ آہستہ نازل ہوئی۔یہ سات حروف اور سات ابواب میں
نازل ہوئی تا قیامت آپ ﷺ کا یہ معجزہ برقرار رہے گا۔آپ ﷺ کی یہ کتاب ''القرآن'' ہے۔دیگر انبیاء کے معجزات
مرور وقت کے ساتھ ختم ہو گئے۔آپ ﷺ کے معجزات تمام انبیاء سے زیادہ ہیں بعض نے ان کی تعداد ایک ہزار بتائی ہے
بعض نے ان کی تعداد تین ہزار بتائی ہے۔کثرت کے باوجود ان معجزات میں کئی اور بھی اسباق ہیں۔آپ ﷺ کے بعض
معجزات کی مثال دیگر انبیاء کے معجزات میں نہیں ہے یہ حضور ﷺ کے معجزات کی خصوصیت ہے آپ ﷺ کو وہ تمام
معجزات اور فضائل عطا کئے گئے جو دیگر انبیاء کو علیحدہ علیحدہ دیئے گئے تھے۔آپ ﷺ کے علاوہ کسی اور نبی کے لئے اتنے
معجزات جمع نہیں کئے گئے۔پتھر کا آپ ﷺ کی بارگاہ میں سلام پیش کرنا، کھجور کے تنے کا آپ ﷺ کے فراق میں آہ و
زاری کرنا، آپ ﷺ کی مبارک انگلیوں سے پانی رواں ہونا اور چاند کا شق ہونا یہ ایسے معجزات ہیں جو اور کسی نبی کے لئے
ثابت نہیں ہیں۔

آپ ﷺ خاتم النبیین ہیں۔آپ ﷺ تمام انبیاء کے بعد مبعوث ہوئے۔آپ ﷺ کی شریعت تا قیامت باقی
رہے گی۔یہ اپنے سے پہلے کی تمام شریعتوں کو فسخ کرنے والی ہے۔اگر دیگر انبیاء آپ ﷺ کے زمانہ کو پا لیتے تو ان پر آپ
ﷺ کی اتباع واجب ہوتی۔آپ ﷺ کی کتاب میں ناسخ اور منسوخ آیات ہیں۔آپ ﷺ کو کچھ آیات عرش کے نیچے

تمہارے ہاں سے جبکہ میں تم سے ڈرا'' اور نبی کریم ﷺ کے لئے ارشاد فرمایا: وَ اِذْ یَمْکُرُ بِكَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا (انفال:30) ''اور یاد کرو جب خفیہ تدبیریں کر رہے تھے آپ کے بارے میں وہ لوگ جنہوں نے کفر کیا۔'' اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کے مکہ سے خروج اور آپ ﷺ کی ہجرت کو کتنے اچھے انداز میں بیان فرمایا ہے اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کے اس خروج کو دشمن کی طرف منسوب کیا ہے ارشاد باری تعالیٰ ہے: اِذْ اَخْرَجَهُ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا (التوبہ:40) ''جب نکالا تھا ان کو کفار نے۔'' ایک اور جگہ پر ارشاد فرمایا: مِّنْ قَرْیَتِكَ الَّتِیْۤ اَخْرَجَتْكَ ۚ (محمد:13) ''تمہاری اس بستی سے کہیں زیادہ تھیں جس (کے باشندوں) نے آپ کو نکال دیا۔''

اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کے خروج کو فرار سے تعبیر نہیں کیا کیونکہ اس میں تنقیص شان ہے اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کے ساتھ سرگوشی کرنے والے پر فرض کیا ہے کہ وہ سرگوشی کرنے سے پہلے کوئی چیز صدقہ کرے۔ یہ شرف آپ ﷺ کے علاوہ کسی اور نبی کو عطا نہیں ہوا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کی اطاعت کو بغیر کسی شرط اور بغیر کسی استثناء کے پوری دنیا پر فرض کیا۔ ارشاد ربانی ہے: وَمَاۤ اٰتٰىكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ ۗ وَمَا نَهٰىكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا ۚ (الحشر:7) ''اور رسول (کریم) جو تمہیں عطا فرما دیں وہ لے لو اور جس سے تمہیں روکیں تو رک جاؤ۔''

اللہ تعالیٰ نے ایک اور جگہ پر ارشاد فرمایا: مَنْ یُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ ۚ (النساء:80) ''جس نے اطاعت کی رسول کی تو یقیناً اس نے اطاعت کی اللہ کی۔''

اللہ تعالیٰ نے ہر قول اور فعل میں لوگوں پر آپ ﷺ کی اطاعت کو واجب فرمایا ہے اس میں کسی چیز کی بھی استثنیٰ نہیں کی۔ ارشاد فرمایا: لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِیْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ (احزاب:21) ''بیشک تمہاری رہنمائی کے لئے اللہ کے رسول (کی زندگی) میں خوبصورت نمونہ ہے۔'' حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ایک قول کی اطاعت کو مستثنیٰ کیا ہے ارشاد باری تعالیٰ ہے: قَدْ كَانَتْ لَكُمْ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ فِیْۤ اِبْرٰهِیْمَ ...... اِلَّا قَوْلَ اِبْرٰهِیْمَ لِاَبِیْهِ (الممتحنہ:4)

حضرت ابو نعیم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں اطاعت، معصیت، فرائض، احکام، وعدہ اور وعید ہر مقام میں اپنے نام کے ساتھ اپنے محبوب ﷺ کا ذکر فرمایا ہے اس کا مقصد فقط آپ ﷺ کو عزت و شرف عطا فرماتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے ارشادات ہیں:۔

اَطِیْعُوا اللّٰهَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ (النساء:59) ''اطاعت کرو اللہ تعالیٰ کی اور اطاعت کرو رسول (مکرم) کی۔''

وَاَطِیْعُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗۤ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ ۝ (الانفال:1) ''اور اطاعت کرو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی اگر تم ایماندار ہو۔''

وَیُطِیْعُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ ؕ (التوبہ:71) ''اور اطاعت کرتے ہیں اللہ اور اس کے رسول کی۔''

اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ (الحجرات:15) ''پس سچے مومن تو وہ ہیں جو ایمان لائے ہیں اللہ تعالیٰ پر اور اس کے رسول پر۔''

ﷺ کو وہاں ہم کلامی کا شرف بخشا جہاں تک کسی بھی مقرب فرشتے یا نبی مرسل کی رسائی نہ ہو سکی اللہ تعالیٰ آپ ﷺ کے ساتھ وحی کی تمام اقسام میں ہم کلام ہوا۔ وحی کی تین قسمیں ہیں:۔ (1) سچے خواب (2) بغیر کسی واسطہ کے کلام کرنا (3) حضرت جبرائیل امین کے ذریعہ سے کلام کرنا۔

ایک ماہ کی مسافت آپ ﷺ کے آگے سے اور ایک ماہ کی مسافت پیچھے سے دشمن آپ ﷺ سے مرعوب ہو جاتا تھا۔ آپ ﷺ کو جوامع الکلم عطا کئے گئے۔ آپ ﷺ کو زمین کے خزانوں کی چابیاں عنایت کی گئیں۔ پانچ اشیاء کے علاوہ تمام اشیاء کا آپ ﷺ کو علم عطا فرمایا گیا بعض علماء نے کہا ہے کہ ان پانچ چیزوں کا علم بھی آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو عطا کیا گیا تھا۔ قیامت کے وقت کا علم اور روح کا علم بھی آپ ﷺ کو عطا کیا گیا تھا لیکن ان علوم کو چھپانے کا آپ ﷺ کو حکم دیا گیا۔ آپ ﷺ کو دجال کا معاملہ بھی بتا دیا گیا حالانکہ آپ ﷺ سے قبل کسی نبی کو بھی دجال کے بارے میں نہیں بتایا گیا تھا۔ احمد صرف آپ ﷺ کا نام ہے حضرت اسرافیل علیہ السلام صرف آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس تشریف لائے۔ آپ ﷺ کے لئے نبوت اور سلطنت کو جمع کیا گیا "الاحیاء" میں مذکور ہے کہ حضور اکرم ﷺ نبوت، ملک اور سلطنت کے جمع ہو جانے کی وجہ سے تمام انبیاء سے افضل ہیں۔ آپ ﷺ کے ذریعے اللہ تعالیٰ نے دنیا اور دین کی اصلاح کی۔ تلوار اور سلطنت آپ ﷺ کے علاوہ کسی اور نبی کو عطا نہیں ہوئیں تھیں۔ آپ ﷺ رات کو بھوکے سوتے تھے لیکن جب آپ صبح بیدار ہوتے تھے جو آپ ﷺ خوب سیر ہوتے تھے۔ کوئی شخص آپ ﷺ سے زیادہ طاقتور نہ تھا۔

جب آپ ﷺ وضو فرمانے کا ارادہ فرماتے اور آپ ﷺ پانی نہ پاتے تو اپنی انگلیوں کو تھوڑا سا کھینچتے تو ان سے پانی نکلنا شروع ہو جاتا۔ آپ ﷺ کے لئے زمین سمٹ جاتی تھی شرح صدر، بوجھ کا اٹھالینا اور ذکر کا بلند ہونا صرف آپ ﷺ کو ہی عطا ہوا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کا نام اپنے نام کے ساتھ ملایا۔ آپ ﷺ کو بخشش کا مژدہ سنایا۔ جبکہ آپ ﷺ ابھی ظاہری زندگی میں تھے اور صحیح وسالم تھے۔ آپ ﷺ حبیب الرحمان ہیں۔ آپ ﷺ اولاد آدم کے سردار ہیں بارگاہ ربوبیت میں آپ ﷺ سب سے زیادہ معزز ہیں۔ آپ ﷺ تمام مرسلین اور ملائکہ سے افضل ہیں آپ ﷺ پر آپ کی تمام امت پیش کی گئی حتیٰ کہ آپ ﷺ نے تمام امت کو دیکھ لیا قیامت تک آپ کی امت میں جو کچھ ہونے والا تھا وہ سب کچھ آپ کے سامنے پیش کر دیا گیا۔ اللہ رب العزت نے صرف آپ ﷺ کو بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ عطا فرمائی۔ آپ ﷺ کو سورۃ فاتحہ، آیت الکرسی، سورۃ بقرہ کا آخر، مفصل اور سبع طوال عطا فرمایا۔

حضرت ابو نعیم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ اور دیگر انبیاء کو خطاب کرنے میں بھی فرق کیا۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت داؤد علیہ السلام کے لئے ارشاد فرمایا: وَلَا تَتَّبِعِ الۡهَوٰى فَيُضِلَّكَ عَنۡ سَبِيۡلِ اللّٰهِ ؕ (ص:26) "اور نہ پیروی کیا کرو ہوائے نفس کی وہ بہکا دے گی تمہیں راہ خدا سے۔"

اور اپنے محبوب کریم ﷺ کے لئے فرمایا: وَمَا يَنۡطِقُ عَنِ الۡهَوٰى ۞ (النجم:3) "اور وہ تو بولتا ہی نہیں اپنی خواہش سے۔" حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بارے میں فرمایا: فَفَرَرۡتُ مِنۡكُمۡ لَمَّا خِفۡتُكُمۡ (الشعراء:21) "تو میں بھاگ گیا تھا

آپ ﷺ کے سینہ اقدس اور پشت مبارک کی تعریف میں فرمایا:

اَلَمْ نَشْرَحْ لَكَ صَدْرَكَ ﴿۱﴾ وَوَضَعْنَا عَنْكَ وِزْرَكَ ﴿۲﴾ الَّذِیْٓ اَنْقَضَ ظَهْرَكَ ﴿۳﴾ (الانشراح: 3-1) ''کیا ہم نے آپ کی خاطر آپ کا سینہ کشادہ نہیں کیا اور ہم نے اتار دیا ہے آپ سے آپ کا بوجھ جس نے بوجھل کر دیا تھا آپ کی پیٹھ کو۔''

آپ ﷺ کے قلب اطہر کی تعریف میں کہا:

عَلٰی قَلْبِكَ (الشعراء: 194) کہ اس نے اتارا قرآن آپ کے دل پر۔ آپ کے خلق کے بارے میں فرمایا:

وَاِنَّكَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیْمٍ ﴿۴﴾ (القلم: 4) ''بے شک آپ عظیم الشان خلق کے مالک ہیں۔''

البزار اور الطبرانی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نے چار وزراء کے ساتھ میری تائید فرمائی ہے میرے دو وزیر آسمانوں پر ہیں وہ حضرت جبرائیل اور حضرت میکائیل علیہما السلام ہیں اور دو وزیر زمین پر موجود ہیں وہ حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما ہیں۔

ابن ماجہ اور ابونعیم رحمہما اللہ تعالیٰ نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور مکرم ﷺ جب چلتے تھے تو صحابہ کرام آپ ﷺ کے آگے آگے چلتے تھے اور آپ ﷺ کے پیچھے ملائکہ کے لئے جگہ چھوڑ دیتے تھے۔

حاکم، ابن عساکر رحمہما اللہ تعالیٰ نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے ہر نبی کو سات رفیق عطا فرمائے ہیں مجھے اللہ تعالیٰ نے چودہ رفقاء عطا فرمائے ہیں۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا گیا کہ آپ ﷺ کے چودہ رفیق کون ہیں۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے فرمایا ''میں، حضرت حمزہ، میرے دونوں بیٹے، حضرت جعفر، حضرت عقیل، حضرت ابوبکر، حضرت عمر، حضرت عثمان، حضرت مقداد، حضرت سلمان، حضرت عمار، حضرت طلحہ اور حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔

آپ ﷺ کے خصائص میں سے یہ بھی ہے۔

الدارقطنی رحمۃ اللہ علیہ نے ''المؤتلف'' میں حضرت جعفر بن محمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا ہر نبی کے اہل بیت کے لئے اللہ تعالیٰ نے ایک دعا مخصوص کی جب کہ ہمارے لئے رسول اللہ ﷺ نے دو دعائیں چھوڑی ہیں۔ ایک دعا ہمارے مصائب کے لئے ہے جب کہ دوسری دعا ہماری ضرورت کے لئے ہے وہ دعا جو ہمارے مصائب کے لئے ہے وہ یہ ہے۔

یَا دَائِمًا لَّمْ یَزَلْ یَا اِلٰھِیْ وَاِلٰهَ آبَائِیْ یَا حَیُّ یَا قَیُّوْمُ

''اے وہ ذات والا جو ہمیشہ رہنے والی ہے اے میرے معبود اور میرے آباء کے معبود اے حی اے قیوم۔''

وہ دعا جو ہماری ضروریات کے لئے ہے وہ یہ ہے:

یَامَنْ یَّکْفِیْ مِنْ کُلِّ شَیْءٍ وَّلَا یَکْفِیْ مِنْهُ شَیْءٌ یَا اَللّٰهُ یَا رَبَّ مُحَمَّدٍ اِقْضِ عَنِّیْ دَیْنِیْ

''اے وہ ذات جو ہر چیز کے لئے کافی ہے اور کوئی چیز بھی جس سے مستغنی نہیں کر سکتی اے اللہ اے رب

بَرَآءَةٌ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ (التوبہ:1) ''یہ قطع تعلق (کا اعلان) ہے اللہ اور اس کے رسول کی طرف سے۔''

اسْتَجِيْبُوْا لِلّٰهِ وَلِلرَّسُوْلِ (الانفال:24) ''لبیک کہو اللہ اور (اس کے) رسول کی پکار پر۔''

وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ (النساء:14) ''اور جو نافرمانی کرے گا اللہ کی اور اس کے رسول کی۔''

شَآقُّوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ ۚ (الحشر:4) ''مخالفت کی انہوں نے اللہ کی اور اس کے رسول کی۔''

وَمَنْ يُّشَاقِقِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ (الانفال:13) ''اور جو مخالفت کرتا ہے اللہ اور اس کے رسول کی۔''

مَنْ يُّحَادِدِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ (التوبہ:63) ''جو کوئی مخالفت کرتا ہے اللہ اور اس کے رسول کی۔''

وَلَمْ يَتَّخِذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلَا رَسُوْلِهٖ (التوبہ:16) ''اور جنہوں نے نہیں بنایا بغیر اللہ اور اس کے رسول کے۔''

يُحَارِبُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ (المائدہ:33) ''جو جنگ کرتے ہیں اللہ سے اور اس کے رسول سے۔''

مَا حَرَّمَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ (التوبہ:29) ''جسے حرام کیا ہے اللہ نے اور اس کے رسول نے۔''

قُلِ الْاَنْفَالُ لِلّٰهِ وَالرَّسُوْلِ ۚ (انفال:1) ''آپ فرمایئے غنیمتوں کے مالک اللہ اور رسول ہیں۔''

فَاَنَّ لِلّٰهِ خُمُسَهٗ وَلِلرَّسُوْلِ (الانفال:41) ''تو اللہ کے لئے ہے اس کا پانچواں حصہ اور رسول کے لئے۔''

فَرُدُّوْهُ اِلَى اللّٰهِ وَالرَّسُوْلِ (النساء:59) ''تو لوٹا دو اسے اللہ اور (اپنے) رسول (کے فرمان) کی طرف۔''

مَآ اٰتٰىهُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ ۙ (التوبہ:59) ''جو کچھ انہیں عطا کیا اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول نے۔''

سَيُؤْتِيْنَا اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ وَرَسُوْلُهٗٓ ۙ (التوبہ:59) ''عطا فرمائے گا ہمیں اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے اور اس کا رسول۔''

اَغْنٰىهُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ مِنْ فَضْلِهٖ ۚ (التوبہ:74) ''مگر اس پر کہ غنی کر دیا انہیں اللہ تعالیٰ نے اور اس کے رسول نے اپنے فضل و کرم سے۔''

اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاَنْعَمْتَ عَلَيْهِ (الاحزاب:37) ''جس پر اللہ نے بھی احسان فرمایا اور آپ نے بھی۔''

حضرت ابن سبع رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں آپ ﷺ کے ایک ایک عضو کی تعریف بیان کی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کے چہرۂ مبارک کی توصیف میں فرمایا:

قَدْ نَرٰى تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِى السَّمَآءِ ۚ (البقرہ:143) ''ہم دیکھ رہے ہیں بار بار آپ کا منہ کرنا آسمان کی طرف آپ ﷺ کی آنکھ مبارک کی تعریف میں فرمایا۔

وَلَا تَمُدَّنَّ عَيْنَيْكَ (الحجر:88) ''اور آپ اپنی مشتاق نگاہوں سے نہ دیکھئے ان چیزوں کی طرف۔''

آپ ﷺ کی زبان مبارک کی مدح خوانی یوں فرمائی ہے:

فَاِنَّمَا يَسَّرْنٰهُ بِلِسَانِكَ (مریم:97) ''صرف اس لئے ہم نے آسان کر دیا ہے قرآن کو آپ کی زبان میں اتار کر۔''

آپ ﷺ کے دست مبارک اور گردن مبارک کی یوں ثناء کی ہے:

وَلَا تَجْعَلْ يَدَكَ مَغْلُوْلَةً اِلٰى عُنُقِكَ (الاسراء:29) ''اور نہ بنالو اپنے ہاتھ کو بندھا ہوا اپنی گردن کے اردگرد۔''

دوگنا ہے اور عذاب بھی۔ حضرت علامہ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ کی بیٹیاں آپ کی ازواج مطہرات سے افضل ہیں۔ اس کی دلیل درج ذیل حدیث ہے۔

ابویعلی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے مجھے فرمایا ''حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی شادی اس ذات سے کرو جو حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بہتر ہے اور حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شادی اس خاتون محترمہ سے کرو جو حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے بہتر ہے۔''

آپ ﷺ کے خصائص میں سے یہ بھی ہے کہ آپ ﷺ کے صحابہ کرام انبیاء کے علاوہ تمام مخلوق سے افضل ہیں۔ ابن جریر رحمۃ اللہ علیہ نے ''کتاب السنۃ'' میں حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول مکرم ﷺ نے روایت فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے میرے صحابہ کو انبیاء علیہم السلام کے علاوہ تمام مخلوق سے افضل بنایا ہے اور میرے چار صحابہ کرام کو باقی صحابہ سے افضیلت عطا کی ہے وہ چار صحابہ یہ ہیں حضرت ابوبکر صدیق، حضرت عمر، حضرت عثمان اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔ میرے تمام صحابہ سراپا بھلائی ہیں۔ میری امت کو تمام امتوں پر فضیلت دی ہے ارو میری امت میں سے چار صدیوں کو فضیلت دی ہے: 1۔ پہلی صدی، 2۔ دوسری صدی، 3۔ تیسری صدی یہ لگاتار ہیں جبکہ چوتھی صدی تنہا ہے۔

حضرت علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اکثر علماء نے فرمایا ہے کہ تمام صحابہ اپنے سے بعد کے تمام لوگوں سے افضل ہیں خواہ وہ لوگ علم اور عمل میں کتنی ہی فوقیت حاصل کرلیں۔

آپ ﷺ کے خصائص میں سے ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ کو تمام شہروں پر فضیلت دی ہے۔ دجال اور طاعون ان دونوں شہروں میں داخل نہیں ہوسکتے۔ آپ ﷺ کی مسجد تمام مساجد سے افضل ہے وہ زمین کا ٹکڑا جس میں آپ دفن ہیں وہ تمام روئے زمین سے افضل ہے بلکہ وہ کعبہ اور عرش عظیم سے بھی افضل ہے۔ آپ ﷺ کے خصائص میں سے ہے کہ آپ ﷺ کی شریعت مطہرہ میں مال غنیمت حلال ہے آپ ﷺ کے لئے تمام روئے زمین کو مسجد بنادیا گیا ہے مٹی آپ ﷺ کے لئے پاکیزگی ہے اور ایک قول کے مطابق وضو کے قائم مقام ہے۔ آپ ﷺ پر اللہ تعالیٰ نے پانچ نمازیں فرض کیں ہیں آپ ﷺ سے قبل کسی نبی کے لئے بھی پانچ نمازیں فرض نہ تھیں سب سے پہلے آپ ﷺ نے عشاء کی نماز پڑھی۔ آپ ﷺ سے پہلے کسی شخص نے بھی عشاء کی نماز نہیں پڑھی تھی جمعہ، آمین، قبلہ کی طرف منہ کرنا، نماز میں ملائکہ کی صفوں کی طرح صفیں بنانا، سلام، اذان، اقامت، نماز میں رکوع، جماعت کرانا، نماز میں **اَللّٰھُمَّ رَبَّنَا لَکَ الْحَمْدُ** کہنا، نعلین (جوتے) پہن کر نماز پڑھ لینا، محراب میں نماز کا مکروہ ہونا، **لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ** پڑھنا، مصیبت کے وقت: **اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رٰجِعُوْنَ** پڑھنا اور نماز کی ابتداء تکبیر سے کرنا یہ آپ ﷺ کے ہی خصائص ہیں۔

آپ ﷺ کے خصائص میں سے یہ بھی ہے کہ آپ ﷺ کی امت کے گناہ استغفار سے معاف ہوجاتے ہیں۔ نیند

محمد (فداہ روحی) میرا قرض ادا فرما۔“

آپ ﷺ کی ایک خصوصیت یہ بھی ہے کہ آپ ﷺ کی کنیت پر کنیت رکھنا حرام ہے یہ خصوصیت کسی اور نبی کے لئے ثابت نہیں ہے حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: کسی شخص کے لئے ابوالقاسم کنیت رکھنا جائز نہیں خواہ اس کا نام محمد ہو یا نہ ہو حضرت رافعی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ بعض علماء نے کہا کہ آپ ﷺ کے نام اور کنیت کو جمع کرنا مکروہ ہے اور انہوں نے دونوں میں سے ایک یعنی کنیت کے نام رکھنے کو جائز سمجھا ہے۔ حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے آپ ﷺ کے وصال کے بعد آپ ﷺ کی کنیت کے جواز کا فتویٰ دیا ہے۔ انہوں نے کہا ہے کہ آپ ﷺ پر کنیت نہ رکھنے کا حکم آپ کی حیات مبارکہ تک مختص تھا کیونکہ اب اس کی علت ختم ہوگئی ہے۔ اس کی علت یہ تھی کہ جب کسی اور شخص کو اس کیفیت سے مخاطب کیا جائے تو آپ ﷺ کو اس شخص کی طرف توجہ کرنے کی تکلیف نہ ہو۔

جیسا کہ امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور مکرم ﷺ جنت البقیع میں تشریف فرما تھے۔ ایک شخص نے آواز دی اے ابوالقاسم! آپ ﷺ نے اس آدمی کی طرف توجہ فرمائی اس نے کہا میں نے آپ کو نہیں بلایا۔ آپ ﷺ نے فرمایا میرے نام پر نام تو رکھ لیا کرو لیکن میری کنیت پر کنیت نہ رکھا کرو۔

آپ ﷺ کے نام مبارک پر نام رکھنے کی بھی بہت بڑی فضیلت ہے۔ آپ ﷺ کے نام مبارک کی تعظیم، توقیر اور احترام واجب ہے۔ ابن حاکم، بزار اور ابویعلی نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا ”جب اپنی اولاد کا نام محمد رکھو تو اس پر لعنت نہ کیا کرو۔“ بزار رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابورافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: ”جب تم اپنے بچے کا نام محمد رکھو تو پھر نہ اسے مارو اور نہ ہی اس کی بے عزتی کرو۔“ الطبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا ہے کہ رسول مکرم ﷺ نے فرمایا ”جس شخص کے تین بیٹے ہوئے اس نے ان میں سے کسی ایک کا نام بھی محمد نہ رکھا تو اس نے جاہلوں جیسا کام کیا۔“

ابن ابی عاصم رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس شخص نے میرے نام پر نام رکھا۔ اس سے اس کی نیت میری برکت کو حاصل کرنا تھا تو دنیا میں اس پر ایسی برکت کا نزول ہوگا جو قیامت تک برقرار رہے گی۔ جس شخص نے آپ ﷺ کے نام مبارک کے مزید فضائل دیکھنے ہوں وہ میری کتاب ”سَعَادَةُ الدَّارَیْنِ فِی الصَّلٰوۃِ عَلٰی سَیِّدِ الْکَوْنَیْنِ میں دیکھ لے اس میں میں نے اتنے فضائل جمع کئے ہیں جو اسے دوسری کتاب میں نہیں مل سکیں گے۔

آپ ﷺ کے خصائص میں سے یہ بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ کو آپ ﷺ کا وسیلہ پیش کرنا جائز ہے جیسا کہ دعا مانگنے والا اللہ کی بارگاہ میں یوں عرض کرے: اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَتَوَجَّہُ اِلَیْکَ بِنَبِیِّکَ مُحَمَّدٍ۔“ اے اللہ! میں تیرے دربار میں تیرے نبی محمد (فداہ روحی)“ ﷺ کا وسیلہ لے کر پیش ہوتا ہوں“ آپ ﷺ کے خصائص میں سے یہ بھی ہے کہ آپ ﷺ کی بیٹیاں اور ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن پوری دنیا کی عورتوں سے افضل ہیں۔ آپ ﷺ کی ازواج مطہرات کا ثواب بھی

سے کچھ سعادت مند لوگ وہ بھی ہوں گے جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ نماز ادا کریں گے۔ ان میں سے کچھ ملائکہ کی طرح ہوں گے جو اتنا ذکر کریں گے کہ انہیں کھانا کھانے کی ضرورت نہیں ہوگی آپ ﷺ کی امت دجال کو قتل کرے گی قرآن پاک میں آپ ﷺ کی امت کو "یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا" کے دلنشین نام سے یاد کیا گیا ہے جبکہ سابقہ تمام امتیں اپنی اپنی کتب میں "یٰۤاَیُّهَا الْمَسَاکِیْنُ" کے نام سے یاد کی جاتی تھیں۔ حضرت امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ "کسی نبی کا معجزہ جتنا واضح ہوگا اس میں اس کی قوم کے لئے اتنا ہی کم ثواب ہوگا۔" امام سبکی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں "اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ معجزہ اتنا زیادہ واضح ہوتا ہے کہ اس کی تصدیق کرنا آسان ہوتی ہے اس کے اسباب ظاہر ہوتے ہیں اس میں غور وفکر کی ضرورت بہت کم ہوتی ہے لیکن ہمارے نبی کریم ﷺ کے معجزات اگرچہ واضح اور عیاں ہیں لیکن ہمارے لئے اس میں ثواب زیادہ ہے آپ ﷺ کے خصائص مبارک میں سے یہ بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی امت کے بارے میں فرمایا: وَمِنْ قَوْمِ مُوْسٰۤی اُمَّةٌ یَّهْدُوْنَ بِالْحَقِّ وَبِهٖ یَعْدِلُوْنَ ﴿۱۵۹﴾ (اعراف:159) "اور موسیٰ کی قوم سے ایک گروہ ہے جو راہ بتاتا ہے حق کے ساتھ اور اسی حق کے ساتھ عدل کرتا ہے۔"

اور اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کی امت کے بارے میں فرمایا: وَمِمَّنْ خَلَقْنَاۤ اُمَّةٌ یَّهْدُوْنَ بِالْحَقِّ وَبِهٖ یَعْدِلُوْنَ ﴿۱۸۱﴾ (الاعراف:181) "اور ان میں سے جنہیں ہم نے پیدا فرمایا ہے ایک امت ہے جو راہ دکھاتی ہے حق کے ساتھ اور حق کے ساتھ ہی عدل انصاف کرتی ہے۔"

حضور ﷺ کے خصائص میں سے یہ بھی ہے کہ آپ ﷺ کی امت کو اول و آخر کا علم عطا فرمایا گیا۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے لئے علم کے خزائن کھول دیئے۔ ان کو اسناد، انساب اور اعراب کا علم عطا کیا۔ انہیں کتابیں تصنیف کرنے کی قوت بخشی۔ اس امت کے علماء بنی اسرائیل کے انبیاء کی طرح ہیں۔

حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے خصائص میں سے یہ بھی ہے کہ سب سے پہلے آپ ﷺ کے لئے ہی قبر شق ہوگی۔ سب سے پہلے "صعقہ" سے آپ ﷺ کو ہی سکون ملے گا آپ ﷺ کے ستر ہزار امتیوں کو براق پیش کی جائے گی۔ حشر میں آپ ﷺ کا نام پکارنے کی اجازت ہوگی۔ آپ ﷺ کو جنت میں ایسے دو لباس عطا کئے جائیں گے جو تمام لباسوں سے عظیم ترین ہوں گے۔ آپ ﷺ عرش کی دائیں جانب کھڑے ہوں گے۔ آپ ﷺ مقام محمود پر فائز ہوں گے آپ ﷺ کے دست اقدس میں حمد کا جھنڈا ہوگا حضرت آدم علیہ السلام اور تمام نوع انسانی آپ ﷺ کے جھنڈے کے نیچے ہوگی۔ اس دن آپ ﷺ انبیاء کے امام ہوں گے ان کے خطیب اور قائد ہوں گے سب سے پہلے آپ ﷺ ہی شفاعت کرنے والے ہوں گے اور سب سے پہلے آپ ہی کی شفاعت قبول کی جائے گی۔ سب سے پہلے آپ ﷺ ہی اللہ کا دیدار کریں گے سب سے پہلے آپ ﷺ کو ہی بارگاہ ربوبیت میں سجدہ ریز ہونے کی اجازت ملے گی۔ سب سے پہلے آپ ﷺ ہی سجدہ سے سر اٹھائیں گے آپ ﷺ سے تبلیغ پر کوئی گواہ طلب نہیں کیا جائے گا جبکہ دیگر تمام انبیاء سے تبلیغ پر گواہی کا مطالبہ کیا جائے گا۔ فیصلے کی گھڑی میں شفاعت عظمیٰ آپ ﷺ ہی کے دست اقدس میں ہوگی۔ آپ ﷺ کی

اس کے لئے توبہ ہے جو صدقات وہ کھاتے ہیں انہیں دنیا اور آخرت میں ان کا ثواب ملتا ہے جب وہ دعائیں کرتے ہیں تو ان کی دعائیں قبول ہوتی ہیں۔ آپ کے خصائص میں سے یہ بھی ہے کہ آپ کو ایک ایسی ساعت عطا ہوئی جس میں ہر دعا قبول ہوتی ہے لیلۃ القدر، ماہ رمضان، اس میں پانچ عادات، عید الاضحیٰ، لحد (اہل کتاب کے لئے قبر کا شق ہونا ضروری تھا)، سحری کھانا، افطاری میں جلدی کرنا، شام سے لے کر فجر تک کھانا، پینا اور جماع کا حلال ہونا، یوم عرفہ کے روزہ کا دو سال کا کفارہ ہونا، نماز میں گفتگو کا حرام ہونا اور روزہ میں کلام کا جائز ہونا، جبکہ ہم سے پہلی امتوں کے لئے نماز میں گفتگو کرنا جائز تھی اور روزہ میں گفتگو کرنا حرام تھی۔

آپ ﷺ کے خصائص میں سے ہے کہ آپ ﷺ کی امت تمام امتوں سے بہترین ہے اور تمام امتوں سے آخری امت ہے۔ ان کے لئے قرآن پاک حفظ کرنا آسان کر دیا گیا ہے اس کے دو نام اَلْمُسْلِمُوْنَ، اَلْمُؤْمِنُوْنَ اللہ کے دو ناموں سے مشتق ہیں ان کے مذہب کا نام اسلام رکھا گیا ہے جبکہ سابقہ انبیاء کے تو مندرجہ بالا اوصاف ہوتے تھے لیکن ان کی امتیں ان خوبیوں سے متصف نہ ہوتیں تھیں۔ آپ ﷺ کے یہ خصائص بھی ہیں کہ آپ کی امت کا عمامہ باندھنا، عمامہ کی ایک جانب لٹکانا اور کمر کے ساتھ ازار باندھنا یہ انہیں کے ساتھ مختص ہے یہ ملائکہ کی علامات میں سے ہیں۔

آپ ﷺ کے خصائص مبارک میں یہ بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان پر سے اس بوجھ کو اتار لیا جو دوسری امتوں پر تھا۔ وہ احکامات جو اس امت سے پہلے دیگر امتوں پر بڑے شدید تھے انہیں ختم کر دیا ان کے لئے دین میں کوئی حرج نہیں اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے خطا اور بھول جانے پر محاسبہ ختم کر دیا۔ حدیث نفس ان کے لئے معاف ہے۔ ان میں سے اگر کسی نے برائی کا صرف ارادہ کیا تو وہ برائی اس کے نامہ اعمال میں نہیں لکھی جائے گی بلکہ اگر اس نے اس برائی کو ترک کر دیا تو یہ اس کے لئے ایک نیکی لکھی جائے گی۔ اگر کسی نے بھلائی کا ارادہ کیا تو اس کے لئے ایک نیکی لکھ دی جاتی ہے اور اگر اس بھلائی کو مکمل کر دیا تو اس کے لئے دس نیکیوں کا ثواب لکھا جاتا ہے۔ توبہ کرنے کے لئے اپنی جان کو تلف کرنا، کپڑے میں سے ناپاک جگہ کو کاٹنا اور مال میں سے چوتھا حصہ زکوٰۃ نکالنے جیسے سخت احکامات اس امت کے لئے نرم کر دیئے ہیں۔ ان کی تمام دعائیں قبول ہوتی ہیں۔ انہیں قصاص اور دیت میں اختیار دیا۔ انہیں چار نکاح کرنے کی اجازت دی۔ اپنی امت کے علاوہ اہل کتاب کی عورتوں سے نکاح کرنے کی اجازت دی لونڈی کے ساتھ نکاح کرنے کی بھی اجازت دی، حائضہ کے ساتھ جماع کے علاوہ ہر قسم کی ملاعبت کو جائز کیا انہیں اپنی بیوی کے ساتھ ہر طریقہ سے جماع کرنے کی اجازت دی۔ ان کے لئے شرم گاہ کو عریاں کرنا، تصویر اور ہر نشہ آور چیز کو حرام کیا۔ آپ ﷺ کی امت بھوک یا ڈوبنے کی وجہ سے ہلاک نہ ہوگی۔ انہیں سابقہ امتوں کی طرح کے عذاب میں مبتلا نہیں کیا جائے گا نہ ہی ان پر کوئی ایسا دشمن مسلط کیا جائے گا جو ان کی اکثریت کو ہلاک کر دے آپ ﷺ کی امت کبھی بھی گمراہی پر جمع نہیں ہوگی۔ ان کا اجماع حجت ہے اور ان کا اختلاف رحمت ہے جبکہ سابقہ امتوں کا اختلاف عذاب ہوتا تھا طاعون ان کے لئے رحمت اور اس کی وجہ سے مرنا شہادت ہے جبکہ سابقہ امتوں پر یہ بیماری عذاب ہوتی تھی۔ آپ ﷺ کی امت کا ایک گروہ ہمیشہ حق پر برقرار رہے گا اس امت میں اقطاب، اوتاد اور ابدال ہوتے رہیں گے۔ ان میں

تیسری بحث

اس بحث میں اس حقیقت کا بیان ہے کہ حضور مکرم ﷺ کے معجزات تمام انبیاء علیہم السلام کے معجزات سے زیادہ بھی ہیں اور عیاں بھی۔ دیگر انبیاء علیہم السلام کے معجزات مرورِ وقت کے ساتھ ختم ہو گئے لیکن تاجدار ختم نبوت ﷺ کے بعض معجزات کو قیام قیامت تک دوام حاصل ہے ان معجزات میں سے عظیم ترین معجزہ ''قرآن مجید'' ہے

حضرت علامہ ماوردی رحمۃ اللہ علیہ جن کے اقوال ہم نے پہلے بیان کئے ہیں فرماتے ہیں ہم نے پہلے معجزات کی اقسام بیان کی ہیں۔ جب ان میں سے کوئی معجزہ بھی ظہور پذیر ہو گا وہ دلیل بھی ہو گا اور نبوت کی صحت کے لئے حجت بھی ہو گا۔ حضور اکرم ﷺ کے زمانہ رسالت و نبوت میں بہت سے معجزات کا اظہار ہوا حالانکہ ان معجزات سے پہلے بھی کئی دفعہ کفار کو ڈرایا گیا تھا۔ ان معجزات سے آپ ﷺ کی نبوت کی کئی علامات ظاہر ہوئیں۔ آپ ﷺ کے متعلق کئی خبریں پایہ ثبوت کو پہنچ گئیں ان معجزات نے حضور نبی کریم رؤف و رحیم ﷺ کی نبوت کو دیگر انبیاء کی نبوت سے زیادہ عیاں اور واضح کر دیا ان معجزات کی وجہ سے آپ ﷺ کو زیادہ تائید الٰہی حاصل ہوئی۔ یہ معجزات شریعت کے مطابق بندگی کرنے کے لئے معاون بن گئے۔ ان کے دلائل نے ہر نفرت کرنے والے اور سرکش کو مغلوب کر دیا۔ ہر شقی اور باغی کے لئے یہ معجزات حجت بن گئے کیونکہ جس چیز کو کسی کام کے لئے تیار کیا جاتا ہے تو وہ اپنے آلے پر فٹ آتی ہے اور اپنے اصل کی طرف لوٹتی ہے حتیٰ کہ وہ چیز اس آلہ میں بغیر تکلیف کے داخل ہو جاتی ہے اور اس میں قرار پذیر ہو جاتی ہے جس آدمی کو اس کا تجربہ ہوتا ہے اس پر یہ امر مخفی نہیں رہتا کہ اسے جس مقصد کے لئے بنایا گیا ہے وہ اس سے پورا ہو رہا ہے۔

حضور ﷺ کی نبوت کی علامات آپ ﷺ میں واضح تھیں حتیٰ کہ جب آپ ﷺ میں یہ علامات پائی گئیں تو آپ ﷺ ان سے بالکل بے خبر تھے۔ آپ ﷺ کو ان کی اطلاع نہ تھی۔ جب یہ علامات نبوت ظاہر ہوئیں تو آپ ﷺ نے انہیں حتی الامکان پورا کیا۔ ان کے تمام حقوق کو ادا کیا آپ ﷺ نے اس میں کسی عجز یا کمزوری کا اظہار نہ کیا۔ حتیٰ کہ آپ ﷺ کی شریعت مطہرہ مکمل ہو گئی وہ اصل جگہ اور مقام کے مطابق پوری ہوئی اور اندازہ کے مطابق درست ثابت ہو گئی۔ اس شریعت کا نہ ہی کسی عقل نے رد کیا اور نہ کسی دل نے اس کا انکار کیا۔ نہ ہی کسی انسان نے اس سے نفرت کی جبکہ حضور نبی کریم ﷺ امی تھے نہ کسی کتاب کو پڑھے تھے اور نہ ہی اکتساب علم کیا تھا آپ ﷺ نے ہر مشکل کی وضاحت کی اور ہر مشتبہ چیز کو ظاہر کیا حتیٰ کہ دیگر امتیں آپ ﷺ کی طرف لوٹ آئیں تمام حقوق کی آپ نے وضاحت فرمائی اور احکامات الٰہیہ کو کھول کر بیان کیا کیونکہ وہ لوگ پہلے ان سے ناآشنا تھے۔ اتنا عظیم کام صرف تائید الٰہی اور مدد لاہوتی کی وجہ سے ہی پایہ تکمیل کو پہنچتا ہے۔ اگر ہم صرف اسی پر اکتفا کریں تو تیرے لئے یہی دلیل کافی ہے لیکن اس کے باوجود حضور اکرم ﷺ کے ان گنت معجزات ہیں جو ہر منکر کا رد کرتے ہیں ہر باغی کے راستہ کو روکتے ہیں۔ ان معجزات کی کئی اقسام ہیں۔ وہ متواتر احادیث سے

ایک شفاعت امت کو بغیر حساب جنت میں لے جانے کے لئے ہوگی۔ایک شفاعت ان لوگوں کے لئے ہوگی جو آپ ﷺ کی امت میں سے ہوں گے لیکن وہ آگ کے مستحق ہو چکے ہوں گے آپ ﷺ کی ایک شفاعت لوگوں کے درجات کی بلندی کے لئے ہوگی۔آپ ﷺ کفار کے لئے تخفیف عذاب کے لئے شفاعت کریں گے آپ ﷺ کفار کے بچوں کی شفاعت کریں گے کہ انہیں عذاب میں مبتلا نہ کیا جائے۔آپ ﷺ کے نسب اور رشتہ داری کے علاوہ تمام نسب اور رشتہ داری ختم ہو جائے گی سب سے پہلے آپ ﷺ پل صراط کو عبور کریں گے سب سے پہلے آپ ﷺ ہی جنت کے دروازے کو کھٹکھٹائیں گے۔سب سے پہلے آپ ﷺ جنت میں داخل ہوں گے آپ ﷺ کے بعد آپ ﷺ کی لخت جگر رضی اللہ عنہا جنت میں داخل ہوگی آپ ﷺ کے سر مبارک اور چہرہ مبارک کے ہر بال میں ایک ایک نور ہوگا۔تمام مجمع کو حکم ہوگا کہ اپنی نگاہیں نیچی کرلیں حتیٰ کہ آپ ﷺ کی نور نظر پل صراط کو عبور کرلیں گی۔

آپ ﷺ کے خصائص میں سے یہ بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو کوثر اور وسیلہ عطا فرمایا۔آپ کے منبر کے پائے جنت کے مراتب ہیں اور آپ کا منبر جنت کی نہروں میں سے ایک نہر پر ہے آپ ﷺ کی قبر اطہر اور منبر شریف کے درمیان جنت کے باغات میں سے ایک باغ ہے آپ ﷺ کی امت دنیا میں سب کے بعد میں آنے والی ہے لیکن بروز حشر سب سے پہلے اس امت کا ہی فیصلہ ہوگا۔آپ کی امت ایک بلند ٹیلے پر کھڑی ہوگی۔آپ ﷺ کی امت اس شان سے حشر میں آئے گی کہ اس کے اعضاء وضو کے اثر سے روشن و تاباں ہوں گے۔انہیں دنیا میں تکالیف میں مبتلا کر دیا جاتا ہے عالم برزخ میں انہیں عذاب دے دیا جاتا ہے تاکہ وقت قیامت وہ ہر قسم کی آلائش سے پاک اور صاف ہو کر آئیں۔یہ امت جب قبر میں داخل ہوتی ہے تو گناہ گار ہوتی ہے لیکن جب قبر سے باہر آئے گی تو مومنین کے استغفار کی وجہ سے اس کے گناہ مٹ چکے ہوں گے۔ان کے نامہ اعمال ان کے دائیں ہاتھ میں دیئے جائیں گے۔ان کے بچے ان کے لئے کوشاں ہوں گے۔ان کے سامنے ان کا نور درخشاں ہوگا ان کی پیشانیوں پر سجدوں کے اثرات ہوں گے ان کے لئے انبیاء کی طرح دو نور ہوں گے۔میزان میں ان کے اعمال تمام لوگوں سے بھاری ہوں گے ان کی ہر کوشش کی قدر دانی کی جائے گی جبکہ باقی امتوں کے ہر عمل کی قدر دانی نہیں ہوگی۔یہ امت سب سے پہلے جنت میں داخل ہوگی سب سے پہلے زمین اسی امت کے لئے شق ہوگی۔علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے اور بھی واجبات، محرمات اور مباحات میں سے خصائص بیان کئے ہیں جن کو نقل کرنا طوالت کا سبب ہوگا اگر کوئی ان کا مطالعہ کرنا چاہے تو اسے ان کی کتاب ''خصائص کبریٰ'' کی طرف رجوع کرنا چاہئے۔

وَاللّٰہُ وَلِیُّ التَّوْفِیْقِ وَالْھِدَایَۃِ

2۔آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے معجزات بہت واضح ہیں سابقہ انبیاء علیہم السلام کے معجزات ان لوگوں کی قوت اور صحت کے مطابق ہوتے تھے اور وہ معجزات اسی فن میں ہوتے تھے جس میں ان لوگوں کو مکمل مہارت ہوتی تھی۔ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام کے زمانہ میں لوگوں کے علوم میں جادو غالب تھا تو اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو ایسا معجزہ دے کر بھیجا جو اس سحر کے مشابہ تھا جس پر وہ قدرت کاملہ کا دعویٰ کرتے تھے حضرت موسیٰ علیہ السلام وہ معجزہ لے کر آئے جو ان کے لئے خلاف عادت تھا اور ان کی طاقت سے بعید تھا۔ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان کے جادو کو باطل کر دیا۔

اسی طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زمانہ میں طب کا غلبہ تھا آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام ان کے پاس وہ معجزہ لے کر آئے جس پر انہیں قدرت نہ تھی۔ آپ علیہ السلام ان کے پاس وہ معجزات لے کر آئے جو ان کے گمان سے بھی بالاتر تھے۔ مثلاً مردوں کو زندہ کرنا اور مادر زاد اندھوں اور کوڑھیوں کو بغیر کسی علاج کے تندرست فرما دینا۔ اسی طرح تمام انبیاء کو معجزات عطا ہوتے رہے۔

جب حضور مکرم ﷺ دنیا میں تشریف لائے تو اس وقت عرب میں چار علوم پائے جاتے تھے:۔(1) بلاغت، (2) شعر، (3) غیب کے متعلق خبر دینا، (4) کہانت۔ قرآن پاک نازل کیا گیا اس کا اسلوب ان چاروں طریقوں سے جدا ہے۔ اس میں فصاحت اور ایجاز ہے۔

جہاں تک فصاحت و بلاغت کا تعلق ہے تو قرآن پاک میں ایسی بلاغت، فصاعت اور اعجاز پایا جاتا ہے جو ان کے کلام کی فصاحت و بلاغت سے کہیں بالاتر ہے۔ اس کی آیات میں وہ عجیب ترکیب اور اسلوب ہے کہ وہ لوگ اپنی شاعری میں بھی اس تک رسائی حاصل نہ کر سکے وہ قرآن کے اسلوب کے اوزان کو ہی نہ سمجھ سکے۔ کائنات کے بارے میں خبریں، حادثات، اسرار اور رازہائے پنہاں اتنے زیادہ بیان کئے گئے ہیں۔ جن کو شمار نہیں کیا جا سکتا جن کے بارے میں قرآن نے خبر دی انہوں نے اس کی خبر کی تصدیق کی خواہ وہ کتنے ہی اسلام کے شدید دشمن تھے۔ قرآن پاک نے اس کہانت کو باطل کر دیا جو ایک مرتبہ تو سچی ہوتی لیکن دس مرتبہ دروغ گوئی سے کام لیتی تھی پھر شہاب ثاقب اور ستارے کی حفاظت سے اس کا بالکل ہی قلع قمع کر دیا۔ قرآن پاک میں سابقہ انبیاء علیہم السلام، سابقہ امتوں اور سابقہ حادثات کی خبریں ہیں جنہوں نے اس علم کے دعویٰ کرنے والے کو خاموش کر دیا پھر قرآن پاک ایسا معجزہ ہے جو تا قیام قیامت زندہ جاوید رہے گا اس کے دلائل ہر آنے والی قوم کے لئے عیاں رہیں گے جو بھی قرآن کے معجزہ ہونے کی وجوہات پر غور وفکر کرتا رہے گا اس پر یہ وجوہات روز روشن کی طرح ظاہر ہوتی رہیں گی۔

قرآن پاک میں جو بھی غیب کی خبریں دی گئیں ہیں جوں جوں وقت گزرتا جائے گا توں توں اس کی صداقت واضح ہوتی جائے گی ایمان کو نئی جولانیاں نصیب ہوتی رہیں گی اس سے دلائل ظاہر ہوتے رہیں گے لیکن صرف خبر مشاہدہ کی طرح نہیں ہے مشاہدہ میں یقین کی زیادتی نصیب ہوتی ہے عین الیقین میں نفس کے لئے علم الیقین سے زیادہ اطمینان اور تسلی ہوتی ہے گرچہ سب کچھ حق ہوتا ہے۔

تمام انبیاء اور رسل علیہم السلام کے معجزات ان کے وصال کے بعد ختم ہو گئے اور ان کے پردہ فرما جانے کے بعد معدوم ہو

ثابت ہیں ان کے آثار ظاہر ہیں وہ معجزات ایک دوسرے کی تصدیق کرتے ہیں وہ معجزات مختلف اس لئے ہیں تاکہ ان میں ہر قسم کی دلیل شامل ہو اور وہ ایک دوسرے کے معاون اس لئے ہیں تاکہ ہر قسم کے بہتان کو ختم کر دیں ان میں سے کچھ معجزات تو وہ ہیں جو سابقہ انبیاء علیہم السلام سے ظہور پذیر ہو چکے تھے اور کچھ وہ ہیں جو آپ کے وصال کے بعد بھی جاری رہیں گے۔
آپ ﷺ کے کچھ معجزات وہ ہیں جو ان افعال اور اقوال کے قریب ترین ہیں جو آپ ﷺ سے صادر ہوتے تھے پس معجزات میں سے کوئی بھی معجزہ نہ رہا جس کی وجہ سے آپ ﷺ کی ذات اقدس میں نقص ثابت ہو اور نہ ہی کوئی ایسی علامت رہی ہو جس کی وجہ سے آپ ﷺ پر اعتراض کرنے کی گنجائش ہو۔

حضرت امام قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ نے ''شفا'' میں فرمایا ہے کہ دو وجہ سے نبی کریم ﷺ کے معجزات تمام انبیاء کے معجزات سے زیادہ ظاہر ہیں:۔

1۔ یہ معجزات کثیر تعداد میں ہیں۔ ہر نبی علیہ السلام کو جو بھی معجزہ عطا ہوا نبی کریم ﷺ کو یا تو اس کی طرح کا معجزہ عطا ہوا یا اس سے عظیم تر معجزہ عنایت ہوا لوگ اس حقیقت سے آشنا ہیں اگر تو بھی اس حقیقت سے آگاہی چاہتا ہے تو پھر آپ ﷺ کے معجزات اور دیگر انبیاء علیہم السلام کے معجزات میں غور و فکر کرلے۔ تمہیں انشاء اللہ اس حقیقت کا ضرور اقرار کرنا پڑے گا۔

قرآن پاک سراپا معجزہ ہے۔ اس کی کم سے کم وہ مقدار جس میں اعجاز پایا جاتا ہے سورۃ ''اِنَّآ اَعۡطَیۡنٰکَ الۡکَوۡثَرَ'' ہے یا وہ آیت جو اس سورۃ جتنی ہو۔ لیکن بعض آئمہ نے کہا ہے کہ اس کی ہر آیت خواہ وہ کیسی ہی کیوں نہ ہو وہ معجزہ ہے دیگر علماء نے فرمایا ہے قرآن کا ہر جملہ معجزہ ہے خواہ وہ ایک کلمہ یا دو کلموں سے مرکب ہو لیکن سچا قول وہی ہے جو ہم نے پہلے ذکر کر دیا ہے کیونکہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: فَاْتُوْا بِسُوْرَةٍ مِّنْ مِّثْلِهٖ ۪ (بقرہ:23) ''تم اس جیسی ایک سورۃ لے کر آؤ''۔ یہ کم سے کم مقدار ہے جس سے اللہ تعالیٰ نے مخالفین کو چیلنج کیا ہے اور اس کے ساتھ مخالفین کے مددگار اور معاونین کو بھی چیلنج کیا ہے۔ یہ مقدار غور و فکر کے ساتھ مقرر کی گئی ہے اس کی شرح بہت طویل ہے۔

اگر حقیقت یہ ہے تو پھر قرآن پاک میں ستتر ہزار اور کچھ کلمات ہیں (یہ تعداد بعض افراد کی بیان کردہ ہے) سورۃ الکوثر کے دس کلمات ہیں۔ اگر قرآن پاک کے اس سورۃ کی مقدار کے مطابق جزء بنائے جائیں تو ان کی تعداد سات ہزار ہو جائے گی ان میں سے ہر جزء بذات خود ایک معجزہ ہوگا۔

پھر قرآن پاک کا اعجاز دو وجوہات سے ہوگا (1) طریقہ بلاغت سے، (2) طریقہ نظم سے۔ اسی طرح قرآن پاک کے ہر جزء میں دو معجزات ہیں اور پورے قرآن پاک میں معجزات کی تعداد دوگنا ہو جائے گی۔ پھر قرآن مجید میں اعجاز کی اور بھی بہت سی وجوہات ہیں مثلاً اس میں غیب کی خبریں دی گئی ہیں پھر ایک سورۃ میں کتنی ہی غیب کی خبریں دی گئیں ہیں جو بذات خود ایک معجزہ ہیں اسی طرح معجزات کی تعداد اور بھی زیادہ ہو جائے گی اسی طرح اعجاز قرآن کی دیگر وجوہات بھی ان معجزات کو دوگنا چار گنا کرتی رہیں گی حتیٰ کہ اس میں معجزات کی تعداد حد شمار سے ماوراء ہو جائے گی پھر مذکورہ ابواب میں حضور ﷺ سے روایت کردہ احادیث بذات خود معجزہ ہیں اس طرح یہ تعداد اور زیادہ ہو جائے گی۔

میں کرتے۔ حضور ﷺ اپنے وہ خصائص دیکھتے جن سے اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو نوازا تھا تو آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو حیاء آجاتی۔ حضرت علامہ دباغ رحمۃ اللہ علیہ نے اسی چیز کی وضاحت ایک مثال سے کی ہے کہ ایک شخص ہو جسے بادشاہ نے اپنی تمام سلطنت میں تصرف کرنے کا اختیار دیا ہو۔ وہ اس بادشاہت میں مختار کل ہو اپنی منشاء کے مطابق تصرف کرتا ہو پھر اس کے ساتھی اس کے لئے ایک گاؤں کی خواہش کریں جس میں وہ تصرف کرے (اس کے ساتھیوں کی یہ تمنا کتنی عجیب تر ہے)۔

حضرت علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے ''خصائص کبریٰ'' میں فرمایا ہے کہ لوگوں نے اختلاف کیا ہے کہ قرآن کا اعجاز کس وجہ سے ہے۔ ان کے کئی اقوال ہیں جن کو ''اتقان'' میں بڑی تفصیل کے ساتھ بیان کیا گیا اس کا خلاصہ یہ ہے کہ قرآن کا اعجاز کئی وجوہات کی بناء پر ہے۔

اعجاز القرآن کی وجوہات

1۔ اعجاز القرآن کی پہلی وجہ یہ ہے کہ اس میں حسن تالیف اور کلمات آپس میں جڑواں ہیں اس کی تمام فصاحت اور بلاغت عرب کے لوگوں سے فائق اور بلند ہے جبکہ وہ لوگ گفتگو کے شاہسوار اور ادب کے شناور تھے۔

2۔ قرآن پاک کی آیات عجیب طریقہ سے ایک دوسرے سے ملی ہوئی ہے اور قرآن پاک کا اسلوب کلام عرب کے تمام اسلوب کے مخالف ہے۔ اس کی نظم اور نثر کا وہ طریقہ جس پر اس کا نزول ہوا ہے اور آیات کے آخر کس طرح آپس میں ملے ہوئے ہیں ان کی مثال نہ قرآن پاک سے پہلے پائی گئی اور نہ ہی بعد میں پائی جائے گی۔

3۔ اس میں بہت سی غیب کی ایسی خبریں بھی پائی جاتی ہیں جن کو پہلے اور کوئی نہیں جانتا تھا وہ غیب کی خبریں اسی طرح رونما ہوئیں جس طرح قرآن پاک نے ان کی خبر دی تھی۔

4۔ قرآن پاک نے گزشتہ امتوں اور ان کی شریعتوں کے بہت سے حالات بیان کئے ہیں ان میں سے کوئی ایک داستان بھی کسی شخص کو معلوم نہ تھی اور اگر کوئی واقعہ اہل کتاب کے کسی اس عالم کو معلوم تھا جس نے ساری زندگی حصول علم میں گزاری تھی تو پھر آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام پر اس واقعہ کا نزول بعینہ اسی طرح ہوا جس طرح کہ وہ عالم اس واقعہ کی خبر رکھتا تھا جبکہ حضور اکرم ﷺ اُمی تھے پڑھنا لکھنا نہیں جانتے تھے۔

5۔ وہ خبریں جو انسان کے دل میں پوشیدہ تھیں قرآن پاک نے ان کا بھی اظہار کر دیا جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: اِذْ هَمَّتْ طَّآىِٕفَتٰنِ مِنْكُمْ اَنْ تَفْشَلَا (آل عمران:122) ''جب ارادہ کیا تم میں سے دو جماعتوں نے کہ ہمت ہار دیں۔'' اور ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ وَيَقُوْلُوْنَ فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ لَوْلَا يُعَذِّبُنَا اللّٰهُ بِمَا نَقُوْلُ (المجادلہ:8) ''اور وہ کہا کرتے ہیں آپس میں کہ (اگر یہ سچے رسول ہیں) تو اللہ تعالیٰ ہماری ان باتوں پر ہمیں عذاب کیوں نہیں دیتا۔''

6۔ بہت سی آیات ایسی قوم کے بارے میں آئیں جو کوئی فیصلہ کرنے سے عاجز آجائے پھر قرآن پاک نے یہ واضح اعلان کر دیا کہ وہ یہ فیصلہ نہیں کریں گے پھر وہ یقیناً ایسا فیصلہ کرنے پر قادر نہ ہوئے جیسا کہ یہودیوں کے بارے میں اللہ رب العزت کا ارشاد ہے: وَلَنْ يَّتَمَنَّوْهُ اَبَدًا (البقرہ:95) ''اور وہ ہرگز کبھی بھی اس کی تمنا نہ کریں گے۔''

گئے لیکن ہمارے نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے معجزات ہمیشہ برقرار رہیں گے وہ کبھی بھی اختتام پذیر نہیں ہوں گے۔ آپ ﷺ کی نشانیاں لحہ بہ لحہ تازہ رہیں گی ان میں کبھی بھی پژمردگی نہیں آئے گی اسی کی طرف حضور ﷺ نے اشارہ فرمایا ہے۔

حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

مَا مِنَ الْاَنْبِیَاءِ نَبِیٌّ اِلَّا اُعْطِیَ مِنَ الْآیَاتِ مَا مِثْلُهٗ آمَنَ عَلَیْهِ الْبَشَرُ وَاِنَّمَا کَانَ الَّذِیْ اُوْتِیْتُ وَحْیًا اَوْحَاهُ اللّٰهُ اِلَیَّ فَاَرْجُوْ اِنِّیْ اَکْثَرُهُمْ یَوْمَ الْقِیَامَةِ

''کتاب الابریز'' میں حضرت علامہ عبدالعزیز الدباغ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اس حدیث ''مَا مِنْ نَبِیٍّ اِلَّا وَقَدْ اُعْطِیَ مَا مِثْلُهٗ آمَنَ عَلَیْهِ الْبَشَرُ وَمَا کَانَ الَّذِیْ اُوْتِیْتُهٗ اِلَّا وَحْیًا یُتْلٰی'' سے مراد یہ ہے کہ سابقہ تمام انبیاء کے معجزات ان کی ذاتوں اور ان کے متعلقہ اشیاء کی جنس سے ہوتے تھے۔ بعض معجزات ان انبیاء علیہم السلام کو بڑھاپے میں عطا ہوتے تھے اور کچھ معجزات بچپن سے لے کر بڑھاپے تک ان کے ساتھ رہتے تھے لیکن حضور ﷺ کے معجزہ کا تعلق اللہ کے ساتھ ہے اس کے نور کے مشاہدہ اور اس کے ساتھ ہم کلامی سے ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ آپ ﷺ کی ذات، عقل، روح، نفس اور سر اتنے زیادہ قوی تھے کہ اگر آپ ﷺ کے مشاہدۂ ذات خداوندی کو تمام انبیاء پر تقسیم کر دیا جائے تو پھر بھی وہ اسے برداشت نہیں کر سکیں گے۔ اسی وجہ سے حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: وَمَا کَانَ الَّذِیْ اُوْتِیْتُهٗ اِلَّا وَحْیًا یُتْلٰی '' مجھے جو معجزہ عطا کیا گیا وہ ایک وحی ہے جس کی تلاوت کی جاتی ہے'' یعنی حضور ﷺ اور انبیائے کرام کے معجزات کی جنس ایک نہیں ہے خواہ وہ معجزات کتنے ہی عظیم الشان اور رفیع القدر ہوں۔ ان معجزات پر اور ان کے اسباب پر تمام بنی نوع انسان ایمان بھی لے آئیں پھر بھی آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے معجزات کو تمام انبیاء علیہم السلام کے معجزات پر فوقیت حاصل ہوگی کیونکہ آپ ﷺ کے معجزات آپ کی طرف سے نہیں بلکہ حق تعالیٰ کی طرف سے ہیں۔

پھر حضرت عبدالعزیز دباغ رحمۃ اللہ علیہ نے ایک مثال سے اس کی وضاحت کی ہے کہ ایک بادشاہ ہو۔ جب بھی اس کے ہاں کسی بچے کی ولادت ہو وہ اس بچے کو کسی ایسی جگہ بھیج دے جہاں وہ نشو ونما پائے ہر بچے کے ساتھ وہ بادشاہ ایک چیز بھیج دے تا کہ اس سے اس کی ضروریات پوری ہوں (وہ اہم چیز یاقوت یا جواہرات وغیرہ ہو سکتے ہیں) اور اس کے ذریعے سے اسے یہ بھی معلوم ہو کہ وہ ایک بادشاہ کا لخت جگر ہے حتیٰ کہ اس بادشاہ کے ہاں ایک اور بچہ جنم لیتا ہے وہ اسے اپنے پاس ہی رکھ لیتا ہے بذات خود اس کی تربیت کرتا ہے اسے تمام امور کا والی بنا دیتا ہے یقیناً اس بچے کو جو کمال معرفت حاصل ہوگی اس کا اندازہ نہیں لگایا جا سکتا وہ اپنے والد کے رازوں کو اپنے دیگر بھائیوں سے زیادہ جان لے گا۔ بادشاہ کے وہ راز جو اس بچے کو حاصل ہوئے ان کا ان رازوں سے کیا مقابلہ کیا جا سکتا ہے جو اس کے بھائیوں کو حاصل ہوئے؟ یہ بچہ اپنے باپ کا یقیناً زیادہ راز داں ہوگا۔

پھر حضرت علامہ دباغ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا بعض صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم خواہش کرتے تھے کہ حضور اکرم ﷺ کے دست اقدس سے بھی ان ہی معجزات کا اظہار ہو جن معجزات کا اظہار دیگر انبیاء نے کیا وہ یہی عرض بارگاہ رسالت

اس پوری سورت میں کئی معجزات ہیں جیسا کہ پہلے ذکر ہو چکا ہے۔

حضرت علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے جب سورۃ الکوثر کے کلمات کو گنا تو وہ دس تھے اسی طرح ایک قوم نے قرآن پاک میں کلمات کو شمار کیا ہے ان کی تعداد ستتر ہزار نو سو چونتیس بنتی ہے۔ آیات کی وہ تعداد جو بذات علیحدہ معجزہ بنتی ہے وہ تقریباً سات ہزار ہے پھر اسے آٹھ وجوہات سے ضرب دو۔ پہلی دونوں وجوہات، ساتوں، آٹھویں، نویں، دسویں، گیارہویں اور بارہویں وجہ سے اسے ضرب دینے سے معجزات کی تعداد چھپن ہزار تک پہنچ جاتی ہے پھر اس کے ساتھ پہلی، دوسری، تیسری اور چوتھی وجہ شامل کرنے سے معجزات کی تعداد ساٹھ ہزار ہو جاتی ہے جو آدمی ان وجوہات کی وجہ سے قرآن پاک کا اعجاز دیکھنا چاہتا ہو وہ ہماری کتاب ''اسرار التنزیل'' کا مطالعہ کرے ان شاء اللہ وہاں اس کی تسلی ہو جائے گی میں نے وہاں صرف ایک آیت: اَللّٰهُ وَلِيُّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا (البقرہ:257) میں بلاغت کے ایک سو بیس اسباب جمع کئے ہیں۔

ابن تیمیہ نے اپنی کتاب ''اَلْجَوَابُ الصَّحِيْحُ فِي الرَّدِّ عَلٰى مَنْ بَدَّلَ دِيْنَ الْمَسِيْحِ'' میں لکھا ہے حضور ﷺ کی نبوت کے بے شمار دلائل ہیں لیکن معجزات کی دو اقسام ہیں:۔

1۔ وہ معجزات جن کا تعلق ماضی کے ساتھ ہے اور جید علماء ان سے آشنا ہیں جس طرح حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ علیہما السلام کے معجزات۔

2۔ بعض معجزات ایسے ہے جو قیامت تک باقی رہیں گے۔ جیسا کہ قرآن جو کہ حضور اکرم ﷺ کی نبوت کی علامت ہے اسی طرح وہ ایمان اور علم جو آپ ﷺ کے پیروکاروں میں موجود رہے گا وہ بھی آپ ﷺ کی نبوت کی علامت ہے اسی طرح آپ ﷺ کی شریعت بھی آپ ﷺ کی نبوت کی نشانی ہے۔ اسی طرح وہ کرامات جو آپ ﷺ کے وصال کے بعد آپ کی امت کے اولیائے کاملین سے ظہور پذیر ہوں گی وہ بھی آپ کی نبوت کی علامات میں سے ہیں اسی طرح وہ واقعات اور حادثات بھی آپ ﷺ کی نبوت کی نشانیاں ہیں جن کے رونما ہونے کی خبر آپ ﷺ نے دی تھی۔ مثلاً آپ ﷺ نے فرمایا کہ قیامت اس وقت تک قائم نہ ہو گی جس وقت تک حجاز کی سرزمین سے ایسی آگ نہ نکلے جس میں بصریٰ کے اونٹوں کی گردنیں نظر آئیں۔ 655ھ میں یہ آگ نکلی تھی لوگوں نے اس آگ میں بصریٰ کے اونٹوں کی گردنوں کو دیکھا تھا۔ لوگوں نے آپ ﷺ کے دین اور امت کو دلیل، حجت، ہاتھ اور زبان کے ذریعہ سے پھیلتے ہوئے دیکھا اسی طرح لوگوں نے ان واقعات اور سزاؤں کو بھی ملاحظہ کیا جنہوں نے آپ ﷺ کے دشمنوں کا گھیراؤ کیا ہوا تھا۔ اسی طرح آپ ﷺ کے اوصاف بھی سابقہ انبیاء کی کتب میں موجود تھے۔

پھر علامہ ابن تیمیہ نے ایک اور مقام پر معجزات کی اقسام اور ان تمام احادیث کو جمع کیا ہے جو مختلف معانی کے ساتھ متواتر ہیں۔ ان احادیث کو جمع کرنے کے بعد انہوں نے لکھا ہے ''ان معجزات میں احادیث متواترہ کی تعداد ان احادیث متواترہ سے کہیں زیادہ ہے جو اس جیسے امور میں روایت کی جاتی ہیں اسی وجہ سے اس امت کی شہرت بھی زیادہ ہے اہل علم میں حضور اکرم ﷺ کے احوال بہت زیادہ شہرت کے حامل ہیں مقصد یہ ہے کہ حضور اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ان معجزات کی تعداد جو

7۔قرآن پاک کا مقابلہ کوئی بھی شخص نہ کر سکا حالانکہ کفار کو اس کے مقابلہ کی بہت ضرورت بھی تھی اور بہت سی اشیاء انہیں اس پر مجبور بھی کرتی تھیں۔

8۔قرآن پاک کا ایسا حسن و جمال ہے جس کی وجہ سے یہ سامع کو فوراً اپنا فریفتہ بنالیتا ہے اور اس میں ایسی ہیبت ہے جو اس کی تلاوت کے وقت دلوں پر چھا جاتی ہے۔جس طرح کہ حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے ہوا تھا۔انہوں نے مغرب کی نماز میں حضور ﷺ کو سورۃ ''الطور'' کی تلاوت فرماتے ہوئے سنا وہ کہتے ہیں کہ جب نبی کریم ﷺ اس آیت پر پہنچے: اَمۡ خُلِقُوۡا مِنۡ غَیۡرِ شَیۡءٍ اَمۡ ہُمُ الۡخٰلِقُوۡنَ ﴿۳۵﴾ (الطور:35) تو قریب تھا کہ میرا دل پرواز کر جاتا۔وہ پہلا دن تھا جب میرے دل میں اسلام کا احترام پیدا ہوا۔

9۔قرآن پاک کے اعجاز کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ اس کو پڑھنے والا اس سے اکتاتا نہیں ہے نہ ہی سننے والا اس کو ناپسند کرتا ہے بلکہ اس کی تلاوت کو جتنا زیادہ کیا جائے دل میں اتنی ہی حلاوت پیدا ہوتی ہے اور جتنی بار اس کو دہرایا جائے دل میں اتنی ہی زیادہ اس کی محبت پیدا ہوتی ہے۔جبکہ اس کے علاوہ جتنے بھی کلام ہیں انہیں دہرانے سے انسان اکتا جاتا ہے یہ صرف قرآن پاک کا وصف ہے کہ یہ زیادہ پڑھنے سے بھی پرانا نہیں ہوتا۔

10۔اس کی آیات اس وقت تک باقی رہیں گی جب تک دنیا باقی ہے کیونکہ اس کی حفاظت کا ذمہ خود اللہ تعالیٰ نے اٹھایا ہے۔

11۔اس میں اتنے زیادہ علوم اور معارف پائے جاتے ہیں کہ کسی اور کتاب میں اتنے زیادہ علوم نہیں پائے جاتے۔نہ ہی کوئی شخص اتنے کم کلمات اور اتنے قلیل حروف کے ساتھ ایسے علوم کا احاطہ کر سکتا ہے۔

12۔اس میں دو صفات عظمت اور مٹھاس، ایسی پائی جاتیں ہیں جو متضاد ہیں اور عموماً انسان کے کلام میں یہ دونوں صفات اکٹھی نہیں پائی جاسکتیں۔

13۔یہ اللہ تعالیٰ کی آخری کتاب ہے جو دیگر تمام کتابوں سے مستغنی ہے جبکہ دیگر سابقہ تمام کتابیں اس کی محتاج ہیں جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

اِنَّ ہٰذَا الۡقُرۡاٰنَ یَقُصُّ عَلٰی بَنِیۡۤ اِسۡرَآءِیۡلَ اَکۡثَرَ الَّذِیۡ ہُمۡ فِیۡہِ یَخۡتَلِفُوۡنَ ﴿۷۶﴾

(النمل:76)

''بلاشبہ یہ قرآن پاک بیان کرتا ہے بنی اسرائیل کے سامنے اکثر ان امور (کی حقیقت) کو جن میں وہ جھگڑتے رہتے ہیں۔''

حضرت قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا'' جب تو نے اعجاز القرآن کی وجوہات کو جان لیا تو تجھے یہ بھی سمجھ لینا چاہئے کہ قرآن پاک کے معجزات کو ایک ہزار دو ہزار یا اس سے زیادہ میں شمار نہیں کیا جا سکتا کیونکہ حضور ﷺ نے کفار کو صرف ایک سورۃ سے چیلنج کیا تھا لیکن وہ اس کا مقابلہ کرنے سے عاجز آ گئے۔

اہل علم فرماتے ہیں کہ قرآن پاک کی سب سے چھوٹی سورت ''الکوثر'' ہے اس کی ہر آیت بذات خود ایک معجزہ ہے پھر

ہے اور بہت سے لوگوں کو ان سے فائدہ حاصل ہوا ہے اہل علم کے نزدیک یہ یقینی علم کا فائدہ دیتے ہیں کیونکہ لوگوں نے ان کی خبر دی ہے اور سیرت نگاروں نے انہیں اپنی توجہ کا مرکز بنایا ہے۔ اگرچہ اہل علم کے علاوہ دیگر لوگوں کے نزدیک ان کا یہ رتبہ نہ بھی ہو۔ بلکہ یہ بھی کوئی عجیب بات نہیں اگر یہ دعویٰ کیا جائے کہ ان معجزات کی اکثریت میں غور و فکر کرنے کی وجہ سے علم یقینی حاصل ہو جاتا ہے۔ بلاشبہ بہت سے راویوں نے ان معجزات کو روایت کیا ہے نہ ہی صحابہ کرام میں سے کسی آدمی نے اور نہ ہی ان کے بعد کسی شخص نے روایت کردہ معجزات میں راوی کی مخالفت کی ہے اور نہ ہی اس کا انکار کیا ہے۔ ان میں سے خاموش رہنے والا گویا کہ بولنے والا ہے کیونکہ وہ لوگ باطل پر خاموش نہیں رہ سکتے تھے۔

حضرت علامہ نووی رحمۃ اللہ علیہ نے شرح صحیح مسلم میں لکھا ہے ''حضور ﷺ کے معجزات ایک ہزار دو سو سے زائد ہیں۔'' حضرت امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے ''مدخل'' میں کہا ہے کہ آپ ﷺ کے معجزات کی تعداد ایک ہزار ہے۔ حضرت امام زاہدی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ حضور اکرم ﷺ کے دست اقدس سے ایک ہزار معجزات رونما ہوئے ہیں اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ آپ ﷺ کے دست اقدس سے تین ہزار معجزات رونما ہوئے ہیں بہت سے علماء مثلاً ابو نعیم اور بیہقی رحمہما اللہ تعالیٰ نے ان معجزات کو جمع کرنے کی سعادت حاصل کی ہے۔

حضرت علامہ زرقانی رحمۃ اللہ علیہ نے ''شرح المواہب'' میں ''الفتح'' کی عبارت نقل کرنے کے بعد لکھا ہے کہ حضور اکرم ﷺ کی یہ خصوصیت ہے کہ آپ ﷺ کے معجزات دیگر انبیاء کرام کے معجزات سے زیادہ ہیں۔ کہا گیا ہے کہ قرآن پاک کے علاوہ ان کی تعداد ایک ہزار ہے اور بعض علماء نے ان کی تعداد تین ہزار بتائی ہے صرف قرآن پاک میں ایک ہزار معجزات ہیں۔ حضرت علامہ حلیمی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ ان معجزات میں کثرت کے علاوہ اور بھی کئی خصوصیات ہیں۔ ان معجزات میں سے بعض معجزات ایسے بھی ہیں جن کی مثال دیگر انبیاء کے معجزات میں نہیں ملتی یہ صرف ہمارے آقا و مولا علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ خاص ہیں اسی طرح کم کھانے کا زیادہ ہونا، گوشت، کھجور اور پانی کا زیادہ ہونا وغیرہ ''مواہب'' میں لکھا گیا ہے کہ جب تو حضور اکرم ﷺ کے معجزات میں غور و فکر کرے گا تو پائے گا کہ آپ ﷺ کے معجزات عالم بالا اور عالم سفلی، خاموش اور ناطق، ساکن اور متحرک، مائع اور جامد، غائب اور حاضر، باطن اور ظاہر، سبقت اختیار کرنے والے اور بعد میں آنے والے اور جلدی آنے والے اور دیر سے آنے والے سب کو شامل ہیں۔ ان کے علاوہ اگر ان معجزات کو بیان کیا جائے تو یہ تفصیل بہت طویل ہو جائے گی مثلاً شیاطین کو شہاب ثاقب مارے جانا، پتھر کا سلام کرنا، درخت کا آپ ﷺ کو سلام کرنا۔ ان کی آپ ﷺ کی رسالت کی گواہی دینا حضور ﷺ کو ''سَیِّدَنَا'' کہہ کر عرض کرنا۔ کھجور کے تنے کا آپ ﷺ کے فراق میں رونا، آپ ﷺ کے دست اقدس سے پانی کا رواں ہونا، چاند کا شق ہونا، آنکھ کو اپنی جگہ پر لوٹا دینا، اونٹ، بھیڑیے اور ہرنی کا ہم کلام ہونا، آپ ﷺ کے نور مبارک کا حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر آپ کے والد محترم کی پیشانی تک منتقل ہونا اور ان کے علاوہ بھی آپ ﷺ کے بہت سے معجزات ہیں جن کو راویوں نے روایت کیا ہے اور علماء نے اپنی کتابوں میں لکھا ہے اگر ہم اپنے آپ کو ان معجزات کو شمار کرنے میں مشغول کریں تو یقیناً سیاہی تو ختم ہو جائے گی لیکن یہ معجزات نہیں گنے جا

احادیث میں مذکور ہے اور متواتر ہے وہ دیگر ان امور سے کہیں زیادہ ہے جو تواتر سے ثابت ہیں یہ معجزات یا تو امت کے نزدیک متواتر ہیں یا پھر علماء کے نزدیک متواتر ہیں۔ مذکورہ بالا معجزات ان معجزات اور آیات کے علاوہ ہیں جو قرآن پاک میں بیان ہوئے ہیں۔ قرآن پاک میں بیان کردہ معجزات کو علماء نے علیحدہ کتابوں میں جمع کیا ہے حتیٰ کہ انہوں نے قرآن پاک کے معجزات کو دس ہزار سے زیادہ شمار کیا ہے اور یہ معجزات ان بشارات کے علاوہ ہیں جو اہل کتاب کی کتب میں مکتوب ہیں۔ معجزات کی یہ تینوں اقسام حضور ﷺ کی شریعت مطہرہ کے علاوہ ہیں ان میں آپ ﷺ کی امت کے خصائص و اوصاف بھی شامل نہیں ہیں اور نہ ہی ان میں آپ ﷺ کی سیرت، اخلاق، اوصاف اور احوال شامل ہیں۔

آپ ﷺ کی نبوت کے دلائل اور معجزات اتنے زیادہ ہیں کہ کوئی انسان ان کا احاطہ نہیں کر سکتا جبکہ ان معجزات و دلائل میں سے ہر ایک پر ایمان لانا واجب ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ہر قوم کے لئے معجزات اور دلائل بیان کئے بلکہ ہر شخص کے لئے انہیں بیان کیا ہے۔ حضور ﷺ کے دلائل اور علامات اسی طرح عظیم الشان اور کثیر ہیں جس طرح اللہ تعالیٰ کی ربوبیت کے دلائل عظیم الشان اور کثیر ہیں۔

ایک اور جگہ پر علامہ ابن تیمیہ نے لکھا ہے کہ حضور اکرم ﷺ کی بعثت سے قبل ہی آپ ﷺ کی علامات بیان کر دی گئی تھیں وقت بعثت اور آپ کی زندگی میں ہر لحہ معجزات رونما ہوتے رہے حتیٰ کہ آپ ﷺ کے وصال کے بعد تا قیامت آپ ﷺ کے معجزات ظہور پذیر ہوتے رہیں گے آپ ﷺ کا ذکر اور آپ کی کتاب قرآن مجید کا ذکر قیامت تک جاری رہے گا۔ آپ ﷺ کے متعلق بشارتیں سابقہ کتب میں بھی موجود تھیں جب آپ ﷺ کی ولادت ہوئی تو بہت سے معجزات کا ظہور ہوا۔ اسی سال اصحاب فیل کا واقعہ ہوا پھر وقت رضاعت اور بچپن میں بہت سے معجزات ظاہر ہوئے۔ اللہ رب العزت نے ہر لحہ آپ ﷺ کی مدد فرمائی۔ آپ ﷺ کے غلاموں کی اعانت کی آپ ﷺ کے ذکر کو بلند فرمایا، آپ ﷺ کے دشمنوں کو ہلاک کیا، آپ ﷺ کے مخالفین کو ذلیل کیا۔ آپ ﷺ کے دین کو ہر دین پر غلبہ عطا فرمایا اس دین کی ہاتھ، زبان، دلیل اور حجت سے مدد فرمائی۔

شیخ الاسلام حضرت علامہ الحافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے:۔

"قرآن پاک کے علاوہ بھی حضور ﷺ کے بہت سے معجزات ہیں مثلاً آپ ﷺ کی مبارک انگلیوں سے پانی کا جاری ہونا، قلیل کھانے کا کثیر ہو جانا، چاند کا کلیجہ چر جانا اور جمادات کا کلام کرنا۔ ان میں سے بعض معجزات کے ساتھ چیلنج متصل ہے جبکہ بعض معجزات کے ساتھ چیلنج متصل نہیں وہ صرف آپ ﷺ کی صداقت پر دلالت کرنے کے لئے رونما ہوئے ہیں یہ تمام معجزات علم یقینی کا فائدہ دیتے ہیں کیونکہ آپ ﷺ کے دست اقدس پر رونما ہونے والے معجزات بہت زیادہ ہیں۔ جس طرح حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شجاعت اور حاتم طائی کی سخاوت سے یقینی علم حاصل ہوتا ہے اگر چہ یہ شجاعت اور سخاوت بیان کرنے والے افراد ظنی ہی کیوں نہ ہوں اور حقیقت میں ان کا وجود نہ ہو اور صرف ایک راوی سے ایک راوی نے ہی روایت کیا ہو جبکہ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بہت سے معجزات مشہور و معروف ہیں ان کو بہت زیادہ لوگوں نے روایت کیا

آگ کی پوجا کرتے تھے ایک ہزار سال سے اس میں مسلسل آگ جل رہی تھی، ایوان کسریٰ کے چودہ کنگروں کا گر جانا، بحیرہ ساوہ کا پانی خشک ہو جانا، موبذان کے خواب، جنات کا آپ ﷺ کے اوصاف بیان کرنا، بتوں کا منہ کے بل گر جانا حالانکہ انہیں کوئی بھی دھکا دینے والا نہ تھا۔ اسی طرح وہ واقعات جو آپ ﷺ کی ولادت مبارکہ کے وقت کے مشہور ہیں رضاعت میں رونما ہونے والے واقعات اور آپ ﷺ کی بعثت تک کے تمام معجزات مشہور و معروف ہیں جو شخص بھی آپ ﷺ کے تمام معجزات، عمدہ سیرت، آپ ﷺ کے علم کی وسعت، عقل کا کمال اور حلم کی انتہا اور دیگر تمام خصائل میں غور و فکر کرتا ہے اس آدمی کو حضور ﷺ کی نبوت کی صداقت میں ذرا بھر بھی شبہ نہیں رہتا۔ آپ ﷺ کے زمانہ اقدس کے بہت سے لوگوں نے انہی اشیاء پر اکتفاء کیا اور وہ مسلمان ہو گئے۔ انہوں نے آپ ﷺ کی غلامی کا پٹہ اپنے گلے میں ڈال لیا انہیں یہ معلوم ہو گیا کہ نبی کے علاوہ کوئی اور آدمی ان صفات سے متصف نہیں ہو سکتا۔''

بعض علماء نے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کے بارے میں لکھا ہے: يَكَادُ زَيْتُهَا يُضِيٓءُ وَلَوْ لَمْ تَمْسَسْهُ نَارٌ ط (النور:35) ''قریب ہے اس کا تیل روشن ہو جائے اگرچہ اسے آگ نہ چھوئے۔''

کہ یہ ضرب المثل ہے جو اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی مکرم ﷺ کے لئے بیان کی ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ صرف آپ ﷺ کا دیدار ہی آپ ﷺ کی نبوت پر دلالت کرتا ہے اگرچہ آپ ﷺ پر قرآن پاک نازل نہ بھی ہوتا۔ حضرت ابن رواحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کیا خوب فرمایا ہے:

لَوْ لَمْ يَكُنْ فِيهِ آيَاتٌ مُبَيِّنَةٌ   لَكَانَ مَنْظَرُهُ يُنْبِيكَ بِالْخَبَرِ

''اگر حضور اکرم ﷺ میں دیگر واضح نشانیاں نہ بھی ہوتیں پھر بھی آپ ﷺ کا حسن و جمال ہی تجھے بتا دیتا کہ آپ ﷺ اللہ کے سچے رسول ہیں۔''

اس کے باوجود کہ مالک کون و مکان ﷺ کے پاس مال و دولت کے انبار نہ تھے جن کی طرف لوگوں کے دل مائل ہوتے نہ ہی آپ ﷺ کے پاس وہ قوت تھی جس کی وجہ سے لوگوں پر غلبہ پایا جا سکتا۔ نہ ہی آپ ﷺ کے معاونین تھے جو آپ ﷺ کے دین کی طرف دعوت دیتے اور اس کو غلبہ عطا کرتے۔ کفار مکہ بتوں کی عبادت میں مستغرق رہتے تھے جاہلیت میں منہمک تھے بغاوت و سرکشی ان کی فطرت میں داخل تھی۔ جنگوں میں زندگیاں گزارنا ان کی عادت بن چکی تھی لیکن حضور ﷺ نے ان کے دلوں میں محبت ڈال دی۔ ان کے خیالات کو یکجا کر دیا حتیٰ کہ ان کی آراء آپس میں متفق ہو گئیں ان کے دلوں نے ایک دوسرے کی تصدیق کی حتیٰ کہ وہ لوگ حضور مکرم ﷺ کی مدد کرنے میں یکجا ہو گئے۔ ان کی نظریں ہمیشہ حضور ﷺ کی طلعت زیبا پر رہتی تھیں تا کہ آپ ﷺ سے ہر اس چیز کا دفاع کریں جس کو آپ ﷺ ناپسند کریں اور ہر اس کام پر آپ ﷺ کی اعانت کریں جس کا آپ ﷺ ارادہ فرمائیں انہوں نے اپنے وطن اور شہروں کو خیر باد کہا آپ ﷺ کی محبت میں اپنی قوم اور اپنے قبیلے سے جنگ لڑی۔ اپنی ارواح کو حضور اکرم ﷺ کی مدد کے لئے صرف کیا تیروں، تلواروں اور نیزوں کے لئے اپنے چہرے پیش کر دیئے تا کہ آپ ﷺ کے دین کو غلبہ نصیب ہو اور آپ ﷺ کا کلمہ حق بلند ہو ان تمام تر

سکیں گے اور اگر اول و آخر تمام لوگ آپ ﷺ کے شمائل اور محاسن کو شمار کرنے کی از حد کوشش کریں تو وہ ان محامد اور اوصاف کو شمار کرنے سے عاجز آ جائیں گے جو اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کو عطا فرمائے ہیں لوگ آپ ﷺ کے معجزات کے بحر بے کراں کے ساحل پر ہی تھک کر رہ جائیں گے۔

حضرت علامہ القسطلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ کے معجزات کی تین اقسام ہیں:۔

1۔ وہ معجزات جن کا تعلق ماضی کے ساتھ ہے۔ جس طرح حضور اکرم ﷺ کی تشریف آوری سے قبل ہی آپ ﷺ کی فضیلت کا ڈنکا ہر سو بج چکا تھا۔

2۔ وہ معجزات جن کا تعلق مستقبل کے ساتھ ہے جس طرح وہ معجزات جو حضور اکرم ﷺ کے وصال کے بعد رونما ہوئے۔

3۔ وہ معجزات جو حضور اکرم ﷺ کی ولادت سے لے کر آپ ﷺ کے وصال تک رونما ہوئے۔

حضرت سید محمد مرتضیٰ رحمۃ اللہ علیہ ''شرح الاحیاء'' میں لکھتے ہیں'' آپ ﷺ کے معجزات بے شمار ہیں۔ یہ آپ ﷺ کے باقی فضائل سے زیادہ عام، اکمل اور بزرگی والے ہیں۔ آپ ﷺ کا سب سے اہم ترین معجزہ قرآن پاک ہے۔ بعض معجزات کے ساتھ چیلنج متصل ہے چیلنج سے مراد مقابلہ کرنے کا تقاضا کرنا ہے اور بعض معجزات کے ساتھ چیلنج متصل نہیں ہے لیکن ہم ان کو بھی معجزہ ہی کہیں گے کیونکہ ان کے لئے چیلنج کی شرط اس کی مجموعی حیثیت سے ہے۔ ان معجزات کی جزئیات میں یہ شرط نہیں ہے۔ پھر یا تو معجزات کا ظہور آپ ﷺ کی بعثت سے پہلے ہوا ہوگا جیسا کہ اصحاب فیل کا قصہ، آپ ﷺ کی ولادت کے وقت ایسے نور کا نکلنا جس میں شام کے محلات نظر آئے، حتیٰ کہ نور سے بصریٰ میں اونٹوں کی گردنیں نظر آئیں۔ آپ ﷺ کی والدہ ماجدہ کے قلب مبارک کو پرندے کا چھونا تا کہ آپ ﷺ کی ولادت کی وجہ سے انہیں درد نہ ہو، آفاق میں آپ ﷺ کو سیر کرانا، ایران کے آتشکدے کی آگ کا بجھ جانا، ایوان کسریٰ کے کنگروں کا گر جانا، بحیرہ ساوہ کا پانی خشک ہو جانا، موبذان کا خواب دیکھنا، غیب کی آواز کا آپ ﷺ کی تعریف بیان کرنا، تمام بتوں کا منہ کے بل گر پڑنا حالانکہ انہیں کوئی دھکا دینے والا موجود نہ تھا اسی طرح آپ ﷺ کی ولادت کے ایام کے معجزات، رضاعت اور اس کے بعد کے معجزات حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ پر نبوت کا تاج سجایا۔ اسی طرح سفر میں آپ ﷺ پر بادلوں کا سایہ فگن ہونا اور آپ کا شق صدر ہونا۔ یا پھر وہ معجزات جو آپ ﷺ کے وصال کے بعد ظہور پذیر ہوں گے اللہ رب العزت نے جو آپ ﷺ کی امت کے اولیاء کاملین کو کرامات عطا فرمائیں ہیں وہ درحقیقت آپ ﷺ کے معجزات ہی ہیں کیونکہ ان کرامات کا سبب آپ ﷺ کی ذات ہی ہے اور وہ معجزات جن کا تعلق آپ ﷺ کی بعثت سے لے کر آپ کے وصال تک ہے ان کی تعداد بے شمار ہے۔''

حضرت علامہ السید احمد دحلان نے ''سیرۃ نبویہ'' میں لکھا ہے:

''حضور مکرم ﷺ کی رسالت کے دلائل بے شمار ہیں۔ آپ ﷺ کی شان اقدس کے متعلق روایات مشہور ہیں آپ ﷺ کے اوصاف اور محاسن تورات، انجیل اور دیگر الہامی کتب میں موجود ہیں اسی طرح آپ ﷺ کی ولادت اور بعثت کے وقت عجیب و غریب واقعات رونما ہوئے مثلاً اصحاب فیل کا قصہ، آتش کدہ ایران کا بجھ جانا وہ آتشکدہ جس میں لوگ

چوتھی بحث

اس بحث میں حضور اکرم ﷺ کے معجزات اور آیات اتنے زیادہ راویوں سے مروی ہیں کہ وہ یقینی علم دیتے ہیں کہ حضور ﷺ اللہ کے سچے رسول اور برحق نبی ہیں

ابوالعباس ابن تیمیہ نے اپنی کتاب ''الجواب الصحیح'' میں حضور اکرم ﷺ کے معجزات کی بہت سی احادیث ذکر کرنے کے بعد لکھا ہے۔ ''یہ تمام احادیث ان معجزات کے واقعہ ہونے کا یقینی علم عطا کرتی ہیں یہ تمام احادیث جن میں قرآن پاک بھی شامل ہے یہ متواتر ہیں یعنی انہیں ہر خاص و عام جانتا ہے جیسا کہ حضور ﷺ کی مبارک انگلیوں سے پانی رواں ہونا، کھانے کا زیادہ ہو جانا اور کھجور کے تنے کا رونا وغیرہ ان میں سے ہر ایک معجزہ کے بارے میں متواتر احادیث ہیں یہ معجزات مشہور ہیں امت مسلمہ کی ایک نسل دوسری نسل سے روایت کرتی رہی نئے آنے والے گزشتہ لوگوں سے روایت کرتے رہے امت کے ہر طبقہ میں یہ معجزات مشہور اور معروف ہیں اس کی وجہ یہ ہے کہ حضور اکرم ﷺ کے اکثر معجزات اس جگہ رونما ہوتے تھے جہاں انہیں بہت سی مخلوق دیکھتی تھی۔ جیسا کہ جب اہل حدیبیہ نے آپ ﷺ کی مبارک انگلیوں سے پانی کا نکلنا دیکھا تو ان کی تعداد پندرہ سو تھی۔ اسی طرح جب صحابہ کرام نے حدیبیہ کے کنواں کا تمام پانی نکال لیا ایک قطرہ بھی اس میں نہ چھوڑا تو وہاں اتنا زیادہ پانی ہو گیا کہ پورا لشکر سیراب ہو گیا اسی طرح غزوۂ تبوک سے واپسی پر پورے لشکر نے آپ ﷺ کے اس معجزہ کا مشاہدہ کیا کہ ایک عورت کے پاس ایک مشکیزہ تھا جس میں انہوں نے پانی خود بھی پیا اور اپنے تمام برتنوں کو بھی بھر لیا لیکن وہ مشکیزہ اسی طرح بھرا ہوا تھا جس طرح پہلے تھا۔ اسی طرح پندرہ سو صحابہ کرام نے دیکھا کہ اس کھانے سے جو بکری کے پیٹ کے برابر تھا، تمام لشکر نے بھوک مٹائی۔ اسی طرح صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے ایک لشکر جرار جس کی تعداد تیس ہزار تھی نے غزوۂ تبوک میں دیکھا کہ ایک چشمہ جس میں بہت کم پانی تھا اس کا پانی زیادہ ہو گیا حتیٰ کہ تمام لشکر اس سے سیراب ہو گیا اسی طرح بہت سے صحابہ کرام نے اس کھانے کو بھی دیکھا جو انہوں نے ایک دسترخوان پر جمع کیا تھا تمام صحابہ نے اسی دسترخوان سے کھانا شروع کر دیا حتیٰ کہ اسی سے تمام صحابہ سیر ہو گئے اسی طرح اہل خندق نے دیکھا اس وقت ان کی تعداد ایک ہزار سے زائد تھی کہ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھر وہ کھانا جو صرف کچھ جو اور ایک میمنہ (بکری کا بچہ) پر مشتمل تھا کیسے کثیر ہو گیا صحابہ کرام نے تین دن کی بھوک کے بعد اس کھانے کو خوب سیر ہو کر کھایا لیکن اس کے باوجود کھانا باقی تھا۔ اسی طرح جب حضرت ابوطلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھر کھانا کھایا گیا تو اس وقت صحابہ کرام کی تعداد اسّی تھی انہوں نے بھی قلیل طعام کو کثیر ہوتے دیکھا۔ اسی طرح تین سو صحابہ کرام نے پانی کی کو کثیر ہوتے ہوئے اس وقت دیکھا جب تمام نے ایک پیالے سے وضو کر لیا اور پانی آپ ﷺ کی مبارک انگلیوں سے رواں دواں تھا اسی طرح حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ولیمہ کے وقت بھی تین سو صحابہ کرام موجود تھے انہوں نے پتھر کے ایک برتن سے کھانا کھایا وہ تمام تو سیر ہو چکے تھے لیکن کھانا ابھی تک باقی تھا۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ وہ کھانا پہلے سے کم نہ ہوا تھا بلکہ کچھ زائد ہی تھا۔ حضرت سمرہ

قربانیوں کا مقصد نہ وہ دنیا تھی جو اپنی تمام تر آسائشوں کے ساتھ ان کے سامنے حاضر تھی اور نہ ہی وہ مال تھا جو ان کے لئے کثیر تعداد میں جمع تھا نہ ہی ان کا مقصد کوئی جلدی ملنے والی نعمت تھی جس کے حصول میں وہ لالچ کرتے اور اسی وجہ سے حضور مکرم ﷺ کی ذات میں رغبت رکھتے نہ ہی کوئی سلطنت اور دنیاوی شرف تھا جس کے حصول کے لئے وہ کوشش کرتے بلکہ یہ آپ ﷺ کی شان اقدس تھی کہ آپ ﷺ نے غنی کو فقیر بنا دیا کیونکہ آپ ﷺ اسے اپنے مال کو جہاد کے لئے خرچ کرنے کی ترغیب دلاتے رہتے تھے اور اسی طرح زکوٰۃ وصدقات دینے کا حکم دیتے رہتے تھے۔ آپ ﷺ نے صاحب شرف انسان کو عاجز بنا دیا کیونکہ اس کا نفس مہذب ہو گیا تھا وہ اپنے کسی شرف پر فخر نہیں کرتا تھا۔

کیا اتنے عظیم اوصاف ایک شخص میں پائے جا سکتے ہیں یا غور و فکر اور اپنی منشاء سے اتنی عظیم صفات ایک انسان میں جمع ہو سکتی ہیں؟ نہیں، اس اللہ تعالیٰ کی قسم جس نے حضور مکرم ﷺ کو حق کے ساتھ مبعوث کیا اور پھر ان تمام امور کو آپ ﷺ کے لئے مسخر کیا ایسا کبھی نہیں ہو سکتا کوئی دانشمند اس میں ذرہ برابر بھی شک نہیں کر سکتا۔ بلاشبہ یہ اللہ کا امر ہے۔ یہ آسمانی نعمت ہے یہ انسانی عادات کے بالکل خلاف ہے انسانی اعضاء اس وقت تک رسائی کرنے سے قاصر ہیں اس پر صرف وہی انسان قادر ہو سکتا ہے جس کے لئے خلق اور امر ہو (یعنی اس کی تخلیق ہی اسی مقصد کے لئے ہو اور اسے عظیم کا سرانجام دینے کا حکم ہو)

تَبٰرَکَ اللّٰہُ رَبُّ الْعٰلَمِیْنَ

علاوہ ازیں خاتم النبیین ﷺ کے اکثر معجزات متواتر روایت ہیں انہیں بہت سے لوگوں نے بہت سے لوگوں سے روایت کیا ہے۔ آپ ﷺ کے معجزات اس وقت ظاہر ہوتے تھے جب بہت سے لوگ جمع ہوتے تھے۔ جس طرح کہ غزوۂ خندق اور دیگر غزوات وغیرہ کے معجزات ان معجزات کا کسی صحابی نے نہ ہی انکار کیا ہے اور نہ ہی مخالفت کی ہے جبکہ تمام صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین اس معاملہ میں بہت کوشش کرتے تھے۔ ان میں سے خاموش رہنے والے کی خاموشی گفتگو کرنے والے کی گفتگو کی طرح ہے کیونکہ باطل پر خاموش رہنا ان کی فطرت میں شامل نہ تھا نہ ہی وہ جھوٹ میں چاپلوسی سے کام لیتے تھے۔ تمام صحابہ سراپا عدل تھے اللہ کی رضا کے حصول میں وہ کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے نہ ڈرتے تھے۔ اگر ان کے سامنے کوئی برا کام کیا جاتا یا کوئی برائی بیان کی جاتی تو وہ اس کا ضرور انکار کرتے جس طرح کہ انہوں نے ان بعض اشیاء کا انکار کر دیا تھا جو آپ ﷺ کی سیرت اور احادیث میں سے روایت کی گئی تھیں۔ پھر یہ معجزات صحابہ کرام کے بعد ایک نسل سے دوسری نسل روایت کرتی رہی ایک گروہ سے دوسرا گروہ اور ایک جماعت سے دوسری جماعت روایت کرتی رہی۔"

السید احمد دحلان کا کلام ختم ہو گیا۔

ہوتی۔اس کی وجہ اس قوم کے مخصوص تقاضے ہوتے ہیں نیز وہ لوگ ان اشیاء کی خبر دینے والوں کو خوب جانتے ہیں وہ ان کی صفات اور صداقت سے واقف ہوتے ہیں۔اسی طرح وہ علماء جو رسول اللہ ﷺ کی احادیث سے واقف ہوتے ہیں۔آپ ﷺ کے افعال،اقوال اور سیرت سے آشنا ہوتے ہیں قرآن پاک کے معانی اور اس کی آیات کے شان نزول کو جانتے ہیں ان کے مقلدین اپنے آئمہ پر اس قدر یقین رکھتے ہیں کہ ان کے علاوہ اور کوئی آدمی ان پر اس طرح یقین نہیں رکھتا مثلاً حضرت امام ابوحنیفہ،حضرت امام مالک،امام شافعی اور امام احمد بن حنبل رحمہم اللہ تعالیٰ کے مقلدین کے ہر گروہ کے پاس اپنے امام کے ایسے اقوال اور نصوص ہوتیں ہیں جن کے مطابق ان کے علماء فیصلے کرتے ہیں جبکہ ان کے علاوہ دیگر گروہ ان اقوال اور نصوص سے بالکل ناآشنا ہوتے ہیں۔اہل کتاب کے پاس اپنے بزرگوں کی بہت سی ایسی روایات ہیں جن کے مطابق ان کے علماء فیصلہ کرتے ہیں حالانکہ ان کے علاوہ ان روایات کو اور کوئی نہیں جانتا۔

جب دیگر علوم مثلاً فقہ،طب،حساب،نحو اور قرآن پاک حتیٰ کہ بادشاہوں کی حکایات وغیرہ جن کو صرف خاص لوگ ہی جانتے ہیں عوام ان سے واقف نہیں ہوتے سے یقینی علم حاصل ہوتا ہے تو پھر تاجدار مدینہ ﷺ کے معجزات کے متعلق یقینی علم کیوں نہیں حاصل ہوسکتا۔جبکہ آپ ﷺ اپنے غلاموں کے نزدیک تمام مخلوق سے زیادہ معزز ہیں ہر بادشاہ اور فرمانروا سے زیادہ رفیع الشان ہیں۔آپ ﷺ کے حالات کو جاننے کے لئے آپ ﷺ کے غلام بہت زیادہ مشتاق ہیں۔وہ آپ ﷺ کے حالات میں سچائی کی جستجو کرتے ہیں۔ان میں بیان کردہ جھوٹ کو رد کر دیتے ہیں حتیٰ کہ آپ ﷺ کے غلاموں نے آپ ﷺ سے روایت کردہ تمام احادیث کو جمع کیا ہے۔انہوں نے احادیث کی کئی کتابیں تصنیف کی ہیں ان کتب میں انہوں نے راویوں کے حالات کا بھی جائزہ لیا ہے۔ان راویوں پر انہوں نے جرح اور تعدیل کی ہے۔آپ ﷺ کی امت نے آپ ﷺ کی احادیث میں اتنی محنت کی ہے جس کی مثال دیگر انبیاء کی امتوں میں ملنا محال ہے۔ان کی اس سعی بلیغ سے معلوم ہوتا ہے کہ حضور ﷺ کے امتی آپ ﷺ کے حالات دیگر امتوں سے زیادہ جانتے ہیں۔یہ راوی کے صدق اور کذب کو سب سے زیادہ جاننے والے ہیں۔ان کا یہ علم ہر امت کے لوگوں سے زیادہ ہے جو اپنے انبیاء سے احادیث روایت کرتے ہیں۔جب سابقہ امتیں جو احادیث اپنے انبیاء سے نقل کرتی تھیں ان پر ان کا اتفاق ہوتا تھا اور ان کی تصدیق پختگی سے کرتے تھے۔ان کا سچا ہونا ضروری ہے تو پھر امت مسلمہ جن کا ان احادیث کی سچائی پر یقین اور تصدیق پر اتفاق ان سے کہیں زیادہ ہے،کے لئے بھی ضروری ہے کہ وہ سچی ہوں صحیحین(1) میں عام احادیث وہ ہیں جن کی صداقت کے بارے میں علماء کا اتفاق ہے اور اس صداقت پر انہیں یقین ہے ان دونوں کتابوں میں بہت تھوڑی احادیث ایسی ہیں جن کے بارے میں جھگڑا ہوا اور وہ معجزات جن کا ہم نے ذکر کیا ہے وہ صحاح ستہ میں موجود ہیں یہ وہ احادیث ہیں جن پر علماء کا اجماع مشہور ہے ان کی صداقت کا انہیں یقین ہے یہ احادیث وہ نہیں جن کے بارے میں علماء کا اختلاف ہے۔ان معجزات کی تصدیق کے لئے یہ دو طریقے ہیں:۔(1) تواتر عام،(2) تواتر خاص۔

1۔صحیح مسلم و صحیح بخاری۔

بن جندب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت کردہ حدیث کے مطابق دس آدمی ولیمہ کھانے بیٹھ جاتے تھے اور پہلے دس کھڑے ہو جاتے تھے لیکن وہ پتھر کے ایک ہی پیالے کو جو کھانے سے لبریز تھا صبح سے شام تک گھوماتے رہے۔ اسی طرح بہت سے صحابہ کرام نے تھوڑے سے دودھ کو پی لیا۔ وہ آپ ﷺ کی برکت سے انہیں کافی ہو گیا بلکہ اس میں سے کچھ دودھ بچا بھی رہا۔ اسی طرح یہ معجزات مصطفیٰ علیہ التحیہ والثناء لوگوں میں گردش کرتے رہتے مشاہدہ کرنے والا غائب کو بتاتا رہا۔ اسی وجہ سے حضور مکرم ﷺ کے بہت سے معجزات ہر مسلمان جانتا ہے اور انہیں دیگر افراد تک منتقل کرتا رہتا ہے لیکن وہ احکام جو آپ ﷺ سے متواتر روایت ہیں ان کی کیفیت یہ نہیں ہے علماء کے نزدیک تو وہ متواتر ہیں لیکن بہت سے مسلمان ان سے نا آشنا ہیں وہ عزائم اور اسباب جو آپ ﷺ کے معجزات کو نقل کرنے کا تقاضا کرتے ہیں وہ دیگر انبیاء کے مقابلہ میں کہیں زیادہ ہیں۔ اسی طرح وہ عزائم اور اسباب بادشاہوں کی زندگیوں کے عجیب واقعات کو نقل کرنے کا تقاضا کرنے والے ارادے اور اسباب سے بھی کثیر ہیں بلاشبہ جو شخص ان معجزات کے روایت کرنے میں ہی غور و فکر کرے گا اس کو معلوم ہوگا کہ ان معجزات کی شہرت ہر زمانہ میں رہی دیگر انبیاء کے معجزات اور بادشاہوں کی حکایات کی بنسبت سرور عالم ﷺ کے معجزات زیادہ روایت کئے جاتے ہیں۔

ہر انسان کے لئے ان معجزات کا متواتر ہونا ضروری نہیں سابقہ لوگوں کے حالات جو ایک قوم کے نزدیک متواتر ہیں لیکن دیگر اقوام کے بہت سے لوگ ان کے حالات سے بالکل نا آشنا ہوتے ہیں ان کے حالات کا متواتر ہونا تو دور کی بات ہے دیگر اقوام نے ان کے نام تک نہیں سنے ہوتے۔ بہت سی اقوام ایسی بھی ہیں جو انبیاء علیہم السلام کے نام تک نہیں جانتیں ان کے ہاں ان انبیاء کے حالات تواتر سے کیسے ثابت ہو سکتے ہیں۔ اسی طرح انبیاء کرام کی اتباع کرنے والوں میں سے بہت سے لوگ ایسے بھی ہوتے ہیں جو شہنشاہوں کی حکایات سے نا آشنا ہوتے ہیں حالانکہ وہ واقعات ان کے علاوہ کسی دوسری قوم میں تواتر سے ثابت ہوتے ہیں لیکن آپ ﷺ کے یہ معجزات ہر خاص و عام میں مشہور ہیں وہ ان تاریخی واقعات سے بھی زیادہ مشہور ہیں۔ اس لئے ان معجزات کو متواتر کہنے میں کوئی حرج نہیں ہے پھر وہ کتابیں جن میں یہ واقعات منقول ہیں وہ دیگر تاریخی کتب سے زیادہ صحیح ہیں کیونکہ ان تاریخی کتب کے واقعات میں سے اکثر کی سند درست نہیں ہوتی بلکہ منقطع ہوتی ہے ان میں ان گنت جھوٹ شامل کر دیئے جاتے ہیں لیکن سرور کائنات کے معجزات ہر خاص و عام میں مشہور ہیں کچھ معجزات عوام کے نزدیک متواتر ہیں اور کچھ معجزات اہل علم کے نزدیک متواتر ہیں۔

آپ ﷺ کے تمام معجزات صحاح ستہ میں موجود نہیں ہیں بلکہ ان میں سے اکثر بخاری شریف اور مسلم شریف میں بھی نہیں ہیں یہ ان معجزات کی شہرت ہی ہے جس کی وجہ سے اہل علم ان کے صحیح ہونے کا فیصلہ کرتے ہیں اور انہیں یہ یقین اسی شہرت کی وجہ سے حاصل ہوتا ہے۔ گویا کہ یہ معجزات ان کے نزدیک اپنی شہرت کی وجہ سے متواتر ہیں۔

اور اگر وہ معجزات ایک قوم کے نزدیک تو متواتر ہوں لیکن دوسری قوم کے نزدیک متواتر نہ ہوں تو پھر بھی کوئی حرج نہیں کیونکہ ایسا ہوتا رہتا ہے کہ بعض اشیاء ایک قوم کے ہاں تو مشہور ہوتیں ہیں لیکن دوسری قوم کے ہاں انہیں شہرت حاصل نہیں

مرد اور عورتیں تھیں اسی طرح آپ ﷺ کی مبارک انگلیوں سے پانی کا جاری ہونا، یوم حدیبیہ کو کنویں سے پانی کا نکلنا اس دن آپ ﷺ کے پاس پندرہ سو آدمی موجود تھے۔ تمام کے تمام صالح اور اہل جنت میں سے تھے ان میں سے کسی ایک کے بارے میں بھی یہ گمان نہیں کیا جا سکتا کہ وہ حضور اکرم ﷺ کی طرف ایک چھوٹا سا جھوٹ بھی منسوب کرے۔ اسی طرح غزوۂ خیبر میں پانی اور کھانے کا کثیر ہو جانا وہاں بھی پندرہ سو صحابہ کرام موجود تھے۔ اسی طرح غزوۂ تبوک میں رونما ہونے والے معجزات بھی ہیں کیونکہ وہاں بھی کئی ہزار آدمی موجود تھے۔ وہ لوگ جو ان مواقع پر موجود تھے۔ انہوں نے یہ معجزات ان لوگوں تک پہنچائے جو وہاں موجود نہ تھے۔ جو لوگ وہاں موجود نہ تھے وہ یہ خبر لے کر ان کے پاس گئے جن کے سامنے یہ معجزات ظہور پذیر ہوئے تھے اس طرح انہوں نے ایک دوسرے کی تصدیق کی اور بغیر کسی اتفاق کے یہ شخص بھی اسی طرح اس معجزہ کو بیان کرتا تھا جس طرح اس نے پہلے سن رکھا تھا۔ اس آدمی کی کم از کم کیفیت یہ ضرور ہوتی تھی کہ وہ اس معجزہ کا اقرار ضرور کرتا تھا اس کا انکار نہ کرتا تھا اور اس فطرت سلیمہ کی وجہ سے جس پر اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو پیدا کیا ہے اور صدق و امانت کا وہ وصف جو ہمارے اسلاف میں پایا جاتا تھا اس کی وجہ سے اور اس صدق و امانت پر ان کے اعتقاد کی وجہ سے ہم یہ جان سکتے ہیں کہ اس معجزہ کا اقرار کرنا ان کے لئے ضروری تھا۔ وہ حضور اکرم ﷺ کی طرف جھوٹ منسوب کرنے سے بہت زیادہ اجتناب کرتے تھے اور آپ ﷺ کی بہت زیادہ تعظیم کرتے تھے کیونکہ وہ تمام حضور اکرم ﷺ کی اس حدیث کو جانتے تھے "جن کے جان بوجھ کر میری طرف جھوٹ منسوب کیا اسے چاہئے کہ وہ اپنا ٹھکانہ جہنم میں بنا لے۔"

ہم یہ بھی جانتے ہیں کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اس آدمی کی کبھی بھی تصدیق نہ کرتے تھے جن کے بارے میں وہ جان لیتے کہ یہ حضور اکرم ﷺ کی طرف جھوٹ منسوب کر رہا ہے۔ جب اس پر ان کی تصدیق کا اتفاق ہو گیا کہ ان کے درمیان یہ معجزات بغیر کسی انکار کے روایت ہوتے رہے تو اس بات کا یقینی علم حاصل ہو گیا کہ صحابہ کرام ان معجزات کو روایت کرنے میں متفق تھے جس طرح وہ قرآن اور شریعت متواترہ کو روایت کرنے میں متفق تھے۔ ان میں سے جمہور صحابہ کرام قرآن پاک کو روایت کرنے کے لئے اپنے آپ کو متعین نہیں کرتے تھے بلکہ ایک صحابی قرآن سناتا تھا جبکہ دوسرا اس سے سن لیتا تھا وہ ایک دوسرے پر قرآن شریف کے پڑھنے کا انکار نہ کرتے تھے۔ ایک صحابی دوسرے کو یہ کہتے کہ (حضر میں) ظہر کی چار رکعتیں ہیں مغرب کی تین اور فجر کی دو رکعتیں ہیں اس طرح وہ ایک دوسرے کی روایت کی تصدیق کرتے تھے۔ جب تمام صحابہ کرام معجزات کو روایت کرنے میں ایک دوسرے کی تصدیق کرتے تھے تو معلوم ہوا کہ ان کا ان معجزات پر اتفاق ہے یہ تواتر کی انتہا ہے اسی طرح تمام صحابہ کرام نے حضور اکرم ﷺ کی شریعت، معجزات اور دلائل کو روایت کیا۔

اس بحث سے یہ واضح ہوا کہ جس روایت کا بعض علماء انکار کرتے دوسرے بھی اسے رد کر دیتے وہ اس روایت میں اس راوی کے ساتھ اتفاق نہ کرتے۔ جب صحابہ کرام کے بعد کے علماء ان خصوصیات کے حامل تھے تو صحابہ کرام کے بارے میں تیرا کیا خیال ہے جس نے اس طریقہ میں غور و فکر کیا اس کو معلوم ہوا کہ حضور مکرم ﷺ کے معجزات علم یقینی کا فائدہ دیتے ہیں پہلے دونوں طریقوں سے بھی یہی ثابت ہوا۔

معجزات کی تصدیق کے لئے ایک تیسرا طریقہ بھی ہے اس کا نام ''تواتر معنوی'' ہے یہ وہ طریقہ ہے جس کو عام لوگ بھی جانتے ہیں۔ لوگوں نے ایسی مختلف حکایات سن رکھی ہوتی ہیں جن تمام میں ایک وصف مشترک ہوتا ہے مثلاً لوگوں نے مختلف ایسی داستانیں سنی ہیں جن میں عنترہ کی شجاعت، حاتم کی سخاوت، حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عدل اور احنف کے حلم کا ذکر ہے ان حکایات کے مجموعہ سے یہ یقینی علم حاصل ہوتا ہے کہ وہ شخص اس صفت سے متصف ہے اگر وہ تمام حکایات جدا جدا ہو جائیں تو وہ یقینی علم کا فائدہ نہیں دیتیں کیونکہ ان میں سے ہر حکایت تواتر سے ثابت نہیں ہے۔ جب یہ ثابت ہو گیا کہ ایسی حکایات یقینی علم کا فائدہ دیتی ہیں تو پھر وہ احادیث جن کا تعلق حضور اکرم ﷺ کے معجزات کے ساتھ ہے یہ ان لوگوں کی حکایات سے کئی گنا زیادہ بار روایت کی گئی ہیں ان کے راوی ان حکایات کے راویوں سے زیادہ اجل اور افضل ہیں یہ تمام روایات اس بات کو بیان کر رہی ہیں کہ محمد بن عبداللہ (فداہ روحی، ابی، امی) ﷺ کے دست اقدس پر بہت سے معجزات رونما ہوتے تھے۔ یہ معجزات اتنے عظیم تھے کہ ان جیسے معجزات کسی اور انسان کے ہاتھ سے ظہور پذیر نہیں ہوئے تھے۔ مسلمانوں کا علم ان اہل کتاب کے علم یقیناً زیادہ ہے جو حضرت موسیٰ اور حضرت عیسی علیہما السلام کے معجزات کو روایت کرتے تھے حضور ﷺ سے قرآن اور دیگر معجزات کو روایت کرنے والے راویوں کی تعداد توراۃ اور انجیل کے راویوں سے کئی گنا زیادہ ہے توراۃ عام بنی اسرائیل کے لئے محفوظ نہ تھی جس طرح کہ قرآن عام مسلمانوں کے لئے بھی محفوظ ہے جب بیت المقدس میں فسادات ہوئے تو توراۃ کو حفظ کرنے والوں کی تعداد بہت کم رہ گئی حتیٰ کہ لوگوں نے اس کے متواتر منقول ہونے میں بھی بحث و مباحثہ شروع کر دیا یہی حال انجیل کا ہے کہ اس کو روایت کرنے والے حضور ﷺ کے معجزات کو روایت کرنے والوں سے کم ہیں۔

جب نصاریٰ یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ وہ راوی نیک خو تھے ان میں صاحب کرامات تھے جس طرح کہ وہ حواریوں کی کرامات بیان کرتے ہیں تو صحابہ کرام علیہم الرضوان اور آپ ﷺ کے سچے پیروکاروں کی کرامات ان حواریوں کی کرامات سے زیادہ ہیں بلکہ ان کی کرامات دیگر امم کے تمام اولیاء کی کرامات سے زیادہ ہیں۔ امت کے کچھ ایسے صاحب کرامات لوگ ہیں جو پورے لشکر کو پانی پر تیرا سکتے تھے۔ کچھ لوگ زہر قاتل کو پی جاتے تھے بعض کی دعا سے اللہ تعالیٰ مردوں کو حیات نو عطا فرماتا تھا۔ ان کی دعاؤں سے کھانا اور پانی کثیر ہو جاتے تھے یقیناً اس امت کے صالحین کی کرامات اہل کتاب کے حواریوں سے زیادہ ہیں۔ اہل کتاب بھی اپنے اولیاء کی کرامات کو اسی طرح لکھا کرتے تھے جس طرح امت مسلمہ اپنے اولیائے کرام کی کرامات کو لکھتی ہے اہل کتاب کے پاس ان کرامات سے بھرپور کئی کتابیں تھیں مثلاً اخبار الحواریین، سفر الملوک وغیرہ اہل کتاب ان کرامات کی صحت کے لئے جو دلائل دیتے ہیں وہ ان دلائل سے کمزور اور ضعیف ہیں جو مسلمان اپنے نبی کریم ﷺ کے معجزات اور اولیاء کرام کی کرامات کی صحت اور صداقت کے لئے دیتے ہیں۔ مسلمانوں کے دلائل ان سے کہیں قوی اور عیاں ہیں۔

ان معجزات کی تصدیق کے لئے چوتھا طریقہ یہ ہے کہ وہ معجزات جن کا ہم نے ذکر کیا ہے ان میں سے کچھ ایسے ہیں جو مجمع عام کے سامنے رونما ہوئے۔ جیسا کہ خندق کے دن طعام کا کثیر ہو جانا اس معجزہ کے ظہور کے وقت وہاں ہزاروں کی تعداد میں

''وہ (اللہ) ہی ہے جس نے بھیجا ہے اپنے رسول کو (کتاب) ہدایت اور دین حق دے کر تا کہ غالب کر دے اسے تمام دینوں پر اور (رسول کی صداقت پر) اللہ کی گواہی کافی ہے۔''

تمام ادیان پر دین اسلام کا غلبہ یقیناً علم، حجت اور دلیل کی وجہ سے ہوگا اور یقیناً یہ علم اور حجت اس علم میں شامل ہوں گے جو آپ ﷺ سے روایت کیا گیا ہوگا اور ان دلائل اور براہین سے مراد حضور اکرم ﷺ کی شریعت اور دلائل ہیں۔ اسی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے علم، دلیل اور حجت کے لحاظ سے دین اسلام کو غلبہ عطا فرمایا ہے۔ جس طرح کہ اللہ تعالیٰ نے اسے قوت، نصرت اور تائید کی وجہ سے غلبہ عطا فرمایا ہے۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

معجزات یقینی علم کا فائدہ دیتے ہیں۔ یہ معلوم کرنے کا چھٹا طریقہ یہ ہے کہ علماء کرام نے حضور ﷺ کے معجزات میں کئی ضخیم کتب تصنیف کی ہیں مثلاً ''دلائل النبوۃ'' جس کے مصنف شیخ علامہ ابوبکر بیہقی رحمۃ اللہ علیہ ہیں ''دلائل النبوۃ'' اس کے مصنف ابوشیخ الاصبہانی اور ابوالقاسم الطبرانی رحمہما اللہ تعالیٰ ہیں۔ اسی طرح ''دلائل النبوۃ'' جس کے مصنف حافظ ابوزرع الرازی ہیں اسی طرح شیخ ابوبکر عبداللہ بن ابی الدنیا، امام ابواسحٰق حربی اور حافظ ابوجعفر فریابی کی تصانیف بھی اسی صنف میں ہیں ''الوفا فی فضائل المصطفیٰ'' جس کے مصنف علامہ ابوالفرج ابن جوزی ہیں ''دلائل النبوۃ'' جس کے مصنف علامہ ابوعبداللہ المقدسی ہیں یہ تمام کتابیں حضور ﷺ کے معجزات پر ہی مشتمل ہیں۔ ان علماء نے اپنی کتابوں میں ان معجزات وغیرہ کا مشہور اسناد کے ساتھ ذکر کیا ہے اور دیگر علماء نے تمام سند کا تذکرہ نہیں کیا صرف اس شخص کا ذکر کیا ہے جس سے انہوں نے وہ حدیث روایت کی۔ جیسا کہ حضرت علامہ قاضی عیاض السبتی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب ''الشفا بتعریف الحقوق المصطفیٰ'' میں کہا ہے کچھ مصنفین ایسے ہیں جو ایک سند کو کئی بار ذکر کرتے ہیں اور ان اسناد سے اس حدیث کی صحت اور زیادہ واضح ہو جاتی ہے۔ اس طرز پر کتابیں تصنیف کرنے والے علماء مندرجہ ذیل ہیں: علامہ قاضی عبدالجبار، علامہ جاحظ، علامہ ماوردی اور علامہ فقیہ سلیم الرازی رحمۃ اللہ علیہم۔ ان کتب میں وہ احادیث جن میں آپ ﷺ کی نبوت اور رسالت کے دلائل ہیں وہ کئی گنا ہوگئی ہیں اور وہ احادیث ان احادیث کی طرح متواتر ہوگئی ہیں جن میں احکام شریعت مذکور ہیں۔ آپ ﷺ کے وہ معجزات جو قرآن پاک میں مذکور ہیں احکام شریعت والی احادیث سے زیادہ متواتر ہیں اور وہ کتابیں جو ان معجزات اور دلائل پر مشتمل ہیں جو قرآن مجید میں مذکور نہیں ہیں ان میں معجزات کی احادیث، احکام کی احادیث سے بھی کئی گنا زیادہ ہیں بلکہ آپ ﷺ کے معجزات کی اقسام میں سے ہر قسم کے بارے میں روایت کردہ احادیث احکام کی احادیث سے کئی گنا زیادہ ہیں مثلاً وہ احادیث جن میں آپ ﷺ نے غیب کی خبریں دی ہیں اور قلیل طعام یا پانی کا کثیر ہو جانا مذکور ہے ان کا تواتر کئی بار ثابت ہے بلکہ وہ احادیث جن میں آپ ﷺ کی مبارک انگلیوں سے پانی کا رواں ہونا مذکور ہے۔ یا خشک چشمہ سے پانی کا جاری ہونا مذکور ہے وہ بھی تواتر کی حد سے کم نہیں ہیں پس وہ احادیث جو آپ ﷺ کے معجزات کے بارے میں وارد ہیں وہ دیگر تمام احادیث سے کئی گنا متواتر ہیں۔ اسی وجہ سے امت مسلمہ میں اور علماء کرام میں حضور ﷺ کے حالات زندگی کی شہرت دیگر تمام امور سے زیادہ ہے۔ یہ تمام بحث ان معجزات کے بارے میں ہے جن کا ذکر قرآن مجید میں

لوگ جس چیز کو جاننے کے جتنے محتاج ہوتے ہیں اللہ تعالیٰ اس کے دلائل اتنے ہی آسان فرما دیتا ہے مخلوق کو رسول مکرم ﷺ کی تصدیق کی ضرورت تمام اشیاء سے زیادہ ہے کیونکہ اس سے انہیں سعادت ابدی حاصل ہوتی ہے عذاب سے نجات کا دارومدار اسی پر ہے اور اسی سے ان کی دنیا و آخرت کی بہتری ہے۔ اسی وجہ سے آپ ﷺ کی نبوت کے دلائل بھی واضح اور آسان ہیں۔

پانچواں طریقہ یہ ہے کہ تمام علماء کے نزدیک بھی آپ ﷺ کے معجزات تواتر سے ثابت ہیں تفاسیر کی تمام کتابیں آپ ﷺ کے معجزات سے بھری ہوئی ہیں ان میں یہ معجزات متواتر روایت ہیں احادیث کی تمام کتب بھی ان معجزات سے بھرپور ہیں ان میں بھی یہ معجزات تواتر سے ثابت ہیں۔ اسی طرح فقہ کی کتب بھی انہیں معجزات سے لبریز ہیں ان میں بھی یہ معجزات تواتر سے ثابت ہیں۔ فقہ کی کتب میں اگرچہ یہ معجزات مقصود نہیں ہوتے۔ ان کا مقصود تو احکام شریعت ہی ہوتے ہیں لیکن احکام کے ضمن میں فقہاء کو آپ ﷺ کے معجزات کو ذکر کرنا پڑتا ہے اصول اور علم کلام کی کتابیں بھی ان معجزات سے لبریز ہیں۔ ان میں بھی ان معجزات کا تواتر ثابت ہے جب علماء کے ان طبقات سے ہر طبقہ کا روایت کرنا ہی یقینی علم کا فائدہ دیتا ہے تو پھر ان معجزات کی کیفیت کیا ہوگی جن کو علماء کے تمام طبقات نے روایت کیا ہو۔

مذکورہ بالا تمام طریقوں سے کبھی معجزات کی جنس عام کے تواتر پر دلیل حاصل کی جاتی ہے اور کبھی ان کی جنس الجنس پر استدلال کیا جاتا ہے جس طرح کہ کم کھانے اور کم پانی کا زیادہ ہو جانے کی روایات تواتر سے ثابت ہیں اور کبھی اس کی نوع النوع پر دلیل پکڑی جاتی ہے جس طرح کہ آپ ﷺ کی مبارک انگلیوں سے پانی جاری ہونا اور تھوڑے سے کھانے سے بہت سے لوگوں کا سیر ہو جانا تواتر سے ثابت ہے اور کبھی ان معجزات سے تواتر شخصی پر استدلال کیا جاتا ہے جس طرح حضور اکرم ﷺ کے فراق میں کھجور کے تنے کا رونا یہ بھی تواتر سے ثابت ہے جب انسان ان تمام میں غور و فکر کرتا ہے تو اس کو معلوم ہو جاتا ہے کہ ان معجزات سے علم یقینی ہی حاصل ہوتا ہے وہ یہ بھی جان لے گا کہ ان معجزات سے حاصل ہونے والا علم دیگر احادیث متواترہ سے حاصل ہونے والے علم سے زیادہ واضح اور عیاں ہوتا ہے ہمارے نبی کریم ﷺ کے معجزات کا علم اور آپ کی شریعت کا علم ان تمام علوم سے زیادہ واضح اور عیاں ہے جو علوم اخبار متواترہ سے مقصود ہوتے ہیں اسی طرح حضور ﷺ کے حالات زندگی، آپ کے اقوال و افعال اور آپ کی سیرت تمام سابقہ انبیاء، بادشاہ، مشائخ اور علماء کے حالات زندگی اور افعال سے زیادہ عیاں اور اکمل ہیں اسی طرح موجودہ تمام اشیاء مثلاً دور دراز کے شہر اور ممالک وغیرہ جن کا علم بھی تواتر سے ہو سکتا ہے۔ ان تمام سے حضور مکرم ﷺ کی شریعت اور معجزات کا علم زیادہ واضح اور عیاں ہے المختصر جس چیز کا علم بھی تواتر سے ہو سکتا ہے اس سے نبی کریم ﷺ کے حالات زندگی اور معجزات کا علم زیادہ بین اور واضح ہوگا۔ اسی وجہ سے اللہ رب العزت نے ارشاد فرمایا:

هُوَ الَّذِيْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ ۭ وَكَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًا ۝

(الفتح:28)

قسم اول

اس قسم میں وہ عظیم الشان واقعات بیان کئے جائیں گے جو آپ ﷺ کی نبوت کی عظمت کو عیاں کرتے ہیں نیز اس میں آپ ﷺ کے متعلق بشارت کا ذکر جمیل بھی ہو گا۔ یہ قسم آٹھ ابواب پر مشتمل ہے

حضرت امام قسطلانی رحمۃ اللہ علیہ نے ''مواہب لدنیہ'' میں اللہ تعالیٰ کے اس فرمان:

اَلَّذِیۡنَ یَتَّبِعُوۡنَ الرَّسُوۡلَ النَّبِیَّ الۡاُمِّیَّ الَّذِیۡ یَجِدُوۡنَہٗ مَکۡتُوۡبًا عِنۡدَہُمۡ فِی التَّوۡرٰىۃِ وَ الۡاِنۡجِیۡلِ ۫ (الاعراف:157)

''یہ وہ ہیں جو پیروی کرتے ہیں اس رسول کی جو نبی امی ہے جس کے (ذکر) کو وہ پاتے ہیں لکھا ہوا اپنے پاس تورات میں اور انجیل میں۔''

کے متعلق لکھا ہے'' یہ آیت مبارکہ اس بات کا اظہار کر رہی ہے کہ آپ ﷺ کا ذکر مبارک توراۃ اور انجیل میں ہے اگر آپ ﷺ کا ذکر ان میں نہ ہوتا تو پھر آپ ﷺ کا یہ فرمان یہود ونصاریٰ کی نفرت کا سب سے بڑا سبب ہوتا۔ کیونکہ جھوٹ اور بہتان پر اصرار کرنا بہت زیادہ نفرت کا سبب ہوتا ہے۔ عقلمند انسان اس چیز کے لئے کوشش نہیں کرتا جس میں اس کا نقصان ہو اور لوگ اس کے قول کو قبول کرنے سے اعراض کریں۔ جب تاجدار نبوت ﷺ نے انہیں یہ بتا دیا تو یہ اس بات کی دلیل ہے کہ آپ ﷺ کا ذکر مبارک تورات اور انجیل میں موجود ہے یہ دلیل حضور اکرم ﷺ کی نبوت کی صداقت کے عظیم دلائل میں سے ہے لیکن اہل کتاب کی کیفیت وہی ہے جس طرح اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے: لَیَکۡتُمُوۡنَ الۡحَقَّ وَ ہُمۡ یَعۡلَمُوۡنَ (البقرہ:146) یُحَرِّفُوۡنَ الۡکَلِمَ عَنۡ مَّوَاضِعِہٖ ۙ (المائدہ:13)

ورنہ وہ آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ذات کو اسی طرح جانتے تھے جس طرح وہ اپنے بیٹوں کو جانتے تھے۔ وہ آپ ﷺ کا ذکر توراۃ اور انجیل میں پاتے تھے لیکن انہوں نے ان کتابوں میں تحریف کر دی اور انہیں بدل ڈالا۔ ان کا مقصد یہ تھا۔

اَنۡ یُّطۡفِـُٔوۡا نُوۡرَ اللّٰہِ بِاَفۡوَاہِہِمۡ وَ یَاۡبَی اللّٰہُ اِلَّاۤ اَنۡ یُّتِمَّ نُوۡرَہٗ وَ لَوۡ کَرِہَ الۡکٰفِرُوۡنَ ﴿۳۲﴾ (التوبہ:32) '' کہ بجھا دیں اللہ کے نور کو اپنی پھونکوں سے اور انکار فرماتا ہے اللہ مگر یہ کہ کمال تک پہنچا دے اپنے نور کو اگرچہ ناپسند کریں (اس کو) کافر۔''

ان کی کتابوں میں تحریف وتبدل کے بعد بھی نبی کریم ﷺ کی نبوت کے بے شمار دلائل ہیں۔ ان میں آپ ﷺ کی رسالت اور شریعت کی علامات اب بھی ظاہر ہیں۔ وہ ان دلائل سے کیسے انکار کر سکتے ہیں مثلاً سریانی زبان میں حضور ﷺ کا اسم مبارک ''مشقح'' ہے بلاشبہ اس کا معنی محمد (فداہ روحی) ہے کیونکہ جب وہ الحمد للہ کہنا چاہتے ہیں تو کہتے ہیں

نہیں ہے وہ معجزات جو قرآن پاک میں مذکور ہیں ان کے لئے علماء نے کئی علیحدہ کتب تصنیف کی ہیں حتیٰ کہ انہوں نے یہ فرمایا ہے کہ قرآن پاک میں دس ہزار سے زیادہ معجزات ہیں اور معجزات کی یہ دونوں اقسام ان معجزات کے علاوہ ہیں جو سابقہ کتب میں موجود ہیں اور یہ تینوں اقسام ان معجزات کے علاوہ ہے جو آپ ﷺ کی لائی ہوئی شریعت مطہرہ میں ہیں۔ ان معجزات کی تمام اقسام میں نہ تو آپ ﷺ کی امت کے خصائص شامل ہیں اور نہ ہی آپ ﷺ کی سیرت، اخلاق، اوصاف اور حالات شامل ہیں۔

آپ ﷺ کے معجزات کی تعداد اتنی زیادہ ہے کہ انسان ان کا احاطہ نہیں کر سکتا اس کے باوجود ان تمام پر ایمان لانا واجب ہے اللہ تعالیٰ نے اس قوم کے لئے بلکہ ہر شخص کے لئے اتنے زیادہ دلائل بیان فرمائے ہیں کہ کسی اور امت کے لئے اتنے زیادہ دلائل ذکر نہیں فرمائے۔ جس طرح اللہ تعالیٰ نے اس قوم کے لئے بلکہ ہر شخص کے لئے اس کے نفس اور آفاق میں اپنی ربوبیت کے اتنے زیادہ دلائل دکھائے ہیں اتنے دلائل کسی اور امت کو نہیں دکھائے۔

تکذیب کی۔ حضور ﷺ انہیں اپنی اتباع اور تصدیق کی دعوت دیتے تھے۔ آپ ﷺ کے لئے یہ کیسے مناسب تھا کہ آپ ﷺ اہل کتاب کو جھوٹے دلائل دیتے اور آپ ﷺ یہ فرماتے کہ میری نبوت اور صداقت کی علامت میرا وہ ذکر ہے جو تم اپنی کتابوں میں پاتے ہو وہ آپ ﷺ کا ذکر اس طرح نہ پاتے جس طرح آپ ﷺ نے بیان فرمایا تھا۔ تو کیا یہ جھوٹے دلائل آپ ﷺ کے اور اہل کتاب کے درمیان مزید دوری کا سبب نہیں بن سکتے؟ حالانکہ آپ ﷺ اس سے مستغنی تھے کہ اہل کتاب کو ان دلائل سے دعوت دیں جو ان میں نفرت پیدا کر دے اور انہیں ان دلائل سے جمع ہونے کے لئے کہتے جو ان کی وحشت میں اور زیادہ اضافہ کر دے اور اہل کتاب کے کتنے ہی ایسے علماء تھے جو آپ ﷺ پر ایمان لے کر آئے۔ مثلاً عبداللہ بن سلام، تمیم داری اور کعب الاحبار رضی اللہ تعالیٰ عنہم وغیرہ۔

علامہ ابن تیمیہ نے ذکر کیا ہے "آپ ﷺ کا قرآن پاک میں کئی مرتبہ ذکر، اہل کتاب سے آپ ﷺ کی گواہی طلب کرنا اور آپ ﷺ کے متعلق یہ خبر دینا کہ آپ ﷺ کا ذکر مبارک سابقہ کتب میں موجود ہے یہ تمام باتیں ایک عقلمند کی ضرور راہ نمائی کرتی ہیں کہ آپ ﷺ کا ذکر مبارک سابقہ کتب میں موجود ہے حضور اکرم ﷺ کی اس خصوصیت کے بارے میں کسی مؤمن یا کافر کو شک نہیں کہ آپ تمام زمین سے زیادہ دانا تھے۔ آپ ﷺ کو جھٹلانے والوں کو بھی یہ شبہ نہیں کہ آپ ﷺ کو جو دانائی، عقلمندی اور معرفت حاصل ہوئی وہ نہ کسی شخص کو آپ ﷺ سے پہلے عطا ہوئی اور نہ ہی بعد میں ملے گی اور اسی عقل اور دانائی کی وجہ سے آپ ﷺ کو اس عظیم منصب پر فائز ہونے کی سعادت حاصل ہوئی۔ ثابت ہوا کہ حضور اکرم ﷺ نہ ہی کوئی نازیبا فعل سرانجام دے سکتے تھے اور نہ ہی ایسی خبر دے سکتے تھے جس میں جھوٹ کی آمیزش ہو کیونکہ آپ ﷺ اس بات پر بہت حریص تھے کہ لوگ آپ ﷺ کی تصدیق کریں آپ ﷺ لوگوں کو بہت زیادہ آسان انداز سے تبلیغ فرماتے تھے تاکہ وہ آپ کی تصدیق کریں۔ آپ ﷺ کی شان اقدس اس سے کہیں بالاتر ہے کہ آپ ﷺ ایسا کام کریں جس میں لوگوں کو یہ شبہ ہو کہ آپ ﷺ (خاکم بدہن) جھوٹ بول رہے ہیں۔ اس تمام بحث سے معلوم ہوا کہ آپ ﷺ کا ذکر اہل کتاب کی کتب میں موجود تھا اور اگر یہ تسلیم کیا جائے کہ آپ ﷺ کا ذکر مبارک ان کتب میں موجود نہیں تھا تو یقیناً آپ ﷺ کو روک دیا جاتا کہ آپ ﷺ بار بار اس چیز کی خبر نہ دیں نہ اس کے لئے اہل کتاب سے کوئی گواہی طلب کریں اور نہ ہی اس کا اظہار اپنے احباب، مخالفین، دوست اور دشمنوں کے سامنے کریں کیونکہ ایسا کام صرف وہی انسان کر سکتا ہے جو عقل و دانش سے بالکل بے بہرہ ہو، اس میں اس پر ایمان لانے والے لوگوں کے سامنے بھی کذب کا اظہار ہے اور ان لوگوں کے سامنے بھی جھوٹ کا اظہار ہے جو اس کی خبر دینے والے ہیں یہ اس کے مقصود کے خلاف ہے یہ اس آدمی کی طرح ہے جو اپنے خلاف ہی گواہیاں قائم کرتا ہے۔ وہ شخص کسی ایسے آدمی کے پاس جاتا ہے جس کے بارے میں اسے یقین ہے کہ وہ جھوٹ نہیں بولتا اور اسے یہ بھی معلوم ہے کہ وہ اس کے واقعہ کا نہ شاہد ہے اور نہ ہی اس وقت حاضر تھا۔ وہ آدمی اس شخص کے بارے میں یہ کہتا ہے "یہ میری گواہی دے گا، یہ میری گواہی دے گا" یہ تمام لوگ اس واقعہ کے وقت حاضر تھے لیکن وہ شخص اس آدمی کو جواب دیتا ہے "ہم تیرے لئے گواہی نہیں دیں گے اور نہ ہی ہم اس واقعہ کے وقت موجود تھے۔" اس طرح کا فعل کوئی

''شقحا لاھا'' جب حمد کو سریانی میں ''شقح'' کہتے ہیں تو ''مشقح'' کا معنی یقیناً محمد ہے۔ کیونکہ وہ صفات جن کا انہوں نے اقرار کیا ہے وہ حضور مکرم ﷺ کے احوال، زمانہ، ہجرت گاہ، بعثت اور شریعت کے زیادہ موافق ہیں اب چاہئے کہ یہ لوگ ہماری راہ نمائی اس شخص کی طرف کریں جس میں یہ صفات موجود ہیں جس کے لئے تمام امتوں کو پیدا کیا گیا۔ انہیں اس کے سامنے جھکایا گیا۔ اس کی دعاؤں کو قبول کیا گیا اور وہ اونٹ والی کون سی ہستی ہے جس نے اونٹوں اور ان لوگوں کے بتوں کو ہلاک کیا اور اگر ہم یہود و نصاریٰ کی کتب سے یہ دلائل نہ بھی پیش کریں تو کیا اللہ رب العزت نے جو کچھ قرآن پاک میں ذکر فرمایا ہے وہ اس کے کافی نہیں ہے ارشاد باری تعالیٰ ہے:

اَلَّذِیْنَ یَتَّبِعُوْنَ الرَّسُوْلَ النَّبِیَّ الْاُمِّیَّ الَّذِیْ یَجِدُوْنَهٗ مَكْتُوْبًا عِنْدَهُمْ فِی التَّوْرٰىةِ وَ الْاِنْجِیْلِ (الاعراف:157)

''(یہ وہ ہیں) جو پیروی کرتے ہیں اس رسول کی جو نبی امی ہے۔ جس کے (ذکر) کو وہ پاتے ہیں لکھا ہوا اپنے پاس تورات میں اور انجیل میں۔''

اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی زبان مبارک سے اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کی یوں بشارت دی ہے:

اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَیْكُمْ مُّصَدِّقًا لِّمَا بَیْنَ یَدَیَّ مِنَ التَّوْرٰىةِ وَ مُبَشِّرًۢا بِرَسُوْلٍ یَّاْتِیْ مِنْۢ بَعْدِی اسْمُهٗۤ اَحْمَدُ (الصف:6)

''میں تمہاری طرف اللہ کا (بھیجا ہوا) رسول ہوں میں تصدیق کرنے والا ہوں تورات کی جو مجھ سے پہلے آئی ہے اور مژدہ دینے والا ہوں ایک رسول کا جو تشریف لائے گا میرے بعد اس کا نام (نامی) احمد ہوگا۔''

نیز اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: یٰۤاَهْلَ الْكِتٰبِ لِمَ تَلْبِسُوْنَ الْحَقَّ بِالْبَاطِلِ وَ تَكْتُمُوْنَ الْحَقَّ وَ اَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ (آل عمران:71) ''اے اہل کتاب! کیوں ملاتے ہو حق کو باطل کے ساتھ اور (کیوں) چھپاتے ہو حق کو حالانکہ تم جانتے ہو۔''

ارشاد باری تعالیٰ ہے: اَلَّذِیْنَ اٰتَیْنٰهُمُ الْكِتٰبَ یَعْرِفُوْنَهٗ كَمَا یَعْرِفُوْنَ اَبْنَآءَهُمْ (البقرہ:146) ''جن لوگوں کو ہم نے کتاب دی ہے وہ پہچانتے ہیں انہیں جیسے پہچانتے ہیں اپنے بیٹوں کو۔'' فَلَمَّا جَآءَهُمْ مَّا عَرَفُوْا كَفَرُوْا بِهٖ فَلَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الْكٰفِرِیْنَ (البقرہ:89) ''تو جب تشریف فرما ہوا ان کے پاس وہ نبی جسے وہ جانتے تھے تو انکار کر دیا اس کے ماننے سے سو پھٹکار ہو اللہ کی (دانستہ) کفر کرنے والوں پر۔''

وہ اہل کتاب وقت جہاد اپنے مخالفین سے کہا کرتے تھے کہ اس نبی مکرم ﷺ کی ولادت کا وقت قریب ہے وہ آپ ﷺ کے ان اوصاف کا تذکرہ کیا کرتے تھے جن کو وہ اپنی کتب میں پاتے تھے لیکن جب تاجدار مدینہ ﷺ ان جہان رنگ و بو میں تشریف لائے تو انہوں نے آپ ﷺ کا انکار کر دیا کیونکہ انہیں یہ خوف تھا کہ اگر ہم آپ ﷺ پر ایمان لے آئیں گے تو ہماری یہ بادشاہت اور سلطنت ختم ہو جائے گی۔ ان کا یہ بھی گمان تھا کہ وہ نبی مکرم (ﷺ) بنی اسرائیل سے ہوگا لیکن جب اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو بنی اسماعیل سے مبعوث فرمایا ان کو یہ بات اچھی نہ لگی انہوں نے آپ ﷺ کی

اس نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے انتظار میں ضرور چھوڑ دیا تھا جنہوں نے اولاد اسماعیل میں سے مبعوث ہونا تھا۔ اہل کتاب میں سے کسی ایک نے بھی نہیں بتایا کہ ان کتب میں آپ ﷺ کا تذکرہ مذمت کے ساتھ کیا گیا ہو یا اہل کتاب کو آپ ﷺ کے بارے میں ڈرایا گیا ہو اور انہیں آپ ﷺ کو جھٹلانے کے لئے کہا گیا ہو جیسا کہ وہاں دجال کا تذکرہ ملتا ہے۔

اہل کتاب کے نزدیک تو آپ ﷺ کے بعض صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا تذکرہ بھی ان کی کتب میں موجود ہے جیسا کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ذکر، آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سیرت اور آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا عدل اہل کتاب میں بہت مشہور تھا۔ جب وہ تمام لوگ جنہوں نے آپ ﷺ کا ذکر اہل کتاب کی کتب میں پڑھا اور وہ لوگ جنہوں نے آپ ﷺ کا ذکر اہل کتاب سے سنا وہ سب یہی کہتے ہیں کہ وہاں آپ ﷺ کا ذکر عمدہ اوصاف اور اچھے محاسن سے کیا گیا ہے وہاں آپ ﷺ کے کئی اوصاف اور خوبیاں بیان کی گئی ہیں تو اس سے یہی ثابت ہوا کہ سابقہ انبیاء علیہم السلام نے آپ ﷺ کا تذکرہ تعریف اور ستائش کے ساتھ کیا ہے اور آپ ﷺ کا ذکر مذمت اور عیب کے ساتھ نہیں کیا ہر وہ ذات جس نے نبوت کا دعویٰ کیا ہو انبیاء کرام اس کی تعریف وثناء کریں تو وہ ضرور اپنی نبوت میں سچا ہوگا کیونکہ انبیاء جھوٹا دعویٰ نبوت کرنے والے کی تعریف نہیں کر سکتے: وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰی عَلَی اللّٰہِ کَذِبًا اَوْقَالَ اُوْحِیَ اِلَیَّ وَلَمْ یُوْحَ اِلَیْہِ شَیْءٌ (الانعام:93) ''اور کون زیادہ ظالم ہے اس سے جو بہتان باندھے اللہ پر جھوٹا یا کہے وحی کی گئی ہے میری طرف حالانکہ نہیں وحی کی گئی اس کی طرف۔''

اس سے معلوم ہوا کہ انبیاء علیہم السلام کے لئے ضروری تھا کہ وہ آپ ﷺ کا ذکر کرتے اور آپ ﷺ کے متعلق خبر دیتے۔ انہوں نے حضور مکرم ﷺ کا تذکرہ ہمیشہ تعریف اور ستائش کے ساتھ کیا کبھی بھی مذمت یا عیب سے آپ ﷺ کو یاد نہیں کیا علاوہ ازیں آپ ﷺ نے نبوت کا دعویٰ بھی کیا اور آپ ﷺ اس دعویٰ میں سچے بھی تھے اس بحث کا حاصل کلام یہ ہے کہ انبیاء علیہم السلام نے آپ ﷺ کی نبوت کی بشارت دی تھی۔

بلاشبہ انبیاء کرام نے اہل کتاب کو عنقریب ہونے والے واقعات کی خبر دی تھی اور انہیں یہ بھی خبر دی تھی کہ فلاں بادشاہ انہیں مغلوب کر کے انہیں قتل کرے گا، ان کے شہروں کو تباہ و برباد کرے گا۔ انہیں دشنام طرازی کرے گا جیسا کہ بخت نصر وغیرہ لیکن ان بادشاہوں میں سے کسی نے بھی نبوت کا دعویٰ نہیں کیا اور نہ ہی لوگوں کو اپنے دین کی طرف دعوت دی انبیاء کرام کو اپنے پیروکاروں کو ان سے ڈرانے کی کوئی ضرورت نہ تھی انہیں تو اپنے پیروکاروں کو اس شخص سے ڈرانے کی ضرورت تھی جو نبوت کا دعویٰ کرے اور اس دعوئ نبوت میں جھوٹا ہو محمد (فداہ روحی) ﷺ نے کئی بار اہل کتاب کو مغلوب کیا۔ ان کا قتل عام کیا ان کو ان کے شہروں سے نکالا۔ انبیائے کرام کے لئے ضروری تھا کہ وہ آپ ﷺ کا ضرور ذکر کرتے اور ان حادثات و واقعات کا بھی ضرور ذکر کرتے جو آپ ﷺ کے زمانہ میں رونما ہونے تھے اور اگر (نَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْہُ) آپ جھوٹے مدعی نبوت ہوتے تو انبیاء کے لئے اپنی اقوام کو ان سے ڈرانا ضروری تھا۔

اہل کتاب نے حضور اکرم ﷺ کے بارے میں دو ہی قول کئے ہیں یا تو انہوں نے یہ کہا ہے کہ آپ ﷺ کا ذکر ہماری کتب میں موجود نہیں ہے یا انہوں نے یہ تصدیق کی ہے کہ آپ ﷺ کا ذکر تعریف وستائش کے ساتھ ہماری کتب میں موجود

دانشمند نہیں کرسکتا۔ حضور اکرم ﷺ کے دین کا دنیا کے مشارق اور مغارب پر غلبہ زمین کے اہم ترین واقعات میں سے ہے آپ ﷺ کے دین کی طرح نہ ہی کوئی دین پھیلا اور نہ ہی اس کی طرح کسی اور دین کو دوام حاصل ہوا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی شریعت کو اگرچہ کچھ دوام ملا لیکن وہ دین اسلام کی طرح وسعت اختیار نہ کرسکی۔ شام کے کچھ شہروں میں ہی اس کا غلبہ ہے جہاں تک حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی شریعت کا تعلق ہے تو اس کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ وہ صرف قسطنطنیہ میں ہی غالب ہوا در حقیقت آپ علیہ السلام کی شریعت کسی ملک میں بھی قوت اختیار نہ کرسکی۔ آپ علیہ السلام کے امتی کمزور اور ضعیف تھے اکثر اوقات ان کو تہ تیغ کردیا جاتا تھا اور باقی ماندہ لوگ مختلف جگہوں پر منتشر ہوجاتے تھے وہاں وہ ایک دوسرے پر کفر کے فتوے لگاتے۔ جبکہ حضرت محمد مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء کی شریعت مطہرہ زمین کے مشارق و مغارب اور وسط میں غلبہ پا گئی اقلیم اول، اقلیم ثانی اور اقلیم ثالث میں اس کو وسعتیں نصیب ہوئیں۔ اہل کتاب کے نزدیک زمین کے جو مقدس ترین حصے تھے مثلاً شام اور مصر وغیرہ ان پر مسلمانوں کا قبضہ ہوگیا آپ ﷺ کی شریعت مطہرہ کو دوام نصیب ہوا۔ معلوم ہوا کہ یہ مدعی نبوت (ﷺ) خواہ جھوٹے تھے یا سچے، سابقہ انبیاء علیہم السلام کو ان کے متعلق صرف خبر دینا چاہئے تھی کیونکہ ان انبیاء علیہم السلام نے لوگوں کو دجال کے فتنے سے بچانے کے لئے انہیں اس کی خبر دی کہ وہ کذاب ہوگا اس کے ہاتھ پر کئی ایسے واقعات رونما ہوں گے جو لوگوں کو فتنے میں ڈال دیں گے۔ اس کے باوجود کہ اس نے تھوڑی سی مدت دنیا میں رہنا ہے انبیاء علیہم السلام نے اس کے متعلق خبر دی ہے اور جو کچھ آپ ﷺ کو جھٹلانے والا کہتا ہے اگر یہ سچ ہوتا (نَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْهُ) کہ آپ ﷺ جھوٹے ہیں آپ ﷺ منصب رسالت پر فائز نہیں ہیں تو کئی وجوہات سے آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فتنہ دجال کے فتنے سے عظیم ہے کیونکہ آپ ﷺ کے پیروکار دجال کے پیروکاروں سے کئی گنا زیادہ ہیں۔ نیز حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر آج تک کوئی بھی ایسا انسان نہیں گزرا جس کو آپ ﷺ کی طرح دوام اور غلبہ نصیب ہوا ہو۔ اس لئے انبیاء علیہم السلام کا آپ ﷺ سے ڈرانا دجال کے ڈرانے سے زیادہ اہم تھا۔

اور اگر آپ ﷺ اللہ کے سچے رسول ہیں (یقیناً ہیں) تو انبیاء علیہم السلام کے لئے آپ ﷺ کے متعلق بشارات دینا مستقبل کی دیگر خبریں دینے سے زیادہ اہم تھا انہوں نے یقیناً آپ ﷺ کے متعلق خبر دی ہوگی۔ اس تمام بحث سے معلوم ہوا کہ حضور ﷺ کا ذکر مبارک سابقہ کتب میں یقیناً موجود ہوگا۔ سابقہ کتب میں آپ ﷺ کا ذکر ایک سو سے زیادہ بار آیا ہے۔ اس سے یہی ثابت ہوتا ہے کہ آپ ﷺ کا ذکر سابقہ کتب میں موجود بھی تھا اور اہل کتاب میں سے بہت سے لوگ آپ ﷺ کو جانتے بھی تھے۔ اسی طرح وہ بہت سے اہل کتاب جنہیں آپ ﷺ پر ایمان لانے کی سعادت نصیب ہوتی وہ بھی اسی بات کا اقرار کرتے تھے کہ آپ ﷺ کا تذکرہ ہماری کتب میں موجود ہے اسی طرح انصار مدینہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے اسلام لانے کا بھی سب سے بڑا سبب یہی ہے کہ وہ اپنے پڑوسیوں سے جو اہل کتاب تھے حضور ﷺ کا تذکرہ سنا کرتے تھے آپ ﷺ کی نعتیں سنا کرتے تھے اور وہ آپ ﷺ کا انتظار بڑی شدت سے کیا کرتے تھے اہل کتاب کے بہت سے علماء ایسے بھی تھے جو سرزمین یثرب (مدینہ) میں اس کی آب و ہوا کی شدت کی وجہ سے سکونت اختیار نہ کرسکے لیکن انہوں نے سرزمین شام کو

پہلا باب

اس باب میں حضور اکرم ﷺ کے متعلق ان بشارتوں کا ذکر کروں گا جواب بھی آسمانی کتب میں موجود ہیں جبکہ ان میں کئی بار تحریف ہو چکی ہے اور انہیں کئی بار بدلا جا چکا ہے علماء نے ان کتب سے یہ بشارات نقل کی ہیں یہ باب چوالیس بشارات پر مشتمل ہے

ان بشارتوں میں سے اٹھارہ بشارات حضرت علامہ محقق شیخ الہندی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب ''اظہار الحق'' میں نقل کی ہیں۔ انہوں نے یہ بیان کیا ہے کہ ان بشارات کو اہل کتاب کی ان کتب سے لیا گیا ہے جواب بھی ان کے پاس موجود ہیں حضرت العلام رحمۃ اللہ علیہ نے ان بشارات پر تفصیل سے گفتگو کی ہے اور اس پر بہت سے دلائل دیئے ہیں کہ ان بشارتوں سے مراد حضور اکرم ﷺ کے ذات والا صفات ہے اب میں بھی انہیں بشارات کو ذکر کرتا ہوں اور حضرت العلام رحمۃ اللہ علیہ نے جوان پر گفتگو کی ہے اس کا خلاصہ ذکر کروں گا۔ اس کے بعد میں قابل اعتماد کتب میں سے ان بشارات کو ذکر کروں گا جن کا ذکر شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ نے کیا۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ''حضور اکرم ﷺ کے متعلق بشارات اب بھی سابقہ کتب میں کثیر تعداد میں پائی جاتی ہیں اگر چہ اس وقت تک ان میں بہت زیادہ تحریف ہو چکی ہے۔ وہ شخص جو سابقہ انبیاء کا بعد میں آنے والے نبی کے بارے میں بشارتیں دینے کا طریقہ جانتا ہے وہ اگر انصاف کی نظر سے ان بشارات کو دیکھے اور پھر ان بشارتوں کا مقابلہ ان خوشخبریوں کے ساتھ کرے جن کو عیسائیوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں نقل کیا تو اسے یہ یقین ہو جائے گا کہ وہ بشارات جو حضور ﷺ کے بارے میں دی گئی ہیں وہ بہت زیادہ قوی ہیں۔''

اب میں ان چوالیس بشارات کو ذکر کرتا ہوں:۔

نوٹ:۔ ان بشارات کی عبارت کو بعینہٖ نقل کیا جائے گا اور جن مقامات سے آنحضور ﷺ کی ذات اقدس کے متعلق بشارت کا اظہار ہوتا ہے ان کی وضاحت کی جائے گی۔

پہلی بشارت

تورات شریف میں ہے:

فَقَالَ الرَّبُّ لِیْ نَعَمْ جَمِیْعُ مَا قَالُوْا وَسَوْفَ اُقِیْمُ لَھُمْ نَبِیًّا مِّثْلَکَ مِنْ بَیْنِ اِخْوَتِھِمْ وَاَجْعَلُ کَلَامِیْ فِیْ فَمِہٖ وَیُکَلِّمُھُمْ بِکُلِّ شَیْءٍ آمُرُہٗ بِہٖ وَمَنْ لَّمْ یُطِعْ کَلَامَہُ الَّذِیْ یَتَکَلَّمُ

ہے کسی شخص نے بھی یہ نہیں کہا کہ آپ ﷺ کا ذکر مذمت اور عیب کے ساتھ ہے اور اگر آپ ﷺ کا ذکر اہل کتاب کی کتب میں مذمت اور عیوب کے ساتھ ہوتا تو یہ ان کے لئے آپ ﷺ کے خلاف سب سے بڑی دلیل ہوتی اور آپ ﷺ کے وصال کے بعد آپ کی امت کے لئے بھی یہی دلیل استعمال کرتے۔ ان کے وہ لوگ جو اسلام قبول نہ کرتے اس دلیل کو اس شخص کے خلاف استعمال کرتے جو اسلام قبول کر لیتا۔ یہ مشہور ہے کہ بہت سے اہل کتاب تاجدار نبوت سے بغض وعناد رکھتے تھے۔ آپ ﷺ کی تکذیب میں ہمیشہ کوشاں رہتے تھے۔ وہ آپ ﷺ کی نبوت کو جھوٹا ثابت کرنے کے لئے ہمیشہ سے حریص تھے۔ اس لئے انہوں نے آپ ﷺ کے بارے میں ایسی چیزیں گھڑ لیں جو آپ ﷺ کی ذات میں نہیں پائی جاتی تھیں اور آپ ﷺ کی طرف ان اشیاء کو منسوب کیا جن کا کذب ہر اس شخص کے لئے واضح تھا جو آپ ﷺ کی ذات کو جانتا تھا اگر ان کے پاس آپ ﷺ کے بارے میں ان کے انبیاء کی طرف سے ایسی معلومات ہوتیں جن میں آپ ﷺ کی مذمت کی ہوتی تو آپ ﷺ کی تکذیب کرنے اور آپ کی اتباع کرنے سے روکا گیا ہوتا تو اس وقت اہل کتاب ان کا اظہار ضرور کرتے اور اس سے ضرور دلیل پکڑتے۔ اگر اس انداز سے آپ ﷺ کا ذکر ان کی کتب میں ہوتا تو اہل کتاب کے خاص وعام ضرور اس سے آگاہ ہوتے اور ان میں یہ خبر دجال کے ظہور کی خبر سے بھی زیادہ مشہور ہوتی حتیٰ کہ مسلمانوں میں بھی یہ خبر مشہور ہوتی کیونکہ آپ ﷺ کی ایسی خبر ان امور میں سے ہے جن کو نقل کرنے اور مشہور کرنے کے لئے عزائم اور ارادے زیادہ ترغیب دلاتے ہیں جب صورت حال ایسی نہیں ہے تو معلوم ہوا کہ سابقہ انبیاء کرام علیہم السلام کی کتب میں آپ ﷺ کا ذکر اس طرح نہیں جس سے آپ ﷺ کی تکذیب اور مذمت مقصود ہو جب سابقہ انبیاء کرام نے آپ ﷺ کے جھوٹا مدعی نبوت ہونے کی خبر نہیں دی تو اس سے یہ ثابت ہوا کہ انبیاء کرام علیہم السلام کے لئے ضروری تھا کہ وہ آپ ﷺ کا ذکر کرتے اور آپ ﷺ کے حالات سے لوگوں کو آگاہ فرماتے۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ ان انبیاء نے یہی خبر دی تھی کہ حضور مکرم، خاتم النبیین اور نبی صادق ہیں۔ جیسا کہ دنیا میں یہی معروف اور مشہور ہوا اور اس کی اس شہرت کی کئی وجوہات ہیں۔

وہ کتاب مقدس جو آپ ﷺ پر نازل ہوئی ہے اس میں بھی یہی مذکور ہے کہ سابقہ کتب میں آپ ﷺ کا ذکر مبارک موجود ہے۔ ان سابقہ کتب میں بھی کئی جگہ آپ ﷺ کا ذکر مبارک موجود ہے اور متواتر احادیث سے بھی یہی بات پایہ ثبوت کو پہنچی ہوئی ہے کہ آپ ﷺ کا ذکر سابقہ کتب میں موجود ہے ان تمام دلائل سے یہی بات ثابت ہوتی ہے کہ ان کتب میں آپ ﷺ کا ذکر ایسے اوصاف اور محاسن سے کیا گیا ہے جن سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ آپ ﷺ دعویٰ نبوت میں سچے ہیں۔ ان کتب میں ایک خبر بھی ایسی نہیں جس سے آپ ﷺ کا کذب ثابت ہو یا آپ ﷺ سے اجتناب کرنے کے لئے کہا گیا ہو یہی ثابت کرنا مطلوب تھا۔ المختصر آپ ﷺ کا یہ معاملہ دنیا میں بنی نوع انسان کے لئے ظاہر ہونے والے تمام معاملات سے زیادہ عیاں، مشہور، تعجب خیز اور رونق افزاء ہے۔'' ابن تیمیہ کا کلام ختم ہوا۔

اب میں ان مختلف بشارتوں کا تذکرہ کر رہا ہوں جو حضور مکرم، شفیع معظم ﷺ کے بارے میں دی گئی ہیں یہ خوشخبریاں کئی کتب سے لی گئی ہیں انہیں میں آٹھ ابواب میں منقسم کرتا ہوں۔

ﷺ کے پاس آئے اور غروب آفتاب کے بعد واپس گئے جب وہ واپس گھر گئے تو وہ سست، کاہل اور لڑکھڑاتے ہوئے چل رہے تھے۔ میں ڈرتی ہوئی ان کے پاس آئی لیکن وہ اتنے غمگین تھے کہ ان میں سے کوئی بھی میری طرف متوجہ نہ ہوا۔ میں نے اپنے چچا ابو یاسر کو سنا کہ وہ میرے والد سے کہہ رہا تھا کیا وہ وہی ذات ہے جس کی تورات میں بشارت دی گئی ہے میرے والد نے کہا ہاں اللہ کی قسم! میں نے خوب پہچان لیا ہے وہ وہی ذات ہے جو کہ تورات میں مذکور ہے چچا نے کہا یہ حقیقت روز روشن کی طرح عیاں ہے تیرے دل میں اس کے بارے میں کیسے جذبات ہیں میرے والد نے کہا اللہ کی قسم! جب تک میں زندہ رہوں گا میرا دل اس کی عداوت سے لبریز رہے گا۔''

میں مناسب سمجھتا ہوں کہ میں حضور اکرم ﷺ کی اس بشارت کے ساتھ وہ مناظرہ ذکر کروں جو حضرت علامہ ابن قیم اور اہل کتاب کے علماء کے مابین ہوا تھا علامہ ابن قیم نے اپنی کتاب ''زاد المعاد'' میں لکھا ہے کہ میرے اور اہل کتاب کے علماء کے مابین سرور دو جہاں کے بارے میں مناظرہ ہوا میں نے اپنی گفتگو میں کہا:

''حضور اکرم شفیع معظم ﷺ کی نبوت پر تمہارا اعتراض اس وقت تک مکمل نہیں ہو سکتا جب تک تم اللہ کی ذات پر اعتراض نہ کرو جب کہ اللہ کی ذات پر اعتراض کرنا سب سے بڑا ظلم اور فساد ہے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ کی ہستی اس سے بہت بلند و برتر ہے ایک عالم نے کہا اللہ تعالیٰ کی ذات پر اعتراض کرنا ہم پر کیسے لازم آ سکتا ہے میں نے کہا تمہارا یہ اعتراض پہلے اعتراض سے بھی بڑا ہے جو اللہ تعالیٰ کے وجود کے انکار پر ہی مکمل ہو سکتا ہے۔ اس کی تفصیل یہ ہے:

تمہارے نزدیک محمد (فداہ روحی) ﷺ اللہ کے سچے نبی نہیں ہیں تمہارے گمان کے مطابق وہ ایک ظالم بادشاہ ہیں (نَعُوْذُ بِاللّٰهِ) تو پھر ان کے لئے ضروری تھا کہ وہ اللہ کی ذات پر بہتان لگاتے۔ اس ذات کے بارے میں وہ ایسی باتیں گھڑ لیتے جو اس نے آپ ﷺ سے نہ کہی ہوتیں حتیٰ کہ خود ہی کسی چیز کو حلال اور کسی کو حرام کر دیتے۔ فرائض کو فرض کرتے، شریعت کا نفاذ کرتے، تمام امتوں کو ختم کرتے، تمام رسولوں کے پیروکاروں کو تہہ تیغ کرتے جبکہ وہ اہل حق تھے ان کے بچوں اور عورتوں کو اسیر بنا لیتے ان کی اولاد کو مال غنیمت سمجھتے حتیٰ کہ وہ ساری زمین پر قبضہ جما لیتے پھر ان تمام امور کو اللہ کی طرف منسوب کرتے کہ مجھے ان تمام معاملات کا حکم اللہ نے دیا ہے حالانکہ اللہ تعالیٰ آپ ﷺ کو دیکھ رہا ہوتا آپ ﷺ جو سلوک اہل حق اور رسل کے غلاموں سے کرتے انہیں بھی ملاحظہ کر رہا ہوتا آپ ﷺ پورے تیئس سال اللہ کی ذات کی طرف جھوٹ منسوب کرتے رہے اس کے باوجود اللہ تعالیٰ آپ کی تائید اور نصرت فرماتا رہا آپ ﷺ کے امر کو بلندی عطا فرماتا رہا اور آپ ﷺ کی اعانت کے وہ اسباب پیدا فرماتا رہا جو انسانی قوت سے بلند و بالا ہیں۔ اس کے علاوہ آپ کی تمام دعاؤں کو بھی قبول فرماتا رہا اور کبھی کبھی آپ ﷺ کی دعا کے بغیر ہی انہیں نیست و نابود کرتا رہا۔ آپ ﷺ کی تمام ضروریات کو وہ پورا فرماتا رہا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کے ساتھ کئے ہوئے تمام وعدے پورے فرمائے جبکہ تمہارے نزدیک اس وقت محمد (فداہ ابی و امی و روحی) ﷺ (خاکم بدہن) انتہائی جھوٹے اور ظالم تھے بلاشبہ اس شخص سے زیادہ کوئی جھوٹا نہیں جس نے اللہ کی طرف جھوٹ منسوب کیا پھر اسی جھوٹ پر ڈٹا رہا اس انسان سے ظالم کوئی انسان نہیں جس نے تمام انبیاء کی

کی جبکہ عیسائیوں کے گمان کے مطابق حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو قتل کر دیا گیا اور انہیں صلیب پر لٹکا دیا گیا۔

نویں وجہ

اللہ تعالیٰ نے اس جھوٹے نبی کی یہ علامت بیان کی ہے کہ اس کی مستقبل کے بارے میں غیب کی خبریں درست نہیں ہوں گی جبکہ حضور نبی مکرم ﷺ نے مستقبل کے متعلق بہت سی غیب کی خبریں دیں اور ان تمام کی صداقت ظاہر ہوئی۔ اس سے یہی ثابت ہوا کہ حضور ﷺ نبی صادق ہیں۔

دسویں وجہ

علمائے یہود نے بھی اس بات کو تسلیم کیا ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ کی بشارت تورات میں دی گئی ہے لیکن ان میں سے کچھ تو ایمان لے آئے اور کچھ بغض کی وجہ سے انکار ہی کرتے رہے۔

نبی دو جہان ﷺ کے زمانہ میں مخیریق نامی ایک آدمی تھا وہ ایک جید عالم تھا۔ اس کے کھجوروں کے کئی باغات تھے وہ حضور ﷺ کے اوصاف دیکھ کر آپ ﷺ کو نبی برحق تسلیم کرتا تھا وہ دین اسلام کی الفت سے مغلوب ہو گیا حتیٰ کہ غزوۂ احد جو ہفتہ کے دن ہوا تھا کے موقع پر اس نے اپنی قوم سے کہا اے قوم یہود! تم یہ اچھی طرح جانتے ہو کہ سید مرسلاں ﷺ کی مدد کرنا تم پر واجب ہے قوم یہود نے کہا آج ہفتہ ہے اس نے کہا اب میں ہفتے کے دن کو کوئی اہمیت نہیں دیتا اس نے ہتھیار زیب تن کئے اور حضور ﷺ کے پاس میدان احد میں آ گیا اس نے اپنی قوم سے یہ عہد لیا تھا کہ اگر آج میں قتل ہو جاؤں تو میرے بارے میں محمد (فداہ روحی) ﷺ کو اختیار ہے کہ وہ اللہ کے حکم کے مطابق جو کچھ چاہئیں کریں اس نے جہاد کیا حتیٰ کہ وہ راہ مولا میں شہادت کے درجہ پر فائز ہو گیا حضور ﷺ فرمایا کرتے تھے کہ بے شک مخیریق تمام یہود میں سے بہترین آدمی تھا آپ ﷺ نے اس کے مال کو لیا اور مدینہ طیبہ میں لے جا کر اسے صدقہ کر دیا۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی الحرمین ﷺ بیت المدراس میں تشریف لائے آپ ﷺ نے فرمایا جو تم میں سے سب سے زیادہ علم والا ہے وہ میرے پاس آئے لوگوں نے کہا عبداللہ بن صوریا ہم سب سے زیادہ اہل علم ہے۔ آقائے دو جہاں ﷺ اس کو تنہائی میں لے گئے اور اسے اپنے دین متین کی تبلیغ کی اللہ تعالیٰ نے یہود پر جو انعام فرمایا تھا اس کا تذکرہ کیا۔ من وسلویٰ کا بھی ذکر کیا جو بادل ان پر سایہ فگن رہتے تھے ان کا بھی تذکرہ کیا پھر عبداللہ سے کہا: اَتَعْلَمُ اَنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ۔ ''کیا تو جانتا ہے کہ میں اللہ کا رسول ہوں۔'' عبداللہ بن صوریا نے کہا قسم بخدا! ہاں میں بھی جانتا ہوں کہ آپ ﷺ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں اور میری قوم کو بھی علم ہے بلاشبہ آپ ﷺ کے محاسن اور فضائل تورات میں بڑے واضح بیان کئے گئے ہیں لیکن میری قوم آپ ﷺ سے حسد کرتی ہے آپ ﷺ نے فرمایا کون سی چیز مانع ہے کہ تو اسلام قبول کر لے۔ اس نے کہا میں اپنی قوم کی مخالفت نہیں کرنا چاہتا عنقریب میری قوم آپ ﷺ کی اتباع کرے گی اور اسلام قبول کر لے گی اس وقت میں بھی اسلام کو قبول کرنے کا شرف حاصل کر لوں گا۔ ام المومنین حضرت صفیہ بنت حی رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں ''جب سرور کائنات مدینہ منورہ میں تشریف لائے اور قباء میں قیام فرمایا تو میرا والد حی بن اخطب اور چچا صبح سویرے آپ

مبعوث نہیں کیا گیا۔ میں نے ان سے کہا تمہیں سرور کائنات علیہ الصلوٰت والتحیات کی تصدیق ضرور کرنا چاہئے کیونکہ یہ متواتر احادیث سے ثابت ہے کہ آپ اللہ تعالیٰ کے وہ رسول مکرم ہیں جنہیں تمام لوگوں کی طرف رسول بنا کر بھیجا گیا ہے خواہ وہ لوگ اہل کتاب میں سے ہوں یا اُمّی ہوں۔ آپ ﷺ نے اہل کتاب کو بھی اپنے دین کی دعوت دی اور جنہوں نے آپ ﷺ کے دین کو قبول نہ کیا ان کے ساتھ جہاد کیا حتیٰ کہ وہ ذلیل ہو کر جزیہ دینے پر مجبور ہو گئے میری یہ بات سن کر تمام اہل کتاب لاجواب ہو گئے اور اٹھ کر چلے گئے۔

دوسری بشارت

تورات شریف میں ہے:

هُمْ اَغَارُوْنِیْ بِغَیْرِ اِلٰهٍ وَاَغْضَبُوْنِیْ بِمَعْبُوْدَاتِهِمُ الْبَاطِلَةِ وَاَنَا اَیْضًا اَغِیْرُهُمْ بِغَیْرِ شَعْبٍ وَبِشَعْبٍ جَاهِلٍ اَغْضَبُهُمْ۔

شعب جاهل سے مراد عرب کے لوگ ہیں کیونکہ وہ گمراہی اور جہالت کے انتہا کو پہنچے ہوئے تھے وہ بتوں کی پوجا کے علاوہ اور کوئی کام نہیں جانتے تھے اللہ تعالیٰ نے اپنا وعدہ پورا فرمایا اور اپنے نبی کریم ﷺ کو عرب میں مبعوث کیا انہوں نے اس قوم کو صراط مستقیم پر گامزن کر دیا جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے سورۃ الجمعہ میں ارشاد فرمایا ہے:

هُوَ الَّذِیْ بَعَثَ فِی الْاُمِّیّٖنَ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ یَتْلُوْا عَلَیْهِمْ اٰیٰتِهٖ وَیُزَكِّیْهِمْ وَیُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ۔

"وہی (اللہ) جس نے مبعوث فرمایا اُمیوں میں ایک رسول انہیں میں سے جو پڑھ کر سناتا ہے انہیں اس کی آیات اور پاک کرتا ہے اور سکھاتا ہے انہیں کتاب اور حکمت اور اگرچہ وہ اس سے پہلے کھلی گمراہی میں تھے۔"

تیسری بشارت

وَقَالَ جَآءَ الرَّبُّ مِنْ سِیْنَا وَاَشْرَقَ لَنَا مِنْ سَاعِیْرَ وَاسْتَعْلَنَ مِنْ جَبَلِ فَارَانَ وَمَعَهٗ اُلُوْفُ الْاَطْهَارِ فِیْ یَمِیْنِهٖ سِنَةٌ مِّنْ نَّارٍ۔

اللہ تعالیٰ کا وادیٔ سینا میں آنے سے مراد یہ ہے کہ اس نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو تورات عطا فرمائی اور شعلوں کے نور فشاں ہونے سے مراد یہ ہے کہ اس نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو انجیل عطا فرمائی اور فاران کی پہاڑی سے اعلان کرنے سے مراد اللہ تعالیٰ کا محمد عربی کو قرآن پاک عطا کرنا ہے کیونکہ فاران مکہ کے پہاڑوں میں سے ایک پہاڑ کا نام ہے جیسا کہ سفر تکوین کے اکیسویں باب میں حضرت اسماعیل علیہ السلام کے بارے میں مذکور ہے "وَسَكَنَ بَرِیَّةَ فَارَانَ" اس نے فاران کی چوٹی پر سکونت اختیار کی بلاشبہ حضرت اسماعیل علیہ السلام نے مکہ میں ہی رہائش اختیار کی تھی۔

چوتھی بشارت

سفر تکوین سترہویں باب کی بیسویں آیت میں ہے:۔

شریعتوں کو باطل کر دیا پھر اپنی شریعت کو زمین میں وسعت دینے کی کوشش کی۔اس نے اس شریعت میں اپنی منشاء کے مطابق تبدیلیاں کیں اللہ تعالیٰ کے دوستوں اور اس کے گروہ کو قتل کیا اس کے رسولوں کے غلاموں کو ہلاک کیا لیکن اس کی ہمیشہ نصرت اور اعانت ہی ہوتی رہی ہمہ وقت اللہ تعالیٰ اس کی تائید ہی کرتا رہا لیکن اسے اپنے دست قدرت کے ساتھ نہ پکڑا اس کی شاہ رگ کو نہ کاٹا جبکہ وہ اللہ تعالیٰ کے بارے میں یہ خبر دیتا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ پر وحی کی ہے کہ اس شخص سے ظالم کوئی شخص نہیں جس نے اللہ کی ذات پر جھوٹ باندھا۔اس شخص نے کہا کہ مجھ پر وحی کی گئی ہے حالانکہ اس پر کسی قسم کی کوئی وحی نہیں ہوئی تھی اور اس نے یہ بھی کہا کہ عنقریب مجھ پر ایسا ہی کلام نازل ہوگا جس طرح کا کلام اللہ تعالیٰ نے مجھ سے پہلے نازل کیا۔

اے قوم یہود! اب تم جو اس نبی مکرم ﷺ کی تکذیب کر رہے ہو تو تم پر دو امور میں سے ایک امر لازمی ہے اس کے بغیر کوئی چارۂ کار نہیں۔

1۔ یا تو تم یہ کہو کہ عالم کو بنانے والی کوئی ذات موجود نہیں اور نہ ہی کوئی اس انتظام کو چلانے والا ہے اگر اس عالم کو کوئی ایسی ذات تخلیق کرنے والی ہوتی جو مدبّر، حکیم اور قدیر ہوتی تو وہ ضرور اس کے ہاتھوں کو پکڑ لیتی اس کا شدت سے مقابلہ کرتی اور اسے تمام نیکوکاروں کے لئے عبرت کا نشان بنا دیتی کیونکہ عام دنیاوی بادشاہ یہ برداشت نہیں کر سکتے کہ ان کی مملکت میں ایسا کیا جائے تو پھر وہ کیسے برداشت کر سکتا ہے جو زمین و آسمان کا مالک اور احکم الحاکمین ہے۔

2۔ یا پھر اللہ تعالیٰ کی طرف وہ کام منسوب کرنا لازم آتا ہے جو اس کے شایان شان نہیں ہیں مثلاً یہ کہ وہ ظلم وستم کرتا ہے، مخلوق کو ہمیشہ گمراہ کرتا رہتا ہے جھوٹے کی نصرت کرتا ہے اسے زمین پر قوت عطا فرماتا ہے اس کی دعاؤں کو قبول فرماتا ہے اس کے وصال کے بعد بھی اس کے معاملہ کو دوام عطا فرماتا ہے ہمیشہ اس کے کلمہ کو بلند کرتا ہے اس کی دعوت کو غلبہ دیتا ہے ہر مجلس اور ہر محفل میں عظیم لوگوں کے سامنے اس کی نبوت کی گواہی دیتا ہے یہ تمام افعال اس بادشاہوں کے بادشاہ سے کیسے سرزد ہو سکتے ہیں یہ تمام امور احکم الحاکمین سے کیسے ظہور پذیر ہو سکتے ہیں تم نے ذات خداوندی پر بہت بڑا اعتراض کیا ہے تم نے حضور نبی کریم ﷺ کا پوری طرح انکار کر دیا ہے۔ہم بھی اس بات سے انکار نہیں کرتے کہ دنیا میں بہت سے جھوٹے پیدا ہوئے ان کو شوکت وسطوت ملی لیکن انہیں تادیر مہلت نہ ملی بلکہ انبیائے کرام اور ان کے غلاموں نے اس پر قبضہ جما لیا انہوں نے اس کے اثر کو مٹا دیا بلکہ ایسے آدمی کی نسلوں کو بھی ختم کر کے رکھ دیا جب سے دنیا قائم ہوئی ہے اللہ تعالیٰ کا اپنے بندوں میں یہی طریقہ ہے اور تاقیامت اسی سنت پر ہی عمل ہوتا رہے گا۔''

علامہ ابن قیم نے فرمایا جب اس قوم نے میری گفتگو سنی تو انہوں نے کہا معاذ اللہ! ہم یہ نہیں کہتے کہ محمد ﷺ جھوٹے تھے یا ظالم تھے بلکہ اہل کتاب کے ہر انصاف پسند شخص نے یہ اقرار کیا ہے کہ جو آپ ﷺ کے طریقہ پر چلا اور آپ ﷺ کی سنت مطہرہ پر عمل پیرا ہوا وہ نجات بھی پا گیا اور اخروی سعادت کا مستحق بھی ہو گیا۔میں نے کہا تمہارے گمان کے مطابق جھوٹے انسان کی پیروی کرنے والا اور اس کی سنت پر عمل پیرا ہونے والا کس طرح نجات پا سکتا ہے اور سعادت اخروی کا مستحق ہو سکتا ہے انہوں نے آپ ﷺ کی رسالت کا اعتراف تو کر لیا لیکن یہ کہا کہ محمد عربی ﷺ کو ان کی طرف رسول بنا کر

مُشْتَمِلَةً بِثَوْبٍ مُذْهَبٍ مُوشًى اِسْمَعِیْ یَابِنْتُ وَانْظُرِیْ وَانْصُتِیْ بِاُذُنَیْکِ وَآنْسِیْ شَعْبَکِ وَبِنْتَ اَبِیْکِ فَیَشْتَهِی الْمَلِکُ حُسْنَکِ لِاَنَّهٗ هُوَ الرَّبُّ اِلٰهُکِ وَلَهٗ تَسْجُدِیْنَ بَنَاتُ صُوْرٍ یَاْتِیْنَکِ بِالْهَدَایَا لِوَجْهِکِ یُصَلِّیْ کُلُّ اَغْنِیَاءِ الشَّعْبِ کُلُّ مَجْدِ ابْنَةِ الْمَلِکِ مِنْ دَاخِلٍ مُشْتَمِلَةٍ بِلِبَاسِ الذَّهَبِ الْمُوْشٰی یَبْلُغْنَ اِلَی الْمَلِکِ عَذَارِیْ فِیْ اَثْرِهَا قَرِیْبَاتُهَا اِلَیْکَ یَقْدُمْنَ یَبْلُغْنَ بِفَرَحٍ وَ ابْتِهَاجٍ یَدْخُلْنَ اِلٰی هَیْکَلِ الْمَلِکِ وَیَکُوْنُ بُنُوْکِ عِوَضًا مِنْ آبَائِکِ وَتُقِیْمُهُمْ رُؤُسًا عَلٰی سَائِرِالْاَرْضِ وَسَاَذْکُرُ اِسْمَکِ فِیْ کُلِّ جِیْلٍ وَجِیْلٍ مِنْ اَجْلِ ذٰلِکَ تَعْتَرِفُ لَکِ الشُّعُوْبُ اِلَی الدَّهْرِ وَاِلٰی دَهْرِ الدَّاهِرِیْنَ۔

اہل کتاب کے نزدیک یہ بات مسلمہ ہے کہ زبور شریف میں اس نبی کی بشارت دی گئی ہے جن کا ظہور حضرت داؤد علیہ السلام زمانہ کے بعد میں ہوگا۔ یہودیوں کے نزدیک ابھی تک کوئی ایسا نبی ظہور پذیر نہیں ہوا۔ عیسائیوں کے علماء نے دعویٰ کیا ہے کہ اس نبی سے مراد حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہیں اہل اسلام فرماتے ہیں کہ اس بشارت سے مراد حضور نبی کریم ﷺ کی ذات ہے زبور میں جس نبی کی بشارت دی گئی ہے اس کی مندرجہ ذیل صفات بیان کی گئی ہیں:۔

1۔ وہ سراپا حسن و جمال ہوگا، 2۔ وہ تمام بنی نوع انسان سے افضل ہوگا، 3۔ اس پر اللہ کی نعمتیں پیہم نازل ہوں گی، 4۔ وہ سراپا برکت ہوگا، 5۔ اس کے دست اقدس میں تلوار ہوگی، 6۔ وہ قوی ہوگا، 7۔ وہ حق و صداقت کے ساتھ مبعوث ہوگا، 8۔ وہ عجیب طریقہ سے قوم کی راہ نمائی کرے گا، 9۔ اس کا نیزہ سنت کے مطابق ہوگا، 10۔ تمام اقوام اس کے قدموں کے نیچے ہوں گی، 11۔ وہ نیکی سے محبت کرنے والا ہوگا، 12۔ گناہوں سے نفرت کرے گا، 13۔ بادشاہوں کی لڑکیاں اس کی خدمت گزار ہوں گی، 14۔ لوگ اسے تحائف پیش کریں گے، 15۔ قوم کے تمام اغنیاء اس کے لئے سر تسلیم خم کریں گے، 16۔ اس کے بیٹے ساری دنیا کے سردار ہوں گے وہ اپنے آباء کا بدل ہوگا، 17۔ ان کا ذکر نسل در نسل ہوتا رہے گا، 18۔ تمام قبائل ہمیشہ اس کی مدح خوانی کریں گے۔

یہ تمام اوصاف محمد مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء کی ذات میں مکمل پائے جاتے ہیں اس سے یہی ثابت ہوتا ہے کہ آپ ﷺ ہی وہ نبی ہیں جن کی زبور میں بشارت دی گئی ہے یہ بشارت حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں نہیں۔

ساتویں بشارت

زبور کے ایک سو اونچاسویں باب میں اس طرح مذکور ہے:۔

سَبِّحُوا الرَّبَّ تَسْبِیْحًا جَدِیْدًا سَبِّحُوْهُ فِیْ مَجْمَعِ الْاَبْرَارِ فَلْیَفْرَحْ اِسْرَائِیْلُ بِخَالِقِهٖ وَبَنُوْ صَهْیُوْنَ یَبْتَهِجُوْنَ بِمَلِکِهِمْ فَلْیُسَبِّحُوْا اِسْمَهٗ بِالْمَصَافِ بِالطَّبْلِ وَالْمِزْمَارِ یَرْتَلُوْلَهٗ لِاَنَّ الرَّبَّ یَسُرُّ بِشَعْبِهٖ وَیُشَرِّفُ الْمُتَوَاضِعِیْنَ بِالْخَلَاصِ تَفْتَخِرُ الْاَبْرَارُ بِالْمَجْدِ وَیَبْتَهِجُوْنَ

وَعَلٰی اِسْمَاعِیْلَ اَسْتَجِیْبُ لَکَ ھُوَ ذَا اُبَارِکُہٗ وَاُکَبِّرُہٗ وَاُکَثِّرُہٗ جِدًّا فَسَیَلِدُ اِثْنَیْ عَشَرَ رَئِیْسًا وَاَجْعَلُہٗ لِشَعْبٍ کَبِیْرٍ۔

اس بشارت میں اَجْعَلُہٗ لِشَعْبٍ کَبِیْرٍ میں حضور نبی کریم ﷺ کی طرف اشارہ ہے کیونکہ اولاد اسماعیل میں آپ ﷺ سے بڑا سردار کون ہوسکتا ہے قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم اور حضرت اسماعیل علیہما السلام کی حضور ﷺ کے بارے میں دعا کو اس طرح نقل فرمایا ہے:

رَبَّنَا وَابْعَثْ فِیْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ یَتْلُوْا عَلَیْهِمْ اٰیٰتِكَ وَیُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَیُزَكِّیْهِمْ ؕ اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِیْزُ الْحَكِیْمُ۝ (البقرہ:29)

''اے ہمارے رب بھیج ان میں ایک برگزیدہ رسول انہیں میں سے تاکہ پڑھ کر سنائے انہیں تیری آیتیں سکھائے انہیں یہ کتاب اور دانائی کی باتیں اور پاک صاف کر دے انہیں بے شک تو ہی بہت زبردست اور حکمت والا ہے۔''

پانچویں بشارت

سفر تکوین کے انچاسویں باب کی دسویں آیت میں ہے:

فَلَا یَزُوْلُ الْقَضِیْبُ مِنْ یَھُوْذَا وَالْمُدَبِّرُ مِنْ فَخِذِہٖ حَتّٰی یَجِیْءَ الَّذِیْ لَہُ الْکُلُّ وَاِیَّاہُ تَنْتَظِرُ الْاُمَمُ۔

اس آیت سے مراد بھی حضور ﷺ ہیں کیونکہ آپ ﷺ کے پاس ہی تمام قبائل جمع ہوئے تھے۔

چھٹی بشارت

زبور کے پینتالیسویں باب میں ہے:

فَاضَ قَلْبِیْ کَلِمَةً صَالِحَةً اَنَا اَقُوْلُ اَعْمَالِیْ لِلْمَلِکِ لِسَانِیْ قَلَمٌ کَاتِبٌ سَرِیْعُ الْکِتَابَةِ بَھِیٌّ فِی الْحُسْنِ اَفْضَلُ مِنْ بَنِی الْبَشَرِ اُنْسُکِبَتِ النِّعْمَةُ عَلٰی شَفَتَیْکَ لِذَالِکَ بَارَکَکَ اللّٰہُ اِلَی الدَّھْرِ تُقَلَّدْ سَیْفُکَ عَلٰی فَخِذِکَ اَیُّھَا الْقَوِیُّ بِحُسْنِکَ وَجَمَالِکَ اِسْتَلِہٗ وَانْجَحْ وَامْلِکْ مِنْ اَجَلِ الْحَقِّ وَالدَّعَةِ وَالصِّدْقِ وَتَھْدِیْکَ بِالْعَجَبِ یَمِیْنُکَ نَبْلُکَ مَسْنُوْنَةٌ اَیُّھَا الْقَوِیُّ فِیْ قَلْبِ اَعْدَاءِ الْمَلِکِ اَلشُّعُوْبُ تَحْتَکَ یَسْقُطُوْنَ کُرْسِیُّکَ یَا اللّٰہُ اِلٰی دَھْرِ الدَّاھِرِیْنَ عَصَا الْاِسْتِقَامَةِ وَعَصَا مُلْکِکَ اَحْبَبْتَ الْبِرَّ وَاَبْغَضْتَ الْاِثْمَ لِذَالِکَ مَسَحَکَ اللّٰہُ اِلٰھُکَ بِدُھْنِ الْفَرَحِ اَفْضَلُ مِنْ اَصْحَابِکَ الْمَرُّ وَالْمَیْعَةُ وَالسَّلِیْخَةُ مِنْ ثِیَابِکَ مِنْ مَنَازِلِکَ الشَّرِیْفَةِ الْعَاجِ الَّتِیْ اَبْھَجَتْکَ بَنَاتُ الْمُلُوْکِ فِیْ کَرَامَتِکَ قَامَتِ الْمَلِکَةُ مِنْ عَنْ یَمِیْنِکَ

لاکھوں کی تعداد میں لوگ لَبَّیْکَ اَللّٰھُمَّ لَبَّیْکَ کی صدا لگاتے ہیں۔

وَحَمْدُہٗ یُخْبِرُوْنَ بِہٖ فِی الْجَزَائِرِ میں اذان کی طرف اشارہ ہے کیونکہ پوری دنیا میں ہزاروں کی تعداد میں لوگ پانچ وقت اذان کی دلنواز پکار سنتے ہیں اَلرَّبُّ کَجَبَّارٍ میں جہاد کی طرف اشارہ ہے۔ اس سے مراد یہ ہے کہ آپ ﷺ اور آپ کے تابعین کا جہاد صرف اور صرف اللہ کی رضا کے لئے ہوگا اس میں خواہشات نفسانیہ کا کوئی عمل دخل نہیں ہوگا۔ اسی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ اور آپ کی امت کے خروج کو اپنی ذات کے خروج سے تعبیر کیا ہے چودھویں آیت میں جہاد کے فرض ہونے کا سبب بیان کیا ہے سولہویں آیت میں اہل عرب کی حالت کی طرف اشارہ کیا ہے کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ کے احکام سے ناواقف تھے وہ بت پرست تھے اور طرح طرح کی بری عادات میں منہمک تھے جس طرح کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے متعلق فرمایا ہے:

وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ۝ (آل عمران: 164) ”اور اس سے پہلے وہ کھلی گمراہی میں تھے۔“

اللہ تعالیٰ نے جو وعدہ فرمایا تھا اس کو پورا کیا مشرکین مکہ، ہرقل روم اور کسریٰ فارس نے نور احمدی کو بجھانے میں کوئی کسر نہ چھوڑی لیکن انہیں غم اور دکھ کے علاوہ کچھ حاصل نہ ہوا بالآخر اقلیم عرب میں کہیں بھی شرک کا نام و نشان نہ رہا جبکہ بعض سلطنتوں میں شرک بالکل ختم ہو گیا مثلاً بخاریٰ اور کابل اور بعض حصوں میں شرک جزوی طور پر ختم ہو گیا مثلاً ہند اور سندھ وغیرہ اور شرق و غرب میں توحید کا بول بالا ہوا۔

نویں بشارت

اشعیاء کے باب نمبر 54 میں ہے:

سَبِّحِیْ اَیَّتُهَا الْعَاقِرُ الَّتِیْ لَسْتِ تَلِدِیْنَ اَنْشِدِیْ بِالْحَمْدِ وَهَلِّلِی الَّتِیْ لَمْ تَلِدِیْ مِنْ اَجَلِ اَنَّ الْكَثِیْرِیْنَ مِنْ بَنِی الْوَحْشَةِ مِنْ بَنِی ذَاتِ رَجُلٍ یَقُوْلُ الرَّبُّ اَوْسِعِیْ مَوْضَعَ خَتِمَتِکِ وَسُرَادِقَ مُضَارِبِکِ اُبْسُطِیْ لَا تَشْفَقِیْ طُوْلِیْ حِبَالَکِ وَثَبِّتِیْ اَوْتَادَکِ لِاَنَّکِ تَنْقُدِیْنَ یُمْنَةً وَیُسْرَةً وَزَرْعُکِ یَرِثُ الْاُمَمَ وَیَعْمُرُ الْمُدُنُ الْخَرْبَةُ لَا تَخَافِیْ لِاَنَّکِ لَا تَخْزِیْنَ وَلَا تَخْجَلِیْنَ فَاِنَّکِ لَا تَسْتَحِیْنَ مِنْ اَجَلِ اَنَّکِ تُنْسِیْنَ خِذْیَ صِبَاکِ وَعَارَتَرْمُلُکِ لَا تَذْكُرِیْنَ اَیْضًا فَاِنَّهٗ یَتَوَلّٰی عَلَیْکِ الَّذِیْ صَنَعَکِ رَبُّ الْجُنُوْدِ اِسْمُهٗ وَفَادِیْکِ قُدُّوْسُ اِسْرَائِیلَ اِلٰهُ جَمِیْعِ الْاَرْضِ یُدْعٰی اِنَّمَا الرَّبُّ دَعَاکِ مِثْلَ الْاِمْرَاَةِ الْمُطَلَّقَةِ وَالْحَزِیْنَةِ الرُّوْحِ وَزَوْجَتُهٗ مُنْذُ الصِّبَا مَرْذُوْلَةً قَالَ اِلٰهُکِ لِسَاعَةٍ فِیْ قَلِیْلٍ تَرَکْتُکِ وَبِرَحْمَاتٍ عَظِیْمَةٍ اَجْمَعُکِ فِیْ سَاعَةِ الْغَضَبِ اَخْفَیْتُ قَلِیْلًا وَجْهِیْ عَنْکِ وَبِالرَّحْمَةِ الْاَبَدِیَّةِ رَحِمْتُکِ قَالَ فَادِیْکِ الرَّبُّ مِثْلَمَا فِیْ اَیَّامِ نُوْحٍ لِیْ هٰذَا الَّذِیْ حَلَفْتُ لَهٗ اَنْ لَا اَصُبَّ مِیَاهَ نُوْحٍ عَلَی الْاَرْضِ هٰکَذَا حَلَفْتُ اَنْ لَا اَغْضَبَ

عَلٰی مَضَاجِعِهِمْ تَرْفِیْعُ اللّٰهِ فِیْ حُلُوْقِهِمْ وَسُیُوْفٌ ذَاتِ فَمِیْنَ فِیْ اَیَادِیْهِمْ لِیَصْنَعُوْا اِنْتِقَامًا فِی الْاُمَمِ وَتَوْبِیْخَاتٍ فِی الشُّعُوْبِ لِیُقَیِّدُوْا مُلُوْکَهُمْ بِالْقُیُوْدِ وَاَشْرَافَهُمْ بِاَغْلَالٍ مِّنْ حَدِیْدٍ لِیَصْنَعُوْا بِهِمْ حُکْمًا مَکْتُوْمًا هٰذَا الْمَجْدُ یَکُوْنُ لِجَمِیْعِ الْاَبْرَارِ۔

اس بشارت میں جس ذات کی خوشخبری دی گئی ہے اس کو بادشاہ کے نام سے تعبیر کیا گیا ہے اور اس کے فرمانبرداروں کو صالحین کے نام سے موسوم کیا گیا ہے۔ ان کے اوصاف یہ ذکر کئے گئے ہیں کہ وہ فضیلت پر فخر کریں گے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے خلق کو بلند شان عطا کی ہے ان کے ہاتھوں میں دو دھاری تلوار ہوگی وہ دیگر اقوام سے انتقام لیں گے وہ قبائل کو شکست دیں گے بادشاہوں اور ان کے وزراء کو قیدی بنالیں گے یہ تمام بشارت حضور نبی کریم ﷺ اور آپ ﷺ کے صحابہ کرام کے متعلق ہی ہے کیونکہ مذکورہ بالا تمام اوصاف حضور نبی مکرم ﷺ اور آپ کے صحابہ کرام علیہم الرضوان کے ہی ہیں۔

آٹھویں بشارت

''کتاب الاشعیاء'' کے بیالیسویں باب میں ہے:

اَلَّتِیْ قَدْ کَانَتْ اَوَّلَاهَا قَدْ اَتَتْ وَاَنَا مُخْبِرٌ اَیْضًا بِاَحْدَاثٍ قَبْلَ اَنْ تُحْدِثَ وَاَسْمَعُکُمْ اِیَّاهَا سَبِّحُوْا لِلرَّبِّ تَسْبِیْحَةً جَدِیْدَةً حَمْدَهٗ مِنْ اَقَاصِی الْاَرْضِ رَاکِبِیْنَ فِی الْبَحْرِ وَمَلُوْهُ الْجَزَائِرِ وَسُکَّانُهُنَّ یَرْتَفِعُ الْبَرِیَّةَ وَمُدُنُهَا فِی الْبُیُوْتِ تَحُلُّ قِیْدَارَ سَبِّحُوْا یَا سُکَّانَ الْکَهْفِ مِنْ رُءُوْسِ الْجِبَالِ یَصِیْحُوْنَ یَجْعَلُوْنَ لِلرَّبِّ کَرَامَةً وَحَمْدَهٗ یُخْبِرُوْنَ بِهٖ فِی الْجَزَائِرِ اَلرَّبُّ کَجَبَّارٍ یَخْرُجُ مِثْلَ رَجُلٍ مُقَاتِلٍ یَهُوْشُ الْغَیْرَةَ یَصُوْتُ وَیَصِیْحُ عَلٰی اَعْدَائِهٖ بَتَقْوٰی سُکُتُ دَائِماً وَصُمْتُ صَبَرْتُ صَبْراً فَاتَکَلَّمُ مِثْلَ الطَّالِقَةِ اَبْدَوْ وَاَبْتَلِعُ مَعًا اُخَرِّبُ الْجِبَالَ وَالْآکَامَ وَکُلَّ نَبَاتِهِنَّ اُجَفِّفُ وَاَجْعَلُ اَنْهَارَ جَزَائِرَ وَالْبُحَیْرَاتُ اُجَفِّفُهُنَّ وَاُقَیِّدُ الْعُمْیَ فِیْ طَرِیْقٍ لَمْ یَعْرِفُوْهَا وَالسُّبُلُ لَمْ یَعْلَمُوْهَا اُسِیْرُهُمْ فِیْهَا اُصِیْرُ اَمَامَهُمُ الظُّلْمَةَ نُوْرًا وَالصَّعْبَ سَهْلًا هٰذَا الْکَلَامُ صَنَعْتُهٗ لَهُمْ وَلَا اَخْذُلُهُمْ اِنْدَبَرُوْا اِلٰی وَرَائِهِمْ وَالْمُتَوَکِّلُوْنَ عَلَی الْمَنْحُوْتَةِ اَلْقَائِلُوْنَ لِلْمَسْبُوْکَةِ اِنَّکُمْ اٰلِهَتُنَا لَیَخْزُوْنَ خِزْیاً۔

تسبیحه جدیده سے مراد وہ عبادت ہے جو شریعت محمدیہ میں نئے طریقہ پر رائج ہوئی۔ اس تسبیح کا اہل زمین کے مکاں، اہل جزائر، صحراؤں اور شہروں میں عام ہونے سے حضور ﷺ کی نبوت کی عمومیت کی طرف اشارہ ہے۔ قیدار کے لفظ سے اس بات کی طرف قوی اشارہ ملتا ہے کہ یہ بشارت حضور ﷺ کے متعلق ہی ہے کیونکہ آپ ﷺ قیدار بن اسماعیل کی اولاد میں سے ہی ہیں۔

رؤس الجبال یصیحون کا اشارہ اس مخصوص عبادت کی طرف ہے جو حج کے ایام میں ادا کی جاتی ہے ہزاروں

"زَرْعَکِ یَرِثُ الْاُمَمُ" سے یہی مراد ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے وعدہ کو پورا کیا کُلُّ اِنَاءٍ مَجْبُوْلٌ بِضِدِکِ لَا یَنْجَحُ سے مراد یہ ہے کہ جو شخص بھی مکہ معظمہ کی مخالفت کرے گا اللہ تعالیٰ اس کو ذلیل کرے گا جیسا کہ اصحاب فیل کا واقعہ رونما ہوا اور اسی وجہ سے دجال بھی مکہ معظمہ میں داخل نہیں ہو سکے گا اور وہ خائب و خاسر ہو کر واپس لوٹ آئے گا۔

دسویں بشارت

"کتاب اشعیاء" کے پینسٹھویں باب میں ہے:

طَلَبَنِیَ الَّذِیْنَ لَمْ یَسْأَلُوْنِیْ قَبْلُ وَ وَجَدَنِیَ الَّذِیْنَ لَمْ یَطْلُبُوْنِیْ قُلْتُ هَا اَنَاذَا اِلَی الْاُمَّةِ الَّذِیْنَ لَمْ یَدْعُوْا بِاِسْمِی بَسَطْتُ یَدَیَّ طُوْلَ النَّهَارِ اِلٰی شَعْبٍ غَیْرِ مُوْمِنِ الَّذِیْ یَسْلُکُ بِطَرِیْقٍ غَیْرِ صَالِحٍ وَرَاءَ اَفْکَارِهِمُ الشَّعْبُ الَّذِیْنَ یُغْضِبُنِیْ اَمَامَ وَجْهِیْ دَائِمًا اَلَّذِیْنَ یُذَبِّحُوْنَ فِی الْبَسَاتِیْنِ وَیُذَبِّحُوْنَ عَلَی اللَّبَنِ الَّذِیْنَ یَسْکُنُوْنَ فِی الْقُبُوْرِ وَفِیْ مَسَاجِدِ الْاَوْثَانِ یَرْقُدُوْنَ الَّذِیْنَ یَاکُلُوْنَ لَحْمَ الْخِنْزِیْرِ وَالْمَرَقِ الْمُنَجَّسِ فِیْ آنِیَتِهِمُ الَّذِیْنَ یَقُوْلُوْنَ اَبْعُدْ عَنِّیْ لَا تَقْتَرِبْ مِنِّیْ لِاَنَّکَ نَجِسٌ هٰؤُلَاءِ یَکُوْنُوْنَ دُخَانًا فِیْ رِجْزِیْ نَارًا مُتَّقِدَةً طُوْلَ النَّهَارِ هَا مَکْتُوْبٌ قُدَّامِیْ لَا اَسْکُتُ بَلْ اَرُدُّ وَ اُکَافِیْ جَزَاءً فِیْ حِضْنِهِمْ۔

وَالَّذِیْنَ لَمْ یَسْأَلُوْنِیْ...... الخ سے مراد اہل عرب ہیں کیونکہ وہ حق تعالیٰ کی معرفت، اس کی صفات اور اس کی شریعت سے بالکل نا آشنا تھے۔ نہ ہی وہ حق تعالیٰ سے واقف اور نہ ہی وہ اس کے متعلق پوچھتے تھے جیسا کہ ارشاد ربانی ہے:

لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ اِذْ بَعَثَ فِیْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ یَتْلُوْا عَلَیْهِمْ اٰیٰتِهٖ وَ یُزَکِّیْهِمْ وَیُعَلِّمُهُمُ الْکِتٰبَ وَالْحِکْمَةَ ۚ وَاِنْ کَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ ﴿۱۶۴﴾

(آل عمران:164)

"یقیناً بڑا احسان فرمایا اللہ تعالیٰ نے مومنوں پر جب اس نے بھیجا ان میں ایک رسول انہی میں سے پڑھتا ہے ان پر اللہ کی آیتیں اور پاک کرتا ہے انہیں اور سکھاتا ہے انہیں قرآن اور سنت اگرچہ وہ اس سے پہلے یقیناً کھلی گمراہی میں تھے۔"

دوسری اور تیسری آیت میں جو وصف مذکور ہے وہ یہود و نصاریٰ کے ہر فرد پر صادق آتا ہے۔ چوتھی آیت میں مذکور وصف نصاریٰ کی حالت پر صادق آتا ہے جبکہ پانچویں آیت میں مذکور وصف یہود کے حالات پر صادق آتا ہے اللہ تعالیٰ نے ان سب کو رد فرما کر امت محمدیہ کو اختیار فرمایا ہے۔

گیارہویں بشارت

"کتاب دانیال' میں اس خواب کا تذکرہ موجود ہے جسے بخت نصر نے دیکھا تھا پھر وہ اپنی خواب بھول گیا حضرت دانیال علیہ السلام نے وحی کے مطابق اس خواب کو بھی اور اس کی تعبیر بھی بیان کی:۔

عَلَيكِ وَاَنْ لَا اُوبخک فَاِنَّ الْجِبَالَ تَرتَجِفُ وَالتِلَالَ تَتَزلْزَلُ وَرَحْمَتِیْ لَا تَزُوْلُ عَنکِ وَعَهدُ سَلَامِیْ لَا یَتَحَرَّکُ قَالَ رَحِیْمُکِ الرَّبُّ فَقِیرَۃٌ مُسْتَاصِلَۃٌ بِعَاصِفٍ بِلَا تَعْزِیَۃٍ هَا اَنَا ذا اَبْلَطُ بِالرُّتبَۃِ حِجَارَتُکِ وَاُوَسِّسُکِ بِالسَّفِیْرِ وَاَجْعَلُ یُشَبًّا مَحَاضِکِ وَاَبْوَابُکِ حِجَارَۃٌ مَنْقُوْشَۃٌ وَجَمِیْعُ حُدُوْدِکِ لَا حِجَارَ مُشتَهِیَۃٍ جَمِیْعُ مُتَعَلِّمِیْنَ مِنَ الرَّبِّ وَ کَثْرَۃُ السَّلَامِ لِبَنِیکِ وَبِالْبِرِّ تُؤَسِّسِیْنَ فَابْتَعِدِیْ مِنَ الظُّلْمِ لِاَنَّکِ لَا تَخَافِیْنَ وَمِنَ الْهَیْبَۃِ لِاَنَّهَا لَا تَقْرُبُ مِنْکِ هَا یَاتِی الْجَارُ الَّذِی لَمْ یَکُنْ مَعِیْ وَالَّذِی قَدْ کَانَ قَرِیباً یَقْتَرِفُ اِلَیکِ هَا اَنَا ذَا خَلَقْتُ صَائِغًا اَلَّذِیْ یَنْفُخُ فِی النَّارِ جَمْرًا وَیَخْرُجُ اِنَاءً لِعَمَدٍ وَاَنَا خَلَقْتُ قَتُوْلًا لِلْاِهْلَاکِ کُلَّ اِنَاءٍ مَجْبُوْلٌ بِضِدِّکِ لَا یَنْجَحُ وَکُلُّ لِسَانٍ یُخَالِفُکِ فِی الْقَضَاءِ تَحْکُمِیْنَ عَلَیْهِ هٰذَا هُوَ مِیرَاثُ عَبِیْدِ الرَّبِّ وَعَدَلُهُمْ عِنْدِی یَقُوْلُ الرَّبُّ۔

پہلی آیت میں عاقر سے مراد مکہ معظمہ ہے کیونکہ اس سرزمین پر حضرت اسماعیل علیہ السلام کے بعد کسی اور نبی کا ظہور نہیں ہوا۔ نہ ہی اس زمین پر وحی نازل ہوئی جبکہ یروشلم میں بہت سے انبیاء کرام تشریف لائے ہیں اور وہاں کثرت سے وحی کا نزول ہوا ہے۔ بنو وحشہ سے مراد حضرت ہاجرہ علیہا السلام کی اولاد ہے کیونکہ وہ مطلقہ ہی کی طرح تھیں جسے گھر سے نکال دیا گیا ہو اور وہ صحرا میں سکونت پذیر ہو۔ بنو ذات رجل سے مراد حضرت سارہ علیہا السلام کی اولاد ہے۔ اللہ تعالیٰ نے مکہ معظمہ کو مخاطب کر کے اسے تسبیح تہلیل اور شکر کرنے کا حکم فرمایا ہے کیونکہ حضرت ہاجرہ علیہا السلام کی اکثر اولاد حضرت سارہ علیہا السلام کی اولاد سے افضل ہو گی۔ یہ فضیلت اس فضیلت کی وجہ سے ہو گی جو انہیں حاصل ہو گی۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے وعدہ کو پورا فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے محمد عربی کو رسول بنا کر مبعوث کیا۔ انہیں تمام انسانوں سے افضل فرمایا اور انہیں خاتم النبیین فرمایا اور آپ ﷺ کو حضرت ہاجرہ علیہا السلام کی اولاد میں سے مبعوث کیا۔ الصائغ الذی ینفخ فی النار جمرا سے بھی یہی مراد ہے۔ اس سے مراد وہ قتول ہے جس کو اللہ تعالیٰ مشرکین کی تباہی کے لئے پیدا فرمائے گا اور اس نبی کریم ﷺ کے طفیل اس کو وسعت نصیب ہو گی دنیا میں جو شرف اور بزرگی بیت اللہ کو حاصل ہوئی وہ کسی اور عبادت گاہ کو حاصل نہ ہو سکی۔ اسے یہ سعادت اس لئے ہوئی کیونکہ اس مقام پر محمد مصطفیٰ ﷺ کا ظہور ہوا۔ خانہ کعبہ کو یہ بھی سعادت حاصل ہے کہ یہاں ہر سال لاکھوں لوگ حج ادا کرنے کے لئے آتے ہیں لیکن بیت المقدس کو صرف دو مرتبہ یہ سعادت حاصل ہوئی۔ ایک مرتبہ جب حضرت سلیمان علیہ السلام اس کی تعمیر سے فارغ ہوئے اور دوسری مرتبہ یوشیا کی سلطنت کے اٹھارویں سال اسے یہ سعادت حاصل ہوئی کہ لوگ اس کی طرف آئے لیکن مکہ معظمہ کو یہ سعادت تا ابد حاصل رہے گی۔ جیسا کہ تورات کی اس عبارت سے عیاں ہوتا ہے **لَا تَخَافِیْ لِاَنَّکِ لَا تَخْزِیْنَ** حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر نبی آخر الزماں ﷺ تک کسی شخص کے بارے میں یہ نہیں سنا گیا کہ اس نے اتنی قلیل مدت میں غلبہ اور تسلط حاصل کیا ہو جتنی قلیل مدت میں حضور اکرم ﷺ کو غلبہ حاصل ہوا اللہ تعالیٰ کے اس فرمان

چوتھی سلطنت سے مراد اسکندر رومی کی حکومت ہے۔ وہ قوت میں لوہے کی طرح تھی پھر فارس کی سلطنت کئی حصوں میں منقسم ہو گئی ساسان کے ظہور تک یہ حکومت کمزور ہی رہی پھر اسے قوت نصیب ہوئی پھر یہ ضعیف ہوگئی حتیٰ کہ نوشیروان کے عہد حکومت میں سیدنا محمد ابن عبداللہ ﷺ اس جہان میں تشریف لائے اللہ تعالیٰ نے آپ کو ظاہری اور باطنی سلطنت عطا فرمائی اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کے پیروکاروں کو قلیل مدت میں مشرق و مغرب میں غلبہ عطا فرمایا۔ ایران کے تمام شہروں پر قبضہ کرلیا۔ یہی بادشاہ کا خواب تھا اور یہی اس کی تعبیر تھی حضور ﷺ کی سلطنت کو اللہ تعالیٰ نے ابدیت عطا فرمائی ہے۔ نہ تو آپ ﷺ کی مملکت کبھی ختم ہوگی اور نہ ہی یہ حکومت کسی اور فرد کو عطا کی جائے گی یہ پتھر جس نے لا بیدین کی حکومت کو ختم کیا تھا۔ جس نے خزف، لوہے، تانبے، سونے اور چاندی کو پیس کر رکھ دیا تھا اور پھر وہ ایک عظیم پہاڑ بن گیا تھا اور تمام زمین کو بھر دیا تھا حضور اکرم ﷺ کی ذات تھی۔

بارہویں بشارت

یہوذا جو کہ ایک حواری تھے انہوں نے اپنے ایک رسالہ میں اس طرح لکھا تھا:

اَلرَّبُّ قَدْ جَاءَ فِیْ رَبْوَاتِهِ الْمَقْدَسَةِ لِیُدَایِنَ الْجَمِیْعَ وَیَبْکُتُ جَمِیْعَ الْمُنَافِقِیْنَ عَلٰی کُلِّ اَعْمَالِ نِفَاقِهِمُ الَّتِیْ نَافَقُوْا فِیْهَا وَعَلٰی کُلِّ الْکَلَامِ الصَّعْبِ الَّذِیْ تَکَلَّمَ بِهٖ ضِدُّ اللّٰهِ الْخُطَاةُ الْمُنَافِقُوْنَ۔

یہاں رب کا لفظ مخدوم اور معلم کے معنی میں ہے مقدس اور تقدیس کا اطلاق ہر اس مومن پر ہوسکتا ہے جو اس زمین پر موجود ہو یہاں رب سے مراد "محمد" ﷺ ہیں ربوات مقدسہ سے مراد آپ ﷺ کے صحابہ کرام ہیں۔ اس کی تفصیل یہ ہے کہ اس جہان رنگ و بو میں سرکار دو عالم کی تشریف آوری یقینی ہے۔ آپ ﷺ کفار کو ذلیل فرمائیں گے۔ منافقین کو سرزنش فرمائیں گے غلط کاروں کو ان کے برے اعمال کی سزا دیں گے مشرکین کو توحید اور رسالت قبول نہ کرنے کی وجہ سے ذلیل و رسوا کریں گے۔ یہود کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت مریم علیہا السلام کی ذات میں تفریط کرنے کی وجہ سے سزا دیں گے عیسائیوں کو تثلیث، توحید میں تفریط اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں افراط کی وجہ سے سزا دیں گے اکثر لوگوں کو صلیب، بت پرستی اور غلط عقائد کی وجہ سے رسوا فرمائیں گے۔

تیرہویں بشارت

انجیل متی کے تیسرے باب میں ہے:

وَفِیْ تِلْکَ الْاَیَّامِ جَاءَ یُوْحَنَا الْمُعْدَانِ یَکْرُزُ فِیْ بَرِیَّةِ الْیَهُوْدِیَّةِ قَائِلًا تُوْبُوْا لِاَنَّهٗ قَدِ اقْتَرَبَ مَلَکُوْتُ السَّمٰوٰتِ۔

انجیل متی کے چوتھے باب میں ہے:

وَلَمَّا سَمِعَ یَسُوْ[illegible] یُوْحنا اسلم اِنْصَرَفَ اِلَی الْجَلِیْلِ مِنْ ذَالِکَ الزَّمَانِ اِبْتَدَأَ یَسُوْعُ

فَكُنْتَ اَنْتَ الْمِلِكُ تَرىٰ وَاِذْ تِمْثَالٌ وَاحِدٌ جَسِيْمٌ وَكَانَ التِّمْثَالُ عَظِيْمًا وَرَفِيْعُ الْقَامَةِ وَاقِفًا قُبَالَكَ وَمَنْظَرُهُ مُخَوِّفًا رَاْسُ هٰذَا التِّمْثَالِ هُوَ مِنْ ذَهَبٍ اِبْرِيْزٍ وَالصَّدْرُ وَالذِّرَاعَانِ مِنْ فِضَّةٍ وَالْبَطْنُ وَالْفَخِذَانِ مِنْ نُحَاسٍ وَالسَّاقَانِ مِنْ حَدِيْدٍ وَالْقَدَمَانِ قِسْمٌ مِّنْهُمَا مِنْ حَدِيْدٍ وَقِسْمٌ مِّنْهُمَا مِنْ خَزَفٍ فَكُنْتَ تَرىٰ هٰكَذَا حَتّٰى انْقَطَعَ حَجَرٌ مِنْ جَبَلٍ لَا بِيَدَيْنِ وَضَرَبَ التِّمْثَالَ فِيْ قَدَمَيْهِ مِنْ حَدِيْدٍ وَمِنْ خَزَفٍ فَسَحَقَهُمَا فَانْسَحَقَ حِيْنَئِذٍ مَعًا اَلْحَدِيْدُ وَالْخَزَفُ وَالنُّحَاسُ وَالْفِضَّةُ وَالذَّهَبُ وَصَارَتْ كَغُبَارِ الْبَيْدَرِ فِي الصَّيْفِ فَذَرَتْهَا الرِّيْحُ وَلَمْ يُوْجَدْ لَهَا مَكَانٌ وَالْحَجَرُ الَّذِيْ قَدْ ضَرَبَ التِّمْثَالَ صَارَ جَبَلًا عَظِيْمًا مَلَأَ الْاَرْضَ بِاَمْرِهَا فَهٰذَا هُوَ الْحُلْمُ وَنُنْبِئُ اَيْضًا قُدَّامَكَ يٰاَيُّهَا الْمَلِكُ بِتَفْسِيْرِهٖ اَنْتَ هُوَ مَلِكُ الْمُلُوْكِ وَاِلٰهُ السَّمَاءِ اَعْطَاكَ الْمُلْكَ وَالْقُوَّةَ وَالسُّلْطَانَ وَالْمَجْدَ وَجَمِيْعَ مَا يَسْكُنُ فِيْهِ بَنُو النَّاسِ وَوُحُوْشُ الْحَقْلِ وَاَعْطٰى بِيَدِكَ طَيْرَ السَّمَاءِ اَيْضًا وَجَعَلَ جَمِيْعَ الْاَشْيَاءِ تَحْتَ سُلْطَانِكَ اَنْتَ هُوَ الرَّاْسُ مِنَ الذَّهَبِ وَبَعْدَكَ تَقُوْمُ مَمْلَكَةٌ اُخْرىٰ اَصْغَرُ مِنْكَ مِنْ فِضَّةٍ وَمَمْلَكَةٌ ثَالِثَةٌ اُخْرىٰ مِنْ نُحَاسٍ وَتَتَسَلَّطُ عَلٰى جَمِيْعِ الْاَرْضِ وَالْمَمْلَكَةُ الرَّابِعَةُ تَكُوْنُ مِثْلَ الْحَدِيْدِ كَمَا اَنَّ الْحَدِيْدَ يَسْحَقُ وَيَغْلِبُ الْجَمِيْعَ هٰكَذَا هِيَ تَسْحَقُ وَتُكَثِّرُ جَمِيْعَ هٰذِهٖ فَاَمَّا فِيْمَا رَاَيْتَ قِسْمَ الْقَدَمَيْنِ وَاَصَابِعِهِمَا مِنَ الْخَزَفِ الْفَاخُوْرِيْ وَقِسْمًا مِّنْ حَدِيْدٍ تَكُوْنُ الْمَمْلَكَةُ مُفْتَرِقَةً اِنْ كَانَ يَخْرُجُ مِنْ نَصْبَةِ الْحَدِيْدِ حَسْبَمَا رَاَيْتَ الْحَدِيْدَ مُخْتَلِطًا بِالْخَزَفِ مِنْ طِيْنٍ وَاَصَابِعُ الْقَدَمَيْنِ قِسْمٌ مِّنْ حَدِيْدٍ وَقِسْمٌ مِنْ خَزَفٍ فَتَكُوْنُ الْمَمْلَكَةُ بِقِسْمٍ صُلْبَةٍ وَبِقِسْمٍ مَسْحُوْقَةٍ فِيْهَا رَاَيْتَ الْحَدِيْدَ مُخْتَلِطًا بِالْخَزَفِ مِنْ طِيْنٍ اِنَّهُمْ يَخْتَلِطُوْنَ بِزَرْعٍ بُشْرىٰ بَلْ لَا يَتَلَاصَقُوْنَ مِثْلَ مَا لَيْسَ يُمْكِنُ اَنْ يَّمْتَزِجَ الْحَدِيْدَ بِالْخَزَفِ فَاَمَّا فِيْ اَيَّامِ تِلْكَ الْمَمَالِكِ يَبْعَثُ اِلٰهُ السَّمَاءِ مَمْلِكَةً وَهِيَ لَا تَنْقَضِيْ قَطُّ مُلْكُهَا لَا يُعْطٰى لِشَعْبٍ آخَرَ وَهِيَ تَسْحَقُ وَتُفْنِيْ جَمِيْعَ هٰذِهٖ الْمَمَالِكِ اَجْمَعِيْنَ وَهِيَ تَثْبُتُ اِلَى الْاَبَدِ وَكَمَا رَاَيْتَ اَنَّ مِنْ جَبَلٍ اِنْقَطَعَ حَجَرٌ لَابيدين وَسَحَقَ الْخَزَفَ وَالْحَدِيْدَ وَالنُّحَاسَ وَالْفِضَّةَ وَالذَّهَبَ فَالْاِلٰهُ الْعَظِيْمُ اَظْهَرَ لِلْمُلْكِ مَا سَيَاْتِيْ مِنْ بَعْدُ وَالْحُلْمُ هُوَ حَقِيْقِيٌّ وَتَفْسِيْرُهُ صَحِيْحٌ۔

پہلی مملکت سے مراد بخت نصر کی حکومت اور سلطنت ہے۔ دوسری مملکت سے مراد مادئین کی سلطنت ہے۔ جنہوں بلشاصر بن کو قتل کرنے کے بعد اس کی سلطنت پر قبضہ جمالیا تھا کلدانین کی بنسبت ان کی سلطنت کمزور تھی تیسری مملکت سے مراد کیانین کا عہد حکومت ہے۔ ان کی حکومت بہت قوی تھی ایسے محسوس ہوتا تھا کہ انہوں نے تمام روئے زمین پر قبضہ جمالیا ہے

قوانین آسمانی کتاب میں بیان کیے گئے ہوں یہ تمام امور شریعت محمدی پر ہی صادق آتے ہیں۔ انجیل متی کے اکیسویں باب میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا قول بھی اسی بات کی تائید کرتا ہے انہوں نے فرمایا: ''لِذَالِکَ اَقُوْلُ اِنَّ مَلَکُوْتَ اللّٰہِ یَنْزِعُ مِنْکُمْ وَیُعْطٰی لِاُمَّۃٍ تَعْمَلُ اَثْمَارَہٗ۔''

سچ بات تو یہ ہے کہ ان ملکوت سے وہی مملکت مراد ہو جس کی خبر ہمیں حضرت دانیال علیہ السلام نے دی تھی اور وہ مملکت نبوت محمدی ﷺ ہے۔

چودھویں بشارت

انجیل متی کے تیرہویں باب میں ہے:

قَدَمَ لَهُمْ مَثَلًا آخَرَ قَائِلًا يُشْبِهُ مَلَكُوْتَ السَّمٰوٰتِ حَبَّةَ خَرْدَلٍ اَخَذَهَا اِنْسَانٌ وَزَرَعَهَا فِيْ حَقْلِهٖ هِيَ اَصْغَرُ جَمِيْعِ الْبُذُوْرِ وَلٰكِنْ مَتٰى نَمَتْ فَهِيَ اَكْبَرُ الْبُقُوْلِ وَتَصِيْرُ شَجَرَةً حَتّٰى اَنَّ طُيُوْرَ السَّمَاءِ تَاْتِيْ وَتَاْوِيْ فِيْ اَغْصَانِهَا۔

اس بشارت میں بھی مَلَكُوْتُ السَّمٰوٰتِ سے مراد وہی نجات کا راستہ ہے جو شریعت محمدی سے ظاہر ہوا کیونکہ آپ ﷺ نے ایک ایسی قوم میں نشوونما پائی جو کہ صحرائی اور دیہاتی ہونے کی وجہ سے دنیا والوں کے نزدیک حقیر شمار کیے جاتے تھے وہ کسی صنعت یا علم سے واقف نہ تھے نہ ہی جسمانی لذتوں اور دنیا کی تکالیف سے آشنا تھے۔ خصوصاً حضرت ہاجرہ علیہا السلام کی اولاد میں سے ہونے کی وجہ سے یہودی انہیں اپنے سے کم تر سمجھتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے ان میں محمد مصطفیٰ ﷺ کو مبعوث کیا ابتداء میں آپ ﷺ کی شریعت ظاہری لحاظ سے رائی کے دانے کی طرح تھی یعنی تمام شریعتوں سے چھوٹی تھی لیکن اپنے عموم کی وجہ سے تھوڑی سی مدت میں ترقی کر گئی اور تمام شریعتوں سے فوقیت حاصل کر گئی اور مشرق تا مغرب پھیل گئی حتیٰ کہ وہ لوگ جو کسی بھی شریعت کے پیروکار نہ تھے انہوں نے بھی شریعت محمدی کے دامن کو تھام لیا۔

پندرہویں بشارت

انجیل متی کے بیسویں باب میں ہے:

فَاِنَّ مَلَكُوْتَ السَّمٰوٰتِ يُشْبِهُ رَجُلًا رَبَّ بَيْتٍ خَرَجَ مَعَ الصُّبْحِ لِيَسْتَاْجِرَ فَعَلَةً لِكَرْمِهٖ فَاتَّفَقَ مَعَ الْعَمَلَةِ عَلٰى دِيْنَارٍ فِى الْيَوْمِ وَاَرْسَلَهُمْ اِلٰى كَرْمِهٖ ثُمَّ خَرَجَ نَحْوَ السَّاعَةِ الثَّالِثَةِ وَرَاٰى آخَرِيْنَ قِيَامًا فِى السُّوْقِ بَطَالِيْنَ فَقَالَ لَهُمْ اذْهَبُوْا اَيْضًا اِلَى الْكَرْمِ فَاُعْطِيْكُمْ مَا يَحِقُّ لَكُمْ فَمَضَوْا وَخَرَجَ اَيْضًا نَحْوَ السَّاعَةِ السَّادِسَةِ وَالتَّاسِعَةِ وفعل كذالك ثُمَّ نَحْوَ الْحَادِيَةِ عشرة خَرَجَ ووجد آخَرِيْنَ قِيَامًا بطالبين فقال لهم لماذا وقفتم هاهنا كُلَّ النَّهَارِ بِطَالِبِيْنَ قَالُوْا لَهٗ لِاَنَّهٗ لَمْ يَسْتَاْجِرْنَا اَحَدٌ قَالَ لَهُمْ اذْهَبُوْا اَنْتُمْ اَيضًا الى الْكَرْمِ فَتَاخُذُوْا مَا يَحِقُّ لَكُمْ فَلَمَّا كَانَ الْمَسَاءُ قَالَ صَاحِبُ الْكَرْمِ لوكيله اُدْعُ الْفَعَلَةَ

يَكْرُزُ وَيَقُولُ تُوبُوْا لِاَنَّهُ قَدِ اقْتَرَبَ مَلَكُوْتُ السَّمٰوٰتِ وَكَانَ يَسُوْعُ يَطُوْفُ كُلَّ الْجَلِيْلِ يُعَلِّمُ فِيْ مَجَامِعِهِمْ وَيَكْرُزُ بِبَشَارَةِ الْمَلَكُوْتِ.

انجیل متی کے چھٹے باب میں ہے۔ جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنے شاگردوں کو نماز سکھائی تو انہوں نے فرمایا:

''لِيَأْتِ مَلَكُوْتُكَ۔''

جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنے حواریوں کو اسرائیلی شہروں کی طرف تبلیغ اور دعوت کے لئے بھیجا تو انہوں نے فرمایا:

وَفِيْمَا اَنْتُمْ ذَاهِبُوْنَ اُكْرُزُوْا قَائِلِيْنَ اَنَّهُ قَدِ اقْتَرَبَ مَلَكُوْتُ السَّمٰوٰتِ.

اسی طرح انجیل متی کے دسویں باب میں اور انجیل لوقا کے نویں باب میں ہے:

وَدَعَا تَلَامِيْذَهُ الْاِثْنَىْ عَشَرَ وَاَعْطَاهُمْ قُوَّةً وَسُلْطَانًا عَلٰى جَمِيْعِ الشَّيَاطِيْنِ وَشِفَاءَ اَمْرَاضٍ وَاَرْسَلَهُمْ لِيَكْرُزُوْا بِمَلَكُوْتِ اللّٰهِ يَشْفُوا الْمَرْضٰى.

انجیل لوقا کے دسویں باب میں ہے:

وَبَعْدَ ذٰلِكَ عَيَّنَ الرَّبُّ سَبْعِيْنَ آخَرِيْنَ اَيْضًا وَاَرْسَلَهُمْ فَقَالَ لَهُمْ وَاَيَّةُ مَدِيْنَةٍ دَخَلْتُمُوْهَا وَقَبِلُوْكُمْ فَكُلُوْا مِمَّا يُقَدَّمُ لَكُمْ وَاشْفُوا الْمَرْضَى الَّذِيْنَ فِيْهَا وَقُوْلُوْا لَهُمْ قَدِ اقْتَرَبَ مِنْكُمْ مَلَكُوْتُ اللّٰهِ وَاَيَّةُ مَدِيْنَةٍ دَخَلْتُمُوْهَا وَلَمْ يَقْبَلُوْكُمْ فَاخْرُجُوْا اِلٰى شَوَارِعِهَا وَقُوْلُوْا حَتَّى الْغُبَارُ الَّذِىْ لَصِقَ بِنَا مِنْ مَدِيْنَتِكُمْ نَنْفُضُهُ لَكُمْ وَلٰكِنِ اعْلَمُوْا هٰذَا قَدِ اقْتَرَبَ مِنْكُمْ مَلَكُوْتُ اللّٰهِ.

اوپر مذکور تمام عبارات سے یہی ظاہر ہوتا ہے کہ حضرت عیسیٰ اور حضرت یحییٰ علیہما السلام آپ کے حواریوں اور آپ کے شاگردوں نے ''ملکوت السمٰوت'' کی بشارت دی تھی۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے بھی بالکل انہی الفاظ میں بشارت دی جن الفاظ میں حضرت یحییٰ علیہ السلام نے خوشخبری سنائی۔ اس سے یہ بھی عیاں ہوتا ہے کہ یہ ملکوت جس طرح حضرت یحییٰ علیہ السلام کے زمانہ میں ظاہر نہیں ہوئے تھے اسی طرح یہ ملکوت حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زمانہ میں بھی ظاہر نہیں ہوئے تھے نہ ہی ان کے حواریوں اور شاگردوں کے زمانہ میں ظاہر ہوئے بلکہ تمام نے ان کے ظہور کی بشارت دی۔ ان کے آنے کی خبر دی اور ان کے فضل کی آرزو کی۔ اس ملکوت السمٰوت سے مراد وہ نجات کا طریقہ ہے جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی شریعت سے ظاہر ہوا ورنہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور آپ کے شاگرد یہ نہ کہتے: اَنَّ مَلَكُوْتَ السَّمٰوٰتِ قَدِ اقْتَرَبَ۔ جب شاگردوں کو یہ علم ہوا کہ وہ اپنی نماز میں کہیں'' وَلْيَاْتِ مَلَكُوْتُكَ '' کیونکہ نجات کا یہ راستہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے دعوی نبوت کے بعد ظاہر ہوگا تو یقیناً اس سے مراد نجات کا وہ راستہ ہے جو شریعت محمدیہ ﷺ سے ظاہر ہوگا۔ وہ لوگ اسی عظیم راستہ کی بشارت دیتے رہے۔ ملکوت السمٰوت کے الفاظ ظاہراً بھی اس بات پر دلالت کرتے ہیں کہ یہ ملکوت سلطنت کی صورت میں ہوں نہ کہ غربت کی شکل میں۔ دشمن کے ساتھ جنگ وجدل بھی اسی وجہ سے ہوگا اور یہ بھی ضروری ہے کہ اس کے

يَتَرَضَّضُ وَسَقَطَ هُوَ عَلَيْهِ يَسْحَقُهُ وَلَمَّا سَمِعَ رُؤَسَاءُ الْكَهَنَةِ وَالفَرِيسِيُّونَ اَمْثَالَهُ عَرَفُوْا اَنَّهُ تَكَلَّمَ عَلَيْهِمْ۔

رَبُّ البيت سے مراد اللہ تعالیٰ کی ذات ہے الکرم سے مراد شریعت ہے وَاَحَاطَهٗ بِسَيَاجٍ...... الخ سے مراد محرمات، مباحات، اوامر اور نواہی کو بیان کرنا ہے کرامین طَاغِيْن سے مراد یہود ہیں عبیدا سے مراد انبیائے کرام ہے ابن سے مراد حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ذات ہے۔ ان پر اس لفظ کا اطلاق کرنا درست ہے کیونکہ اس کا معنی صالح اور پاک باز ہے جیسا کہ انجیل متی میں ہے: طُوْبٰى لِصَانِعِي الْاِسْلَامِ لِاَنَّهُمْ اَبْنَاءُ اللّٰهِ۔ یہود نے اپنے گمان کے مطابق حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو شہید کر دیا تھا وَالْحَجَرُ الَّذِیْ رَفَضَهُ الْبَنَّاءُ وْنَ اس سے مراد حضور اکرم ﷺ کی ذات اقدس ہے اَلْاُمَّةُ الَّتِیْ تَعْمَلُ اَثْمَارَهٗ سے مراد حضور اکرم ﷺ کی امت ہے وَهُوَ الْحَجَرُ الَّذِیْ كُلُّ مَنْ سَقَطَ ...... الخ سے مراد حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ذات نہیں بلکہ اس سے مراد حضور ﷺ کی ذات ہے کیونکہ یہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے اوصاف پر صادق نہیں آتے۔

سترہویں بشارت

''مشاہدات'' کے دوسرے باب میں ہے:۔

وَمَنْ يَّغْلِبُ وَيَحْفَظُ أَعْمَالِيْ إِلَى النِّهَايَةِ فَسَاُعْطِيْهِ سُلْطَانًا عَلَى الْاُمَمِ فَيَرْعَاهُمْ بِقَضِيْبِيْنِ مِنْ حَدِيْدٍ كَمَا تُكْسَرُ آنِيَةٌ مِّنْ خَزْفٍ كَمَا اَخَذَ اَيْضًا مِنْ عِنْدِ اَبِيْ وَاُعْطِيْهِ كَوْكَبَ الصُّبْحِ مَنْ لَهٗ اُذُنٌ فَيَسْمَعُ مَايَقُوْلُهُ الرُّوْحُ بِالْكَنَائِسِ۔

وہ ہستی جس کو اللہ تعالیٰ اقوام پر سلطنت عطا فرمائے گا اور وہ لوہے کی چھڑی سے حفاظت فرمائے گی وہ محمد مصطفیٰ ﷺ کی ذات ہے۔

اٹھارہویں بشارت

انجیل یوحنا کے چودہویں باب میں ہے:۔

اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَنِيْ فَاحْفَظُوْا وَصَايَايَ وَاَنَا اَطْلُبُ مِنَ الْاَبِ فَيُعْطِيْكُمْ فَارْقَلِيْطَ آخَرَ لِيَثْبُتَ مَعَكُمْ اِلَى الْاَبَدِ رُوْحُ الْحَقِّ الَّذِي لَنْ يُطِيْقَ العَالَمُ اَنْ يَقْبَلَهٗ لِاَنَّهٗ لَيْسَ يَرَاهُ وَلَا يَعْرِفُهٗ وَاَنْتُمْ تَعْرِفُوْنَهٗ لِاَنَّهٗ مُقِيْمٌ عِنْدَكُمْ وَهُوَ ثَابِتٌ فِيْكُمْ وَالْفَارْقَلِيْطُ رُوْحُ الْقُدُسِ الَّذِي يُرْسِلُهُ الْاَبُ بِاِسْمِيْ هُوَ يُعَلِّمُكُمْ كُلَّ شَيْءٍ وَهُوَ يُذَكِّرُكُمْ كُلَّ مَا قُلْتُهٗ لَكُمْ وَالْآنَ قَدْ قُلْتُ لَكُمْ قَبْلَ اَنْ يَكُوْنَ حَتّٰى اِذَا كَانَ تُؤْمِنُوْنَ۔

انجیل یوحنا کے پندرہویں باب میں ہے:

فَاَمَّا اِذَا جَاءَ الْفَارْقَلِيْطُ الَّذِيْ اُرْسِلُهٗ اَنَا اِلَيْكُمْ مِّنَ الْاَبِ رُوْحُ الْحَقِّ الَّذِيْ مِنَ الْاَبِ يَنْبَثِقُ هُوَ يَشْهَدُ لِاَجَلِيْ وَاَنْتُمْ تَشْهَدُوْنَ لِاَنَّكُمْ مَعِيْ مِنَ الْاِبْتِدَاءِ۔

وَاَعۡطِهِمُ الۡاُجۡرَةَ مُبۡتَدِئًا مِنَ الۡآخِرِیۡنَ اِلَی الۡاَوَّلِیۡنَ فَجَاءَ اَصۡحَابُ الۡحَادِیَهِ عَشۡرَةَ وَاَخَذُوا دِیۡنَارًا دِیۡنَارًا فَلَمَّا جَاءَ الۡاَوَّلُوۡنَ ظَنُّوۡا اَنَّهُمۡ یَاۡخُذُوۡنَ اَکۡثَرَ فَاَخَذُوۡهُمۡ اَیۡضًا دِیۡنَارًا دِیۡنَارًا وَفِیۡمَا هُمۡ یَاۡخُذُوۡنَ تَذَمَّرُوۡا عَلٰی رَبِّ الۡبَیۡتِ قَائِلِیۡنَ هٰؤُلَاءِ الۡآخِرُوۡنَ عَمِلُوۡا سَاعَةً وَاحِدَةً وَقَدۡ سَاوَیۡتَهُمۡ بِنَا نَحۡنُ الَّذِیۡنَ احۡتَمَلۡنَا ثِقۡلَ النَّهَارِ وَالۡحَرِّ فَاَجَابَ وَقَالَ لِوَاحِدٍ مِنۡهُمۡ یَا صَاحِبُ مَا ظَلَمۡتُکَ اَمَا اِتَّفَقۡتَ مَعِیۡ عَلٰی دِیۡنَارٍ فَخُذِ الَّذِیۡ لَکَ فَاذۡهَبۡ فَاِنِّیۡ اُرِیۡدُ اَنۡ اُعۡطِیَ هٰذَا الۡآخِیۡرَ مِثۡلَکَ اَوۡ مَا یَحِلُّ لِیۡ اَنۡ اَفۡعَلَ مَا اُرِیۡدُ بِمَا لِیۡ اَمۡ عَیۡنُکَ شَرِیۡرَةٌ لِاَنِّیۡ اَنَا صَالِحٌ هٰکَذَا یَکُوۡنُ الۡآخِرُوۡنَ اَوَّلِیۡنَ وَالۡاَوَّلُوۡنَ آخِرِیۡنَ لِاَنَّ کَثِیۡرِیۡنَ یُدۡعَوۡنَ وَقَلِیۡلِیۡنَ یَنۡتَخِبُوۡنَ۔

بعد میں آنے والے امت محمدیہ کے لوگ ہیں جبکہ وہ اجر میں سب سے مقدم ہوں گے وہی آخرون اور اولون ہوں گے جیسا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا نَحۡنُ الۡآخِرُوۡنَ السَّابِقُوۡنَ۔ ہم اس دنیا میں سب سے آخر میں آنے والے اور جنت میں سب سے پہلے داخل ہونے والے ہیں۔

آپ ﷺ نے مزید فرمایا اللہ تعالیٰ نے جنت کو تمام انبیاء پر حرام فرمایا ہے حتیٰ کہ میں اس میں داخل ہو جاؤں اور تمام امتوں کو جنت حرام فرمائی ہے حتیٰ کہ میری امت اس میں داخل ہو جائے۔

سولہویں بشارت

انجیل متی کے اکیسویں باب میں ہے:۔

اِسۡمَعُوۡا مَثَلًا آخَرَ کَانَ اِنۡسَانُ رَبِّ بَیۡتٍ غَرَسَ کَرۡمًا وَاَحَاطَهٗ بِسِیَاجٍ وَحَفَرَ فِیۡهِ مَعۡصِرَةً وَبَنٰی بُرۡجًا وَسَلَّمَهٗ اِلٰی کَرَامِیۡنَ وَسَافَرَ وَلَمَّا قَرُبَ وَقۡتُ الۡاِثۡمَارِ اَرۡسَلَ عَبِیۡدَهٗ اِلَی الۡکَرَامِیۡنَ وَسَافَرَ لِیَاۡخُذُوۡا اَثۡمَارَهٗ وَاَخَذَ الۡکَرَامُوۡنَ عَبِیۡدَهٗ وَجَلَدُوۡا بَعۡضًا وَقَتَلُوۡا بَعۡضًا وَرَجَمُوۡا بَعۡضًا ثُمَّ اَرۡسَلَ اَیۡضًا عَبِیۡدًا آخَرِیۡنَ اَکۡثَرَ مِنَ الۡاَوَّلِیۡنَ فَفَعَلُوۡا بِهِمۡ کَذٰلِکَ فَاَخِیۡرًا اَرۡسَلَ اِلَیۡهِمۡ اِبۡنَهٗ قَائِلًا یَهَابُوۡنَ اِبۡنِیۡ وَاَمَّا الۡکَرَامُوۡنَ لَمَّا رَاَوُا الۡاِبۡنَ قَالُوۡا فِیۡمَا بَیۡنَهُمۡ هٰذَا هُوَ الۡوَارِثُ هَلُمُّوۡا نَقۡتُلُهٗ وَنَاۡخُذُ مِیۡرَاثَهٗ فَاَخَذُوۡهُ فَاَخۡرَجُوۡهُ خَارِجَ الۡکَرۡمِ وَقَتَلُوۡهُ مَتٰی جَاءَ صَاحِبُ الۡکَرۡمِ مَاذَا یَفۡعَلُ بِاُولٰئِکَ الۡکَرَامِیۡنَ قَالُوۡا لَهٗ اُولٰئِکَ الۡاَرۡدِیَاءُ یُهۡلِکُهُمۡ هَلَاکًا رَدِیًّا وَیُسَلِّمُ الۡکَرۡمَ اِلٰی کَرَامِیۡنَ آخَرِیۡنَ یُعۡطُوۡنَهُ الۡاَثۡمَارَ فِیۡ اَوۡقَاتِهَا قَالَ لَهُمۡ یَسُوۡعُ اَمَا قَرَاۡتُمۡ قَطُّ فِی الۡکُتُبِ الۡحَجَرَ الَّذِیۡ رَفَضَهُ الۡبَنَّاءُوۡنَ هُوَ قَدۡ صَارَ رَاۡسَ الزَّاوِیَةِ مِنۡ قِبَلِ الرَّبِّ کَانَ هٰذَا هُوَ عَجِیۡبٌ فِیۡ اَعۡیُنِنَا لِذَالِکَ اَقُوۡلُ لَکُمۡ اِنَّ مَلَکُوۡتَ اللّٰهِ یَنۡزِعُ مِنۡکُمۡ وَیُعۡطِیۡ لِاُمَّةٍ تَعۡمَلُ اَثۡمَارَهٗ وَمَنۡ سَقَطَ عَلٰی هٰذَا الۡحَجَرِ

''بے شک آپ ہدایت نہیں دے سکتے جس کو آپ پسند کریں البتہ اللہ تعالیٰ ہدایت دیتا ہے جسے چاہتا ہے۔''

اب میں ان بشارات کو ذکر کروں گا جن کو اظہار الحق کے مصنف نے بیان نہیں کیا کیونکہ وہ بشارات بھی اہل کتاب کے خلاف دلیل ہیں میں ان بشارات کو امام الماوردی کی کتاب اعلام النبوت سے نقل کر رہا ہوں۔

انیسویں بشارت

حضرت شعیا علیہ السلام نے اپنی کتاب کی بائیسویں فصل میں فرمایا ہے:

قُومِی فَازْهِرِی مِصْبَاحَکِ یَعْنِی مَلَّةَ فَقَدْ دَنَا وَقْتُکِ وَکَرَامَةُ اللّٰهِ طَالِعَةٌ عَلَیْکِ وَقَدْ جَلَّلَ الْاَرْضَ الظَّلَامَ وَغَطّٰی عَلَی الْاُمَمِ الضَّبَابَ وَالرَّبُّ یُشْرِقُ عَلَیْکِ اِشْرَاقًا وَیَظْهَرُ کَرَامَتَهُ عَلَیْکِ تَسِیْرُ الْاُمَمُ اِلٰی نُوْرِکِ وَالْمُلُوْکُ اِلٰی ضَوْءِ طُلُوْعِکِ اِرْفَعِیْ بَصَرَکِ اِلٰی مَا حَوْلَکِ وَتَأَمَّلِیْ فَاِنَّهُمْ یَجْتَمِعُوْنَ عِنْدَکِ وَیَحُجُّوْنَکِ وَیَاْتِیْکِ وَلَدُکِ مِنْ بَلَدٍ بَعِیْدٍ وَتَسُرِّیْنَ وَتَبْتَهِجِیْنَ مِنْ اَجْلِ اَنَّهٗ یَمِیْلُ اِلَیْکِ ذَخَائِرُ الْبَحْرِ وَ یَحُجُّ اِلَیْکِ عَسَاکِرُ الْاُمَمِ حَتّٰی تَعْمُرَکِ الْاِبِلُ الْمُؤَبَّلَةُ وَتَضِیْقُ اَرْضُکِ عَنِ الْقِطَارَاتِ الَّتِیْ تَجْتَمِعُ اِلَیْکِ تُسَاقُ اِلَیْکِ کُبَاشُ مَدْیَنَ وَیَاْتِیْکِ اَهْلُ سَبَا یُحَدِّثُوْنَ بِنِعَمِ اللّٰهِ وَیُمَجِّدُوْنَهٗ وَتَسِیْرُ اِلَیْکِ اَغْنَامُ قِیْدَارَ وَیَرْتَفِعُ اِلٰی مَذْبَحِیْ مَا یُرْضِیْنِیْ وَاُحَدِّثُ حِیْنَئِذٍ لِبَیْتِ مَحْمَدَتِیْ حَمْدًا۔

یہ تمام کی تمام صفات مکہ معظمہ میں موجود ہیں جو اس کی خوبیاں بیان کی گئی ہیں وہ حق ہیں۔ اغنام قیدار سے مراد اہل عرب ہیں کیونکہ تمام اہل عرب قیدار بن اسماعیل کی اولاد میں سے ہیں۔

بیسویں بشارت

حضرت شعیا علیہ السلام نے اپنی کتاب میں فرمایا ہے:

قَالَ لِیَ الرَّبُّ اِمْضِ فَقُمْ عَلَی الْمَنْظَرَةِ نُخْبِرُکَ بِمَا تَرٰی فَرَاٰی رَاکِبَیْنِ اَحَدُهُمَا رَاکِبُ حِمَارٍ وَالْاٰخَرُ رَاکِبُ جَمَلٍ فَبَیْنَا هُوَ کَذٰلِکَ اِذْ اَقْبَلَ اَحَدُ الرَّاکِبَیْنِ وَهُوَ یَقُوْلُ هَوَتْ بَابِلُ وَتُکَسِّرَتْ اٰلِهَتُهَا الْمَنْجُوْرَةُ عَلَی الْاَرْضِ فَهٰذَا الَّذِیْ سَمِعْتُ الرَّبَّ اِلٰهَ بَنِیْ اِسْرَائِیْلَ قَدْ اَنْبَاْتُکُمْ۔

اس بشارت میں گدھے سوار سے مراد حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور اونٹ سوار سے مراد حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ ہیں۔

اکیسویں بشارت

حضرت شعیا علیہ السلام نے اپنی کتاب کی سولہویں فصل میں فرمایا ہے:

لِتَفْرَحْ لَهُ الْبَادِیَةُ الْعَطْشٰی وَلْتَبْتَهِجِ الْبَرَارِیْ وَالْفَلَوَاتُ وَلْتَسُرَّ وَلْتَزَهْ فَاِنَّهَا سَتُعْطٰی

انجیل یوحنا کے سولہویں باب میں ہے:

لٰكِنِّیْ اَقُوْلُ لَكُمُ الْحَقَّ اِنَّهٗ خَيْرٌ لَّكُمْ اَنْ اَنْطَلِقَ لِاَنِّیْ اِنْ لَّمْ اَنْطَلِقْ لَمْ يَاْتِكُمُ الْفَارْقَلِيْطُ فَاَمَّا اِنِ انْطَلَقْتُ اَرْسَلْتُهٗ اِلَيْكُمْ فَاِذَا جَاءَ ذَالِكَ فَهُوَ يُوَبِّخُ الْعَالَمَ عَلٰى خَطِيْئَةٍ وَعَلٰى بِرٍّ وَعَلٰى حُكْمٍ اَمَّا عَلَى الْخَطِيْئَةِ فَلِاَنَّهُمْ لَمْ يُؤْمِنُوْا بِیْ وَاَمَّا عَلَى الْبِرِّ فَلِاَنِّیْ مُنْطَلِقٌ اِلَى الْاٰبِ وَلَسْتُمْ تَرَوْنَنِیْ بَعْدُ وَاَمَّا عَلَى الْحُكْمِ فَاِنَّ اَرْكُوْنَ هٰذَا الْعَالَمِ قَدْ دِيْنَ وَاِنَّ لِیْ كَلَامًا كَثِيْرًا اَقُوْلُهٗ لَكُمْ وَلٰكِنَّكُمْ لَسْتُمْ تُطِيْقُوْنَ حَمْلَهُ الْاٰنَ وَاِذَا جَاءَ رُوْحُ الْحَقِّ ذَاكَ فَهُوَ يُعَلِّمُكُمْ جَمِيْعَ الْحَقِّ لِاَنَّهٗ لَيْسَ يَنْطِقُ مِنْ عِنْدِهٖ بَلْ يَتَكَلَّمُ بِكُلِّ مَا يَسْمَعُ وَيُخْبِرُكُمْ بِمَا سَيَاْتِیْ وَهُوَ يُمَجِّدُنِیْ لِاَنَّهٗ يَاْخُذُ مِمَّا هُوَ لِیْ وَهُوَ يُخْبِرُكُمْ جَمِيْعَ مَا هُوَ لِلْاٰبِ فَهُوَ لِیْ فَمِنْ اَجَلِ هٰذَا قُلْتُ اِنَّ مِمَّا لِیْ يَاْخُذُ وَيُخْبِرُكُمْ۔

لفظ فارقلیط یونانی لفظ ہے اور یہ اس عبرانی لفظ کا ترجمہ ہے جس کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے استعمال فرمایا تھا حضرت علامہ الشیخ الاکبر علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ میں اس لفظ کی اصلیت کو ترک کرتا ہوں اور اب یونانی لفظ پر ہی گفتگو کرتا ہوں میں کہتا ہوں کہ اگر اس یونانی لفظ کی اصل پیرقلوطوس ہے تو پھر تو یہ معاملہ ظاہر ہے اس وقت حضرت مسیح علیہ السلام کی یہ بشارت حضرت محمد ﷺ کے متعلق ہی ہوگی کیونکہ یہ لفظ محمد اور احمد کے قریب ہے۔ اگر یہ یونانی لفظ ہو اور اس کی اصل باراکلیطوس ہو تو یہ بھی ہمارے اس استدلال کے منافی نہیں ہے کیونکہ اس کا معنی بھی معین، معزی، وکیل اور شافع ہے یہ تمام معانی محمد مصطفیٰ ﷺ کی ذات پر صادق آتے ہیں۔ پھر حضرت العلام رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ یہ تمام اوصاف جن کا تذکرہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے کیا ہے کہ فارقلیط ان اوصاف سے متصف ہوگا وہ تمام حضور ﷺ کی ذات میں بدرجہ اتم پائے جاتے ہیں۔

ان بشارات کو "اظہار الحق" کے مصنف کے علاوہ دیگر علمائے کرام نے بھی مختلف کتب میں نقل کیا ہے۔ ان کی عبارات میں تھوڑا بہت اختلاف ہے اور بعض اوقات عبرانی اور یونانی زبان سے عربی میں ترجمہ کرتے وقت کچھ الفاظ کا اختلاف واقع ہوا ہے میں نے ان بشارات کو اظہار الحق سے اس لئے نقل کیا ہے کیونکہ اس کتاب کے مصنف نے ان بشارات کو ان کتابوں سے نقل کیا ہے جو اس وقت اہل کتاب کے پاس موجود ہیں حتیٰ کہ اس میں اس شہر کا نام بھی لکھا ہوا ہے جہاں سے وہ کتب چھپی ہیں اور تاریخ طباعت بھی منقول ہے تاکہ جو شخص تحقیق کرنا چاہئے اس کے لئے آسانی ہو۔ ان بشارات میں ہدایت کی دلیل اتنی عیاں ہے کہ وہ کسی صاحب بصر آدمی سے مخفی نہیں۔ اس وجہ سے مصنف نے ان عبارات کا ترجمہ سادہ سا کیا ہے حالانکہ ان کے لئے ممکن تھا کہ وہ ان بشارات کا ترجمہ ایسی عبارات میں کرتے جس کو ہر کوئی سمجھ سکتا لیکن انہوں نے الفاظ کی حفاظت کرتے ہوئے اس طرح ترجمہ کیا ہے تاکہ اہل کتاب کے خلاف یہ بشارات دلیل بن سکیں لیکن اگر اللہ کی طرف سے ہدایت کی توفیق نہ ہو تو پھر ہدایت نہیں مل سکتی جیسا کہ ارشاد ربانی ہے:

اِنَّكَ لَا تَهْدِیْ مَنْ اَحْبَبْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَهْدِیْ مَنْ يَّشَآءُ۔

پچیسویں بشارت

یوبال بن یوثال علیہ السلام جو بنی اسرائیل کے انبیاء میں سے ایک نبی تھے انہوں نے اپنی کتاب میں فرمایا:

مِثْلُ الصُّبحِ الْمُتَسلَّطِ عَلَی الْجِبالِ شَعْبٌ عَظِیْمٌ عَزِیْزٌ لَمْ یَکُنْ مِثْلُهٗ اِلٰی اَبَدِ الْاَبَدِ اَمَامَهٗ نَارٌ تَاجِجُ وَخَلْفَهٗ لَهِیْبٌ یَلْتَهِبُ وَالْاَرْضُ بَیْنَ یَدَیْهِ مِثْلُ فِرْدُوْسِ عَدْنٍ فَاِذَا جَازَ فِیْهَا وَعَبرَهَا تَرَکَهَا خَاوِیَةً رُؤْیَتُهٗ کَرُؤْیَةِ الْجَبَلِ وَرِجَالَتُهٗ سُرَاعٌ مِثْلَ الْفُرْسَانِ اَصْوَاتُهُمْ کَصَوْتِ لَهَبِ النَّارِ الَّتِیْ تُحَرِّقُ الْهَشِیْمَ رَجُفَتِ الْاَرْضُ اَمَامَهُمْ وَتَزَعْزَعَتِ السَّمَاءُ وَاَظْلَمَتِ الشَّمْسُ وَغَابَ نُوْرُ النُّجُوْمِ وَالرَّبُّ اَسْمَعُ صَوْتاً بَیْنَ یَدَیْ اَجْنَادِهٖ لِاَنَّ عَسْکَرَهٗ کَثِیْرًا جِدًّا وَعَمَلُ قَوْلِهٖ عَزِیْزٌ لِاَنَّ نُوْرَ الرَّبِّ عَظِیْمٌ مَرْهُوْبٌ جِدًّا۔

اس تمام بشارت میں حضور ﷺ کی نعت اور آپ ﷺ کے صحابہ کرام کے اوصاف بیان کئے گئے ہیں۔

چھبیسویں بشارت

حضرت عویدیامن علیہ السلام جو بنی اسرائیل کے انبیائے کرام علیہم السلام میں سے ایک نبی تھے انہوں نے اپنی کتاب میں فرمایا ہے:

قَدْ سَمِعْنَا خَبْرًا مِنْ قِبَلِ الرَّبِّ وَاَرْسَلَ رَسُوْلًا اِلَی الشُّعُوْبِ قُمْ فَیَقُوْمُ اِلَیْهِ بِالْحَرْبِ اَیُّهَا السَّاکِنُ فِیْ مَجْرَی الْکَهْفِ وَمَحَلُّهٗ فِی الْمَوْضِعِ الْاَعْلٰی لِاَنَّ یَوْمَ الرَّبِّ قَرِیْبٌ مِنْ جَمِیْعِ الشُّعُوْبِ کَمَا صَنَعْتَ کَذٰلِکَ یُصْنَعُ بِکَ۔

اس تمام بشارت میں بھی حضور نبی کریم ﷺ کی نبوت کی طرف ہی اشارہ ہے۔

ستائیسویں بشارت

حضرت میخا علیہ السلام جو کہ بنی اسرائیل کے انبیاء علیہم السلام میں سے ایک نبی تھے نے اپنی کتاب میں لکھا ہے:

فَاَمَّا الْاٰنَ فَیُسَلِّمُهُمْ اِلَی الْوَقْتِ الَّذِیْ تَلِدُ فِیْهِ الْوَالِدَةُ وَیَقُوْمُ فَیرعَاهُمْ بِعَیْنِ الرَّبِّ وَبِکَرَامَةِ اسْمِ اللّٰهِ رَبِّهٖ وَیَقْبَلُوْنَ بِهِمْ اِلٰی مَنْ سَیُعَظَّمُ سُلْطَانُهٗ اِلٰی اَقْطَارِ الْاَرْضِ وَیَکُوْنُ عَلٰی عَمَدَةِ الْاِسْلَامِ۔

اس بشارت میں معظم سلطان کا تذکرہ ہے حضور نبی کریم ﷺ کے علاوہ اللہ کے نزدیک اور کون معظم ہوسکتا ہے اور آفاق عالم میں کس کی سلطنت کا ڈنکا آپ کی سلطنت سے زیادہ بجے گا۔

اٹھائیسویں بشارت

حضرت حبقوق علیہ السلام جو بنی اسرائیل کے انبیاء میں سے ایک نبی تھے اپنی کتاب میں فرماتے ہیں:

جَاءَ اللّٰهُ مِنْ طُوْرِ سَیْنَاءَ وَاسْتَعْلَنَ الْقُدُّوْسُ مِنْ جِبَالِ فَارَانَ وَانْسَکَفَتْ اِلٰی بَهَاءِ

بِاَحْمَدَ مَحَاسِنِ النَّبَاتِ وَتَحْمِلُ حُسْنَ الدَّسَاكِرِ وَالرِّيَاضِ وَسَيَرَوْنَ جَلَالَ اللّٰهِ بِهَا الْاَنْبِيَاءَ قَالَ شَعْيَا وَسُلْطَانُهُ عَلٰی كَتِفِهٖ۔

سُلْطَانُهُ عَلٰی كَتِفِهٖ سے مراد حضور نبی کریم ﷺ کی مہر نبوت ہے جو کہ آپ ﷺ کے کندھوں کے مابین تھی بادیہ سے مراد سرزمین حجاز ہے اور احمد حضور ﷺ کا اسم گرامی ہے۔

بائیسویں بشارت

حضرت شعیا علیہ السلام نے اپنی کتاب کی سترہویں فصل میں فرمایا ہے:

هَتَفَ هَاتِفٌ مِنَ الْبَدْوِ فَقَالَ خَلُّوا الطَّرِيْقَ لِلرَّبِّ سَهِّلُوا الطَّرِيْقَ لِاِلٰهِنَا فَسَتَمْتَلِي الْاَوْدِيَةُ مِيَاهًا وَتَفِيْضُ فَيْضًا وَتَنْخَفِضُ الْجِبَالُ اِنْخِفَاضًا وَتَصِيْرُ الْآكَامُ دَكًّا دَكًّا وَالْاَرْضُ الْوَعْرَةُ مُذَلَّلَةٌ مَلْسَاءُ وَتَظْهَرُ كَرَامَاتُ الرَّبِّ وَيَرَاهَا كُلُّ اَحَدٍ۔

سَهِّلُوا الطَّرِيْقَ سے مراد مخصوص عبادت حج ہے اور باقی تمام صفات جہاد کی ہیں جو آپ ﷺ کی ظاہری حیات میں اور بعد از وصال جاری رہا۔

تیئیسویں بشارت

حضرت شعیا علیہ السلام نے اپنی کتاب کی بیسویں فصل میں فرمایا ہے:

لِتَسْتَرِحِ الْبَوَادِيُ وَقُرَاهَا وَلْتَصِرْ اَرْضُ قِيْدَارَ مُرُوْجًا وَلْتُسَبِّحْ سُكَّانُ الْكُهُوْفِ وَلْيَهْتِفُوْا مِنْ قُلَلِ الْجِبَالِ بِحَمْدِ الرَّبِّ وَلْيَرْفَعُوْا تَسَابِيْحَهُ فَاِنَّ الرَّبَّ يَاْتِيْ كَالْجَبَلِ الْمُلْتَطِي لِلتَّكَبُّرِ فَهُوَ يَزْجُرُ وَيَقْتُلُ اَعْدَاءَهٗ۔

اَرْضُ قِيْدَار سے مراد عرب کی زمین ہے کیونکہ وہاں حضرت قیدار کی اولاد ہی سکونت پذیر تھی مروج سے مراد مکہ کے ماحول کا کھجوروں، درختوں اور چشموں کی وجہ سے دلکش ہونا ہے۔

چوبیسویں بشارت

حضرت شعیا علیہ السلام نے اپنی کتاب کی بیسویں فصل میں فرمایا ہے:

اِنَّ الضُّعَفَاءَ وَالْمَسَاكِيْنَ يَسْتَسْقُوْنَ مَآءً وَلَامَآءَ لَهُمْ فَقَدْ جَفَّتْ اَلْسِنَتُهُمْ مِنَ الظَّمَاُ وَاَنَا الرَّبُّ اُجِيْبُ يَوْمَئِذٍ دَعْوَتَهُمْ وَلَنْ اُهْمِلَهُمْ بَلْ اُفَجِّرُ لَهُمْ فِي الْجِبَالِ الْاَنْهَارَ وَاُجْرِيْ بَيْنَ الْقِفَارِ الْعُيُوْنَ وَاُحْدِثُ فِي الْبَدْوِ آجَامًا وَاُجْرِيْ فِي الْاَرْضِ الْعَطْشٰى مَآءً مَعِيْنًا وَاُنْبِتُ فِي الْبَلَاقِعِ الْقِفَارِ الصَّنَوْبَرَ وَالْآسَ وَالزَّيْتُوْنَ وَاَغْرِسُ فِي الْقَاعِ الصَّفْصَفِ لِيَرَوْهَا جَمِيْعًا ثُمَّ يَتَدَبَّرُوْا وَيَعْلَمُوْا اَنَّ يَدَ اللّٰهِ وَضَعَتْ ذٰلِكَ وَقُدُّوْسُ اِسْرَائِيْلَ اِبْتَدَعَهٗ۔

یہ تمام صفات عرب کے شہروں کی ہیں جن میں اللہ تعالیٰ نے اسلام کا بول بالا فرمایا۔

ہیں اور ایک ہی وقت میں تمام لوگ ایک ہی عبادت میں مصروف ہوتے ہیں۔

اکتیسویں بشارت

حضرت زکریا بن یوحنا علیہ السلام نے اپنی کتاب میں لکھا ہے:

رَجَعَ الْمَلِکُ الَّذِی یَنْطِقُ عَلٰی لِسَانِیْ وَاَیْقَظَنِیْ کَالرَّجُلِ الَّذِیْ یَسْتَیْقِظُ مِنْ نَّوْمِهٖ وَقَالَ لِیْ مَا الَّذِیْ رَاَیْتَ فَقُلْتُ رَاَیْتُ مَنَارَةً مِّنْ ذَهَبٍ وَکِفَّةً عَلٰی رَاْسِهَا وَرَاَیْتُ عَلَی الْکَفَّةِ سَبْعَةُ سُرُجٍ لِّکُلِّ سِرَاجٍ مِّنْهَا سَبْعَةُ اَفْوَاهٍ فَوْقَ الْکَفَّةِ شَجَرَتَا زَیْتُوْنٍ اِحْدَاهُمَا عَنْ یَّمِیْنِ الْکَفَّةِ وَالْاُخْریٰ عَنْ یَسَارِهَا فَقُلْتُ لِلْمَلِکِ الَّذِیْ یَنْطِقُ عَلٰی لِسَانِیْ مَا هٰذَا یَا سَیِّدِیْ فَرَدَّ الْمَلِکُ عَلَیَّ وَقَالَ لِیْ اَمَا تَعْلَمُ مَا هٰذِهٖ فَقُلْتُ مَا اَعْلَمُ فَقَالَ هٰذَا قَوْلُ الرَّبِّ فِیْ زِرُبَابَالَ یَعْنِیْ مُحَمَّدًا (ﷺ) وَهُوَ یُدْعٰی بِاِسْمِیْ وَاَنَا اَسْتَجِیْبُ لَهٗ لِلنُّصْحِ وَالتَّطْهِیْرِ وَاُصَرِّفُ عَنِ الْاَرْضِ اَنْبِیَاءَ الزُّوْرِ وَالْاَرْوَاحِ النَّجِسَةِ لَا بِقُوَّةٍ وَلَا بِعِزٍّ وَلٰکِنْ بِرُوْحِیْ یَقُوْلُ الرَّبُّ الْقَوِیُّ۔

شَجَرَتَا زَیْتُوْنٍ سے مراد دین اور ملک ہے اور زربابال سے مراد حضور نبی کریم ﷺ کی ذات اقدس ہے۔

بتیسویں بشارت

حضرت دانیال علیہ السلام نے اپنی کتاب میں فرمایا ہے:

رَاَیْتُ عَلٰی سَحَابِ السَّمَاءِ کَهَیْئَةِ اِنْسَانٍ جَاءَ فَانْتَهٰی اِلٰی عَتِیْقِ الْاَنَامِ وَقَدَّمُوْهُ بَیْنَ یَدَیْهِ فَخَوَّلَ الْمَلِکَ وَالسُّلْطَانَ وَالْکَرَامَةَ اَنْ تَتَعَبَّدَ لَهٗ جَمِیْعُ الشُّعُوْبِ وَالْاُمَمِ وَاللُّغَاتِ سُلْطَانُهٗ دَائِمٌ اِلَی الْاَبَدِ لَهٗ یَتَعَبَّدُ کُلُّ سُلْطَانٍ یَّمْضِیْ اَلْفَانِ وَثَلَاثُ مِائَةٍ تَنْقَضِیْ عُقَابُ الدَّیُوْنِ عَقْبُهَا یَقُوْمُ مَلِکٌ مُنِیْعُ الْوَجْهِ فِیْ سُلْطَانِهٖ عَزِیْزُ الْقُوَّةِ لَا تَکُوْنُ عِزَّتُهٗ تِلْکَ بِقُوَّةِ نَفْسِهٖ وَیَنْجَحُ فِیْمَا یُرِیْدُ وَیَجُوْدُ فِیْ شَعْبِ الْاِضْطِهَادِ وَیُهْلِکُ الْاَعِزَّاءُ وَیَاْتِیْ بِالْحَقِّ الَّذِیْ لَمْ یَزَلْ قَبْلَ الْعَالَمِیْنَ۔

یہ بشارت دو چیزوں پر دلیل ہے:۔(1) اس بشارت سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ حضور ﷺ اس دنیا میں تشریف لائیں گے۔(2) حضور ﷺ کی نبوت کی بھی تصدیق ہوتی ہے کیونکہ مذکورہ بالا تمام وصف آپ میں بدرجہ اتم پائے جاتے تھے۔

تینتیسویں بشارات

یہ بشارت حضرت ارمیا بن برخیا علیہ السلام نے دی ہے آپ بنی اسرائیل کے انبیاء میں سے تھے۔ بخت نصر کے زمانہ میں اہل الرس نے اپنے نبی کو قتل کر دیا۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت ارمیا علیہ السلام کو حکم دیا کہ وہ بخت نصر کو حکم فرمائیں کہ وہ عرب پر لشکر کشی کرے وہ اہل عرب جن کے دروازوں پر تالے نہیں ہیں اور ان کے

مُحَمَّدٍ وَانْخسَفَتْ مِنْ شُعَاعِ الْمَحْمُوْدِ وَامْتَلَأَتِ الْاَرْضُ مِنْ مَحَامِدِهٖ لِاَنَّ شُعَاعَ مَنْظَرِهٖ مِثْلُ النُّوْرِ يَحْفَظُ بَلَدَهٗ بَعْدَهٗ تَسِيْرُ الْمَنَايَا اَمَامَهٗ وَتَصْحَبُ سِبَاعُ الطَّيْرِ اَجْنَادَهٗ قَامَ فَمَسَحَ الْاَرْضَ وَ تَأَمَّلَ الْاُمَمَ بَحَثَ عَنْهَا فَتَضَعْضَعَتِ الْجِبَالُ الْقَدِيْمَةُ وَاتَّضَعَتِ الرَّوَابِيُّ الدَّهْرِيَّةُ وَتَزَعْزَعَ صُوَرُ اَرْضِ مَدْيَنَ وَلَقَدْ جَازَ الْمَسَاعِي الْقَدِيْمَةَ قَطَعَ الرَّأْسَ مِنْ بَيْتِ الْاَثِيْمِ وَدَمَعَتْ رُءُوْسُ سَلَاطِيْنِهٖ بِغَضَبِهٖ.

اس بشارت میں محمد ﷺ اور محمود آپ کے اسماء گرامی کا تذکرہ صراحتاً موجود ہے۔ سریانی زبان میں مشیخ کا معنی بھی محمد یا محمود ہی ہے۔

انتیسویں بشارت

حضرت حزقیال علیہ السلام جو بنی اسرائیل کے انبیاء میں سے ایک نبی تھے اپنی کتاب میں فرماتے ہیں:

اِنَّ الَّذِیْ یَظْهَرُ مِنَ الْبَادِیَةِ فَیَکُوْنُ فِیْهِ حَتْفُ الْیَهُوْدِ کَالْکَرَمَةِ اَخْرَجَتْ ثِمَارُهَا وَاَغْصَانُهَا عَنْ مِیَاهٍ کَثِیْرَةٍ وَتَفَرَّعَتْ مِنْهَا اَغْصَانٌ مُشْرِقَةٌ عَلٰی اَغْصَانِ الْاَکَابِرِ وَالسَّادَاتِ وَبَسَقَتْ فَلَمْ تَثْبُتْ تِلْکَ الْکَرَمَةُ اَنْ قَلَعَتْ بِالسَّخْطَةِ وَضَرَبَ بِهَا عَلَی الْاَرْضِ فَاَحْرَقَتِ السَّمَاءُ ثِمَارَهَا وَاَتَتْ نَارٌ فَاَکَلَتْهَا وَلِذَالِکَ غُرِّسَ غَرْسٌ فِی الْبَدْوِ وَفِی الْاَرْضِ الْمُهْمِلَةِ الْمُعَطَّلَةِ الْعَطْشٰی وَخَرَجَ مِنْ اَغْصَانِهَا الْفَاضِلَةِ نَارٌ فَاَکَلَتْ ثِمَارَ تِلْکَ الْکَرَمَةِ حَتّٰی لَمْ یَبْقَ مِنْهَا غُصْنٌ قَوِیٌّ وَلَا قَضِیْبٌ یَنْهَضُ بِاَمْرِ السُّلْطَانِ.

یہ بشارت بھی ہمارے نبی کریم ﷺ کے متعلق ہے۔ بادیة سے مراد عرب ہے۔ آپ ﷺ کا ظہور عرب میں ہوا۔ آپ ہی کے دست اقدس سے یہودی ہلاک ہوئے۔ ان پر اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کا اظہار ہوا اور اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی مکرم ﷺ کے ذریعے ان سے انتقام لیا۔

تیسویں بشارت

حضرت شعیا علیہ السلام نے اپنی کتاب میں فرمایا:

اَیُّهَا النَّاسُ اَرْجُوا الْیَوْمَ الَّذِی اَقُوْمُ فِیْهِ لِلشَّهَادَةِ فَقَدْ حَانَ اَنْ اُظْهِرَ حُکْمِیْ بِحَشْرِ الْاُمَمِ وَجَمْعِ الْمُلُوْکِ لِاُ صَبَّ عَلَیْهِمْ سَخْطِیْ وَنَکِیْرِیْ هُنَاکَ اُجَدِّدُ لِلْاُمَمِ اللُّغَةَ الْمُخْتَارَةَ لِیَرْفَعُوْا اِسْمَ الرَّبِّ جَمِیْعًا وَلْیَعْبُدُوْا فِیْ رِبْقَةٍ وَاحِدَةٍ مَعًا وَلْیَاْتُوْا مِنْ مَّغَارَاتِهَا کُوْسًا"

اس بشارت سے معلوم ہوا کہ عربی ایک پسندیدہ زبان ہے کیونکہ اس نے تمام زمین کو گھیر لیا ہے اور اس نے تمام زبانوں کو اپنے اندر جذب کر لیا ہے حتیٰ کہ اس کے علاوہ باقی زبانیں نایاب ہو گئی ہیں۔

وَلْیَعْبُدُوْا فِیْ رِبْقَةٍ وَاحِدَةٍ سے مراد حج ہے کیونکہ لوگ اطراف عالم میں حج کے زمانہ میں مکہ معظمہ میں جمع ہو جاتے

علیہ السلام کو علم تھا کہ حضرت مسیح علیہ السلام کی قوم آپ کے متعلق کیا عقیدہ بنا لے گی اور نبی مکرم ﷺ اس عقیدہ کو باطل فرمائیں گے (علامہ الماوردی کا کلام ختم ہو گیا)۔

سینتیسویں بشارت

''شفا'' میں حضرت عطاء ابن یسار رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا گیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ملاقات کی میں نے ان سے کہا مجھے وہ اوصاف بتائیں جو حضور ﷺ کے تورات میں بیان ہوئے ہیں انہوں نے کہا اللہ کی قسم! تورات میں آپ ﷺ کے بہت سے اوصاف بیان ہوئے ہیں ان میں سے کچھ اوصاف قرآن پاک میں بھی بیان ہوئے ہیں۔ تورات میں ہے:

''اے نبی مکرم! صلی اللہ علیک وسلم ہم نے آپ کو شاہد، مبشر اور نذیر بنا کر بھیجا ہے آپ ان پڑھوں کی پناہ گاہ ہیں۔ آپ میرے بندے اور رسول ہیں۔ میں نے ان کا نام متوکل رکھا ہے وہ تندخو اور غضبناک نہیں ہوں گے وہ بازاروں میں شور نہیں مچائیں گے وہ برائی کا بدلہ برائی سے نہیں دیں گے بلکہ درگزر فرمائیں گے اور معاف فرمائیں گے اللہ تعالیٰ ان کا اس وقت تک وصال نہیں فرمائے گا حتیٰ کہ ان کے ذریعے ٹیڑھی ملت سیدھی نہ ہو جائے یعنی وہ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کی گواہی نہ دیں اللہ تعالیٰ ان کے ذریعے اندھی آنکھوں کو بصارت عطا فرمائے گا۔ بہرے کانوں کو قوت سماعت دے گا اور بند دلوں کو ان کے ذریعے کھول دے گا''۔

حضرت عبداللہ بن سلام اور حضرت کعب الاحبار رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے بھی اسی طرح کی روایت منقول ہے۔ ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ کی روایت میں یوں ہے وہ بازار میں شور نہیں کریں گے وہ بدکلامی اور فحش کلامی نہیں کریں گے میں انہیں ہر قسم کی خوبی عطا فرماؤں گا۔ میں انہیں خلق عظیم سے نوازوں گا میں وقار کو ان کا لباس نیکی کو ان کا شعار تقویٰ، کو ان کا ضمیر، حکمت کو ان کی بات، صدق اور وفا کو ان کی طبیعت، عفو و درگزر کو ان کا خلق، عدل کو ان کی سیرت، حق کو ان کی شریعت، ہدایت کو ان کا امام اور اسلام کو ان کی ملت بناؤں گا ان کا اسم مبارک احمد ﷺ ہو گا میں ان کے وسیلہ سے گمراہی کے بعد ہدایت عطا کروں گا۔ جہالت کے بعد علم دوں گا گمنامی کے بعد رفعت عطا کروں گا، قلت کو کثرت میں تبدیل کروں گا اور غربت کے بعد مال و دولت عطا کروں گا میں انتشار کو ان کے طفیل وحدت میں تبدیل کر دوں گا میں ان کے وسیلہ سے متفرق قلوب کو جوڑ دوں گا میں متفرق اقدام اور مختلف مقاصد کو جمع کر دوں گا میں ان کی امت کو بہترین امت بناؤں گا۔

اڑتیسویں بشارت

دارمی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے اور ابونعیم رحمۃ اللہ علیہ نے ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ تورات میں میری توصیف اس طرح ہوئی ہے ''احمد مختار ﷺ میرے بندے ہیں ان کی ولادت گاہ مکہ معظمہ اور ان کی ہجرت گاہ مدینہ منورہ ہے ان کی امت ہر حالت میں اپنے رب کی حمد بیان کرنے والی ہے۔''

اس برے سلوک کی وجہ سے انہیں قتل کرے جو انہوں نے اپنے نبی کے ساتھ کیا ہے بخت نصر کے شہروں میں داخل ہو گیا اس نے بہت سے لوگوں کو قتل کیا اور بہت سے لوگوں کو قید کیا حتیٰ کہ وہ تہامہ تک پہنچ آیا۔ اس پاس عرب سے معد بن عدنان کو لایا گیا اس نے انہیں بھی قتل کرنے کا حکم دیا اس وقت اس کے نبی نے اسے کہا کہ ان کو قتل نہ کرو ان کی پشت میں نبی آخر الزمان ﷺ کا نور مبارک ہے۔ اللہ تعالیٰ ان پر سلسلہ نبوت کو ختم فرمائے گا۔ اس نے معد کو چھوڑ دیا اور انہیں اپنے ساتھ یمن لے آیا وہاں اس نے قلعوں کا محاصرہ کیا اور انہیں گرا کر لوگوں کو قتل کیا اور ان کی خوبصورت ترین عورت سے معد کی شادی کی اور انہیں واپس تہامہ بھیج دیا پھر معد سے آگے نسل بڑھی۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان اسی کے بارے میں ہے: وَكَمْ قَصَمْنَا مِنْ قَرْيَةٍ كَانَتْ ظَالِمَةً وَّ اَنْشَاْنَا بَعْدَهَا قَوْمًا اٰخَرِيْنَ۝ (الانبیاء:11) ''اور کتنی بستیاں ہم نے برباد کر دیں (کیونکہ) وہ ظالم تھیں اور ہم نے پیدا فرمادی ان کی (بربادی) کے بعد ایک دوسری قوم''

چونتیسویں بشارت

حضرت داؤد علیہ السلام نے زبور میں فرمایا ہے:

اِنَّ اللّٰهَ اَظْهَرَ مِنْ صَيْفُوْنَ اِكْلِيْلًا مَحْمُوْدًا۔

صیفون سے مراد عرب اکلیل سے مراد نبوت اور محمود سے مراد محمد ﷺ ہیں۔

پینتیسویں بشارت

حضرت داؤد علیہ السلام نے ہی فرمایا ہے:

اَنَّهٗ يَجُوْزُ مِنَ الْبَحْرِ اِلَى الْبَحْرِ وَمِنْ لَّدُنَ الْاَنْهَارِ اِلَى الْاَنْهَارِ اِلٰى مُنْقَطِعِ الْاَرْضِ وَاَنَّهٗ يَخِرُّ اَهْلَ الْجَزَائِرِ بَيْنَ يَدَيْهِ عَلٰى رُكْبِهِمْ وَتَلْحَسُ اَعْدَاءَهُ التُّرَابَ وَ تَاْتِيْهِ الْمُلُوْكُ بِالْقَرَابِيْنَ وَتَسْجُدُ لَهٗ وَتَدِيْنُ لَهُ الْاُمَمُ بِالطَّاعَةِ وَالْاِنْقِيَادِ لِاَنَّهٗ يُخَلِّصُ الْمُضْطَهَدَ الْبَائِسَ مِمَّنْ هُوَ اَقْوٰى مِنْهُ وَيُنْقِذُ الضَّعِيْفَ الَّذِىْ لَا نَاصِرَ لَهٗ وَيَرْاَفُ بِالضُّعَفَاءِ وَاَنَّهٗ يُعْطٰى مِنْ ذَهَبِ بِلَادِ سَبَا وَيُصَلّٰى عَلَيْهِ فِىْ كُلِّ وَقْتٍ وَيُبَارَكُ عَلَيْهِ فِىْ كُلِّ يَوْمٍ وَيَدُوْمُ ذِكْرُهٗ اِلَى الْاَبَدِ۔

اس بشارت میں مذکورہ تمام اوصاف حضور نبی کریم ﷺ کے ہی ہیں۔ آپ ﷺ کی امت ہر لحظہ آپ پر درود شریف پڑھتی ہے۔ دنیا کے کونے کونے سے آپ پر سلام پیش کیا جاتا ہے۔ اس درود اور سلام کو اللہ کے علاوہ اور کوئی نہیں جان سکتا اس کے علاوہ اللہ تعالیٰ، فرشتے اور مومن جنات بھی آپ پر صلوٰۃ وسلام پڑھتے ہیں۔

چھتیسویں بشارت

حضرت داؤد علیہ السلام نے دعا مانگی: اَللّٰهُمَّ ابْعَثْ جَاعِلَ السُّنَّةِ حَتّٰى يَعْلَمَ النَّاسُ اَنَّهٗ بَشَرٌ۔

''اے میرے مولا! ایک ایسے نبی مکرم ﷺ کو مبعوث فرما جو لوگوں کو بتائیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بشر ہیں'' حضرت داؤد

لئے جھکی ہو نبوت اور سلطنت ہمیشہ حضرت اسحاق علیہ السلام کی اولاد میں رہی حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کو مبعوث کیا آپ ﷺ کے سامنے بنو اسحاق نے اپنے آپ کو جھکالیا۔ آپ کے ہاتھ اور بنو اسماعیل کے ہاتھ تمام ہاتھوں پر غالب آ گئے اگر چہ یہاں حضرت اسماعیل علیہ السلام کا ذکر کیا ہے لیکن مقصود آپ کی اولاد ہی ہے جس طرح کہ تورات میں بہت سے مقامات پر حضرت یعقوب علیہ السلام کا ذکر کیا گیا لیکن مقصود آپ کی اولاد ہے۔

چالیسویں بشارت

بعض علماء نے حضرت شمعون علیہ السلام کے کلام کا اس طرح ترجمہ کیا ہے:

جَاءَ اللّٰهُ بِالْبَيَانِ مِنْ جِبَالِ فَارَانَ وَامْتَلَاَتِ السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ مِنْ تَسْبِيْحِهٖ وَتَسْبِيْحِ اُمَّتِهٖ۔

اکتالیسویں بشارت

حضرت حقوق علیہ السلام نے فرمایا:

اِذَا جَاءَ تِ الْاُمَّةُ الْآخِرَةُ يُسَبِّحُ بِهِمْ رَاكِبُ الْجَمَلِ تَسْبِيْحًا جَدِيْدًا فِي الْكَنَائِسِ الْجُدَدِ فَافْرَحُوْا وَسِيْرُوْا اِلٰى صَهْيُوْنَ بِقُلُوْبٍ آمِنَةٍ وَاَصْوَاتٍ عَالِيَةٍ بِالتَّسْبِيْحَةِ الْجَدِيْدَةِ الَّتِيْ اَعْطَاكُمُ اللّٰهُ فِي الْاَيَّامِ الْآخِرَةِ اُمَّةً جَدِيْدَةً بِاَيْدِيْهِمْ سُيُوْفٌ ذَوَاتُ شَفْرَتَيْنِ مِنَ الْاُمَمِ الْكَافِرَةِ فِيْ جَمِيْعِ الْاَقْطَارِ۔

رَاكِبُ الجمل سے مراد اونٹ پر سواری کرنے والا ہے اس میں کوئی شک نہیں کہ انبیائے کرام میں سے آپ ﷺ نے ہی اونٹ پر سواری کی۔ اُمَّةٌ جَدِيْدَةٌ نئی امت سے مراد اہل عرب ہیں تورات میں انہی الفاظ کے ساتھ ان کا تذکرہ ہوا ہے وَالْكَنَائِسُ الْجُدُدُ سے مراد مساجد ہیں صھیون سے مراد مکہ ہے علمائے یہود بھی کہتے ہیں کہ اس سے مراد یہی ہے۔ اگر وہ کہیں کہ اس سے مراد بیت المقدس ہے تو ان سے کہا جائے گا کہ (1) بیت المقدس کی طرف تم کیوں سفر کرتے رہے؟ (2) بنی اسرائیل کے انبیاء میں سے کسی نبی نے اونٹ کی سواری کی؟ (3) اس نئی امت سے مراد کون سے لوگ ہیں جن کے ہاتھوں میں تلواریں ہوں گی اور وہ نئی تسبیح کے ساتھ اپنی آواز کو بلند کریں گے اور اس نئی تسبیح سے مراد کیا ہے؟ جبکہ ہم کہتے ہیں کہ نئی تسبیح سے مراد لَبَّيْكَ اللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ ہے۔

حضرت حقوق علیہ السلام سے ہی روایت ہے کہ آپ نے فرمایا: جَاءَ اللّٰهُ مِنَ الْيَمَنِ وَظَهَرَ الْقُدُسُ عَلٰى جِبَالِ فَارَانَ وَامْتَلَاَتِ الْاَرْضُ مِنْ تَحْمِيْدِ اَحْمَدَ وَمَلَكَ بِيَمِيْنِهٖ رِقَابَ الْاُمَمِ وَاَضَاءَتْ بِنُوْرِهٖ وَحَمَلَتْ خَيْلُهٗ فِي الْبَحْرِ۔

بتالیسویں بشارت

حضرت شعیا علیہ السلام نے اپنی کتاب میں فرمایا:

لَاَدْفَعَنَّ عِلْمًا بِجَمِيْعِ اَهْلِ الْاَرْضِ فَيَصْفُرُ بِهِمْ فِيْ اَقَاصِي الْبِلَادِ فَاِذَا هُمْ سِرَاعٌ يَاْتُوْنَ۔

اس بشارت میں صراحۃً بیت اللہ الحرام کے حج کی دعوت ہے کیونکہ بیت المقدس تو اس وقت موجود تھا اور لوگ اس کی

اب میں باقی بشارات "المواہب" سے نقل کر رہا ہوں:۔

انتالیسویں بشارت

فَطَافَ اِبْرَاهِيْمُ بِهَاجَرَ فَحَمَلَتْ فَلَمَّا رَاَتْ اَنَّهَا حَامِلٌ خَفَّتْ رَبَّتُهَا فِىْ عَيْنِهَا فَقَالَتْ سَارَةُ لِاِبْرَاهِيْمَ اِنِّىْ عَاتِبَةٌ عَلَيْكَ لِاَنِّىْ رَفَعْتُ اَمَتِىْ اِلَيْكَ فَلَمَّا رَاَتْ اَنَّهَا حَامِلٌ اِسْتَخَفَّتْ بِىْ فِىْ عَيْنِهَا فَتَدَيَّنَ اللّٰهُ بَيْنِىْ وَبَيْنَكَ فَقَالَ اِبْرَاهِيْمُ لِسَارَةَ هٰذِهٖ اَمَتُكِ قَدْ دَفَعْتُهَا فِىْ يَدِكِ فَافْعَلِىْ بِهَا مَا شِئْتِ فَآذَتْهَا سَارَةُ رَبَّتُهَا فَاَبَقَتْ مِنْهَا فَوَجَدَهَا مُلْكُ اللّٰهِ عَلٰى عَيْنِ مَاءٍ فِى الْبَرِيَّةِ عَلٰى طَرِيْقِ حَادِرٍ فَقَالَ يَا هَاجَرُ اَمَةَ سَارَةَ مِنْ اَيْنَ جِئْتِ وَاِلٰى اَيْنَ تَذْهَبِيْنَ فَقَالَتْ لَهٗ تَنَحَّيْتُ عَنْ سَارَةَ فَقَالَ لَهَا اِرْجِعِىْ اِلٰى رَبَّتِكِ فَتَعَبَّدِىْ لَهَا فَاِنِّىْ اُكَثِّرُ وَلَدَكِ حَتّٰى لَا يُحْصٰى عَدَدُهُمْ مِنْ كَثْرَتِهِمْ وَقَالَ لَهَا الْمَلِكُ اِنَّكِ حَامِلٌ وَسَتَلِدِيْنَ غُلَامًا وَتَدْعِيْنَ اِسْمَهٗ اِسْمَاعِيْلَ فَاِنَّ اللّٰهَ قَدْ سَمِعَ تَعَبُّدَكِ وَيَكُوْنُ هُوَ وَحْشُ النَّاسِ يَدُهٗ عَلٰى كُلِّ يَدٍ وَ يَدُ كُلٍّ بِهٖ يَحْكُمُ عَلٰى مُنْتَهٰى اِخْوَتِهٖ كُلِّهِمْ۔

ابن ظفر رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ میں نے ایک دوسری کتاب میں پڑھا ہے: وَتَكُوْنُ يَدُهٗ فَوْقَ الْجَمِيْعِ مَبْسُوْطَةً اِلَيْهِ بِالْخُضُوْعِ۔

ان تمام بشارات سے مراد حضور ﷺ کی ذات ہی ہے کیونکہ حضرت اسماعیل علیہ السلام نہ ہی اپنے بھائیوں میں سے سب سے آخر میں تشریف لائے۔ نہ ہی ان کے بھائیوں نے اپنے ہاتھوں کو ان کے لئے جھکایا نہ ہی حضرت اسماعیل کا ہاتھ ان کے بھائیوں کے ہاتھوں کے اوپر تھا حضرت ابراہیم علیہ السلام، حضرت ہاجرہ علیہا السلام اور حضرت اسماعیل علیہ السلام کو بے آب و گیاہ علاقے میں چھوڑ آئے تھے اس لئے حضرت اسماعیل علیہ السلام حضرت اسحٰق علیہ السلام کے ساتھ وراثت میں شریک نہ ہو سکے۔

تورات میں یہ عبارت بھی میں نے پڑھی ہے:

وَرَاَتْ سَارَةُ مِنْ هَاجَرَ الْمِصْرِيَّةِ اَنَّهَا تَسْتَهْزِئُ بِاِسْحٰقَ فَقَالَتْ لِاِبْرَاهِيْمَ اَخْرِجْ عَنِّىْ هَاجَرَ وَابْنَهَا اِنَّ ابْنَ الْاَمَةِ لَا يَرِثُ مَعَ ابْنِىْ اِسْحٰقَ شَيْئًا فَسَاءَ اِبْرَاهِيْمَ مَا قَالَتْ سَارَةُ فَقَالَ اللّٰهُ لِاِبْرَاهِيْمَ لَا يَهُمَّكَ وَلَا يَحْزُنْكَ اَمْرُ الْغُلَامِ وَامْتَثِلْ مَا قَدْ اَمَرَتْكَ سَارَةُ مِنْ اَجْلِ اَنَّهٗ بِاِسْحٰقَ يُدْعٰى لَكَ الْخَلَفُ وَسَاَجْعَلُ ابْنَ الْاَمَةِ لِشَعْبٍ عَظِيْمٍ مِّنْ اَجْلِ اَنَّهٗ خَلَفُكَ وَغَدَا اِبْرَاهِيْمُ فَاَخَذَ الْغُلَامَ وَاَخَذَ خُبْزًا وَسِقَاءً وَمَاءً وَدَفَعَهٗ اِلٰى هَاجَرَ وَحَمَلَهٗ عَلَيْهَا وَقَالَ لَهَا اذْهَبِىْ۔

کسی شخص نے بھی یہ نہیں کہا کہ حضرت اسحٰق علیہ السلام اور ان کی اولاد حضرت اسماعیل علیہ السلام اور ان کی اولاد کے

اَلْحَامِدِیْنَ لِرَبِّہٖ (اپنے رب کی تعریف کرنے والوں میں سے سب سے زیادہ تعریف کرنے والا)۔

محمّد کا معنی محمود ہے یعنی وہ ذات مخلوق جس کی تعریف کی جائے یقیناً یہ اسم آپ کے وجود اور ظہور کے بعد ہی مترتب ہوسکتا ہے کیونکہ آپ ﷺ کے وجود کے بعد ہی اہل زمین اور اہل آسمان آپ کی تعریف کر سکیں گے۔ جب آپ اس دنیا میں تشریف لائے اور آپ کا ظہور ہوا تو لوگ آپ کی تعریف میں رطب اللسان ہوئے اس سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ محمد نام بعد میں ہے جبکہ احمد نام پہلے سے مشہور تھا۔

یہ کلام کئی لحاظ سے قابل اعتراض ہے:۔

1۔ انجیل کے نزول سے پہلے بھی آپ ﷺ کو "محمد" سے یاد کیا جاتا رہا تورات میں بھی آپ ﷺ کا یہ اسم مبارک موجود ہے اہل کتاب کے تمام مؤمن علماء اس کا اقرار کرتے ہیں اب ہم وہ آیت پیش کرتے ہیں جس میں ان علماء کے نزدیک آپ کا یہ اسم گرامی مذکور ہے۔ تورات شریف میں حضرت اسماعیل علیہ السلام کے تذکرے میں ہے: **شَعْبُکَ هَا اَنَا بَارَکْتُهٗ وَاَنْتَمَنْتُهٗ مَمَاذْبَاذْ**۔ اسی آیت کے بعد ہے: **اَنَّهٗ سَیَلِدُ اثْنَیْ عَشَرَ عَظِیْمًا مِّنْهُمْ عَظِیْمٌ یَکُوْنُ اِسْمُهٗ مَمَاذْبَاذْ**۔ اہل کتاب کے نزدیک ان دونوں آیات میں **مماذباد** یہ نبی کریم ﷺ کا نام مبارک ہے میں نے تورات شریف کی ایک تفسیر میں اس متن کے بعد یہ لکھا ہوا دیکھا ہے شارح لکھتا ہے "ان دونوں جگہوں پر حضور ﷺ کا اسم مبارک مذکور ہے کیونکہ جب تو اسم "محمد" کے حروف میں غور وفکر کرے گا تو تو پائے گا کہ وہ تمام حروف ان دونوں الفاظ میں شامل ہیں کیونکہ محمد کی دو میمیں اور اس کی دال **مماذ باذ** کی دو میموں اور ایک ذال کے قائم مقام ہوگی۔ "محمد" میں ح رہ جائے گی جو دو الف، ب اور ذال کے قائم مقام ہوگی کیونکہ حساب کے لحاظ سے "ح" کے اعداد آٹھ بنتے ہیں جبکہ "ب" کے عدد دو ہر ایک الف کا عدد ایک ایک اور ذال کے اعداد چار بنتے ہیں اس طرح اس کے کل اعداد آٹھ ہو گئے جو "ح" کے آٹھ اعداد کے قائم مقام ہوں گے۔

شارح کہتے ہیں کہ اگر کوئی ہم پر یہ اعتراض کرے کہ ہم نے یہ اعداد کی تاویل کیوں کی ہے تو ہم اس کو جواب دیں گے کہ علمائے یہود بھی اپنی کتاب میں اسی طرح کی تاویل کرتے ہیں مثلاً وہ تورات میں اللہ تعالیٰ کے اس قول کی تاویل کرتے ہیں: **یَا مُوْسٰی قُلْ لِّبَنِیْ اِسْرَائِیْلَ اَنْ یَّجْعَلَ کُلُّ وَاحِدٍ مِّنْهُمْ فِیْ طَرْفِ ثَوْبِهٖ خَیْطًا اَرْزَقَ لَهٗ ثَمَانِیَةُ رُؤُسٍ وَّیَعْقِدُ فِیْهِ خَمْسَ عِقَدٍ وَّیُسَمِّیْهِ صِیْصِیَّةً**۔

علمائے یہود کہتے ہیں کہ اس آیت کی تاویل اور حکمت یہ ہے کہ جس شخص نے وہ دھاگا اور اس کی آٹھ اطراف کو اور اس کی پانچ گرہوں کو دیکھا تو اس کو اللہ تعالیٰ کا نام اور اس کی شریعت کے فرائض یاد آجائیں گے اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل پر چھ سو تیرہ شریعتیں نافذ کی تھیں کیونکہ دو "ص" اور دو "ی" کے اعداد دو سو بنتے ہیں اور "ت" کے اعداد چار سو بنتے ہیں۔ اس طرح یہ چھ سو بن گئے۔ اطراف اور گرہیں تیرہ ہیں اس طرح ان اعداد کی مجموعی تعداد چھ سو تیرہ بن گئی گویا کہ اللہ تعالیٰ فرما رہا ہے کہ اللہ کے فرائض کو یاد کرو۔ شارح کہتے ہیں کہ اکثر مفسرین کا یہ قول کہ:

"**مماذباذ**" سے مراد "جدًا جدًا" ہے کیونکہ یہ اصل لفظ "ماذ" ہے جو کہ تورات میں "جدًا" کے معنی میں استعمال

زیارت کرتے تھے۔ حضرت شعیا علیہ السلام کی کتاب میں مکہ معظمہ، عرب اور ان کی عظمت کا اکثر تذکرہ ملتا ہے۔

تینتالیسویں بشارت

حضرت شعیا علیہ السلام نے اپنی کتاب میں امت محمدی کی فتح کا یوں تذکرہ کیا ہے:

يَدُوْسُوْنَ الْاُمَمَ كَدِنَاسِ الْبَيَادِرِ بَعْدَ اَنْ يَّنْهَزِمُوْا بَيْنَ يَدَىْ سُيُوْفٍ مَسْلُوْلَةٍ وَقَسِيٍ مُوْتَرَةٍ مِنْ شِدَّةِ الْمَلْحَمَةِ۔

ان اقوام سے مراد قریش اور دیگر اہل عرب ہیں حضور ﷺ نے انہیں شکست سے دوچار کیا اور انہیں رسوائی کا سامنا کرنا پڑا۔ اللہ تعالیٰ نے امت مصطفویہ کو اپنی زمین کا مالک بنا دیا۔

چوالیسویں بشارت

حضرت شعیا علیہ السلام نے اپنی کتاب میں فرمایا:

بِحَقٍ اَقُوْلُ لَكُمْ لَاُعْطِيَنَّ كَرَامَةَ لُبْنَانَ وَبَيْتِ الْمَقْدَسِ اَرْضَ الْفَلَاةِ وَتَشُقُّهَا مِيَاهٌ وَقُصُوْرٌ وَاَسْوَاقٌ اَجْعَلُ هُنَاكَ طَرِيْقًا حَرَامًا لَا تَمُرُّ بِهٖ اَنْجَاسُ الْاُمَمِ بَلْ تَكُوْنُ هُنَاكَ طَرِيْقُ الْمُخْلَصِيْنَ

اس بشارت میں صراحۃً سرزمین عرب کا ہی ذکر ہے اور اس چٹیل میدان میں کارخانے اور محلات اور پانی کے چشمے کے ذکر سے مقصود حج کا ذکر کرنا ہے۔

تتمہ

علامہ شمس الدین بن القیم نے اپنی کتاب جلاء الافہام میں لکھا ہے ''ایک گروہ جن میں ابوالقاسم السہیلی بھی شامل ہیں یہ کہتا ہے کہ حضور ﷺ کا اسم گرامی ''احمد'' محمد سے پہلے تھا۔ اسی وجہ سے حضرت مسیح علیہ السلام نے جب آپ ﷺ کے متعلق بشارت دی تو انہوں نے وہاں آپ کا اسم مبارک ''احمد ﷺ'' استعمال کیا۔ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنے رب سے عرض کی مولا! میں نے تورات میں ایک امت دیکھی ہے جو ان صفات سے متصف ہے اس کو میری امت بنا دے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا وہ تو احمد (ﷺ) کی امت ہے۔ یہ جواب سن کر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کی مولا! مجھے احمد ﷺ کی امت میں سے بنا دے۔ یہ گروہ مزید یہ کہتا ہے کہ حضور ﷺ کا اسم گرامی ''محمد'' صرف قرآن پاک میں آیا ہے۔ اس سے پہلے الہامی کتب میں آپ کا یہ نام مذکور نہیں ہے۔'' اللہ تعالیٰ نے آپ کا اسم ذکر فرماتے ہوئے فرمایا: وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَاٰمَنُوْا بِمَا نُزِّلَ عَلٰى مُحَمَّدٍ (محمد:2) ''اور جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کرتے رہے اور ایمان لے آئے جو اتارا گیا (اس رسول معظم) محمد ﷺ پر۔''

اسی طرح ارشاد ربانی ہے: مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ؕ (الفتح:29) '' (جان عالم) محمد اللہ کے رسول ہیں۔''

اپنے نقطہ نظر کو ثابت کرنے کے لئے وہ مزید یہ کہتے ہیں کہ ''احمد'' اسم تفضیل کا صیغہ ہے اس کا مطلب ہے اَحْمَدُ

ان مثالوں سے سمجھا جا سکتا ہے کہ ان دونوں زبانوں میں کتنا قرب ہے اور اس قرب میں یہ راز ہے کہ ان دونوں کتابوں، دونوں امتوں اور دونوں شریعتوں میں بھی اسی طرح قدر قرب ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

اَوَ لَمْ یَكْفُرُوْا بِمَآ اُوْتِیَ مُوْسٰی مِنْ قَبْلُ ۚ قَالُوْا سِحْرٰنِ تَظٰهَرَا ۟ وَ قَالُوْۤا اِنَّا بِكُلٍّ كٰفِرُوْنَ ۝ قُلْ فَاْتُوْا بِكِتٰبٍ مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ هُوَ اَهْدٰی مِنْهُمَاۤ اَتَّبِعْهُ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ ۝ (القصص:49-48)

"(ان نابکاروں سے پوچھو) کیا انہوں نے انکار نہیں کیا تھا ان معجزات کا جو موسیٰ کو دیئے گئے تھے انہی نے کہا (موسیٰ اور ہارون) دو جادوگر ہیں جو ایک دوسرے کی مدد کر رہے ہیں نیز انہوں نے کہا تھا ہم ان تمام کا انکار کرتے ہیں آپ فرمایئے تم لے آؤ کوئی کتاب اللہ کے پاس سے جو زیادہ ہدایت بخش ہو ان دونوں (قرآن و تورات) سے تو میں اس کی پیروی کروں گا اگر تم سچے ہو۔"

اسی طرح اللہ تعالیٰ نے اس شخص کا جواب ارشاد فرماتے ہوئے فرمایا جو یہ کہتا تھا:

مَاۤ اَنْزَلَ اللّٰهُ عَلٰی بَشَرٍ مِّنْ شَیْءٍ ؕ قُلْ مَنْ اَنْزَلَ الْكِتٰبَ الَّذِیْ جَآءَ بِهٖ مُوْسٰی نُوْرًا وَّ هُدًی لِّلنَّاسِ (الانعام:91)

"نہیں اتاری اللہ نے کسی آدمی پر کوئی چیز (یعنی وحی) آپ پوچھئے کس نے اتاری تھی وہ کتاب جسے لے آئے تھے موسیٰ جو (سراسر) نور تھی اور سراپا ہدایت تھی لوگوں کے لئے۔"

اس طرح ارشاد ربانی ہے: وَهٰذَا كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ مُبٰرَكٌ مُّصَدِّقُ الَّذِیْ بَیْنَ یَدَیْهِ (الانعام:92) "یہ (قرآن) کتاب ہے۔ ہم نے اتارا ہے اس کو بابرکت ہے تصدیق کرنے والی ہے اس (وحی) کی جو اس سے پہلے (نازل ہوئی)"

پھر فرمایا:

اٰتَیْنَا مُوْسَی الْكِتٰبَ تَمَامًا عَلَی الَّذِیْۤ اَحْسَنَ وَ تَفْصِیْلًا لِّكُلِّ شَیْءٍ وَّ هُدًی وَّ رَحْمَةً لَّعَلَّهُمْ بِلِقَآءِ رَبِّهِمْ یُؤْمِنُوْنَ ۝ وَهٰذَا كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ مُبٰرَكٌ فَاتَّبِعُوْهُ وَاتَّقُوْا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ۝ (الانعام:55-154)

"پھر عطا فرمائی ہم نے موسیٰ (علیہ السلام) کو کتاب تاکہ پوری کر دیں نعمت ان پر جو نیک عمل کرتے ہیں اور تاکہ تفصیل ہو جائے ہر چیز کی اور (یہ کتاب) باعث ہدایت و رحمت ہے تاکہ وہ اپنے رب سے ملاقات کرنے پر ایمان لائیں اور یہ (قرآن) کتاب ہے۔ ہم نے اتارا ہے اسے بابرکت ہے سو پیروی کرو اس کی اور ڈرو تاکہ تم پر رحم کیا جائے۔"

اللہ تعالیٰ نے سورۃ آل عمران کے آغاز میں فرمایا:

الٓمّٓ ۝ اللّٰهُ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۙ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ ۝ نَزَّلَ عَلَیْكَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ مُصَدِّقًا لِّمَا بَیْنَ

ہوا ہے درست نہیں ہے کیونکہ ''مماذ باذ'' کے ساتھ ''ب'' بھی ہے اسی طرح کسی کہنے والے کا یہ قول اَنَا بَارَکْتُهٗ بِجَدٖ
بھی درست نہیں ہے جبکہ یہ لفظ اس تورات ازلی سے لیا گیا ہے جو الواح الجوھر میں خط کینونی میں نازل ہوئی اور وہاں بھی اس
لفظ میں ''ب'' موجود ہے۔ اس سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ جو شخص یہ کہتا ہے یہ لفظ جدا کے معنی میں ہے اس کا یہ قول درست نہیں
ہے کیونکہ تورات میں ایک اور جگہ پر اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: لِاِبْرَاهِیْمَ عَنْ وَلَدِهٖ اِسْمَاعِیْلَ اَنَّهٗ یَلِدُ اثْنٰی عَشَرَ شَرِیْفًا
وَمِنْ شَرِیْفٍ مِنْهُمْ یَکُوْنُ شَخْصٌ اِسْمُهٗ مَمَاذْبَاذْ۔

''معاذ باذ'' تورات میں یہ بھی بات وضاحت سے ہے کہ یہ دونوں الفاظ اس شخص کے علم (نام) ہیں جو اولاد اسماعیل
سے ہوگا۔ جو علماء یہ قول کرتے ہیں یہ یہاں مصدر تو کید کے لئے ہے ان کا یہ قول بھی درست نہیں ہے کیونکہ اسم عین کے ہوتے
ہوئے اسم معنی کا دعویٰ کرنا غلط ہے (علامہ ابن قیم کا کلام اختتام پذیر ہوا)۔

دیگر علماء فرماتے ہیں کہ اس تعسف (1) کی کوئی ضرورت نہیں۔ تورات شریف میں آپ ﷺ کا نام مبارک اس سے
کہیں ظاہر اور عیاں ہے۔ اس کی وضاحت یہ ہے کہ تورات ''لغت عبریہ'' میں ہے اور یہ زبان عربی زبان کے بالکل قریب
ہے بلکہ تمام زبانوں سے عربی کے قریب تر یہی زبان ہے۔ ان دونوں زبانوں میں حروف کی ادائیگی، حرف کی تفخیم اور ترقیق
(2) اور فتحہ یا ضمہ کا اختلاف ہے۔ مثلاً اہل عرب ''لَا'' کہتے ہیں جبکہ عبرانی اسے ''لُوْ'' کہتے ہیں۔ وہ لام کو ضمہ دیتے ہیں اور
واؤ اور الف کے مابین ایک الف کا اضافہ کرتے ہیں اہل عرب قدس کہتے ہیں جبکہ عبرانی قدشی کہتے ہیں عربی
''اَنْتَ'' کہتے ہیں اور عبرانی ''اَنَا'' کہتے ہیں۔ عرب بانی کہتے ہیں جبکہ عبرانی بونی کہتے ہیں۔ عرب ''قدسک'' کہتے ہیں
جبکہ عبرانی ''قدسحا'' کہتے ہیں۔ اہل عرب ''منه'' کہتے ہیں اور عبرانی ممنو کہتے ہیں۔ عرب من یھودا کہتے ہیں جبکہ
عبرانی میھوذا کہتے ہیں اہل عرب ''سَمِعْتُکَ'' کہتے ہیں جبکہ عبرانی ''سمعتما'' کہتے ہیں اہل عرب ''مِنْ'' اور عبرانی
''می'' کہتے ہیں اہل عرب ''یمینه'' کہتے ہیں جبکہ عبرانی ''مینوا'' کہتے ہیں۔ اہل عرب لَهٗ کہتے ہیں جبکہ عبرانی لو کہتے
ہیں۔ اہل عرب ''اَمة'' کہتے ہیں جبکہ عبرانی اسے ''اَمو'' کہتے ہیں اہل عرب ''ارض'' اور عبرانی ''اَیرض'' کہتے ہیں اہل
عرب واحد اور عبرانی اسے ایحاد کہتے ہیں اہل عرب ''عالم'' اور عبرانی ''عولام'' کہتے ہیں اہل عرب ''کیس'' اور
عبرانی ''کییس'' کہتے ہیں اہل عرب ''ناکل'' کہتے ہیں جبکہ عبرانی اس کو نوخل کہتے ہیں۔ اہل عرب بَیْن اور عبرانی
اسے بیین کہتے ہیں اہل عرب اِلٰه کہتے ہیں جبکہ عبرانی ''اَلو'' کہتے ہیں۔ اہل عرب اِلٰهُنَا کہتے ہیں جبکہ عبرانی اسے
''الوھینو'' کہتے ہیں اہل عرب ''اَتَانَا'' کہتے ہیں جبکہ عبرانی اس کو ''اَتو بینا'' کہتے ہیں وہ اصباع الوھیم کہتے ہیں اس
سے وہ مراد اِصْبَعُ الْاِلٰه لیتے ہیں وہ انیم کا لفظ بول کر ابن مراد لیتے ہیں ''حالوب'' کے لفظ سے وہ حلیب مراد لیتے ہیں
جب وہ یہ کہنا چاہتے ہیں کہ لَا نَاکُلُ الْجَدْیَ فِیْ حَلِیْبِ اُمِّهٖ تو وہ کہتے ہیں لَوْ نَوْخَلُ کَدٰی بَاحَالُوْبَ اُمُوْ اسی طرح وہ
لَو تَوْخلُوْا کہتے ہیں تو اس مطلب ہے ''لاتاکلوا''۔

1۔ الفاظ کو ایسے معانی پر محمول کرنا جن پر ان کی دلالت ظاہر نہ ہو۔ 2۔ موٹا یا پتلا۔

ہیں اُقِیمُ کو وہ اُوقیم پڑھتے ہیں اور میقارب کو منٗ قارب پڑھتے ہیں اور اہل کتاب کے تمام مؤمن علماء اس بات کا اعتراف کرتے ہیں۔ مذکورہ بالا بحث کا مقصد یہ تھا کہ تورات میں بھی آپ ﷺ کا نام نامی ''محمد'' اسی طرح موجود ہے جس طرح یہ قرآن پاک میں موجود ہے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے آپ ﷺ کی بشارت آپ کے اسم گرامی ''احمد'' سے دی تھی جبکہ آپ ﷺ کا نام نامی ''محمد'' اس سے قبل تورات میں موجود تھا اس سے بھی یہی ثابت ہوتا ہے کہ آپ کا اسم گرامی ''محمد'' آپ کے نام نامی احمد سے پہلے متعارف تھا جبکہ قرآن پاک میں آپ کا اسم گرامی ''محمد'' ذکر کرنے سے پہلے انجیل میں آپ کا نام ''احمد'' مذکور تھا۔ نیز یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ ان دونوں کتب میں آپ ﷺ کا نام مبارک تھا۔ نیز یہ دونوں نام حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وصف ہیں ہر امت نے آپ ﷺ کو اسی اسم مبارک سے جانا جس وصف میں آپ ان کے ہاں زیادہ معروف تھے اسم ''محمد'' حمد سے مُفَعَّل کے وزن پر ہے اس سے مراد اتنی زیادہ عمدہ صفات کا ہونا ہے جن پر انسان کی بار بار تعریف کی جائے۔ یقیناً یہ وصف عمدہ اخلاق، علوم کی مختلف اقسام اور عمدہ خوبیوں کے جان لینے کے بعد ہی معلوم ہو سکتا ہے یعنی اس کے لئے ان صفات اور محاسن کا علم ہونا ضروری ہے جن پر کسی انسان کی بار بار حمد کی جائے اس میں کوئی شبہ نہیں کہ بنی اسرائیل اہل علم تھے اور ان پر وہ عظیم کتاب نازل ہوئی تھی جس کے متعلق اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: وَكَتَبْنَا لَهُ فِي الْأَلْوَاحِ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ مَّوْعِظَةً وَّتَفْصِيلًا لِّكُلِّ شَيْءٍ (اعراف:145) ''اور ہم نے لکھ دی موسیٰ کے لئے تختیوں میں ہر چیز نصیحت پذیری کے لئے اور (لکھ دی) تفصیل ہر چیز کی۔''

اسی وجہ سے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی امت حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی امت سے زیادہ عالم اور عارف تھی اسی وجہ سے حضرت مسیح علیہ السلام کی شریعت تورات اور اس کے احکام کے ساتھ ہی مکمل ہوئی۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور آپ کی امت احکام میں اسی پر اعتماد کرتی تھی اور انجیل گویا کہ ان کی شریعت کو مکمل کرنے والی تھی اور قرآن پاک میں دونوں کتابوں کے محاسن اور خوبیاں موجود ہیں۔ اسی وجہ سے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی امت کے ہاں حضور ﷺ لفظ ''محمد'' سے زیادہ معروف ہوئے یعنی وہ ذات جس کے عمدہ خصال پر اس کی بار بار تعریف کی جائے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی امت کے ہاں آپ ﷺ اپنے نام مبارک ''احمد'' سے زیادہ مشہور ہوئے یعنی کہ وہ ذات جو اپنے رب کی وہ حمد کرے کہ ایسی حمد کوئی اور شخص نہ کر سکتا ہو وہ اپنے رب کی سب سے زیادہ ستائش کرے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی امت کے لئے ایسی ریاضت اخلاق اور عبادت مقرر تھی جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کی امت کے لئے نہ تھی اسی وجہ سے ان کی کتاب میں پند و نصیحت، زہد، اخلاق، احسان، درگزر اور عفو وغیرہ کا زیادہ تذکرہ تھا۔ کہا جاتا ہے کہ شریعت کی تین اقسام ہیں:

1۔ شریعت عدل

اس سے مراد تورات کی شریعت ہے اس میں حکم اور قصاص کا ذکر تھا۔

يَدَيْهِ وَاَنْزَلَ التَّوْرٰىةَ وَالْاِنْجِيْلَ ۝ مِنْ قَبْلُ هُدًى لِّلنَّاسِ (آل عمران:4-1)

''الف، لام، میم اللہ (وہ ہے کہ) کوئی عبادت کے لائق نہیں بغیر اس کے زندہ ہے سب کو زندہ رکھنے والا ہے۔ نازل فرمائی اس نے آپ پر یہ کتاب حق کے ساتھ۔ تصدیق کرنے والی ہے ان (کتابوں) کی جو اس سے پہلے (اتری) ہیں اور اتاری اس نے توراۃ اور انجیل اس سے پہلے لوگوں کی ہدایت کے لئے۔''

اللہ رب العزت نے ارشاد فرمایا:

وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسٰى وَهٰرُوْنَ الْفُرْقَانَ وَضِيَآءً وَّذِكْرًا لِّلْمُتَّقِيْنَ ۝ الَّذِيْنَ يَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَيْبِ وَهُمْ مِّنَ السَّاعَةِ مُشْفِقُوْنَ ۝ وَهٰذَا ذِكْرٌ مُّبٰرَكٌ اَنْزَلْنٰهُ ۭ اَفَاَنْتُمْ لَهٗ مُنْكِرُوْنَ ۝ (الانبیاء:50-48)

''اور یقیناً ہم نے عطا فرمایا موسیٰ اور ہارون (علیہما السلام) کو فرقان اور روشنی اور ذکر پرہیز گاروں کے لئے جو ڈرتے رہتے ہیں اپنے رب سے بن دیکھے۔ نیز وہ قیامت سے بھی ترساں رہتے ہیں اور یہ قرآن نصیحت ہے بڑی بابرکت ہم نے (ہی) اسے اتارا ہے تو کیا تم اس کو ماننے سے انکار کرتے ہو۔''

اسی طرح اللہ رب العزت نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے قصہ کو قرآن میں بار بار ذکر فرمایا اور اپنے محبوب مکرم ﷺ کو تسلی دی جب حضور ﷺ کو لوگ اذیتیں دیتے تو آپ ﷺ فرماتے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اس سے بھی زیادہ ستایا گیا مگر آپ نے صبر کا مظاہرہ کیا اسی وجہ سے حضور ﷺ نے فرمایا کہ اس امت میں بھی وہی کچھ ہوگا جو کچھ بنی اسرائیل میں ہوا حتیٰ کہ اگر اس امت میں کسی نے اپنی ماں کے ساتھ علانیہ بدفعلی کی ہوگی تو اس امت میں بھی ایسا ہی ہوگا۔ ذرا دیکھو تو سہی کہ دونوں رسولوں علیہما الصلوٰۃ والسلام، دونوں کتابوں، دونوں شریعتوں، دونوں امتوں اور دونوں زبانوں میں کتنا تناسب ہے۔ اسی طرح اگر نام مبارک ''محمد'' اور مماذ باذ میں غور و فکر کیا جائے تو یہ دونوں کلمات ایک ہی طرح کے نظر آئیں گے بلاشبہ دونوں میم، ہمزہ اور حا ایک ہی مخرج سے ادا ہوتے ہیں اور اسی طرح ان کی زبان میں دال کی جگہ ذال بھی مستعمل ہے مثلاً وہ واحد کو ایحاذ اور قدس کو قوذوس کہتے ہیں۔

جس شخص نے دونوں زبانوں اور ان دونوں ناموں میں غور و فکر کیا تو اسے یقین ہو جائے گا کہ یہ دونوں نام ایک ہی ہیں اسی طرح عبرانی زبان کو موسیٰ کو موشیٰ کہا جاتا ہے اس کا اصل ماء اور شجر (1) ہے۔ وہ ماء کو مو اور شجر کو شا کہتے ہیں اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کو کیونکہ آل فرعون نے پانی اور درخت کے درمیان پایا تھا اس لئے وہ آپ کو ''موسیٰ'' کہتے تھے جتنا قریبی تعلق موسیٰ اور موشیٰ کا ہے اتنا ہی قریبی تعلق لفظ محمد اور مماذ باذ کا ہے۔ اسی طرح وہ اسماعیل کو اپنی زبان میں یشماعیل کہتے ہیں انہوں نے الف کو ی اور سین کو شین میں تبدیل کر دیا۔ ان میں بھی اتنا ہی فرق ہے جتنا فرق لفظ محمد اور مماذ باذ میں ہے اسی طرح العیص (حضرت یعقوب علیہ السلام کے بھائی کا نام) وہ عیصی کہتے ہیں۔ یَسْمَعُوْنَ کو یَشْمَاعُوْنَ کہتے

1۔ پانی اور درخت۔

(3)موذ موذ:۔علامہ العزفی رحمۃ اللہ علیہ نے اس نام کولکھا ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے صحف میں آپ ﷺ کواس نام سے یاد کیا گیا تھا۔

(4)میذ میذ:۔علامہ العزفی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ تورات میں آپ ﷺ کا یہی نام مبارک مذکور تھا۔

(5)طاب طاب:۔علامہ العزفی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ کا یہ نام بھی تورات میں موجود تھا اس کا معنی بھی طیب ہے اور بعض علماء فرماتے ہیں کہ اس کا معنی یہ ہے کہ جس آدمی کو جہاں بھی ذکر کیا جائے اس کو عمدہ طریقہ سے ہی یاد کیا جائے۔

(6)حاط حاط:۔اس کے متعلق بھی علامہ العزفی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ کا یہ نام زبور میں تھا۔

(7) البارقلیط:۔ یہ نام مبارک فارقلیط کی طرح ہے اور انجیل میں آپ کا یہ نام تھا۔ یا تو اس کا معنی ''رُوحُ الْحَقِ'' ہے اور یا پھر اس سے مراد وہ ذات ہے جو حق اور باطل میں فرق کردے۔ بعض علماء کے نزدیک اس کا معنی اَلْحَمَّادُ بعض کے نزدیک الحمد اور بعض کے نزدیک اس کا معنی الحامد ہے لیکن اکثر اہل انجیل کے نزدیک اس کا معنی مخلص ہے۔ علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے ''شفاً'' سے نقل کیا ہے کہ علامہ الکرمانی رحمۃ اللہ علیہ نے غریب التفسیر میں لکھا ہے کہ اس سے مراد وہ وصف ہے جو مذموم نہ ہو۔

(8) البرقلیطس:۔ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ نے کہا ہے رومی زبان میں محمد کو البرقلیطس کہتے ہیں۔

(9)السرخلیطس :۔علامہ العزفی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ سریانی زبان میں یہ آپ کا اسم مبارک ہے۔ ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ انجیل میں آپ کا یہ نام مبارک تھا یہ لفظ سریانی زبان کا ہے اور اس کا معنی ہے ''محمد''۔

(10)المشفح :۔اس کو ''المشقح'' بھی پڑھا گیا ہے۔ یہ بھی سریانی زبان کا لفظ ہے اس کا معنی بھی ''محمد'' ہے علامہ ابن ظفر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت شعیا علیہ السلام کی کتاب میں آپ کا یہ نام مبارک موجود تھا۔

(11) حُبَیْطِیْ:۔علامہ العزفی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ آپ ﷺ کا یہ اسم مبارک بھی انجیل میں موجود تھا۔ اس کا مطلب ہے حق اور باطل کے مابین فرق کرنے والا ہے۔

(12)حمطایا یا حمیاطا :۔علامہ زرقانی اور علامہ القسطلانی رحمہما اللہ تعالیٰ نے اس نام مبارک کو ذکر کیا ہے اس کا معنی ہے حرم کی حفاظت کرنے والا اور حرم سے مراد خانہ کعبہ ہے یا پھر حرم سے مراد عورتیں ہیں یعنی عورتوں کی حفاظت کرنے والا ہے۔

(13) کندیدہ:۔ابن دحیہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ آپ کا یہ اسم مبارک تورات میں موجود تھا۔

(14)اَخُونَاخ :۔علامہ العزفی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ آپ کا یہ نام مبارک حضرت شیث علیہ السلام کے صحف میں تھا اور اس کا معنی ہے صَحِیْحُ الْاِسْلَامِ (صحیح سلام والے)۔

(15)قِدْمَایَا :۔ یہ اسم مبارک بھی تورات میں موجود تھا اس کا معنی ہے ''اَلسَّابِقُ الْاَوَّلُ''۔

(16)آخرَایَا :۔آپ ﷺ کا یہ اسم مبارک بھی انجیل میں ہے اور اس کا مطلب ہے آخر الانبیاء ﷺ۔

دوسری قسم ان اسماء کی ہے جو عربی زبان میں ہیں۔ یہ اسماء کثیر تعداد میں ہیں۔ ان اسماء میں سے محمد، احمد، الماحی،

2۔شریعت فضل

یہ انجیل کی شریعت تھی جو عفو، مکارم اخلاق، درگزر اور احسان وغیرہ پر مشتمل تھی مثلاً اس شریعت میں تھا کہ جو شخص تجھ سے چادر لے اس کو اپنا کپڑا بھی دے دو جو تمہارے دائیں رخسار پر طمانچہ مارے اس کے آگے بایاں رخسار بھی کر دو اور جو تمہیں ایک میل تک اپنے ساتھ لے جائے اس کے ساتھ دو میل تک جاؤ۔

3۔ہمارے نبی کریم ﷺ کی شریعت مطہرہ

یہ شریعت دونوں اشیاء کی جامع ہے یہ عدل کا ذکر بھی کرتی ہے اور اس کو ضروری قرار دیتی ہے اسی طرح یہ فضل کا بھی تذکرہ کرتی ہے اور اس کی طرف دعوت دیتی ہے جیسا کہ ارشاد ربانی ہے:

وَ جَزٰٓؤُا سَیِّئَةٍ سَیِّئَةٌ مِّثْلُهَا ۚ فَمَنْ عَفَا وَ اَصْلَحَ فَاَجْرُهٗ عَلَى اللّٰهِ ؕ اِنَّهٗ لَا یُحِبُّ الظّٰلِمِیْنَ۝ (الشوریٰ:40)

''اور برائی کا بدلہ ویسی ہی برائی ہے۔پس جو معاف کر دے اور اصلاح کر دے تو اس کا اجر اللہ تعالیٰ پر ہے بیشک وہ ظالموں سے محبت نہیں کرتا۔''

اس سے اس امت کے نزدیک آپ ﷺ کا اسم گرامی اسم تفصیل کے صیغہ کے ساتھ ''یعنی احمد'' معروف ہوا جو آپ ﷺ کے فضل اور کمال پر دلالت کرتا ہے۔اس سے یہی ثابت ہوتا ہے کہ آپ ﷺ کے دونوں اسماء مبارک سابقہ کتب میں مذکور تھے (علامہ ابن قیم کی عبارت اختتام پذیر ہوئی)۔

میں نے حضرت علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب ''اَلرِّیَاضُ الْاَنِیْقَةُ فِیْ اَسْمَآءِ خَیْرِ الْخَلِیْفَةِ'' میں پڑھا ہے کہ حضور ﷺ کا اسم مبارک ''بِمُوْذ مَاذ'' بھی ہے ابن دحیہ رحمۃ اللہ علیہ نے بھی فرمایا ہے تورات کے پہلے سفر میں آپ ﷺ کا یہ اسم مبارک موجود ہے اس نام مبارک میں ''با'' کے دو اعداد ''میم'' کے چالیس ''الف'' کا ایک عدد جبکہ ذال کے چار اعداد ہیں اسی طرح دوسری میم کے چالیس الف کے ایک عدد اور ذال کے چار اعداد ہیں اس طرح یہ کل اعداد بانوے بنتے ہیں اور یہ تعداد لفظ ''محمد'' کی تعداد کے برابر ہے۔

میں نے اپنی کتاب ''سَعَادَةُ الدَّارَیْنِ فِی الصَّلَاةِ عَلٰی سَیِّدِ الْکَوْنَیْنِ'' میں آپ ﷺ کے اسماء مبارک کا بھی ذکر کیا ہے آپ ﷺ کے اسماء مبارک میں سے کچھ اسماء تو وہ ہیں جو آسمانی کتابوں میں مذکور ہیں پھر ان اسماء کی بھی دو قسمیں ہیں:

(1) ایک قسم کے اسماء تو سریانی، عبرانی یا رومی زبان میں ہیں اور اسماء کی ایک قسم عربی الفاظ میں ہے۔

پہلی قسم کے آپ ﷺ کے اسماء میں سے ایک بِمُوْذ مَاذ ہے علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کا ذکر کیا ہے اور ابن دحیہ رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ آپ کا یہ نام تورات کے پہلے سفر میں مذکور ہے۔

(2) ماذ ماذ:۔اس نام مبارک کو قاضی عیاض علیہ الرحمۃ نے ذکر کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ کا یہ اسم گرامی سابقہ کتب میں موجود تھا۔اس کا معنی ہے طَیِّب طیب۔

ہیں جبکہ دوسرے اونٹ پر سوار ہیں۔ جو گدھے پر سوار ہیں وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور جو اونٹ پر سوار ہیں وہ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ ہیں۔ علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اسی وجہ سے جب نجاشی کے پاس حضور ﷺ کا خط مبارک پہنچا تو اس نے کہا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ ﷺ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں جن کے بارے میں حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بشارت دی تھی کہ وہ گدھے پر سوار ہوں گے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے بشارت دی تھی کہ وہ اونٹ پر سواری فرمائیں گے۔

آپ ﷺ کے اسماء میں سے ایک نام النبی الامی العربی صاحب الجمل وصاحب المدرعہ وصاحب التاج وصاحب النعلین وصاحب الھراوۃ بھی ہے۔ امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے دلائل میں حضرت مقاتل بن حیان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کی طرف وحی فرمائی۔

"اے ابن الطاھرۃ البکر البتول! میرے معاملہ میں کوشش کرو اور سستی نہ کرو غور سے سنو اور اطاعت کرو میں نے تجھے بن باپ کے پیدا کیا ہے اور عالمین کے لئے تجھے نشانی بنایا ہے۔ میری ہی عبادت کرو اور مجھ پر ہی توکل کرو جو لوگ تمہارے سامنے ہیں انہیں تبلیغ کرو کہ اللہ تعالیٰ ہی معبود برحق ہے وہ حیّ اور قیومّ ہے۔ اسے زوال نہیں ہے وہ نبی امی عربی کی تصدیق کریں وہ صاحب جمل (اونٹ والے) ہوں گے۔"

آپ ﷺ تاج الانبیاء ہیں اور نعلین مبارک پہننے والے ہیں۔ آپ عصا مبارک والے اور گھنگھریالے بالوں والے ہیں۔ آپ کشادہ پیشانی والے اور ملی ہوئی ابروؤں والے ہیں۔ آپ حسین آنکھوں والے اور لمبی پلکوں والے ہیں۔ آپ کی آنکھیں سیاہ اور خوبصورت ہیں۔ آپ کی بینی مبارک اونچی اور رخسار مبارک سفید ہیں آپ کی ڈاڑھی مبارک گھنی ہے۔ آپ کے چہرے پر پسینے کے قطرات موتیوں کی طرح چمکتے ہیں آپ کے جسم سے کستوری سے عمدہ مہک آتی ہے۔

ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ اگر یہ اعتراض کیا جائے کہ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو "اونٹ کی سواری" کے ساتھ ذکر کیوں کیا گیا ہے حالانکہ آپ گھوڑے اور گدھے پر بھی سوار ہوئے ہیں اور عصا مبارک بھی آپ کے علاوہ دیگر انبیائے کرام نے بھی پکڑا تو اس کا جواب یہ ہے کہ یہ دونوں علامات اس بات کی عکاسی کرتی ہیں کہ آپ ﷺ کا تعلق عرب سے ہوگا۔ آپ ﷺ کسی اور ملک میں تشریف نہیں لائیں گے کیونکہ اونٹ کی سواری اہل عرب کے ساتھ مختص ہے اور ڈنڈا اونٹوں کو مارنے کے لئے استعمال ہوتا ہے اس لئے یہ دونوں علامات اس بات کی طرف اشارہ کر رہی ہیں کہ حضور ﷺ عربی ہوں گے۔

ان اسماء میں سے آپ ﷺ کا نام مبارک "صاحب السیف" بھی ہے جیسا کہ تورات شریف کی عبارت پہلے گزر چکی ہے۔ آپ ﷺ کا اسم مبارک "صاحب السلطان" بھی ہے۔ "شفا" میں ہے کہ آپ ﷺ کا یہ اسم مبارک سابقہ کتب میں موجود ہے۔ جیسا کہ ابن ظفر رحمۃ اللہ علیہ نے نقل کیا ہے "اَثَرُ سُلْطَانِهٖ عَلٰی کَتِفِهٖ" آپ ﷺ کی سلطنت کی علامت آپ کے کندھے پر ہوگی۔ سلطنت سے مراد آپ کی نبوت ہے اور "اثر سلطان" سے مراد مہر نبوت ہے۔

آپ کا نام مبارک صاحب الخاتم بھی ہے علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں اس سے مراد مہر نبوت ہے آپ ﷺ کی اس علامت کو اہل کتاب بھی جانتے تھے۔ آپ ﷺ کا نام مبارک "صَاحِبُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ" بھی ہے جیسا کہ تورات میں

المقضی اور نبی الملاحم (ﷺ) ہیں۔ علامہ السیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی سند سے روایت کیا ہے کہ سابقہ کتب میں آپ کا نام احمد، محمد، المقضی، نبی الملاحم، حمطایا، فارقلیطا اور ماذ ماذ تھا۔ انہی اسماء میں سے آپ ﷺ کا ایک اسم مبارک ''اکلیل'' بھی ہے علامہ العزفی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ زبور میں ہے ''اِنَّ اللّٰہَ اَظْھَرَ نَبِیًّا مِنْ مَکَّۃَ اِکْلِیلًا مَحْمُوْدًا'' اکلیل کا معنی تاج ہے تو اس معنی یہ ہوا کہ آپ ﷺ تاج الانبیاء اور راس الاصفیاء ﷺ ہیں۔ انہی اسماء میں سے آپ ﷺ کا ایک نام مبارک حامد بھی ہے۔ ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا ہے کہ آپ ﷺ کی والدہ ماجدہ نے خواب میں دیکھا کہ ایک کہنے والا کہہ رہا تھا کہ بلاشبہ تو خیر البریہ اور سید العالمین کے حمل سے حاملہ ہے جب اس مبارک بچے کی پیدائش ہو تو اس کا نام محمد رکھنا تورات میں ان کا نام حامد ہے اور انجیل میں ان کا نام احمد ہے محمود بھی آپ ﷺ کے اسمائے گرامی میں سے ایک نام ہے۔ علامہ ابن دحیہ رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ نے کہا ہے کہ آپ ﷺ کا یہ اسم مبارک زبور میں موجود ہے۔ اجیر بھی آپ ﷺ کا ہی اسم مبارک ہے۔ علامہ العزفی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ اس کا معنی ہے بچانے والا کیونکہ آپ اپنی امت کو جہنم کی آگ سے بچائیں گے اس لئے آپ ﷺ کو اس نام سے بھی موسوم کیا گیا لیکن علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے کہیں بھی آپ ﷺ کا یہ نام مبارک نہیں دیکھا ممکن ہے کہ اصل نام مبارک ''احید'' ہو لیکن غلطی کی وجہ سے اجیر لکھا گیا ہو۔ آپ ﷺ کا ایک نام احید بھی ہے علامہ قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب الشفاء میں فرماتے ہیں کہ تورات میں آپ کا نام احید ہے یعنی اپنی امت کو جہنم کی آگ سے جدا کرنے والے۔ آپ کا نام مبارک ''حرز الامیین'' بھی ہے۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ نے حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہما وغیرہ سے روایت کیا ہے کہ تورات میں ہے ''یٰاَیُّھَا النَّبِیُّ اِنَّآ اَرْسَلْنٰکَ شَاھِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِیْرًا وَّحِرْزًا لِّلْاُمِّیِّیْنَ۔ ابن دحیہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حرز کا معنی ہے روکنا اور امیون سے مراد اہل عرب ہیں۔ یعنی اہل عرب کو عذاب اور ذلالت سے روکنے والے۔ آپ ﷺ کا نام جبار بھی ہے اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کا یہ اسم مبارک حضرت داؤد علیہ السلام کی کتاب میں ذکر فرمایا ارشاد فرمایا: تَقَلَّدْ اَیُّھَا الْجَبَّارُ سَیْفَکَ فَاِنَّ نَامُوْسَکَ وَشَرَائِعَکَ مَقْرُوْنَۃٌ بِھَیْبَۃِ یَمِیْنِکَ۔ ''اے جبار! آپ اپنی تلوار کو حائل کرلیں بلاشبہ آپ کی عزت وناموس اور آپ کی شریعت آپ کے دائیں ہاتھ کی ہیبت کے ساتھ متصل ہے۔''

آپ ﷺ کا نام مبارک روح الحق اور روح القدس بھی ہے۔ ابن دحیہ رحمۃ اللہ علیہ نے ان اسماء کو ذکر کیا ہے اور فرمایا ہے کہ آپ ﷺ کے یہ دونوں نام مبارک انجیل میں موجود ہیں۔ آپ ﷺ کا نام رُکْنُ الْمُتَوَاضِعِیْنَ بھی ہے اور اسی طرح آپ کا نام ''نُوْرُ اللّٰہِ الَّذِی لَا یُطْفَأُ'' بھی ہے۔ حضرت شعیا علیہ السلام کی کتاب میں آپ ﷺ کا ذکر اس طرح موجود ہے:
وَھُوَ رُکْنُ الْمُتَوَاضِعِیْنَ وَھُوَ نُوْرُ اللّٰہِ الَّذِی لَا یُطْفَأُ اَثَرُ سُلْطَانِہٖ عَلٰی کَتِفِہٖ "وہ عاجزی کرنے والوں کے سردار ہیں اور آپ اللہ کے وہ نور ہیں جسے بجھایا نہیں جاسکتا آپ کی سلطنت کی علامت آپ کے کندھے پر ہے۔'' آپ ﷺ کا نام ''راکب الجمل'' بھی ہے۔ ابن دحیہ رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ حضرت شعیا (حضرت ذوالکفل) علیہ السلام کی کتاب میں ہے وہ فرماتے ہیں کہ مجھ سے کہا گیا ''ادھر دیکھ کر مجھے بتاؤ کہ تم کیا دیکھ رہے ہو۔'' میں نے کہا میں دوسواروں کو دیکھ رہا ہوں۔ ایک گدھے پر سوار

وہ روایات اور احادیث جن کو محدثین نے آسمانی کتابوں سے نقل کیا ہے آپ ﷺ کی نبوت کی علامات آپ کی امت کے اوصاف اور آپ کے صحابہ کرام اور شہر مبارک کے محاسن

ابن ابی حاتم رحمۃ اللہ علیہ نے ''سدی'' سے اللہ کے اس فرمان کی تفسیر میں ذکر کیا ہے:

لَمَآ اٰتَیْتُكُمْ مِّنْ كِتٰبٍ وَّ حِكْمَةٍ ثُمَّ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ وَلَتَنْصُرُنَّهٗ ؕ قَالَ ءَاَقْرَرْتُمْ وَاَخَذْتُمْ عَلٰى ذٰلِكُمْ اِصْرِیْ ؕ قَالُوْۤا اَقْرَرْنَا ؕ قَالَ فَاشْهَدُوْا وَاَنَا مَعَكُمْ مِّنَ الشّٰهِدِیْنَ ۝ (آل عمران:81)

''اور یاد کرو جب لیا اللہ تعالیٰ نے انبیاء سے پختہ وعدہ کہ قسم ہے تمہیں اس کی جو دوں میں تم کو کتاب اور حکمت سے پھر تشریف لائے تمہارے پاس وہ رسول جو تصدیق کرنے والا ہو ان (کتابوں) کی جو تمہارے پاس ہیں تو تم ضرور ضرور ایمان لانا اس پر اور ضرور ضرور مدد کرنا اس کی (اس کے بعد) فرمایا کیا تم نے اقرار کر لیا اور اٹھا لیا تم نے اس پر میرا بھاری ذمہ؟ سب نے عرض کی ہم نے اقرار کیا (اللہ نے) فرمایا تو گواہ رہنا اور میں (بھی) تمہارے ساتھ گواہوں میں سے ہوں۔''

کہ اللہ تعالیٰ نے جو بھی نبی مبعوث کیا اس سے یہ عہد لیا کہ وہ ضرور ان پر ایمان لائے اور اگر اس کی زندگی میں ان کا ظہور ہو تو وہ ضرور ان کی مدد کرے ورنہ وہ اپنی قوم کو یہ وصیت کرے کہ وہ آپ پر ایمان لائیں اور اگر آپ کا ظہور ان کی زندگیوں میں ہو تو آپ کی مدد بھی کریں۔

ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا ہے کہ اللہ نے حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر حضرت عیسیٰ علیہ السلام تک تمام انبیاء سے آپ ﷺ کے متعلق عہد لیا تھا۔ ہر نبی کی امت کو آپ ﷺ کے متعلق خوشخبری سنائی گئی سابقہ امتیں آپ ﷺ کے وسیلہ سے دعائیں مانگ کر فتح یاب ہوتی تھیں حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو بہترین امت میں، بہترین زمانہ میں، بہترین اصحاب میں اور بہترین شہر میں مبعوث فرمایا پھر آپ اس مقدس شہر میں اس وقت تک اقامت گزیں رہے جب تک اللہ نے چاہا وہ شہر حضرت ابراہیم علیہ السلام کا حرم ہے پھر آپ ﷺ نے وہاں سے مدینہ طیبہ کی طرف ہجرت فرمائی اور یہ شہر حضور ﷺ کا حرم ہے۔ آپ ﷺ کی بعثت بھی حرم میں اور ہجرت بھی حرم میں ہوئی۔

ابن جریر رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تفسیر میں ابوالعالیہ سے روایت کیا ہے کہ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے دعا مانگی: رَبَّنَا وَابْعَثْ فِیْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ...... الخ (البقرہ:129) تو ان سے کہا گیا کہ آپ کی دعا بارگاہ بے کس پناہ میں

موجود ہے: وَلَنْ یَقْبِضَهُ اللّٰهُ حَتّٰی یُقِیْمَ بِهِ الْمِلَّةَ الْعَوْجَاءَ بِاَنْ یُقَالَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ "اللہ تعالیٰ ان کا انتقال نہیں فرمائے گا حتیٰ کہ وہ ان کے ذریعے ٹیڑھی ملت کو سیدھا نہ کر دے یعنی وہ یہ گواہی دینا شروع کر دیں لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ۔"

الضحوک، القتال اور راکب البعیر بھی آپ ﷺ کے اسماء مبارکہ ہیں۔ ابن فارس رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا ہے۔ ابن فارس رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ تورات میں آپ ﷺ کا نام احمد الضحوک مذکور ہے۔

تورات شریف میں ہے: اَحْمَدُ الضَّحُوْکُ قَتَّالٌ یَرْکَبُ الْبَعِیْرَ وَیَلْبَسُ الشَّمْلَةَ وَیَجْزِیْ سَیْفَهٗ عَلٰی عَاتِقِهٖ۔ "آپ ﷺ کا نام احمد، الضحوک اور قتال ہوگا آپ اونٹ پر سوار ہوں گے۔ آپ چادر زیب تن فرمائیں گے اور اپنے کندھے پر تلوار حمائل کریں گے۔"

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابوالدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ جب بھی گفتگو فرماتے تو آپ تبسم فرماتے ہیں۔ انہی اسماء میں سے آپ کا نام مبارک "العظیم" بھی ہے۔ قاضی عیاض اور ابن دحیہ رحمہما اللہ تعالیٰ نے بیان کیا ہے کہ تورات کے پہلے سفر میں ہے: سَتَلِدُ عَظِیْمًا لِاُمَّةٍ عَظِیْمَةٍ "وہ عنقریب ایک عظیم کو عظیم امت کے لئے جنم دیں گی" اس "عظیم" سے مراد آپ ﷺ کی ذات ہی ہے۔

آپ ﷺ کا نام مبارک "العفو" بھی ہے علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ تورات میں ہے وَلٰکِنْ یَعْفُوْ وَیَصْفَحُ۔ آپ ﷺ کا نام "الغفور" بھی ہے تورات شریف میں ہے: "وَلٰکِنْ یَعْفُوْ وَیَغْفِرُ" آپ ﷺ کا نام "الفارق" بھی ہے علامہ العزفی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ کا یہ نام مبارک زبور میں موجود ہے اس کا معنی ہے "حق اور باطل میں فرق کرنے والا" انہی اسماء میں سے آپ کا نام مبارک "الفلاح" بھی ہے علامہ العزفی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ آپ کا یہ نام مبارک زبور میں ہے۔ آپ ﷺ کا نام "القیم" بھی ہے علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ کتب الانبیاء میں ہے کہ داؤد علیہ السلام نے دعا مانگی: "اَللّٰهُمَّ ابْعَثْ لَنَا مُحَمَّدًا یُقِیْمُ السُّنَّةَ بَعْدَ الْفَتْرَةِ" اے مولا! ہم میں محمد (ﷺ) کو مبعوث فرما جو فترت کے بعد سنت کو حیات نو عطا فرمائیں" تورات میں ہے: لَنْ یَّقْبِضَهُ اللّٰهُ حَتّٰی یُقِیْمَ بِهِ الْمِلَّةَ الْعَوْجَاءَ بِاَنْ یَقُوْلُوْا لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ "اللہ تعالیٰ ان کا اس وقت تک انتقال نہیں فرمائے گا جب تک ان کے ذریعے ٹیڑھی ملت سیدھی نہ ہو جائے کہ کلمہ اسلام پڑھ لیں۔ آپ ﷺ کا نام "الموسل" بھی ہے۔ علامہ العزفی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ تورات میں آپ کا یہ اسم مبارک مذکور ہے۔ الصادق، الامین اور الیتیم بھی آپ ہی کے اسماء مبارک ہیں علامہ العزفی رحمۃ اللہ علیہ نے "مولد" میں لکھا ہے کہ سابقہ کتب میں آپ کے اسماء محمد، امین، صادق اور یتیم مذکور ہیں اسی طرح حضرت علامہ قاضی عیاض رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ سابقہ کتب میں آپ کا اسم مبارک "یتیم" مذکور ہے۔ میں (حضرت علامہ یوسف بن اسماعیل النبہانی علیہ الرحمۃ) کہتا ہوں کہ آپ ﷺ کا اسم مبارک "زدیال" (محمد) بھی ہے جیسا کہ اکتیسویں بشارت میں موجود ہے میں نے آپ ﷺ کا یہ نام مبارک علماء کرام کی کسی کتاب میں نہیں دیکھا۔

میں داخل فرمادے گا ان کے نبی ﷺ کا نام محمد بن عبداللہ بن عبدالمطلب ہوگا وہ انتہائی عاجزی کرنے والے۔ حکمت سے گفتگو کرنے والے اور حلم اور بردباری والے ہوں گے میں دنیا کے بہترین قبیلے قریش سے انہیں پیدا کروں گا اور قریش کے بہترین افراد سے ان کا ظہور ہوگا وہ بھلائی کی طرف سے ہیں سراپا خیر ہیں اور بھلائی ہی کی طرف مبعوث ہوں گے وہ اور ان کی امت بھلائی کی طرف ہی جانے والے ہوں گے۔

زبیر بن بکار نے اخبار مدینہ میں اور ابونعیم نے ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ سابقہ کتب میں میرے اوصاف اس طرح بیان ہوئے ہیں ''ان کا نام نامی احمد ہوگا وہ متوکل ہوں گے وہ مکہ معظمہ میں پیدا ہوں گے مدینہ طیبہ کی طرف ہجرت فرمائیں گے وہ سخت اور تند خو نہیں ہوں گے وہ بھلائی کا بدلہ بھلائی سے دیں گے وہ برائی کا بدلہ نہیں لیں گے ان کی امت اپنے رب کی بہت زیادہ ثنا خواں ہوگی وہ اپنی کمر میں تہہ بند باندھیں گے وہ اپنے پہلوؤں کو پاک رکھیں گے ان کے سینوں میں ان کی کتاب محفوظ ہوگی وہ نماز کے لئے اس طرح صفیں باندھیں گے جس طرح جہاد کے لئے صفیں باندھی جاتی ہیں وہ قربانیوں کے ذریعے میرا قرب حاصل کریں گے وہ رات کے راہب اور دن کے شیر ہوں گے۔''

حاکم رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت عوف بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں حضور ﷺ کے ساتھ تھا آپ ﷺ یہودیوں کے ایک کنیسہ میں تشریف لے گئے اور یہودیوں کو مخاطب کر کے فرمایا اے قوم یہود! مجھے بارہ ایسے آدمی دکھاؤ جو یہ گواہی دیتے ہوں اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ اللہ تعالیٰ کے غضب نے اس آسمان کے نیچے ہر یہودی کو گھیر رکھا ہے۔ یہ سن کر وہ تمام خاموش رہے کسی ایک نے بھی جواب نہ دیا۔ آپ ﷺ نے یہودیوں سے پھر وہی بات کی لیکن پھر بھی کسی ایک نے بھی جواب نہ دیا آپ ﷺ نے فرمایا تم نے انکار کر دیا ہے اللہ کی قسم! میں حاشر ہوں میں عاقب ہوں میں نبی مصطفیٰ ﷺ ہوں خواہ تم ایمان لاؤ یا جھٹلا دو۔ پھر آپ ﷺ وہاں سے واپس تشریف لے آئے میں بھی آپ کے ساتھ ہی تھا۔ ہم کنیسہ سے باہر نکلنے ہی والے تھے کہ اچانک ایک شخص نے ہمیں پیچھے سے آواز دی وہ کہہ رہا تھا اے محمد! صلی اللہ علیک وسلم آپ انہی محاسن اور خوبیوں سے متصف ہیں جس طرح آپ فرمارہے ہیں۔ اس شخص نے یہودیوں کو مخاطب کر کے کہا اے معشر یہود! تم میں سے کون سا شخص ہے۔ جس نے مجھے علم سکھایا ہے انہوں نے کہا اللہ کی قسم! ہم کسی ایسے شخص کو نہیں جانتے جو آپ سے زیادہ کتاب اللہ کا عالم ہو یا آپ سے زیادہ فقہ کو جاننے والا ہو آپ سے پہلے آپ کے باپ اور دادا بھی علم میں لاثانی تھے اس شخص نے کہا میں گواہی دیتا ہوں کہ یہ اللہ کے نبی ﷺ ہیں یہ وہی ہیں جن کا ذکر تم تورات میں پاتے ہو۔ یہودیوں نے اس کے قول کو رد کر دیا اور اس سے کہنے لگے تو نے جھوٹ بولا ہے اور تو سراپا شر ہے حضور ﷺ نے فرمایا جھوٹ تو تم نے بولا ہے تمہاری بات کو قبول نہیں کیا جائے گا یہ آیت مبارکہ اللہ تعالیٰ نے انہی کے بارے میں نازل کی ہے: قُلْ اَرَءَيْتُمْ اِنْ كَانَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ وَكَفَرْتُمْ بِهٖ (الاحقاف: 10) ''فرمائیے کیا تم نے کبھی اس پر غور کیا کہ اگر یہ اللہ کی طرف سے ہو اور تم اس کا انکار کردو (اس کا انجام کیا ہوگا)''۔

امام احمد، امام البیہقی، الطبرانی اور ابونعیم رحمہم اللہ تعالیٰ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا ہے کہ

قبول ہوگئی ہے وہ نبی ﷺ آخری زمانہ میں تشریف لائیں گے۔

امام احمد، البیہقی اور الحاکم رحمہم اللہ تعالیٰ نے حضرت عرباض بن ساریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا میں اپنے باپ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بشارت ہوں۔

ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ نے عبادۃ بن الصامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے کہ آپ ﷺ سے عرض کی گئی کہ یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم ہمیں اپنی ذات کے بارے میں بتائیں آپ ﷺ نے فرمایا میں اپنے باپ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بشارت ہوں۔

ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا ہے کہ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام کو حضرت ہاجرہ علیہا السلام کو نکالنے کا حکم دیا گیا تو انہیں براق پر سوار کر دیا گیا وہ جب کسی سبز و شاداب اور نرم زمین سے گزرتے تو حضرت جبرائیل علیہ السلام سے کہتے اے جبرائیل! یہاں اتر جائیں؟ حضرت جبرائیل کہتے نہیں حتیٰ کہ جب مکہ مکرمہ آیا تو حضرت جبرائیل نے حضرت ابراہیم علیہ السلام سے عرض کی اور اب نیچے تشریف لائیں اور اس زمین میں اتریں حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا اس زمین میں نہ تو کوئی کھیتی باڑی نظر آتی ہے اور نہ ہی کوئی جانور دکھائی دیتا ہے حضرت جبرائیل علیہ السلام نے کہا یہ وہی جگہ ہے جہاں سے آپ کی اولاد میں سے ایک نبی کا ظہور ہوگا اس نبی کے ذریعہ سے ہی ''کلمہ علیا'' کی تکمیل ہوگی۔

امام شعبی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا گیا ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام سے کہا گیا کہ آپ کی نسل میں کئی قبائل پیدا ہوتے رہیں گے حتیٰ کہ ان میں نبی اُمی خاتم الانبیاء ﷺ کا ظہور ہوگا۔

محمد بن کعب القرظی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا گیا ہے کہ جب حضرت ہاجرہ علیہا السلام اپنے بیٹے کے ساتھ سرزمین مکہ میں سکونت پذیر ہوئیں تو ایک ملاقات کرنے والے نے آپ سے ملاقات کی اور کہا اے ہاجرہ! بلاشبہ آپ کا یہ فرزند دل پسند کئی قبائل کا باپ ہوگا اور نبی اُمی ﷺ کا ظہور انہی کی قوم میں سے ہوگا اور نبی کریم ﷺ حرم شریف میں رہنے والے ہوں گے۔

ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ نے محمد بن کعب القرظی رحمۃ اللہ علیہ ہی سے روایت کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت یعقوب علیہ السلام پر وحی کی کہ میں تیری نسل میں انبیاء اور بادشاہ بھیجتا رہوں گا حتیٰ کہ میں نبی حرمی ﷺ کو مبعوث کروں گا۔ ان کی امت بیت المقدس کی عمارت کو تعمیر کرے گی وہ خاتم الانبیاء ہوں گے اور ان کا نام احمد ہوگا۔ الطبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے ابوامامہ الباہلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جب معد بن عدنان چالیس افراد لے کر حضرت موسیٰ علیہ السلام کے لشکر میں گئے تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ان کے لئے بددعا کی اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے موسیٰ! ان لوگوں کے لئے بددعا نہ کرو انہی لوگوں میں سے نبی اُمی، بشیر اور نذیر کا ظہور ہوگا انہی میں سے وہ امت مرحومہ پیدا ہوگی جنہیں امت محمدی ہونے کا شرف حاصل ہوگا وہ اللہ کی طرف سے تھوڑے سے رزق پر بھی راضی ہو جائیں گے۔ اللہ تعالیٰ ان کے تھوڑے سے عمل پر راضی ہو جائے گا۔ جن میں سے جو لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کہہ دے گا اللہ تعالیٰ اس کو جنت

ابن اسحاق اور امام بیہقی رحمہما اللہ تعالیٰ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سوال کیا ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے ابن صوریا سے کہا میں تجھے اللہ کا واسطہ دے کر پوچھتا ہوں کیا تو جانتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تورات میں فرمایا ہے کہ جو آدمی شادی کے بعد بدکاری کرے گا اس کی سزا رجم ہوگی۔ ابن صوریا نے کہا اللہ کی قسم! ہاں میں جانتا ہوں اے ابو القاسم! صلی اللہ علیک وسلم یہودی جانتے ہیں کہ آپ اللہ کے رسول ہیں لیکن وہ آپ سے حسد کرتے ہیں۔

امام ترمذی، امام النسائی، ابن ماجہ، حاکم، البیہقی اور ابو نعیم رحمہم اللہ تعالیٰ نے حضرت صفوان بن عساد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے روایت کیا ہے کہ ایک یہودی نے اپنے ایک ساتھی سے کہا آؤ ہم اس نبی (ﷺ) کے پاس چلتے ہیں اور اس سے: وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسٰى تِسْعَ اٰيٰتٍۭ بَيِّنٰتٍ (الاسراء:101) ''ہم نے حضرت موسیٰ کو نو روشن نشانیاں دیں۔'' کے متعلق سوال کرتے ہیں وہ دونوں بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئے اور انہوں نے اس کے متعلق سوال کیا آپ ﷺ نے فرمایا وہ نو آیات (علامات) درج ذیل ہیں:۔(1) اللہ کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ ٹھہراؤ، (2) چوری نہ کرو، (3) بدکاری نہ کرو، (4) اس نفس کو قتل نہ کرو جسے اللہ تعالیٰ نے حرام قرار دیا ہے سوائے حق کے، (5) جادو نہ کرو، (6) سود نہ کھاؤ، (7) بے گناہ کو بادشاہ کے پاس نہ لے کر جاؤ تا کہ وہ اسے قتل کر دے، (8) کسی پاکباز عورت پر تہمت نہ لگاؤ، (9) تمہارے لئے یہ خاص ہدایت تھی کہ ''السبت'' (ہفتے کے دن) میں سرکشی نہ کرو یہ جواب سن کر انہوں نے حضور ﷺ کے پاؤں مبارک اور دست اقدس کو بوسہ دیا اور کہنے لگے ہم گواہی دیتے ہیں کہ آپ اللہ کے سچے نبی ہیں حضور ﷺ نے فرمایا تم اسلام قبول کیوں نہیں کرتے انہوں نے کہا داؤد علیہ السلام نے دعا مانگی تھی کہ نبوت ان کی اولاد ہی میں رہے اور ہمیں خوف ہے کہ اگر ہم نے اسلام قبول کر لیا تو یہودی ہم کو قتل کر دیں گے۔

سعید بن منصور، ابو یعلی اور ابن جریر رحمہم اللہ تعالیٰ وغیرہ نے حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حضور ﷺ کے پاس ایک یہودی آیا اور اس نے پوچھا اے محمد! صلی اللہ علیک وسلم مجھے ان ستاروں کے نام بتائیں جنہیں حضرت یوسف علیہ السلام نے سجدہ کرتے ہوئے دیکھا تھا۔ اس وقت آپ ﷺ نے کوئی جواب ارشاد نہ فرمایا۔ حضرت جبرائیل امین وحی لے کر حاضر ہوئے اور آپ ﷺ کو ان ستاروں کے متعلق بتایا جنہوں نے حضرت یوسف علیہ السلام کو سجدہ کیا تھا۔ آپ ﷺ نے یہودی کو بلا بھیجا جب وہ حاضر ہوا تو آپ نے فرمایا اگر میں تمہیں ان ستاروں کے نام بتا دوں تو کیا تو اسلام قبول کرلے گا اس نے کہا ہاں آپ نے فرمایا وہ یہ ستارے تھے: (1) خرثان، (2) طارق، (3) الذیال، (4) الکتفان، (5) الفرع، (6) وثاب، (7) عمودان، (8) قابس، (9) الضروح، (10) المصبح، (11) الفیلق، (12) الضیاء، (13) النور۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے انہیں دیکھا کہ یہ تمام ستارے افق آسمان میں ان کے لئے سجدہ ریز ہیں۔ یہ سن کر یہودی نے کہا اللہ کی قسم! ان ستاروں کے یہی نام ہیں۔

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا ہے کہ ایک یہودی بارگاہ رسالت میں حاضر ہوا اتفاقاً اس وقت حضور ﷺ ''سورۃ یوسف'' کی تلاوت فرما رہے تھے اس نے پوچھا اے محمد! صلی اللہ علیک وسلم۔ یہ

یہودیوں کا ایک گروہ بارگاہ رسالت میں حاضر ہوا۔ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے کہا ہم آپ سے چند سوالات کرتے ہیں ان کے جواب صرف انبیاء ہی جانتے ہیں اگر آپ نبی ہیں تو آپ ہمیں ان جوابات ارشاد فرمائیں:۔

1۔ ہم اس کھانے کے متعلق بتائیے جس کو حضرت یعقوب علیہ السلام نے اپنے اوپر حرام قرار دیا تھا۔

2۔ انسان کے پانی (مادۂ منویہ) سے مرد اور عورت کیسے پیدا ہوتے ہیں۔

3۔ نبی کی اپنی قوم میں کیا حیثیت ہوتی ہے۔

آپ ﷺ نے فرمایا میں تمہیں اللہ کا واسطہ دے کر پوچھتا ہوں کیا تم جانتے ہو کہ ایک دفعہ حضرت یعقوب علیہ السلام سخت بیمار ہو گئے جب ان کی مرض شدت اختیار کر گئی تو انہوں نے نذر مانی کہ اگر اللہ تعالیٰ نے انہیں بیماری سے شفا عطا فرما دی تو وہ اپنا پسندیدہ ترین مشروب اور محبوب ترین گوشت اپنے اوپر حرام کر دیں گے۔ جب انہیں شفا ملی تو انہوں نے اونٹنیوں کا دودھ اور گوشت اپنے اوپر حرام کر دیا تھا۔ یہ سن کر ان یہودیوں نے کہا اللہ کی قسم حقیقت یہی ہے۔

پھر آپ ﷺ نے فرمایا میں تمہیں اللہ کا واسطہ دے کر پوچھتا ہوں کہ آدمی کا مادۂ منویہ گاڑھا اور سفید ہوتا ہے جبکہ عورت کا مادۂ منویہ رقیق اور زرد ہوتا ہے جس کا پانی غالب ہو جاتا ہے۔ بچہ اسی کے مشابہ اور اسی کی خصوصیات کا حامل ہوتا ہے۔ انہوں نے کہا اللہ کی قسم یہ بھی سچ ہے۔

پھر حضور ﷺ نے پوچھا میں تمہیں اللہ کا واسطہ دے کر پوچھتا ہوں کہ کیا تم جانتے ہو کہ نبی کی آنکھیں سوتی ہیں لیکن اس کا دل بیدار ہوتا ہے۔ انہوں نے کہا قسم بخدا یہ بھی سچ ہے۔

حضرت امام مسلم اور حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہما نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں مدینہ کی پتھریلی زمین پر حضور ﷺ کی معیت میں چل رہا تھا آپ کے دست اقدس میں کھجور کی شاخ تھی ہم یہودیوں کے ایک گروہ کے پاس سے گزرے۔ ان میں کچھ لوگوں نے کہا ان سے روح کے بارے میں سوال کرو اور بعض نے کہا ان سے روح کے متعلق سوال نہ کرو ممکن ہے وہ کوئی ایسا جواب دیں جو تم سب کے لئے ناپسندیدہ ہو۔ انہوں نے آپ ﷺ سے روح کے متعلق سوال کیا۔ حضور ﷺ خاموش ہو گئے مجھے یوں محسوس ہوا کہ آپ پر وحی نازل ہو رہی ہے۔ جب آپ ﷺ سے وہ کیفیت ختم ہوئی تو آپ ﷺ نے فرمایا: وَيَسْـَٔلُونَكَ عَنِ الرُّوحِ ۖ قُلِ الرُّوحُ مِنْ أَمْرِ رَبِّي (الاسراء:85)

''یہ دریافت کرتے ہیں آپ سے روح کی حقیقت کے متعلق (انہیں) بتائیے روح میرے رب کے حکم سے ہے۔''

ابو نعیم رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ بعض علماء فرماتے ہیں کہ سابقہ کتب میں حضور ﷺ کی نبوت کی ایک علامت یہ بھی تھی کہ جب ان سے روح کے متعلق سوال کیا جائے گا تو وہ اس کے علم کو اللہ تعالیٰ کے سپرد کر دیں گے اور فلاسفہ اور منطقیوں نے جو روح کے بارے میں ظن و تخمین سے گفتگو کی ہے وہ اس سے اجتناب کریں گے یہودیوں نے حضور ﷺ کی اس صفت سے آگاہ ہونے کے لئے آپ ﷺ سے روح کے متعلق سوال کیا۔ انہوں نے اسی طرح کا جواب پایا جس طرح ان کی کتب میں مذکور تھا۔

جو اگر برائی کا ارادہ کرے گی تو اس کے نامہ اعمال میں وہ برائی نہیں لکھی جائے گی اور اگر وہ برائی کر دے گی تو اس کے نامہ اعمال میں صرف ایک برائی لکھی جائے گی۔ اس امت کو میری امت بنا دے اللہ تعالیٰ نے فرمایا وہ احمد ﷺ کی امت ہے۔
اے مولا! میں نے الواح میں ایک ایسی امت کے بارے میں پڑھا جسے اولین و آخرین کا علم دیا جائے گا وہ گمراہ لوگوں اور مسیح دجال کو قتل کرے گی۔ اس امت کو میری امت بنا دے اللہ تعالیٰ نے فرمایا وہ احمد مجتبیٰ ﷺ کی امت ہے۔ حضرت کلیم علیہ السلام نے عرض کی مولا! پھر مجھے ان کی امت میں سے کر دے اس وقت اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو دو خصلتیں عطا فرمائیں اللہ تعالیٰ نے فرمایا: يٰمُوْسٰٓى اِنِّى اصْطَفَيْتُكَ عَلَى النَّاسِ بِرِسٰلٰتِىْ وَ بِكَلَامِىْ ۖ فَخُذْ مَآ اٰتَيْتُكَ وَ كُنْ مِّنَ الشّٰكِرِيْنَ (اعراف: 144) ''اے موسیٰ! میں نے سرفراز کیا ہے تجھے تمام لوگوں پر اپنی پیغمبری سے اور اپنے کلام سے اور لے لو جو میں نے دیا ہے اور ہو جاؤ شکر گزار بندوں سے۔''
حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کی مولا! میں راضی ہوں۔

ابو نعیم رحمۃ اللہ علیہ نے حلیہ میں حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرف وحی کی کہ جس نے میرے ساتھ اس حالت میں ملاقات کی کہ وہ احمد ﷺ کا انکار کرنے والا ہو میں اسے آگ میں داخل کروں گا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کی مولا! احمد ﷺ کون ہیں؟ اللہ نے فرمایا میں نے ان سے زیادہ معزز مخلوق میں سے کسی کو پیدا نہیں کیا میں نے زمین و آسمان کی تخلیق سے پہلے ان کا نام اپنے نام کے ساتھ عرش پر لکھا جنت اس وقت تک تمام مخلوق پر حرام ہوگی جب تک وہ اور ان کی امت جنت میں داخل نہیں ہو جائیں گے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کی ان کی امت میں کون سے لوگ ہوں گے اللہ تعالیٰ نے فرمایا وہ ہر لحہ اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء کرنے والے ہوں گے وہ بلندی پر چڑھتے ہوئے اور نشیب میں اترتے ہوئے ہر وقت میری تعریف کریں گے۔ وہ اپنے درمیان میں تہہ بند باندھیں گے اور اپنی اطراف کو پاک رکھیں گے وہ دن کے وقت روزہ سے ہوں گے رات کو راہب نظر آئیں گے میں ان سے تھوڑے سے عمل کو بھی قبول کرلوں گا اور لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کی گواہی دینے پر میں انہیں جنت میں داخل کر دوں گا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کی مولا! مجھے اس امت کا نبی بنا دے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ان کا نبی انہی میں سے ہوگا۔ تیرا زمانہ پہلے ہے وہ تجھ سے بعد میں آئیں گے لیکن میں عنقریب تجھے اور انہیں جنت میں جمع کروں گا۔

دارمی رحمۃ اللہ علیہ نے مسند میں اور ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ تورات کے ''پہلے سفر'' میں ہے کہ محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں وہ میرے برگزیدہ بندے ہیں۔ وہ سخت اور تند خو نہیں ہوں گے نہ ہی وہ بازار میں شور کرنے والے ہوں گے وہ برائی کا بدلہ برائی سے نہیں دیں گے بلکہ وہ معاف کر دیں گے اور درگزر فرمائیں گے وہ مکہ مکرمہ میں پیدا ہوں گے اور مدینہ منورہ کی طرف ہجرت فرمائیں گے اور شام ان کا ملک ہوگا۔

اور دوسرے سفر میں ہے کہ محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں ان کی امت ہر وقت اللہ کی حمد کرنے والی ہوگی وہ تنگی اور خوش حالی میں اللہ کی حمد کریں گے وہ ہر مقام پر اللہ کی حمد کریں گے۔ وہ سورج کی رعایت کریں گے یعنی وہ نماز کو اس کے وقت پر ادا

سورت آپ کو کس نے سکھائی ہے آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا مجھے یہ سورۃ اللہ تعالیٰ نے سکھائی ہے۔ یہ سورۃ سن کر وہ یہودی بڑا متعجب ہوا وہ یہودیوں کے پاس آیا اس نے کہا بے شک محمد ﷺ قرآن پاک میں اسی طرح کا واقعہ تلاوت کر رہے تھے جس طرح کا واقعہ تورات میں نازل ہوا ہے۔ یہودیوں کا ایک گروہ آپ ﷺ کے پاس آیا انہوں نے حضور ﷺ کو آپ کے اوصاف اور محاسن سے پہچان لیا انہوں نے آپ ﷺ کے کندھوں کے درمیان مہر نبوت کو دیکھا اور آپ سے سورۃ یوسف کی تلاوت سننے لگے۔ اس سورت کی تلاوت نے انہیں تعجب میں ڈال دیا وہ اسی وقت ایمان لے آیا۔

عبداللہ بن احمد رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ایک جرموقانی صحابہ کرام علیہم الرضوان کے پاس آیا اور کہنے لگا تمہارے وہ ساتھی کہاں ہیں جو یہ گمان کرتے ہیں کہ وہ اللہ کے نبی ہیں۔ اگر میں ان سے سوال کروں گا تو مجھے معلوم ہو جائے گا کہ وہ نبی ہیں یا کہ نبی نہیں ہیں وہ بارگاہ رسالت میں آیا اور آپ ﷺ سے عرض کی مجھے قرآن پاک پڑھ کر سنائیں آپ ﷺ نے قرآن پاک کی چند آیات اسے پڑھ کر سنائیں اس نے کہا اللہ کی قسم! یہ کلام بالکل اسی طرح کا ہے۔ جس طرح کا کلام حضرت موسیٰ علیہ السلام لے کر تشریف لائے تھے۔

ابونعیم رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام پر جب تورات نازل ہوئی اور انہوں نے تورات کو پڑھا اور اس میں اس امت کا ذکر دیکھا تو انہوں نے عرض کی اے مولا! میں نے الواح میں ایسی امت کا ذکر پایا ہے جو دنیا میں سب کے بعد آئے گی لیکن جنت میں سب سے پہلے چلی جائے گی اے مولا! اس امت کو میری امت بنا دے اللہ تعالیٰ نے فرمایا وہ تو احمد (ﷺ) کی امت ہے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کی اے میرے پروردگار! میں نے اس میں ایسی امت کا تذکرہ دیکھا ہے جو دعا مانگے گی اس کی وہ دعا قبول ہوگی۔ باری تعالیٰ اس امت کو میری امت بنا دے اللہ تعالیٰ نے فرمایا وہ تو احمد ﷺ کی امت ہے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کی مولا! میں نے تورات میں ایک ایسی امت کے متعلق پڑھا ہے جن کی انجیل (قرآن) ان کے سینوں میں ہوگی اور وہ ہر وقت اس کی تلاوت کرتے رہیں گے۔ اس امت کو میری امت بنا دے اللہ تعالیٰ نے فرمایا وہ احمد مجتبیٰ ﷺ کی امت ہے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کی مولا! میں نے توراۃ میں ایسی امت کے بارے میں پڑھا ہے جو مال غنیمت کھائے گی اے میرے رب! اس کو میری امت بنا دے اللہ تعالیٰ نے فرمایا وہ احمد مختار ﷺ کی امت ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کی مولا! میں نے تورات میں ایسی امت کا تذکرہ دیکھا ہے کہ جو کچھ وہ اپنے پیٹ میں ڈالیں گے اس پر بھی انہیں اجر دیا جائے گا اس کو میری امت بنا دے اللہ تعالیٰ نے فرمایا وہ احمد ﷺ کی امت ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کی اے میرے رب! جو رب العالمین ہے میں نے تورات میں ایک ایسی امت کا ذکر پڑھا ہے جو جب نیکی کا ارادہ کرے گی تو اس کے لئے اسی وقت ایک نیکی کا اجر لکھ دیا جائے گا اگرچہ اس نے ابھی تک وہ نیک کام سرانجام نہ بھی دیا ہو اور اگر وہ نیکی کر لے تو اس کے لئے دس نیکیوں کا اجر لکھا جائے گا اس امت کو میری امت بنا دے اللہ تعالیٰ نے فرمایا وہ احمد ﷺ کی امت ہے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کی اے مولا! میں نے تورات میں ایک ایسی امت کے متعلق پڑھا ہے

حضرت کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا میں تجھے اللہ کا واسطہ دے کر پوچھتا ہوں کہ کیا تو نے اللہ کی کتاب میں پڑھا ہے کہ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے تورات پڑھی تو انہوں نے اپنے رب سے عرض کی اے میرے رب! میں نے تورات میں ایک ایسی امت کے متعلق پڑھا ہے جو ہر وقت تیری حمد وثناء کرے گی وہ جب کسی کام کو پختہ کرنے کا ارادہ کریں گے تو وہ کہیں گے: نَفعَلُهُ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ تَعَالٰی۔ (اگر اللہ نے چاہا تو ہم اسے ضرور کریں گے) مولا! اس امت کو میری امت بنادے اللہ تعالیٰ نے فرمایا وہ احمد ﷺ کی امت ہے یہ سن کر اس یہودی نے کہا ہاں یہ بالکل صحیح ہے۔

حضرت کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا میں تجھے اللہ کا واسطہ دے کر پوچھتا ہوں کہ کیا تو نے اللہ کی کتاب میں پڑھا ہے کہ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے تورات پڑھی تو انہوں نے اپنے پروردگار سے عرض کی اے میرے پروردگار! میں نے ایسی امت کے متعلق پڑھا ہے کہ جب وہ کسی بلندی پر چڑھیں گے تو اللہ کی تکبیر کہیں گے اور جب وہ وادی میں اتریں گے تو وہ اللہ کی حمد بیان کریں گے مٹی ان کے لئے پاکیزہ ہے اور تمام روئے زمین ان کے لئے مسجد ہے وہ جہاں کہیں بھی ہوں گے جنابت سے پاکیزہ ہو جائیں گے۔ اگر انہیں پانی نہ ملے گا تو ان کے لئے مٹی بھی اسی طرح پاک کرنے والی ہوگی جس طرح کہ پانی پاک کرنے والا ہوتا ہے ان کے وہ اعضاء جن پر وضو کریں گے وہ ضوفشاں ہوں گے۔ باری تعالیٰ اسے میری امت بنا دے اللہ تعالیٰ نے فرمایا وہ احمد ﷺ کی امت ہے یہ سن کر اس یہودی نے کہا یہ بھی بالکل درست ہے۔

حضرت کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا میں تمہیں اللہ کا واسطہ دے کر پوچھتا ہوں کہ کیا تو نے اللہ کی کتاب میں نہیں پڑھا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنے مولا سے عرض کی مولا! میں نے تورات میں ایک ایسی امت کا ذکر پڑھا ہے جو بہت ناتواں ہوگی اس پر رحم کیا جائے گا وہ کتاب کی وارث ہوگی۔ تو اس نے اس امت کو منتخب کر لیا ہے۔ ان میں سے کچھ اپنی جان پر ظلم کرنے والے ہوں گے کچھ میانہ روی اختیار کریں گے اور کچھ بھلائی کے امور میں سبقت لے جانے والے ہوں گے۔ میں نے ہر ایک کو اس حالت میں دیکھا ہے کہ اس پر رحم کیا جائے گا مولا اس امت کو میری امت بنا دے اللہ تعالیٰ نے فرمایا وہ تو احمد مجتبیٰ ﷺ کی امت ہے۔ اس یہودی نے کہا یہ بھی سچ ہے۔

حضرت کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا میں تجھے اللہ کا واسطہ دے کر پوچھتا ہوں کہ کیا تو نے اللہ کی کتاب میں یہ پڑھا ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جب تورات پڑھی تو انہوں نے اپنے رب سے عرض کی اے میرے رب! میں نے تورات میں ایک ایسی امت کا ذکر پڑھا ہے جن کی کتاب ان کے سینوں میں ہوگی ان کے کپڑوں کے رنگ اور اہل جنت کے کپڑوں کے رنگ ایک جیسے ہوں گے وہ نماز کے لئے اس طرح صفیں بنائیں گے جس طرح ملائکہ کی صفیں ہوتی ہیں مساجد میں ان کی آواز مکھیوں کی بھنبھناہٹ کی طرح کی ہوگی ان میں سے کوئی ایک بھی آگ میں نہیں جائے گا سوائے اس شخص کے جو نیکیوں سے اس طرح دور ہوگا جس طرح پتھر درخت کے پتوں سے دور ہوتا ہے مولا! اس امت کو میری امت بنا دے۔ یہودی نے کہا یہ بھی بالکل درست ہے جب حضرت موسیٰ علیہ السلام ان شان وشوکت اور عظمت سے آگاہ ہوئے جو اللہ تعالیٰ نے محمد مصطفیٰ ﷺ اور ان کی امت کو عطا فرمائی ہے تو انہوں نے کہا کاش میں امت محمدیہ میں سے ہوتا اس وقت اللہ تعالیٰ نے ان

کریں گے۔خواہ اسوقت وہ کھجور کی چوٹی پر بھی ہوں وہ اپنے وسط میں ازار باندھیں گے وہ اپنی اطراف کو پاک رکھیں گے۔ رات کے وقت فضا میں ان کی آواز مکھیوں کی بھنبھناہٹ کی طرح ہوگی۔

ابن سعد، دارمی اور ابن عساکر رحمہم اللہ تعالیٰ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے حضرت کعب الاحبار رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سوال کیا کہ آپ تورات میں رسول اللہ ﷺ کی توصیف کیسے پاتے ہیں۔حضرت کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ ہم آپ ﷺ کی تعریف اس طرح پاتے ہیں کہ ان کا نام محمد بن عبداللہ ہوگا وہ مکہ مکرمہ میں پیدا ہوں گے مدینہ منورہ کی طرف ہجرت فرمائیں گے شام ان کا ملک ہوگا نہ وہ فحش کلام ہوں گے نہ ہی بازاروں میں شوروغوغا کرنے والے ہوں گے وہ برائی کا بدلہ برائی سے نہیں دیں گے بلکہ وہ معاف فرمائیں گے ان کی امت ہر لمحہ اللہ کی حمد وثناء بیان کرے گی وہ ہر حال میں اللہ کی مدح سرائی کریں گے وہ ہر ٹیلے پر اللہ کی تعریف کریں گے وہ اپنی جوانب کو پاک رکھیں گے اور وسط میں ازار باندھیں گے۔نماز میں ان کی صفیں اس طرح ہوں گی جس طرح جہاد کے لئے صفیں بنائی جاتی ہیں۔شہد کی مکھیوں کی طرح ان کی مساجد سے ان کو آوازیں آئیں گی۔

امام البیہقی اور ابونعیم رحمہما اللہ تعالیٰ نے حضرت ام درداء رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے حضرت کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سوال کیا'' آپ رسول کریم ﷺ کے کیسے اوصاف تورات میں پاتے ہیں'' انہوں نے فرمایا آپ ﷺ کی صفت تورات میں اس طرح بیان ہوئی ہے'' محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں ان کا نام متوکل ہے وہ نہ ہی سخت اور نہ ہی تندخو ہوں گے۔وہ بازار میں شور نہیں کریں گے۔انہیں تمام خزانوں کی چابیاں عطا کردی جائیں گی۔اللہ تعالیٰ ان کے ذریعے اندھی آنکھوں کو بصارت اور بہرے کانوں کو قوت سماعت عطا فرمائے گا۔اللہ تعالیٰ ان کے ذریعہ زبان کی لکنت کو ختم فرمائے گا حتیٰ کہ وہ زبان یہ شہادت دے گی؛ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ۔ وہ مظلوم کی مدد کریں گے اور اسے منع فرمائیں گے کہ وہ اپنے آپ کو کمزور سمجھے ابونعیم رحمۃ اللہ علیہ نے عبدالرحمٰن المعافری رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا ہے کہ حضرت کعب الاحبار رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک یہودی کو روتے ہوئے دیکھا آپ نے اس سے پوچھا تو کیوں رو رہا ہے اس نے کہا مجھے ایک بات یاد آ گئی تھی۔حضرت کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا میں تجھے اللہ کا واسطہ دیتا ہوں کہ اگر میں تجھے یہ بتا دوں کہ کس چیز نے تجھے رلایا ہے تو تو میری تصدیق کرے گا۔اس نے کہا میں ضرور آپ کی تصدیق کروں گا۔حضرت کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا میں تجھے اللہ کا واسطہ دے کر پوچھتا ہوں کہ کیا تو نے اللہ کی کتاب میں یہ پڑھا ہے کہ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے تورات دیکھی تو انہوں نے عرض کی مولا! میں نے تورات میں ایک ایسی امت کا ذکر پڑھا ہے جو تمام امم سے بہترین ہے انہیں لوگوں کے لئے نکالا گیا ہے وہ نیکی کا حکم کرتی ہے اور برائی سے روکتی ہے وہ پہلی کتب اور آخری کتاب پر ایمان لائے گی وہ گمراہوں سے جنگ کرے گی حتیٰ کہ وہ امت کانے دجال کو بھی قتل کرے گی۔حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کی مولا! اس امت کو میری امت بنا دے اللہ تعالیٰ نے فرمایا وہ احمد مجتبیٰ ﷺ کی امت ہے۔اس یہودیت کے عالم نے کہا یہ بالکل درست ہے۔

جمع کروں گا میں ان کی امت کو بہترین امت بناؤں گا میں انہیں لوگوں کے لئے نکالوں گا وہ بھلائی کا حکم کریں گے اور برائی سے روکیں گے وہ مجھ پر ایمان لائیں گے اور میری توحید کا اقرار کریں گے۔ وہ میرے لئے خلوص کا اظہار کریں گے اور تمام رسل جو کچھ لے کر آئے وہ ان کی تصدیق کریں گے۔ خوشخبری ہے اہل قلوب، چہروں اور ارواح کے لئے جنہوں نے میرے لئے خلوص کا اظہار کیا میں ان پر تسبیح، تکبیر، تحمید اور توحید القاء کروں گا وہ اپنی مساجد اور مجالس میں مجھے یاد کریں گے وہ اپنے بستروں پر اور پہلوؤں کے بل لیٹے ہوئے میری مدح خوانی کریں گے وہ اٹھتے بیٹھتے میری ثناء کریں گے وہ اپنی مساجد میں اس طرح صفیں بنائیں گے جس طرح ملائکہ میرے عرش کے اردگرد صفیں بناتے ہیں۔ وہ میرے دوست اور میرے مددگار ہیں میں ان کے ذریعے اپنے دشمن یعنی بتوں کے پجاریوں سے انتقام لوں گا وہ رکوع، سجود، قیام اور قعدہ کر کے میرے لئے نماز پڑھیں گے وہ میری رضا کے لئے اپنے اموال اور اپنے شہروں کو چھوڑ دیں گے وہ صف باندھ کر میرے راستہ میں جہاد کریں گے اور ان کی کتاب پر کتب کو ختم کروں گا اور ان کی شریعت پر شریعتوں کو ختم کروں گا ان کے دین پر ادیان کو ختم کروں گا جس شخص نے ان کے زمانہ کو پالیا لیکن وہ ان کی کتاب پر ایمان نہ لایا اور ان کے دین اور شریعت میں داخل نہ ہوا وہ مجھ سے نہیں ہے وہ مجھ سے بری ہے میں انہیں تمام امتوں سے افضل بناؤں گا میں انہیں بہترین امت بناؤں گا وہ لوگوں پر گواہ ہوں گے جب انہیں غصہ آئے گا تو وہ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کہیں گے جب وہ کہیں فتح حاصل کریں گے تو وہ میری تکبیر بلند کریں گے جب ان میں کوئی جھگڑا پیدا ہوگا تو وہ میری تسبیح بیان کریں گے وہ اپنے چہروں اور اطراف کو صاف رکھیں گے وہ اپنے وسط میں چادر باندھیں گے وہ بلند جگہ اور ٹیلوں پر میری تسبیح بیان کریں گے۔ ان کی قربانیاں ان کے خون اور ان کے سینے ان کی اناجیل ہیں وہ رات کے راہب اور دن کے شیر ہوں گے ان کی گنگناہٹ مکھی کی بھنبھناہٹ کی طرح ہوگی خوشخبری ہے اس شخص کے لئے جو ان کے ساتھ، ان کے دین پر، ان کے طریقہ پر اور ان کی شریعت پر ہوگا یہ میرا فضل ہے جسے چاہتا ہوں عطا کرتا ہوں اور میں بہت بڑے فضل والا ہوں۔

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا ہے کہ جارود ابن عبداللہ بارگاہ رسالت میں حاضر ہوا اور اسلام قبول کیا اس نے آپ ﷺ سے عرض کی مجھے قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث کیا ہے کہ میں نے آپ کے اوصاف کو انجیل میں پڑھا ہے اور ابن البتول (حضرت عیسیٰ علیہ السلام) نے آپکی بشارت دی ہے۔ ابونعیم رحمۃ اللہ علیہ نے شہر بن حوشب کی سند سے حضرت کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ میرا والد لوگوں میں سے سب سے زیادہ اس کتاب کا عالم تھا جس کو اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام پر نازل کیا وہ اپنے علم میں سے مجھ سے کوئی چیز نہیں چھپاتا تھا جب اس کی وفات کا وقت قریب آیا تو اس نے مجھے بلایا اور مجھ سے کہا اے میرے بیٹے! تو جانتا ہے کہ میں نے کبھی کوئی چیز تجھ سے نہیں چھپائی لیکن میں نے تجھ سے وہ دو ورق پوشیدہ رکھے تھے جن میں یہ ذکر تھا کہ ایک نبی ﷺ کو مبعوث کیا جائے گا۔ اس کی بعثت کا وقت قریب ہے۔ میں نے تجھے ان کے متعلق بتانا مناسب نہ سمجھا کیونکہ میں تیری طرف سے مطمئن نہ تھا ممکن تھا کہ کوئی جھوٹا دعویٰ نبوت کرتا اور تو اس کی اتباع کرنا شروع کر دیتا میں نے ان

پر تین آیات نازل کیں جن کی وجہ سے وہ راضی ہو گئے۔ وہ آیات یہ ہیں:

یٰمُوْسٰۤی اِنِّی اصْطَفَیْتُكَ عَلَى النَّاسِ بِرِسٰلٰتِیْ وَ بِكَلَامِیْ ...... الخ۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام اللہ تعالیٰ کی یہ نعمتیں دیکھ کر پوری طرح راضی ہو گئے۔

ابو نعیم رحمۃ اللہ علیہ نے سعید بن ابو ہلال سے روایت کیا ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے حضرت کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا آپ مجھے محمد ﷺ اور ان کی امت کے متعلق خبر دیں۔ انہوں نے فرمایا میں نے اللہ کی کتاب میں پڑھا ہے کہ حضرت احمد مجتبیٰ ﷺ اور ان کی امت ہر وقت اللہ کی حمد وثنا بیان کریں گے وہ ہر خیر وشر پر اللہ کی تعریف کریں گے وہ ہر بلندی پر اللہ کی تکبیر کہیں گے اور ہر وادی میں اللہ کی تسبیح بیان کریں گے نماز میں ان کی گنگناہٹ شہد کی مکھیوں کی بھنبھناہٹ کی طرح ہو گی۔ وہ نماز میں اس طرح صفیں بنائیں گے جس طرح ملائکہ صفیں بناتے ہیں وہ جہاد کرتے وقت بھی اس طرح صف آراء ہوں گے جس طرح وہ نماز میں صفیں بنائیں گے۔ جب وہ اللہ کے راستہ میں جہاد کے لئے نکلیں گے تو ان کے آگے اور پیچھے ملائکہ ہوں گے ان کے ہاتھوں میں سخت نیزے ہوں گے جب وہ صف باندھے اللہ کی راہ میں جہاد کے لئے تیار ہوں گے تو اللہ تعالیٰ ان پر اس طرح سایہ فرمائے گا انہوں نے اپنے ہاتھ سے اس طرح اشارہ کیا جس طرح گدھ اپنے آشیانہ پر سایہ کرتی ہے۔ وہ دشمن کی طرف پیش قدمی کرتے رہیں گے حتیٰ کہ حضرت جبرائیل امین وہاں آئیں گے۔

ابن ابی حاتم اور ابو نعیم رحمہما اللہ تعالیٰ نے حضرت وہب بن منبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت شعیا علیہ السلام کی طرف وحی کی کہ میں ایک نبی اُمی ﷺ کو مبعوث کرنے والا ہوں ان کے ذریعے میں بہرے کانوں کو کھول دوں گا غفلت کے پردہ میں چھپے ہوئے دلوں کو کھول دوں گا اور اندھی آنکھوں کو قوت بصارت عطا کروں گا۔ وہ مکہ معظمہ میں پیدا ہوں گے۔ مدینہ طیبہ ان کی ہجرت گاہ ہو گی اس کا ملک شام ہو گا وہ میرے بندے ہوں گے متوکل، مصطفیٰ، مرفوع، حبیب، منتخب اور مختار ان کے نام ہوں گے وہ برائی کا بدلہ برائی سے نہیں دیں گے بلکہ وہ درگزر اور معاف فرمائیں گے وہ مومنین کے لئے سراپا رحمت ہوں گے وہ زیادہ بوجھ والے جانور کو دیکھ کر رونے لگیں گے۔ وہ بیواؤں کی گود میں یتامی کو دیکھ کر گریہ فرمائیں گے وہ سخت اور غضبناک نہیں ہوں گے وہ بازاروں میں شور نہیں کریں گے وہ فحش گوئی اور بدکلامی سے اجتناب فرمائیں گے۔ اگر وہ چراغ کے پاس سے بھی گزریں گے تو ان کے وقار اور سکون کی وجہ سے چراغ بھی نہیں بجھے گا۔ اگر وہ خشک بانس پر بھی چلیں گے پھر بھی ان کے قدموں کی آواز سنائی نہیں دے گی۔ میں انہیں مبشر اور نذیر بنا کر مبعوث کروں گا میں انہیں تمام نیکیاں عطا کروں گا اور خلق کریم سے انہیں نوازوں گا میں وقار کو ان کا لباس، نیکی کو ان کا شعار، تقویٰ کو ان کا ضمیر، حکمت کو ان کی گفتگو، صدق ووفا کو ان کی طبیعت، عفو اور نیکی کو ان کا خلق، حق کو ان کی شریعت، عدل کو ان کی سیرت اور اسلام کو ان کی ملت بناؤں گا اور ہدایت کو ان کا امام بناؤں گا ان کا اسم مبارک احمد ﷺ ہو گا میں ان کے ذریعے گمراہی کے بعد ہدایت اور جہالت کے بعد علم عطا کروں گا ان کے ذریعے میں گمنامی کے بعد بلندی، قلت کے بعد کثرت اور غربت کے بعد غناء عطا کروں گا۔ ان کے ذریعے میں تفرقہ کے بعد شیرازہ بندی کروں گا مختلف دلوں، مختلف خواہشات اور مختلف اقوام کو

امت، امت مرحومہ ہے۔ میں انہیں نوافل کا اتنا ثواب دوں گا جتنا ثواب میں نے سابقہ انبیاء کو دیا تھا میں ان پر وہ فرائض فرض کروں گا جو میں نے سابقہ انبیاء اور رسل پر فرض کئے تھے قیامت کے دن ان کا نور انبیاء کے نور کی طرح ہوگا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ میں نے ان پر فرض کیا ہے کہ وہ ہر نماز کے وقت طہارت حاصل کریں جس طرح میں نے انبیاء پر یہ فرض کیا تھا میں نے انہیں حکم دیا ہے کہ وہ جنابت سے غسل کریں جس طرح میں نے سابقہ انبیاء کو حکم دیا تھا۔ میں نے انہیں حج کرنے اور جہاد کرنے کا حکم دیا ہے جس طرح کہ سابقہ انبیاء کو حکم دیا تھا۔ اے داؤد! میں نے محمد مصطفیٰ ﷺ کو اور ان کی امت کو تمام امتوں پر فضیلت دی ہے میں نے انہیں چھ خصوصیات ایسی عطا کی ہیں جو میں نے سابقہ کسی امت کو عطا نہیں کیں میں خطاء اور نسیان پر ان کا مؤاخذہ نہیں کروں گا۔

امام بیہقی، ابو نعیم اور ابن عساکر رحمہم اللہ تعالیٰ نے الفلتان بن عاصم سے روایت کی ہے وہ فرماتے ہیں کہ ہم رسول مکرم ﷺ کے ساتھ تھے آپ ﷺ کی خدمت اقدس میں ایک شخص حاضر ہوا آپ ﷺ نے اس سے فرمایا کیا تو نے تورات پڑھی ہے اس نے عرض کی ہاں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کیا تو نے انجیل پڑھی ہے اس نے عرض کی ہاں میں نے انجیل بھی پڑھی ہے آپ ﷺ نے فرمایا میں تجھے اللہ کا واسطہ دیتا ہوں مجھے بتا۔ کیا تو نے میرے اوصاف اور محامد تورات اور انجیل میں پائے تھے اس نے کہا ہم نے ایسے ہی اوصاف پائے جن اوصاف سے آپ متصف ہیں ہم نے ایسا حلیہ پایا جس طرح آپ کا حلیہ مبارک ہے اور ظہور بھی اس طرح پایا ہے جس طرح آپ کا ظہور ہوا ہے ہم امید کرتے تھے کہ وہ نبی ہم میں سے ہوگا جب آپ کا ظہور ہوا تو ہم ڈر گئے کہ شاید وہ نبی آپ ہی ہوں لیکن جب ہم نے غور و فکر کیا تو ہمیں معلوم ہوا کہ آپ بھی وہ نبی نہیں ہیں آپ ﷺ نے فرمایا اس کی کیا وجہ ہے؟ اس نے کہا ہم نے پڑھا ہے کہ اس نبی کے ساتھ ستر ہزار ایسے افراد ہوں گے جو حساب اور عذاب کے بغیر جنت میں جائیں گے لیکن آپ کے پاس تو بالکل تھوڑے سے صحابہ ہیں آپ ﷺ نے فرمایا مجھے اس ذات کی قسم جس کے دست قدرت میں میری جان ہے میں ہی وہ نبی ہوں اور وہ میری ہی امت ہوگی میری امت ستر ہزار، ستر ہزار سے زیادہ ہوگی۔

الطبرانی، ابن حبان، حاکم، البیہقی اور ابو نعیم رحمہم اللہ تعالیٰ نے حضرت عبد اللہ ابن سلام رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے وہ کہتے ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ نے زید بن سعنہ کو ہدایت دینے کا ارادہ فرمایا تو وہ کہتے ہیں جب میں نے حضور اکرم ﷺ کے چہرۂ انور کی طرف دیکھا تو میں نے ان میں دو علامات کے علاوہ باقی تمام علامات پہچان لیں ان میں سے ایک علامت یہ تھی آپ ﷺ کا حلم آپ کے غضب پر غالب ہوگا اور دوسری علامت یہ تھی کہ ان سے جتنا جاہلانہ رویہ اختیار کیا جائے وہ اتنے ہی حلیم ہوں گے میں کسی حیلے اور بہانے کی تلاش میں تھا تا کہ میں آپ سے ملاقات کروں اور آپ ﷺ کے حلم اور عفو و درگزر سے آشنائی حاصل کروں۔ یہ موقعہ مجھے اس طرح ملا کہ میں نے آپ ﷺ کو اس شرط پر قیمت ادا کر دی کہ آپ وقت مقررہ پر مجھے کھجوریں دیں گے لیکن مقررہ وقت سے دو یا تین دن پہلے ہی میں آپ ﷺ کے پاس آیا۔ میں نے آپ ﷺ کی قمیص اور چادر کو پکڑا اور غصیلی نظر سے آپ کی طرف دیکھا اور کہا اے محمد! (صلی اللہ علیک وسلم) کیا آپ میرا حق ادا نہیں کریں گے اے

دونوں اوراق کو اس روشن دان میں رکھا ہوا ہے میں نے ان پر مٹی کا لیپ کر دیا ہے۔ اب ان اوراق کے نہ پاس جانا اور نہ ہی دیکھنا اگر اللہ تعالیٰ نے تیرے ساتھ بھلائی کا ارادہ کیا ہے اور اس نبی مکرم ﷺ کا ظہور ہوا تو تو ضرور ان کی پیروی کرے گا۔

کچھ دنوں کے بعد میرا باپ مر گیا ہم نے اس کو دفن کر دیا اب مجھے اس سے کوئی بات زیادہ پسندیدہ نہ تھی کہ میں ان اوراق کو دیکھوں میں نے روشندان کو کھولا اور ان اوراق کو نکال لیا۔ میں نے دیکھا ان اوراق پر لکھا ہوا تھا۔

''محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں۔ وہ خاتم النبیین ہیں ان کے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا۔ وہ مکہ میں پیدا ہوں گے مدینہ منورہ ان کی ہجرت گاہ ہوگا وہ نہ تندخو ہوں گے نہ ہی غضب ناک وہ بازار میں شور نہیں کریں گے وہ برائی کا بدلہ بھلائی سے دیں گے وہ درگزر کریں گے اور معاف فرمائیں گے ان کی امت حماد ہوگی یعنی وہ ہر حال میں اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء بیان کرے گی۔ ان کی زبان پر ہمیشہ تکبیر جاری ہوگی۔ وہ ہر دشمن کے خلاف اپنے نبی مکرم ﷺ کی مدد کریں گے۔ وہ اپنی شرمگاہوں کو دھویا کریں گے وہ اپنے وسط میں ازار باندھیں گے ان کی اناجیل (قرآن پاک) ان کے سینوں میں ہوں گی۔ وہ آپس میں ایک دوسرے پر اس طرح رحم کریں گے جس طرح ایک ماں کے بچے ایک دوسرے پر رحم کرتے ہیں۔ تمام امم سے پہلے وہ ہی امت جنت میں جائے گی''

میں انتظار کرتا رہا مجھے یہ خبر ملی کہ حضور ﷺ مکہ مکرمہ میں مبعوث ہو چکے ہیں۔ لیکن میں تاخیر کرتا رہا۔ پھر مجھے یہ خبر ملی کہ آپ ﷺ کا وصال ہو گیا ہے اور ان کا خلیفہ ان کے قائم مقام ہے ان کے مجاہدین ہمارے پاس آئے میں نے کہا میں اس وقت تک ان کے دین میں داخل نہیں ہوں گا جب تک مجھے ان کی سیرت اور اعمال کا پتہ نہ چل جائے۔ میں تاخیر کرتا رہا تا کہ اچھی طرح تحقیق کر لی جائے حتیٰ کہ ایک دن حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عمال ہمارے پاس آئے جب میں نے ان کے ایفائے عہد کو دیکھا دشمنوں کے ساتھ ان کا حسن سلوک دیکھا تو مجھے یقین ہو گیا یہ وہی لوگ ہیں جن کا میں منتظر تھا اللہ کی قسم! ایک دن میں اپنے گھر کی چھت پر تھا کہ کسی مسلمان نے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کی تلاوت کی۔ يَاۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ اٰمِنُوْا بِمَا نَزَّلْنَا مُصَدِّقًا لِّمَا مَعَكُمْ مِّنْ قَبْلِ اَنْ نَّطْمِسَ وُجُوْهًا (النساء:47) ''اے وہ لوگوں جنہیں دی گئی کتاب ایمان لاؤ اس کتاب پر جو نازل فرمائی ہم نے تا کہ تصدیق کرے اس کتاب کی جو تمہارے پاس ہے (ایمان لاؤ) اس سے پہلے کہ ہم مسخ کر دیں چہرے۔''

جب میں نے یہ آیت سنی تو میں خوفزدہ ہو گیا کہ کہیں صبح ہونے سے پہلے ہی میرا چہرہ میرے پیچھے منتقل نہ ہو جائے۔ اس وقت صبح سے زیادہ مجھے کوئی چیز محبوب نہ تھی۔ میں نے صبح مسلمانوں کے پاس جا کر کی۔

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت وہب بن منبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے وہ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے زبور شریف میں فرمایا اے داؤد! تیرے بعد ایک نبی آئے گا احمد، محمد، صادق اور نبی ﷺ ان کے اسماء ہوں گے میں ان سے کبھی بھی ناراض نہ ہوں گا نہ ہی وہ میری نافرمانی کریں گے میں نے ان کے اگلے پچھلے گناہوں (1) کو معاف فرما دیا ہے۔ ان کی

1۔ اس سے مراد آپ سے آپ پر لگائے گئے جھوٹے الزامات کو مٹانا ہے۔

آپ ﷺ کی خدمت میں پیش کر دیا۔ اس ورقہ میں لکھا تھا: ''بسم اللہ! اس کا قول حق ہے اور ظالموں کا قول ہلاکت ہے۔ یہ ذکر اس امت کا ہے آخری زمانہ میں آئے گی وہ اپنے اطراف کو دھویا کریں گے اپنے وسط میں تہہ بند باندھیں گے وہ اپنے دشمن کے تعاقب میں سمندروں میں کود پڑیں گے ان میں ایک ایسی نماز ہوگی کہ اگر وہ نماز حضرت نوح علیہ السلام کی قوم میں ہوتی تو وہ کبھی بھی طوفان سے ہلاک نہ ہوتی۔ اگر وہ نماز قوم عاد میں ہوتی تو وہ کبھی بھی تیز ہوا سے تباہ نہ ہوتی اور اگر وہ نماز قوم ثمود میں ہوتی تو وہ کبھی چیخ سے تباہ نہ ہوتی'' جب میں نے حضور ﷺ کو آپ کی امت کے یہ اوصاف پڑھ کر سنائے تو آپ ﷺ نے تعجب کا اظہار کیا۔

ابن مندہ رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے مجھے سراپا ہدایت اور رحمۃ للعالمین بنا کر بھیجا ہے اور اللہ تعالیٰ نے مجھے اس لئے مبعوث کیا ہے تاکہ میں مزامیر (1) اور معازف کو ختم کردوں۔ آپ ﷺ کی یہ بات سن کر حضرت اوس بن سمعان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی: یارسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم مجھے اس ذات کی قسم! جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث کیا ہے میں نے تورات میں آپ کے یہی اوصاف پڑھے ہیں۔

ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے پانچ انبیاء کرام کی بشارت ان کے ظہور سے پہلے دی:۔

1۔ حضرت اسحاق اور حضرت یعقوب علیہما السلام کی بشارت کی۔ ارشاد فرمایا: فَبَشَّرْنٰهَا بِاِسْحٰقَ ۙ وَ مِنْ وَّرَآءِ اِسْحٰقَ یَعْقُوْبَ ﴿۷۱﴾ (ہود: 71) ''تو ہم نے خوشخبری دی سارہ کو اسحٰق کی اور اسحٰق کے بعد یعقوب کی''۔

اور حضرت یحییٰ علیہ السلام کی بشارت دی ارشاد فرمایا: اَنَّ اللّٰهَ یُبَشِّرُکَ بِیَحْیٰی ''بے شک اللہ خوشخبری دیتا ہے آپ کو یحییٰ کی''۔ اسی طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بشارت دی ارشاد ربانی ہے: اِنَّ اللّٰهَ یُبَشِّرُكِ بِكَلِمَةٍ مِّنْهُ ۙ (آل عمران: 45) ''اللہ تعالیٰ بشارت دیتا ہے تجھے ایک حکم کی اپنے پاس سے''۔

اور حضور ﷺ کی بشارت دی ارشاد ہوا: وَمُبَشِّرًۢا بِرَسُوْلٍ یَّاْتِیْ مِنْۢ بَعْدِی اسْمُهٗۤ اَحْمَدُ ؕ (الصف: 6) ''اور مژدہ دینے والا ہوں ایک رسول کا جو تشریف لائے گا میرے بعد اس کا نام نامی احمد ہوگا۔''

ابونعیم رحمۃ اللہ علیہ نے حلیہ میں حضرت وہب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ بنی اسرائیل میں ایک ایسا آدمی تھا جس نے دو سو سال تک اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی پھر وہ مر گیا۔ لوگوں نے اس کو گندگی کے ڈھیر پر پھینک دیا۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام پر وحی کی کہ جاؤ اور اس کی نماز جنازہ ادا کرو انہوں نے عرض کی مولا! بنی اسرائیل کہتے ہیں کہ اس شخص نے دو سو سال تک تیری نافرمانی کی۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا یہ سچ ہے لیکن اس شخص کی یہ عادت تھی کہ وہ جب بھی تورات کو کھولتا اس میں اسم محمد ﷺ دیکھتا تو وہ نام نامی کو چوم لیتا اور آنکھوں سے لگاتا اور آپ ﷺ پر درود شریف پڑھتا۔ اس وجہ سے میں نے اس کے تمام گناہوں کو معاف کر دیا ہے اور ستر حوروں کے ساتھ اس کی شادی کی ہے۔

1۔ آلات موسیقی۔

بنی عبدالمطلب ! اللہ کی قسم ! تم قرض کی ادائیگی میں ٹال مٹول سے کام لیتے ہو۔ مجھے آپ سے یہ سودا کر کے علم ہوا ہے۔ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا اے اللہ کے دشمن ! کیا تو رسول اللہ ﷺ سے ایسی گستاخانہ باتیں کر رہا ہے اللہ کی قسم ! اگر مجھے آپ ﷺ سے تجاوز کرنے کا خوف نہ ہوتا تو میں تیرا سر تلوار سے اڑا دیتا۔ حضور ﷺ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بڑے سکون اور آرام سے دیکھ رہے تھے۔ آپ ﷺ کے لبوں پر تبسم تھا آپ نے فرمایا اے عمر ! مجھے اور اس کو تمہاری ایک اور بات کی ضرورت ہے وہ یہ ہے کہ تو مجھے حسن ادائیگی کے متعلق کہتا اور اس کو عمدہ طریقہ سے تقاضا کرنے کے لئے کہتا اے عمر اسے لے جاؤ اس کا حق ادا کرو اور جو تم نے اس کو ڈرایا ہے اس کے بدلے اس کے حق سے بیس صاع زیادہ دے دینا۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایسا ہی کیا۔ میں نے کہا اے عمر ! میں نے حضور ﷺ کے چہرے کو دیکھ کر تمام علامات نبوت کا مشاہدہ کر چکا تھا میں صرف دو علامات دیکھنا چاہتا تھا: (1) ان کا حلم ان کے غصہ پر غالب رہے گا، (2) جہالت کی شدت سے ان کے حلم میں اضافہ ہوگا۔ اب میں نے آپ ﷺ کے یہ بھی دونوں اوصاف دیکھ لئے ہیں اب میں گواہی دیتا ہوں کہ میں اللہ تعالیٰ کو اپنا رب مان کر، اسلام کو اپنا دین مان کر اور محمد عربی ﷺ کو اپنا نبی مان کر راضی ہوں۔

ابونعیم رحمۃ اللہ علیہ نے یوسف بن عبداللہ بن سلام رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے اور وہ اپنے باپ حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں کہ میں نے کتابوں میں پڑھا ہے کہ مکہ معظمہ سے ایک جھنڈا بلند ہوگا۔ اللہ تعالیٰ اس جھنڈے والی ذات کے ساتھ ہوگا اور وہ جھنڈے والی ذات اللہ کے ساتھ ہوگی اللہ تعالیٰ اسے تمام شہروں پر غلبہ عطا فرمائے گا۔

ابن سعد اور ابن عساکر رحمہما اللہ تعالیٰ نے موسیٰ بن یعقوب کی سند سے حضرت سہل رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو غیشمہ کے غلام تھے سے روایت کیا ہے کہ وہ پہلے عیسائی تھے اور تریس کے رہنے والے تھے۔ وہ یتیم تھے اور اپنے چچا کی سرپرستی میں تھے وہ کہتے ہیں کہ میں نے انجیل کو پکڑا اور اسے پڑھنے لگا۔ میں نے ایک ورقہ دیکھا جو گوند سے جوڑا گیا تھا میں نے اسے کھولا اس میں محمد عربی ﷺ کے اوصاف لکھے ہوئے تھے کہ وہ نہ دراز قد ہوں گے اور نہ ہی کوتاہ قد ان کی رنگت سفید ہوگی۔ ان کے بالوں کی دو مینڈھیاں ہوں گی ان کے کندھوں کے درمیان مہر نبوت ہوگی وہ اکثر احتباء فرمائیں گے وہ صدقہ کو قبول نہیں کریں گے وہ گدھے اور اونٹ پر سواری کریں گے وہ بکری کا دودھ نکالیں گے۔ وہ قمیص کو پیوند لگا کر زیب تن فرمائیں گے اسی وجہ سے وہ تکبر سے مبراء ہوں گے وہ حضرت اسماعیل علیہ السلام کی اولاد میں سے ہوں گے اُن کا اسم مبارک احمد ہوگا۔ حضرت سہل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ جب میں نے آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی یہاں تک توصیف پڑھی تو میرا چچا آ گیا۔ جب اس نے میرے ہاتھ میں وہ ورقہ دیکھا تو وہ مجھے مارنے لگا اس نے مجھ سے کہا تو نے یہ ورقہ کیوں کھول کر پڑھا ہے میں نے کہا اس میں نبی کریم، احمد مجتبیٰ ﷺ کی تعریف ہے۔ اس نے کہا وہ نبی جس کی یہ صفتیں ہیں وہ ابھی تک نہیں آیا۔

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے عمر بن حکم سے روایت کیا ہے وہ کہتے ہیں کہ میرے آباء نے مجھے بتایا کہ زمانہ جاہلیت میں ان کے پاس ایک ورقہ ہوتا تھا۔ جو نسل در نسل ان میں منتقل ہو رہا۔ جب حضور ﷺ مدینہ منورہ تشریف لائے تو ہم نے وہ ورقہ

بازاروں میں شور نہیں مچائیں گے وہ فحش کلامی اور بدزبانی نہیں کریں گے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے وہ فرماتے ہیں کہ تورات میں حضور ﷺ کی توصیف بیان کی گئی ہے وہاں یہ بھی لکھا ہے کہ حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام آپ ﷺ کے ساتھ مدفون ہوں گے۔ ابوالشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تفسیر میں حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ نجاشی کے وہ ساتھی جنہوں نے اسلام قبول کیا تھا اس نے نجاشی سے کہا آپ ہمیں اجازت دیں تاکہ ہم اس نبی مکرم ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوں جن کے اوصاف ہم تورات میں پاتے ہیں وہ تمام آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور انہوں نے غزوۂ احد میں شرکت کی۔

زبیر بن بکار نے اخبار مدینہ میں حضرت کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے جو کتاب حضرت موسیٰ علیہ السلام پر نازل کی اس میں مدینہ سے فرمایا "یا طیبه، یا طابه!، یا مسکینه! خزانوں کو ہرگز قبول نہ کرنا۔ میں تیرے پتھروں کو دوسرے شہروں کے پتھروں پر رفعت اور عظمت عطا کروں گا۔ اسی لئے بعثت محمدی سے قبل مدینہ کے یہودی مثلاً بنی قریظہ اور بنی نضیر وغیرہ جب وہ مشرکین عرب مثلاً اسد اور غطفان کے قبائل وغیرہ سے جنگ کرتے تو وہ کہتے اے ہمارے رب! ہم اس نبی اُمی ﷺ کے وسیلہ جلیلہ سے تجھ سے مدد طلب کرتے ہیں جنہیں تو نے آخری زمانہ میں مبعوث کرنے کا وعدہ کیا ہے۔" دوسری روایت کے مطابق وہ یہ کہتے تھے اے مولا! اس نبی کریم ﷺ کے طفیل ہماری مدد فرما جن کو تو آخری زمانہ میں مبعوث کرے گا اور جن کی صفات ہم نے تورات میں پڑھی ہیں۔ اللہ تعالیٰ اپنے نبی ﷺ کے طفیل ان کی مدد فرماتا۔

ایک اور روایت کے مطابق وہ یہ کہتے "اے مولا! اس نبی ﷺ کو مبعوث فرما جن کی توصیف ہم تورات میں پاتے ہیں تاکہ وہ انہیں عذاب دیں اور انہیں قتل کریں۔" ایک اور روایت کے مطابق خیبر کے یہودیوں کی غطفان کے ساتھ عداوت تھی وہ جب بھی آپس میں برسرپیکار ہوتے تو یہودیوں کو شکست ہوتی ایک دن یہودیوں نے دعا مانگی اے مولا! ہم ان نبی مکرم ﷺ کے وسیلہ سے تجھ سے دعا مانگتے ہیں جن کے بارے میں تو نے وعدہ کیا ہے کہ تو انہیں آخری زمانہ میں مبعوث فرمائے گا۔ یونہی انہوں نے یہ دعا مانگی ان کی شکست فتح میں تبدیل ہوگئی۔

امام واقدی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ثعلبہ بن ابی مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ابومالک جو یہودیت کے متبحر عالم تھے سے سوال کیا کہ آپ مجھے حضور ﷺ کی وہ صفات بتائیں جو تورات میں موجود ہیں انہوں نے کہا بنی ہارون کی وہ تورات جس میں کوئی تغیر و تبدل نہیں ہوا اس میں حضور ﷺ کی اوصاف اس طرح ان ہیں، ان کا اسم گرامی احمد ہوگا، وہ حضرت اسماعیل بن حضرت ابراہیم علیہما السلام کی نسل سے ہوں گے وہ اپنے وسط میں تہہ باندھیں گے وہ اپنی اطراف کو دھویا کریں گے ان کی آنکھوں میں سرخی ہوگی ان کے کندھوں کے مابین مہر نبوت ہوگی وہ نہ طویل القامت ہوں گے نہ ہی کوتاہ قد ہوں گے وہ چادر زیب تن فرمائیں گے اور خچر پر سوار ہوکر جہاد کریں گے وہ اونٹ پر

امام احمد اور ابن سعد رحمہما اللہ تعالیٰ نے ابو صخر العقیلی سے روایت کیا ہے وہ کہتے ہیں کہ مجھے ایک اعرابی نے یہ بتایا ہے کہ ایک دفعہ حضور ﷺ ایک یہودی کے پاس سے گزرے اس یہودی کے ہاتھ میں تورات شریف کا کچھ حصہ تھا اور وہ اپنے بیمار بیٹے پر اس کی تلاوت کر رہا تھا۔ حضور ﷺ نے فرمایا اے یہودی! میں تجھے اللہ کا واسطہ دیتا ہوں جس نے حضرت موسیٰ علیہ السلام پر تورات نازل کی کیا تو نے دیکھا ہے کہ میرے اوصاف، میرے محاسن اور میری ہجرت گاہ کا ذکر تورات میں موجود ہے؟ اس یہودی نے نفی کے انداز میں اپنے سر کو ہلایا۔ اس کے بیٹے نے کہا مجھے قسم ہے اس ذات کی جس نے حضرت موسیٰ علیہ السلام پر تورات نازل کی میں نے آپ کے اوصاف آپ کے محاسن، آپ کا زمانہ اور آپ کی ہجرت گاہ کا ذکر تورات شریف میں دیکھا ہے میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور آپ ﷺ اللہ کے سچے رسول ہیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا یہودی سے اپنے ساتھی کو چھڑا لو۔ کچھ دیر کے بعد وہ نوجوان وفات پا گیا آپ ﷺ نے اس کی نماز جنازہ ادا فرمائی۔

ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ قریش مکہ نے نضر بن حارث اور عقبہ بن ابی معیط وغیرہ کو یثرب کے یہودیوں کے پاس بھیجا اور ان سے کہا کہ یہودیوں سے حضور ﷺ کے متعلق پوچھو وہ مدینہ طیبہ آئے انہوں نے یہودیوں سے کہا ہم تم سے ایک مسئلے کے بارے میں پوچھنے آئے ہیں وہ یہ ہے کہ ہم میں سے ایک یتیم لڑکا بہت بڑی بات کرتا ہے وہ یہ کہتا ہے کہ وہ اللہ کا رسول ہے یہودی نے کہا ہمیں اس کی کچھ صفات بتاؤ۔ قریش مکہ کے نمائندوں نے آپ ﷺ کے کچھ اوصاف بیان کئے یہودیوں نے پوچھا تم میں سے کون ان کی اتباع کر رہا ہے قریش کے لوگوں نے کہا ہم میں سے غرباء اور غلام اس کی اتباع کر رہے ہیں یہودیوں کا ایک عالم مسکرایا اور کہنے لگا یہ وہی نبی کریم ﷺ ہیں جن کا تذکرہ ہم تورات میں پاتے ہیں وہاں ہم نے یہ بھی پڑھا ہے کہ آپ کی قوم آپ کے ساتھ شدید عداوت کرے گی۔

امام حاکم، امام بیہقی اور ابن عساکر رحمہم اللہ تعالیٰ نے حضرت علی ابن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور ﷺ نے ایک یہودی کے کچھ دینار دینے تھے اس نے آپ سے اپنی رقم کا تقاضا کیا آپ ﷺ نے فرمایا میرے پاس تو کوئی ایسی چیز نہیں جو میں تجھے دوں۔ یہودی نے کہا میں اس وقت تک آپ کو نہیں چھوڑوں گا جب تک آپ مجھے میرا قرض واپس نہیں کر دیتے میں آپ کے ساتھ بیٹھ جاؤں گا۔ وہ آپ ﷺ کے ساتھ بیٹھ گیا حضور نبی کریم ﷺ نے ظہر، عصر، مغرب، عشاء اور صبح کی نماز ادا فرمائی صحابہ کرام علیہم الرضوان اس یہودی کو دھمکیاں دیتے رہے اور اسے ڈراتے رہے انہوں نے عرض کی: یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم ایک یہودی نے آپ کو محبوس کر دیا ہے آپ نے فرمایا میرے رب نے مجھے منع فرمایا ہے کہ میں کسی معاہد (جس کے ساتھ عہد کیا جائے) پر یا کسی اور پر ظلم کروں۔ جب سارا دن گزر گیا تو یہودی نے اسلام قبول کر لیا اس نے کہا میں اپنے مال کا کچھ حصہ اللہ کے راستہ میں صدقہ کرتا ہوں۔ اللہ کی قسم! میں نے یہ پورا عمل آپ کی اس صفت کو معلوم کرنے کے لئے کیا ہے جو تورات میں بیان ہوئی ہے تورات میں آپ ﷺ کے محامد اس طرح بیان کئے گئے ہیں۔ وہ محمد بن عبداللہ ہیں اس کی جائے ولادت مکہ معظمہ اور ہجرت گاہ مدینہ طیبہ ہوگا اس کا ملک شام ہوگا وہ سخت اور تند خو نہیں ہوں گے وہ

اسرائیل کے ایک نبی پر نازل ہوتی تھی" اپنی قوم میں کھڑے ہو جاؤ اور کہو اے آسمان خاموش ہو جا۔ اے زمین غور سے سنو۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کی شان بیان کرنے کا ارادہ فرمایا ہے میں نے انہیں مزین کیا انہیں اپنی عزت وکرامت کے لئے منتخب کیا۔ اپنی ذات کے لئے انہیں چنا میں نے بنی اسرائیل کو دیکھا جوان بدکی ہوئی بھیڑوں کی طرح تھے جن کا کوئی چرواہا نہ ہو میں نے بھاگنے والی بھیڑ کو واپس کیا، گمشدہ کو جمع کیا، مریض کا علاج کیا، ٹوٹی ہوئی ہڈی کو جوڑا اور ان میں سے موٹی بھیڑ کی حفاظت کی میں نے ان پر یہ رحم کیا مگر وہ تکبر کی وجہ سے اترانے لگیں انہوں نے آپس میں ایک دوسرے کو سینگ مارے ایک دوسرے کو قتل کیا اس گناہ گار امت کے لئے ہلاکت ہے اس گناہ گار امت کے لئے تباہی ہے۔ ظلم کرنے والی قوم کے لئے ہلاکت ہے۔

میں نے جب زمین وآسمان کو تخلیق کیا تھا تو میں نے اٹل فیصلے کر دیئے تھے پھر میں نے ان فیصلوں کے لئے ایک مدت مقرر کر دی تھی۔ ان فیصلوں کا ظہور ہر حالت میں ہوگا اگر وہ علم غیب جانتے ہیں تو بتائیں وہ (نبی ﷺ) کس زمانہ میں ظہور فرمائیں گے میں انہیں تمام دینوں پر غلبہ عطا کروں گا اگر علم غیب کے جاننے کا دعویٰ کرتے ہیں تو تمہیں بتائیں کہ وہ کون ہوں گے۔ ان کے ساتھی، معاون اور مددگار کون ہوں گے۔ میں ان پڑھوں میں اس رسول مکرم ﷺ کو مبعوث کروں گا وہ سخت اور ترش رو نہیں ہوں گے وہ بازاروں میں شوروغوغا نہیں کریں گے۔ وہ فحش کلامی یا بدکلامی نہیں کریں گے۔ میں ہر قسم کی خوبیاں انہیں عطا فرماؤں گا۔ میں انہیں خلق کریم سے نوازوں گا، میں ان کی زبان پر وقار جاری کروں گا، تقویٰ ان کا ضمیر اور حکمت ان کی گفتگو ہوگی۔ سچ اور وفا ان کی طبیعت ہوگی۔ نیکی اور درگزر ان کا خلق ہوگا، حق ان کی شریعت اور عدل ان کی سیرت ہوگا۔ اسلام ان کی ملت ہوگا ان کے ذریعے میں کئی خاکساروں کو رفعت عطا کروں گا، ان کے وسیلہ سے میں کئی غریبوں کو غنی کروں گا ان کے ذریعے میں کئی گمراہوں کو ہدایت دوں گا ان کے ذریعے میں کئی جدا جدا دلوں کو اکٹھا کروں گا مختلف خواہشات کو جمع کروں گا۔ میں ان کی امت کو بہترین امت بناؤں گا وہ مجھ پر ایمان لائیں گے میری توحید کا اقرار کریں گے جو چیز میرے رسول مکرم ﷺ لے کر جائیں گے وہ اس کے ساتھ اخلاص کا اظہار کریں گے میں ان پر تسبیح، تحمید اور تمجید کروں گا الہام وہ اپنی نمازوں میں، مساجد میں، اپنے گھروں اور بستروں پر میری تسبیح بیان کریں گے وہ میری رضا کے لئے اپنے گھروں اور اموال کو خیر آباد کہیں گے، وہ میرے راستے میں صفیں بنا کر جہاد کریں گے وہ قیام، رکوع اور سجود کر کے میرے لئے نماز ادا کریں گے وہ ہر بلندی پر میرے لئے تکبیر کہیں گے وہ رات کے راہب اور دن کے شیر ہوں گے یہ میرا فضل ہے میں جسے چاہتا ہوں اپنا فضل عطا کرتا ہوں میں عظیم فضل والا ہوں۔

حضرت وہب بن منبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا گیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے ایک قدیم کتاب میں پڑھا اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے مجھے عزت وجلال کی قسم! میں عرب کے پہاڑوں پر ایسا نور نازل کروں گا جو مشرق اور مغرب کو بھر دے گا میں اولاد اسماعیل سے ایک نبی عربی اُمی مبعوث کروں گا آسمان کے ستاروں اور زمین کی نباتات جتنے لوگ ان پر ایمان لائیں گے۔ وہ مجھے اپنا رب اور انہیں اپنا رسول تسلیم کریں گے وہ اپنے آباء واجداد کے دین کا انکار کریں گے اور اس سے راہ

سواری کریں گے وہ بازار میں چلیں گے اپنے کندھے پر تلوار حمائل کریں گے تمام لوگ ان سے ملاقات کر سکیں گے کسی کی انہیں کوئی پرواہ نہیں ہوگی۔ ان پر ایک ایسی نماز فرض ہوگی کہ اگر وہ نماز حضرت نوح علیہ السلام کی قوم پر فرض ہوتی تو انہیں کبھی بھی طوفان کے ذریعہ ہلاک نہ کیا جاتا۔ اگر وہ نماز قوم عاد پر فرض ہوتی تو انہیں ہوا کے ذریعہ سے ہلاک نہ کیا جاتا اور اگر وہ نماز قوم ثمود پر فرض ہوتی تو انہیں چیخ کے ذریعہ تباہ نہ کیا جاتا وہ مکہ مکرمہ میں پیدا ہوں گے وہیں وہ نشوونما پائیں گے اور وہیں انہیں نبوت سے سرفراز کیا جائے گا مدینہ منورہ ان کی ہجرت گاہ ہوگا وہ اُمی ہوں گے پڑھ اور لکھ نہیں سکیں گے وہ حماد ہوں گے ہر تنگی اور فراخی میں اللہ کی حمد کریں گے شام ان کا ملک ہوگا حضرت جبرائیل علیہ السلام ان کے ساتھی ہوں گے وہ اپنی قوم سے بہت سی تکالیف برداشت کریں گے۔ پھر اللہ تعالیٰ انہیں فتح عطا فرمائے گا وہ ان لوگوں کو اپنا قیدی بنالیں گے۔ یثرب میں ان کے لئے بہت سے واقعات کا ظہور ہوگا بعض واقعات ان کے حق میں ہوں گے اور کچھ ان کے مخالف ہوں گے لیکن بالآخر انہیں کامیابی حاصل ہوگی ان کی امت موت کی طرف اتنی تیزی سے آئے گی جتنی تیزی سے پانی پہاڑ کی چوٹی سے نیچے آتا ہے ان کی اناجیل ان کے سینوں میں ہوں گی ان کی قربانیاں ان کے خون ہوں گی وہ دن کے شیر اور رات کے راہب ہوں گے ایک ماہ کی مسافت سے دشمن انُ سے مرعوب ہو جائے گا وہ اپنے ہاتھ سے جہاد فرمائیں گے وہ زخمی بھی ہوں گے۔ ان کے ساتھ ان کا کوئی چوکیدار نہیں ہوگا اللہ تعالیٰ خود ہی ان کی حفاظت فرمائے گا۔

اسی طرح انہوں نے البشر میں ذکر کیا ہے کہ محمد بن الذبال نے بعض ان علماء سے روایت کیا ہے جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر ایمان لائے انہوں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف وحی کی اے ابن الطاہرۃ البکر العتول میری بات غور سے سنو اور میری اطاعت کرو میں نے آپ کو بغیر باپ کے پیدا کیا ہے اور آپ کو دنیا کے لئے نشانی بنایا ہے میری ہی عبادت کرو اور مجھ پر ہی توکل کرو۔ کتاب کو مضبوطی سے تھام لو۔ اہل سوریا کے لئے اس کی تفسیر بیان کرو۔ لوگوں میں اس کی تبلیغ کرو انہیں بتادو کہ میں اللہ ہوں میں بدیع ہوں اور ہمیشہ قائم رہنے والا ہوں انہیں یہ بھی بتادو کہ وہ اس نبی اُمی ﷺ کی تصدیق کریں جنہیں میں آخری زمانہ میں مبعوث کروں گا وہ اونٹ والے ہوں گے ان کی بہت سی ازواج مطہرات ہوں گی ان کی نسل کثیر ہوگی۔ ان کی ازواج سے ان کی اولاد بہت کم ہوگی ان کی نسل اس مبارکہ (حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا) سے چلے گی جو جنت میں تمہاری والدہ کے ساتھ ہوں گی۔ ان کی نسل سے دو جوان ہوں گے جو دین حنیف کے لئے شہید کر دیئے جائیں گے۔ یمانیہ ان کا قبلہ ہوگا وہ رحمۃ للعالمین ہوں گے ان کے لئے ایک حوض مختص ہے جو مکہ سے لے کر مطلع الشمس (1) تک لمبا ہوگا آسمان کے ستاروں جتنے اس پر برتن ہوں گے۔ جنت کے ہر مشروب کا رنگ اس میں شامل ہوگا جنت کے ہر پھل کا ذائقہ اس میں ہوگا جو ایک مرتبہ اس حوض سے پانی پی لے گا پھر وہ پیاسا نہیں ہوگا۔ اللہ تعالیٰ ان کے قدموں کے اوصاف بھی بیان کرے گا۔

حضرت وہب بن منبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے اس کتاب میں پڑھا ہے جو

1۔ سورج کے طلوع ہونے کی جگہ۔

صفات سے متصف ہوتا لیکن اب اس کی عمر چالیس سال سے تجاوز کر چکی ہے اور اس پر ابھی تک وحی نہیں آئی۔ مجھے یقین ہو گیا کہ وہ نبی نہیں۔ حضرت ابوسفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں جب محمد مصطفیٰ ﷺ مبعوث ہوئے تو میں نے ان کے متعلق امیہ کو بتایا امیہ نے مجھ سے کہا اگر وہ حق پر ہیں تو ان کی اتباع کر و میں نے ان سے پوچھا کیا تو ان کی اتباع نہیں کرے گا اس نے کہا اب مجھے ان کی پیروی کرتے ہوئے شرم آتی ہے کیونکہ میں ثقیف کی عورتوں کو کہا کرتا تھا کہ میں ہی وہ نبی ہوں اب میں بنی عبد مناف کے ایک نوجوان کی اتباع کیسے کروں؟

سیرۃ میں ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے جب بنی قریظہ کا محاصرہ کیا تو اس دن ہفتہ تھا کعب بن عمرو نے بنی قریظہ سے کہا۔ تین چیزوں سے ایک چیز منتخب کر لو۔ یہودیوں نے کہا وہ تین اشیاء کون سی ہیں۔ کعب بن عمرو نے کہا:۔

(1) ہم اس آدمی کی اتباع کرتے ہیں اور اس پر ایمان لے آتے ہیں کیونکہ ہم کو علم ہے کہ وہ وہی نبی ہیں جن کے بارے میں حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بشارت دی تھی ہم اپنی کتاب میں ان کے اوصاف بھی پاتے ہیں۔ بنی قریظہ نے کہا ہم سے یہ ممکن نہیں ہے۔

(2) کعب نے کہا پھر آؤ ہم اپنے بیٹوں اور عورتوں کو قتل کر دیتے ہیں پھر محمد (ﷺ) سے جنگ کرتے ہیں کیونکہ اس طرح ہمارے پیچھے کوئی ایسی چیز نہیں رہے گی جس کا ہمیں افسوس ہو گا۔ اگر ہم کامیاب ہو گئے تو ہمیں اور عورتیں اور بیٹے مل جائیں گے اور اگر ہم ہلاک ہو گئے تو پیچھے ہماری کوئی عورت نہیں ہو گی یہ سن کر بنی قریظہ نے کہا ان مساکین کو ظلماً قتل نہ کرو۔

(3) پھر کعب نے کہا آج ''ہفتہ'' کی رات ہے۔ اس وجہ سے محمد (ﷺ) ہماری طرف سے مطمئن ہوں گے۔ ہم آج شب ہی ان پر حملہ آور ہو کر انہیں نیست و نابود کر دیتے ہیں۔ بنی قریظہ نے کہا ہفتہ کے روز فساد کرنا بہتر نہیں کعب نے کہا میں گواہی دیتا ہوں کہ تم میں سے کسی ایک شخص نے بھی محتاط انداز میں رات بسر نہیں کی۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے روایت کیا ہے کہ ایک شخص یمن سے حضرت کعب الاحبار رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اس نے کہا کہ یہودیوں کے فلاں عالم نے مجھے آپ کے پاس بھیجا ہے۔ میرے پاس اس کا ایک خط ہے حضرت کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا وہ خط لاؤ۔ اس شخص نے کہا اس یہودیت کے عالم نے آپ سے پوچھا ہے کیا آپ ہمارے راہبر و سردار نہیں تھے۔ ہر شخص آپ کی پیروی کرتا تھا پھر کس چیز نے آپ کو مجبور کیا ہے کہ آپ دین مصطفیٰ ﷺ کو اختیار کریں۔ حضرت کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس شخص سے پوچھا۔ کیا اب تو اس شخص کے پاس واپس جائے گا۔ اس نے کہا ہاں میں واپس جاؤں گا حضرت کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا جب تم اس کے پاس جاؤ تو اس کے کپڑے کے دامن کو مضبوطی سے تھام لینا تا کہ وہ بھاگنے نہ پائے پھر اس سے کہنا کہ کعب تجھ سے اس ذات کا واسطہ دے کر پوچھتا ہے جس نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو ان کی والدہ کی طرف واپس لوٹایا تھا وہ تجھ سے اس ہستی کا واسطہ دے کر سوال کرتا ہے جس نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے لئے سمندر کو پھاڑ دیا تھا وہ تجھ سے اس ہستی کا واسطہ دے کر سوال کرتا ہے جس نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے لئے سمندر کو پھاڑ دیا تھا وہ تجھ سے اس ذات کا واسطہ دے کر استفسار کرتا ہے جس نے حضرت موسیٰ علیہ السلام

فرار اختیار کریں گے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کی اے میرے مولا! تو پاک ہے، تیرے اسماء پاکیزہ ہیں تو نے اس نبی کریم ﷺ کو کتنی کرامت، رفعت اور عظمت عطا فرمائی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: اے موسیٰ! میں دنیا اور آخرت میں ان کے دشمن سے انتقام لوں گا۔ میں ان کی دعوت کو ہر دعوت پر غلبہ دوں گا بحر و بر کی بادشاہی ان کے لئے اور ان کے غلاموں کے لئے ہوگی میں زمین کے خزانے ان کے لئے نکال دوں گا۔ جو ان کی شریعت کی مخالفت کرے گا میں اسے ذلیل کردوں گا اے موسیٰ (علیہ السلام)! میں عدل کے ساتھ ان کی تربیت کروں گا۔ انصاف کے ساتھ ان کا ظہور کروں گا مجھے اپنی عزت کی قسم! میں ان کے ذریعے کئی اقوام کو آگ سے بچالوں گا۔ میں نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ساتھ دنیا کو کھولا تھا اور اس کو حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ پر ختم کروں گا۔ اے بنی اسرائیل! جو کتاب وہ لے کر تشریف لائیں گے اس کی مثال ایک بھرا ہوا مشکیزہ ہے۔ جو جب حرکت کرتا ہے تو اس وقت اس سے مکھن نکلتا ہے میں ان کی کتاب پر کتب کو اور ان کی شریعت پر شریعتوں کو ختم کروں گا جس نے ان کے عہد ہمایوں کو پالیا لیکن ان پر ایمان نہ لایا نہ ہی ان کی شریعت میں داخل ہوا وہ اللہ تعالیٰ کے ذمہ کرم سے آزاد ہے میں ان کی امت کو توفیق دوں گا کہ وہ زمین کے مشارق و مغارب میں مساجد بنائیں گے جب ان مساجد میں میرا ذکر کیا جائے گا تو میرے ساتھ میرے نبی ﷺ کا بھی ذکر ہوگا اور ان کا ذکر دنیا میں ہمیشہ باقی رہے گا۔

ابن ہشام رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ بہت سے علمائے یہود نے حضور ﷺ کے ایسے اوصاف بیان کئے ہیں جو تورات میں موجود نہیں تھے کیونکہ اس سے انہیں اپنے نان و نفقہ اور رزق کے ختم ہو جانے کا خطرہ تھا۔ علمائے تورات ہونے کی وجہ سے عوام ان کی خدمت کرتی تھی ان کو یہ خطرہ تھا کہ اگر ان کے عوام اس نبی مکرم ﷺ پر ایمان لے آئیں گے تو ان کی آمدن ختم ہو جائے گی جو شخص اسلام قبول کرتا تھا یہ علماء اس سے کہتے تھے ان مہاجرین پر اپنے اموال خرچ نہ کرو ہمیں ڈر ہے کہ کہیں تم غریب نہ ہو جاؤ۔ اللہ رب العزت نے یہ آیت انہیں کے بارے میں نازل کی ہے: الَّذِيْنَ يَبْخَلُوْنَ وَ يَاْمُرُوْنَ النَّاسَ بِالْبُخْلِ وَ يَكْتُمُوْنَ مَآ اٰتٰهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ ط (النساء:37) ''جو خود بھی بخل کرتے ہیں اور حکم دیتے ہیں لوگوں کو بھی بخل کرنے کا اور چھپاتے ہیں جو عطا فرمایا ہے انہیں اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے۔'' یعنی انہیں جو حضور ﷺ کی صفات کے متعلق علم تھا وہ اسے چھپاتے تھے ان کی کتاب میں تھا کہ ''حضور ﷺ سرمگین آنکھوں والے، درمیانے قد والے، گھنگریالے بالوں والے اور حسین چہرے والے ہوں گے لیکن ان علماء نے آپ ﷺ کی ان صفات کو وہاں سے محو کردیا وہ کہتے ہم اپنی کتاب میں ان کی صفات یہ پاتے ہیں کہ وہ طویل قد والے، نیلگوں آنکھوں والے اور سیدھے بالوں والے ہوں گے۔'' وہ علماء یہ صفات اپنی عوام کو دکھاتے اور کہتے یہ نبی آخری زمانہ میں مبعوث ہوگا۔ اس وقت اللہ رب العزت نے یہ آیت نازل کی: اِنَّ الَّذِيْنَ يَكْتُمُوْنَ مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ (البقرہ:174) ''بے شک وہ لوگ چھپاتے ہیں اس کو جو اللہ نے نازل کیا۔''

امیہ بن ابی الصلت ابوسفیان سے کہا کرتا تھا کہ میں نے سابقہ کتب میں ایک ایسے نبی کے اوصاف دیکھے ہیں جو ہمارے شہروں میں مبعوث ہوگا۔ میں گمان کرتا تھا کہ شاید میں ہی وہ نبی ہوں۔ میں یہ بات لوگوں کو بتاتا بھی تھا۔ پھر مجھے معلوم ہوا کہ وہ نبی بنی عبد مناف سے ہوگا میں نے بنی عبد مناف کے افراد میں غور کیا تو مجھے عتبہ بن ربیعہ کے علاوہ کوئی اور ایسا شخص نظر نہ آیا جو ان

فرمایا پھر وہ بھی رتبہ شہادت پر فائز ہوں گے۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا پھر وہاں کیا لکھا تھا پھر حضرت کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا پھر تمام معاملہ (امور سلطنت) ملک شام کی طرف منتقل ہو جائیں گے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا اے کعب! اتنا ہی کافی ہے۔

حضرت معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے حضرت کعب الاحبار رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا مجھے اس شخص کے پاس لے چلیں جو اس کتاب کا سب سے بڑا عالم ہو جسے اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام پر نازل کیا تاکہ میں آپ کی اور اس عالم کی گفتگو سن سکوں۔ حضرت کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ یمن میں ایک جید عالم رہتا ہے وہ تورات کا سب سے بڑا عالم ہے حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو لے کر یمن تشریف لے گئے۔ جب آپ نے حضرت کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور اس عالم یہودیت کو ایک دوسرے کے سامنے بٹھایا تو حضرت کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس یہودیت کے سب سے بڑے عالم سے کہا میں تجھے اس ذات کا واسطہ دے کر پوچھتا ہوں جس نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے لئے سمندر کو پھاڑ دیا تھا کیا تو نے کتاب اللہ میں یہ پڑھا ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جب تورات دیکھی تو انہوں نے عرض کی اے میرے مولا! میں نے تورات میں ایک ایسی امت مرحومہ کا ذکر پڑھا ہے جو تمام امم سے بہترین ہوگی انہیں لوگوں کے لئے ظاہر کیا جائے گا وہ لوگوں کو نیکی کا حکم دیں گے برائی سے منع فرمائیں گے وہ پہلی کتاب پر بھی ایمان لائیں گے اور آخری کتاب پر بھی ایمان لائیں گے وہ تمام گمراہوں سے جہاد کریں گے حتیٰ کہ وہ کانے دجال کو قتل کریں گے۔ اے مولا! اس امت کو میری امت بنادے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا وہ احمد مجتبیٰ ﷺ کی امت ہے۔ یہ سن کر اس عالم نے کہا ہاں میں نے یہ پڑھا ہے۔ پھر حضرت کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا میں تجھے اس ہستی کا واسطہ دے کر پوچھتا ہوں جس نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے لئے سمندر چیرا تھا کیا تو کتاب اللہ میں یہ نہیں پاتا کہ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے تورات پڑھی تو آپ نے عرض کی میرے رب! میں نے اس کتاب میں ایک ایسی امت کا ذکر پڑھا ہے جو بلندی پر چڑھتے ہوئے اللہ تعالیٰ کی تکبیر کہیں گے اور بلندی سے اترتے ہوئے اللہ تعالیٰ کی حمد بیان کریں گے مٹی ان کے لئے پاکیزہ ہوگی وہ حالت جنابت میں جب پانی نہیں پائیں گے تو مٹی سے اسی طرح پاک ہو جائیں گے جس طرح وہ پانی سے پاک ہوں گے۔ تمام روئے زمین ان کیلئے مسجد ہوگی۔ وضو کی وجہ سے ان کے چہرے، ہاتھ اور پاؤں روشن ہوں گے مولا! اس امت کو میری امت بنادے اللہ رب العزت نے فرمایا وہ احمد مجتبیٰ ﷺ کی امت ہے یہ تمام گفتگو سن کر اس جید عالم نے کہا ہاں میں نے یہ تمام باتیں پڑھی ہیں۔ حضرت کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا میں تجھے اس ذات کا واسطہ دے کر پوچھتا ہوں جس نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے لئے سمندر کو پھاڑا تھا کہ کیا تو کتاب اللہ میں یہ پاتا ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے تورات پڑھی تو اپنے رب سے عرض کی مولا! میں نے تورات میں ایک ایسی امت کا تذکرہ پڑھا ہے جس کا کوئی فرد اگر نیکی کا ارادہ کرے گا تو صرف ارادہ کرنے کی وجہ سے اس کے نامہ اعمال میں ایک نیکی کا ثواب لکھا جائے گا اور اگر اس نے وہ نیکی کر دی تو پھر اس کی اس نیکی کا ثواب دس گنا سے لے کر سات سو گنا تک دیا جائے گا لیکن اگر کسی آدمی نے برائی کا ارادہ کیا تو اس کے نامہ اعمال میں برائی

کی جانب ایسی الواح پھینکی تھیں جن میں ہر چیز کا علم تھا۔ کیا تو نے تورات میں نہیں پڑھا کہ امت مصطفوی علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کے تین طبقات ہوں گے۔ ایک طبقہ حساب کے بغیر جنت میں جائے گا دوسرا طبقہ اللہ کی رحمت کی وجہ سے جنت میں داخل ہوگا اور تیسرے طبقے کا بڑی آسانی سے حساب لیا جائے گا پھر انہیں بھی جنت میں داخل کر دیا جائے گا۔ جب تو اس سے یہ سوال کرے گا تو وہ ضرور تجھ سے کہے کہ ہاں میں نے یہ تمام باتیں پڑھی ہیں اس وقت اس نے کہا کہ کعب تجھ سے کہتا ہے کہ مجھے ان طبقات میں سے جس طبقہ میں چاہو شمار کرلو۔

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت کعب الاحبار رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا اے کعب! آپ نے نبی کریم ﷺ کے زمانہ اقدس کو پایا لیکن آپ نے اسلام قبول نہ کیا حالانکہ آپ جانتے تھے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بھی یہ خواہش کی تھی کہ کاش میں نبی آخر الزمان ﷺ کے زمانہ اقدس کو پالیتا۔ پھر آپ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ کو پایا۔ لیکن آپ نے ان کے دست اقدس پر بھی اسلام قبول نہ کیا حالانکہ وہ مجھ سے افضل تھے۔ لیکن آپ نے میرے زمانہ میں اسلام قبول کرلیا اس کی کیا وجہ ہے؟ حضرت کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا اے امیر المومنین! جلدی نہ فرمائیں میں اتنی طویل مدت تمام صورت حال کا جائزہ لیتا رہا۔ میں نے تورات میں پڑھا ہے کہ تمام مخلوق کے سردار اور اولاد آدم میں سے برگزیدہ کوہ فاران سے ظہور فرمائیں گے اس کا ظہور اس وادیٔ مقدس میں ہوگا جو ''درخت سلم'' کے اگنے کی جگہ ہے وہ وہاں توحید اور حق کی تبلیغ فرماتے رہیں گے پھر وہ ''طیبہ'' (مدینہ طیبہ) ہجرت فرما جائیں گے۔ وہاں وہ اپنے دشمنوں کے ساتھ جہاد فرمائیں گے وہاں ہی ان کا وصال ہوگا اور وہاں ہی انہیں دفن کیا جائے گا۔ یہ تمام باتیں سن کر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا اس کے بعد تورات میں کیا لکھا تھا۔

حضرت کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا پھر وہاں لکھا تھا کہ ان کے وصال کے بعد ایک صالح بزرگ مسلمانوں کے خلیفہ ہوں گے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سوال کیا پھر کیا لکھا ہوا تھا حضرت کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا پھر وہ صالح بزرگ اس نبی کریم ﷺ کی اتباع کرتے ہوئے اس جہاں سے رخصت ہو جائیں گے۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا پھر؟۔ حضرت کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا ''پھر لوہے کے سینگ'' ہوں گے یہ سن کر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا وا دفراہ۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا پھر کیا لکھا تھا حضرت کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا انہیں شہادت کی موت نصیب ہوگی۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پوچھا پھر کیا لکھا تھا حضرت کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا پھر ایک باحیا اور سخی انسان مسلمانوں کے خلیفہ ہوں گے۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا وہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں آپ نے فرمایا پھر کیا لکھا تھا حضرت کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا انہیں بھی ظلماً قتل کر دیا جائے گا۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پوچھا پھر وہاں کیا مرقوم تھا حضرت کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا پھر لکھا تھا کہ ان کے بعد ایک سفید چہرے والے، عدل و انصاف فرمانے والے، بلند شرف اور عظیم نسب اور وسیع علم والے خلیفہ ہوں گے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا وہ ابوالحسن (حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ) ہیں حضرت کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے

میں نے ملاحظہ کیا کہ ان کے لئے صرف ایک ایک نور ہے پھر میں نے حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی زیارت کی میں نے دیکھا کہ آپ ﷺ کے جسم اور سر کے ہر بال سے ایک ایک نور نکل رہا ہے میں نے آپ ﷺ کی اتباع کرنے والوں کو دیکھا ان میں سے ہر ایک کے پاس دو دو نور ہیں۔ حضرت کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا اے عبداللہ! اللہ سے ڈرو اور غور کرو تم کیا بیان کر رہے ہو۔ اس شخص نے کہا میں تو وہی خواب بیان کر رہا ہوں جو میں نے دیکھا ہے۔ حضرت کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا مجھے اس ذات کی قسم! جس نے محمد ﷺ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے اور حضرت موسیٰ بن عمران علیہ السلام پر کتاب نازل کی ہے کہ یہ بات جو تو نے ابھی بیان کی ہے تورات میں یہ بالکل اسی طرح مذکور ہے۔

مکحول رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت کعب الاحبار رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بارگاہ ربوبیت میں عرض کی اے میرے مولا! میں نے الواح میں ایک قوم کی یہ صفت پڑھی ہے کہ اس کے دل انبیاء علیہم السلام کے قلوب کی طرح ہوں گے۔ ان کے نور بلند و بالا پہاڑوں کی طرح بلند ہوں گے قریب ہے ان کے اس نور کی وجہ سے تمام کیڑے اور درخت ان کے لئے سجدہ ریز ہو جائیں۔ مولا! اس قوم کو میری امت بنا دے اللہ تعالیٰ نے فرمایا وہ تو میرے پیارے محبوب ﷺ کی امت ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کی مولا! انہوں نے یہ مرتبہ کن اعمال کی وجہ سے حاصل کیا ہے تا کہ میں بھی بنی اسرائیل کو حکم دوں کہ وہ بھی ایسے ہی اعمال سرانجام دیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے موسیٰ! جو کچھ میں نے انہیں عطا کیا ہے قریب ہے کہ انبیاء بھی اس کے حصول سے عاجز آ جائیں وہ یہ مرتبہ فقط اس لئے حاصل کریں گے کہ انہوں نے میری رضا کے لئے دنیا کو ترک کر دیا ہو گا۔ کھردری روئی اور چادر کے علاوہ ان کے پاس کوئی اور سامان دنیا نہیں ہو گا۔

واقدی رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا ہے کہ ہرقل اپنے کچھ پادریوں کو نجاشی کے پاس بھیجا کرتا تھا تا کہ وہ اس سے انجیل وغیرہ کی تعلیم حاصل کریں۔ نجاشی اپنے زمانے کا سب سے بڑا عالم تھا۔ جب پادری اپنا مطلوبہ علم حاصل کر لیتے تو وہ ہرقل کے پاس واپس چلے جاتے۔ ہرقل مزید پادریوں کو حصول تعلیم کے لئے بھیج دیتا۔ ایک دن اس نے اپنے علماء سے پوچھا کیا یہاں ان علماء میں سے کوئی وہ عالم بھی موجود ہے جس نے نجاشی کے پاس علم حاصل کیا ہو۔ علماء نے اسے جواب دیا ہاں ہمارے پاس دس ایسے پادری ہیں جنہوں نے نجاشی سے علم حاصل کیا ہے۔ بادشاہ نے ان پادریوں کو اپنے دربار میں حاضر ہونے کے لئے کہا پھر ان سے پوچھا تم میں سے سب سے بڑا عالم کون ہے؟ پادریوں نے ایک شخص کی طرف اشارہ کر کے کہا یہ ہم سب سے بڑا عالم ہے۔ بادشاہ نے اس کو تنہائی میں لے جا کر پوچھا کیا تو مجھے نجاشی کے متعلق بتائے گا اس پادری نے جواب دیا اے شاہ ذی مرتبت! میں نے چار سال اس کے پاس رہ کر علم حاصل کیا ہے۔ میں اس کے تمام معاملات سے آگاہ ہوں آپ مجھ سے اس کے کس معاملہ کے متعلق پوچھنا چاہتے ہیں قیصر نے کہا کیا نجاشی یہ بھی بیان کرتا ہے کہ عرب کا وہ شخص جو نبی ہونے کا گمان کرتا ہے وہ واقعی ہی نبی ہے پادری نے کہا ہاں۔ ایک دن میرے علاوہ اس کے پاس کوئی اور آدمی موجود نہیں تھا۔ اس نے انجیل کو اپنے سامنے رکھا اور پڑھنا شروع کیا ”احمد ﷺ نبی عربی ہوں گے وہ اونٹ پر سواری کریں گے وہ ٹوٹی

کو نہیں لکھا جائے گا اور اگر اس نے وہ برائی کر دی تو پھر اس کے نامہ اعمال میں صرف ایک برائی ہی لکھی جائے گی۔ اے بار الٰہ! اس کو میری امت بنا دے اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے موسیٰ! وہ تو میرے محبوب کی امت ہے۔ اس عالم نے کہا ہاں میں نے یہ بھی پڑھا ہے۔ حضرت کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا میں تجھے اس ذات کا واسطہ دے کر پوچھتا ہوں جس نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے لئے سمندر پھاڑ دیا تھا کیا تو نے کتاب اللہ میں پڑھا ہے کہ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے تورات پڑھی تو انہوں نے اپنے رب سے عرض کی اے مولا! میں نے ایک ایسی امت کا ذکر پڑھا ہے جو کفارات اور صدقات خود کھائیں گے لیکن انہیں اس پر بھی اجر عطا کیا جائے گا بار الٰہ اس امت کو میری امت بنا دے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا وہ تو احمد مجتبیٰ ﷺ کی امت ہے۔ اس عالم نے کہا ہاں میں نے یہ بھی پڑھا ہے۔

کفارات اور صدقات خود کھا جانے کا مفہوم یہ ہے کہ وہ اپنے کفارات اور صدقات اپنے مساکین کو دیں گے وہ انہیں سابقہ امتوں کی طرح نذر آتش نہیں کریں گے۔ اسی طرح دوسری الہامی کتب میں بھی ہے کہ وہ اپنی قربانیوں کو خود کھایا کریں گے۔

حضرت کعب الاحبار رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا گیا۔ یہ وہ فرماتے ہیں کہ میرے والد کے پاس تورات شریف کا کچھ حصہ تھا اس نے اس کو ایک تابوت میں بند کر کے اس پر مہر لگا رکھی تھی جب میرا باپ مرگیا تو میں نے اس تابوت کو کھولا میں نے دیکھا کہ اس میں لکھا ہوا تھا ”آخری زمانہ میں ایک نبی مبعوث ہوں گے وہ تمام انبیاء سے بہترین ہوں گے۔ ان کی امت تمام امتوں سے بہترین ہوگی وہ گواہی دیں گے کہ اللہ کے علاوہ کوئی اور معبود نہیں ہے وہ ہر بلندی پر چڑھتے ہوئے اللہ کی تکبیر بیان کریں گے وہ نماز میں اسی طرح صفیں باندھیں گے جس طرح وہ جہاد کے لئے میدان جنگ میں صفیں بنائیں گے ان کے دل ان کے مصحف ہوں گے وہ بروز حشر اس طرح آئیں گے کہ ان کے اعضاء روشن ہوں گے۔ ان کا نام مبارک احمد ہوگا، ان کی امت ہر وقت اپنے رب کی حمد بیان کرنے والی ہوگی وہ ہر تنگی اور وسعت میں اللہ تعالیٰ کی حمد بیان کریں گے۔ وہ نبی مکرم ﷺ مکہ میں پیدا ہوں گے طابہ (مدینہ منورہ) ان کی ہجرت گاہ ہوگا۔ وہ جب اپنے دشمنوں سے جہاد کریں گے تو فرشتے نیزے لے کر ان کے ساتھ مصروف قتال ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ ان پر اس طرح سایہ فگن ہوگا جس طرح پرندہ اپنے جوزے پر سایہ کناں ہوتا ہے۔ وہ تمام جنت میں داخل ہوں گے ان میں سے ایک گروہ حساب کے بغیر جنت میں داخل ہوگا پھر دوسرا گروہ بارگاہ ربوبیت میں پیش کیا جائے گا انہوں نے بڑے بڑے گناہ کئے ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا انہیں لے جاؤ اور ان کے اعمال کا وزن کرو۔ فرشتے کہیں گے مولا! ہم نے ان کو اس حالت میں پایا ہے کہ یہ اپنی جانوں پر ظلم کرنے والے ہیں۔ ان کے گناہ پہاڑوں کی طرح ہیں لیکن یہ گواہی دیتے ہیں لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ اللہ تعالیٰ فرمائے گا مجھے اپنی عزت وجلال کی قسم! میں اپنی وحدانیت کی گواہی دینے والے اور کافر کے ساتھ ایک جیسا سلوک نہیں کروں گا۔

اسی طرح روایت کیا گیا ہے کہ دو آدمی بیٹھے ہوئے تھے۔ حضرت کعب الاحبار رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان کے قریب ہوئے ان میں سے ایک شخص نے دوسرے سے کہا کہ میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ قیامت کا دن ہے اور لوگ ایک میدان میں جمع ہیں۔ میں نے انبیائے کرام کی زیارت کی میں نے دیکھا کہ ان کے لئے دو دو نور ہیں میں نے انبیاء کے پیروکاروں کو دیکھا

ہوں میرے علاوہ کوئی اور معبود نہیں ہے میں یکتا ہوں میرا کوئی شریک نہیں ہے'' دوسری سطر میں لکھا ہوا تھا'' محمد مختار ﷺ میرے بندے اور میرے رسول ہیں'' تیسری سطر میں لکھا ہوا تھا'' ان کی امت ہر لمحہ اپنے رب کی تعریف کرنے والی ہے ان کی امت ہر آن اپنے مولا کی ثناء کرنے والی ہے۔'' چوتھی سطر پر لکھا ہوا تھا'' وہ سورج کی رعایت کرنے والے ہوں گے وہ سورج کی رعایت کرنے والے ہوں گے۔''

سیرت نگاروں نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے روایت کیا ہے کہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک گرجا گھر کے پاس فروکش ہوئے آپ کی خدمت اقدس میں گرجا کا پادری حاضر ہوا اس نے عرض کی اے امیر المومنین! میں نے اپنے آباء کی وراثت میں ایک قدیم کتاب پائی ہے اس کتاب کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھیوں نے لکھا تھا۔ اگر آپ پسند فرمائیں تو میں آپ کو وہ پڑھ کر سناؤں۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا وہ کتاب میرے پاس لے کر آؤ۔ پادری وہ کتاب لے کر آیا اس میں لکھا ہوا تھا'' تمام تعریفیں اللہ کے لئے ہیں جس نے جو فیصلہ کرنا تھا کر دیا اور جو کچھ لکھنا تھا لکھ دیا وہ ان پڑھوں میں ایک رسول مقبول ﷺ معبوث فرمائے گا وہ رسول مکرم ﷺ انہیں کتاب وحکمت کی تعلیم دیں گے وہ انہیں جنت کے راستے پر چلائیں گے وہ سخت اور تندخو نہیں ہوں گے نہ ہی وہ بازاروں میں شور کریں گے وہ برائی کا بدلہ برائی سے نہیں دیں گے بلکہ وہ درگزر کریں گے اور معاف فرمائیں گے ان کی امت ہر لحظہ اپنے رب کی ثناء بیان کرے گی وہ ہر چڑھائی اور اترائی پر اپنے مولا کی تعریف کرے گی۔ ان کی زبان پر ہمہ وقت تکبیر وتہلیل رہے گی۔ وہ اپنے دین کو ہر دشمن سے محفوظ رکھیں گے۔

سابقہ کتب میں حضور نبی کریم ﷺ کے صحابہ کرام علیہم الرضوان کا ذکر بھی موجود ہے اور وہاں یہ بھی لکھا ہوا ہے کہ اللہ تعالیٰ انہیں اپنی زمین کا وارث بنا دے گا جیسا کہ ارشاد ربانی ہے: وَلَقَدْ كَتَبْنَا فِي الزَّبُوْرِ مِنْۢ بَعْدِ الذِّكْرِ اَنَّ الْاَرْضَ يَرِثُهَا عِبَادِيَ الصّٰلِحُوْنَ ﴿۱۰۵﴾ (الانبیاء: 105) '' اور بے شک ہم نے لکھ دیا ہے زبور میں پند وموعظت کے (بیان کے) بعد کہ بلاشبہ زمین کے وارث تو میرے نیک بندے ہوں گے۔''

اسی آیت کی تفسیر میں ابن ابی حاتم رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے زبور اور تورات میں ذکر فرمایا ہے کہ امت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام زمین کی وارث بنے گی۔

ابن ابی حاتم رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابو الدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان پڑھا: اَنَّ الْاَرْضَ يَرِثُهَا عِبَادِيَ الصّٰلِحُوْنَ ﴿۱۰۵﴾ (الانبیاء: 105)۔ پھر فرمایا ہم ہی صالح ہیں۔

حضرت علامہ حافظ السیوطی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب الخصائص الکبریٰ میں فرماتے ہیں کہ مجھے زبور شریف کے ایک نسخہ کے متعلق علم ہوا ہے۔ اس میں ایک سو پچاس سورتیں ہیں میں نے چوتھی سورت میں دیکھا وہاں لکھا ہوا تھا: '' اے داؤد! جو کچھ میں کہہ رہا ہوں اسے سنو، اور سلیمان کو بتاؤ کہ وہ تمہارے بعد لوگوں کو بتا دیں کہ بلاشبہ زمین میری ہے لیکن میں نے محمد ﷺ اور ان کی امت کو اس کا وارث بنا دیا ہے۔''

ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ نے ربیع بن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ پہلی ایک کتاب میں لکھا

ہوئی ہڈی کو درست فرمائیں گے وہ مکہ سے ہجرت فرما کر مدینہ منورہ تشریف لے جائیں گے وہ تمام انبیاء سے بہترین ہوں گے وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور قیامت کے درمیان تشریف لائیں گے جس نے آپ ﷺ کے زمانہ اقدس کو پالیا اور آپ کی اتباع کی وہ کامیاب ہوگیا جس نے آپ کی مخالفت کی وہ ہلاک ہوگیا'' میں نے دیکھا کہ وہ یہی عبارت اپنے بیٹے کو بھی سکھا رہا تھا محمد مصطفیٰ ﷺ کے صحابہ کرام بات چیت کے لئے اس کے دربار میں گئے حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے چچا زاد بھائی نے اسے ایسی باتیں بتائیں جن کی وجہ سے نجاشی رونے لگا حتیٰ کہ اس کی داڑھی آنسوؤں سے تر ہوگئی پھر اس نے کہا میں گواہی دیتا ہوں کہ یہ وہی نبی عربی ﷺ ہیں جن کی بشارت حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے دی تھی وہ تمام انبیاء سے بہترین ہیں۔ قیصر نے یہ تمام گفتگو سن کر کہا نجاشی نے سچ کہا ہے اگر مجھ پر اپنی سلطنت کا بوجھ نہ ہوتا اور مجھ کو یہ ڈر نہ ہوتا کہ اس معاملہ میں اہل روم میری اتباع نہیں کریں گے تو میں ضرور ان کی تصدیق کرتا۔ عنقریب ان کا دین مشرق و مغرب میں پھیل جائے گا قیصر نے اس پادری سے پوچھا تو کس دین پر ہے پادری نے کہا اگر مجھے بادشاہ کے اختلاف کا خطرہ نہ ہوتا تو میں محمد ﷺ کے دین کو اپنا لیتا بادشاہ نے کہا مجھ سے ڈرنے کی کوئی ضرورت نہیں لیکن اہل روم سے اپنے مذہب کو چھپا کر رکھو تم جدھر چاہو جا سکتے ہو اور اگر تمہاری خواہش ہو تو تم یہاں بھی قیام کر سکتے ہو۔ پادری نے کہا میں اس نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہونا چاہتا ہوں۔ بادشاہ نے اسے مدینہ طیبہ جانے کی اجازت دے دی۔ وہ بارگاہ رسالت میں حاضر ہونے کے لئے اپنے سفر پر رواں ہوا جب وہ ''البلقاء'' کے مقام پر پہنچا تو اہل روم نے اس کو پکڑ کر قتل کر دیا۔ جب بادشاہ کو اس کے قتل کی خبر پہنچی تو اس نے البلقاء کے گورنر کو لکھا جن لوگوں نے میرے پادری کو قتل کیا ہے انہیں تلاش کرو اور انہیں قتل کر دو۔ گورنر نے تمام قاتلوں کو تلاش کر کے انہیں قتل کر دیا۔

ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا ہے کہ نجران کے رؤساء کے پاس کچھ کتب تھیں۔ جن پر مہریں لگی ہوئیں تھیں جب ان میں سے کوئی رئیس مر جاتا اور حکومت دوسرے رئیس کے پاس جاتی تو وہ بھی ان مہروں پر ایک اور مہر کا اضافہ کر دیتا۔ وہ رئیس جو حضور ﷺ کے زمانہ اقدس میں سلطنت کا والی بنا، ایک دن کہیں جا رہا تھا کہ اس کا پاؤں پھسلا اور وہ گر گیا اس نے اپنے بیٹے سے کہا تَعِسَ الْاَبْعَدُ (وہ دور والا ہلاک ہو) اس سے مراد حضور ﷺ کی ذات تھی۔ بیٹے نے اپنے باپ سے کہا۔ ایسا نہ کہو وہ اللہ تعالیٰ کے سچے نبی ہیں ان کا اسم مبارک کتب میں موجود ہے۔ جب وہ رئیس مر گیا تو اس کے بیٹے نے ان تمام مہروں کو توڑ دیا۔ اس نے ان کتب میں حضور ﷺ کا ذکر دیکھا اور دولت اسلام سے مالا مال ہوگیا۔ وہ حج کی سعادت سے بھی بہرہ اندوز ہوا۔

ابن ظفر رحمۃ اللہ علیہ نے ''البشر'' میں ابو دریب الزاہد سے روایت کیا ہے وہ کہتے ہیں کہ میں اپنی سیاحت کے دوران ایک گرجا گھر میں داخل ہوا۔ وہاں ایک پادری موجود تھا میں نے اس سے کہا کیا تیرے پاس کوئی مفید چیز ہے۔ اس نے کہا ہاں! اے اعرابی میرے پاس ایک فائدہ مند چیز ہے۔ میں نے کہا اسے نکالو۔ اس نے ایک کاغذ نکالا اس پر چار سطروں میں کچھ لکھا ہوا تھا اس نے کہا کہ یہ کاغذ الہامی کتب سے تعلق رکھتا ہے پہلی سطر میں لکھا ہوا تھا'' اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتا ہے میں اللہ

گھوڑے پر سوار ہوئے جس کی وجہ سے آپ کی ران مبارک سے کپڑا اٹھ گیا۔ اہل نجران نے آپ کی ران مبارک پر سیاہ تل دیکھا انہوں نے کہا یہ وہی شخص ہے جس کے متعلق ہم نے اپنی کتابوں میں پڑھا ہے کہ وہ ہمیں ہماری زمین سے نکال دے گا۔

ابونعیم رحمۃ اللہ علیہ نے شہر بن حوشب کی سند سے حضرت کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے شام میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا ان کتابوں میں لکھا ہوا ہے کہ یہ شہر ایک نیک آدمی کے ہاتھوں فتح ہوں گے جو مؤمنین پر بڑا رحیم اور کافروں پر بڑا شدید ہوگا اس کا باطن اس کے ظاہر کی طرح ہوگا اس کا قول اس کے فعل کی مخالفت نہیں کرے گا رشتہ دار اور دور کے لوگ اس کے نزدیک برابر ہوں گے اس کے پیروکار رات کے رہاب اور دن کے شیر ہوں گے وہ صلہ رحمی کرنے والے اور پاکباز ہوں گے۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پوچھا اے کعب! جو کچھ آپ کہہ رہے ہیں کیا یہ سچ ہے انہوں نے کہا اللہ کی قسم! یہ سب سچ ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا تمام تعریفیں اللہ کے لئے ہیں جس نے ہم کو عزت بخشی ہمیں شرافت اور بزرگی عطا کی اور ہمارے نبی کریم ﷺ کے طفیل ہم پر رحم فرمایا۔

ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ نے عبید بن آدم، ابن ابی مریم اور ابن شعیب سے اور یہ تمام حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق ''الجابیہ'' کے مقام پر تھے اور حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیت المقدس کی طرف آئے لوگوں نے آپ سے پوچھا آپ کا نام کیا ہے آپ نے فرمایا میرا نام خالد بن ولید ہے لوگوں نے پوچھا آپ کے امیر کا کیا نام ہے انہوں نے کہا ان کا نام عمر بن خطاب ہے۔ انہوں نے کہا ذرا حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا حلیہ بیان کریں آپ نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا حلیہ مبارک بیان کیا انہوں نے کہا اس شہر کو آپ فتح نہیں کرسکیں گے بلکہ اس شہر کو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فتح کریں گے۔ ہماری کتابوں میں تمام تفصیل موجود ہے کہ شہر یکے بعد دیگرے کیسے فتح ہوں گے وہاں اس شہر کو فتح کرنے والے لوگوں کے حلیے بھی بیان ہوئے ہیں ہم نے اپنی کتاب میں پڑھا ہے کہ قیساریہ بیت المقدس سے پہلے فتح ہوگا جاؤ پہلے قیساریہ کو فتح کرو پھر اپنے امیر کو لے کر بیت المقدس کو فتح کرنے کے لئے آؤ۔

ابوالقاسم البغوی رحمۃ اللہ علیہ نے سعید بن عبدالعزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے کہ جب حضور ﷺ کا وصال ہوا تو ذوالقربات الحمیری جو یہود کا سب سے بڑا عالم تھا سے کہا گیا اے ذوالقربات! ان کے بعد ان کا خلیفہ کون ہوگا اس نے کہا ان کے بعد ''الامین'' ان کا خلیفہ ہوگا اس سے مراد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے پھر اس سے پوچھا گیا کہ ان کے بعد کون خلیفہ ہوگا اس نے کہا قَرْنٌ مِنْ حَدِیْدٍ یعنی حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ خلیفہ بنیں گے۔ پھر اس سے پوچھا گیا کہ ان کے بعد کون خلیفہ ہوں گیا اس نے کہا الازھر یعنی حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ خلیفہ ہوں گے پھر اس سے پوچھا گیا کہ ان کے بعد خلافت کس کو ملے گی اس نے کہا ''الوضاح المنصور'' یعنی حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ خلیفہ ہوں گے۔ ذوالقربات نے جس شخص کا نام لیا وہی خلیفہ بنا، رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔

............O............

ہوا تھا کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مثال بارش کی سی ہے جو جہاں برستی ہے نفع دیتی ہے۔

ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ نے ابو بکرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے وہ کہتے ہیں کہ میں حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سامنے ایک قوم بیٹھی ہوئی تھی اور وہ کوئی چیز کھانے میں مصروف تھی آپ نے اس قوم کے آخری شخص کو دیکھا اور پوچھا تو نے اس سے پہلے کتب میں کیا پڑھا ہے۔ اس نے کہا میں نے پڑھا ہے کہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول کریم ﷺ کے پہلے خلیفہ ہوں گے۔

دینوری نے ''مجالسہ'' میں اور ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ نے زید بن اسلم سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ ہمیں حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں زمانے جاہلیت میں تجارت کی غرض سے ایک قافلہ میں ملک شام کی طرف گیا۔ جب ہم وہاں سے مکہ کے لئے روانہ ہوئے تو راستہ میں مجھے ایک ضروری کام یاد آ گیا میں نے اپنے ساتھیوں سے کہا تم اپنے سفر پر رواں دواں رہو مجھے ایک ضروری کام یاد آ گیا ہے میں وہ کام کر کے تمہارے ساتھ مل جاؤں گا۔ اللہ کی قسم! جب میں شام کے ایک بازار میں تھا تو مجھے اچانک ایک بطریق (پادری) نے آلیا۔ اس نے مجھے گردن سے دبوچ لیا۔ میں اس کے ساتھ جھگڑنے لگا۔ اس نے مجھے اپنے کنیسہ میں داخل کیا میں نے وہاں مٹی دیکھی جو تہہ در تہہ چڑھی ہوئی تھی اس نے مجھے بیلچہ، کلہاڑا اور زنبیل دی اور کہا اس مٹی کو منتقل کرو۔ میں وہاں بیٹھ کر غور کرنے لگا کہ میں اس مصیبت سے کیسے نجات حاصل کر سکتا ہوں وہ دوپہر کے وقت میرے پاس آیا اور مجھ سے کہنے لگا اب تک تو نے تھوڑا سا کام بھی نہیں کیا۔ پھر اس نے اپنی انگلیوں کو جوڑ کر زور سے میرے سر پر مکا مارا۔ میں بیلچہ لے کر اٹھا اور اس کے سر پر مار دیا جس سے اس کا سر پھٹ گیا۔ پھر میں وہاں سے نکل آیا میں نہیں جانتا تھا کہ میں نے کہاں جانا ہے پھر میں سارا دن اور ساری رات چلتا رہا حتیٰ کہ میں ایک دوسرے گرجا گھر کے پاس پہنچا میں اس کے سایہ کے نیچے بیٹھ گیا گرجا سے ایک آدمی نکلا اس نے مجھ سے کہا اے عبداللہ! تو یہاں کیوں بیٹھا ہوا ہے۔ میں نے کہا میں اپنے کارواں سے بچھڑ گیا ہوں اس نے مجھے پانی اور کھانا دیا۔ اس نے مجھے غور سے دیکھا پھر اپنی نگاہوں کو جھکاتے ہوئے مجھ سے کہنے لگا۔ اہل کتاب جانتے ہیں کہ اس وقت میں ان کا سب سے بڑا عالم ہوں میں تجھ میں اس شخص کی خوبیاں اور اوصاف دیکھ رہا ہوں جو ہمیں اس گرجا سے نکالے گا اور ہمارے اس شہر پر قبضہ کرلے گا میں نے کہا اے آدمی! تو نے بہت دور کی بات کی ہے اس نے مجھ سے پوچھا تمہارا نام کیا ہے۔ میں نے کہا میرا نام عمر ابن الخطاب ہے اس نے کہا اللہ کی قسم! اب مجھے کوئی شک نہیں کہ تو ہی وہ شخص ہے۔ اب اس گرجا کے متعلق مجھے ایک خط لکھ کر دو کہ اگر تو نے مستقبل میں اس گرجا پر قبضہ کر لیا تو تو اسے کوئی نقصان نہیں پہنچائے گا اور اگر وہ شخص تیرے علاوہ کوئی اور ہوا تو پھر بھی تجھے اس خط سے کوئی نقصان نہیں ہوگا میں نے اس سے کہا قلم اور دوات لے کر آؤ میں نے اس کو خط لکھ دیا اور اس پر مہر لگا دی۔

جب حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے زمانہ خلافت میں شام تشریف لے گئے ان کے پاس وہی راہب آپ کا خط لے کر حاضر ہوا حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تعجب کا اظہار فرمایا اور ہمیں یہ واقعہ سنایا۔

ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ

کو جان گیا ہم آپ ﷺ کے ظہور کی امید رکھتے تھے۔ میں اس چیز کو چھپاتا رہا اور خاموش رہا حتیٰ کہ حضور ﷺ مدینہ منورہ تشریف لے آئے جب آپ ﷺ نے قبا میں نزول اجلال فرمایا تو میرے پاس ایک آدمی آیا۔ اس نے مجھے آپ ﷺ کی تشریف آوری کے متعلق بتایا میں اس وقت اپنے باغ میں کام کر رہا تھا۔ میری چچی خالدہ بنت حارث بھی اسی باغ میں بیٹھی ہوئی تھی جب میں نے حضور ﷺ کی تشریف آوری کی خبر سنی تو میں نے بلند آواز سے تکبیر کہی جب میری چچی نے میری تکبیر سنی تو اس نے مجھ سے کہا اللہ تجھے ہلاک کرے اگر تو حضرت موسیٰ بن عمران علیہ السلام کے متعلق سنتا کہ وہ تشریف لائے تھے تو تو اتنی بلند آواز سے تکبیر نہ کہتا۔ حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں میں نے کہا اے میری چچی! اللہ کی قسم! وہ حضرت موسیٰ بن عمران علیہ السلام کے بھائی ہیں۔ وہ انہی کے دین پر ہیں۔ اسی چیز کے ساتھ مبعوث ہوئے ہیں جس کے ساتھ حضرت موسیٰ علیہ السلام مبعوث ہوئے تھے۔ میری چچی نے مجھ سے کہا اے میرے بھتیجے! کیا یہ وہی نبی ہیں جن کے متعلق ہم بتایا کرتے تھے کہ وہ قریب قیامت تشریف لائیں گے۔ میں نے کہا ہاں یہ وہی رسول مکرم ﷺ ہیں جن کے بارے ہم بتایا کرتے تھے۔ پھر میں بارگاہ رسالت میں حاضر ہوا اور دولت اسلام سے مالا مال ہوا پھر میں نے اپنے اہل خانہ کے پاس آیا اور انہیں بھی اسلام قبول کرنے کا حکم دیا۔ میرے تمام اہل خانہ بھی دامن اسلام میں آ گئے۔ میں یہودیوں سے اپنا اسلام چھپایا کرتا تھا میں حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا میں نے عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم یہود ایک جھوٹی قوم ہے میں چاہتا ہوں کہ آپ مجھے کسی کمرہ میں چھپا دیں مجھے ان سے پوشیدہ کر کے ان سے میرے متعلق پوچھ لیں وہ آپ ﷺ کو بتائیں گے کہ میرا ان میں کیا مقام ہے لیکن اگر انہوں نے میرے اسلام کو جان لیا تو مجھ پر بہتان طرازی کریں گے اور مجھ پر عیب لگائیں گے۔ حضرت نبی کریم ﷺ نے مجھے ایک کمرہ میں داخل کیا مدینہ کے یہودی آپ کے پاس آئے۔ انہوں نے آپ ﷺ سے گفتگو کی۔ آپ ﷺ سے مختلف سوالات کئے۔ پھر حضور نبی مکرم ﷺ نے ان سے پوچھا حصین بن سلام کیسا آدمی ہے۔ یہودیوں نے کہا وہ ہمارے سردار اور ہمارے سردار کے بیٹے ہیں وہ ہمارے بہت بڑے عالم اور ہم سب سے زیادہ علم سے آشنا ہیں جب انہوں نے اپنی بات کو مکمل کیا تو میں کمرہ سے نکل کر ان کے سامنے آ گیا میں نے ان سے کہا اے قوم یہود! اللہ سے ڈرو، اس چیز کو قبول کرو جس کو لے کر محمد عربی ﷺ تمہارے پاس تشریف لائے ہیں۔ اللہ کی قسم! تم جانتے ہو کہ وہ اللہ کے رسول ہیں ان کا نام نامی اور ان کی صفات تمہاری کتاب ''تورات'' میں موجود ہیں میں گواہی دیتا ہوں کہ وہ اللہ کے سچے رسول ہیں میں ان پر ایمان لاتا ہوں اور ان کی تصدیق کرتا ہوں یہ سن کر یہودیوں نے کہا۔ تو نے جھوٹ بولا ہے۔ پھر انہوں نے مجھ پر الزام لگایا۔ میں نے حضور ﷺ سے عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم کیا میں نے آپ سے عرض نہیں کی تھی کہ یہودی ایک جھوٹی، فاجر اور حیلہ باز قوم ہے، اس کے بعد میں نے اپنے اسلام کو ظاہر کر دیا میرے اہل خانہ نے بھی اپنے اسلام کا اظہار کر دیا میری چچی خالدہ بنت حارث نے بھی اسلام قبول کیا اور انہوں نے بڑی عمدہ زندگی بسر کی۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے:

قُلْ اَرَءَيْتُمْ اِنْ كَانَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ وَكَفَرْتُمْ بِهٖ وَشَهِدَ شَاهِدٌ مِّنْۢ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ عَلٰى

دوسرا باب

اس باب میں ان بشارات کا ذکر کیا جائے گا جو علمائے یہود نے حضور ﷺ کے متعلق دی تھیں

ابن ہشام رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ ابن اسحٰق رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ احبار (علماء) کا تعلق یہود سے، راہبوں کا تعلق عیسائیوں سے اور کاہنوں کا تعلق عربوں سے تھا۔ ان تمام نے حضور ﷺ کی بعثت سے قبل آپ ﷺ کے متعلق بشارات دی تھیں علمائے یہود اور راہب تو آپ ﷺ کے اوصاف اور آپ ﷺ کے زمانے کی خصوصیات اپنی کتابوں میں پاتے تھے اور ان کے انبیائے کرام نے بھی آپ کے متعلق ان سے عہد لئے تھے۔ جہاں تک عرب کے کاہنوں کا تعلق ہے ان کے پاس جنات میں سے وہ شیاطین آتے تھے جو خفیہ گفتگو سننے کے لئے آسمان پر جاتے تھے۔ اس وقت انہیں آسمان پر جانے سے نہیں روکا جاتا تھا جب حضور اکرم ﷺ کی ولادت اور بعثت ہوئی تو انہیں آسمانوں پر جانے سے روک دیا گیا۔ پھر اگر کوئی آسمانوں کا رخ کرتا تو اسے ستارے مارے جاتے، کاہن اور کاہنہ انہی سے علوم حاصل کرتے تھے۔ وہ شیاطین آکر انہیں بعض علوم بتادیتے تھے۔ علامہ حلبی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ حضور ﷺ کی ولادت سے قبل آسمان پر فرشتے آپ ﷺ کا تذکرہ کرتے تھے۔

عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ علمائے یہود میں سے سب سے بڑے عالم تھے وہ حضرت یوسف علیہ السلام کی اولاد میں سے تھے ان کا نام ''الحصین'' تھا حضور اکرم ﷺ نے ان کا نام عبداللہ رکھا۔ علمائے حدیث اور سیرت نگاروں نے ان سے بہت کچھ روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ جب حضور ﷺ مدینہ طیبہ تشریف لائے تو لوگ جوق در جوق آپ ﷺ کی زیارت کے لئے آئے میں بھی دیدار کی نیت سے آپ ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوا۔ جب میں نے آپ ﷺ کے رخ انور کو دیکھا تو میں بول اٹھا ''یہ کسی جھوٹے شخص کا چہرہ نہیں ہو سکتا'' میں نے آپ کو سنا آپ لوگوں کو فرما رہے تھے اے لوگو! سلام کو پھیلاؤ۔ صلہ رحمی کرو، لوگوں کو کھانا کھلاؤ رات کو جب لوگ سو رہے ہوں اس وقت نماز پڑھو۔ تو امن و سلامتی کے ساتھ جنت میں داخل ہو جاؤ گے میں نے اسی وقت کہا'' میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ اللہ کے سچے رسول ہیں آپ ﷺ حق کے ساتھ مبعوث ہوئے ہیں'' پھر میں اپنے اہل خانہ کے پاس آیا میرے تمام اہل و عیال نے اسلام قبول کر لیا۔ میں یہود سے اپنے اسلام کو چھپایا کرتا تھا۔

ابن ہشام رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب میں لکھتے ہیں کہ ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بعض اہل نے مجھے اسی طرح بیان کیا ہے اور ان کے اسلام لانے کا واقعہ بھی اسی طرح ہے وہ ایک جید عالم دین تھے وہ فرماتے ہیں کہ جب میں نے حضور ﷺ کے متعلق سنا میں نے آپ ﷺ کی صفات، اسم گرامی اور آپ کے زمانے

اللہ تعالیٰ آپ ﷺ کو تسلط عطا فرمائے گا اور آپ ﷺ کے دین کو تمام ادیان پر غالب کرے گا میں نے کتاب اللہ میں دیکھا ہے وہاں آپ ﷺ کی یوں مدح سرائی کی گئی ہے۔''اے نبی مکرم! صلی اللہ علیک وسلم ہم نے آپ کو گواہی دینے والا، خوشخبری سنانے والا اور ڈرانے والا بنا کر بھیجا ہے آپ میرے بندہ اور رسول ہیں میں نے آپ کا نام ''المتوکل'' رکھا ہے وہ تندخو اور سخت مزاج نہیں ہیں۔ نہ ہی وہ بازار میں شور کرنے والے ہیں۔ وہ برائی کا بدلہ برائی سے نہیں دیں گے بلکہ وہ معاف فرمائیں گے اور درگزر کریں گے۔ اللہ تعالیٰ اس وقت تک ان کا وصال نہیں فرمائے گا جب تک کہ ٹیڑھی امت سیدھی نہیں ہو جائے گی حتیٰ کہ وہ تمام امت لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کی گواہی دے گی۔ اللہ تعالیٰ ان کے ذریعے اندھی آنکھوں کو بصارت عطا فرمائے گا۔ بہرے کانوں کو قوت سماعت دے گا اور بند دلوں کو کھول دے گا۔''

حضرت علامہ القسطلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ تورات شریف کی یہ عبارت ''وہ تندخو اور سخت مزاج نہیں ہوں گے'' کیا قرآن پاک کی اس عبارت کے موافق نہیں: فَبِمَا رَحْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ لِنْتَ لَهُمْ ۚ وَلَوْ كُنْتَ فَظًّا غَلِيْظَ الْقَلْبِ لَانْفَضُّوْا مِنْ حَوْلِكَ ۖ (آل عمران:159) ''پس (صرف) اللہ کی رحمت سے آپ نرم ہو گئے ہیں ان کے لئے اور اگر ہوتے آپ تند مزاج، سخت دل تو یہ لوگ منتشر ہو جاتے آپ کے آس پاس سے۔''

یہ روایت اس بات کی طرف اشارہ کرتی ہے کہ حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مکہ مکرمہ میں اسلام قبول کیا اور اپنے اسلام کو پوشیدہ رکھا۔ ''السیرۃ النبویہ'' میں ہے کہ حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئے تو عرض کی میں آپ ﷺ سے ان تین اشیاء کے بارے میں پوچھوں گا جنہیں نبی کے علاوہ اور کوئی نہیں جان سکتا:

(1) قیامت کی ابتداء کیسے ہوگی، (2) اہل جنت کو سب سے پہلے کون سا کھانا دیا جائے گا، (3) بچہ اپنے والدین میں سے کس کے مشابہ ہوتا ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا حضرت جبرائیل علیہ السلام نے مجھے ان باتوں کے متعلق ابھی بتایا ہے۔ حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا وہ حضرت جبرائیل تو یہود کے دشمن ہیں کیونکہ یہود کے لئے ہلاکت اور زمین میں دھنس جانے کی سزا وہی لے کر آئے تھے دوسری روایت کے مطابق وہ حضور ﷺ کو ان کے رازوں سے آگاہ کرتے ہیں۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا قیامت کی ابتداء آگ سے ہوگی وہ آگ مشرق سے لے کر مغرب تک پھیل جائے گی وہ پہلا کھانا جو اہل جنت کو دیا جائے گا وہ مچھلی کے جگر کا ایک چھوٹا سا ٹکڑا ہوگا اور اگر آدمی کا پانی عورت کے پانی پر سبقت لے جائے تو بچہ آدمی کے مشابہ ہوگا اور اگر عورت کا پانی مرد کے پانی پر سبقت لے جائے تو بچہ عورت کے مشابہ ہوگا۔

حضرت میمون بن بنیامین رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہودیوں کے سردار تھے ان کے ساتھ بھی اسی طرح کا واقعہ پیش آیا جس طرح کا واقعہ حضرت عبداللہ بن سلام کے ساتھ پیش آیا تھا۔ وہ بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئے اور عرض کی: یارسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم آپ یہودیوں کو بلائیں اور مجھے ثالث مقرر فرمائیں وہ ضرور میری طرف رجوع کریں گے۔ آپ ﷺ نے میمون بن بنیامین کو ایک کمرہ میں چھپا دیا اور یہودیوں کی طرف پیغام بھیجا جب یہودی آئے تو آپ ﷺ نے فرمایا۔ میرے اور اپنے درمیان ایک شخص کو ثالث مقرر کرلو۔ انہوں نے کہا ہم آپ کے اور اپنے مابین میمون بن بنیامین کو ثالث مقرر

مِّثْلِهٖ فَاٰمَنَ وَاسْتَكْبَرْتُمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ۝ (الاحقاف:10)

''فرمایئے کیا تم نے کبھی اس پر غور کیا کہ اگر یہ اللہ کی طرف سے ہو اور تم اس کا انکار کر دو (اس کا انجام کیا ہوگا) حالانکہ گواہی دے چکا ہے ایک گواہ بنی اسرائیل سے اس کی مثل پر وہ ایمان بھی لے آیا اور تم نے تکبر کیا بے شک اللہ تعالیٰ نہیں ہدایت دیتا ظالم لوگوں کو۔''

اللہ تعالیٰ نے ان کے بارے میں بہت سی آیات نازل کیں ہیں انہیں میں سے یہ ارشاد باری تعالیٰ بھی ہے: قُلْ كَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًۢا بَيْنِيْ وَبَيْنَكُمْ ۙ وَمَنْ عِنْدَهٗ عِلْمُ الْكِتٰبِ ۝ (الرعد:43)'' اللہ تعالیٰ بطور گواہ کافی ہے میرے اور تمہارے درمیان اور وہ لوگ (بطور گواہ کافی ہیں) جن کے پاس کتاب کا علم ہے۔''

اَلَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِهٖ هُمْ بِهٖ يُؤْمِنُوْنَ ۝ وَاِذَا يُتْلٰى عَلَيْهِمْ قَالُوْٓا اٰمَنَّا بِهٖٓ اِنَّهُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّنَآ اِنَّا كُنَّا مِنْ قَبْلِهٖ مُسْلِمِيْنَ ۝ اُولٰۗىِٕكَ يُؤْتَوْنَ اَجْرَهُمْ مَّرَّتَيْنِ
(القصص:54-52)

''جن کو ہم نے عطا فرمائی کتاب (نزول) قرآن سے پہلے وہ اس پر ایمان لائے ہیں اور جب یہ ان کے سامنے پڑھی جاتی ہے تو کہتے ہیں ہم ایمان لے آئے اس کے ساتھ بے شک یہ حق ہے ہمارے رب کی طرف سے ہم اس سے پہلے ہی سر تسلیم خم کر چکے تھے یہ لوگ ہیں جنہیں دیا جائے ان کا اجر دو مرتبہ۔''

اَوَلَمْ يَكُنْ لَّهُمْ اٰيَةً اَنْ يَّعْلَمَهٗ عُلَمٰۗؤُا بَنِيْٓ اِسْرَاۗءِيْلَ ۝ (الشعراء:197)۔ ''کیا نہیں تھی ان (مشرکین مکہ) کے لئے آپ کی سچائی کی یہ دلیل کہ جانتے ہیں آپ کو بنی اسرائیل کے علماء۔''

المواہب الدنیہ میں ہے کہ ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ نے تاریخ دمشق میں محمد بن حمزہ کی سند سے عبداللہ بن سلام رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے کہ جب انہوں نے یہ سنا کہ حضور ﷺ کا مکہ معظمہ میں ظہور ہو گیا ہے تو وہ مکہ معظمہ میں بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئے اور حضور نبی مکرم ﷺ سے ملاقات کی حضور نبی کریم ﷺ نے ان سے کہا کیا تو ابن سلام اہل یثرب کا جید عالم ہے۔ انہوں نے عرض کی ہاں۔ آپ ﷺ نے فرمایا میں تجھے اس اللہ کا واسطہ دیتا ہوں جس نے حضرت موسیٰ علیہ السلام پر کتاب نازل کی کیا تو کتاب اللہ (تورات) میں میرے اوصاف پاتا ہے۔ اس وقت حضرت عبداللہ بن سلام نے عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم اپنے رب کا نسب بیان فرمائیں اسی وقت حضرت جبرائیل علیہ السلام اللہ کی طرف سے یہ وحی لے کر آئے۔ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ۝ اَللّٰهُ الصَّمَدُ ۝ لَمْ يَلِدْ ڏ وَلَمْ يُوْلَدْ ۝ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ ۝ (الاخلاص)'' (اے حبیب!) فرما دیجئے وہ اللہ ہے یکتا اللہ صمد ہے نہ اس نے کسی کو جنا اور نہ وہ جنا گیا اور نہ ہی اس کا کوئی ہمسر ہے۔''

یہ سن کر حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ ﷺ اللہ کے رسول ہیں۔

ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ مجھے حضرت عبداللہ بن ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ مجھے ام المومنین حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے بیان فرمایا وہ فرماتی ہیں کہ میں اپنے والد اور اپنے چچا کو تمام اولاد سے پیاری تھی جب بھی وہ اپنی اولاد کو دیکھتے تو وہ تمام اولاد کو چھوڑ کر مجھے اٹھا لیتے وہ فرماتی ہیں کہ جب حضور ﷺ ہجرت فرما کر مدینہ طیبہ تشریف لائے اور آپ نے قبا میں قیام فرمایا میرا باپ حی ابن اخطب اور میرا چچا یاسر بن اخطب صبح سویرے ہی حضور ﷺ سے ملاقات کرنے کے لئے چلے گئے۔ غروب آفتاب کے وقت وہ واپس آئے۔ اس وقت وہ بڑے تھکے ماندے ست اور کاہل تھے میں حسب عادت دوڑ کر ان کے پاس گئی لیکن اللہ کی قسم! انہوں نے میری طرف کوئی توجہ نہ دی میں نے اپنے چچا کو سنا وہ میرے باپ حی ابن اخطب سے کہہ رہا تھا کیا وہ وہی ہے۔ میرے باپ نے کہا ہاں اللہ کی قسم وہ وہی ہے میرے چچا نے پوچھا کیا تو نے اس کو پہچان لیا ہے اور تجھے یقین ہو گیا ہے۔ میرے والد نے کہا ہاں میں نے اس کو پہچان بھی لیا ہے اور مجھے یقین بھی ہے۔ پھر میرے چچا نے کہا اب اس کے بارے میں تیرے دل میں کیسے جذبات ہیں۔ میرے باپ نے کہا اللہ کی قسم! میں جب تک زندہ رہوں گا اس سے عداوت ہی کرتا رہوں گا۔

ایک روایت میں ہے حضرت ام المؤمنین صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ جب سرور کائنات ﷺ مدینہ طیبہ تشریف لائے تو میرا چچا ابو یاسر ان کی خدمت میں حاضر ہوا اس سے کلام سنا اور گفتگو کی پھر وہ اپنی قوم کے پاس آیا اور کہنے لگا۔ اے میری قوم! میری اطاعت کرو اللہ تعالیٰ نے تمہارے ہاں اسی شخص کو بھیج دیا جس کے تم منتظر تھے۔ تم اس کی اتباع کرو اس کی مخالفت نہ کرو۔ پھر میرا باپ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں گیا اور آپ ﷺ سے کلام سنا پھر اپنی قوم کے پاس آ کر کہنے لگا۔ اللہ کی قسم! میں اس شخص سے مل کر آیا ہوں میں ہمیشہ اس سے دشمنی کا اظہار کرتا رہوں گا اس کے بھائی ابو یاسر نے کہا اس معاملہ میں میری اطاعت کر لو اور اس کے بعد جس امر میں تو چاہے میری نافرمانی کر لینا تو ہلاکت سے بچ جائے گا میرے باپ نے کہا اللہ کی قسم! میں تیری اطاعت نہیں کروں گا۔ پھر ابو یاسر بھی اپنے بھائی کے ساتھ متفق ہو گیا وہ یہودیوں میں سے سب سے سخت اسلام کے دشمن تھے وہ لوگوں کو اسلام سے روکنے کی ہر ممکن کوشش کرتے تھے اللہ تعالیٰ نے انہیں کے بارے میں فرمایا ہے: وَدَّ كَثِيرٌ مِّنْ أَهْلِ الْكِتَابِ لَوْ يَرُدُّونَكُم مِّن بَعْدِ إِيمَانِكُمْ كُفَّارًا حَسَدًا مِّنْ عِندِ أَنفُسِهِم مِّن بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمُ الْحَقُّ (البقرہ:109) ''دل سے چاہتے ہیں بہت سے اہل کتاب کہ کسی طرح پھر بنا لیں تمہیں ایمان لانے کے بعد کافر (ان کی یہ آرزو) بوجہ اس حسد کے ہے جو ان کے دلوں میں ہے (یہ سب کچھ) اس کے بعد جبکہ خوب واضح ہو چکا ہے ان پر حق۔''

بشر رحمۃ اللہ علیہ کی روایت میں ہے کہ ام المؤمنین حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں جب میرے باپ نے کہا اللہ کی قسم میں ہمیشہ رسول اللہ ﷺ سے دشمنی کرتا رہوں گا تو میرے چچا نے کہا تو نے پھر ہمیں بھی ہلاک کر دیا اور اپنے آپ کو بھی تباہ کر دیا کیونکہ وہ نبی ﷺ صاحب تلوار ہیں پھر میرا چچا میرے باپ کو دلائل دیتا رہا لیکن میرا باپ اپنی پہلی ہی بات پر اڑا رہا۔ حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں رات کو میں نے دیکھا کہ بنو نضیر کی عورتیں ایک جگہ بیٹھی ہوئی ہیں اور وہ یہ کہہ رہی تھیں کہ حی بن اخطب نے اپنے بھائی کی مخالفت کر کے اچھا نہیں کیا کیونکہ ہم سب یہ جانتی ہیں کہ وہ اللہ کے سچے نبی

کرتے ہیں۔ حضور ﷺ نے حضرت میمون رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا باہر نکل آؤ۔ وہ کمرہ سے باہر آئے اور کہا ”میں گواہی دیتا ہوں کہ یہ اللہ کے سچے رسول ہیں لیکن یہودیوں نے آپ کی تصدیق کرنے سے انکار کر دیا۔“

ابن ہشام رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے مخیریق یہودیت کا ایک متبحر عالم تھا۔ اس کے پاس بہت زیادہ مال و دولت تھا۔ اس کے کھجوروں کے کئی باغات تھے وہ اپنے علم کے ذریعے حضور ﷺ کے اوصاف کو پہچانتا تھا لیکن اس پر اپنے دین کی محبت غالب رہی اور وہ اپنے ہی دین پر برقرار رہا جب غزوۂ احد رونما ہوا تو یہ ہفتہ کا دن تھا اس نے اپنی قوم سے کہا اے گروہ یہود! اللہ کی قسم! تم سب جانتے ہو کہ محمد ﷺ کی اعانت اور مدد تم سب پر واجب ہے۔ انہوں نے کہا آج ہفتہ ہے۔ مخیریق نے جواب دیا آج سبت (ہفتہ) کی کوئی حیثیت باقی نہیں رہی پھر ہتھیار سجا کر اپنے گھر سے نکل آیا اور احد کے مقام پر حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اس نے اپنی قوم سے کہا تھا اگر میں آج قتل ہو جاؤں تو مجھے محمد ﷺ کے حوالے کر دینا وہ اللہ کی وحی کے مطابق میرا فیصلہ کریں گے اس نے اسلام قبول کیا۔ جب جنگ کا آغاز ہوا تو اس نے بھی جہاد میں شرکت کی اور شہید ہو گیا۔ حضور ﷺ نے فرمایا مخیریق بہترین یہودیوں میں سے تھا۔ آپ ﷺ نے اس کے تمام مال پر قبضہ کر کے غرباء میں تقسیم کر دیا مدینہ منورہ میں حضور ﷺ کے صدقات اکثر اس کی جائیداد میں سے تھے۔

السیرۃ النبویہ میں ہے کہ سرزمین شام کے دو جید علماء جنہیں ابھی تک بعثت محمدی ﷺ کے متعلق علم نہ تھا مدینہ منورہ میں آئے ان میں سے ایک نے دوسرے سے کہا یہ شہر اس شہر سے کتنی مشابہت رکھتا ہے جس کو نبی آخر الزمان ﷺ کی ہجرت گاہ بننے کا شرف حاصل ہوگا انہیں حضور ﷺ کی ہجرت اور مدینہ منورہ میں تشریف آوری کے متعلق بتایا گیا وہ دونوں بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئے جب انہوں نے حضور اکرم ﷺ کی زیارت کی تو انہوں نے کہا کیا آپ محمد ﷺ ہیں آپ ﷺ نے فرمایا ہاں میں محمد ہوں۔ انہوں نے کہا ہم آپ سے ایک سوال کرتے ہیں اگر آپ ﷺ نے اس کا جواب دے دیا تو ہم آپ پر ایمان لے آئیں گے۔ آپ نے فرمایا مجھ سے جو چاہو پوچھ لو انہوں نے عرض کی کہ آپ ہمیں بتائیں کہ کتاب اللہ میں سب سے بڑی شہادت کیا ہے۔ اس وقت اللہ تعالیٰ نے یہ آیت مبارکہ نازل کی: شَهِدَ اللّٰهُ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۙ وَالْمَلٰٓئِكَةُ وَاُولُوا الْعِلْمِ قَآئِمًۢا بِالْقِسْطِ ۚ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝ اِنَّ الدِّيْنَ عِنْدَ اللّٰهِ الْاِسْلَامُ ۗ (آل عمران: 19-18)

”شہادت دی اللہ تعالیٰ نے (اس بات کی کہ) بے شک نہیں کوئی خدا سوائے اس کے اور (یہی گواہی دی) فرشتوں نے اور اہل علم نے (ان سب نے یہ بھی گواہی دی کہ وہ) قائم فرمانے والا ہے عدل و انصاف کو نہیں کوئی معبود سوائے اس کے (جو) عزت والا، حکمت والا ہے۔ بے شک دین اللہ تعالیٰ کے نزدیک صرف اسلام ہی ہے۔“

حضور نبی کریم ﷺ نے یہ آیت مبارکہ ان کے سامنے تلاوت کی وہ دونوں دولت اسلام سے مالا مال ہو گئے۔

ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا ہے کہ ابن صوریا یہودیت کا ایک بڑا عالم تھا اس نے حضور ﷺ سے ان اشیاء کے بارے میں سوال کیا جنہیں وہ نبوت کی علامات سے سمجھتا تھا جب نبی کریم ﷺ نے ان تمام کا جواب دے دیا تو اس نے کہا میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے علاوہ کوئی اور معبود نہیں اور میں یہ بھی گواہی دیتا ہوں کہ آپ ﷺ اللہ کے رسول نبی اُمی ہیں۔

اتباع کروں گا اب تمہیں وہ زمانہ میسر ہے۔ اے قوم یہود! اس نبی مکرم ﷺ کے آگے کبھی نہ بڑھنا بلاشبہ انہیں جہاد کرنے پر مفتوح قوم کے بچوں اور عورتوں کو قیدی بنانے کی اجازت ہوگی۔ جب اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کو مبعوث فرمایا اور آپ ﷺ نے بنی قریظہ کا محاصرہ کیا تو بنی قریظہ کے کچھ جوانوں نے کہا اے بنی قریظہ! اللہ کی قسم! یہ وہ نبی مکرم ﷺ ہیں۔ بلاشبہ یہ انہی صفات سے متصف ہیں پھر وہ آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور انہوں نے اسلام قبول کر لیا۔ ان تمام کے اموال، اولاد اور خون محفوظ ہو گئے۔

حضرت عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ میں تجارت کی غرض سے یمن کی طرف گیا اس قافلہ میں ابوسفیان بھی موجود تھا اس نے اپنے بیٹے حنظلہ کا خط وصول کیا جس میں لکھا ہوا تھا کہ محمد ﷺ نے وادیٔ بطحا میں یہ اعلان کیا ہے ''میں اللہ کا رسول ہوں میں تمہیں اس کی طرف بلاتا ہوں۔ اہل یمن کی مجالس میں یہ بات پھیل گئی ہمارے پاس یہودیوں کا ایک جید عالم آیا اس نے کہا مجھے یہ خبر ملی ہے کہ تم میں اس شخص کا چچا موجود ہے جو یہ گمان کرتا ہے کہ وہ اللہ کا نبی ہے۔ میں نے کہا ہاں میں ان کا چچا ہوں۔ اس نے مجھ سے کہا میں تمہیں اللہ کا واسطہ دے کر پوچھتا ہوں کیا تمہارے بھتیجے پر جوانی کا خمار تو نہیں ہے میں نے کہا نہیں اللہ کی قسم! نہ انہوں نے کبھی جھوٹ بولا ہے اور نہ ہی کبھی انہوں نے خیانت کی ہے قریش تو انہیں ''امین'' کے دلنواز لقب سے پکارتے ہیں۔ یہودی نے مجھ سے پوچھا کیا وہ اپنے ہاتھ سے لکھ سکتے ہیں۔ میں ''ہاں'' کہنا ہی چاہتا تھا لیکن میں ابوسفیان سے ڈر گیا کہ وہ مجھ پر جھوٹ کی تہمت لگائے گا اور میری اس بات کا رد کرے گا میں نے کہا نہیں وہ نہیں لکھ سکتے یہ سن کر یہودی فوراً دوڑ پڑا اس نے اپنی چادر بھی وہاں ہی چھوڑ دی وہ یہ کہتا جا رہا تھا۔ یہودی ہلاک ہو گئے یہودی برباد ہو گئے۔ حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں جب ہم گھر واپس آئے تو ابوسفیان نے کہا اے ابوالفضل! یہودی آپ کے بھتیجے سے خوفزدہ ہیں میں نے اس سے کہا لگتا ہے کہ تو نے اسلام قبول کر لیا ہے ابوسفیان نے کہا میں اس وقت تک ایمان نہیں لاؤں گا جب تک کداء میں گھوڑے نہیں دیکھ لوں گا میں نے کہا اے ابوسفیان! تو کیا کہہ رہا ہے۔ حضرت ابوسفیان نے کہا یہ بات تو ویسے ہی میرے منہ سے نکل گئی تھی لیکن مجھے یقین ہے کہ ان کے گھوڑے میدان کداء میں ضرور آئیں گے حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں جب حضور ﷺ نے مکہ فتح کیا تو اس وقت ابوسفیان نے کداء میں گھوڑے دیکھے میں نے کہا اے ابوسفیان! اپنی اس بات کو یاد کرو جو تم نے اس وقت کی تھی انہوں نے کہا میں اس وقت اپنی اسی بات کو یاد کر رہا ہوں۔

انصار کے آباء واجداد نے تبع الحمیری سے یہودیوں کی تکالیف اور اذیتوں کی شکایت کی تبع الحمیری یمن کا بادشاہ تھا اس نے یہودیوں کو ہلاک کرنے اور یثرب کو برباد کرنے کا فیصلہ کیا وہ بادشاہ یمن سے یثرب آیا یہودیوں کا عمر رسیدہ عالم اس کے پاس تھا اس نے کہا اے وہ شاہ ذی مرتبت! جسے کوئی خوفزدہ نہیں کر سکتا جسے کوئی غصہ اور غضب راہ ہدایت سے منحرف نہیں کر سکتا۔ نہ ہی اس کا حلم کم ہو سکتا ہے اور نہ ہی اس کو اور نہ ہی اس کو تلوار کو توڑا جا سکتا ہے۔ یہ مبارک شہر اس نبی مکرم ﷺ کا ہے جو دین ابراہیمی کے ساتھ مبعوث ہوں گے۔ تبع حضور ﷺ پر ایمان لے آیا وہ واپس گیا اور کعبہ پر غلاف چڑھایا اور اپنے

ﷺ ہیں اور ان کا ذکر کتب میں موجود ہے ان میں سے ایک بڑھیا نے کہا میں نے اپنے باپ کو سنا وہ اپنے بیٹوں سے کہہ رہا تھا ''عرب میں سے ایک نبی ﷺ کا ظہور ہو گا ان کا نام مبارک احمد ہو گا اس کی جائے پیدائش مکہ معظمہ اور جائے ہجرت یثرب ہوگی وہ تمام انبیائے کرام سے بہتر ہیں اگر تمہاری زندگی میں ان کا ظہور ہو تو ان کی ضرور اتباع کرنا۔''

حضرت سلمہ بن سلامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو اصحاب بدر میں سے ہیں وہ فرماتے ہیں کہ ہمارا پڑوسی ایک یہودی تھا۔ ان کا تعلق قبیلہ بنو عبدالاشہل سے تھا وہ قیامت، موت کے بعد اٹھنا، حساب، میزان، جنت اور دوزخ کا ذکر کرتا تھا لوگ اس سے کہا کرتے تھے اے فلاں! تیرے لئے ہلاکت ہو کیا یہ ممکن ہے کہ لوگوں کی وفات کے بعد انہیں اٹھا کر ایسے دار کی طرف لے جایا جائے جس میں باغات ہوں یا جس میں آگ ہو تا کہ انہیں ان کے اعمال کی سزا یا جزا دی جائے۔ اس نے کہا ہاں۔

لوگوں نے اس سے پوچھا اس بات کی علامت کیا ہے اس نے کہا اس کی سب سے بڑی علامت وہ نبی مکرم ہیں جو ان شہروں کی طرف سے مبعوث ہوں گے اس نے اپنے ہاتھ سے مکہ اور یمن کی طرف اشارہ کیا لوگوں نے پوچھا ان نبی مکرم ﷺ کی زیارت کون کرے گا۔ اس نے میری طرف دیکھا میں اس وقت اس گروہ میں سے سب سے چھوٹا تھا اس نے کہا اگر اس بچے کو زندگی ملی تو یہ ان کے عہد ہمایوں کو پالے گا۔ حضرت سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں شب و روز اسی طرح گزرتے گئے۔ حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ کو مبعوث فرمایا وہ یہودی ابھی تک زندہ تھا ہم آپ ﷺ پر ایمان لے آئے جبکہ اس یہودی نے بغاوت اور حسد کی وجہ سے آپ ﷺ کا انکار کر دیا۔ ہم نے اس سے کہا اے یہودی! تیرے لئے ہلاکت ہو کیا تو ہی ہمیں ایک نبی ﷺ کے بارے میں نہیں بتایا کرتا تھا؟ اس نے کہا میں تمہیں بتایا تو کرتا تھا لیکن یہ نبی وہ نہیں ہیں جن کے متعلق میں تمہیں بتایا کرتا تھا۔

بنی قریظہ کا ایک بزرگ کہتا ہے سرزمین شام کا ایک یہودی جس کا نام ابن الھیبان تھا وہ اسلام کے ظہور سے دو سال قبل ہمارے پاس آیا۔ وہ ہمارے ہاں اقامت گزیں ہو گیا اللہ کی قسم! میں نے ابھی تک کسی ایسے شخص کو نہیں دیکھا جو پانچ وقت کی نماز اتنی عاجزی اور انکساری سے پڑھتا ہو جتنی عاجزی اور انکساری سے وہ پڑھا کرتا تھا۔ جب بارش رک جاتی تو ہم اس سے کہتے اے ابن الھیبان! ہمارے لئے بارش کی دعا کرو۔ وہ کہتا نہیں اللہ کی قسم! میں اس وقت تک تمہارے لئے بارش کی دعا نہیں کروں گا جب تک تم میرے سامنے صدقہ نہ دو گے۔ ہمیں اس سے پوچھتے ہم کتنا صدقہ دیں وہ کہتا ایک صاع کھجور یا دو مد جو صدقہ کرو۔ ہم صدقہ کرتے پھر وہ ہمارے ساتھ ہماری پتھروں والی سرزمین کی طرف نکلتا اور ہمارے لئے بارش کی دعا کرتا۔ اللہ کی قسم! وہ ابھی تک اپنی جگہ پر ہی ہوتا کہ بادل آ جاتے اور خوب بارش ہوتی یہ واقعہ کئی مرتبہ رونما ہوا۔ پھر اس کی وفات کا وقت قریب آ گیا جب اس کو معلوم ہوا کہ اس کا وقت مرگ اب قریب ہے اس نے کہا اے گروہ یہود! کیا تمہیں معلوم ہے کہ میں سرسبز و شاداب درختوں والی زمین سے نکل کر بھوک اور تنگی کی زمین کی طرف کیوں آیا ہوں ہم نے کہا تو ہی اس کا سبب جانتا ہے۔ اس نے کہا میں اس زمین پر اس لئے آیا ہوں کہ مجھے ایک نبی کریم ﷺ کے ظہور کی امید ہے ان کے ظہور کا زمانہ قریب آ گیا ہے یہ شہر ان کی ہجرت گاہ ہو گا۔ میں امید کرتا تھا کہ میری زندگی ہی میں وہ مبعوث ہوں گے اور میں ان کی

کی سعادت حاصل ہو۔ بادشاہ نے ان علماء میں سے ہر ایک کو بہت سی رقم اور ایک ایک لونڈی دی۔ وہ مدینہ طیبہ میں بھی سکونت پذیر ہو گئے۔ بادشاہ نے حضور ﷺ کے لئے ایک گھر تعمیر کروایا۔ کہا جاتا ہے کہ وہ گھر حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تھا جہاں حضور ﷺ نے ہجرت کے وقت قیام فرمایا تھا تو گویا آپ ﷺ نے اسوقت اپنے ہی گھر میں قیام فرمایا تھا۔ بادشاہ نے حضور ﷺ کے لئے ایک خط لکھا اسے اپنے علماء کو دیا وہ نسل در نسل اس خط کو اپنی حفاظت میں رکھتے رہے حتیٰ کہ حضور اکرم ﷺ مبعوث ہوئے آپ ﷺ نے ہجرت فرمائی لوگوں نے وہ خط آپ ﷺ کی خدمت اقدس میں پیش کر دیا۔

ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ بادشاہ تبع مکہ مشرفہ میں آیا اس نے خانہ کعبہ پر غلاف چڑھایا پھر وہ مدینہ طیبہ کی طرف عازم سفر ہوا اس کے ساتھ ایک لاکھ تیس ہزار سوار اور ایک لاکھ تیرہ ہزار پیادہ افراد تھے۔ جب بادشاہ مدینہ طیبہ پہنچا تو اس کے پاس چار سو علماء اور حکماء جمع ہوئے اور انہوں نے عہد کیا کہ وہ شہر سے کبھی نہیں نکلیں گے۔ جب بادشاہ نے ان سے وہاں اقامت گزیں ہونے کی حکمت پوچھی تو انہوں نے کہا بیت اللہ کی تمام قدر و منزلت اور اس شہر کی فضیلت و بزرگی اس شخص کی وجہ سے ہے جن کا ظہور ہوگا ان کا نام نامی محمد ﷺ ہوگا۔ بادشاہ نے بھی وہاں ہی ٹھہرنے کا ارادہ کیا اس نے نبی کریم ﷺ کے لئے ایک گھر کی تعمیر کی اور ان علماء اور حکماء میں سے ہر آدمی کے لئے علیحدہ علیحدہ گھر تعمیر کئے۔ ان میں سے ہر شخص کو ایک ایک لونڈی دی اور اس کو آزاد کر کے اس کے ساتھ شادی کرا دی۔ ان تمام علماء اور حکماء کو زر کثیر دیا گیا بادشاہ نے انہیں سرور کائنات ﷺ کے ظہور تک وہاں ہی ٹھہرنے کا حکم دیا اس نے حضور ﷺ کے لئے ایک خط لکھا اس خط میں ہی مذکورہ بالا اشعار تھے۔ بادشاہ نے اس خط پر سونے کی مہر لگائی اور علماء کے سردار کو وہ خط دیا۔ اسے حکم دیا کہ اگر اسے حضور ﷺ سے شرف ملاقات حاصل ہو تو وہ خود یہ خط آپ کی خدمت میں پیش کر دے ورنہ اپنی اولاد کو یہ وصیت کرے کہ جسے بھی نبی کریم ﷺ سے ملاقات کا شرف حاصل ہو وہ یہ خط آپ کی خدمت میں پیش کر دے اس خط میں مکتوب تھا کہ وہ حضور اکرم ﷺ پر ایمان لایا ہے اور آپ ﷺ کے دین حنیف پر ہے۔ اس کے بعد تبع یثرب سے چلا آیا اور سرزمین ہند میں اس کی وفات ہوئی۔ اس کی وفات اور حضور ﷺ کی ولادت باسعادت کے مابین ایک ہزار سال کا عرصہ ہے۔

علامہ زرقانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ وہ گھر جو تبع نے حضور ﷺ کے لئے بنایا تھا وہ اس عالم کی اولاد میں رہا جس کے پاس تبع کا خط تھا۔ پھر وہ گھر نسل در نسل منتقل ہوتا ہوا حضرت ابوایوب الانصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس آیا۔ حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعلق بھی اس عالم کی اولاد سے تھا۔ جب حضور ﷺ مدینہ منورہ میں تشریف لے گئے تو اس وقت ابولیلیٰ وہ خط لے کر بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئے جب حضور نبی کریم ﷺ نے ابولیلیٰ کو دیکھا تو آپ ﷺ نے فرمایا تو ابولیلیٰ ہے تیرے پاس تبع کا خط ہے یہ سن کر ابولیلیٰ ششدر رہ گیا وہ اس سے پہلے آپ ﷺ کو نہیں جانتا تھا ابولیلیٰ نے کہا۔ آپ کون ہیں۔ آپ کے چہرے پر جادو کے اثرات نہیں ہیں جنہیں دیکھ کر یہ گمان ہو کہ آپ ساحر ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا میں محمد ﷺ ہوں وہ خط مجھے دو جب حضور اکرم ﷺ نے وہ خط پڑھا تو آپ نے تین مرتبہ فرمایا: ''مَرحَبًا بِتُبَّعِ

ایمان اور جذبات کا اظہار ان اشعار میں کیا:

شَهِدْتُّ عَلٰی اَحْمَدَ اَنَّهٗ رَسُوْلٌ مِّنَ اللّٰهِ بَارِئِ النَّسَمِ

''میں گواہی دیتا ہوں کہ احمد علیہ الصلوٰۃ والسلام اس اللہ کے رسول ہیں جو تمام روحوں کو پیدا کرنے والا ہے۔''

وَلَوْ مُدَّ عُمْرِیْ اِلٰی عُمْرِهٖ لَکُنْتُ وَزِیْرًا لَّهٗ وَابْنَ عَمّ

''اگر میری زندگی نے وفا کی اور میں نے حضور ﷺ کا زمانہ پالیا تو میں آپ کا وزیر بنوں گا اور چچازاد بھائی کی طرح ہر موقع پر امداد کروں گا۔''

وَجَاهَدْتُّ بِالسَّیْفِ اَعْدَآئَهٗ وَفَرَّجْتُ عَنْ صَدْرِهٖ کُلَّ هَمّ

''میں تلوار کے ساتھ آپ کے دشمنوں سے جہاد کروں گا اور حضور کے سینہ میں جو فکر و اندیشہ ہوگا اس کو دور کروں گا۔''

لَهٗ اُمَّةٌ سُمِّیَتْ فِی الزَّبُوْرِ وَاُمَّتُهٗ فِیْهِ خَیْرُ الْاُمَمِ

''آپ ﷺ کی امت کا تذکرہ زبور میں کیا گیا ہے اور اس میں یہ مرقوم ہے کہ آپ کی امت خیر الامم ہے۔''

وَیَاْتِیْ بَعْدَهُمْ رَجُلٌ عَظِیْمٌ نَبِیٌّ لَا یُرَخَّصُ فِی الْحَرَامِ

''ان کے بعد ایک عظیم شخص یعنی نبی کریم ﷺ تشریف لائیں گے انہیں حرم کعبہ میں داخل ہونے کی اجازت نہیں دی جائے گی۔''

یُسَمّٰی اَحْمَدًا یَا لَیْتَ اَنِّیْ اُعَمَّرُ بَعْدَ مَبْعَثِهٖ بِعَامٍ

''ان کا نام نامی احمد ﷺ ہوگا کاش میں ان کی بعثت کے ایک سال بعد تک زندہ رہ سکوں۔''

وہ جید عالم جس نے تبع کو مدینہ طیبہ پر حملہ کرنے سے روکا تھا اس کا نام شامول تھا۔ ایک روایت کے مطابق اس نے تبع سے کہا اے بادشاہ! یہ مبارک شہر ایک نبی کریم ﷺ کی ہجرت گاہ ہوگا ان کی جائے ولادت مکہ معظمہ ہوگا۔ ان کا نام نامی احمد ہوگا۔ اے شاہ ذی مرتبت! جس مقام پر آج آپ اقامت گزیں ہیں اسی مقام پر ان کے ساتھیوں اور ان کے دشمنوں کے مابین جنگ ہوگی جس میں بہت سے لوگ قتل ہوں گے۔ تبع نے پوچھا۔ ان کے ساتھ جنگ کون کرے گا حالانکہ وہ نبی ہوں گے شامول نے کہا ان کی قوم ہی ان کے ساتھ جنگ کرے گی بادشاہ نے پوچھا ان کی مرقد انور کہاں ہوگی اس عالم نے جواب دیا ان کا روضہ اطہر اسی شہر میں ہوگا۔ بادشاہ نے پوچھا جب ان کے اور ان کے دشمنوں کے درمیان جنگ ہوگی تو فتح کس کو حاصل ہوگی اس عالم یہودیت نے جواب دیا کبھی ان کو فتح ہوگی اور کبھی وہ مفتوح ہوں گے لیکن بالآخر انہیں اللہ تعالیٰ اتنا غلبہ عطا فرمائے گا کہ پھر ان کے ساتھ جنگ کرنے کی کوئی جرأت نہیں کر سکے گا پھر بادشاہ نے آپ ﷺ کے اوصاف حمیدہ پوچھے اس عالم نے حضور ﷺ کے تمام اوصاف، خوبیاں اور محاسن اس بادشاہ کو بتائے۔

جس شامول نے بادشاہ کو تمام گفتگو سنائی تو اس وقت بادشاہ کے دربار میں اس کے علماء بھی بیٹھے ہوئے تھے انہوں نے کہا ہم اس شہر کو ہرگز نہیں چھوڑیں گے شاید ہم ان نبی مکرم ﷺ کے عہد سعید کو پالیں یا ہماری اولاد کو ان کے زریں عہد کو پالینے

فَكُنْ شَفِيعِیْ اِلٰی مَلِيكٍ بِدَعْوِ الْبَرَايَا اِلَی الْفَلَاحِ

”بارگاہ لم یزل میں میری شفاعت فرمائیں اس دعوت کے طفیل جس میں لوگوں کے لئے فلاح کا پیغام ہے۔“

حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں میں نے ان اشعار کو یاد کرلیا اور واپس آ گیا جب میں مکہ معظمہ میں پہنچا تو میں نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ملاقات کی میں نے انہیں تمام واقعہ سنایا انہوں نے کہا اس سے مراد حضرت محمد ﷺ ہیں ان کی بارگاہ میں جاؤ میں حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے گھر آیا جب حضور ﷺ نے مجھے دیکھا تو آپ ﷺ مسکرانے لگے۔ آپ نے فرمایا تمہارا چہرہ مجھے بڑا خوبصورت لگ رہا ہے میں تمہارے لئے بھلائی کی امید کرتا ہوں۔ آپ نے فرمایا تمہارے پیچھے کیا ہے میں نے کہا یہ امانت ہے۔ آپ نے فرمایا تجھے بھیجنے والے نے ایک خط کے ساتھ بھیجا ہے لاؤ وہ خط مجھے دو۔ میں نے آپ ﷺ کو تمام واقعہ کی خبر دی اور آپ ﷺ کے دست اقدس پر اسلام قبول کرلیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا حمیر کا بھائی مومن ہے اور میری تصدیق کرنے والا ہے۔ اس نے میری جو صفات بیان کیں ہیں وہ تمام سچ ہیں۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ کی بعثت سے قبل میں تجارت کی غرض سے یمن کی طرف گیا میں نے وہاں ایک بزرگ کے پاس قیام کیا وہ ایک متبحر عالم تھا اس نے بہت سی کتابیں پڑھی تھیں اس وقت اس کی عمر ترانوے سال تھی جب اس نے مجھے دیکھا تو اس نے کہا میں خیال کرتا ہوں کہ تو اہل حرم میں سے ہے۔ میں نے کہا ہاں میں اہل حرم سے ہوں اور تیم بن مرہ سے میرا تعلق ہے میں عبداللہ بن عثمان بن عامر بن عمرو بن کعب بن سعید بن تیم بن مرہ ہوں۔ اس نے کہا اب میں تجھ میں صرف ایک اور نشانی دیکھنا چاہتا ہوں ذرا اپنے پیٹ سے کپڑا ہٹاؤ۔ میں نے کہا میں اس وقت تک ہرگز اپنے پیٹ کو ننگا نہیں کروں گا جب تک مجھے یہ معلوم نہ ہو جائے کہ تو کیا کرنا چاہتا ہے۔ اس نے کہا مجھے صحیح اور سچے علم کے ذریعے معلوم ہوا ہے کہ حرم میں سے ایک نبی مبعوث ہوگا ایک نوجوان اور ایک بوڑھا اس کے معاملہ میں اس کی مدد کریں گے۔ نوجوان تکالیف اور مصائب میں کود جانے والا ہوگا اور وہ سختیوں کو دور کرنے والا ہوگا جبکہ بوڑھے کا رنگ سفید اور وہ ناتواں ہوگا اس کے پیٹ پر تل ہوگا اور اس کی بائیں ران پر بھی علامت ہوگی۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں میں نے اپنے پیٹ سے کپڑا ہٹایا اس نے میری ناف کے اوپر سیاہ تل دیکھا اس نے کہا اللہ کی قسم! تو وہی ہے۔ اب میں تجھے چند باتوں کا حکم دیتا ہوں: (1) خواہشات نفسانی سے اجتناب کرنا، (2) صراط مستقیم پر چلنا، (3) اللہ تعالیٰ جو کچھ تجھے عطا کرے اس کو کافی سمجھنا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں میں نے یمن میں ہی اپنے سامان کو فروخت کیا اور آخری ملاقات کرنے کے لئے اس بزرگ کے پاس آیا۔ اس نے کہا کیا تو میرے چند اشعار نبی مکرم ﷺ تک پہنچا دے گا۔ میں نے کہا ہاں اس نے چند شعر کہے جس میں اس نے یہ خبر دی کہ تمام علماء یہود، راہبوں اور کاہنوں نے یہ خبر دی ہے کہ مکہ مکرمہ میں حضور ﷺ کا ظہور ہوگا وہ بتوں کو توڑ دیں گے وہ خفیہ اور اعلانیہ لوگوں کو اپنی اتباع کی طرف بلائیں گے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے ان

الْاَخِ الصَّالِحِ۔‘‘

ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ مدینہ طیبہ کے وہ لوگ جنہوں نے حضور ﷺ کی تائید اور نصرت کی تھی وہ ان چار سو علماء اور حکماء کی اولاد میں سے تھے جنہوں نے مدینہ طیبہ کو اپنا مسکن بنایا تھا۔ قبیلہ اوس اور خزرج انہی کی اولاد میں سے تھے۔

ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور ﷺ کی بعثت سے پہلے میں نے یمن کی طرف سفر کیا میں عسکلان الحمیری کے ہاں بطور مہمان ٹھہرا وہ ایک عظیم بزرگ تھا میں جب بھی یمن آتا تھا اس کے ہاں ضرور قیام کرتا تھا اس نے مجھ سے ایک مرتبہ مکہ مکرمہ، کعبہ مشرفہ اور آبِ زمزم کے متعلق سوال کیا اس نے مجھ سے پوچھا کیا کسی ایسے شخص کا ظہور ہوا ہے جس نے تمہارے دین کی مخالفت کی ہو۔ پھر میں حضور ﷺ کی بعثت کے بعد اس کے ہاں بطور مہمان ٹھہرا اب وہ ضعیف ہو چکا تھا اس کی قوت بصارت بھی جواب دے چکی تھی۔ اس کے بیٹوں اور پوتوں نے میرے متعلق اسے بتایا۔ اس نے اپنی پگڑی کو پہنا اور ٹیک لگا کر بیٹھ گیا۔ اس نے مجھ سے کہا اے قبیلہ قریش کے فرد! اپنا نسب نامہ بیان کرو۔ میں نے کہا میں عبدالرحمٰن بن عوف بن حارث بن زہرہ ہوں اس نے کہا اے زہرہ کے بھائی! اتنا ہی کافی ہے کیا میں تجھے وہ بشارت نہ دوں جو تیرے لئے تجارت سے بہتر ہو۔ میں نے کہا آپ مجھے ایسی خوشخبری ضرور دیں۔ اس نے کہا میں تمہیں بتاتا ہوں اور تمہیں خوشخبری دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے پہلے ماہ میں تیری قوم میں سے ایک نبی (ﷺ) مبعوث کیا ہے اسے اس نے منتخب اور برگزیدہ فرمالیا ہے اس پر اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب نازل کی ہے اور اس کے لئے ان گنت ثواب مقرر فرمایا ہے وہ بت پرستی سے روکے گا اور اسلام کی طرف دعوت دے گا۔ وہ خود بھی حق پر عمل پیرا ہوگا اور حق کا ہی حکم دے گا وہ باطل سے خود بھی کنارہ کش ہوگا اور باطل سے روگردانی کا حکم دے گا۔ میں نے پوچھا ایسے عظیم الشان نبی ﷺ کا تعلق کس سے ہوگا۔ وہ کہنے لگا وہ غلطی اور خطا نہیں کریں گے اور نہ ہی ان کے لئے ہلاکت ہوگی ان کا تعلق بنو ہاشم سے ہوگا اے عبدالرحمٰن! تم ان کے ماموں سے ہوگے۔ اس واقعہ کو مخفی رکھو۔ جلدی جلدی واپس جاؤ۔ جا کر ان کے معاون اور مددگار بن جاؤ اور مندرجہ ذیل اشعار ان کی بارگاہ میں پیش کرنا:

اَشْهَدُ بِاللّٰهِ ذُوالْمَعَالِیْ وَفَالِقِ اللَّیْلِ وَالصَّبَاحِ

’’میں خدائے بزرگ و برتر کی قسم اٹھاتا ہوں وہ معبود برحق جو رات کو اجالے میں اور دن کو ظلمت میں تبدیل کرنے والا ہے۔‘‘

اَنَّکَ ذُوالسِّرِ مِنْ قُرَیْشٍ یَا ابْنَ الْمُفْدٰی مِنَ الذِّبَاحِ

’’اے اس شخص کے لخت جگر جس کے ذبح ہونے کا فدیہ ادا کیا گیا تھا آپ قریش میں سے صاحب اسرار شخص ہیں۔‘‘

اُرْسِلْتَ تَدْعُوْ اِلٰی یَقِیْنٍ یَرْشُدُ لِلْحَقِّ وَالْفَلَاحِ

’’آپ کو رسول بنا کر بھیجا گیا ہے آپ اس یقین کی طرف دعوت دیتے ہیں جو حق اور کامرانی کی طرف راہ نمائی کرتا ہے۔‘‘

اَشْهَدُ بِاللّٰهِ رَبِّ مُوْسٰی اَنَّکَ اُرْسِلْتَ بِالْبَطَاحِ

’’میں گواہی دیتا ہوں اس معبود کی جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کا پروردگار ہے کہ آپ وادی بطحاء میں مبعوث ہوئے ہیں۔‘‘

نے کہا یہ یہودی سچ کہہ رہا تھا احمد مجتبیٰ ﷺ کے انتظار نے میری وہ حالت کر دی ہے جو بیان سے باہر ہے شاید میں ان کا زمانہ پا لوں اور ان پر ایمان لے آؤں جب اسے حضور ﷺ کے متعلق خبر ملی تو وہ ایمان لے آیا۔

امام بیہقی اور ابونعیم رحمہما اللہ تعالیٰ نے حضرت حسان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں اس وقت سات یا آٹھ سال کا بچہ تھا جو کچھ میں دیکھتا یا سنتا اسے میں یاد رکھتا تھا میں نے ایک دن صبح کے وقت ایک یہودی کو چیختے ہوئے سنا اس نے بلند آواز سے کہا اے قوم یہود! تمام لوگ اس کے پاس آئے میں ان کی گفتگو سن رہا تھا وہ کہہ رہے تھے تجھے ہلاکت ہو تو نے ہم کو کیوں بلایا ہے اس نے کہا آج احمد (ﷺ) کا ستارہ طلوع ہو گیا ہے وہ آج کی رات پیدا ہو گئے ہیں۔

حضرت کعب الاحبار رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے تورات میں دیکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو وہ وقت بھی بتا دیا تھا جس وقت حضور ﷺ نے شکم مادر سے اس دنیا میں تشریف لانا تھا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم سے فرمایا تھا کہ فلاں مشہور ستارہ جب حرکت کرنے لگے اور اپنی جگہ چھوڑ دے تو وہ حضور ﷺ کی ولادت کا وقت ہوگا علمائے بنی اسرائیل اس بات کو نسل در نسل منتقل کرتے رہے۔

ہشام بن عروہ نے اپنے والد سے اور وہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتی ہیں کہ ایک یہودی مکہ مکرمہ میں رہا کرتا تھا جس رات حضور ﷺ اس جہان رنگ و بو میں تشریف لائے اس رات وہ قریش کی مجلس میں آیا اور پوچھنے لگا اے قوم قریش! کیا آج رات تمہارے ہاں کسی بچے کی ولادت ہوئی ہے۔ انہوں نے کہا ہمیں معلوم نہیں ہے اس نے کہا اللہ اکبر غور سے سنو اور جو کچھ میں کہہ رہا ہوں اسے یاد رکھو آج رات ایک نبی (ﷺ) کی ولادت ہوئی ہے ان کے دونوں کندھوں کے درمیان ایک علامت ہوگی وہاں بال ہوں گے جو گھوڑے کے ایال کی طرح دکھائی دیں گے لوگ اس یہودی کی بات پر تعجب کرتے ہوئے اپنی مجالس سے اٹھ کر چلے گئے۔ جب وہ اپنے اپنے گھر گئے تو انہیں بتایا گیا کہ آج عبداللہ بن عبدالمطلب کے ہاں ایک بچہ پیدا ہوا ہے انہوں نے اس کا نام محمد (ﷺ) رکھا ہے۔ قوم قریش اس یہودی کے پاس گئی اور کہنے لگی کہ فلاں گھر آج ایک بچہ پیدا ہوا ہے یہودی نے کہا مجھے اس بچے کے پاس لے چلو تمام لوگ اس یہودی کو لے کر حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس آئے۔ قوم قریش نے کہا اے آمنہ! ہمیں اپنا بچہ دکھاؤ۔ حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے انہیں اپنا لخت جگر دکھایا جب انہوں نے آپ ﷺ کی پشت مبارک سے کپڑا اٹھایا اور یہودی نے آپ ﷺ کی مہر نبوت کو دیکھا تو وہ بے ہوش کر گر پڑا۔ جب وہ ہوش میں آیا تو لوگوں نے پوچھا تجھے کیا ہوا ہے اس نے کہا اللہ کی قسم! آج بنی اسرائیل سے نبوت ختم ہو گئی ہے اے قوم قریش! اللہ کی قسم! وہ لوگ تم پر اس طرح حملہ آور ہوں گے کہ اس کی خبر شرق تا غرب پھیل جائے گی۔ جن لوگوں کو یہودی نے یہ بشارت دی تھی ان میں ہشام بن المغیرہ، عتبہ بن ربیعہ اور ولید بن مغیرہ بھی تھا اللہ تعالیٰ نے ان تمام سے اپنے نبی مکرم ﷺ کو بچا لیا۔ ان لوگوں میں عبیدہ بن الحارث بن المطلب بھی تھا۔

امام واقدی رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا ہے کہ مکہ معظمہ میں ایک یہودی تھا اس کا نام یوسف تھا۔ جب حضور ﷺ کی ولادت ہوئی آپ کی ولادت کی خبر عام ہونے سے پہلے وہ قریش مکہ کے پاس سے گزرا اس نے کہا اے گروہ قریش! آج

کی وصیت اور اشعار کو اچھی طرح یاد کر لیا اور میں مکہ واپس آ گیا میرے پاس شیبہ ابن ربیعہ، ابو جہل ابن ہشام، ابوالبحتری اور عقبہ بن ابی معیط وغیرہ آئے۔ میں نے کہا کیا کوئی نیا واقعہ رونما ہوا ہے۔ انہوں نے کہا ایک بہت بڑا واقعہ ظہور پذیر ہوا ہے محمد بن عبداللہ (ﷺ) کہتے ہیں کہ وہ اللہ کے سچے نبی ہیں۔ اگر آپ نہ ہوتے تو ہم ان کا انتظار نہ کرتے۔ آپ آ گئے ہیں تمام معاملہ آپ کے سپرد ہے میں نے تعجب کا اظہار کیا۔ میں نے انہیں چھوڑا اور حضور ﷺ کے بارے میں پوچھنے لگا۔ مجھے معلوم ہوا کہ آپ ﷺ حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے گھر میں تشریف فرما ہیں میں نے کہا اے محمد! صلی اللہ علیک وسلم آپ اپنی قوم کی محفل میں نہیں تھے۔ آپ کی قوم کہہ رہی ہے کہ آپ ﷺ نے اپنے آباء کے دین کو چھوڑ دیا ہے آپ ﷺ نے فرمایا اے ابوبکر! میں تیری طرف اور تمام لوگوں کی طرف اللہ کا رسول بنا کر بھیجا گیا ہوں اللہ پر ایمان لے آؤ۔ میں نے کہا آپ کے پاس اپنی رسالت کی کیا علامت ہے آپ ﷺ نے فرمایا وہ بزرگ جو تجھے یمن میں ملا تھا وہی میری علامت ہے۔ میں نے کہا مجھے کتنے ہی بوڑھے یمن میں ملے ہیں میں نے ان کے ساتھ خرید وفروخت کی اور لین دین کیا۔ آپ نے فرمایا میں اس بزرگ کے متعلق بات کر رہا ہوں جس نے تجھے میرے بارے میں خبر دی تھی اور تجھے اشعار سنائے تھے میں نے کہا اے میرے محبوب مکرم! صلی اللہ علیک وسلم آپ کو اس کے متعلق کس نے بتایا ہے۔ آپ نے فرمایا مجھے اسی فرشتے نے بتایا ہے جو مجھ سے پہلے انبیاء کرام کے پاس وحی لے کر آتا تھا۔ میں نے کہا میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے علاوہ کوئی اور معبود نہیں اور آپ اللہ کے سچے رسول ہیں۔ آپ فرماتے ہیں کہ پھر میں آپ کی بارگاہ سے واپس آ گیا آج میں دولت اسلام سے مالا مال ہونے کی وجہ سے بڑا خوش تھا۔

ایک یہودی نے حضرت عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا اے سید بطحا! جس بچے کے متعلق میں آپ سے گفتگو کرتا تھا آج وہ پیدا ہو گیا ہے حضرت عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا آج میرے ہاں ایک بچہ پیدا ہوا ہے۔ یہودی نے پوچھا آپ نے اس کا نام کیا رکھا ہے؟ انہوں نے کہا میں نے اس کا نام ''محمد'' رکھا ہے یہودی نے کہا یہی تین نشانیاں ان کی نبوت کی علامت ہیں: (1) آج رات اس نبی ﷺ کا ستارہ طلوع ہو گیا ہے، (2) اس کا نام گرامی ''محمد'' ہو گا، (3) وہ قوم کے بہترین خاندان میں پیدا ہو گا اور آپ اپنی قوم کے بہترین خاندان میں سے ہیں۔

حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں اللہ کی قسم! میں ایک قلعے پر چڑھا ہوا تھا کہ میں نے ایک بلند آواز سنی۔ میں نے دیکھا تو مجھے یہودیوں کے قلعہ پر ایک یہودی نظر آیا۔ اس کے پاس آگ کی مشعل تھی اور وہ لوگوں کو اپنی طرف بلا رہا تھا۔ لوگ اس کے پاس جمع ہوتے انہوں نے اس کی یہ چیخ وپکار ناپسند کی انہوں نے اس سے پوچھا تیرے لئے ہلاکت ہو تو اس طرح کیوں چیخ رہا ہے؟ حضرت حسان رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں میں نے سنا وہ کہہ رہا تھا سرخ ستارہ طلوع ہو گیا ہے یہ ستارہ صرف اسی وقت طلوع ہوتا ہے جب کسی نبی کی ولادت کا وقت ہوتا ہے اور انبیاء میں سے صرف احمد (مجتبیٰ ﷺ) ہی باقی رہ گئے ہیں یہ سن کر لوگوں نے بڑے تعجب کا اظہار کیا اور وہ ہنستے ہوئے واپس چلے گئے۔ ابوقیس جو بنی عدی بن النجار کے قبیلہ کا ایک فرد تھا اس نے رہبانیت اختیار کر رکھی تھی اور وہ کھدر کا لباس پہنتا تھا۔ اس سے کہا گیا اے ابوقیس! دیکھو یہ یہودی کیا کہہ رہا ہے۔ ابوقیس

اس نے حضرت عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو علیحدگی میں بلایا اور جب آپ اس کے پاس تشریف لے گئے تو اس نے آپ کو خاص مقام عطا کیا اور خلوت میں کچھ باتیں کیں اس نے کہا میں اپنا ایک راز تمہارے سامنے بیان کرنا چاہتا ہوں اور میں امید کرتا ہوں کہ تم اسے پوشیدہ رکھو گے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اسے ظاہر کرنے کی اجازت دے۔ ہمارے پاس ایک کتاب ہے جس کو ہم تمام لوگوں سے چھپاتے ہیں ہم نے اس کو اپنے لئے مخصوص کر رکھا ہے کسی غیر کو اس پر آگاہ نہیں ہونے دیتے اس میں آپ کے لئے ایک خصوصی فضیلت لکھی ہوئی ہے۔ عبدالمطلب نے کہا خدا تمہیں خوش رکھے اور نیکی کی توفیق دے وہ کیا ہے۔ بادشاہ نے کہا جب تہامہ میں ایک بچہ پیدا ہوگا جس کے کندھوں کے درمیان ایک نشان ہوگا وہ سارے عرب کا سردار ہو گا اور اس کے ذریعے تمہیں بھی روزِ قیامت تک سارے عرب کی قیادت نصیب ہوگی۔ حضرت عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا اگر بادشاہ سلامت اجازت دیں تو میں درخواست کروں گا کہ وہ اس بشارت کی تفصیل بیان کریں تاکہ میری خوشی میں اضافہ ہو۔ بادشاہ نے کہا اس بچے کی پیدائش کا زمانہ آگیا ہے یا وہ پیدا ہو چکا ہے اس کا نام نامی محمد ہے اس کے دونوں کندھوں کے درمیان نشان ہے ان کا والد اور ماں فوت ہوں گے اس کا دادا اور چچا اس کی کفالت کریں گے وہ خداوند رحمٰن کی عبادت کرے گا اور شیطان کو ٹھکرا دے گا آگ کو بجھا دے گا بتوں کو توڑ دے گا اس کی بات فیصلہ کن ہوگی اس کا حکم سراپا انصاف ہوگا وہ نیکی کا حکم دے گا اور برے کاموں سے روکے گا۔

حضرت عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا اے بادشاہ! تیرا ہمسایہ ہمیشہ باعزت رہے، تو ہمیشہ سعادت مند رہے، تیری عمر دراز ہو اور تیری حکومت ہمیشہ رہے کیا تو مزید وضاحت کی زحمت گوارا کرے گا۔ سیف بن ذی یزن نے کہا اس غلافوں والے گھر کی قسم! اے عبدالمطلب! تو اس کا دادا ہے اس میں ذرا جھوٹ نہیں۔ حضرت عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سجدہ میں گر پڑے۔ بادشاہ نے کہا سر اٹھائیے۔ تیرا سینہ ٹھنڈا ہو کیا تو نے اس چیز کو محسوس کیا ہے جس کا میں نے تیرے سامنے ذکر کیا۔ حضرت عبدالمطلب نے کہا بے شک اے بادشاہ! میرا ایک بیٹا تھا جس پر میں فریفتہ تھا میں نے اس کی شادی ایک عفت مآب خاتون سے کی جس کا نام آمنہ بنت وہب ہے اس کے ہاں ایک بیٹا پیدا ہوا ہے جس کا میں نے محمد نام رکھا ہے۔ اس کا باپ اور والدہ فوت ہو چکے ہیں میں اور اس کا چچا اس کی کفالت کرتے ہیں اس کے کندھوں کے درمیان ایک نشان ہے اس میں وہ تمام علامتیں موجود ہیں جن کا تو نے ذکر کیا۔ سیف نے کہا پھر اپنے بچے کی حفاظت کیا کرو اور یہود سے محتاط رہا کرو کیونکہ وہ اس کے دشمن ہیں اور اللہ تعالیٰ انہیں کبھی اس پر غالب نہیں ہونے دے گا اور جو باتیں میں نے تمہارے ساتھ کیں ہیں ان سے اپنے ساتھیوں کو مت آگاہ کرنا کیونکہ مجھے اندیشہ ہے کہ وہ حسد نہ کرنا شروع کر دیں اور اگر مجھے یہ علم نہ ہوتا کہ عنقریب اس کی بعثت سے قبل میں اس دار فانی سے رخصت ہو جاؤں گا تو میں اپنے گھڑ سوار دستوں اور پیدل سپاہیوں کے ساتھ یہاں سے ترک سکونت کر کے یثرب کو اپنا دارالسلطنت بناتا کیونکہ میری کتاب میں لکھا ہے کہ یثرب میں اس کا دین مستحکم ہوگا وہاں کے لوگ آپ کے انصار ہوں گے۔ اس کے بعد سیف بن ذی یزن نے قریش کے وفد کو اپنے دربار میں طلب کیا ہر ایک کو سو سو اونٹ، دس دس غلام، دس دس کنیزیں، دس رطل چاندی، دس رطل سونا اور عنبر کا بھرا ایک ظرف دیا لیکن

رات تمہارے محلہ میں اس امت کا نبی پیدا ہو گیا ہے۔ وہ اس خبر کی تصدیق کے لئے تمام مجالس میں گھوما لیکن اسے کہیں سے بھی اپنی اس خبر کی تصدیق نہ ہوئی۔ آخر میں وہ حضرت عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مجلس میں آیا اور یہی سوال کیا۔ اس سے کہا گیا کہ عبداللہ بن عبدالمطلب کے ہاں ایک بچہ پیدا ہوا ہے اس یہودی نے کہا مجھے تورات کی قسم! وہ نبی (ﷺ) ہے۔

شیخ اکبر "مسامرات" میں فرماتے ہیں کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا گیا ہے کہ جب سیف بن ذی یزن کو اللہ تعالیٰ نے یمن پر غلبہ عطا کیا اور اس نے اہل حبش پر فتح حاصل کی تو اس نے اہل حبش کو یمن سے جلاوطن کر دیا۔ یہ واقعہ حضور ﷺ کی ولادت باسعادت کے دو سال بعد رو پذیر ہوا عرب کے قبائل کے شعراء اور سرداروں کے کئی وفد سیف کو اس کامیابی پر مبارک پیش کرنے کے لئے یمن حاضر ہوئے ان میں مکہ کے قریش کا بھی ایک وفد تھا جس میں عبدالمطلب بن ہاشم، امیہ بن عبدشمس، عبداللہ بن جدعان، خویلد بن عبدالعزی اور وہب بن مناف بن زہرہ وغیرہ اکابر قریش شامل تھے یہ وفد صنعاء پہنچا معلوم ہوا کہ سیف غمدان نامی محل میں سکونت پذیر ہے انہوں نے حاضر ہونے کی اجازت طلب کی انہیں باریابی کی اجازت ملی جب یہ سیف کے دربار میں حاضر ہوئے تو انہوں نے دیکھا کہ وہاں ایک جشن کا سا سماں تھا عنبر و مشک کی خوشبو فضا کو معطر کر رہی تھی۔ صفائی کا خاص اہتمام کیا گیا تھا بادشاہ کے دائیں بائیں مختلف ممالک کے بادشاہ، شہزادے اور رؤساء کا ایک جمگھٹا تھا عبدالمطلب اس کے قریب پہنچے اور گفتگو کرنے کی اجازت طلب کی۔ سیف نے کہا: اگر تمہیں بادشاہوں کے دربار میں لب کشائی کا سلیقہ آتا ہے تو ہم تمہیں اجازت دیتے ہیں۔ حضرت عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا اے بادشاہ! اللہ تعالیٰ نے تمہیں عمدہ منصب پر فائز کیا ہے تو حسب اور نسب کے اعتبار سے قابل رشک ہے تو سارے عرب کا سردار ہے تو اس کی وہ بہار ہے جس سے سارا عرب سرسبز و شاداب ہوتا ہے تیرے بزرگ ہمارے لئے بہترین سلف تھے اور تو ان کا بہترین خلف ہے جس کا جانشین تیرے جیسا ہو وہ فنا نہیں ہوگا اور جس کے آباء و اجداد تیرے آباء و اجداد کی طرح ہوں وہ کبھی گمنام نہیں ہوتا۔ اے بادشاہ! ہم اللہ تعالیٰ کے حرم کے رہنے والے ہیں اور اس گھر کے خادم ہیں ہم تیری خدمت میں ہدیہ تہنیت پیش کرنے کے لئے آئے ہیں۔

سیف نے کہا اے گفتگو کرنے والے! تم اپنا تعارف کراؤ آپ نے کہا میں عبدالمطلب بن ہاشم بن عبد مناف ہوں۔ بادشاہ نے کہا پھر تو تم ہمارے بھانجے ہو۔ آپ نے فرمایا بے شک۔ بادشاہ نے انہیں اپنے قریب بٹھایا پھر آپ کی طرف اور قوم قریش کی طرف متوجہ ہوا اور کہنے لگا مرحبا! خوش آمدید! تمہارے لئے یہاں اونٹنی بھی ہے اور کجاوہ بھی۔ خیمہ زن ہونے کے لئے کشادہ میدان بھی ہے اور ایسا بادشاہ بھی ہے جو عظیم الشان ہے اور اس کی سخاوت کی کوئی حد نہیں۔ میں نے تمہاری گفتگو سنی ہے اور تمہاری قریبی رشتہ داری کو پہچانا ہے۔ جب تک تم یہاں اقامت گزیں رہو گے تمہاری ہر طرح عزت و تکریم کی جائے گی اور جب تم سفر کرو گے تو تمہیں انعامات سے نوازا جائے گا اب تم مہمان خانے میں تشریف لے جاؤ وہاں تمہاری ہر طرح مہمان نوازی کی جائے گی۔

وہ ایک مہینہ وہاں ٹھہرے نہ انہیں واپس جانے کی اجازت دیتا اور نہ ہی انہیں ملاقات کا موقع دیتا پھر اچانک ایک روز

تیسرا باب

اس باب میں حضور تاجدار مدینہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے متعلق ان بشارات کا ذکر کیا جائے گا جو عیسائیوں کے راہبوں نے دی تھیں

ابن سعد، امام بیہقی اور ابونعیم رحمہم اللہ تعالیٰ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ مجھے حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں ایران کے ایک شہر اصفہان کا رہنے والا تھا میرا باپ ایک کسان تھا وہ مجھ سے بہت شدید محبت کرتا تھا حتیٰ کہ وہ مجھے گھر میں اس طرح قید کر دیتا جس طرح کہ دوشیزہ کو گھر میں محبوس کر دیا جاتا ہے میں مجوسیت میں کمال حاصل کرتا رہا۔ حتیٰ کہ میری یہ ڈیوٹی لگ گئی کہ میں آگ کو جلایا کروں۔ میں اس کام میں اس طرح منہمک تھا کہ مجھے لوگوں کے کسی معاملہ کا کوئی علم نہ تھا۔ میرے باپ کی ایک جاگیر تھی اس میں کچھ مزدور کام کرتے تھے ایک دن میرے باپ نے مجھے بلایا اور کہا اے میرے نور نظر! میرے پاس اتنا وقت نہیں کہ میں اپنی جائیداد کی طرف توجہ دے سکوں لیکن میں اپنے ڈیرے کے متعلق تازہ حالات سے آگاہی حاصل کرنا چاہتا ہوں تم ڈیرے پر جاؤ اور مزدوروں کو احکامات جاری کرو۔ لیکن یاد رکھو وہاں سے جلدی واپس آ جانا دیر نہ کرنا اگر تم نے دیر کر دی تو تم مجھے تمام معاملات سے روک دو گے میں اپنے گھر نکلا اور اپنی جاگیر کی طرف جانے لگا میرا گزر نصاریٰ کے گرجا کے پاس سے ہوا میں نے ان کی آوازوں کو سنا میں نے لوگوں سے پوچھا یہ کیسی آوازیں ہیں؟ لوگوں نے مجھے بتایا کہ اس گرجا میں عیسائی نماز ادا کر رہے ہیں۔ میں ان کو دیکھنے کے لئے گرجا گھر میں داخل ہو گیا ان کی حرکات و سکنات دیکھ کر میں متعجب ہوا اللہ کی قسم! میں غروب آفتاب تک ان کے پاس بیٹھا رہا۔ میرے باپ نے میری تلاش میں آدمیوں کو ادھر ادھر دوڑایا۔ میں شام کے وقت گھر واپس آیا میں اپنی مصروفیت کی وجہ سے اپنے ڈیرے پر بھی نہ جا سکا تھا میرے باپ نے مجھ سے پوچھا تو کہاں تھا کیا میں نے تمہیں نہیں کہا کہ دیر مت کرنا میں نے کہا اے میرے باپ! میں ایک قوم کے پاس سے گزرا ان کو نصاریٰ کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے مجھے ان کی نماز اور دعاؤں نے تعجب میں ڈال دیا۔ میں یہ دیکھنے کے لئے ان کے پاس بیٹھ گیا کہ وہ کیا کرتے ہیں میرے باپ نے مجھ سے کہا میرے بیٹے! تیرا اور تیرے آباء کا دین ان کے دین سے کہیں بہتر ہے میں نے کہا نہیں اللہ کی قسم! ان کا دین ہمارے دین سے بہتر ہے وہ صرف اللہ کی عبادت کرتے ہیں اور اسی سے دعا مانگتے ہیں اور اسی کے لئے نماز ادا کرتے ہیں لیکن ہم اس آگ کی پوجا کرتے ہیں جس کو ہم اپنے ہاتھ سے روشن کرتے ہیں جب ہم اس آگ کو چھوڑ دیتے ہیں تو وہ بجھ جاتی ہے۔ میرا باپ مجھ سے خوفزدہ ہو گیا اس نے میرے پاؤں میں بیڑیاں ڈال دیں اور اپنے

حضرت عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ہر چیز دس دس گنا زیادہ دی اور رخصت کرتے وقت کہا کہ آئندہ سال آنا اور مجھے اس سعید بچے کے حالات سے آگاہ کرنا لیکن سال ختم ہونے سے پہلے ہی سیف بن ذی یزن وفات پا گیا۔

حضرت عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب روانہ ہوئے تو انہوں نے اپنے ساتھیوں سے کہا اے گروہ قریش! بادشاہ نے تم سے دس گنا زیادہ جو انعامات مجھے دیئے ہیں تم اس پر رشک نہ کرنا کیونکہ بہر حال یہ ساری چیزیں ختم ہونے والی ہیں لیکن اگر رشک کرنا ہے تو اس چیز پر کرو جو ہمیشہ رہنے والی ہے انہوں نے پوچھا وہ کیا ہے آپ نے فرمایا کچھ عرصہ بعد اس کا اعلان کیا جائے گا۔

یہ واقعہ ذکر کرنے کے بعد محی الدین رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ ایک جید عالم نے حضرت عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ کے ایک ہاتھ میں بادشاہی اور دوسرے ہاتھ میں نبوت ہے اس عالم نے یہ بات حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شادی سے پہلے کی تھی اور اس سے مراد نبوت مصطفویہ اور خلافت عباسیہ ہے۔ علامہ الماوردی رحمۃ اللہ علیہ نے اعلام النبوۃ میں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا ہے کہ جب سیف بن ذی یزن حبشہ پر قابض ہوا تو اس وقت حضور ﷺ کی عمر دو سال تھی۔

حاکم، امام البیہقی، الطبرانی اور ابونعیم رحمہما اللہ تعالیٰ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما اور وہ اپنے والد محترم حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اور وہ اپنے والد حضرت عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں وہ بیان کرتے ہیں کہ موسم سرما میں ہم یمن گئے۔ میں وہاں یہودیت کے ایک عالم کے ہاں ٹھہرا۔ اس نے مجھ سے پوچھا تیرا تعلق کس قبیلہ سے ہے میں نے کہا میرا تعلق قبیلہ قریش سے ہے۔ اس نے کہا قبیلہ قریش کی کس شاخ سے؟ میں نے کہا بنی ہاشم سے میرا تعلق ہے اس نے کہا کیا تو مجھے اجازت دیتا ہے کہ میں تیرے جسم کے کچھ اعضاء دیکھوں۔ میں نے کہا ہاں میری شرم گاہ کو چھوڑ کر تو میرے جسم کے تمام اعضاء کو دیکھ سکتا ہے۔ اس نے پہلے میرے ایک نتھنے کو کھولا اس میں دیکھا پھر دوسرے کو بھی کھولا اور اس میں دیکھا اس نے کہا میں گواہی دیتا ہوں کہ تیرے ایک ہاتھ میں نبوت اور دوسرے ہاتھ میں بادشاہی ہے۔

ایک روایت کے مطابق اس عالم نے کہا کہ یہ سب کچھ تجھے بنی زہرہ سے حاصل ہوگا کیا تجھے معلوم ہے کہ یہ سعادت تجھے کیسے حاصل ہوگی میں نے کہا نہیں میں نہیں جانتا اس نے کہا کیا تمہاری ''شاعۃ'' ہے میں نے کہا ''شاعۃ'' سے کیا مراد ہے اس نے کہا بیوی میں نے کہا نہیں آج کل میں بیوی کے بغیر ہی ہوں اس نے کہا جب تو واپس جائے تو بنی زہرہ میں شادی کر لینا۔ حضرت عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ مکہ معظمہ میں تشریف لائے اور ہالہ بنت وہب سے شادی کر لی۔ ان کے بطن سے حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا پیدا ہوئے اور اپنے بیٹے حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شادی حضرت آمنہ بنت وہب رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے کی ان کے بطن اطہر سے حضور ﷺ پیدا ہوئے۔ یہ دیکھ کر قریش نے کہا عبداللہ اپنے باپ پر فوقیت لے گئے ہیں۔

یا تو میں موصل چلا آیا میں اس کے بتائے ہوئے پادری کے پاس آیا وہ صفات میں پہلے پادری کا ہم مثل تھا۔
وہ بھی تارک الدنیا اور عجز وانکساری کا پیکر تھا۔ میں نے اس سے کہا فلاں پادری نے مجھے آپ کے پاس بھیجا ہے تا کہ میں آپ کے پاس رہوں! اس پادری نے کہا اے میرے بیٹے! تم میرے پاس ٹھہر سکتے ہو۔ اس کے بعد میں اس کے ساتھ اقامت گزیں رہا حتیٰ کہ اس کی وفات کا وقت قریب آ گیا میں نے اس سے کہا فلاں پادری نے مجھے آپ کے پاس آنے کے لیے کہا تھا۔ اب آپ بھی داعی اجل کو لبیک کہہ رہے ہیں اب آپ مجھے کس شخص کے پاس جانے کی وصیت کریں گے؟ اس پادری نے بوقت مرگ کہا اللہ کی قسم میں صرف ایک شخص کو جانتا ہوں جو ہماری طرح عمدہ صفات سے متصف ہے وہ نصیبین کا رہنے والا ہے تم اس کے پاس چلے جاؤ۔ جب ہم نے اس پادری کو دفن کر دیا تو نصیبین میں اس پادری کے پاس چلا گیا میں نے اس سے کہا کہ فلاں پادری نے مجھے فلاں کے پاس جانے کی وصیت کی تھی اور اب اس نے مجھے تمہارے پاس حاضر ہونے کی وصیت کی ہے۔ اس نے بھی مجھے اپنے پاس ٹھہرنے کی اجازت دے دی وہ بھی عمدہ اوصاف اور اچھے اخلاق کا مالک تھا۔ میں اس کے پاس ہی سکونت پذیر رہا حتیٰ کہ اس کی وفات کا وقت قریب آ گیا۔ میں نے اس سے کہا کہ فلاں پادری نے مجھے فلاں پادری کی طرف جانے کی وصیت کی اور فلاں پادری نے مجھے آپ کے پاس آنے کی وصیت کی اب آپ مجھے کس شخص کے پاس جانے کا حکم فرماتے ہیں۔ اس پادری نے کہا اے میرے بیٹے! صرف ایک ہی آدمی ان عمدہ صفات سے متصف ہے وہ سرزمین روم میں عموریہ کے مقام پر اقامت گزیں ہے اس کو دفنانے کے بعد میں عموریہ کے پادری کے پاس آ گیا۔ میں نے اسے بھی عمدہ اخلاق سے متصف دیکھا میں بھی اس کے پاس ٹھہر گیا اور کچھ کام بھی کرنے لگا حتیٰ کہ میرے پاس کچھ گائیں اور بکریاں جمع ہو گئیں پھر اس کی وفات کا وقت بھی قریب ہو گیا وقت مرگ میں نے اس سے کہا اے فلاں! فلاں پادری نے مجھے فلاں کے پاس اور فلاں نے مجھے فلاں کے پاس اور فلاں پادری نے مجھے آپ کے پاس آنے کا حکم دیا تھا اب آپ کی موت کا وقت قریب ہے اب آپ مجھے کس کے پاس جانے کا حکم دیتے ہیں۔ اس پادری نے کہا اے میرے بیٹے! اللہ کی قسم! اب میں کسی بھی ایسے شخص کو نہیں جانتا جو ان عمدہ صفات سے متصف ہو جن سے ہم متصف تھے جس کی طرف میں تمہیں جانے کا حکم دوں لیکن ایک نبی مکرم ﷺ کے ظہور کا وقت قریب آ گیا ہے۔ وہ سرزمین حرم سے مبعوث ہو گا دو پہاڑوں کے درمیان کھجوروں والی زمین اس کی ہجرت گاہ ہو گی اس میں واضح علامات ہوں گی اس کے کندھوں کے درمیان نبوت کی مہر ہو گی وہ ہدیہ کھالے گا لیکن صدقے کا مال نہیں کھائے گا۔ اس کے ظہور کا وقت بالکل قریب ہے اگر تم اس مقدس سرزمین تک جا سکتے ہو تو ضرور جاؤ۔ ہم نے اس کو دفن کر دیا۔

وہاں سے بنو کلب کا قافلہ گزرا میں نے ان سے کہا اگر تم مجھے عرب تک لے چلو تو میں اس کے بدلے یہ بکریاں اور گائیں تمہیں دے دوں گا۔ انہوں نے رضامندی کا اظہار کیا میں نے اپنی تمام بکریاں اور گائیں ان کے حوالے کیں۔ انہوں نے مجھے اپنے ساتھ سوار کر لیا جب وہ وادیٔ القریٰ میں پہنچے تو انہوں نے مجھ پر ظلم کیا۔ انہوں نے ایک یہودی کے ہاتھ مجھے فروخت کر دیا اللہ کی قسم! جب میں نے کھجوروں والی سرزمین کو دیکھا تو میں نے کہا کاش! یہ وہی زمین ہو جسے نبی آخر

گھر میں مجھے قید کر دیا۔

میں نے نصاریٰ کی طرف پیغام بھیجا کہ جس دین پر تم عمل پیرا ہو اس کی اصل کہاں ہے انہوں نے جواب دیا کہ اس کی اصل شام میں ہے میں نے انہیں یہ پیغام بھیجا کہ جب شام سے کوئی قافلہ آئے تو مجھے آگاہ کر دینا انہوں نے کہا جب کوئی قافلہ شام سے آئے گا تو ہم آپ کو آگاہ کر دیں گے۔ کچھ وقت گزرنے کے بعد شام کا ایک تجارتی قافلہ ہمارے شہر میں آیا۔ عیسائیوں نے میری طرف پیغام بھیجا کہ ہمارے پاس ایک تجارتی قافلہ آیا ہے۔ میں نے انہیں پیغام بھیجا کہ جب تمہارا قافلہ اپنے تمام امور سرانجام دے لے اور یہاں سے جانے کا ارادہ کرے تو مجھے بتا دینا۔ انہوں نے وعدہ کیا کہ ہم آپ کو اس وقت بتا دیں گے۔

جب اس قافلہ نے اپنے تمام امور سرانجام دے لئے اور انہوں نے واپس جانے کا ارادہ کیا تو انہوں نے میری طرف پیغام بھیجا۔ میں نے اپنی بیڑیاں توڑ ڈالیں اور اس قافلہ کے ساتھ مل گیا میں ان کے ساتھ سفر پر رواں دواں رہا حتیٰ کہ ملک شام آ گیا۔ میں نے ان سے پوچھا عیسائیت کے علماء میں سے سب سے افضل کون ہے۔ انہوں نے کہا ''الاسقف'' تمام علماء سے افضل ہے اور وہ اس گرجا گھر کا امام ہے میں الاسقف کے پاس آ گیا میں نے اس سے کہا میں چاہتا ہوں کہ میں آپ کے ساتھ اس گرجا گھر میں رہوں اور آپ کے ساتھ اس میں اللہ کی عبادت کروں اور آپ سے بھلائی اور نیکی کے امور سیکھوں اس نے مجھے اپنے ساتھ رہنے کی اجازت دے دی لیکن اسقف برا انسان تھا وہ لوگوں کو صدقہ کا حکم دیتا تھا لیکن وہ خود ان کے صدقات میں دلچسپی رکھتا تھا جب لوگ اپنے صدقات اس کے پاس جمع کراتے تو وہ ان تمام کو خزانہ بنا کر ایک جگہ رکھ دیتا اور مساکین کو کوئی بھی چیز نہ دیتا۔ اس کی یہ حالت دیکھ کر مجھے بہت غصہ آتا۔ بالآخر وہ مر گیا جب لوگ اس کو دفن کرنے کے لئے آئے تو میں نے ان سے کہا یہ پادری بہت برا آدمی تھا۔ وہ تمہیں صدقات کا حکم دیتا تھا لیکن وہ ان صدقات میں خود دلچسپی لیتا تھا۔ جب تم اپنے صدقات اس کے پاس جمع کروا دیتے تھے تو وہ انہیں ایک جگہ پر رکھ دیتا تھا اور انہیں مساکین وغرباء میں تقسیم نہیں کرتا تھا انہوں نے مجھ سے پوچھا تیرے پاس اس الزام کی کیا نشانی ہے میں نے کہا میں تمہارے سامنے اس کے تمام خزانے رکھ دیتا ہوں میں نے سونے اور چاندی کے بھرے ہوئے سات گھڑے ان کے سامنے رکھ دیئے جب انہوں نے اتنی کثیر دولت دیکھی تو انہوں نے کہا اللہ کی قسم! ہم اس کو کبھی بھی دفن نہیں کریں گے انہوں نے اس پادری کی لاش کو ایک لکڑی پر لٹکا دیا اور اسے پتھر مارنے لگے انہوں نے اس کی جگہ ایک اور شخص کو نامزد کر دیا۔ اللہ کی قسم! نیا پادری ایک عظیم انسان تھا وہ نہایت عاجزی کے ساتھ پانچ نمازیں ادا کرتا تھا۔ وہ انتہائی خشوع اور خضوع کے ساتھ اللہ کے حضور حاضر ہوتا۔ دنیا سے وہ بالکل کنارہ کش تھا وہ لیل ونہار اللہ کی عبادت میں کوشاں رہتا تھا میں اس کے ساتھ اس طرح زندگی گزارتا رہا حتیٰ کہ اس کی وفات کا وقت بھی قریب آ گیا میں نے اس سے کہا جناب محترم! آپ کی وفات کا وقت قریب آ گیا ہے اب آپ مجھے کس چیز کا حکم دیتے ہیں اور کس آدمی کی طرف راہ نمائی کرتے ہیں اس پادری نے مجھ سے کہا اے میرے بچے! میں صرف ایک شخص کو جانتا ہوں جو عمدہ صفات سے متصف ہے وہ موصل میں رہتا ہے میری وفات کے بعد اس کے پاس چلے جانا۔ جب وہ پادری

اپنے مالک سے مکاتبت کرلو۔ میں نے اپنے مالک کے ساتھ اس شرط پر مکاتبت کرلی کہ میں اسے کھجور کے تین سو پودے لگا دوں گا اور ان کے علاوہ چالیس اوقیہ چاندی دوں گا۔ صحابہ کرام علیہم الرضوان نے اس سلسلہ میں میری مدد کی کسی نے مجھے کھجور کے تیس پودے دیئے کسی نے بیس اور کسی نے پندرہ اور کسی نے دس پودے دیئے یہاں تک کہ وہ تین سو پورے ہو گئے حضور ﷺ نے فرمایا اے سلمان جاؤ ان پودوں کے لئے گڑھے کھودو جب اس کام سے فارغ ہو جاؤ تو میرے پاس آ جاؤ میں خود ان پودوں کو اپنے ہاتھ سے لگاؤں گا۔ میں نے جا کر تین سو گڑھے کھودے جس میں میرے دینی بھائیوں نے بھی میرا ہاتھ بٹایا پھر میں نے حاضر ہو کر عرض کی۔ رسول کریم ﷺ مجھے ہمراہ لے کر اس جگہ کی طرف گئے ہم وہ پودے اٹھا کر آپ ﷺ کی خدمت میں پیش کرتے تھے اور حضور ﷺ اپنے دست اقدس سے ان کو گڑھوں میں لگاتے جاتے تھے۔ مجھے اس ذات کی قسم جس کے دست قدرت میں سلمان کی جان ہے ان میں سے ایک پودا بھی نہیں مرا سب کے سب ہرے ہو گئے۔ لیکن ابھی چالیس اوقیہ چاندی کی ادائیگی میرے ذمہ تھی ایک روز فاختہ کے انڈے کے برابر سونا کسی کان سے بارگاہ رسالت میں پیش کیا گیا آپ ﷺ نے فرمایا اے سلمان! یہ سونا لو اور اپنا زر مکاتبت ادا کرو میں نے عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم اتنی کثیر رقم چھوٹے سے انڈے سے کیسے ادا ہو گی۔ آپ ﷺ نے فرمایا اسے لے لو یہ قلیل نہیں۔ اللہ تعالیٰ تمہاری تمام مکاتبت کی رقم اسی سے ادا فرمائے گا۔ حضرت سلمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں اللہ کی قسم! میں نے اپنی تمام ادائیگی اسی سونے کے انڈے کے ساتھ کی اور ابھی میرے پاس اتنی ہی مقدار میں زر باقی بھی تھا۔

ابو نعیم رحمۃ اللہ علیہ نے ابو سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سند سے حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں بچپن میں اپنے گاؤں کے بچوں کے ساتھ کھیلا کرتا تھا ہمارے گاؤں میں ایک پہاڑ تھا جس میں ایک غار تھا۔ ایک دن میں اس غار کے پاس سے اکیلا گزرا۔ میں نے وہاں ایک طویل القامت انسان دیکھا اس کے کپڑے بھی بالوں کے تھے اور اس کے جوتے بھی بالوں ہی کے بنے ہوئے تھے۔ اس نے مجھے اپنی طرف بلایا میں اس کے قریب ہوا تو اس نے مجھ سے کہا اے لڑکے! کیا تو حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کو جانتا ہے میں نے کہا میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو نہیں جانتا اور نہ ہی میں نے ان کے متعلق سنا ہے۔ اس بزرگ نے کہا حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام اللہ کے رسول ہیں جو آدمی یہ ایمان لائے گا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اللہ کے رسول ہیں اور ان کے بعد بھی ایک رسول مکرم ﷺ تشریف لائیں گے جن کا نام نامی ''احمد'' ﷺ ہو گا تو اللہ تعالیٰ اس کو دنیا کے غموں سے نکال کر آخرت کے سکون اور نعمتوں کی طرف لے جائے گا۔ میں نے دیکھا کہ نور اور حلاوت اس کے ہونٹوں سے خارج ہو رہے ہیں۔ ایسا ہی نور میرے دل میں بھی جا گزیں ہو گیا اس بزرگ نے مجھے سکھایا کہ میں یہ گواہی دوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام اللہ کے رسول ہیں اور ان کے بعد محمد عربی ﷺ اللہ کے رسول ہیں۔ موت کے بعد دوبارہ زندگی عطا ہو گی۔ اس نے مجھے نماز میں قیام کرنے کا طریقہ سکھایا اس نے مجھ سے کہا جب تو نماز کے لئے کھڑا ہونے لگے تو قبلہ کی طرف منہ کر لے اگر اس حالت میں آگ بھی تیرا احاطہ کرے پھر بھی اس کی طرف توجہ نہ دینا اور اگر نماز کی کیفیت میں تجھے والدین بھی پکاریں تو ان کی طرف بھی توجہ نہ کرنا۔ البتہ اگر نماز

الزماں ﷺ کی ہجرت گاہ ہونے کا شرف حاصل ہوگا۔ تھوڑا ہی وقت گزرا تھا کہ اس شخص نے مجھے آگے بنی قریظہ کے ایک
یہودی کے ہاتھ فروخت کر دیا وہ یہودی مجھے مدینہ لے آیا مدینہ طیبہ کی سرزمین کو دیکھتے ہی مجھے یقین ہو گیا کہ یہ وہی سرزمین
ہے جس کے متعلق مجھے پادری نے بتایا تھا میں اپنے مالک کا غلام بن کر وہاں حضور ﷺ کا انتظار کرنے لگا۔ اللہ تعالیٰ نے مکہ
معظمہ میں نبی کریم ﷺ کو مبعوث کیا کیونکہ میں غلامی کی زنجیروں میں جکڑا ہوا تھا اس لئے مجھے آپ ﷺ کے بارے میں
کسی نے کچھ نہ بتایا حتیٰ کہ حضور ﷺ ہجرت فرما کر قبا تشریف لائے اس وقت میں اپنے مالک کے باغ میں کام کر رہا تھا اللہ
کی قسم! میں اس کے باغ میں کام کر رہا تھا جب میرے مالک کا چچا زاد بھائی آیا اور کہنے لگا اے فلاں! اللہ تعالیٰ بنی قیلہ کو تباہ
کرے اب وہ قبا میں اس شخص کے اردگرد جمع ہیں جو مکہ سے آیا ہے اور وہ گمان کرتا ہے کہ وہ اللہ کا نبی ہے اللہ کی قسم! جونہی میں
نے یہ بات سنی مجھ پر کپکپی طاری ہوگئی۔ مجھے یہ گمان ہوا کہ میں کہیں اپنے مالک کے اوپر ہی نہ گر جاؤں میں کھجور کے درخت
سے یہ کہتا ہوا اترا ''تم کیا بات کر رہے ہو میرے مالک نے مجھے ایک زوردار مکا رسید کیا اور کہنے لگا تجھے اس بات سے کیا
واسطہ تم اپنا کام کرو'' میں نے کہا میرا اس خبر سے تو کوئی واسطہ نہیں لیکن میں نے ایک بات سنی ہے میں نے چاہا کہ اس کے
بارے میں تصدیق کرلوں۔

جب شام ہوئی میرے پاس کھانے کی کوئی چیز تھی میں قبا میں حضور کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا میں نے کہا مجھے خبر
ملی ہے کہ آپ نیک شخص ہیں آپ کے ساتھ آپ کے غریب ساتھی ہیں میرے پاس صدقہ کا کچھ کھانا ہے میں سمجھتا ہوں کہ آپ
لوگ سب سے زیادہ اس کے مستحق ہیں لیجئے اسے تناول فرمایئے۔ حضرت سلمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ
نے تو اپنا دست اقدس اس کھانے سے روک لیا اور اپنے ساتھیوں سے کہا کھاؤ لیکن آپ نے خود تناول نہ فرمایا۔ میں نے دل میں
کہا کہ آپ ﷺ کے متعلق مجھے جو نشانیاں بتائی گئیں تھیں ان میں سے ایک نشانی پوری ہوگئی کہ آپ صدقہ نہیں کھاتے۔

کچھ روز بعد حضور ﷺ مدینہ منورہ تشریف لے گئے چند روز بعد میں کوئی چیز لے کر خدمت میں اقدس میں حاضر ہوا
میں نے عرض کی میں نے دیکھا ہے کہ آپ صدقہ نہیں کھاتے یہ چیز بطور ہدیہ لے کر آیا ہوں صدقہ نہیں ہے۔ حضرت سلمان
رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے اور آپ کے صحابہ نے اسے تناول فرمایا میں نے دل میں کہا دو نشانیاں
پوری ہوگئیں ہیں۔

پھر میں آپ ﷺ کی خدمت اقدس میں اس وقت حاضر ہوا جب آپ ایک جنازہ میں شرکت فرما رہے تھے۔ میں پیچھے
مڑا تا کہ پشت مبارک پر ختم نبوت کا مشاہدہ کروں جب حضور ﷺ نے مجھے دیکھا کہ میں پیچھے سے گھوم کر آیا ہوں تو آپ
ﷺ نے اپنی پشت مبارک سے چادر اٹھا لی۔ آپ ﷺ کے دونوں کندھوں کے درمیان ختم نبوت کو میں نے دیکھ لیا یہ
بالکل اسی طرح تھی جس طرح مجھے راہب نے بتایا تھا میں جذبات سے بے قابو ہو کر گر پڑا میں وارفتگی میں آپ ﷺ کو بوسے
دے رہا تھا اور رو رہا تھا۔ حضور ﷺ نے مجھے فرمایا اے سلمان! آگے آؤ۔ میں حضور ﷺ کے سامنے آ کر بیٹھ گیا۔ آپ
ﷺ نے پسند فرمایا کہ میں اپنی داستان صحابہ کرام کو سناؤں۔ میں نے اپنی داستان سنائی آپ ﷺ نے فرمایا اے سلمان!

باغ حضور ﷺ کو مل گیا تھا۔

حلبی رحمۃ اللہ علیہ نے ''شواہد النبوۃ'' سے نقل کیا ہے کہ جب حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئے تو حضور ﷺ آپ کی زبان (فارسی) کو نہیں جانتے تھے۔ ایک یہودی تاجر کو بطور ترجمان لایا گیا وہ فارسی اور عربی دونوں سے آشنا تھا۔ حضرت سلمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فارسی زبان میں حضور ﷺ کی تعریف کی اور یہودیوں کی مذمت کی جس کی وجہ سے ترجمان کو غصہ آیا اس نے حضرت سلمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی گفتگو کا غلط ترجمہ کر کے حضور ﷺ سے کہا سلمان آپ کے ساتھ دشنام طرازی کر رہا ہے۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا یہ فارسی ہمارے پاس اس لئے آیا ہے تا کہ ہم کو تکلیف دے۔ اسی وقت جبرائیل امین نازل ہوئے انہوں نے حضرت سلمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی گفتگو کا صحیح ترجمہ کیا۔ حضور ﷺ نے وہ ترجمہ یہودی کو بتا دیا۔ یہودی نے کہا اے محمد! (صلی اللہ علیک وسلم) اگر آپ پہلے ہی فارسی جانتے تھے تو مجھے بلانے کی کیا ضرورت تھی آپ ﷺ نے فرمایا میں پہلے فارسی نہیں جانتا تھا۔ مجھے تو یہ زبان ابھی ابھی جبرائیل نے سکھائی ہے آپ ﷺ کا یہ معجزہ دیکھ کر یہودی نے کہا اے محمد! (صلی اللہ علیک وسلم) اس سے قبل تو میں آپ پر تہمت لگایا کرتا تھا لیکن اب مجھے یقین ہو گیا ہے کہ آپ اللہ کے سچے رسول ہیں اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّکَ رَسُوْلُ اللّٰهِ۔ پھر حضور ﷺ نے حضرت جبرائیل علیہ السلام سے فرمایا۔ سلمان کو عربی سکھا دو حضرت جبرائیل علیہ السلام نے عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم آپ ﷺ سلمان کو حکم فرمائیں کہ وہ اپنی آنکھوں کو بند کر لیں اور اپنا منہ کھول لیں۔ حضرت سلمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایسا ہی کیا حضرت جبرائیل علیہ السلام نے اپنا لعاب حضرت سلمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے منہ میں ڈالا انہوں نے اسی وقت فصیح عربی میں گفتگو کرنا شروع کر دی۔

پھر ''حلبی رحمۃ اللہ علیہ'' نے حضرت سلمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ انہوں نے جب سابقہ داستان بارگاہ رسالت میں پیش کی تو انہوں نے عرض کی کہ عموریہ کے پادری ''ذاذان'' نے ان سے کہا کہ ملک شام کی فلاں سرزمین پر چلے جاؤ وہاں دو جھاڑیاں کے درمیان ایک آدمی رہتا ہے وہ ہر سال ایک جھاڑی سے نکل کر دوسری جھاڑی کی طرف جاتا ہے بہت سے بیمار لوگ اس کے پاس آتے ہیں وہ جس بیمار کے لئے دعا مانگتا ہے اللہ تعالیٰ اسے شفا عطا فرما دیتا ہے اس دین کے متعلق اس سے سوال کرنا وہی تجھے صحیح جواب دے سکے گا۔ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں عموریہ سے نکل کر اس علاقہ میں آیا جس کے متعلق مجھے راہب نے بتایا تھا میں نے دیکھا کہ لوگ اپنے مریضوں کو لے کر وہاں جمع ہیں۔ حتیٰ کہ وہ اس رات ایک جھاڑی سے دوسری جھاڑی کی طرف جانے کے لئے نکلا لوگوں نے اسے گھیر لیا وہ جس مریض کے لئے بھی دعا کرتا اس کو شفا مل جاتی۔ مجھے اس کے پاس جانے کا موقع نہ مل سکا۔ وہ دوسری جھاڑی میں داخل ہونا ہی چاہتے تھے کہ میں نے اس کو کندھے سے پکڑ لیا اس نے کہا یہ کون ہے؟ جب اس نے میری طرف توجہ کی تو میں نے کہا اللہ آپ پر رحم کرے مجھے دین ابراہیمی کے متعلق بتائیں۔ اس نے کہا تو نے مجھ سے وہ سوال کیا ہے جس کو آج تک کسی نے نہیں کیا۔ ایک نبی مکرم ﷺ اس دین کے ساتھ مبعوث ہوں گے سرزمین حرم سے ان کا ظہور ہو گا وہی تجھے اسی دین کی تبلیغ کریں گے پھر وہ

میں تجھے اللہ کے رسول پکاریں تو پھر نماز کو چھوڑ دینا پہلے ان کی بات سننا کیونکہ وہ اپنی طرف سے تمہیں نہیں بلائیں گے بلکہ اللہ کی طرف سے وحی کی وجہ سے تمہیں پکاریں گے۔ اگر تو محمد مصطفیٰ ﷺ کے عہد ہمایوں کو پائے تو ان پر ضرور ایمان لانا۔ تہامہ کے پہاڑوں سے ان کا ظہور ہوگا۔ میری طرف سے آپ کی بارگاہ میں سلام عرض کرنا۔ میں نے کہا مجھے محمد عربی ﷺ کی مزید علامات بتائیں اس بزرگ نے کہا ان کا نام مبارک محمد بن عبداللہ (ﷺ) ہوگا۔ ان کا ظہور تہامہ کے پہاڑوں سے ہوگا وہ اونٹ، گدھے، گھوڑے اور خچر پر سواری کریں گے ان کے نزدیک آزاد اور غلام برابر ہوں گے۔ ان کا قلب اطہر رحمت سے لبریز ہوگا ان کے کندھوں کے مابین کبوتری کے انڈے کے برابر ایک نشان ہوگا۔ اس کے باطن میں اَللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ لکھا ہوا ہوگا اور ظاہر پر یہ لکھا ہوگا ''تَوَجَّهْ حَيْثُ شِئْتَ فَاِنَّكَ مَنْصُوْرٌ كُلَّ الْهِدَايَةِ'' وہ صدقہ کا مال نہیں کھائیں گے نہ ہی وہ کینہ پرور اور نہ ہی حاسد ہوں گے وہ کسی مسلمان یا معاہد کے ساتھ ظلم بھی نہیں کریں گے۔

الطبرانی اور ابونعیم رحمہما اللہ تعالیٰ نے شرجیل بن الصمت کی سند سے حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں دین کی تلاش میں اپنے گھر سے نکلا میں نے اہل کتاب کے راہبوں سے ملاقات کی وہ کہا کرتے تھے کہ یہ ایک نبی محترم ﷺ کے ظہور کا زمانہ ہے عرب سے ان کا ظہور ہوگا ان کے کندھوں کے درمیان نبوت کی مہر ہوگی۔ ان کی یہ گفتگو سن کر میں عرب کی زمین پر آ گیا آپ ﷺ کا ظہور ہوا میں نے دیکھا کہ آپ ﷺ میں وہ علامات موجود ہیں جو انہوں نے بیان کیں تھیں میں نے مہر نبوت کو بھی دیکھا میں نے گواہی دی: اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ۔

سیرۃ حلبیہ اور خصائص کبریٰ میں حضرت بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا گیا ہے کہ جب حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہودی کے ساتھ مکاتبت کی کہ میں تجھے آزادی کے بدلے اتنے کھجور کے پودے اور اتنے اوقیہ چاندی دوں گا تو سرور کائنات ﷺ نے اپنے دست اقدس سے تمام پودوں کو لگایا صرف ایک پودا حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے ہاتھ سے لگایا تھا تمام پودے سبز ہو گئے لیکن وہ پودا سبز نہ ہوا۔ حضور اکرم ﷺ نے پوچھا اس پودے کو کس نے لگایا ہے صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے عرض کی اس کو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے لگایا ہے۔ آپ ﷺ نے اس پودے کو اکھیڑ کر دوبارہ اپنے ہاتھ سے لگایا تو وہ اسی سال ثمر آور ہو گیا۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا ہے کہ تمام پودے تاجدار مدینہ ﷺ نے اپنے دست اقدس سے لگائے تھے صرف ایک پودا حضرت سلمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے ہاتھ سے لگایا تھا۔ تمام پودے سبز ہو گئے لیکن جس پودے کو حضرت سلمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے لگایا تھا وہ سبز نہ ہوا۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ممکن ہے کہ اس پودے کو باری باری حضرت عمر اور حضرت سلمان رضی اللہ تعالیٰ عنہما دونوں نے ہی لگایا ہو۔ مزید فرماتے ہیں کہ وہ باغ جس میں حضرت سلمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے پودے لگائے گئے تھے وہ بنی نضیر کے باغات میں سے تھا اس کو المنبت کے نام سے تعبیر کیا جاتا تھا۔ وہ

آباء واجداد میں کوئی بادشاہ تھا تم نے کہا نہیں اگر اس کے آباء میں کوئی بادشاہ ہوتا تو میں کہتا کہ یہ شخص اپنے باپ کا ملک حاصل کرنا چاہتا ہے میں نے تم سے پوچھا کہ کیا اس شخص نے کبھی جھوٹ بولا ہے تم نے کہا نہیں۔ میں یہ کہتا ہوں کہ جو شخص لوگوں کے ساتھ جھوٹ نہیں بولتا وہ ذات خداوندی کے بارے میں کیسے جھوٹ بول سکتا ہے۔ پھر میں نے تم سے سوال کیا کہ کیا رؤساء اس کی اتباع کر رہے ہیں یا کمزور لوگ۔ تم نے کہا کمزور لوگ اس کی پیروی کر رہے ہیں انبیاء ورسل کی اتباع کرنے والے ہمیشہ کمزور لوگ ہی ہوتے ہیں۔ میں نے تم سے سوال کیا کہ کیا اس کے پیروکار بڑھ رہے ہیں یا کم ہو رہے ہیں تم نے جواب دیا کہ وہ بڑھ رہے ہیں۔ ایمان کا معاملہ اسی طرح ہوتا ہے حتیٰ کہ وہ مکمل ہو جائے۔ میں نے تم سے سوال کیا کہ کیا دین میں داخل ہونے کے بعد کوئی شخص مرتد بھی ہوا ہے تم نے جواب میں کہا نہیں۔ ایمان اسی طرح ہوتا ہے حتیٰ کہ وہ دل کی گہرائیوں میں جاگزیں ہو جاتا ہے۔ میں نے تم سے پوچھا کیا اس نے کبھی کسی سے فریب کیا ہے تم نے کہا نہیں انبیاء اور رسل کی یہی عظیم شان ہوتی ہے کہ وہ کسی سے فریب نہیں کرتے میں نے تم سے پوچھا کہ وہ تمہیں کس چیز کا حکم دیتا ہے تم نے کہا کہ وہ حکم دیتا ہے کہ صرف اللہ کی عبادت کرو اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ بناؤ وہ تمہیں بت پرستی سے منع کرتا ہے تمہیں نماز ادا کرنے، سچ بولنے اور پاکدامنی کا حکم دیتا ہے اگر جو کچھ تم کہہ رہے ہو وہ سچ ہے تو میں یقین سے کہتا ہوں کہ عنقریب وہ میرے ان قدموں والی زمین کا مالک بن جائے گا۔ میں جانتا تھا کہ ایک نبی کا ظہور ہونے والا ہے لیکن مجھے یہ گمان نہیں تھا کہ وہ تم میں سے ہوگا اگر میں یہ جانتا کہ میں اس کے لئے مخلص ہو سکتا ہوں تو میں اس کی ملاقات کے لئے سفر کی زحمتیں برداشت کرتا اور اگر میں اس کے پاس حاضر ہونے کی سعادت حاصل کر سکتا تو میں اس کے قدموں کو دھو کر پیتا۔

اس کے بعد ہرقل نے وہ خط منگوایا جو سرور کائنات ﷺ نے ”عظیم بصریٰ“ کی طرف لکھا تھا اور حضرت دحیہ الکلبی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس خط کو لے کر گئے تھے۔ اس نے وہ خط پڑھا اس میں لکھا تھا:

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

محمد جو اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں کی طرف سے ہرقل عظیم الروم کی جانب۔

سلام ہو اس پر جس کے ہدایت کی اتباع کی۔

اما بعد!

میں تمہیں اسلام کی طرف دعوت دیتا ہوں اسلام قبول کر لو اللہ تعالیٰ تجھے دگنا اجر عطا فرمائے گا اور تو جہنم سے بچ جائے گا اور اگر تو نے اعراض کیا تو تجھ پر رعایا کا بھی گناہ ہوگا:

قُلْ يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ تَعَالَوْا اِلٰى كَلِمَةٍ سَوَآءٍۢ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ اَلَّا نَعْبُدَ اِلَّا اللّٰهَ وَلَا نُشْرِكَ بِهٖ شَيْـًٔا وَّلَا يَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ ۭ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُوْلُوا اشْهَدُوْا بِاَنَّا مُسْلِمُوْنَ ۝ (آل عمران:64)

ابوسفیان کہتے ہیں کہ جب بادشاہ وہ تمام باتیں کر چکا جو اس نے کرنا تھیں اور گرامی نامہ کے پڑھنے سے فارغ ہوا تو اس

اس جھاڑی میں داخل ہو گیا۔

صحیح بخاری کے آغاز میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ ابوسفیان نے انہیں بتایا کہ یہ اس وقت کی داستان ہے جب حضور ﷺ اور قریش مکہ کے مابین شدید عداوت تھی وہ تجارت کی غرض سے ملک شام گئے تو ہرقل نے انہیں دربار میں بلایا اس وقت ہرقل ایلیاء میں تھا۔ اس کے اردگرد روم کے عظماء بیٹھے ہوئے تھے اس نے قریش مکہ کے تاجروں اور اپنے ترجمان کو سامنے بٹھالیا۔ ہرقل نے پوچھا کہ تم میں سے رشتہ میں کون اس شخص کے قریب ہے جو یہ دعویٰ کرتا ہے کہ وہ نبی ہے حضرت ابوسفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا نسب کے لحاظ سے میں اس کا قریبی رشتہ دار ہوں۔ ہرقل نے کہا میرے قریب ہو جاؤ اس نے ابوسفیان کو اپنے پاس کھڑا کر لیا اور ان کے ساتھیوں کو ان کی پیٹھ پیچھے کھڑا کر لیا پھر اس نے اپنے ترجمان سے کہا " ان لوگوں کو بتا دے کہ میں ابوسفیان سے چند سوالات کرنا چاہتا ہوں۔ اگر یہ جھوٹ بولے تو فوراً مجھے بتا دینا۔ ابوسفیان کہتے ہیں کہ اللہ کی قسم! اگر مجھے جھوٹ کے الزام کا ڈر نہ ہوتا تو میں ضرور آپ ﷺ کے متعلق جھوٹ بولتا۔ اس نے مجھ سے پہلا سوال یہ کیا کہ اس شخص کا نسب کیسا ہے میں نے کہا وہ ہم میں سے عمدہ اور اعلیٰ نسب والے ہیں۔ پھر ہرقل نے پوچھا کیا اس شخص سے قبل بھی تم میں سے کسی نے نبوت کا دعویٰ کیا ہے۔ میں نے جواب دیا نہیں' پھر ہرقل نے سوال کیا کیا اس شخص کے آباء میں کوئی بادشاہ ہو گزرا ہے میں نے کہا " نہیں۔"

ہرقل نے سوال کیا کیا تمہاری قوم کے رؤسا اس کی پیروی کرتے ہیں یا ضعیف لوگ میں نے کہا ضعیف لوگ اس کی پیروی کرتے ہیں ہرقل نے پوچھا! کیا وہ لوگ بڑھ رہے ہیں یا گھٹ رہے ہیں میں نے جواب دیا ان میں اضافہ ہو رہا ہے ہرقل نے پوچھا " کیا کوئی شخص اس کے دین سے ناراض ہو کر اس سے مرتد بھی ہوا ہے۔" میں نے کہا نہیں۔ ہرقل نے سوال کیا کیا ان کے اس دعویٰ سے پہلے تم ان پر جھوٹ کی تہمت لگاتے تھے۔ میں نے کہا نہیں۔ ہرقل نے کہا کیا انہوں نے کبھی دھوکا کیا ہے میں نے کہا نہیں۔ ابھی ہمارے اور ان کے مابین ایک معاہدہ ہوا ہے معلوم نہیں اس کو وہ پورا کرتے ہیں یا نہیں۔ ابوسفیان کہتے ہیں کہ میں نے جھوٹ بولنا چاہا لیکن مجھے جرأت نہ ہوئی۔

ہرقل نے پوچھا کیا تم نے کبھی اس سے لڑائی بھی کی ہے۔ میں نے کہا ہمارے درمیان کئی دفعہ لڑائی ہوئی ہے ہرقل نے پوچھا اس لڑائی کا نتیجہ کیا رہا میں نے کہا کبھی ہم جیتے کبھی وہ۔ ہرقل نے کہا وہ تمہیں کس چیز کا حکم دیتا ہے۔ حضرت ابوسفیان کہتے ہیں میں نے کہا وہ کہتا ہے صرف ایک خدا کی عبادت کرو۔ اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ جو کچھ تمہارے آباء کہا کرتے تھے اس کو ترک کر دو وہ ہمیں نماز پڑھنے، سچ بولنے، پاکدامنی اختیار کرنے اور صلہ رحمی کرنے کا حکم دیتا ہے۔

ہرقل نے اپنے ترجمان سے کہا اسے کہو کہ میں نے پہلے تم سے اس نے نسب کے بارے میں سوال کیا تم نے کہا کہ اس کا نسب سب سے اعلیٰ اور بلند ہے۔ اسی طرح انبیائے ورسل کو ان کی قوم کے اعلیٰ نسب میں بھیجا جاتا ہے۔ میں نے تم سے سوال کیا کہ کیا اس سے قبل بھی کسی شخص نے ایسا دعویٰ کیا ہے تم نے جواب دیا نہیں۔ اگر تم میں سے کسی نے اس سے قبل دعویٰ نبوت کیا ہوتا تو میں کہتا کہ یہ شخص اس قول (دعویٰ نبوت) کی پیروی کر رہا ہے جو اس سے قبل کہا گیا میں نے سوال کیا کہ کیا اس کے

اس صندوق میں سے سونے کا قلمدان نکالا پھر اس میں سے اس نے ایک خط نکالا اس کے اکثر حروف مٹ چکے تھے اس پر ریشم کا کپڑا چپکایا گیا تھا اس نے کہا یہ تمہارے نبی کریم ﷺ کا وہ خط ہے جو انہوں نے میرے دادا قیصر کو لکھا تھا یہ خط ابھی تک ہمارے پاس ہے ہمارے آباء نے ہم کو وصیت کی تھی کہ یہ خط جب تک ہمارے پاس رہے گا اس وقت تک یہ ملک بھی ہمارے پاس رہے گا۔ اس کی ہم بہت حفاظت کرتے ہیں اور حد درجہ تعظیم کرتے ہیں اور عیسائیوں سے اسے بچاتے ہیں تا کہ یہ سلطنت ہمارے ہی پاس رہے۔

اسی طرح حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ سے روایت کیا گیا ہے وہ کہتے ہیں کہ اسلام قبول کرنے سے پہلے میں ملک شام میں گیا اس وقت حضور ﷺ مکہ معظمہ میں ہی تشریف فرما تھے قیصر روم نے ہماری طرف پیغام بھیجا۔ ہم اس کے دربار میں گئے ہمارے ساتھ امیہ بن ابی الصلت ثقفی بھی تھا قیصر نے ہم سے پوچھا تمہارا تعلق عرب کے کس قبیلہ سے ہے اور وہ شخص جو نبی ہونے کا دعویٰ کرتا ہے اس کے ساتھ تمہارا کیا رشتہ ہے میں نے کہا وہ شخص میرا چچا زاد ہے پانچویں پشت میں ہمارا نسب مل جاتا ہے۔ قیصر نے کہا جو کچھ میں تمہیں دکھاؤں اور اس کے بارے میں سوال کروں تو کیا تم مجھے سچ سچ جواب دو گے ہم نے کہا اے شاہ ذیشان! ہم آپ سے سچ بولیں گے اور جھوٹ نہیں بولیں گے۔ بادشاہ نے پوچھا کیا تم نے اس کے پیام کو رد کر دیا ہے یا قبول کر لیا ہے ہم نے کہا ہم نے اس کے پیغام کو رد کر دیا ہے اور اس کے ساتھ عداوت کی ہے لیکن ہم آپ سے سچ بیان کریں گے بادشاہ نے کہا مجھے اپنے معبودوں کی قسم دو کہ میں جو کچھ تم سے سوال کروں گا تم اس کا صحیح جواب دو گے اور جو کچھ میں تمہارے سامنے پیش کروں گا تم اس کے متعلق بھی مجھے صحیح بتاؤ گے۔ ہم نے بادشاہ کے لئے قسمیں اٹھائیں اور وعدے کئے۔ اس نے ہم سے رسول اللہ ﷺ کے متعلق اور آپ کی دعوت کے متعلق بہت سے سوالات کئے۔ پھر وہ اپنی جگہ سے اٹھا ہم بھی اپنی جگہ پر کھڑے ہو گئے بادشاہ اپنے محل کے کنیسہ میں آیا اور اس کو کھولنے کا حکم دیا وہ اپنے محل کے کنیسہ میں داخل ہو گیا ہم بھی اس کے ساتھ داخل ہو گئے وہ ایک پردے کے پاس آیا اور اس کو اٹھانے کا حکم دیا وہاں ایک شخص کی تصویر موجود تھی۔ قیصر روم نے ہم سے پوچھا کہ کیا تم اس شخص کو جانتے ہو۔ ہم نے کہا نہیں ہم اس تصویر کو نہیں جانتے۔ اس نے کہا یہ حضرت آدم علیہ السلام کی تصویر ہے پھر وہ مختلف کمروں میں جاتا رہا اور ہم کو مختلف انبیاء کی تصاویر دکھاتا رہا ہر تصویر کے پاس جا کر وہ یہ کہتا کہ کیا یہ تمہارے صاحب کی تصویر ہے ہم کہتے نہیں یہ ان کی تصویر نہیں ہے حتیٰ کہ اس نے ایک کمرہ کے دروازہ کھولا اور محمد (ﷺ) کی تصویر سے پردہ اٹھا دیا اور ہم نے پوچھا کیا تم اس ذات کو جانتے ہو۔ ہم نے کہا جی ہاں! یہ تو ہمارے صاحب کی تصویر ہے۔ اس نے کہا کیا تم جانتے ہو کہ یہ تصویر ادھر کب سے ہے؟ ہم نے کہا نہیں۔ اس نے کہا ایک ہزار سال سے زیادہ عرصہ گزر چکا ہے کہ یہ تصویر ہمارے گرجا میں موجود ہے بلاشبہ تمہارا وہ صاحب نبی مرسل (ﷺ) ہے تم اس کی پیروی کرو کاش میں اس کے پاس ہوتا تو اس کے پاؤں کا دھون پیتا۔

حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ جب حضور ﷺ مبعوث ہوئے تو میں ملک شام تجارت کے لئے گیا۔ وہاں کے راہبوں کے سردار نے مجھے اپنے پاس بلایا جب میں اس کے پاس آیا تو اس نے کہا کیا تم

کے پاس بہت زیادہ شوروغوغا بلند ہوا۔ ہم وہاں سے نکل آئے۔ جب ہم محل سے باہر آئے تو میں نے کہا ابن ابی کبشہ (ﷺ) کا معاملہ اتنا عظیم ہو گیا کہ بنی الاصفر کا بادشاہ بھی اس سے خوف کھانے لگا ہے مجھے ہمیشہ یہ یقین رہا کہ عنقریب حضور ﷺ غالب آجائیں گے حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے اسلام قبول کرنے کی توفیق دی۔

ابن الناطور جو ہرقل کی طرف سے ایلیاء کا گورنر تھا اور شام کے عیسائیوں کا پادری تھا وہ بیان کرتا ہے کہ جب ہرقل ایلیاء میں آیا ایک دن وہ صبح بیدار ہوا تو اس پر مایوسی کے آثار نمایاں تھے اس کے ایک پادری نے کہا آج آپ کی طبیعت درست معلوم نہیں ہوتی۔ ابن الناطور نے کہا ہے کہ ہرقل ستارہ شناس تھا وہ ستاروں میں دیکھتا رہتا تھا۔ جب لوگوں نے اس سے سوال کیا تو اس نے کہا کہ آج رات میں نے جب ستاروں میں دیکھا تو مجھے معلوم ہوا کہ اس قوم کا بادشاہ ظاہر ہو چکا ہے جس کا شعار ختنہ کرانا ہے۔ اس قوم میں سے ختنہ کون کراتا ہے۔ لوگوں نے اس کو بتایا کہ یہودیوں کے علاوہ اور کوئی آدمی ختنہ نہیں کرواتا لیکن آپ ان کو اتنی اہمیت نہ دیں آپ اپنے مدائن کے گورنر کو حکم دیں کہ وہ وہاں کے تمام یہودیوں کو قتل کر دے وہ لوگ ابھی اسی پر بحث کر رہے تھے کہ ہرقل کے سامنے ایک ایسا شخص پیش کیا گیا جس کو غسان کے بادشاہ نے بھیجا تھا وہ حضور ﷺ کے بارے میں جانتا تھا۔ جب بادشاہ نے اس سے خبر دریافت کی تو اس نے کہا اسے لے جاؤ اور دیکھو یہ مختون ہے یا کہ نہیں۔ انہوں نے دیکھا اور بتایا کہ یہ ختنہ شدہ ہے۔ ہرقل نے اس سے اہل عرب کے بارے میں سوال کیا اس نے کہا ختنہ کروانا اہل عرب کا شعار ہے یہ سن کر ہرقل نے کہا اس امت کا بادشاہ ظاہر ہوا ہے پھر ہرقل نے روم کے ایک جید عالم کو خط لکھا اور خود حمص چلا آیا۔ پھر اس نے حمص سے اس وقت تک کوچ نہ کیا جب تک اسے اس عالم کا خط نہ ملا اس کی رائے ہرقل کی رائے کے موافق تھی کہ ایک نبی (ﷺ) کا ظہور ہوا ہے۔

ہرقل نے اپنی قوم کے وزراء، رؤساء اور علماء کو حمص میں اپنے ایک محل میں جمع ہونے کا حکم دیا جب وہ تمام آ گئے تو بادشاہ نے تمام دروازوں کو بند کرنے کا حکم دیا۔ پھر اس نے کہا اے گروہ روم! کیا تم ہدایت اور کامیابی کے متلاشی ہو؟ کیا تمہاری خواہش ہے کہ تمہارا ملک سلامت رہے؟ تو پھر اس نبی کی بیعت کر لو۔ ہرقل کے منہ سے جونہی یہ جملہ نکلا وہ لوگ وحشی گدھوں کی طرح دولتیاں جھاڑنے لگے اور دروازوں کی طرف بھاگے لیکن جب انہوں نے دروازوں کو بند پایا تو رک گئے جب ہرقل نے اسلام سے ان کی نفرت کی یہ کیفیت دیکھی اور ان کے ایمان لانے سے مایوس ہو گیا تو کہنے لگا میرے پاس آؤ جب وہ تمام آ گئے تو بادشاہ نے کہا میں نے یہ بات صرف تمہارے ایمان کی پختگی کو پرکھنے کے لئے کی تھی۔ میں نے وہ استحکام دیکھ لیا ہے انہوں نے بادشاہ کو سجدہ کیا اور اس سے راضی ہو گئے۔

الحافظ ابن حجر العسقلانی رحمۃ اللہ علیہ نے ''فتح الباری'' میں سیف الدین قلج المنصوری سے روایت کیا ہے سیف الدین سلطنت قلاونیہ کا ایک امیر تھا وہ قلاون کے بادشاہ کی طرف سے ایک تحفہ لے کر ''ملک المغرب'' کے پاس گیا۔ اسے ملک المغرب نے ''ملک الفرنج'' کے پاس بھیجا۔ اس بادشاہ نے اس تحفہ کو قبول کیا اور قاصد کی بڑی عزت افزائی کی اس نے قاصد سے کہا میں تمہیں ایک عظیم الشان تحفہ پیش کرتا ہوں۔ اس نے قاصد کے لئے ایک ایسا صندوق نکالا جس پر سونا چڑھا ہوا تھا پھر

نے ہم سے پوچھا کیا تم اس تصویر کو جانتے ہو ہم نے کہا ہاں یہ تصویر محمد ﷺ کی ہے ہرقل نے کہا اللہ کی قسم! یہ تصویر واقعی ہی ان کی ہے وہ کھڑا ہو گیا پھر بیٹھ گیا پھر کھڑے ہو کر کہنے لگا قسم بخدا! یہ تصویر اس صندوق کے آخری خانہ میں پڑی ہوئی تھی۔ میں نے یہ تصویر اس لئے جلدی نکالی ہے تا کہ تمہارے مدعا اور مقصد میں غور و فکر کرسکوں۔ اس صندوق میں دیگر کئی انبیائے کرام مثلاً حضرت ابراہیم، حضرت موسیٰ، حضرت عیسیٰ اور حضرت سلیمان علیہم السلام وغیرہم کی تصاویر ہیں ہم نے اس سے پوچھا آپ نے یہ تصاویر کہاں سے حاصل کیں ہیں ہرقل نے جواب دیا ''حضرت آدم علیہ السلام نے اپنے رب سے سوال کیا کہ وہ اسے ان کی اولاد میں سے انبیاء کرام کا دیدار کرائے۔ اللہ تعالیٰ نے اس وقت ان پر ان تصاویر کو نازل کیا یہ حضرت آدم علیہ السلام کے خزانہ میں تھیں وہاں سے ذوالقرنین نے حاصل کیں اور انہوں نے حضرت دانیال علیہ السلام کو دیں۔''

اسی طرح حضرت دحیہ بن خلیفہ الکلبی رضی اللہ تعالیٰ عنہ، جو حضور ﷺ کی طرف سے قیصر روم کی طرف قاصد تھے، سے روایت کیا گیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں جب قیصر روم کے پاس گیا تو وہ دمشق میں تھا۔ میں نے اسے حضور نبی کریم ﷺ کا نامہ مبارک دیا اس نے نامہ مبارک کی مہر اور چاندی کو بوسہ دیا۔ خط کو پڑھا اور اپنے سامنے ایک تکیے پر اسے رکھ دیا۔ اس نے اپنے پادریوں اور زعمائے دین کو بلایا ان کے سامنے وہ وسائد پر کھڑا ہو گیا فارس اور روم کے شہنشاہ جب اپنی قوم سے خطاب کرنا چاہتے تو وہ ایسے ہی وسائد (سٹیج) پر کھڑے ہو جاتے تھے ان کے ہاں منبروں کا رواج نہیں تھا۔ بادشاہ نے انہیں مخاطب کرتے ہوئے کہا ''یہ اس نبی محترم ﷺ کا خط ہے جس کی بشارت حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے دی تھی انہوں نے ہمیں بتایا تھا کہ ان کا تعلق حضرت اسماعیل علیہ السلام کی اولاد سے ہوگا'' بادشاہ کی یہ بات سن کر انہوں نے بہت زیادہ شور مچایا۔ یہ عجیب صورت حال دیکھ کر بادشاہ نے انہیں خاموش ہو جانے کا اشارہ کیا اور کہا میں نے تو صرف تمہاری مذہبی پختگی دیکھی ہے کہ تم میں اپنے مذہب کی محبت کس قدر ہے پھر بادشاہ نے انہیں جانے کا حکم دے دیا۔

اگلے دن بادشاہ نے مجھے خلوت میں بلایا اور میرے ساتھ اظہار ہمدردی کیا وہ مجھے ایک بڑے کمرے میں لے گیا اس میں تین سو تیرہ تصاویر تھیں جب میں نے غور سے دیکھا تو وہ تمام تصاویر انبیائے کرام اور مرسلین علیہم السلام کی تھیں۔ بادشاہ نے مجھے کہا ان تصاویر میں سے دیکھو تمہارے نبی ﷺ کی کون سی تصویر ہے۔ میں نے غور سے دیکھا تو مجھے تاجدار مدینہ ﷺ کی تصویر دکھائی دی آپ ﷺ تصویر میں ایسے معلوم ہوتے تھے کہ گویا کسی سے محو کلام ہیں۔ میں نے بادشاہ سے کہا وہ ہمارے نبی کریم ﷺ کی تصویر ہے۔ اس نے کہا تم نے سچ کہا ہے۔ اس نے مجھے آپ ﷺ کے دائیں طرف ایک تصویر دکھائی۔ بادشاہ نے مجھ سے پوچھا یہ کس کی تصویر ہے میں نے کہا یہ نبی مکرم ﷺ کی قوم میں سے ایک شخص کی تصویر ہے۔ ان کا نام ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہے۔ پھر اس نے مجھے ایک اور تصویر کی طرف اشارہ کیا وہ تصور حضور ﷺ کے بائیں طرف تھی مجھ سے پوچھنے لگا یہ کس کی تصویر ہے۔ میں نے کہا یہ بھی آپ ﷺ کی قوم کے ایک آدمی کی تصویر ہے۔ ان کا نام حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہے بادشاہ نے کہا ''ہم نے اپنی کتابوں میں پڑھا ہے کہ نبی کریم ﷺ ان دو آدمیوں کے ساتھ مصاحبت اختیار فرمائیں گے اور انہی کے ساتھ ہی اللہ تعالیٰ ان کے کام کو مکمل کرے گا۔''

اس شخص کو جانتے ہو جو مکہ میں ظاہر ہوا ہے اور یہ گمان کرتا ہے کہ وہ اللہ کا نبی (ﷺ) ہے۔ میں نے کہا ہاں میں ان کو خوب جانتا ہوں وہ میرے چچا زاد بھائی ہیں اس پادری نے میرا ہاتھ پکڑا اور مجھے ایک ایسے کمرہ میں لے گیا جہاں مختلف تصاویر تھیں۔ پادری نے مجھ سے کہا ان تصاویر کو دیکھو کیا ان میں اس شخص کی تصویر موجود ہے میں نے تمام تصاویر کو دیکھا لیکن مجھے وہاں آپ ﷺ کی تصویر نظر نہ آئی۔ پھر اس نے مجھے اس کمرہ سے نکال کر دوسرے کمرے میں داخل کیا اس میں بھی مختلف تصاویر تھیں۔ اس نے مجھ سے کہا ان تصاویر کو دیکھو کیا ان میں ان کی تصویر موجود ہے میں نے وہاں حضور ﷺ کی تصویر کو دیکھا پھر میں نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تصویر کو دیکھا انہوں نے حضور ﷺ کے دامن کو پکڑا ہوا تھا پھر میں نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تصویر کو دیکھا انہوں نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دامن کو تھاما ہوا تھا۔ پادری نے مجھ سے پوچھا کیا تو نے اس شخص کی تصویر دیکھ لی ہے میں نے کہا ہاں۔ پھر اس نے سوال کیا کیا تو اس شخص کو جانتا ہے جس نے اس نبی کریم ﷺ کے دامن کو پکڑا ہوا تھا میں نے کہا ہاں وہ ابن ابی قحافہ (ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ) ہمارے چچازاد بھائی ہیں پھر پادری نے استفسار کیا کیا تو اس شخص کو جانتا ہے جس نے ابن ابی قحافہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دامن کو تھاما ہوا تھا میں نے کہا ہاں وہ عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔ میری تمام گفتگو سن کر اس پادری نے کہا میں گواہی دیتا ہوں کہ وہ آدمی اللہ کے سچے رسول ہیں اور وہ شخص جو اس عظیم الشان نبی کے دامن کو پکڑے ہوئے ہیں وہ ان کے خلیفہ ہیں اور وہ آدمی جنہوں نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دامن کو پکڑا ہوا ہے وہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بعد خلیفہ منتخب ہوں گے۔

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے ''المواہب'' میں اور حاکم رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابوامامہ الباہلی رضی اللہ عنہ سے وایت کی ہے وہ حضرت ہشام بن العاص الاموی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ مجھے اور ایک شخص کو ہرقل صاحب الروم کی طرف بھیجا گیا تا کہ ہم اس کو اسلام کی دعوت دیں۔ ہم رات کے وقت اس کے پاس گئے۔ اس نے ایک بڑا سا صندوق منگوایا جس پر سونے کا کام ہوا تھا۔ اس کے اندر چھوٹے چھوٹے کمرے بنائے گئے تھے اور ان کمروں کے دروازوں پر قفل لگائے گئے تھے اس نے ایک کمرے کو کھولا اور اس میں سے کالے رنگ کے ریشم کا ایک ٹکڑا نکالا۔ اس نے اس کپڑے کو پھیلایا تو ہم نے اس میں ایک سرخ تصویر دیکھی۔ وہ تصویر انتہائی دلکش تھی۔ اس صاحب تصویر انسان کی خوبصورت آنکھیں اور لمبی گردن تھی۔ اس کے بالوں کی عمدہ انداز میں دو مینڈھیاں بنائی گئی تھیں۔ وہ اللہ تعالیٰ کی حسن تخلیق کا شاہکار تھا۔ ہرقل نے ہم سے پوچھا کیا تم اس انسان کو جانتے ہو ہم نے کہا نہیں ہم اس تصویر سے آشنا نہیں ہیں اس نے کہا یہ حضرت آدم علیہ السلام کی تصویر ہے۔ پھر ہرقل نے دوسرا دروازہ کھولا اس میں سے بھی اس نے ریشم کا کالا ٹکڑا نکالا اس میں ایک سفید رنگ کی تصویر تھی اس انسان کی آنکھیں سرخ، سر بڑا اور داڑھی خوب صورت تھی۔ ہرقل نے ہم سے پوچھا کیا تم اس انسان کو جانتے ہو۔ ہم نے کہا نہیں اس نے کہا یہ حضرت نوح علیہ السلام کی تصویر ہے پھر اس نے تیسرا دروازہ کھولا اس سے ایک اور ریشم کا ٹکڑا نکالا گیا اس ٹکڑے پر بھی سفید تصویر بنی ہوئی تھی اللہ کی قسم! ہم نے فوراً اس تصویر کو پہچان لیا وہ محمد مصطفیٰ ﷺ کی تصویر تھی ہرقل

فرمائیں' نجاشی نے پوچھا وہ لوگ کہاں ہیں۔ انہوں نے جواب دیا انہوں نے حبشہ کی سرزمین میں ہی پناہ لی ہے۔ بادشاہ نے مسلمان مہاجرین کو بلانے کے لئے اپنا نمائندہ بھیجا۔ حبشہ کے رؤساء نے بادشاہ سے کہا آپ ان لوگوں کو ان کے آدمی واپس کر دیں کیونکہ وہ ان کے حالات بہتر جانتے ہیں بادشاہ نے ان سے کہا نہیں اللہ کی قسم! میں انہیں اس وقت تک واپس نہیں کروں گا جب تک مجھے یہ معلوم نہ ہو جائے کہ انہوں نے کیا مذہب اختیار کیا ہے۔

عمرو بن العاص نے بادشاہ سے کہا وہ لوگ آپ کے دین کو بھی ناپسند کرتے ہیں اسی وجہ سے جب وہ آپ کے پاس آئیں گے تو وہ آپ کو بھی سجدہ نہیں کریں گے۔ جب مسلمان مہاجرین نجاشی کے دربار میں آئے تو حضرت جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا'' آج میں تمہارا خطیب ہوں'' ایک اور روایت کے مطابق جب مسلمانوں کے پاس نجاشی کا قاصد آیا تو مسلمان ایک جگہ پر جمع ہو گئے انہوں نے مشورہ کیا کہ جب ہم نجاشی کے دربار میں جائیں تو وہاں ہمیں کیا کہنا چاہئے اس وقت حضرت جعفر طیار رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا آج میں تمہارا خطیب ہوں۔ جو چاہے ہو جائے ہم وہی کہیں گے جو کچھ ہم جانتے ہیں اور جس کا ہمیں رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا ہے۔ نجاشی نے اپنے پادریوں کو بھی بلا لیا تھا اور انہیں یہ حکم دیا تھا کہ وہ اس کے پاس اپنے صحائف کھول لیں۔

جب حضرت جعفر طیار رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ان کے ساتھی آئے تو وہ دروازے کے پاس آ کر رک گئے حضرت جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا میں اندر آنے کا اذن طلب کرتا ہوں اور میرے ساتھ حزب اللہ (اللہ کا گروہ) بھی ہے نجاشی نے کہا خوش آمدید! اللہ کی امان اور اس کے ذمہ پر اندر داخل ہو جاؤ۔ حضرت جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور دیگر مہاجرین نجاشی کے دربار میں داخل ہو گئے۔ حضرت جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بادشاہ کو سلام کیا۔ عمرو بن العاص نے نجاشی سے کہا اے شاہ والا! یہ لوگ بہت متکبر ہیں اسی وجہ سے انہوں نے آپ کو سجدہ بھی نہیں کیا نجاشی نے مسلمانوں سے پوچھا تمہیں کس نے مجھے سجدہ کرنے اور مجھے اس انداز سے سلام کرنے سے روکا جس طرح مجھے سلام کیا جاتا ہے حضرت جعفر طیار رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا ہم صرف اللہ رب العزت کے لئے ہی سجدہ ریز ہوتے ہیں۔ نجاشی نے پوچھا اس کی وجہ کیا ہے؟ حضرت جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ہم میں ایک رسول مبعوث فرمایا ہے اور ہمیں حکم دیا ہے کہ ہم صرف اور صرف اللہ کے سامنے سجدہ ریز ہوں ہمارے نبی محترم ﷺ نے ہمیں فرمایا ہے کہ اہل جنت اسی انداز سے ایک دوسرے کو سلام کرتے ہیں۔ ہم نے آپ کو اسی طرح سلام کیا ہے جس طرح ہم آپس میں ایک دوسرے کو سلام کرتے ہیں انہوں نے ہمیں نماز اور زکوٰۃ کا حکم دیا ہے۔

عمرو بن العاص نے کہا اے شاہ ذیشان! یہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے مسئلہ میں بھی آپ کی مخالفت کرتے ہیں یہ اس بات کا انکار کرتے ہیں کہ وہ اللہ کے بیٹے ہیں نجاشی نے مسلمانوں کو مخاطب کر کے کہا تم حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور ان کی والدۂ محترمہ کے متعلق کیا کہتے ہو حضرت جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا ہم ان کے بارے میں وہی کہتے ہیں جو کچھ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے یعنی وہ اللہ کی روح اور اس کا وہ کلمہ ہیں جو اس نے حضرت مریم علیہا السلام کی طرف القاء کیا تھا۔ مسلمانوں کی یہ گفتگو سن کر نجاشی نے کہا اے قوم حبشہ! اے پادریو! مسلمانوں نے جو کچھ تم سے کہا ہے اس پر کوئی اضافہ نہیں کیا میں گواہی دیتا ہوں کہ وہ اللہ کا رسول

حضرت دحیہ الکلبی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جب میں وہاں سے لوٹا اور بارگاہ رسالت میں حاضر ہوا تو میں نے آپ ﷺ کو تمام واقعہ سنایا آپ نے فرمایا اس بادشاہ نے سچ کہا ہے اللہ تعالیٰ میرے بعد ابوبکر اور عمر کے ساتھ ہی میرے اس امر کو مکمل فرمائے گا۔

اسی طرح ضغاطر روم کا ایک بہت بڑا پادری تھا اس نے حضرت دحیہ الکلبی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھ پر اسلام قبول کیا حضرت دحیہ الکلبی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جب روم کے رؤساء اور عظماء ہرقل کے پاس سے چلے گئے تو اس نے مجھے اپنی خلوت میں بلایا اور اپنے ایک عظیم پادری کے پاس پیغام بھیج کر حضور ﷺ کے بارے میں پوچھا اس پادری نے جواب میں کہا یہ وہی عظیم الشان نبی ہیں جن کا ہم انتظار کر رہے تھے انہیں کے متعلق حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے بشارت دی تھی میں ان کی تصدیق کرتا ہوں اور ان کی اتباع کرنے میں فخر محسوس کرتا ہوں۔ قیصر نے کہا اگر میں ایسا کروں گا تو یہ ملک مجھ سے چھین لیا جائے گا۔ حضرت دحیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ اس پادری نے مجھ سے کہا میرا یہ خط اس نبی مکرم ﷺ کے پاس لے کر جاؤ۔ میری طرف سے ان کو سلام عرض کرنا اور عرض کرنا کہ میں یہ گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے علاوہ کوئی اور معبود نہیں اور محمد اللہ کے رسول ہیں۔ میں ان پر ایمان لاتا ہوں اور ان کی تصدیق کرتا ہوں۔ پھر اس نے اپنے کپڑے اتار کر سفید کپڑے پہن لئے وہ اپنے گرجے سے باہر نکلا اور اہل روم کو اسلام کی طرف دعوت دی اور حق کی شہادت دی لوگوں نے اس پر اتنے تیر برسائے کہ وہ شہید ہو گیا۔ جب حضرت دحیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہرقل کے پاس واپس آئے تو اس نے آپ سے کہا میں آپ سے نہ کہتا تھا کہ ہم اپنی جانوں کے بارے میں ان لوگوں سے کتنا ڈرتے ہیں انہوں نے ضغاطر کو بھی قتل کر دیا ہے حالانکہ وہ مجھ سے زیادہ اس کی عزت کرتے تھے۔

حبشہ کے بادشاہ نجاشی کے اسلام لانے کا قصہ بھی حضور ﷺ کے متعلق بشارات میں سے ایک بشارت ہے۔ سیرت نگاروں نے روایت کیا ہے ابتدائے اسلام میں بہت سے مسلمان کفار مکہ کی تکالیف اور اذیتوں سے تنگ آ کر حبشہ کی طرف ہجرت کر گئے۔ وہ وہاں کے بادشاہ نجاشی کے پاس مقیم ہو گئے نجاشی نے انہیں باعزت رہائش دی اور ان کے ساتھ عمدہ سلوک کا اظہار کیا۔ قریش مکہ نے ان مہاجرین کے تعاقب میں عمرو بن العاص اور عمارۃ ابن الولید کو بھیجا۔ یہ نمائندگان مکہ نجاشی کے لئے بہت سے تحائف مثلاً گھوڑا، ریشم کا جبہ اور دیگر گراں قدر اشیائے لے کر گئے۔ حبشہ کے دیگر رؤساء اور عظماء کے لئے بھی وہ بہت سے عطیات لے کر گئے تا کہ وہ اس مسئلہ میں ان کی اعانت کریں اور مسلمانوں کو ان کے ظلم و ستم سہنے کے لئے واپس مکہ میں بھیج دیا جائے۔ جب یہ دونوں نجاشی کے دربار میں داخل ہوئے تو انہوں نے نہایت ادب سے سجدہ کیا ایک شخص بادشاہ کے دائیں طرف اور دوسرا اس کے بائیں طرف بیٹھ گیا بڑے خلوص سے اپنے تحائف پیش کئے اور اپنا مدعا یوں بیان کیا:۔

''ہمارے چند چچازاد بھائی ہم سے اور ہمارے معبودان سے فرار ہو کر آپ کی سرزمین پر پناہ گزیں ہو گئے ہیں انہوں نے آپ کے دین کو بھی اختیار نہیں کیا بلکہ وہ ایک نیا دین لے کر آئے ہیں۔ اس نئے دین سے نہ ہم آشنا ہیں نہ ہی آپ واقف ہیں ہم رؤسائے قریش کے نمائندہ کی حیثیت سے آپ کے پاس حاضر ہوئے ہیں تا کہ آپ انہیں واپس اپنے وطن جانے کا حکم

کا اقرار کریں صرف اسی کی پوجا کریں اور وہ پتھر اور بت جن کی عبادت ہمارے آباء کرتے تھے ان کو چھوڑ دیں۔ انہوں نے ہمیں صرف اللہ کی عبادت کرنے کا حکم دیا ہمیں نماز، روزہ اور زکوٰۃ کا حکم دیا۔ ہمیں سچ بولنے، امانت کو ادا کرنے اور صلہ رحمی کرنے کا حکم دیا۔ پڑوسی کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آنے کا حکم دیا انہوں نے ہم کو حرام اشیاء اور خونریزی سے منع فرمایا۔ ہم کو بدفعلی کرنے، جھوٹ بولنے، یتیم کا مال کھانے اور پاک خاتون پر تہمت لگانے سے روکا۔ ہم نے ان کی تصدیق کی۔ ان پر ایمان لے آئے اور ہم نے اس کلام کی اتباع کی جو وہ لے کر تشریف لائے۔ ہماری قوم نے چاہا کہ ہم دوبارہ بت پرستی کی طرف لوٹ جائیں اور برے افعال کو حلال سمجھنے لگیں۔ جب انہوں نے ہم پر ظلم کیا اور ہم پر زندگی تنگ کر دی اور ہمارے اور ہمارے دین کے درمیان حائل ہونے کی کوشش کی تو ہم نے آپ کے ملک کی طرف ہجرت کی۔ آپ کو دوسرے بادشاہوں پر ترجیح دی ہم امید کرتے ہیں کہ تمہارے ہاں ہم پر ظلم نہیں ہوگا۔ نجاشی نے پوچھا کیا تمہارے پاس ان پر نازل ہونے والے کلام میں سے کچھ ہے میں نے کہا ہاں۔ اس نے کہا مجھے اس میں سے کچھ پڑھ کر سناؤ میں نے اس کو ''کھیٰعص'' کی ابتدائی آیات پڑھ کر سنائیں ان میں حضرت مریم علیہا السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا قصہ موجود تھا اللہ کی قسم! جب نجاشی نے لاریب کتاب کا کلام سنا تو اس نے رونا شروع کر دیا حتیٰ کہ اس کی داڑھی آنسو سے تر ہوگئی۔ اس کے پادریوں نے بھی رونا شروع کر دیا۔

امام بغوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان کے سامنے سورۃ العنکبوت اور سورۃ الروم کی تلاوت کی تھی۔ جب انہوں نے مزید کلام الٰہی سننے کا مطالبہ کیا تو پھر انہوں نے ان کو سورۃ الکھف سنائی۔ نجاشی نے کہا یہ کلام اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کا کلام ایک ہی چراغ کا نور ہیں۔ ایک روایت میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کی جگہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا ذکر ہے۔ نجاشی کے ہاتھ میں ایک تنکا تھا اس نے کہا اس کلام اور انجیل میں اس تنکے کے برابر بھی فرق نہیں ہے اللہ تعالیٰ نے نجاشی اور اس کے ساتھیوں کے بارے میں یہ آیت نازل کی: وَ اِذَا سَمِعُوْا مَاۤ اُنْزِلَ اِلَى الرَّسُوْلِ تَرٰۤى اَعْيُنَهُمْ تَفِيْضُ مِنَ الدَّمْعِ مِمَّا عَرَفُوْا مِنَ الْحَقِّ ۚ (المائدہ:83) ''اور جب سنتے ہیں (قرآن) جو اتارا گیا رسول کی طرف تو دیکھے گا ان کی آنکھوں کو کہ چھلک رہی ہوتی ہیں آنسوؤں سے اس لئے کہ پہچان لیا انہوں نے حق کو۔''

حضور علیہ السلام نے نجاشی کے لئے ایک گرامی نامہ ارسال فرمایا تھا:

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

محمد رسول اللہ کی جانب سے نجاشی کی طرف!

''میں تیرے سامنے اللہ تعالیٰ کی حمد کرتا ہوں جس کے بغیر اور کوئی معبود نہیں وہ بادشاہ حقیقی ہے ہر عیب سے پاک ہے، سلامت رکھنے والا ہے، امان دینے والا ہے اور نگہبان ہے۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ عیسیٰ بن مریم روح اللہ ہیں اور اس کا کلمہ ہیں جو اس نے مریم کو القاء کیا اور وہ مریم جو اللہ تعالیٰ سے لو لگائے تھی پاک ہے، مطہر ہے، خوشبودار ہے اور پاک دامن ہے جو عیسیٰ سے حاملہ ہوئی۔ اللہ نے پیدا کیا اسے اپنی روح سے اور پھونکا اس روح کو مریم میں۔ جس طرح آدم کو اپنے دست قدرت

ہے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے انجیل میں انہی کی بشارت دی تھی روح اللہ کا معنی یہ ہے کہ وہ حضرت جبرائیل علیہ السلام کی پھونک سے پیدا ہوئے تھے اور کَلِمَةُ اللّٰهِ کا معنی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں کُنْ (ہوجا) کہا تو وہ ہو گئے۔

ایک روایت میں ہے کہ نجاشی نے اپنے راہبوں اور پادریوں سے کہا میں تمہیں اس معبود برحق کی قسم دے کر پوچھتا ہوں جس نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر انجیل نازل کی کہ کیا تم حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور قیامت کے مابین کسی ایسے نبی کو پاتے ہو جو ان صفات سے متصف ہو جن کا تذکرہ مسلمان کر رہے ہیں تمام راہبوں اور پادریوں نے بیک آواز کہا اللہ کی قسم ہاں ہم ایسے ایک نبی کا تذکرہ پاتے ہیں جن کی بشارت حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے دی تھی انہوں نے فرمایا تھا جو ان پر ایمان لائے گا گویا وہ مجھ پر ایمان لایا اور جس نے ان کا انکار کیا اس نے میرا بھی انکار کر دیا۔ اس وقت نجاشی نے کہا اللہ کی قسم! اگر مجھ پر اس سلطنت کا بوجھ نہ ہوتا تو میں ضرور اس نبی مکرم ﷺ کی اتباع کرتا میں ان کے نعلین مبارک اٹھانے کی سعادت حاصل کرتا۔ ان کے ہاتھوں کو دھونے کی سعادت حاصل کرتا۔ نجاشی نے مسلمانوں سے کہا میری زمین پر تم جہاں چاہو رہ سکتے ہو۔ تمہیں یہاں ہر طرح کا امن ملے گا۔ بادشاہ نے مسلمانوں کے لئے خوراک کا بندوبست کرنے کا حکم دیا اور اپنی عوام سے مخاطب ہو کر کہا جس شخص نے ان لوگوں کی طرف نظر بد سے دیکھا اس نے میری نافرمانی کی۔

دوسری روایت کے مطابق بادشاہ نے مسلمانوں سے کہا جاؤ اور امن سے رہو جو تمہیں اذیت دے گا اس کو جرمانہ ادا کرنا پڑے گا۔ بادشاہ نے یہی الفاظ تین مرتبہ دہرائے۔ بادشاہ نے مزید تاکید کرتے ہوئے کہا میں یہ بھی نہیں چاہتا کہ مجھے سونے کا محل دیا جائے اور اس کے عوض تم میں سے کسی شخص کو اذیت دی جائے۔ قریش مکہ کے تحائف انہیں واپس کر دو مجھے ان کی کوئی ضرورت نہیں ہے اللہ کی قسم! جب اللہ تعالیٰ نے مجھے ملک عطا فرمایا تھا تو اس نے مجھ سے کوئی رشوت نہیں لی تھی۔

نجاشی عیسائیت کا سب سے بڑا عالم تھا وہ اس کلام سے خوب آگاہ تھا جو اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر نازل کیا تھا۔ قیصر روم علمائے نصاریٰ کو نجاشی کے پاس بھیجا کرتا تھا تاکہ وہ اس سے علم سیکھیں۔

ایک اور روایت کے مطابق حضرت جعفر طیار رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں پھر بادشاہ نے ہمارے پاس اپنا قاصد بھیجا اور ہمیں اپنے دربار میں آنے کے لئے کہا۔ جب ہم نجاشی کے دربار میں داخل ہوئے تو ہم نے اس کو سلام کیا۔ اس کے پاس ایک آدمی تھا اس نے ہم سے کہا تم لوگ بادشاہ کو سجدہ کیوں نہیں کرتے۔ ہم نے کہا ہم اللہ کے علاوہ کسی اور کو سجدہ نہیں کرتے۔ نجاشی نے ہم سے پوچھا وہ کون سا جداگانہ دین ہے جو تم لوگوں نے اختیار کر رکھا ہے۔ نہ تو تمہارا دین تمہاری اپنی قوم سے ملتا ہے نہ ہی یہ دین میرے دین کے ساتھ مطابقت رکھتا ہے اور نہ ہی تمہارا دین کسی اور بادشاہ کے دین کی طرح ہے ہم نے کہا اے شاہِ والا! زمانہ جاہلیت میں ہم بتوں کی پوجا کرتے تھے۔ مردار کھاتے تھے، بدکاری کرتے تھے، قطع رحمی کرتے تھے۔ پڑوسیوں کے حقوق ضبط کر جاتے تھے۔ قوی، ضعیف کا حق کھا لیتا تھا ہم اسی کیفیت میں تھے کہ اللہ تعالیٰ نے ہم میں ایک رسول مبعوث کیا جس طرح اس نے ہم سے قبل رسل مبعوث کئے تھے۔ یہ رسول مکرم ﷺ ہم میں سے ہی ہیں ہم ان کا نسب، ان کا صدق، ان کی امانت اور ان کی عفت کو جانتے ہیں۔ انہوں نے ہم کو اللہ کی طرف بلایا انہوں نے ہم کو حکم دیا کہ ہم اللہ کی توحید

حضرت جعفر طیار رضی اللہ تعالیٰ عنہ، کچھ صحابہ کرام اور نجاشی کے کچھ لوگ بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئے۔ان کی تعداد ستر تھی اور انہوں نے اون کے کپڑے پہنے ہوئے تھے ان میں سے باسٹھ کا تعلق حبشہ سے اور آٹھ کا تعلق شام سے تھا۔ حضور ﷺ نے ان کو سورۃ یٰسین پڑھ کر سنائی۔ جب انہوں نے قرآن پاک کو سنا تو وہ زار زار رونے لگے۔ وہ تمام حلقہ اسلام میں داخل ہو گئے انہوں نے کہا اس کلام میں اور اس کلام میں جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر نازل ہوا ہے کتنی مشابہت ہے انہی کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی ہے: وَلَتَجِدَنَّ أَشَدَّ النَّاسِ عَدَاوَةً لِّلَّذِينَ آمَنُوا الْيَهُودَ وَالَّذِينَ أَشْرَكُوا ۖ وَلَتَجِدَنَّ أَقْرَبَهُم مَّوَدَّةً لِّلَّذِينَ آمَنُوا الَّذِينَ قَالُوا إِنَّا نَصَارَىٰ ۚ ذَٰلِكَ بِأَنَّ مِنْهُمْ قِسِّيسِينَ وَرُهْبَانًا وَأَنَّهُمْ لَا يَسْتَكْبِرُونَ ﴿٨٢﴾ (المائدہ:82) ''اور پائیں کہ آپ سب سے زیادہ قریب دوستی میں ایمان والوں سے انہیں جنہوں نے کہا کہ ہم نصاریٰ ہیں یہ اس لئے کہ ان میں عالم اور درویش ہیں اور وہ غرور نہیں کرتے۔''

کیونکہ وہ لوگ ''اَصْحَابُ الصَّوَامِعِ'' میں سے تھے نجاشی ''اصحمہ'' نے نو ہجری ماہ رجب میں وفات پائی۔ حضور ﷺ نے مدینہ منورہ میں اس کی نماز جنازہ ادا فرمائی۔

آپ ﷺ کا سفرِ شام بھی انہی بشارات میں سے ایک بشارت ہے۔ راجح قول کے مطابق اس وقت آپ ﷺ کی عمر مبارک نو سال تھی۔ حضرت ابو طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ ﷺ کو اپنے پیچھے بٹھایا۔ سفر کے دوران وہ ایک پادری کے ہاں ٹھہرے اس پادری نے پوچھا اس بچے کا آپ کے ساتھ کیا رشتہ ہے؟ حضرت ابو طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا یہ میرا بیٹا ہے اس پادری نے کہا اس بچے کے باپ کو زندہ نہیں ہونا چاہئے یہ اللہ کے نبی ہیں۔ حضرت ابو طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس پادری سے پوچھا نبی کیا ہوتا ہے؟ اس پادری نے کہا وہ عظیم ذات ہوتی ہے جس کی طرف آسمان سے خبریں آتی ہیں وہ اہل زمین کا نبی ہوتا ہے۔ حضرت ابو طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا قسم بخدا! تو کتنی عظیم بات کر رہا ہے۔ اس پادری نے کہا اس بچے کو یہودیوں سے بچانا۔ حضرت ابو طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے وہاں سے کوچ کیا۔ کچھ دنوں کے بعد ایک اور پادری کے ہاں قیام کیا۔ اس پادری نے بھی یہی سوال کیا کہ اس بچے کا آپ سے کیا تعلق ہے؟ حضرت ابو طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا یہ میرا بچہ ہے اس پادری نے کہا اس بچے کے باپ کو زندہ نہیں ہونا چاہئے۔ حضرت ابو طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پوچھا اس کی کیا وجہ ہے؟ اس پادری نے کہا کیونکہ اس کا چہرہ انبیاء کے چہروں کی طرح اور اس کی آنکھیں انبیاء کی آنکھوں کی طرح ہیں یہ سن کر حضرت ابو طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا سبحان اللہ آپ کتنی عظیم بات کر رہے ہیں پھر حضرت ابو طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور ﷺ کو مخاطب کر کے کہا اے میرے بھتیجے! کیا آپ نہیں سن رہے کہ یہ لوگ کیا کہہ رہے ہیں آپ ﷺ نے فرمایا اے چچا محترم! اللہ تعالیٰ کی قدرت کا انکار نہیں کیا جا سکتا۔

جب وہ قافلہ بصریٰ کے مقام پر فروکش ہوا تو وہاں ان سے ایک راہب ملا اس کو بحیرا کہا جاتا تھا اس کے گرجا گھر میں اس کا نام جرجیس تھا۔ وہ عیسائیت کا جید عالم تھا۔ قریش مکہ کئی بار اپنے قافلے لے کر اس کے پاس سے گزرتے تھے لیکن وہ ان سے کوئی گفتگو نہیں کرتا تھا جبکہ اس سال اس نے پورے قافلے کو دعوت دی تھی۔ جب یہ قافلہ آرہا تھا تو اس نے اپنے گرجا کی

سے تخلیق کیا۔

اے نجاشی میں تمہیں دعوت دیتا ہوں کہ ایمان لاؤ اللہ پر جو وحدہ لاشریک ہے اور ہمیشہ اس کی اطاعت کرو پس اگر تو میری پیروی کرے گا اور ایمان لائے گا اس پر جو میں لے کر آیا ہوں تو بے شک میں اللہ کا رسول ہوں۔ میں تجھے اور تیرے سارے لشکر کو اللہ پر ایمان لانے کی دعوت دیتا ہوں میں نے پیغام حق تمہیں پہنچا دیا ہے اور نصیحت کا فرض ادا کر دیا ہے میری نصیحت کو قبول کر لو میں نے تمہاری طرف اپنے چچازاد بھائی جعفر کو اور اس کے ساتھ چند مسلمانوں کو بھیجا ہے پس اس شخص پر سلامتی ہو جو ہدایت کی اتباع کرے۔''

آپ ﷺ نے یہ گرامی نامہ حضرت عمرو بن امیہ الضمری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دے کر نجاشی کی طرف بھیجا جب نجاشی نے آپ ﷺ کا خط مبارک پڑھا تو اس نے کہا'' میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ ہی وہ نبی امّی ہیں جن کا اہل کتاب انتظار کر رہے ہیں۔ آپ ﷺ کے بارے میں موسیٰ علیہ السلام نے بشارت دی تھی کہ آپ گدھے پر سواری فرمائیں گے۔ آپ ﷺ ہی وہ بلند ہستی ہیں جن کے بارے میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے بشارت دی تھی کہ آپ اونٹ پر سواری فرمائیں گے اگر میرے بس میں ہوتا تو میں خود حاضر خدمت ہوتا لیکن لشکر میں میرے مددگار ابھی بہت کم ہیں حتیٰ کہ میرے معاونین کثیر ہو جائیں اور دل نرمی اختیار کر لیں پھر میں آپ کی بارگاہ میں حاضر ہوں گا پھر اس نے حضور ﷺ کی بارگاہ میں ایک عریضہ لکھا:

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

یہ عریضہ نجاشی اصحمہ کی طرف سے ہے

یارسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم آپ پر اللہ تعالیٰ کے سلام، رحمتیں اور برکتیں نازل ہوں وہ اللہ جس کے بغیر اور کوئی معبود نہیں جس نے مجھے اسلام قبول کرنے کی ہدایت دی۔

امابعد! یارسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم حضور ﷺ کا گرامی نامہ مجھے موصول ہوا ہے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں حضور ﷺ نے جو ذکر کیا ہے زمین و آسمان کے پروردگار کی قسم! حضرت عیسیٰ علیہ السلام اس سے ذرہ بھر بھی کم و بیش نہیں ہم نے اس ہدایت کو پہچان لیا ہے جو آپ نے ہماری طرف بھیجی ہے میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ اللہ تعالیٰ کے سچے رسول ہیں میں نے حضور ﷺ کی بیعت کے لئے آپ کے چچازاد کی بیعت کی ہے اور ان کے دست اقدس پر اللہ رب العالمین پر ایمان لے آیا ہوں میں اپنے بیٹے کو حضور کی خدمت میں بھیج رہا ہوں اور اگر حکم ہو تو خود بھی حاضر ہونے کے لئے تیار ہوں میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ کا ہر فرمان حق ہے:

وَالسَّلَامُ عَلَيْکَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَکَاتُهٗ۔

اس نے قافلہ کے پیچھے ہی اپنے بیٹے کو روانہ کیا جس میں حضرت جعفر طیار رضی اللہ تعالیٰ عنہ موجود تھے۔ جب اس کا بیٹا اور اس کے ساتھی وسط سمندر میں گئے تو وہ بھی اور اس کے ساتھی سمندر میں غرق ہو گئے۔

پوچھیں بخدا جتنی مجھے ان سے نفرت ہے اتنی اور کسی چیز سے نہیں تو پھر میں اللہ کے واسطہ سے عرض کرتا ہوں کہ جو میں آپ سے پوچھوں اس کا جواب آپ مجھے مرحمت فرمائیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا اب جو تمہارا جی چاہے پوچھو میں اس کا صحیح صحیح جواب دوں گا وہ حضور ﷺ سے آپ کی نیند اور بیداری وغیرہ کی کیفیات کے بارے میں دریافت کرتا رہا۔ آپ ﷺ اس کو جواب ارشاد فرماتے رہے۔ حضور ﷺ جو حالات اسے بتاتے اس سے ان صفات کی تصدیق ہو جاتی تھی جو نبی آخر الزمان کے بارے میں اس کے پاس تھیں آخر میں اس نے پشت مبارک سے کپڑا اٹھایا وہاں اس نے مہر نبوت کو بعینہ اس صورت میں دیکھا جو اس کے پاس تھی بے ساختہ اس نے جھک کر ختم نبوۃ کو چوم لیا جب قافلہ والوں نے یہ منظر دیکھا تو وہ کہنے لگے کہ اس راہب کے دل میں محمد (ﷺ) کی بڑی قدر و منزلت ہے جب بحیرا اس سے فارغ ہوا تو وہ حضرت ابو طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف متوجہ ہوا اور پوچھا اس بچے کا آپ سے کیا رشتہ ہے آپ نے کہا یہ میرا بیٹا ہے بحیرا نے کہا یہ آپ کا بیٹا نہیں اور نہ ہی اس کا باپ زندہ ہو سکتا ہے۔ حضرت ابو طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا یہ میرا بھتیجا ہے اس نے پوچھا۔ اس کا باپ کہاں ہے؟ آپ نے فرمایا ابھی یہ شکم مادر میں تھے کہ ان کا انتقال ہو گیا۔ اس نے کہا آپ نے سچ فرمایا ہے پھر اس نے پوچھا ان کی ماں کہاں ہے۔ آپ نے فرمایا تھوڑی مدت گزری ہے وہ بھی انتقال کر گئیں ہیں۔ پھر اس نے حضرت ابو طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا آپ اپنے بھتیجے کو لے کر وطن واپس لوٹ جائیں اور یہودیوں سے ہر وقت ہوشیار رہیں کیونکہ اگر انہوں نے دیکھ لیا اور ان کو ان حالات کا علم ہو گیا جن کا مجھے ہوا ہے تو وہ انہیں نقصان پہنچانے سے باز نہیں آئیں گے آپ کے بھتیجے کی بڑی شان ہو گی۔ یہ چیز ہماری کتابوں میں لکھی ہوئی ہے اور ہمیں آباء و اجداد نے یہی بتایا ہے۔ میں نے آپ کو حقیقت حال سے آگاہ کرنے کا فرض ادا کر دیا ہے انہیں جلدی وطن واپس لے جاؤ حضرت ابو طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ جلدی جلدی تجارت سے فارغ ہو کر آپ ﷺ کو واپس مکہ لے آئے۔

ایک روایت کے مطابق اہل کتاب کے چند لوگوں نے آپ ﷺ میں انہیں علامات کو دیکھ لیا تھا جن کو بحیرا نے دیکھا تھا۔ انہوں نے حضور ﷺ کو تکلیف پہنچانے کی کوشش کی لیکن بحیرا نے انہیں روک دیا۔ اس نے ان کو اللہ تعالیٰ کا ذکر یاد دلایا انہیں آپ ﷺ کی وہ صفات یاد دلائیں جو وہ اپنی کتاب میں پایا کرتے تھے۔ انہیں بتایا کہ اگر وہ سب مل کر بھی اپنے اس ارادہ کو پورا کرنا چاہیں تو وہ پھر بھی اسے پایہ تکمیل تک نہیں پہنچا سکیں گے۔ یہ سن کر وہ اپنے ارادہ سے باز آ گئے اور اپنے وطن واپس چلے گئے۔

ایک اور روایت کے مطابق حضرت ابو طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سفر شام کی نیت سے نکلے۔ حضور ﷺ بھی آپ کے ساتھ تھے۔ قریش کے کچھ لوگ بھی اس قافلہ میں موجود تھے۔ اس سے قبل بھی وہ بحیرا راہب کے پاس سے گزرتے تھے لیکن وہ ان کی طرف کوئی توجہ نہیں دیتا تھا لیکن اس دفعہ جب اس کارواں نے وہاں قیام کیا تو بحیرا راہب اس قافلہ کے پاس آیا وہ ان میں گھل مل گیا حتیٰ کہ اس نے تاجدار مدینہ ﷺ کے دست اقدس کو پکڑا اور کہنے لگا۔ یہ پوری دنیا کے سردار ہیں، یہ رب العالمین کے رسول ہیں اللہ تعالیٰ نے انہیں رحمۃ للعالمین بنا کر مبعوث کیا ہے۔ سرداران قریش نے راہب سے پوچھا آپ کو

چھت پر چڑھ کر رسول اللہ ﷺ کو دیکھا تھا۔ اس وقت آپ ﷺ کے سر اقدس پر بادل سایہ فگن تھا جب یہ قافلہ درخت کے نیچے ٹھہر گیا تو اس راہب نے بادل کو دیکھا تھا جب حضور ﷺ درخت کے نیچے تشریف فرما ہوئے تھے تو درخت نے اپنی شاخوں کو آپ پر جھکا دیا تھا تمام لوگ آپ ﷺ سے پہلے ہی درخت کے نیچے پہنچ چکے تھے جب حضور ﷺ وہاں تشریف فرما ہوئے تو درخت حضور ﷺ پر سایہ فگن ہو گیا۔

بحیرا نے اس قافلہ کی طرف پیام بھیجا اے قوم قریش! میں نے تمہارے لئے کھانا تیار کیا ہے میری خواہش ہے کہ تمہارا ہر فرد چھوٹا، بڑا، آزاد اور غلام اس کھانے میں شرکت کرے۔ اس قافلہ میں سے ایک شخص نے بحیرا سے کہا اے بحیرا! ہم تمہارے پاس سے اکثر گزرتے رہے آج آپ ہمیں کھانے کی دعوت دے رہے ہیں اس کی کیا وجہ ہے؟ بحیرا نے اس شخص سے کہا تو نے سچ کہا ہے۔ حقیقت وہی ہے جو تم بیان کر رہے ہو لیکن تم لوگ مہمان ہو میں چاہتا ہوں کہ میں تمہاری عزت کروں اور تمہارے لئے کھانا تیار کروں جسے تم سب لوگ کھاؤ۔ تمام اہل قافلہ بحیرا کے پاس جمع ہوئے لیکن حضور ﷺ صغر سنی کی وجہ سے سامان کی حفاظت کے لئے درخت کے نیچے ہی ٹھہر گئے جب بحیرا نے تمام اہل قافلہ کو دیکھا تو اسے بادل کسی کے سر پر بھی سایہ کناں نظر نہ آیا۔ اس نے دیکھا کہ وہ بادل کا ٹکڑا حضور ﷺ کے سر پر سایہ کر رہا تھا اس نے قافلہ والوں سے پوچھا اے گروہ قریش! تمہارا کوئی آدمی پیچھے تو نہیں رہ گیا۔ انہوں نے کہا اے بحیرا! آپ کی اس دعوت سے ہمارا کوئی شخص بھی پیچھے نہیں رہا۔ ہر آدمی آپ کی دعوت میں شرکت کے لئے آ گیا ہے البتہ ایک چھوٹا لڑکا پیچھے رہ گیا ہے وہ عمر میں ہم سب سے چھوٹا ہے اور وہ سامان قافلہ کی حفاظت کے لئے پیچھے رہ گیا ہے۔ بحیرا نے کہا اس کو بلاؤ وہ بچہ بھی تمہارے ساتھ اس دعوت میں شرکت کرے۔ یہ کتنی بری بات ہے کہ تم خود تو کھانے کے لئے آ گئے ہو لیکن تمہارا ہی ایک شخص پیچھے رہ گیا ہے اور میرے خیال کے مطابق اس کا تمہارے ساتھ گہرا تعلق ہے۔ یہ سن کر قافلہ والوں نے کہا اللہ کی قسم! وہ نسب میں ہم سب سے بہترین ہے وہ اس شخص (ابوطالب) کا بھتیجا ہے وہ عبدالمطلب کی اولاد میں سے ہے۔ ایک آدمی کھڑا ہو گیا اس نے کہا لات وعزیٰ کی قسم! یہ کتنے شرم کی بات ہے کہ عبداللہ بن عبدالمطلب کا بیٹا ہمارے ساتھ کھانے میں شرکت نہ کرے پھر وہ شخص حضور ﷺ کے پاس آیا اور آپ کو ساتھ لا کر اپنی قوم کے درمیان بٹھایا وہ شخص آپ کا چچا حارث بن عبدالمطلب تھا۔ جب وہ حضور ﷺ کے ساتھ چل رہا تھا تو اس پر بادل سایہ نہیں کر رہا تھا جبکہ حضور اکرم ﷺ پر بادل سایہ کناں تھا۔ جب بحیرا نے یہ عجیب کیفیت دیکھی تو اس نے آپ ﷺ کی طرف بڑے غور سے دیکھنا شروع کیا آپ ﷺ کے جسد اطہر کے مختلف اعضاء دیکھے اس نے آپ کو تمام انہی صفات سے متصف دیکھا جو اس کے پاس اپنی کتاب میں موجود تھیں۔ جب تمام قوم کھانے سے فارغ ہوئی اور وہ کھانا کھا کر بکھر گئے تو بحیرا حضور ﷺ کے پاس آیا اور کہنے لگا میں آپ کو **اللات و العزّٰی** کا واسطہ دیتا ہوں آپ مجھے ان سوالات کے جوابات ارشاد فرمائیں جو میں آپ سے کروں گا۔ بحیرا نے آپ کو لات وعزیٰ کی قسم اس لئے دی تھی کیونکہ اس نے سنا تھا کہ آپ ﷺ کی قوم ان کی قسمیں اٹھاتی ہے۔ ''**الشفاء**'' میں ہے کہ اس نے حضور ﷺ کو آزمانے کے لئے لات وعزیٰ کی قسم اٹھائی تھی۔ آپ ﷺ نے فرمایا مجھ سے لات وعزیٰ کے واسطے سے کوئی چیز مت

علامہ الحافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں احتمال یہی ہے یہ واقعہ کسی اور سفر میں پیش آیا ہوگا جو آپ ﷺ نے مذکورہ بالا سفر کے بعد کیا تھا۔ علامہ حلبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں یہ واقعہ اس سفر میں پیش آیا تھا جو آپ ﷺ نے میسرہ کے ساتھ کیا تھا کیونکہ حضور ﷺ نے صرف دو دفعہ شام کا سفر کیا تھا ایک مرتبہ حضرت ابو طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ اور ایک دفعہ میسرہ کے ساتھ۔

حضرت طلحہ بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں ''سوقِ بصریٰ'' میں موجود تھا وہاں کے ایک گرجا گھر کے راہب نے کہا ان لوگوں سے پوچھو کہ کیا ان میں سے کسی کا تعلق مکہ معظمہ سے ہے۔ میں نے کہا ہاں میں مکہ معظمہ کا ہی رہنے والا ہوں اس راہب نے مجھ سے پوچھا کیا وہاں احمد (ﷺ) کا ظہور ہو گیا ہے۔ میں نے کہا کون احمد؟ اس نے کہا ابن عبداللہ بن عبدالمطلب۔ اسی ماہ میں ان کا ظہور ہوگا وہ آخر الانبیاء ہوں گے۔ ان کا ظہور مکہ مکرمہ سے ہوگا کھجوروں والی سرزمین ان کی ہجرت گاہ ہوگی اے طلحہ! اس کی دعوت پر لبیک کہنے میں سبقت لے جانا حضرت طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ راہب کی بات میرے دل میں بیٹھ گئی جب میں مکہ معظمہ واپس آیا تو میں نے یہ واقعہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بیان کیا۔ وہ بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئے اور یہ واقعہ حضور ﷺ کو بھی سنایا آپ نے اس کو سن کر مسرت کا اظہار فرمایا۔ حضرت طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسلام قبول کر لیا نوفل بن العدویہ نے حضرت ابوبکر اور حضرت طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو پکڑا اور انہیں ایک ہی رسی میں جکڑ دیا اسی وجہ سے انہیں ''قرینین'' کہا جاتا ہے۔

امام الحلبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ممکن ہے کہ یہ راہب بحیرا ہو اور یہ بھی احتمال ہے کہ یہ نسطورا ہو کیونکہ دونوں بصریٰ کے رہنے والے تھے یہ بھی احتمال ہے کہ ان دونوں کے علاوہ کوئی تیسرا راہب ہو کیونکہ وہ بعثت سے قبل ہی وفات پا گئے تھے۔

حضرت سعید بن العاص بن سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جب میرے والد غزوۂ بدر کے دن قتل ہوئے تو میں اس وقت اپنے چچا کے پاس تھا اس کا نام ابان بن سعید تھا وہ ہمیشہ حضور ﷺ کو برے الفاظ سے یاد کرتا تھا۔ ایک دفعہ وہ تجارت کی غرض سے شام کی طرف گیا۔ ایک سال وہ وہیں ٹھہرا رہا۔ اس کے بعد وہ وہاں سے واپس آیا اس کا سب سے پہلا سوال یہ تھا کہ مجھے محمد (ﷺ) کے متعلق بتاؤ میرے چچا عبداللہ بن سعید نے کہا اللہ کی قسم! وہ پہلے سے زیادہ معزز ہیں وہ پہلے سے زیادہ بلند مرتبہ ہیں یہ سن کر میرا چچا خاموش رہا اس نے حضور ﷺ کو برے الفاظ سے یاد نہ کیا۔ پھر اس نے کھانا تیار کروایا اور اسے بنو امیہ کے رؤساء کے پاس بھیج دیا اس نے ان سرداروں کو بتایا میں فلاں قریہ میں تھا میں نے وہاں ایک راہب دیکھا اس کا نام بکاء تھا چالیس سال گزر گئے لیکن وہ اپنے گرجا گھر سے باہر نہیں آیا پھر ایک دن وہ اپنے گرجا سے باہر نکلا لوگ اسے دیکھنے کے لئے اس کے پاس جمع ہو گئے میں بھی اس کے پاس گیا میں نے اس سے کہا مجھے آپ سے ایک ضروری کام ہے۔ اس نے مجھ سے پوچھا تیرا تعلق کس قبیلہ سے ہے میں نے کہا میں قبیلہ قریش سے تعلق رکھتا ہوں وہاں ایک شخص کا ظہور ہوا ہے وہ یہ گمان کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اسے مبعوث کیا ہے راہب نے پوچھا اس کا اسم مبارک کیا ہے میں نے کہا اس کا نام مبارک محمد (ﷺ) ہے اس نے سوال کیا اس کے ظہور کو کتنا عرصہ گزر گیا ہے۔ میں نے کہا بیس سال۔ اس راہب نے کہا کیا میں

یہ کیسے علم ہوا۔اس نے جواب دیا اے رؤساء قریش! جب تم اس گھاٹی سے اتر رہے تھے تو میں نے دیکھا کہ تمام پتھر اور درخت سجدہ ریز تھے یہ اشیاء صرف نبی کو سجدہ کرتی ہیں بادل کا ٹکڑا صرف ان پر ہی سایہ فگن تھا۔ میں نے ''غضروف'' (1) کے نیچے مہر نبوت سے بھی انہیں پہچان لیا ہے۔ پھر بحیرا راہب وہاں سے واپس آیا اور اہل کارواں کے لئے کھانے کا بندوبست کرنے لگا۔حضور ﷺ اونٹوں کی نگرانی کے لئے اس درخت کے نیچے ہی رہ گئے تھے۔بعد میں آپ کو بھی دعوت میں بلا لیا گیا۔جب آپ ﷺ اس دعوت پر تشریف لے جا رہے تھے تو بادل کا ٹکڑا آپ پر سایہ فگن تھا جب آپ اپنی قوم کے پاس پہنچے تو آپ کو معلوم ہوا کہ تمام قوم پہلے ہی اس درخت کے سایہ کے نیچے بیٹھ چکی ہے۔جب آپ ﷺ وہاں تشریف فرما ہوئے تو درخت کی شاخیں آگے بڑھ کر آپ پر سایہ کناں ہو گئیں۔راہب نے کہا اس درخت کے سایہ کی طرف دیکھو وہ خود بخود حضور ﷺ کی طرف جھک رہا ہے۔بحیرا نے قریش مکہ سے وعدہ لیا کہ وہ آپ ﷺ کو سرزمین روم کی طرف نہیں لے کر جائیں گے کیونکہ اگر انہوں نے آپ ﷺ کو پہچان لیا تو وہ آپ کو شہید کر دیں گے۔

اسی دوران روم سے سات افراد بحیرا کے پاس آئے بحیرا نے ان کا استقبال کیا اور ان سے پوچھا تم لوگ کس مقصد کے لئے یہاں آئے ہو۔انہوں نے کہا ہم اس نبی (ﷺ) کے لئے آئے ہیں جو اس مہینے میں سفر کرے گا ہم نے ہر راستے پر اپنے لوگوں کو بھیجا ہے ہمیں یہ خبر ملی ہے کہ وہ نبی اس راستے سے سفر کر رہا ہے۔بحیرا نے ان سے کہا تمہیں معلوم ہے کہ جب اللہ تعالیٰ کسی امر کا فیصلہ فرما دیتا ہے تو کیا کوئی آدمی اس فیصلہ کو لوٹا سکتا ہے۔انہوں نے کہا نہیں۔انہوں نے بحیرا راہب کے ہاتھ پر بیعت کی کہ وہ حضور ﷺ کو نقصان نہیں پہنچائیں گے۔انہوں نے اپنے اس ارادہ سے توبہ کی۔وہ اس خوف سے بحیرا کے پاس ہی اقامت گزیں ہو گئے کہ کہیں وہ شخص انہیں کوئی نقصان نہ دے جس نے ان کو اس مذموم مقصد کے لئے بھیجا تھا پھر بحیرا نے قریش سے مخاطب ہو کر کہا! میں تمہیں اللہ کا واسطہ دے کر پوچھتا ہوں کہ مجھے بتاؤ کہ تم میں سے حضور ﷺ کا ولی کون ہے۔قریش نے بتایا کہ ان کے ولی حضرت ابوطالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں وہ حضرت ابوطالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے برابر اصرار کرتا رہا کہ آپ انہیں روم کی طرف نہ لے جائیں حتیٰ کہ حضرت ابوطالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ ﷺ کو لے کر واپس مکہ آ گئے۔بحیرا راہب نے کیکر اور زیتون کا تیل بطور ہدیہ پیش کیا۔

ابن مندہ رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے کہ جب حضور ﷺ تجارت کے لئے شام گئے تو وہ بھی آپ ﷺ کے ساتھ تھے۔یہ کارواں ''سوق بصریٰ'' کے مقام پر فروکش ہوا وہاں ایک بیری کا درخت تھا۔حضور ﷺ اس کے سائے کے نیچے بیٹھ گئے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ راہب کے پاس کوئی چیز مانگنے کے لئے گئے راہب نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا وہ شخص جو بیری کے سائے کے نیچے بیٹھا ہوا ہے وہ کون ہے۔آپ نے کہا وہ محمد بن عبداللہ بن عبدالمطلب ہیں اس راہب نے آپ سے کہا اللہ کی قسم! یہ اس امت کے نبی (ﷺ) ہیں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بعد حضور ﷺ ہی اس درخت کے سایہ کے نیچے تشریف فرما ہوئے ہیں۔

1۔کندھے کی لوح کا سرا۔

تعالیٰ عنہ نے پوچھا ان کی عمر کتنی ہو گی اس نے کہا کہ ان کی عمر خواہ لمبی ہو یا چھوٹی وہ ستر سال تک نہیں پہنچ سکیں گے۔ ان کی عمر اکسٹھ سال یا تریسٹھ سال ہو گی اور ان کی اکثر امت کی بھی یہی عمر ہو گی۔

اسی طرح عمرو بن عتبہ السلمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں زمانہ جاہلیت میں اپنی قوم کے بتوں سے کنارہ کش رہتا تھا میں اہل کتاب کے ایک آدمی سے ملا اس کا تعلق ''تیما'' (1) سے تھا میں نے کہا میں ان لوگوں میں سے ہوں جو بتوں کو پوجتے ہیں ایک قبیلہ کسی جگہ پر فروکش ہوتا ہے اس وقت اس کے پاس کوئی معبود نہیں ہوتا۔ ان میں سے ایک شخص باہر جاتا ہے وہ چار پتھر لے کر آتا ہے وہ ان میں سے تین پتھروں کو اپنے استنجاء کے لئے مختص کر لیتا ہے اور ان میں سے خوبصورت پتھر کو اپنا معبود بنا لیتا ہے۔ جس کی وہ عبادت کرتا ہے یہ بھی ممکن ہے کہ وہ اپنی روانگی سے قبل ایک ایسے پتھر کو پالے جو اس پہلے پتھر سے زیادہ خوبصورت ہو۔ تو وہ پہلے پتھر کو چھوڑ کر دوسرے پتھر کو اپنا معبود بنا لے پھر اگر وہ کسی اور جگہ پر اترے اور اسے ان دونوں سے اچھا پتھر مل جائے تو وہ اسے چھوڑ کر نئے پتھر کو اپنا خدا بنا لیتا ہے مجھے یقین ہے یہ معبودان باطل ہیں یہ نہ نفع دے سکتے ہیں اور نہ ہی نقصان۔ مہربانی کر کے میری کسی بھلائی کی طرف راہنمائی کریں۔ اس نے کہا مکہ معظّمہ سے ایک شخص کا ظہور ہو گا وہ اپنی قوم کے معبودان باطلہ سے نفرت کرے گا وہ ان کو معبود برحق کی طرف دعوت دے گا جب تم اس شخص کو دیکھو تو اس کی اتباع کرنا وہ افضل دین لے کر اس دنیا میں مبعوث ہو گا۔

جب اس شخص نے مجھ سے یہ گفتگو کی تو اس وقت مکہ معظّمہ جانے کے لئے میرے پاس وسائل نہ تھے البتہ جو بھی شخص مکہ سے آتا تو میں اس سے یہ ضرور پوچھتا کیا وہاں کوئی نیا واقعہ رونما ہوا ہے ہر مرتبہ مجھے یہی جواب دیا جاتا کہ وہاں کوئی نیا واقعہ ظہور پذیر نہیں ہوا ایک مرتبہ میں نے کسی شخص سے یہی سوال کیا اس نے کہا ہاں مکہ معظّمہ میں ایک نیا واقعہ رونما ہوا ہے وہاں ایک ایسے شخص کا ظہور ہوا ہے جو اپنی قوم کے بتوں سے نفرت کرتا ہے اور خدائے وحدہ لاشریک کی طرف دعوت دیتا ہے۔ میں نے اپنی سواری لی اور مکہ کی طرف عازم سفر ہوا میں اسی گھر میں آیا جہاں میں قیام کرتا تھا۔ میں نے حضور ﷺ کے متعلق پوچھا۔ میں نے دیکھا کہ آپ ﷺ لوگوں سے پوشیدہ ہیں اور قریش مکہ آپ پر بڑی سختیاں کر رہے ہیں۔ میں کسی حیلہ کے ساتھ آپ کے پاس پہنچا۔ میں نے آپ ﷺ سے سوال کیا آپ کون ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا میں نبی (ﷺ) ہوں میں نے عرض کی آپ ﷺ کو نبی کس نے بنایا ہے آپ ﷺ نے جواب دیا مجھے اللہ نے نبی بنایا ہے۔ میں نے سوال کیا اللہ تعالیٰ نے آپ کو کس چیز کے ساتھ مبعوث کیا ہے آپ ﷺ نے فرمایا مجھے اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے کہ میں خدائے وحدہ لاشریک کی عبادت کرنے کا حکم دوں۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے خون ریزی سے روکنے اور بتوں کو توڑنے کا حکم دیا ہے اس نے مجھے صلہ رحمی اور راستہ کی سلامتی کا حکم دیا ہے۔ میں نے یہ تمام باتیں سن کر کہا آپ کتنے عمدہ احکام لے کر تشریف لائے ہیں میں آپ ﷺ پر ایمان لاتا ہوں اور آپ کی تصدیق کرتا ہوں آپ مجھے اپنے پاس رکنے یا واپس چلے جانے کا حکم دیتے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا کیا تو نے لوگوں کی نفرت کو نہیں دیکھا جو وہ مجھ سے کرتے ہیں تو ہمارے پاس قیام نہیں کر سکتا۔ اب

1۔ مکہ اور شام کے درمیان ایک بستی کا نام۔

تجھے اس شخص کا حلیہ نہ بتاؤں پھر اس نے حضور ﷺ کا حلیہ بیان کیا حلیہ بیان کرنے میں اس نے ذرہ بھر بھی غلطی نہیں کی پھر اس نے مجھ سے مخاطب ہو کر کہا اللہ کی قسم! وہ اس امت کا نبی ہے اللہ کی قسم! اس کا غلبہ اور تسلط ضرور ہو گا پھر وہ اپنے گرجا میں داخل ہو گیا اس نے مجھ سے کہا "حضور اکرم ﷺ کو میرا اسلام پیش کرنا" اس وقت حدیبیہ کا زمانہ تھا۔

زید بن عمر بن نفیل کہتے ہیں کہ انہوں نے جزیرہ میں ایک راہب سے ملاقات کی اور اس سے دین ابراہیمی کے بارے میں سوال کیا اس راہب نے ان سے کہا آج تجھے جو بھی احبار راہب نظر آ رہے ہیں وہ تمام کے تمام گمراہ ہیں تو نے اللہ کے دین کے بارے میں سوال کیا ہے اس دین کا ظہور تیری زمین سے ہی ہو گا یا اس نے یہ کہا ایک نبی ﷺ کا ظہور ہونے والا ہے وہ اس دین متین کی دعوت دیں گے۔ تم بھی اسی کی طرف چلے جاؤ اور جا کر اس کی تصدیق کرو۔ زید بن عمر نے بعثت سے قبل حضور ﷺ سے ملاقات کی اور عرض کی اے عم محترم! میں دیکھتا ہوں کہ آپ کی قوم آپ کے ساتھ بغض رکھتی ہے اس کی کیا وجہ ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا اللہ کی قسم! میں نے ان سے کسی خون کا بدلہ لینے کا مطالبہ نہیں کیا جس کی وجہ سے وہ مجھ سے بغض رکھتے ہیں دراصل بات یہ ہے کہ میں ان کو گمراہی اور ضلالت پر دیکھتا ہوں زید بن عمر کہتے ہیں کہ میں پھر وہاں سے دین ابراہیمی کی تلاش میں نکل گیا۔ کچھ وقت کے بعد میں مکہ میں آیا تو میں نے آپ ﷺ کو راہب کی تمام باتیں بتائیں جو اس نے آپ کے متعلق مجھے کہی تھیں۔

ابونعیم اور ابن عساکر رحمہما اللہ تعالیٰ نے میسب بن شریک کی سند سے محمد ابن شریک سے روایت کیا ہے کہ شام کا ایک راہب ظہر کے مقام پر رہتا تھا اسے "عیصی" کے نام سے موسوم کیا جاتا تھا اللہ تعالیٰ نے اس کو علم کی دولت کثیر مقدار میں عطا فرمائی تھی وہ ہمہ وقت اپنے گرجا گھر میں ہی رہتا تھا۔ کبھی کبھی وہ مکہ معظمہ میں آتا لوگوں سے ملاقات کرتا اور انہیں بتاتا کہ اے اہل مکہ! عنقریب تم میں سے ایک عظیم الشان بچہ پیدا ہو گا تمام عرب اس کے زیر نگیں ہو گا تمام عجم کا وہ مالک بن جائے گا۔ اس کی ولادت کا یہی زمانہ ہے جس نے اس کو پالیا اور اس کی اتباع کی تو وہ کامیاب و کامران ہو گا جس نے اس کی مخالفت کی وہ دونوں جہانوں میں خائب و خاسر ہو گا اللہ کی قسم! میں نے شراب، خمیر اور امن والی سرزمین کو صرف اسی کے لئے چھوڑا ہے اور تنگی، بھوک اور خوف والی زمین میں صرف اسی کے لئے آیا ہوں جو بھی بچہ پیدا ہوتا وہ راہب اس کے متعلق سوال کرتا اور کہتا ابھی تک وہ مولود مسعود پیدا نہیں ہوا جس کا میں منتظر ہوں جب سرور کائنات ﷺ کی ولادت باسعادت ہوئی تو حضرت عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے گھر سے نکلے "عیصی" کے گرجا کے نیچے کھڑے ہو کر اس کو آواز دی اس نے کہا کون ہے؟ آپ نے کہا میں عبدالمطلب ہوں اس نے اپنے گرجا سے نیچے دیکھا اور کہا تو ہی اس سعادت مند بچے کا دادا ہے آج وہ بلند قسمت بچہ پیدا ہو گیا ہے۔ جس کے متعلق میں تمہیں بتایا کرتا تھا۔ سوموار کے دن ہی وہ پیدا ہوا ہے سوموار کے دن ہی وہ مبعوث ہو گا اور سوموار کے دن ہی وہ انتقال فرمائے گا آج اس کا ستارہ طلوع ہو گیا ہے۔ اس کی علامت یہ ہے کہ ابھی اسے درد ہو گا وہ تین دن تک درد کی شکایت کرے گا پھر وہ صحت یاب ہو گا۔ تم اپنی زبان کی حفاظت کرو اور کسی پر اتنا حسد نہیں کیا جائے گا جتنا اس پر ہو گا اور نہ ہی کسی کے خلاف اتنی بغاوت ہو گی جتنی بغاوت اس کے خلاف کی جائے گی۔ حضرت عبدالمطلب رضی اللہ

وبرکاتہ۔ آپ کون ہیں؟ اس نے کہا میں رزیب بن برتملہ ہوں میں عبد صالح حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کا وصی ہوں انہوں نے ہی مجھے اس پہاڑ میں سکونت اختیار کرنے کا حکم دیا تھا اور اس وقت تک میرے لئے لمبی زندگی کی دعا مانگی جس وقت وہ آسمان سے نازل ہوں گے خنزیر کو قتل کریں گے صلیب کو توڑ دیں گے اور نصاریٰ نے جو کچھ ان سے منسوب کیا تھا وہ اس سے برآءت کا اظہار کریں گے پھر اس نے ہم سے پوچھا حضور ﷺ کا کیا حال ہے؟ ہم نے کہا وہ تو انتقال فرما گئے ہیں یہ سن کر وہ زار زار رونے لگا۔ حتیٰ کہ اس کی ریش آنسوؤں سے تر ہوگئی پھر اس نے ہم سے پوچھا آپ ﷺ کے بعد خلیفہ کون بنا ہے؟ ہم نے کہا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس نے پوچھا ان کا کیا حال ہے ہم نے کہا ان کا بھی وصال ہو گیا ہے۔ اس نے استفسار کیا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بعد خلافت کی ذمہ داری کس پر پڑی ہم نے کہا حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہمارے خلیفہ ہیں۔ انہوں نے کہا حضور ﷺ سے تو ملاقات کا شرف حاصل نہ ہو سکا حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو میری طرف سے سلام کہنا۔ ان سے کہنا اے عمر! صراطِ مستقیم اور میانہ روی اختیار کرنا امر (قیامت) قریب آچکا ہے۔ آپ کو بتا دینا کہ امت مصطفویہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کے یہی خصال ہیں۔ اس وقت ہر سمت بھاگ دوڑ ہوگی، آدمی آدمی سے مستغنی ہوگا، عورت عورت سے بے پرواہ، لوگ اپنے آپ کو دوسروں کے نسب کے ساتھ منسوب کریں گے، وہ اپنے رشتہ داروں کو چھوڑ کر دوسروں کے ساتھ منسلک ہوں گے، ان کے بڑے چھوٹے پر رحم نہیں کریں گے نہ ہی ان کے چھوٹے بڑوں کی عزت کریں گے، امر بالمعروف کو ترک کر دیا جائے گا، نہی عن المنکر کو بھی چھوڑ دیا جائے گا، ان کا عالم درہم و دینار اکٹھا کرنے کے لئے علم حاصل کرے گا، بارش موسم گرما کی شدت میں ہوگی، اولاد سراپا غصہ وغضب ہوگی، مصاحف پر چاندی کی ملمع سازی کی جائے گی، لوگ مساجد کو آراستہ کریں گے، سرعام رشوت دی جائے گی، لوگ عمارات کو پختہ بنائیں گے، وہ خواہشات نفسانی کی پیروی کریں گے، دین کو دنیا کے عوض فروخت کریں گے، خونریزی عام ہوگی، قطع رحمی کی جائے گی، حکمت ودانائی کو فروخت کیا جائے گا، سود کھایا جائے گا، غلبہ اور تسلط کو فخر اور قتل وغارت کو عزت تصور کیا جائے گا اور عورتیں زینوں پر سوار ہوں گی یہ کہہ کر وہ بزرگ غائب ہو گئے۔

یہ تمام واقعہ حضرت نضلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو لکھا اور انہوں نے یہ واقعہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو لکھ کر بھیج دیا۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جواباً حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو لکھا:

”آپ تمام مہاجرین اور انصار کو لے کر اس پہاڑ پر جائیں جب آپ اس بزرگ سے ملاقات کریں تو میری طرف سے انہیں سلام کہنا۔ حضور ﷺ کا ارشاد گرامی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے کچھ وصی عراق کے گرد ونواح میں اس پہاڑ پر اقامت گزین ہیں۔“ حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ چالیس ہزار مجاہدین کو لے کر اس پہاڑ پر گئے چالیس دن تک وہاں رہے ہر نماز کے وقت اذان دی جاتی تھی لیکن اب انہوں نے کسی ایسے بزرگ کو نہ دیکھا اور نہ ہی کسی نے انہیں کوئی جواب دیا۔

محی الدین رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ”مساجد کی آرائش اور قرآن پاک پر چاندی کی ملمع سازی“ بزرگ نے مذمت کرتے ہوئے بیان نہیں کی بلکہ اس کا مقصد یہ تھا کہ یہ بھی قیامت کی علامات اور زمانے کے فساد کی نشانیاں ہیں جیسا کہ

اپنے اہل خانہ میں چلا جا۔ جب تجھے یہ معلوم ہو جائے کہ میں ہجرت کر کے کسی اور جگہ چلا گیا ہوں تو پھر میرے پاس واپس آ جانا میں اپنے اہل خانہ کے پاس واپس آ گیا جب حضور ﷺ ہجرت فرما کر مدینہ طیبہ تشریف لے گئے تو میں بھی مدینہ طیبہ میں آپ کے پاس حاضر ہو گیا میں نے عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم کیا آپ نے مجھے پہچان لیا ہے۔ آپ نے فرمایا ہاں تو وہی السلمی ہے جو مکہ مکرمہ میں میرے پاس آیا تھا۔

انہیں بشارات میں سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے وصی کی بھی بشارت ہے شیخ اکبر نے اپنی ''مسامرات'' میں سند متصل کے ساتھ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا ہے کہ جب حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ قادسیہ میں تھے تو حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان کی طرف لکھا آپ نے لکھا کہ نضلہ بن معاویہ الانصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ''حلوان العراق'' کی طرف بھیجو تا کہ وہ اس کے گردونواح میں جا کر جہاد کریں حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے حضرت نضلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو تین سو مجاہدین دے کر بھیجا۔ وہ حلوان العراق آئے اور اس کے گردونواح میں انہوں نے لشکر کشی کی۔ انہوں نے بہت سے لوگوں کو اپنا قیدی بنالیا اور انہیں بہت سا مال غنیمت ملا۔

حضرت نضلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور آپ کے ساتھی مال غنیمت اور قیدیوں کو لے کر واپس آ رہے تھے کہ راستہ میں عصر کی نماز کا وقت ہو گیا اور قریب تھا کہ سورج غروب ہو جائے۔ حضرت نضلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے قیدیوں اور مال غنیمت کو ایک پہاڑ کے دامن میں جمع کیا اور خود اذان دینے کے لئے کھڑے ہو گئے جب انہوں نے اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہا تو پہاڑ میں سے ایک جواب دینے والے نے کہا اے نضلہ آپ نے عظیم الشان تکبیر کہی ہے پھر آپ نے کہا: اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ۔ اس جواب دینے والے نے کہا اے نضلہ! اخلاص کا کلمہ یہی ہے جب حضرت نضلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا: اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ تو اس نے کہا یہی دین ہے۔ حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام نے ہم کو انہی کی بشارت دی ہے انہی کی امت پر قیامت قائم ہو گی پھر جب حضرت نضلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃِ تو اس نے کہا خوشخبری ہے اس شخص کے لئے جس نے نماز ادا کی اور اس پر مداومت اختیار کی جب حضرت نضلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ تو اس نے کہا جس نے محمد ﷺ کی دعوت پر لبیک کہا وہ کامیاب ہو گیا آپ کی امت کی بقاء کا راز اسی میں مضمر ہے۔ حضرت نضلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ اس جواب دینے والے نے کہا تو نے عظیم تکبیر بیان کی ہے پھر جب انہوں نے لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کہا تو اس نے جواب دیا اے نضلہ! آپ نے خلوص سے بھرپور کلمہ ادا کیا ہے اللہ تعالیٰ نے آپ کے جسم کو آگ پر حرام کر دیا ہے۔ حضرت نضلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جب میں اذان سے فارغ ہوا تو ہم سب کھڑے ہو گئے ہم نے کہا اللہ تجھ پر رحم فرمائے تو کون ہے کیا تو کوئی فرشتہ ہے یا جن ہے یا تیرا تعلق انسانوں کے ساتھ ہے، ہم نے تیری آواز سن لی ہے اور تیرے وجود کو دیکھنا چاہتے ہیں ہم اللہ تعالیٰ، اس کے رسول مکرم ﷺ اور حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا وفد ہیں۔ وہ پہاڑ چکی کی طرح پھٹ گیا۔ اس میں سے ایک شخص نکلا اس کے سر اور داڑھی کے بال سفید تھے۔ اس کے اوپر اون کی چادر تھی اس نے کہا السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ ہم نے اس کو جواب دیا وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ

وہاں ایک سوار دیکھا ہم نے اس سے پوچھا تو کہاں سے آیا ہے۔ اس نے کہا میں ملک شام سے آیا ہوں۔ ہم نے اس سے پوچھا کیا وہاں کوئی نیا واقعہ رونما ہوا ہے اس نے کہا وہاں ایک خطرناک زلزلہ آیا ہے جس کی وجہ سے وہاں بہت سی تباہی اور مصیبت آئی ہے۔

ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ نے عیسیٰ بن داب سے روایت کیا ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ میں حرم کعبہ میں بیٹھا ہوا تھا وہاں زید بن عمرو بن نفیل بھی تھا امیہ بن ابی الصلت کا اس کے پاس سے گزر ہوا اس نے کہا وہ نبی (ﷺ) جس کا انتظار کیا جارہا ہے کیا وہ تم سے ہوگا یا ہم سے یا اہل فلسطین میں سے ہوگا۔ میں اس سے قبل کسی بھی نبی منتظر کے بارے میں یا ان کی بعثت کے بارے میں نہیں جانتا تھا میں ورقہ بن نوفل کے پاس گیا اور اس کو تمام گفتگو سنائی انہوں نے مجھ سے کہا اے میرے بھتیجے ہمیں اہل کتاب اور علماء نے بتایا ہے کہ جس نبی کا انتظار کیا جارہا ہے وہ نسب کے لحاظ سے اوسط العرب میں سے ہوگا۔ مجھے نسب کے بارے میں علم ہے وہ نسب کے لحاظ سے اوسط العرب ہی سے ہے۔ میں نے کہا اے عم محترم! مجھے بتائیں ایک نبی کیا کہتا ہے۔ انہوں نے کہا وہ وہی کچھ کہتا ہے جو اس سے کہا جاتا ہے لیکن وہ کسی پر ظلم نہیں کرے گا۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جب حضور ﷺ مبعوث ہوئے تو میں آپ پر ایمان لے آیا اور آپ کی تصدیق کی۔

ابن سعد اور ابونعیم رحمہما اللہ تعالیٰ نے عامر بن ربیعہ سے روایت کی ہے وہ کہتے ہیں کہ میں زید بن عمرو بن نفیل سے ملا اس وقت وہ مکہ سے باہر نکل رہے تھے اور غار حراء کی طرف جارہے تھے اس وقت ان کا اپنی قوم کے ساتھ اختلاف تھا۔ انہوں نے اپنی قوم کے بتوں سے بھی کنارہ کشی اختیار کرلی تھی اور ہر اس چیز سے برآءت کا اظہار کیا تھا جس کی عبادت ان کے آباء واجداد کرتے تھے زید بن عمرو نے کہا اے عامر! میں نے اپنی قوم کی مخالفت کی ہے میں نے ملت ابراہیمی کی پیروی کی ہے۔ میں اسی خدا کی عبادت کرتا ہوں جس کی اس نے عبادت کی ہے میں ایک نبی ﷺ کے ظہور کا منتظر ہوں وہ اولاد اسماعیل میں سے ہوں گے۔ ان کا تعلق بنی عبدالمطلب سے ہوگا۔ ان کا اسم گرامی "احمد" ﷺ ہوگا۔ میں نہیں سمجھتا کہ میری اتنی زیادہ عمر ہو کہ میں ان کا سنہری دور پاسکوں لیکن میں ابھی ان پر ایمان لاتا ہوں۔ ان کی تصدیق کرتا ہوں اور گواہی دیتا ہوں کہ وہ اللہ کے نبی ہیں۔ اگر اللہ تعالیٰ تمہیں لمبی عمر عطا فرمائے اور تم ان کا دیدار کرلو تو میری طرف سے ان کو سلام عرض کرنا میں تمہیں ان کے اوصاف بتاتا ہوں تاکہ تم آسانی سے ان کو پہچان سکو۔ ان کا قد میانہ ہوگا نہ ہی زیادہ طویل اور نہ ہی پست قد ہوں گے۔ ان کے بال نہ ہی کثیر ہوں گے نہ ہی قلیل۔ ان کی آنکھوں میں ہر وقت سرخی نظر آئے گی ان کے کندھوں کے مابین مہر نبوت ہوگی ان کا اسم مبارک احمد ہوگا یہ شہر (مکہ) ان کی جائے ولادت ہوگی ان کی بعثت بھی یہاں سے ہی ہوگی پھر ان کی قوم ان کو اس شہر سے نکال دے گی وہ ان کے پیغام کو ناپسند کرے گی پھر وہ یثرب کی طرف ہجرت فرماجائیں گے وہاں ان کے دین کو غلبہ عطا ہوگا۔ ان کو ہرگز دھوکا نہ دینا میں دین ابراہیمی کی تلاش میں تمام شہروں میں گھوما ہوں میں نے جس یہودی، عیسائی اور مجوسی

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نزول، حضرت امام مہدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ظہور اور سورج کا مغرب سے طلوع ہونا قیامت کی علامات میں سے ہے۔ آخری تینوں علامات قیامت کبریٰ کی نشانیاں ہیں اور مساجد کی آرائش، قرآن پر چاندی کی ملمع سازی اور دیگر وہ تمام اشیاء جن کا تذکرہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے وصی نے کیا ہے وہ قیامت صغریٰ کی علامات ہیں۔ جن کا تذکرہ عنقریب کتاب کے آخر میں آئے گا۔

انہیں بشارات میں سے ایک یہ بھی ہے کہ عیسائیوں کی ایک جماعت تجارت کی غرض سے مکہ معظمہ میں آئی۔ انہوں نے صفا اور مروہ کے درمیان قیام کیا اس وقت حضور ﷺ کی عمر مبارک سات سال تھی انہوں نے آپ ﷺ کو دیکھا اور آپ کی نبوت کی ان علامات کو پہچان لیا جو ان کی کتابوں میں لکھی ہوئیں تھیں۔ ان میں سے ایک شخص نے آپ ﷺ پوچھا آپ کون ہیں اور آپ کے والد کا کیا نام ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا میں محمد بن عبداللہ بن عبدالمطلب ہوں۔ اس شخص نے پہاڑوں کی طرف اشارہ کر کے پوچھا ان کا رب کون ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا خدائے وحدہٗ لاشریک ان کا رب ہے۔ اس شخص نے زمین کی طرف اشارہ کیا اور پوچھا اس کا رب کون ہے؟ آپ نے جواب ارشاد کیا اس کا رب بھی اللہ ہے جس کا کوئی شریک نہیں اس شخص نے آسمان کی طرف اشارہ کیا اور پوچھا اس کا پروردگار کون ہے؟ آپ نے ارشاد فرمایا اس کا رب بھی اللہ تعالیٰ ہی ہے جو وحدہٗ لاشریک ہے آپ ﷺ سے اس عیسائی نے پوچھا کیا آپ کا اللہ کے علاوہ کوئی اور بھی رب ہے آپ ﷺ نے فرمایا کیا تو مجھے اللہ تعالیٰ کے بارے میں شک میں ڈالتا ہے جس کا نہ کوئی ہمسر ہے اور نہ ہی کوئی شریک ہے۔ آپ ﷺ نے اپنے بچپن ہی میں اپنے پروردگار کی وحدانیت کی گواہی دی۔

خصائص کبریٰ میں امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ سے مروان بن حکم کی سند سے حضرت معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا گیا ہے حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ مجھے حضرت ابوسفیان بن حرب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان کیا ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ میں اور امیہ بن ابی الصلت ملک شام کی طرف عازم سفر ہوئے ہم ایک گاؤں کے پاس سے گزرے وہاں عیسائی رہتے تھے جب انہوں نے امیہ کو دیکھا تو انہوں نے اس کی بڑی عزت و توقیر کی اور اسے اپنے ساتھ لے جانے کی خواہش کا اظہار کیا مجھ سے امیہ نے کہا ابوسفیان! میرے ساتھ چلو۔ آج ہم ایسے شخص کے پاس جائیں گے جو عیسائیت کا عالم متبحر ہے میں نے امیہ سے کہا میں تمہارے ساتھ نہیں جاؤں گا۔ وہ اکیلا ہی چلا گیا جب وہ واپس آیا تو اس نے مجھ سے کہا ابوسفیان وعدہ کرو کہ جو کچھ میں تمہیں بتاؤں گا تم اس کو پوشیدہ رکھو گے۔ میں نے کہا ہاں میں تیری ہر بات کو صیغہ راز میں رکھوں گا وہ شخص جو اہل کتاب کا ایک جید عالم ہے وہ کہتا ہے کہ ایک نبی عنقریب مبعوث ہونے والا ہے میں نے گمان کیا شاید میں ہی وہ نبی ہوں۔ اس شخص نے کہا وہ نبی تم میں سے نہیں ہوگا وہ اہل مکہ میں سے ہوگا میں نے کہا اس کا نسب کیسا ہے؟ اس نے کہا وہ اپنی قوم کے عمدہ ترین نسب میں تشریف لائے گا۔ میں نے کہا اس نبی کی بعثت کی کیا علامت ہوگی اس نے کہا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات کے بعد شام میں آٹھ مرتبہ زلزلہ آچکا ہے۔ اب صرف وہاں ایک مرتبہ اور زلزلہ آئے گا جس کی وجہ سے شام میں بہت سی تباہی اور مصیبت پھیلے گی یہی ان کی بعثت کی علامت ہے جب ہم گھاٹی کے پاس پہنچے تو ہم نے

ابو عامر نے کہا ایک مرتبہ مجھے معلوم ہوا کہ یمن میں ایک کاہن پیدا ہوا ہے۔ فن کہانت میں اس کی کوئی مثال نہیں۔ میں اشہر حرام میں اس کی طرف عازم سفر ہوا۔ ایک چاندنی رات میں میں اپنے سفر پر رواں دواں تھا کہ مجھ پر نیند کا غلبہ ہو گیا۔ جب میں بیدار ہوا تو میں نے دیکھا کہ میری اونٹنی مجھے نامعلوم راستے پر لے جا رہی ہے۔ اسے دیکھ کر میں خوفزدہ ہو گیا۔ جب میں نے وہاں غور سے دیکھا تو مجھے وہاں ستاروں کی طرف آگ نظر آئی۔ میں اپنی اونٹنی کو اسی طرف لے گیا۔ جب میں آگ کے قریب پہنچا تو مجھے وہاں عجیب مخلوق دکھائی دی۔ وہ آگ کے ارد گرد بیٹھی ہوئی تھی۔ اس کے منہ سے غرغوں کی طرح کی آوازیں آ رہی تھیں میں نے نہ ہی وہاں کوئی گھر دیکھا اور نہ ہی مجھے وہاں کوئی جانور نظر آیا یہ ہیبت ناک منظر دیکھ کر میرے رونگٹے کھڑے ہو گئے میری اونٹنی نے خوف کی وجہ سے بھاگنا شروع کر دیا۔ میں نے خود کو اونٹنی سے نیچے گرا دیا۔ ان میں سے کچھ لوگ بھاگ کر میری طرف آئے۔ میں نے بلند آواز سے کہا میں ان افراد سے اس وادی کے سردار کی پناہ مانگتا ہوں۔ ان میں سے ہی ایک جماعت ان کو روکنے کے لئے آ گئی۔ وہ پہلے گروہ کو واپس لے گئی ان میں سے چار افراد میرے پاس آئے۔ انہوں نے مجھے سلام کیا اور میرے پاس بیٹھ گئے۔ وہ بڑے بدشکل اور قبیح تھے ان میں سے ایک نے مجھ سے پوچھا تو کس قبیلے سے ہے۔ میں نے کہا میں غسان قبیلہ کی شاخ بنو قیلہ سے ہوں۔ انہوں نے مجھ سے پوچھا تو کہاں جا رہا ہے۔ میں نے ان سے کہا کیا میں تمہاری پناہ میں نہیں ہوں۔ انہوں نے کہا تو ہماری پناہ میں ہے تجھے خوفزدہ ہونے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ میں نے انہیں بتایا کہ میں ایک کاہن کے پاس جا رہا ہوں میں نے انہیں بتایا کہ ہم انسان کاہنوں کے اس علم پر بھروسہ کرتے ہیں جو وہ تم سے حاصل کرتے ہیں اب میں چاہتا ہوں کہ میں بلاواسطہ تم سے خبریں سنوں اب میں تمہیں قسم دیتا ہوں کہ مجھے آئندہ کے واقعات کی خبر دو۔ تینوں نے چوتھے کی طرف اشارہ کیا اور کہا وہ ہم سب سے زیادہ عالم ہے میں نے اسی کی طرف توجہ کی اور اپنے سوال کے لئے اس کو مخصوص کر لیا۔ اس نے مجھ سے پوچھا تو کس کا باپ ہے میں نے کہا میں عامر کا والد ہوں۔ پھر اس جن نے بڑی آراستہ و پیراستہ گفتگو کی جس میں حضور ﷺ کے متعلق بشارت تھی ابو عامر نے کہا کیا تو ان کا حلیہ بیان کر سکتا ہے اس نے کہاں ہاں ان کا چہرہ روشن اور ضوفشاں ہو گا نہ ہی وہ اتنے طویل قد کے ہوں گے کہ برے لگیں اور نہ ان کا قد اتنا چھوٹا ہو گا کہ کوتاہ قد نظر آئیں جب ان کی طرف دیکھا جائے گا تو وہ حسین و جمیل نظر آئیں گے۔ اگر انہیں تکلیف دی جائے گی تو وہ صبر کریں گے۔ ان کی آنکھوں میں کشادگی ہو گی ان کی آنکھوں میں سرخ سرخ ڈورے ہوں گے ان کے کندھوں کے مابین مہر نبوت ہو گی۔ وہ پناہ دینے والے ہوں گے جھڑکنے والے نہیں ہوں گے۔ وہ دین حنیف کے ساتھ مبعوث ہوں گے۔ جس نے ان کی پیروی کی وہ سعادت مند ہو گا میں نے یہ خبریں فرشتوں سے سنی ہیں۔ پھر وہ گروہ اپنی جگہ سے غائب ہو گیا۔ میں ساری رات اسی جگہ پر کھڑا رہا۔ جب صبح ہوئی تو میں نے یمن جانے کا ارادہ ملتوی کر دیا اور اپنے وطن واپس لوٹ آیا۔

حضرت خزیمہ بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں پھر میں حجر (1) کی مجلس میں چلا گیا۔ اس مجلس میں موجود ایک شخص

1۔ یمامہ کے ایک قصبہ کا نام۔

سے سوال کیا ہے اس نے یہی کہا ہے کہ یہ دین تیرے پیچھے ہے وہ آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وہی اوصاف بیان کرتے ہیں جو میں نے تمہیں بتائے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ ان کے علاوہ اور کوئی نبی باقی نہیں رہا۔ حضرت عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں جب حضور ﷺ مبعوث ہوئے میں نے آپ ﷺ کو زید بن عمر کے بارے میں بتایا۔ آپ نے اس پر رحم کا اظہار فرمایا اور آپ نے فرمایا میں نے اس کو جنت میں دیکھا ہے کہ وہ اپنے دامن کو گھسیٹ کر چل رہا تھا۔

ابونعیم رحمۃ اللہ علیہ نے واقدی رحمۃ اللہ علیہ سے اور وہ اپنے شیوخ سے روایت کرتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ ایک دن حضرت عبدالمطلب ''الحجر'' میں تشریف فرماتھے۔ نجران کا ایک پادری ان کے پاس بیٹھا ہوا تھا وہ آپ کا دوست تھا وہ آپ سے یوں محو گفتگو تھا: ''ہم ایک نے اپنی کتاب میں پایا ہے کہ ایک نبی باقی رہ گیا ہے وہ اولاد اسماعیل سے ہوگا۔ یہ شہر اس کی جائے ولادت ہوگا۔ وہ فلاں فلاں صفت سے متصف ہوگا۔'' اتنے میں حضور ﷺ وہاں تشریف لے آئے اس پادری نے آپ کو بڑے غور سے دیکھا۔ اس نے آپ ﷺ کی آنکھوں کی طرف دیکھا۔ آپ ﷺ کی پشت مبارک اور آپ کے قدموں کو دیکھا۔ آپ کے تمام اعضاء کو دیکھ کر اس نے کہا وہ نبی جس کا ذکر سابقہ کتب میں ہے وہ یہی ہے پھر اس پادری نے حضرت عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا اس لڑکے کا آپ سے کیا تعلق ہے انہوں نے کہا یہ میرا بیٹا ہے۔ اس نے کہا یہ آپ کا بیٹا نہیں ہوسکتا کیونکہ ہم نے پڑھا ہے کہ اس کے والد اس کی پیدائش سے قبل وفات پا چکے ہوں گے۔ پھر حضرت عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا یہ میرا پوتا ہے ابھی یہ شکم مادر میں ہی تھے کہ ان کے والد محترم کا انتقال ہو گیا یہ سن کر اس پادری نے کہا آپ نے سچ کہا ہے حضرت عبدالمطلب نے اپنے بیٹوں سے کہا ''اپنے اس بھتیجے کی ہر ممکن حفاظت کرو کیا تم سن نہیں رہے کہ اس کے بارے میں کیا کہا جا رہا ہے۔''

خزیمہ بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ کی بعثت سے قبل ابو عامر ہمیشہ آپ کی تعریف میں رطب اللسان رہتا تھا۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ ابو عامر نے شرک سے کنارہ کشی اختیار کر کے اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کا اقرار کر لیا تھا۔ وہ دین حنیف کی جستجو کر رہا تھا۔ اسی مقصد کے لئے اس نے بہت سا سفر کیا تھا وہ یہود و نصاریٰ سے دین ابراہیمی کے بارے میں پوچھتا علماء اس کو بتاتے کہ محمد عربی ﷺ دین ابراہیمی لے کر مبعوث ہوں گے وہ علماء اس کے لئے حضور اکرم ﷺ کے اوصاف بیان کرتے۔ حضرت خزیمہ بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں۔ ایک دفعہ ابو عامر اوس اور خزرج کی مجلس میں گیا اور وہاں اس نے حضور ﷺ کا تذکرہ کیا اس نے آپ ﷺ کے ظہور فرمانے اور ہجرت کرنے کا ذکر بھی کیا پھر آپ کے اوصاف حمیدہ بیان کئے ابوالہیثم بن التیہان القضاعی جو بنو عبدالاشہل کا حلیف تھا یہ بھی موحد تھا اور دین حنیف کی تلاش میں تھا اس نے ابو عامر سے کہا اے ابو عامر! کیا تم ان کو پالو تو ان کی صفت اس سے زیادہ کرو گے۔ ابو عامر نے کہا اگر میں نے ان کو پا لیا تو ان کی توصیف اس سے بھی زیادہ کروں گا اللہ کی قسم! میں نے جن وانس سے ان کی بہت سی صفات سنی ہیں۔ ابوالہیثم نے کہا یہ تو ممکن ہے کہ انسانوں نے ان کی صفات کو کتابوں میں پڑھا ہو پھر بیان کر دیا ہو لیکن جنات سے خبر ملنا عجیب بات ہے۔ اس سلسلہ میں اگر تم کوئی خبر جانتے ہو تو ہمیں بھی آگاہ کرو۔

ہوں کہ ثقیف میں تیری زبان سے ایسا قول نکلے۔ اگر چہ تو سردار ہے لیکن پھر بھی مجھے تیرے متعلق خطرہ ضرور ہے عروہ نے کہا اللہ کی قسم! میری اس بات کی صداقت کو جھٹلایا نہیں جا سکتا اور محمد مصطفیٰ ﷺ اللہ کے سچے رسول ہیں۔ میں دامن اسلام سے وابستہ ہونے لگا ہوں اور ان کی اتباع کرنے لگا ہوں میں تمہیں وہ واقعہ بیان کرنے لگا ہوں جس کو میں نے پہلے کسی کو نہیں بتایا۔ غیلان نے کہا وہ کیا واقعہ ہے۔ عروہ نے کہا محمد مصطفیٰ ﷺ کے دین کے غلبہ سے قبل میں تجارت کی غرض سے نجران جا رہا تھا راستہ میں میں اپنے ساتھیوں سے جدا ہو کر ایک درخت کے نیچے لیٹ گیا۔ تھوڑی دیر کے بعد میں نے دیکھا کہ دو لڑکیاں اس درخت کے سائے کے نیچے آ گئی ہیں۔ وہ دونوں سائے میں بیٹھ گئیں۔ میں نے اس طرح ظاہر کیا کہ گویا کہ میں سو رہا ہوں ان میں سے ایک نے دوسری سے کہا اے معزز لوگوں کی بیٹی! یہ کون ہے اور اس کے بارے میں تو کیا کہتی ہے دوسری لڑکی نے کہا یہ عروہ بن مسعود ہے۔ یہ سردار تو ہے لیکن اس کو سردار بنایا نہیں گیا۔ وہ فیاض اور سخی ہے۔

اے معززین کی نور نظر تو نے سچ کہا ہے یہ کہاں سے آیا ہے اور کہاں جا رہا ہے؟ دوسری نے کہا یہ بلند و بالا محفوظ پناہ گاہ یعنی طائف سے آ رہا ہے اور یہ نجران جا رہا ہے جہاں بہت سے وعدہ خلاف لوگ رہتے ہیں دوسری نے کہا اے معززین کی لخت جگر! تو نے سچ کہا ہے ذرا یہ تو بتاؤ کہ اس سفر میں اس کو کیا حاصل ہو گا دوسری نے جواب دیا اس کا راستہ آسان ہو گا۔ اس کا بازار خوب گرم ہو گا اور اس کی عزت وتوقیر میں اضافہ ہو گا۔ دوسری دوشیزہ نے پہلی سے کہا تو نے سچ کہا ہے اے معززین کی لخت جگر! ذرا یہ تو بتا کہ اس کا انجام کیسا ہو گا اس نے کہا یہ سردار بن کر زندگی بسر کرے گا، نبی کریم ﷺ کی پیروی کرے گا۔ یہ بہت بڑے امر کا مالک ہو گا اور زخمی کو اپنے آپ سے دور کرے گا۔ پہلی لڑکی نے دوسری سے کہا اے معززین کی آنکھوں کے تارے! مجھے بتا کہ نبی کیا ہوتا ہے اس نے کہا نبی (ﷺ) ایک ایسے دعوت دینے والے ہیں جن دعوت کو قبول کیا جائے گا۔ ان کا معاملہ بڑا عجیب ہے آسمان سے ان پر ایسی کتاب نازل ہو گی جو عقل پر غالب آ جائے گی اور بڑے بڑے فصحاء کو عاجز کر دے گی۔

عروہ کہتا ہے کہ اس کے بعد وہ دونوں گفتگو کرنے سے رک گئیں مجھ پر نیند طاری ہو گئی۔ اونٹوں کے شور کی وجہ سے میری آنکھ کھل گئی میں نے دیکھا کہ میرے ساتھی اونٹوں پر سوار ہو رہے تھے۔ اب وہ دونوں لڑکیاں جا چکی تھیں جب میں نجران پہنچا تو میں نے وہاں کے ایک پادری سے ملاقات کی وہ میرا دوست تھا اس نے مجھ سے کہا اے ابو یعقوب! یہ وہ زمانہ ہے جب تمہارے حرم سے ایک نبی (ﷺ) کا ظہور ہو گا۔ وہ حق کی طرف راہنمائی کریں گے۔ میں نے اس سے کہا یہ تو کیا کہہ رہا ہے اس نے کہا مجھے عیسیٰ علیہ السلام کی قسم! وہ نبی (ﷺ) تمام انبیاء سے بہتر ہیں اور وہ تمام انبیاء کے آخر میں تشریف لانے والے ہیں۔ اے عروہ! اگر وہ تیری زندگی ہی میں ظہور فرمائیں تو پھر ان پر سب سے پہلے ایمان لانے والا بن جا۔ عروہ نے واقعہ مکمل کرنے کے بعد کہا یہی وہ داستان تھی جو میں بنو ثقیف سے چھپایا کرتا تھا کیونکہ میں نے ان کی اسلام دشمنی کو دیکھ لیا تھا اور میں بھی انہی میں سے ایک شخص تھا اب میں ان پر ایمان لانے والا اور ان کی اتباع کرنے والا ہوں۔ میں ان کی طرف بہت زیادہ رغبت پاتا ہوں۔ میرے یہاں سے چلے جانے کو کسی پر ظاہر نہ کرنا غیلان نے کہا میں تمہاری اس روانگی کو پوشیدہ

نے کہا میں ایک دن ''ہوذہ'' کے پاس موجود تھا۔ ہوذہ کا دربان اس کے پاس آیا اور کہنے لگا دمشق کا راہب آپ سے اجازت طلب کرتا ہے ہوذہ نے اس کو اندر آنے کی اجازت دی جب وہ اندر آیا تو ہوذہ نے گرم جوشی سے اس کا استقبال کیا۔ پھر وہ دونوں ایک دوسرے سے گفتگو کرنے لگے راہب نے کہا اس ملک کے شہر کتنے خوبصورت ہیں ہوذہ نے کہا ہاں یہ شہر پورے عرب کی زیب وزینت اور اس کے حسین وجمیل شہروں میں سے ہیں راہب نے کہا محمد عربی ﷺ کہاں سکونت پذیر ہیں جو پورے عرب کو اپنے دین کی طرف دعوت دے رہے ہیں۔ ہوذہ نے کہا ان کی اقامت گاہ ہمارے قریب ہی ہے وہ یثرب میں رہائش پذیر ہیں ان کا خط میرے پاس بھی آیا تھا اور مجھے بھی اپنے دین کی دعوت دی تھی لیکن میں نے ان کی دعوت کو قبول نہیں کیا راہب نے پوچھا تم نے ان کی دعوت کو کیوں قبول نہیں کیا ہوذہ نے جواب دیا مجھے اپنی سلطنت کا خطرہ تھا مجھے ڈر تھا کہ جب میں ان کا تابع ہو جاؤں گا تو میری یہ بادشاہی میرے ہاتھ سے چلی جائے گی۔ راہب نے اس سے کہا اگر تو اپنی بادشاہی ہاتھ سے دے کر بھی انؐ کی اتباع کرتا تو یہ بھی تیرے لئے بہتر تھا وہ وہی نبی کریم ﷺ ہیں جن کی بشارت حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے دی تھی۔ انجیل میں انہی کے اوصاف بیان ہوئے ہیں ہوذہ نے راہب سے پوچھا تو ان کی پیروی کیوں نہیں کرتا راہب نے کہا میں ان سے حسد کرتا ہوں میں شراب کو پسند کرتا ہوں جبکہ انہوں نے شراب کو حرام قرار دیا ہے ہوذہ نے راہب سے کہا میں نے تو یہ مشورہ کیا ہے کہ میں ان کی اتباع کروں گا اور ان سے درخواست کروں گا کہ میری سلطنت میرے پاس ہی رہے۔ ان کے قاصد نے میرے ساتھ یہ وعدہ بھی کیا تھا پھر ہوذہ نے اپنے کاتب کو خط لکھنے کا حکم دیا اس نے حضور ﷺ کی طرف خط لکھا اور قاصد کو ہدیہ دے کر رسول مکرم ﷺ کے پاس بھیجا۔ ہوذہ کی قوم کو اس خط کا علم ہو گیا وہ ہوذہ کے پاس آئی اور کہنے لگی اگر تو نے اس کی اتباع کی تو ہم تجھے چھوڑ دیں گے۔ اس نے اپنے قاصد کو واپس بلوایا اور آپ ﷺ کی اتباع کرنے سے انکار کر دیا۔ راہب بڑی شان وشوکت کے ساتھ کافی عرصہ اسی کے ہاں ٹھہرا رہا وہ ہر سال ہوذہ کے پاس آیا کرتا تھا پھر وہ ملک شام کی طرف عازم سفر ہوا وہ (شخص) کہتا ہے کہ میں نے راستہ میں اسی راہب سے ملاقات کی میں نے اس سے پوچھا حضرت محمد ﷺ کے بارے میں جو کچھ تو نے ہوذہ کو بتایا ہے کیا یہ سچ ہے اس راہب نے جواب دیا ہاں وہ سب کچھ سچ ہے۔ یہ سن کر میں اپنے گھر گیا تیاری کی اور بارگاہ رسالت میں حاضر ہو گیا۔ میں نے تمام واقعہ حضور ﷺ کو سنایا اور آپ پر ایمان لے آیا۔

روایت کیا گیا ہے کہ جب حضور نبی کریم ﷺ نے طائف کا محاصرہ کیا تو اس وقت عروہ بن مسعود الثقفی طائف میں موجود نہ تھا جب آپ ﷺ نے طائف سے محاصرہ اٹھایا اس وقت عروہ آیا اور اس نے غیلان بن سلمہ سے ملاقات کی عروہ نے غیلان سے کہا کیا تو محمد مصطفیٰ ﷺ کے معاملہ کی رفعت کو نہیں دیکھتا اور یہ بھی نہیں دیکھتا کہ لوگ کس طرح ان کی اتباع کر رہے ہیں۔ غیلان نے کہا میں آپ ﷺ کے دین کی سربلندی اور لوگوں کی پیروی کو دیکھ رہا ہوں کیا ان کے بارے میں تیری بھی کوئی رائے ہے۔ عروہ نے کہا پورا عرب جانتا ہے کہ ہم دانائی اور دانشمندی میں لاثانی ہیں لیکن اگر ہم نے محمد عربی ﷺ کی اتباع نہ کی اور ان پر ایمان نہ لائے تو پھر ہم عقل ودانش سے بالکل ناآشنا ہیں۔ غیلان نے کہا میں اس بات کو ناپسند کرتا

آپ شہروں میں نور کی اس روشنی کا اظہار فرمائیں گے جس سے گمراہ مخلوق راہ راست پر آجائے گی۔

فَيَالَيْتِي اِذَا مَا كَانَ ذَا كُم   شَهِدتُّ وَكُنتُ اَوَّلَهُم وُلُوجًا

کاش جب اس کیفیت پر ہوں تو میں بھی وہاں موجود ہوں اور سب سے پہلے ان کے پیغام پر لبیک کہوں۔

وُلُوجًا فِي الَّذِي كَرِهَتْ قُرَيْشٌ   وَلَوْ عَجَّتْ بِمَكَّتِهَا عَجِيجًا

میں دین اسلام کو ضرور قبول کر لیتا اگر چہ قریش اسے ناپسند کرتے اور وہ مکہ میں چیختے چلاتے رہتے۔

حاکم رحمۃ اللہ علیہ نے ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ کی سند سے عبدالمالک بن عبداللہ بن ابی سفیان الثقفی سے روایت کیا ہے کہ جب حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ورقہ بن نوفل کے سامنے حضور ﷺ کا معاملہ پیش کیا تو اس نے کہا:

يَا لَلرِّجَالِ وَصَرْفِ الدَّهْرِ وَالْقَدَرِ   وَمَا لِشَيْءٍ قَضَاهُ اللّٰهُ مِنْ غَيَرِ

ہائے انسان، زمانے اور تقدیر کا بدلنا اللہ   اللہ تعالیٰ کے فیصلے کو کوئی بھی چیز تبدیل کرنے والی نہیں

حَتّٰى خَدِيجَةَ تَدْعُونِي لِاُخْبِرَهَا   وَمَا لَهَا بِخَفِيِّ الْغَيْبِ مِنْ خَبَرِ

حضرت خدیجہ نے مجھے بلایا تا کہ میں اس کو بتاؤں   انہیں غیب کی خبر کے متعلق کوئی آگاہی نہیں تھی

جَائَتْ لِتَسْئَلَنِي عَنْهُ لِاُخْبِرَهَا   اَمْرًا اَرَاهُ سَيَاتِي النَّاسَ مِنْ اُخَرِ

وہ مجھ سے پوچھنے آئیں تا کہ میں انہیں بتاؤں   اس معاملہ کے متعلق جو لوگوں کے پاس عنقریب آئے گا

وَخَبَّرَتْنِي بِاَمْرٍ قَدْ سَمِعْتُ بِهٖ   فِيمَا مَضٰى مِنْ قَدِيمِ الدَّهْرِ وَالْعَصَرِ

انہوں نے مجھے اس معاملہ کی خبر دی جس کے متعلق میں نے پرانے اور قدیم زمانے سے سن رکھا تھا۔

بِاَنَّ اَحْمَدَ يَاتِيهِ فَيُخْبِرُهٗ   جِبْرِيْلُ اَنَّكَ مَبْعُوثٌ اِلَى الْبَشَرِ

کہ احمد مجتبیٰ ﷺ تشریف لائیں گے حضرت جبرائیل نے آپ کو خبر دی کہ آپ تمام بنی نوع انسان کی طرف مبعوث گئے گئے ہیں۔

فَقُلْتُ عَلَى الَّذِي تُرَجِّينَ يُنْجِزُهٗ   لَكِ الْاِلٰهُ فَرَجِّي الْخَيْرَ وَانْتَظِرِي

میں نے حضرت خدیجہ سے کہا کہ جس چیز کی آپ امید کرتی ہیں عنقریب اللہ تعالیٰ اس کو پورا فرمائے گا آپ بھلائی کی امید رکھیں اور انتظار کریں۔

وَاَرْسِلِيهٗ اِلَيْنَا كَيْ نُسَئِلَهٗ   عَنْ اَمْرِهٖ مَا يَرٰى فِي النَّوْمِ وَالسَّهَرِ

آپ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کو ہمارے پاس بھیجیں تا کہ ہم آپ کی نیند اور بیداری کی کیفیت کے متعلق سوال کر سکیں۔

فَقَالَ حِينَ اَتَانَا الْمُصْطَفٰى عَجَبًا   يَقِفُ مِنْهُ اَعَالِي الْجِلْدِ وَالشَّعَرِ

آپ ﷺ نے فرمایا جب ہمارے پاس وہ برگزیدہ عجیب انداز سے آیا تو اس کی وجہ سے میرے بال اور رونگٹے کھڑے ہو گئے۔

رکھوں گا۔ آپ جائیں اور ہدایت حاصل کر کے آئیں حضرت عروہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ وہ بارگاہ رسالت میں حاضر ہوتے ہیں اور اسلام قبول کرتے ہیں۔

ورقہ بن نوفل بن عبدالعزی ایک ایسے شخص تھے جنہوں نے زمانہ جاہلیت میں نصرانیت قبول کر لی تھی وہ انجیل کا عربی میں ترجمہ کر رہے تھے جب ابتدائے وحی میں حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ان کو حضور ﷺ کے متعلق بتایا تو انہوں نے کہا یہ وہی ناموس ہے جو حضرت موسیٰ علیہ السلام پر وحی لے کر آیا کرتا تھا کاش میں اس وقت جوان ہوتا جب آپ ﷺ کی قوم آپ کو نکال دے گی۔ حضور ﷺ نے فرمایا کیا میری قوم مجھے نکال دے گی۔ ورقہ نے جواب دیا جو شخص بھی آپ کی طرح کا پیغام لے کر آیا اسی کے ساتھ عداوت کی گئی اگر میں نے آپ کا وہ دن پالیا تو میں آپ کی بھرپور مدد کروں گا۔

ابونعیم رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت عروہ رضی اللہ تعالیٰ کی سند سے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کیا ہے وہ فرماتی ہیں جب حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ورقہ کے پاس یہ ذکر کیا کہ حضرت جبرائیل امین اللہ کا پیغام لے کر حضور ﷺ کے پاس آئے تھے تو ورقہ نے کہا ''سبوح سبوح'' اس سرزمین میں جہاں بتوں کو پوجا جاتا ہے حضرت جبرائیل علیہ السلام کا ذکر کیوں کیا جاتا ہے وہ تو اللہ اور اس کے رسولوں کے مابین اللہ کے امین ہیں ورقہ نے حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے کہا اسی مقام پر چلی جائیں جہاں آپ ﷺ نے اس کو دیکھا ہے جب حضور ﷺ انہیں دیکھیں تو اپنے سر سے دوپٹہ اتار دینا اگر وہ اللہ کی طرف سے ہوں گے تو وہ انہیں نہیں دیکھ سکیں گے حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ایسے ہی کیا۔ جب انہوں نے اپنے سر مبارک سے دوپٹہ اتارا تو اسی وقت حضرت جبرائیل علیہ السلام غائب ہو گئے اور حضور ﷺ نے ان کو نہ دیکھا۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا واپس آئیں اور ورقہ کو اس واقعہ کے متعلق بتایا انہوں نے کہا ان کے پاس ناموس اکبر آیا تھا پھر ورقہ آپ ﷺ کی تبلیغ کا انتظار کرنے لگا۔ اسی کے بارے میں اس کے مندرجہ ذیل اشعار ہیں:

لَجَجْتُ وَکُنْتُ فِی الذِکْرٰی لُجُوجَا   لِهَمٍّ طَالَمَا بَعَثَ النَّشِیْجَا

میں ایک خیال میں منہمک تھا ان کے لئے ایک تصور میں مستغرق تھا اور اکثر اوقات اسی تصور نے مجھے رونے پر مجبور کر دیا۔

وَوَصْفٍ مِنْ خَدِیْجَةَ بَعْدَ وَصْفٍ   فَقَدْ طَالَ انْتِظَارِیْ یَا خَدِیْجَا

''حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یکے بعد دیگرے آپ کے کئی اوصاف بیان کئے اے خدیجہ! آپ ﷺ کے لئے میرا انتظار طویل ہو گیا۔''

بِبَطْنِ الْمَکَّتَیْنِ عَلٰی رَجَائِیْ   حَدِیْثَکِ اَنْ اَرٰی مِنْهُ خُرُوْجَا

میرے نزدیک مکہ کی وادی میں آپ کا ظہور ہوگا اور میں دیکھ رہا ہوں کہ آپ کو اس شہر سے نکال دیا جائے گا۔

بِاَنَّ مُحَمَّدًا سَیَسُوْدُ قَوْمًا   وَیَخْصِمُ مَنْ یَّکُوْنُ لَهٗ حَجِیْجَا

عنقریب محمد ﷺ پوری قوم کے سردار ہوں گے اور آپ اپنے دشمن پر غلبہ پالیں گے۔

وَیُظْهِرُ فِی الْبِلَادِ ضِیَاءَ نُوْرٍ   تُقَامُ بِهِ الْبَرِیَّةُ اَنْ تَعَوَّجَا

چوتھا باب

اس باب میں ان بشارات کا ذکر کیا جائے گا جو کاہنوں کی زبانوں سے سنی گئیں

حضور نبی کریم، روف رحیم ﷺ کی بعثت مبارکہ سے قبل جنات آسمان پر چلے جاتے تھے اور ملائکہ کی گفتگو سن لیتے تھے پھر وہ باتیں کاہنوں کو بتا دیتے تھے۔ امام ماوردی علیہ الرحمۃ نے اپنی کتاب ''اعلام النبوۃ'' میں فرمایا ہے: ''زمانہ جاہلیت میں جن آسمان پر جاتے تھے اور فرشتوں کی گفتگو سن لیتے تھے پھر وہ گفتگو انسانوں کو بتاتے۔ جن انسانوں کو وہ باتیں بتاتے تھے انہیں کاہنوں کے نام سے تعبیر کرتے تھے۔ جنوں نے اپنے بیٹھنے کے لئے مخصوص مقامات بنا رکھے تھے جن کی وجہ سے وہ آسمان کے قریب ہو جاتے تھے'' جیسا کہ ارشاد ربانی ہے: وَّ اَنَّا كُنَّا نَقْعُدُ مِنْهَا مَقَاعِدَ لِلسَّمْعِ (الجن: 9) ''پہلے تو ہم بیٹھ جایا کرتے تھے اس کے بعض مقامات پر سننے کے لئے۔'' تا کہ وہ ملائکہ سے آسمانی خبریں سنیں پھر وہ خبریں کاہنوں کو بتا دیں فَمَنْ يَّسْتَمِعِ الْاٰنَ يَجِدْ لَهٗ شِهَابًا رَّصَدًا ۙ (الجن: 9) ''لیکن اب جو (جن) سننے کی کوشش کرے گا تو وہ پائے اپنے لئے کسی شہاب کو انتظار میں۔''

شہاب سے مراد ایسے ستارے ہیں جو انہیں جلا کر خاکستر بنا دیتے ہیں اور **رصد** سے مراد ملائکہ ہے۔

حضور ﷺ کی بعثت کے بعد جنوں کا پوشیدہ گفتگو سننے میں علماء کا اختلاف ہے۔ اس میں علماء کے دو قول ہیں:۔

1۔ بعض علماء فرماتے ہیں کہ جنوں کا گفتگو سننا اب ختم ہو گیا ہے اسی وجہ سے کہانت بھی ختم ہو گئی ہے۔

2۔ بعض علماء فرماتے ہیں کہ بعثت مصطفیٰ ﷺ کے بعد بھی جنوں کا آسمانی باتیں سننا باقی ہے لیکن آپ ﷺ کی بعثت سے پہلے انہیں شہاب نہیں مارے جاتے تھے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے: فَمَنْ يَّسْتَمِعِ الْاٰنَ يَجِدْ لَهٗ شِهَابًا رَّصَدًا ۙ (الجن: 9) ''لیکن اب جو جن سننے کی کوشش کرے گا تو وہ پائے گا اپنے لئے کسی شہاب کو اپنے انتظار میں۔''

اب وہ جو کچھ سنتے ہیں وہ وحی نہیں بلکہ زمین کی باتیں ہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے وحی کو ان سے محفوظ فرما دیا ہے جیسا کہ ارشاد ربانی ہے: اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَ اِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ ۝ (الحجر: 9) ''بے شک ہم ہی نے اتارا ہے اس ذکر (قرآن مجید) کو اور یقیناً ہم ہی اس کے محافظ ہیں۔''

پھر علماء کا ان کو شہاب کے مارے جانے میں بھی اختلاف ہے کہ کیا یہ شہاب انہیں خفیہ گفتگو سننے سے پہلے مارے جاتے ہیں یا بعد میں۔ بعض اہل علم فرماتے ہیں کہ شہاب گفتگو سننے سے پہلے ہی انہیں مار دیئے جاتے ہیں تا کہ وہ گفتگو سن ہی نہ سکیں کیونکہ کہانت اب ختم ہو چکی ہے یہ شہاب انہیں گفتگو سننے سے روک دیتے ہیں۔ جبکہ بعض علماء فرماتے ہیں کہ شہاب گفتگو سننے کے بعد مارے جاتے ہیں تا کہ اس پوشیدہ گفتگو سننے کی انہیں سزا مل جائے۔ ان دونوں اقوال میں سے ایک قول کے مطابق

اِنِّیْ رَاَیْتُ اَمِیْنَ اللّٰہِ وَاجَھَنِیْ فِیْ صُوْرَۃٍ اُکْمِلَتْ مِنْ وَاھِبِ الصُّوَرِ

میرے پاس اللہ کا امین آیا۔ وہ میرے سامنے وہ حسین صورت لے کر آیا جسے اللہ تعالیٰ نے حسن عطا فرمایا تھا۔

ثُمَّ اسْتَمَرَّ فَکَانَ الْخَوْفُ یَذْعُرُنِیْ مِمَّا یُسَلِّمُ مِنْ حَوْلِیْ مِنَ الشَّجَرِ

وہ فرشتہ میرے پاس ٹھہرا میرے اردگرد کے درخت مجھے سلام کرنے لگے جس کی وجہ سے مجھ پر خوف طاری ہوگیا۔

فَقُلْتُ ظَنِّیْ وَمَا اَدْرِیْ اَیُصَدِّقُنِیْ اَنْ سَوْفَ تُبْعَثُ تَتْلُوْ مُنَزَّلَ السُّوَرِ

میں نے کہا میرا گمان ہے اور میں نہیں جانتا کہ کیا وہ میری تصدیق کرے گا عنقریب آپ مبعوث ہوں اور سورتوں کی تلاوت کریں گے۔

وَسَوْفَ آتِیْکَ اَنْ اَعْلَنْتَ دَعْوَتَھُمْ مِنَ الْجِھَادِ بِلَا مَنٍّ وَلَا کَدَرٍ

اگر آپ نے کفار کو اعلانیہ دعوت دی تو عنقریب آپ کو کسی پریشانی اور احسان کے بغیر فتح اور کامرانی سے سرفراز کردیا جائے گا۔

حاصل کریں گے۔انہوں نے کہااے سطیح! ہمیں یہ تو بتاؤایسے باہمت لوگ کون ہوں گے۔

سطیح نے کہاقسم ہے ارکان والے گھر کی، امن کی اور سلطان کی قسم۔ وہ لوگ تمہاری ہی نسل سے ہوں جو بت شکنی کریں گے۔شیطان کی پوجا کو چھوڑ دیں گے رحمٰن کی وحدانیت کے گیت گائیں گے دین خداوندی کو سربلند کریں گے وہ اپنے مکانات کے کنگرے بنائیں گے عام لوگوں سے سبقت لے جائیں گے انہوں نے پھر سوال کیا اے سطیح! ایسے عظیم لوگ کس نسل سے ہوں گے۔ سطیح نے کہاقسم ہے اس ذات کی جوسب سے زیادہ عظمت وقدر والی ہے۔ جو کیڑوں کو شمار کرنے والی ہے جوٹیلوں کو حرکت دینے والی ہے اور ضعیف اور ناتواں کو قوت بخشنے والی ہے یہ لوگ ہزاروں کی تعداد میں ہوں گے ان کا تعلق عبدشمس اور عبد مناف سے ہوگا اوران میں اختلاف بھی رونما ہوگا۔تو قریش کے سردار بولے اے سطیح! ہم کوان کے امیر کے متعلق بتاؤ وہ کس شہر سے ظہور کریں گے۔ سطیح نے کہاقسم ہے اس ذات کی جو ہمیشہ رہنے والی ہے اور ہر چیز کو وقت مقرر تک پہنچانے والی ہے کہ اس نبی مہتد ﷺ کا ظہور اسی شہر سے ہوگا وہ ہدایت کی طرف راہنمائی کریں گے وہ یغوث اور الفند کا انکار کریں گے وہ الصلد کی عبادت سے برآءت کا اظہار فرمائیں گے وہ خدائے وحدہ لاشریک کی عبادت کریں گے پھر اللہ تعالیٰ انہیں دنیا سے اس حالت میں اٹھائے گا کہ وہ قابل ستائش ہوں گے وہ دنیا سے تشریف لے جائیں گے آسمانوں پران کی گواہی دی جائے گی پھر سطیح نے انہیں خلفائے راشدین کے بارے میں بتایا جواس تفصیل کو جاننا چاہتا ہے اسے اصل ماخذ کی طرف رجوع کرنا چاہئے ہم سطیح کی باقی باتوں کا تذکرہ نہیں کریں گے کیونکہ یہاں ہمارا مقصد حضور ﷺ کے متعلق بشارات کا ذکر کرنا ہے۔

اسی طرح امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب ''الخصائص الکبریٰ''میں بیان کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ ابوموسیٰ المدینی نے''الدلائل''میں لکھا ہے وہ ابن الکلبی عدانہ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک دن حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اہل مجلس سے پوچھا کیاتم میں سے کوئی ایسا شخص ہے جس کے پاس جاہلیت کے زمانہ کی حضور ﷺ کے متعلق کوئی خبر ہو۔طفیل بن زید الحارثی رضی اللہ تعالیٰ عنہ جن کی عمر اس وقت ایک سو ساٹھ سے متجاوز ہو چکی تھی انہوں نے کہا اے امیر المؤمنین! مامون بن معاویہ کی کہانت سے تو آپ آشنا ہیں پھر انہوں نے وہ تمام باتیں جن میں وہ حضور ﷺ کے متعلق بشارت دیا کرتے تھے اوراس کا یہ قول بھی سنایا''ہائے کاش میں انہیں پالیتا اوران سے پہلے دنیا میں نہ آتا حضرت طفیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا جب ہم کو نبی مکرم ﷺ کے متعلق خبر ملی اس وقت ہم تہامہ میں موجود تھے میں نے اپنے نفس سے کہا اے میرے نفس! یہ وہی نبی مکرم ﷺ ہیں جن کی پیش گوئی مامون نے کی تھی اس کے بعد دن گزرتے رہتے حتیٰ کہ وہ دن بھی آگیا جب ہم وفد کی صورت میں آپ کی بارگاہ میں آئے اوراسلام قبول کرلیا۔

ابونعیم رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت یعقوب بن یزید بن طلحہ التیمی سے روایت کیا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس سے ایک شخص گزرا حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس سے پوچھا کیا تو کاہن ہے اوراس جنی کے ساتھ کب سے تیرا تعلق ہے۔اس شخص نے کہاوہ اسلام کے ظہور سے قبل میرے پاس آئی وہ زور سے چلائی یا سلام! یا سلام حق واضح ہے بھلائی کو ہمیشگی حاصل ہے یہ آرزوئیں جھوٹی نہیں ہیں اللہ اکبر۔ پھراس قوم کے ایک شخص نے کہااے امیر المومنین! میں بھی آپ کو

شہاب ان جنات کو قتل کر دیتے ہیں اسی وجہ سے کہانت ختم ہو گئی ہے اور دوسرے قول کے مطابق یہ انہیں صرف زخمی کرتے ہیں اور جلا دیتے ہیں لیکن انہیں ہلاک نہیں کرتے اسی وجہ سے وہ دوبارہ گفتگو سننے کی کوشش کرتے ہیں اگر وہ باقی ہی نہ رہتے تو پھر جل جانے کے بعد خفیہ کلام کا سننا ختم ہو جاتا۔ وہ شہاب جو جنات کو مارے جاتے ہیں اس کے بارے میں بھی دو قول ہیں: (1) وہ شہاب سراپا نور ہوتے ہیں اور شدت نور کی وجہ سے پھیل جاتے ہیں پھر واپس لوٹ جاتے ہیں۔ (2) وہ آگ ہوتی ہے جو جنات کو جلا دیتی ہے پھر آسمانوں پر لوٹ کر نہیں جاتی۔

علامہ السیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب "الخصائص الکبریٰ" میں انہیں بشارات کا ذکر فرمایا ہے ابو نعیم اور ابن کسا کر رحمہما اللہ تعالیٰ نے اسماعیل ابن عیاش کی سند سے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا ہے کہ ایک آدمی ان کے پاس آیا انہوں نے پوچھا ہمیں معلوم ہوا ہے کہ تو سطیح الکاہن کا تذکرہ کرتا ہے اور تو یہ گمان کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کے مشابہ کسی شخص کو پیدا نہیں کیا۔ اس شخص نے جواب دیا ہاں میں یہ کہتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے سطیح کو اس طرح پیدا کیا ہے کہ گویا وہ دستر خوان پر گوشت ہے۔ وہ جہاں چاہتا اس کو اٹھا کر لے جایا جاتا نہ ہی اس میں کوئی ہڈی تھی اور نہ ہی اس میں کوئی پٹھا تھا صرف اس کی کھوپڑی، گردن اور ہتھیلیوں میں ہڈی تھی وہ اپنی ہنسلی کی ہڈی تک اپنی ٹانگوں کو اس طرح لپیٹ لیتا تھا جس طرح کپڑا لپیٹ لیا جاتا ہے زبان کے علاوہ اس کی کوئی چیز حرکت نہ کرتی تھی جب اس نے مکہ معظمہ آنے کا ارادہ کیا اس کو ایک تختہ پر بٹھایا گیا اور مکہ لایا گیا قریش مکہ کے چار آدمی اس کے پاس گئے عبد شمس، عبد مناف، الاخوص بن فہر اور عقیل بن ابی وقاص۔ انہوں نے اپنا نسب غلط بیان کیا اور کہا ہمارا تعلق "جمح" سے ہے ہم زیارت کی غرض سے تمہارے پاس آئے ہیں جب ہمیں یہ خبر پہنچی کہ آپ یہاں تشریف لائے ہیں تو ہم نے سوچا کہ ہمیں آپ کے پاس ضرور آنا چاہئے۔ عقیل سطیح کے لئے دو تحفے لے کر آیا: (1) ہندی تلوار، (2) ردینی نیزہ۔ اس نے یہ دونوں اشیاء بیت اللہ کے دروازے پر رکھ دیں تا کہ انہیں معلوم ہو کہ سطیح ان اشیاء کو دیکھ سکتا ہے یا نہیں۔ سطیح نے کہا اے عقیل مجھے اپنا ہاتھ پکڑاؤ جب اس نے اپنا ہاتھ سطیح کے ہاتھ میں دیا تو اس نے کہا خفیہ باتوں کو جاننے والے کی قسم! گناہ کو بخشنے والے کی قسم، قسم ہے اس ذمہ کی جس کو پورا کیا جائے، عمارت کعبہ کی قسم! تم میرے پاس دو چیزیں بطور تحفہ لے کر آئے ہو ہندی تلوار اور ردینی نیزہ۔ انہوں نے کہا اے سطیح! تم نے سچ کہا ہے پھر سطیح یوں محو کلام ہوا قسم ہے مدت کی، قوس قزح کی قسم، آگے بڑھنے والے گھوڑے کی قسم، اس گھوڑے کی قسم جس کی پیشانی پر سفید داغ ہو کچی اور تر کھجور کی قسم! کوا جو یہاں سے دائیں طرف گیا ہے اس نے بتایا ہے کہ یہ قوم قبیلہ جمح سے نہیں بلکہ یہ وادیٔ بطحاء کے رہنے والے قریشی ہیں۔ انہوں نے کہا اے سطیح تم نے سچ کہا ہے، ہم مکہ معظمہ کے مکین ہیں ہم تمہاری زیارت کی غرض سے آئے ہیں ہم کو یہ بتاؤ کہ ہمارے زمانے میں کیا ہو گا اور ہمارے بعد کیسے واقعات ظہور پذیر ہوں گے۔ ان کی یہ گفتگو سن کر سطیح نے کہا اب تم نے سچ بولا ہے اب مجھ سے وہ علم حاصل کر لو جو اللہ تعالیٰ نے مجھ پر الہام کیا ہے۔ اے معشر عرب! تم اب بڑھاپے تک پہنچ چکے ہو اب تمہاری بصیرت اور عجمیوں کی بصیرت میں کوئی فرق نہیں رہا نہ ہی تمہارے پاس کوئی علم و فہم ہے تمہارے بعد ایک ایسی جماعت پیدا ہو گی جو مختلف علوم کی متلاشی ہو گی وہ بت کو توڑ ڈالیں گے وہ روم تک پہنچ جائیں گے عجمیوں کو تہ تیغ کریں گے وہ مال غنیمت کو

عنقریب مجھ سے آگ شعلہ بار ہوگی جب تم دیکھو کہ مجھ سے آگ نکل رہی ہے تو مجھ پر تین پتھر پھینک دینا ہر پتھر کے ساتھ ''بِاسْمِکَ اللّٰھُمَّ'' کہنا اس کے بعد میری تمام آگ بجھ جائے گی ہم نے ایسے ہی کیا۔ اس کی آگ بجھ گئی پھر ہم وہاں ہی سکونت پذیر رہے حتیٰ کہ حاجی بیت اللہ کا حج کر کے واپس گئے تو انہوں نے ہم کو آپ ﷺ کی بعثت کے متعلق بتایا۔

ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں عورتوں کا بڑا دلدادہ تھا ایک رات میں کعبہ مشرفہ کے صحن میں قریش مکہ کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا۔ ایک شخص ہمارے پاس آیا اس نے کہا محمد (ﷺ) نے اپنی لخت جگر حضرت رقیہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) کی شادی عتبہ بن ابی لہب سے کر دی ہے حضرت رقیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا حسن و جمال میں لاثانی تھیں یہ سن کر میرے دل میں حسرت پیدا ہوئی کہ عتبہ سے پہلے میں نے شادی کا پیغام کیوں نہ بھیجا پھر میں جلد ہی اپنے گھر واپس آ گیا میں نے دیکھا کہ میری خالہ وہاں بیٹھی ہوئی ہے وہ کہانت کرتی تھی جب اس نے مجھے دیکھا تو کہا اے عثمان! تجھے بشارت ہو۔

پھر تین اس کے بعد تین اور پھر اس کے بعد ایک تا کہ دس کا عدد مکمل ہو جائے تیرے پاس بھلائی آئی ہے تجھے برائی سے بچا لیا گیا ہے اللہ کی قسم تو ایک ایسی خوبصورت خاتون سے شادی کرے گا جس کی پہلے بھی شادی ہو چکی ہوگی۔ تیری بھی پہلے ایک شادی ہو چکی ہوگی تو اس کے ساتھ وفا کرے گا وہ ایک عظیم باپ کی نور نظر ہوگی۔ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے اس کے اس قول پر تعجب کا اظہار کیا میں نے کہا اے میری خالہ! یہ تو کیا کہہ رہی ہے۔ میری یہ بات سن کر اس نے کہا اے عثمان! تیرے لئے حسن و جمال بھی ہے اور زبان بھی ہے۔ یہ نبی مکرم ﷺ ہیں ان کے ساتھ دلیل بھی ہے اللہ تعالیٰ نے انہیں حق کے ساتھ مبعوث کیا ہے ان کے پاس تنزیل اور فرقان آیا ہے تو ان کی پیروی کر کہیں یہ بت تجھے ہلاک ہی نہ کر دیں۔ میں نے کہا اے میری خالہ! تو تو اس واقعہ کا ذکر کر رہی ہے جو ہمارے شہر میں رونما ہو چکا ہے اس واقعہ کو ذرا کھول کر بیان کرو۔

اس نے کہا ان کا نام محمد بن عبداللہ (ﷺ) ہے وہ اللہ کی طرف سے رسول بن کر تشریف لائے ہیں وہ اللہ تعالیٰ کی لاریب کتاب لے کر آئے ہیں وہ اس کتاب کے ساتھ لوگوں کو اللہ کی طرف دعوت دیں گے۔ پھر اس نے کہا چراغ انہیں کا ہی چراغ ہے ان کا دین سراپا فلاح ہے اس کا معاملہ مکمل کامیابی ہے۔ قربانیاں ہوں گی شمشیر زنی ہوگی اور نیزہ بازی ہوگی۔

پھر میں وہاں سے واپس آیا اس کی باتیں میرے دل میں گھر کر چکی تھیں میں نے انہیں یاد کرنا شروع کیا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ میرے دوست تھے میں ان کے پاس آیا اور اپنی خالہ سے سنی ہوئی تمام باتیں ان کو سنائیں تمام باتیں سن کر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا اے عثمان! تیرے لئے ہلاکت ہو۔ تو ایک محتاط انسان ہے حق اور باطل تجھ سے مخفی نہیں ہے یہ بت جن کی عبادت ہماری قوم کرتی ہے وہ کیا چیز ہیں کیا وہ ہمارے سامنے پتھروں سے نہیں بنائے جاتے وہ بہرے ہیں نہ کچھ سن سکتے ہیں نہ ہی کچھ دیکھ سکتے ہیں نہ نفع دے سکتے ہیں نہ ہی نقصان پہنچا سکتے ہیں میں نے کہا ہاں اللہ کی قسم! یہ بت ایسے ہی ہیں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا اللہ کی قسم تیری خالہ نے سچ کہا ہے محمد بن عبداللہ ﷺ اللہ تعالیٰ کے سچے رسول ہیں اللہ تعالیٰ نے انہیں رسول بنا کر اپنی مخلوق کی طرف مبعوث کیا ہے کیا آپ ان کی بارگاہ میں جانا اور کچھ

اسی طرح کا ایک واقعہ عرض کرتا ہوں قسم بخدا! ہم ''دویۃ ملساء'' میں سفر کر رہے تھے وہاں ہمیں صرف گونج ہی سنائی دیتی تھی۔ جب ہم نے وہاں غور سے دیکھا تو ہمیں ایک سوار آتا ہوا دکھائی دیا اس نے کہا اے احمد اے احمد! (صلی اللہ علیک وسلم) اللہ تعالیٰ بزرگ و برتر ہے اللہ تعالیٰ نے جس بھلائی کا آپ کے ساتھ وعدہ کیا ہے وہ آپ تک ضرور پہنچے گی اے احمد! (صلی اللہ علیک وسلم) پھر وہ شخص چلا گیا۔

اس کے بعد انصار کے ایک شخص نے کہا میں بھی آپ کو اسی قسم کا واقعہ سناتا ہوں ہم شام کی طرف سفر پر روانہ ہوئے جب ہم چٹیل میدان میں پہنچے تو ہم نے اپنے پیچھے ایک صدا لگانے والے کی صدا کو سنا وہ یوں کہہ رہا تھا ''ستارہ طلوع ہو چکا ہے اس نے مشرق کو روشن کر دیا ہے وہ تباہ کن تاریکیوں سے لوگوں کو نکال لے گا۔'' اس سے مراد رسول مکرم ﷺ ہیں اور جو آپ ﷺ پر ایمان لائے گا اللہ تعالیٰ اس کو بلند مرتبہ عطا فرمائے گا اور اس کی سچائی کو تسلیم کر لیا جائے گا۔

الخرائطی نے ''الہواتف'' اور ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت مرداس بن قیس الاوسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ میں بارگاہ رسالت میں حاضر ہوا۔ میں نے آپ ﷺ کو کہانت کے بارے میں عرض کی نیز وہ تبدیلیاں بھی عرض کی جو آپ ﷺ کے ظہور کے وقت رونما ہوئی تھیں میں نے عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم میرے پاس اسی کے متعلقہ ایک واقعہ ہے میں آپ سے وہ عرض کرتا ہوں ہماری ایک لونڈی تھی اس کا نام خلصہ تھا ہم نے اس سے ہمیشہ بھلائی ہی دیکھی تھی ایک دن وہ ہمارے پاس آئی اور کہنے لگی اے قبیلہ دوس! کیا تم جانتے ہو؟ ہم نے اس سے پوچھا تو کس کے بارے میں کہہ رہی ہے۔ اس نے جواب دیا میں اپنی بھیڑوں میں تھی مجھ پر تاریکی سی چھا گئی میں نے اس طرح محسوس کیا جس طرح وہ عورت محسوس کرتی ہے جس کے ساتھ اس کا خاوند عمل زوجیت کر رہا ہو۔ اب مجھے یہ خوف ہے کہ میں شاید حاملہ ہو گئی ہوں۔ وقت گزرتا گیا حتیٰ کہ اس کا وقت ولادت قریب آ گیا اس نے ایک بچے کو جنم دیا۔ اس بچے کے کان کتے کی طرح تھے وہ ہم میں ہی نشوونما پاتا رہا وہ ہمارے بچوں کے ساتھ ہی کھیلتا رہا جب وہ کوئی چھلانگ لگاتا یا اپنے ازار کو پھینکتا تو وہ بلند آواز سے یا ولیہ یا ولیہ! اللہ کی قسم! اس گھاٹی کے عقب میں دو ایسے نوجوان ہیں جو بڑے خوبصورت ہیں، ہم اپنے گھوڑوں پر سوار ہو کر اس گھاٹی کے پیچھے گئے تو ہم نے وہاں ان سواروں کو پایا ہم نے ان کے ساتھ لڑائی کی ان کو شکست سے دوچار کیا اور مال غنیمت حاصل کر لیا وہ بچہ جو بات بھی کرتا وہ ہمیشہ سچ ہوتی حتیٰ کہ جب آپ صلی اللہ علیک وسلم کی بعثت مبارکہ ہوئی تو اس وقت سے ہم سے وہ جو بھی بات کرتا وہ جھوٹی ہوتی ہم نے اس سے کہا تیرے لئے ہلاکت ہو تجھے کیا ہو گیا ہے اس نے کہا میں اس معاملہ کی حقیقت سے آشنا نہیں ہوں وہی جو مجھے پہلے سچ بتاتا تھا اب وہ مجھے جھوٹ بتاتا ہے۔ تم لوگ مجھے اپنے گھر میں تین دن تک قید کر دو تین دن کے بعد میرے پاس آنا ہم نے ایک کمرہ میں اس کو قید کر دیا جب تین دن کے بعد ہم نے اس کا دروازہ کھولا تو ہم یہ دیکھ کر حیران رہ گئے کہ اب وہ صرف آگ کا ایک انگارہ تھا اس نے کہا اے قبیلہ دوس کے لوگو! آسمان کی حفاظت کر دی گئی ہے اور خیر الانبیاء ﷺ کا ظہور ہو چکا ہے ہم نے اس سے پوچھا آپ ﷺ کا ظہور کس شہر میں ہوا ہے اس نے جواب میں کہا مکہ میں ان کا ظہور ہوا ہے اب میں مر چکا ہوں مجھے پہاڑی کے دامن میں دفن کر دو۔

وہ ہدایت اور افضل دین کے ساتھ تشریف لائے ہیں اور آپ ﷺ کی وجہ سے بتوں کی پوجا ختم ہو جائے گی۔"
ہم نے کہا اے خطر! تو نے عجیب واقعہ کا ذکر کیا ہے۔ تو اس کے بارے میں اپنی قوم کو کیا مشورہ دیتا ہے۔ اس نے کہا:

اَرٰی لِقَوْمِیْ مَا اَرٰی لِنَفْسِیْ اَنْ یَّتَّبِعُوْا خَیْرَ نَبِیِّ الْاِنْسِ

"میں اپنی قوم کے لئے بھی وہی پسند کرتا ہوں جو میں اپنے لئے پسند کرتا ہوں وہ یہ کہ وہ تمام لوگوں سے بہترین نبی کی پیروی کریں۔

بُرْهَانُهٗ مِثْلُ شُعَاعِ الشَّمْسِ یُبْعَثُ فِیْ مَکَّۃَ دَارِ الْحَمْسِ
بِمُحْکَمِ التَّنْزِیْلِ غَیْرِ اللُّبْسِ

اس کی دلیل سورج کی شعاع کی طرح روشن ہوگی وہ مکہ (دار حمس) میں مبعوث ہوں گے۔ وہ ایسی عظیم الشان کتاب کے ساتھ تشریف لائیں گے جس میں التباس کا کوئی اندیشہ نہیں۔"

ہم نے کہا اے خطر! اتنے عظیم الشان نبی کا تعلق کس قبیلہ سے ہوگا۔ اس نے کہا زندگی اور حیاتی کی قسم! ان کا تعلق قبیلہ قریش سے ہوگا۔ ان کے حلم میں کوئی طیش نہیں ہوگا ان کے خلفاء عیش وعشرت کی زندگی بسر نہیں کریں گے ان کے پاس آل قحطان اور آل قریش کا ایک لشکر جرار جمع ہو جائے گا ہم نے خطر سے پوچھا قبیلہ قریش کی کس شاخ سے ان کا ظہور ہوگا اس نے کہا مجھے قسم ہے ارکان والے بیت اللہ کی مجھے رکن اور احاتم کی قسم ان کا تعلق بنو ہاشم سے ہوگا۔ وہ کریم لوگوں کا قبیلہ ہے۔ انہیں جہاد کرنے کی اجازت ہوگی وہ ہر ظالم کو مٹا دیں گے۔ یہی وہ بات ہے جس کے متعلق مجھے جنات کے سردار نے بتایا ہے پھر اس نے کہا اللہ اکبر حق آ گیا اور غالب ہو گیا۔ جنات کا پوشیدہ گفتگو سننا ختم ہو گیا پھر وہ خاموش ہو گیا اس پر بے ہوشی طاری ہو گئی تین دن کے بعد وہ ہوش میں آیا اس نے کہا لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ یہ سن کر رسول اللہ ﷺ نے بھی لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کہا آپ ﷺ نے فرمایا اس نے نبوت کی طرح کی باتیں کی ہیں جب وہ قیامت کے روز اٹھایا جائے گا تو وہ تنہا ایک امت ہوگا۔

مغیرہ بن الاخنس سے روایت کیا گیا ہے کہ ستاروں سے جو قبیلہ سب سے پہلے خوفزدہ ہوا وہ قبیلہ ثقیف تھا وہ لوگ اپنے کاہن اور عالم امیہ بن ابی الصلت کے پاس جمع ہوئے اور اس سے کہنے لگے تجھے معلوم تو ہوگا کہ آج کل آسمان سے ستارے ٹوٹ رہے ہیں ہمیں تو یہ خدشہ ہے کہ شاید یہ قیامت کی نشانی ہو اس نے اپنی قوم سے کہا مجھے آج رات تک مہلت دو۔ وہ لوگ چلے گئے اور رات کے وقت پھر اس کے پاس آئے اس نے کہا دیکھو کیا "البروج" کے ستارے گر رہے ہیں انہوں نے آسمان کی طرف دیکھا اور کہا جن ستاروں کو ہم جانتے ہیں ان میں سے کوئی بھی نہیں گر رہا امیہ ابن ابی الصلت نے کہا اگر یہ قیامت کی نشانی ہوتی تو بروج کے ستارے گرتے۔ انہوں نے پوچھا پھر یہ کیا معاملہ ہے۔ امیہ نے کہا اس امت کے نبی کی ولادت کا وقت قریب آ چکا ہے جس کا ذکر میں تم سے کرتا تھا۔

ان خوشخبریوں میں شق اور سطیح کی بشارات بھی ہیں شیخ اکبر نے "المسامرات" میں اور علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے "الخائص" میں ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کرتے ہوئے ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ کی سند سے لکھا ہے یمن کا ایک بادشاہ

کلام سننا پسند کریں گے میں نے کہا ہاں۔ میں بارگاہ رسالت میں حاضر ہوا۔ آپ ﷺ نے فرمایا اے عثمان! اللہ کی دعوت پر لبیک کہو اس کا اجر جنت ہے میں تمہاری طرف اور اللہ کی مخلوق کی طرف اللہ کا رسول ہوں۔ اللہ کی قسم! آپ کا فرمان سننے کے بعد میرے پاس اس کے علاوہ اور کوئی چارہ نہ تھا کہ میں اسلام قبول کرلوں پھر جلد ہی حضرت رقیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے میری شادی ہوگئی کہا جاتا تھا ''حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت رقیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کتنی عمدہ جوڑی ہے۔''

حضرت لہیب بن مالک اللہبی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں بارگاہ رسالت میں حاضر ہوا میں نے کہانت کا ذکر کیا اور عرض کی یارسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم آپ پر میرے والدین قربان ہوں ہم وہ پہلے لوگ ہیں جنہوں نے معلوم کرلیا تھا کہ آسمان کی حفاظت کردی گئی ہے شیطانوں کو ڈانٹا جاتا ہے اور چوری چھپے باتیں سننے سے جنات کو روک دیا گیا ہے اور اگر وہ پوشیدہ باتیں سننے کی کوشش کرتے ہیں تو انہیں انگاروں کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ہم اپنے ایک کاہن کے پاس گئے اس کا نام خطر بن مالک تھا اس کی عمر ایک سو اسی سال تھی وہ ہمارے کاہنوں میں سے سب سے زیادہ عالم تھا۔ ہم نے اس سے پوچھا اے خطر! کیا تمہیں معلوم ہے کہ ہم پر یہ انگارے کیوں مارے جاتے ہیں ہم تو ان کی وجہ سے خوفزدہ ہیں اور اپنے انجام سے ہراساں ہیں اس نے ہم سے کہا تم میرے پاس سحری کے وقت آنا پھر میں تمہیں بتاؤں گا کہ کیا اس سے بھلائی کا ارادہ کیا گیا ہے یا برائی کا۔ اس دن ہم واپس آگئے دوسرے دن ہم سحری کے وقت اس کے پاس گئے ہم نے اسے دیکھا کہ وہ اپنے پاؤں پر کھڑا ہے اس کی آنکھیں آسمان کی طرف اٹھی ہوئی ہیں ہم نے اس کو آواز دی اے خطر! لیکن اس نے ہمیں خاموش رہنے کا اشارہ کیا ہم خاموش ہوگئے اسی دوران آسمان سے ایک عظیم ستارہ ٹوٹا اچانک خطر بلند آواز سے چلانے لگا۔ ہائے نشانے پر لگ گیا نشانے پر لگ گیا۔ اس کی سزا نے اس کو ڈھانپ دیا۔ عذاب نے اسے جلدی آلیا، شہاب نے اسے جلا دیا سزا نے اس کو ختم کردیا ہائے اس کی حالت کتنی خراب ہوگئی ہے غم نے اس کو نڈھال کردیا ہے اس کا پھندا ٹوٹ چکا ہے اور اس کی حالت تبدیل ہوچکی ہے پھر وہ کافی عرصہ خاموش رہا پھر اس نے کہا اے بنو قحطان! میں تمہیں سچ سچ بتاتا ہوں:

اُقْسِمُ بِالْکَعْبَةِ وَالْاَرْکَانِ وَالْبَلَدِ الْمُؤْتَمِنِ السُّکَّانِ

''میں کعبہ اور اس کے ارکان کی قسم اٹھاتا ہوں اور اس مقدس شہر کی قسم اٹھاتا ہوں جو اپنے رہائشیوں کو امن دینے والا ہے۔

قَدْ مَنَعَ السَّمْعُ عُتَاةُ الْجَانِّ بِثَاقِبٍ مِنْ کَفِّ ذِیْ سُلْطَانِ

سرکش جنات کو باتیں سننے سے روک دیا گیا ہے۔ اب اگر وہ باتیں سننے کی کوشش کریں تو انہیں اللہ کی طرف سے شہاب ثاقب کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔

مِنْ اَجَلِ مَبْعُوْثٍ عَظِیْمِ الشَّانِ یُبْعَثُ بِالتَّنْزِیْلِ وَالْقُرْآنِ

یہ پابندی اس لئے لگائی گئی ہے کیونکہ ایک عظیم الشان رسول مبعوث ہوئے ہیں وہ تنزیل (قرآن) لے کر تشریف لائے ہیں۔

بِالْهُدٰی وَفَاضِلِ الْاَدْیَانِ تُنْفٰی بِهٖ عِبَادَةُ الْاَوْثَانِ

پھراس کے بعد شق بن صعب بن یشکر بن رھم بن افرک بن نصر بن عبقر بن انمار بن نزار بادشاہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ بادشاہ نے اس سے بھی وہی بات کی جو وہ سطیح سے کر چکا تھا اور جو سطیح نے بادشاہ کو بتایا تھا وہ اس نے شق سے پوشیدہ رکھا تا کہ وہ دیکھے کہ کیا اس خواب اور اس کی تعبیر میں دونوں کاہن متفق ہوتے ہیں یا ان میں اختلاف رونما ہوتا ہے شق نے کہا اے شاہ یمن! آپ کا خواب یہ ہے آپ نے دیکھا ہے کہ ایک سر کی کھوپڑی تاریکی سے ظاہر ہوئی ہے وہ روضہ اور اکمہ کے درمیان آ کر ٹھہر گئی ہے۔ وہ ہر زندہ چیز کو ہڑپ کر گئی ہے یہ سن کر بادشاہ نے کہا اے شق! تو نے اس خواب کو بیان کرنے میں ذرا غلطی نہیں کی جو میں نے دیکھا تھا۔ مجھے اب اس کی تعبیر بھی بتاؤ۔ شق نے کہا میں مدینہ اور یمن کے مابین پتھریلے پہاڑوں کی قسم اٹھاتا ہوں تمہاری اس سرزمین پر سوڈانی آئیں گے۔ وہ تمام نرم و نازک پورے والوں پر تسلط جمالیں گے۔ نجران تک کا تمام علاقہ ان کے زیر نگیں ہوگا۔ بادشاہ نے یہ خوفناک تعبیر سن کر کہا یہ بات تو ہمارے لئے بڑی تکلیف دہ اور تعجب خیز ہے۔ یہ حادثہ کب رونما ہوگا۔ میرے عہد حکومت میں یا اس کے بعد۔ شق نے کہا یہ واقعہ آپ کے عہد کے بعد ہوگا پھر ایک عظیم الشان شخص تمہیں ان سے نجات دلائے گا اور انہیں سخت عذاب میں مبتلا کر دے گا بادشاہ نے پوچھا وہ عظیم الشان شخص کون ہوگا شق نے کہا ان کا تعلق ذویزن کی نسل سے ہوگا۔ بادشاہ نے پھر سوال کیا کیا اس کی سلطنت کو دوام حاصل ہوگا یا وہ بھی رو بہ زوال ہو گی۔ شق نے کہا اس کی حکومت بھی ملیا میٹ ہو جائے گی ایک رسول مقبول ﷺ اس کی حکومت کو ختم کریں گے وہ حق اور عدل کے ساتھ مبعوث ہوں گے ان کی امت کی بڑی فضیلت ہوگی ان کی بادشاہی تا قیامت قائم رہے گی۔ بادشاہ نے پوچھا قیامت کیا ہے؟ شق نے کہا وہ ایک ایسا دن ہوگا جس میں لوگوں کو سزا یا جزا دی جائے گی آسمان سے لوگوں کو صدا دی جائے گی اس صدا کو زندہ اور مردہ تمام سن لیں گے اس دن لوگ میقات میں جمع ہو جائیں گے اور جو شخص تقویٰ شعار ہوگا اس کو فوز و فلاح سے ہمکنار کر دیا جائے گا بادشاہ نے کہا اے شق جو کچھ تو نے بیان کیا ہے کیا یہ سچ ہے۔ شق نے کہا زمین و آسمان کے رب کی قسم! میری بیان کردہ تمام باتیں درست ہیں زمین و آسمان کے مابین ہر قسم کے نشیب و فراز کی قسم میں نے آپ کے ساتھ تمام باتیں سچی کیں ہیں۔ ان میں سے کوئی بات غلط نہیں ہے بادشاہ کے دل میں ان کاہنوں کی باتیں بیٹھ گئیں۔ اس نے مصلحت اسی میں دیکھی کہ تمام اہل و عیال کو اس ملک سے نکال کر کہیں اور بھیج دیا جائے چنانچہ اس نے اپنے اہل و عیال کو عراق کی جانب بھیج دیا اور ''سابور'' (بادشاہ کا نام) کو ایک خط لکھا کہ ان کا خاص خیال رکھا جائے۔ اس بادشاہ نے انہیں ''الحیر ہ'' کے مقام پر جگہ دی جہاں انہوں نے سکونت اختیار کی نعمان بن منذر، ربیعہ بن نصر اس کی اولاد سے ہی تھے جو دوبارہ سلطنت کے والی بنے۔

مرثد بن عبد کلال نے ایک بہت بڑی جنگ لڑی جس میں اس کو شاندار فتح ہوئی عرب کے قائدین، شعراء اور خطباء اس کو مبارکباد دینے کے لئے اس کے دربار میں گئے جب یہ لوگ دربار شاہ میں پہنچے تو بادشاہ نے ان کے لئے حجابات اٹھوا دیئے۔ انہیں دیکھ کر خوشی و مسرت کا اظہار کیا۔ شعراء اور خطباء کی شعلہ بیانیاں سن کر اس کی فرحت و انبساط کی کوئی حد نہ رہی۔ اس نے شعراء اور خطباء کو انعامات سے نوازا۔ اسی دوران اس نے ایک خواب دیکھا جس نے بادشاہ کو خوفزدہ کر دیا جب بادشاہ اپنی نیند سے بیدار ہوا تو وہ اپنے خواب کو بھول چکا تھا۔ جس کی وجہ سے وہ اور زیادہ ہراساں ہو گیا اس کی تمام خوشی اور شادمانی غم

تھا ربیعہ بن نصر اس کا نام تھا۔ اس نے ایک خوفناک خواب دیکھا۔ وہ اس خواب سے ہراساں ہو گیا اس نے اپنے دربار میں تمام نجومی، کاہن، جادوگر اور قیافہ شناسوں کو جمع کیا اور ان سے کہنے لگا میں نے ایک ہولناک خواب دیکھا ہے مجھے وہ خواب بھی بتاؤ اور اس کی تعبیر بھی بتاؤ۔ انہوں نے کہا اے بادشاہ ذی مرتبت! آپ ہمیں خواب بتائیں پھر ہم اس کی تعبیر بیان کریں گے شاہ یمن نے کہا "اگر میں تمہیں خواب بتا دوں گا تو پھر میں تمہاری تعبیر پر مطمئن نہیں ہو سکوں گا کیونکہ اس خواب کی تعبیر وہی کر سکتا ہے جو میرے بیان کرنے سے قبل ہی میرے خواب کو معلوم کر لے ایک شخص نے کہا اگر آپ اس طرح تعبیر جاننا چاہتے ہیں تو پھر شق اور سطیح کو اپنے دربار میں طلب کر لیں۔ ربیعہ بن نصر نے شق اور سطیح کو اپنے دربار میں طلب کیا۔ سطیح پہلے اس کے دربار میں پہنچ گیا اس کا پورا نام ربیع ابن ربیعہ بن مسعود بن مازن بن ذئب بن عدی بن مازن بن عسان تھا بادشاہ نے اس سے کہا میں نے ایک خواب دیکھا ہے مجھے وہ خواب بھی بتاؤ اور اس کی تعبیر سے بھی آگاہ کرو۔ اس نے کہا میں آپ کو وہ خواب بھی بتاتا ہوں اور اس کی تعبیر بھی۔ سطیح نے کہا اے بادشاہ ذی شان! آپ نے ایک کھوپڑی دیکھی ہے جو تاریکی میں سے ظاہر ہوئی اور تہامہ کی زمین میں گر گئی اس نے ہر چیز کو کھا لیا یہ خواب سن کر بادشاہ نے کہا اے سطیح! تو نے بعینہٖ وہی خواب بیان کیا ہے جو میں نے دیکھا تھا اب اس کی تعبیر بھی بیان کرو۔ سطیح نے کہا مجھے قسم ہے ان پہاڑوں کی جو یمن اور مدینہ کے درمیان ہیں۔ تمہاری اس سرزمین پر حبشہ کے لوگ آئیں گے اور یمن کی حکومت پر قبضہ کر لیں گے۔ بادشاہ یمن نے کہا اے سطیح! یہ بات تو ہمارے لئے بڑی تکلیف دہ اور تشویش ناک ہے وہ لوگ ہمارے وطن میں کب آئیں گے کیا میرے عہد حکومت میں یا اس کے بعد وہ یہاں آئیں گے سطیح نے کہا وہ آپ کے عہد حکومت کے ساٹھ یا ستر سال بعد آئیں گے۔ بادشاہ نے سوال کیا کہ کیا ان کی حکومت دائمی ہو گی یا اسے بھی زوال آ جائے گا سطیح نے کہا ان کی حکومت کو چند سالوں میں ختم کر دیا جائے گا۔ ان کے کچھ لوگوں کو تہہ تیغ کر دیا جائے گا اور کچھ یہاں سے بھاگ کر اپنی جان بچائیں گے۔ بادشاہ یمن نے پوچھا۔ ان کو قتل کون کرے گا۔ سطیح نے جواب دیا ان کو ابن ذی یزن قتل کرے گا۔ عدن سے ان کا ظہور ہو گا اور ان میں سے کسی کو بھی یمن میں نہیں رہنے دیں گے بادشاہ نے پوچھا کیا اس کی سلطنت کو دوام حاصل ہو گا۔ یا وہ بھی روبہ زوال ہو گی۔ سطیح نے کہا ان کی حکومت بھی ختم ہو جائے گی۔ بادشاہ نے سوال کیا ان کی حکومت کو کون ختم کرے گا سطیح نے کہا نَبِيٌّ زَكِيٌّ يَأْتِيهِ الْوَحْيُ مِنْ قِبَلِ الْعَلِيِّ۔ ان کی حکومت کو ایک مکرم نبی ﷺ ختم کریں گے وہ نبی سراپا پاکیزگی ہوں گے اور اللہ رب العزت کی طرف سے ان پر وحی کا نزول ہو گا۔

بادشاہ نے پوچھا یہ نبی مکرم ﷺ کس نسل میں سے ہوں گے۔ سطیح نے کہا ان کا تعلق غالب بن فہر بن مالک بن النضر سے ہو گا۔ پھر یہ ملک تا قیامت ان کی قوم کے پاس رہے گا بادشاہ نے پوچھا کیا اس زمانے کا بھی کوئی آخر ہے سطیح نے کہا ہاں! اس زمانے کا بھی اختتام ہے اس سے مراد وہ دن ہے جس میں حضرت آدم علیہ السلام کی اگلی پچھلی اولاد کو جمع کیا جائے گا جس میں نیکوکار سعادت مند ہوں گے اور بدکاروں کو شقاوت کا سامنا کرنا پڑے گا بادشاہ نے کہا اے سطیح! جو کچھ تو نے بیان کیا ہے کیا یہ سچ ہے۔ سطیح نے کہا شفق کی سرخی، رات کی سیاہی اور ان کی سپیدی کی قسم جو کچھ میں نے آپ سے بیان کیا ہے وہ حق اور سچ ہے۔

بادشاہ نے کہا اے عفیراء! کیا تو اس خواب کو اور اس کی تعبیر کو جانتی ہے عفیراء نے کہا اے سلطان ذی شان! آپ نے ایک خواب دیکھا ہے وہ خواب پریشان کن تھا یہ سن کر بادشاہ کھل اٹھا اس نے کہا اے عفیراء! وہ خواب کیا تھا۔ عفیراء نے کہا آپ نے یہ خواب دیکھا ہے کہ بگولوں پر بگولے اٹھ رہے ہیں۔ ان میں آگ ہے اور ان کا دھواں چاروں سمت پھیل رہا ہے اس کے شعلے آسمان کی طرف اٹھ رہے ہیں۔ اس کے بعد آپ نے ایک نہر دیکھی جو آفتاب سے زیادہ روشن تھی آپ نے اس نہر پر ہاتف غیبی کی آواز کو سنا وہ لوگوں کو پانی پینے کی دعوت دے رہے ہیں وہ کہہ رہے تھے کہ جو شخص بطور عدل و انصاف شفاف پانی سے ایک چلو پانی پی لے گا وہ سیراب ہو جائے گا اور جو آدمی از راہ ظلم اس کو پئے گا وہ حرص کا شکار ہو گا اور محرومی اور نقصان میں مبتلا ہو گا۔

یہ خواب سن کر بادشاہ کی خوشی کی کوئی انتہا نہ رہی اور کہنے لگا مجھے جو خواب نظر آیا تھا وہ بعینہ یہی تھا اب اس کی تعبیر بھی بتا۔ عفیراء نے اس خواب کی تعبیر بتانا شروع کی۔ جو آگ کے بگولے اٹھ رہے تھے وہ ملوک اور سلاطین تھے۔ نہر سے مراد نافع علم ہے اور اس کی طرف دعوت دینے والے نبی شافع ﷺ ہیں جس شخص نے اس نہر سے پانی پی لیا وہ دوست اور تابع ہو گیا اور جس نے اس سے پانی نہ پیا وہ سرکش اور دشمن بن گیا۔ مرشد نے سوال کیا کیا یہ نبی امن و آشتی کے ساتھ مبعوث ہوں گے یا جنگ و جدل کے ساتھ تشریف لائیں گے۔ عفیراء نے کہا مجھے قسم ہے اس ذات کی جس نے آسمان کو بلند کیا اور آسمان سے باران رحمت نازل کیا یہ نبی مکرم ﷺ مخالفین کی خونریزی کو ختم کر دیں گے وہ شاہوں کی اولاد کو کنیز اور غلام بنالیں گے بادشاہ نے پوچھا اے عفیراء! یہ پیغمبر کس چیز کی طرف دعوت دیں گے۔ عفیراء نے کہا وہ نماز، روزہ، صلہ رحمی، بت شکنی کا حکم دیں گے وہ فال گیری اور گناہوں سے بچنے کی دعوت دیں گے۔ بادشاہ نے پوچھا ان کا تعلق کس قبیلہ سے ہو گا۔ عفیراء نے کہا ان کا تعلق مضر بن نزار کے قبیلہ سے ہو گا۔ ان کے اپنے ہی قبیلے کے ساتھ زبردست جنگیں ہوں گی اور ان کا بے دریغ خون جاری ہو گا۔ بادشاہ نے کہا جب وہ اپنے قبیلے کے ساتھ ہی برسر پیکار ہوں گے تو پھر ان کی معاونت کون کرے گا۔ عفیراء نے جواب دیا مختلف سمتوں کے معزز لوگ ان کی مدد کریں گے۔ ان لوگوں کی نگاہ بصیرت نور ایمان سے منور ہو جائے گی وہ آنحضرت ﷺ کے احکام کو غور سے سنیں گے اور آپ ﷺ جس چیز کی طرف راہ نمائی کریں گے وہ اسے دل و جان سے تسلیم کریں گے۔

بادشاہ نے اپنے سر کو جھکا لیا وہ اپنے دل میں عفیراء کے ساتھ شادی کرنے کی ترکیب سوچنے لگا عفیراء نے یہ سب کچھ سمجھ کر کہا اے شاہ والا تبار! اللہ تعالیٰ آپ کو سلامت رکھے میں ایک غیور اور بے باک مرد کی منگیتر ہوں۔ اگر آپ نے اصرار کیا تو وہ آپ کے لئے تباہی اور ہلاکت کا موجب بن سکتا ہے یہ سن کر بادشاہ فوراً اپنے گھوڑے پر سوار ہو گیا اور اپنے لشکر سے جا ملا اس نے ایک اصیل اونٹ بطور ہدیہ عفیراء کے لئے بھیجا۔

انہیں بشارات میں سے یہ بھی ہے کہ فارس کے آتشکدوں کی آگ بجھ گئی تھی بحیرۂ ساوہ کا پانی کم ہو گیا تھا۔ کسریٰ کا ایوان لرز گیا تھا۔ سطیح اور دیگر کاہنوں نے آپ کے متعلق بہت سی بشارات دیں تھیں۔ شیخ اکبر نے ''مسامرات'' میں لکھا ہے کہ احمد بن عبداللہ نے روایت کیا ہے کہ جس شب سرور کائنات اس دنیا میں تشریف لائے اس رات کسریٰ کا ایوان لرز گیا تھا اس کے

میں تبدیل ہوگئی وہ اپنے زائرین میں سے اٹھ کر حجاب میں چلا گیا جس کی وجہ سے تمام وفود اس پر بدگمانی کرنے لگے۔اس نے تمام کاہنوں کو جمع کیا وہ ہر کاہن سے علیحدہ علیحدہ ملاقات کرتا اور اسے کہتا مجھے اس چیز کے بارے میں بتاؤ جس کے متعلق میں تم سے سوال کرنا چاہتا ہوں لیکن ہر کاہن اسے یہی جواب دیا کہ وہ اس شے کے متعلق بتانے سے قاصر ہے اس نے ہر کاہن سے ملاقات کی لیکن کوئی بھی اس کو جواب نہ دے سکا جس کی وجہ سے اس کے قلق واضطراب میں اور زیادہ اضافہ ہوگیا اس کی ماں بھی کاہنہ تھی۔ وہ مرثد کے پاس آئی اور کہنے لگی اے شاہِ وقت! اللہ آپ کو سلامت رکھے آپ نے مرد کاہنوں سے تو اپنی خواب کے متعلق پوچھ لیا ہے لیکن آپ کو کامیابی نہ ہوئی اب تمہیں کاہنہ عورتوں سے بھی پوچھ لینا چاہئے ممکن ہے وہ آپ کے اس مسئلہ کو حل کر دیں کیونکہ کاہنہ عورتوں کے جنات مرد کاہنوں کے جنات سے زیادہ لطیف اور ظریف ہوتے ہیں۔بادشاہ نے تمام کاہنات کو اپنے دربار میں حاضر ہونے کا حکم دیا اور ان سے وہی سوال کیا جو وہ پہلے کاہنوں سے پوچھ چکا تھا۔لیکن ان میں سے کسی ایک سے بھی نہ تو اسے اپنا خواب معلوم ہو سکا اور نہ ہی اس کی تعبیر سے آشنا ہوا۔ جب وہ کاہن عورتوں سے بھی مایوس ہوا تو اسے اپنے خواب کے متعلق قدرا طمینان ہو چکا تھا۔

کچھ عرصہ بعد بادشاہ شکار کھیلنے کے لئے نکلا۔وہ شکار کی تلاش میں کہیں دور نکل گیا وہ اپنے ساتھیوں سے بھی بچھڑ گیا۔اس نے دور پہاڑی کے دامن میں چند گھر دیکھے گرمی کی شدت نے اس کو جھلسا دیا تھا۔اس نے ان گھروں کا رخ کیا۔ایک گھر ان گھروں میں سے کچھ فاصلے پر تھا وہ ان گھروں میں سے جدا اور منفرد تھا بادشاہ نے اس گھر کا رخ کیا۔اس گھر میں سے ایک بوڑھی عورت باہر نکلی اس نے بادشاہ کو خوش آمدید کہا۔جب آفتاب غروب ہوگیا اور بادشاہ پر نیند کا غلبہ ہوگیا تو بادشاہ وہیں سو گیا۔صبح جب آفتاب کافی بلند ہو چکا تھا بادشاہ نیند سے بیدار ہوا جب اس نے اپنی آنکھیں کھولیں تو اس نے دیکھا کہ ایک خوبصورت دوشیزہ اس کے سامنے کھڑی ہے وہ حسن وجمال کا مرقع ہے اس نے بادشاہ کو مخاطب کر کے کہا اے بادشاہِ وقت! اللہ تعالیٰ آپ کو سلامت رکھے کیا آپ کھانا کھائیں گے۔اس انداز گفتگو سے بادشاہ کے خوف میں اضافہ ہوگیا جب اسے یہ معلوم ہوا کہ یہ حسینہ اس سے پہلے ہی آشنا ہے تو اس نے اس کی گفتگو سے اعراض کیا۔جب اس دوشیزہ نے بادشاہ کے حزن و ملال اور خوف کو دیکھا تو اس نے کہا اے سلطانِ وقت! اللہ تعالیٰ آپ کی عظمت کو زیادہ کرے اور آپ کی سلطنت کو کوئی آنچ نہ آئے ڈرنے کی کوئی ضرورت نہیں اس دوشیزہ نے ثرید، خشک گوشت اور حیس (1) پیش کیا اور خود کچھ فاصلے پر کھڑی ہوگئی جب باشادہ نے اپنا کھانا ختم کیا تو اس نے بادشاہ کو خالص اور ٹھنڈا دودھ پیش کیا۔

بادشاہ اس دوشیزہ کو آتے جاتے دیکھتا رہا۔اس کا حسن اس کی آنکھوں میں سما گیا وہ دوشیزہ پر فریفتہ ہو کر کہنے لگا۔اے دوشیزہ! تیرا نام کیا ہے اس دوشیزہ نے کہا میرا نام عفیراء ہے۔بادشاہ نے دوشیزہ کو مخاطب کر کے کہا اے عفیراء جس شخص کو تو نے **الملک الھمام** کے لقب سے یاد کیا ہے کیا اسے جانتی ہے۔عفیراء نے کہا وہ ایک عظیم الشان بادشاہ ہے اس کا نام مرثد ہے اس نے تمام کاہنوں اور کاہنات کو جمع کیا تا کہ وہ اس کے خواب اور اس کی تعبیر بیان کر سکیں لیکن وہ تمام ناکام ہو گئے

1۔ایک قسم کا کھانا جو گھی اور ستو کو ملا کر بنایا جاتا ہے۔

ہوگی اور ابھی ہماری حکومت طویل عرصہ تک برقرار رہے گی۔ ان چودہ میں سے دس کی حکومتیں چار سال کے اندر ختم ہوگئیں اور باقی چار کا عہد حکومت حضرت سیدنا عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عہد خلافت میں اختتام پذیر ہوا۔

امام جوزی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب ''الوفاء'' میں اور علامہ شیخ محمد السفارینی نے امام الصرصری کی کتاب سیرۃ النبی کی شرح میں لکھا ہے کہ دریائے دجلہ پہلے سرزمین جوجی پر بہتا تھا اور بحر فارس میں جا گرتا تھا۔ پھر یہ دریا نشیبی علاقہ کی طرف آ گیا۔ کسریٰ کے بادشاہوں نے اس پر بند بنانے اور اسے اپنی پرانی گزرگاہ پر لے جانے کے لئے کثیر رقم خرچ کی لیکن ان کا بند کامیاب نہ ہوسکا۔ جب قباذ بن فیروز کسریٰ کا بادشاہ بنا تو دریا کے بند میں بہت بڑا شگاف پیدا ہوگیا وہ علاقہ سیلاب زدہ ہوگیا سیلاب کی وجہ سے بہت سی عمارات کو نقصان پہنچا۔ جب نوشیروان نے تاج شاہی پہنا تو اس نے ان عمارات میں سے کچھ کو تو تعمیر کروایا لیکن باقی عمارات پرویز بن ہرمز بن نوشیروان کے زمانہ تک اسی حالت میں رہیں۔ پرویز ایک جابر حکمران تھا۔ اس نے اپنے لئے وہ اشیاء بنوائیں جو دوسرے کسی حاکم کو دیکھنا نصیب نہ ہوئیں۔ اس نے کثیر زر خرچ کر کے دریائے دجلہ پر بند بنوایا اپنے دربار کا ایک محراب تعمیر کروایا۔ اس محراب میں ایک تاج کو اس طرح لٹکایا کہ جب بادشاہ وہاں بیٹھتا تو وہ زریں تاج بعینہٖ اس کے سر کے اوپر ہوتا اور ایسا محسوس ہوتا کہ بادشاہ نے تاج پہنا ہوا ہے۔ اسے اس بھاری تاج کا کوئی بوجھ بھی برداشت نہ کرنا پڑتا۔ ابن منبہ کہتے ہیں کہ پرویز کے پاس تین سو ساٹھ ایسے افراد تھے جو ستارہ شناسی، کہانت اور جادو کے ماہر تھے ان لوگوں میں ایک عرب کا باشندہ بھی تھا اس کا نام سائب تھا۔ وہ پرندے کو اڑا کر شگون لینے کا ماہر تھا اور فال لینے میں وہ بہت کم غلطی کرتا تھا۔ ابن الجوزی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ بادشاہ نے سائب کو باذان (یمن کا نائب) کے ساتھ بھیج دیا تھا۔

کسریٰ ایران کی یہ عادت تھی کہ جب اسے کوئی تکلیف دہ امر پیش آتا تو وہ کاہنوں، جادوگروں اور نجومیوں کو جمع ہونے کا حکم دیتا اور کہتا اس معاملہ میں خوب غور و فکر کرو جب اللہ رب العزت نے حضور ﷺ کو مبعوث کیا تو اس کے دربار کا محراب درمیان سے چر گیا اور دریائے دجلہ کا بند ٹوٹ گیا۔ ان واقعات کو دیکھ کر بادشاہ بہت پریشان ہوا اس نے کہا میرے دربار کا محراب درمیان سے ٹوٹ گیا ہے اور دریائے دجلہ کا بند بھی ٹوٹ گیا ہے۔ بادشاہ ان واقعات سے گھبرا گیا۔ اس نے اپنے کاہنوں، جادوگروں اور ستارہ شناسوں کو بلایا۔ ان کے ساتھ سائب کو بھی دعوت دی انہیں یہ دونوں واقعات بتائے اور ان میں غور و فکر کرنے کے لئے کہا جب انہوں نے غور و خوض شروع کیا تو ان پر دنیا تاریک ہوگئی وہ اپنے علم میں سرگرداں رہے کسی جادوگر کے جادو نے، کسی کاہن کی کہانت نے اور کسی ستارہ شناس کی نجم شناسی نے کوئی فائدہ نہ دیا سائب نے وہ تاریک رات ایک ٹیلے پر گزاری۔ اس نے ایک برق کو بڑے غور سے دیکھا وہ برق سرزمین حجاز سے چمکی اور مشرق تک چمکتی چلی گئی صبح کے وقت سائب نے اپنے قدموں کے نیچے دیکھا تو وہاں اسے سرسبز شاداب باغ نظر آیا۔ تمام صورت حال کا جائزہ لے کر اس نے کہا۔ جو کچھ میں نے دیکھا ہے اس کے مطابق اگر میرا شگون درست ہے تو پھر سرزمین حجاز سے ایک شہنشاہ (ﷺ) کا ظہور ہوگا۔ ان کی سلطنت مشرق تک پھیل جائے گی۔ ان کے عہد زریں میں زمین پہلے سے کہیں زیادہ شاداب و زرخیز ہو جائے گی۔ جب تمام کاہن، جادوگر اور نجومی جمع ہوئے تو وہ ایک دوسرے سے کہنے لگے اللہ کی قسم! تمہارے اور تمہارے علم

چودہ کنگرے گر گئے تھے ایران کا آتشکدہ ٹھنڈا ہو گیا تھا حالانکہ ایک ہزار سال سے وہ آگ روشن تھی اور بحیرۂ ساوہ کا پانی کم ہو گیا تھا اور موبذان نے خواب دیکھا کہ آگے آگے سرکش اونٹ ہیں اور ان کے پیچھے پیچھے عربی گھوڑے ہیں انہوں نے دریائے دجلہ کو عبور کر لیا اور ہمارے ملک میں پھیل گئے۔ جب اس نے اپنے خواب کی خبر کسریٰ کو سنائی تو وہ خوفزدہ ہو گیا۔ یہ خواب سن کر کسریٰ نے کچھ وقت تک ضبط کیا پھر اس نے سمجھا کہ اتنی اہم خواب کو اپنے وزراء اور مشیروں سے پوشیدہ نہیں رکھنا چاہئے۔ اس نے اپنا شاہی دربار لگایا اور اپنے تخت پر بیٹھ گیا اس نے موبذان کو بھی بلا بھیجا جب موبذان آیا تو بادشاہ نے کہا اے موبذان! میرے ایوان کے چودہ کنگرے گر گئے ہیں اور آتشکدۂ فارس کی آگ بجھ گئی ہے حالانکہ یہ آگ ایک ہزار سال سے روشن تھی۔ موبذان نے کہا اے بادشاہِ وقت! میں نے بھی آج ایک ڈراونا خواب دیکھا ہے۔ میں نے دیکھا کہ آگے آگے سرکش اونٹ ہیں اور ان کے پیچھے پیچھے عربی گھوڑے ہیں جنہوں نے دریائے دجلہ کو عبور کیا اور ہمارے ملک میں پھیل گئے۔ بادشاہ نے پوچھا اے موبذان! ان خبروں کے بارے میں تمہارا کیا خیال ہے۔ اس نے کہا یوں معلوم ہوتا ہے کہ جزیرۂ عرب میں کوئی حادثہ رونما ہوا ہے۔ چنانچہ کسریٰ کی طرف سے ایک خط نعمان بن منذر کی طرف لکھا گیا جس میں یہ ہدایت کی گئی کہ شاہی دربار میں کسی ایسے عالم اور حاذق آدمی کو بھیجے جو بادشاہ کے سوالوں کا جواب دے سکے نعمان نے عبدالمسیح بن عمرو بن حیان الغسانی کو شاہی دربار میں روانہ کیا جب عبدالمسیح کسریٰ کی خدمت میں حاضر ہوا تو کسریٰ نے پوچھا کہ جس امر کے بارے میں میں تجھ سے پوچھنا چاہتا ہوں کیا اس کا تمہیں علم ہے عبدالمسیح نے کہا یا تو آپ مجھے بتائیں یا آپ جو چاہتے ہیں وہ مجھ سے پوچھیں اگر میرے پاس اس سوال کا جواب ہوا تو میں بتا دوں گا ورنہ ایسے آدمی کی طرف آپ کی راہ نمائی کروں گا جو آپ کے سوال کا جواب جانتا ہو۔ بادشاہ نے اپنا اور موبذان کا خواب اسے بتایا۔ اس نے کہا شام کی سرحد کے پاس میرا ایک ماموں رہتا ہے جس کا نام سطیح ہے وہ اس سوال کا جواب دے سکتا ہے کسریٰ نے اس سے کہا اس کے پاس جاؤ اور جواب لے کر آؤ۔ جب عبدالمسیح سطیح کے پاس پہنچا تو وہ بستر مرگ پر اپنے وقت مقررہ کا انتظار کر رہا تھا عبدالمسیح نے اسے سلام دیا لیکن سطیح نے کوئی جواب نہ دیا پھر اس نے اشعار میں اپنے آنے کی غرض و غایت بیان کی اس وقت سطیح نے سر اٹھایا" عبدالمسیح کہتا ہے کہ جب وہ تیز رفتار اونٹ پر سوار ہو کر سطیح کے پاس آیا جبکہ وہ جان بلب تھا اور قبر کے کنارے پر پہنچ چکا تھا اس وقت سطیح نے اسے کہا تجھے بنو ساسان کے بادشاہ نے بھیجا ہے تاکہ تو قصر شاہی کے لرزنے، آگ کے بجھنے اور موبذان کے خواب کے بارے میں مجھ سے دریافت کرے موبذان نے خواب میں تند و تیز اونٹوں کو دیکھا ہے جن کا عربی النسل گھوڑے کا تعاقب کر رہے تھے وہ عربی گھوڑے دریائے دجلہ کو عبور کر کے ملک کے مختلف اطراف میں پھیل گئے تھے۔ اے عبدالمسیح جب تلاوت کثرت سے کی جائے گی اور عصا والا ظاہر ہو گا ساوہ کی وادی بہنے لگے گی اور ساوہ کا پانی خشک ہو جائے گا فارس کی آگ بجھ جائے گی تو یہ ملک شام سطیح کا نہیں رہے گا اور محل کے گرنے والے کنگروں کی تعداد کے مطابق ان کے بادشاہ تخت نشین ہوں گے۔ ہر آنے والی چیز آ کر رہتی ہے" اس کے بعد سطیح مر گیا۔ جب عبدالمسیح کسریٰ کے پاس آیا اور اسے سطیح کی تعبیر سے آگاہ کیا جب اس نے یہ سنا کہ ہمارے خاندان میں ابھی چودہ بادشاہ اور ہوں گے تو اس کا خوف و ہراس دور ہو گیا اور کہنے لگا اس کے لئے مدت درکار

کے دربار کا محراب ٹوٹ گیا تو آپ نے ہم کو حکم دیا کہ ہم اس معاملہ میں غور وفکر کریں۔ جب ہم نے اس مسئلہ میں غور وخوض کیا تو دنیا ہم پر تاریک ہوگئی آسمان کے کنارے پر ہی ہم کو پکڑ لیا گیا کسی عالم کے علم نے اس کی راہ نمائی نہ کی یہ کیفیت دیکھ کر ہم نے سمجھ لیا کہ اس مسئلہ کا تعلق آسمان کے کسی حادثہ کے ساتھ ہے اور وہ آسمان کا عظیم الشان واقعہ یہ ہے کہ ایک نبی (ﷺ) کو یا تو مبعوث کر دیا گیا ہے یا انہیں عنقریب مبعوث کر دیا جائے گا اسی وجہ سے ہمارے اور ہمارے علم کے مابین کوئی چیز حائل ہو گئی ہے۔ یہ دیکھ کر ہم خوفزدہ ہو گئے کہ اگر ہم نے یہ کہا کہ آپ کا ملک آپ سے چھین لیا جائے گا تو آپ ہم کو قتل کر دیں گے۔ اپنے بچاؤ کے لئے ہم نے ان وجوہات کو بیان کیا جو آپ نے دیکھ لی ہیں۔ بادشاہ نے ان سے اور دریائے دجلہ سے مایوس ہو کر ان تمام کو چھوڑ دیا۔

ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا ہے کہ اصحاب الرسول ﷺ نے عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم وہ کون سی حجت تھی جو اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کے بارے میں کسریٰ کو دکھائی تھی حضور اکرم ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے ایک فرشتہ بھیجا اس فرشتے نے اپنا ہاتھ اس کمرے کے دیوار میں سے نکالا جس میں کسریٰ موجود تھا۔ اس ہاتھ کے نور کی وجہ سے کمرہ جگمگا اٹھا۔ جب بادشاہ نے اسے دیکھا تو وہ خوفزدہ ہو گیا فرشتے نے کہا اے کسریٰ! ڈرنے کی کوئی ضرورت نہیں اللہ رب العزت نے ایک رسول مکرم ﷺ کو مبعوث کیا ہے ان پر اپنی لاریب کتاب نازل کی ہے تو ان کی اتباع کر دنیا و آخرت میں سلامت رہے گا یہ سن کر کسریٰ نے کہا میں عنقریب اس میں غور وفکر کروں گا۔

ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ نے ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یوں روایت کیا ہے کہ کسریٰ اپنے محل کے ایک کمرہ میں موجود تھا۔ اس کمرہ میں اس کی اجازت کے بغیر کوئی داخل نہیں ہو سکتا تھا۔ وہ جب دوپہر کے وقت قیلولہ کرنے کی غرض سے اپنے کمرہ میں گیا تو وہاں اللہ تعالیٰ نے اس کے پاس ایک فرشتہ بھیجا اس وقت کسریٰ کے ہاتھ میں ایک عصا تھا۔ فرشتے نے کہا اے کسریٰ! اسلام قبول کر لو ورنہ میں اس عصا کو توڑ ڈالوں گا بادشاہ نے کہا مجھے کچھ مہلت دو۔ فرشتہ وہاں سے چلا گیا اس کے چلے جانے کے بعد بادشاہ نے اپنے چوکیداروں اور نگرانوں کو بلایا اور ان پر سخت غصے کا اظہار کیا اور ان سے پوچھا اس آدمی کو میرے کمرے میں داخل ہونے کی اجازت کس نے دی انہوں نے جواب دیا'' ہم نے اس شخص کو داخل ہونے کی اجازت نہیں دی اور نہ ہی اس کو آپ کے کمرہ میں جاتے ہوئے دیکھا ہے۔ جب دوسرا سال آیا تو اسی گھڑی پھر وہی فرشتہ آ گیا۔ اس نے کسریٰ سے وہی بات کی جو وہ پہلے سال کر چکا تھا اور کسریٰ نے پھر بھی اس کو وہی جواب دیا جو اس نے پہلے دیا تھا۔ وہ فرشتہ اس کے کمرے سے چلا گیا بادشاہ نے اپنے نگرانوں اور چوکیداروں سے پھر پہلے کی طرح سوال کیا اور انہوں نے وہی جواب دیا تیسرے سال بالکل اسی لمحہ پھر وہ فرشتہ کسریٰ کے کمرے میں آیا اور اپنے سوال کو دہرایا۔ کسریٰ نے اس کو وہی جواب دیا فرشتے نے غصہ میں آ کر اس کے عصا کو توڑ دیا۔ اس کے عصا کا ٹوٹنا اس کے ملک کے ٹوٹنے کی طرف اشارہ تھا۔ امام زہری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے یہ حدیث حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بیان کی تو انہوں نے فرمایا کہ فرشتہ اس بادشاہ کے پاس دو برتن لے کر گیا پھر اس نے بادشاہ سے کہا اسلام قبول کر لو لیکن بادشاہ نے ایسا

کے مابین وہ امر ہی حائل ہوا ہے جس کا نزول آسمان سے ہوا ہے اس سے مراد وہ عظیم الشان نبی (ﷺ) ہیں جو یا تو مبعوث ہو چکے ہیں یا مبعوث ہونے کے قریب ہیں۔ وہ کسریٰ سے بھی سلطنت چھین لیں گے اور اسے توڑ دیں گے۔ اگر تم نے کسریٰ کو اس نبی ﷺ کی سلطنت کے متعلق بتا دیا تو وہ تمہیں موت کے گھاٹ اتار دے گا۔ آپس میں کسی ایک بات پر متفق ہو جاؤ جسے تمام اس کے دربار میں جا کر بیان کریں۔ وہ تمام کسریٰ کے دربار میں آئے اور کہنے لگے اے شہنشاہ ذی مرتبت! ہم نے آپ کے ہاں رونما ہونے والے واقعات میں خوب غور و فکر کیا ہے۔ ہم نے دیکھا ہے کہ وہ لوگ جو اعداد و شمار کرنے والے تھے ان سے ہی لغزش سرزد ہوئی کیونکہ انہوں نے آپ کے محراب اور دریائے دجلہ کے بند کا آغاز منحوس دن کو کیا تھا اس لئے یہ محراب بھی ٹوٹ گیا اور وہ بند بھی ختم ہو گیا اب ہم نئے سرے سے اعداد و شمار کرتے ہیں اب اگر آپ اپنے محراب اور بند کی بنیاد اس اعداد و شمار کے مطابق رکھیں گے تو ہم آپ کو یقین دلاتے ہیں کہ وہ کبھی بھی رو بہ زوال نہ ہوں گے بادشاہ نے انہیں کہا تم دوبارہ حساب لگاؤ۔ انہوں نے حساب لگایا اور کہا اب اپنے کام کی بنیاد رکھ لیں۔ بادشاہ نے دریائے دجلہ پر بند کی بنیاد رکھی۔ مسلسل آٹھ ماہ تک بند کی تعمیر ہوتی رہی بادشاہ نے اس کی تعمیر پر زر کثیر خرچ کیا جب اس کی تعمیر مکمل ہوئی تو بادشاہ نے ساحروں، نجومیوں اور کاہنوں سے پوچھا۔ کیا میں اس بند پر اپنی محفل لگا لوں۔ انہوں نے کہا اے شاہ ذیشان! آپ اس عظیم الشان بند پر اپنی مجلس سجا سکتے ہیں بادشاہ نے وہاں فرش اور قالین بچھانے کا حکم دیا اور وہاں خوشبوئیں بکھیرنے کا حکم دیا۔ جب وہاں قالین بچھائے گئے اور ہوائیں معطر ہو گئیں تو بادشاہ نے تمام رؤساء کو وہاں جمع ہونے کا حکم دیا۔ تمام بڑے بڑے کھلاڑی بھی وہاں جمع ہو گئے بادشاہ بھی اپنے محل سے نکل کر اپنی مسند پر جا کر بیٹھ گیا۔ تمام لوگ اپنے کھیل اور تماشا میں مصروف تھے کہ اسی اثناء میں بند ٹوٹ گیا۔ اس کے نیچے سے بنیادیں نکل گئیں بادشاہ کو بڑی مشکل سے غرقاب ہونے سے بچا لیا گیا۔ اس کی سزا میں بادشاہ نے تقریباً ایک سو جادوگروں، کاہنوں اور نجومیوں کو موت کے گھاٹ اتار دیا بادشاہ نے انہیں کہا کیا تم میرے ساتھ اس طرح کے سنگین مذاق کرتے ہو؟ انہوں نے عرض کی اے شاہ والا! ہم سے اسی طرح خطا ہو گئی جس طرح ہم سے پہلے لوگوں سے ہوئی تھی اب ہم سہ بارہ حساب لگاتے ہیں اور پھر آپ اس بند کی بنیاد اس دن رکھیں جس میں نیک بختی اور سعادت مندی ہو گی۔ بادشاہ نے انہیں حساب لگانے کی اجازت دے دی۔ انہوں نے اپنا حساب لگایا اور بادشاہ سے عرض کی اے شاہِ سلطنت! آپ فلاں دن جو سعادت سے لبریز ہے اپنے بند کی بنیاد رکھ لیں بادشاہ نے مقررہ دن پر بند کی بنیاد رکھی اور اس کی تعمیر پر ان گنت سرمایہ خرچ کیا۔ پورے آٹھ ماہ اس کی تعمیر پر مسلسل کام ہوتا رہا تکمیل کے بعد اس نے اپنے کاہنوں، ساحروں اور نجومیوں سے پوچھا کیا اب میں اس پر اپنی محفل سجا لوں انہوں نے کہا ہاں آپ اس پر اپنا دربار لگا سکتے ہیں۔ بادشاہ اپنے ترکی گھوڑے پر سوار ہو کر اس کی سیر کرنے لگا دریائے دجلہ اپنے پانی کے ساتھ ہی اس بند کو بہا کر لے گیا۔ بادشاہ کو آخری وقت بچا لیا گیا۔ بادشاہ نے ان تمام کو بلایا اور کہا اللہ کی قسم! میں تمہیں آخری حکم دے رہا ہوں میں تمہارے کندھے اکھیڑ پھینکوں گا اور تمہیں ہاتھیوں کے سامنے ڈال دوں گا۔ ورنہ مجھے بتاؤ کہ تم نے میرے ساتھ یہ جھوٹ کیوں بولا ہے تمام کاہنوں، نجومیوں اور ساحروں نے بیک زبان ہو کر کہا اے بادشاہ! ہم آپ سے جھوٹ نہیں بولیں گے جب دریائے دجلہ منحرف ہو گیا اور آپ

آل جفنہ کا ملک بھی ٹوٹ گیا ان کا آخری بادشاہ جبلہ بن الایہم تھا (سفارینی کی عبارت مکمل ہوئی)۔

انہیں بادشاہوں میں سے ایک بادشاہ ''ذوالاکتاف'' کے نام سے مشہور تھا اس کو اس نام سے اس لئے موسوم کیا جاتا تھا کیونکہ وہ اہل عرب میں سے جس پر بھی فتح حاصل کرتا اس کے کندھے اکھیڑ دیتا۔ جب وہ بنوتمیم کے گھروں کے پاس آیا تو وہ اس کے لشکر کو دیکھ کر بھاگ گئے اور عمیر بن تمیم کو وہاں چھوڑ گئے کیونکہ وہ بیٹھنے پر قادر نہ تھا اس لئے اس کو ٹوکری میں لٹکا دیا گیا تھا اس کو پکڑ کر در بادشاہی میں پیش کیا گیا۔ جب بادشاہ نے اس کے ساتھ گفتگو کی تو اسے معلوم ہوا کہ وہ تو بہت بڑا عالم اور صاحب ادب انسان ہے۔ اس نے بادشاہ سے کہا اے بادشاہ! تو اہل عرب پر ظلم کیوں کرتا ہے۔ بادشاہ نے جواب دیا کہ اہل عرب یہ گمان کرتے ہیں کہ ہمارا ملک عنقریب نبی آخر الزمان ﷺ کے ہاتھ میں چلا جائے گا یہ سن کر عمیر نے کہا بادشاہ کی عقل و دانش کہاں گئی ہے۔ اگر یہ خبر جھوٹی ہے تو پھر تجھے اس سے کسی نقصان کا اندیشہ نہیں اگر یہ خبر سچی ہے تو پھر ان کے غلبہ کے وقت تیرا ان پر کوئی احسان نہ ہوگا جس کا وہ تجھے بدلہ دیں گے۔ یہ سن کر بادشاہ واپس آگیا۔

اسی طرح روایت کیا گیا ہے کہ جب عمر بن معدیکرب کو اس کے اسلام میں تردد کی وجہ سے عتاب کیا گیا تو اس نے کہا اللہ کی قسم! مجھے معلوم ہوا ہے کہ میرا یہ تردد میرے لئے بدبختی ہے کیونکہ میں محمد ﷺ کی بعثت سے قبل ہی یہ جانتا تھا کہ آپ اللہ کے سچے رسول ہیں۔ لوگوں نے پوچھا اے ابوثور! تو نے یہ کیسے جانا۔ اس نے کہا بنوزبید کے درمیان لڑائی اور جھگڑا پھوٹ پڑا حتیٰ کہ ان میں بہت زیادہ خون ریزی ہوئی۔ یہ صورت حال دیکھ کر ان کے دانشمند ایک کاہن کے پاس گئے انہیں امید تھی کہ وہ کاہن انہیں کوئی ایسی تدبیر ضرور بتائے گا جس کی وجہ سے انہیں اس مصیبت سے نجات مل جائے گی۔ کاہن نے کہا مجھے برجوں والے آسمان کی قسم! مجھے راستوں والی زمین کی قسم! گرد و غبار والی ہوا کی قسم! موجزن سمندروں کی قسم! راستوں والے پہاڑوں کی قسم، یہ شور اور یہ غوغا ایک اہم کام کی وجہ سے ہے لوگوں نے پوچھا وہ اہم معاملہ کیا ہے۔ اس نے کہا اس سے مراد کتاب ناطق اور پھاڑنے والی تلوار کے ساتھ نبی صادق ﷺ کا ظہور ہے لوگوں نے اس سے پوچھا ایسے نبی صادق ﷺ کا ظہور کہاں ہوگا اور وہ کس چیز کی طرف دعوت دیں گے اس نے کہا۔ امن و آشتی کے ساتھ ان کا ظہور ہوگا وہ فلاح و کامیابی کی طرف دعوت دیں گے وہ جوئے کے تیروں کو باطل قرار دیں گے وہ شراب نوشی، خونریزی اور دوسرے قبیح امور سے منع فرمائیں گے لوگوں نے پوچھا ایسے عظیم الشان نبی ﷺ کس کی نسل میں سے ہوں گے؟ کاہن نے جواب دیا وہ ایک معزز بزرگ کی نسل میں سے ہوں گے وہ عظیم بزرگ زمزم کے کنویں کی کھدائی کریں گے۔ وہ منڈلانے والے پرندوں اور بھوکے درندوں کو کھلانے والے ہیں۔

لوگوں نے سوال کیا اس جلیل القدر نبی ﷺ کا اسم گرامی کیا ہوگا اس نے جواب دیا ان کا اسم گرامی محمد ﷺ ہے ان کو دائمی عزت عطا ہوئی ہے۔ ان کا دشمن ہمیشہ ذلیل و رسوا ہوگا۔

اس واقعہ کو ذکر کرنے کے بعد عمر بن معدیکرب نے کہا ہے کہ ایک مرتبہ وہ ایک یہودی کی مجلس میں گیا اس کے پاس ایک راہب بیٹھا ہوا تھا اس راہب نے اس یہودی کو بتایا کہ محمد عربی ﷺ ہی وہ ذیشان نبی ہیں جن کی خبر حضرت مسیح علیہ

نہ کیا جس کی وجہ سے فرشتے نے اس دونوں برتنوں کو آپس میں ٹکرا کر توڑ دیا۔ پھر وہ بادشاہ کمرے سے باہر نکل گیا یہ بھی بادشاہ کی ہلاکت کی طرف اشارہ تھا۔

ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ نے ''الوفاء'' میں خالد بن وبزہ سے روایت کیا ہے یہ خالد بن وبزہ پہلے مجوسیوں کے سردار تھے پھر دولت اسلام سے مالا مال ہوئے وہ کہتے ہیں کہ جب کسریٰ سواری کرتا تھا تو اس کے ساتھ دو سوار ہوتے تھے وہ کہتے تھے: سَاعَةً فَسَاعَةً اَنْتَ عَبْدٌ وَلَسْتَ بِرَبٍّ ''قیامت، قیامت تو بندہ ہے رب نہیں ہے'' وہ اپنے سر سے اشارہ کرتا کہ ہاں ایسا ہی ہے۔

ایک دن کسریٰ اپنی سواری پر سوار ہوا ان دونوں آدمیوں نے کسریٰ کو ایسے ہی کہا لیکن اس نے کوئی جواب نہ دیا۔ ان دونوں نے یہ بات کوتوال کو بتائی۔ جب کوتوال اس کے متعلق پوچھنے کے لئے اس کے پاس گیا تو اس نے دیکھا کہ کسریٰ سو چکا ہے جب کسریٰ نے اس کے جانور کے پاؤں کی آواز کو سنا تو وہ بیدار ہو گیا کوتوال اس کے پاس گیا تو بادشاہ نے اس سے کہا تم نے مجھے بیدار کر دیا اور مجھے سونے نہیں دیا میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ مجھے سات آسمانوں کے اوپر لے جایا گیا میں بارگاہ لم یزل میں کھڑا ہو گیا۔ وہاں ایک شخص اور بھی موجود تھے انہوں نے ازار باندھ رکھا تھا ان کے پاس چادر بھی تھی اللہ تعالیٰ نے مجھ سے کہا ''میری زمین کے خزانوں کی چابیاں اسے دے دو کیا تجھے اس طرح حکمرانی کرنے کا حکم نہیں دیا گیا تھا پھر تو نے ان احکام کو کیوں تبدیل کیا میں نے کھڑا ہونے کا ارادہ کیا اور چابیاں واپس لینے کے لئے درخواست کرنا چاہی لیکن تم نے مجھے جگا دیا اور خالد بن وبزہ نے کہا ہے کہ ازار اور رداء والی شخصیت سے مراد حضور ﷺ ہیں۔''

ابن قتیبہ رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ کسریٰ نے کہا کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ مجھ سے کہا جا رہا ہے کہ تم نے احکام الٰہیہ سے اپنی ہر چیز کو تبدیل کر دیا ہے اس لئے ملک کو احمد (ﷺ) کی طرف منتقل کر دیا گیا ہے وہ لوگ کسی حادثہ کے رونما ہونے کی امید رکھتے تھے حتیٰ کہ نعمان نے ان کی طرف لکھا ''تہامہ کی سرزمین پر ستارے کا طلوع ہونا خبر دیتا ہے کہ وہ زمین و آسمان کے اللہ کے نبی ﷺ ہیں۔ یہ پڑھ کر بادشاہ مضطرب ہو گیا۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوا آپ ﷺ کی ذات کے ظہور کی وہ توقع رکھتے تھے۔ ابن قتیبہ رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ بعثت مصطفیٰ ﷺ کے وقت کئی ممالک ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہوئے لیکن روم میں کوئی شکست و ریخت نہ ہوئی اس کی وجہ یہ ہے کہ حضرت اسحٰق بن ابراہیم علیہما السلام نے ان کے لئے دعا کی تھی اور حضرت یعقوب علیہ السلام اپنے والد محترم حضرت اسحاق علیہ السلام کی دعا کی طرف آئے تو نبوت ان کی اولاد میں سے ہو گئی حضرت اسحاق علیہ السلام نے عیص کے لئے کثرت اور اضافہ کی دعا مانگی تھی۔ سارا روم آپ کی اولاد میں سے ہے فارس کی مملکت بھی ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہو گئی۔ اس میں پہلی شکست و ریخت یہ ہوئی کہ شیرویہ نے اپنے باپ کو قتل کر دیا پھر اس کے ملک میں طاعون پھیل گئی جس میں بادشاہ خود بھی ہلاک ہو گیا پھر اس ملک کے بادشاہ تبدیل ہوتے رہے اور انہیں قرار نصیب نہ ہوا۔

اسی طرح یمن کا ملک بھی ٹوٹ گیا سب سے پہلے حبشہ نے سیف بن ذی یزن کو قتل کر دیا پھر ان کا معاملہ منتشر ہو گیا ہر عقالے نے اپنا بادشاہ علیحدہ بنا لیا حتیٰ کہ اسلام کا ظہور ہو گیا۔ نعمان بن منذر کے بعد مملکت حیرہ بھی ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہو گئی

جو آفتابوں کو سدھانے والا اور تنگی کو مٹانے والا ہے اور ہر ہلاک ہونے والے کو بچانے والا ہے۔ سفیان نے پوچھا اے کاہنہ مجھے اللہ کی قسم بتا وہ کون ہے؟ اس نے جواب دیا وہ نبی مؤید ﷺ ہیں ان کے مبعوث ہونے کا وقت قریب ہے وہ سرخ اور کالے تمام لوگوں کی طرف بھیجے جائیں گے وہ ایسی کتاب کے ساتھ تشریف لائیں گے جس کو جھٹلایا نہیں جاسکے گا۔ ان کا نام نامی ''محمد'' ﷺ ہوگا۔ پھر سفیان نے پوچھا مجھے بتا کیا وہ عربی ہوں گے یا عجمی۔ کاہنہ نے کہا رفعتوں والے آسمان کی قسم! گونا گوں درختوں کی قسم! وہ معد بن عدنان کے قبیلہ سے ہوں گے۔ اے سفیان! اب تجھے مزید سوال کرنے کی ضرورت نہیں اب تیرے لئے یہی کافی ہے۔ اس کے بعد سفیان نے کاہنہ سے کوئی سوال نہ کیا۔ اس کے ہاں ایک بچے کی ولادت ہوئی اس نے اس امید پر اس کا نام محمد رکھا کہ شاید یہی وہ نبی ہو جس کا تذکرہ اس کاہنہ نے کیا تھا۔

قباث بن اشیم مشرک تھا اور غزوۂ بدر میں مسلمانوں کے خلاف معرکہ آزما ہوا پھر شکست سے دوچار ہو کر راہ فرار اختیار کی وہ کہتا ہے کہ میں غزوۂ بدر کے بعد دو دن اور دو راتیں لگاتار چلتا رہا جب تیسری رات میں نے کچھ توقف کیا تو مجھے معلوم ہوا کہ میں راہ راست سے بھٹک گیا ہوں۔ اپنی اس گمراہی کی وجہ سے میں خوفزدہ ہو کر وہیں لیٹ گیا چند لمحات مجھ پر نیند طاری ہوئی پھر میں گھبرا کر کھڑا ہو گیا میں نے حیران و پریشان ہو کر رات کو بھی سفر کرنا شروع کر دیا جب رات کا کافی حصہ گزر گیا تو میں نے دور سے ایک آگ دیکھی میں اسی آگ کی سمت چل پڑا جب میں اس آگ کے پاس آیا تو میں نے دیکھا کہ وہاں ایک خیمہ ہے جو اندر سے بالکل خالی ہے نہ ہی مجھے وہاں کوئی انسان نظر آیا اور نہ ہی آگ کو جلانے والی کسی اور ذات کو دیکھا نہ وہاں میں نے کوئی آواز سنی میرا دل دھڑکنے لگا میرے رونگٹے کھڑے ہو گئے میری آنکھیں پتھرا گئیں اور میں مرعوب ہو کر وہیں کھڑا ہو گیا میں نے اچانک ایک صدائے غیبی سنی اے قباث اے قباث! مریض، تیز رفتار، راہ گم کردہ، ٹیڑھے راستے پر چلنے والے، گھٹا ٹوپ تاریکیوں کو طے کرنے والے امر متاخر کے نگہبان! میں نے کہا اے آواز دینے والے میں تیری پناہ حاصل کرتا ہوں۔ اس نے مجھے جواب دیتے ہوئے کہا آگ کے قریب ہو جا میں نے تجھے پناہ دی ہے میں آگ کے قریب ہو گیا اور اسے تاپنے لگا۔ جب میں نے خیمہ کو اندر سے دیکھا تو مجھے اس میں ایک بزرگ نظر آیا اس نے اپنا سر اپنے گھٹنوں پر رکھا ہوا تھا میں نے اس سے کہا اے چچا! تاریکی کتنی زیادہ ہو گئی ہے اس نے مجھ سے کہا میں تجھے خوش آمدید کہتا ہوں یہاں تجھے بہترین مہمان نوازی اور فارغ البالی نصیب ہو گی مجھے ذرا یہ تو بتا کہ تو قریش کے لشکر کو پیچھے کس حالت میں چھوڑ آیا ہے میں نے کہا وہ مسلمانوں کو شکست دے کر اس پر غلبہ پا چکے ہوں گے۔ اس نے کہا ہرگز نہیں اچک لینے والی بجلیوں کی قسم! گرجنے والے بادلوں کی قسم! تند و تیز آندھیوں کی قسم! سیدھے کئے ہوئے نیزوں نے ان سے خوب پیاس بجھائی ہے۔ کاٹنے والی تلواروں نے ان کو خوب کاٹا ہے بجو نے ان کی لاشوں کی جستجو کی ہے۔ انہوں نے ان کی گردنوں اور ہاتھوں پر غلبہ پالیا ہے۔ تحقیق کہنے والے نے کوئی نصیحت کر دی کاش سننے والے اس کو قبول بھی کر لیتے لیکن اللہ کے معاملہ کو رد کرنے والا کوئی نہیں پھر اس نے آہ آہ کی آواز نکالی پھر کہنے لگا ''بت ٹوٹ گئے ہیں کاہن بے کار ہو گئے ہیں جنات کو تصرف سے روک دیا گیا ہے'' کیونکہ ایک ایسے دین کا ظہور ہو چکا ہے جو کفار کے لئے اذیت ناک ہے اے قباث! میں تینوں جمرات کی قسم اٹھاتا ہوں بلاشبہ یہ واقعات

السلام نے دی تھی۔

انہی بشارات میں سے ایک بشارت یہ بھی ہے کہ زہرہ بن کلاب کے ہاں ایک بچی پیدا ہوئی اس کی رنگت حد درجہ سفید تھی اس کے رخسار پر سیاہ تل تھا زہرہ بن کلاب نے اس کی رنگت کو ناپسند کیا اور اس کے تل سے بدشگونی پکڑی اس نے ایک شخص کو حکم دیا ''اسے زندہ دفن کر دو'' وہ آدمی جس کو زہرہ نے یہ حکم دیا تھا وہ اس بچی کو دفنانے کے لئے چل پڑا جب وہ حجون (جگہ کا نام) کے مقام پر پہنچا تو اس نے وہاں ایک گڑھا کھودا۔ وہ اس بچی کو گڑھے میں دفن کرنا ہی چاہتا تھا کہ اس نے ایک غیبی صدا سنی جب اس شخص نے اس ہاتف غیبی کو سنا تو اس نے بچی کو گڑھے سے باہر نکال لیا اور اسے لے کر اس کے والد کے پاس چلا گیا اور اس کو تمام واقعہ کی خبر دی۔ تمام واقعہ سن کر زہرہ نے کہا اس بچی کو چھوڑ دو یہ عظیم شان کی مالک ہوگی زہرہ نے اس کا نام ''السوداء'' رکھا۔ جب وہ جوان ہوئی تو کعب بن عمرو بن تیم نے اس کے ساتھ شادی کی۔ اس میں سے اس کی اولاد ہوئی پھر السوداء نے ایک اور مرد سے شادی کر لی جس سے اس کے بہت سے لڑکے اور لڑکیاں پیدا ہوئیں۔ وہ بہت دانا، پاکباز اور محتاط تھی وہ کہانت بھی جانتی تھی۔ جب اس کے مرنے کا وقت قریب آیا تو اس نے حکم دیا کہ اس کی اولاد میں سے مردوں کو اس کے سامنے پیش کیا جائے عبداللہ بن جدعان اور ہشام بن مغیرہ وغیرہ کو اس کے سامنے پیش کیا گیا۔ اس نے اپنے ہر بچے کی خصوصیات کا ذکر کیا اور ان فضائل کا ذکر کیا جو مستقبل میں اسے حاصل ہونے والے تھے پھر اس نے حکم دیا کہ میری مؤنث اولاد کو میرے پاس حاضر کیا جائے۔ اس نے کہا کیا میری اس اولاد میں کوئی نذیرہ ہے یا عنقریب ''نذیر'' کو جنم دے گی پہلے ہالہ بنت اہیب کو اس کے سامنے پیش کیا گیا تو اس نے کہا یہ وہ نہیں ہے ان کے بطن سے حضرت حمزہ بن عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ پیدا ہوئے پھر اس کے سامنے ''الشفاء'' کو پیش کیا گیا اسے دیکھ کر السوداء نے کہا یہ بھی وہ نہیں انہوں نے عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جنم دیا۔ پھر حضرت آمنہ بنت وہب رضی اللہ تعالیٰ عنہا سوداء کے پاس تشریف لائیں۔ آپ کو دیکھ کر اس نے کہالات والعزٰی کی قسم! میری یہ بیٹی ''نذیرہ'' ہے یا یہ عنقریب ایک ایسے ''نذیر'' کو جنم دے گی۔ جو عظیم شان اور بین برھان کا مالک ہوگا اس کے بعد سوداء بن زہرہ مر گئی اس کے جنازے میں اس کی بیٹیوں، پوتیوں اور نواسیوں نے شرکت کی۔ ان میں صرف کنواری لڑکیوں کی تعداد ایک سو تھی اور شادی شدہ ان کے علاوہ تھیں۔

اسی طرح سفیان بن مجاشع التمیمی سے روایت ہے کہ اس نے اپنی قوم کے مقتولین کی دیتوں کو اپنے ذمے لے رکھا تھا۔ ایک دن وہ اس سلسلہ میں تعاون حاصل کرنے کے لئے اپنی قوم کے پاس آیا جب وہ تمیم کے ایک قبیلے کے پاس سے گزرا تو اس قبیلے کے لوگ ایک کاہنہ کے اردگرد جمع تھے وہ کہہ رہی تھی:

''جس نے اس سے پیار کیا وہ معزز ہے، جس نے اس کے ساتھ دشمنی کی وہ ذلیل ہے۔ جس نے اس سے محبت کی وہ محفوظ ہو گیا اور جس نے اس سے عداوت کی وہ رسواء ہوا۔''

سفیان نے کہا اے کاہنہ! تو کس کا تذکرہ کر رہی ہے کاہنہ نے جواب دیا میں اس ذات مقدس کا ذکر خیر کر رہی ہوں جو حل وحرم کا مالک ہے صاحب علم اور ہدایت ہے۔ حلیم اور سخت پکڑ والا ہے۔ جنگ اور سلامتی والا۔ ہے۔ جو سرداروں کا سردار ہے۔

قبیلہ جرش کے لوگ اپنے کاہن کے پاس آئے۔ پہاڑ کے دامن میں وہ لوگ اپنے کاہن کا انتظار کرنے لگے جب آفتاب طلوع ہوا تو وہ کاہن ان لوگوں کے سامنے آیا اور اپنی کمان پر ٹیک لگا کر کھڑا ہو گیا کافی دیر تک وہ آسمان کی طرف دیکھتا رہا پھر اس نے کہا اے لوگو! اللہ تعالیٰ نے محمد ﷺ کو عزت واکرام سے نوازا ہے۔ انہیں منتخب فرمالیا ہے۔ ان کے قلب اطہر کو منور فرمادیا ہے۔ اے لوگو! وہ تمہارے درمیان تھوڑے عرصے کے لئے قیام فرمائیں گے۔

علامہ البرزنجی اپنی کتاب ''اَلْاِشَاعَۃُ لِاَشْرَاطِ السَّاعَۃِ'' میں لکھتے ہیں کہ حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ میں نے ابن ہشام کی کتاب ''التیجان'' میں یہ واقعہ پڑھا ہے کہ عمر بن عامر ایک بادشاہ بھی تھا اور ایک عمر رسیدہ کاہن بھی تھا جب اس کی وفات کا وقت قریب آیا تو اس نے اپنے بھائی عمرو بن عامر سے کہا عنقریب تمہارے ان شہروں کو ہلاک کر دیا جائے گا اللہ تعالیٰ اہل یمن پر دو دفعہ ناراض ہوگا اور دو ہی مرتبہ ان پر اپنی رحمت نازل فرمائے گا پہلی ناراضگی تو یہ ہوگی کہ مأرد کا ڈیم ٹوٹ جائے گا اور اس کی وجہ سے کئی شہر برباد ہو جائیں گے اور دوسری ناراضگی یہ ہوگی کہ حبشہ کا یمن پر قبضہ ہو جائے گا۔ پہلی رحمت یہ ہوگی کہ اللہ تعالیٰ تہامہ سے ایک نبی محترم ﷺ کو مبعوث فرمائے گا ان کا اسم گرامی احمد ہوگا وہ رحمت کے ساتھ مبعوث ہوں گے اور اہل شرک پر ان کو تسلط حاصل ہوگا۔ دوسری رحمت یہ ہوگی کہ جب بیت اللہ کو خراب کر دیا جائے گا تو اللہ تعالیٰ ایک آدمی کو بھیجے گا جس کا نام شعیب بن صالح ہوگا وہ اس آدمی کو ہلاک کر دے گا جس نے بیت اللہ میں فساد بپا کیا ہوگا اس وقت یمن اور حجاز کی سرزمین کے علاوہ اور کہیں ایمان نہ ہوگا۔

ابونعیم رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ بعثت مصطفیٰ ﷺ سے قبل ہم ایک قافلہ کے ساتھ ملک شام کی طرف جا رہے تھے۔ جب ہم ملک شام کے قریب پہنچے تو ہم نے وہاں ایک کاہنہ دیکھی اس نے ہم سے کہا ''میرا ساتھی'' میرے پاس آیا وہ آ کر میرے دروازے پر رک گیا میں نے اس سے پوچھا کیا تو آج میرے گھر نہیں آئے گا اس نے کہا اب تیرے پاس آنے کا کوئی چارہ نہیں ہے کیونکہ احمد مجتبیٰ ﷺ ایسے امر کے ساتھ مبعوث ہوئے ہیں جس کو برداشت کرنے کی کسی میں ہمت نہیں۔ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جب میں شام سے واپس آیا تو مجھے معلوم ہوا کہ حضور نبی ﷺ کا ظہور ہو چکا ہے اور وہ اللہ کی طرف دعوت دے رہے ہیں۔

ابن شاہین رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ نے ابوخیثمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ ذباب ابن الحارث نے مجھے بیان کیا ہے کہ ان کے بیٹے کے پاس ایک جن تھا جو اس کو مستقبل کی خبریں دیا کرتا تھا ایک دن وہ میرے بیٹے کے پاس آیا اور اس کو کسی چیز کی خبر دی اس نے میری طرف دیکھا اور کہنے لگا اے ذباب! تعجب خیز بات سنو محمد مصطفیٰ ﷺ لاریب کتاب کے ساتھ مبعوث ہو چکے ہیں وہ مکہ معظمہ میں لوگوں کو اللہ کی طرف دعوت دے رہے ہیں لیکن ان کی دعوت پر کوئی لبیک نہیں کہہ رہا۔ تھوڑے ہی عرصہ کے بعد میں نے سنا کہ حضور ﷺ کا ظہور مبارک ہو چکا ہے میں آپ ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا اور اسلام قبول کر لیا۔

تیزی سے رونما ہونے والے ہیں پھر اس نے ایک بڑی اور خوفناک چیخ ماری اور منہ کے بل گر پڑا اور اس نے آواز دی قباث! میں اس کی طرف گیا میں نے دیکھا کہ اس کی روح اس کے جسم سے پرواز کر چکی ہے میں وہاں سے جلدی جلدی نکلا اور اپنے سفر پر روانہ ہو گیا۔"

ابن درید رحمۃ اللہ علیہ نے ابن الکلبی رحمۃ اللہ علیہ سے اور وہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں وہ کہتے ہیں خنافر بن التوأم الحمیری کاہن تھا جب یمن کا وفد بارگاہ رسالت میں حاضر ہوا اور اسلام کا غلبہ ہوا تو اس نے چراگاہ کے اونٹوں پر غارت گری کی پھر اپنے اہل و عیال اور مال و اسباب کے ساتھ "شحر" چلا گیا زمانہ جاہلیت میں اس کے پاس ایک جن آتا تھا۔ لیکن جب سے اسلام کا ظہور ہوا تھا اس وقت سے وہ جن اس کے پاس نہیں آیا تھا۔ یہ الحمیری کاہن کہتا ہے کہ میں ایک وادی میں تھا کہ وہ جن عقاب کی طرح میرے پاس آیا اور مجھے کہنے لگا خنافر! میں نے کہا شصار! اس نے کہا میں تم سے کچھ کہنے لگا ہوں غور سے سنو میں نے کہا تم کہو میں غور سے سن رہا ہوں اس نے کہا ہر آغاز کا انجام اور ہر ابتداء کی انتہا ہے میں نے کہا ہاں۔

اس نے کہا کہ میں ابھی شام کے چند ایسے افراد کے پاس سے آیا ہوں جو حکام پر حاکم ہیں وہ ایسے کلام کو لکھ رہے تھے جو نہ تو شعر مؤلف تھا نہ ہی سجع مکلف تھا میں نے وہ کلام کان لگا کر سنا۔ پھر میں نے انہیں ڈانٹا۔ میں نے دوبارہ وہ کلام سنا میں نے ان سے پوچھا تم کیا لکھ رہے ہو اور کس چیز کی طرف تمہاری راہ نمائی کی گئی ہے انہوں نے کہا یہ ایک عظیم کلام ہے اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل ہوا ہے۔ اے شصار! اس کلام کو سنو اس کی تصدیق کرو صراط مستقیم پر چلو آتش جہنم سے نجات پا جاؤ گے میں نے پوچھا یہ کیسا کلام ہے انہوں نے کہا یہ کلام کفر اور ایمان کے مابین فرق کرنے والا ہے ایک رسول مکرم ﷺ اس کلام کو لے کر تشریف لائے ہیں ان کا تعلق قبیلہ مضر سے ہے۔ اہل حرم میں سے وہ مبعوث ہوئے ہیں وہ فضیلت والا کلام لے کر آئے ہیں ان کا راستہ بڑا واضح اور بین ہے ان کی کتاب میں عبرت حاصل کرنے والے کے لئے بڑی نصیحت ہے۔ میں نے پوچھا اتنا عظیم الشان کلام لے کر کون آیا ہے۔ انہوں نے کہا احمد مجتبیٰ ﷺ ان آیات بینات کے ساتھ مبعوث ہوئے ہیں اگر تو ان کی مخالفت کرے گا تو تجھے جہنم میں پھینک دیا جائے گا۔ میں ایسے عظیم نبی ﷺ پر ایمان لے آیا ہوں اور تیرے پاس آیا ہوں۔

میں نے ان اونٹوں کو واپس کیا اور گھر والوں کو لے کر صنعاء میں حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا اور ان کے دست اقدس پر اسلام قبول کر لیا۔ اسی کے بارے میں میں نے کہا ہے:

اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ عَادَ بِفَضْلِهٖ   وَاَنْقَذَ مِنْ لَفحِ الْجَحِيْمِ خَنَافِرَا

"کیا تو نے نہیں دیکھا کہ اللہ تعالیٰ نے فضل و کرم فرمایا اور حنافر کو جہنم کی آگ کے شعلوں سے بچا لیا۔"

دَعَانِیْ شَصَارَ لِلَّتِیْ لَوْ رَفَضْتُهَا   لَا صَلَيْتُ جَمْرًا مِنْ لَظَی الْهُوْنِ جَائِرًا

"شصار نے مجھے اس چیز کی دعوت دی کہ اگر اس سے میں انکار کرتا تو میں ضرور رسوائی کی آگ میں جل جاتا اور ظلم کرتا۔"

اسی طرح نافع جرشی کا واقعہ بھی ہے جس میں آپ ﷺ کی آمد کی بشارت دی گئی ہے۔ نافع کا تعلق قبیلہ جرش سے تھا زمانہ جاہلیت میں ان کا ایک کاہن تھا جب حضور ﷺ مبعوث ہوئے اور پورے عرب میں آپ ﷺ کی شہرت ہو گئی تو

تعالیٰ نے ہم کو رسول کریم ﷺ اور اسلام جیسی نعمتوں سے سرفراز فرمایا پھر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت سواد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا اے سواد اپنے اسلام لانے کا واقعہ تو بیان کرو کہ آپ کس طرح اسلام لائے۔ حضرت ابن قارب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی داستان شروع کی اے امیر المومنین! ایک رات جب میں نیند اور بیداری کے درمیان تھا تو میرے پاس میرا جن آیا اس نے مجھے اپنی ٹانگ ماری اور کہا اے سواد بن قارب! اٹھو، میری گفتگو غور سے سنو اور اگر تم عقل و دانش کے مالک ہو تو اس کو سمجھنے کی کوشش کرو بلاشبہ قبیلہ لوی بن غالب میں رسول مکرم ﷺ مبعوث ہو چکے ہیں وہ اللہ کی طرف اور اس کی عبادت کی طرف دعوت دیتے ہیں۔ پھر اس نے یہ اشعار پڑھے:

عَجِبْتُ لِلْجِنِّ وَتَطَلَّابِهَا وَشَدِّهَا الْعِيْسَ بِاَقْتَابِهَا

"مجھے جنات اور ان کی جستجو پر تعجب ہوا اور ان کا اونٹنیوں کو پالانوں کے ساتھ باندھنے پر تعجب ہوا۔"

تَهْوِیْ اِلٰی مَكَّةَ تَبْغِی الْهُدٰی مَا صَادِقُ الْجِنِّ كَكَذَّابِهَا

وہ مکہ میں فروکش ہوتے ہیں اور ہدایت کی جستجو کرتے ہیں جنات میں سے سچا ان میں سے جھوٹے کی طرح نہیں ہے۔"

فَارْحَلْ اِلَی الصَّفْوَةِ مِنْ هَاشِمٍ لَيْسَ قُدَّامَاهَا كَاَذْنَابِهَا

خاندان ہاشم کے برگزیدہ شخص کی طرف چلو اس کے عظیم لوگ اس کے معمولی لوگوں کی طرح نہیں ہیں۔"

میں نے اس جن کو کہا مجھے سونے دو۔ میں نے وہ ساری شب اونگھتے ہوئے گزار دی میں اپنی چارپائی سے نہ اٹھا دوسری شب وہ جن پھر میرے پاس آیا اس نے مجھے اپنی ٹانگ ماری اور کہا اے سواد بن قارب! اٹھو، میری بات کو غور سے سنو اور اگر عقل و دانش رکھتے ہو تو اس کو سمجھو قبیلہ لوی بن غالب میں رسول کریم ﷺ کا ظہور ہو چکا ہے۔ وہ اللہ کی طرف اور اس کی عبادت کی طرف دعوت دیتے ہیں۔ پھر اس نے یہ اشعار پڑھے:

عَجِبْتُ لِلْجِنِّ وَتَخْبَارِهَا وَشَدِّهَا الْعِيْسَ بِاَكْوَارِهَا

"مجھے جنات اور ان کے ایک دوسرے کو خبردار کرنے پر تعجب ہوا اور اونٹوں کو ان کے کجاووں کے ساتھ باندھنے پر تعجب ہوا۔"

تَهْوِیْ اِلٰی مَكَّةَ تَبْغِی الْهُدٰی مَا مُؤْمِنُ الْجِنِّ كَكُفَّارِهَا

وہ مکہ کی جانب جاتے ہیں اور ہدایت کے خواہاں ہیں اور مومن جنات کافر جنات کی طرح نہیں ہیں۔

فَارْحَلْ اِلَی الصَّفْوَةِ مِنْ هَاشِمٍ بَيْنَ رَوَابِيهَا وَاَحْجَارِهَا

بنو ہاشم کے پاکباز شخص کی طرف سفر کرو جو اس کے پتھروں اور اس کی چٹانوں کے درمیان سکونت پذیر ہے۔"

میں نے جن سے کہا مجھے چھوڑ دو میں سونا چاہتا ہوں دوسری رات بھی میں نے اسی طرح اونگھتے ہوئے گزار دی اور میں جن کی اس بشارت کی وجہ سے عازم سفر نہ ہوا۔ تیسری رات وہ جن پھر میرے پاس آیا اس نے مجھے اپنی ٹانگ ماری اور کہا اے سواد بن قارب! اٹھو میری گفتگو دھیان سے سنو اگر تم عقلمند ہو تو میری بات کو سمجھو بلاشبہ رسول اکرم ﷺ کا ظہور قبیلہ لوی

پانچواں باب

اس باب میں حضور ﷺ کے متعلق ان بشارات کا تذکرہ کیا جائے گا جو جنات کی زبانوں سے سنی گئیں

حضرت سواد بن قارب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعلق حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قوم سے تھا زمانہ جاہلیت میں کاہن بھی تھے اور شاعر بھی پھر آپ نے اسلام قبول کر لیا۔ محمد بن کعب القرظی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ ایک دن حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہم میں تشریف فرما تھے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس سے ایک شخص کا گزر ہوا آپ سے عرض کی گئی اے امیر المؤمنین کیا آپ اس شخص کو جانتے ہیں۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے استفسار فرمایا یہ آدمی کون ہے؟ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بتایا گیا کہ یہ حضرت سواد بن قارب رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں یہ وہ شخص ہیں جن کے پاس ان کا ایک تابع جن آیا تھا اور اس نے حضرت سواد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حضور ﷺ کے ظہور اقدس کی بشارت دی تھی۔

اس سے قبل ایک دن حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ منبر پر تشریف لے گئے آپ نے لوگوں کو مخاطب کر کے کہا اے لوگو! کیا تم میں سواد ابن قارب موجود ہیں کسی نے بھی جواب نہ دیا۔ جب دوسرے سال حج کا مہینہ آیا اور لوگ دور دراز سے بیت اللہ کی زیارت کے لئے مکہ معظّمہ حاضر ہوئے تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پھر فرمایا اے لوگو! کیا تم میں سواد ابن قارب موجود ہیں؟ ان کے اسلام قبول کرنے کا واقعہ بہت عجیب ہے حضرت البراء رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ ہم اسی کیفیت میں تھے کہ حضرت سواد رضی اللہ تعالیٰ عنہ بارگاہ فاروقی میں حاضر ہوئے لوگوں نے عرض کی اے امیر المومنین! یہ حضرت سواد بن قارب رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان سے پوچھا کیا آپ سواد بن قارب ہیں انہوں نے جواب دیا ہاں! سواد بن قارب میں ہی ہوں حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پوچھا کیا جن حضور ﷺ کے ظہور کی بشارت لے کر تمہارے پاس آیا تھا؟ حضرت سواد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جواب دیا ہاں میرے پاس ایک جن یہ خوش خبری لے کر آیا تھا کہ حضور ﷺ کا ظہور ہو چکا ہے حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مزید سوال کیا کہ کیا آپ کاہن بھی تھے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہ سوال سن کر حضرت سواد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو غصہ آیا انہوں نے کہا اے امیر المومنین! جب سے میں نے اسلام قبول کیا ہے کسی شخص نے بھی اس طرح میرا استقبال نہیں کیا۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا سبحان اللہ! ہم تو اس سے بھی عظیم گناہ یعنی شرک میں مبتلا تھے ایک روایت میں ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی اے مولا! ہم کو معاف فرما ہم زمانہ جاہلیت میں اس سے بھی عظیم گناہ میں مبتلا تھے ہم بتوں اور پتھروں کی پوجا کرتے تھے حتیٰ کہ اللہ

سفید کرنے والا ہو۔

وَکُنْ لِیْ شَفِیْعًا یَوْمَ لَا ذُوْشَفَاعَۃٍ سِوَاکَ بِمُغْنٍ عَنْ سَوَادِ ابْنِ قَارِبٖ

اس دن میری شفاعت فرمائیں جس دن آپ کے علاوہ اور کوئی شفاعت کرنے والا نہ ہوگا آپ ﷺ کے علاوہ سواد کی کفایت کرنے والا کوئی نہیں۔''

میرا یہ کلام سن کر حضور ﷺ اور آپ ﷺ کے صحابہ کرام علیہم الرضوان بہت زیادہ خوش ہوئے ان کے چہروں پر فرح و سرور کے آثار نمایاں تھے۔ اس دن حضور اکرم ﷺ کھلکھلا کر ہنس دیئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا اے سواد! تو دنیا و آخرت میں کامیابی پا گیا ہے۔

حضرت ابراء رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں میں نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیکھا کہ وہ حضرت سواد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے جدا نہ ہوتے تھے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا اے سواد! میں آپ سے یہ حدیث سننے کا بہت زیادہ خواہش مند تھا۔ کیا اب بھی آپ کے پاس وہ جن آتا ہے۔ انہوں نے کہا جب سے میں نے قرآن پاک کو پڑھنا شروع کیا ہے اس وقت سے جن میرے پاس نہیں آتا۔ قرآن پاک جنات کا بہترین عوض ہے۔ یہ واقعہ اس بات پر بھی دلالت کرتا ہے کہ جب حضرت سواد بن قارب رضی اللہ تعالیٰ عنہ بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئے اس وقت حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ وہاں موجود نہیں تھے۔

ابن ابی الدنیا نے ''ھواتف'' میں اور ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت واثلہ بن الاسقع رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے وہ کہتے ہیں کہ حضرت الحجاج بن علاط رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اسلام لانے کا سبب یہ ہے کہ وہ اپنی قوم کے ایک قافلہ کے ساتھ مکہ کی طرف عازم سفر ہوئے۔ جب ان پر رات کی تاریکی چھائی تو انہوں نے وحشت محسوس کی حضرت الحجاج کھڑے ہو گئے اور اپنے ساتھیوں کی حفاظت کرنے لگے۔ وہ اپنی زبان سے یوں کہہ رہے تھے میں اپنے نفس کو پناہ میں دیتا ہوں میں اپنے ساتھیوں کو پناہ میں دیتا ہوں۔ اس وادی کے تمام جنات سے میں پناہ لیتا ہوں حتیٰ کہ میں اور میرا قافلہ صحیح واپس لوٹ آئے۔ اسی اثناء میں انہوں نے سنا کہ کوئی شخص بلند آواز سے قرآن پاک کی یہ آیت مبارکہ تلاوت کر رہا تھا: یٰمَعْشَرَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ اِنِ اسْتَطَعْتُمْ اَنْ تَنْفُذُوْا مِنْ اَقْطَارِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ (الرحمٰن:33) ''اے گروہ جن وانس اگر تم میں طاقت ہے کہ تم نکل بھاگو آسمانوں اور زمین کی سرحدوں سے۔''

جب وہ مکہ معظمہ میں پہنچے تو انہوں نے اس واقعہ کی خبر قریش مکہ کو دی انہوں نے کہا کہ یہ آیت تو اس کلام کا ایک حصہ ہے جس کے بارے میں محمد (ﷺ) یہ گمان کرتے ہیں کہ یہ کلام ان پر اترا ہے انہوں نے آپ ﷺ کے بارے میں سوال کیا تو انہیں بتایا گیا کہ آپ تو مدینہ طیبہ تشریف فرما ہیں انہوں نے مدینہ طیبہ میں حاضر ہو کر اسلام قبول کر لیا۔ احتمال یہ ہے کہ وہ ذات جس سے انہوں نے کلام مقدس کی تلاوت سنی تھی وہ جنات میں سے نہیں تھی بلکہ اس کا تعلق ملائکہ سے تھا۔

اسی طرح مدینہ طیبہ میں ایک کاہنہ تھی اس کا نام حطیمہ تھا ایک جن اس کا تابع تھا ایک دن وہ جن اس کے پاس آیا اور اس

ابن غالب میں ہو چکا ہے وہ اللہ تعالیٰ کی طرف دعوت دے رہے ہیں اور اس کی عبادت کی طرف بلا رہے ہیں پھر اس نے یہ اشعار پڑھے:۔

عَجِبْتُ لِلْجِنِّ وَتُجَسَّاسِهَا وَشَدِّهَا الْعِيْسَ بِاَحْلَاسِهَا

''مجھے جنات اور ان کی جستجو پر تعجب ہوا اور اونٹوں کو کجاووں کے ساتھ باندھنے پر تعجب ہوا۔

تَهْوِىْ اِلٰى مَكَّةَ تَبْغِى الْهُدٰى مَا خَيْرُ الْجِنِّ كَاَنْجَاسِهَا

وہ مکہ کی طرف جاتے ہیں اور ہدایت طلب کرتے ہیں اچھے جن بروں کی طرح نہیں ہیں۔

فَارْحَلْ اِلَى الصَّفْوَةِ مِنْ هَاشِمٍ وَاسْمُ بِعَيْنَيْكَ اِلٰى رَاْسِهَا

تو بنو ہاشم کے برگزیدہ شخص کی طرف سفر کرو اور اپنی آنکھوں کو ان کے سردار کی طرف بلند کرو۔''

میں اپنے جن کا یہ پیغام سن کر کھڑا ہو گیا میں نے سوچا کہ اللہ تعالیٰ نے میرے دل کو تقویٰ کے لئے چن لیا ہے میں اپنی اونٹنی پر سوار ہو کر مکہ مکرمہ میں آ گیا میں نے دیکھا کہ حضور نبی کریم ﷺ تشریف فرما ہیں اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم آپ ﷺ کے اردگرد حلقہ بنائے بیٹھے ہوئے ہیں۔ جب سرور دو جہاں ﷺ کی نظر مبارک مجھ پر پڑی تو آپ نے فرمایا اے سواد بن قارب! میں تجھے خوش آمدید کہتا ہوں ہمیں یہ بھی معلوم ہے کہ تمہیں کون یہاں لے کر آیا ہے میں نے عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم میں نے آپ ﷺ کی توصیف میں چند اشعار لکھے ہیں اگر اجازت ہو تو عرض کروں آپ ﷺ نے مجھے اجازت مرحمت فرمائی میں نے یہ اشعار بطور ہدیہ عقیدت پیش کئے:۔

اَتَانِىْ رَئِىْ بَعْدَ لَيْلٍ وَ هَجْعَةٍ وَلَمْ يَكُ فِيْمَا قَدْ بَلَوْتُ بِكَاذِبٍ

''رات کے وقت نیند کے بعد میرے پاس میرا جن آیا میں نے اس جن کو کئی بار آزمایا تھا وہ جھوٹا نہیں تھا۔

ثَلَاثَ لَيَالٍ قَوْلُهٗ كُلَّ لَيْلَةٍ اَتَاكَ رَسُوْلٌ مِّنْ لُؤَىِّ بْنِ غَالِبٍ

تین رات برابر وہ جن میرے پاس آتا رہا اور کہتا رہا کہ قبیلہ لویٔ بن غالب میں رسول کریم تشریف لا چکے ہیں۔

فَشَمَّرْتُ عَنْ ذَيْلِ الْاِزَارِ وَوَسَّطَتْ بِىَ الذَّعْلَبُ الْوَجْنَاءُ بَيْنَ السَّبَاسِبِ

میں نے اپنے ازار کا پہلو اٹھا لیا اور مجھے تیز رفتار اونٹنی بیابان کے درمیان لے گئی۔

فَاَشْهَدُ اَنَّ اللّٰهَ لَا رَبَّ غَيْرُهٗ وَاَنَّكَ مَاْمُوْنٌ عَلٰى كُلِّ غَائِبٍ

میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے علاوہ کوئی معبود نہیں ہے اور آپ ہر قسم کے علم غیب کے امین ہیں۔

وَاَنَّكَ اَدْنَى الْمُرْسَلِيْنَ وَسِيْلَةً اِلَى اللّٰهِ يَابْنَ الْاَكْرَمِيْنَ الْاَ طَائِبِ

آپ ﷺ اللہ کی بارگاہ میں وسیلہ کی رو سے تمام مرسلین سے بالاتر ہیں اے معزز ترین اور پاکیزہ ترین افراد کے نور نظر۔

فَمُرْ بِمَا يَاْتِيْكَ يَا خَيْرَ مُرْسَلٍ وَاِنْ كَانَ فِيْمَا جَاءَ شَيْبُ الذَّوَائِبِ

اے خیر الانبیاء! اس پیغام کا ہمیں حکم دیجئے جو آپ کے پاس آیا ہے۔ اگر چہ وہ پیغام اپنی شدت کے لحاظ سے بالوں کو

میں جاہلوں میں سے ہو جاؤں۔

میں نے حضرت ہود علیہ السلام سے بھی ملاقات کا شرف حاصل کیا ہے۔ میں انہیں بھی وہ بددعا یاد کرواتا رہا جو انہوں نے اپنی قوم کے لئے کی تھی حتیٰ کہ وہ بھی رو پڑتے اور مجھے بھی رلا دیتے وہ بھی یہی فرماتے کہ اللہ کی قسم میں نادم ہوں اور میں اللہ کی پناہ مانگتا ہوں کہ میں جاہلوں میں سے ہو جاؤں۔ میں نے حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام سے بھی ملاقات کا شرف حاصل کیا ہے جب انہیں منجنیق میں بٹھا کر آگ میں پھینکا گیا تو میں ان کے اور زمین کے درمیان تھا۔ جب وہ آگ میں تشریف فرما تھے تو میں اس وقت بھی ان کے ساتھ تھا۔ جب حضرت یوسف علیہ السلام کو کنویں میں پھینکا گیا تو میں ان کے ساتھ بھی تھا میں ان سے قبل کنویں کی گہرائی میں چلا گیا تھا میں نے حضرت موسیٰ بن عمران علیہ السلام سے بھی شرف لقاء حاصل کیا ہے میں حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کی معیت میں بھی رہا ہوں حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے مجھ سے فرمایا تھا کہ اگر تم حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ سے ملاقات کا شرف حاصل کرو تو میری طرف سے انہیں سلام عرض کرنا۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا ان پر بھی سلام ہو اور تجھ پر بھی! اب بتاؤ تجھے مجھ سے کیا حاجت ہے۔ اس بوڑھے جن نے کہا حضرت موسیٰ علیہ السلام نے مجھ کو تورات کی تعلیم دی تھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے مجھ کو انجیل سکھائی تھی آپ ﷺ مجھے قرآن پاک کی تعلیم دیں حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے اس جن کو قرآن پاک کی تعلیم دی پھر آقائے دو جہاں ﷺ کا وصال ہو گیا اس کے بعد وہ جن ہمارے پاس نہ آیا نہ ہی ہم نے اس کو کہیں دیکھا اللہ ہی بہتر جانتا ہے کہ آیا وہ مر چکا ہے یا زندہ ہے۔ روایت میں ہے کہ نبی آخر الزمان ﷺ نے اس کو سورۃ الواقعہ، سورۃ عم یتساء لون، اذا الشمس کوّرت، سورۃ الکافرون، سورۃ اخلاص اور معوذتین کی تعلیم دی تھی۔

انہیں بشارات میں سے ایک بشارت یہ بھی ہے کہ حضرت تمیم داری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جب تاجدار مدینہ ﷺ مبعوث ہوئے اس وقت میں شام میں تھا میں کسی ضرورت کے لئے اس شہر سے باہر نکلا شہر سے باہر ہی رات کی تاریکی چھا گئی میں نے کہا "میں اس وادی کے عظیم جن کی پناہ میں ہوں" جب میں نے وہاں لیٹ کر سونے کا ارادہ کیا تو ایک ندا دینے والے نے یوں ندا دی "اللہ رب العزت سے پناہ حاصل کرو جن اللہ کے خلاف کسی کو کوئی پناہ نہیں دے سکتے۔" میں نے اس ہاتف غیبی سے کہا تیرا اس قول سے مقصد کیا ہے۔ اس نے کہا حضور ﷺ کا ظہور ہو چکا ہے ہم نے مقام "الحجون" میں آپ کی اقتداء میں نماز ادا کی ہے ہم نے اسلام قبول کیا ہے اور آپ ﷺ کی اتباع کی ہے۔ اب جنات کا مکر و فریب ختم ہو گیا ہے اب انہیں آگ کے انگاروں کا سامنا کرنا پڑتا ہے محمد مصطفیٰ ﷺ کی بارگاہ میں جاؤ اور مشرف با سلام ہو جاؤ۔ صبح کے وقت میں نے راہب کو تمام صورت حال بتائی۔ تمام واقعہ سن کر راہب نے کہا انہوں نے تیرے ساتھ سچ بولا ہے۔ ہم اپنی کتب میں بھی ان کا تذکرہ پاتے ہیں ایک حرم (مکہ معظمہ) سے ان کا ظہور ہوگا اور دوسرا حرم (مدینہ طیبہ) ان کی ہجرت گاہ ہوگا۔ وہ تمام انبیاء سے بہترین ہیں۔ ان سے آگے کبھی نہ بڑھنا، حضرت تمیم انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں مکہ معظمہ میں آیا اس وقت آپ ﷺ پوشیدہ تبلیغ فرماتے تھے میں بھی آپ کی ذات پر ایمان لے آیا۔ ایک قول کے مطابق حضرت تمیم رضی اللہ تعالیٰ

کے گھر کی دیوار پر بیٹھ گیا اس عورت نے اس جن سے کہا تجھے آج کیا ہوا ہے کہ تو آج میرے گھر میں داخل ہی نہیں ہو رہا تاکہ ہم گفتگو کریں اس جن نے عورت سے کہا مکہ مکرمہ میں نبی کریم ﷺ کا ظہور ہو چکا ہے وہ بدکاری کو حرام قرار دیں گے۔ اس عورت نے یہ خبر اہل مدینہ کو سنائی۔ یہ وہ پہلی خبر تھی جو اہل مدینہ نے حضور ﷺ کے متعلق سنی تھی۔

ابن سعد، امام احمد، امام الطبرانی، امام البیہقی اور ابونعیم رحمہم اللہ تعالیٰ نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ کے متعلق پہلی خبر جو مدینہ طیبہ میں پہنچی وہ یہ تھی کہ مدینہ طیبہ کی ایک عورت تھی ایک جن اس کا تابع تھا ایک دن وہ جن ایک پرندے کی شکل میں متشکل ہو کر آیا اور اس عورت کے گھر کی دیوار پر بیٹھ گیا اس عورت نے اس جن سے کہا ''نیچے آجاؤ'' اس جن نے جواب دیا نہیں اب میں نیچے نہیں آؤں گا مکہ معظمہ میں نبی کریم ﷺ مبعوث ہو چکے ہیں۔ انہوں نے ہم کو شہر میں قیام کرنے سے منع فرما دیا اور ہم پر بدکاری کو حرام قرار دیا ہے۔

ابونعیم رحمۃ اللہ علیہ نے ارطاۃ بن المنذر سے روایت کیا ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت ضمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سنا ہے وہ فرماتے تھے کہ مدینہ طیبہ میں ایک عورت تھی۔ اس کے پاس ایک جن آیا کرتا تھا۔ پھر کچھ مدت گزر گئی وہ جن اس کے پاس نہ آیا۔ ایک دن وہ جن اس عورت کے مکان پر آیا اور روشندان میں سے جھانکنے لگا اس عورت نے اس سے پوچھا اس سے پہلے تو کبھی بھی روشن دان میں سے نہیں جھانکتا تھا اس جن نے جواب دیا مکہ معظمہ میں نبی کریم ﷺ کا ظہور ہو چکا ہے میں نے اس کلام مقدس کو سنا ہے جو وہ لے کر آئے ہیں۔ انہوں نے ہم پر زنا کو حرام کر دیا ہے فَعَلَیْکِ السَّلَامُ ''تجھ پر سلامتی ہو۔''

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ مدینہ طیبہ کی بلند جگہ پر تشریف فرما تھے میں بھی آپ ﷺ کی بارگاہ میں حاضر تھا ہم نے دیکھا کہ ایک بوڑھا اپنے عصا پر ٹیک لگاتا ہوا آپ ﷺ کی سمت بڑھ رہا ہے۔ اسے دیکھ کر حضور ﷺ نے فرمایا اس کی چال کو دیکھ کر یہ جنات میں سے محسوس ہوتا ہے کچھ دیر کے بعد وہ بوڑھا بارگاہ رسالت میں حاضر ہو گیا اور آپ کو سلام عرض کیا آپ ﷺ نے اس کی آواز کو سن کر فرمایا کہ اس کی آواز بھی جنوں جیسی ہے۔ اس بوڑھے نے کہا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم آپ نے سچ فرمایا ہے میرا تعلق جنات سے ہی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا تو کون سے جنات میں سے ہے؟ اس نے عرض کی میرا نام ہامہ بن لاقیس بن ابلیس ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ تیرے درمیان اور شیطان کے درمیان صرف دو باپوں کا فرق ہے۔ اس نے عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم آپ نے سچ فرمایا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا ''تیری عمر کتنی ہے؟'' اس نے عرض کی میری عمر اس دنیا سے تھوڑی ہی کم ہے۔ جس رات قابیل نے ہابیل کو قتل کیا اس رات میں چند سال کا بچہ تھا میں ٹیلوں پر سے جھانکتا تھا۔ میں اس وقت اُلو کا شکار کرتا تھا اور لوگوں کے درمیان چغل خوری کرتا تھا۔ حضور اکرم ﷺ نے یہ سن کر فرمایا ''تیرے اعمال کتنے برے تھے'' اس جن نے عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم مجھ پر عتاب نہ فرمائیں میں ان خوش قسمت لوگوں میں سے ہوں جو حضرت نوح علیہ السلام پر ایمان لے آئے تھے میں انہیں ہمیشہ وہ بددعا یاد کرواتا رہا جو انہوں نے اپنی قوم کے لئے مانگی تھی حتیٰ کہ وہ بھی گریہ بار ہو جاتے اور مجھے بھی رلا دیتے۔ پھر حضرت نوح علیہ السلام فرماتے اللہ کی قسم! اب میں شرمسار ہوں میں اللہ کی پناہ مانگتا ہوں کہ

عُذْ یَا فَتٰی بِاللّٰہِ ذِی الْجَلَالِ وَالْمَجْدِ وَالنَّعْمَاءِ وَالْاَفْضَالِ

"اے نوجوان اللہ رب العزت سے پناہ حاصل کر وہ اللہ تعالیٰ جو بزرگی والا اور فضل وکرم کرنے والا ہے۔

وَمُنَزِّلِ الْحَرَامِ وَالْحَلَالِ وَاقْرَأْ آیَاتٍ مِنَ الْاَنْفَالِ

وہی حلال اور حرام کو نازل کرنے والا ہے اور سورۃ الانفال کی آیات کی تلاوت کرو۔

وَوَحِّدِ اللّٰہَ وَلَا تُبَالِ قَدْ صَارَ کَیْدُ الْجِنِّ فِیْ سَفَالِ

اللہ تعالیٰ کی توحید کا اقرار کرلے اور کسی کی پرواہ نہ کر جنوں کی تدبیر ناکام ہو چکی ہے۔

میں نے اس صدا دینے والے سے کہا:

یَا اَیُّھَا الْھَاتِفُ مَا تَقُوْلُ اَ رُشْدٌ عِنْدَکَ اَمْ تَضْلِیْلُ

وَبَیِّنْ لَنَا ھُدِیْتَ مَا السَّبِیْلُ

اے غیبی صدا لگانے والے تو کیا کہتا ہے کیا تیرے پاس ہدایت ہے یا گمراہی ہے اور ہمارے لئے بیان کر کہ ہدایت کا راستہ کیا ہے۔"

اس نے جواب میں کہا:

جَآءَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ذُوالْخَیْرَاتِ بِیَثْرِبَ یَدْعُوْ اِلَی النَّجَاۃِ

"خیرات وبھلائی والے رسول مکرم ﷺ یثرب میں تشریف لا چکے ہیں وہ نجات کی طرف دعوت دے رہے ہیں۔

جَآءَ بِیٰسٓ وَ حَامِیْمَاتٍ وَسُوَرٍ بَعْدَ مُفَصَّلَاتٍ

وہ سورہ یٰسین اور حٰم والی سورتیں لے کر آئے ہیں اور مفصلات کے بعد اور بھی کئی سورتیں آپ کے پاس ہیں۔

مُحَرِّمَاتٍ وَ مُحَلِّلَاتٍ یَاْمُرُنَا بِالصَّوْمِ وَالصَّلَاۃِ

وہ سورتیں حلال اور حرام کرنے والی ہیں وہ ہمیں نماز اور روزے کا حکم دیتے ہیں۔

وَیَزَعُ النَّاسَ عَنِ الْھِنَاتِ قَدْ کُنَّ فِی الْاِسْلَامِ مُنْکَرَاتٍ

وہ لوگوں کو بدکاریوں سے دور فرمائیں گے تمام بدکاری اسلام میں برائیاں ہیں۔"

میں نے کہا اگر کوئی ایسا آدمی ہو جو میرے یہ اونٹ میرے اہل خانہ تک پہنچا دے تو میں ابھی ان کی بارگاہ میں جا کر اسلام قبول کر لیتا ہوں اس آواز دینے والے نے کہا یہ ذمہ داری میں اٹھاتا ہوں آپ کے اونٹ آپ کے گھر تک پہنچ جائیں گے۔

میں اپنے ایک اونٹ پر سوار ہوا اور مدینہ طیبہ حاضر ہو گیا میں نے لوگوں کو دیکھا وہ نماز جمعہ ادا کرنے میں مصروف تھے۔ جب میں اپنی اونٹنی کو بٹھا رہا تھا تو حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ میرے پاس تشریف لائے اور مجھے فرمایا: "رسول کریم ﷺ کا تیرے لئے حکم یہ ہے کہ تو جلدی مسجد میں داخل ہو جا" جب میں مسجد نبوی میں داخل ہوا تو آپ ﷺ نے مجھے دیکھ کر فرمایا "جس بوڑھے نے تیرے اونٹوں کو تیرے گھر تک پہنچانے کی ذمہ داری اٹھائی ہے اس نے تیرے ساتھ کیا کیا ہے" پھر آپ

عنہ ہجرت کے بعد مدینہ طیبہ میں حاضر ہوئے کیونکہ آپ نے 9ھ میں اسلام قبول کیا تھا۔

اسی طرح حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ بنوتمیم کے ایک شخص نے اپنے اسلام لانے کا واقعہ اس طرح بیان کیا ہے کہ ایک رات میں ریت کے ایک ٹیلے کے پاس سے گزر رہا تھا کہ مجھ پر نیند غالب آ گئی میں اپنی سواری سے اترا۔ اپنی سواری کو ایک طرف باندھا اور سونے کا ارادہ کیا سونے سے پہلے میں نے کہا "میں اس وادی کے عظیم جن کی پناہ حاصل کرتا ہوں۔" میں نے خواب میں ایک شخص کو دیکھا جس کے ہاتھ میں نیزہ تھا۔ وہ اس نیزے کو میری اونٹنی کے حلق میں مارنا چاہتا تھا۔ میں گھبرا کر نیند سے بیدار ہو گیا میں نے دائیں بائیں دیکھا لیکن مجھے کوئی چیز نظر نہ آئی۔ میں نے کہا "یہ میرا خواب ہے" میں پھر سو گیا خواب میں پھر میں نے سابقہ منظر ہی دیکھا میں خوفزدہ ہو کر بیدار ہو گیا۔ اس وقت میں نے دیکھا کہ میری اونٹنی پر لرزہ طاری ہے لیکن میں نے کوئی پرواہ نہ کی میں پھر سو گیا میں نے پھر خواب میں وہی ہیبت ناک منظر دیکھا۔ میں اس عجیب خواب کو دیکھ کر بیدار ہو گیا میں نے دیکھا کہ میری اونٹنی کانپ رہی ہے۔ جب میں نے ذرا غور سے دیکھا تو مجھے اسی طرح کا ایک نوجوان نظر آیا جس طرح کا نوجوان میں نے خواب میں دیکھا تھا۔ اس کے ہاتھ میں بھی نیزہ تھا ایک بوڑھے شخص نے اس جوان کے ہاتھوں کو پکڑ رکھا تھا۔ وہ اسے میری اونٹنی سے دور ہٹا رہا تھا۔ وہ دونوں اسی بات پر جھگڑا کر رہے تھے۔ اسی اثناء میں وہاں تین جنگلی بیل آ گئے۔ اس بزرگ نے جوان سے کہا جاؤ اور جا کر ان بیلوں میں سے جس کو چاہو اس اونٹنی کا عوض لے لو۔ یہ سن کر وہ جوان کھڑا ہو گیا اور ان بیلوں میں سے ایک بیل کو پکڑ کر وہاں سے چلا گیا پھر وہ بزرگ میری طرف متوجہ ہوا اور اس نے کہا اے نوجوان! جس کسی وادی میں تمہارا قیام ہو اور تمہیں اس وادی میں سے کچھ خطرہ ہو تو یہ کہا کرو: اَعُوْذُ بِاللّٰهِ رَبِّ مُحَمَّدٍ مِّنْ هَوْلِ هٰذَا الْوَادِیْ "میں اس وادی کے خطرات سے رب محمد ﷺ کی پناہ حاصل کرتا ہوں۔"

کسی بھی جن سے پناہ حاصل نہ کیا کرو۔ اب جنات کے معاملات باطل ہو چکے ہیں میں نے اس بزرگ سے پوچھا یہ محمد (ﷺ) کون ہیں اس نے کہا وہ نبی کریم ﷺ ہیں وہ نہ شرقی ہیں نہ ہی غربی ہیں میں نے کہا ان کا مسکن کہاں ہے۔ اس بزرگ نے کہا وہ کھجوروں والی سرزمین یثرب میں تشریف فرما ہیں میں اپنی اونٹنی پر سوار ہو کر مدینہ طیبہ کی طرف عازم سفر ہوا حتیٰ کہ میں مدینہ طیبہ پہنچ گیا میں نے رسول کریم ﷺ کی زیارت کی آپ نے میرے ساتھ رونما ہونے والا تمام واقعہ مجھ سے پہلے ہی سنا دیا آپ ﷺ نے مجھے اسلام کی دعوت دی میں نے آپ کی اس دعوت پر لبیک کہا۔

امام الطبرانی، ابونعیم اور ابن عساکر رحمہم اللہ تعالیٰ نے بیان کیا ہے کہ حضرت خریم بن فاتک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں اپنے ایک اونٹ کو تلاش کرنے کے لئے اپنے گھر سے نکلا۔ جب میں نے اس اونٹ کو تلاش کر لیا تو میں نے سونے کا ارادہ کیا۔ ہمارا یہ دستور تھا کہ ہم جب بھی کسی وادی میں قیام کرتے تو کہتے "ہم اس وادی کے عظیم جن کی پناہ حاصل کرتے ہیں" میں نے اپنی اونٹنی کے ساتھ ٹیک لگائی اور کہا "میں اس وادی کے عظیم جن کی پناہ لیتا ہوں۔" جب میں نے یہ کہا تو مجھے غیبی آواز سنائی دی:

کوئی پرواہ نہ تھی۔ جب میں ایک وادی میں پہنچا تو وہاں میں نے ایک لومڑی کو دیکھا۔ جس پر ایک زہریلا سانپ لپٹا ہوا تھا اور وہ لومڑی تیزی سے دوڑ رہی تھی میں نے پتھر اٹھایا اور سانپ کی طرف پھینک دیا میرا پتھر نشانے پر لگا اور سانپ کئی ٹکڑوں میں منقسم ہو کر تڑپنے لگا میں نے کھڑے ہو کر اس سانپ کو دیکھا۔ اسی دوران میں نے ایک غیبی آواز کو سنا وہ آواز اتنی فتیح تھی کہ اس سے قبل میں نے اتنی فتیح آواز نہیں سنی تھی، کوئی کہنے والا کہہ رہا تھا '' تیرے لئے ہلاکت ہو تو نے ایک سردار کو قتل کر دیا ہے اور ایک قوی کو تکلیف دی ہے'' پھر اس صدا لگانے والے نے کہا اے داثر! اے داثر! اس وادی کے دوسرے کنارے سے ایک جواب دینے والے نے جواب دیا لبیک لبیک '' میں حاضر ہوں'' اس ہاتف غیبی نے کہا۔ بنو غدافر کے پاس جاؤ اور انہیں اطلاع دو کہ ایک کافر نے کیا کر دیا ہے۔ میرے خالو نے جواب دیا '' مجھے اس کا علم نہ تھا میں تیری پناہ حاصل کرتا ہوں تو مجھے پناہ دے دے اس نے کہا ہر گز نہیں حرم امین کی قسم! میں اس شخص کو پناہ نہیں دے سکتا جس نے مسلمانوں کو قتل کیا ہو اور جس نے اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی اور کی عبادت کی ہو۔'' میرے خالو کہتے ہیں کہ میں نے بلند آواز سے کہا '' میں اسلام قبول کرتا ہوں'' ہاتف غیبی آئی اگر تو نے اسلام قبول کر لیا ہے تو تجھ سے قصاص ساقط ہو گیا میں تمہیں چھوڑ دوں گا ورنہ چھٹکارا حاصل کرنے کی کوئی سبیل نہیں ہے۔ میں نے کہا اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ۔ اس نے کہا تو ہدایت پا گیا ہے اور نجات حاصل کر گیا ہے اگر تو ایسا نہ کرتا تو میں تجھے ہلاک کر دیتا۔ تو جس طرف سے آیا ہے اسی طرف چلا جا میں انہیں پاؤں پر واپس پلٹ آیا جب میں واپس پلٹا تو ہاتف غیبی سے آواز آ رہی تھی '' تیز رفتار بھیڑیے پر سوار ہو جا۔ وہ تجھے بلند ٹیلے پر پہنچا دے گا۔ وہاں ابو عامر ہو گا جو شکست خوردہ قوم کا تعاقب کر رہا ہو گا۔'' میرے خالو کہتے ہیں کہ جب میں نے ذرا غور سے دیکھا تو وہاں ایک بھیڑیا کھڑا تھا جو شیر کی طرح قوی اور بہادر تھا میں اس پر سوار ہو گیا۔ وہ مجھے اٹھا کر تیزی سے دوڑنے لگا حتیٰ کہ وہ ایک عظیم ٹیلے کے پاس پہنچ گیا۔ جب وہ ٹیلے کی چوٹی پر پہنچا تو وہاں سے میں مسلمانوں کے گھوڑوں کو دیکھ سکتا تھا میں اس بھیڑیے سے نیچے اترا اور گھاٹی میں سے ہوتا ہوا مسلمانوں کی جانب بڑھنے لگا۔ جب میں لشکر اسلام کے قریب پہنچا تو اس میں سے ایک سوار نکلا جو تیر کی طرح تیز تھا اس نے مجھ سے کہا اپنے ہتھیار پھینک دو ورنہ میں تجھے واصل جہنم کر دوں گا۔ میں نے اپنے ہتھیار پھینک دیئے اس مجاہد نے کہا تو کون ہے میں نے کہا '' میں مسلمان ہوں'' اس مجاہد نے کہا اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ میں نے کہا وَعَلَيْكَ السَّلَامُ وَالرَّحْمَةُ وَالْبَرَكَةُ۔ تم میں سے ابو عامر کون ہے۔ اس نے جواب دیا ابو عامر تو میں ہی ہوں میں نے کہا اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ۔ اس مجاہد نے جواب دیا تجھے کسی قسم کے نقصان کا کوئی اندیشہ نہیں کرنا چاہئے یہ تمام مجاہدین تیرے مسلمان بھائی ہیں۔ میں نے ٹیلے کی چوٹی پر تجھے دیکھا تو تیرے پاس سواری تھی اب تیری سواری کہاں ہے۔ میں نے اس کو اپنی تمام داستان سنا دی جس کو سن کر اس نے بڑے تعجب کا اظہار کیا۔ میں بھی مسلمانوں کے ساتھ چلنے لگا وہ قبیلہ ہوازن کا تعاقب کر رہے تھے حتیٰ کہ انہوں نے اپنے مقصد کو حاصل کر لیا۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے ابو محمد الکوفی رحمۃ اللہ علیہ سے سنا ہے کہ جب حضور سرور کائنات ﷺ نے ہجرت کرنے کا ارادہ فرمایا تو لوگوں نے مکہ معظمہ میں ایک آواز کو سنا کوئی صدا لگانے والا یوں صدا لگا رہا تھا:

ﷺ نے خود ہی ارشاد فرمایا ''اس بزرگ نے اپنی امانت صحیح طریقہ سے ادا کر دی ہے۔''

ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ نے قیس بن ربیع سے روایت کرتے ہوئے اشعار کے بعد حضرت خریم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اس قول کا اضافہ کیا ہے ''میں نے اس صدا لگانے والے سے پوچھا خدا تم پر رحم کرے تم کون ہو۔'' اس نے جواب دیا میں عمرو بن اثال ہوں۔ میں حضور ﷺ کی طرف سے نجد کے مسلمان جنوں پر عامل ہوں میں آپ کے واپس آنے تک آپ کے اونٹوں کی کفایت کروں گا۔

اللہ رب العزت نے نبی کریم ﷺ کو لوگوں کی اس عادت سے بھی آگاہ فرمایا جس کو آپ ﷺ کی بعثت سے قبل انہوں نے اپنا رکھا تھا۔ لوگوں کی عادت یہ تھی کہ جب وہ کسی ہولناک جگہ پر قیام کرتے تو وہ یہ کہتے ہم اس وادی کے بے وقوفوں کے شر سے اس وادی کے سردار کی پناہ حاصل کرتے ہیں۔ ارشاد ربانی ہے:

وَاَنَّهٗ كَانَ رِجَالٌ مِّنَ الْاِنْسِ يَعُوْذُوْنَ بِرِجَالٍ مِّنَ الْجِنِّ

''اور یہ کہ انسانوں میں سے چند مرد پناہ لینے لگے جنات میں سے چند مردوں کی۔''

تو حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ میرے پاس تشریف لائے اور مجھے فرمایا: ''رسول کریم ﷺ کا تیرے لئے حکم یہ ہے کہ تو جلدی مسجد میں داخل ہو جا'' جب میں مسجد نبوی میں داخل ہوا تو آپ ﷺ نے مجھے دیکھ کر فرمایا ''جس بوڑھے نے تیرے اونٹوں کو تیرے گھر تک پہنچانے کی ذمہ داری اٹھائی ہے اس نے تیرے ساتھ کیا کیا ہے'' پھر آپ ﷺ نے خود ہی ارشاد فرمایا ''اس بزرگ نے اپنی امانت صحیح طریقہ سے ادا کر دی ہے۔''

ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ نے قیس بن ربیع سے روایت کرتے ہوئے اشعار کے بعد حضرت خریم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اس قول کا اضافہ کیا ہے ''میں نے اس صدا لگانے والے سے پوچھا خدا تم پر رحم کرے تم کون ہو۔'' اس نے جواب دیا میں عمرو بن اثال ہوں۔ میں حضور ﷺ کی طرف سے نجد کے مسلمان جنوں پر عامل ہوں میں آپ کے واپس آنے تک آپ کے اونٹوں کی کفایت کروں گا۔

اللہ رب العزت نے نبی کریم ﷺ کو لوگوں کی اس عادت سے بھی آگاہ فرمایا جس کو آپ ﷺ کی بعثت سے قبل انہوں نے اپنا رکھا تھا۔ لوگوں کی عادت یہ تھی کہ جب وہ کسی ہولناک جگہ پر قیام کرتے تو وہ یہ کہتے ہم اس وادی کے بے وقوفوں کے شر سے اس وادی کے سردار کی پناہ حاصل کرتے ہیں۔ ارشاد ربانی ہے: وَاَنَّهٗ كَانَ رِجَالٌ مِّنَ الْاِنْسِ يَعُوْذُوْنَ بِرِجَالٍ مِّنَ الْجِنِّ۔ ''اور یہ کہ انسانوں میں سے چند مرد پناہ لینے لگے جنات میں سے چند مردوں کی۔''

یعنی جب وہ لوگ دوران سفر کسی خوفناک جگہ پر قیام کرتے تو ہر شخص یہ کہتا میں اس وادی کے شریر لوگوں سے اس وادی کے سردار کی پناہ حاصل کرتا ہوں۔ اسی چیز نے جنات کے غرور اور تکبر میں اضافہ کیا اور وہ کہتے تھے ہم جن و انس کے سردار ہیں۔

حضرت ربیعہ بن ابی براء رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ میرے خالو نے مجھے بتایا ہے کہ جب غزوۂ حنین کے دن اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول ﷺ کو ہم پر غلبہ عطا فرمایا تو ہم تمام وادیوں میں بکھر گئے۔ اس کیفیت میں کسی دوست کو اپنے کسی جگری یار کی

"اللہ تعالیٰ جو لوگوں کا پروردگار ہے وہ ان دو ساتھیوں کو بہترین جزاء دے جنہوں نے ام معبد کے خیمہ میں نزول اجلال فرمایا ہے۔"

هُمَا نَزَلَاهَا بِالْهُدٰی وَاهْتَدَتْ بِهٖ فَقَدْ فَازَ مَنْ اَمْسٰی رَفِيْقَ مُحَمَّدِ

ان دونوں نے وہاں ہدایت کے ساتھ قیام فرمایا ہے اور ام معبد نے بھی ہدایت پالی ہے جو بھی محمد ﷺ کا ساتھی بن گیا وہ کامیاب ہو گیا۔

فَيَا لِقُصَيٍّ مَا زَوَى اللّٰهُ عَنْكُمْ بِهٖ مِنْ فَعَالٍ لَا تُجَازٰی وَسُؤْدَدِ

اے قصی! اللہ تعالیٰ نے تم سے کوئی ایسا کام چھپا کر نہیں رکھا جس کی جزا نہ دی جاتی ہو اور نہ ہی سرداری کو چھپا کر رکھا۔

لِيَهْنِ بَنِيْ كَعْبٍ مَقَامُ فَتَاتِهِمْ وَمَقْعَدُهَا لِلْمُؤْمِنِيْنَ بِمَرْصَدِ

بنو کعب کو مبارک ہو کہ ان کی خواتین کی نشست و برخاست کے مومنین پناہ گاہ ہیں۔

سَلُوْا اُخْتَكُمْ عَنْ شَاتِهَا وَاِنَائِهَا فَاِنَّكُمْ اِنْ تَسْأَلُوْا الشَّاةَ تَشْهَدِ

اپنی بہن سے اس کے برن اور اس کی بکری کے متعلق سوال کرو اگر تم اس کی بکری سے سوال کرو گے تو وہ بھی گواہی دے گی۔

دَعَاهَا بِشَاةٍ حَائِلٍ فَتَحَلَّبَتْ لَهٗ بِصَرِيْحٍ صَرَّةَ الشَّاةِ مُزْبَدِ

آپ نے اس کی بکری بلائی پھر آپ کے لئے اس بکری کی کھیری سے مکھن آمیز دودھ نکالا گیا۔

فَغَادَرَهَا رِهْنًا لَدَيْهَا بِحَالِبٍ يُرَدِّدُهَا فِيْ مَصْدَرٍ ثُمَّ مَوْرِدِ

آپ نے اس بکری کو اس کے مالک کے لئے باقی رکھا۔ وہ شخص بکریوں کو کبھی چراگاہ پر اور کبھی گھر سے کر جاتا تھا۔"

حضرت اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ اہل مکہ کو بدر کے واقعہ کے متعلق اس وقت تک علم نہ ہوا جب تک ایک صدا دینے والے نے مکہ کی پہاڑیوں پر کھڑے ہو کر صدا نہ دی۔

اس نے کہا:

اَدَالَ الْحَنِيْفِيُّوْنَ بَدْرًا بِوَقْعَةٍ سَيَنْقُضُ مِنْهَا مُلْكُ كِسْرٰی وَقَيْصَرَا

"مقام بدر میں ایک واقعہ کی وجہ سے مسلمانوں کو فتح حاصل ہوئی عنقریب اس سے کسریٰ و قیصر کے ملک ٹوٹ جائیں گے۔

اَصَابُوْا رِجَالًا مِّنْ لُؤَيٍّ وَجَرَّدَتْ حَرَائِرُ يَضْرِبْنَ التَّرَائِبَ حُسَّرَا

قبیلہ لوئی کے لوگوں کو بہت تکلیف پہنچی اور آزاد عورتوں نے حسرت کی وجہ سے اپنے سینوں کو پیٹا۔

اَيَا وَيْحَ مَنْ اَمْسٰی عَدُوَّ مُحَمَّدٍ لَقَدْ ذَاقَ حُزْنًا فِی الْحَيَاةِ وَخُسَّرَا

افسوس ہے اس آدمی کے لئے جو محمد ﷺ کا دشمن بن گیا۔ اس نے اس زندگی میں ہی نقصان اور غم کا مزہ چکھ لیا۔

وَاَصْبَحَ فِيْ هَامِ الْعَجَاجِ مُجَنْدَلًا تُنَادِبُهُ الطَّيْرُ الْجِيَاعُ مُعَفَّرَا

وہ عجاج کے اُلوؤں میں پچھاڑا ہوا ہو گیا بھوکے پرندے اس کا ماتم کر رہے تھے جبکہ وہ مٹی میں لپٹا ہوا تھا۔"

اِنْ يُسْلِمِ سَعْدَانِ يُصْبِحُ مُحَمَّدٌ مِنَ الْاَمْنِ لَا يَخْشٰى خِلَافَ الْمُخَالِفِ

''اگر دوسعدوں نے اسلام قبول کرلیا تو پھر محمد ﷺ امن سے رہیں گے اور انہیں کسی مخالف کی مخالفت کا کوئی اندیشہ نہیں رہے گا۔''

قریش مکہ نے یہ آواز سن کر کہا اگر ہم کو معلوم ہو جاتا کہ سعدان (دوسعد) کون ہیں تو ہم ضرور ان کا تدارک کرتے دوسری رات انہوں نے پھر ایسی ہی آواز کو سنا ندا آ رہی تھی:

اَيَا سَعْدُ سَعْدُ الْاَوْسِ كُنْ اَنْتَ مَانِعًا وَيَا سَعْدُ سَعْدُ الْخَزْرِجِيْنَ الْغُطَارِفِ

''اے سعد یعنی وہ سعد جس کا تعلق قبیلہ اوس سے ہے۔تو روکنے والا بن جا۔اے سعد جس کا قبیلہ خزرج سے ہے وہ خود بدو ہے۔''

اَجِيْبَا اِلٰى دَاعِى الْهُدٰى وَتَمَنَّيَا عَلَى اللّٰهِ فِى الْفِرْدَوْسِ زُلْفَةَ عَارِفِ

''تم دونوں ہدایت کی دعوت دینے والے کی دعوت پر لبیک کہو اور اللہ سے خواہش کرو کہ وہ تمہیں جنت میں مقام قرب عطا کرے۔''

انہوں نے کہا سعد الاوس سے مراد سعد بن معاذ ہیں اور سعد الخزرجین سے مراد سعد بن عبادہ ہیں۔

ابن ابی الدنیا نے روایت کیا ہے کہ قریش مکہ نے کوہ ابوقبیس پر ایک چیخنے والے کی آواز کو سنا پھر انہوں نے پہلے کا تذکرہ کیا قریش مکہ نے یہ شعر سن کر کہا کہ شاید ان سے مراد سعد بن بکر، سعد بن زید اور سعد ہذیم ہیں۔دوسری شب انہوں نے کوہ ابوقبیس کی چوٹی پر ایک اور بلند آواز سنی اس ہاتف غیبی نے مذکورہ بالا دونوں اشعار بھی ذکر کئے اور ساتھ اس شعر کا اضافہ بھی کیا:

فَاِنَّ ثَوَابَ اللّٰهِ لِطَالِبِ الْهُدٰى جِنَانٌ مِّنَ الْفِرْدَوْسِ ذَاتُ زَخَارِفِ

''ہدایت طلب کرنے والے کے لئے اللہ تعالیٰ کے پاس ثواب فردوس اعلیٰ کے باغات ہیں وہ باغات جو سرسبز و شاداب ہیں۔''

یہ سن کر قریش مکہ نے کہا ان سے مراد تو سعد بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور سعد بن عبادہ ہیں امام البیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے مزید اضافہ کیا ہے کہ جب صبح ہوئی تو ابوسفیان نے کہا اللہ کی قسم! وہ سعد بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور سعد بن عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔

ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا ہے وہ فرماتی ہیں کہ جب حضور ﷺ نے ہجرت فرمائی ہم تین رات تک اپنے گھر میں ہی ٹھہرے رہے ہم نہیں جانتے تھے کہ حضور ﷺ اس وقت کہاں ہیں حتیٰ کہ مکہ کی ایک وادی میں ایک جن آیا اس نے چند اشعار پڑھے لوگوں نے اس کا تعاقب کیا۔لوگ اس کی آواز کو سنتے تھے لیکن اس کو دیکھ نہیں سکتے تھے کچھ دیر کے بعد وہ جن مکہ کی بلند ترین چوٹی پر چلا گیا اور یہ اشعار پڑھنے لگا:

جَزَى اللّٰهُ رَبُّ النَّاسِ خَيْرَ جَزَائِهِ رَفِيْقَيْنِ حَلَّا خَيْمَتَىْ اُمِّ مَعْبَدٍ

پر لیٹ گیا جب مجھ پر نیند کا غلبہ ہوا تو میں نے ایک آواز سنی کوئی کہہ رہا تھا اے مالک! اے مالک اگر تو اس جگہ کو کرید ے جہاں تیرا اونٹ بیٹھا ہوا ہے تو تجھے وہاں سے ایک ایسی چیز ملے گی جو تجھے خوش کر دے گی۔ میں نے اس جگہ کو کھودا جہاں میرا اونٹ بیٹھا ہوا تھا۔ کچھ مٹی کھودنے کے بعد وہاں سے ایک بت برآمد ہوا۔ اس کی شکل عورت کی طرح تھی وہ زرد رنگ کے پتھر سے بنایا گیا تھا وہ آئینہ کی طرح صاف تھا۔ میں نے کپڑے سے اس کو پکڑا اور مٹی سے باہر نکال لیا میں نے اس کو کھڑا کیا اور اس کے سامنے سجدہ ریز ہو گیا پھر میں کھڑا ہو گیا میں نے اس کے لئے اپنا اونٹ ذبح کیا اور اس کے خون کے چھینٹے اس بت پر مارے۔ اس کا نام ''غلاب'' رکھا۔ پھر میں نے اس کو اپنی گدھی پر لادا اور گھر لے آیا۔ اس بت کی وجہ سے میری قوم نے مجھ پر حسد کیا انہوں نے مجھ سے مطالبہ کیا کہ میں یہ بت ان کے لئے نصب کر دوں تا کہ وہ بھی اس کی پوجا کر سکیں لیکن میں نے ایسا کرنے سے انکار کر دیا میں نے اکیلے ہی اس کی عبادت کی۔ میں نے نذر مانی کہ میں ہر روز اس بت کے لئے قربانی کیا کروں گا میرے پاس بھیڑوں کا ریوڑ تھا میں نے ایک ایک کر کے وہ تمام ریوڑ قربان کر دیا ایک دن ایسا آیا کہ میرے پاس ذبح کرنے کے لئے کوئی بھی جانور نہ تھا۔ مجھے اپنی نذر کو ترک کرنا سخت ناپسند تھا میں اس بت کے پاس آیا اور اپنے حالات کا شکوہ کیا۔ اچانک میں نے اس بت کے پیٹ میں سے آواز سنی وہاں سے صدا آ رہی تھی اے مالک! اپنے مال پر افسوس نہ کر وطوی الارقم کی طرف جاؤ۔ تم وہاں ایک ایسے کالے کتے کو پاؤ گے جو خون پی رہا ہو گا۔ تم اس کو پکڑ کر شکار کیا کرو۔ میں فوراً طوی الارقم کی طرف گیا وہاں میں نے خوفناک کالا کتا دیکھا اس نے جنگلی بیل پر حملہ کیا اور اس کو پچھاڑ دیا اس نے اس بیل کے پیٹ کو چیر کر اس کا خون پینا شروع کیا میں آہستہ آہستہ اس کتے کی طرف گیا وہ اپنے شکار کی طرف متوجہ تھا میں نے اس کی غفلت سے فائدہ اٹھا کر اس کی گردن میں رسی باندھ دی۔ وہ میرے پیچھے پیچھے آنے لگا میں اپنی اونٹنی کے پاس آیا۔ اس کو اس زخمی بیل کے پاس لے گیا۔ میں نے اس بیل کو ذبح کیا۔ اس کا گوشت اونٹنی پر رکھا اور اپنے قبیلے کی طرف چلا گیا۔ کتا بھی میرے پیچھے پیچھے تھا راستے میں میں نے ایک ہرن دیکھا کتے نے اس کو دیکھ کر جھپٹنا شروع کیا۔ اس کی یہ مہارت دیکھ کر میں متردد ہو گیا کہ کیا اس کو شکار پر چھوڑوں یا نہ چھوڑوں بالآخر میں نے کتے کو شکار پر چھوڑ دیا وہ تیر کی طرح میرے ہاتھ سے نکلا اور جلد ہی ہرن کو پکڑ لیا۔ میں اسی کشمکش میں کتے کے پاس پہنچا کہ شاید کتا شکار مجھے دے یا نہ دے لیکن اس وقت میری خوشی کی کوئی انتہا نہ رہی جب کتے نے شکار مجھے دے دیا میں شکار لے کر اپنے اہل خانہ کے پاس آیا میں نے ہرن کو ''غلاب'' کے لئے ذبح کر دیا اور جنگلی بیل کے گوشت کو تقسیم کر دیا۔ میری وہ رات بڑی پرسکون گزری صبح کے وقت میں کتے کو لے کر شکار پر روانہ ہو گیا وہ کتا اتنا دلیر تھا کہ کوئی اونٹ یا بیل اس کو مغلوب نہ کر سکتا تھا نہ ہی کوئی بکرا یا ہرن اس سے اپنے آپ کو چھڑا سکتا تھا اس کا یہ حوصلہ اور ہمت دیکھ کر مجھے اور مسرت ہوئی میں اس کی مزید عزت کرنے لگا اس کا نام ''سحام'' رکھا گیا جتنا عرصہ اللہ نے چاہا وہ کتا میرے پاس رہا ایک دن میں اس کو لے کر شکار پر آیا۔ میں نے ایک شتر مرغ دیکھا میں نے کتے کو اس پر چھوڑ دیا شتر مرغ نے کتے کے آگے بھاگنا شروع کیا میں نے بھی اپنے تیز رفتار گھوڑے پر اس کا تعاقب کیا جب کتا اس شتر مرغ پر جھپٹنے ہی لگا تھا کہ ایک شاہین نے اس پر حملہ کر دیا کتا میرے پاس واپس آ گیا میں نے اپنے گھوڑے کو کھڑا کر لیا کتا اس کے پاؤں میں بیٹھ گیا۔

یہ اشعار سن کر انہیں تمام واقعہ کا علم ہوا۔ ایک انصاری بیان کرتے ہیں کہ میرا اونٹ گم ہو گیا میں اس کی تلاش کرنے کے لئے اپنے گھر سے نکلا حتیٰ کہ اس کی تلاش میں مجھے ساری رات گزر گئی اور صبح طلوع ہونے کے قریب ہوگئی مجھے ایک ندا دینے والے نے ندا دی:

یَاَیُّھَا الرَّاقِدُ فِی الَّیلِ الاَحَمِ قَدَ بَعَثَ اللّٰہُ نَبِیًّا بِالْحَرَمِ

''اے تاریک رات میں جاگنے والے اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی مکرم ﷺ کو حرم میں مبعوث کر دیا ہے۔

مِنْ ھَاشِمٍ اَھْلِ الْوَفَاءِ وَالْکَرَمِ یَجْلُوْ دَجْنَاتِ اللَّیَالِی وَالْبُھَمِ

ان کا تعلق قبیلہ ہاشم سے ہے وہ ہاشم جو اہل وفا اور اہل کرم ہے۔ وہ ظلمتوں اور راتوں کی تاریکیوں کو نور عطا کریں گے۔''

یہ اشعار سن کر میں نے اپنی نظر کو دائیں بائیں گھمایا لیکن مجھے کوئی آدمی نظر نہ آیا میں نے بھی یہ اشعار پڑھنا شروع کر دیئے:

یَآاَیُّھَا الْھَاتِفُ فِیْ دَاجِی الظُّلَمِ اَھْلًا وَسَھْلًا بِکَ مِنْ طَیْفٍ اَلَمِ

''اے رات کی تاریکی میں آواز لگانے والے تجھ کو خوش آمدید ہو۔

بَیِّنْ ھَدَاکَ اللّٰہُ فِیْ لَحْنِ الْکَلِمِ مَنْ ذَا الَّذِیْ تَدْعُوْ اِلَیْہِ یُغْتَنَمِ

اللہ تجھے ہدایت دے تو واضح الفاظ میں بتا کہ وہ کون ہے جس کی طرف تو دعوت دیتا ہے اور جسے غنیمت سمجھا جاتا ہے۔''

جب میں نے یہ اشعار پڑھے تو پھر اس نے گلا صاف کیا اور وہ یوں کہنے لگا ''نور کا ظہور ہو چکا ہے جھوٹ باطل ہو چکا ہے اللہ تعالیٰ نے محمد مصطفیٰ ﷺ کو مبعوث کیا ہے۔ وہ درخشاں تاج والے اور خوبصورت آنکھوں والے ہیں وہ یہ شہادت دیتے ہیں کہ اللہ کے علاوہ کوئی معبود نہیں۔ وہ محمد ﷺ کی ذات والا صفات ہے جو ہر کالے اور سرخ کے نبی ہیں وہ ہر شہری اور دیہاتی کی طرف مبعوث کئے گئے ہیں۔ پھر اس نے ذیل کے اشعار کو گنگنانا شروع کیا:

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ لَمْ یَخْلُقِ الْخَلْقَ عَبَثً

''تمام تعریفیں اللہ کے لئے ہیں جس نے مخلوق کو بے کار پیدا نہیں کیا۔

اَرْسَلَ فِیْنَا اَحْمَدًا خَیْرَ نَبِیٍّ قَدْ بَعَثً

اللہ تعالیٰ نے ہم میں احمد مجتبیٰ کو مبعوث کیا آپ ﷺ تمام انبیاء علیہم السلام سے بہترین ہیں۔

عَلَیْہِ صَلّٰی اللّٰہُ مَا حَجَّ لَہٗ رَکْبٌ وَحُثًّ

اللہ تعالیٰ آپ پر اس وقت تک درود و سلام بھیجے جب تک قافلے حج کرتے رہیں اور حج کی ادائیگی پر برانگیختہ کیا جاتا رہے گا۔''

مالک بن نفیع سے روایت ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ میرا ایک اونٹ بھاگ گیا میں اپنی گدھی پر سوار ہو کر اس کی تلاش میں نکلا۔ کافی جستجو کے بعد میں نے اس کو تلاش کر لیا میں نے اس کو پکڑا اور واپس گھر کی جانب سفر شروع کیا۔ میں ساری رات سفر کرتا رہا۔ جب صبح طلوع ہونے کے قریب ہوئی تو میں نے اپنی گدھی اور اونٹ کو بٹھایا اور آرام کرنے کے لئے ریت کے ٹیلے

میرے پاس آیا میرے کتے نے اس مہمان کو دیکھا اور اس سے قرآن کی تلاوت بھی سنی۔ اس مہمان نے مجھ سے اس کتے کے بارے میں گفتگو کی میں نے حیاض کو دیکھا مجھے محسوس ہوا کہ وہ مہمان کی گفتگو میں پوری دلچسپی لے رہا ہے جب صبح میں اپنے کتے کو لے کر شکار پر جانے لگا تو کتے نے مجھے متردد کر دیا اس نے میرے پیچھے آنے سے انکار کر دیا۔ میں اس کو کھینچ کر جنگل میں لے گیا مجھے ایک جنگلی گدھا نظر آیا میں نے اس پر کتے کو چھوڑا وہ مردہ دلی سے اس کی طرف گیا جب میں نے سوچا کہ اب میرے کتے نے شکار کو پکڑ لیا ہوگا بعینہٖ اسی وقت اس نے اپنے شکار سے اعراض کر لیا۔ پھر میں نے اس کو شتر مرغ کے بچے پر چھوڑا۔ اس وقت بھی اس نے اسی قسم کے رویئے کا اظہار کیا۔ اس کو گائے اور ہرن کے بچے پر بھی چھوڑا گیا لیکن وہ ناکام ہی واپس آیا میں نے اس سے کہا: ـ

اَلَا مَا لِحِیَاضٍ یَحِیْدُ کَاَنَّہٗ رَاٰی الصَّیْدَ مَمْنُوْعًا بِرُوْقِ الْھَازِمِ

''حیاض کو کیا ہو گیا ہے وہ شکار کرنے سے پہلو تہی کرتا ہے گویا کہ وہ سمجھتا ہے کہ دانتوں کے ساتھ شکار کرنا منع ہے۔''

مجھے ہاتف غیبی نے جواب دیا: ـ

یَحِیْدُ لِاَمْرٍ لَوْ بَدَا لَکَ غَیْبُہٗ لَکُنْتَ صَفُوْحًا عَاذِرًا غَیْرَ لَائِمٖ

حیاض نے ایک ایسے امر کے لئے شکار سے کنارہ کشی اختیار کی ہے جو تیرے لئے ظاہر ہو جاتا تو تو بھی معاف کرنے والا اور بغیر ملامت کے عذر قبول کرتا۔''

میں نے اپنے کتے کو پکڑ لیا جب میں اپنے گھر کی طرف لوٹ رہا تھا تو میں نے سر راہ ایک عظیم انسان کو دیکھا وہ جنگلی گدھے پر سوار تھا۔ وہ اس پر چار زانو ہو کر بیٹھا ہوا تھا۔ اس کے ساتھ بھی ایک ایسا ہی انسان تھا جو جنگلی بیل پر سوار تھا۔ ان کے پیچھے ایک سیاہ فام غلام تھا جو ایک کالے کتے کو اس کے گلے کی رسی سے پکڑ کر کھینچ رہا تھا۔ ایک سوار نے حیاض کی طرف اشارہ کیا اور یہ اشعار پڑھے: ـ

وَیْلَکَ یَا حِیَاضُ لِمَ لَا تَصِیْدُ اِخْنِسْ وَحِدْ عَمَّا حَوَتْہُ الْبِیْدُ

''اے حیاض تیرے لئے ہلاکت ہو تو شکار کیوں نہیں کرتا۔ تو پیچھے ہٹ اور جدا ہو جا اس سے جس کو جنگلات نے گھیرے ہوئے ہے۔

اَللّٰہُ اَعْلٰی وَلَہُ التَّوْحِیْدُ وَعَبْدُہٗ مُحَمَّدٌ اَلسَّدِیْدُ

اللہ تعالیٰ بزرگ و برتر ہے اور اسی کے لئے توحید ہے محمد سیدھے راستے والے اللہ کے بندے ہیں۔

سُحْقًا لِقَرَاضٍ وَمَا یَکِیْدُ قَدْ ظَلَّ لَا یُبْدِیْ وَلَا یَعِیْدُ

اللہ تعالیٰ قراض کو اور جو کچھ اس نے مکر کیا ہے اس کو اپنی رحمت سے دور کرے اب نہ وہ ظاہر ہوگا اور نہ ہی واپس آئے گا۔''

یہ اشعار سن کر میں مرعوب ہو گیا۔ کتے نے عاجزی اور فروتنی کا اظہار کیا اور اپنے سر کو نہ اٹھا سکا میں مغموم اور پریشان ہو کر اپنے گھر آ گیا۔ میرا دل ٹوٹ چکا تھا میں نے کروٹیں بدلتے ہوئے ساری رات بسر کی۔ جب رات کے آخری حصہ میں میں

میرے سامنے ایک چٹان تھی شاہین اس پر آیا اور اس نے کتے کو مخاطب کر کے کہا اے سحام! کتے نے کہا لبیک اس عقاب نے کہا بت ہلاک ہو گئے ہیں اور اسلام کا غلبہ ہو چکا ہے اسلام قبول کر لے تو نجات پا لے گا ورنہ تیرا کوئی ٹھکانہ نہ ہو گا یہ کہہ کر شاہین محو پرواز ہو گیا۔ وہ آخری وقت تھا جب میں نے اپنے کتے کو دیکھا اس کے بعد میں نے اس کو کہیں نہ دیکھا۔

اسی طرح عبداللہ بن ذئاب اپنے والد سے روایت کرتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ میں شکار کا بہت دلدادہ تھا ہمارا ایک بت تھا اس کا نام قراض تھا میں اس کے لئے بہت سے جانور ذبح کرتا تھا میں اپنے شکار کو زخمی نہیں کرنا چاہتا تھا اس لئے میں شکار کے منہ پر تیر مارتا تھا لیکن اس احتیاط کے باوجود میں کبھی بھی زندہ شکار لے کر گھر نہیں آیا تھا۔ میں جب بھی شکار کے پاس جاتا وہ قریب المرگ ہی ہوتا۔ جب یہ کیفیت طوالت اختیار کرتی گئی تو میں ''قراض'' کے پاس آیا اور اس کے لئے قربانی کی۔ جانور کا خون اس پر پھینکا پھر میں نے کہا:

قَرَاضُ اَشْکُوْ نَکَدَ الْجَوَارِحِ مِنْ طَائِرٍ ذِیْ مُخْلَبٍ وَنَابِحٍ

''اے قراض! میں تجھ سے پنجوں والے پرندے اور کتے کے شکار کی کمی کا شکوہ کرتا ہوں۔''

وَاَنْتَ لِلْاَمْرِ الشَّدِیْدِ الْفَادِحُ فَافْتَحْ فَقَدْ اُسْھِلَتْ لِلْمَفَاتِحِ

''تو شدید معاملہ کو کھولنے والا ہے پس اس مشکل کو بھی حل کر دے کیونکہ تیرے لئے یہ معاملات آسان کر دیئے گئے ہیں۔''

اس بت کے پیٹ سے مجھے جواب آیا:

دُوْنَکَ کَلْبًا جَارِحًا مُبَارَکًا اُعِدُّ لِلْوَحْشِ سَلَاحًا شَائِکًا
یَغْزُوْ حَزُوْنَ الْاَرْضِ وَالدَّکَادَکَا

''اس کتے کو حاصل کر لو جو زخمی کرنے والا اور مبارک ہے۔ اسے ہر خوبی عطا کر کے وحشی جانور کے لئے تیار کیا گیا ہے وہ ہر قسم کی سخت اور بلند زمین کا قصد کرنے والا ہے۔''

یہ پیغام سن کر میں اپنے خیمے میں آ گیا میں نے وہاں ایک عظیم الشان، بہادر، نڈر، اور بے باک کتا دیکھا اس کے جبڑے بڑے بڑے اور دانت تیز تھے۔ اس کی انگلیاں موٹی تھیں۔ اس کے بال طویل تھے وہ بڑا ہیبت ناک کتا تھا میں نے سیٹی بجائی وہ میرے پاس آ گیا۔ وہ بڑے پیار سے دم ہلا رہا تھا میں نے اس کا نام حیاض رکھ دیا میں نے اس کی جگہ اپنے بستر کے پاس ہی بنائی اور اس کی خوب عزت افزائی کی۔ میں اسے لے کر شکار پر نکلا وہ مجھ سے بھی زیادہ دور بین تھا اس کے سامنے کوئی شکار نہیں ٹھہر سکتا تھا میں اس کو کہتا:

حِیَاضُ اَنَّکَ مَامُوْلٌ مَنَافِعَہٗ وَقَدْ جَعَلْتُکَ مَوْقُوْفًا لِقَرَاضٍ

''حیاض! تجھ سے بہت زیادہ فوائد کی توقع کی جا سکتی ہے میں نے تجھے قراض کے لئے وقف کر دیا ہے۔''

میں اس کتے کے شکار میں سے قراض کے لئے بھی ذبح کرتا تھا اور اسی شکار سے لوگوں کی مہمان نوازی بھی کرتا تھا میں تمام اہل عرب سے زیادہ عیال والا اور زیادہ مہمانوں والا ہی رہا حتیٰ کہ رسول کریم ﷺ کا ظہور ہوا۔ ایک دن ایک مہمان

رَاَیْتُ لَهٗ کَلْبًا یَقُوْمُ بِاَمْرِہٖ یُهَدِّدُ بِالتَّنْکِیْلِ وَالرَّجُفَانِ

میں نے اس کے لئے ایک کتے کو دیکھا جو اس کے لئے امور سرانجام دیتا تھا وہ لوگوں کو زلزلے اور عبرت ناک سزا سے ڈراتا ہے۔

وَلَمَّا رَاَیْتُ اللّٰهَ اَظْهَرَ دِیْنَهٗ اَجَبْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ حِیْنَ دَعَانِیْ

جب میں نے اللہ کو دیکھا کہ اس نے اپنے دین کو غالب کر دیا ہے تو میں نے دعوت مصطفیٰ پر لبیک کہا۔ جب انہوں نے مجھے بلایا۔

وَاَصْبَحْتُ لِلْاِسْلَامِ مَا عِشْتُ نَاصِرًا وَاَلْقَیْتُ فِیْهِ کَلْکَلِیْ وَجِرَانِیْ

میں تاحیات اسلام کا معاون و مددگار بن گیا میں نے اپنا سینہ اور اپنا نظر اسلام کے لئے مخصوص کر لی۔

فَمَنْ مُّبَلِّغٌ سَعْدِ الْعَشِیْرَۃِ اَنَّنِیْ شَرَیْتُ الَّذِیْ یَبْقٰی بِمَا هُوَ فَانِیْ

کون ہے جو سعد العشیرہ تک میرا یہ پیغام پہنچا دے کہ میں نے فانی کے بدلے باقی کو حاصل کر لیا ہے۔''

خرائطی رحمۃ اللہ علیہ نے ''ہواتف'' میں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ ''عام الحدیبیہ'' کو جس رات حضور ﷺ نے اپنے صحابہ کو مکہ معظمہ کے لئے تیاری کرنے کا حکم فرمایا اس رات کوہ ابوقبیس پر کھڑے ہو کر ایک ندا کرنے والے نے ندا کی اس نے یہ صدا اتنی بلند آواز سے لگائی کہ اس کی آواز کو تمام اہل مکہ نے سنا وہ کہہ رہا تھا:۔

هُبُّوْا فَسَاحِرُکُمْ مَعَهٗ صَحَابَتُهٗ مِیْرُوْا اِلَیْهِ وَکُوْنُوْا مَعْشَرًا کِرَامَا

''جلدی چلو تمہارا جادوگر اپنے ساتھیوں سمیت آ گیا ہے اس کی طرف جاؤ اور معزز قبیلہ بن جاؤ۔

شَاهَتْ وُجُوْهُهُمْ مِنْ مَعْشَرٍ نِکَلٍ لَا یُنْصَرُوْنَ اِذَا مَا حَارَبُوْا صَنَمَا

مضبوط بیڑیوں والوں کے چہرے بدل گئے جب وہ بت سے جنگ کریں گے تو ان کی مدد نہیں کی جائے گی۔''

یہ سن کر تمام مشرکین مکہ جمع ہوئے گئے اور انہوں نے عہد کیا کہ اس سال محمد (ﷺ) مکہ معظمہ میں داخل نہیں ہوں گے جب حضور ﷺ کو یہ خبر پہنچی تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ یہ صدا دینے والا شیطان ہے اس کا نام ''سلفع'' ہے اللہ تعالیٰ عنقریب اسے پورا کر دے گا۔ اسی دوران اہل مکہ نے مکہ کی بلند چوٹی سے یہ آواز سنی۔

شَاهَتْ وُجُوْهُ رِجَالٍ حَنَفُوْا صَنَمًا وَخَابَ سَعْیُهُمْ مَا اَقْصَرَ الْهِمَمَا

ان لوگوں کے چہرے بدل گئے جو بت کے آگے جھکتے تھے اور کوشش رائیگاں گئی اور ہمتیں کتنی کم ہو گئیں۔

اِنِّیْ قَتَلْتُ عَدُوَّ اللّٰهِ سَلْفَعَۃَ شَیْطَانَ اَوْثَانِکُمْ سُحْقًا لِمَنْ ظَلَمَا

میں نے اللہ کے دشمن ''سلفعہ'' کو قتل کر دیا ہے وہ سلفعہ جو تمہارے بتوں کا شیطان تھا اور ظالم پر اللہ کی لعنت ہو۔

وَقَدْ اَتَاکُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ فِیْ نَفَرٍ وَکُلُّهُمْ مُحْرَمٌ لَا یَسْفِکُوْنَ دَمَا

تمہارے پاس حضور ﷺ اپنے صحابہ کے ساتھ تشریف لا رہے ہیں انہوں نے احرام باندھ رکھا ہے وہ خون نہیں

نے آنکھیں کھولیں تو مجھے عجیب آواز سنائی دی میں نے غور سے دیکھا تو مجھے معلوم ہوا کہ کالا کتا حیاض کو کھینچ رہا تھا۔ حیاض اس سے کہہ رہا تھا ابھی صبر کر میرا مالک جاگ رہا ہے۔ اس کالے کتے نے جواب دیا نہیں تمہارا مالک سو چکا ہے میں ابھی جا کر اسے دیکھتا ہوں وہ میرے پاس آیا اور مجھے غور سے دیکھا پھر حیاض کے پاس گیا اور اس سے کہنے لگا۔ تیرا مالک سو چکا ہے اب نہ ہمیں کوئی دیکھ رہا ہے اور نہ ہی ہماری گفتگو کو کوئی سن رہا ہے۔ پھر اس کالے کتے نے کہا کیا تو نے "عفریتین" کو دیکھا ہے اور ان کی گفتگو کو سنا ہے حیاض نے کہا ہاں میں نے ان کو دیکھا بھی ہے اور ان کی گفتگو کو بھی سنا ہے اس کتے نے کہا ان دونوں نے اسلام قبول کر لیا ہے اور انہوں نے محمد مصطفیٰ ﷺ کی پیروی کی ہے۔ انہیں بتوں کے شیاطین پر مسلط کر دیا گیا ہے انہوں نے کسی بت کے شیطان کو بھی نہیں چھوڑا۔ انہوں نے مجھے بھی شدید تکلیف دی اور مجھ سے وعدہ لیا کہ اس کے بعد میں کسی بھی بت کے قریب تک نہ جاؤں۔ اب میں ہند کے جزیروں کی طرف جا رہا ہوں۔ تیری کیا رائے ہے؟ حیاض نے کہا ہمارا معاملہ ایک جیسا ہے وہ بھی اسی کے ساتھ چلا گیا۔ اس کے بعد میں اپنے بستر سے اٹھا او دیکھا تو وہاں نہ تو کوئی وجود تھا اور نہ ہی کسی وجود کے اثرات تھے صبح کے وقت میں نے اپنی قوم کو تمام واقعہ سنایا اور اس سے کہا میں اس نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں جا رہا ہوں تمہارے حکماء اور خطباء میں سے کون ہے جو میرے ساتھ جائے گا۔ میری قوم نے مجھ سے کہا "کیا تو اپنے اپنے آباء و اجداد کے دین سے روگردانی کر رہا ہے" میں نے ان سے کہا "میرا تعلق تمہارے ساتھ ہی ہے جس چیز کو تم ناپسند کرتے ہو میں بھی اسے ناپسند کرتا ہوں۔" میں نے اپنے بت کو توڑا اور چپکے سے کھسک آیا میں مدینہ طیبہ کی طرف عازم سفر ہوا جب میں وہاں پہنچا تو سرور کائنات ﷺ خطبہ ارشاد فرما رہے تھے میں منبر شریف کے سامنے بیٹھ گیا۔ آپ ﷺ نے خطبہ کے بعد فرمایا "میرے منبر کے سامنے "سعد العشیرہ" کا ایک آدمی بیٹھا ہوا ہے۔ وہ اسلام قبول کرنے کا خواہاں ہے اس سے قبل نہ ہی میں نے اس کو دیکھا اور نہ ہی اس نے مجھے دیکھا نہ ہی میں نے اس سے گفتگو کی نہ ہی وہ مجھ سے ہم کلام ہوا وہ عنقریب تمہیں ایک عجیب و غریب خبر سنائے گا۔ آپ ﷺ منبر شریف سے نیچے تشریف لائے اور نماز ادا فرمائی پھر آپ ﷺ نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا سعد العشیرہ کے بھائی! قریب ہو جاؤ اور ہم کو حیاض اور قراض کے متعلق بتاؤ۔ جو کچھ تم نے سنا ہے یا دیکھا ہے اس کی ہمیں خبر دو میں نے کھڑے ہو کر اپنا تمام قصہ سنا دیا میری داستان کو تمام مسلمان سن رہے تھے میری عجیب حکایت کو سن کر تاجدار مدینہ ﷺ نے مسرت کا اظہار فرمایا اور مجھے اسلام کی طرف دعوت دی اور قرآن پاک کی تلاوت سنائی میں نے اسلام قبول کر لیا۔ میں نے یہ اشعار اسی مناسبت سے کہے ہیں:

تَبِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ اِذْ جَآءَ بِالْهُدٰى وَخَلَّفْتُ قَرَاضًا بِدَارِ هُوَانِ

"جب حضور نبی کریم ﷺ ہدایت کے ساتھ تشریف لائے تو میں نے آپ کی اتباع کی اور قراض کو میں ذلت کے گھر میں چھوڑ آیا ہوں۔

شَدَدْتُ عَلَيْهِ شِدَّةً فَتَرَكْتُهٗ كَاَنْ لَّمْ يَكُنْ وَالدَّهْرُ ذُوْحَدَثَانِ

میں نے اس پر شدت اختیار کی اور میں نے اس کو اس طرح چھوڑ دیا گویا وہ تھا ہی نہیں اور زمانہ حادثات والا ہے۔

یہ شیطان ہے جس شیطان نے بھی لوگوں کو کسی نبی کے خلاف ابھارا اللہ تعالیٰ نے اس کو ہلاک کر دیا۔ ابھی کچھ دن ہی گزرے تھے کہ رسول کریم ﷺ نے ہمیں فرمایا اللہ تعالیٰ نے اس شیطان کو ایک جن کے ہاتھوں ہلاک کر دیا ہے پہلے اس جن کا نام سمج تھا میں نے اس کا نام عبداللہ رکھا رات کے وقت ہم نے اسی جگہ سے یہ صدا سنی ہم نے مسعر کو قتل کر دیا ہے۔

ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ نے جندل ابن نضلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے وہ بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئے اور عرض کی کہ ایک جن میرا دوست تھا وہ میرے پاس آیا اور کہنے لگا: ۔

هَبْ فَقَدْ لَاحَ سِرَاجُ الدِّيْنِ بِصَادِقٍ مُهَذَّبٍ اَمِيْنٍ

"دین کا سورج ضوفشاں ہو چکا ہے اور اس کو یہ اجالا نبی صادق مہذب امین کی وجہ سے نصیب ہوا ہے۔

اَدْلَجَ عَنْ نَاحِيَةِ اَمُوْنَ تَمَشّٰى عَلَى الصَّحْصَحِ وَالْحَزُوْنِ

وہ امون کی طرف سے داخل ہوا وہ چٹیل میدان اور پہاڑوں پر چلا۔"

میں نے گھبرا کر پوچھا اس سے تیرا مطلب کیا ہے اس نے کہا زمین کو بچھانے والے کی قسم! فرض کو مقرر کرنے والے کی قسم! محمد عربی ﷺ مبعوث ہو چکے ہیں وہ مقدس حرم میں پروان چڑھے ہیں اور وہ ہجرت کر کے مدینہ طیبہ تشریف لے گئے ہیں یہ سن کر میں مدینۃ النبی کی طرف عازم سفر ہوا اس وقت میں نے ہاتف غیبی سے یہ آواز سنی: ۔

يَا اَيُّهَا الرَّاكِبُ الْمُزْجِيْ مَطِيَّتَهٗ نَحْوَ الرَّسُوْلِ لَقَدْ وُفِّقْتَ لِلرُّشْدِ

"اے وہ سعادت مند انسان جو اپنی سواری کو رسول اللہ ﷺ کی طرف ہانک کر لے جا رہا ہے تجھے ہدایت کی توفیق دی۔"

ابن الکلبی رحمۃ اللہ علیہ نے عدی بن حاتم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے وہ کہتے ہیں کہ میرا ایک خادم تھا اس کا نام حابس بن دغنہ تھا۔ ایک دن میں اپنے گھر کے صحن میں بیٹھا ہوا تھا کہ وہ گھبرا کر میرے پاس آیا اور کہنے لگا اپنے اونٹ لے لو۔ میں نے کہا تجھے کیا ہوا ہے اس نے کہا کہ میں فلاں وادی میں تھا وہاں ایک شخص بلند ہوا اس کا سر چکی کی طرح تھا پھر وہ عقاب کی طرح نیچے آیا وہ آہستہ آہستہ نیچے آ رہا تھا حتیٰ کہ اس کے قدم زمین پر لگ گئے۔ میں نے آج تک اتنی بڑی چیز نہیں دیکھی اس نے کہا: ۔

يَا حَابِسَ بْنَ دَغْنَةَ يَا حَابِسُ لَا يَعْرِضَنَّ اِلَيْكَ ذُوالْوَسَاوِسِ

اے حابس بن دغنہ اے حابس شیطان تیری سمت نہ آئے

هٰذَا سَنَا النُّوْرِ بِكَفِّ الْقَابِسِ فَاجْنَحْ اِلَى الْحَقِّ وَلَا تُوَالِسِ

"یہ آگ والے کے ہاتھ میں نور کی روشنی ہے حق کی طرف مائل ہو جا اور دھوکا نہ دے۔"

یہ کہنے کے بعد وہ غائب ہو گیا میں اپنے اونٹوں کو لے کر دوسری وادی میں چلا گیا۔ میں وہاں سو گیا اسی اثناء میں مجھے کسی سوار نے اپنی ٹانگ ماری جب میں بیدار ہوا تو میں نے دیکھا کہ میرے ساتھ وہی شخص کھڑا ہے اور وہ کہہ رہا ہے:

بہائیں گے۔"

ابونعیم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا ہے کہ ایک غیبی صدا نے کوہ ابوقبیس پر کھڑے ہو کر یوں صدا دی:

قَبَّحَ اللّٰهُ رَأْیَ کَعْبِ ابْنِ فِهْرٍ فِی رَقِیْقِ الْعُقُوْلِ وَالْاَحْلَامِ

اللہ رب العزت کعب بن فہر کی اس رائے کو قبیح فرمائے جو عقل و دانش سے عاری ہے۔

دِیْنُهَا اِنَّهَا یُعَنِّفُ فِیْهَا دِیْنَ آبَائِهَا الْعُمَاةِ الْکِرَامِ

ان کا دین یہ ہے کہ وہ اپنے معزز و محترم آباء کے دین پر عیب لگاتا ہے۔

حَالَفَ الْجِنَّ جِنَّ بُصْرٰی عَلَیْکُمْ وَرِجَالَ النَّخِیْلِ وَالْآطَامِ

اس نے تمہارے خلاف بصری کے جنات نخلستانوں اور ٹیلوں کے لوگوں سے عہد لیا ہے۔

یُوْشِکُ الْخَیْلَ اَنْ تَرَوْهَا تُهَادِیْ تُقْتَلُ الْقَوْمُ فِی الْبِلَادِ الْعِظَامِ

قریب ہے کہ وہ دیکھیں کہ اسلام کا لشکر یہاں آ گیا ہے اور باعظمت شہروں میں قوم کو قتل کیا جا رہا ہے۔

هَلْ کَرِیْمٌ مِّنْکُمْ لَهٗ نَفْسُ حُرٍّ مَاجِدُ الْوَالِدَیْنِ وَالْاَعْمَامِ

کیا تم میں سے ایک ایسا معزز شخص ہے جو آزاد بھی ہو اور جس کے والدین اور چچا محترم بھی ہوں۔

ضَارِبَ ضَرْبَةً تَکُوْنُ نِکَالًا وَرَوَاحًا مِنْ کُرْبَةٍ وَاغْتِمَامِ

اور وہ ایک ایسی ضرب لگائے جو عبرت کا باعث بھی ہو اور رنج و غم سے نجات بھی عطا کرے۔

صبح کے وقت یہ اشعار مکہ معظمہ میں پھیل گئے مشرکین مکہ ایک دوسرے کو سنانے لگے انہوں نے مسلمانوں کے ساتھ جنگ کرنے کا ارادہ کر لیا اس وقت نبی مکرم ﷺ نے فرمایا یہ شیطان ہے اس کا نام مسعر ہے۔ یہ بتوں کے متعلق لوگوں سے گفتگو کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اسے رسوا فرمائے گا ابھی تین دن ہی گزرے تھے کہ لوگوں نے ایک پہاڑ پر یہ غیبی ندا سنی:

نَحْنُ قَتَلْنَا مِسْعَرًا لَمَّا طَغٰی وَاسْتَکْبَرَا
وَسَفِهَ الْحَقَّ وَسَنَّ الْمُنْکَرَا بِشَتْمِهٖ نَبِیَّنَا الْمُطَهَّرَا

ہم نے مسعر کو ہلاک کر دیا جب اس نے سرکشی کی اور تکبر کیا اس نے حق کا مذاق اڑایا برائی کا رواج عام کیا۔ ہمارے نبی مکرم ﷺ کو برے الفاظ سے یاد کر کے؟

حضور ﷺ نے فرمایا کہ یہ ایک بہت بڑا جن ہے اس کا نام سمج ہے یہ مجھ پر ایمان لایا میں نے اس کا نام عبداللہ رکھا ہے اس نے مجھے بتایا ہے کہ وہ کئی دنوں سے مسعر کی تلاش میں تھا۔

فاکہی رحمۃ اللہ علیہ نے "اخبار مکہ" میں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے اور وہ حضرت عامر بن ربیعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں کہ ہم مکہ معظمہ میں حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر تھے ابھی دین اسلام کا آغاز ہی تھا ہم نے مکہ کی پہاڑیوں پر سے ایک صدا سنی وہ لوگوں کو مسلمانوں کے خلاف برانگیختہ کر رہا تھا حضور ﷺ نے فرمایا

ابوسعد اور ابونعیم رحمہما اللہ تعالیٰ نے امام زہری رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا ہے کہ اسلام کے ظہور سے قبل جنات آسمان کی پوشیدہ گفتگو سن لیا کرتے تھے جب اسلام کا ظہور ہوا تو انہیں ایسا کرنے سے روک دیا گیا بنو اسد میں ایک عورت تھی اس کا نام ''شعیرہ'' تھا ایک جن اس کے تابع تھا جب اس جن نے محسوس کیا کہ اب آسمان کی باتیں نہیں سنی جا سکتیں وہ اس عورت کے پاس آیا اس کے سینے میں داخل ہو گیا اور یوں چیخنے لگا: ''گردن پر مار دیا گیا ہے اور ایک ایسا معاملہ آ گیا جس کو برداشت کرنے کی طاقت نہیں احمد مجتبیٰ ﷺ نے زنا کو حرام قرار دیا ہے۔''

زبیر بن بکار رحمۃ اللہ علیہ نے ''الموفقیات'' میں اور ابونعیم رحمۃ اللہ علیہ نے شہر بن حوشب کی سند سے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا ہے وہ حضرت سعد بن عبادۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں جب ہم نے رسول کریم ﷺ کی بیعت کی تو میں کسی کام کے لئے حضر موت گیا۔ جب میں اپنا کام مکمل کر کے واپس آ رہا تھا تو راستہ میں سو گیا رات کے وقت کوئی کہنے والا کہہ رہا تھا:

اَبَا عَمْرٍو تَاَوَّبَنِی الشُّهُوْدُ   وَلَاحَ النَّوْمُ وَانْقَطَعَ الْهَجُوْدُ

''اے ابو عمرو مجھے بیداری نے آ لیا ہے نیند ختم ہو گئی اور رات کو سونا ختم ہو گیا۔''

پھر ایک چیخنے والا چلایا اے خرعب کھیل کود ختم ہو چکا ہے زہرہ اور یثرب کے درمیان ایک عجیب واقعہ رونما ہو چکا ہے اس نے پوچھا اے شاصب! وہ کون سا واقعہ ہے اس نے جواب میں کہا نبی السلام ﷺ مبعوث ہو چکے ہیں۔ ان پر خیر الکلام اترتا ہے وہ تمام بنی نوع انسان کے نبی ہیں وہ بلد حرام سے ہجرت فرما کر کھجوروں اور ٹیلوں والی سرزمین میں تشریف لا چکے ہیں جب صبح ہوئی تو میں صورت حال کا جائزہ لینے کے لئے اس سمت گیا جہاں سے آواز آ رہی تھی وہاں میں نے دیکھا کہ عظایہ (1) اور سانپ مرے ہوئے ہیں اس واقعہ سے قبل مجھے معلوم نہیں تھا کہ حضور ﷺ ہجرت فرما کر مدینہ طیبہ تشریف لا چکے ہیں۔

.....................O.....................

1۔ چھپکلی کی مانند ایک جانور۔

يَا حَابِسُ اِسْمَعْ مَا اَقُوْلُ تَرْشُدِ   لَيْسَ ضَلُوْلٌ جَائِرٌ كَمُهْتَدِ

"اے حابس! جو کچھ میں کہہ رہا ہوں اس کو سنو تم ہدایت پا جاؤ گے گمراہ اور ظالم ہدایت یافتہ کی طرح نہیں ہوتا۔

لَا تَتْرُكَنْ لَهَجَ الطَّرِيْقِ الْاَقْصَدِ   قَدْ نَسَخَ الدِّيْنُ بِدِيْنِ اَحْمَدَ

تو سیدھے راستے کو نہ چھوڑ۔ حضور نبی کریم ﷺ کے دین کی وجہ سے سابقہ دین ناسخ ہو چکا ہے۔"

یہ اشعار سن کر مجھ پر بے ہوشی چھا گئی جب مجھے افاقہ ہوا تو اللہ تعالیٰ نے میرے دل کو اسلام کے لئے چن لیا تھا۔

ابو سعد رحمۃ اللہ علیہ نے "شرف المصطفیٰ" میں جد بن قیس المرادی سے روایت کیا ہے وہ کہتے ہیں کہ ہم چار افراد نے زمانہ جاہلیت میں حج کا ارادہ کیا جب ہم یمن کی ایک وادی میں سے گزرے تو وہاں رات کی تاریکی چھا گئی ہم نے اس وادی کے عظیم جن سے پناہ طلب کی اور اپنی سواریوں کو باندھ دیا جب رات کے پرسکون لمحات گزرنے لگے اور میرے ساتھی سو گئے تو وادی کے ایک کنارے سے ہاتف غیبی نے یوں صدا دی: ۔

اَلَا اَيُّهَا الرَّكْبُ الْمُعَرِّسُ بَلِّغُوْا   اِذَا مَا وَقَفْتُمْ بِالْحَطِيْمِ وَزَمْزَمَا

"اے رات کے وقت آرام کرنے والے قافلے! جب تم حطیم اور زمزم کے پاس ٹھہرو تو"

مُحَمَّدًا الْمَبْعُوْثَ مِنَّا تَحِيَّةً   تُشَيِّعُهُ مِنْ حَيْثُ سَارَ وَ يَمَّمَا

ہماری طرف سے محمد ﷺ کو سلام عرض کرنا اور ان کے ہمراہ ہو جاؤ وہ جہاں کہیں بھی تشریف لے جائیں یا جانے کا ارادہ فرمائیں۔

وَقُوْلُوْا لَهٗ اِنَّا لِدِيْنِكَ شِيْعَةٌ   بِذَالِكَ اَوْصَانَا الْمَسِيْحُ ابْنُ مَرْيَمَا

آپ ﷺ سے عرض کرو کہ ہم آپ کے دین کے معاون ہیں اور اسی چیز کی وصیت ہم کو حضرت مسیح ابن مریم علیہ السلام نے کی تھی۔"

ابو سعد رحمۃ اللہ علیہ نے "شرف المصطفیٰ" میں ضعیف سند سے روایت کیا ہے کہ جندع بن الصمید کے پاس ایک آنے والا آیا اور اس سے کہنے لگا اے جندع بن صمید!

اَسْلِمْ تَفُزْ وَ تَسْلَمْ مِنْ حَرِّ نَارٍ تَضْرِمِ

"تو اسلام قبول کر لے کامیاب ہو جائے گا اور بھڑکتی ہوئی آگ کی تپش سے بچ جائے گا۔"

اس نے کہا اسلام کیا ہے ہاتف غیبی نے کہا بتوں سے بیزاری اور ملک عدم کے لئے اخلاص کا اظہار اسلام ہے اس نے کہا ایسے دین تک رسائی کیسے ممکن ہے اس نے جواب دیا عرب سے ایک مکرم نبی ﷺ کے ظہور کا وقت قریب آ گیا ہے وہ کریم النسب اور اعلیٰ حسب کے مالک ہوں گے وہ حرم پاک سے ظہور فرمائیں گے عرب و عجم ان کے دین کو اختیار کرے گا ابن الصمید نے یہ واقعہ اپنے چچا زاد بھائی رافع بن خداش کو سنایا جب حضور نبی کریم ﷺ ہجرت فرما کر مدینہ طیبہ تشریف لائے تو یہ بارگاہ رسالت میں حاضر ہوا اور دولت اسلام سے مالا مال ہوا۔

جاگیر عطا فرمائی۔ آپ ﷺ نے پانی سے بھرا ہوا ایک برتن منگوایا اور اس میں اپنا لعاب ڈالا اور حضرت راشد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حکم فرمایا اس پانی کو اپنی جاگیر کی بلند زمین پر گرا دینا اور اپنی ضرورت سے زیادہ مال سے لوگوں کو نہ روکنا۔ انہوں نے ایسے ہی کیا۔ جب انہوں نے اس پانی کو اپنی جاگیر کی اونچی زمین پر گرایا تو وہاں سے ایک بڑا چشمہ بہہ نکلا۔ حضرت راشد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی زمین میں کھجور کے باغات لگائے کہا جاتا ہے کہ تمام ''رہاط'' اسی چشمہ کے پانی سے سیراب ہوتا تھا لوگ اس پانی کو ''مَاءُ الرَّسُوْلِ'' (رسول مکرم ﷺ کا پانی) کے دلنواز نام سے یاد کرتے تھے جب وہاں کے مریض اس چشمے پر آ کر غسل کرتے تو اللہ تعالیٰ انہیں شفاء عطا فرما دیتا۔

عباس بن مرداس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ میرے باپ کے پاس ایک بت تھا اس کا نام ضمار تھا وہ اس کی پوجا کیا کرتا تھا جب اس کی وفات کا وقت قریب ہوا تو اس نے اپنے بیٹے عباس سے کہا اے میرے فرزند دلبند! ضمار کی پرستش کیا کرو یہ تمہیں نفع دے گا اس کی وجہ سے تمہیں کوئی نقصان نہیں پہنچے گا۔ اس کی وفات کے بعد عباس اس بت کی عبادت میں مصروف ہو گئے ایک دن انہوں نے سنا کہ بت کے پیٹ سے آواز آ رہی تھی کوئی کہنے والا کہہ رہا تھا:

قُلْ لِلْقَبَائِلِ مِنْ سُلَيْمٍ كُلِّهَا ۞ اُوْدِیَ ضَمَارٌ وَعَاشَ اَهْلُ الْمَسْجِدِ

اِنَّ الَّذِیْ وَرِثَ النُّبُوَّةَ وَالْهُدٰی ۞ بَعْدَ ابْنِ مَرْيَمَ مِنْ قُرَيْشٍ مُهْتَدٰی

اُوْدِیَ ضَمَارٌ وَكَانَ يُعْبَدُ مُدَّةً ۞ قَبْلَ الْكِتَابِ اِلَی النَّبِیِّ مُحَمَّدٍ

''ان تمام قبائل سے کہو جن کا تعلق سلیم سے ہے کہ ضمار ہلاک ہو گیا اور اہل مسجد نے زندگی پالی بے شک وہ ذات جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بعد نبوت اور ہدایت کا وارث بنی اس کا تعلق قریش سے ہے وہ ہدایت یافتہ ہے۔ ضمار ہلاک ہو گیا حالانکہ محمد ﷺ پر کتاب کے نازل ہونے سے پہلے طویل مدت اس کی عبادت کی جاتی رہی۔''

یہ سن کر حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ضمار نامی بت کو نذر آتش کر دیا اور بارگاہ رسالت میں حاضر ہو گئے۔ ایک روایت میں ہے کہ دوپہر کے وقت حضرت عباس بن مرداس رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے اونٹوں میں تھے آپ کے پاس ایک شخص آیا وہ سفید شتر مرغ پر سوار تھا اور اس نے سفید لباس ہی پہنا ہوا تھا اس نے حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا ''اے عباس! کیا تو نے آسمان کی طرف نہیں دیکھا کہ اس کے چوکیدار تھک گئے ہیں جنگ نے اپنے لوگوں کو جلا کر خاکستر بنا دیا ہے اور گھوڑوں نے اپنے سواروں کو گرا دیا ہے بے شک وہ ذات کریمانہ جن پر نیکی اور تقویٰ کا نزول ہوا ہے۔ قصویٰ نامی اونٹنی پر تشریف فرما ہے۔''

حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں میں اس شخص کی یہ گفتگو سن کر گھبرا گیا میں اپنے بت کے پاس آیا اس کو ہم ضمار کہتے تھے۔ ہم اس کی پوجا کیا کرتے تھے ہم اس کے پیٹ سے گفتگو کرتے تھے میں نے اس بت کے ارد گرد جھاڑو دیا اور اس پر ہاتھ پھیرا اچانک مجھے اس کے پیٹ میں سے کسی شخص کے چیخنے کی آواز سنائی دی (پھر انہوں نے مذکورہ بالا اشعار سنائے) حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ اس واقعہ کے بعد میں اپنی قوم بنو حارثہ کے ساتھ بارگاہ رسالت میں حاضر ہوا۔

چھٹا باب

اس باب میں حضور ﷺ کے متعلق وہ بشارات بیان کی جائیں گی جو بتوں سے سنی گئیں

ابونعیم رحمۃ اللہ علیہ نے حکیم بن عطاء السلمی سے وہ اپنے باپ اور وہ اپنے باپ حضرت راشد بن عبدربہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک مشہور بت تھا جو سواع کے نام سے مشہور تھا۔ بنوظفر نے مجھے اس بت کی طرف کچھ تحائف دے کر بھیجا۔ میں صبح کے وقت ''سواع'' کے علاوہ ایک اور بت کے پاس آیا میں نے اچانک سنا کہ کوئی چیخنے والا اس بت کے پیٹ میں چیخ رہا تھا۔ مجھے اس آواز پر بڑا تعجب ہوا اس بت کے پیٹ سے آواز آرہی تھی ''بنوعبدالمطلب سے ایک نبی محترم ﷺ کا ظہور ہونے والا ہے وہ زنا اور سود کو حرام کردیں گے۔ وہ بتوں کے لئے جانوروں کو ذبح کرنا بھی حرام قرار دیں گے، آسمان کی حفاظت کردی گئی ہے اور اب شیاطین کو آگ کے انگارے مارے جاتے ہیں۔'' اس کے بعد دوسرے بت کے پیٹ میں سے آواز آئی ''ضمار'' (بت کا نام) کی پوجا کو ترک کردیا گیا ہے حالانکہ اس سے قبل اس کی پوجا کی جاتی تھی۔ حضرت احمد مجتبیٰ ﷺ کا ظہور ہو گیا ہے وہ نماز ادا فرماتے ہیں زکوٰۃ ادا کرنے، روزہ رکھنے، نیکی کرنے اور صلہ رحمی کرنے کا حکم فرماتے ہیں۔

پھر تیسرے بت کے پیٹ میں سے آواز آئی:

اِنَّ الَّذِیْ وَرِثَ النُّبُوَّۃَ وَالْھُدٰی　　بَعْدَ ابْنِ مَرْیَمَ مِنْ قُرَیْشٍ مُّھْتَدٰی

''وہ ہستی والا جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بعد نبوت اور ہدایت کے وارث ہوئے ہیں ان کا تعلق قریش سے ہے اور ہدایت یافتہ ہیں۔''

وہ ایسے نبی محترم ﷺ ہیں جو ماضی اور مستقبل کی خبریں بیان فرماتے ہیں حضرت راشد رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں ''میں صبح کے وقت ''سواع'' کے پاس گیا میں نے وہاں دیکھا کہ دو سانپ اس کو چاٹ رہے ہیں وہ ان تحائف کو نگل رہے تھے جو اس بت کے سامنے رکھے ہوئے تھے پھر وہ بت کے جسم پر چڑھ کر پیشاب کرنے لگے'' میں نے اس وقت کہا:

اَرَبٌّ یَبُوْلُ الثُّعْلَبَانِ بِرَاْسِہٖ　　لَقَدْ ذَلَّ مَنْ بَالَتْ عَلَیْہِ الثَّعَالِبُ

''کیا وہ رب ہوسکتا ہے جس کے سر پر دو سانپ پیشاب کررہے ہوں۔ جس پر سانپوں نے پیشاب کردیا وہ تو ذلیل ہو گیا۔''

یہ اس زمانہ کا واقعہ ہے جب تاجدار مدینہ ﷺ ہجرت فرما کر مدینہ طیبہ تشریف لے گئے تھے حضرت راشد رضی اللہ تعالیٰ عنہ مدینہ طیبہ میں بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئے اور اسلام قبول کیا حضور اکرم ﷺ کے دست اقدس پر بیعت کی۔ انہوں نے شہریار مدینہ ﷺ سے ''رہاط'' کے مقام پر ایک جاگیر طلب کی آپ ﷺ نے حضرت راشد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو وہ

اے سوار! یہ بات عمرو اور اس کے بھائیوں تک پہنچا دے کہ اس نے جب کہا کہ میرا رب باذر ہے تو میں اس سے ناراض ہوں۔''

حضرت مازن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں میں نے عرض کی یارسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم میں گانے کا شوقین ہوں، شراب نوشی میری عادت ہے اور بدکارہ عورتوں کا دلدادہ ہوں یعنی وہی عورتیں جو ناز وادا سے چلتی ہیں۔ جب ہم پر کچھ سال قحط سالی کا دور دورہ رہا تو وہ عورتیں تمام مال لے کر بھاگ گئیں اور اہل وعیال کو کمزور کر گئیں۔ یارسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم میرا کوئی بچہ نہیں آپ دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ ان برائیوں کو مجھ سے دور فرمائے مجھے حیاء عطا فرمائے اور مجھے اولاد نرینہ سے نوازے آپ ﷺ نے دعا مانگی اے میرے مولا! اس کے گانے کے شوق کو قرآن پاک پڑھنے کے شوق میں تبدیل فرما۔ اس کے حرام کو حلال میں تبدیل فرما۔ شراب کے بدلے اس کو ایسی سیرابی عطا فرما جس میں کوئی گناہ نہ ہو۔ اس کی بدکاری کو عفت میں تبدیل فرما۔ اسے شرم وحیا عطا فرما اور اسے لخت جگر عطا فرما حضرت مازن رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ کی دعا کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے میری تمام بری عادات کو ختم کر دیا میں نے قرآن پاک کا کچھ حصہ یاد کر لیا میں نے کئی حج کیے۔ میرا گاؤں اور اس کا ارد گرد سرسبز شاداب ہو گیا میں نے چار آزاد اور نیک خواتین سے شادی کی اللہ تعالیٰ نے مجھے اولاد عطا کی پھر آپ یہ اشعار پڑھتے:

اِلَیْکَ رَسُوْلَ اللّٰهِ حَنَّتْ مَطِیَّتِیْ   تَجُوْبُ الْفَیَافِیْ مِنْ عُمَّانَ اِلَی الْعَرَجِ

''یارسول اللہ! آپ ہی کی جانب میری اونٹنی شوق سے سفر طے کرتی ہے وہ عمان سے لے کر عرج تک کے جنگلات کو عبور کرتی ہے۔

لِتَشْفَعَ لِیْ یَا خَیْرَ مَنْ وَطِیَ الْحَصٰی   فَیُغْفَرُ لِیْ ذَنْبِیْ وَ اَرْجِعُ بِالْفَلَجِ

تاکہ آپ میرے لئے شفاعت فرمائیں اے کائنات کے بہترین انسان! اور میرے گناہ معاف ہو جائیں اور میں

اِلٰی مَعْشَرٍ خَالَفْتُ فِی اللّٰهِ دِیْنَهُمْ   وَلَا رَأْیُهُمْ رَأْیِیْ وَلَا نَهْجُهُمْ نَهْجِیْ

معشر کی طرف کامیابی سے لوٹوں میں نے اللہ کے لئے ان کے دین کی مخالفت کی نہ ان کی رائے میری رائے ہے اور نہ ہی ان کا طریقہ میرا طریقہ ہے۔

وَ کُنْتُ امْرَأً بِالْعَهْرِ وَالْخَمْرِ مُوْلَعًا   شَبَابِیْ حَتّٰی آذَنَ الْجِسْمَ بِالنَّهَجِ

میں وہ شخص تھا جو بدکاری اور شراب کا دلدادہ تھا لیکن انہوں نے میرے جسم کو راہ راست سے آگاہ کر دیا۔

فَبَدَّلَنِیْ بِالْخَمْرِ خَوْفًا وَّ خَشْیَةً   وَبِالْعَهْرِ اِحْصَانًا فَحَصَّنَ لِیْ فَرْجِیْ

اللہ تعالیٰ نے میری شراب نوشی کو خوف اور ڈر میں تبدیل کر دیا اور مجھے بدکاری سے محفوظ کر دیا اور میری شرم گاہ کی حفاظت کر دی۔

فَاَصْبَحْتُ هَمِّیْ فِی الْجِهَادِ وَنِیَّتِیْ   فَلِلّٰهِ مَا صَوْمِیْ وَلِلّٰهِ مَا حَجِّیْ

میں مسجد نبوی میں داخل ہوا جب مجھے سرور دو جہاں ﷺ نے دیکھا تو آپ نے تبسم فرمایا آپ ﷺ نے فرمایا اے عباس! تیرے اسلام قبول کرنے کی داستان کیا ہے میں نے آپ ﷺ کو تمام واقعہ عرض کیا آپ ﷺ نے فرمایا تو نے سچ کہا ہے اس کے بعد میں نے اور میری تمام قوم نے اسلام قبول کر لیا۔

اسی طرح حضرت مازن بن القصر یہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں ''عمان'' کے قریب ایک بت کی خدمت کیا کرتا تھا اس کا نام بادر تھا۔ ہم نے ایک دن اس کے سامنے ایک ''ذبیحہ'' رکھا ہم نے سنا کہ اس کے پیٹ سے آواز آ رہی تھی:

یَا مَازِنُ اِسۡمَعۡ تَسُرٌ ظُهُوۡرَ خَيۡرِ بَشَرٌ

''اے مازن سنو تم خوش ہو جاؤ خیر البشر ﷺ کا ظہور ہو چکا ہے۔

بُعِثَ نَبِيٌّ مِنۡ مُضَرٌ يُدَيِّنُ دِيۡنَ اللّٰهِ بِرٌ

قبیلہ مضر سے نبی ﷺ کا ظہور ہو چکا ہے۔ وہ لوگوں کو اللہ تعالیٰ کے پاکیزہ دین کی تبلیغ فرمائیں گے۔

فَدَعۡ نَحِيۡتًا مِنۡ حَجَرٌ تَسۡلَمۡ مِنۡ حَرِّ سَقَرٌ

پتھر کے بت کو چھوڑ و تم جہنم کی گرمی سے محفوظ رہو گے۔

حضرت مازن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں یہ سن کر میں اس بت سے ڈر گیا لیکن اس میں سے ابھی تک مزید صدا آ رہی تھی:

اَقۡبِلۡ اِلَيَّ اَقۡبِلۡ مُسۡتَمِعًا لَا تَجۡهَلٗ هٰذَا نَبِيٌّ مُرۡسَلٌ جَآءَ بِحَقٍّ مُنۡزَلٗ

میری طرف آؤ، آؤ میری بات سنو اور جاہل نہ بنو یہ نبی ﷺ ہیں جو سچا کلام لے کر تشریف لائے ہیں۔''

میں نے کہا یہ بڑا تعجب خیز واقعہ ہے یقیناً اس سے میری ہی بھلائی مقصود ہے۔ حضرت مازن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ ہم ابھی اسی کیفیت میں تھے کہ حجاز مقدس کی طرف سے ایک شخص ہمارے پاس آیا ہم نے اس سے کہا اپنے علاقہ کی کوئی نئی خبر سناؤ۔ اس نے کہا حجاز مقدس میں ایک ایسے شخص کا ظہور ہوا ہے جن کا نام مبارک احمد ہے ان کے پاس جو بھی جاتا ہے وہ اسے یہ کہتے ہیں کہ اللہ کی طرف بلانے والے کی دعوت پر لبیک کہو میں نے کہا یہی خبر میں نے پہلے بھی سنی ہے میں اپنے بت کے پاس گیا اور اس کو توڑ دیا اپنی سواری پر سوار ہو کر بارگاہ رسالت میں آیا اللہ تعالیٰ نے اسلام کے لئے میرے سینے کو کھول دیا میں نے اسلام قبول کر لیا اس وقت میں نے یہ اشعار کہے:

كَسَرۡتُ بَادِرًا جُذَاذًا وَكَانَ لَنَا رَبًّا نُطِيۡفُ بِهٖ حِيۡنًا بِتَضۡلَالٖ

''میں نے بادر کو پارہ پارہ کر دیا وہ ہمارا رب تھا اور اس کا گمراہی کے ساتھ طواف کیا کرتے تھے۔

بِالۡهَاشِمِيِّ هُدِيۡنَا مِنۡ ضَلَالَتِنَا وَلَمۡ يَكُنۡ دِيۡنُهٗ شَيۡئًا عَلٰى بَالِيۡ

اللہ تعالیٰ نے ہم کو ہماری گمراہی سے نبی کریم ﷺ کے ذریعے ہدایت دی حالانکہ پہلے آپ کے دین کی میرے دل میں کوئی اہمیت نہ تھی۔

يَا رَاكِبًا بَلِّغَنۡ عَمۡرًا وَاِخۡوَتَهَا اَنِّيۡ لَمَّا قَالَ رَبِّيۡ بَادِرٌ قَالِيۡ

قبول کرلیا۔

واقدی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اسی مسند کے ساتھ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے۔

اسی طرح حضرت زمیل بن عمرو العذری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ بنوعذرہ(1) کا ایک بت تھا اس کا نام ضمام تھا بنوعذرہ اس کی بہت تعظیم کرتے تھے وہ بت قبیلہ بنی ہند بن حرام میں موجود تھا اس کی خدمت پر ایک آدمی مقرر تھا اس کا نام طارق تھا لوگ اس کے پاس اپنے جانور ذبح کرتے تھے جب حضور ﷺ کا ظہور ہوا ہم نے اس میں سے ایک آواز سنی کوئی کہنے والا کہہ رہا تھا اے بنو ہند بن حرام! حق ظاہر ہو گیا ہے۔ ضمام ہلاک ہو گیا ہے اسلام نے ہمارے شرک کا خاتمہ کر دیا ہے۔ حضرت زمیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ ہم اس صدا سے گھبرا گئے۔ کچھ دن گزر گئے تو پھر اس میں سے دوبارہ آواز آئی کوئی پکار رہا تھا اے طارق! اے طارق! نبی صادق ﷺ مبعوث ہو گئے ہیں ان پر وحی ناطق کا نزول ہوا ہے۔ تہامہ کی سرزمین پر ان کا ظہور ہوا ہے۔ ان کے مددگاروں کے لئے سلامتی ہے اور ان کے دشمنوں کے لئے شرمندگی اور ندامت ہے اب میں تمہیں روز حشر تک الوادع کہتا ہوں اس کے بعد وہ بت منہ کے بل گر پڑا۔ حضرت زمیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں میں نے ایک سواری خریدی اور اپنی قوم کے چند افراد لے کر بارگاہ رسالت میں حاضر ہوا میں نے آپ ﷺ کی بارگاہ میں پہنچ کر عرض کی:

اِلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَعْمَلْتُ نَصَّهَا　　اُکَلِّفُهَا حُزْنًا وَّغُوْرًا مِّنَ الرَّقْلِ

لِاَنْصُرَ خَیْرَ النَّاسِ نَصْرًا مُّؤَزَّرًا　　وَاَعْقِدُ حَبْلًا مِّنْ حِبَالِکَ فِیْ حَبْلِیْ

وَاَشْهَدُ اَنَّ اللّٰهَ لَاشَیْئَ غَیْرُهٗ　　اُدِیْنُ لَهٗ مَا اَثْقَلَتْ قَدَمِیْ نَعْلِیْ

"یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم میں آپ کی بارگاہ میں حاضر ہوا ہوں میں نے آپ کے لئے ہی اپنی اونٹنی کو تکلیف دی ہے اور اسے ریت کے ٹیلوں پر چلایا ہے تاکہ میں تمام لوگوں میں سے بہترین شخص کی مدد کروں اور آپ کی رسیوں میں سے ایک رسی کو اپنی رسی سے باندھ لوں میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے علاوہ کوئی چیز (باقی) نہیں اور میں آپ کے دین کو اس وقت تک اختیار کرتا ہوں جب میرا پاؤں میرے جوتوں سے بوجھل رہے۔"

حضرت وائل بن حجر الحضرمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی داستان بھی اسی طرح ہے ان کی کنیت ابو ہنیدہ تھی۔ ان کا باپ وقت کا بادشاہ تھا۔ وہ فرماتے ہیں کہ ہم وفد کی صورت میں بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئے۔ آپ ﷺ نے اپنے صحابہ کرام علیہم الرضوان کو میرے آنے سے پہلے ہی میری آمد کی خبر سنا دی تھی۔ آپ ﷺ نے اپنے صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے فرمایا: "تمہارے پاس وائل بن حجر دور دراز کے علاقے یعنی حضر موت سے آرہا ہے اس کا مقصد صرف اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی رضا کا حصول ہے وہ بادشاہ کے بیٹوں میں سے ہے۔" حضرت وائل رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم میں سے جس شخص سے بھی ملتا وہ مجھے یہی کہتا کہ تمہاری آمد سے تین دن پہلے ہی ہمارے آقا ﷺ نے ہم کو تمہارے متعلق بتا دیا تھا۔ جب میں حضور ﷺ کے پاس حاضر ہوا تو آپ ﷺ نے مجھے خوش آمدید کہا مجھے اپنے قریب کیا

1۔ یمن کے ایک قبیلے کا نام۔

اب میرا ارادہ اور میری نیت صرف جہاد کرنے کی تھی۔ میرا روزہ اور میرا حج بھی اللہ کی رضا کے لئے ہی تھا۔"

حضرت مازن رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں جب میں اپنی قوم کے پاس آیا تو اس نے مجھ پر بڑی سختی کی مجھے گالیاں دیں اور مجھے ملامت کی انہوں نے اپنے شاعر کو میری ہجو کرنے کا حکم دیا۔ اس نے میری ہجو کی میں نے اس شاعر سے کہا اگر تو نے میری ہجو کی ہے تو اس کا مجھ پر کوئی اثر نہیں کیونکہ میں بذات خود اپنے نفس کی ہجو کرتا ہوں میں نے اپنی قوم سے کنارہ کشی اختیار کر لی میں نے اپنے لئے ایک مسجد تعمیر کر لی جس میں میں عبادت کیا کرتا تھا جو مظلوم بھی اس مسجد میں آتا اور اس میں تین دن نماز ادا کرتا پھر اپنے پر ظلم کرنے والے کے لئے دعا کرتا تو اس کی دعا ضرور قبول ہوتی۔ اگر کوئی مصیبت زدہ اور آفت رسیدہ اس میں کھڑے ہو کر دعا مانگتا تو اللہ تعالیٰ اسے شفا عطا فرماتا۔ پھر میری قوم میرے پاس آئی اور مجھے اپنے قبیلے میں جانے کے لئے کہا اس طرح میری تمام قوم دولت اسلام سے مالا مال ہوگئی۔

اسی طرح اسماعیل بن زیاد رحمۃ اللہ علیہ نے ابن جریج رحمۃ اللہ علیہ اور انہوں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا ہے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما "خثعم" کے ایک شخص سے روایت کرتے تھے اس نے بتایا کہ خثعم ایک ایسا قبیلہ تھا جو حلال اور حرام میں کوئی تمیز نہیں کرتا تھا وہ کئی بتوں کو پوجتا تھا ایک رات ہم ایک بت کے سامنے بیٹھے ہوئے تھے۔ ہم اس کے پاس ایک جھگڑے کا فیصلہ کروانے کے لئے گئے تھے اچانک اس بت کے پیٹ سے آواز آنے لگی کوئی کہنے والا یہ کہہ رہا تھا:

يَآيُّهَا الرَّكْبُ ذُوو الْاَحْكَام مَا اَنْتُمْ وَطَائِشُو الْاَحْلَام

"اے قافلہ والو! جو فیصلہ کروانے جاتے ہو تمہیں کیا ہے کہ تمہیں عقل زائل ہوگئی ہے۔"

وَمُسْنِدُو الْحُكْمِ اِلَى الْاَصْنَام اَمَا تَرَوْنَ مَا اَرٰى اَمَامِیْ

اور جو فیصلہ کو بتوں کی طرف منسوب کرتی ہے کیا تم اس چیز کا مشاہدہ نہیں کرتے جس کو میں اپنے سامنے دیکھ رہا ہوں۔

مِنْ سَاطِعٍ يَجْلُوْ دُجَى الظَّلَام هٰذَا نَبِیٌّ سَيِّدُ الْاَنَام

اس پھیلنے والی چیز کو جس نے ظلمتوں کو کافور کر دیا ہے۔ یہ نبی کریم ﷺ ہیں جو تمام لوگوں کے سردار ہیں۔

مِنْ هَاشِمٍ فِیْ ذِرْوَةِ السَّنَام يَصْدَعُ بِالْحَقِّ وَبِالْاِسْلَام

وہ قبیلہ ہاشم کے ایک عظیم الشان انسان ہیں۔ وہ حق اور اسلام کو کھول کر بیان کرتے ہیں۔

اَعْدَلُ ذِیْ حُكْمٍ مِنَ الْاَحْكَام مُسْتَعْلِنٌ بِالْبَلَدِ الْحَرَام

وہ احکام کا فیصلہ کرنے والوں میں سے سب سے زیادہ عادل ہے۔ وہ مکہ معظمہ میں اسلام کو ظاہر فرمائیں گے۔

قَدْ طَهَّرَ النَّاسَ مِنَ الْآثَام جَآءَ بِهَدْمِ الْكُفْرِ بِالْاِسْلَام

انہوں نے لوگوں کو گناہوں سے پاک کر دیا ہے اور وہ اسلام کے ساتھ کفر کو مٹانے کے لئے تشریف لائے ہیں۔"

وہ خثعمی کہتا ہے کہ ہم اس آواز سے خوفزدہ ہوگئے۔ میں مکہ معظمہ میں حاضر ہوا اور بارگاہ رسالت میں حاضر ہو کر اسلام

،عبداللہ بن جحش اور عثمان بن الحویرث جیسے لوگ موجود تھے ان کا ایک بت تھا، وہ لوگ اپنے بت کے پاس جمع ہوتے اور اس کی عبادت کرتے تھے۔ ایک دن وہ اپنے بت کے پاس گئے انہوں نے دیکھا کہ ان کا بت منہ کے بل گرا ہوا ہے۔ ان کے لئے یہ بات بڑی تعجب خیز تھی انہوں نے اپنے بت کو پھر پہلی کیفیت میں نصب کر دیا۔ تھوڑی دیر کے بعد وہ بت پھر گر پڑا۔ ان لوگوں نے پھر اس کو پہلی حالت میں کھڑا کر دیا۔ پھر تیسری مرتبہ بھی ایسا ہی ہوا۔ عثمان بن الحویرث کہتا ہے کہ ہمارے بت کے ساتھ یہ معاملہ اس رات پیش آیا تھا جس کی جانفزاء سحر کو سرورِ دو عالم ﷺ اس جہاں میں تشریف لائے تھے۔ ان لوگوں نے اپنے پتھر کے بت میں سے ایک پکارنے والے کی آواز کو سنا وہ اس طرح صدا لگا رہا تھا:

نُرْدِیْ لِمَوْلُوْدٍ اَنَارَتْ بِنُوْرِہٖ جَمِیْعَ فِجَاجِ الْاَرْضِ بِالشَّرْقِ وَالْغَرْبِ

''ہم اس مبارک بچے کی وجہ سے ہلاک ہو گئے ہیں جس کے نور سے زمین کے تمام کونے از مشرق تا مغرب روشن ہو گئے ہیں۔

وَخَرَّتْ لَہُ الْاَوْثَانُ طَرًّا وَاُرْعِدَتْ قُلُوْبُ مُلُوْکِ الْاَرْضِ طَرًّا مِنَ الرُّعْبِ

تمام بت اس کے لئے گر پڑے اور زمین کے بادشاہوں کے دل رعب سے کانپنے لگے۔

وَنَارُ جَمِیْعِ الْفُرْسِ بَاخَتْ وَاَظْلَمَتْ وَقَدْ بَاتَ شَاہُ الْفُرْسِ فِیْ اَعْظَمِ الْکُرْبِ

تمام فارس کی آگ بجھ گئی اور تاریکی چھا گئی اور شاہ ایران نے بڑی تکلیف میں رات بسر کی۔

وَصُدَّتْ عَنِ الْکُھَّانِ بِالْغَیْبِ جِنُّھَا فَلَا مُخْبِرَ مِنْھُمْ بِحَقٍّ وَّلَا کَذِبٍ

کاہنوں کے جنات کو غیب کی خبریں بتانے سے روک دیا گیا ہے۔ اب انہیں جھوٹی یا سچی خبر کوئی نہیں دے سکے گا۔

فَیَا لِقُصَیٍّ اِرْجِعُوْا عَنْ ضَلَالِکُمْ وَھُبُّوْا اِلَی الْاِسْلَامِ وَالْمَنْزِلِ الرَّحْبِ

اے قصی کے لوگو! اپنی گمراہی سے پلٹ آؤ اسلام اور کشادہ منزل کی طرف جلدی کرو۔''

ابن سعد، البزار اور ابونعیم رحمہم اللہ تعالیٰ نے جابر بن مطعم سے روایت کیا ہے وہ کہتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ کی بعثت سے پہلے ہم ایک بت کے سامنے بیٹھے ہوئے تھے ہم نے اس بت کے لئے اونٹ ذبح کیا تھا اچانک اس بت کے پیٹ سے ایک چیخنے والے کی صدا آئی وہ یہ کہہ رہا تھا ارے لوگو! غور سے سنو آسمان پر چوری باتیں سننا ختم ہو گیا ہے۔ اب آسمان کی طرف جانے والے کو شہاب کا سامنا کرنا پڑتا ہے یہ تمام انتظامات اس نبی کریم ﷺ کے لئے ہیں جن کا نامِ نامی ''احمد'' مجتبیٰ ﷺ ہے اور جن کی ہجرت گاہ مدینہ طیبہ ہو گا۔ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم اپنے کام سے اسی وقت رک گئے اور بت کی اس صدا پر ہم نے تعجب کا اظہار کیا اس کے ایک ماہ بعد سرورِ کائنات ﷺ کا ظہور ہوا۔

ابونعیم رحمۃ اللہ علیہ نے خویلد الضمری سے روایت کیا ہے وہ کہتے ہیں کہ ہم ایک پتھر کے بت کے سامنے بیٹھے ہوئے تھے اچانک ہم نے اس کے اندر سے ایک چیخنے والے کی آواز کو سنا وہ یوں کہہ رہا تھا۔ آسمان پر جا کر پوشیدہ گفتگو سننا ختم ہو گیا ہے اور جو ایسا کرتا ہے اس کو آگ کے انگاروں کا سامنا کرنا پڑتا ہے یہ تمام انتظامات اس نبی مکرم ﷺ کے لئے ہوئے ہیں

میرے لئے اپنی چادر مبارک کو بچھایا مجھے اس چادر پر بٹھایا پھر آپ ﷺ نے دعا مانگی اے مولا! وائل بن حجر کی اولاد اور ان کی اولاد کی اولاد میں برکت فرما پھر آپ ﷺ منبر پر تشریف فرما ہوئے۔ مجھے اپنے سامنے بٹھایا پھر آپ ﷺ نے فرمایا: اے لوگو! یہ وائل بن حجر ہیں یہ تمہارے پاس دور دراز سے آئے ہیں ان کا تعلق حضر موت سے ہے یہ اسلام کی طرف بہت زیادہ راغب ہیں میں نے عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم جب میں اپنی عظیم سلطنت میں موجود تھا تو مجھے آپ ﷺ کے ظہور کی خبر ملی اللہ تعالیٰ نے مجھ پر احسان فرمایا ہے کہ میں نے اس سلطنت و بادشاہی کو خیر آباد کہا اور اللہ کے دین کو ترجیح دی۔ آپ ﷺ نے فرمایا تو نے سچ کہا ہے۔ آپ ﷺ نے دوبارہ دعا فرمائی اے میرے مولا! وائل بن حجر کی اولاد اور اولاد کی اولاد میں برکت فرما۔ حضرت وائل ابن حجر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ بارگاہ رسالت میں ہمارے وفد کی صورت میں حاضر ہونے کی وجہ یہ ہے کہ عقیق کے مقام پر ایک بت تھا۔ اسی اثناء میں کہ میں دوپہر کے وقت وہاں سویا ہوا تھا کہ میں نے اس کمرہ میں سے عجیب آواز سنی جہاں بت نصب کیا ہوا تھا۔ میں اس بت کے پاس آیا اور اس کے سامنے سجدہ ریز ہو گیا۔ میں نے کسی صدا لگانے والے کی آواز کو سنا کوئی صدا لگا رہا تھا:

وَاعَجَبًا لِوَائِلِ بْنِ حَجَرٍ   يَخَالُ يَدْرِیْ وَهُوَ لَيْسَ يَدْرِیْ

وائل بن حجر پر تعجب ہے وہ خیال کرتا ہے کہ وہ جانتا ہے حالانکہ وہ جانتا نہیں ہے۔

مَاذَا يُرْجِیْ مَنْ نُحِيْتُ صَخَرٍ   لَيْسَ بِذِیْ نَفْعٍ وَلَا ذِیْ ضَرٍّ

اسے کیا ہے وہ ایک گھڑے ہوئے بت سے امید کرتا ہے وہ نہ نفع دینے والا ہے اور نہ نقصان پہنچانے والا ہے۔

لَوْ كَانَ ذَاحِجْرٍ اَطَاعَ اَمْرِیْ

اگر وہ عقل والا ہوتا تو میرے حکم کی اطاعت کرتا۔"

حضرت وائل بن حجر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں میں نے کہا اے صدا لگانے والے! میں تیری بات کو بڑے غور سے سن رہا ہوں تو مجھے کس چیز کا حکم دیتا ہے۔ ہاتف غیبی نے پھر آواز دی:

اِرْحَلْ اِلٰی يَثْرِبَ ذَاتَ نَخْلٍ   تَدَيَّنْ دِيْنَ الصَّائِمِ الْمُصَلِّیْ

"تو یثرب کی طرف جا۔ وہ کھجور والی زمین ہے اور نماز پڑھنے والے اور روزہ رکھنے والے کا دین اختیار کر۔

مُحَمَّدٍ اَلنَّبِیِّ خَيْرِ الرُّسُلِ

محمد ﷺ کا دین جو تمام رسول سے بہترین ہیں۔"

پھر وہ بت منہ کے بل گر پڑا۔ اس کی گردن ٹوٹ گئی۔ میں اس کے پاس گیا اور اس کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا پھر میں جلدی جلدی سفر طے کر کے مدینہ طیبہ حاضر ہو گیا۔

حضرت علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے "خصائص" میں خرائطی رحمۃ اللہ علیہ نے "ھواتف" میں اور ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت عروہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے کہ قریش مکہ کی ایک جماعت جس میں ورقہ بن نوفل، زید بن عمرو

کے لئے قربانیاں کرتے تھے'' میں نے اس کے پیٹ سے ایک دن یہ آواز سنی اے بکر بن جبلہ! تم محمد ﷺ کو جان لو گے۔''

اسی طرح ابراہیم بن سلامہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ کے وصال کے بعد ایک دن حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ ذکر فرما رہے تھے کہ ہم حضور ﷺ کے ظہور سے دو ماہ قبل مکہ کی ایک وادی کی طرف گئے۔ ہم تعداد میں کافی تھے ہم ایک مینڈھے کو ذبح کرنا چاہتے تھے جب ہم نے اس کو ذبح کیا اور اس کا خون نکل گیا تو اس کے پیٹ سے ہم کو یہ آواز آنے لگی اے اہل ذریح! ایک چیخنے والا بلند آواز سے یہ صدا لگاتا ہے: اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وہ یہ گواہی دیتا ہے کہ اللہ کے علاوہ اور کوئی معبود نہیں ہے۔ اس کے پیٹ سے ہم کو تین مرتبہ یہی آواز آئی پھر اس کے بعد وہ مینڈھا پرسکون ہو گیا۔ اس مینڈھے کی اس کیفیت نے ہم کو خوفزدہ کر دیا اور ہم اس سے گھبرا گئے۔ اس واقعہ سے تھوڑی ہی مدت کے بعد سرور دو عالم ﷺ کا ظہور ہو گیا۔ ایک آدمی نے یہ تمام واقعہ سن کر کہا اے امیر المومنین! ہماری داستان اس سے بھی زیادہ تعجب خیز ہے۔ ہم چار ساتھی تجارت کے لئے شام کی طرف روانہ ہوئے۔ جب ہم شام کی ایک وادی میں پہنچے تو ہمارے دل میں گوشت کھانے کی شدید خواہش پیدا ہوئی۔ یہ واقعہ حضور اکرم ﷺ کی بعثت مبارکہ سے پہلے کا ہے۔ ہم نے گوشت کے لئے کسی جانور کی تلاش شروع کی اچانک ہم نے ایک ہرن دیکھا جن کا سینگ ٹوٹا ہوا تھا۔ ہم نے اس ہرن کو پکڑ لیا۔ اللہ کی قسم! ہم ابھی اس ہرن کو ذبح کرنے کا مشورہ ہی کر رہے تھے کہ ہاتف غیبی سے ہم کو یہ صدا آئی:

یَاَیُّهَا الرَّکْبُ السَّرَاعُ الْاَرْبَعَةُ   خَلُّوْا سَبِیْلَ الظَّبِیَّهِ الْمَرُوْعَهْ

''اے وہ قافلہ! جو چار افراد پر مشتمل ہے اور جلدی جلدی سفر طے کر رہا ہے۔ اس گھبرائے ہوئے ہرن کا راستہ چھوڑ دو۔

اَنَّهَا لِطِفْلَةٍ ذَاتَ دَعَهْ   خَلُّوْا عَنِ الْعَضْبَا فَذَالِکُمْ سَعَهْ

وہ ایک بچے کی ماں ہے اس کا راستہ چھوڑ دو تمہارے لئے یہی وسعت ہے''

پھر اس نے کہا اس ہرن کو چھوڑ دو۔ ہم نے اس ہرن کو آزاد کر دیا جب رات کا وقت ہوا تو اس نے ہماری سواریوں کی لگاموں کو پکڑا اور ہمیں ایک ایسے شہری آدمی کے پاس لایا جس کی کثیر اولاد تھی اس نے ہمیں ثرید کھلائی جس کی وجہ سے ہماری گوشت کھانے کی آرزو ختم ہو گئی۔ پھر ہم اس شہر سے نکلے اور اپنے سفر پر روانہ ہوئے۔ اللہ تعالیٰ نے ہم کو تجارت میں نفع عطا کیا ایک یہودی شخص ہمارا رفیق راہ بن گیا جب ہم پھر اسی وادی میں پہنچے تو ہاتف غیبی نے پھر آواز دی:

اِیَّاکَ لَا تَعْجَلْ وَخُذْهَا مُوْنِقَهْ   فَاِنَّ شَرَّ السَّیْرِ سَیْرُ الْحَقْحَقَهْ

''تو جلدی نہ کر اور اس کو پکڑ لے وہ رونق افزا ہے بلاشبہ بری سیر تھکا دینے والی ہے۔

قَدْ لَاحَ نَجْمٌ فَاَضَاءَ مَشْرِقَهْ   یَکْشِفُ عَنْ ظُلَمٍ عَبُوْسٍ مُوْبِقَهْ

ستارہ ظاہر ہو گیا اس نے مشرق کو روشن کر دیا۔ اس نے ظلمت کو کافور کر دیا ہے۔''

یہودی نے ہم سے کہا'' کیا تم جانتے ہو کہ یہ چیخنے والا کیا کہہ رہا ہے۔ ہم نے اس سے کہا ہمیں تو کچھ معلوم نہیں تو ہی ہم کو بتا دے کہ یہ کیا کہہ رہا ہے اس یہودی نے ہم کو بتایا کہ یہ کہہ رہا ہے کہ تمہارے بعد مکہ معظمہ میں ایک نبی ﷺ کا ظہور ہوا ہے

جن کا ظہور مکہ مکرمہ میں ہوا ہے ان کا اسم گرامی ''احمد'' ﷺ ہے یثرب ان کی ہجرت گاہ ہے۔ وہ نماز، روزے، نیکی اور صلہ رحمی کا حکم دیتے ہیں ہم اس بت کے پاس سے اٹھ کر چلے آئے۔ ہم نے اس کے بارے میں لوگوں سے سوال کیا انہوں نے جواب دیا کہ مکہ مکرمہ میں ایک نبی مکرم ﷺ کا ظہور اہوا ہے۔ ان کا اسم مبارک ''احمد'' ہے۔

اسی طرح عبداللہ بن ساعدہ الہذلی سے روایت کیا گیا ہے وہ کہتے ہیں کہ ہم ''سواع'' نامی ایک بت کی پوجا کرتے تھے میرے پاس ایک بھیڑ تھی میں اس بھیڑ کو اس بت کے پاس لے کر آیا تا کہ وہ پانی پی لے اور اس سے اس کو برکت بھی حاصل ہو۔ جب میں اس بت کے قریب ہوا تو میں نے اس بت کے پیٹ سے آواز سنی کوئی کہنے والا کہہ رہا تھا: ''تعجب ہے کتنا ہی تعجب ہے کہ عرب کے بہترین شخص کی آنکھوں کے سامنے پردے حائل ہو گئے ہیں۔'' حضرت عبداللہ بن ساعدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے اپنی بھیڑ کو پانی پلایا اور اپنے گھر والوں کے پاس آ گیا۔ اب میرے لئے یہ بت اور اوثان قابل نفرت ہو چکے تھے۔ پھر میں کچھ دیر حوادثات زمانہ سے غائب رہا حتیٰ کہ مجھے حضور ﷺ کے ظہور اقدس کی خبر ملی۔ میں نے آپ ﷺ سے ملاقات کا شرف حاصل کیا اور اسلام کی دولت سے مالا مال ہوا۔

ابن سعد اور ابونعیم رحمہما اللہ تعالیٰ نے حضرت سعید بن عمرو الہذلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ میں نے اپنے بت کے لئے ایک جانور ذبح کیا میں نے اس بت کے پیٹ سے سنا وہاں سے یہ صدا آ رہی تھی ''تعجب ہے کتنا زیادہ تعجب ہے کہ عبدالمطلب کے قبیلہ سے ایک نبی محترم ﷺ کا ظہور ہوا ہے وہ بدکاری کو حرام قرار دیں گے وہ بتوں کے لئے جانوروں کی قربانیوں کو بھی حرام قرار دیں گے۔ اب آسمان کا تحفظ کیا گیا ہے اور اوپر کی جانب جانے والے کو شہاب کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔'' ہم وہاں سے روانہ ہو کر مکہ مکرمہ آئے ہم نے وہاں کوئی ایسا شخص نہ دیکھا جو ہمیں آپ ﷺ کے ظہور کے متعلق آگاہ کرتا حتیٰ کہ ہماری ملاقات حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہوئی ہم نے کہا اے ابوبکر صدیق! رضی اللہ تعالیٰ عنک کیا مکہ معظمہ سے کسی ایسے شخص کا ظہور ہوا ہے جو اللہ کی طرف دعوت دیتا ہو اور اس کا نام نامی احمد (ﷺ) ہو۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ہم سے پوچھا تمہیں آپ ﷺ کے متعلق کیسے علم ہوا۔ میں نے تمام واقعہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو سنایا آپ نے کہا ہاں نبی مکرم ﷺ کا ظہور ہو چکا ہے وہ محمد بن عبداللہ بن عبدالمطلب ﷺ ہیں۔ وہ اللہ تعالیٰ کے سچے رسول ہیں۔

ابوسعد اور ابونعیم رحمہما اللہ تعالیٰ نے اسی روایت کو ایک اور سند سے اس طرح روایت کیا ہے کہ عبداللہ بن ساعدہ الہذلی اپنے والد گرامی قدر سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں کہ میں اپنے بت کے پاس بیٹھا ہوا تھا میں نے اس کے پیٹ سے آواز سنی وہ اس طرح صدا لگا رہا تھا ''جنات کے مکر و فریب ختم ہو گئے اور آسمان کا تحفظ کر دیا گیا ہے۔ اس نبی مکرم ﷺ کا ظہور ہو گیا ہے جن کا اسم مبارک احمد (ﷺ) ہے میں اس بت کے سامنے سے اٹھ کر چلا آیا۔ راستے میں مجھے ایک شخص ملا جس نے مجھے حضور ﷺ کی نبوت کی بشارت دی۔''

ابن مندہ رحمۃ اللہ علیہ حضرت بکر بن جبلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے وہ کہتے ہیں کہ ہمارا ایک بت تھا ہم اس

ساتواں باب

حضور ﷺ کی نبوت کے متعلق متفرق بشارات

آپ ﷺ کے جد امجد الیاس ایام حج میں اپنی پشت مبارک میں حضور ﷺ کا ''تلبیہ'' سنا کرتے تھے۔ اہل عرب کے نزدیک ان کا ایک عظیم مقام تھا وہ انہیں سید العشیرہ (قبیلے کا سردار) کے نام سے یاد کرتے تھے اور ان کے کسی حکم کی خلاف ورزی نہیں کرتے تھے یہی وہ عظیم شخصیت تھے جو بیت اللہ کی طرف سب سے پہلے قربانی کا جانور لے کر گئے۔ حدیث شریف میں ہے کہ آقائے دو جہاں ﷺ نے فرمایا ''الیاس کو برے الفاظ سے یاد نہ کیا کرو وہ مومن تھے۔''

انہیں بشارات میں سے ایک یہ بھی ہے کہ آپ ﷺ کے اجداد میں سے ایک بزرگ کنانہ بن خزیمہ بھی گزرے ہیں۔ یہ ایک بلند مرتبت شخصیت تھے اہل عرب ان کے علم اور فضل کی وجہ سے ان کے پاس آتے تھے یہ فرمایا کرتے تھے کہ اب وہ وقت قریب ہے جب مکہ معظمہ سے ایک عظیم نبی ﷺ کا ظہور ہوگا ان کا اسم مبارک ''احمد'' ہوگا۔ وہ توحید کی طرف دعوت دیں گے۔ نیکی، احسان اور مکارم اخلاق کی طرف بلائیں گے (اے میری قوم) اگر تم ان کی اتباع کرو گے تو تمہاری عزت و تکریم میں اضافہ ہوگا۔ جو کچھ وہ تمہارے پاس لے کر آئیں اس کی ہرگز تکذیب نہ کرنا کیونکہ ان کا پیام سراپا حق ہوگا۔

ابونعیم رحمۃ اللہ علیہ نے ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا کہ نبی کریم ﷺ کے جد امجد کعب بن لوی جمعہ کے دن لوگوں کو خطبہ دیا کرتے تھے وہ اپنے خطبہ میں حضور ﷺ کا تذکرہ کرتے اور آپ ﷺ کی تشریف آوری کی بشارت دیتے تھے۔ اسی میں سے ان کا ایک قول یہ بھی ہے۔

اَمابعد! لوگو! غور سے سنو، خوب جان لو اور سمجھ لو رات کی ظلمت کافور ہونے والی ہے دن کا اجالا پھیلنے والا ہے۔ زمین ایک گہوارہ ہے آسمان عمارت ہے پہاڑ میخیں ہیں ستارے علامات ہیں۔ پہلے بعد میں آنے والوں کی طرح ہیں۔ مذکر مؤنث کی طرح ہے ہر چیز نے بوسیدہ ہو جانا ہے تم صلہ رحمی کرو اپنی قرابت کی حفاظت کرو۔ اپنے اموال کو زیادہ کرو کیا تم نے کسی ایسے ہلاک ہونے والے کو دیکھا ہے جو واپس آیا ہو یا کسی ایسی میت کا مشاہدہ کیا ہے جس نے تمہارے سامنے گھر کو وسیع کیا ہو اپنے حرم کی عزت و تکریم میں اضافہ کرو عنقریب ایک عظیم خبر آئے گی اور اسی سرزمین حرم سے ایک نبی ﷺ کا ظہور ہوگا پھر وہ یہ اشعار پڑھتے تھے:

نَهَارٌ وَ لَيْلٌ كُلَّ يَوْمٍ بِحَادِثٍ   سَوَاءٌ عَلَيْنَا لَيْلُهَا وَ نَهَارُهَا

''ہر روز شب و روز ہمارے پاس ایک نیا واقعہ لے کر آتے ہیں اب اس کے دن اور رات ہمارے لئے برابر ہو چکے ہیں۔

مَنُوْبَانِ بِالْاَحْدَاثِ حِيْنَ تَنَاوَبَا   وَبِالنِّعَمِ الضَّافِيْ عَلَيْنَا سُرُوْرُهَا

جب ہم مکہ معظمہ پہنچے تو ہم نے دیکھا کہ نبی مکرم ﷺ وہاں تشریف فرما تھے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا گیا ہے کہ ان سے سوال کیا گیا کہ کیا آپ نے اسلام سے پہلے نبوت محمدیہ ﷺ کے متعلق کوئی علامت یا نشانی ملاحظہ کی تھی۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جواب دیا ہاں زمانہ جاہلیت میں میں ایک دن ایک درخت کے سائے کے نیچے بیٹھا ہوا تھا۔ اس درخت کی ایک شاخ میرے سر کے اتنی قریب ہوگئی کہ وہ میرے سر کو چھونے لگی۔ میں نے اس شاخ کی طرف دیکھا اور کہا یہ کیا ہے میں نے سنا اس درخت سے یہ آواز آ رہی تھی:

''یہ نبی مکرم ﷺ ہیں ان کا ظہور فلاں وقت میں ہوگا آپ تمام لوگوں میں سے زیادہ سعادت مند بن جائیں یعنی آپ اسلام کو قبول کرنے میں تمام لوگوں سے سبقت لے جائیں۔''

..................O..................

خصائص میں ابونعیم رحمۃ اللہ علیہ نے ابوبکر بن عبداللہ بن ابی الجہم سے انہوں نے اپنے باپ اور وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت ابوطالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو سنا وہ عبدالمطلب سے روایت کر رہے تھے وہ کہتے ہیں کہ اسی اثناء میں کہ میں ''الحجر''میں سویا ہوا تھا میں نے ایک پریشان کن خواب دیکھا جس کی وجہ سے مجھ پر گھبراہٹ طاری ہوگئی میں قریش کی کاہنہ کے پاس آیا میں نے اس سے کہا کہ آج رات میں نے خواب دیکھا ہے کہ ایک درخت اگا ہے جو آسمان تک بلند ہے اس کی شاخیں مشرق اور مغرب تک پھیلی ہوئی ہیں۔ اس کا نور سورج کے نور سے ستر گنا زیادہ درخشاں تھا میں نے تمام عرب اور عجم کے لوگوں کو سجدہ ریز دیکھا ہر لحظہ اس درخت کے نور، عظمت اور رفعت میں اضافہ ہو رہا تھا۔ کبھی وہ درخت میری نگاہوں سے اوجھل ہو جاتا اور کبھی میرے سامنے آجاتا میں نے دیکھا کہ قریش کے کچھ لوگ اس درخت کی شاخوں کو پکڑے ہوئے ہیں اور کچھ اس درخت کو کاٹنا چاہتے ہیں جب وہ لوگ درخت کو کاٹنے کے ارادہ سے اس کے قریب جاتے ہیں تو ایک نوجوان آگے بڑھ کر انہیں روک لیتا ہے وہ نوجوان اپنے حسن و جمال میں لاثانی ہے میں نے آج تک اس کے چہرے سے زیادہ خوبرو چہرہ نہیں دیکھا اور نہ ہی اتنی عمدہ خوشبو سونگھی ہے جتنی عمدہ خوشبو اس کے پیکر دلنواز سے آ رہی تھی۔ وہ جوان ان کی پشتوں کو توڑ دیتا ہے ان کی آنکھوں کو نکال لیتا ہے۔ میں نے اس درخت سے کچھ حصہ لینے کے لئے اس کی طرف بڑھا۔ میں نے پوچھا کہ اس بابرکت درخت سے کسی کو کچھ ملے گا۔ مجھے سے کہا گیا کہ حصہ لینے والے وہ خوش قسمت لوگ ہیں جو اس درخت کے ساتھ لٹکے ہوئے ہیں اور جنہوں نے اسے تھام لینے میں سبقت حاصل کی۔ میں مضطرب ہو کر نیند سے بیدار ہوگیا۔ جب میں نے کاہنہ کو یہ خواب سنایا تو کاہنہ کا رنگ متغیر ہوگیا پھر اس نے کہا اگر تمہارا خواب اسی طرح ہے جس طرح تم نے بیان کیا ہے تو پھر آپ کی پشت سے ایسے آدمی کا ظہور ہوگا جو مشرق و مغرب کا مالک ہوگا اور لوگ اس کے دین کو اختیار کریں گے پھر انہوں نے حضرت ابوطالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا کہ شاید تو ہی وہ بابرکت بچہ ہو۔ حضرت ابوطالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ خود ہی یہ روایت بیان کرتے تھے پھر نبی کریم ﷺ کا ظہور ہوا اور حضرت ابوطالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہا کرتے تھے اللہ کی قسم! وہ بابرکت درخت حضرت ابوالقاسم الامین ﷺ ہی ہیں۔

امام بیہقی، ابوسعد رضی اللہ تعالیٰ نے ''شرف المصطفیٰ'' میں اور علامہ المرزبانی نے معجم الشعراء میں نقل کیا ہے کہ خفاف بن نضیلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب وفد کی صورت میں بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئے تو انہوں نے یہ اشعار پڑھے:

اِنّی اَتَانِی فِی المَنَامِ مُخبِرٌ مِن خَیرٍ وَجَرَۃٍ فِی الاُمُورِ مَوَاتِی

میرے خواب میں بھلائی اور مستقبل میں رونما ہونے والے واقعات کی خبر دینے والا۔

یَدْعُوْ اِلَیکَ لَیَالِیًا وَ لَیَالِیًا ثُمَّ اِخزَاَلَّ وَقَالَ لَستَ بِآتِی

''وہ مجھے کئی راتیں آپ کی طرف دعوت دیتا رہا پھر وہ علیحدہ ہوگیا اور اس نے مجھ سے کہا تو آنے والا نہیں ہے۔

فَرَکِبتُ نَاجِیَۃً اَضَرَّ بِنَفسِهَا جَمزٌ تَخُبُّ بِهٖ عَلَی الاَکمَاتِ

میں ایک اونٹنی پر سوار ہوا وہ اونٹنی بڑی تیز رفتار تھی اور اسی رفتار سے وہ ٹیلوں پر چڑھتی رہی۔

جب دن اور رات ہمارے پاس یکے بعد دیگرے آتے ہیں تو حادثات کو بھی ساتھ لئے ہوتے ہیں اور ایسی نعمتیں ہوتی ہیں جن کی خوشی ہم کو بے شمار ہوتی ہے۔

عَلٰی غَفْلَةٍ یَّاْتِی النَّبِیُّ مُحَمَّدٌ　　　فَیُخْبِرُ اَخْبَارًا صَدُوْقٌ خَبِیْرُھَا

زمانہ غفلت میں تھا جب نبی کریم ﷺ تشریف لائے اور ایسی خبروں کے متعلق بتایا جن کو جاننے والا سچا تھا۔''

اللہ کی قسم! اگر تو ہاتھ، پاؤں، آنکھوں اور ٹانگوں والا ہوتا تو ضرور ان کے لئے اونٹ کی طرح کھڑا ہو جاتا اور ایک فحل (نر اونٹ) کی طرح فاصلے طے کرتا۔ پھر وہ شعر پڑھتے:

یَالَیْتَنِیْ شَاھِدٌ فَحْوَاءِ دَعْوَتِہٖ　　　حِیْنَ الْعَشِیْرَۃُ تَبْتَغِی الْحَقَّ خُذْلَانَا

کاش آپ کی دعوت کے واضح ہونے کی اس وقت کوئی گواہی دینے والا ہوتا جس وقت معاشرہ حق کو رسوا کرے۔

حضرت علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ کعب بن لوئ کی وفات اور حضور اکرم ﷺ کی بعثت کے مابین 650 سال کا عرصہ ہے۔

اسی طرح حضرت عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ مقام حجر میں سو رہے تھے کچھ دیر کے بعد وہ گھبرا کر بیدار ہو گئے۔ حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں ان کے پیچھے پیچھے گیا میری عمر اس وقت اتنی تھی کہ میں ہر اس بات کو سمجھ لیتا تھا جو مجھ کو بتائی جاتی تھی عبدالمطلب اپنی چادر کو کھینچتے ہوئے کاہنوں کے پاس آئے۔ کاہنوں نے ان کی حالت کو دیکھ کر کہا اے ابوالحارث! آپ کو کیا ہوا ہے آپ آج خوفزدہ دکھائی دیتے ہیں۔ آپ نے کہا میں نے آج ایک عجیب خواب دیکھا ہے کاہنوں نے پوچھا آپ نے کیا خواب دیکھا ہے حضرت عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ ایک سفید رنگ کی زنجیر میری پشت سے خارج ہوئی ہے اس کے چار کونے ہیں۔ ایک مشرق تک طویل ہو گیا جبکہ دوسرے کونے نے زمین کے مغرب کو گھیر لیا ہے اس زنجیر کے ایک کونے نے آسمان کی رفعتوں کو چھو لیا ہے اور چوتھا کونہ زمین کی گہرائیوں تک چلا گیا ہے میں اسی زنجیر کو دیکھ رہا تھا۔ کچھ دیر کے بعد وہ زنجیر ایک سرسبز و شاداب درخت میں متشکل ہو گئی اس درخت سے نور نکل رہا تھا میں اسی کیفیت میں تھا کہ میرے سر پر دو بزرگ کھڑے ہو گئے میں نے ان میں سے ایک بزرگ سے پوچھا کہ آپ کون ہیں؟ انہوں نے کہا میں نوح ہوں اور اللہ تعالیٰ کا نبی ہوں۔ پھر میں نے دوسرے بزرگ سے پوچھا کہ آپ کون ہیں؟ انہوں نے فرمایا میں حضرت ابراہیم خلیل الرحمٰن ہوں اس کے بعد میری آنکھ کھل گئی یہ خواب سن کر کاہنوں نے کہا کہ اگر آپ کی خواب اسی طرح ہے تو پھر آپ کی پشت مبارک سے ایک عظیم نبی کا ظہور ہوگا۔ ان پر تمام اہل آسمان اور اہل زمین ایمان لائیں گے زنجیر اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ ان کے پیروکار اور مددگار بہت زیادہ ہوں گے اور انہیں استحکام نصیب ہوگا پھر اس زنجیر کا درخت میں متشکل ہو جانے کا مطلب یہ ہے کہ ان کے معاملہ کو ثبات اور ان کے ذکر کو رفعت نصیب ہوگی۔ ان پر ایمان نہ لانے والے اسی طرح ہلاک ہوں گے جس طرح حضرت نوح علیہ السلام کے مخالفین ہلاک ہوئے تھے اور ان کے وجود مسعود سے ملت ابراہیمی کو تقویت نصیب ہوگی۔

ایک نور نکلا جس سے تہامہ جگمگا اٹھا اس نے کہا زمین پاکیزہ ہوگئی، اس کی بہار آگئی۔ اس نے کعبہ میں موجود پتھروں کی طرف اشارہ کیا۔ تمام بت منہ کے بل گر پڑے۔ نجاشی نے کہا اب میں تم دونوں کو بتاتا ہوں کہ میں نے اس رات کیا دیکھا تھا۔ میں اس رات اپنے محل میں اکیلا سویا ہوا تھا، اچانک زمین میں سے ایک سر اور گردن ظاہر ہوئی۔ اس نے کہا اصحاب فیل کے لئے ہلاکت اتر آئی۔ ان پر ابابیل نے کنکریاں برسائیں حد سے متجاوز، گناہگار اور کٹی ہوئی ناک والا ہلاک ہوا **النبی الامی المکی الحرمی** کی ولادت ہوئی جس شخص نے ان کی آواز پر لبیک کہا وہ سعادت مند ہوا جس نے ان کی دعوت سے انکار کیا وہ سرکش اور باغی بن گیا پھر وہ زمین میں داخل ہو کر غائب ہوگیا میں نے یہ خوفناک منظر دیکھ کر چیخنا شروع کر دیا۔ مجھ میں گفتگو کرنے کی قوت نہ تھی میں نے کھڑا ہونے کی کوشش کی لیکن میں کھڑا بھی نہ ہو سکا۔ میری یہ حالت دیکھ کر میرے گھر والے میرے پاس آئے۔ میں نے انہیں کہا مجھے حبشہ سے دور لے چلو تاکہ میں اسے نہ دیکھوں۔ وہ مجھے حبشہ سے دور کسی مقام پر لے گئے پھر کہیں جا کر مجھ میں گفتگو کرنے کی قوت پیدا ہوئی۔

اسی طرح عروہ بن مفرس نے مخرمہ بن نوفل سے اور وہ اپنی والدہ رقیقہ بنت ابی صیفی بن ہشام سے روایت کرتے ہیں وہ بیان کرتی ہیں کہ قریش پر کئی سال لگاتار قحط سالی رہی۔ قحط کی وجہ سے دودھ ختم ہوگیا، جانوروں کی ہڈیاں ٹوٹ گئیں۔ اسی اثناء میں کہ میں سو رہی تھی کہ ایک صدا لگانے والا صدا لگا رہا تھا وہ بلند آواز سے یہ کہہ رہا تھا اے قوم قریش! بلاشبہ یہ نبی کریم ﷺ تم میں مبعوث ہوئے ہیں ان کی وجہ سے تمہارے حالات پھر گئے ہیں اب تمہیں بارش اور شادابی سے نوازا جائے گا۔ تم اپنے آپ میں سے ایک شخص کو تلاش کرو جو حسین و جمیل اور جسیم ہو ان کا رنگ قدرے سفید ہو وہ گھنی آبروؤں والا ہو اس کے رخسار نرم و نازک ہوں، ستواں ناک والا ہو۔ اس کے لئے ایسا فخر ہو جو اسی کے ساتھ مختص ہو اور اس کے لئے ایسا نور ہو جس کی طرف اس کی راہ نمائی کی گئی ہو وہ شخص بھی اور اس کا بچہ باہر نکلیں۔ وادی کا ہر شخص ان کے ساتھ آئے۔ تمام لوگ غسل کریں عمدہ خوشبو لگائیں پھر رکن کو بوسہ دیں پھر کوہ ابی قبیس پر چڑھ کر وہ آدمی بارش کی دعا مانگے اور اس کی قوم اس کی دعا پر آمین کہے۔ پھر تم پر باران رحمت نازل ہوگی جس سے تمہارا قحط اختتام پذیر ہو جائے گا۔ ام مخرمہ کہتی ہیں کہ اس خواب کے بعد میں گھبرا کر بیدار ہوئی۔ میری جلد کانپ رہی تھی میری عقل ششدر تھی میں نے اپنا خواب لوگوں کو بتایا۔ میرا بیان کردہ حلیہ سن کر تمام لوگوں نے متفق ہو کر کہا کہ اس سے مراد حضرت عبد المطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔ قریش کے تمام لوگ آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے پھر ہر وادی کے لوگ آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ انہوں نے غسل کیا عمدہ خوشبو لگائی پھر رکن کو بوسہ دیا پھر تمام لوگوں نے کوہ ابوقبیس پر چڑھنے کی کوشش کی۔ کچھ دیر کے بعد تمام لوگ پہاڑ کی چوٹی تک پہنچ گئے۔ حضرت عبد المطلب کھڑے ہوگئے ان کے ساتھ حضور ﷺ بھی تھے اس وقت آپ ﷺ کم سن تھے۔ حضرت عبد المطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی اے میرے مولا! ہمیں اس محتاجی سے نجات عطا فرما۔ ہماری اس مصیبت کو دور فرما تو مُعَلِّمْ ہے مُعَلَّمْ نہیں ہے۔ تجھ سے ہی مانگا جاتا ہے تو ذرا بھی بخیل نہیں ہے یہ تیرے وہ بندے اور لونڈیاں ہیں جو حرم کعبہ میں سکونت پذیر ہیں وہ تیری بارگاہ میں قحط سالی کا شکوہ کر رہے ہیں ان سے خشک سالی اور تنگ دستی دور فرما۔ ہم پر موسلا دھار اور تیز رفتار بارش نازل

حَتّٰی وَرَدْتُ عَلَی الْمَدِیْنَةِ جَاهِدًا   کَیْمَا اَرَاکَ فَتُفَرِّجَ الْکُرُبَاتِ

حتیٰ کہ میں کوشش کرتے ہوئے مدینہ طیبہ پہنچ گیا تاکہ میں آپ کی زیارت کروں اور آپ ہمارے غموں کو دور فرمادیں۔''

ابونعیم رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ جب میرے سب سے چھوٹے بھائی حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پیدا ہوئے تو ان کا چہرہ سورج کی طرح درخشاں تھا ان کے والد محترم نے کہا کہ اس بچے کی بڑی شان ہوگی میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ اس کے نتھنے سے ایک سفید پرندہ ظاہر ہوا پھر وہ محو پرواز ہو گیا۔ وہ پرندہ مشرق و مغرب میں گیا پھر وہاں سے واپس لوٹ کر بیت اللہ پر گر پڑا۔ تمام قریش نے اس کو سجدہ کیا پھر وہ آسمان اور زمین کے مابین پرواز کرنے لگا۔ قبیلہ بنی مخزوم کی کاہنہ میرے پاس آئی اس نے کہا کہ اگر آپ کا خواب یہی ہے تو پھر آپ کی پشت مبارک سے ایسا عظیم الشان انسان پیدا ہوگا مشرق اور مغرب جس کے پیروکار ہوں گے۔

الخرائطی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ہشام بن عروہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سند سے روایت کیا ہے وہ اپنے باپ اور وہ اپنی جدہ محترمہ حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتی ہیں کہ زید بن عمرو بن نفیل اور ورقہ بن نوفل بیان کرتے ہیں کہ جب ابرہہ شکست خوردہ ہو کر مکہ سے واپس آیا تو ہم نجاشی کے دربار میں آئے۔ وہ دونوں بیان کرتے ہیں کہ جب ہم دونوں اس کے پاس گئے تو اس نے کہا اے قریشیو! مجھے بتاؤ کیا تم میں ایک ایسا بچہ پیدا ہوا ہے جس کے والد نے اس کو ذبح کرنے کا ارادہ کیا لیکن قرعہ اندازی کی گئی تو اس بچے کی جان بچ گئی پھر اس کی طرف سے بہت زیادہ اونٹوں کو ذبح کیا گیا۔ ہم نے کہا ہاں ہمارے ہاں ایک ایسا بچہ پیدا ہوا ہے پھر نجاشی نے ہم سے پوچھا کیا تمہیں معلوم ہے کہ اس کے بعد کیا ہوا ہم نے کہا پھر وہ بچہ جوان ہوا اس نے آمنہ نامی ایک پاکیزہ خاتون سے شادی کر لی وہ انہیں حاملہ چھوڑ کر سفر پر روانہ ہو گیا اس نجاشی نے پھر سوال کیا کیا تم جانتے ہو کہ ابھی تک ان کے ہاں بچے کی ولادت ہوئی ہے یا کہ نہیں۔ ورقہ بن نوفل نے کہا اے بادشاہ وقت! میں آپ کو اس کے متعلق خبر دیتا ہوں ایک رات میں اپنے بت کے پاس سو رہا تھا میں نے اچانک اس کے پیٹ سے آواز سنی کوئی بلند آواز سے یوں کہہ رہا تھا:

وُلِدَ النَّبِیُّ فَذَلَّتِ الْاَمْلَاکُ   وَنَاَی الضَّلَالُ وَاَدْبَرَ الْاِشْرَاکُ

''نبی کریم ﷺ کی ولادت ہوئی اور بادشاہ ذلیل ہو گئے گمراہی دور ہو گئی اور شرک پیٹھ پھیر گیا۔''

پھر وہ بت منہ کے بل گر پڑا۔ زید بن عمرو نے کہا اے بادشاہ! میرے پاس بھی اسی طرح کی ایک تعجب خیز خبر ہے میں اس رات اپنے گھر سے نکل کر کوہ ابی قبیس پر آیا میں نے ایک ایسے آدمی کو آسمان سے نازل ہوتے ہوئے دیکھا جس کے دو سبز پر تھے۔ اس نے ابوقبیس کے پہاڑ پر کھڑے ہو کر مکہ معظمہ کی طرف دیکھا اور کہا ''شیطان ذلیل ہو گیا، بت جھٹلا دیئے گئے اور امین (ﷺ) پیدا ہوئے۔'' اس کے پاس ایک کپڑا بھی تھا اس نے مشرق تا مغرب اس کپڑے کو پھیلا دیا میں نے دیکھا کہ آسمان کے نیچے ہر چیز روشن ہو گئی کائنات میں اتنا زیادہ نور پھیل گیا جس کی وجہ سے قریب تھا کہ میری بصارت ختم ہو جاتی اس منظر نے مجھے خوفزدہ کر دیا۔ اس ہاتف غیبی نے اپنے دونوں پروں کو پھڑ پھڑایا حتیٰ کہ وہ بیت اللہ کی چھت پر گر پڑا اس سے

اس بچے سے غافل نہ ہو جایا کرو کیونکہ اہل کتاب یہ گمان کرتے ہیں کہ میرا یہ بیٹا اس امت کا نبی ہو گا (ﷺ) مقام ابراہیم میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کے قدم مبارک کا نشان ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے والد محترم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ حضرت عبدالمطلب کے لئے الحجر میں ایک قالین بچھا دی جاتی تھی اس قالین پر صرف حضرت عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہی تشریف فرما ہوتے تھے ان کے علاوہ اور کوئی شخص اس پر اپنا قدم بھی نہیں رکھ سکتا تھا حرب بن امیہ دوسرے سرداران قریش اس قالین کے اردگرد بغیر کسی قالین کے بیٹھتے تھے۔ ایک دفعہ حضور ﷺ وہاں تشریف لائے آپ ﷺ ابھی کم سن ہی تھے آپ ﷺ اس قالین پر بیٹھ گئے۔ ایک شخص نے آپ ﷺ کو وہاں سے اتارنے کی کوشش کی آپ ﷺ نے رونا شروع کر دیا۔ عبدالمطلب نے پوچھا کہ میرا یہ بیٹا کیوں رو رہا ہے لوگوں نے بتایا کہ یہ آپ کی جگہ (قالین) پر بیٹھنا چاہتا ہے اور لوگوں نے اس کو منع کیا ہے اسی وجہ سے یہ رونے لگ گیا حضرت عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا میرے بیٹے کو ادھر بیٹھنے دو یہ اپنی ذات کے بارے میں عزت و قدر محسوس کرتا ہے۔ مجھے امید ہے کہ میرا یہ بیٹا عزت، شرافت، قدر، منزلت اور عظمت کی ان بلندیوں تک پہنچے گا کہ اس سے پہلے وہاں تک کوئی شخص نہ پہنچ سکا ہو گا اور نہ ہی اس کے بعد وہاں تک کوئی شخص رسائی حاصل کر سکے گا۔ اس کے بعد کوئی شخص بھی آپ ﷺ کو وہاں بیٹھنے سے منع نہیں کرتا تھا خواہ حضرت عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ وہاں موجود ہوں یا نہ ہوں۔

آپ ﷺ کے چچا حضرت ابوطالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ بھی اسی قسم کا واقعہ رونما ہوا تھا انہوں نے کہا میرا یہ بھتیجا اپنے لئے عزت و کرامت محسوس کرتا ہے۔ جس طرح کہ الطبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت عمار رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اور ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ نے ابن القطبۃ سے روایت کیا ہے۔ ابونعیم رحمۃ اللہ علیہ نے امام زہری رحمۃ اللہ علیہ کی سند سے ام سماعہ بنت ابی رہم سے اور وہ اپنی والدہ محترمہ سے روایت کرتی ہیں وہ فرماتی ہیں کہ حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اپنی اس بیماری میں جس میں آپ نے انتقال فرمایا جاگ رہی تھیں محمد مصطفیٰ ﷺ کی عمر مبارک اس وقت پانچ سال تھی انہوں نے آپ ﷺ کے چہرۂ اقدس کی طرف دیکھا اور یہ اشعار پڑھے:

بَارَکَ فِیْکَ اللّٰہُ مِنْ غُلَام　　یَابْنَ الَّذِیْ مِنْ حَوْمَةِ الْحِمَام

"اللہ تعالیٰ بچوں میں سے تجھ میں برکت عطا فرمائے اے اس شخص کے نور نظر جس نے موت سے

نَجَا بِعَوْنِ الْمَلِکِ الْعَلَّام　　فُوْدِیَ غَدَاةَ الْغَرْبِ بِالسِّھَام

ملک علام کی مدد سے نجات حاصل کی۔ کئی بار تیروں سے قرعہ اندازی کر کے جن کا ایک سو

بِمِائَةٍ مِّنْ اِبِلٍ سُوَام　　اِنْ صَحَّ مَا اَبْصَرْتُ فِی الْمَنَام

جوان اونٹوں کا فدیہ عطا کیا گیا۔ جو کچھ میں نے خواب میں دیکھا ہے اگر وہ صحیح ہے تو پھر

فَاَنْتَ مَبْعُوْثٌ اِلَی الْاَنَسَام　　مِنْ عِنْدِ ذِی الْجَلَالِ وَالْاِکْرَام

فرما۔ ام مخرمہ کہتی ہیں کہ کعبہ کی قسم! ابھی قریش مکہ اپنی ہی جگہ پر تھے کہ موسلا دھار بارش شروع ہوگئی حتیٰ کہ زبردست سیلاب کی وجہ سے وادی تنگ ہوگئی۔ میں نے قریش کے رؤساء مثلاً عبداللہ بن جدعان، حرب بن امیہ اور ہشام بن مغیرہ کو سنا وہ عبدالمطلب سے یوں مخاطب تھے اے ابوالبطحاء! آپ کو مبارک ہو آپ کی وجہ سے اہل بطحاء کو حیات نو مل گئی رقیقہ اسی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہتی ہے:

بِشَيْبَةِ الْحَمْدِ اَسْقَى اللّٰهُ بَلْدَتَنَا لَمَّا فَقَدْنَا الْحَيَاءَ وَاجْلَوَّذَ الْمَطَرُ

شیبۃ الحمد کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے ہمارے شہر کو سیراب کیا جبکہ بارش رک گئی تھی اور باران رحمت منقطع ہو چکی تھی۔

فَجَادَ بِالْمَاءِ جَوْنِيٌّ لَهٗ سُبُلٌ سَحًا فَعَاشَتْ بِهِ الْاَنْعَامُ وَالشَّجَرُ

سیاہ بادل نے پانی کے ساتھ سخاوت کی جس سے کئی وادیاں بہہ نکلیں اس سے جانوروں اور درختوں کو حیات نو ملی۔

مُبَارَكُ الْاَمْرِ يُسْتَسْقَى الْغَمَامُ بِهٖ مَا فِي الْاَنَامِ لَهٗ عَدْلٌ وَلَا خَطَرٌ

وہ کتنے مبارک امر والا ہے جس کے صدقہ سے بادل طلب کیا جاتا ہے لوگوں میں اس کا مثیل اور نظیر نہیں ہے۔''

حضرت عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور ﷺ کی صغرسنی میں ہی بہت زیادہ تکریم کرتے ہیں وہ فرمایا کرتے تھے کہ میرا یہ بیٹا عظیم شان کا مالک ہوگا۔ اس عزت و توقیر کا سبب وہ بشارتیں اور خوشخبریاں تھیں جو حضرت عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ ﷺ کی ولادت سے قبل اور بعد میں کاہنوں اور راہبوں سے سنا کرتے تھے۔

عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ قبیلہ قریش کے ایک عظیم الشان سردار تھے۔ قریش مکہ ان کے لئے کعبہ کے اردگرد ایک قالین بچھاتے تھے۔ حضرت عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس پر تشریف رکھتے تھے اور قریش کے رؤساء اور سردار آپ کے اردگرد بیٹھتے تھے آپ کے لئے بچھائے ہوئے قالین پر کسی شخص کو بھی بیٹھنے کی جرأت نہیں ہوتی تھی نہ ہی اس پر وہ اپنے قدم رکھ سکتے تھے۔ حضور ﷺ اپنی کم سنی ہی میں لوگوں سے مزاحمت کرتے ہوئے ان میں سے گزر کر حضرت عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پہلو میں بیٹھ جاتے کئی مرتبہ آپ ﷺ اپنے دادا جان سے پہلے ہی حرم کعبہ میں تشریف لے آتے اور حضرت عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بچھائے ہوئے قالین پر بیٹھ جاتے۔ جب آپ ﷺ کے چچاؤں میں سے کوئی آپ ﷺ کو منع کرنے کی کوشش کرتا تو حضرت عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ اسے جھڑک دیتے اور کہتے میرے اس بیٹے کو چھوڑ دو یہ عظیم شان کا مالک ہے پھر وہ آپ ﷺ کو اپنے ساتھ بٹھا لیتے وہ آپ کی پشت مبارک پر ہاتھ پھیرتے۔

ابن سعد، ابن عساکر رحمہما اللہ تعالیٰ نے حضرت امام زہری، مجاہد، نافع اور ابن جبیر رحمۃ اللہ علیہم سے روایت کیا ہے وہ کہتے تھے کہ حضور نبی مکرم ﷺ اپنے جد امجد کے قالین پر تشریف فرما ہوتے تھے۔ حضرت عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے میرے اس بیٹے کو چھوڑ دو یہ فرشتے سے انس کرتا ہے۔ بنو مدلج کے لوگ حضرت عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا کرتے تھے اے عبدالمطلب! اس بچے کی حفاظت کیا کریں ہم اس کے قدم مبارک کے علاوہ اور کوئی قدم نہیں دیکھتے جو مقام ابراہیم میں موجود نشان کے زیادہ مشابہ ہو۔ حضرت عبدالمطلب حضرت ام ایمن رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے فرماتے اے ام ایمن!

اپنے بیٹے کے دین اسلام کے ساتھ مبعوث ہونے کا تذکرہ کر رہی ہیں اور آپ ﷺ کو بت پرستی سے منع فرما رہی ہے کیا توحید ان امور کے علاوہ کسی اور چیز کا نام ہے۔ علامہ زرقانی رحمۃ اللہ علیہ مزید فرماتے ہیں کہ زمانہ جاہلیت میں ایک قوم نے دین حنیف اختیار کر رکھا تھا یہ بعید از قیاس بات نہیں آپ بھی دین ابراہیمی پر ہی ہوں۔ اکثر لوگوں کا دین حنیف کے اختیار کا سبب وہ بشارات اور خوشخبریاں تھیں جو وہ کاہنوں اور اہل کتاب سے سنا کرتے تھے کہ عنقریب حرم شریف سے ایک نبی مبعوث ہوں گے جن میں فلاں فلاں صفات پائی جائیں گی۔ آپ ﷺ کی والدہ ماجدہ نے تو دیگر افراد سے زیادہ آپ کے متعلق بشارات سن رکھی تھیں اور آپ ﷺ کے حمل مبارک اور ولادت کے دوران بہت سی واضح علامات کا مشاہدہ کیا تھا یقیناً واضح نشانیوں اور علامات کی وجہ سے بھی آپ نے دین ابراہیمی کو ہی اختیار کیا ہوگا۔ آپ نے ایک نور دیکھا جس سے شام کے محلات چمک اٹھے جب حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضور اکرم ﷺ کو واپس آپ کے پاس لے کر آئیں اور آپ ﷺ کے شق صدر کا تذکرہ کیا تو آپ نے فرمایا کیا تمہیں میرے بچے کے بارے میں شیطان سے کوئی خوف ہے اللہ کی قسم! ہرگز نہیں میرے اس بچے پر شیطان کو کوئی اختیار نہیں۔ میرے اس بچے کی نرالی شان ہے۔ جب آپ حضور ﷺ کو مدینہ طیبہ لے کر گئیں اور آپ ﷺ کے بارے میں یہودیوں کی گفتگو سنی اور ان کی یہ گواہی بھی سنی کہ یہ اس امت کے نبی ہیں۔ پھر آپ اپنے لخت جگر کو لے کر مکہ معظمہ کی طرف عازم سفر ہوئیں۔ یہ تمام دلائل اسی بات کی طرف راہ نمائی کرتے ہیں کہ آپ نے اپنی زندگی میں دین ابراہیمی کو ہی اختیار کر رکھا تھا۔

حضرت ابوطالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی آپ ﷺ کی بعثت کے بعد اپنی وفات کے وقت قریش کو وصیت کی تھی اور مستقبل کے متعلق پیش گوئی کی تھی آپ کی پیش گوئی درست ثابت ہوئی۔

''السیرۃ النبویہ'' میں ہے کہ قریش حضرت ابوطالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس جمع ہوئے آپ نے تمام قریش کو وصیت کی آپ نے کہا اے قوم قریش! تم اللہ کی تمام مخلوق سے برگزیدہ ہو تم عرب کا دل ہو تم میں ایک ایسا شخص ہے جو سید ہے اور جس کی پیروی کی جاتی ہے وہ تم میں راہ نما اور بہادر ہے وہ تم میں سے سب سے زیادہ سخی اور فیاض ہے تم نے اہل عرب کی تمام عزتوں اور کرامتوں کو حاصل کرلیا ہے ہر قسم کی فضیلت اور شرافت کو تم نے جمع کرلیا ہے اسی وجہ سے تم لوگوں میں سے افضل ہو یہی لوگوں کا تمہاری طرف وسیلہ ہے۔ میں تمہیں اس مکان (بیت اللہ) کی تعظیم کی وصیت کرتا ہوں کیونکہ اسی میں اللہ تعالیٰ کی خوشنودی ہے اور اسی پر تمہاری معاش کا دارومدار ہے اسی سے تمہارا دبدبہ قائم ہے قریبی رشتہ داروں کی صلہ رحمی کرنا، قطع رحمی سے باز رہنا کیونکہ صلہ رحمی سے زندگی طویل ہوتی ہے اور دوستوں کی تعداد میں اضافہ ہوتا ہے بغاوت اور سرکشی کو ترک کر دینا کیونکہ اسی وجہ سے پہلی اقوام ہلاک ہوئیں جو دعوت دے اس کی دعوت کو قبول کرنا۔ سائل کو خالی نہ لوٹانا کیونکہ اس میں زندگی اور موت کی عزت ہے۔ سچ بولنا امانت میں خیانت نہ کرنا کیونکہ ان خوبیوں کی وجہ سے خواص کے دلوں میں محبت پیدا ہوتی ہے اور عوام کے دل میں عزت۔ میں تمہیں وصیت کرتا ہوں کہ محمد (ﷺ) کے ساتھ بھلائی کرنا کیونکہ سارے قبیلہ قریش میں وہ الامین کے لقب سے ملقب ہیں اور سارے اہل عرب انہیں صدیق کہتے ہیں۔ جن خصائل حمیدہ کی میں نے تمہیں وصیت کی

تو تمام ارواح کی طرف مبعوث کیا گیا ہے۔ تو اللہ رب العزت کی طرف سے مبعوث ہوا ہے

تُبْعَثُ فِی الْحِلِّ وَفِی الْحَرَامِ   تُبْعَثُ فِی التَّحْقِیْقِ وَالْاِسْلَامِ

تو حل اور حرم میں مبعوث ہوا ہے تو حق اور اسلام کے ساتھ مبعوث ہوا ہے۔

دِیْنُ اَبِیْکَ الْبَرُّ اِبْرَاھَامِ   تَاللّٰهِ اَنْهَاکَ عَنِ الْاَصْنَامِ

اللہ کی قسم حضرت ابراہیم علیہ السلام کا دین متین تجھے بتوں کو پوجنے سے روکے گا

اَنْ لَّا تُوَالِیْهَا مَعَ الْاَقْوَامِ

کہ تو دیگر اقوام کے ساتھ ان بتوں سے محبت نہ کرے"

پھر انہوں نے فرمایا ہر زندہ نے مرنا ہے ہر نئی چیز نے بوسیدہ ہونا ہے ہر کثرت نے فنا ہونا ہے اب میرا وصال ہونے والا ہے لیکن میرا ذکر باقی رہے گا میں بھلائی کو چھوڑ کر جا رہی ہوں میں نے ایک پاک بچے کو جنم دیا ہے پھر آپ کا وصال ہو گیا ہم نے سنا کہ جنات آپ پر نوحہ کر رہے تھے ان کے کچھ اشعار ہمیں بھی یاد ہیں:

تَبْکِی الْفَتَاةُ الْبَرَّةُ الْاَمِیْنَهْ   ذَاتُ الْجَمَالِ الْعِفَّةِ الرَّزِیْنَهْ

"ایک پاکباز، امینہ، پیکر حسن و جمال، عفت مآب اور باوقار خاتون روتی ہے

زَوْجَةُ عَبْدِاللّٰهِ وَ الْقَرِیْنَهْ   اُمُّ نَبِیِّ اللّٰهِ ذِی السَّکِیْنَهْ

وہ حضرت عبداللہ کی زوجہ محترمہ ہے۔ وہ اللہ کے نبی ﷺ کی باوقار والدہ ہے۔

صَاحِبُ الْمِنْبَرِ بِالْمَدِیْنَهْ   صَارَتْ لَدٰی حُضْرَتِهَا رَهِیْنَهْ

وہ مدینہ طیبہ میں تشریف لائیں گے اور منبر والے ہوں گے، آج آپ کی والدہ ماجدہ اپنی مرقد انور میں چلی گئیں ہیں

لَوْ فُوْدِیَتْ لَفُوْدِیَتْ ثَمِیْنَهْ   وَلِلْمَنَایَا شَفْرَةٌ مَتِیْنَهْ

اگر آپ کا فدیہ دیا جاتا تو پھر آپ کا فدیہ بہت بڑا ہوتا اموات کے لئے ایک مضبوط چھری ہے

لَمْ تُبْقِ ظَعَّانًا وَلَا ظَعِیْنَهْ   اِلَّا اَتَتْ وَقَطَعَتْ وَتِیْنَهْ

موت نے کسی مسافر یا مسافرہ کو نہیں چھوڑا مگر وہ اس کے پاس آئی اور اس کی شاہ رگ کو کاٹ کر رکھ دیا

أَمَا وَلَدْتِ اَیُّهَا الْحَزِیْنَهْ   هٰذَا الَّذِیْ ذُوالْعَرْشِ یُعْلِیْ دِیْنَهْ

کیا آپ وہ غمگین شخصیت نہیں ہیں جنہوں نے اس عظیم نبی ﷺ کو جنم دیا جس کے دین کو اللہ تعالیٰ بلند فرمائے گا

فَکُلُّنَا وَالِهَةٌ حَزِیْنَهْ   نَبْکِیْکِ لِلْعُطْلَةِ اَوْ لِلزِّیْنَهْ

ہم سب سوگوار اور غمگین ہیں ہم آپ کے معدوم ہونے اور آپ کی زیب و زینت کی وجہ سے آپ پر روتے ہیں"

علامہ زرقانی "شرح المواہب" میں علامہ جلال الدین السیوطی رحمۃ اللہ علیہ سے یہ اشعار نقل فرمانے کے بعد فرماتے ہیں کہ یہ اشعار واضح دلالت کرتے ہیں کہ حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا موحدہ تھیں کیونکہ وہ دین ابراہیمی کا ذکر کر رہی ہیں

کا مکہ معظمہ سے ظہور ہوگا۔اے ابوامامہ! تم ضرور اس کی اتباع کرنا۔اس کی علامت یہ ہے کہ جب تم فلاں مقام پر فروکش ہو گے تو تمہارے تمام ساتھیوں کو ایک مرض لاحق ہو جائے گا لیکن تم اس سے بچ جاؤ گے اور فلاں شخص تیری آنکھ میں نیزہ مارے گا۔ابوامامہ اور ان کے ساتھی ایک جگہ خیمہ زن ہوئے تو ان کے تمام ساتھیوں کو طاعون کا مرض لاحق ہو گیا لیکن ابوامامہ اس بیماری سے بچ گئے۔ان کے ایک ساتھی نے ان کی آنکھ میں نیزہ مارا۔

ابن ابی الدنیا، امام بیہقی اور ابونعیم امام شعبی سے روایت کرتے ہیں کہ مجھے بنوجہینہ کے ایک شخص نے بتایا کہ زمانہ جاہلیت میں ہمارے قبیلے کا ایک شخص تھا۔وہ ایک دفعہ بیمار ہو گیا اس پر بے ہوشی طاری ہوگئی ہم نے گمان کیا کہ شاید وہ مر چکا ہے ہم نے اس کے لئے قبر کھودنے کا بھی حکم دے دیا۔اسی اثناء میں کہ ہم اس کے پاس بیٹھے تھے کہ وہ اچانک بیٹھ گیا اور کہنے لگا مجھ پر جو کیفیت طاری ہوئی تھی اس کا تم نے مشاہدہ کیا جب مجھ پر بے ہوشی طاری ہوگئی تو مجھ سے کہا گیا کہ ہبل تجھے ملامت کرے کیا تو اپنے گھڑے کی طرف نہیں دیکھتا جو تیرے لئے کھودا جا رہا ہے قریب تھا کہ تیری ماں تجھ پر نوحہ کناں ہوتی لیکن ہم نے تجھ سے موت کو ٹال دیا ہے اور اس گھڑے میں فضل نامی شخص کو رکھ دیا ہے کیا تو نبی کریم ﷺ پر ایمان لائے گا اپنے رب کا شکر ادا کرے گا، نماز پڑھے گا، مشرکین کے رستے کو ترک کر دے گا۔میں نے کہا ہاں مجھے چھوڑ دیا گیا پس دیکھ کہ فضل کے ساتھ کیا ہوا ہے وہ لوگ فضل کو دیکھنے کے لئے گئے انہوں نے دیکھا کہ وہ مر چکا تھا اس کو اسی گھڑے میں دفن کر دیا گیا بیہوش ہونے والا شخص تادیر زندہ رہا اس نے اسلام کا زمانہ پایا اور دولتِ ایمان سے مالا مال ہوا۔

عمر بن شبہ، جموح بن عثمان غفاری سے روایت کرتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ زمانہ جاہلیت میں ہم ایک جگہ خیمہ زن تھے رات کے وقت کسی پکارنے والے نے صدا دی اس نے اپنی صدا میں حضور ﷺ کا ذکر کیا پھر اس نے دوسری رات اور تیسری رات بھی اسی طرح صدا دی اس واقعہ سے کچھ ہی مدت بعد نبی اکرم ﷺ کا ظہور ہو گیا۔

ابن سعد اور ابن عساکر نے یزید بن رومان سے روایت کیا ہے کہ حضرت عثمان بن عفان اور حضرت طلحہ بن عبیداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئے اور اسلام قبول کیا۔حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ! میں ابھی شام سے آیا ہوں، راستے میں ہم معان اور زرقاء کے مقام کے مابین تھے کہ ہم پر نیند کی کیفیت طاری ہو گئی۔اچانک ہم نے صدا دینے والے کو سنا وہ کہہ رہا تھا۔اے سونے والو اٹھو جلدی کرو مکہ معظمہ میں احمد مجتبیٰ ﷺ کا ظہور ہو گیا ہے۔جب ہم مکہ معظمہ میں پہنچے تو ہم نے آپ کے متعلق سن لیا۔

ابن سعد، ابونعیم اور ابن عساکر نے سفیان، ہذلی سے روایت کیا ہے وہ کہتے ہیں کہ ہم ایک قافلہ میں شام کی طرف رواں دواں تھے جب ہم زرقاء اور معان کے درمیان پہنچے تو وہاں رات بسر کرنے کے لئے خیمہ زن ہو گئے۔رات کے وقت ایک شہسوار یوں پکارنے لگا اے سونے والو اٹھو یہ سونے کا وقت نہیں ہے۔

ابن ابی الدنیا، امام بیہقی اور ابونعیم رحمہما اللہ تعالیٰ نے امام شعبی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا ہے وہ کہتے ہیں کہ مجھے جہینہ کے ایک بزرگ نے بتایا ہے کہ زمانہ جاہلیت میں ہمارا ایک شخص بیمار ہو گیا۔اس کا نام عمیر بن حبیب تھا اس پر بے ہوشی طاری

ہے وہ ان تمام کا جامع ہیں اللہ کی قسم! میں دیکھ رہا ہوں کہ عرب کے مفلس اور ناداروں نے، دور دراز علاقوں میں رہنے والوں نے اور کمزور اور ضعیف لوگوں نے اس کی دعوت کو قبول کر لیا ہے اس کے کلمہ کی تصدیق کی ہے اور اس کے دین کی تعظیم کی ہے میں دیکھ رہا ہوں کہ اس کی برکت سے وہ لوگ قریش کے سردار بن گئے ہیں اور قریش کے سردار پیچھے رہ گئے ہیں ان کے محلات غیر آباد ہو گئے ہیں عرب کے سارے باشندے ان کے ساتھ دل سے محبت کرنے لگے ہیں۔ اپنے دلوں کو اس کی محبت اور عقیدت کے لئے انہوں نے مخصوص کر دیا ہے اور اپنی زمام قیادت اس کے ہاتھ میں دے دی ہے۔

اے گروہ قریش! اپنے باپ کے بیٹے کے مددگار اور دوست بن جاؤ جنگوں میں ان کے حامی اور ناصر بن جاؤ۔ خدا کی قسم! جو شخص اس کی راہ پر چلے گا وہ ہدایت پا جائے گا جو اس کے دین ہدایت کو قبول کرلے گا وہ نیک بخت اور بلند اقبال بن جائے گا اگر میری زندگی میں کچھ گنجائش ہوتی اور میری موت میں کچھ تاخیر ہوتی تو میں ساری جنگوں میں اس کی کفایت کرتا اور تمام مصائب سے ان کا دفاع کرتا اس وصیت کے بعد آپ کی روح قفس عنصری سے پرواز کر گئی۔

حضرت علامہ زرقانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت ابوطالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کتنی عظیم اور سچی فراست کے مالک تھے کہ جو کچھ انہوں نے کہا بعینہٖ اسی طرح رونما ہوا۔

ابن عساکر اور الخرائطی رحمہما اللہ تعالیٰ نے ''کتاب الہواتف'' میں روایت کیا ہے کہ اوس بن حارثہ کی وفات کا وقت جب قریب ہوا تو اس نے اپنے بیٹے کو کچھ وصیتیں کیں اور اس کے بعد یہ اشعار پڑھے:

شَهِدْتُ السَّبَايَا يَوْمَ آلِ مُحَرِّقٍ   وَاَدْرَكَ عُمْرِیْ صَيْحَةَ اللّٰهِ فِی الْحَجَرِ

میں نے آل محرق کے دن جنگی قیدیوں کو دیکھا ہے اور میں نے وہ زمانہ بھی پایا ہے جب حجر میں اللہ کا عذاب چنگاڑ کی صورت میں آیا۔

فَلَمْ اَرَ ذَا مَلِكٍ مِّنَ النَّاسِ وَاحِدًا   وَلَا سُوْقَةٍ اِلَّا اِلَی الْمَوْتِ وَالْقَبْرِ

میں نے شاہ و گدا کو دیکھا وہ تمام موت اور قبر کی طرف ہی رواں دواں تھے۔

اَلَمْ يَاْتِ قَوْمِیْ اَنَّ لِلّٰهِ دَعْوَةً   يَفُوْزُ بِهَا اَهْلُ السَّعَادَةِ وَالْبِرِّ

''کیا میری قوم کے پاس یہ پیغام نہیں آیا کہ اللہ کی ایک دعوت ہے جس سے اہل سعادت اور صالح لوگ کامیاب ہوں گے۔

اِذَا بُعِثَ الْمَبْعُوْثُ مِنْ آلِ غَالِبٍ   بِمَكَّةَ فِيْمَا بَيْنَ زَمْزَمَ وَالْحَجَرِ

جب مبعوث ہونے والے آل غالب میں تشریف لائیں گے۔ ان کی بعثت کا مقام مکہ میں زمزم اور حجر کے درمیان ہے۔

هُنَالِكَ فَابْغُوْا نُصْرَةً بِبِلَادِكُمْ   بَنِیْ عَامِرٍ اَنَّ السَّعَادَةَ فِی النَّصْرِ

اے بنی عامر وہاں اپنے شہروں کے لئے مدد طلب کرو بے شک سعادت نصرت میں ہی ہے۔''

ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ نے حرام بن عثمان الانصاری سے روایت کیا ہے وہ کہتے ہیں اسعد بن زرارہ اپنی قوم کے چالیس افراد کے ساتھ آیا۔ اس نے خواب میں دیکھا کہ ایک آنے والا اس کے پاس آیا اور اس سے کہا کہ بے شک اللہ کے نبی ﷺ

ﷺ مبعوث ہوئے ہیں۔ دوسری مرتبہ پھر نور ظاہر ہوا اس میں مجھے مدائن اور الحیرہ کے پہاڑ نظر آئے میں نے نور میں ایک آواز سنی کوئی کہہ رہا تھا اسلام کا ظہور ہو گیا، بت ٹوٹ گئے، صلہ رحمی ہو گئی۔ میں گھبرا کر بیدار ہو گیا میں نے اپنی قوم سے کہا اللہ کی قسم! اس قبیلہ قریش میں کوئی نہ کوئی واقعہ ضرور رونما ہوا ہے۔ میں نے انہیں اپنا خواب سنایا جب ہم اپنے شہر پہنچے تو ہمیں یہ خبر موصول ہوئی کہ ایک شخص جن کا نام ''احمد'' ﷺ ہے ان کو رسول بنا کر مبعوث کیا گیا ہے میں حضور نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور میں نے اپنا خواب آپ ﷺ کو سنایا میں نے اسلام قبول کر لیا۔ میں نے عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم مجھے میری قوم کے پاس بھیجئے۔ آپ ﷺ نے مجھے اپنی قوم کے پاس دعوت اسلام دے کر بھیجا میری تمام قوم نے اسلام قبول کر لیا صرف ایک شخص اس سعادت سے محروم رہا وہ تیرہ بخت کھڑا ہو گیا اور کہنے لگا اے عمرو بن مرہ! اللہ تیری زندگی کو تلخ کرے کیا تو ہمیں یہ حکم دیتا ہے کہ ہم اپنے معبودوں کا انکار کر دیں اور اپنے آباء کے دین کی مخالفت کریں۔

اِنَّ اِبۡنَ مُرَّۃٍ قَدۡ اَتٰی بِمَقَالَۃٍ لَیۡسَتۡ مَقَالَۃَ مَنۡ یُرِیۡدُ صَلَاحًا

ابن مرہ وہ بات لے کر آیا جو ایسے شخص کی گفتگو نہیں ہو سکتی جو اصلاح پسند ہو۔

اِنِّیۡ لَاَحۡسِبُ قَوۡلَہٗ وَفِعَالَہٗ یَوۡمًا وَّاِنۡ طَالَ الزَّمَانُ رِیَاحًا

میں گمان کرتا ہوں کہ ایک دن اس کا قول اور اس کا فعل غلط ہو جائے گا خواہ اس میں کچھ وقت ہی لگے۔

اَیُسَفِّہُ الۡاَشۡیَاخَ مِمَّنۡ قَدۡ مَضٰی مَنۡ رَامَ ذٰلِکَ لَا اَصَابَ فَلَاحًا

وہ ہمارے گزرے ہوئے بزرگوں کو بے وقوف سمجھتا کیا ایسا شخص جو اس طرح کا ارادہ کرے کامیاب ہو سکتا ہے۔

حضرت عمرو بن مرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا۔ ہم دونوں میں سے جو جھوٹا ہے اللہ تعالیٰ اس کی زندگی کو تلخ کرے اللہ تعالیٰ اس سے قوت گویائی اور قوت بصارت چھین لے۔ اللہ کی قسم! وہ بد بخت شخص اس وقت تک نہ مرا جب تک کہ اس کی تمام قوت ختم نہ ہو گئی اس کو کھانے کا ذائقہ بھی محسوس نہیں ہوتا تھا وہ اندھا اور گونگا ہو گیا۔

ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سند سے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا ہے کہ ماہ رجب میں اہل مکہ کی عید ہوتی تھی اہل مکہ کی خواتین عید کے دن اپنے بت کے پاس بیٹھی ہوئی تھیں کہ ان کے پاس ایک شخص آیا۔ جب وہ شخص خواتین کے قریب تر ہو گیا تو اس نے بلند آواز سے کہا اے خواتین تیماء! عنقریب تمہارے شہر میں ایک نبی مکرم ﷺ کا ظہور ہو گا۔ ان کا اسم گرامی احمد ﷺ ہو گا وہ اللہ تعالیٰ کے رسول مکرم ﷺ بن کر مبعوث ہوں گے تم میں سے کون عورت ان کی زوجہ بننے کی سعادت حاصل کرے گی۔ جو خاتون یہ سعادت حاصل کرنا چاہتی ہے اسے ضرور ایسا کرنا چاہئے۔ اس شخص کے اس قول کی وجہ سے اہل مکہ کی خواتین نے اس پر غصے کا اظہار کیا اور اسے قبیح سمجھا حتیٰ کہ اس شخص کو انہوں نے پتھر مارے لیکن حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اس شخص کی بات کو کان لگا کر سنا اور اس سے کوئی بھی بدسلوکی نہ کی۔ الطبرانی اور ابو نعیم رحمہما اللہ تعالیٰ نے حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سند سے حضرت معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا ہے وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ ہم غزہ یا ایلیاء کے مقام

ہوگئی ہم نے اس کو کپڑے سے ڈھانپ دیا۔ ہم نے گمان کیا کہ شاید وہ مرگیا ہے ہم نے اس کی قبر کھودنے کا حکم دیا۔ ہم ابھی اس کے پاس ہی بیٹھے ہوئے تھے کہ وہ فوراً اٹھ کھڑا ہوا اور ہم سے مخاطب ہو کر کہنے لگا کہ میری کیفیت تم نے دیکھی ہے۔ مجھ پر بے ہوشی طاری تھی اسی اثناء میں مجھ سے کہا گیا تیری ماں تجھے گم کرے کیا تو نہیں دیکھتا کہ تیری قبر کی مٹی کھود دی گئی ہے قریب تھا کہ تیری ماں تجھ پر روتی پھر ہم نے تیری جگہ ایک اور شخص کو اس گڑھے میں منتقل کر دیا ہے ہم نے اس میں القصل(1) کو پھینک دیا پھر ہم نے اس قبر کو مٹی سے بھر دیا کیا تو نبی مرسل ﷺ پر ایمان لائے گا اپنے رب کا شکر ادا کرے گا اور صلہ رحمی کرے گا؟ مشرکین اور گمراہوں کے راستہ کو چھوڑ دے گا؟ میں نے کہا ہاں میں ایسا ہی کروں گا اس کے بعد مجھے آزاد کر دیا گیا اب تم دیکھو کہ قصل کے ساتھ کیا کیا گیا ہے؟ وہ لوگ اسے دیکھنے کے لئے گئے انہوں نے دیکھا کہ وہ مرگیا ہے اور اس کو گڑھے میں دفن کر دیا گیا ہے۔ اس شخص نے ایک طویل زندگی بسر کی حتیٰ کہ دولت اسلام سے مالا مال ہوا۔

عمر بن شیبہ نے جموح بن عثمان الغفاری سے روایت کیا ہے وہ کہتے ہیں کہ زمانہ جاہلیت میں ہم اپنے اپنے گھروں میں موجود تھے کہ اچانک رات کے وقت کوئی چیخنے والا بلند آواز سے چیخنے لگا۔ اس نے ایسے اشعار پڑھے جن میں نبی کریم ﷺ کا تذکرہ تھا۔ پھر دوسری اور تیسری رات اس نے ایسے ہی نعت خوانی کی۔ اس کے بعد جلد ہی حضور اکرم ﷺ کا ظہور ہو گیا۔

ابن سعد اور ابن عساکر رحمہما اللہ تعالیٰ نے یزید بن رومان سے روایت کیا ہے حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئے اور مشرف باسلام ہوئے حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم میں ابھی شام سے واپس آیا ہوں جب ہم معان اور الزرقاء کے مابین خیمہ زن ہوئے تو وہاں ہم سونے کی تیاری کر رہے تھے کہ ایک آواز دینے والے نے آواز دی اے سونے والو! جلدی کرو بلاشبہ احمد مجتبیٰ ﷺ کا مکہ معظمہ میں ظہور ہو گیا ہے جب ہم مکہ میں آئے تو ہم نے آپ کے بارے میں سنا۔

ابن سعد، ابونعیم اور ابن عساکر رحمہما اللہ تعالیٰ نے سفیان الہزلی سے روایت کیا ہے وہ کہتے ہیں ہم اپنے کارواں کے ساتھ ملک شام کی طرف روانہ ہوئے جب ہم معان اور الزرقاء کے درمیان پہنچے تو ہم نے وہاں رات گزارنے کا فیصلہ کیا۔ رات کے وقت صدا لگانے والے نے بلند آواز سے صدا لگائی۔ اے سونے والو! جاگو یہ سونے کا وقت نہیں حضرت احمد مجتبیٰ ﷺ کا مکہ معظمہ میں ظہور ہو گیا ہے ہم ایک قافلہ کی شکل میں تھے۔ ہم سب نے یہ صدا سنی جب ہم اپنے گھروں میں واپس آئے تو ہمارے اہل خانہ نے ہمیں اس اختلاف کے بارے میں بتایا جو قریش مکہ اور اس نبی کریم ﷺ کے مابین ہوا تھا جن کا تعلق بنو عبد المطلب سے تھا اور ان کا نام نامی احمد (ﷺ) تھا۔

الطبرانی اور ابونعیم رحمہما اللہ تعالیٰ نے عمرو بن مرہ الجہنی سے روایت کیا ہے وہ کہتے ہیں کہ میں حج کی ادائیگی کی نیت سے گھر سے روانہ ہوا مکہ معظمہ میں میں نے خواب میں دیکھا کہ کعبہ شریف پر ایک نور پھیل رہا ہے حتیٰ کہ مجھے اس نور میں یثرب کے پہاڑ نظر آئے۔ میں نے اس نور میں ایک آواز کو سنا کوئی کہہ رہا تھا ظلمتیں چھٹ گئیں ہیں اجالا پھیل گیا ہے اور خاتم الانبیاء

1۔ ایک آدمی کا نام۔

وہ اپنے سفر میں لگاتار کوشش کرتے ہوئے اپنے معاملات میں احتیاط کرتے ہوئے تمام لوگ محبت والفت کے ساتھ سفر میں رواں دواں تھے وہ مسلسل سفر کرتے رہے حتیٰ کہ وہ قافلہ مسجد نبوی کے سامنے آ کر رک گیا جارود اپنی قوم اور اپنے چچا زاد بھائیوں میں سے عالی مرتبت لوگوں کی طرف متوجہ ہوا اس نے کہا اے میری قوم! یہ محمد ﷺ ہیں یہ بڑے فیاض اور معزز ہیں یہ عرب کے سردار عبدالمطلب کی نسل میں سے بہترین ہیں جب تم ان کے پاس حاضر ہونے لگو تو آپ کے سامنے نہایت ادب واحترام سے کھڑے ہو جانا۔ آپ (ﷺ) کو عمدہ طریقے سے سلام عرض کرنا۔ آپ ﷺ کے ادب کو پیش نظر رکھتے ہوئے آپ کے پاس گفتگو کم کرنا۔

تمام قوم نے کہا اے شاہِ بلند عزم اور توانا قوی شیر! جب آپ بارگاہ نبوت میں حاضر ہوں گے تو ہم کلام نہیں کریں گے جو آپ حکم کریں گے ہم اس کی خلاف ورزی نہیں کریں گے آپ اپنی منشاء کے مطابق کہیئے ہم سن رہے ہیں آپ اپنی مرضی کے مطابق عمل کیجئے ہم پیروی کریں گے۔ اپنی رائے کے مطابق حکم دیجئے ہم سر تسلیم خم کر دیں گے۔ زرہ پوش اور ہتھیار بند نوجوانوں کے درمیان جارود کھڑا ہو گیا۔ باقی قافلہ والے بھی اپنے عماموں کو لٹکائے ہوئے، تلواروں کو سجائے ہوئے، اپنے پہلوؤں کو زمین پر گھسیٹے ہوئے، اشعار گنگناتے ہوئے اور نیک لوگوں کے مناقب بیان کرتے ہوئے اس کے پیچھے پیچھے چل پڑے۔ نہ ہی وہ زیادہ باتیں کر رہے تھے نہ ہی مکمل طور پر خاموش تھے۔ اگر جارود انہیں کوئی حکم کرتا وہ اس پر عمل پیرا ہوتے اگر وہ انہیں روکتا تو وہ فوراً رک جاتے ایسے محسوس ہوتا تھا کہ وہ وادی کے شیر تھے ایک بہادر اور ہولناک شیر جن کا قائد تھا۔ حتیٰ کہ وہ تمام اہل قافلہ حضور اکرم شفیع معظم ﷺ کے سامنے جا کر کھڑے ہو گئے۔ جب وہ مسجد میں داخل ہوئے تو تمام لوگوں نے انہیں دیکھا جارود آقائے دو جہاں ﷺ کے سامنے جا کر کھڑا ہو گیا۔ اس نے اپنا نقاب اتارا اور حضور نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں عمدہ انداز میں سلام کیا پھر آپ ﷺ کی بارگاہ میں نعت پیش کی۔

یَانَبِیَّ الْھُدٰی اَتَتْکَ رِجَالٌ قَطَعَتْ فَدْفَدًا وَآلًا فَالًا

اے پیغمبر ہدایت لوگ صحراؤں اور سیرابوں کو طے کر کے آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے ہیں۔

وَطَوَتْ نَحْوَکَ الصِّحَاصِحَ طَرًّا لِاِتَخَالِ الْکَلَالِ فِیْکَ کَلَالًا

انہوں نے آپ کی بارگاہ میں پہنچنے کے لئے کئی چٹیل میدانوں کو طے کیا ہے وہ آپ کے راستے میں پہنچنے والی تھکاوٹ کو تھکاوٹ نہیں سمجھتے۔

کُلُّ دَھْمَاءَ یَقْصِیْرُ الطَّرْفَ عَنْھَا اَرْقَلَتْھَا قِلَاصُنَا اَرْقَالًا

تمام جانوروں نے تھکاوٹ کی وجہ سے صحراؤں سے منہ موڑ لیا ہے لیکن ہماری سواریوں نے انہیں تیز رفتاری سے طے کیا ہے۔

وَطَوَتْھَا الْجِیَادُ تَجْمَعُ فِیْھَا بِکُمَاۃٍ کَاَنْجُمٍ تَلَالَا

ان صحراؤں کو عمدہ گھوڑوں نے ستاروں جیسے درخشاں مسلح بہادروں کے ساتھ طے کیا۔

پر تھے مجھے امیہ بن ابی الصلت نے کہا اے ابوسفیان! عتبہ بن ربیعہ کے بارے میں مجھے بتاؤ وہ کریم الطرفین ہے وہ ظلم کرنے سے اجتناب کرتا ہے اور حرام اشیاء سے بچتا ہے میں نے کہا ہاں وہ شریف اور عمر رسیدہ ہے عتبہ نے کہا عمر رسیدہ ہونا ہی اس کے لئے باعث عیب ہے میں نے کہا تو جھوٹ بولتا ہے وہ جوں جوں عمر رسیدہ ہوتا جا رہا ہے اس کے شرف وقدر میں اضافہ ہوتا جا رہا ہے۔ اس نے مجھ سے کہا تم مجھے جھوٹا ہونے کا الزام جلدی لگا رہے ہو پہلے میری بات تو سن لو۔ میں نے اپنی کتاب میں پڑھا ہے کہ عنقریب ہماری اس سرزمین پر ایک نبی مبعوث ہوگا مجھے گمان تھا کہ میں ہی وہ نبی ہوں گا لیکن مجھے اہل علم نے بتایا کہ وہ نبی بنو عبد مناف میں سے مبعوث ہوگا میں نے بنو عبد مناف میں دیکھا تو مجھے عتبہ کے علاوہ کوئی ایسا شخص نظر نہ آیا جو نبوت کا اہل ہو جب تم نے مجھے اس کی عمر کے بارے میں بتایا تو مجھے علم ہو گیا کہ وہ بھی نبی نہیں کیونکہ اس کی عمر چالیس سال سے زیادہ ہو چکی ہے لیکن ابھی تک اس پر وحی نازل نہیں ہوئی۔ حضرت ابوسفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں جب میں اس سفر سے واپس آیا تو حضور نبی کریم ﷺ پر وحی نازل ہو چکی تھی میں دوبارہ سفر تجارت پر روانہ ہوا جب میں امیہ کے پاس سے گزرا تو میں نے اسے مذاقاً کہا اس نبی کا ظہور ہو چکا ہے تو جس کی صفات بیان کیا کرتا تھا امیہ نے مجھ سے کہا وہ یقیناً سچے نبی ہیں تم اس کی پیروی کرو۔ اے ابوسفیان! اگر تم نے ان کی مخالفت کی تو میں تجھے اس طرح باندھ لوں گا جس طرح بکری کے بچے کو باندھا جاتا ہے۔ میں تمہیں ان کی بارگاہ میں پیش کروں گا پھر وہ اپنی منشاء کے مطابق تیرے بارے میں فیصلہ کریں گے۔ حارث بن ابی اسامہ نے اپنی ''مسند'' میں عکرمہ بن خالد سے روایت کی ہے کہ حضور اکرم ﷺ کی بعثت کے وقت قریش مکہ کے کچھ لوگ بحری سفر پر روانہ ہوئے۔ ہوا نے انہیں ایک جزیرہ پر پھینک دیا انہوں نے اس جزیرہ میں ایک شخص کو دیکھا۔ اس شخص نے ان لوگوں سے پوچھا تم کون ہو؟ انہوں نے جواب دیا ہمارا تعلق قبیلہ قریش سے ہے اس نے پھر پوچھا کہ قبیلہ قریش کیسا ہے۔ انہوں نے بتایا وہ اہل حرم ہیں اور یہ یہ ان کی صفات ہیں۔ جب اس نے خوب جان لیا تو اس نے کہا اس صفات کے اہل تو ہم ہیں تم نہیں ہو جب ان لوگوں نے غور سے دیکھا تو وہ قبیلہ جرہم کا ایک شخص تھا اس نے کہا کیا تمہیں معلوم ہے کس چیز کو جیاد کا نام دیا گیا ہے بلاشبہ ہمارے گھوڑوں کو ہی جیاد (عمدہ اور طویل گردن والے) کہا گیا ہے۔ اس پر مہربانی کی گئی ہے ان لوگوں نے کہا کہ ہم میں سے ایک شخص کا ظہور ہوا ہے جو یہ گمان کرتا ہے کہ وہ نبی ہے انہوں نے آپ ﷺ کے تمام معاملات کو بیان کیا۔ اس شخص نے کہا تم ان کی ضرور اتباع کرو اگر میں موجودہ حالت میں نہ ہوتا تو میں ضرور ان کی بارگاہ میں حاضری دیتا۔

اسی طرح قس بن ساعدہ نے بھی حضور نبی کریم ﷺ کے متعلق بشارت دی تھی شیخ اکبر نے اپنی کتاب ''مسامرات'' میں لکھا ہے کہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا ہے کہ جارود بن عبداللہ مدینہ طیبہ میں آیا وہ اپنی قوم کا سردار تھا اپنے قبیلے میں عظمت و رفعت کا مالک تھا۔ اس کے ہر حکم کی تعمیل کی جاتی تھی وہ ایک بلند قدر انسان تھا۔ تمام لوگ اس کا ادب کرتے تھے وہ وسیع فضل اور بلند حسب والا تھا حسن و جمال میں لاثانی تھا اس کے افعال بھی عمدہ تھے۔ وافر دولت اور کثیر مال کا مالک تھا وفد بنی قیس میں عالی مرتبت اور صاحب قدر و فضل تھا۔ فصاحت و بلاغت اور احسان مندی اس کی نمایاں خصوصیات تھیں اس وفد میں سے ہر شخص ایک بلند و بالا کھجور کی طرح تھا۔ وہ تمام عظیم الشان اور خوبصورت اونٹنیوں پر سوار تھے

هَاجَ بِالْقَلْبِ مَنْ هَوَهُ اذْكَارُ   وَلَيَالٍ خَلَالُهُنَّ نَهَارُ

دل اس کی محبت میں شعلہ زن ہے جس کا عشق سراپا آتش ہے اور وہ ایسا ہے کہ گویا تاریک راتوں میں دن نکل آیا ہے۔

وَنُجُومٌ يَحُثُّهَا قَمَرُ اللَّيْـ   ـلِ وَشَمْسٌ فِيْ كُلِّ يَوْمٍ تَدَارُ

''اور ستارے جنہیں رات کا چاند ابھارتا ہے اور سورج ہر روز محو گردش ہے۔

ضَوْؤُهَا يَطْمِسُ الْعُيُوْنَ وَارْعَا   دُ شَدَادٍ فِي الْخَافِقِيْنَ مَطَارُ

اس کی روشنی آنکھوں کو بے نور کردے گی اور لوگوں میں بہادروں کی قوت وتوانائی کا ذریعہ ختم ہو جائے گا۔

وَغُلَامٌ وَاَشْمَطُ وَرَضِيعٌ   كُلُّهُمْ فِي التُّرَابِ يَوْمًا يُزَارُ

خواہ وہ لڑکا ہو، بوڑھا ہو یا شیر خوار ہو تمام کو ایک دن دیکھا جائے گا کہ وہ مٹی میں لت پت ہیں۔

وَقُصُوْرٌ مُشَيَّدَةٌ حَوَتِ الْخَيْرَ   وَاُخْرٰى خَلَتْ فَهُنَّ قِفَارُ

وہ بلند و بالا محلات جنہوں نے بھلائی کو گھیرے رکھا اور دیگر عمارات جن میں کچھ کی تھی وہ تمام میدان میں تبدیل ہو جائیں گی۔

وَكَثِيْرٌ مِمَّا يَقْصُرُ عَنْهُ   حَوْشَةُ النَّاظِرِ الَّذِيْ قَدْ يُحَارُ

اسی طرح بہت سی ایسی اشیاء بھی ختم ہو جائیں گی جن کا احاطہ دیکھنے والے کی آنکھ نہ کرسکتی تھی اور وہ حیران ہو جاتا تھا۔

وَالَّذِيْ قَدْ ذَكَرْتُ دَلَّ عَلَى   اللّٰهِ نُفُوْسًا لَهَا هُدًى وَاعْتِبَارُ

اور جو کچھ میں نے ذکر کیا ہے وہ راہ نمائی کرتے ہیں اللہ کی طرف ان نفوس کی جن کے لئے ہدایت اور عبرت ہے۔''

حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا اے جارود! ذرا توقف کرو میں اسے بھولا تو نہیں۔ وہ عکاظ کے بازار میں اپنے خاکستری اونٹ پر سوار تھا۔ وہ خوبصورت کلام میں محو گفتگو تھا۔ شاید ہی مجھے اس کے کلام میں سے کچھ یاد ہو۔ اے مہاجرین و انصار! کیا تم میں سے کوئی ایسا شخص ہے جو اس کے کلام میں سے ہمیں کچھ سنائے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ فوراً کھڑے ہو گئے اور عرض کی یارسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم مجھے اس کا کلام یاد ہے میں بھی اس دن عکاظ کے بازار موجود تھا۔ اس دن اس نے لاجواب تقریر کی تھی لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی عبادت کی طرف رغبت دلائی اور اس کے عذاب سے ڈرایا اس دن اس نے اپنے خطبہ میں کہا تھا:

'' اے لوگو! غور سے سنو اور یاد رکھو اور اگر اس میں سے کوئی چیز یاد کرلو تو اس سے نفع اٹھاؤ بلاشبہ ہر ذی روح نے مرنا ہے۔ بلاشبہ آسمان پر خبر ہے، زمین پر عبرت ہے، رات تاریک ہے، آسمان برجوں والا ہے اور زمین راستوں والی ہے، سمندر موجزن ہیں میں لوگوں کو دیکھتا ہوں کہ وہ جاتے ہیں لیکن واپس نہیں آتے کیا انہوں نے اس جگہ کو پسند کر لیا ہے اور انہوں نے وہیں اقامت کرلی ہے یا وہ وہاں ہی سو گئے ہیں قس ایسی قسم اٹھاتا ہے جس میں نہ وہ گناہ گار ہونے والا ہے نہ ہی اس کو توڑنے والا ہے کہ اللہ کا ایک ایسا دین بھی ہے جو اس کو اس دین سے زیادہ محبوب ہے جو تم نے اختیار کر رکھا ہے اس کے

تَبْتَغِیْ دَفْعَ یَوْمٍ بُؤْسٍ عُبُوْسٍ اَوْجَلَ الْقَلْبَ ذِکْرَہٗ ثُمَّ ھَالَا

وہ لوگ خوفناک دن سے نجات کے طلبگار ہیں جس نے دلوں کو پریشان اور مضطرب کر رکھا ہے۔

جب سرور کائنات ﷺ نے اس کی نعت کو سنا تو بہت زیادہ خوش ہوئے۔ آپ ﷺ نے جارود کو اپنے قریب کیا۔ اس کی عزت و تکریم کی، اس کا احترام کیا۔ اپنی محفل میں عمدہ جگہ پر بٹھایا۔ آپ ﷺ نے فرمایا اے جارود! تو نے اور تیری قوم نے اپنے وعدے سے بہت تاخیر کی ہے تم پر کتنا عرصہ گزر گیا ہے۔ جارود نے کہا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم جس نے آپ ﷺ کو غلطی میں ڈالا اس نے بہت بڑی خطا کی اور راہ راست سے بھٹک گیا ہے اللہ کی قسم! آپ سے دروغ گوئی کرنا بہت بڑا گناہ اور عظیم نقصان ہے جاسوس کبھی بھی اپنے اہل سے جھوٹ نہیں بولتا نہ ہی وہ اپنی ذات کے ساتھ دھوکا کرتا ہے بخدا آپ حق کے ساتھ تشریف لائے ہیں آپ نے سچ کے ساتھ گفتگو فرمائی ہے قسم اس ذات کی جس نے آپ ﷺ کو حق کے ساتھ مبعوث کیا ہے میں نے آپ کی تعریف کو انجیل میں پایا ہے ابن البتول نے بھی آپ ﷺ کی بشارت دی ہے اور آپ کی خدمت اقدس میں سلام بھیجا ہے میں سراپا سپاس ہوں اس ذات کے لئے جس نے آپ کو عزتیں عطا فرمائیں ہیں اور آپ کو رسول بنا کر بھیجا ہے۔ مشاہدہ کے بعد کسی اثر یا مشاہدہ کو تلاش نہیں کیا جاتا اور یقین کے بعد کوئی شک نہیں ہوتا۔ یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم اپنا دست اقدس بڑھائیے میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے علاوہ کوئی اور معبود نہیں اور محمد اللہ کے رسول ہیں جارود نے بھی اسلام قبول کیا اور اس کی تمام قوم بھی دولت اسلام سے مالا مال ہوئی۔ اس کے اسلام قبول کرنے کی وجہ سے آپ ﷺ نے بہت زیادہ خوشی اور مسرت کا اظہار کیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا اے جارود! کیا عبدالقیس کے وفد میں کوئی ایسا آدمی ہے جو ہم کو قس کے متعلق بتائے۔ حضرت جارود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم ہم میں سے ہر ایک قس کو جانتا ہے۔ اپنی قوم میں سے میں ہی وہ شخص ہوں جو اس کے پیچھے جاتا ہوں اس کی خبر لے کر آتا ہوں قس عرب کے بیٹوں میں سے ایک بہترین بیٹا ہے وہ صحیح النسب ہے۔ اس کے خطبہ سے فصاحت و بلاغت عیاں ہوتی ہے اس کے لئے بڑھاپا خوبصورتی ہے اس کی عمر سات سو سال ہے۔ وہ ہمیشہ صحراؤں میں زندگی بسر کرتا ہے۔ کوئی گھر اس سے آشنا نہیں ہے۔ اس کو کوئی قرار اور چین نہیں ہے وہ اپنی صحرانوردی میں شتر مرغ کے انڈے پیتا ہے۔ درندوں اور وحشی جانوروں سے محبت کرتا ہے وہ کھردرے کپڑے پہنتا ہے۔ وہ حضرت مسیح علیہ السلام کے طریقہ پر سیاحت کرتا ہے، وہ ضرب الامثال بیان کرتا ہے جس سے تمام خوف اور احوال عیاں ہو جاتے ہیں ابدال اس کی پیروی کرتے ہیں۔ انہوں نے ہی حوارین کے سردار سمعان کو پالیا وہ عرب میں سے پہلے ہیں جنہوں نے بندگی کی اور بڑھاپے میں اللہ تعالیٰ کی عبادت کی۔ انہوں نے موت، مر کر اٹھنے اور حساب و کتاب کا یقین کیا موت کا ذکر کر کے لوگوں کو نصیحت کی اور مرنے سے پہلے اچھے اعمال کرنے کا حکم دیا انہوں نے عکاظ کے بازار میں عمدہ خطبہ دیا مجھے ایسے محسوس ہو رہا ہے کہ میں اب بھی ان کی طرف دیکھ رہا ہوں اہل عرب ان کے سامنے ہیں وہ اپنے رب کی قسم اٹھا رہے ہیں کہ کتاب اپنی مدت تک ضرور پہنچے گی اور ہر عمل کرنے والے کو اس کے عمل کا پورا پورا اجر دیا جائے گا پھر انہوں نے یہ اشعار پڑھنے شروع کئے۔

تمہیں بلائیں تو تم ان کی دعوت پر لبیک کہنا اگر مجھے یہ یقین ہوتا کہ میں ان کی بعثت تک زندہ رہوں گا تو میں ان لوگوں میں سے سب سے پہلا ہوتا جو بھاگ کر ان کی طرف جاتا''السیرۃ النبویہ''میں لکھا گیا ہے کہ یہ قصہ مختلف اسناد سے روایت کیا گیا ہے جو ایک دوسرے کو تقویت دیتی ہیں۔

انہیں بشارات میں سے ایک یہ بھی ہے کہ زہیر بن ابی سلمی جو کعب بن زہیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا والد تھا وہی حضرت کعب بن زہیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جنہوں نے اپنا مشہور قصیدہ''بانت سعاد''بارگاہ رسالت میں پیش کیا تھا وہ اہل کتاب کے ساتھ بیٹھتے تھے۔انہوں نے اہل کتاب سے سنا کہ نبی مکرم ﷺ کی بعثت کا وقت قریب ہے اس نے خواب میں دیکھا کہ آسمان سے ایک رسی نیچے لٹکائی گئی ہے اس نے اس رسی کو پکڑنے کی کوشش کی لیکن اسے نہ پکڑ سکا اس نے اس خواب کی یہی تعبیر کی کہ اس سے مراد وہ نبی کریم ﷺ ہیں جو آخر الزمان میں مبعوث ہوں گے اور وہ ان کی زیارت نہیں کر سکے گا۔اس نے اپنے دونوں بیٹوں کو اس خواب کے متعلق بتایا اور انہیں وہ معلومات بھی بتائیں جو اس کو اہل کتاب سے حاصل ہوئیں تھیں۔اس نے اپنے بیٹوں کو حکم دیا کہ اگر وہ اس نبی مکرم ﷺ کے زمانہ اقدس کو پالیں تو ان پر ضرور ایمان لائیں اس کے بیٹوں نے نبی کریم ﷺ کے زمانہ اقدس کو پایا پہلے اس کا بیٹا بجیر ایمان لایا پھر حضرت کعب نے اسلام قبول کیا (رضی اللہ تعالیٰ عنہما)۔حضرت کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بارگاہ نبوت میں وہ مشہور قصیدہ پیش کیا انہوں نے اپنا قصیدہ مسجد میں پیش کیا وہاں تمام صحابہ کرام بھی موجود تھے آقائے دوجہاں ﷺ نے انہیں اپنی چادر مبارک عطا فرمائی پھر حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے وہ چادر ان کے ورثاء سے کثیر رقم دے کر حاصل کر لی۔یہ وہی چادر تھی جس کو خلفاء اور سلاطین اپنے اوپر اوڑھا کرتے تھے۔

نبی ﷺ کے ظہور کا وقت قریب آ گیا ہے۔ اس کے ظہور کی بابرکت گھڑیاں تم پر سایہ فگن ہونے والی ہیں۔ اس کا مقدس زمانہ تم کو مالا مال کرنے والا ہے جو اس عہد ہمایوں کو پا لے اس کو بشارت ہو۔ خوشخبری ہے اس آدمی کے لئے جو آپ ﷺ پر ایمان لائے گا اور ہدایت پا لے گا۔ ہلاکت ہے اس شخص کے لئے جس نے آپ ﷺ کی نافرمانی اور مخالفت کی تباہی ہے غافل لوگوں کے لئے ہلاکت ہے گزشتہ نافرمان امتوں اور اقوام کے لئے اے گروہ ایاد! کہاں ہیں باپ اور دادے؟ کہاں ہیں مریض اور عیادت کرنے والے کہاں ہیں فرعون اور شداد؟ وہ لوگ کہاں ہیں جنہوں نے بلند و بالا عمارات تعمیر کی تھیں۔ جنہوں نے خوبصورت اشیاء اور زیست کی آسائش کے لئے ہر چیز بنائی تھی۔ مال کہاں ہے اولاد کہاں ہے وہ لوگ کہاں ہیں جنہوں نے بغاوت اور سرکشی کی تھی۔ جنہوں نے مال کو جمع کیا اور گنا اور کہا تھا میں تمہارا بلند مرتبہ رب ہوں کیا ان کے پاس تم سے زیادہ مال و دولت نہ تھا۔ کیا ان کی عمریں تم سے لمبی نہ تھیں کیا ان کی آرزوئیں تم سے طویل نہ تھیں زمین نے انہیں اپنے سینے سے پیس دیا ہے مصائب کی کثرت نے انہیں چیر دیا ہے وہ ہیں ان کی بوسیدہ ہڈیاں وہ دیکھو وہ ان کے خالی گھر ہیں۔ اب بھیڑیوں نے ان کے گھر کو آباد کر رکھا ہے وہ اللہ ہی ہے جو یکتا اور معبود برحق ہے۔ نہ ہی اس کا کوئی باپ ہے اور نہ ہی اس کی کوئی اولاد ہے۔"

پھر قس کے درج ذیل اشعار پڑھنے شروع کر دیئے:

فِی الذَّاهِبِیْنَ الْاَوَّلِیْ نَ مِنَ الْقُرُوْنِ لَنَا بَصَائِرْ

"ہم سے پہلے جانے والوں میں ہمارے لئے کئی بصیرت افروز باتیں ہیں۔

لَمَّا رَاَیْتُ مَوَارِدًا لِلْمَوْتِ لَیْسَ لَهَا مَصَادِرْ

جب میں دیکھتا ہوں کہ موت کے داخل ہونے کے تو راستے ہیں لیکن اس سے نکلنے کے لئے کوئی راستہ نہیں۔

وَرَاَیْتُ قَوْمِیْ نَحْوَهَا یَمْضِی الْاَصَاغِرُ وَالْاَکَابِرْ

میں دیکھتا ہوں کہ میری قوم کے چھوٹے اور بڑے اسی کی طرف رواں دواں ہیں۔

لَمْ یَرْجِعِ الْمَاضِیْ اِلَیَّ وَلَا مِنَ الْبَاقِیْنَ غَائِرْ

نہ ہی گزرنے والا میری طرف آنے والا ہے اور نہ ہی باقی لوگوں میں سے کوئی واپس آنے والا ہے۔

اَیْقَنْتُ اَنِّیْ لَا مَحَا لَةَ حَیْثُ صَارَ الْقَوْمُ صَائِرْ

میں نے یقین کر لیا کہ مجھے بھی یقیناً اسی طرف جانا ہے جس طرف میری قوم گئی ہے۔"

ایک اور روایت میں ہے کہ اس نے اپنے خطبہ میں کہا: "حق اس جانب سے آئے گا" اس نے اپنے ہاتھ سے مکہ کی جانب اشارہ کیا۔ لوگوں نے پوچھا۔ اس سے آپ کی کیا مراد ہے۔ اس نے کہا وہ دعوت لے کر آنے والے ایسے ہوں گے جن کی ابروئیں آپس میں ملی ہوئی نہ ہوں گی۔ ان کی آنکھیں بہت زیادہ سفید اور بہت زیادہ سیاہ ہوں گی۔ ان کا تعلق قبیلہ لوی بن غالب سے ہوگا۔ وہ تمہیں اخلاص کے کلمہ کی طرف دعوت دیں گے ہمیشہ کی زندگی اور دائمی نعمتوں کی طرف بلائیں گے جب وہ

اَلْقِیَامَۃِ مَعَ الصِدِّیْقِیْن

''میں معبود برحق ہوں میرے علاوہ کوئی معبود نہیں۔ جس نے میری تقدیر پر سرِ تسلیم خم کیا، میرے مصائب پر صبر کیا، میری نعمت پر شکر ادا کیا۔ میری حکم پر رضامندی ظاہر کی میں اس کو ''صدیق'' لکھوں گا اور بروز حشر اسے صدیقین کے ساتھ اٹھاؤں گا۔''

ایک روایت میں ہے کہ لوح محفوظ کے سینے میں یہ لکھا ہوا ہے:

لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ دِیْنُهُ الْاِسْلَامُ مُحَمَّدٌ عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ فَمَنْ آمَنَ بِهٰذَا اَدْخُلُهُ الْجَنَّةَ

''میرے علاوہ اور کوئی معبود نہیں اسلام میرا دین ہے محمد میرے بندے اور رسول ہیں جو شخص آپ ﷺ پر ایمان لائے گا میں اسے جنت میں داخل کروں گا۔''

ایک روایت میں ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے قلم کو ''جو کچھ ہوا اور جو ہونے والا ہے'' لکھنے کا حکم دیا تو اس نے عرش کے پائے پر سب سے پہلے کلمہ طیبہ لکھا: لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ۔

علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ ''خصائص کبریٰ'' میں لکھتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ کی خصوصیات میں سے یہ بھی ہے کہ آپ کا اسم مبارک اللہ تعالیٰ کے نام مبارک کے ساتھ عرش عظیم پر لکھا ہوا ہے اسی کتاب میں لکھا ہوا ہے کہ اللہ رب العزت نے فرمایا ہے کہ میں نے عرش کو پانی پر پیدا کیا اس میں ارتعاش اور اضطراب پیدا ہوا میں نے اس پر لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ لکھا تو وہ حالت سکون میں ہو گیا آپ ﷺ کا اسم مبارک تمام ملکوت آسمان پر مکتوب ہے یعنی آپ ﷺ کا نام تمام آسمانوں پر، تمام جنتوں پر اور عالم بالا کی ہر شئ پر مرقوم ہے۔

ابن عساکر اور ابن عدی رحمہما اللہ تعالیٰ نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ جب مجھے معراج کرائی گئی تو میں نے عرش کے پائے کو دیکھا وہاں لکھا ہوا تھا: لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ اَیَّدْتُهٗ بِعَلِیٍّ۔

ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ حبیب لبیب ﷺ نے فرمایا جب مجھے سیر کروائی گئی تو میں نے عرش کو دیکھا وہاں لکھا ہوا تھا: لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ابوبکر الصدیق عمر الفاروق عثمان ذوالنورین۔

ابویعلی، الطبرانی، ابن عساکر اور حسن بن عرفہ رحمہم اللہ تعالیٰ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ جب مجھے معراج کرائی گئی تو میں جس آسمان پر سے بھی گزرا وہاں میرا نام لکھا ہوا تھا اور میرے بعد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نام لکھا ہوا تھا۔

ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول مکرم ﷺ نے فرمایا جنت کے دروازے پر لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ لکھا ہوا ہے۔

ابونعیم رحمۃ اللہ علیہ نے ''الحلیۃ'' میں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا

آٹھواں باب

قلم قدرت کے ذریعے حضور ﷺ کی عظمت و رفعت اور رسالت کا اعلان

عالم علوی اور سفلی کی بہت سی اشیاء پر آپ ﷺ کا نام نامی اسم گرامی اور آپ کی رسالت کے تذکرے موجود ہیں۔اس باب میں ان اشیاء کو بیان کیا جائے گا جن پر آپ کا اسم مبارک اور رسالت و نبوت کی شہادت مکتوب ہے۔

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ حضور نبی مکرم ﷺ نے فرمایا کہ جب حضرت آدم علیہ السلام سے لغزش ہوئی تو انہوں نے بارگاہ ربوبیت میں عرض کی اے مولا! میں تیری بارگاہ میں محمد مصطفیٰ ﷺ کا وسیلہ پیش کرتا ہوں کہ تو مجھے معاف فرما دے۔اللہ رب العزت نے فرمایا اے آدم تو نے محمد ﷺ کو کیسے پہچانا۔حالانکہ میں نے انہیں ابھی تک پیدا نہیں کیا حضرت آدم علیہ السلام نے عرض کی اے مالک الملک! جب تو نے مجھے اپنے ہاتھ سے بنایا اور مجھ میں اپنی روح پھونکی تو میں نے اپنے سر کو بلند کیا میں نے عرش کے پائے پر یہ لکھا ہوا دیکھا: لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ. مجھے یقین ہو گیا کہ تو نے اپنے نام کے ساتھ صرف اسی ہستی کا نام لکھا ہے جو تجھے تمام مخلوق سے محبوب ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے آدم! تو نے سچ کہا ہے مجھے وہ ہستی تمام مخلوق سے محبوب ہے کیونکہ تو نے ان کے وسیلہ جلیلہ کے ذریعے مجھ سے التجا کی ہے اس لئے میں نے تیری لغزش کو معاف کیا ہے۔اگر محمد ﷺ نہ ہوتے تو میں تجھے پیدا نہ کرتا۔

حاکم رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اسی حدیث کو روایت کیا ہے اور اس کو صحیح کہا ہے۔الطبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اسی حدیث کو روایت کیا ہے اور اس میں یہ اضافہ کیا ہے ''وہ تیری اولاد میں سے آخری نبی ہیں۔''

روایت ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام نے کہا کہ میں نے تمام آسمانوں کا طواف کیا میں نے کوئی ایسی جگہ نہ دیکھی جہاں ''محمد'' ﷺ نہ لکھا ہو۔آسمانوں کی تمام اشیاء پر آپ ﷺ کا نام مکتوب تھا۔جنت کے تمام محلات اور کمروں پر آپ کا نام لکھا ہوا تھا۔میں نے دیکھا کہ آپ ﷺ کا اسم گرامی حورعین کے سینوں پر، جنت کے درختوں کے پتوں پر، طوبیٰ کے درخت پر، سدرۃ المنتہیٰ پر، حجابات پر اور ملائکہ کی آنکھوں کے درمیان لکھا ہوا تھا۔روایت ہے کہ وہ پہلی عبارت جس کو قلم نے لوح محفوظ پر رقم کیا وہ یہ تھی:

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ اَنَا اللّٰهُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنَا مُحَمَّدٌ رَّسُوْلِیْ مَنِ اسْتَسْلَمَ لِقَضَائِیْ وَصَبَرَ عَلٰی بَلَائِیْ وَشَكَرَ عَلٰی نَعْمَائِیْ وَرَضِیَ بِحُكْمِیْ كَتَبْتُهٗ صِدِّيْقًا وَبَعَثْتُهٗ يَوْمَ

اور روایت کے مطابق سنگ مرمر کی ایک تختی تھی اس پر یہ عبارت کندہ تھی، ''تعجب ہے اس شخص پر جو موت کا یقین کرتا ہے پھر بھی خوش ہوتا ہے۔ تعجب ہے اس شخص پر جو حساب وکتاب کا یقین رکھتا ہے پھر بھی غافل رہتا ہے تعجب ہے اس شخص پر جو قضاو قدر کا یقین رکھتا ہے پھر بھی غمگین ہوتا ہے تعجب ہے اس شخص پر جو دنیا کو اور اہل دنیا کے انقلاب کو دیکھتا ہے پھر بھی اس پر مطمئن ہو جاتا ہے لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ'' امام حلبی رحمۃ اللہ علیہ نے ''السیرۃ'' میں لکھا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ ہم بارگاہ رسالت میں حاضر تھے کہ اچانک ایک پرندہ آیا جس کی چونچ میں سبز رنگ کا موتی تھی اس پرندے نے وہ موتی پھینک دیا سرور کائنات ﷺ نے اس موتی کو اٹھایا اور دیکھا کہ اس میں ایک سبز رنگ کا کیڑا ہے جس پر زرد رنگ سے لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ لکھا ہے۔

''السیرۃ النبویہ'' میں ہے کہ ایک پرانا پتھر ملا جس پر محمد، تقی، مصلح، سید، امین لکھا ہوا تھا بعض لوگ کہتے ہیں کہ ہم ہندوستان کا سفر کر رہے تھے کہ اچانک ہم ایک جزیرے پر پہنچ گئے اس جزیرے میں ایک ایسا درخت تھا جس کے پتے سرخ تھے اور ان میں سفید رنگ میں لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ لکھا تھا۔ ایک آدمی روایت کرتا ہے کہ میں نے جزیرے میں ایک بہت بڑا درخت دیکھا۔ اس درخت کے بڑے بڑے پتے تھے۔ ان پتوں سے عمدہ مہک آ رہی تھی ان سبز پتوں میں سرخ اور سفید رنگ میں تین سطریں لکھی ہوئیں تھیں پہلی سطر میں لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ دوسری میں مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ اور تیسری سطر میں اِنَّ الدِّيْنَ عِنْدَ اللّٰهِ الْاِسْلَامُ لکھا تھا۔

ایک اور راوی کہتے ہیں کہ میں نے ہندوستان کی ایک بستی میں زعفران کا درخت دیکھا جس کے پھول دلکش کالے اور خوشبودار تھے۔ میں نے ایک پھول دیکھا اس پر لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ابوبکر الصدیق عمر الفاروق لکھا تھا۔ میں نے دل میں سوچا کہ اتفاقاً ہی لکھا گیا ہو میں دل کی تسلی کے لئے دوسرے پھول کی طرف گیا اس پر بھی یہی عبارت لکھی ہوئی تھی۔ اس شہر میں بہت سے ایسے درخت تھے ہر درخت کے پھول پر یہی مکتوب تھا حالانکہ اس شہر کے لوگ بت پرست تھے۔

ابن مرزوق رحمۃ اللہ علیہ نے قصیدہ بردہ شریف کی شرح میں ایک راوی سے روایت کیا ہے وہ کہتے ہیں کہ ایک دفعہ ہم دوران سفر بحر الہند کے گہرے پانی میں تھے کہ ہمیں شدید آندھی نے آلیا۔ ہم کچھ دیر کے لئے ایک جزیرے میں ٹھہرے ہم نے وہاں ایک سرخ پھول دیکھا۔ اس کی خوشبو بڑی عمدہ تھی اس پر زرد رنگ میں لکھا تھا: بَرَآءَةٌ مِّنَ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ اِلٰى جَنّٰتِ النَّعِيْمِ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ۔

ایک اور راوی کہتے ہیں کہ میں نے ہندوستان میں ایک درخت دیکھا جس کا پھل اخروٹ کی طرح کا تھا اس پر دو چھلکے تھے۔ جب ان چھلکوں کو توڑا جاتا تو ان میں سے سبز رنگ کا ایک لپٹا ہوا پتا نکلتا جس پر سبز رنگ کے واضح خط میں لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ لکھا ہوا ہوتا۔ وہ لوگ اس درخت سے تبرک حاصل کرتے تھے اور جب باران رحمت رک جاتی تو اس کے وسیلے سے بارگاہ ایزدی میں دعا مانگتے تو اللہ ان پر اپنی رحمت کی بارش نازل کر دیتا۔

جنت کے درختوں کے ہر پتے پر لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ لکھا ہوا ہے۔

ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ نے ابوالزبیر کی سند سے حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام کے دونوں کندھوں کے مابین مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ لکھا ہوا تھا اور حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہی سے روایت ہے کہ وہ فرماتے ہیں کہ سید المرسلین ﷺ نے فرمایا کہ حضرت سلیمان بن داؤد علیہما السلام کی انگوٹھی پر لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ منقوش تھا۔ حضرت عبادہ بن الصامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت سلیمان بن داؤد علیہما السلام کی انگوٹھی کا نگینہ آسمان سے بھیجا گیا تھا انہوں نے اس نگینہ کو اپنی انگوٹھی میں لگالیا اور ان کی عظیم سلطنت کے معاملات اسی نگینہ کی وجہ سے درست ہوتے تھے اس نگینے پر یہ عبارت منقوش تھی: اَنَا اللّٰهُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ عَبْدِیْ وَ رَسُوْلِیْ جب حضرت سلیمان علیہ السلام بیت الخلاء میں تشریف لے جاتے تو اس انگوٹھی کو اتار لیتے تھے۔ اسی طرح مجامعت کے وقت بھی اس انگوٹھی کو اتار لیا کرتے تھے۔ اگر آپ انگوٹھی کو اتارتے تو آپ کی سلطنت کی عوام بدحال ہو جاتی اور آپ کی کیفیت بھی وہ نہ رہتی جو پہلے ہوتی۔

علامہ الحلبی رحمۃ اللہ علیہ نے ''السیرۃ'' میں لکھا ہے کہ 454ھ میں خراسان کے علاقہ میں شدید ہوا چلی اس ہوا کی شدت کو دیکھ کر قوم عاد پر چلنے والی ہوا یاد آ جاتی تھی۔ ہوا کی شدت کی وجہ سے پہاڑ ہلنے لگے جانور اپنے مسکنوں سے نکل آئے لوگوں نے خیال کیا کہ شاید قیامت آ گئی ہے۔ لوگوں نے بارگاہ ایزدی میں گڑگڑا کر دعائیں مانگیں۔ اچانک انہوں نے دیکھا کہ وہاں کے پہاڑوں میں سے ایک پہاڑ پر آسمان سے نور ظاہر ہوا ہے پھر لوگوں نے درندوں کو دیکھا وہ اسی پہاڑ کی جانب دوڑتے ہوئے جا رہے تھے جہاں نور نازل ہوا تھا۔ لوگ بھی ان جانوروں کے ساتھ اسی پہاڑ پر گئے۔ لوگوں نے مشاہدہ کیا کہ وہاں ایک پتھر پڑا ہوا ہے جس کی لمبائی ایک ذراع اور چوڑائی تین انگلیوں جتنی ہے اس میں تین سطریں بنی ہوئی ہیں پہلے سطر میں لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ فَاعْبُدُوْنِ لکھا ہے دوسری سطر میں مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ الْقُرَشِیُّ مکتوب ہے اور تیسری سطر میں لکھا ہے کہ مغرب کے واقعہ سے ڈرو یہ سات یا نو کو ہوگا اور قیامت قریب آ گئی ہے۔

بعض روای روایت کرتے ہیں کہ طبرستان میں ایک قوم تھی جو یہ تو پڑھتی تھی لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِیْکَ لَهٗ لیکن وہ رسالت محمدی کا اقرار نہ کرتی تھی۔

ایک دن شدید گرمی تھی آسمان پر انتہائی سفید رنگ کا بادل ظاہر ہوا وہ بادل پھیلتا رہا حتیٰ کہ اس نے تمام آفاق کو گھیر لیا وہ بادل آسمان اور ان شہر کے درمیان حائل ہو گیا۔ جب زوال کا وقت ہوا تو آسمان پر واضح خط میں لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ظاہر ہوا۔ عصر تک یہ کلمہ طیبہ آسمان پر لکھا رہا۔ یہ معجزہ دیکھ کر ہر فتنہ باز نے توبہ کی اور شہر کے اکثر یہود و نصاریٰ نے اسلام قبول کر لیا۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے فرمان: كَانَ تَحْتَهٗ كَنْزٌ لَّهُمَا (الکہف:82) ''اس کے نیچے ان دونوں کے لئے خزانہ تھا'' کی تفسیر میں مجھے علم ہوا ہے کہ وہ خزانہ سونے کی ایک تختی تھی ایک

جس کے وسط میں عمدہ خط کے ساتھ ''محمد'' لکھا ہوا تھا۔

اسی طرح ایک اور آدمی نے کہا ہے کہ میں نے افریقہ کے ایک شہر میں ایک شخص کو دیکھا جس کی دائیں آنکھ کی سفیدی میں سرخ رگوں کے ساتھ محمد رسول اللہ لکھا ہوا تھا۔

علامہ شعرانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جب میں اپنی کتاب کا یہی باب رقم کر رہا تھا تو میں نے نبوت مصطفوی کی علامات میں سے ایک عجیب علامت کو ملاحظہ کیا وہ یہ ہے کہ ایک شخص نے اپنے بکرے کو ذبح کیا اور اس کو بھون کر کھالیا۔ وہ اس کا سر لے کر میرے پاس آیا میں نے اس کے سر کو دیکھا تو اس پر لکھا ہوا تھا لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُهٗ اَرْسَلَهٗ بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ يَهْدِىْ بِهٖ مَنْ يَّشَآءُ مَنْ يَّشَآءُ علامہ شعرانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس تکرار کا مقصد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کبھی بھی کسی چیز سے غافل نہیں ہوتا۔

علامہ السید احمد دحلان اپنی کتاب ''السیرۃ النبوۃ'' میں اسی واقعہ کو نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں کہ شاید اس تکرار سے ہدایت کی بلند و بالا شان سے انسان کو آشنا کروانا ہے کہ ہدایت کا رتبہ کتنا ارفع ہے نیز یہ بتانا بھی مقصود ہے کہ اللہ تعالیٰ ہی گمراہی اور ضلالت سے بچانے والا ہے۔

ابوعبداللہ محمد بن ابی الفضل رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب ''تُحْفَةُ الْاَخْيَارِ فِىْ فَضْلِ الصَّلٰوةِ عَلَى النَّبِيِّ الْمُخْتَارِ'' میں لکھتے ہیں کہ میں نے دوران سفر محلہ مظفرہ میں ایک ہرنی دیکھی اس کے دونوں کانوں پر اسم ''محمد'' ﷺ اتنے واضح خط میں لکھا ہوا تھا کہ اس میں کسی قسم کا کوئی شک نہیں ہو سکتا تھا۔ مجھے بتایا گیا کہ وہ ہرنی کہیں سے شہنشاہ وقت کی چراگاہ میں آ گئی تھی۔ میں تو یہی سمجھا کہ وہ ہرنی اس بادشاہ پر اور اس کی عوام پر اللہ کی طرف سے ایک احسان ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس ہرنی کو اس کی سلطنت میں اس لئے بھیجا کہ اس کی وجہ سے اس بادشاہ کی مملکت میں برکت نازل ہو۔ وہ بادشاہ وقت اور اس کی رعایا نبی کریم ﷺ کی تصدیق کی تجدید کر سکیں اور ان میں حضور ﷺ کی محبت زیادہ ہو وہاں حضور ﷺ کا نام نامی اسم گرامی اتنے واضح اور بین خط میں لکھا گیا تھا جس سے آپ ﷺ کی فضیلت قدر و منزلت اور عظمت کا اظہار ہوتا تھا میں نے وہاں کے لوگوں کو دیکھا وہ آپ ﷺ کے نام مبارک کو اس طرح چوم رہے تھے جس طرح طواف کرنے والے حجر اسود کو چومتے ہیں۔

علامہ ابن ابی الفضل رحمۃ اللہ علیہ اس واقعہ کو ذکر کرنے کے بعد لکھتے ہیں کہ صاحب کتاب الجدی نے جو حضور نبی کریم ﷺ کا نایاب قصیدہ لکھا ہے اس کا سبب بھی یہی تھا کہ ان کے زمانہ میں ایک بکرے کا ظہور ہوا جس کی پیشانی پر ''محمد'' لکھا ہوا تھا۔ حضور ﷺ کی اسی عظمت و رفعت کو آشکارہ کرتے ہوئے وہ لکھتے ہیں:

جَدِىْ غَدًا كَالْجَدِىْ اَشْرَقَ نُوْرُهٗ   وَمَحَلُّهٗ فَوْقَ السَّمَاكِ الْاَعْزَلِ

''کل میری بکری نے ایک ایسے بچے کو جنم دیا جس کا نور ''الجدی'' ستارے کی طرح ضوفشاں تھا اور اس کا مقام السماک الاغزل (ایک ستارہ) سے بلند تر تھا۔

رَقَمَتْ يَدُ الْاَقْدَارِ غُرَّةَ وَجْهِهٖ   رَقْمًا بَدِيْعًا بِاسْمِ اَكْرَمِ مُرْسَلِ

الحافظ السّلفی نے بعض راویوں سے روایت کیا ہے کہ ہندوستان کے ایک شہر میں ایک درخت ہے اس کے پتے سبز ہیں۔ اس کے ہر پتے پر گہرے سبز رنگ میں کلمہ طیبہ لکھا ہوا ہے۔ اس شہر کے ساکنین صنم پرست تھے۔ وہ اس درخت کو کاٹتے اور اس کے آثار کو مٹانے کی کوشش کرتے لیکن وہ درخت تھوڑے ہی وقت میں پہلے کی طرح ہو جاتا۔ وہ مشرک اس درخت کی جڑوں میں پگھلا ہوا سیسہ ڈالتے پھر اس پگھلے سیسے کے اطراف سے اس درخت کی چار شاخیں نکل آتیں ہر شاخ پر لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ لکھا ہوا ہوتا وہ لوگ اس درخت سے تبرک حاصل کرنے لگے جب ان کے مریض لا علاج ہو جاتے تو انہیں اسی درخت کے وسیلہ سے شفا ملتی اور وہ اس درخت کے پتوں کو زعفران کے ساتھ ملا کر عمدہ خوشبو حاصل کرتے۔

807ھ یا 809ھ میں انگور کا ایک ایسا دانہ پایا گیا جس پر کالے رنگ میں خوبصورت خط کے ساتھ ''محمد'' ﷺ لکھا ہوا تھا۔ ایک راوی کہتے ہیں کہ انہوں نے ایک مچھلی شکار کی جس کے دائیں پہلو پر لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اور بائیں پہلو پر مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ لکھا تھا وہ راوی کہتے ہیں کہ جب میں نے اس مچھلی کی یہ کیفیت دیکھی تو اس کا احترام کرتے ہوئے میں نے اسے واپس پھینک دیا۔

ایک اور راوی کہتے ہیں کہ میں ''بحر الغرب'' میں سفر کر رہا تھا۔ میرے ساتھ ایک بچہ تھا۔ اس کے ہاتھ میں مچھلی پکڑنے کا کانٹا تھا اس نے وہ کانٹا سمندر میں پھینک دیا۔ بچے نے اس کانٹے کے ذریعے چھوٹی سی ایک سفید مچھلی پکڑ لی جب ہم نے اس مچھلی کو دیکھا تو اس کے ایک کان کے نیچے کالے رنگ میں لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اور دوسرے کان کے نیچے اسی رنگ میں مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ لکھا تھا۔ ہم نے اس مچھلی کو دوبارہ سمندر میں پھینک دیا۔

علامہ الدمیری رحمۃ اللہ علیہ نے ''حیاۃ الحیوان'' میں لکھا ہے کہ علامہ قزوینی رحمۃ اللہ علیہ نے ''عجائب المخلوقات'' میں عبدالرحمٰن بن ہارون المغربی سے روایت کی ہے وہ کہتے ہیں کہ میں ''بحر المغرب'' میں محو سفر ہوا میں ایک جگہ پہنچا اس کا نام ''البرطوم'' تھا ہمارے ساتھ ایک ''صقلی''(1) بچہ تھا۔ اس کے پاس ایک کانٹا تھا۔ اس بچے نے اسے سمندر میں پھینک دیا اور اس کے ذریعے ایک مچھلی کو شکار کیا جس کی لمبائی ایک ہاتھ کے برابر تھی۔ جب ہم نے غور سے اس کا مشاہدہ کیا تو اس کے دائیں کان کے پیچھے لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اس کی گدی پر مُحَمَّدٌ (ﷺ) اور اس کے بائیں کان کے پیچھے رَّسُوْلُ اللّٰهِ لکھا ہوا تھا۔

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام کے دونوں کندھوں کے مابین مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ لکھا ہوا تھا۔

ایک راوی فرماتے ہیں کہ انہوں نے خراسان میں ایسے بچے کا مشاہدہ کیا جس کے ایک پہلو پر لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اور دوسرے پر مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ لکھا ہوا تھا۔

ایک اور شخص کہتا ہے 974ھ میں میری بکری نے بچہ دیا اس کا رنگ کالا تھا لیکن اس کی پیشانی پر ایک گول سفید داغ تھا

1۔ جزیرۂ سسلی کا رہنے والا۔

وہ اسم مبارک رجب کے مبارک مہینے میں ظاہر ہوا جبکہ لوگ تسبیح وتہلیل میں مگن تھے۔

عَجَبٌ اَتٰی رَجَبٌ بِہٖ فَتَأَکَّدَتْ بَرَکَاتُہٗ فِیْ قَلْبِ کُلِّ مُؤَمِّلٖ

عجیب بات یہ ہے کہ اس کا ظہور رجب کے ماہ مبارک میں ہو پس اس کی برکات ہر امید والے شخص کے دل میں پختہ ہو گئیں۔

فَکَأَنَّ مَنْ قَدْ قَالَ عِشْ رَجَباً تَرٰی عَجَبًا عَنَاہُ بِالزَّمَانِ الْمُجَمَّلٖ

گویا کہ جس نے یہ کہا کہ تو رجب میں زندگی بسر کر تو عجیب چیزیں دیکھے گا اس کی اس سے مراد خوبصورت زمانہ ہے۔

یَا غُرَّۃً کَالصُّبْحِ تَمَّمَ حُسْنُھَا خَطٌّ مِنَ اللَّیْلِ الْبَھِیْمِ الْاَلْیَلٖ

اے وہ صبح کی طرح روشن پیشانی جس کا حسن مکمل ہے اور جس نے تیرہ وتاریک رات سے حصہ حاصل کیا ہے۔

اَشْھٰی وَاَحْلٰی فِی النُّفُوْسِ مِنَ الْکَرٰی وَاَلَذُّ مِنْ عَذْبِ الزُّلَالِ السَّلْسَلٖ

وہ نفوس میں میٹھی نیند سے بھی زیادہ پسندیدہ اور میٹھا ہے اور وہ میٹھے اور خوشگوار پانی سے بھی زیادہ لذت آفریں ہے۔

ھِیَ خَطُّ اِنْعَامٍ عَلٰی لَوْحِ الْھُدٰی بِمُؤَمِّلٍ نُعْمَاہُ اَوْ مُتَأَمِّلٖ

ہدایت کی لوح پر یہ راحت وسکون کا خط ہے اس شخص کے لئے جس نے اس کی نعمتوں کی امید کی یا ان میں غور کیا۔

ھِیَ تَاجُ اِحْسَانٍ عَلٰی رَاْسِ الْعُلَا اَحْسَنَ بِتَاجٍ بِالسَّنَاءِ مُکَلَّلٖ

یہ بلندی کے سر پر احسان کا تاج ہے۔ وہ احسان جو اس نے سناء کے مقام پر تاج پہنا کر کیا تھا۔

صُبْحٌ بَدَا فِیْ لُؤْلُؤٍ مُتَلَالِیءٍ طَرَّزَ عَلٰی ثَوْبِ الْجَمَالِ الْاَکْمَلٖ

یہ ایک صبح ہے جو چمکدار موتی میں ظاہر ہوئی جس نے مکمل اور حسین کپڑے پر نقش ونگار کئے۔

طُرِّزَ بِہٖ اِزْدَانُ الزَّمَانِ بِاَسْرِہٖ فِی الْحَالِ وَالْمَاضِیْ وَفِی الْمُسْتَقْبَلٖ

تمام زمانہ یعنی مستقبل، حال اور ماضی کو اس سے سنوارا گیا۔

جَرِیْ ذُیُوْلَ الزَّھْوِ مِنْ فَرَحٍ بِھَا جَرَّ الْفَتَاۃِ ذُیُوْلَ بُرْدٍ مُسْبَلٖ

تو چل اس کی مسرت کی وجہ سے دامن گھسیٹتے ہوئے جس طرح دوشیزہ چادر کے دامن کو گھسیٹتی ہے۔

اُعْطِیْتِ مَا لَمْ یُعْطَ غَیْرُکِ مِثْلَہٗ شُکْرًا لِمَوْلَاکِ الْعُلٰی الْمُفَضَّلٖ

تجھے وہ عزت دی گئی جو تیرے علاوہ کسی اور کو نہیں دی گئی۔ اس پر اپنے بلند وبرتر اور فضیلت والے آقا کا شکر ادا کر۔

شَرَفٌ خُصِصْتَ بِہٖ وَفَضْلٌ بَاھِرٌ یَبْقٰی عَلٰی مَرِّ الزَّمَانِ الْاَطْوَلٖ

یہ وہ فضل ہے جس کے لئے تو خاص کیا گیا ہے یہ وہ واضح فضل ہے جو تا ابد برقرار رہے گا۔

ھٰذَا طِرَازُ الْحُسْنِ لَا مَا قَالَہٗ حَسَّانٌ فِیْ حُسْنِ الطِّرَازِ الْاَوَّلٖ

یہ حسن وجمال کا وہ نقش ہے جس کو حسان نے پہلے نقش ونگار کے حسن میں بیان نہیں کیا۔"

قدرت کے ہاتھوں نے اس کی پیشانی پر خوبصورت اور خوش نما انداز سے سید المرسلین ﷺ کا نام لکھا تھا۔

بِشْرٌ اَتَتْ بِاسْمِ النَّبِيِّ مُحَمَّدٍ كَالْغَيْثِ اَقْبَلَ فِي الزَّمَانِ الْمُعْجَلِ

یہ ایک مژدۂ جانفزا تھا جو حضور ﷺ کے نام مبارک کے ساتھ آیا تھا گویا کہ قحط سالی کے زمانہ میں باران رحمت کا نزول ہوا۔

نَشَرَتْ لِوَاءُ الْاُنْسِ وَانْفَرَجَتْ بِهَا كُرَبُ النُّفُوْسِ مِنَ السِّقَامِ الْمُعْضَلِ

انس و محبت کے جھنڈے پھیل گئے اور اس بشارت کے ساتھ نفوس کو دائمی امراض سے شفا مل گئی۔

اَضْحَتْ بِهَا الْآمَالُ صَدَقًا وَاغْتَدٰى فَتْحًا بِهَا بَابُ الرَّجَاءِ الْمُقْفَلِ

اسی بشارت کی وجہ سے لوگوں نے اپنے اموال کو صدقہ کیا اور امید ورجاء کے مقفل دروازے کھل گئے۔''

علامہ احمد مقری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب ''فتح المتعال فِي مَدحِ النعال'' میں لکھا ہے کہ امام ابوعبداللہ محمد التوزری نے ''مخمس القصيدة الشقرا طسية فی مدح خير البرية'' کی شرح میں لکھا ہے کہ ہمارے ہاں 674ھ ماہ رجب کی ایک روشن رات میں ایک بکری کا بچہ پیدا ہوا اس کا رنگ کالا تھا لیکن اس کی پیشانی پر ایک سفید داغ تھا جس کے وسط میں واضح حروف کے ساتھ ''محمد'' ﷺ لکھا ہوا تھا۔ یہ نام نامی اتنا عیاں اور ظاہر تھا کہ ہر شخص اس کو آسانی سے پڑھ سکتا تھا اس کی وجہ سے میں نے ایک کتاب تالیف کی۔ اس کا نام ''كتاب الغرة الائحة والمسكة الفاتحة فی الخطوط الصمدية والمفاخرة المحمدية'' رکھا گیا۔ ان میں سے کچھ اشعار درج ذیل ہیں:

جَدِيٌ غَدًا كَالْجَدِيِ اَشْرَقَ نُوْرُهٗ فَمَحَلُّهٗ فَوْقَ السِّمَاكِ الْاَعْزَلِ

کل پیدا ہونے والا بکری کا بچہ ''الجدی'' ستارے کی طرح تھا۔ اس کا نور جگمگا رہا تھا۔ اس کا مقام ''سماک اعزل'' سے بلند تر ہے۔

رَقَمَتْ يَدُ الْاَقْدَارِ غُرَّةَ وَجْهِهٖ رَقْمًا بَدِيْعًا بِاسْمِ اَكْرَمِ مُرْسَلِ

دست فطرت نے اس کی پیشانی پر بڑے عمدہ اور خوشنما انداز سے نبی معظم ﷺ کا اسم مبارک رقم کیا تھا۔

فَتَلَالَاتْ اَنْوَارُهٗ فَشُعَاعُهَا كَالشَّمْسِ قَدْ حَلَّتْ بِاَشْرَفِ مَنْزِلِ

اس کے انوار جگمگا اٹھے اس کی شعاع اس سورج کی طرح تھی جو بلند مرتبہ مقام پر درخشاں ہو۔

مَا اَبْصَرَ الْاِسْمَ الشَّرِيْفَ مُوَحِّدٌ اِلَّا وَقَبَّلَ مِنْهُ خَيْرَ مُقَبَّلِ

جس مؤمن نے بھی اس کی پیشانی پر اسم شریف لکھا ہوا دیکھا اس نے اس کو ادب واحترام سے بوسہ دیا۔

رُوِيَتْ بِهٖ اَلْبَابُنَا فَكَاَنَّمَا وَرَدَتْ بِهِ الْاَفْوَاهُ وَاَعْذَبُ مَنْهَلِ

اس سے ہماری عقول سیراب ہو گئیں گویا کہ ہمارے منہ اس پر وارد ہوئے اور وہ کتنا میٹھا گھاٹ تھا۔

فِيْ غُرَّةِ الشَّهْرِ الْمُبَارَكِ اَشْرَقَتْ فَالنَّاسُ بَيْنَ مُكَبِّرٍ وَمُهَلِّلِ

"منتخب، متوکل، منیب اور مختار میرے بندۂ خاص ﷺ کے اسماء ہیں ان کی جائے ولادت مکہ معظّمہ ہے ان کی ہجرت گاہ طیبہ ہے وہ اس وقت تک انتقال نہیں کریں گے حتیٰ کہ ٹیڑھا راستہ سیدھا ہو جائے۔ وہ یہ گواہی دیں گے کہ اللہ کے علاوہ کوئی معبود نہیں ان کی امت اپنے رب کی ہمہ وقت ثناء خواں رہے گی۔ وہ اپنے وسط میں تہہ بند باندھا کریں گے اور اپنی اطراف کو خوب صاف رکھیں گے۔"

..........................O..........................

قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ نے ''شفاء'' میں اور ابن مرزوق نے قصیدہ بردہ شریف کی شرح میں وہ تمام واقعات ذکر کیے ہیں۔ جن میں یہ ذکر ہے کہ حضور اکرم ﷺ کا نام نامی پتھروں وغیرہ پر کیسے مکتوب ہے۔ علامہ المقری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے 1062ھ میں شہر فاس میں ایک پتھر دیکھا جس کی لمبائی ہتھیلی بھر تھی جس کے ایک کونے پر قلم قدرت کے ساتھ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اور دوسرے کونے پر مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ لکھا ہوا تھا۔ بعض لوگوں نے آزمانے کے لئے کلمہ طیبہ میں سے ایک حروف کسی آلے سے کھرچ دیا لیکن اس کے فوراً بعد وہ حرف دوسرے کنارے پر ظاہر ہو گیا۔ اس کی مالکہ ایک عورت تھی میں نے اسے اس پتھر کے وزن سے دوگنا سونا دے کر وہ پتھر لینے کی ہر ممکن کوشش کی لیکن اس عورت نے انکار کر دیا۔ میں نے کچھ عرصہ وہ پتھر اپنے پاس رکھا پھر اس عورت کو واپس کر دیا۔ شہر فاس میں یہ بات مشہور تھی کہ جو خاتون عسر ولادت کے وقت اس پتھر کو ہاتھ میں پکڑ لیتی اس کا بچہ بڑی آسانی سے پیدا ہو جاتا۔ اس پتھر کی مالکہ نے یہ بھی وضاحت کی کہ تھوڑی ہی دیر ہوئی کہ میں نے اس پتھر کو بحر محیط کے ساحل پر پایا تھا پاک ہے وہ ذات جس نے حضور ﷺ کی نبوت و رسالت کو ہر طرح سے ظاہر کیا۔

ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ نے حسن بن سلمان کی سند سے روایت کیا ہے حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا کہ آپ ہمیں حضور نبی کریم ﷺ کی ولادت سے قبل آپ ﷺ کے فضائل سے آگاہ کریں حضرت کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا اے امیر المومنین! میں نے پڑھا ہے کہ حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کو ایک پتھر ملا اس پر چار سطروں میں کچھ لکھا ہوا تھا۔ پہلی سطر میں اَنَا اللّٰهُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنَا فَاعْبُدْنِیْ لکھا ہوا تھا۔ دوسری سطر میں اِنِّیْ اَنَا لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنَا مُحَمَّدٌ رَّسُوْلِیْ طُوْبٰی لِمَنْ اٰمَنَ بِهٖ وَاتَّبَعَهٗ تیسری سطر پر اِنِّیْ اَنَا اللّٰهُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنَا مَنِ اعْتَصَمَ بِیْ نَجَا اور چوتھی سطر پر اِنِّیْ اَنَا اللّٰهُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنَا الْحَرَمُ لِیْ وَالْكَعْبَةُ بَیْتِیْ مَنْ دَخَلَ بَیْتِیْ اٰمِنَ مِنْ عَذَابِیْ۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے تاریخ میں اور امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے محمد بن الاسود کی سند سے روایت کیا ہے وہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ انہیں نشیبی جگہ سے ایک کتاب ملی۔ قریش نے قبیلہ حمیر کے ایک شخص کو بلا کر وہ کتاب دکھائی۔ اس آدمی نے کتاب پڑھی اور کہا کہ اس کتاب میں ایک حرف ایسا ہے جسے اگر میں تمہیں بتاؤں تو تم مجھے قتل کر دو گے۔ ہمارا یہی گمان تھا کہ اس کتاب میں محمد مصطفیٰ ﷺ کا ہی ذکر ہوگا۔ اس لئے ہم نے اسے چھپا دیا۔

ابو نعیم رحمۃ اللہ علیہ نے حریش بن ابی حریش کی سند سے حضرت طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے کہ جب پہلی مرتبہ بیت اللہ کو تعمیر کرنے کے لئے گرایا گیا تو وہاں سے ایک ایسا پتھر ملا جس پر کچھ لکھا ہوا تھا۔ ایک آدمی کو بلایا گیا تا کہ وہ اس تحریر کو پڑھے جب اس نے پڑھا تو وہاں یہ عبارت مکتوب تھی:

عَبْدِی الْمُنْتَخَبُ الْمُتَوَكِّلُ الْمُنِیْبُ الْمُخْتَارُ مَوْلِدُهٗ بِمَكَّةَ وَمُهَاجِرُهٗ طَیْبَةُ لَا یَذْهَبُ حَتّٰی السُّنَّةَ الْعَوْجَاءَ وَیَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اُمَّتُهُ الْحَمَّادُوْنَ یَحْمَدُوْنَ اللّٰهَ بِكُلِّ اَكَمَةٍ یَأْتَزِرُوْنَ عَلٰی اَوْسَاطِهِمْ وَیُطَهِّرُوْنَ اَطْرَافَهُمْ

مٹی کو تسنیم کے پانی میں گوندھا گیا۔ وہ سفید موتی کی طرح ہو گئی جنت کی نہروں میں اسے دھویا گیا پھر زمین اور آسمان کے اردگرد اسے گھمایا گیا، سمندروں میں اسے پھرایا گیا حتیٰ کہ تمام ملائکہ محمد عربی ﷺ اور آپ کی فضیلت کو جان گئے۔ اس وقت ملائکہ حضرت آدم علیہ السلام کو بھی نہیں جانتے تھے۔ نہ ہی حضرت آدم علیہ السلام کی فضیلت سے آشنا تھے۔ جب اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا فرمایا تو حضرت آدم علیہ السلام نے اپنی پیشانی کے بلوں کے نیچے پرندے کے پھڑ پھڑانے کی طرح کی آواز سنی، آپ علیہ السلام نے عرض کی مولا! یہ کیا ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے آدم! یہ سید المرسلین اور خاتم النبیین کی تسبیح ہے۔ اس وقت آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نور حضرت آدم علیہ السلام کی پیشانی کے وسط میں نظر آتا تھا۔ وہ اس طرح درخشاں تھا جس طرح سورج آسمان کے درمیان چمکتا ہے یا چاند تاریک رات میں نور فشاں ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو فرمایا'' میں تمہیں نور نبوی عطا فرماتا ہوں اور میں تم سے یہ پختہ وعدہ بھی لیتا ہوں کہ تو اسے صرف پاک پشتوں اور پاک رحموں میں ہی منتقل کرے گا۔'' حضرت آدم علیہ السلام نے عرض کی مولا! میں وعدہ کرتا ہوں کہ میں اسے پاک طینت مردوں اور پاکباز خواتین کے حوالے ہی کروں گا۔ اس وقت ملائکہ حضرت آدم علیہ السلام کی پشت کے پیچھے صفیں باندھ کر کھڑے ہو جاتے تھے حضرت آدم علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کی جناب میں عرض کی مولا! یہ ملائکہ میرے پیچھے صفیں باندھ کر کیوں کھڑے ہو جاتے ہیں اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے فرمایا'' یہ ملائکہ خاتم النبیین ﷺ کے نور مبارک کو دیکھتے ہیں جن کو میں تیری پشت سے پیدا کروں گا۔ حضرت آدم علیہ السلام نے عرض کی مولا! مجھے بھی وہ نور دکھا دے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو اس نور کی زیارت کروائی۔ انہوں نے اس نور مبارک کی زیارت کی اور اپنی انگلیوں سے اشارہ کرتے ہوئے آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام پر درود شریف پڑھا۔ حضرت آدم علیہ السلام جب بھی حضرت حواء علیہا السلام سے حقوق زوجیت ادا فرمانا چاہتے آپ علیہ السلام پہلے غسل فرماتے، خوشبو لگاتے اور حضرت حواء علیہا السلام کو بھی غسل کرنے اور خوشبو لگانے کا حکم فرماتے آپ علیہ السلام حضرت حواء علیہا السلام کو مخاطب کر کے فرمایا کرتے اے حواء! خوب پاک اور صاف رہا کرو عنقریب وہ نور مبارک جو میری پیٹھ اور چہرے میں رکھا گیا ہے اللہ تعالیٰ اسے تیرے بطن میں منتقل کر دے گا۔ حضرت حواء علیہا السلام خوب پاک، صاف اور معطر رہا کرتیں تھیں حتیٰ کہ وہ نور مبارک آپ علیہ السلام کے چہرۂ اقدس سے منتقل ہو گیا حضرت آدم علیہ السلام کو معلوم ہو گیا کہ حضرت حواء علیہا السلام کے بطن مبارک میں وہ نور منتقل ہو گیا ہے اور حضرت شیث علیہ السلام ان کے پیٹ مبارک میں پرورش پا رہے ہیں اور وہ نور مبارک اب ان کے چہرے سے غائب ہے حضرت حواء علیہا السلام کا چہرہ جگمگانے لگا۔ ان کا حسن ہر لحظہ زیادہ تر ہوتا گیا۔ اس کے بعد حضرت آدم علیہ السلام اس نور مبارک کی طہارت اور حضرت حواء علیہا السلام کی پاکیزگی کی وجہ سے حضرت حواء علیہا السلام کے پاس نہ جاتے تھے فرشتے ہر روز اللہ تعالیٰ کی طرف سے رحمتیں لے کر حضرت حواء علیہا السلام کے پاس آتے تھے۔

حضرت کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ نے حضرت شیث علیہ السلام کو ان کی والدہ کے بطن مبارک میں تنہا پیدا کیا۔ یہ صرف اور صرف نبی کریم ﷺ کے احترام کی وجہ سے تھا حالانکہ بعد میں آپ علیہا السلام کے بطن مبارک سے

قسم ثانی

اس قسم میں تخلیق نور محمدی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بیان کیا جائے گا۔اس نور کا پاک پشتوں سے پاک ارحام میں منتقل ہونا بیان کیا جائے گا حتیٰ کہ وہ نور مبارک آپ ﷺ کے والدین کریمین تک پہنچ گیا نیز اس قسم میں وہ معجزات، علامات بھی بیان کی جائیں گی جو آپ ﷺ کے وجود سے قبل، مدت حمل، آپ ﷺ کی ولادت اور رضاعت میں رونما ہوئیں کہ وہ کیسے آپ ﷺ کی نبوت کی صداقت پر دلالت کرتی ہیں اور اس قسم میں آپ ﷺ کے بعثت تک کے حالات بیان کئے جائیں گے

یہ قسم بھی چار ابواب پر مشتمل ہے۔

پہلا باب

اس باب میں آپ ﷺ کے مبارک نور کی تخلیق، اس کا پاک پشتوں سے پاک رحموں میں منتقل ہونا حتیٰ کہ وہ نور مطہر آپ ﷺ کی والدہ ماجدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا تک پہنچ گیا، بیان کیا جائے گا

حافظ ابو علی الحسن بن علی جو کہ ابن القطان کے نام سے مشہور ہیں نے اپنی کتاب ''البشائر والاعلام'' میں لکھا ہے۔

''حضور مکرم ﷺ کی پیدائش سے پہلے جن معجزات کا ظہور ہوا ان کو حضرت علی ابن حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے اپنے دادا رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یوں روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ میں حضرت آدم علیہ السلام کی تخلیق سے چودہ ہزار سال پہلے اپنے رب کے پاس نور تھا۔''

حضرت کعب الاحبار رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا گیا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء کو تخلیق کرنے کا ارادہ کیا تو اللہ تعالیٰ نے حضرت جبرئیل امین کو حکم دیا کہ وہ اس سفید مٹی کو لے کر آئے جو کہ زمین کا دل ہے، اس کی رونق ہے اور اس کا نور ہے۔ حضرت جبرائیل امین علیہ السلام ''فردوس کے ملائکہ'' اور رفیع اعلیٰ کے ملائکہ کی معیت میں نیچے اترے۔ حضور مکرم ﷺ کی قبر انور کی جگہ سے حضرت جبرائیل علیہ السلام نے مٹی اٹھائی اس وقت یہ مٹی سفید تھی پھر اس

بچے کو جنم دیا۔ایک دن حضرت قیذار علیہ السلام شکار سے واپس آ رہے تھے تمام حیوانات، وحشی جانوروں اور پرندوں سے ہر جگہ سے انسان کی زبان میں یہی آواز دی" اے قیذار تجھ پر افسوس ہے تیری عمر ختم ہونے والی ہے تو دنیا کے لعب ولہو میں مشغول ہے اب وقت آ گیا ہے کہ تو نور مصطفیٰ ﷺ جس جگہ رکھنا چاہتا ہے اس جگہ رکھ دے۔" حضرت قیذار علیہ السلام نے اس کا انتظام کیا انہوں نے نذر مانی کہ میں اس وقت تک کچھ نہیں کھاؤں پیوں گا حتیٰ کہ جو کچھ میں نے سنا ہے وہ واضح ہو کر میرے سامنے آ جائے۔ایک دن جنگل میں انہیں ایک فرشتہ ملا وہ انسانی شکل میں متشکل تھا۔اس نے حضرت قیذار علیہ السلام کو کہا کہ یہ نور مبارک حضرت اسحٰق علیہ السلام کی بیٹیوں کے علاوہ کسی اور جگہ رکھو اور اللہ تعالیٰ کے حضور قربانی بھی پیش کرو انہوں نے بہت بڑی قربانی دی حتیٰ کہ انہوں نے ایک آواز کو سنا کہ اے قیذار! اللہ تعالیٰ نے تیری قربانی کو قبول کر لیا ہے اور تیری دعا کو قبول کر لیا ہے۔فوراً اسی درخت کے نیچے سو جاؤ اور خواب میں تمہیں جس بات کا حکم دیا جائے اسی پر عمل پیرا ہو جاؤ۔وہ اس درخت کے نیچے سو گئے ان کے خواب میں ایک آدمی آیا اس نے کہا اے قیذار! یہ نور مبارک جو تیری پشت میں ہے اسی کی برکت سے اللہ تعالیٰ تمام امور کو کھولے گا۔اللہ تعالیٰ نے تمام دنیا اور مخلوق کو اسی وجہ سے پیدا کیا ہے۔اللہ تعالیٰ اب اس نور کو عرب کی خواتین میں ہی جاری فرمائے گا۔اپنے لئے عرب کی پاکیزہ عورت کو تلاش کرو اس کا نام "عاضرہ" ہونا چاہئے حضرت قیذار علیہ السلام خوشی خوشی بیدار ہوئے اور ایسی عورت کی جستجو شروع کر دی حتیٰ کہ انہوں نے مالک الجرہمی کی بیٹی "عاضرہ" سے شادی کر لی۔انہوں نے اس خاتون محترمہ سے تعلق زوجیت قائم کئے تو انہیں حمل ہو گیا اب وہ نور مبارک حضرت قیذار علیہ السلام کی پیشانی سے غائب ہو گیا۔انہوں نے وہ نور عاضرہ کی پیشانی میں دیکھا وہ اس کو دیکھ کر بہت زیادہ مسرور ہوئے پھر وہ نور حضرت قیذار علیہ السلام کے بیٹے میں منتقل ہو گیا حتیٰ کہ وہ نور مبارک "اُد" تک آیا "اُد" کے ہاں حضرت عدنان پیدا ہوئے۔جب یہ نور مبارک نزار تک آیا تو انہوں نے یہ نور مبارک اپنے چہرے میں دیکھا۔اس کے لئے ایک عظیم قربانی دی۔پھر یہ نور مبارک مضر کے پاس آیا۔ہر آدمی اپنے بیٹے سے یہ پختہ عہد لیتا تھا کہ وہ صرف دنیا کی پاکیزہ ترین عورتوں سے ہی شادی کرے گا وہ عہد نامہ بیت اللہ میں لٹکا دیا جاتا تھا اولاد اسماعیل کے تمام عہد نامے واقعہ فیل سے پہلے تک خانہ کعبہ میں معلق رہے پھر یہ نور مبارک نضر بن کنانہ کے پاس آیا انہوں نے ایک خواب دیکھا پھر کاہن کے پاس اس خواب کی تعبیر کے لئے گئے۔کاہن نے کہا "اگر تیرا یہ خواب سچا ہے تو پھر اللہ تعالیٰ نے تجھے عزت واکرام عطا فرمایا ہے تیرے ساتھ نیک نامی اور سرداری مختص کر دی گئی ہے ایسی سرداری پوری کائنات میں کسی کو بھی نصیب نہیں ہو گی" اس وقت اللہ تعالیٰ نے زمین کی طرف دیکھا اپنے ملائکہ کو حکم دیا کہ دیکھو آج کے دن تمہیں میرے نزدیک سب سے معزز کون نظر آتا ہے ملائکہ نے کہا اے مولا! اے ہمارے رب! آج ہمیں ایک نور کے علاوہ اور کوئی فرد ایسا نظر نہیں آتا جو تیری توحید میں مخلص ہو یا اولاد اسماعیل میں صرف ایک شخص نظر آتا ہے جو تیری وحدانیت میں مخلص ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا "گواہ رہو! میں نے اسی شخص کو نور محمدی کے لئے منتخب فرما لیا ہے" جب وہ نور حضرت ہاشم کے پاس آیا تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے ملائکہ! گواہ رہنا میں نے اپنے اس بندے کو دنیا کی تمام گندگیوں سے پاک کر دیا ہے علمائے یہود اپنی لڑکیاں ان کے پاس لے کر آتے۔ان کے ساتھ شادی کرنے کی پیشکش کرتے لیکن حضرت ہاشم انکار کر دیتے حتیٰ کہ روم کے بادشاہ نے ان کے

ایک بچہ اور ایک بچی پیدا ہوتی رہی۔ جب حضرت حواء علیہا السلام نے حضرت شیث علیہ السلام کو جنم دیا تو حضرت آدم علیہ السلام نے نبی مکرم ﷺ کے نور مبارک کو ان کی آنکھوں کے درمیان دیکھا جب حضرت آدم علیہ السلام کو اپنی موت کا یقین ہو گیا تو آپ نے حضرت شیث علیہ السلام کو کہا اے میرے فرزند ارجمند! وہ نور مطہر جو تیری پیٹھ اور تیرے چہرے میں ضوفشاں ہے اس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے تجھ سے یہ عہد لیا ہے کہ تو اس کو ہمیشہ دنیا کی پاکیزہ ترین عورتوں کے رحموں میں منتقل کرے گا۔ حضرت شیث علیہ السلام کی زوجہ محترمہ کا نام "بیضاء" تھا۔ ان کا قد اور حسن و جمال حضرت حواء علیہا السلام کی طرح تھا۔ جب ان کے بطن مبارک میں حضرت انوش علیہ السلام کا حمل ہوا تو ہر طرف سے یہی آوازیں آنے لگیں اے بیضاء! تجھے مبارک ہو۔ اللہ تعالیٰ نے تجھے محمد مصطفیٰ ﷺ کا نور مبارک عطا فرمایا ہے جب حضرت بیضاء نے حضرت انوش علیہ السلام کو جنم دیا تو وہ نور مبارک ان کی پیشانی میں منتقل ہو گیا۔ جب وہ عنفوان شباب کو پہنچے تو ان کے والد محترم نے انہیں بلایا اور فرمایا اے میرے لخت جگر! میرے والد محترم نے مجھے یہ حکم دیا تھا کہ میں تجھ سے یہ وعدہ لوں کہ تو دنیا کی پاک اور صاف ترین عورت سے شادی کرے گا۔ حضرت انوش علیہ السلام نے اپنے والد محترم کی وصیت کو قبول کیا۔ حضرت انوش علیہ السلام نے یہ وعدہ حضرت قینان سے لیا انہوں نے یہ عہد حضرت مہلائیل سے لیا حضرت مہلائیل نے یہ وعدہ "برد" سے لیا حضرت برد نے ایک عورت سے شادی کی جس کا نام "مرہ" تھا انہوں نے حضرت ادریس علیہ السلام کو جنم دیا پھر یہ نور حضرت ادریس علیہ السلام کی طرف منتقل ہو گیا۔

حضرت ابن القطان فرماتے ہیں:

"اسی طرح ہر والد اپنے بیٹے سے یہی عہد لیتا رہا حتیٰ کہ یہ نور مبارک حضرت سام بن نوح علیہ السلام تک پہنچ گیا پھر یہ نور مبارک ارفخشد تک پہنچ گیا انہوں نے ایک عورت سے شادی کی جس کا نام مرجانہ تھا۔" ان سے حضرت یہود علیہ السلام پیدا ہوئے جب آپ علیہ السلام کی پیدائش ہوئی تو ہر جگہ سے یہی صدائے دلنواز آنے لگی "یہ محمد النبی ﷺ کا نور مبارک ہے۔ اس کی وجہ سے وہ ہر پتھر کو توڑ دیں گے۔ ہر سرکش اور کافر کو ہلاک کر دیں گے۔"

حضرت یہود علیہ السلام اپنی قوم میں سے سب سے زیادہ طویل، حسین اور زاہد تھے۔ پھر یہ نور مبارک ایک پیشانی سے دوسری پیشانی اور ایک عہد سے دوسرے عہد کی طرف منتقل ہوتا رہا حتیٰ کہ وہ نور مبارک حضرت ابراہیم علیہ السلام تک پہنچ گیا جب ملائکہ نے دیکھا تو پوچھا مولا! یہ کیا ہے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا "یہ محمد مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نور مبارک ہے" پھر یہ نور مبارک حضرت اسماعیل علیہ السلام کے پاس آیا وہاں سے وہ نور حضرت قیذار علیہ السلام کی پیشانی میں منتقل ہو گیا۔ حضرت اسماعیل علیہ السلام نے اپنے بیٹے حضرت قیذار علیہ السلام کو اللہ کے دین اور اپنی سنت پر عمل کرنے کا حکم فرمایا اور انہیں دنیا کی پاکباز عورت سے شادی کرنے کا حکم فرمایا۔ حضرت قیذار علیہ السلام نے یہ سمجھا کہ شاید حضرت اسماعیل علیہ السلام نے مجھے حضرت اسحٰق علیہ السلام کی اولاد میں سے پاکیزہ عورت سے شادی کرنے کا حکم دیا ہے انہوں نے حضرت اسحاق علیہ السلام کی اولاد میں سے اسّی عورتوں سے شادی کی۔ ان کے ساتھ دو سو سال تک سکونت پذیر رہے لیکن انہیں نہ حمل ہوا نہ ہی انہوں نے کسی

حرم پاک میں جو بھی شخص آیا وہ حضرت عبداللہ کے بارے میں ضرور سوال کرتا۔ لوگ زائرین حرم سے سوال کرتے کہ تم نے عبداللہ کو کس حال میں چھوڑا ہے وہ جواب دیتے کہ ہم نے انہیں جب دیکھا تھا وہ پیکر حسن و جمال اور مجسمہ کمال تھے علماء یہود کہتے ہیں اے قبیلہ قریش! یہ نور مبارک حضرت عبداللہ بن عبدالمطلب کے لئے نہیں ہے یہ نور مبارک تو حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کا ہے۔ وہ نبی آخر الزماں ہیں وہ بتوں کی عبادت کو ختم کر دیں گے لات و عزیٰ کی عبادت کو باطل قرار دیں گے۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ تمام قریش سے زیادہ حسین تھے قریش کی ہر عورت ان سے محبت کرتی تھی۔ حتیٰ کہ حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ بھی ایسا ہی واقعہ پیش آیا جس طرح کا واقعہ حضرت یوسف علیہ السلام کے ساتھ پیش آیا تھا۔ حضرت عبدالمطلب نے نذر مانی تھی کہ اگر اللہ نے مجھے دس بیٹے عطا کئے اور وہ تمام عالم شباب کو پہنچ گئے تو میں ان میں سے ایک کو اللہ کی راہ میں قربان کروں گا۔ جب حضرت عبداللہ پیدا ہوئے تو حضرت عبدالمطلب پر نذر کو پورا کرنا لازم ہو گیا جب قرعہ اندازی کی گئی تو ان کے تمام بیٹوں میں سے قرعہ حضرت عبداللہ کے نام نکل آیا جبکہ حضرت عبداللہ عبدالمطلب کو تمام بیٹوں سے زیادہ پیارے تھے۔ حضرت عبدالمطلب حضرت عبداللہ کو ذبح کرنے کے لئے لائے۔ لوگوں نے حضرت عبدالمطلب کو کاہنہ کے پاس جانے کے لئے کہا اور یہ کہا کہ اس سے جا کر اپنا مسئلہ بیان کریں ممکن ہے کہ کوئی اور راہ نکل آئے۔ کاہنہ نے حضرت عبداللہ اور ان کی دیت کے درمیان قرعہ اندازی کرنے کے لئے کہا۔ اس وقت ایک انسان کی دیت دس اونٹ تھے لیکن قرعہ میں نام پھر حضرت عبداللہ کا ہی نکلا۔ دیت میں دس اونٹوں کا اضافہ کر کے پھر قرعہ اندازی کی گئی لیکن پھر بھی حضرت عبداللہ کے نام کا ہی قرعہ نکلا اسی طرح دس دس اونٹوں کا اضافہ ہوتا رہا لیکن قرعہ میں نام حضرت عبداللہ کا ہی نکلتا حتیٰ کہ جب اونٹوں کی تعداد ایک سو ہو گئی تو پھر قرعہ ان اونٹوں کے نام نکل آیا حضرت عبدالمطلب نے ان اونٹوں کو ذبح کر کے اپنی نذر کو پورا کیا۔ حضرت عبداللہ ذبح ہونے سے بچ گئے۔ حضرت عبدالمطلب ان کا ہاتھ پکڑ کر گھر واپس لا رہے تھے کہ بنی اسد کی خواتین میں سے ایک عورت ان کے پاس سے گزری وہ ورقہ بن نوفل کی بہن تھی وہ کعبہ مشرفہ کے پاس کھڑی تھی جب اس نے حضرت عبداللہ کے چہرے کی طرف دیکھا تو کہا اے عبداللہ! آپ کہاں گئے تھے؟ حضرت عبداللہ نے کہا کہ میرے ساتھ میرے والد گرامی ہیں میں نہ ان کے حکم کی خلاف ورزی کر سکتا ہوں اور نہ ہی ان سے جدا ہو سکتا ہوں اس عورت نے حضرت عبداللہ کو اپنا آپ پیش کیا لیکن آپ نے انکار کر دیا اور حضرت عبدالمطلب کے ساتھ وہاں سے چلے آئے۔ جب وہ قبیلہ بنی زہرہ کے سردار وہب بن عبدالمناف کے پاس آئے تو اس نے اپنی پیاری لخت جگر حضرت آمنہ بنت وہب کی شادی حضرت عبداللہ سے کر دی حضرت آمنہ تمام قریش کی عورتوں سے زیادہ مقام و مرتبہ والی تھیں۔ حضرت عبداللہ حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو لے کر اپنے گھر آئے ان کے ساتھ حقوق زوجیت ادا کئے۔ حضور نبی کریم ﷺ کا نور مبارک حضرت آمنہ کے بطن مبارک میں منتقل ہو گیا۔ پھر آپ وہاں سے اس عورت کے پاس آئے جس نے کعبہ میں آپ کو اپنا آپ پیش کیا تھا آپ نے کہا کہ تو آج اپنا آپ مجھ کو کیوں نہیں پیش کرتی جس طرح کل تو نے کیا تھا اس عورت نے جواب دیا کہ ”کل جو نور تیری پیشانی میں درخشاں تھا آج وہ وہاں موجود نہیں ہے آج مجھے تیری کوئی ضرورت نہیں ہے۔“

پاس اپنا قاصد بھیجا اور یہ پیغام بھیجا:

اے ہاشم! میرے پاس تشریف لے آؤ میں اپنی بیٹی کی شادی تیرے ساتھ کرنا چاہتا ہوں میری ایک ایسی بیٹی ہے کہ آج تک کسی عورت نے اس جیسی دوشیزہ کو جنم نہیں دیا وہ حسن و جمال میں لاثانی ہے تمام لوگ نور محمدی ﷺ کی سعادت کے حصول کے لئے ایسی کوششیں کر رہے تھے کیونکہ ان کے پاس اس نور مبارک کے تمام حالات لکھے ہوئے تھے لیکن حضرت ہاشم انکار کرتے تھے آپ فرماتے مجھے اس ذات کی قسم جس نے مجھے اپنے زمانہ کے لوگوں پر فضیلت دی ہے میں صرف دنیا کی پاکیزہ ترین عورت سے شادی کروں گا جب اللہ تعالیٰ نے حضرت ہاشم کو اس نور مبارک کے لئے مختص کر لیا تو انہیں تمام عرب پر فضیلت عطا کی آپ جس چیز کے پاس سے بھی گزرتے وہ چیز آپ کے لئے جھک جاتی جو بھی آپ کو دیکھتا وہ آپ کی طرف ضرور متوجہ ہوتا۔ پھر جب وہ نور مبارک حضرت عبدالمطلب کی طرف منتقل ہو گیا تو ان کے والد محترم حضرت ہاشم نے عزت و اکرام کے ساتھ وفات پائی۔ ان کی وفات کے بعد سقایہ اور رفادہ کا کام آپ کے بھائی حضرت مطلب بن عبدالمناف کے سپرد ہوا جب مطلب کی وفات کا وقت قریب آیا تو انہوں نے عبدالمطلب کو اپنے پاس بلایا اس وقت ان کی عمر پچیس سال تھی وہ قریش کے تمام جوانوں سے دراز قد اور سب سے توانا تھے ان کے منہ سے کستوری کی طرح خوشبو آتی تھی اس کی پیشانی میں نور محمدی ﷺ چمکتا تھا جب حضرت مطلب ان کے اس نور کی طرف دیکھتے تو کہتے اے قبیلہ قریش! تم اولاد اسماعیل کا خلاصہ ہو۔ تم وہ سعید لوگ ہو جن کو اللہ تعالیٰ نے اپنے لئے منتخب فرما لیا ہے۔ تمہیں حرم پاک کا رہائشی بنایا آج میں تمہارا سردار اور رئیس ہوں یہ نزار کا جھنڈا، حضرت اسماعیل کی قوس اور حاجیوں کو پانی پلانے کا کام ہے۔ میں ان تمام اشیاء کو حضرت عبدالمطلب کے سپرد کرتا ہوں تم ان کے احکامات غور سے سنو اور ان کی اطاعت بجا لاؤ۔ قبیلہ قریش نے حضرت عبدالمطلب کی سرداری کو قبول کر لیا ان پر دینار اور درہم نچھاور کئے۔ انہوں نے کہا سَمِعْنَا وَ اَطَعْنَا ہم نے سن لیا اور اطاعت بجا لائے۔ تمام شاہان وقت حضرت عبدالمطلب کی فضیلت کو جانتے تھے جب انہیں کوئی ضرورت پیش آتی تو وہ عظیم الشان تحائف لے کر آپ کے پاس آتے جب قریش پر کوئی قحط سالی آجاتی تو وہ حضرت عبدالمطلبؓ کے ہاتھ کو پکڑ لیتے ''جبل ثبیر'' پر آجاتے وہاں قربانیاں کرتے اللہ تعالیٰ سے باران رحمت کی دعائیں مانگتے اللہ تعالیٰ نور محمدی کے طفیل ان پر رحمت کی بارش نازل فرماتا۔ حضرت عبدالمطلب نے مکہ کی ایک عورت سے شادی کی لیکن وہ وفات پا گئی پھر ایک اور عورت سے شادی کی وہ بھی وفات پا گئی پھر انہوں نے اپنے آپ کو خواب میں فاطمہ بنت عمرو سے شادی کرتے ہوئے دیکھا پھر حضرت ابوطالب پیدا ہوئے۔ حضرت عبدالمطلب عرصہ دراز تک زندہ رہے لیکن وہ نور مبارک آپ کی پیشانی سے فاطمہ کے بطن مبارک میں منتقل نہ ہوا۔ ایک دفعہ آپ شکار سے واپس لوٹ رہے تھے۔ دوپہر کا وقت تھا آپ پیاسے تھے انہوں نے پتھر میں ایک بہتے ہوئے چشمے کو دیکھا۔ انہوں نے اس چشمہ سے اپنی پیاس بجھائی۔ انہوں نے اپنے پیٹ میں اس پانی کی ٹھنڈک محسوس کی پھر آپ گھر تشریف لے گئے حضرت فاطمہ سے حقوق زوجیت ادا کئے اس وقت حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا حمل ان کے پیٹ میں پرورش پانے لگا جب حضرت فاطمہ کے ہاں سیدنا عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ولادت ہوئی تو اس وقت حضرت عبدالمطلب بہت زیادہ خوش ہوئے۔ علمائے شام کے ہر عالم کو ان کی ولادت کا علم ہو گیا

فصل

حضور مکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نسب کی طہارت

حضرت امام الماوردی علیہ الرحمۃ نے سابقہ کلام کے بعد فرمایا ہے کہ جب تو نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نسب کی حالت کو سمجھ لیا اور آپ کی ولادت کی طہارت کو جان لیا تو پھر یہ بھی جان لے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام آباء اور اجداد سردار اور رؤساء ہوتے تھے کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا نسب نامہ یہ ہے محمد صلی اللہ علیہ وسلم بن عبد اللہ بن عبد المطلب بن ہاشم بن عبد مناف بن قصی بن کلاب بن مرہ بن کعب بن لوئ بن غالب بن فہر بن مالک بن نضر بن کنانہ بن خزیمہ بن مدرکہ بن الیاس بن مضر بن نزار بن معد بن عدنان ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے نسب نامہ میں کوئی شخص بھی رذیل، کم عقل اور گھٹیا نہیں ہے بلکہ تمام کے تمام سردار اور قائد ہیں یہ تمام پاکیزہ ترین خواتین سے نکاح کرنے کی وجہ سے مشہور ہیں اور یہ تمام نکاح ہی کی وجہ سے پیدا ہوئے اگر چہ اس وقت بدکاری عام تھی۔

طبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے اوسط میں ابونعیم اور ابن عساکر رحمہما اللہ تعالیٰ سے روایت کیا ہے حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے فرمایا کہ حضرت محمد مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء نے فرمایا میرا ظہور ہمیشہ نکاح سے ہوتا تھا بدکاری کی وجہ سے میرا ظہور نہیں ہوتا تھا۔ حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر میرے والدین کریمین تک مجھے جاہلیت کی برائیوں میں سے کوئی برائی نہیں پہنچی۔

ابن سعد اور ابن عساکر رحمہما اللہ تعالیٰ نے روایت کیا ہے کہ محمد بن السائب الکلبی اپنے والد محترم سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پانچ سو جدات مطہرات کے نام لکھے لیکن میں نے نہ ہی ان میں کوئی بدکاری کی صفت بد دیکھی اور نہ ہی جاہلیت کی کوئی برائی دیکھی۔

حضرت علامہ آجری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں جاہلیت میں نکاح کرنے کی کئی صورتیں تھیں وہ تمام کی تمام ناجائز تھیں ان صورتوں میں سے صرف ایک صورت درست تھی جس کو اللہ تعالیٰ نے شریعت اسلامیہ میں برقرار رکھا۔ رسول مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے نکاح کو ولی، حق مہر اور گواہوں کے ساتھ برقرار رکھا۔ اللہ تعالیٰ نے ہمارے آقا و مولا صلی اللہ علیہ وسلم کی قدر و منزلت نکاح کی اسی صورت میں بلند کی۔ اس کے علاوہ نکاح کی تمام صورتوں سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا تحفظ فرمایا۔ حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین کریمین تک آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ صحیح نکاح سے ہی جدات مطہرات کی رحموں میں منتقل ہوتے رہے۔ ان میں سے کوئی بھی کسی برائی میں مبتلا نہ ہوا۔ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کا یہی معنی ہے: وَ تَقَلُّبَکَ فِی السّٰجِدِیْنَ﴿۲۱۹﴾ (الشعراء:219) ''اور (دیکھتا رہتا ہے) جب آپ چکر لگاتے ہیں سجدہ کرنے والوں (کے گھروں) کا۔''

ابوعلی ابن القطان فرماتے ہیں حضور ﷺ کے پچاس آباء کرام جن کا ذکر نسب نبوی میں موجود ہے اور اسی تعداد میں امہات محترمات کی کیفیت یہی تھی کہ نور نبوی ان کی پیشانیوں میں جگمگاتا تھا۔ نور مبارک کا صرف ایک ہی شخص کی پیشانی میں ظاہر ہونا ایک عجیب اور عظیم امر ہے اور ایک سو افراد میں اس کا ظہور ہونا کتنا عظیم ترین کام ہوگا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کے تمام آباء وجداد کو ایک عظیم کام کے لئے منتخب فرمایا تھا اسی لئے گناہوں سے بچا کر پاکیزگی پر ان کی حفاظت کی جاتی تھی۔

حضرت علامہ ماوردی علیہ الرحمۃ نے ''اعلام النبوۃ'' میں ذکر کیا ہے کاہنہ کا اپنے آپ کو حضرت عبداللہ کے لئے پیش کرنا پہلے حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا انکار کرنا پھر نور محمدی ﷺ کے منتقل ہونے کے بعد دوبارہ اس عورت کے پاس جانا یہ تمام علامات اس بات کی غمازی کر رہی ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے والد محترم کو جب کہ آپ کا نور ان کی پیٹھ مبارک میں تھا، جاہلیت کی تمام برائیوں سے بچالیا تھا۔ پھر جب آپ ﷺ کا نور مبارک حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بطن مبارک میں چلا گیا تو آپ کے والد محترم کی یہ عصمت زائل ہوگئی حتیٰ کہ وہ دوبارہ اسی عورت کے پاس گئے جس نے اپنا آپ آپ کو خود پیش کیا تھا لیکن اس نے اب نکاح کرنے سے انکار کر دیا پھر آپ ﷺ کی ولادت میں اللہ تعالیٰ نے کسی اور بھائی یا بہن کو شریک نہ کیا تا کہ ان کا نسب نامہ اور صفت حضور ﷺ کی ذات پر ہی ختم ہو جائے تا کہ آپ ﷺ اس نسب کے ساتھ مختص ہو جائیں جس کو اللہ تعالیٰ نے نبوت کی انتہا اور نشانی بنایا ہے اسی وجہ سے آپ ﷺ کی ولادت میں کسی اور بھائی یا بہن کو شریک نہیں کیا گیا۔

''اللہ تعالیٰ نے تمام مخلوق کو پیدا کیا تو بنی آدم کو تمام مخلوق سے چن لیا پھر بنی آدم میں سے عرب کو منتخب کر لیا پھر عرب میں سے مضر کو چنا پھر مضر سے قریش کو چن لیا قریش میں سے بنی ہاشم کو چن لیا پھر بنی ہاشم میں سے مجھے منتخب فرمالیا میں ہمیشہ بہترین لوگوں سے بہترین لوگوں کی طرف ہی آتا رہا۔''

امام الطبر انی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے یہ حدیث ان الفاظ سے روایت کی ہے:

''اللہ تعالیٰ نے تمام مخلوق کو پیدا کیا تو ان میں سے بنی آدم کو چن لیا پھر بنی آدم میں سے اہل عرب کو چن لیا اور اہل عرب میں سے مجھے منتخب کر لیا میں ہمیشہ بہترین لوگوں کی طرف سے بہترین لوگوں میں ہی آتا رہا سن لو جس نے اہل عرب سے محبت کی اس نے ان سے میری محبت کی وجہ سے ہی محبت کی اور جس نے اہل عرب سے بغض رکھا اس نے ان سے میرے ساتھ بغض ہونے کی وجہ سے ہی بغض رکھا۔''

ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

''مجھے کبھی کسی باغی عورت نے جنم نہیں دیا۔ اقوام میرے بارے میں جھگڑا کرتی رہیں۔ حتیٰ کہ عرب کے افضل قبائل ہاشم اور زہرۃ میں میرا ظہور ہوا۔''

ابن عمرو رحمۃ اللہ علیہ سے ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ نے العدنی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے اپنی مسند میں روایت کیا ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا:

''میں تخلیق آدم سے دو ہزار سال پہلے اپنے اللہ کے ہاں ایک نور تھا وہ نور اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتا رہا اور اس کے ذکر کی وجہ سے ملائکہ بھی ذکر میں مشغول رہتے جب اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا فرمایا تو وہ نور حضرت آدم علیہ السلام کی پشت میں رکھا اللہ تعالیٰ نے مجھے حضرت آدم علیہ السلام کی پشت میں رکھ کر زمین پر اتارا پھر مجھے حضرت نوح علیہ السلام کی پشت میں منتقل کیا پھر حضرت ابراہیم علیہ السلام کی پشت میں مجھے منتقل کیا پھر اللہ تعالیٰ مجھے پاک پشتوں سے پاکیزہ ارحام کی طرف منتقل کرتا رہا حتیٰ کہ میرے والدین کریمین کے ذریعے میرا ظہور ہوا۔ ان میں سے کسی نے بھی بدکاری کا ارتکاب کبھی نہ کیا۔''

علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اسی بات کی تائید وہ روایت بھی کرتی ہے جس کو حاکم اور الطبر انی رحمہما اللہ تعالیٰ نے خریم بن اوس سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس اس وقت گیا جب آپ غزوۂ تبوک سے واپس آئے تھے میں نے سنا کہ حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بارگاہ نبوت میں عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم میں ارادہ کرتا ہوں کہ میں آپ ﷺ کی نعت بیان کروں رسول مکرم ﷺ نے فرمایا ''اللہ تعالیٰ تمہارے منہ کو ہمیشہ سلامت رکھے'' اس پر حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ قصیدہ پیش کیا:

حَتّٰی اِحْتَوٰی بَیْتُکَ الْمُہَیْمِنُ مِنْ خِنْدَفِ عُلْیَا تَحْتَھَا النُّطُقُ

یہاں تک کہ آپ کا کاشانہ اقدس رفعتوں اور عظمتوں کی بلندیوں پر آشیان بند ہو گیا اور قوتِ گویائی اس سے عاجز ہے۔

مِنْ قَبْلِھَا طِبْتَ فِی الظِّلَالِ وَفِیْ مُسْتَوْدَعٍ حَیْثُ یَخْصِفُ الْوَرَقُ

حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول مکرم ﷺ نے فرمایا ''میں نوع انسان کے بہترین زمانہ میں پیدا ہوا میرا انور مبارک نسل در نسل منتقل ہوتا رہا حتیٰ کہ میری پیدائش اس زمانہ میں ہوئی۔

حضرت امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت واثلہ بن الاسقع رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول مکرم ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے اولاد اسماعیل میں سے کنانہ کو چنا پھر کنانہ سے قریش کو چنا پھر قریش میں سے بنی ہاشم کو چنا اور بنی ہاشم میں سے مجھے چن لیا۔

امام ابو نعیم رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ میرے والدین میں سے کسی نے کبھی بھی بدکاری کا ارتکاب نہیں کیا میں ہمیشہ پاک پشتوں سے پاک رحموں میں منتقل ہوتا رہا۔ میں ہمیشہ پاک اور صاف رہا جب بھی کوئی قبیلہ دو شاخوں میں تقسیم ہوتا تھا میں ہمیشہ اس شاخ میں ہوتا جو ان دونوں میں سے بہتر ہوتی۔

ابن مردویہ رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے لَقَدْ جَآءَ كُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ ''بیشک تشریف لایا ہے ایک برگزیدہ رسول تم میں سے'' کی آیت کو ف کے فتحہ کے ساتھ تلاوت فرمایا اور فرمایا میں نسب، حسب اور سسرال کے لحاظ سے تم سب سے افضل ہوں۔ میرے آباء و اجداد میں کوئی بھی بدکاری کی وجہ سے پیدا نہیں ہوا حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر میرے والدین کریمین تک تمام آباء ہمیشہ نکاح سے پیدا ہوتے رہے۔

ابو نعیم رحمۃ اللہ علیہ نے ''دلائل النبوۃ'' میں حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کیا ہے وہ فرماتی ہے کہ آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مجھے فرمایا کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے مجھے بتایا ہے ''میں نے زمین کے مشارق اور مغارب کو چھان مارا میں نے کوئی شخص حضرت محمد ﷺ سے افضل نہیں دیکھا اور نہ ہی قبیلہ بنی ہاشم سے افضل کوئی قبیلہ دیکھا ہے۔''

شیخ الاسلام ابن حجر فرماتے ہیں ''اس حدیث پاک کے صحیح ہونے کی علامات ظاہر ہیں'' حضرت امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا ہے اور اس حدیث کو حسن کہا ہے حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول مکرم حبیب لبیب ﷺ نے فرمایا:

''اللہ تعالیٰ نے تمام مخلوق کو پیدا فرمایا تو مجھے بہترین گروہ میں رکھا پھر اللہ تعالیٰ نے قبائل کو پیدا فرمایا تو مجھے بہترین قبیلہ میں رکھا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے گھر بنائے تو مجھے بہترین گھر میں رکھا میں نفس کے لحاظ سے اور گھر کے لحاظ سے تمام لوگوں سے افضل ہوں۔''

ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا ہے کہ سید مرسلاں ﷺ نے فرمایا:

''عرب میں سے بہترین ''مضر'' ہے اور مضر میں سے بہترین ''بنو عبد مناف'' ہے بنو عبد مناف میں سے بہترین ''بنو ہاشم'' اور بنو ہاشم میں سے بہترین بنو عبد المطلب ہے اللہ تعالیٰ نے جب بھی انسانیت کو دو گروہوں میں تقسیم کیا مجھے اس گروہ میں رکھا جو سب سے بہترین تھا۔''

ابو نعیم اور امام بیہقی رحمہما اللہ تعالیٰ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا ہے کہ شفیع المذنبین ﷺ نے فرمایا:

دوسراباب

وہ بعض معجزات اورواقعات جوآپ ﷺ کے حمل شریف کی مدت کے دوران یا آپ ﷺ کی ولادت کے وقت رونما ہوئے

حضرت شیخ اکبرمحی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ کعب الاحبار رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی ہے کہ حضور اکرم ﷺ کے حمل مبارک کی علامات میں سے ایک علامت یہ بھی تھی کہ اس رات قریش کے تمام جانوروں نے گفتگو کی اور انہوں نے کہا رب کعبہ کی قسم! یہ سرور کائنات ﷺ کا حمل مبارک ہے وہ دنیا کے لئے سراپا امن اور اہل دنیا کا آفتاب ہیں۔ قبیلہ قریش اور دیگر قبائل عرب میں سے تمام کاہن ایک دوسرے سے چھپ گئے۔ ان سے کہانت کا علم چھین لیا گیا اس وقت شاہان دنیا کے تخت زمین کی طرف جھک گئے اور تمام بادشاہ خاموش ہو گئے وہ سارا دن گفتگو نہ کر سکے۔ مشرق کے تمام وحشی درندے ایک دوسرے کو مبارکباد دیتے ہوئے مغرب کی طرف چلے گئے اسی طرح تمام سمندری مخلوق نے ایک دوسرے کو مبارکباد دی زمین وآسمان میں صرف ایک ہی آواز آرہی تھی: ''تمہیں مبارک ہو تم خوش ہو جاؤ کیونکہ ابوالقاسم ﷺ کی ولادت کا وقت قریب آ گیا ہے۔ وہ سراپا یمن وبرکت ذات زمین پر ظہور فرمانے والی ہے۔''

آپ ﷺ اپنی والدہ ماجدہ کے بطن مبارک میں پورے نو ماہ رہے۔ پورے اس دورانیہ میں انہیں نہ کبھی درد ہوا اور نہ ہی ہوا کی شکایت ہوئی نہ ہی کبھی پیٹ کا درد ہوا اور نہ ہی اور کوئی ایسی تکلیف ہوئی جو عموماً حاملہ خواتین کو ہوتی ہے آپ ﷺ اپنی والدہ ماجدہ کے بطن مبارک میں ہی تھے کہ آپ ﷺ کے والد امجد نے اس دار فانی کو الوداع کہا ملائکہ پکار اٹھے: اے ہمارے مولا! اے ہمارے پروردگار! ہمارے یہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم یتیم ہو گئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ملائکہ سے کہا'' میں خود آپ ﷺ کا ولی ومحافظ اور مددگار ہوں تم آپ ﷺ کے میلاد شریف سے برکت حاصل کرو۔'' آپ ﷺ کی ولادت کے وقت اللہ تعالیٰ نے تمام آسمانوں اور جنتوں کے دروازوں کو کھول دیا آپ ﷺ کی والدہ محترمہ خود بیان فرماتی ہیں'' جب آپ ﷺ کے حمل مبارک کے چھ ماہ گزر گئے تو ایک شخص میری خواب میں آیا اس نے مجھے پاؤں مارا اور کہا اے آمنہ! تو تمام جہانوں کے بہترین انسان کے ساتھ حاملہ ہے۔ جب ان کی ولادت ہو تو اس کا نام'' محمد'' (فداہ روحی) رکھنا اور اپنی عظمت وشان کو پوشیدہ رکھنا۔''

پھر حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اپنے واقعات بیان کرتے ہوئے فرماتی ہیں'' مجھے بھی انہیں امور نے آلیا جو وقت ولادت عورتیں کے ہاں ظہور پذیر ہوتے ہیں میری اس کیفیت کے بارے میں کسی مرد یا عورت کو خبر نہ تھی میں گھر میں بالکل

''اس سے پہلے آپ سایہ دار جگہوں اور اس مقام پر رہے جہاں پتے ایک دوسرے سے ملے ہوئے تھے۔

ثُمَّ هَبَطْتَ الْبِلَادَ لَا بَشَرٌ   اَنْتَ وَلَا مُضْغَةٌ وَلَا عَلَقٌ

پھر آپ شہروں میں تشریف لائے اس وقت آپ نہ بشر تھے نہ مضغہ اور نہ ہی علق تھے۔

بَلْ نُطْفَةٌ تَرْكَبُ السَّفِيْنَ وَقَدْ   اَلْجَمَ نَسْرًا وَاَهْلَهُ الْغَرَقُ

بلکہ آپ نطفہ تھے جو کشتی پر سوار ہوا اور جس نے ''نسر'' کا منہ بند کر دیا اور اس کے پجاری غرق ہو گئے۔

تَنَقَّلَ مِنْ صَالِبِ اِلٰی رِحْمٍ   اِذَا مَضٰی عَالَمٌ بَدَا طَبَقٌ

وہ نور ایک پشت سے دوسری رحم میں منتقل ہوتا رہا جب ایک عالم گزر جاتا تو دوسری جماعت ظاہر ہو جاتی۔

اَنْتَ لَمَّا وُلِدْتَ اَشْرَقَتِ الْاَ   رْضُ وَضَائَتْ بِنُوْرِكَ الْاُفُقُ

جب آپ ﷺ کی ولادت ہوئی تو زمین جگمگا اٹھی اور آپ کے نور سے آفاق روشن ہو گئے۔

فَنَحْنُ فِیْ ذٰلِكَ الضِّيَاءِ وَفِی النُّوْ   رِ سُبُلَ الرَّشَادِ نَخْتَرِقُ

ہم اس نور اور اس روشنی میں اور ہدایت کے راستوں پر چلتے رہے۔

امام بیہقی اور ابن عساکر رحمہما اللہ تعالیٰ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جب اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا فرمایا تو اللہ تعالیٰ نے انہیں ان کے بیٹے دکھائے انہوں نے دیکھا کہ ان میں سے کچھ فضائل میں زیادہ ہیں اور کچھ کم فضیلت والے ہیں انہوں نے اپنی اولاد کے نیچے ایک پھیلے ہوئے نور کو دیکھا عرض کی مولا! یہ کون ہے؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ یہ تیرا بیٹا احمد (فداہ روحی) ہے یہی اول ہے اور یہی آخر ہے اور یہ سب سے پہلے شفاعت کرنے والا ہے۔

امام ابونعیم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ نسب کی فضیلت ہی حضور مکرم ﷺ کی نبوت پر دلالت کرتی ہے کیونکہ نبوت بادشاہی اور عام سیاست کی طرح ہے بادشاہ ہمیشہ عمدہ نسب والے اور معزز ہوتے ہیں کیونکہ نسب کی عمدگی کی وجہ سے عوام الناس ان کی اطاعت کرتے ہیں اور ان کا حکم بجالانے میں جلدی کرتے ہیں اسی وجہ سے ہرقل نے ابوسفیان سے سوال کیا تھا کہ محمد مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا تم میں سے نسب کیسا ہے ابوسفیان نے جواب دیا وہ ہم میں سے سب سے اچھے نسب والے ہیں ہرقل نے جواب دیا انبیاء اسی طرح اپنی قوم کے عمدہ نسب میں مبعوث ہوتے ہیں۔

اور بادل آیا جو پہلے بادل سے بھی زیادہ عظیم تھا اس میں ایسا نور تھا جس میں گھوڑوں کی ہنہناہٹ اور پرندوں کے پروں کے پھڑ پھڑانے کی طرح کی آواز آتی تھی۔ اس میں سے آدمیوں کی گفتگو کی آواز بھی سنائی دیتی تھی حتیٰ کہ اس بادل نے آپ ﷺ کو ڈھانپ لیا اور میری نگاہوں سے آپ ﷺ غائب ہو گئے آپ پہلے سے زیادہ عرصہ میری نگاہوں سے اوجھل رہے میں نے صدا لگانے والے کی صدا کو سنا وہ کہہ رہا تھا کہ محمد ﷺ کو مشرق و مغرب میں گھماؤ۔ انہیں انبیائے کرام علیہم السلام کی جائے پیدائش میں لے جاؤ تمام روحانی مخلوق، جن وانس، پرندوں اور درندوں سے ان کا تعارف کراؤ۔ انہیں حضرت آدم علیہ السلام کا خلق، حضرت شیث علیہ السلام کی معرفت، حضرت نوح علیہ السلام کی شجاعت، حضرت ابراہیم علیہ السلام کی خلت، حضرت اسماعیل علیہ السلام کی زبان، حضرت اسحاق علیہ السلام کی رضا، حضرت صالح علیہ السلام کی فصاحت، حضرت لوط علیہ السلام کی حکمت، حضرت یعقوب علیہ السلام کی بشارت، حضرت یوسف علیہ السلام کا جمال، حضرت موسیٰ علیہ السلام کی شدت، حضرت ایوب علیہ السلام کا صبر، حضرت یونس علیہ السلام کی اطاعت، حضرت یوشع علیہ السلام کا جہاد، حضرت داؤد علیہ السلام کی آواز، حضرت دانیال علیہ السلام کی محبت، حضرت الیاس علیہ السلام کا وقار، حضرت یحییٰ علیہ السلام کی عصمت اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا زہد عطا کرو (علیہم الصلوٰۃ والسلام) انہیں انبیاء کے دریائے اخلاق میں غوطہ دو۔ پھر تھوڑی دیر کے بعد بادل چھٹ گئے تو آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے سبز رنگ کی ریشم کو ہاتھ میں تھاما ہوا تھا جس سے پانی کے قطرات بہہ رہے تھے کوئی صدا لگانے والے صدا لگا رہا تھا واہ، واہ حضرت محمد ﷺ نے ساری دنیا پر قبضہ کر لیا ہے وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللهِ۔ حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ اس کے بعد میں نے تین افراد دیکھے جن کے چہرے آفتاب کی طرح چمک رہے تھے ان میں سے ایک کے ہاتھ میں چاندی کا لوٹا تھا ان کے لوٹے میں سے کستوری کی خوشبو آ رہی تھی دوسرے کے ہاتھ میں ایک طشت تھا جو زمرد کا بنا ہوا تھا اس کا رنگ سبز تھا۔ اس کے چار کونے تھے۔ ہر کونے میں ایک سفید موتی تھا ندا کرنے والا ندا کر رہا تھا کہ یہ دنیا کا مشرق و مغرب ہے یہ سمندر اور خشکی ہے اے اللہ کے حبیب! جس کونے پر آپ ﷺ خواہش فرماتے اسی کونے پر قبضہ فرما لیجئے۔ حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ میں قریب ہوئی تاکہ دیکھوں آپ ﷺ کس کونے پر قبضہ جماتے ہیں حضور مکرم ﷺ نے اس طشت کے وسط میں قبضہ جما لیا میں نے صدا کرنے والے کی صدا کو سنا رب کعبہ کی قسم! محمد مصطفیٰ ﷺ نے کعبہ پر قبضہ کر لیا ہے بے شک اللہ تعالیٰ کعبہ کو آپ ﷺ کا قبلہ اور رہائش گاہ بنائے گا۔ تیسرے شخص کے ہاتھ میں لپٹا ہوا کپڑا تھا اس نے اس کو کھولا اس میں سے ایک اتنی خوبصورت انگوٹھی نکالی جو لوگوں کی نگاہوں کو خیرہ کر دینے والی تھی پھر طشت اٹھانے والے شخص نے میرے لخت جگر کو طشت میں بٹھا دیا آپ ﷺ کو اس لوٹے کے ساتھ سات مرتبہ غسل دیا گیا پھر اس انگوٹھی کے ساتھ آپ ﷺ کے کندھوں کے درمیان مہر لگائی آپ ﷺ کو پھر ریشم میں لپیٹ دیا۔ پھر اس پر مسک اذفر جیسا خوشبو دار دھاگا باندھ دیا پھر اس طشت والے نے آپ ﷺ کو تھوڑی دیر کے لئے اپنے پروں کے نیچے رکھا۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ وہ دونوں رضوان جنت اور خازن جنت تھے۔

پھر حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا ''اس شخص نے آپ ﷺ کے کانوں میں بہت سی ایسی باتیں کیں جن کو

اکیلی تھی۔ حضرت عبدالمطلب کعبہ معظمہ کا طواف کرنے کے لئے گئے ہوئے تھے میں نے بہت بڑی آواز کو سنا، اس نے مجھے خوف زدہ کر دیا سوموار کا دن تھا میں نے دیکھا کہ گویا سفید پرندے کے پروں نے میرے دل کو چھوا ہے میرا ہر قسم کا خوف اور ڈر جاتا رہا میرا وہ درد بھی ختم ہو گیا جو میں محسوس کر رہی تھی۔ مجھے ایک سفید رنگ کا شربت پیش کیا گیا میں نے سمجھا کہ شاید یہ دودھ ہے مجھے پیاس لگی تھی میں نے وہ شربت پی لیا مجھ سے ایک عظیم الشان نور نکلا پھر میں نے کھجور کی طرح لمبی عورتوں کو دیکھا گویا کہ وہ عبد مناف کے قبیلہ کی خواتین ہیں انہوں نے میری دیکھ بھال کی مجھے اس پر بڑا تعجب ہوا میں نے کہا مولا! یہ خواتین کہاں سے تشریف لائیں۔ انہوں نے جواب دیا کہ ہم آسیہ فرعون کی بیوی، مریم بنت عمران ہیں اور ہمارے ساتھ حوران جنت بھی ہیں۔ میرا معاملہ بڑی شدت اختیار کر گیا میں ہر لحظہ وہ ہی آواز سن رہی تھی وہ پہلے سے زیادہ عظیم اور ہولناک ہوتی گئی میں نے ریشم کا ایک سفید سا انتہائی لمبا ٹکڑا دیکھا کوئی کہنے والا کہہ رہا تھا ''اسے لوگوں کی نگاہوں سے پوشیدہ کر لو'' آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے ہوا میں کھڑے ہوئے آدمیوں کو دیکھا ان کے ہاتھ میں چاندی کے لوٹے تھے انتہائی خوف زدہ ہونے کی وجہ سے میں پسینے سے شرابور تھی میرے پسینے کے ہر قطرہ سے کستوری کی طرح کی مہک آ رہی تھی۔ میں خواہش کر رہی تھی کہ کاش عبدالمطلب گھر میں موجود ہوتے لیکن وہ گھر میں موجود نہ تھے۔ میں نے پرندوں کی ایک جماعت کو دیکھا نجانے وہ کہاں سے آئی تھی اس نے میرے کمرے کو ڈھانپ لیا۔ ان تمام کی چونچیں زمرد کی تھیں ان کے پر یاقوت کے تھے اس وقت اللہ تعالیٰ نے میری نگاہوں کے سامنے سے پردہ ہٹا دیا میں نے اس وقت زمین کے مشارق اور مغارب کو دیکھ لیا میں نے تین جھنڈوں کو دیکھا ایک جھنڈا مشرق میں، ایک مغرب میں اور ایک جھنڈا بیت اللہ الحرام کی چھت پر لگایا گیا۔ میرا معاملہ شدت اختیار کرتا گیا مجھے ایسا محسوس ہوا گویا کہ میں ان خواتین کے اعضاء کے ساتھ ٹیک لگا کر بیٹھی ہوں۔ میرے اردگرد بہت سی عورتیں جمع ہو گئیں گویا کہ وہ میرے ہی گھر میں تھیں مجھے کوئی چیز دکھائی نہیں دے رہی تھی اسی حالت میں محمد مصطفیٰ علیہ اکرم الصلوٰات واجمل الثناء کی ولادت ہوئی۔ جب آپ ﷺ کی ولادت ہوئی تو میں نے آپ ﷺ کو دیکھا کہ آپ سجدہ ریز ہیں اپنی انگلیوں کو اٹھائے ہوئے ہیں جیسا کہ کوئی شخص انتہائی عاجزی اور انکساری سے اپنے رب سے دعائیں کر رہا ہے پھر میں نے دیکھا کہ سفید رنگ کا بادل آسمان کی طرف سے آیا۔ اس نے حضور مکرم ﷺ کو ڈھانپ لیا۔ آپ ﷺ مجھ سے غائب ہو گئے میں نے ایک ندا کرنے والے کی ندا کو سنا وہ یہ صدا لگا رہا تھا کہ محمد (فداہ روحی و ابی و امی) ﷺ کو زمین کے مشرق اور مغرب میں لے جاؤ انہیں سمندروں کی بھی سیر کراؤ تا کہ وہ بھی آپ ﷺ کے اسم مبارک، نعت اور شکل مبارک سے آشنا ہو جائیں اور یہ بھی انہیں معلوم ہو جائے کہ سمندروں میں آپ ﷺ کا نام مبارک ''ماحی'' ہے یعنی تمام کا تمام شرک آپ ﷺ کی وجہ سے مٹ جائے گا۔''

پھر تھوڑی دیر کے بعد وہ بادل چھٹ گیا اور محمد مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو میں نے سفید صوف میں لپٹا ہوا دیکھا۔ جو دودھ سے زیادہ صاف اور ریشم سے زیادہ نرم تھا۔ آپ ﷺ کے نیچے سبز رنگ کا ریشم تھا۔ حضور ﷺ نے سفید رنگ کی تین چابیوں کو پکڑ لیا منادی کرنے والے نے ندا کی محمد عربی ﷺ نے نصرت، منافع اور نبوت کی چابیوں پر قبضہ کر لیا ہے پھر ایک

ولادت سے جو نقصان ہوا اس نے شعیرہ کو ہلاک کر دیا ہے بت پرستی کے لئے ہلاکت ہو پھر دوبارہ بت پرستی کے لئے ہلاکت ہو۔" میں نے ایک نوجوان کو دیکھا جو لوگوں میں سے سب سے زیادہ لمبا تھا اور سب سے زیادہ سفید تھا اس نے مجھ سے میرے لخت جگر کو پکڑ لیا اس کے منہ مبارک میں لعاب دہن لگایا اس کے پاس سونے کا ایک طشت تھا۔ اس نے آپ ﷺ کے بطن مبارک کو شق کیا پھر آپ ﷺ کے قلب مبارک کو نکالا پھر قلب کو شق کیا اس میں سے کالے رنگ کا نکتہ نکالا اس کو پھینک دیا۔ پھر اس نے سرخ رنگ کی تھیلی نکالی اسے کھولا اس میں سفید موتی کی طرح کوئی چیز تھی۔ اس نے اس کے ساتھ آپ ﷺ کے قلب مبارک کو بھر دیا پھر اس نے آپ ﷺ کو اپنی جگہ پر لوٹا دیا۔ اس نے آپ ﷺ کے پیٹ مبارک پر ہاتھ پھیرا۔ حضور مکرم ﷺ نیند سے بیدار ہوئے آپ محو کلام ہوئے لیکن میں آپ کے کلام کو نہ سمجھ سکی۔ اس شخص نے آپ ﷺ سے کہا "اللہ تعالیٰ آپ ﷺ کو اپنے حفظ وامان میں رکھے میں نے آپ ﷺ کے دل مبارک کو علم، حلم، یقین، ایمان، عقل اور شجاعت سے لبریز کر دیا ہے آپ ﷺ تمام انسانوں سے بہترین ہیں خوشخبری ہو اس شخص کے لئے جس نے آپ ﷺ کی پیروی کی، آپ پر ایمان لایا اور آپ ﷺ کا عرفان حاصل کیا پھر ہلاکت ہو ہلاکت ہو اس نے یہ سات مرتبہ کہا اس شخص کے لئے جس نے آپ کی مخالفت کی اور آپ ﷺ کو نہ پہچانا۔ پھر اس نوجوان نے آپ ﷺ پر اپنا لعاب دہن لگایا۔ زمین پر ایک شدید چوٹ لگائی۔ زمین میں سے دودھ کی طرح سفید پانی نکل آیا اس نے آپ ﷺ کو اس پانی میں تین دفعہ غوطہ دیا۔ میں نے یہی گمان کیا کہ آپ ﷺ ڈوب گئے ہیں لیکن وہ نوجوان جب بھی آپ کو غوطہ دے کر نکالتا میں دیکھتی کہ آپ ﷺ کے چہرے کی نورانیت درخشاں آفتاب کی طرح ہوگئی ہے میں نے آپ ﷺ کے چہرۂ اقدس میں ایک روشنی دیکھی جو شام کے محلات پر اس طرح پڑ رہی تھی جس طرح سورج کی روشنی پڑتی ہے پھر اس نوجوان نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں آپ ﷺ میں "روح القدس" پھونک دوں اس نے آپ ﷺ میں روح القدس کو پھونکا۔ ایک قمیص آپ ﷺ کو پہنائی اور کہا کہ یہ دنیا کی آفات سے آپ ﷺ کے لئے امان ہے۔"

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے اپنے والد محترم حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو یوں کہتے ہوئے سنا پھر انہوں نے مذکورہ بالا حدیث روایت کی شیخ ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ کی عبارت ختم ہوئی۔ میں نے اس کو حرف بحرف نقل کیا ہے لیکن پہلی حدیث میں جو انبیائے کرام کی صفات لکھی ہیں وہ ان کی عبارت سے منقول نہ تھیں اس کو میں نے ابوعلی ابن القطان کی کتاب "البشائر والأعلام" سے نقل کیا ہے کیونکہ ان کی روایت ابن عربی کی روایت سے زیادہ مکمل تھی اور میں نے حضرت آسیہ اور حضرت مریم اور حوران بہشتی کی وضاحت "مواہب" سے نقل کی ہے۔

"مواہب" میں ہے کہ الحافظ الخطیب البغدادی نے روایت کیا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے ماہ رجب کی مبارک رات کو حضرت محمد مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بطن مبارک میں پیدا کرنے کا ارادہ فرمایا وہ جمعہ کی رات تھی۔ اس رات اللہ تعالیٰ نے رضوان جنت کو حکم دیا کہ آج جنت الفردوس کو کھول دو۔ ایک اعلان کرنے والے نے یہ اعلان کیا خبردار! وہ نور مستور جس سے نبی ہادی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تخلیق ہونا تھی آج کی رات اپنی والدہ ماجدہ کے بطن

میں نہ سمجھ سکی۔''اس نے آپ ﷺ کی دونوں آنکھوں کے درمیان بوسہ دیا اور کہا''اے محمد! صلی اللہ علیک وسلم تجھے بشارت ہو، ہر نبی علیہ السلام کا علم آپ ﷺ کو عطا کر دیا گیا ہے آپ ﷺ تمام انبیاء علیہم السلام سے زیادہ عالم ہیں۔ آپ ﷺ کا قلب مبارک تمام انبیاء کے قلوب سے قوی ہے آپ ﷺ ہی کے پاس نصرت کی چابیاں ہیں لوگوں کے دلوں میں آپ ﷺ کی ہیبت اور رعب ڈال دیا گیا ہے جو شخص بھی آپ ﷺ کا ذکر سنے گا اس کا دل خوفزدہ ہو جائے گا وہ لرزاں و ترساں ہو جائے گا اگر چہ اس نے یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم آپ کی زیارت نہ بھی کی ہو پھر ایک اور شخص آیا وہ حضور اکرم ﷺ کی طرف متوجہ ہوا اس نے اپنا منہ آپ ﷺ کے منہ پر رکھ دیا وہ آپ ﷺ کو اس طرح خوراک دے رہا تھا جس طرح وہ کبوتر اپنے بچے کو خوراک دیتا ہے میں نے اپنے نور نظر کی طرف دیکھ رہی تھی وہ اپنی مبارک انگلیوں سے اشارہ کر رہے تھے کہ مجھے اور خوراک دو۔ پھر کچھ دیر تک وہ شخص آپ ﷺ کو خوراک دیتا رہا پھر اس نے کہا یا حبیب اللہ! صلی اللہ علیک وسلم آپ ﷺ کو مژدۂ جانفزاء ہو کیونکہ ہر نبی مکرم علیہ السلام کا حلم آپ کو عطا کر دیا گیا ہے۔ پھر کچھ دیر کے لئے حضور اکرم ﷺ مجھ سے غائب کر دیئے گئے میرا قلب گھبرا گیا میرا دل لرز گیا۔ میں نے کہا'' قریش کے لئے ہلاکت ہو کہ میں اس رات اپنے بچے کی ولادت میں کیا کچھ دیکھ رہی ہوں اور میرے فرزند ارجمند کے ساتھ کیا واقعات رونما ہو رہے ہیں لیکن میری اس قوم سے کوئی شخص بھی میرے قریب تک نہیں آیا کیا یہ تمام باتیں تعجب انگیز نہیں ہیں؟!! میں اسی کیفیت میں تھی کہ مجھے ایسا محسوس ہوا کہ میرے نور نظر کو واپس کر دیا گیا ہے وہ چودھویں کے چاند کی طرح نور بکھیر رہے ہیں۔ آپ ﷺ کی خوشبو کستوری کی طرح ہر جگہ پھیل رہی ہے۔ کوئی کہنے والا کہہ رہا تھا'' ان کو مشرق و مغرب میں لے جاؤ انہیں انبیاء کرام علیہم السلام کی جائے پیدائش پر لے جاؤ'' اسی لمحہ آپ ﷺ کو حضرت آدم علیہ السلام کے پاس لے جایا گیا۔ انہوں نے فرمایا اے میرے محبوب! تجھے بشارت ہو۔ آپ اولین و آخرین کے سردار ہیں۔ اس کے بعد حضرت آدم علیہ السلام تشریف لے گئے۔ پھر وہ شخص آپ ﷺ کی طرف متوجہ ہوا اور کہنے لگا! اے دنیا کی عزت، اے آخرت کا شرف، تجھے بشارت ہو آپ نے العروۃ الوُثقٰی کو پکڑ لیا ہے، جس شخص نے آپ ﷺ کی بات کو تسلیم کیا آپ ﷺ کی رسالت کی گواہی دی وہ بروز حشر آپ ﷺ کے جھنڈے کے نیچے ہوگا وہ آپ ﷺ کے گروہ میں ہوگا۔ اس کے بعد اس شخص نے آپ ﷺ کو میرے سپرد کر دیا اور خود چلا گیا اس کے بعد میں نے وہ شخص نہ دیکھا۔

حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسی حدیث کو کچھ اضافہ کے ساتھ روایت کیا ہے۔ آپ فرماتے ہیں میں نے حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے پوچھا اے آمنہ! اس مبارک بچے کی ولادت کے وقت تو نے کیا دیکھا؟ آپ نے فرمایا اے عباس! میں نے سندس کا ایک جھنڈا دیکھا جو یاقوت کے بانس پر لہرا رہا تھا وہ زمین اور آسمان کے درمیان معلق تھا میں نے آپ ﷺ کے سر مبارک پر نور کو پھیلتے ہوئے دیکھا حتیٰ کہ وہ نور مبارک آسمان تک پہنچ گیا۔ میں نے اس نور میں شام کو دیکھا وہ تمام کے تمام شعلہ زن تھے پھر میں نے کونجوں کے ایک ڈار کو دیکھا انہوں نے آپ ﷺ کو سجدہ کیا اور اپنے پروں کو پھڑ پھڑایا اس کے بعد میں'' سعیرۃ الاسدیۃ'' کو دیکھا وہ یہ کہتی ہوئی جا رہی تھی'' کہانت اور بت پرستی کو آپ کے بچے کی

یوسف، موسیٰ، سلیمان، شعیب، یحییٰ، ھود، صالح علیہم السلام تھے اور نبی آخر الزمان بھی مختون ہی پیدا ہوں گے خصائص کبریٰ میں بھی اسی طرح مذکور ہے۔

''مواھب'' میں ہے کہ نبی اکرم ﷺ سوموار کے دن طلوع فجر کے وقت پیدا ہوئے۔ حضرت ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے شرح ہمزیہ میں حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی والدہ محترمہ حضرت الشفاء رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کیا ہے کہ جب حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے محمد عربی ﷺ کو جنم دیا۔ میں نے آپ ﷺ کو اپنے ہاتھ پر اٹھالیا ایک کہنے والے نے کہا'' اللہ تعالیٰ تجھ پر رحم فرمائے اور تیرے صدقے رحم فرمائے۔'' میرے لئے مشرق اور مغرب روشن ہو گیا میں نے شام کے کچھ محلات کو دیکھا پھر حضرت شفاء فرماتی ہے کہ میں نے آپ ﷺ کو لپیٹ دیا اور بستر پر لٹا دیا کچھ دیر کے بعد مجھ پر تاریکی چھا گئی مجھ پر خوف طاری ہو گیا اور آقائے دو عالم ﷺ مجھ سے غائب ہو گئے۔ ایک کہنے والا کہہ رہا تھا کہ تو انہیں کہاں لے جا رہا ہے اس نے جواب دیا میں انہیں مشرق کی جانب لے جا رہا ہوں۔ یہ گفتگو میرے دل پر منقش رہی حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو مبعوث کیا تو میں نے سب سے پہلے اسلام قبول کیا۔

حضرت امام الماوردی ''اعلام النبوۃ'' میں فرماتے ہیں'' جب حضرت سیدہ آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضور اکرم ﷺ کے حمل مبارک سے حاملہ ہوئیں تو وہ بیان فرماتی ہیں کہ میرے خواب میں ایک شخص آیا اور اس نے مجھ سے کہا کہ آپ کے بطن مبارک میں اس امت کے سردار ہیں جب یہ زمین پر تشریف لائیں تو اس طرح کہنا:

اُعِیْذُہٗ بِالْوَاحِدِ مِنْ شَرِّ کُلِّ حَاسِدٍ

''میں اسے ہر حسد کرنے والے کے شر سے اللہ کی پناہ میں دیتی ہوں۔''

پھر اس بے مثل بچے کا نام محمد رکھنا جب حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کا نور مبارک ان کے بطن میں قرار پذیر ہوا تو انہوں نے ایک نور کو نکلتے ہوئے ملاحظہ کیا جس میں انہوں نے سرزمین شام میں بصری کے محلات دیکھے حضرت عثمان ابن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی والدہ محترمہ فرماتی ہیں کہ جب حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی ولادت باسعادت کی ساعت ہمایوں قریب آئی تو میں حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس تھی۔ اس رات مجھے گھر کی ہر چیز میں نور کی جلوہ گری نظر آتی میں نے کواکب آسمانی کو دیکھا تو وہ اتنے قریب تر آ گئے مجھے یہ گمان ہوا کہ یہ ابھی مجھ پر گر پڑیں گے۔ حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے حضرت عبدالمطلب کے پاس پیام بھیجا کہ آپ کے ہاں بچے کی ولادت ہوئی تشریف لائیے اور اس کو دیکھئے۔ حضرت عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ تشریف لائے سعید بچے کی زیارت کی حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے رونما ہونے والے تمام واقعات گوش گزار کئے۔ آپ کو تمام بشارات سنائیں اور یہ بھی بتایا کہ مجھے اس سعادت مند بچے کا نام ''محمد ﷺ'' رکھنے کے لئے کہا گیا ہے۔ حضرت عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا میں نے اس بلند قسمت بچے میں بزرگی کی علامات ملاحظہ کی ہیں بلاشبہ اس میں سیادت کی علامتیں پائی جاتی ہیں۔

یہ بچہ (محمد ﷺ) اس وقت تک وصال نہیں پائے گا حتیٰ کہ یہ تمام عرب و عجم کا سردار بن جائے پھر حضرت عبدالمطلب

مبارک میں قرار پذیر ہو گیا ہے وہاں ان کی تخلیق مکمل ہو گئی وہاں سے وہ لوگوں کے لئے بشیر اور نذیر بن کر ظہور فرمائیں گے۔

اور حضرت کعب الاحبار رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ اس رات آسمان اور اس کی وسعتوں میں زمین اور اس کی پنہائیوں میں یہ اعلان کیا گیا کہ وہ پوشیدہ نور جن سے رسول مکرم ﷺ کی تخلیق ہو گی آج اپنی والدہ ماجدہ کے بطن مبارک میں قرار پذیر ہو گیا ہے انہیں بشارت ہو انہیں مژدۂ جانفزاء ہو آج دنیا کے تمام بت سرنگوں ہو جائیں گے، اس وقت قریش سخت تنگ دستی اور قحط سالی میں تھے اس رات کے بعد زمین سرسبز و شاداب ہو گئی، درخت ثمر آور ہو گئے۔ ان کے پاس ہر طرف سے عطیات آنے لگے۔ وہ سال جس میں آپ ﷺ کا حمل مبارک قرار پذیر ہوا اس کو "سَنَةُ الْفَتْحِ وَالْاِبْتِهَاج" کا نام دیا گیا۔

امام احمد، البزار، الطبرانی، حاکم اور البیہقی رحمہم اللہ تعالیٰ نے حضرت عرباض بن ساریہ سے روایت کیا ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا بلاشبہ میں عبداللہ اور خاتم النبیین ہوں اس وقت حضرت آدم علیہ السلام پانی میں گوندھے ہوئے تھے۔ میں تمہیں اور کچھ بھی بتانے لگا ہوں۔ میں اپنے باپ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بشارت اور اپنی والدہ محترمہ کا وہ خواب ہوں جو انہوں نے دیکھا تھا۔ دیگر انبیائے کرام علیہم السلام کی امہات مطہرات بھی اسی قسم کے خواب دیکھتیں تھیں۔ والدہ ماجدۂ رسول ﷺ نے آپ کی ولادت کے وقت ایک نور دیکھا جس میں ان کو شام کے محلات نظر آئے۔ حضرات ابن حجر، ابن حبان اور حاکم رحمہم اللہ تعالیٰ نے حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے اور اس روایت کو صحیح کہا ہے کہ حضور ﷺ کی امی جان نے فرمایا کہ جب آپ ﷺ کی ولادت باسعادت ہوئی تو مجھ سے ایک نور نکلا جس سے شام کے محلات جگمگا اٹھے۔ جب آپ ﷺ کی ولادت ہوئی تو آپ پاک اور صاف تھے آپ پر کوئی گندگی وغیرہ نہ تھی۔

ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ جب پیدا ہوئے تو آپ مسرور (ناف کٹی ہوئی) اور مختون تھے طبرانی رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ اللہ کی بارگاہ میں جو میری عزت ہے اس کی وجہ سے میں مختون (ختنہ کیا ہوا) پیدا ہوا کسی شخص نے بھی میری شرم گاہ کو نہیں دیکھا۔ اس حدیث کو "الضیاء" نے "مختارہ" میں صحیح کہا ہے۔ ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ روایت کرتے ہیں کہ ابن عباس نے اپنے والد محترم حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حضور ﷺ مسرور اور مختون پیدا ہوئے جب حضرت عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ دیکھا تو بہت متعجب ہوئے اور کہا "میرے اس بیٹے کی شان بڑی بلند ہو گی۔"

بیہقی، ابن عساکر اور ابونعیم رحمہم اللہ تعالیٰ نے روایت کیا ہے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ نبی مکرم ﷺ مختون و مسرور پیدا ہوئے۔ حاکم رحمۃ اللہ علیہ نے مستدرک میں فرمایا ہے کہ اس کے بارے میں احادیث تواتر تک پہنچ چکی ہیں کہ حضور اکرم رسول معظم ﷺ مختون پیدا ہوئے تھے۔

حضرت کعب بن الاحبار رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ہماری کچھ کتابوں میں مذکور ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام مختون پیدا ہوئے تھے اور آپ کی اولاد میں سے بارہ انبیائے کرام بھی مختون پیدا ہوئے وہ حضرات شیث، ادریس، نوح، سام، لوط،

ﷺ کی نبوت کی علامات متواتر ظاہر ہونا شروع ہوگئیں آپ ﷺ کی برکت کی نشانیاں بھی واضح ہونے لگیں ان علامات اور نشانیوں میں سے سب سے عظیم اور مشہور اصحاب فیل کا قصہ ہے۔ نجاشی نے سرزمین حبشہ سے مکہ کی طرف لشکر کشی کی تا کہ مکہ کے لوگوں کو قتل کرے ان کی اولاد کو اپنا قیدی بنالے اور کعبہ مشرفہ کو گرادے اس قصہ کے اسباب میں علماء کا اختلاف ہے۔ بعض علماء کہتے ہیں کہا ابرہہ بن الصباح نے نجاشی کو یمن کا گورنر مقرر کیا اس نے ''صنعاء'' کے مقام پر عیسائیوں کے لئے ایک ''کنیسہ'' بنایا قیصر روم اور نجاشی نے اس گرجا گھر کی تعمیر میں ابرہہ کی مدد کی۔ اس نے اس گرجا گھر کو بہت زیادہ حسین و جمیل اور عمدہ بنایا تا کہ لوگ حج کرنے کے لئے مکہ جانے کی بجائے صنعاء آیا کریں۔ اہل عرب کو یہ بات بہت بری لگی قریش کے ایک قبیلہ بنی کنانہ کا ایک شخص اس گرجا میں آیا اور وہاں قضائے حاجت کر دی۔ ابرہہ نے نجاشی کو خط لکھا اور حبشہ کے ہاتھیوں اور فوج کو مدد کے لئے بلایا تا کہ قریش کو مغلوب کیا جاسکے اور کعبہ کو گرایا جاسکے ابرہہ ان تمام کو لے کر مکہ مکرمہ کی طرف روانہ ہوا ابورغال کو طائف کے مقام سے بطور اپنا راہ نما ساتھ لیا۔ جب یہ لشکر جرار ''مغمس'' کے مقام پر پہنچا تو ابورغال وہاں مرگیا اہل عرب اس کی قبر پر سنگباری کرتے تھے۔

بعض علماء نے لکھا ہے کہ قریش کے کچھ تاجر عیسائیوں کے گرجا کے قریب سے گزرے وہ گرجا سمندر کے کنارے پر موجود تھا ان تاجروں نے اس کے صحن میں قیام کیا وہاں کھانا پکانے کے لئے آگ جلائی جس کی وجہ سے اس گرجا کو آگ لگ گئی اور وہ جل کر راکھ ہوگیا نجاشی نے قسم اٹھائی کہ وہ مکہ کو ضرور تباہ کرے گا کعبہ کو گرادے گا اس نے عظیم ہاتھیوں اور لشکر کے ساتھ مکہ معظمہ کی طرف لشکر کشی کی اس کے ساتھ ابرہہ بن الصباح، ابن مکسوم، حجر بن شراحیل اور اسود بن مقصود تھے نجاشی بادشاہ تھا اور ابرہہ اس کی طرف سے یمن کی فوج کا سپہ سالار تھا ابومکسوم اس کا وزیر تھا اور حجر اور اسود اس کے قائدین میں سے تھے یہ لوگ ایک لشکر جرار اور ہاتھیوں کے ساتھ روانہ ہوئے۔ حتیٰ کہ انہوں نے ذوالمجاز کی وادی میں قیام کیا ان سب کے آگے اسود بن مقصود تھا وہ مکہ کی چراگاہ میں آیا اس چراگاہ میں حضرت عبدالمطلب کے دوسو اونٹ چر رہے تھے اس نے کچھ اونٹوں کو ہانکا اور اپنی فوج کے پاس لے گیا۔ حضرت عبدالمطلب بڑے وجیہ اور حسن و جمال کے مالک تھے آپ ابرہہ کے پاس کے تشریف لے گئے اور اپنے اونٹوں کا مطالبہ کیا۔ ابرہہ نے کہا کہ پہلی نظر میں میرے دل میں آپ کی جو وقعت پیدا ہوئی تھی اب وہ کم ہوگئی ہے حضرت عبدالمطلب نے پوچھا وہ کیسے؟ اس نے جواب دیا میں اس لئے آیا ہوں تا کہ بیت اللہ جو تیرا اور تیرے آباء کا قبلہ ہے اس کو گرادوں اس کے بارے میں تو مجھ سے کوئی مطالبہ نہیں کرتا اور اونٹوں کے بارے میں سوال کرتا ہے حضرت عبدالمطلب نے جواب دیا کہ میں صرف اونٹوں کا مالک ہوں اس مقدس گھر کی میرے علاوہ اور ایک ذات مالک ہے وہ عنقریب تجھ کو روک لے گی۔ ابرہہ نے جواب دیا وہ کون سی ہستی ہے جو مجھے روک سکتی ہے اس نے حضرت عبدالمطلب کے اونٹ واپس کئے۔ آپ نے اونٹوں کو لیا۔ انہیں مکہ کی پہاڑیوں میں چھوڑا۔ بیت اللہ الحرام میں آئے اس دہلیز کو تھام کر عرض کی:۔

یَا رَبِّ اِنَّ الْمَرْءَ یَمْ نَعُ حِلَّهٗ فَامْنَعْ حِلَالَکَ

رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے درج ذیل اشعار پڑھے:

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ اَعْطَانِیْ　　　هٰذَا الْغُلَامَ الطَّیِّبَ الْاَرْدَانِ

''سب تعریفیں اللہ کے لئے ہیں جس نے مجھے پاک آستینوں والا یہ بچہ عطا فرمایا۔

اُعِیْذُهٗ بِالْوَاحِدِ الْمَنَّانِ　　　مِنْ كُلِّ ذِیْ عَیْبٍ وَّذِیْ شَنْاٰنِ

میں اس کو خدائے یکتا جو پیہم احسان فرمانے والا ہے کی پناہ میں دیتا ہوں ہر دشمن اور ہر حاسد سے۔

حَتّٰی اَرَاهُ شَامِخَ الْبُنْیَانِ

یہاں تک کہ میں اس کو طاقتور اور توانا دیکھوں''

''مواہب'' میں لکھا گیا ہے حضور ﷺ کی ولادت کے وقت اس نور کا ظہور ہونا اس نور کی طرف اشارہ تھا جس سے عنقریب پوری دنیا کو ہدایت نصیب ہوگی جس سے کفر کی ظلمت کافور ہو جائے گی۔ جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

قَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلُنَا یُبَیِّنُ لَكُمْ كَثِیْرًا مِّمَّا كُنْتُمْ تُخْفُوْنَ مِنَ الْكِتٰبِ وَ یَعْفُوْا عَنْ كَثِیْرٍ ؕ قَدْ جَآءَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ وَّ كِتٰبٌ مُّبِیْنٌ ﴿۱۵﴾ یَّهْدِیْ بِهِ اللّٰهُ مَنِ اتَّبَعَ رِضْوَانَهٗ سُبُلَ السَّلٰمِ وَ یُخْرِجُهُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ بِاِذْنِهٖ وَ یَهْدِیْهِمْ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ ﴿۱۶﴾ (المائدہ:16-15)

''بیشک تشریف لایا ہے تمہارے پاس اللہ کی طرف سے ایک نور اور ایک کتاب ظاہر کرنے والی دکھاتا ہے اس کے ذریعے اللہ تعالیٰ انہیں جو پیروی کرتے ہیں اس کی خوشنودی کی سلامتی کی راہیں اور نکالتا ہے انہیں تاریکیوں سے اجالے کی طرف اپنی توفیق سے اور دکھاتا ہے انہیں راہ راست۔''

اس نور مبارک سے بصریٰ کے محلات کا جگمگا اٹھنا یہ اشارہ ہے کہ آپ ﷺ کا نور نبوت شام تک ضرور جائے گا کیونکہ وہ آپ ﷺ کی ملکیت میں شامل ہے۔ جس طرح حضرت کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے روایت کیا ہے کہ سابقہ کتب میں موجود ہے کہ محمد رسول اللہ ﷺ کی جائے پیدائش مکہ معظمہ ہے، ہجرت گاہ مدینہ طیبہ ہے اور ان کا ملک شام ہے مکہ مکرمہ سے آپ ﷺ کی نبوت کی ابتداء ہوئی اور تمام ممالک سے پہلے شام مفتوح ہوا اسی وجہ سے حضور ﷺ شب معراج پہلے شام کی طرف گئے پھر وہاں سے بیت المقدس کی طرف تشریف لے گئے جیسا کہ آپ ﷺ سے پہلے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے شام کی طرف ہجرت کی۔ شام ہی میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نزول ہوگا۔ یہ ''محشر'' اور ''منشر'' کی سرزمین ہے۔

حضرت امام السہیلی رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا ہے جب حضور ﷺ کی ولادت ہوئی تو آپ نے یہ تسبیح بیان کی جَلَالُ رَبِّیْ رَفِیْعٌ ''میرے پروردگار کا جلال بڑا رفیع ہے۔'' اسی طرح یہ بھی روایت کیا گیا ہے کہ آپ ﷺ نے وقت ولادت یہ ذکر کیا اَللّٰهُ اَكْبَرُ كَبِیْرًا وَّالْحَمْدُ لِلّٰهِ كَثِیْرًا وَّسُبْحَانَ اللّٰهِ بُكْرَةً وَّاَصِیْلًا۔

حضرت علامہ الماوردی علیہ الرحمۃ نے لکھا ہے ''جب رسول مکرم ﷺ کی ولادت مبارک کا وقت قریب آیا تو آپ

''اے مولا! ہم ان کے لئے تیرے علاوہ کسی اور سے امید نہیں رکھتے اے مولا! ان سے اپنے گھر کو بچالے۔

اِنَّ عَدُوَّ الْبَیْتِ مَنْ عَادَاکَا　　اِمْنَعْھُمْ اَنْ یُّخَرِّبُوْا قُرَاکَ

جس نے تیرے گھر سے دشمنی کی وہ تیرا دشمن ہے انہیں روک دے کہ وہ تیری بستیوں کو تباہ کریں۔''

حضرت عبدالمطلب نے اپنے بیٹے حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو صورت حال کا جائزہ لینے کے لئے بھیجا انہوں نے دیکھا کہ تمام لشکر کو پتھروں نے کچل ڈالا ہے وہ سب کے سب ختم ہو چکے ہیں وہ دوڑتے ہوئے عبدالمطلب کے پاس آئے اور تمام قصہ بیان کر دیا حضرت عبدالمطلب اور آپ کے ساتھی جلدی جلدی وہاں گئے اور ان کے اموال کو جمع کرنا شروع کر دیا وہ پہلا مال غنیمت تھا جو بنو عبدالمطلب کو ملا۔ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں شکر ادا کرتے ہوئے حضرت عبدالمطلب نے کہا:

اَنْتَ مَنَعْتَ الْجَیْشَ وَالْاَفْیَالَا　　وَقَدْ رَعَوْا بِمَکَّۃَ الْاَجْبَالَا

''اے پروردگار! تو نے روک دیا لشکر کو اور ہاتھیوں کو حالانکہ انہوں نے تمام پہاڑوں (کے گھاس) کو چر لیا تھا۔

وَقَدْ خَشِیْنَا مِنْھُمُ الْقِتَالَا　　وَکُلُّ اَمْرٍ لَّھُمْ مُفْصَالَا

ہمیں ان سے جنگ و جدل کا خوف تھا ان کے لئے ہر معاملہ جدا جدا تھا۔''

اس پوری حکایت میں رسول مکرم ﷺ کی نبوت اور رسالت کی علامت یہ ہے کہ آپ ﷺ اس وقت اپنی والدۂ ماجدہ کے بطن مبارک میں تھے۔ آپ ﷺ کی والدہ ماجدہ مکہ مکرمہ میں ہی سکونت پذیر تھیں اس واقعہ کے پچاس دن بعد آپ ﷺ کی ولادت باسعادت ہوئی اس وقت آپ ﷺ کے والد ماجد انتقال فرما چکے تھے آپ ﷺ 12 ربیع الاول بروز سوموار کو اس جہان رنگ و بو میں تشریف لائے۔ اس وقت ''روم'' کے مہینوں میں بیسواں مہینہ ''شباط'' تھا اور ہرمز بن انور کی حکومت کا بارہواں سال تھا۔ ابو جعفر طبری نے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ کی ولادت ملک انوشیروان کے بیالیسویں سال میں ہوئی۔ اس واقعہ میں دو وجہ سے حضور اکرم ﷺ کی نبوت کی علامات ہیں:

1۔ اگر ابرہہ اور اس کا لشکر کامیاب ہو جاتے تو وہ یقیناً تمام لوگوں کو قیدی بنا لیتے لیکن اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کا تحفظ فرماتے ہوئے ان تمام کو ہلاک کر دیا تا کہ آپ ﷺ کو حمل کی حالت اور بچپن میں ہی قید و بند کی مصیبتیں نہ برداشت کرنا پڑیں۔

2۔ قریش اس قابل نہ تھے کہ لشکر جرار اور ہاتھیوں سے ان کا دفاع کیا جاتا وہ اہل کتاب میں سے نہ تھے بلکہ ان میں سے کچھ بت پرستی کرتے تھے کچھ زندیق تھے اور کچھ قیامت کے منکر تھے لیکن اللہ تعالیٰ نے ان کا دفاع اس لئے کیا کیونکہ اس نے اس مقام سے دین اسلام کے ظہور کا ارادہ کیا ہوا تھا۔ اس واقعہ کو نبوت کی علامت بنانا تھا نیز اس میں کعبہ معظمہ کی عظمت کا بھی اظہار ہوتا ہے تا کہ اس کو مسلمانوں کا قبلہ اور حج کی ادائیگی کے لئے منسک بنایا جائے۔

جب یہ واقعہ پورے عرب میں مشہور ہوا تو ان کے دل میں بیت اللہ کی دھاک بیٹھ گئی۔ انہوں نے اس کی عظمت کا اعتراف کر لیا ان کے دلوں میں اس کی حرمت زیادہ ہوئی وہ قریش کی اطاعت کرنے لگے لوگ کہا کرتے تھے ''یہ اللہ والے لوگ ہیں وہ ان کے ساتھ مل کر جنگ کرتے اور دشمن کی ہر تدبیر کو خاک میں ملا دیتے۔ ان کے دلوں میں قریش کا احترام زیادہ ہو گیا۔''

''اے مولا! بے شک ہر انسان اپنے گھر کی حفاظت کرتا ہے تو بھی اپنے گھر کی حفاظت فرما۔

لَا یَغْلِبَنَّ صَلِیْبُھُمْ وَمَحَالُھُمْ اَبَدًا مَحَالَکَ

ان کی صلیب غالب نہ آجائے اور نہ ہی ان کی قدرت تیری قدرت پر غالب آئے۔

اِنْ کُنْتَ تَارِکَھُمْ وَکَعْبَتَنَا فَاَمْرٌ مَّا بَدَا لَکَ

اگر تو نے انہیں چھوڑ دیا اور ہمارے کعبہ کو چھوڑ دیا تو پھر امر وہی ہے جو تیری طرف سے ظاہر ہو۔

اِسْمَعْ بَاَرْجَسِ مَنْ اَرَا دُوا الْغَزْوَ وَانْتَھَکُوْا حِلَالَکَ

ان لوگوں کے چلنے کی آواز کو سن جو جنگ کا ارادہ رکھتے ہیں اور تیرے گھر کو تباہ کرنا چاہتے ہیں۔

فَلَئِنْ فَعَلْتَ فَاِنَّہٗ اَمْرٌ تَتِمُّ بِہٖ فِعَالُکَ

اللہ کی قسم! اگر تو نے یہ کام کر دیا تو پھر یہ ایسا امر ہوگا جس سے تیرے افعال مکمل ہوں گے۔

جَرُّوْا جَمِیْعَ بِلَادِھِمْ وَالْفِیْلَ کَیْ یَسْبُوْا عِیَالَکَ

وہ اپنے تمام شہروں سے آئے ہیں ان کے ساتھ ان کے ہاتھی بھی ہیں تا کہ وہ تیرے بندوں کو قیدی بنائیں۔''

لشکر جرار منیٰ کے راستہ سے مکہ کی طرف آیا ہاتھی ان کے ساتھ تھے جبکہ انہیں کعبہ مشرفہ کی طرف لے جایا جاتا تو وہ انکار کر دیتے اس سمت نہ جاتے جب انہیں دوسری سمت لے جاتے تو وہ چل پڑتے۔ ابوطیب ابن مسعود نے اسی کے بارے میں کہا ہے اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ یہ حضرت عبدالمطلب کے اشعار ہیں:

اِنَّ آیَاتِ رَبِّنَا سَاطِعَاتٌ مَا یُمَارِیْ بِھِنَّ اِلَّا الْکَفُوْرُ

''ہمارے رب کی نشانیاں بہت وسیع ہیں اور کافر کے علاوہ ان میں کوئی بھی شک کرنے والا نہیں۔

حُبِسَ الْفِیْلُ بِالْمُغَمَّسِ حَتّٰی مَرَّ یَعْوِیْ کَاَنَّہٗ مَعْقُوْرٌ

ہاتھی کو قید کر دیا گیا۔ وہ یوں کانپتے ہوئے گزر رہا تھا گویا کہ اس کی کونچیں کاٹی گئی تھیں۔''

اہل مکہ نے چھوٹے چھوٹے پرندوں کو دیکھا جو سمندر کی طرف سے آئے تھے حضرت عبدالمطلب نے فرمایا کہ یہ پرندے ہماری زمین میں پہلی مرتبہ آئے ہیں نہ ہی یہ نجد کے پرندے ہیں اور نہ ہی تہامہ اور حجاز کے پرندے ہیں۔ وہ پرندے ''یَعَاسِیْب'' کے مشابہ تھے ان کی چونچوں میں اور ان کے پاؤں میں سنگریزے تھے۔ جب وہ ابرہہ کی قوم کے عین سروں پر آئے تو انہوں نے وہ سنگریزے برسانا شروع کر دیئے حتیٰ کہ وہ تمام ہلاک ہو گئے۔ ابرہہ اپنی قوم کو چھوڑ کر بھاگ گیا وہ یمن لوٹ آیا راستہ میں اس کو موت نے آلیا اس کے جسم سے ایک ایک عضو کٹ کٹ کر گرنے لگا حتیٰ کہ وہ ہلاک ہو گیا۔ جب قوم ابرہہ ہلاک ہو گئی اور لوگوں نے ان کے حالات سے آگاہی حاصل کرنا چاہی تو حضرت عبدالمطلب نے درج ذیل اشعار پڑھے:

یَا رَبِّ لَا نَرْجُوْ لَھُمْ سِوَاکَا یَا رَبِّ فَامْنَعْ مِنْھُمْ حِمَاکَا

اقدس میں تھیں لیکن رحمۃ للعالمین ﷺ نے ان تمام کو معاف کر دیا ان شہر مبارک میں حضور ﷺ کا قبضہ ہونا پھر آپ ﷺ کے وصال کے بعد اس شہر پر آپ کی امت کا قبضہ ہونا آپ ﷺ کی نبوت کی ایک عظیم نشانی ہے بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے ہر اس شخص سے مکہ معظمہ کا دفاع کیا جس نے مکہ کی بے حرمتی اور اہل مکہ کی ہلاکت کا ارادہ کیا پھر اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول مکرم ﷺ اور آپ کی امت کو اس پر تسلط عطا فرمایا جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نے مکہ سے ہاتھیوں کو تو روکا لیکن اپنے رسول مکرم ﷺ اور مؤمنین کو اس پر تسلط عطا فرمایا۔''

بلاشبہ آپ ﷺ نے اور آپ کی امت نے اس مقدس گھر کی تعظیم، تکریم اور احترام کا ارادہ فرمایا تھا۔ اسی وجہ سے فتح مکہ کے دن جس شخص نے یہ کہا کہ'' آج کعبہ حلال ہو گیا ہے آپ ﷺ نے اسے ایسا کہنے سے روک دیا اور فرمایا آج کعبہ کو عظمت نصیب ہوئی ہے۔'' عہد جاہلیت میں لوگوں نے حضرات ابراہیم اور اسماعیل علیہما السلام کے دین کو تبدیل کر دیا تھا۔ انہوں نے وہاں شرک کی ابتداء کی اور حج کے کچھ مناسک کو تبدیل کر دیا اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ اور آپ کی امت کو مکہ پر تسلط عطا فرمایا انہوں نے ان تمام نجاستوں سے کعبہ کو پاک کیا اور حج کو دین ابراہیمی کے مطابق ادا کیا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام ہی تھے جنہوں نے اپنے بیٹے کے ہمراہ بیت اللہ کو تعمیر کرتے ہوئے آپ ﷺ کے لئے دعا کی تھی کہ اللہ تعالیٰ ان اہل عرب میں ایسا رسول بھیجے جو انہیں میں سے ہو، ان پر اللہ کی آیات کو تلاوت کرے، ان کے نفوس کو پاک کرے اور انہیں کتاب و حکمت کی تعلیم دے۔ اللہ تعالیٰ نے اہل عرب میں اولاد اسماعیل میں سے حضرت محمد ﷺ کو مبعوث کیا جو مذکورہ بالا تمام اوصاف سے متصف تھے انہوں نے بیت اللہ اور اس کے ماحول کو شرک کی آلودگیوں سے پاک کیا اور تمام معاملات کو توحید اور دین ابراہیمی کی طرف لوٹا دیا جس کے لئے بیت اللہ کی تعمیر ہوئی تھی جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: وَ اِذْ بَوَّاْنَا لِاِبْرٰهِیْمَ مَكَانَ الْبَیْتِ اَنْ لَّا تُشْرِكْ بِیْ شَیْــٴًـا وَّ طَهِّرْ بَیْتِیَ لِلطَّآىٕفِیْنَ وَ الْقَآىٕمِیْنَ وَ الرُّكَّعِ السُّجُوْدِ﴿۲۶﴾ (الحج: 26) ''اور یاد کرو جب ہم نے مقرر کر دی ابراہیم کے لئے اس گھر کے (تعمیر کرنے) کی جگہ اور حکم دیا کہ شریک نہ ٹھہرانا میرے ساتھ کسی چیز کو اور صاف ستھرا رکھنا میرے گھر کو طواف کرنے والوں، قیام کرنے والوں اور رکوع و سجود کرنے والوں کے لئے۔''

پھر اس کے بعد قرامطہ کا بیت اللہ پر تسلط ہونا یہ لوگوں کو ان کے گناہوں کی سزا تھی اور قرامطہ نے نہ ہی اس کو گرانے کا قصد کیا اور نہ ہی لوگوں کو حج کرنے سے روکا۔ جیسا کہ اصحاب فیل کا ارادہ تھا۔ اگر چہ قرامطہ حجر اسود کو اپنے ساتھ لے گئے تھے اور دروازہ کو بھی اپنے ہمراہ لے گئے تھے انہوں نے حجاج کرام کو قتل کیا اور ان کا مال ان سے چھین لیا لیکن وہ بھی لوگوں کو مکمل طور پر حج کرنے سے منع نہ کر سکے نہ ہی تمام بیت اللہ کو گرانے پر قادر ہوئے۔ جس طرح کہ اصحاب فیل نے ارادہ کیا تھا پھر اللہ تعالیٰ نے انہیں ذلیل کر دیا انہیں ہلاکت اور تباہی کے گڑھے میں پھینک دیا لیکن بیت اللہ اپنی حالت پر باقی رہا۔ لوگ اس کی تعظیم اور زیارت کرتے رہے حج اور عمرہ کی ادائیگی ہوتی رہی۔ اس کی طرف منہ کر کے نماز ادا ہوتی رہی اور الحمد للہ ان میں سے کسی چیز میں بھی کمی واقع نہ ہوئی قرامطہ کا زیادہ سے زیادہ عمل یہ تھا کہ انہوں نے عراق کے حجاج کرام کو خوف زدہ کیا اور کچھ سالوں کے لئے وہ حج ادا نہ کر سکے لیکن پھر انہوں نے حج ادا کرنا شروع کر دیا۔

اس ہاتھی کی کیفیت یہ تھی کہ وہ ہر باغی سے جنگ کرتا اور ہر سرکش کو سزا دیتا وہ حضور اکرم ﷺ کے نبوت کے زمانہ میں بھی زندہ رہا۔ آپ ﷺ کی ہجرت کے بعد بہت سے لوگ ہاتھی اور ابابیل کو دیکھا کرتے تھے۔ ان میں سے حکیم بن حزام، حویطب بن عبدالعزی اور نوفل بن معاویہ وغیرہ ہیں۔ اصحاب فیل کی داستان اختتام پذیر ہوئی تمام تفاسیر اور سیرت کی کتب میں یہ واقعہ مذکور ہے لیکن ان کے الفاظ اور عبارات میں تھوڑا بہت فرق ہے اور میں نے یہ واقعہ اس لئے نقل کیا ہے کیونکہ اس میں رسالت مصطفیٰ ﷺ کی بہت سی علامات ہیں۔

علامہ حافظ ابن رجب رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب ''لطائف المعارف'' میں بیان کیا ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ 12/ ربیع الاول سوموار کے دن پیدا ہوئے اور ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ کا بھی یہی قول ہے آپ ﷺ کی ولادت کس سال میں ہوئی؟ اکثر علماء کا قول ہے کہ آپ ﷺ کی ولادت ''عام الفیل'' میں ہوئی اور مشہور یہی ہے کہ سرور کائنات ﷺ اس واقعہ کے پچاس دن بعد اس دنیا میں تشریف لائے اور یہ واقعہ آپ ﷺ کی نبوت، رسالت اور بعثت کی ایک بہت بڑی نشانی ہے۔ جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

اَلَمْ تَرَ كَيْفَ فَعَلَ رَبُّكَ بِاَصْحٰبِ الْفِيْلِ ۝ اَلَمْ يَجْعَلْ كَيْدَهُمْ فِيْ تَضْلِيْلٍ ۝ وَّ اَرْسَلَ عَلَيْهِمْ طَيْرًا اَبَابِيْلَ ۝ تَرْمِيْهِمْ بِحِجَارَةٍ مِّنْ سِجِّيْلٍ ۝ فَجَعَلَهُمْ كَعَصْفٍ مَّاْكُوْلٍ ۝ (الفیل:5-1)

''کیا آپ نے ملاحظہ نہیں کیا کہ آپ کے رب نے ہاتھی والوں کے ساتھ کیسا سلوک کیا کیا اللہ تعالیٰ نے ان کے مکروفریب کو ناکام نہیں بنا دیا اور (وہ یوں کہ) بھیجا ان پر ہر سمت سے پرندے ڈاروں کے ڈار جو برساتے تھے ان پر کنکر کی پتھریاں پس بنا ڈالا ان کو جیسے کھایا ہوا بھوسہ۔''

اَلَمْ تَرَ كَيْفَ فَعَلَ رَبُّكَ بِاَصْحٰبِ الْفِيْلِ یہ جملہ سوالیہ ہے اس کا مطلب مخاطب کو یہ واقعہ یاد کروانا ہے۔ اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ واقعہ ان کے درمیان مشہور تھا وہ اسے جانتے تھے۔ بالخصوص قریش اس سے ضرور آگاہ تھے۔ لوگوں کو اس واقعہ کی خبر تھی وہ اس کے بارے میں عمدہ اشعار کہا کرتے تھے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے ان فیل بانوں کو مکہ میں دیکھا تھا وہ اندھے ہو گئے تھے اور گداگری کیا کرتے تھے۔ یہ واقعہ مکہ اور بیت اللہ کی عظمت اور احترام پر دلالت کرتا ہے حضور اکرم ﷺ کی ولادت باسعادت اس واقعہ کے فوراً بعد ہوئی اس لئے یہ آپ ﷺ کی نبوت اور رسالت کی بھی دلیل ہے۔ حضور اکرم ﷺ کو بیت اللہ کی تعظیم کے لئے مبعوث کیا گیا یہ آپ ﷺ کا اور آپ کی امت کا قبلہ اور حج کا منسک ہے یہ شہر مبارک آپ ﷺ کا وطن اور جائے پیدائش ہے جب آپ ﷺ نے اپنی قوم کو اسلام کی دعوت دی تو انہوں نے اس دعوت کو رد کر دیا آپ ﷺ کو مجبوراً مکہ معظمہ چھوڑنا پڑا کیونکہ مکہ میں آپ ﷺ کو اور آپ ﷺ کے صحابہ کرام کو بہت سی اذیتیں برداشت کرنا پڑتی تھیں۔ پھر اللہ کی مدد سے مکہ فتح ہوا۔ حضور اکرم ﷺ فاتحانہ شان سے مکہ میں داخل ہوئے آپ ﷺ اس وقت نہ صرف اس بلد امین کے مالک تھے بلکہ لوگوں کی گردنیں بھی آپ ﷺ کے دست

''ہم اس بچے کی وجہ سے ہلاک ہو گئے ہیں جن کے نور سے زمین کے تمام کونے شرق وغرب منور ہو گئے۔''

کعبہ شریف حضور ﷺ کی ولادت کی خوشی میں جھومنے لگا۔تین دن اور تین رات تک وہ پرسکون حالت میں نہ ہوا یہ پہلی علامت تھی جس کو قریش نے حضور ﷺ کی ولادت کے وقت دیکھا تھا۔ایوان کسریٰ میں اضطراب پیدا ہوا اور اس میں دراڑیں پڑ گئیں۔حالانکہ یہ عمارت انتہائی مستحکم بنیادوں پر تعمیر کی گئی تھی اس میں ہتھوڑوں سے کوئی بھی کام نہیں کیا گیا تھا۔اس میں ایک بلند آواز پیدا ہوئی اس کے چودہ کنگرے گر پڑے۔یہ واقعہ اس وجہ سے رونما نہ ہوا تھا کہ اس عمارت میں کوئی خلل تھا بلکہ اللہ تعالیٰ نے ارادہ فرمایا کہ یہ میرے نبی مکرم ﷺ کی نبوت کی نشانی ہو جائے جو سطح زمین پر برقرار رہے۔روایت کیا جاتا ہے کہ جب ہارون الرشید نے ایوان کسریٰ کو گرانے کا ارادہ کیا تو اس کو یحییٰ بن خالد برمکی نے کہا اے امیر المومنین! اس عمارت کو نہ گراؤ یہ اسلام کی نشانی ہے اسی رات فارس کے آتش کدے کی آگ بجھ گئی حالانکہ اس کو جلانے والے خدام ہمہ وقت وہاں موجود تھے۔ فارس سے ایک آدمی نے کسریٰ کو لکھا ''اس رات آتش کدے بجھ گئے تھے جبکہ اس سے پہلے ایک ہزار سال سے یہ آتش کدے مسلسل شعلہ زن تھے۔''اس رات جب محمد ﷺ اس کائنات میں تشریف لائے بحیرہ ساوہ خشک ہو گیا اس کی وسعتوں کے باوجود اس کی کیفیت یہ تھی کہ اس میں پانی کا نشان تک نہ تھا اس سے پہلے باب میں موبذان کے خواب کو نقل کیا جا چکا ہے۔

مواہب میں امام بیہقی، صابونی، خطیب اور ابن عساکر رحمہم اللہ تعالیٰ نے حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور اکرم ﷺ سے عرض کی یارسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم جس چیز نے مجھے اسلام لانے کی طرف ترغیب دی اور آپ ﷺ کی نبوت کی صداقت کی طرف اشارہ کیا وہ یہ واقعہ ہے کہ میں نے دیکھا کہ آپ پنگھوڑے میں لیٹے ہوئے ہیں اور چاند سے سرگوشیاں کر رہے ہیں جس طرف آپ ﷺ چاند کو اشارہ فرماتے ہیں چاند اسی طرف مائل ہو جاتا ہے حضور ﷺ نے فرمایا میں چاند سے گفتگو کیا کرتا تھا وہ مجھ سے محو کلام ہوتا تھا وہ مجھے رونے سے روکتا تھا اور جب وہ عرش کے نیچے سجدہ کرتا تھا تو میں اس کی پیشانی کی آواز کو سنتا تھا۔

فتح الباری میں ہے کہ جب آپ ﷺ پیدا ہوئے تو آپ نے گفتگو کی۔ابن سبع رحمۃ اللہ علیہ کے خصائص میں ذکر کیا ہے کہ آپ ﷺ کے پنگھوڑے کو ملائکہ حرکت دیتے تھے۔جب آپ ﷺ کے دادا جان نے آپ ﷺ کا نام محمد (فداہ روحی) ﷺ رکھا۔تو لوگوں نے کہا کہ اس بچے کا نام ''محمد'' آپ نے کیوں رکھا ہے حالانکہ یہ نام آپ ﷺ کے آباء و اجداد میں کسی آدمی کا نہیں ہے اور نہ ہی آپ کی قوم میں سے کسی فرد کا یہ نام ہے حضرت عبدالمطلب نے کہا ''میں امید کرتا ہوں کہ زمین وآسمان میں اس بچے کی تعریف کی جائے گی۔''

اللہ تعالیٰ جس طرح چاہتا ہے اپنے بندوں کے امتحان لیتا رہتا ہے ان کو ابتلاء اور مصائب میں مبتلا کرتا رہتا ہے لیکن اس کا دین ہمیشہ قائم اور محفوظ رہتا ہے امت محمدیہ کو ذلیل کرنے والا اپنے مقاصد میں کامیابی حاصل نہیں کر سکے گا حتیٰ کہ اللہ کا امر آجائے گا جیسا کہ ارشاد ربانی ہے:

يُرِيدُونَ أَن يُطْفِئُوا نُورَ اللَّهِ بِأَفْوَاهِهِمْ وَيَأْبَى اللَّهُ إِلَّا أَن يُتِمَّ نُورَهُ وَلَوْ كَرِهَ الْكَافِرُونَ ۝ هُوَ الَّذِي أَرْسَلَ رَسُولَهُ بِالْهُدَىٰ وَدِينِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهُ عَلَى الدِّينِ كُلِّهِ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُونَ ۝ (التوبہ:33-32)

''یہ (نادان) چاہتے ہیں کہ بجھا دیں اللہ کے نور کو اپنی پھونکوں سے لیکن اللہ اپنے نور کو کمال تک پہنچا کر رہے گا خواہ سخت ناپسند کریں اس کو کافر وہی تو ہے جس نے بھیجا ہے اپنے رسول کو ہدایت اور دین حق کے ساتھ تا کہ وہ غالب کر دے اسے سب دینوں پر خواہ سخت ناپسند کریں اس کو مشرک۔''

حضور مکرم ﷺ نے خبر دی ہے کہ ''یا جوج اور ماجوج کے خروج کے بعد بھی اس مقدس گھر کا حج اور عمرہ ہوتا رہے گا۔ اس کی کیفیت یہی رہے گی حتیٰ کہ حبشہ کے لوگ اس میں فساد بپا کریں گے۔ حجر اسود کو سمندر میں پھینک دیں گے اس کے بعد اللہ تعالیٰ ایک خوشگوار ہوا بھیجے گا جو تمام مومنین کی روحوں کو قبض کرے گی زمین پر کوئی مومن نہیں رہے گا قرآن اور دیگر صحائف سینوں سے نکال لئے جائیں گے۔ زمین پر نہ قرآن رہے گا نہ ہی ایمان، اور نہ ہی کوئی اور بھلائی کی چیز زمین پر رہے گی۔ اس کے بعد قیامت قائم ہوگی۔ قیامت ان لوگوں پر قائم ہوگی جو تمام لوگوں سے برے ہوں گے۔'' ابن رجب رحمۃ اللہ علیہ کا کلام ختم ہو گیا۔

سیرۃ نبویہ میں موجود ہے کہ حضور ﷺ کے حمل اور آپ کی ولادت کے وقت تمام بت منہ کے بل گر پڑے تھے حضرت عبدالمطلب سے روایت ہے ''میں اس وقت کعبہ میں موجود تھا میں نے بتوں کو اپنی اپنی جگہوں سے گرے ہوئے دیکھا وہ سجدہ ریز تھے میں نے کعبہ کی دیواروں سے سنا کوئی کہنے والا کہہ رہا تھا'' مصطفیٰ مختار ﷺ کی ولادت ہوگئی ہے جن کے دست اقدس سے کفار ہلاک ہوں گے وہ بیت اللہ کو بتوں سے پاک کر دیں گے اور ''**الملک العلام**'' (اللہ تعالیٰ) کی عبادت کا حکم دیں گے۔

قریش کے کچھ لوگ جن میں ورقہ بن نوفل، زید بن عمرو اور عبداللہ بن جحش شامل تھے ایک بت کے پاس جمع ہوئے۔ جس رات سرور کائنات کی ولادت باسعادت ہوئی انہوں نے اس بت کو منہ کے بل گرے ہوئے دیکھا۔ انہوں نے اس بت کو پکڑ کر پہلی حالت پر کھڑا کر دیا لیکن وہ پھر منہ کے بل گر پڑا انہوں نے تیسری مرتبہ کھڑا کیا تو پھر اس بت کی یہی کیفیت ہوئی انہوں نے اس واقعہ کو بڑا عجیب سمجھا ایک شخص نے بت کو مخاطب کر کے کچھ اشعار پڑھے جن میں اس کی اس کیفیت پر تعجب کا اظہار کیا گیا تھا اور اس سے اس کے گرنے کا سبب معلوم کیا گیا تھا انہوں نے اس بت کے پیٹ سے بلند آواز سے یہ شعر سنا:

نُرْدِی لِمَوْلُوْدٍ اَنَارَتْ بِنُوْرِہٖ جَمِیْعُ فِجَاجِ الْاَرْضِ بِالشَّرْقِ وَالْغَرْبِ

ابتدائی دنوں تک وہاں پہنچ جاتے بادشاہ وہاں بہت سے لکڑی کے قبے بنواتا ہر قبہ کی تین یا چار منزلیں ہوتیں وہ اسی قسم کے تقریباً بیس قبے تعمیر کرواتا ایک قبہ (گنبد) بادشاہ کے لئے ہوتا اور باقی تمام امراء اور وزراء کے لئے ایک ایک قبہ ہوتا یکم صفر کو یہ قبے مختلف اشیاء سے سجا دیئے جاتے اور ہر قبہ میں مختلف طبقوں کے لوگوں کو بٹھا دیا جاتا۔ ان ایام میں لوگوں کی معاشی تنگ و دو ختم ہو جاتی۔ ان کی تنگدستی اور غربت مٹ جاتی۔ یہ گنبد "باب قلعہ" سے لے کر "باب خانقاہ" تک ایک میدان میں نصب کئے جاتے۔ شاہ مظفر الدین ہر روز عصر کی نماز کے بعد وہاں آتا وہ ہر ایک قبہ میں جاتا وہ ہر ایک کے خیالات کو سنتا اور ان کے وہ اعمال دیکھتا جو وہ اپنے اپنے گنبدوں میں کرتے پھر وہ "خانقاہ" میں رات بسر کرتا اور وہاں سماع سنتا پھر فجر کی نماز کے بعد وہ شکار کے لئے نکل جاتا اور ظہر کی نماز سے پہلے وہ اس قلعہ میں واپس آ جاتا۔ 12 ربیع الاول تک ہر روز اس کا یہی معمول ہوتا تھا کیونکہ میلاد شریف کی تاریخ میں اختلاف ہے اس لئے وہ ایک سال مہینے کی آٹھ تاریخ کو میلاد مناتا تھا اور دوسرے سال مہینے کی 12 تاریخ کو میلاد مناتا تھا۔ میلاد شریف سے دو دن قبل وہ لاتعداد اونٹ، گائیں اور بھیڑیں باہر لے جاتے اور اس کے ساتھ ڈھول وغیرہ بھی لے جاتے۔ حتیٰ کہ وہ ایک میدان میں پہنچ آتے وہ اونٹ، گائیں اور بھیڑوں کو ذبح کرنا شروع کر دیتے۔ پھر مختلف قسم کے کھانے پکاتے۔ بادشاہ میلاد شریف کی رات کو سماع سنتا وہ مغرب کی نماز قلعہ میں ادا کرتا۔ پھر وہ قلعہ سے واپس آتا تو اس کے سامنے بہت سی روشن مشعلیں ہوتی تھیں اور ان میں دو یا چار شمعیں بہت بڑی ہوتی تھیں (تعداد میں مصنف کو شک ہے) جن کا نام "الشموع المؤکبیه" ہوتا ہر شمع کو علیحدہ علیحدہ خچر پر اٹھایا جاتا اس کے پیچھے ایک آدمی سوار ہوتا جو اس شمع کو سہارا دیتا۔ یہ خچر کی کمر کے ساتھ بندھی ہوئی ہوتی حتیٰ کہ یہ جلوس خانقاہ تک پہنچ کر ختم ہو جاتا۔ جب میلاد شریف کے مبارک دن کی صبح ہوتی تو بادشاہ قلعہ سے لے کر خانقاہ تک صوفیاء کو تحائف پیش کرتا صوفیاء میں سے ہر شخص کے ہاتھ میں ایک کپڑے کا تھیلا ہوتا۔ وہ قطار میں ہوتے تھے بادشاہ ان صوفیاء کو اتنے زیادہ تحائف اور عطیات دیتا جن کو میں شمار نہیں کر سکتا۔ خانقاہ کے پاس آ کر بادشاہ سواری سے اترتا وہاں امراء، رؤساء اور بہت سے لوگ جمع ہوتے۔ مقررین کے لئے ایک سٹیج بنا دیا جاتا۔ بادشاہ مظفر الدین کے لئے وہاں لکڑی کا ایک محل نصب کر دیا جاتا۔ اس کی بہت سی کھڑکیاں ہوتی تھیں کچھ کھڑکیاں اس جانب ہوتیں جہاں عوام الناس اور مقررین کے لئے سٹیج ہوتا اور کچھ کھڑکیاں میدان کی طرف ہوتی تھیں وہاں ایک بہت وسیع میدان تھا وہاں اس کا لشکر جمع ہوتا۔ سارا دن وہ لشکر بادشاہ کے سامنے سے گزرتا رہتا کبھی وہ بادشاہ اپنی فوج کی پریڈ کو دیکھتا اور کبھی مقررین اور لوگوں کی طرف نظر کرتا حتیٰ کہ فوج پریڈ ختم کر دیتی۔ پھر فقراء کیلئے دستر خوان بچھائے جاتے۔ ایک عام دستر خوان بچھایا جاتا جس پر بہت سا کھانا رکھا جاتا۔ دوسرا دستر خوان خانقاہ میں بچھایا جاتا یہ ان لوگوں کے لئے ہوتا تھا جو سٹیج کے پاس جمع ہوتے۔ جب تک فوج پریڈ کرتی رہتی اور مقررین تقریریں کرتے رہتے بادشاہ فقہاء، مقررین، قراء اور شعراء میں ایک ایک آدمی کو بلاتا اور ہر ایک کو لباس فاخرہ عطا کرتا حتیٰ کہ بادشاہ دوبارہ اپنی جگہ پر آ جاتا جب یہ تقریب ختم ہو جاتی تمام لوگ دستر خوان پر آ جاتے جتنا کھانا کسی کے لئے اٹھانا ممکن ہوتا وہ اسے اٹھا کر گھر لے جاتا نماز عصر تک کھانا کھاتے رہتے بادشاہ یہ رات وہاں ہی گزارتا وہ صبح تک سماع سنتا رہتا۔ اس شہنشاہ مظفر الدین کا ہر سال میلاد منانے کا یہی

فصل

میلاد النبی ﷺ کے منانے میں لوگوں کا اجماع

حضرت علامہ امام ابوشامہ رحمۃ اللہ علیہ جو امام نووی رحمۃ اللہ علیہ کے استاذ ہیں وہ فرماتے ہیں "ہمارے زمانے کی اچھی ایجادوں میں وہ افعال ہیں جو ہر سال میلاد النبی ﷺ کے موقع پر کئے جاتے ہیں یعنی صدقات، بھلائی کے کام، خوشی اور زینت کا اظہار۔" اس میں فقراء پر احسان کرنے کے علاوہ اس بات کا بھی شعور ملتا ہے کہ میلاد کرنے والے کے دل میں نبی کریم ﷺ کی محبت اور تعظیم موجود ہے وہ اللہ تعالیٰ کے اس شکریہ کو ادا کر رہا ہے جو اس نے رحمۃ للعالمین کو پیدا فرما کر ہم پر احسان فرمایا ہے۔ حضرت علامہ سخاوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں "قرون ثلاثہ کے بعد دنیا کے کونے کونے اور مختلف ممالک میں بسنے والے تمام اہل اسلام ہمیشہ سے ربیع الاول کے مہینے میں میلاد کی یاد مناتے ہیں اس موقعہ پر وہ تمام نیک کام کرتے ہیں جو نیکی، خوشی اور محبت کا مظہر ہوتے ہیں وہ صدقات وخیرات کی تمام ممکنہ صورتیں بروئے کار لاتے ہیں میلاد کے چرچے کرتے ہیں جن کی برکات بہر حال ان پر ظاہر ہوتی رہتی ہیں۔

حضرت امام قسطلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ہمیشہ سے اہل اسلام حضور ﷺ کی ولادت باسعادت کے مہینے میں محافل میلاد کا اہتمام کرتے آئے ہیں کھانا کھلاتے ہیں اور ربیع الاول کی راتوں میں صدقات وخیرات کی تمام ممکنہ صورتوں کو بروئے کار لاتے ہیں اظہار مسرت اور نیکیوں میں کثرت کرتے ہیں میلاد شریف کے چرچے کئے جاتے ہیں ہر مسلمان میلاد شریف کی برکات سے بہر حال فیض یاب ہوتا ہے۔ میلاد النبی ﷺ کی مجرب چیزوں میں سے یہ بھی ہے کہ جس سال میلاد منایا جائے وہ سال امن سے گزرتا ہے نیز یہ عمل نیک مقاصد اور دلی خواہشات کی فوری تکمیل میں بشارت ہے اللہ تعالیٰ اس شخص پر رحم فرمائے جس نے ماہ میلاد النبی کی راتوں کو بھی بطور عید منا کر اس کی شدت مرض میں اضافہ کیا جس کے دل میں بیماری ہے۔ اگر ہم یہاں شمس الدین بن خلکان رحمۃ اللہ علیہ کا بیان کردہ واقعہ لکھ دیں تو کوئی حرج نہیں ہوگا وہ اپنی کتاب میں اربل کے بادشاہ ابوسعید مظفر الدین کے جلسہ میلاد النبی ﷺ کے بارے میں لکھتے ہیں۔ حضرت العلام اس بادشاہ کی عمدہ سیرت اور صدقات وخیرات کرنے کی خوبی ذکر کرنے کے بعد لکھتے ہیں "بادشاہ کا میلاد النبی ﷺ کا جلسہ اتنا عظیم الشان ہوتا تھا کہ اس کی کماحقہ تعریف نہیں کی جاسکتی۔ لیکن ہم اس کا کچھ نہ کچھ ذکر ضرور کرتے ہیں لوگوں نے اس بادشاہ کے عمدہ عقائد کے بارے میں سن رکھا تھا۔ ہر سال اربل کے قریبی شہر مثلاً بغداد، موصل، الجزیرہ نجار، نصیبین اور بلاد عجم کے لوگ اس کے پاس آتے۔ ان قریبی علاقوں کے بہت سے لوگ مثلاً فقہاء، صوفیاء، مقررین، قراء اور شعراء ماہ محرم سے لے کر ربیع الاول کے

اس میں کسی قسم کی زیادتی نہ کی جائے یہ بدعت حسنہ ہے اس کے کرنے والے کو ثواب ملتا ہے کیونکہ اس میں حضور ﷺ کی قدر ومنزلت کی عظمت آشکارا ہوتی ہے میلاد مصطفیٰ ﷺ پر خوشی ومسرت کا اظہار ہوتا ہے سب سے پہلے جس نے اس فعل کو سر انجام دیا تھا وہ اربل کے بادشاہ مظفر ابوسعید کوکبری بن زین الدین علی تھے وہ ایک عظیم اور سخی بادشاہ تھے۔ اس کے آثار عمدہ تھے۔ انہوں نے ہی ''سفح قاسیون'' میں ''جامع مظفری'' کو آباد کیا تھا۔ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تاریخ میں لکھا ہے کہ وہ بادشاہ ربیع الاول میں میلاد شریف منایا کرتے تھے اور بہت بڑے جلسے کا اہتمام کرتے تھے۔ وہ زیرک، دانا، بہادر اور مرد میدان تھے ان کا عہد حکومت کافی طویل تھا انہوں نے 630ھ میں اس وقت وفات پائی جب انہوں نے ''عکہ'' کا محاصرہ کر رکھا تھا عکہ پر پہلے صلیبیوں کا قبضہ تھا۔ اس کا ظاہر اور باطن بڑا پسندیدہ تھا۔

سبط ابن الجوزی نے اس شخص کی بات کو ذکر کیا ہے جو بادشاہ مظفر کی میلاد النبی کی ایک محفل میں شریک تھا وہ کہتا ہے کہ میں نے بھیڑ اور بکریوں کے پانچ ہزار سر، دس ہزار مرغیاں، فرنی کے ایک لاکھ سکورے اور حلوے کے تیس ہزار طشت خود دیکھے جو علماء اور صوفیاء اس ضیافت میں شرکت کرتے بادشاہ مظفر انہیں خلعتیں پہناتے۔ ان کو انعامات سے نوازتے ظہر سے لے کر عصر تک محفل سماع منعقد کرواتے صوفیاء کے ساتھ بذات خود محو رقص ہو جاتے وہ ہر سال میلاد شریف پر تین لاکھ دینار صرف کرتے۔ مہمانوں کے لئے انہوں نے ''دار ضیافت'' بنا رکھا تھا مہمان جس سمت سے بھی آتے۔ ان کی مہمان نوازی کی جاتی شاہ مظفر ابوسعید اس دار ضیافت پر سالانہ ایک لاکھ دینار خرچ کرتے تھے۔ وہ فرنج سے ہر سال دو لاکھ دینار دے کر قیدیوں کو آزاد کراتے تھے۔ وہ حرمین شریفین پر اور حجاز کے راستہ میں پانی پر تیس ہزار دینار خرچ کرتے تھے۔ یہ تمام اخراجات ان کے باقی صدقات کے علاوہ تھے۔ ان کی زوجہ ربیعہ خاتون بنت ایوب جو کہ شاہ ناصر صلاح الدین کی بہن تھی وہ بیان کرتی ہے کہ شاہ ابوسعید کی قمیص موٹے کرداس کی ہوتی تھی جس کی قیمت پانچ دراہم سے زیادہ نہ ہوتی تھی۔ ان کی بیوی کہتی ہے کہ اس کے بارے میں میں ان سے ناراض ہوئی تو انہوں نے کہا کہ میں پانچ دراہم کا کپڑا پہن کر باقی صدقہ کردوں اس سے کہیں بہتر ہے کہ میں قیمتی لباس پہن کر محتاج فقیر کو خالی ہاتھ واپس بھیج دوں۔

ابن خلکان حافظ ابوالخطاب ابن دحیہ رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب کے ترجمہ میں لکھتے ہیں کہ بہت سے علماء اور فضلاء مغرب سے آئے شام اور عراق سے ہوتے ہوئے اربل کے مقام تک پہنچے ان کا یہ سفر 604ھ میں تھا انہوں نے دیکھا کہ بادشاہ ابوسعید مظفر الدین بن زین الدین علی محفل میلاد کا اہتمام کر رہے تھے۔ ابن دحیہ علیہ الرحمۃ نے اس بادشاہ کے لئے ایک کتاب ''التَّنوِيْرُ فِي مَوْلِدِ الْبَشِيْرِ و النَّذِيْرِ'' لکھی۔ بذات خود اسے بادشاہ کو پڑھ کر سنائی اور پھر بادشاہ نے انہیں ایک ہزار دینار انعام دیا۔ ہم سے سلطان نے وہ کتاب 625ھ میں چھ مجالس میں سنی۔ علامہ سیوطی کا کلام اختتام پذیر ہوا۔

پھر انہوں نے اس شخص کا رد کیا ہے جو یہ گمان کرتا ہے کہ میلاد منانا ''بدعت سیئہ'' ہے۔ انہوں نے کہا کہ شیخ الاسلام حافظ ابوالفضل ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ سے یہی سوال کیا گیا انہوں نے جواب دیا ''کہ اصل میں میلاد منانا بدعت ہے قرون ثلاثہ (پہلے تین ادوار) میں کسی بھی شخص سے یہ عمل منقول نہیں ہے لیکن اس بدعت میں بہت سے عمدہ اوصاف پائے جاتے ہیں۔

طریقہ تھا جب لوگ کھانے سے فارغ ہو جاتے اور ہر انسان جب گھر واپس آنے لگتا تو بادشاہ اسے درہم عطا کرتا۔ میں نے اس میلاد شریف کی تقریب کا خلاصہ بیان کیا ہے اگر تفصیل سے بیان کروں تو یہ طوالت کا سبب بن جائے گی۔ ابن خاکان رحمۃ اللہ علیہ کی عبارت ختم ہوگئی۔

علامہ الشہاب احمد مقری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب ''نفح الطیب'' میں لکھا ہے:

''سلطان ابوحموموسیٰ جوتلمسان کا بادشاہ تھا وہ بھی عید میلاد النبی ﷺ کا عظیم الشان جشن منایا کرتے تھے جیسا کہ ان کے زمانہ میں اور ان سے قبل مغرب اقصیٰ اور اندلس کے سلاطین بھی میلاد منایا کرتے تھے سلطان کے اس جشن کی تفصیل حافظ سید ابوعبداللہ تونسی نے اپنی کتاب ''راح الارواح'' اور ''نظم الدرو العقیان'' میں بیان کی ہے حافظ صاحب نے لکھا ہے کہ شاہ تلمسان صاحب الرائے معززین کے مشورہ سے میلاد النبی ﷺ کی ایک عظیم الشان دعوت کا انتظام کرتے تھے جس میں ہر خاص و عام کو شرکت کی دعوت دی جاتی تھی۔ اس محفل میں اعلیٰ قسم کے قالینوں کا فرش اور خوب صورت پھولوں والی چادریں بچھائی جاتی تھیں۔ سنہرے غلافوں والے گاؤ تکیے لگائے جاتے تھے ستونوں کے برابر بڑے بڑے شمع دان روشن کئے جاتے تھے بڑے بڑے دستر خوان بچھائے جاتے تھے بڑے بڑے گول اور خوش نما نصب شدہ بخوردانوں میں بخور سلگایا جاتا تھا جو دیکھنے والوں کو پگھلایا ہوا سونا معلوم ہوتا تھا۔ پھر تمام سامعین کے سامنے انواع و اقسام کے کھانے چنے جاتے تھے ایسا معلوم ہوتا تھا گویا کہ موسم بہار میں مختلف رنگوں کے پھول کھلے ہوئے ہیں وہ کھانے ایسے ہوتے تھے جن کو دیکھ کر دل میں رغبت پیدا ہوتی تھی اور آنکھوں کو لذت ملتی تھی ان محفلوں میں اعلیٰ قسم کی خوشبوئیں بسائی جاتی تھیں۔ جن کی مہک سے فضا معطر ہو جاتی تھی مہمانوں کو حسب مراتب ترتیب وار بٹھایا جاتا تھا یہ ترتیب جشن کی مناسب سے دی جاتی تھی حاضرین پر عظمت نبوت کا جلال و وقار چھایا رہتا تھا۔ انعقاد محفل کے بعد سامعین آنحضرت ﷺ کے فضائل اور مناقب سنتے تھے پاکیزہ خیالات اور نصائح سنتے تھے جو انہیں گناہوں سے توبہ کی طرف راغب کرتے خطباء اپنے خطابات سے سامعین کے قلوب کو گرماتے اور انہیں لذت اندوز کرتے۔ اسی طرح تمام رات گزر جاتی بادشاہ تمام رات اسی محفل میں بیٹھا رہتا حتیٰ کہ نماز صبح کا وقت ہو جاتا بادشاہ کی سلطنت کے تمام شہروں میں اسی طرح میلاد مصطفیٰ ﷺ کی محفل کا انعقاد کیا جاتا۔ ہر محفل میں نعت پاک پڑھی جاتی۔

حضرت علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک رسالہ لکھا جس کا نام ''**حسن المقصد فی عمل المولد**'' رکھا گیا اسی رسالہ کو میں نے ان کی کتاب ''**حاوی الفتاویٰ**'' میں بھی دیکھا ہے۔ حضرت علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ لوگوں نے مجھ سے سوال کیا کہ ربیع الاول میں میلاد شریف کے منانے کی حیثیت کیا ہے؟ شرعی لحاظ سے اس کا کیا حکم ہے؟ کیا یہ فعل قابل ستائش ہے یا قابل مذمت ہے کیا اس کے کرنے والے کو ثواب ملے گا یا نہیں؟ میں نے اس کا جواب یہ دیا کہ میرے نزدیک میلاد شریف کا اصل عمل یہ ہے کہ لوگوں کیلئے ایک محفل کا انعقاد کیا جائے۔ اس میں حسب توفیق قرآن پاک کی تلاوت کی جائے۔ اس میں رسول اللہ ﷺ کی ولادت کے واقعات اور آپ ﷺ کے ابتدائی حالات بیان کئے جائیں پھر لوگوں کے لئے دستر خوان بچھایا جائے پھر کھانا کھانے کے بعد لوگ واپس آ جائیں

طرح حضور اکرم ﷺ اپنی ذات پر خود صلوٰۃ و سلام پڑھا کرتے تھے۔ اس لئے ہمارے لئے بھی مستحب ہے کہ ہم بھی آپ ﷺ کے میلاد مبارک پر شکر کا اظہار کریں۔ مجالس کا انعقاد کریں۔ فقراء کو کھانا کھلائیں اور مسرت و شادمانی کا اظہار کریں۔

میں نے حضرت امام القراء حافظ شمس الدین ابن الجزری کی کتاب "**عرف التعریف بالمولد الشریف**" میں پڑھا ہے کہ ابولہب کو اس کی وفات کے بعد خواب میں دیکھا گیا اس سے پوچھا گیا کہ کہ تیرا کیا حال ہے؟ اس نے جواب دیا کہ میں آگ میں جل رہا ہوں لیکن ہر سوموار کی رات کو میرے عذاب میں تخفیف کی جاتی ہے۔ میری ان دو انگلیوں کے درمیان سے پانی جاری ہو جاتا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ میں نے ثویبہ کو اس وقت آزاد کر دیا تھا جب اس نے مجھے نبی مکرم ﷺ کی ولادت کی بشارت دی تھی اس نے آپ ﷺ کو دودھ بھی پلایا تھا۔ پس وہ ابولہب جو کافر تھا جس کی مذمت میں قرآن پاک کی ایک پوری سورۃ نازل ہوئی جب اس کو حضور ﷺ کی ولادت پر خوشی منانے کی جزاء دی جاتی ہے تو پھر اس توحید پرست مسلمان کے متعلق تیرا کیا خیال ہے جس کا تعلق امت مسلمہ سے ہے وہ میلاد مصطفیٰ ﷺ کی محفل کا انعقاد کرتا ہے آپ ﷺ کی محبت میں حسب استطاعت مال خرچ کرتا ہے مجھے میری عمر کی قسم! اللہ کی طرف سے اس کو یہ جزاء ملے گی کہ وہ اس کو اپنے فضل سے جنات النعیم میں داخل فرمائے گا۔ حضرت حافظ شمس الدین بن ناصر دمشقی نے اپنی کتاب "**مورد الصادی فی مولد الهادی**" میں لکھا ہے:

"یہ بات پایہ ثبوت کو پہنچ چکی ہے کہ ابولہب نے جب حضور ﷺ کی ولادت کی خوشی میں ثویبہ کو آزاد کیا تھا تو سوموار کے دن اب بھی اس کے عذاب میں تخفیف ہوتی ہے" پھر انہوں نے یہ اشعار لکھے:

اِذَا کَانَ هٰذَا کَافِرًا جَاءَ ذَمُّهٗ ... وَتَبَّتْ یَدَاهُ فِی الْجَحِیْمِ مُخَلَّدَا

"جب ابولہب جیسا کافر جس کا دائمی ٹھکانہ جہنم ہے اور جس کی مذمت میں قرآن مجید کی سورت "تبت یدا" نازل ہوئی۔

اَتٰی اَنَّهٗ فِیْ یَوْمِ الْاِثْنَیْنِ دَائِمًا ... یُخَفَّفُ عَنْهُ بِالسُّرُوْرِ بِاَحْمَدَا

باوجود اس کے جب سوموار کا دن آتا ہے تو حضور ﷺ کی ولادت کی خوشی کی وجہ سے ہمیشہ سے اس کے عذاب میں تخفیف کر دی جاتی ہے۔

فَمَا الظَّنُّ بِالْعَبْدِ الَّذِیْ طُوْلُ عُمْرِهٖ ... بِاَحْمَدَ مَسْرُوْرًا وَمَاتَ مُوَحِّدَا

پس کیا خیال ہے اس بندے کے بارے میں جس نے تمام عمر حضور ﷺ کی ولادت کی خوشی میں جشن منانے میں گزاری اور توحید کی حالت میں اسے موت آئی۔"

علامہ الکمال الأدفوی اپنی کتاب "**الطائع السعید**" میں ہمارے ایک دوست ناصر الدین محمود بن العماد کی حکایت بیان کرتے ہیں کہ ابوطیب محمد بن ابراہیم السبتی المالکی قوس کے رہنے والے تھے اور باعمل علماء سے تھے وہ اپنے دار العلوم میں حضور ﷺ کی ولادت کے دن محفل منعقد کرتے اور مدرسہ میں چھٹی کرتے استاذ سے کہتے اے فقیہ! آج خوشی و مسرت کا دن ہے بچوں کو چھوڑ دو پس ہمیں چھوڑ دیا جاتا۔ ان کا یہ عمل ان کے نزدیک میلاد کے اثبات اور اس کے جواز پر دلیل ہے یہ

جس آدمی نے میلاد شریف میں صرف اچھے اعمال کا ارتکاب کیا برے اعمال سے کنارہ کش رہا تو اس کی یہ بدعت "بدعت حسنہ" ہے اور جو آدمی ان برے افعال سے دامن نہ بچا سکا اس کے لئے یہ بدعت حسنہ نہیں ہے مجھے میلاد شریف کے بارے میں جو اصل دلیل کا علم ہوا ہے وہ حدیث ہے جس کو امام مسلم اور امام بخاری نے روایت کیا ہے کہ جب تاجدار مدینہ ﷺ مدینہ طیبہ میں تشریف لائے تو انہوں نے یہود کو عاشورہ کا روزہ رکھتے ہوئے دیکھا آپ ﷺ نے ان سے پوچھا: تم ایسا کیوں کرتے ہو؟ اس پر وہ عرض کناں ہوئے کہ اس دن اللہ تعالیٰ نے فرعون کو غرق کیا تھا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کو نجات عطا فرمائی ہم اللہ کی بارگاہ میں شکر ادا کرنے کے لئے اس دن کا روزہ رکھتے ہیں حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ ہم تم سے زیادہ اس بات کے حق دار ہیں کہ ہم اس دن روزہ رکھیں جس دن حضرت موسیٰ کو نجات عطا ہوئی۔

اس حدیث پاک سے ثابت ہوا کہ کسی معین دن میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے انعام ہونے پر یا کسی مصیبت کے ٹل جانے پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنا چاہئے اور ہر سال اس دن کی یاد تازہ کرنا بہتر ہے اللہ تعالیٰ کا شکر نماز، سجدہ، روزہ، صدقہ اور تلاوت قرآن پاک اور دیگر عبادات کے ذریعے سے بجالایا جاسکتا ہے۔ حضور ﷺ کی ولادت سے بڑھ کر اللہ تعالیٰ کی کون سی نعمت ہے اس لئے اس دن ضرور شکر ادا کرنا چاہئے۔ اس لئے چاہئے کہ ایک مسلمان اس معین دن کی جستجو کرے جس میں حضور ﷺ اس دنیا میں جلوہ افروز ہوئے تا کہ عاشورہ کے دن رونما ہونے والے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے واقعہ کے ساتھ مکمل مطابقت ہو جائے اگر کسی کو اس معین دن کا پتہ نہ چل سکے وہ میلاد مصطفیٰ ﷺ ربیع الاول کے مہینے کے کسی دن میں بھی منا سکتا ہے بلکہ علماء نے اس کو اور وسعت دی ہے وہ فرماتے ہیں کہ میلاد النبی ﷺ سال کے کسی بھی دن میں منایا جاسکتا ہے۔

یہ حدیث مبارک اس مبارک عمل کی اصل ہے جہاں تک اس میں کئے جانے والے اعمال کا تعلق ہے تو انسان کو چاہئے کہ ایسے اعمال کا ارتکاب کرے جن سے اللہ تعالیٰ کے شکر کی عکاسی ہو۔ اس دن تلاوت قرآن پاک، مساکین کو کھانا کھلانا اور وہ اعمال جن کا اوپر ذکر کیا جاچکا ہے سرانجام دینے چاہئیں اور اچھی نعتیں اور عمدہ تقاریر کی جانی چاہئیں جن سے دل اچھے اور آخرت کے اعمال کی طرف راغب ہوں جہاں تک سماع اور لعب ولہو کا تعلق ہے یہ اتنی مقدار میں ہوں کہ وہ مباح کی حد سے تجاوز نہ کریں تا کہ اس مبارک دن کے لئے خوشی اور سرور کا اظہار ہو۔ اتنی مقدار میں سماع اور کھیل وکود مانع نہیں لیکن اگر وہ سماع اور کھیل وکود حد مباح سے تجاوز کر کے مکروہ یا حرام کی حد میں شامل ہو جائیں یا وہ کام خلاف اولیٰ ہو تو اس سے اجتناب کرنا چاہئے۔

حضرت امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مجھے اس عمل مبارک کی ایک اور اصل بھی معلوم ہوئی ہے یہ وہ حدیث ہے جس کو امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے نبوت کے بعد اپنی طرف سے خود عقیقہ کیا تھا حالانکہ آپ کے جدامجد حضرت عبدالمطلب نے آپ کی ولادت کے ساتویں دن آپ ﷺ کا عقیقہ کیا تھا عقیقہ ایک ایسا عمل ہے جس کو بار بار نہیں کیا جاسکتا ہم آپ ﷺ کے اس عمل مبارک کو اس پر محمول کریں گے کہ آپ ﷺ نے یہ عمل مبارک اللہ تعالیٰ کا شکر بجالانے کے لئے کیا تھا جس ذات نے آپ ﷺ کو نبوت کی نعمت سے نوازا۔ آپ ﷺ کو تمام جہانوں کے لئے رحمت بنا کر بھیجا اور آپ ﷺ کی امت کو ایک عظیم شریعت عطا فرمائی۔ جس

(آل عمران:164) ''یقیناً بڑا احسان فرمایا اللہ تعالیٰ نے مومنوں پر جب اس نے بھیجا ان میں ایک رسول انہیں میں سے۔''

اس میں ذرہ برابر بھی شک نہیں کہ اس امت مرحومہ میں حضور ﷺ کو مبعوث کرنے کی نعمت زمین، آسمان، سورج، چاند، ہوا اور لیل و نہار جیسی نعمتوں سے عظیم الشان ہے۔ یہ نعمتیں تو تمام بنی نوع انسان کے لئے ہیں۔ ان میں کافر بھی شامل ہیں جنہوں نے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسل کا انکار کیا اللہ کی نعمت کی ناشکری کی لیکن بعثت محمدی ﷺ وہ نعمت کبریٰ ہے جس سے دنیا اور آخرت کی مصلحتیں مکمل ہوگئیں۔ اسی کی وجہ سے اللہ کا وہ دین بھی مکمل ہوا جس کو اس نے اپنے بندوں کے لئے منتخب فرمایا۔ اس کی قبولیت ان کے لئے دنیا اور آخرت کی سعادت کا سبب ہے۔ اس دن، جس دن بندوں پر اللہ تعالیٰ عظیم احسان فرمائے، روزہ رکھنا اچھا عمل ہے گویا کہ یہ اچھا عمل اس دن ہونے والی نعمت کا شکر ادا کرنا ہے۔

عاشوراء کے دن کا روزہ بھی اسی وجہ سے رکھا جاتا ہے۔ اس دن حضرت نوح علیہ السلام کو غرق ہونے سے نجات ملی۔ اسی دن حضرت موسیٰ علیہ السلام اور آپ کی قوم نے فرعون سے نجات پائی اور فرعون کو سمندر میں ہلاک کیا گیا حضرت موسیٰ اور حضرت نوح علیہما السلام نے اس دن اللہ کا شکر یہ ادا کرتے ہوئے روزہ رکھا اور آپ ﷺ نے انبیاء کرام کی اتباع کرتے ہوئے اس دن روزہ رکھا اور آپ ﷺ نے یہودیوں سے فرمایا ہم تم سے زیادہ اس بات کے حق دار ہیں کہ ہم اس دن روزہ رکھیں جب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے روزہ رکھا تھا۔ حضور اکرم ﷺ نے خود بھی روزہ رکھا اور صحابہ کرام علیہم الرضوان کو بھی روزہ رکھنے کا حکم دیا۔

حضرت علامہ سید احمد دحلان رحمۃ اللہ علیہ ''السیرۃ النبویہ'' میں لکھتے ہیں ''لوگوں میں یہ اچھی عادت ہے کہ جب وہ حضور اکرم ﷺ کی ولادت کا ذکر سنتے ہیں تو وہ آپ ﷺ کی تعظیم کے لئے کھڑے ہو جاتے یہ قیام مستحب ہے کیونکہ اس میں نبی محترم ﷺ کی تعظیم ہے اور یہ عمل ان کثیر علمائے کرام نے کیا ہے جن کی لوگ پیروی کرتے ہیں۔''

امام حلبی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی سیرت میں لکھا ہے ''بعض علماء فرماتے ہیں حضرت امام سبکی علیہ الرحمۃ وہ بلند پایہ ہستی ہیں جن کے پاس اس وقت کے علماء جمع ہوتے'' اور حضرت امام علامہ الصرصری کی نعت شریف کے مندرجہ ذیل اشعار پڑھتے: ؎

قَلِيْلٌ لِمَدْحِ الْمُصْطَفٰى الْخَطُّ بِالذَّهَبِ ۔۔۔ عَلٰى وَرَقٍ مَنْ خَطَّ اَحْسَنَ مِنْ كَتَبْ

''اس شخص کے کاغذ پر جو عمدہ کتابت کرتا ہے سونے کے ساتھ حضور ﷺ کی تعریف لکھنا بھی کم ہے۔

وَاَنْ تَنْهَضَ الْاَشْرَافُ عِنْدَ سِمَاعِهٖ ۔۔۔ قِيَامًا صُفُوْفًا اَوْ جِثِيًّا عَلَى الرُّكَبْ

آپ ﷺ کی تعریف کو سن کر سرداروں کو صفوں میں کھڑا ہونا چاہئے یا گھٹنوں کے بل جھکنا چاہئے۔''

جب حضرت امام یہ اشعار پڑھتے تو آپ خود بھی قیام کرتے اور تمام اہل محفل بھی کھڑے ہو جاتے۔ بہت سے علماء نے حضور اکرم ﷺ کے میلاد شریف کے قصہ کو لکھا ہے۔ ان میں پرانے علماء بھی شامل ہیں اور نئے بھی۔ انہوں نے یہ قصہ مبارک نثر کی صورت میں بھی لکھا ہے اور نظم کی صورت میں بھی رقم کیا ہے ان علماء میں سے وقت کے مشہور قطب سید شیخ احمد الدردیر المالکی المصری ہیں۔ میں نے بھی ان کے قصیدہ کے جامع، مختصر اور اس کی رفعت شان کی وجہ سے اسی طرح کا ایک

شخص مالکیوں کے بہت بڑے فقیہ اور اپنے فن کے ماہر تھے وہ بڑے تقویٰ شعار اور زاہد تھے علامہ ابوحیان اور دیگر علماء نے ان سے ہی فیض حاصل کیا آپ نے 695ھ میں وفات پائی۔

علامہ ابن الحاج رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اگر یہ کہا جائے کہ اس میں کیا حکمت ہے کہ حضور اکرم ﷺ کی ولادت باسعادت کو ربیع الاول اور سوموار کے ساتھ مختص کیا گیا آپ ﷺ کو رمضان المبارک میں کیوں پیدا نہ کیا گیا یہ وہ عظیم الشان ماہ مبارک ہے جس میں قرآن پاک کا نزول ہوا اور اس میں لیلۃ القدر ہے اور نہ ہی آپ ﷺ کی ولادت باسعادت اشہر حرام میں ہوئی اور نہ ہی شعبان کی پندرہ تاریخ یا جمعہ کے دن یا اس کی رات کو ہوئی۔

جواب

حضور اکرم ﷺ کی ربیع الاول کے مہینے اور سوموار کے دن ولادت باسعادت ہونے کی چار وجوہات ہیں:

1۔ حدیث شریف میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تمام درختوں کو سوموار کے دن پیدا کیا اس میں ایک عظیم تنبیہ ہے وہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تمام رزق، روزی، پھل اور وہ تمام بھلائی کے امور جن سے انسان مدد لیتا ہے ان کی وجہ سے زندہ ہے اور اس کے نفس کو خوشی ملتی ہے سوموار کے دن ہی پیدا کیا۔

2۔ لفظ ''ربیع'' (بہار) اس حسن کی طرف اشارہ ہے جو اس کے مادہ اشتقاق میں پایا جاتا ہے۔ ابو عبدالرحمٰن الصقلی فرماتے ہیں کہ تمام انسانوں کو ان کے اسماء سے حصہ ملتا ہے۔ اس کا مفہوم یہ ہے کہ کس طرح بہار کے لفظ میں دلکشی اور دلفریبی ہے اس طرح ولادت مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء میں بھی حسن اور دلربائی ہے۔

3۔ موسم بہار تمام موسموں سے زیادہ حسن و جمال والا اور باکمال ہے اسی طرح آپ ﷺ کی شریعت مطہرہ بھی تمام شریعتوں سے زیادہ معتدل اور وسیع ہے۔

4۔ اللہ رب العزت جو حکیم ہے اس نے یہ ارادہ فرمایا کہ آپ ﷺ کی ولادت سے اس دن کو شرف اور بزرگی والا بنا دیا جائے جس میں آپ ﷺ کی ولادت ہو اور اگر آپ ﷺ کی ولادت باسعادت ان دنوں میں ہوتی جن کا اوپر ذکر کیا گیا ہے تو یہ گمان ہو سکتا تھا کہ حضور اکرم ﷺ کو ان مقدس ایام اور اوقات کی وجہ سے شرف ملا ہے۔

علامہ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ سے جو سوال کیا گیا تھا اس کا ایک جواب علامہ ابن رجب رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب ''لطائف المعارف'' میں بھی دیا ہے وہ لکھتے ہیں:

''حضور پرنور ﷺ ہر سوموار کو روزہ رکھتے تھے جب اس کے بارے میں آپ ﷺ سے پوچھا گیا تو آپ ﷺ نے جواب ارشاد فرمایا کہ اس دن میری ولادت ہوئی اور اسی دن مجھ پر وحی کا نزول ہوا۔'' اس حدیث میں اشارہ ہے کہ ان ایام کو جن میں اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو خاص نعمت سے نوازا ہو روزہ رکھنا مستحب ہے بلاشبہ اس امت کے لئے اللہ کی سب سے بڑی نعمت آپ ﷺ کی ذات ہے۔ حضور اکرم ﷺ کی بعثت اور اس امت مرحومہ میں آپ کو نبی بنا کر مبعوث کرنا بلاشبہ ایک عظیم الشان نعمت ہے جیسا کہ ارشاد ربانی ہے: لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ

اَلنَّظْمُ الْبَدِيْعُ فِیْ مَوْلِدِ الشَّفِیْعِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ عَزِیْزٌ عَلَیْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِیْصٌ عَلَیْكُمْ بِالْمُؤْمِنِیْنَ رَءُوْفٌ رَّحِیْمٌ ﴿۱۲۸﴾ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُلْ حَسْبِیَ اللّٰهُ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ عَلَیْهِ تَوَكَّلْتُ وَ هُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ ﴿۱۲۹﴾ (التوبہ:129-128)

"بیشک تشریف لایا ہے تمہارے پاس ایک برگزیدہ رسول تم میں سے گراں گزرتا ہے اس پر تمہارا مشقت میں پڑنا بہت ہی خواہش مند ہے تمہاری بھلائی کا مومنوں کے ساتھ بڑی مہربانی فرمانے والا بہت رحم فرمانے والا ہے۔ (اے حبیب) پھر اگر منہ موڑ لیں تو آپ فرما دیں کافی ہے مجھے اللہ نہیں کوئی معبود بجز اس کے اسی پر میں نے بھروسہ کیا اور وہی عرش عظیم کا مالک ہے۔"

(1) تمام تعریفیں اللہ کے لئے ہیں جس نے ہم پر ان گنت نعمتیں فرمائیں۔ یہ حمد اس آدمی کی حمد کی مانند ہے جو اپنی حمد کی ادائیگی میں خلوص کا اظہار کرتا ہے میں اللہ تعالیٰ کی حمد بیان کرتا ہوں اور اس کی تمام نعمتوں پر سراپا سپاس ہو جس نے ہم کو سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جو تمام انبیاء سے بہترین ہے کی بعثت کے لئے مخصوص کیا وہ محمد عربی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جو تمام مخلوق کے سردار ہیں۔

(2) میں یہ گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ یکتا ہے وہ ہی اس قابل ہے کہ اس کی عبادت کی جائے اور میں یہ بھی گواہی دیتا ہوں کہ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمام مخلوق سے بہترین ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ کے وہ رسول مکرم ہیں جنہوں نے دین اسلام کو مکمل کیا اور آپ مجدد ہیں جس شخص نے بھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تصدیق کی وہ بلاشبہ جنت میں ہمیشہ ہمیشہ کے لئے رہے گا۔

(3) اللہ رب العزت نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات اقدس پر درود اور سلام بھیجے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آل پر درود و سلام ہو اور ہر اس شخص پر درود و سلام ہو جو ان کی طرف منسوب ہے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سراپا ہدایت صحابہ کرام جو کہ آسمان کے درخشندہ ستارے ہیں ہر درود اور سلام ہو تمام تابعین پر اور تمام علماء پر رحمتیں نازل ہوں اور کائنات میں ہر اس شخص پر جو ہدایت دینے والا ہو یا ہدایت حاصل کرنے والا ہو اس پر رحمتیں اور برکتیں نازل ہوں۔

(4) حمد و صلوٰۃ کے بعد اے سعادت مند انسان سن! اور ہر اس شخص کو سننا چاہئے جس کا دل توحید نے منور کر دیا ہے یہ قصیدہ ایک مضبوط اور مستحکم ہار کی مانند ہے اس میں موتیوں کے پرونے کا انداز بڑا یگانہ ہے اس قصیدہ میں اس ماہتاب جہاں تاب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا تذکرہ ہے جو دنیا میں بہترین دین لائے۔

قصیدہ لکھا ہے اور اس میں میں نے ''المواہب الدنیہ'' حضرت امام قسطلانی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب سے کچھ اضافہ بھی کیا ہے میں نے اس قصیدہ میں حضور اکرم ﷺ کے فضائل، محامد، شمائل اور محاسن کا تذکرہ کیا ہے اس کے بعد آپ ﷺ کے والدین کریمین، آپ ﷺ کی آل و اصحاب کا ذکر کیا ہے اور پھر ایک جامع دعا کے ساتھ اس کو اختتام پذیر کیا ہے انشاء اللہ وہ دعا اس قصیدہ کو پڑھنے والے کے لئے نافع ثابت ہوگی۔ الحمد للہ یہ اپنی نوعیت کا منفرد قصیدہ ہے میرے علم میں نہیں کہ اس سے قبل بھی کسی نے ایسا قصیدہ لکھا ہو میں نے اس قصیدہ کو چھ اقسام میں منقسم کیا ہے: (1) اس میں حضور ﷺ کا میلاد مبارک منانے کی ترغیب ہے، (2) اس میں نور محمدی ﷺ کی تخلیق کا بیان ہے نیز اس نور مبارک کا پاک پشتوں سے پاک رحموں کی طرف منتقل ہونے کا بیان ہے، (3) اس میں آپ ﷺ کا نسب شریف اور حمل مبارک کا ذکر ہے، (4) اس قسم میں مدت حمل کے دوران رونما ہونے والے واقعات کا تذکرہ ہے، (5) آپ ﷺ کی ولادت اور اس میں رونما ہونے والے واقعات کا تذکرہ اس قسم میں کیا گیا ہے، (6) اس میں آپ ﷺ کی رضاعت مبارکہ کا ذکر ہے۔

میں نے اس کا نام ''اَلنَّظْمُ الْبَدِیْعُ فِیْ مَوْلِدِ الشَّفِیْعِ'' رکھا ہے اور وہ قصیدہ اگلے صفحے پر مذکور ہے:

(13) انسان کو چاہئے کہ وہ اپنے حلال مال کو محفل میلاد پر خرچ کرے۔ مال کا حلال ہونا نیک اعمال کی بنیادی شرط ہے اور اگر محفل میلاد پر خرچ کیا جانے والا مال حرام ہو تو اس محفل کا اجر اس آدمی کو ملے گا جس کا یہ مال ہوگا اور اس آدمی کو جہنم کی آگ میں پھینک دیا جائے گا اور یہ سب سے بری قید ہے۔

(14) عورتوں کا مردوں کے ساتھ ملنا یہ ہماری شریعت میں سب سے برا فعل ہے یہ ہمہ وقت اور ہر حال میں یہ جہالت اور گناہ کی علامت ہے اس لئے اس فعل سے کنارہ کشی اختیار کرنا چاہئے۔

(15) محفل میلاد میں ہر قسم کی برائیوں سے اجتناب کرنا چاہئے۔ ہاتھ سے یا زبان سے کسی آدمی کو ایذا نہیں دینی چاہئے اور ہر حسین اور روشن جبین سے ''سماع'' سننے سے انکار کرنا چاہئے خواہ وہ گانے والی کوئی حسینہ ہو یا ایسا خوبصورت لڑکا ہو جس کی ابھی داڑھی نہ آئی ہو۔ تو اگر ایسے ضعیف العقل (حسینہ یا امرد) لوگوں سے راہ فرار اختیار کرے گا تو کامیاب ہو جائے گا۔

(16) اگر کوئی شخص ایسی محافل اور مجالس میں کچھ پڑھنے کا ارادہ کرے تو اسے چاہئے کہ وہ وہاں رشد و ہدایت کی باتیں اختیار کرے اور انہیں سنائے۔ مثلاً وہاں بھلائی، عمدہ اخلاق، جنت اور دوزخ کی گفتگو کرے حضور نبی کریم ﷺ کی نعت مبارک پیش کرے آپ ﷺ کی آل کی مدح خوانی کرے۔ آپ ﷺ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور دیگر اولیاء کرام کی تعریف و ستائش کرے۔

(17) انسان کو ایسی محافل میں نبی مصطفیٰ تہامی ﷺ پر زیادہ سے زیادہ صلوٰۃ وسلام پیش کرنا چاہئے وہ نبی کریم جو تمام بنی نوع انسان سے بہترین اور نسل انسانی کے سردار ہیں جنہوں نے اپنی شریعت مطہرہ میں حرام و حلال کا امتیاز بتایا جو ہر شرف اور بزرگی کی اصل ہیں۔

(18) جس شخص نے آپ ﷺ کی ذات پر ایک مرتبہ درود شریف پڑھا اللہ تعالیٰ اسے دس مرتبہ اپنی رحمتوں سے نوازے گا۔ یقیناً یہ حدیث صحیح ہے۔ امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے اس کو روایت کیا ہے اور اس نے شہرت حاصل کر لی ہے۔ یہ ایسا حق ہے جو صحیح وسالم ہے اور نقد ملتا ہے۔

(19) اگر میرا رب صرف ایک مرتبہ ہی درود بھیج دے تو وہ درود شریف ہزار ہا درود شریف سے زیادہ ہوگا تو دیکھ اس صلوٰۃ وسلام کے کتنے فائدے ہیں اور اس کے اجر کے انوار کتنے رفیع ہیں۔ اس لئے اگر تجھ میں رشد و ہدایت ہے تو درود شریف پڑھنے کا حریص ہو جا۔

اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ ؕ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا ﴿۵۶﴾ (الاحزاب:56) ''بے شک اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے درود بھیجتے ہیں اس نبی مکرم پر اے ایمان والو تم بھی آپ پر درود بھیجا کرو اور (بڑے ادب و محبت) سلام عرض کیا کرو۔''

(20) سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کے نور کو پیدا کیا آپ ﷺ کائنات کی اصل اور ہر سردار کے بھی سردار ہیں۔ آپ ﷺ کو جسم کی مٹی سے پہلے نبوت ملی آپ ﷺ ہر والد اور تمام اولاد کے بھی باپ ہیں آپ ﷺ تخلیق آدم سے پہلی

(5) میں نے اس قصیدہ کو بحر مصطفیٰ ﷺ کے نفیس جواہر یعنی عمدہ افکار سے ترتیب دیا ہے وہ محمد مصطفیٰ ﷺ جو تمام نوع انسان سے بہترین ہیں جو پاکیزہ لوگوں کا خلاصہ ہیں جو غلاموں اور آزاد لوگوں کے سردار ہیں۔ کائنات میں موجود ہر چیز کے سردار ہیں اور آپ ﷺ کی شان یگانہ ہے۔

(6) میں نے اس قصیدہ میں ''مولد الدر دیر'' کا خلاصہ بیان کیا ہے اور اس میں ''المواھب الدنیه'' میں سے کچھ اضافہ بھی کیا ہے میں اس قصیدہ کے لکھنے سے اللہ تعالیٰ کے قرب کی امید کرتا ہوں اور میں یہ تمنا کرتا ہوں کہ حضور اکرم ﷺ میرے معاون و مددگار ہوں اور اس قصیدہ کے اختتام پر میں نے ایک عمدہ دعا بھی لکھی ہے۔

اے عزیز! تو جان لے کہ جس نے بھی پیارے احمد مجتبیٰ ﷺ کی محبت کا دم بھرا یقیناً اس کا نام رفعت آشنا ہو گیا۔ اسی وجہ سے اہل علم آپ ﷺ کے وصال کے بعد آپ ﷺ کے میلاد مبارک کا انعقاد کرتے ہیں اور یہ عمل ہدایت یافتہ ہے نجد کے گمراہوں کے علاوہ تمام کائنات اس فعل پر مسرت کا اظہار کرتی ہے۔

(7) حضور اکرم ﷺ کے وصال مبارک کے پانچ سو سال بعد آپ ﷺ کی امت نے اس مبارک عمل کو مستحسن سمجھا ہے۔ محفل میلاد کا انعقاد ہر شہر میں ہوتا ہے اور اس محفل میں ہر صاحب علم اور صاحب حیثیت انسان شریک ہوتا ہے اور ہر آدمی جو راہ ہدایت پر گامزن ہوتا ہے۔ اس میں شرکت کرتا ہے۔

(8) آپ ﷺ کی محبت میں کتنے ہی عظیم الشان اجتماع ہوئے اور آپ ﷺ کی محبت میں کتنے ہی لوگ بکھر گئے۔ لوگوں نے شہروں اور ٹیلوں کو سنوارا۔ انہوں نے روشنیوں اور شمعوں کو زیادہ کیا اور اچھی خوشبو کے ساتھ اپنے آپ کو معطر کیا۔

(9) انہوں نے اللہ تعالیٰ کے محبوب ﷺ کے ذکر سے خوشی حاصل کی وہ مسرور ہوئے۔ انہوں نے آپ ﷺ کے اسم مبارک کے طفیل کھایا اور پیا۔ انہوں نے اپنے رب سے دعائیں مانگیں اور مناجات کیں انہوں نے اللہ تعالیٰ سے سرور کونین ﷺ کی شفاعت طلب کی اور اپنے آپ کو حضور ﷺ کی طرف منسوب کیا۔ ان کا یہ عقیدہ تھا کہ محفل میلاد کے صدقے انسان ہر مقصد میں کامیاب ہو جاتا ہے۔

(10) جب لوگوں نے اپنے درہم اور دینار محفل میلاد پر خرچ کیے، اس محفل میں اللہ تعالیٰ اور اس کے محبوب کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کا ذکر کیا۔ ان میں اللہ تعالیٰ کی حمد، اس کے محبوب ﷺ پر درود شریف اور دعا مانگی تو اللہ تعالیٰ نے کتنے ہی شہروں کو آباد کر دیا اور لوگوں کو کتنی ہی آسانیوں سے نوازا اور انہیں خوشیاں اور مسرتیں عطا کیں۔

(11) اے سعید انسان! کیا تو یہ سمجھتا ہے کہ تیرے اس عمل سے حضور ﷺ ناراض ہوں گے یا تو یہ سمجھتا ہے کہ تیرا یہ مبارک عمل اللہ تعالیٰ کو راضی نہیں کرے گا میرا نفس تجھ پر نثار! یہ عمل مبارک کرتا رہ اور ہلاکت اور تباہی سے خوفزدہ نہ ہو بار بار محفل میلاد کا انعقاد کرتا رہ۔ تو سعادت مندی کی زندگی بسر کرے گا اور سعادت مندی کی حالت میں ہی تجھ کو موت آئے گی۔

(12) لیکن اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے اور نجات کے لئے اخلاص شرط ہے بلاشبہ وہ حالات کو تبدیل کر دیتی ہے اور اطاعت کو برائی میں بدل دیتی ہے اور قرب کو بعد میں تبدیل کر دیتی ہے۔

شرف اور بزرگی میں اس کا مثیل کوئی نہ تھا وہ یقیناً موحد تھا آپ ﷺ کے تمام آباء واجداد جنت الخلد میں جاگزیں ہیں۔

(31) حتیٰ کہ حضور اکرم ﷺ پاکیزہ اور مطہر تشریف لائے آپ ﷺ حسب اور نسب کے لحاظ سے تمام لوگوں سے بلند ہیں۔ ہر بھلائی میں آپ ﷺ تمام اقوام سے آگے ہیں آباء اجداد اور والدین کے لحاظ سے بھی آپ ﷺ سب سے اعلیٰ و ارفع ہیں آپ ﷺ کی ذات کا شرف ووقار تمام حدود سے تجاوز کر گیا ہے۔

(32) نبی اکمل ﷺ کا نور مبارک ایک سردار سے دوسرے سردار کی طرف منتقل ہوتا رہا۔ ان کی جبینوں پر یہ نور اس طرح ضوفشاں ہوتا تھا گویا کہ وہاں مشعل رکھی ہوئی ہے ہر دانشمند اور عقل سے عاری انسان اس کو دیکھتا تھا وہ نور مبارک اس طرح تھا گویا کہ برج سعد کا کوئی ستارہ ہو۔

(33) حتیٰ کہ یہ نور مبارک آپ کے والد ماجد کی پیشانی میں قرار پذیر ہو گیا۔ حضور اکرم ﷺ کے والد محترم سے کس کا باپ بہتر ہوسکتا ہے آپ ﷺ کے والد محترم میرے آقا حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں آپ بہت سی خوبیوں کے مالک تھے لوگوں نے کبھی بھی آپ میں کوئی برا عیب نہ دیکھا آپ ﷺ کی والدہ ماجدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بھی ہر برائی سے پاکیزہ تھیں۔

(34) کیا آپ ﷺ کے والدین کریمین اہل ایمان نہ تھے جبکہ پوری دنیا کو ہدایت دینے والی شخصیت انہیں سے ہی پیدا ہوئی یہ کیسے ہوسکتا ہے وہ ذات جس کو اللہ تعالیٰ نے سب جہانوں کے لئے رحمت بنا کر بھیجا ہو وہ اپنے ہی والدین کے لئے راحم نہ ہو؟ ہر وہ انسان جو آپ ﷺ کے والدین کے ایمان کا منکر ہو اس کی زبان کاٹ دے۔

(35) میرے دل نے یہ جان لیا اور میری زبان نے یہ روایت کیا ہے کہ وہ دونوں جنت میں ہمیشہ رہیں گے ان دونوں کو اللہ کی قدرت سے زندہ کیا گیا وہ دونوں اپنے پیارے لخت جگر ''عدنانی'' ﷺ پر ایمان لائے ان کا وہ پیارا نور نظر جو معد اور بنو معد کے لئے قابل فخر ہیں۔

(36) ہائے افسوس کہ آپ ﷺ کے والدین کریمین بچپن ہی میں وصال فرما گئے۔ آپ ﷺ کے والد ماجد آپ کی والدہ ماجدہ سے بھی پہلے انتقال کر گئے۔ آسمان کے ملائکہ آپ ﷺ کے غم میں غمگین ہو گئے۔ انہوں نے اپنے رب سے اس فیصلہ کے بارے میں آہ وزاری کی رب تعالیٰ نے فرمایا میرے بندے اور میرے برگزیدہ انسان کو میرے لئے ہی چھوڑ دو۔

(37) آپ ﷺ کے والدین کریمین کی عمر مبارک بیس سال سے بھی متجاوز نہ تھی کہ وہ اللہ کو پیارے ہو گئے انہوں نے آپ ﷺ کے علاوہ اور کوئی اولاد نہ چھوڑی اگر وہ زندہ ہوتے تو آپ ﷺ کو دیکھ کر ان کی آنکھیں ٹھنڈی ہو جاتیں وہ دین و دنیا میں آپ سے راضی ہو جاتے وہ ہر قسم کی سعادت حاصل کر لیتے۔

(38) لیکن اللہ تعالیٰ نے یہ ارادہ فرمایا کہ آپ ﷺ اکیلے ہی رہیں آپ ﷺ کی محبت کی وجہ سے آپ ﷺ کی اولاد کو بھی زندگی عطا نہ کی نہ ہی آپ ﷺ کے والدین کریمین کو اور اولاد عطا فرمائی اللہ تعالیٰ آپ ﷺ کی ہدایت کا اکیلا ہی والی بناتا کہ آپ ﷺ پر کسی انسان کا احسان نہ ہو۔

(39) اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کے لئے تمام مخلوق کو مسخر کر دیا کائنات کی ہر چیز آپ ﷺ کے لئے مطیع تھی۔ حضور ﷺ

مخلوق اور بعد والی مخلوق کے بھی اصل ہیں۔

(21) سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کے نور کو پیدا فرمایا پھر اسی نور سے کائنات کے ظاہر اور باطن کی تخلیق کی اور آپ ﷺ کی تخلیق کے بعد ہی قلم سے لکھا گیا۔ پھر اس قلم نے کائنات کی ہر چیز کے بارے میں لکھا۔

(22) تمام کائنات کی تخلیق نور مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء ہی سے ہوئی تمام علوی اور سفلی مخلوق کو آپ ہی کے نور سے پیدا کیا گیا تمام کائنات فرع ہے اور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم اصل ہیں تمام جہانوں میں آپ ﷺ کی مثل نہیں ہے۔ اگر آپ ﷺ کی ذات نہ ہوتی تو تمام کائنات قید سے رہائی نہ پاتی یعنی تمام کائنات کو پیدا ہی نہ کیا جاتا۔

(23) پھر خلاق اعظم (اللہ تعالیٰ) نے حضرت آدم علیہ السلام کی مٹی سے تخلیق فرمائی اور آپ علیہ السلام کی تخلیق کے بعد سارے عالم کو پیدا کیا گیا پھر اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو اس نور کے لئے مخصوص کیا جو محمد مصطفیٰ، رسول ہاشمی اور تمام کائنات کے سردار ﷺ کا نور تھا۔ باپ کی طرف سے دادا کے لئے کتنی خوشی ہے۔

(24) اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کے لئے حضرت حواء علیہا السلام کو پیدا فرمایا حضرت آدم علیہ السلام بڑی محبت اور اشتیاق کے ساتھ ان کی طرف آئے لیکن حضرت حواء علیہا السلام نے قرب سے انکار کر دیا حضرت آدم علیہ السلام کو کہا گیا کہ پہلے حضرت حواء علیہا السلام کا حق مہر ادا کرو۔ اس کا حق مہر یہ ہے کہ تم محمد ﷺ جو بڑی شان والے ہیں ان پر درود بھیجو۔

(25) وہ دونوں اللہ تعالیٰ کی جنت میں سکونت پذیر ہو گئے انہیں وہاں پر عمدہ اور اچھی نعمت سے نوازا گیا حتیٰ کہ ابلیس ان کے ساتھ بہتان لے کر آیا انہوں نے وہ دانا کھالیا دونوں اس جنت سے نیچے اتر آئے اور ہندوستان کی سرزمین میں انہیں اتارا گیا۔

(26) حضرت آدم علیہ السلام کے لئے حضرت حواء علیہا السلام نے بہت سے بچوں کو جنم دیا ان تمام میں سے حضرت شیث علیہ السلام یقیناً بہترین تھے اسی وجہ سے انہیں حضور ﷺ کے نور کا امین بنایا گیا اور انہیں کہا گیا کہ آپ اس نور مبارک کے محافظ اور امین بن جائیں اور بعد میں آنے والی نسلوں کو بھی اسی طرح امانت کی حفاظت کی وصیت کرنا۔

(27) حضرت شیث علیہ السلام نے یہ وصیت اپنے تمام بیٹوں کو کی کہ وہ حضور اکرم ﷺ کے نور مبارک کے لئے بہترین عورتوں کا انتخاب کریں وہ بلند نسب والی شریف عورتوں سے نکاح کریں جو نجیب الطرفین (باپ اور ماں کی طرف سے اعلیٰ نسب والی) ہوں اور شرف و بزرگی کی حامل ہوں۔

(28) اسی طرح حضرت شیث علیہ السلام کے بعد آپ کی اولاد نے اپنے بیٹوں کو بھی یہ ہی وصیت کی ان کے بعد جو بھی آتا رہا آپ ﷺ کا ذکر خیر کرتا رہا جو شخص بھی گزرتا وہ اپنی اولاد کو یہی وصیت کرتا اور یقیناً انہوں نے نور مصطفیٰ ﷺ کو ظلم و تعدی سے بچایا۔

(29) انہوں نے بلند اور واضح نسب والی عورتوں سے صحیح نکاح کیا ان میں سے کسی نے بھی بدکاری کا ارتکاب نہ کیا ان میں سے بڑے بڑے عظیم الشان سردار تھے وہ میدان جنگ کے شیر تھے اور شیروں سے زیادہ معزز تھے۔

(30) ان تمام میں سے ہر شخص آپ ﷺ کی ذات پر فخر کرتا رہا وہ یگانہ حیثیت کا مالک بن گیا اور اپنے زمانے کا سردار ہو گیا

لاثانی اور آپ کی والدہ ماجدہ بھی بے عدیل ہیں۔ انہوں نے ہر قسم کی سرداری اور سیادت کو اپنے اندر جمع کر لیا ہے اس ذات کی بھلائی کی وجہ سے جو پنگھوڑے میں ہی کائنات کی سردار بن گئی۔

(49) دونوں عمدہ خصائل کے جمال سے حسین تھے کواکب آسمانی کی رونق سے وہ دونوں ظاہر ہوئے اور انہوں نے پیارے لوگوں کی صحبت اختیار کی اور وہ دونوں شعب ابی طالب میں آکر مل گئے یہ سعادت سے لبریز جوڑا کتنا ہی سعادت مند تھا۔

(50) حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا محمد الامین ﷺ کے حمل سے حاملہ ہوئیں وہ محمد مصطفیٰ ﷺ جو پوشیدہ گوہر یک دانہ تھے۔ قیمت اور حسن و جمال میں تمام موتیوں سے بالاتر تھے اور حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بھی اسی موتی کی محبت میں مبتلا تھیں انہوں نے اس گوہر تابدار کی ہر تباہ کن چیز سے حفاظت کی۔

(51) حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا مصطفیٰ ﷺ کے حمل سے حاملہ ہوئیں وہ نبی کریم ﷺ جو پوری کائنات کا فخر ہیں۔ آپ ﷺ ساری کائنات سے بہترین ہیں آپ ﷺ اللہ تعالیٰ کے احکام سننے والے بھی ہیں اور پھر انہیں بندوں تک پہنچانے والے بھی ہیں آپ ﷺ کا ذکر کرنے سے مسک اذفر کی خوشبوئیں آتی ہیں۔ آپ ﷺ کے جسم کی خوشبو عنبر کی خوشبو سے بھی بہترین ہے اس سے ہر گلاب اور اس کی خوشبو شرمندہ ہے۔

(52) حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اس ذات کے حمل مبارک سے حاملہ ہوئیں جو اللہ کی تمام مخلوق سے بہترین ہیں۔ آپ ﷺ اللہ کے حبیب، خلیل اور اس کے محب ہیں بہترین مراتب کو اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کے ساتھ مخصوص کیا اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو دیگر انبیاء سے فضیلت میں بھی امتیاز بخشا۔ آپ ﷺ تمام بنی نوع انسان سے بہترین ہیں۔

(53) حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اس ذات کریمانہ ﷺ کے حمل مبارک سے حاملہ ہوئیں جو کامل بھی ہیں مکمل بھی ہیں تمام انبیاء کرام علیہم السلام سے بہترین بھی ہیں اور خاتم النبیین بھی ہیں آپ ﷺ ہدایت کے خورشید جہاں تاب ہیں ہر افضل سے افضل ہیں تمام انبیاء اور مرسلین علیہم السلام آپ ﷺ کی فوج میں سے ہیں اللہ کی قسم وہ فوج سب سے بہترین ہے۔

(54) حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اس ہستی والا ﷺ کے حمل سے حاملہ ہوئیں۔ جس کو تمام انبیاء علیہم السلام اپنے مولا کے دربار میں وسیلہ بنا کر دعائیں مانگتے تھے اور وہ اپنی مراد کو پہنچ جاتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے تمام سابقہ انبیاء علیہم السلام سے یہ عہد لیا تھا کہ وہ آپ پر ایمان لائیں آپ کی مدد کریں اور آپ ﷺ کو قبول کریں۔ اس عہد کی شرائط سے کوئی نبی یا رسول علیہ السلام بری نہ تھا۔

(55) اگر حضور اکرم ﷺ کے زمانہ اقدس میں حضرت موسیٰ علیہ السلام یا حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہوتے تو آپ ﷺ یقیناً ان کے بھی رئیس ہوتے۔ انہوں نے ابواق (ایک آلہ) اور ناقوس کو توڑا آپ ﷺ کے احکامات کو مکمل پاک کیا بلاشبہ آپ ﷺ دیگر انبیاء کے بھی نبی ہیں۔

(56) حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اس نبی مکرم ﷺ کے حمل سے حاملہ ہوئیں جن کی نبوت کی بہت سی علامات تھیں اللہ تعالیٰ کے تمام رسولوں سے آپ ﷺ کے معجزات زیادہ ہیں تمام حالات میں آپ ﷺ ہی جملہ انبیاء سے افضل ہیں آپ

کے لئے ہلاکت کا کوئی خطرہ نہ تھا۔ ایک دن بھی آپ ﷺ پیاسے یا بھوکے نہ رہے آپ ﷺ کی ذات پر میری روح، میرا باپ اور میرا دادا قربان ہو جائے۔

اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ ؕ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا ﴿۵۶﴾ (الاحزاب:56)

(40) سیدنا محمد ﷺ تمام انبیاء سے بہترین ہیں آپ ﷺ کو حسب اور نسب میں تمام مخلوق سے فوقیت حاصل ہے وہ حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لخت جگر ہیں وہ کریم النسل ہیں آپ ﷺ کی ولادت سے پہلے عرب میں آپ کے بیس آباء واجداد گزرے ہیں اور یہ تعداد صحیح ہے۔

(41) وہ وادی بطحاء کے سردار حضرت عبدالمطلب' ہاشم' عبدمناف صاحب بصیرت ہیں قصی، کلاب، مرہ، کعب، لوئ، غالب، قریش جس کو فہر بن مالک جو شرف و بزرگی والے ہیں، کی طرف منسوب کیا جاتا ہے۔

(42) نضر، کنانہ، خزیمہ جو ہر کام کو پوشیدگی سے کرتے تھے مدرکہ، الیاس، ابن مضر، نذار معد جو ایک بہادر شیر تھے۔ ان کے والد عدنان جن کا ذکر حدیث شریف میں آیا ہے۔ عدنان پر آ کر آپ ﷺ کا نسب نامہ موقوف ہو جاتا ہے۔

(43) اسی نسب معظم کی وجہ سے آپ ﷺ محترم ہیں اور اس عظیم حسب کی وجہ سے آپ قابل صد تکریم ہیں۔ آپ اسی جوہر منظم کی وجہ سے معزز ہیں۔ آپ ﷺ اسی آفتاب اور انہی ستاروں کی وجہ سے محتشم ہیں۔ یہ سعادت کے سورج اور سعادت کے ستارے ہیں۔

(44) آپ ﷺ کے نزدیک آپ کے تمام اجداد شرف وقدر والے ہیں۔ ان کے زمانہ میں اتنی زیادہ عزت والا آدمی اور کوئی نہ تھا ان تمام کی یہ عزت وتوقیر حضور اکرم ﷺ کے نور مبارک کی وجہ سے تھی۔ گویا کہ آپ ﷺ گوہر آبدار ہیں اور آپ ﷺ کے اجداد صدف ہیں یا آپ ﷺ کے تمام اجداد نحل ہیں اور آپ ﷺ عین شہد ہیں۔

(45) جب آپ ﷺ کا نور مبارک آپ کے والد محترم کے پاس آیا آپ ﷺ کے والد محترم وہ عظیم الشان ہستی ہیں جو مکرم، صاحب شرف اور شریف لوگوں سے بھی بہترین تھے۔ اگر ان کو ماہ تمام کہا جائے تو یہ ان کے لئے کامل تشبیہ ہو گئی۔ نور مصطفیٰ ﷺ کا آفتاب انہیں عطا فرمایا گیا ان کے پاس بھی اس نور کے رہنے کی ایک مدت تھی۔

(46) جب لوگوں نے دیکھا کہ آپ (حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ) ہر لحاظ سے کامل اور مہذب ہیں قریش میں حسب اور نسب کے لحاظ سے سب سے بلند تر ہیں حسن و جمال کے لحاظ سے تمام لوگوں سے فائق ہیں اور نور نبی ﷺ ان کی پیشانی میں ضوفشاں ہے تو تمام لوگوں نے آپ ہی کی طرف رغبت کی اور آپ ہی کا مطالبہ کیا۔

(47) حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے والد محترم نے آپ کی شادی حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے کر دی جو تمام عورتوں سے پاکیزہ تھیں اور حسن و جمال میں یکتا تھیں وہ وہب کی آنکھ کی ٹھنڈک تھیں عبدمناف ابن زہرہ ان کا دادا تھا۔ کلاب جو کہ دادا کا دادا تھا ان کا نسب حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مل جاتا تھا۔

(48) وہ بزرگ اور پردہ نشین خاتون کتنی معزز ہے وہ بہادر اور بطل قوی کتنا محترم اور مکرم ہے آپ ﷺ کے والد محترم بھی

(64) جب حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا حاملہ ہوئیں تو انہوں نے حمل مبارک کے بوجھ کو بالکل محسوس نہ کیا۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے حاملہ ہونے کی صرف یہ نشانی تھی کہ آپ کا حیض آنا بند ہوگیا آپ کو حمل مبارک کا شک ہوا آپ نے پھر بغیر کسی محنت کے یہ یقین کرلیا کہ میں حاملہ ہوں۔

(65) ایک دن آنے والا آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس بہترین نعمت کے ساتھ آیا اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس عظیم ذات کے حمل کی بشارت دی جو تمام امتوں میں سے بہترین امت کے نبی ہیں تمام عرب وعجم کے سردار اور اس ہدایت یافتہ امت کے رسول ہیں۔

(66) اس کے بعد ایک اور آنے والا آیا اس وقت حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا جاگنے اور سونے کے درمیان تھیں آپ نے محسوس کیا اور ایک عقلمند نے بتایا کہ بلاشبہ تو سید الانام، خیر العباد ﷺ سے حاملہ ہے۔ تیرے لئے بشارتیں ہیں۔

(67) پھر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس وہ آیا جو سب سے نیکوکار تھا اور اس نے کہا کہ جب آپ کا وہ صاحب شرف بچہ پیدا ہو تو یہ کہنا: ''اُعِیذُہٗ بِالْوَاحِدِ مِنْ شَرِّ کُلِّ طَارِقٍ وَّ حَاسِدٍ'' میں اسے ہر حاسد اور رات کو آنے والے کے شر سے اللہ کی پناہ میں دیتی ہوں'' اس کا نام نامی ''محمد'' رکھنا یہ حمد وستائش کے ساتھ کامیاب ہو جائے گا۔

(68) حضور اکرم ﷺ کے حمل سے پہلے قریش تلخ اور تنگ زندگی میں تھے۔ اگر وہ کاشت کرتے تو ان کی زمین ثمر آور نہ ہوتی اگر وہ تجارت کرتے تو انہیں نفع حاصل نہ ہوتا وہ رحمت وعطا سے بالکل مایوس ہو چکے تھے۔

(69) آپ ﷺ کے حمل مبارک کے صدقے ان پر باران رحمت ہوئی تمام کھیتیاں اور درخت سرسبز وشاداب ہو گئے۔ غلہ اور پھل کثرت سے پیدا ہوئے۔ تاجران کے پاس تجارت کے لئے آئے ان کے صاع اور مد (پیمانوں کے نام) کی قیمتیں کم ہوگئیں۔

(70) قریش نے اس سال کا نام ''عام الابتھاج والفرح'' (خوشی ومسرت کا سال) رکھا۔ وہ بہت زیادہ خوش ہوئے۔ ان کا غم ان سے دور ہو گیا'' اللہ تعالیٰ نے جو انہیں برکات عطا کیں وہ اسی حمل کی برکت سے عطا کیں۔ اسی کی برکت سے کائنات کو وسعتیں ملیں ان کی نحوست کی بدبختی سعادت میں تبدیل ہوگئی۔

(71) اس وقت ہر پتھر منہ کے بل گر پڑا ہر بادشاہ کا تخت الٹا ہو گیا، اس سے اللہ رب العزت خوش ہو گیا کفر کا شیخ ''ابلیس'' غمگین ہو گیا اور اس سے مراد ''الشیخ اللعین النجدی'' ہے۔

(72) چوپائے اس رات اللہ کے فضل سے گفتگو کرنے لگے انہوں نے ایک دوسرے کو بشارت دی وہ ہماری دنیا کے امام ہیں وہ بے مثال ہیں وہ تمام دنیا والوں اور اپنے گھر والوں کے آفتاب ہیں اللہ تعالیٰ جو معید اور مبدی ہے نے انہیں قوت گویائی عطا فرمائی۔

(73) مشرق کے جانور جو اس عظیم نعمت سے آگاہ تھے انہوں نے مغرب کے جانوروں کو بشارت دی۔ اسی طرح صحراؤں میں جانوروں نے ایک دوسرے کو مبارکباد دی سمندروں میں مچھلیوں نے ایک دوسرے کو خوش خبریاں سنائیں کیونکہ آپ ﷺ

ﷺ ہر گزرے ہوئے اور آنے والے انسان سے افضل ہیں تمام مخلوق آپ ﷺ کے حمد کے جھنڈے کے نیچے ہوگی۔

(57) آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اس ذات والاصفات کے حمل مبارک سے حاملہ ہوئیں جو بارگاہ ربوبیت میں شفاعت کرنے والے ہیں اور آپ کی شفاعت درجہ قبولیت حاصل کرنے والی ہے قیامت کے دن جب تمام لوگ ایک عظیم خطرے سے دوچار ہوں گے جب آنسوؤں کے سمندر لوگوں کو غرق کر رہے ہوں گے تمام لوگ دیگر انبیاء و رسل سے شفاعت کا مطالبہ کریں گے لیکن وہ شفاعت نہ کر سکیں گے حضور ﷺ مخلوق سے فرمائیں گے کہ تمہاری پسندیدہ چیز میرے ہی پاس ہے شفاعت کے لئے میں ہی ہوں۔

(58) تمام ساجدین سے بہترین عرش کے نیچے سجدہ ریز ہو جائیں گے اللہ تعالیٰ کی بہترین حمد و ثناء آپ ﷺ کی زبان پر جاری ہوگی۔ آپ ﷺ ہر قریبی اور دوری کے لئے شفاعت فرمائیں گے یہ بلند شان آپ ﷺ کے لئے ہی ہوگی جو صاحب کرم اور معزز و محترم ہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ ﷺ سے فرمائے گا اے میرے بندے! میں تیری شفاعت قبول کرتا ہوں۔

(59) حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اس ذات کے حمل مبارک سے حاملہ ہوئیں جو سید، مسعود، حامد، محمد اور محمود ہیں۔ آپ ﷺ اللہ کی تمام مخلوق سے زیادہ اس کی حمد و ثناء کرنے والے ہیں آپ ﷺ بغیر کسی قید کے تمام مخلوق سے بہترین ہیں۔ آپ ﷺ اپنے عہد ہمایوں کے اور ہر زمانے کے لوگوں سے افضل ہیں۔

اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ ۚ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا ﴿۵۶﴾

(الاحزاب:56)

(60) نبی مکرم، مصطفیٰ، بشیر ﷺ جو تمام کائنات کی زیب و زینت اور ہر زمانے کا شرف ہیں جو اپنے دین متین کی طرف ساری دنیا کو دعوت دینے والے ہیں آپ ایسی شریعت کے حامل ہیں جو ہمیشہ لوگوں کو نور ہدایت سے منور کرتی رہے گی جب حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا آپ کے حمل مبارک سے حاملہ ہوئیں تو پھر ان کے لئے کیسی کیفیات کا ظہور ہوا ذرا سنو۔

(61) آپ ﷺ کے حمل مبارک میں اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے آپ کی والدہ ماجدہ کے لئے بہت سے عجائب کا اظہار کیا جو آپ ﷺ کے عظیم شرف پر دلالت کرتے ہیں جو اس بات پر بھی دلالت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ تمام رسل سے بہترین ہیں اور معد کے قبیلہ کے برگزیدہ افراد سے بھی برگزیدہ ہیں۔

(62) جس رات آپ ﷺ اپنی والدہ ماجدہ کے بطن میں تشریف لائے اس دن ایک آواز آئی۔ اس آواز کو زمین و آسمان نے سنا وہ آواز یہ تھی کہ نور مصطفیٰ ﷺ اپنی والدہ ماجدہ کے بطن اطہر میں قرار پذیر ہو گیا ہے آپ کا بطن مبارک ہی اس نور مبارک کا قرار گاہ ہے۔ دوشیزاؤں کی طرف سے حضرت آمنہ کو مبارک ہو مبارک ہو۔

(63) اللہ تعالیٰ نے حضور مکرم ﷺ پر رحم مادر میں بھی لطف فرمایا جبکہ آپ ﷺ کا نور ان تاریکیوں کے درمیان تھا اس وقت آپ ﷺ کی والدہ ماجدہ نے تھوڑے سے درد کی بھی شکایت نہ کی حاملہ خواتین جن اشیاء کے کھانے کی طرف میلان رکھتی ہیں نہ ہی ان کی کوئی آرزو کی۔

(82) اللہ تعالیٰ نے اس رات ایمان کو تابندگی بخشی اس رات خلیج فارس کا پانی خشک ہو گیا اور آتشکدۂ ایران کی آگ بجھ گئی۔ ایوان کسریٰ میں شق ہو گیا موبذان نے خواب میں دیکھا کہ ان کا ملک ان سے چھین لیا گیا ہے۔

(83) جنات سننے کے لئے بیٹھا کرتے تھے۔ اب انہیں ایسا کرنے سے روک دیا گیا اب جو سنے گا اس کو شہاب ثاقب کا سامنا کرنا پڑے گا وہ شہاب تیر کی طرح سیدھا اس کی طرف آئے گا۔ اس کے لئے اس میں جل جانے کی سزا ہو گی۔

(84) غیب سے کتنی ہی خبریں آئیں کاہنوں اور علمائے یہود نے ان کی تصدیق کی ہر ایک یہی صدا لگاتا تھا مختار کل ﷺ کی ولادت کا وقت قریب آ گیا۔ توحید اور انوار کے ظہور کا وقت قریب آ گیا ہے۔

(85) حضور ﷺ کی ولادت کا وقت قریب آ گیا۔ پورا عالم انوار سے جگمگا اٹھا افق سے ستارے نازل ہوئے۔ وہ چراغ کی طرح تھے جنہیں زیب و زینت کے لئے ستونوں سے معلق کیا گیا تھا۔ وہ ستارے نظروں کے بالکل قریب تر معلوم ہوتے تھے۔

(86) اللہ تعالیٰ کے حکم سے ملائکہ نے جنت کے دروازوں کو کھول دیا انہوں نے جہنم کے دروازوں کو بند کر دیا تمام حور و ولدان اور ملائکہ نے مسرت کا اظہار کیا کیونکہ ان کی اصل حضور ﷺ کا نور ہی ہے۔

(87) حضور اکرم ﷺ کی ولادت کی خبر سن کر ان کی خوشی و مسرت تمام اطراف میں پھیل گئی انہوں نے آسمان کے دروازے کھول دیئے۔ اسی مسرت و شادمانی میں سورج کو عمدہ لباس اور خوبصورت حلہ زیب تن کرایا گیا۔

(88) حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا وہ سعادت مند خاتون ہیں جن کی ہر معاملہ میں راہنمائی کی گئی آپ فرماتی ہیں کہ جب حضور اکرم ﷺ کی ولادت کا وقت قریب آیا تو میں اپنے گھر میں تنہا تھی میں اپنے ہر غم خوار سے دور تھی۔

(89) میرے کسی پڑوسی اور کسی رشتہ دار کو میرے بارے میں علم نہ تھا تاکہ وہ میرے قریب ہوتا حضرت عبدالمطلب طواف کعبہ میں مصروف تھے۔ میرا دل مرعوب ہو گیا لیکن میری حفاظت کی گئی اور مجھے راہنمائی مسلسل ملتی رہی۔

(90) اسی کیفیت میں میں اپنے گھر میں تھی۔ میں نے ایک زوردار چیخ سنی۔ ایسا امر دیکھا جو حواس کو مخبوط کرنے والا تھا پھر مجھے یہ محسوس ہوا کہ ایک پرندے نے نرم و نازک پروںؑ سے میرے دل کو چھوا ہے جس سے میرا تمام ڈر، خوف اور درد ختم ہو گیا۔

(91) پھر میں نے ایک معروف شربت دیکھا اس کا رنگ سفید تھا اس میں دودھ اور شہد تھا وہ عظیم الشان شربت آسمان سے لایا گیا تھا۔ جب شربت مجھے پلایا گیا تو وحشت و رعب میں مجھے سکون اور چین نصیب ہوا۔ دودھ اور شہد کا شربت کتنا بہترین تھا۔

(92) پھر میں نے اپنی طرف چند خواتین کو آتے ہوئے دیکھا وہ قد و قامت میں بلند کھجوروں کی طرح تھیں وہ عبد مناف کے قبیلے کی خواتین کی طرح لگتی تھیں۔ وہ عبد مناف جو بلند پایہ بیٹوں کے والد تھے اور ہر باپ اور ہر بچے سے زیادہ معزز تھے۔

(93) ان خواتین نے مجھے گھیر لیا۔ مجھے ان سے بڑا تعجب ہوا۔ میں نے انہیں کہا کہ تم اتنی سرعت کے ساتھ کہاں سے میرے پاس آئی ہو۔ انہوں نے مجھے کہا کہ آپ ہم پر تعجب کا اظہار نہ کریں یہ حضرت آسیہ ہیں یہ حضرت مریم ہیں اور یہ حوران بہشت ہیں رضی اللہ عنہن۔

(94) زمین و آسمان کے درمیان ریشم کی حسین چادر کو تن دیا گیا۔ ایک کہنے والے نے یہ اعلان کیا کہ انہیں ہر دیکھنے والے کی

ہر فرد کے لئے رحمت ہیں۔

(74) آپ ﷺ کی شہرت کی وجہ سے ایک صدا زمین پر سنی گئی اور اسی طرح کی ایک آواز آسمان پر سنی گئی وہ ندا یہ تھی کہ خوش ہو جاؤ فرحت و سرور کا وقت قریب آ گیا ہے ابھی وہ کریم قاسم اور عطا کرنے والے تشریف لانے والا ہے۔ ہر نیک کام کرنے والے کے لئے مبارک ہو۔

(75) میرے پروردگار نے خواتین پر اور زیادہ کرم فرمایا کہ اس سال تمام عورتوں کے ہاں صرف بیٹے ہی پیدا ہوئے۔ یہ اس ذات کی عزت کے لئے تھا جو ہر ہدایت یافتہ کے لئے بشیر اور ہر سرکش کے لئے نذیر بن کر آئی یہ سال بہت زیادہ خوشی اور شادمانی کا سال تھا۔

(76) جس رات آپ ﷺ کا حمل قرار پذیر ہوا اس رات کوئی گھر ایسا نہ تھا جو انوار و تجلیات سے جگمگانہ اٹھا ہو اور اس پر انوار کی بہتات نہ ہوئی ہو اور اسی طرح سورج کی آب و تاب میں بھی اضافہ ہو گیا۔ اس وقت آشوب چشم نے آنکھوں میں کوئی اثر نہ کیا۔

(77) علماء فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ کا حمل مبارک جو تمام عرب کے لئے سراپا فخر تھا رجب کے مہینہ میں جمعہ کے دن قرار پذیر ہوا اللہ رب العزت نے رضوان جنت سے کہا اے رضوان جنت! جلدی کرو، میری آواز پر لبیک کہو اٹھو اور نبی کریم ﷺ کی محبت میں جنت الفردوس کے دروازے کھول دو کیونکہ میرے پیارے بندے مصطفیٰ ﷺ کا نور مبارک قرار پذیر ہو گیا ہے۔

(78) آپ ﷺ کے حمل مبارک کا تمام زمانہ فضیلت والا تھا۔ آپ ﷺ کے حمل کی مدت پوری نو ماہ تھی کتنا ہی عمدہ اور مبارک حمل تھا اور کتنی ذیشان وہ حاملہ خاتون تھی۔ اس خاتون محترم نے دوران حمل کوئی ایسی تکلیف، دکھ یا درد محسوس نہ کیا جو دکھ یا درد دیگر حاملہ خواتین دوران حمل محسوس کرتی ہیں۔

(79) آپ ﷺ کے حمل مبارک کے دوران سب سے بڑی یہ نشانی رونما ہوئی کہ ہاتھی نے اپنے مالک کی نافرمانی کی۔ ابرہہ، اس کا لشکر اور اس کا تمام ساز و سامان تباہ ہو گیا۔ ان کو قتل کرنے کے لئے ابابیل آئے۔ ان پرندوں نے ان کو قتل کر دیا انہیں ہلاکت و تباہی کے گڑھے میں پھینک دیا

اللّٰہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ ؕ یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا ﴿۵۶﴾

(الاحزاب:56)

(80) میلاد کی رات کی عمدہ تعریف کرو ہمارے نزدیک لیلۃ القدر بھی اس رات کے برابر نہیں ہو سکتی۔ اس رات دنیا پر نور ہو گئی وہ شاداں و فرحاں ہو گئی۔ اس رات کو نہ سردی تھی نہ گرمی بلکہ موسم معتدل رہا اور اس رات کسی کو کوئی بھی تکلیف نہ ہوئی۔

(81) اس رات کو ہم لیلۃ القدر سے بھی بہتر خیال کرتے ہیں اس رات نے ہمارے لئے محبت اور خوشیاں جمع کر دیں اس رات ہم پر نعمتوں اور احسانات نے وسعت اختیار کی اس رات ہمارا ہر ارادہ اور ہر قصد پایہ تکمیل کو پہنچا اور ہمیں تمام مقاصد حاصل ہوئے۔

(104) وہ بادل جلدی ہی چھٹ گیا پھر آپ ﷺ ظہور پذیر ہوئے اور اسی طرح واپس تشریف لائے جس طرح آپ تشریف لے گئے تھے آپ کے ساتھ دیگر افراد بھی موجود تھے۔ جب میں نے آپ ﷺ کو جنم دیا تو آپ ﷺ نے اپنے ہاتھ زمین پر لگا رکھے تھے پھر اپنے ہاتھوں کو مٹی سے بھر لیا گویا کہ آپ ﷺ یہ اشارہ فرما رہے تھے کہ آج کے بعد یہ زمین میری ملکیت میں ہے۔

(105) آپ ﷺ نے اپنا سر مبارک آسمان کی طرف اٹھایا پھر تمام عالم کی طرف نگاہ اٹھائی کیونکہ سارے عالم کی تخلیق آپ ﷺ کے نور مبارک سے ہی ہوئی تھی آپ اصل الاصول اور اب الآباء ہیں تمام کائنات کی حیثیت آپ ﷺ کی اولاد کی طرح ہے۔

(106) آپ ﷺ سوموار کو اس جہان رنگ و بو میں تشریف لائے۔ ربیع الاول کا ماہ مبارک تھا۔ فجر سے تھوڑا سا پہلے آپ ﷺ کی ولادت ہوئی۔ آپ ﷺ کی جبین اطہر سے پورا عالم منور ہو گیا۔ شمس وقمر شرمندہ ہو گئے۔ حسن و جمال میں آپ ﷺ ان سے فوقیت حاصل کر گئے۔ آپ ﷺ پنگھوڑے میں ماہِ تمام سے گفتگو فرمایا کرتے تھے۔

(107) آپ ﷺ کو حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے دودھ پلایا جو کئی سفید اونٹنیوں کی مالک بن گئیں۔ اس وقت ان کے پاس بہت کم رزق تھا لیکن حضور اکرم ﷺ کی برکت سے اپنے زمانے کے تمام لوگوں سے خوش حال ہو گئیں۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بہت زیادہ سعادت مند تھیں کیونکہ آپ کی آغوش میں دنیا کی سب سے بڑی سعادت آ گئی تھی۔

(108) اے بار الٰہ! تجھے واسطہ اس جاہ و منصب کا جو تیرے نزدیک تیرے محبوب مکرم ﷺ کا ہے۔ ہم تیری بارگاہ بے کس پناہ میں آپ ﷺ کا وسیلہ جلیلہ پیش کرتے ہیں۔ اے مولا! ہم تیری ہی ذات پر بھروسہ کرتے ہیں۔ ہم تجھ سے بھلائی کا مطالبہ کرتے ہیں پس ہمیں ہر قسم کی رشد و ہدایت عطا فرما۔

(109) اے مولا کریم! حضور ﷺ کے طفیل ہماری دعاؤں کو شرف قبولیت عطا فرما اور ہمارے سوالوں کو پورا فرما۔ اے بار الٰہ! ہمارے قول و فعل کو قبول فرما۔ ہمارے نفوس اور اہل وعیال کی اصلاح فرما اور ہر تباہ کن چیز سے ان کی حفاظت فرما۔

(110) اے مولائے کائنات! ہمارے گناہوں کو معاف فرما۔ اے رب جہان! ہمارے عیوب کی پردہ پوشی فرما۔ اے مولا! ہمارے لئے ہماری پسندیدہ اشیاء کو آسان فرما اور نازیبا چیزوں کو ہمارے لئے مشکل بنا دے اور ہر بری چیز کو ہم سے بہت زیادہ دور فرما۔

(111) اے پروردگار! ہمارے والدین کو معاف فرما۔ ہمارے مشائخ، بھائی اور اولاد کو معاف فرما۔ ان کے دین اور دنیا کی اصلاح فرما۔ انہیں اعلیٰ علیین میں جگہ عطا فرما اور ہمیں بھی ان کی معیت میں جنت الخلد میں جگہ عطا فرما۔

(112) اے رب غفور! ہمارے سلطان کی حفاظت فرما ہمارے لئے اور اس کے لئے احسان کو دوگنا فرما۔ ہمارے دشمنوں پر ہماری اعانت فرما اے مولا! ہمارے دین اور دنیا کی اسی باشادہ کی وجہ سے حفاظت فرما۔ اس کے لشکر اور اس کے کارکنان مملکت کی حفاظت فرما۔

آنکھ سے پنہاں کرلو۔ میں نے اس آواز کو سنا اور میں نے اس کو بھلایا نہیں۔

(95) میں نے فضا میں کچھ آدمیوں کو دیکھا۔ وہ ہوا میں کھڑے تھے۔ ان کی تعداد بہت زیادہ تھی میں نے ان کے ہاتھوں میں چمکتے ہوئے حسین وجمیل آفتاب دیکھے۔ وہ چاندی کے تھے اور انہیں بڑے عمدہ انداز سے بنایا گیا تھا۔

(96) میں نے پرندوں کے ایک غول کو دیکھا جنہوں نے کمرے اور تمام مکان کو ڈھانپ لیا ان کی چونچیں حسین وجمیل زمرد کی بنائی گئی تھیں ان کے پر یاقوت کے تھے وہ پرندے حسن وجمال میں حد بیان سے ماوراء تھے۔

(97) اللہ تعالیٰ نے میری نگاہوں سے حجابات زائل کردیئے میں نے اپنی آنکھوں سے عجیب اشیاء کو ملاحظہ کیا میں نے مشرق و مغرب کو دیکھا۔ میں نے کسی ایسی چیز کو نہ دیکھا جو تکلیف دہ اور تھکا دینے والی ہو میرا قرب زیادہ ہوا میری دوریاں ختم ہوگئیں۔

(98) میں نے تین جھنڈوں کو دیکھا۔ دو جھنڈے مشرق اور مغرب میں لگائے گئے تھے گویا کہ آپ ﷺ کی ولادت باسعادت کی لوگوں کو خوشخبری دی گئی تھی۔ ایک جھنڈا کعبہ شریف کے چھت پر لگایا گیا تھا۔ وہ آپ ﷺ کی نصرت اور عزت و وقار کی علامت تھا۔

(99) میں اسی طرح رشد وہدایت پر ہی تھی مجھے دردِ زہ ہوا اور ایک نور ظاہر ہوا۔ یہ درد بڑا ہلکا پھلکا تھا حتیٰ کہ میں نے اپنے بیٹے حضرت محمد ﷺ کو جنم دیا۔ وہ بچہ جو تمام بچوں سے زیادہ سعادت مند ہے اور سعادت اسی پر آ کر مکمل ہوئی۔

اللہَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ ؕ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا ﴿۵۶﴾

(الاحزاب:56)

(100) جب آپ ﷺ اپنی والدہ کے ہاں پیدا ہوئے تو آپ روشن جبیں تھے۔ پاک، معطر اور معنبر تھے۔ آپ ﷺ کے جسد اطہر پر کوئی میل اور گندگی نہ تھی بلکہ آپ ﷺ ہر لحاظ سے مکمل تھے۔ آپ ﷺ کا ختنہ بھی کیا گیا تھا اور آپ کی ناف بھی کاٹی ہوئی تھی۔

(101) آپ ﷺ کی والدہ ماجدہ نے اس وقت ایک نور دیکھا وہ نور آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے شکم مبارک سے نکلا اور پوری کائنات میں ضوفشاں ہوگیا حتیٰ کہ مشرق ومغرب روشن ہوگیا انہوں نے دور سے اپنے سر کی آنکھوں سے شام کے محلات اور اس کے ٹیلوں کو دیکھا۔

(102) آپ ﷺ کی امی جان فرماتی ہیں کہ جب آپ ﷺ پیدا ہوئے تو آپ ﷺ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں سجدہ ریز تھے۔ خشوع وخضوع اور آہ وزاری کر رہے تھے پھر آسمان سے میری طرف ایک بادل آیا۔ آپ ﷺ کو اس میں لپیٹ دیا گیا۔ کہنے والے نے کہا ''تمام مخلوق سے بہترین ذات کو ساری دنیا کے ارد گرد گھماؤ۔''

(103) انہیں پوری دنیا کی سیر کراؤ تاکہ مشرق ومغرب اور سمندروں کو آپ ﷺ کی ولادت کا علم ہوجائے اور انہیں یہ بھی علم ہوجائے کہ آپ ﷺ اسماء، صفات اور شکل وصورت کے لحاظ سے تمام کائنات کے سردار اور مختار ہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ ﷺ کے ذریعے شرک اور تمام باغیوں کو مٹا دے گا۔

تیسرا باب

اس باب میں حضور اکرم ﷺ کے وہ معجزات اور خلاف عادت واقعات بیان کئے جائیں گے جو وقتِ رضاعت حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ہاں ظہور پذیر ہوئے حتیٰ کہ آپ ﷺ اپنی والدہ ماجدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس واپس تشریف لے آئے

سیرت کی کتب میں موجود ہے کہ اہل عرب کی یہ عادت تھی کہ جب ان کے ہاں کسی بچے کی ولادت ہوتی تو وہ کسی ایسی عورت کو تلاش کرتے جس کا تعلق کسی اور قبیلے سے ہوتا تا کہ وہ ان کے بچے کو دودھ پلائے۔ اس طرح ان کے کئی مقاصد پورے ہو جاتے تھے۔ ان کے بچے کی نشو ونما بہتر ہوتی اور وہ فصاحت و بلاغت کا خوگر ہو جاتا۔

قبیلہ بنو سعد کی عورتیں مکہ معظمہ آئیں۔ وہ ایسے ہی بچے کی تلاش کر رہی تھیں ان کے ساتھ حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بھی تھیں۔ حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے علاوہ ہر عورت نے کوئی نہ کوئی بچہ حاصل کر لیا آپ خود ہی فرماتی ہیں '' ہم میں سے ہر ایک کو حضور ﷺ دکھائے گئے لیکن جب یہ بتایا جاتا کہ آپ ﷺ یتیم ہیں تو ہر عورت آپ ﷺ کو لینے سے انکار کر دیتی۔ آپ ﷺ کو حاصل کرنے کا کسی نے بھی ارادہ نہ کیا'' میں نے اپنے خاوند سے کہا اللہ کی قسم! میں اپنی ساتھی عورتوں کے ساتھ بغیر کسی بچے کو لئے واپس جانا ناپسند کرتی ہوں اللہ کی قسم! میں اسی یتیم کے پاس جاؤں گی اور اسے ضرور حاصل کروں گی۔ میرے خاوند نے کہا اس یتیم بچے کو لینے میں کوئی حرج نہیں۔ ممکن ہے اللہ تعالیٰ اسی میں ہمارے لئے برکت پیدا کر دے۔ میں حضور ﷺ کے پاس گئی اور انہیں حاصل کر لیا۔

ایک اور روایت میں ہے کہ حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں '' میرا استقبال حضرت عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کیا انہوں نے مجھ سے کہا تو کون ہے؟ میں نے کہا میں قبیلہ بنو سعد کی ایک عورت ہوں۔ انہوں نے فرمایا تیرا نام کیا ہے؟ میں نے جواب دیا حلیمہ انہوں نے فرمایا واہ واہ! سعد اور حلم یہ دونوں ایسی خصلتیں ہیں جن میں زمانے کی بھلائی اور ابدی عزت ہے۔

اے حلیمہ! میرے پاس ایک یتیم بچہ ہے میں نے اسے بنو سعد کی تمام عورتوں کو دکھایا لیکن انہوں نے اسے قبول کرنے سے انکار کر دیا انہوں نے کہا '' ایک یتیم کے پاس کیا خیر ہو سکتی ہے ہم تو بچے کے والدوں سے عزت و کرامت کی خواہاں ہوتی ہیں۔'' کیا تو اسے دودھ پلائے گی مجھے یقین ہے کہ تو اس کو دودھ پلا کر سعادت حاصل کرے گی میں نے کہا اے عبدالمطلب!

(113) اے ہمارے مولا! اس کے لئے اس کے اعمال کی اصلاح فرما۔ اس کی رعایا کی اصلاح فرما اس کے حالات کو تندرست فرما۔ اس کے اعمال کو اپنی رضا کے تابع بنا۔ ہمارے لئے اس کے افعال اور اقوال کو قابل ستائش بنا جو ہم کو مجبور کریں کہ ہم اس کو ہمیشہ اچھی تعریف کے ساتھ یاد کریں۔

(114) اے مولائے کائنات! نبی مختار ﷺ کی امت پر رحم فرما۔ ہر زمان اور ہر مکان میں اس پر ترس فرما۔ اغیار کے تسلط سے ان کی حفاظت فرما تمام شہروں، قصبوں اور ہر نشیب و فراز کی حفاظت فرما۔

(115) اے بار الٰہ! آپ ﷺ کے طفیل ہماری دعاؤں کو قبول فرما اور تمام خطرات سے امن عطا فرما اور آپ ﷺ ہی کے طفیل ہمارے حالات کو اچھا فرما۔ ہماری برائیوں کو نیکیوں میں تبدیل فرما۔ ہمیں حسد اور کینہ سے نجات عطا فرما۔

(116) اے مولائے کائنات! آپ ﷺ کی ذات پر ازل تا ابد ان گنت درود شریف بھیج۔ آپ ﷺ کی اولاد پر بے شمار سلام بھیج۔ آپ کے اصحاب جو ہدایت کے کواکب نورانی ہیں ان پر بھی بے حد و بے حساب سلام اور رحمتیں نازل فرما۔

(117) اے بار الٰہ! خلیفہ اول حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر راضی ہو جا جو حضور اکرم ﷺ کے ساتھی اور صدیق اعظم ہیں۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنا مال اور اپنی لخت جگر رضی اللہ تعالیٰ عنہا آپ ﷺ کو پیش کی پھر روم اور عجم کی زمین پر جہاد کیا اور ہر باغی اور مرتد کو واصل جہنم کیا۔

(118) حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بعد دنیا سے افضل ہیں سے بھی راضی ہو جا جنہوں نے کسریٰ کو ہلاک کیا قیصر کو تباہ کیا جو میدان جنگ کے شیر تھے۔ کچھار کے شیروں کے سردار تھے۔ اس سے میری مراد وہ ابوحفص ہیں جو حضرت زید کے بھائی ہیں رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔

(119) حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر بھی راضی ہو جا جو حضور ﷺ کے کریم اور افضل داماد ہیں۔ جو حضور ﷺ کی دو صاحبزادیوں کے خاوند مکرم ہیں۔ جنہوں نے حضور اکرم ﷺ کے ایک لشکر جرار میں اونٹ اور نقد مال دے کر مدد کی۔

(120) حضرت مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ سے بھی راضی ہو جا جو کائنات کے امام اور شیر خدا ہیں جو حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے خاوند محترم ہیں جو حضور اکرم ﷺ کے دروازے ہیں۔ باب خیبر پر حملہ کرنے والے ہیں پھر پورے لشکر کو مغلوب کر کے اس کو فتح کرنے والے ہیں آپ ہی نے مرحب اور عبدِ وُد کو قتل کیا تھا۔

(121) اللہ تعالیٰ تمام عشرہ مبشرہ سے راضی ہو جا۔ تمام بدری صحابہ پر اور ان صحابہ پر جنہوں نے درخت کے نیچے آپ ﷺ کی بیعت کی تھی ان تمام سے راضی ہو جا۔ جس شخص نے بھی آپ ﷺ کی زیارت کی اس پر راضی ہو جا۔ وہ ایک ایسی قوم تھی جو سراپا عدل اور پاکباز تھی۔ انہیں کے طفیل ہمارا خاتمہ بھی ہدایت پر فرما۔

(122) الحمدللہ حضور اکرم ﷺ کے میلاد مبارک کا قصیدہ شریف مکمل ہوا یہ 1312ھ میں رقم کیا گیا۔ یہ قصیدہ حضور اکرم ﷺ کے شہر اقدس ''مدینہ طیبہ'' میں ہی مکمل ہوا۔

لبریز ہوتی تھیں ہم ان کا دودھ دوہتے اور حسب ضرورت اس سے پی لیتے۔ جب کہ دیگر لوگوں کی بھیڑوں میں دودھ کا قطرہ تک نہ تھا۔ وہ اپنے چرواہوں سے ناراض ہوتے اور کہتے کہ تم بھیڑیں وہاں چرایا کرو جہاں بنت ابی ذوئیب کی بھیڑیں چرتی ہیں۔ ہر روز ہمارے گھر میں برکات کا اضافہ ہی ہوتا رہا حتیٰ کہ دو سال گزر گئے اور میں نے آپ ﷺ کا دودھ چھڑا دیا۔ اس عرصہ میں آپ ﷺ کی نشوونما کی کیفیت بڑی نرالی تھی آپ اتنی تیزی سے نشوونما پا رہے تھے کہ کسی اور بچے نے اتنی سرعت سے نشوونما نہ پائی۔ دو سال میں آپ قوی اور توانا بچوں کی طرح ہو گئے۔

ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت زید بن اسلم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے جب حضور نبی کریم ﷺ کو حاصل کیا تو حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے کہا اے حلیمہ! کیا تجھے معلوم ہے کہ تو نے کتنی عظیم شان والے بچے کو حاصل کیا ہے۔ اللہ کی قسم جب میں اس مولود مسعود سے حاملہ ہوئی تو میں نے کوئی بھی درد وغیرہ محسوس نہ کیا جو کہ حاملہ خواتین محسوس کرتی ہیں جب اس کی ولادت کا وقت قریب آیا تو مجھ سے کہا گیا کہ عنقریب تو ایک بچے کو جنم دے گی اس کا نام ''احمد'' رکھنا وہ سید العالمین ہیں ولادت کیوقت انہوں نے اپنے دونوں ہاتھ زمین پر ٹیکے ہوئے تھے سر مبارک آسمان کی طرف اٹھایا ہوا تھا۔ حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اپنے خاوند کے پاس آئیں اس کو تمام صورت حال سے آگاہ کیا تو وہ بہت خوش ہوا۔ وہ اپنے گدھے اور اونٹنی پر چلنے کے لئے رواں ہوئے تو ان کی اونٹنی کی کھیری دودھ سے لبریز ہو گئی وہ انہیں صبح و شام دوہتے تھے حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ میرے دودھ کی کیفیت یہ تھی کہ میں اپنے بیٹے کو بھی سیراب نہ کر سکتی تھی وہ بھوک کی وجہ سے ہمیں بھی سونے نہیں دیتا تھا۔ اب نبی مکرم ﷺ اور آپ کے رضاعی بھائی جی بھر کر دودھ پیتے تھے اور آرام سے سو جاتے تھے اور اگر کوئی تیسرا بچہ بھی ان کے ساتھ ہوتا تو وہ بھی یقیناً جی بھر کر دودھ پی لیتا۔

حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ جب آپ ﷺ کی عمر مبارک دو ماہ ہوئی تو آپ ہر سمت لڑھک لیتے تھے۔ جب آپ ﷺ کی عمر مبارک تین ماہ ہوئی تو آپ اپنے قدموں پر کھڑے ہو سکتے تھے۔ جب چار ماہ کے ہوئے تو دیوار کی پکڑ لیتے تھے اور چل سکتے تھے۔ پانچ ماہ کی عمر میں آپ ﷺ میں پوری طرح چلنے کی قدرت پیدا ہو گئی جب آپ ﷺ کی عمر مبارک آٹھ ماہ ہوئی تو آپ ﷺ اس طرح گفتگو کر لیتے تھے جو سننے والا سمجھ لیتا تھا جب آپ ﷺ نو ماہ کے ہوئے تو آپ نے فصیح زبان میں گفتگو کرنا شروع کر دی جب آپ ﷺ دس ماہ کے ہوئے تو آپ بچوں کے ساتھ تیر اندازی کیا کرتے تھے۔

حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ ہر روز سورج کے نور کی طرح کا ایک نور آپ ﷺ پر نازل ہوتا تھا پھر وہ نور ختم ہو جاتا۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ جب آپ ﷺ کا دودھ چھڑایا گیا تو سب سے پہلے آپ نے یہ کلام فرمائی: اَللّٰهُ اَكْبَرُ كَبِيْرًا وَّالْحَمْدُ لِلّٰهِ كَثِيْرًا وَّسُبْحَانَ اللّٰهِ بُكْرَةً وَّاَصِيْلًا اور آپ ﷺ نے وقت ولادت

آپ ٹھہریئے میں اپنے خاوند سے مشورہ کر لیتی ہوں۔ انہوں نے فرمایا ضرور مشورہ کرو میں اپنے خاوند کے پاس گئی۔ اسے تمام صورت حال سے آگاہ کیا اس کے دل کو اللہ تعالیٰ نے خوشی اور مسرت سے لبریز کر دیا اس نے مجھ سے کہا اے حلیمہ! جلدی سے وہ بچہ حاصل کر لو۔ میں پھر حضرت عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس واپس آئی وہ وہیں بیٹھ کر میرا انتظار کر رہے تھے۔ میں نے کہا بچہ لے آیئے۔ ان کا چہرہ فرحت وسرور سے کھل اٹھا انہوں نے مجھے اپنے ساتھ لیا اور حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے گھر لے گئے۔ انہوں نے مجھے خوش آمدید کہا انہوں نے مجھے اس کمرہ میں داخل کیا جہاں والی دو جہاں حضرت محمد ﷺ تشریف فرما تھے۔ آپ ﷺ دودھ سے زیادہ سفید کپڑے میں لپیٹے ہوئے تھے۔ آپ ﷺ کے نیچے سبز رنگ کی ریشم تھی آپ ﷺ اسی کپڑے پر محو استراحت تھے۔ آپ ﷺ سے کستوری کی طرح کی خوشبو آ رہی تھی میں نے آپ ﷺ کے حسن و جمال کی وجہ سے آپ کو بیدار کرنے سے ڈر گئی۔ میں نے اپنے ہاتھ کو حضور ﷺ کے سینہ اقدس پر رکھا۔ آپ ﷺ مسکرائے آپ ﷺ نے دونوں آنکھوں کو کھول کر میری طرف دیکھا آپ ﷺ کی دونوں آنکھوں سے نور نکلا۔ وہ نور آسمان کی وسعتوں میں گم ہو گیا میں ان کے نور کا دیدار کرتی رہی۔ میں نے آپ ﷺ کی آنکھوں کے درمیان بوسہ دیا آپ کو اٹھایا۔ میں نے آپ ﷺ کو صرف اس لئے لیا تھا کیونکہ آپ کے علاوہ مجھے کوئی اور بچہ مل نہ سکا۔

حضرت حلیمہ سعدیہ فرماتی ہیں ''میں نے اپنا دایاں پستان آپ کو پیش کیا آپ ﷺ نے حسب منشاء اس میں سے دودھ پیا پھر میں نے اپنا بایاں پستان پیش کیا لیکن آپ ﷺ نے دودھ پینے سے انکار کر دیا۔ بعد میں بھی آپ ﷺ کی یہی کیفیت تھی۔'' اہل علم فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو الہام کیا تھا کہ دودھ پینے میں ایک اور بچہ بھی شریک ہے اس لئے آپ عدل فرمائیں۔

ایک روایت میں ہے کہ حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پستانوں میں دودھ نہ تھا جب انہوں نے ان کو حضور اکرم ﷺ کے منہ مبارک میں رکھا تو وہ دودھ سے بھر گئے۔ حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ آپ ﷺ کے رضاعی بھائی نے بھی آپ کے ساتھ دودھ پیا۔ اس نے بھی خوب سیر ہو کر دودھ پیا اور وہ سو گیا حالانکہ ہم اس سے پہلے بھوک کی وجہ سے سو بھی نہیں سکتے تھے۔ میرا خاوند اونٹنی کے پاس گیا اس کی کھیری بھی دودھ سے لبریز تھی۔ میرے خاوند اور میں نے ضرورت کے مطابق دودھ پیا۔ ہم نے وہ رات بڑی پرسکون گزاری صبح میرے خاوند نے مجھ سے کہا ''اے حلیمہ! ہم نے بہت ہی بابرکت بچہ حاصل کیا ہے میں نے کہا اللہ کی قسم! مجھے بھی یقین ہے کہ یہ بچہ بہت یمن و برکت والا ہے۔'' میں اپنے گدھے پر سوار ہو گئی۔ اپنے ساتھ حضور مکرم ﷺ کو بھی بٹھا لیا۔ میرا گدھا اتنی تیز رفتاری سے چلا کہ کوئی بھی گدھا اسے نہ مل سکا حتیٰ کہ میرے ساتھیوں نے کہا اے بنت ابی ذوئیب! اپنے چلنے میں کچھ سست روی اختیار کرو کیا یہ گدھا جس پر تم اب سوار ہو وہی نہیں ہے جو کمزوری کی وجہ سے کبھی تجھے بلند کر دیتا تھا اور کبھی پستی میں گرا دیتا تھا۔ میں نے کہا ہاں اللہ کی قسم! یہ وہی گدھا ہے انہوں نے کہا قسم بخدا اب اس کی شان بڑی عجیب ہے۔ پھر ہم قبیلہ بنو سعد میں آ گئے۔ میں اللہ کی زمین میں سے کسی ایسی زمین کو نہیں جانتی جو ہماری زمین سے زیادہ خشک ہو۔ ہماری بھیڑیں جب چر کر واپس آتی تھیں تو ان کی کھیریاں دودھ سے

اپنے گھر آ گئے۔ میرے خاوند نے مجھ سے کہا ''مجھے خوف ہے کہ اس بچے کو کوئی تکلیف ہوئی ہے اس سے قبل کہ اس کی وہ تکلیف ظاہر ہو اس کو اس کی والدہ کے پاس واپس لوٹا آؤ اور اس امانت سے سبکدوش ہو جاؤ۔''

ایک اور روایت میں ہے کہ میرے خاوند نے مجھ سے کہا ''میں یہ بہتر سمجھتا ہوں کہ تم اسے اس کی والدہ کے پاس لے جاؤ تا کہ وہ اس کا علاج وغیرہ کرائیں اللہ کی قسم انہیں جو تکلیف پہنچی ہے وہ فلاں کی اولاد کی طرف سے پہنچی ہے کیونکہ وہ جب اس بچے کی عظیم برکات دیکھتے ہیں تو حسد کرتے ہیں۔ ہم آپ ﷺ کو حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس واپس لے کر گئے۔ اس وقت آپ کی عمر مبارک چار سال تھی بعض علماء نے پانچ سال کہا ہے اور بعض فرماتے ہیں کہ اس وقت آپ کی عمر دو سال اور کچھ ماہ تھی۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ جب آپ ﷺ کچھ بڑے ہوئے۔ آپ ﷺ گھر سے باہر نکل آتے بچوں کو کھیل کود میں مصروف دیکھتے لیکن آپ ہمیشہ کھیل و کود سے کنارہ کش رہتے ایک دن آپ ﷺ نے مجھ سے کہا امی جان! میں اپنے بہن بھائیوں کو دن کے وقت نہیں دیکھتا (آپ ﷺ کے ایک رضاعی بھائی اور دو رضاعی بہنیں تھیں ان کے نام عبداللہ، انیسہ اور شیماء تھے) حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا میری جان آپ ﷺ پر فدا! وہ سارا دن ہماری بھیڑوں کو چراتے ہیں شام کو گھر واپس آ جاتے ہیں آپ ﷺ نے فرمایا! آپ مجھے بھی ان کے ساتھ بھیجا کریں۔ حضور اکرم ﷺ صبح خوشی کے ساتھ جاتے اور شام کو مسرور واپس آتے۔ ایک دن آپ ﷺ اپنے بھائی اور بہنوں کے ساتھ بھیڑیں چرانے گئے دوپہر کے وقت آپ ﷺ کا رضاعی بھائی دوڑتا ہوا آیا۔ اس کے چہرے سے پسینے کے قطرات بہہ رہے تھے ہم خوفزدہ ہو گئے۔ اس نے کہا اے میری امی جان! اے میرے والد محترم! میرے بھائی محمد (فداہ روحی و امی و ابی) کو ڈھونڈو۔ جب تم انہیں تلاش کر لو گے تو وہ یقیناً عالم بالا کو کوچ کر چکے ہوں گے میں نے کہا معاملہ کیا ہے؟ اس نے جواب دیا کہ ہم وہاں کھڑے تھے اچانک ایک آدمی آیا اس نے ہمارے وسط سے ہمارے بھائی محمد ﷺ کو اٹھایا اور پہاڑ کی چوٹی پر چڑھ گیا ہم آپ کو دیکھ رہے تھے۔ انہوں نے آپ ﷺ کے شکم مبارک کو ناف تک شق کیا اس کے بعد مجھے معلوم نہیں ان کے ساتھ کیا کیا گیا۔ حضرت حلیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں پھر میں اور میرا خاوند دوڑتے دوڑتے آپ ﷺ کے پاس آئے ہم نے دیکھا کہ آپ ﷺ پہاڑ کی چوٹی پر تشریف فرما ہیں آپ آسمان کی دیکھ رہے ہیں اور مسکرا رہے ہیں میں آپ ﷺ پر جھکی دونوں آنکھوں کے درمیان بوسہ دیا میں نے کہا میری جان آپ پر نثار! کس چیز نے آپ کو خوفزدہ کیا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا امی جان! میں بالکل خیریت سے ہوں۔ میں کھڑا تھا میرے پاس تین آدمی آئے ایک کے ہاتھ میں چاندی کا آفتابہ تھا دوسرے ہاتھ میں سبز زمرد کا طشت تھا۔ انہوں نے مجھے پکڑا اور پہاڑ کی چوٹی پر لے آئے۔ ان کی کوشش بڑی تعجب خیز تھی انہوں نے مجھے زمین پر لٹایا میرے پیٹ کو ناف تک شق کیا میں ان کی طرف دیکھتا رہا مجھے نہ تکلیف محسوس ہوئی اور نہ ہی درد ہوا۔ پھر آپ ﷺ نے شق صدر کا تمام قصہ بیان کر دیا۔ یہ واقعہ بہت سی سیرت اور احادیث کی کتب میں موجود ہے۔ بعض کتب میں ہے کہ آپ

بھی یہی گفتگو فرمائی تھی جیسا کہ پہلے گزر چکا ہے۔ ایک روایت میں ہے کہ بعض اوقات جب آپ ﷺ حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس ہوتے تھے تو اس طرح کہا کرتے تھے: لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ قُدُّوْسًا قُدُّوْسًا نَامَتِ الْعُيُوْنُ وَالرَّحْمٰنُ لَا تَاْخُذُهٗ سِنَةٌ وَّلَا نَوْمٌ۔ آپ ﷺ جب بھی کسی چیز کو چھوتے تو بِسْمِ اللّٰهِ ضرور پڑھتے۔

حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ جب حضور اکرم ﷺ میرے گھر میں داخل ہوئے تو قبیلہ بنی سعد کا ہر گھر معنبر ہو گیا۔ حضور اکرم ﷺ کی محبت اور حسن اعتقاد اس کے دلوں میں اتنا جاگزیں ہو گیا کہ جب ان کے جسم پر کوئی تکلیف آتی تو وہ آپ ﷺ کا دست اقدس پکڑتے اور اپنی تکلیف والی جگہ پر لگاتے تو وہ تکلیف اللہ کے حکم سے بڑی جلدی ٹھیک ہو جاتی۔ اسی طرح جب ان کی کوئی بکری یا اونٹ بیمار ہو جاتا تو پھر بھی وہ لوگ آپ ﷺ کا دست اقدس ان کے اجسام پر پھیرتے تو اللہ تعالیٰ انہیں شفاء عنایت کر دیتا۔

حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ جب آپ ﷺ کی عمر دو سال ہوئی تو ہم آپ ﷺ کو مکہ مکرمہ آپ ﷺ کی والدہ کے پاس لے کر آئے لیکن ہماری یہ خواہش تھی کہ حضور اکرم ﷺ کچھ دیر اور ہمارے پاس قیام فرمائیں کیونکہ ہم نے آپ کی بے شمار برکات کو دیکھا تھا۔ ہم نے آپ ﷺ کی والدہ محترمہ کو عرض کی کہ آپ انہیں کچھ دیر اور ہمارے پاس رہنے دیں تاکہ یہ زیادہ توانا و تندرست ہو جائیں۔ ایک روایت میں ہے ہم نے کہا کہ ہم ایک سال کے لئے انہیں اپنے ساتھ لے جاتے ہیں کیونکہ مکہ میں وباء پھیلی ہوئی ہے۔ ہم آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے اصرار کرتے رہے حتیٰ کہ انہوں نے اپنے لخت جگر کو پھر کچھ عرصہ کے لئے ہمارے حوالے کر دیا۔ کہا جاتا ہے کہ حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے کہا "میرے نور نظر کو لے کر فوراً واپس چلی جاؤ مجھے مکہ کی وباء سے خوف آ رہا ہے۔" ہم آپ ﷺ کو واپس لے آئے۔

جب ہم آپ ﷺ کو دوبارہ اپنے گھر لے کر آئے۔ دو یا تین ماہ گزر چکے تھے تو ایک دن آپ ﷺ کا رضاعی بھائی دوڑتا ہوا آیا۔ مجھے اور میرے خاوند سے کہنے لگا میرے اس قریشی بھائی کو دو آدمیوں نے پکڑ لیا ہے۔ انہوں نے سفید کپڑے پہن رکھے ہیں انہوں نے اس میرے اخِ کریم کو لٹایا۔ اس کے پیٹ کو چاک کیا اور شکم مبارک میں اپنے ہاتھوں کو داخل کر دیا۔ حضرت حلیمہ سعدیہ فرماتی ہیں کہ میں اور اس کا باپ دونوں آپ ﷺ کے پاس آئے ہم نے دیکھا کہ آپ ﷺ کھڑے ہیں آپ ﷺ کا رنگ متغیر ہے۔ یہ رنگ کا متغیر ہونا پیٹ مبارک کے چاک ہونے کی وجہ سے نہ تھا بلکہ ملائکہ کو دیکھنے کی وجہ سے تھا کیونکہ آپ ﷺ کا شکم مبارک بغیر درد کے چاک کیا گیا تھا میں نے اور میرے خاوند نے آپ ﷺ کو مضبوطی سے پکڑ لیا۔ ہم نے پوچھا اے نور نظر! آپ کو کیا ہوا؟ آپ ﷺ نے فرمایا دو ایسے آدمی آئے جنہوں نے سفید لباس پہن رکھے تھے ایک نے دوسرے سے کہا کہ کیا یہ وہی ہیں اس نے کہا ہاں۔ وہ دونوں میری طرف جلدی جلدی آئے۔ انہوں نے مجھے پکڑ لیا۔ زمین پر لٹایا میرے شکم کو چاک کیا۔ اس میں انہوں نے کسی چیز کو تلاش کیا پھر انہوں نے اس مطلوبہ چیز کو ڈھونڈ لیا انہوں نے اس چیز کو پکڑ کر پیٹ مبارک سے باہر نکال کر اسے پھینک دیا۔ میں نہیں جانتا کہ وہ کیا چیز تھی۔ ہم آپ ﷺ کو لے کر

کبھی بھی تیرے پاس نہ لے کر آتی۔ کسی اور شخص کو ڈھونڈو جو تجھے قتل کرے میں اس در یتیم کو قتل نہیں ہونے دوں گی۔ یہ کہہ کر حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے آپ ﷺ کو وہاں سے اٹھایا اور گھر واپس لے آئیں۔ آپ فرماتی ہیں کہ جب میں آپ ﷺ کو قبیلہ بنو سعد میں لے کر آئی تو وہاں کا ہر گھر آپ کی خوشبو سے معطر ہو گیا۔ آپ ﷺ پر ہر روز دو سفید آدمی نازل ہوتے تھے وہ آپ ﷺ کے کپڑوں میں غائب ہو جاتے تھے اور پھر ظاہر نہ ہوتے تھے۔ لوگ کہتے اے حلیمہ! اس بچے کو اس کے دادا کے پاس واپس بھیج دو اور اپنی امانت سے سبکدوش ہو جاؤ آپ کہتی ہیں جب میں نے آپ ﷺ کو واپس مکہ لانے کا فیصلہ کیا تو میں نے ایک صدا دینے والے کی صدا کو سنا وہ کہہ رہا تھا اے وادی بطحاء! تجھے مبارک ہو۔ تیرا مبارک آج تجھے واپس مل رہا ہے۔ تیرا دین، رونق اور کمال واپس آ رہا ہے اے متبرک وادی! آج کے بعد تو امن میں ہو گئی۔ آج کے بعد نہ ہی تجھے ذلیل کیا جائے گا اور نہ ہی تجھے غمگین کیا جائے گا اور تجھے یہ سعادت ہمیشہ ہمیشہ کے لئے ملی ہے۔ حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے یہ تمام واقعہ حضرت عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گوش گزار کیا انہوں نے فرمایا اے حلیمہ! میرا یہ بیٹا عظیم شان والا ہے۔ میں خواہش کرتا ہوں کہ میں اس کے زمانہ کو پاؤں۔

ایک روایت میں ہے کہ اس واقعہ کے بعد حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا آپ ﷺ کو واپس لائیں تو آپ مکہ کی وادیوں میں گم ہو گئے۔ حضرت حلیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کہا ''میں اس رات حضرت محمد ﷺ کو لے کر آئی لیکن جب میں وادیٔ مکہ میں آئی تو وہ گم ہو گئے اللہ کی قسم میں نہیں جانتی تھی کہ وہ کہاں ہیں حضرت عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کھڑے ہو گئے انہوں نے اللہ تعالیٰ سے دعا مانگی کہ وہ ان کا بیٹا انہیں لوٹا دے اس وقت آپ نے یہ شعر پڑھا:

يَا رَبِّ رُدَّ وَلَدِیْ مُحَمَّدًا اُرْدُدْهُ رَبِّیْ وَاصْطَنِعْ عِنْدِیْ يَدًا

''اے میرے مولا! میرے نور نظر حضرت محمد ﷺ کو واپس لوٹا دے۔ میرے پروردگار انہیں واپس لوٹا کر مجھ پر احسان فرما۔''

آسمان سے صدائے غیبی آئی اے لوگو! نہ چلاؤ بلاشبہ محمد (ﷺ) کا بھی ایک پروردگار ہے وہ نہ اسے رسوا کرے گا اور نہ ہی اسے ضائع کرے گا۔ حضرت عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پوچھا وہ کہاں ہوں گے؟ صدا آئی وہ وادیٔ تہامہ میں دائیں طرف درخت کے پاس ہیں۔ حضرت عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس جانب تشریف لے گئے۔ ان کے پیچھے پیچھے ورقہ بن نوفل بھی گئے انہوں نے حضور ﷺ کو ایک درخت کے نیچے دیکھا آپ ﷺ درخت کی ایک شاخ کو کھینچ رہے تھے۔ آپ ﷺ کے جد امجد نے آپ سے پوچھا آپ کون ہیں؟ آپ نے فرمایا میں محمد بن عبداللہ بن عبدالمطلب ہوں۔ حضرت عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا میں آپ کا دادا عبدالمطلب ہوں میری جان آپ پر فدا ہو۔ آپ نے حضور اکرم ﷺ کو اپنی آغوش میں لے لیا اور زار و قطار رونے لگے حضور اکرم ﷺ کو اپنے گھوڑے کے آگے سوار کیا اور مکہ لے آئے۔ حضرت عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسی خوشی میں بکریوں اور بھیڑوں کو ذبح کیا اور اہل مکہ کی دعوت کی۔

بعض مفسرین نے اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد ''وَوَجَدَکَ ضَآلًّا فَهَدٰی'' کو اسی واقعہ پر محمول کیا ہے۔ بعض علماء فرماتے

ﷺ نے فرمایا میں اسی کیفیت میں تھا جبکہ بنو سعد کا قبیلہ دوڑتا ہوا میرے پاس آ رہا تھا میں ان تمام کو دیکھ رہا تھا میری امی محترمہ ان لوگوں میں سے تمام کے آگے تھیں وہ آواز لگا رہی تھیں واضعیفاہ (اے کمزور!) یہ سن کر فرشتے میرے اوپر جھک گئے انہوں نے مجھے اپنے سینے سے لگالیا انہوں نے میرے سر پر اور میری آنکھوں کے درمیان بوسہ دیا اور کہا'' آپ ضعیفوں میں سے کتنے اچھے ضعیف ہیں۔'' پھر میری امی جان نے کہا او حیداہ (ہائے میرے نور نظر تو اکیلا تھا) ملائکہ پھر مجھ پر جھک گئے۔ انہوں نے مجھے اپنے سینوں سے لگایا میری آنکھوں کے درمیان بوسہ دیا میرے سر کو چوما انہوں نے کہا آپ اکیلے انسانوں میں سے کتنے بہترین انسان ہیں۔ اس وقت آپ ﷺ اکیلے نہیں ہیں آپ کے ساتھ اللہ تعالیٰ، اس کے فرشتے، مؤمنین اور تمام اہل زمین ہیں پھر میری رضاعی امی نے کہا واہ یتیماہ ہائے اے یتیم! تو اپنے دوستوں میں کمزور ہو گیا اور اسی کمزوری کی وجہ سے قتل ہو گیا۔ اس قول کے بعد پھر ملائکہ مجھ پر جھک گئے۔ انہوں نے مجھے اپنے سینوں سے لگایا انہوں نے میرے سر کو چوما۔ میری آنکھوں کے درمیان بوسہ دیا اور کہا آپ کتنے اچھے یتیم ہیں اللہ کے ہاں آپ ﷺ کتنے معزز ہیں۔ اگر آپ ﷺ جانتے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کس بھلائی کا ارادہ فرمایا ہے تو آپ ﷺ کی آنکھیں ٹھنڈی ہو جاتیں۔ اتنی دیر میں وہ لوگ بلند وادی کے کنارے پر آ گئے جب میری امی جان نے مجھے دیکھا تو کہا'' اللہ تعالیٰ آپ کو لمبی عمر عطا فرمائے'' وہ میرے قریب آ گئیں۔ وہ مجھ پر جھکیں مجھے اپنے سینے سے لگایا۔ اس ذات کی قسم جس کے دست اقدس میں میری جان ہے جب میں اپنی امی کی گود میں تھا انہوں نے مجھے اپنے ساتھ لگا رکھا تھا اس وقت میرے ہاتھ ملائکہ کے ہاتھ میں تھے لیکن باقی لوگوں کو فرشتے نظر نہیں آ رہے تھے۔

کچھ لوگ کہہ رہے تھے کہ اس بچے کو جنوں کا مرض لاحق ہو گیا ہے۔ یا کسی جن کا سایہ ہو گیا ہے وہ لوگ آپ کو ایک کاہن کے پاس لے گئے تا کہ وہ آپ ﷺ کو دیکھے اور آپ کا علاج کرے۔ میں نے کہا اے لوگو! جن امراض کا تم نے ذکر کیا ہے ان میں سے کوئی مرض بھی مجھے لاحق نہیں ہے۔ بلاشبہ میرے تمام اعضاء درست اور میرا دل صحیح ہے مجھے کوئی بیماری نہیں ہے۔ میرے رضاعی باپ نے کہا'' تم نہیں دیکھتے کہ آپ ﷺ ٹھیک باتیں کر رہے ہیں۔ میں پر امید ہوں کہ میرے بیٹے کو کوئی تکلیف نہیں ہے انہوں نے اتفاق کیا کہ وہ مجھے ایک کاہن کے پاس لے جائیں جب لوگ مجھے کاہن کے پاس لے گئے تو انہوں نے عام حالات بیان کئے اس نے کہا تم سب لوگ خاموش ہو جاؤ میں اس بچے کی گفتگو سننا چاہتا ہوں کیونکہ یہ اس معاملہ کو تم سے زیادہ جانتا ہے۔ اس نے مجھ سے سوال کیا میں نے اسے اول تا آخر تمام داستان اس کو سنا دی تمام داستان کو سن کر اس نے مجھے پکڑ لیا اپنے سینے سے لگا لیا پھر بلند آواز سے صدا لگائی۔ اے ساکنین عرب! اس شہر سے پناہ مانگو جو قریب آ گیا ہے۔ اس بچے کو قتل کر دو اور اس کے ساتھ مجھے بھی قتل کر دو۔ لات و عزیٰ کی قسم! اگر تم نے اس کو چھوڑ دیا تو یہ بڑا ہو کر تمہارے دین کو بدل دے گا۔ تمہاری اور تمہارے آباء کی عقلوں کو خراب کر دے گا تمہارے ہر معاملہ کی مخالفت کرے گا تمہارے پاس وہ دین لے کر آئے گا جس کی مثل تم نے پہلے سنا بھی نہ ہو گا۔ میری امی جان جلدی سے میری طرف آئیں اور کاہن کی گود سے مجھے چھین لیا انہوں نے کاہن سے کہا تو احمق اور بے وقوف ہے۔ اگر مجھے معلوم ہوتا کہ تو حضور ﷺ کے بارے میں اس طرح بکواس کرے گا تو میں انہیں

حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ میں آپ ﷺ کو "بازارِ عکاظ" میں لے گئی۔ وہاں ایک کاہن نے آپ کی زیارت کی اس نے بلند آواز سے صدا لگائی اے اہل عکاظ! اس بچے کو قتل کر دو۔ اس کے لئے ایک عظیم الشان مملکت ہوگی۔ میں آپ ﷺ کو اسی وقت واپس لے آئی اللہ تعالیٰ نے آپ کو نجات عطا فرمائی۔

"وفا" میں سید السمہودی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ جب عکاظ کا میلہ لگا تو حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضور مکرم ﷺ کو ایک عراف (نجومی) کے پاس لے گئیں۔ جس کا تعلق بنو ہذیل کے ساتھ تھا لوگ اسے اپنے بچے دکھا رہے تھے جب اس نے سرور دو جہاں ﷺ کے چہرۂ اقدس کی طرف دیکھا تو وہ چیخ کر کہنے لگا اے قبیلہ ہذیل! اے قوم قریش! اس کی یہ چیخ و پکار سن کر لوگ اس کے پاس جمع ہو گئے اس تیرہ بخت عراف نے کہا اس بچے کو قتل کر دو حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا آپ ﷺ کو وہاں سے خاموشی سے لے کر واپس چلی آئیں۔ لوگوں نے پوچھنا شروع کیا کہ وہ کون سا بچہ ہے جس کو تہ تیغ کرنا ہے اس عراف نے کہا کہ یہ بچہ ہے لیکن انہوں نے وہاں کسی بچے کو نہ دیکھا لوگوں نے پھر عراف سے پوچھا کہاں ہے وہ بچہ؟ اس نے کہا "میں نے ابھی جو بچہ دیکھا ہے اس میں میں نے ایسی علامات کو دیکھا ہے جن کی وجہ سے وہ تمہارے دین کے لوگوں کو ضرور قتل کر دے گا۔ وہ تمہارے معبودانِ باطلہ کو ضرور لخت لخت کر دے گا۔ اس کا تم پر ضرور غلبہ ہو جائے گا۔" لوگوں نے آپ ﷺ کو بہت تلاش کیا لیکن وہ آپ ﷺ کو ڈھونڈ نہ سکے۔

ابن سعد، ابن الطراح رحمہما اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ بن عبداللہ بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے کہ وہ عراف اسی طرح چیخنے لگا "ہائے افسوس قبیلہ ہذیل کے لئے ہائے افسوس اس کے معبودانِ باطلہ کے لئے یہ بچہ تو صرف آسمان کے ایک حکم کا منتظر ہے۔ آپ ﷺ کے لئے اس کی آتش انتقام بھڑک اٹھی۔ تھوڑی ہی دیر کے بعد اس کی عقل زائل ہو گئی اور وہ کفر کی حالت میں مر گیا۔ ابونعیم رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے بنو سعد کے قبیلہ میں دودھ پیا۔ آپ ﷺ کی والدہ ماجدہ نے حضرت حلیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے کہا "میرے اس نور نظر کو دیکھو اور اس کے بارے میں مجھ سے سوال کرو۔ اس کی ولادت کے وقت مجھ سے ایک نور کا ظہور ہوا جس سے تمام زمین منور ہو گئی حتیٰ کہ میں نے شام کے محلات دیکھے۔ ایک دن حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ایک کاہن کے پاس سے گزریں لوگ اس سے سوال کر رہے تھے حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضور اکرم ﷺ کو بھی اس کاہن کے پاس لے آئیں جب اس نے آپ ﷺ کو دیکھا تو اس نے آپ کو کلائیوں سے پکڑ لیا اور کہنے لگا اے میری قوم! اس بچے کو قتل کر دو، اس بچے کو قتل کر دو۔ حضرت حلیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں میں نے جھپٹ کر حضور ﷺ کو اس کاہن سے چھین لیا کئی لوگ بھی میرے ساتھ تھے ہم حضور ﷺ کو حفاظت کے ساتھ اپنے گھر لے گئے۔

حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ اس کے بعد میں آپ ﷺ کو ذوالمجاز (یہ جاہلیت کے دور کا ایک بازار تھا اور عرفہ سے ایک فرسخ دور تھا) کے میلہ میں لے آئی اس میلہ میں ایک نجومی تھا لوگ اس کو اپنے بچے دکھاتے تھے جب اس نے حضور اکرم ﷺ کو دیکھا اس نے مہر نبوت کو دیکھا، آپ ﷺ کی آنکھوں میں سرخی کو دیکھا تو وہ چیخ اٹھا۔ اس نے کہا

ہیں کہ آپ ﷺ کے ساتھ اسی طرح کا واقعہ دو دفعہ پیش آیا۔ آپ ﷺ دوسری بار گم ہوگئے۔ ایک آدمی نے آپ ﷺ کو دیکھ لیا۔ اونٹ پر اپنے آگے سوار کیا اور آپ ﷺ کو آپ کے جد امجد کے پاس لے آیا۔ اس شخص نے حضرت عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا کہ کیا آپ کو معلوم ہے کہ آپ کے بیٹے کے ساتھ کیا واقعہ پیش آیا حضرت عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے استفسار پر اس شخص نے کہا "جب میں نے اپنی اونٹنی کو بٹھایا اور حضور اکرم ﷺ کو اپنے پیچھے سوار کیا تو اونٹنی سے اٹھنے سے انکار کردیا۔ جب میں نے حضور اکرم ﷺ کو اپنے آگے سوار کیا تو وہ اونٹنی فوراً اٹھ کھڑی ہوئی۔"

حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ جب میں حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کو لے کر مکہ میں ان کی امی کے پاس آئی تو حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے مجھ سے پوچھا۔ اے حلیمہ! تو میرے لخت جگر کو اتنی جلدی واپس کیوں لے آئی ہے۔ جبکہ تو انہیں اپنے ساتھ لے جانے پر بڑی حریص تھی تو انہیں اپنے پاس زیادہ سے زیادہ دیر رکھنا چاہتی تھی۔ حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کی "اللہ تعالیٰ نے مدت مقررہ کو پورا فرمایا میرے ذمہ جو حق تھا وہ میں نے اس کو ادا کردیا۔ اب مجھ کو مختلف خدشات کا اندیشہ ہے اس لئے اب میں اس امانت کو واپس کرنے آئی ہوں آپ بھی حقیقت میں یہی پسند کرتی ہیں۔"

حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا سچ سچ بتاؤ تیرے ساتھ کیا مسئلہ پیش آیا ہے۔ وہ مجھ سے اصرار کرتی رہیں حتیٰ کہ میں نے انہیں تمام صورت حال بتادی حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کیا تمہیں حضور اکرم ﷺ پر شیطان کا خوف ہے میں نے کہا ہاں۔ انہوں نے فرمایا ہرگز نہیں اللہ کی قسم! شیطان اس کے قریب بھی نہیں بھٹک سکتا۔ میرے اس بچے کی شان نرالی ہے حلیمہ! کیا میں اپنے بیٹے کے بارے میں تجھے کچھ بتاؤں؟ حضرت حلیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کیا ضرور بتائیں حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا جب مجھے حضور ﷺ کا حمل مبارک ہوا تو میرے اندر سے ایک نور خارج ہوا جس کے اجالے میں مجھے شام کے محلات نظر آئے۔ جب مجھے حمل قرار پایا تو عام عورتوں کی طرح نہ مجھے اس کا کچھ بوجھ محسوس ہوا اور نہ ہی کسی اور تکلیف کا احساس ہوا۔ وقت ولادت انہوں نے اپنے دونوں ہاتھ زمین پر ٹیکے ہوئے تھے اور سر آسمان کی طرف اٹھایا ہوا تھا اب اسے میرے ہی پاس رہنے دو میں خود اس کی خبر گیری کروں گی۔

حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ میرے پاس سے یہودیوں کی ایک جماعت کا گزر ہوا۔ میں نے ان سے کہا کہ کیا میں تمہیں اپنے اس بیٹے کی نرالی شان کے بارے میں نہ بتاؤں اس کی والدہ ماجدہ کو حمل کیسے قرار پایا اور ان کی ولادت کس شان سے ہوئی۔ ان کی والدہ معظمہ نے ولادت کے وقت اس طرح عجیب مناظر دیکھے۔ میں نے وہ تمام باتیں ان یہودیوں کو سنادیں جو میں نے آپ ﷺ کی والدہ ماجدہ سے سنی تھیں اور جو میں نے خود اپنی نگاہ سے دیکھی تھیں۔

وہ یہودی ایک دوسرے کو دیکھ کر کہنے لگے "اس بچے کو قتل کردو"۔ پھر انہوں نے مجھ سے پوچھا "کیا یہ یتیم ہے" میں نے کہا نہیں میں اس کی ماں اور یہ اس کے باپ ہیں انہوں نے کہا کہ اگر یہ یتیم ہوتا تو ہم اس کو ضرور قتل کردیتے کیونکہ ہمارے نزدیک مذکورہ بالا تمام علامات نبوت کی نشانیاں ہیں۔

چڑھے کہ عموماً اتنی جلدی بچے نشو ونما نہیں پاتے۔

ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت امام زہری رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا ہے کہ بنو ہوازن کا ایک وفد حضور ﷺ کے پاس حاضر ہوا اس میں آپ ﷺ کا ایک رضاعی چچا بھی تھا جس کا نام ابوثروان تھا اس نے عرض کیا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم میں نے آپ ﷺ کا بچپن دیکھا لیکن کسی بچے کو آپ سے بہتر نہ دیکھا میں نے آپ ﷺ کا لڑکپن دیکھا کسی لڑکے کو آپ سے بہتر نہ دیکھا میں نے آپ ﷺ کا عالم شباب دیکھا کسی نوجوان کو آپ ﷺ سے بہتر نہ دیکھا آپ ﷺ میں بھلائی کی تمام خصلتیں بدرجہ اتم پائی جاتی ہیں۔ علامہ ازدی کی کتاب ''الترقیص'' میں ہے کہ حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضور اکرم ﷺ کو اس شعر سے لوری دیا کرتی تھی:

يَا رَبِّ اِذْ اَعْطَيْتَهٗ فَاَبْقِهٖ ۔۔۔ وَاَعْلِهٖ اِلَى الْعُلَا وَارْقِهٖ

وَادْحَضْ اَبَاطِيْلَ الْعِدَا بِحَقِّهٖ

''اے مولا! جب تو نے ہم کو ہماری آنکھوں کا چین عطا فرمایا ہے تو اس کی حفاظت بھی فرما۔ اسے بلندیاں اور رفعتیں عطا فرما۔ آپ ﷺ کے حق کی وجہ سے باطل دلائل کا رد فرما۔''

آپ ﷺ کی رضاعی بہن شیماء آپ کو اس طرح لوریاں دیا کرتی تھیں:

هٰذَا اَخٌ لِّيْ لَمْ تَلِدْهُ اُمِّيْ ۔۔۔ وَلَيْسَ مِنْ نَّسْلِ اَبِيْ وَعَمِّيْ

فَدَيْتُهٗ مِنْ مَّخْوَلٍ مُّعَمٍّ ۔۔۔ فَاَنْمِهِ اللّٰهُمَّ فِيْمَنْ تَنْمِيْ

''یہ میرے وہ بھائی ہیں جن کو میری ماں نے جنم دیا نہ ہی وہ میرے باپ اور چچا کی نسل سے ہیں۔ میں ان پر اپنے ماموں اور چچا کو فداء کرتی ہوں اے مولا! ان بچوں کے مابین جن کو تو پروان چڑھائے ان کو بھی پروان چڑھا۔''

حضرت شیماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا یہ شعر گنگنا کر لوریاں دیا کرتی تھیں:

يَا رَبَّنَا اَبْقِ لَنَا مُحَمَّدًا ۔۔۔ حَتّٰى نَرَاهُ يَافِعًا وَّ اَمْرَدًا

ثُمَّ نَرَاهُ سَيِّدًا وَّ مُسَوَّدًا ۔۔۔ وَاَكْبِتْ اَعَادِيَهٖ مَعًا وَالْحُسَّدَا

وَاَعْطِهٖ عِزًّا يَّدُوْمُ اَبَدًا

''اے میرے رب! میرے بھائی محمد ﷺ کو ہمارے لئے سلامت رکھ حتیٰ کہ ہم آپ کو جوان اور گبھرو دیکھیں۔ یہاں تک کہ ہم آپ کو اپنی قوم کا ایسا سردار دیکھیں جس کی اطاعت تمام کر رہے ہوں۔ اے میرے مولا! اس کے دشمنوں اور حاسدوں کو ذلیل اور رسوا فرما اور انہیں وہ عزت عطا فرما جو تا ابد باقی رہے۔''

حضرت علامہ ازدی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ یہ دعا کتنی عمدہ تھی جو درِ اجابت پر قبول ہوئی۔ میں کہتا ہوں آپ صرف ایک قوم کے سردار نہ بنے بلکہ اللہ تعالیٰ نے تمام انبیاء پر بھی آپ ﷺ کو سیادت اور سرداری عطا فرمائی۔

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: (آل عمران:) وَاِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ النَّبِيّٖنَ...... الخ۔

اے اہل عرب! اس بچے کو قتل کر دو یہ تمہارے ہم مذہبوں کو قتل کر دے گا یہ تمہارے بتوں کو ٹکڑے ٹکڑے کر دے گا اس کا معاملہ تم پر غالب ہو کر رہے گا یہ صرف آسمان سے ایک حکم کا منتظر ہے اس نے آپ ﷺ پر غصے کا اظہار کیا تھوڑی ہی دیر گزری تھی کہ اس کی عقل زائل ہو گئی اور وہ مر گیا۔

سیرت ابن ہشام میں ہے کہ ایک آدمی قیافہ شناسی کرتا تھا جب وہ مکہ آتا تو لوگ اپنے بچے اس کے پاس لے جاتے تا کہ وہ ان کے بارے میں قیافہ شناسی کرے حضرت ابو طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی حضور اکرم ﷺ کو اس کے پاس لے گئے اس وقت حضور ﷺ کا معصوم بچپن تھا اس نے کچھ دیر آپ کو دیکھا پھر نظر ہٹا کر دوسرے بچوں کو دیکھنے میں مشغول ہو گیا۔ جب وہ فارغ ہوا تو اس نے کہا ''میرے پاس وہ بچہ لے کر آؤ'' میرے پاس وہ بچہ لے کر آؤ جو میں نے ابھی ابھی دیکھا ہے اللہ کی قسم اس بچے کی شان بڑی نرالی ہے جب حضرت ابو طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس قیافہ شناس کا آپ ﷺ کے بارے میں اتنا زیادہ اشتیاق دیکھا تو انہوں نے آپ کو اس سے چھپا لیا اور گھر لوٹ آئے۔

سیرت شامیہ میں ہے کہ جب حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضور ﷺ کو لے کر آپ کی والدہ ماجدہ کے پاس آ رہی تھیں تو اس وقت حبشہ کے کچھ عیسائیوں نے آپ کو دیکھا انہوں نے آپ ﷺ کو چومنا شروع کر دیا۔ جب انہوں نے آپ کے کندھوں کے درمیان مہر نبوت دیکھی اور آپ ﷺ کی آنکھوں میں سرخی کو دیکھا تو انہوں نے حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے پوچھا کیا اس بچے کی آنکھوں میں کچھ تکلیف ہے؟ حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے جواب دیا نہیں کوئی تکلیف نہیں ہے یہ سرخی ہمیشہ ہی آپ کی آنکھوں میں رہتی ہے پھر انہوں نے کہا ہم اس کے معاملہ سے آشنا ہیں لیکن حضرت حلیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے انکار کر دیا وہ آپ کو لے کر حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس مکہ آ گئیں۔

حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ جب میں نبی آخر الزمان ﷺ کو مکہ سے واپس لے کر گئی تو میں ہمیشہ حضور اکرم ﷺ کے ساتھ رہتی تھی آپ جہاں بھی جاتے میں آپ ﷺ کی معیت میں ہوتی ایک دن میں آپ ﷺ سے غافل ہو گئی دو پہر کا وقت تھا میں نے آپ کو تلاش کیا میں نے دیکھا کہ آپ اپنی رضاعی بہن الشیماء کے ہمراہ ہیں۔ (یہ خاتون محترمہ بھی اپنی امی کے ساتھ حضور اکرم ﷺ کی حفاظت کرتی تھیں اس لئے انہیں بھی اُم النبی کے نام سے یاد کیا جاتا ہے) میں نے کہا تم اتنی گرمی میں باہر گھوم رہے ہو الشیماء نے جواب دیا ''میرے بھائی نے کبھی گرمی محسوس نہیں کی میں دیکھتی ہوں کہ بادل کا ایک ٹکڑا ان پر سایہ فگن رہتا ہے جس وقت آپ چلتے ہیں وہ بادل بھی ساتھ ہی چل پڑتا ہے اور جب آپ کھڑے ہوتے ہیں تو بادل بھی کھڑا ہو جاتا ہے'' حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اپنی بیٹی سے کہا ''اے میری بیٹی! کیا یہ سچ ہے'' انہوں نے جواب دیا امی جان! اللہ کی قسم یہ حقیقت ہے۔ حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کہا ''ہم جس چیز سے بھی اپنے بیٹے کے بارے میں خوف زدہ ہیں ہم اس سے اللہ کی پناہ مانگتے ہیں۔''

بعض علماء فرماتے ہیں کہ حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے بعض اوقات دیکھا کہ بادل آپ ﷺ پر سایہ کناں ہے جب آپ رکتے ہیں بادل بھی رک جاتا ہے اور جب آپ چلتے ہیں بادل بھی چل پڑتا ہے۔ حضور ﷺ اتنی جلدی پروان

چوتھا باب

اس باب میں وہ واقعات بیان کئے جائیں گے جو آپ ﷺ کی بعثت سے پہلے رونما ہوئے، نیز یہ بھی بیان کیا جائے گا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کریم ﷺ کے شباب کو کس طرح جاہلیت کی برائیوں سے بے عیب رکھا

سیرت کی کتب میں موجود ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جاہلیت کے تمام عیوب اور برائیوں سے اپنے محبوب ﷺ کی حفاظت فرمائی۔ آپ ﷺ کا ہر کام اس شریعت کے مطابق ہوتا تھا جو آپ ﷺ کو عطا ہونے والی تھی کیونکہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو تمام لوگوں سے زیادہ مکرم اور معزز بنایا تھا اس لئے آپ ان عیوب سے کنارہ کش رہے جن میں عرب معاشرہ مستغرق تھا حتیٰ کہ آپ ﷺ حسین ترین خُلق کے مالک بن گئے۔ آپ تمام برائیوں اور برے اخلاق سے تمام لوگوں سے زیادہ پاکیزہ اور مطہر تھے۔ آپ ﷺ مروت میں اپنی قوم سے بلند تھے۔ آپ ﷺ حسن معاشرت میں سب سے بہترین تھے آپ ﷺ سب سے عمدہ پڑوسی تھے آپ سب سے زیادہ حلم اور سب سے زیادہ امین اور صادق تھے اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ میں حلم، صبر، شکر، عدل، زہد، تواضع، عفت، سخاوت، شجاعت اور حیاء جیسی بلند پایہ صفات پیدا کی تھیں۔

سیرت حلبیہ میں ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا گیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ایک دفعہ میں نے دیکھا کہ قریش کے کچھ بچے پتھر اٹھا کر ایک جگہ سے دوسری جگہ لے جا رہے تھے وہ تمام کے تمام عریاں تھے۔ میں نے بھی اپنا تہبند اتار کر کندھے پر رکھ لیا اور اس پر پتھر رکھ کر ڈھونے لگا۔ کچھ دیر کے بعد مجھے کسی غیر مرئی ہستی (ملائکہ) نے طمانچہ رسید کیا پھر آواز آئی جلدی کرو اپنا تہبند باندھ لو چنانچہ میں نے اپنا تہبند باندھ لیا اور بچوں کے ساتھ پتھر اٹھانے میں مشغول ہو گیا حالانکہ اس وقت تمام بچوں نے اپنی چادریں اتاری ہوئی تھیں۔

اسی طرح کا دوسرا واقعہ آپ کے ساتھ اس وقت پیش آیا جب حضرت ابوطالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ زمزم کے کنویں کو درست فرما رہے تھے۔ ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا ہے اور ابونعیم رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث کو صحیح کہا ہے۔ ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ حضرت ابوطالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ بئر زمزم کو درست کر رہے تھے حضور مکرم ﷺ کا معصوم بچپن تھا آپ ﷺ اپنے چچا کو پتھر لا کر دے رہے تھے آپ ﷺ نے اپنا تہبند اتارا اور اس پر پتھر ڈھونا شروع کر دیئے جب آپ عریاں ہوئے تو آپ فوراً بے ہوش ہو گئے۔ جب آپ ﷺ کو افاقہ ہوا تو حضرت ابوطالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سوال کیا کہ بیٹے ابھی آپ کو کیا ہو گیا تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا چچا جان! میرے پاس ایک آنے والا آیا اس نے سفید کپڑے

اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کے دشمنوں کو نیست ونابود کیا جس طرح کہ آپ ﷺ کی ولادت سے قبل اصحاب فیل کو تباہ کیا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو ایسی دائمی اور ابدی سرداری، عزت اور تکریم عطا فرمائی جو مخلوق میں سے کسی فرد کو بھی حاصل نہ ہوئی اللہ رب العزت نے حضرت شیماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا پر ایسی ہی دعا کو الہام کیا جس کا ثمر یا تو آپ ﷺ کو مل چکا تھا یا پھر آپ ﷺ کے مقدر میں تھا۔

..................O..................

اللہ علیک وسلم کو کیا ہے آپ صلی اللہ علیک وسلم ہمارے بتوں کی عید میں شرکت نہیں کرتے۔ وہ لوگ اصرار کرتے رہے حتیٰ کہ آپ ﷺ ان کے ساتھ وہاں چلے گئے پھر آپ ﷺ مرعوب ہو کر اور گھبرا کر واپس آ گئے۔ آپ ﷺ کی پھوپھیوں نے پوچھا "آپ کو کس چیز نے مرعوب کیا؟" آپ ﷺ نے فرمایا "میں ڈرتا ہوں کہ شیطان نے مجھے چھو نہ دیا ہو" انہوں نے کہا "اللہ تعالیٰ آپ ﷺ کو شیطان کی وجہ سے کسی آزمائش میں مبتلا نہیں کرے گا کیونکہ آپ ﷺ میں بہت سی عمدہ خوبیاں اور اچھے اوصاف پائے جاتے ہیں۔" انہوں نے پوچھا! آپ نے وہاں کیا دیکھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا "جب میں اس بڑے بت بوانہ کے پاس گیا تو میرے لئے ایک سفید اور طویل شخص ظاہر ہوا۔ اس نے مجھے پیچھے سے آواز دی یا محمد! صلی اللہ علیک وسلم اس بت کو ہرگز نہ چھونا۔ اس کے بعد آپ ﷺ نے اس عید میں کبھی بھی شرکت نہ کی۔

ابونعیم رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ میں نے زید بن عمرو ابن نفیل کو دیکھا کہ وہ ہر اس چیز پر عیب لگا رہا تھا جو اللہ کے علاوہ کسی اور کے نام پر ذبح کی گئی تھی۔ وہ قریش سے کہا کرتا تھا "بکری کو اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا آسمان سے اس کے لئے پانی اتارا زمین سے اس کے لئے چارہ پیدا کیا پھر تم اللہ کو چھوڑ کر بتوں کے نام پر اسے ذبح کرتے ہو" آپ ﷺ نے فرمایا "میں نے کبھی بھی اس چیز کو نہیں چکھا جو بتوں کے نام پر ذبح کی گئی ہو حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے رسالت عطا کر کے معزز کر دیا۔ گویا کہ جو کچھ آپ ﷺ نے زید بن عمرو سے سنا تھا۔ وہ اس چیز کو ترک کرنے کا سبب تھا جو بتوں کے نام پر ذبح کی گئی ہو گویا کہ پہلے جو چیز آپ کے پاس تھی یہ اس کی تاکید تھی ورنہ اس سے بچنے کا اصلی سبب یہ تھا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کی جاہلیت کی ہر برائی سے حفاظت کی تھی۔

ابونعیم اور ابن عساکر رحمہما اللہ تعالیٰ نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور ﷺ سے عرض کیا گیا کہ کیا آپ ﷺ نے کبھی کسی بت کی عبادت کی ہے آپ ﷺ نے فرمایا نہیں میں نے کبھی ان کی پوجا نہیں کی۔ پھر سوال کیا گیا کہ کیا آپ ﷺ نے کبھی شراب پی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا نہیں میں نے کبھی شراب کو ہاتھ نہیں لگایا میں ہمیشہ یہ سمجھتا رہا کہ اہل عرب کا یہ مذہب کفر ہے لیکن میں کتاب اور ایمان کو نہیں جانتا تھا یعنی مجھے ان کی طرف دعوت دینے کی کیفیت معلوم نہ تھی۔ آپ ﷺ نے فرمایا "جب سے سن پروان چڑھا ہوں میں نے ہمیشہ بتوں اور شعروں سے نفرت کی ہے۔"

ابونعیم، امام بیہقی اور حاکم رحمہم اللہ تعالیٰ نے روایت کیا ہے اور اسے صحیح حدیث کہا ہے۔

حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ایک تانبے کا بت تھا جس کا نام اساف یا نائلہ تھا مشرکین مکہ جب خانہ کعبہ کا طواف کرتے تھے تو اس کو چھوتے تھے میں نے حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے ساتھ خانہ کعبہ کا طواف کیا جب میں اس بت کے پاس سے گزرا تو میں نے اس کو چھوا رسول مکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا "اس کو مت چھوؤ" حضرت زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں ہم نے پھر طواف کیا میں نے دل میں کہا "اب میں اس پتھر کو ضرور چھوؤں گا پھر دیکھوں گا کہ کیا رونما ہوتا ہے" رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "کیا میں نے تجھے اس کو چھونے سے منع نہیں کیا" حضرت زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں اس ذات کی قسم جس نے آپ ﷺ کو عزت و توقیر عطا فرمائی اور آپ ﷺ پر کتاب نازل فرمائی اس کے بعد

زیب تن کرر کھے تھے اس نے مجھ سے کہا اپنے جسم کو ڈھانپ لو پہلی چیز جو حضور ﷺ نے خواب میں دیکھی وہ یہی تھی کہ آپ ﷺ اپنی شرمگاہ کو چھپالیں۔اس وقت آپ ﷺ ابھی بچے ہی تھے اس کے بعد ساری زندگی کسی شخص نے آپ ﷺ کی شرمِ گاہ کو نہیں دیکھا۔

آپ ﷺ سے اسی طرح کا ایک اور واقعہ اس وقت رونما ہوا جب قریش کعبہ مشرفہ کو تعمیر فرمارہے تھے۔حضرت امام بخاری اور حضرت امام مسلم رحمۃ اللہ علیہما نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور مکرم ﷺ کعبہ مکرمہ کے لئے پتھر لا رہے تھے آپ ﷺ نے تہبند باندھ رکھا تھا آپ کے چچا محترم حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا اے میرے مبارک بھتیجے! اگر آپ اپنے تہبند کو اتار کر اپنے کندھے پر رکھ لیں تو آپ کو پتھر ڈھونے میں آسانی ہوگی آپ ﷺ نے اپنا تہبند اتارا اور اسے اپنے کندھوں پر رکھ لیا آپ ﷺ اسی وقت بے ہوش ہو گئے۔اس کے بعد کسی وقت بھی آپ ﷺ کو عریاں نہیں دیکھا گیا ایک دوسری روایت میں یہ بھی ہے کہ اس وقت آپ ﷺ زمین پر گر پڑے آپ کی نگاہیں آسمان پر مرتکز تھیں۔پھر آپ کھڑے ہو گئے آپ نے پوچھا میرا تہبند کہاں ہے۔آپ نے تہبند لے کر فوراً باندھ لیا۔

امام بیہقی اور ابونعیم رحمہما اللہ تعالیٰ نے حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے کہ میں اور میرا بھتیجا حضرت محمد ﷺ پتھر اٹھا رہے تھے ہمارے تہبند ایک پتھر کے نیچے تھے۔جب وہاں بہت سے لوگ جمع ہو گئے میں بھی پتھر اٹھانے میں مشغول تھا میرا پیارا بھتیجا (ﷺ) میرے آگے آگے تھا آپ ﷺ فوراً نیچے گر پڑے۔میں ڈورتا ہوا آپ ﷺ کے پاس آیا آپ ﷺ آسمان کی طرف دیکھ رہے تھے میں نے پوچھا بیٹا آپ ﷺ کو کیا ہوا ہے آپ ﷺ کھڑے ہو گئے اپنا تہبند باندھا اور کہا مجھے عریاں چلنے سے روک دیا گیا ہے میں لوگوں سے یہ واقعہ چھپایا کرتا تھا تا کہ لوگ انہیں مجنون نہ کہیں۔

امام بیہقی اور ابونعیم رحمۃ اللہ علیہما نے ابوالطفیل سے روایت کیا ہے کہ جب کعبہ معظمہ کی تعمیر کی گئی تو لوگ پتھروں کو اٹھا کر لا رہے تھے۔ان لوگوں میں رسول اللہ ﷺ بھی موجود تھے آپ بھی پتھر اٹھا کر لا رہے تھے آپ ﷺ کی شرم گاہ سے کپڑا اتر جاتا ہے صدائے غیبی آتی ہے اے محمد! صلی اللہ علیک وسلم اپنی شرمگاہ کو ڈھانپ لو یہ پہلی آواز تھی جو آپ کو غیب سے سنائی دی اس سے پہلے یا بعد کبھی بھی آپ ﷺ کی شرم گاہ عریاں نہ ہوئی۔

ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ حضرت ام ایمن رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے مجھے بتایا کہ زمانہ جاہلیت میں لوگ ''بوانہ'' کے پاس عید مناتے تھے بوانہ ایک پتھر تھا قریش اس کی پوجا کرتے تھے۔اس کی تعظیم کرتے اور اس کے لئے قربانیاں کرتے تھے وہ سال میں ایک دن کے لئے اس پتھر کے سامنے اعتکاف میں بیٹھتے تھے حضرت ابوطالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی قوم کے ساتھ وہاں جاتے تھے قریش نے آپ ﷺ کو وہاں جانے کے لئے مجبور کیا لیکن آپ ﷺ نے انکار کر دیا حتیٰ کہ میں نے ابوطالب کو دیکھا وہ بھی آپ ﷺ پر شدید ناراض تھے اور آپ کی پھوپھیاں بھی آپ پر بہت ناراض تھیں۔ان خواتین نے آپ ﷺ سے یہ کہنا شروع کر دیا کہ اے محمد! صلی اللہ علیک وسلم آپ جو ہمارے بتوں کی پوجا سے اجتناب کرتے ہیں ہمیں اس سے خوف ہے کہ آپ صلی اللہ علیک وسلم کو کوئی نقصان نہ ہو۔آپ صلی

واپس آجاؤں۔ جب میں مکہ آیا تو اس رات کی طرح میں نے دف، باجے اور مزامیر کی آواز کو سنا میں اس محفل میں بیٹھ گیا اسی وقت میری آنکھوں میں نیند کا غلبہ ہو گیا اللہ کی قسم مجھے سورج کی شعاعوں نے جگایا میں اپنے ساتھی کے پاس آیا اس نے مجھ سے کہا رات بھر تو نے کیا کیا میں نے اپنے ساتھ رونما ہونے والا واقعہ اس کو سنا دیا۔ قسم بخدا! اس کے بعد میں نے نہ ہی ایسی جگہ جانے کا ارادہ کیا اور نہ ہی ایسی جگہ پر گیا حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ نے تاج نبوت میرے سر پر سجا دیا۔ امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس حدیث کی اسناد حسن اور متصل ہے اور اس کے راوی ثقہ ہیں۔

حضرت امام مسلم اور حضرت امام بخاری رحمہما اللہ تعالیٰ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان نازل ہوا: وَاَنْذِرْ عَشِیْرَتَکَ الْاَقْرَبِیْنَ ۙ﴿۲۱۴﴾ (الشعراء:214)'' اور آپ ڈرایا کریں اپنے قریبی رشتہ داروں کو'' تو رسول مکرم ﷺ نے تمام قریش کو بلایا اور ان سے فرمایا کہ اگر میں تم سے کہوں کہ اس پہاڑ کے پیچھے میدان میں ایک لشکر جرار ہے تو کیا تم میرے اس قول کی تصدیق کرو گے۔ قریش کے لوگ کہنے لگے ہم ضرور آپ کی تصدیق کریں گے کیونکہ آپ ﷺ نے کبھی بھی جھوٹ نہیں بولا۔ آپ ﷺ نے فرمایا ''میں تمہیں شدید عذاب سے ڈرانے والا ہوں'' آپ ﷺ کی جو بھی ضرورت ہوتی آپ ﷺ ان میں ضرور کامیاب ہوتے۔

حاکم رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا ہے اور اس حدیث کو صحیح کہا ہے کندیر بن سعید نے اپنے باپ سے روایت کیا ہے کہ میں زمانہ جاہلیت میں حج کر رہا تھا میں نے ایک شخص کو دیکھا جو بیت اللہ کا طواف کر رہا تھا اور اپنی زبان سے یوں عرض کناں تھا:

یَا رَبِّ رُدِّ وَاصْطَنِعْ عِنْدِیْ یَدًا　　رُدِّ اِلَیَّ رَاکِبِیْ مُحَمَّدًا

''اے مولا! میرے شاہ سوار محمد عربی ﷺ کو واپس لوٹا اے پروردگار انہیں واپس کر اور مجھ پر احسان فرما۔''

میں نے لوگوں سے پوچھا کہ یہ کون ہے لوگوں نے مجھے کہا کہ یہ عبدالمطلب ہیں انہوں نے اپنے بیٹے کو اونٹ کی تلاش میں بھیجا ہے ان کے بیٹے کی شان یہ ہے کہ وہ جس ضرورت کے لئے بھی جاتے ہیں اس میں ضرور کامیاب ہوتے ہیں لیکن اب انہیں کچھ دیر ہو گئی ہے تھوڑی ہی دیر گزری تھی کہ حضور ﷺ اونٹ کو لے کر وہاں پہنچ گئے۔

آپ ﷺ کے جد امجد حضرت عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وفات کے بعد آپ ﷺ کی کفالت حضرت ابوطالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کی۔ ان کے پاس مال و دولت کی بہتات نہ تھی ان کے اہل خانہ جب آپ ﷺ کی معیت میں کھانا نہ کھاتے تو وہ جی بھر کر نہ کھا سکتے تھے اور جب وہ حضور مکرم ﷺ کے ساتھ کھانا کھاتے تو وہ خوب سیر ہو کر کھانا کھاتے۔ جب حضرت ابوطالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے اہل خانہ کو کھانا کھلانا چاہتے تو انہیں کہتے'' اس وقت تک کھانا نہ کھانا جب تک میرا بیٹا بھی کھانے میں شریک نہ ہو جائے۔ سید المرسلین ﷺ تشریف لاتے آپ ان کے ساتھ کھانا کھاتے تو وہ خوب جی بھر کر کھانا کھا لیتے حتیٰ کہ کھانا بچ جاتا جب نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم پہلے دودھ نوش فرما لیتے اور پھر حضرت ابوطالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھر والے اس برتن سے دودھ پیتے تو تمام اہل خانہ ایک ہی برتن سے سیراب ہو جاتے اور اگر آپ ﷺ سے پہلے کوئی آدمی اس برتن سے دودھ پی لیتا تو وہ آدمی بھی اس سے سیراب نہیں ہو سکتا تھا حضرت ابوطالب رضی

میں کسی بھی پتھر کے لئے نہیں جھکا حتیٰ کہ اللہ رب العزت نے آپ ﷺ کے سر پر رسالت کا تاج سجایا اور قرآن پاک کو آپ پر نازل فرمایا۔

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے عروہ بن زبیر سے روایت کیا ہے وہ کہتے ہیں کہ مجھے حضرت خدیجہ بنت خویلد رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ایک پڑوسی نے بتایا کہ میں نے رسول مکرم ﷺ کو حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے یہ فرماتے ہوئے سنا اے خدیجہ! اللہ کی قسم! میں نہ کبھی لات کی عبادت کروں گا اور نہ کبھی عزیٰ کی عبادت کروں گا۔

ابویعلی، ابن عدی، امام بیہقی اور ابن عساکر رحمہم اللہ تعالیٰ علیہ نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور ﷺ نے مشرکین کے ساتھ ان کے اجتماع میں جانے کا ارادہ فرمایا تو آپ ﷺ نے اپنے پیچھے سے دو فرشتوں کی آواز سنی۔ ایک فرشتہ اپنے ساتھی سے کہہ رہا تھا "آؤ ہم رسول اللہ ﷺ کے پیچھے کھڑے ہوتے ہیں" دوسرے نے کہا ہم آپ ﷺ کے پیچھے کیسے کھڑے ہو سکتے ہیں حالانکہ آپ ﷺ بتوں کے سامنے جھکنے والوں کے ساتھ جا رہے ہیں۔ یہ سن کر حضور اکرم ﷺ نے مشرکین کے ساتھ آئندہ نہ جانے کا عہد کیا۔

الطبرانی اور بیہقی رحمہما اللہ تعالیٰ نے "اِنَّمَا عَهِدَ بِاِسْتِلَامِ الْاَصْنَامِ" کا مفہوم لکھا ہے کہ آپ ﷺ ان لوگوں کے ساتھ وہاں گئے تھے جو بتوں کے لئے جھکتے تھے نہ کہ آپ وہاں بتوں کو سلام کرنے گئے۔ علامہ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ لوگوں نے عثمان ابن شیبہ پر اس حدیث کا انکار کیا انکار کی بڑی وجہ فرشتے کا یہ قول تھا "عَهِدَهٗ بِاِسْتِلَامِ الْاَصْنَامِ" اس کا ظاہری معنی تو یہی ہے کہ آپ نے وہاں جانے کا عہد کیا لیکن اس کا حقیقی مفہوم یہ ہے کہ آپ ﷺ نے مشرکین کے ساتھ وہاں جانے کا ارادہ فرمایا تھا۔ بتوں کو سلام کرنے یا ان کے لئے جھکنے کا ارادہ نہیں فرمایا تھا ابن راھویہ وغیرہ نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے روایت کیا ہے آپ نے فرمایا کہ میں نے حضور ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ میں نے بچپن میں صرف دو مرتبہ ایسے کام کرنے کا ارادہ کیا جو زمانہ جاہلیت کے لوگ عموماً کرتے تھے لیکن دونوں مرتبہ میرے رب کریم نے مجھے بچا لیا جب میں اہل مکہ کی بکریاں چرایا کرتا تھا تو میں بھی دوسرے چرواہوں کے ساتھ مکہ سے باہر ہی رات بسر کرتا تھا ایک رات میں نے اپنے ساتھی چرواہے سے کہا آج تم میری بکریوں کا خیال رکھنا میں مکہ جاتا ہوں اور جہاں قصے، کہانیوں کی محفلیں جمی ہیں میں ان میں شرکت کرنا چاہتا ہوں میرے ساتھی نے میری بکریوں کی حفاظت کی حامی بھر لی اور میں مکہ میں آیا جب میں مکہ کے قریب پہنچا تو مجھے گانوں، دف کے بجانے اور مزامیر کی آوازیں سنائی دیں میں نے پوچھا یہ کون لوگ ہیں جو دف بجا رہے ہیں اور گا رہے ہیں مجھے بتایا گیا کہ فلاں مرد کی فلاں عورت کے ساتھ شادی ہے اس لئے یہ راگ رنگ کا سماں ہے میں وہاں سننے کے لئے بیٹھا ہی تھا کہ مجھے نیند نے آلیا میری آنکھ لگ گئی میں رات بھر سویا رہا جب سورج چڑھا اور اس کی گرم کرنیں میرے جسم کو جلانے لگیں تو میری آنکھیں کھلیں میں اٹھا اور اپنے ساتھی کے پاس لوٹ آیا۔ اس نے مجھ سے پوچھا بتاؤ رات کیسی گزری مجھ پر جو بیتی تھی وہ میں نے اسے سنا دی۔

پھر ایک شب میں نے اس ساتھی سے کہا کہ تم میری بکریوں کی حفاظت کرو حتیٰ کہ میں مکہ میں جا کر قصے اور کہانیاں سن کر

لبالب بھر گئے کچھ عرصہ بعد ہر طرف سبز گھاس لہلہانے لگی مرجھائے ہوئے درخت سرسبز وشاداب ہو گئے۔

بعثت کے بعد جب کفار مکہ نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اذیت دینا شروع کی تو حضرت نے اپنی قوم کو حضور ﷺ کا وہ احسان یاد دلایا اور آپ ﷺ کی اس عظیم برکت کا ذکر کیا:

وَاَبْیَضُ یُسْتَسْقَی الْغَمَامُ بِوَجْھِہٖ ثِمَالُ الْیَتَامٰی وَعِصْمَۃٌ لِّلْاَرَامِلِ

''ان کی سفید رنگت ہے ان کے رخ انور کا واسطہ دے کر بارش کی بھیک مانگی جاتی ہے وہ یتیموں کی پناہ ہیں اور بیواؤں کی عصمت کے محافظ ہیں۔

یَلُوْذُ بِہِ الْھُلَّاکُ مِنْ اٰلِ ھَاشِمٍ فَھُمْ عِنْدَہٗ فِیْ نِعْمَۃٍ وَّفَوَاضِلِ

خاندان ہاشم کے مسکین ہلاک ہونے سے اس کے دامن کرم میں پناہ لیتے ہیں پس وہ لوگ آپ کے پاس ہر قسم کے انعامات اور احسانات سے مالا مال کر دیئے جاتے ہیں۔''

سیرت نبویہ میں ہے کہ اس بارش کی دعا کا مشاہدہ حضرت ابو طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کیا تھا۔ اسی قسم کا واقعہ حضرت ابو طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پہلے بھی رونما ہو چکا تھا خطابی نے روایت کیا ہے کہ حضرت عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ میں بھی اسی طرح شدید قحط پڑا تھا۔ آپ اپنی قوم کے ساتھ کوہ ابوقبیس پر چلے گئے۔ حضور اکرم ﷺ بھی حضرت عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ تھے۔ انہوں نے آپ ﷺ کو اپنے کندھوں پر اٹھایا ہوا تھا اس وقت آپ بالکل کمسن تھے آپ نے اپنے رب سے بارش کی دعا مانگی تو اسی وقت فوراً باران رحمت کا نزول شروع ہو گیا۔

حضرت امام زہری رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا ہے کہ جب آپ ﷺ کی عمر مبارک چھ سال ہوئی تو آپ ﷺ کی والدہ ماجدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا آپ ﷺ کو لے کر حضرت عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ننھیال تشریف لے گئیں۔ ان کے ننھیال قبیلہ عدی بن النجار میں تھے جو مدینہ میں سکونت پذیر تھا۔ حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ساتھ ان کی ایک کنیز ام ایمن تھیں۔ ان کا نام برکت تھا اور ان کا تعلق حبشہ سے تھا آپ ﷺ کی والدہ محترمہ نے وہاں ایک ماہ قیام کیا حضور ﷺ ہجرت کے بعد کبھی کبھی ان یادوں کو تازہ فرمایا کرتے تھے۔ آپ ﷺ نے ایک گھر کو دیکھا تو فرمایا اس جگہ میری امی جان مجھے لے کر تشریف فرما ہوئی تھیں میں (ﷺ) نے عدی بن نجار کے تالاب میں تیرا کی سیکھی تھی اور قوم یہود مجھے دیکھا کرتی تھی حضرت ام ایمن رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے ایک یہودی کو یہ کہتے ہوئے سنا ''یہ بلند بخت بچہ اس امت کا نبی ہوگا اور یہ شہر اس کی ہجرت گاہ ہوگا'' پھر آپ کی والدہ معظمہ ان کو لے کر مکہ واپس آ گئیں۔
ابو نعیم رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا ہے کہ حضور مکرم ﷺ فرماتے ہیں کہ مجھے یہودیوں کے ایک آدمی نے دیکھا اس نے مجھ سے سوال کیا اے بچے! تیرا نام کیا ہے۔ میں نے کہا میرا نام احمد ہے اس نے میری پشت مبارک کو دیکھا۔ میں نے سنا وہ کہہ رہا تھا ''یہ اس امت کا نبی ہوگا'' پھر وہ اپنے دیگر یہودی بھائیوں کی طرف بھاگ کر گیا اور انہیں اس کی خبر دی۔ ان یہودیوں نے یہ بات میری امی جان کو بتائی۔ انہیں میرے بارے میں خوف لاحق ہوا۔ ہم مدینہ طیبہ سے چلے آئے جب ہم مقام ''ابواء'' پر

اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے تھے "اِنَّکَ لَمُبَارَکٌ" اے میرے بیٹے! تو سراپا برکت ویمن ہے۔ حضرت ابوطالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی اولاد کو صبح سویرے کوئی چیز دیا کرتے تھے جس کو کھا کر وہ نیند سے بیدار ہو جاتے تھے لیکن حضور اکرم ﷺ اس چیز کو ان بچوں کے ساتھ نہ کھایا کرتے تھے اور آپ ﷺ کا اس وقت نہ کھانا حیاء، نفس کی طہارت اور دل کی قناعت کی وجہ سے تھا اور یہ کھانا جو حضرت ابوطالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی اولاد کو دیا کرتے تھے یہ صبح اور شام کے کھانے کے علاوہ تھا جب حضرت ابوطالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ دیکھتے کہ آپ ان بچوں کے ساتھ کھانا تناول نہیں فرمار ہے ہے تو وہ آپ کو علیحدہ کھانا پیش کر دیتے۔ عام بچے جب بیدار ہوتے تو ان کے بال بکھرے ہوئے آنکھیں چپکی ہوئیں چہرے زردی مائل اور کملائے ہوئے ہوتے لیکن جب حضور ﷺ بیدار ہوتے تو آپ کا ہشاش بشاش چہرہ آئینے کی طرح صاف ہوتا آنکھیں سرگیں اور موئے مبارک ایسے ہوتے جیسے ابھی کسی نے تیل لگا کر کنگھی کردی ہو۔ گویا کہ اللہ تعالیٰ کی مہربانی کی وجہ سے آپ بہت عمدہ زندگی گزار رہے تھے۔

حضرت ام ایمن رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے کبھی بھی حضور اکرم ﷺ کو بھوک کی شکایت کرتے ہوئے نہیں سنا اور نہ ہی کبھی ساری زندگی پیاس کا شکوہ کیا آپ ﷺ صبح کے وقت آبِ زمزم پیتے تھے اکثر ہم آپ ﷺ کو صبح کا ناشتہ پیش کرتے تو آپ فرماتے مجھے بھوک نہیں۔ بعض اوقات آپ گھر والوں کے ساتھ ناشتہ کرتے تھے حضرت ابوطالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ ﷺ کو اپنی اولاد سے زیادہ پیار کرتے تھے آپ ﷺ ہمیشہ اپنے چچا کے پہلو میں سوتے تھے۔ جب آپ ﷺ بیدار ہوتے تو آپ کے چچا بھی بیدار ہو جاتے تھے۔

ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ نے جلہمہ بن عرفطہ سے روایت کی ہے وہ کہتے ہیں کہ میں مکہ گیا وہاں شدید قحط سالی تھی عرصہ دراز سے پانی کی ایک بوند بھی نہیں ٹپکی تھی ایک شخص نے اہل مکہ سے کہا چلو لات وعزیٰ کے پاس چلتے ہیں وہاں جا کر فریاد کرتے ہیں ایک اور شخص بولا منات کے پاس بھی چلتے ہیں اس وقت ایک بزرگ نمودار ہوئے وہ بہت حسین وجمیل تھے ان کی رائے بھی بہت صائب تھی انہوں نے کہا تم کہاں کہاں مارے مارے بھٹکتے پھر رہے ہو جبکہ تمہارے پاس حضرت ابراہیم واسماعیل علیہما السلام کی ایک یادگار موجود ہے لوگوں نے پوچھا تمہارا مطلب یہ ہے کہ ہم ابوطالب کے پاس چلیں اس بزرگ نے کہا بے شک۔ میرا یہی مطلب ہے سب لوگ کھڑے ہو گئے میں بھی ان کے ساتھ کھڑا ہو گیا ہم نے جا کر ابوطالب کا دروازہ کھٹکھٹایا آپ باہر نکلے سب لوگ آپ کی طرف دوڑے۔ عرض کی اے ابوطالب! قحط سالی نے ساری وادی کو جلا کر رکھ دیا ہے بال بچے بھوک سے بلک رہے ہیں تشریف لائیے اور بارش کے لئے دعا مانگئے۔ حضرت ابوطالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سب کے ہمراہ روانہ ہوئے ان کے ساتھ ایک نوخیز نوجوان (حضور ﷺ) بھی تھا یوں معلوم ہوتا تھا کہ مہر درخشاں ابھی بادلوں کی اوٹ سے نکلا ہے۔ حضور اکرم ﷺ کے اردگرد کئی اور بھی آپ کے ہم عمر تھے۔ حضرا ابوطالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ کو پکڑا اور آپ ﷺ کی پشت خانہ کعبہ کے ساتھ لگادی اس نوجوان نے سراپا عجز ونیاز بن کر دعا کے لئے ہاتھ اٹھائے اس وقت آسمان پر بادل کا نام ونشان تک نہ تھا آپ کے مبارک ہاتھ اٹھتے ہی جگہ جگہ سے بادل کی ٹکڑیاں نمودار ہونے لگیں چند ہی لمحوں میں بادل امڈ کر آئے اور بارش برسنے لگی ایسی موسلا دھار بارش برسی کہ ساری وادیاں پانی سے لبریز ہو گئیں سارے میدان

لگے۔ ہر قبیلہ یہی تمنا کرتا تھا کہ یہ شرف اسے نصیب ہو۔ قریب تھا کہ خونریز جنگ شروع ہو جاتی۔ پھر انہوں نے کہا کہ ہمارا فیصلہ وہ شخص کرے گا جو سب سے پہلے خانہ کعبہ میں داخل ہوگا۔ حضور مکرم ﷺ سب سے پہلے خانہ کعبہ میں داخل ہوئے حضور مکرم ﷺ نے ان کا فیصلہ اس طرح کیا کہ انہیں ایک کپڑا لانے کا حکم دیا حجر اسود کو اس کپڑے کے وسط میں رکھا پھر ہر قبیلہ کے سردار کو بلایا اور اسے چادر کے ایک کونے کو پکڑنے کے لئے کہا جب پتھر کو اس کے مقام تک اٹھا لیا گیا تو سید المرسلین ﷺ نے اپنے دست اقدس سے پتھر کو اس جگہ پر نصب کر دیا۔ اسی طرح آپ ﷺ نشو و نما پاتے رہے لوگ آپ ﷺ سے اتنے خوش تھے کہ وہ نزول وحی سے قبل ہی آپ ﷺ کو ''امین'' کے لقب سے یاد کرتے تھے وہ اپنے اونٹوں کو اس وقت تک ذبح نہ کرتے جب تک وہ آپ کو تلاش نہ کر لیتے تھے اور آپ ﷺ ان کے لئے دعا نہ فرما لیتے تھے۔ ابن سعد اور ابونعیم رحمہما اللہ تعالیٰ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما اور حضرت محمد ابن جبیر بن مطعم رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا ہے کہ جب حضور اکرم ﷺ نے حجر اسود کو اپنے مقام پر رکھا تو نجد کا ایک آدمی اٹھا تا کہ آپ ﷺ کو ایک پتھر پکڑائے جو حجر اسود کے لئے وہاں سہارا بنے لیکن حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کو روک دیا حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خود وہ پتھر حضور ﷺ کو پکڑایا تا کہ اس سے حجر اسود کو سہارا دیا جا سکے اس وجہ سے وہ نجدی ناراض ہو گیا اس نے بلند آواز سے کہا ہائے اس قوم پر افسوس! جو عز و شرف کی مالک ہے جو عقل و دانش کی امین ہے جن کے پاس مال و دولت کی کثرت ہے۔ جس میں بڑے بڑے بزرگ بیٹھے ہوئے ہیں انہوں نے اس آدمی پر اعتماد کیا ہے جو عمر میں ان تمام سے چھوٹا ہے۔ اس کے پاس مال کی بھی قلت ہے۔ انہوں نے اس غریب آدمی کی عزت و توقیر میں اضافہ کرتے ہوئے اسے اس شرف کے لئے منتخب کیا ہے پھر وہ آدمی ان لوگوں کے سامنے زمین پر گر پڑا گویا کہ وہ ان تمام کا خادم ہے۔ اللہ کی قسم یہ ان کی پیشوائی کو ختم کر دے گا اور ان کے مابین حصے اور ٹکڑے تقسیم کرے گا۔ کہا جاتا ہے کہ وہ نجدی ''ابلیس'' تھا لَعَنَهُ اللّٰهُ۔

ابن سعد اور ابن عساکر رحمہما اللہ تعالیٰ نے داؤد ابن الحصین سے روایت کیا ہے کہ لوگ کہتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ اس حالت میں عالم شباب کو پہنچے کہ آپ مروت میں تمام قوم سے افضل تھے۔ خلق میں سب سے اعلیٰ تھے۔ حسن معاشرت میں سب سے معزز تھے۔ آپ ﷺ ایک عمدہ بہترین پڑوسی تھے آپ ﷺ سب سے زیادہ حلیم اور سب سے زیادہ امین تھے آپ ﷺ سب سے زیادہ سچ گو تھے فحش اور بے حیائی سے بہت دور تھے۔ آپ ﷺ نے کبھی بھی لڑائی جھگڑا نہیں کیا تھا حتیٰ کہ قوم عرب آپ کو ''امین'' کے دلنواز لقب سے یاد کرتی تھی۔ ابونعیم رحمۃ اللہ علیہ نے مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ مجھے میرے غلام عبداللہ بن سائب نے بیان کیا کہ میں زمانہ جاہلیت میں حضور ﷺ کے ساتھ شریک تھا جب میں مدینہ طیبہ آیا تو حضور اکرم ﷺ نے مجھ سے پوچھا ''کیا تو مجھے جانتا ہے'' میں نے کہا ہاں آپ صلی اللہ علیک وسلم میرے شریک تھے یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم آپ کتنے اچھے شریک تھے جو نہ الزام لگاتے تھے اور نہ ہی شک کرتے تھے۔

ابوداؤد، ابویعلی، ابن مندہ اور خرائطی رحمہم اللہ تعالیٰ نے حضرت عبداللہ بن ابی الحمساء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے کہ میں نے بعثت سے قبل رسول کریم ﷺ سے ایک مرتبہ کوئی بیع کی آپ ﷺ کی میرے ذمہ کچھ رقم تھی میں نے وعدہ کیا کہ

پہنچے تو میری والدہ ماجدہ انتقال کر گئیں اور اسی مقام پر ہی آپ کو دفن کر دیا گیا۔ بعض علماء فرماتے ہیں کہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو مقام ''حجون'' میں دفن کیا گیا۔ بعض علماء نے ان دونوں روایات کو اس طرح جمع کیا ہے کہ پہلے آپ کو ابواء کے مقام پر دفن کیا گیا پھر وہاں سے مکہ مکرمہ میں منتقل کر کے مقام ''حجون'' میں دفن کیا گیا۔ ابواء مکہ اور مدینہ کے درمیان ایک جگہ کا نام ہے۔ وفات کے وقت حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی عمر تقریباً بیس سال تھی۔

حضور مکرم ﷺ نے ایک مرتبہ یمن کا سفر کیا اس وقت آپ ﷺ کی عمر مبارک تقریباً دس سال تھی۔ آپ ﷺ کے اس سفر میں آپ کے چچا زبیر آپ کے ہمراہ تھے۔ وہ ایک وادی میں سے گزرے اس وادی میں ایک نر اونٹ تھا جو ہر گزرنے والے کو تنگ کرتا تھا جب اس اونٹ نے حضور اکرم ﷺ کی زیارت کی تو وہ فوراً زمین پر بیٹھ کر اپنا سینہ زمین پر رگڑنے لگا۔ حضور اکرم ﷺ اپنے اونٹ سے نیچے اترے اس اونٹ پر سوار ہو کر پوری وادی کو عبور کیا۔ اس کے بعد اس اونٹ کو چھوڑ دیا جب سفر سے واپس لوٹے تو وہ ایک ایسی وادی سے گزرے جو پانی سے لبریز تھی وہاں پانی موجزن تھا حضور ﷺ نے اہل قافلہ سے کہا تم میری پیروی کرو آپ ﷺ اس وادی میں داخل ہو گئے تمام لوگ آپ کے پیچھے پیچھے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی برکت سے اس وادی کے تمام پانی کو خشک کر دیا۔ جب وہ کاروان مکہ پہنچا تو لوگوں نے حضور اکرم ﷺ کے دست اقدس سے رونما ہونے والے واقعات سنائے۔ لوگوں نے کہا یہ بچہ نرالی شان والا ہے۔

جب قریش خانہ کعبہ کی تعمیر کر رہے تھے تو اس وقت بھی حضور مکرم ﷺ وہاں موجود تھے اس وقت آپ ﷺ کی عمر مبارک پینتیس سال تھی۔ کعبہ کی تعمیر کی ضرورت اس لئے پیش آئی کیونکہ سیلاب آیا اس کا پانی خانہ کعبہ میں داخل ہو گیا جس کی وجہ سے ان کی دیواروں کو نقصان پہنچا اس کا ایک اور سبب بھی بیان کیا جاتا ہے کہ ایک عورت نے آگ جلائی اس کا ایک شرارہ خانہ کعبہ کے دروازے پر آ کر گرا جس کی وجہ سے خانہ کعبہ کی دیواریں جل گئیں جب قریش مکہ نے اس کو تعمیر کیا اور حجر اسود رکھنے کا ارادہ کیا تو وہ آپس میں جھگڑنے لگے انہوں نے کہا ہمارے درمیان وہ شخص فیصلہ کرے گا جو سب سے پہلے باب بنی شیبہ سے داخل ہوگا اس دروازے سے سب سے پہلے داخل ہونے والی حضور اکرم ﷺ کی ذات تھی۔ لوگوں نے آپ ﷺ کو تمام حالات بتائے۔ آپ ﷺ نے ایک کپڑا لانے کا حکم دیا حجر اسود کو اس کپڑے کے درمیان رکھا اور قریش کے قبائل کے ہر سردار کو کپڑے کا ایک ایک کونہ پکڑنے کا حکم دیا انہوں نے اس طرح پتھر کو اٹھایا پھر حضور اکرم ﷺ نے اس پتھر کو پکڑا اور اپنے دست اقدس سے اس مقام پر نصب کر دیا۔

امام سہیلی رحمۃ اللہ علیہ نے ذکر کیا ہے کہ ابلیس شیخ نجدی کی شکل میں ان کے پاس موجود تھا وہ بلند آواز میں چیخ اٹھا اے قوم قریش! کیا تم راضی ہو گئے ہو کہ اس حجر اسود کو جو تمہارے لئے سراپا شرف ہے ایک یتیم بچہ اپنی جگہ پر رکھے لیکن تمہارے اکابرین اس شرف سے محروم رہیں قریب تھا کہ اس شرارت کی آگ پھر ان میں بھڑک اٹھتی لیکن تمام لوگ خاموش ہو گئے۔

یعقوب بن سفیان اور امام بیہقی رحمہما اللہ تعالیٰ نے ابن شہاب رحمۃ اللہ علیہ سے اس روایت کو ان الفاظ کے ساتھ بیان کیا ہے ''جب قریش مکہ نے کعبہ کو تعمیر کیا وہ حجر اسود کے مقام تک پہنچے تو تمام قبائل حجر اسود کو اپنی جگہ پر رکھنے کے لئے جھگڑنے

اجرت دوں گی۔'' حضور ﷺ نے یہ پیغام حضرت ابو طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو سنایا تو حضرت ابو طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا'' یہ وہ رزق ہے جو اللہ تعالیٰ نے آپ کی طرف بھیجا ہے۔'' حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم سامان تجارت لے کر گئے۔ آپ ﷺ کے ساتھ حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا غلام میسرہ بھی تھا۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اپنے غلام سے فرمایا'' ان کے کسی حکم سے سرتابی نہ کرنا اور نہ ہی ان کی کسی رائے کی مخالفت کرنا۔'' آپ کے تمام چچاؤں نے اس قافلہ کو الوداع کہا آپ ﷺ کے اس تمام سفر میں بادل آپ پر سایہ فگن رہا حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بڑی شرف وقدر والی تاجرہ تھیں وہ بہت زیادہ مالدار تھیں وہ بہت سا سامان شام کی طرف بھیجا کرتی تھیں ان کے سامان کی تعداد قریش کے تمام سامان کے برابر ہوتی تھی۔ وہ لوگوں کو اجرت دے کر تجارت کے لئے بھیجا کرتی تھیں۔ قریش ایک تاجر پیشہ قوم تھی ان میں سے جو تاجر نہ ہوتا وہ ان کے نزدیک ایک بے حیثیت انسان ہوتا تھا۔ حضور اکرم ﷺ سامان تجارت لے کر روانہ ہوئے۔ حتیٰ کہ آپ ﷺ بصریٰ کے بازار تک پہنچے آپ ﷺ نے ایک درخت کے نیچے نزول اجلال فرمایا اس درخت کے قریب ہی نسطورا راہب کا کنیسہ تھا نسطورا میسرہ کا واقف تھا اس نے پوچھا اے میسرہ! یہ ہستی جو اس درخت کے نیچے آرام فرما ہے وہ کون ہے؟ میسرہ نے جواب دیا ان کا تعلق قبیلہ قریش کے ساتھ ہے جو حرم کے رہائشی ہیں۔ اس راہب نے کہا اس درخت کے نیچے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بعد کسی نبی نے ہی کھڑا ہونا تھا ایک روایت میں ہے کہ وہ راہب آپ ﷺ کے قریب ہوا ان علامات کو جو کہ ان کی کتابوں میں مذکور تھیں کو پہچان لینے کے بعد اس نے آپ ﷺ کے سر مبارک اور قدمین شریفین کو بوسہ دیا اور کہا: اٰمَنْتُ بِکَ وَاَشْھَدُ اَنَّکَ الَّذِیْ ذَکَرَہُ اللّٰہُ فِی التَّوْرَاۃِ۔'' میں آپ ﷺ پر ایمان لاتا ہوں اور گواہی دیتا ہوں کہ آپ ﷺ ہی وہ ذات ہیں جن کا ذکر مبارک اللہ تعالیٰ نے تورات میں کیا ہے۔'' جب اس راہب نے آپ ﷺ کی مہر نبوت کو دیکھا تو اس نے اسے بھی بوسہ دیا۔ ایک روایت میں آتا ہے کہ اس نے کہا اے محمد! صلی اللہ علیک وسلم میں نے وہ تمام علامات آپ صلی اللہ علیک وسلم میں دیکھ لی ہیں جو آپ صلی اللہ علیک وسلم کی نبوت پر دلالت کرتی ہیں اور یہ علامات سابقہ کتب میں بھی موجود ہیں صرف ایک علامت میں نے نہیں دیکھی میرے لئے اپنا شانہ مبارک کو عریاں کیجئے۔ آپ ﷺ نے اپنے شانہ اقدس سے کپڑا ہٹایا وہاں اس نے مہر نبوت کو درخشاں دیکھا۔ وہ فوراً جھکا اور مہر نبوت کے بوسے لینے لگا اور کہنے لگا'' میں گواہی دیتا ہوں کہ کہ آپ ﷺ ہی اللہ کے رسول، نبی اور امی ہیں جن کی بشارت حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے دی تھی۔'' انہوں نے فرمایا تھا کہ میرے بعد اس درخت کے نیچے صرف رسول ہاشمی، عربی، مکی ہی تشریف فرما ہوں گے جو حوض کوثر، شفاعت اور لواء الحمد کے مالک ہیں۔ اس مبارک درخت کا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زمانہ سے لے کر حضور اکرم ﷺ کے زمانہ تک باقی رہنا ایک معجزہ تھا۔ وہ زیتون کا درخت تھا کیونکہ اس درخت کی عمر تین ہزار سال ہوتی ہے۔ اس میں بھی کوئی مانع نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اس درخت کو دوبارہ تخلیق کیا ہوتا کہ حضور نبی کریم ﷺ اس کے نیچے تشریف فرما ہوں۔ اس درخت کا مقصد ہی یہ تھا کہ اس کے نیچے حضور ﷺ تشریف فرما ہوں اور وہ آپ ﷺ پر سایہ کناں ہو جائے اسی وجہ سے آپ ﷺ کے علاوہ کسی اور شخص نے اس کے نیچے قیام نہ کیا۔

میں ابھی ابھی اسی جگہ آپ کے پاس رقم لے کر آ جاتا ہوں میں گھر گیا لیکن میں واپس آنا بھول گیا مجھے تیسرے دن اپنا وعدہ یاد آیا جب میں رقم لے کر اسی جگہ پر آیا تو میں نے دیکھا کہ اللہ کے رسول ﷺ اسی جگہ پر ہی تشریف فرما ہیں آپ ﷺ نے مجھے صرف یہ فرمایا ''تو نے مجھے بہت تکلیف دی ہے میں تین دن سے یہاں تیرا انتظار کر رہا ہوں'' ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ربیع بن خیثم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے کہ زمانہ جاہلیت میں حضور ﷺ سے فیصلے کروائے جاتے تھے۔

ایک دفعہ حضور ﷺ اپنے چچا کے ساتھ ذوالمجاز کے مقام پر گئے یہ مقام عرفہ سے ایک فرسخ دور تھا زمانہ جاہلیت میں یہاں میلہ لگتا تھا آپ کے چچا محترم کو پیاس لگی انہوں نے آپ ﷺ سے پیاس کی شکایت کی انہوں نے کہا اے میرے بھتیجے! میں پیاسا ہوں۔ حضور اکرم ﷺ نے اپنی ایڑی مبارک زمین پر ماری ایک روایت میں ہے چٹان پر ماری آپ ﷺ نے اپنی زبان مبارک سے فرمایا ''کوئی چیز'' حضرت ابوطالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ کا یہ فرمانا ہی تھا کہ اس زمین سے پانی کا چشمہ رواں ہو گیا جبکہ میں نے دیکھا کہ وہاں پہلے پانی کا نام ونشان تک نہ تھا۔ آپ ﷺ نے اپنے عم محترم سے کہا پانی پی لیجئے انہوں نے خوب سیر ہو کر پانی پیا پھر آپ ﷺ نے ایڑی مبارک ماری تو وہ چشمہ فوراً بند ہو گیا اور زمین پہلے کی سی کیفیت میں ہو گئیں۔

اس طرح جب حضور اکرم ﷺ نے حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا سامان تجارت لے کر شام کی طرف سفر کیا آپ ﷺ کے ساتھ حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا غلام میسرہ بھی تھا تو وہاں ایک راہب نسطورا نے آپ ﷺ کو بشارت دی تھی۔ اس واقعہ کی تفصیل یہ ہے کہ جب آپ ﷺ کی عمر مبارک پچیس برس ہوئی تو آپ ﷺ کے محترم چچا نے کہا ''میں ایک ایسا آدمی ہوں جس کے پاس مال نہیں ہے، زمانے کی تکالیف ہم پر بہت شدید ہیں ہم پر بہت سے مصائب نازل ہوئے ہیں نہ ہی ہمارے پاس مال و دولت ہے نہ ہی ہم تجارت کر سکتے ہیں۔ آپ ﷺ کی قوم کا یہ قافلہ شام کی طرف جا رہا ہے حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا آپ کی قوم کے آدمیوں کو اجرت پر مال دے کر بھیجتی ہیں وہ لوگ بہت زیادہ منافع حاصل کرتے ہیں اگر آپ ﷺ حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس جائیں تو وہ یقیناً آپ کی پاکیزگی کی وجہ سے آپ کو دیگر افراد پر ترجیح دے گی اگرچہ میں یہ ناپسند کرتا ہوں کہ آپ ﷺ شام کا سفر کریں میں آپ ﷺ کے بارے میں یہودیوں سے خوفزدہ ہوں لیکن اس کے علاوہ اور کوئی چارۂ کار نہیں ہے آپ ﷺ نے فرمایا شاید اس کے بارے میں وہ خود مجھ سے رابطہ کریں۔ حضرت ابوطالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا مجھے خوف ہے کہ وہ یہ مال آپ ﷺ کے علاوہ کسی اور آدمی کے سپرد نہ کر دیں پھر آپ ﷺ کو افسوس ہو۔ اتنی گفتگو کرنے کے بعد چچا اور بھتیجا جدا ہو گئے۔ آپ ﷺ کے اور آپ کے چچا کے درمیان ہونے والی گفتگو حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا تک پہنچ گئی اس سے قبل حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا آپ ﷺ کی صداقت کی رفعت، امانت کی عظمت اور کریمانہ اخلاق سے آشنا تھیں۔ انہوں نے کہا میں نہیں جانتی تھی کہ حضور اکرم ﷺ میرا مال لے جانے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ آپ نے حضور اکرم ﷺ کے پاس پیغام بھیجا آپ نے اس پیام میں کہا ''میں آپ ﷺ کی سچائی، امانت اور حسن خلق سے واقف ہوں اگر آپ ﷺ میرا مال لے جائیں تو میں آپ ﷺ کو عام آدمی سے دوگنا

رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو اس تجارت کے نفع سے آگاہ کرے اور ان کو یہ عظیم خوشخبری سنائے۔ جب حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے آپ ﷺ کے نبی ہونے کی بشارت سنی تو وہ آپ ﷺ کے رشتہ ازدواج میں منسلک ہوگئیں۔

نفیسہ بنت منبہ کہتی ہیں حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ایک عقلمند، بہادر اور شریف خاتون تھیں اس کے باوجود اللہ رب العزت نے ان کے لئے مزید عزت و کرامت کا ارادہ فرمایا آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا قریش میں سے نسب میں اعلیٰ تھیں۔ شرف و بزرگی میں سب سے بلند تر تھیں آپ کے پاس مال و دولت کی فراوانی تھی قوم کے رؤسا آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے نکاح کرنے کے خواہاں تھے اگر ان کے مقدور میں ہوتا تو وہ آپ کا مطالبہ کرتے اور آپ کے لئے اپنا مال صرف کر دیتے۔ جب حضور اکرم ﷺ شام کے سفر سے ایک کامیاب تاجر کی حیثیت سے واپس آئے تو حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے مجھے پیغام دے کر حضرت محمد مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء کے پاس بھیجا میں نے کہا اے محمد عربی! صلی اللہ علیک وسلم آپ ﷺ شادی کیوں نہیں کر لیتے۔ آپ ﷺ نے جواب دیا میرے پاس کچھ بھی نہیں جس سے میں اپنی شادی کر سکوں۔ میں نے کہا اسے میری ذمہ داری پر چھوڑ دیں میں اگر آپ ﷺ کو جمال، مال اور شرف کی طرف دعوت دوں تو کیا آپ ﷺ قبول فرمالیں گے؟ آپ ﷺ نے فرمایا وہ کون ہے؟ میں نے کہا وہ حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی ذات ہے آپ ﷺ نے فرمایا یہ میرے لئے کیسے ہو سکتا ہے؟ میں حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس گئی انہیں تمام حالات سے آگاہ کیا۔ انہوں نے مجھے آپ ﷺ کے پاس یہ پیغام دے کر بھیجا کہ آپ ﷺ فلاں وقت تشریف لائیے۔ انہوں نے مجھے اپنے چچا عمرو بن اسد کے پاس بھیجا تا کہ وہ ان کی شادی کرے حضور ﷺ نے تمام صورت حال اپنے چچاؤں کو بتائی۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی شادی کی پیشکش کو بھی بیان کیا نیز سفر شام میں رونما ہونے والے واقعات بھی سنائے۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے جو واقعات اپنی آنکھوں سے دیکھے تھے اور جو واقعات آپ کے غلام میسرہ نے آپ کو بتائے تھے تمام اپنے چچا زاد بھائی ورقہ بن نوفل کو بتائے اس وقت وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی شریعت پر تھے انہوں نے کہا اے خدیجہ! اگر یہ سب کچھ سچ ہے تو بلاشبہ محمد ﷺ اس امت کے نبی ہیں مجھے معلوم ہوا ہے کہ اس امت کے نبی کے ظہور کا وقت آ گیا ہے۔

ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ نے ذکر کیا ہے کہ قریش کی خواتین عید کے موقع پر جمع ہوئیں۔ ان میں ایک یہودی آیا اس نے بلند آواز سے صدا لگائی اے قبیلہ قریش کی خواتین! عنقریب تمہارے قبیلہ سے ایک عظیم نبی کا ظہور ہوگا۔ تم میں سے کون وہ سعادت مند خاتون ہے جو اس کے ساتھ عقد نکاح کرنے کی طاقت رکھتی ہو۔ اگر کوئی عورت یہ استطاعت رکھتی ہے تو اسے ان سے ضرور رشتہ ازدواج میں منسلک ہونا چاہئے ان عورتوں نے اس یہودی کو پتھر مارے اس پر غصے اور رنج کا اظہار کیا لیکن حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اس یہودی کی بات کو بڑے غور سے سنا اور دیگر عورتوں کی طرح اس سے کوئی بدسلوکی نہ کی۔ انہوں نے اپنے دل میں اس بات کو بٹھا لیا۔ جب آپ کے غلام میسرہ نے دوران سفر رونما ہونے والے واقعات سنائے اور آپ نے بھی اپنی نگاہوں سے کچھ واقعات کا مشاہدہ کیا تو آپ نے کہا اگر وہ بات جو یہودی نے کہی تھی اگر وہ سچ ہے تو یہ ضرور اس امت کے نبی ہوں گے۔

ایک روایت میں ہے راہب نے میسرہ نے پوچھا کیا آپ ﷺ کے چشمان مبارک میں سرخی ہے میسرہ نے کہا "ہاں" یہ سرخی کبھی بھی آپ کی چشمان مبارک سے جدا نہیں ہوتی۔ نسطورا نے کہا یقیناً یہ وہی ہیں یہ نبی آخر الزمان ﷺ ہیں کاش میں اس زمانہ کو پاتا جب آپ ﷺ کی قوم آپ کو اپنے شہر سے نکال دے گی۔ یہ سن کر میسرہ ڈر گیا۔ پھر حضور ﷺ بصریٰ کے بازار میں تشریف لے گئے۔ آپ ﷺ نے سامان تجارت کو فروخت کیا۔ ایک سودے میں آپ ﷺ اور ایک آدمی کے مابین اختلاف ہو گیا اس آدمی نے آپ ﷺ سے کہا لات وعزیٰ کی قسم اٹھایئے آپ ﷺ نے فرمایا میں نے کبھی بھی ان کی قسم نہیں اٹھائی۔ اس آدمی نے یہ سن کر کہا آپ ﷺ کی بات ہی مبنی برصداقت ہے پھر اس شخص نے میسرہ کو ایک جانب لے جا کر کہا یہ شخص نبی ہے ﷺ اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے یہ وہی ذات ہے جس کی تعریف ہمارے علماء اپنے کتابوں میں پاتے ہیں۔ میسرہ اس سے بھی خوفزدہ ہو گیا پھر تمام کاروان واپس آ گیا۔ میسرہ نے راستے میں دیکھا کہ دو فرشتے سورج کی دھوپ میں حضور ﷺ پر سایہ فگن ہیں۔ جب دو پہر کے وقت یہ قافلہ مکہ پہنچا تو حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اپنی چھت پر سے دیکھا کہ رسول کریم ﷺ اپنے اونٹ پر سوار ہیں اور دو فرشتے آپ کو سایہ کر رہے ہیں۔

اس روایت کو ابو نعیم رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا ہے کہ دیگر علماء نے اس پر یہ اضافہ کیا ہے کہ حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے یہ واقعہ دیگر عورتوں کو دکھایا۔ انہوں نے بھی اس پر تعجب کا اظہار کیا حضور مکرم ﷺ حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے گھر تشریف لائے انہیں منافع کی تمام صورت حال سے آگاہ کیا جس کی وجہ سے حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے بہت زیادہ مسرت کا اظہار کیا۔ جب میسرہ آیا تو حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اس کو بادل کے سایہ فگن ہونے کے بارے میں بتایا۔ میسرہ نے جواب دیا کہ میں نے بادل کا سایہ فگن اس وقت سے دیکھا تھا جب ہم مکہ سے نکلے تھے اس نے نسطورا اور دیگر واقعات حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے گوش گزار کئے جس حسن انداز سے آپ ﷺ نے تجارت کی تھی اس کی وجہ سے حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو پہلے سے دوگنا منافع ہوا۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے آپ ﷺ کو حسب وعدہ عام آدمی سے دوگنی اجرت دی۔ ایک روایت میں ہے جب آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اشیائے تجارت کو فروخت کیا تو انہیں اتنا منافع ہوا کہ پہلے اتنا منافع کبھی بھی نہ ہوا تھا میسرہ نے عرض کی: اے محمد! صلی اللہ علیک وسلم ہم نے حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے لئے چالیس سفر کئے ہیں لیکن اتنا منافع کسی بھی سفر میں نہ ہوا یہ تمام منافع آپ ﷺ کی برکت کی وجہ سے ہے۔ بصریٰ پہنچنے سے پہلے حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے دو اونٹ تھک گئے اور غلام میسرہ بھی ان کے ساتھ پیچھے رہ گیا جبکہ حضور ﷺ کارواں کے آگے تھے میسرہ کو اپنی اور اونٹوں کی جان کا خوف لاحق ہوا وہ دوڑتا ہوا حضور اکرم ﷺ کے پاس گیا اور تمام صورت حال سے آگاہ کیا حضور اکرم ﷺ ان دونوں اونٹوں کے پاس آئے ان کے کھروں پر دست مبارک رکھا وہ دونوں دوڑتے ہوئے قافلہ سے آگے نکل گئے۔ وہ دونوں اونٹ مسرت سے آوازیں نکالتے جا رہے تھے اللہ تعالیٰ نے نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی محبت میسرہ کے دل میں ڈال دی۔ اس نے آپ ﷺ کی غلامانہ خدمت سرانجام دینا شروع کی۔ جب کاروان مرالظہران کے مقام پر پہنچا تو حضور اکرم ﷺ نے میسرہ کو آگے جانے کا حکم دیا تاکہ وہ حضرت خدیجہ

قسم ثالث

اس قسم میں حضور مکرم شفیع معظم ﷺ کے وہ معجزات ذکر کئے جائیں گے جو آپ ﷺ کی بعثت اور آپ کے وصال درمیان رونما ہوئے یہ وہ عظیم الشان معجزات ہیں جو آپ ﷺ کی نبوت پر دلالت کرتے ہیں

یہ قسم بارہ ابواب پر مشتمل ہے۔

جان لینا چاہئے کہ وہ واقعات جو اس باب میں ذکر کئے جائیں گے وہ زیادہ اس بات کے مناسب ہیں کہ ان پر لفظ معجزہ کا اطلاق کیا جائے کیونکہ یہ تمام واقعات آپ ﷺ کی نبوت کے زمانہ میں رونما ہوئے اور آپ ﷺ کے دست اقدس سے ظہور پذیر ہوئے اگرچہ چیلنج صرف بعض معجزات کے ساتھ ہی متصل ہے جیسا کہ قرآن پاک، لیکن نبوت کا دعویٰ ہر معجزہ کے ساتھ متصل ہے خواہ اس کے ساتھ چیلنج ملحق ہو یا نہ ہو کیونکہ جو بھی معجزہ آپ ﷺ کے دست اقدس سے ظہور پذیر ہوتا آپ ﷺ اس وقت مدعی النبوت ہوتے۔ بعض معجزات صحابہ کرام الرضوان وغیرہ کی خواہش پر رونما ہوئے اور بعض بغیر کسی تقاضا اور تمنا کے رونما ہوئے۔ بعض لوگ ان معجزات کی وجہ سے آپ پر اسلام لائے بعض معجزات کا ظہور آپ ﷺ کے ارادہ کے بغیر ہوا جیسا کہ بعض حیوانات اور جمادات کے معجزات۔

میں نے علامہ ماوردی کی کتاب "أعلام النبوة" کو دیکھا انہوں نے اپنی کتاب کو بعثت کے آغاز اور وحی کے آغاز کے ذکر پر ختم کیا ہے۔ انہوں نے یہ بحث اتنے دلنشین پیرائے میں کی ہے کہ اس کا علم ہونا ضروری ہے۔ اس کے کثیر فوائد اور ان گنت منافع کی وجہ سے میں اس قسم کے شروع میں بطور مقدمہ اس کو ذکر کر رہا ہوں۔ انہوں نے لکھا ہے "جب بھی کسی کام کے ظہور کا وقت قریب آتا ہے تو اللہ تعالیٰ بعض اوقات کسی بشارت کو ظاہر کرتا ہے اور بعض اوقات کسی خوفزدہ کرنے والے واقعہ کا اظہار ہوتا ہے تا کہ ان واقعات سے یہ ظاہر ہو کہ وہ پوشیدہ امر اب ظہور پذیر ہونے والا ہے اور جس چیز کا فیصلہ ہو چکا ہے وہ پردۂ اخفاء سے ظہور پذیر ہونے والی ہے اس کا مقصد دانشمندوں کو خواب غفلت سے جگانا اور جاہلوں کو خبردار کرنا ہوتا ہے۔"

جب حضور ﷺ کی بعثت کا وقت قریب آیا۔ اللہ تعالیٰ نے جب تاج نبوت و رسالت آپ ﷺ کے سر پر سجانا چاہا اور تمام مخلوق کے لئے آپ ﷺ کو بشیر اور نذیر بنانا چاہا تو دنیا کی اقوام میں یہ بات مشہور ہو گئی کہ اللہ تعالیٰ عنقریب اسی زمانہ میں ایک عظیم الشان نبی مبعوث کرے گا اس کے ظہور کا وقت قریب تر ہے ہر وہ قوم جس کے پاس کوئی کتاب تھی وہ اپنی کتاب سے اس حقیقت کو جانتی تھی اور جس قوم کے پاس کوئی کتاب نہ تھی تو وہ اتنی واضح علامات جانتی تھی جس کی وجہ سے ان کی عقل و دانش

جب حضور ﷺ نے یہ خبر اپنے چچاؤں کو سنائی تو انہوں نے بہت زیادہ فرحت وانبساط کا اظہار کیا۔آپ ﷺ کے ساتھ آپ کے چچا حضرت ابوطالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ تشریف لائے۔وہ دونوں عمرو بن اسد کے گھر گئے۔حضرت ابوطالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عمرو سے حضور ﷺ کے لئے حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا رشتہ طلب کیا عمرو نے رضامندی کا اظہار کیا اور نکاح کے لئے بیس ''بکرہ'' حق مہر مقرر کیا۔بعض علماء کہتے ہیں کہ ساڑھے بارہ اوقیہ چاندی حق مہر مقرر کیا گیا اور بعض علماء کے نزدیک حق مہر چار سو دینار تھا۔قبیلہ مضر کے رؤساء وہاں موجود تھے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی اس عقد نکاح کے وقت وہاں موجود تھے اس وقت حضرت ابوطالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے درج ذیل خطبہ دیا:

''سب تعریفیں اللہ کے لئے ہیں جس نے ہمیں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اولاد، حضرت اسماعیل علیہ السلام کی کھیتی، معد کی نسل اور مضر کی اصل سے پیدا کیا۔ہمیں اپنے گھر کا پاسبان اور اپنے حرم کا منتظم مقرر کیا ہمیں ایک ایسا گھر دیا جس کا حج کیا جاتا ہے اور ایسا حرم بخشا جہاں امن میسر آتا ہے نیز ہمیں لوگوں کا حکمران مقرر فرمایا۔

حمد کے بعد میرا یہ بھتیجا جس کا نام محمد بن عبداللہ (ﷺ) ہے اس کا دنیا کے جس بڑے سے بڑے آدمی کے ساتھ موازنہ کیا جائے اس کا پلڑا بھاری ہو گا اگر یہ مالدار نہیں تو کیا ہوا مال تو ایک ڈھلنے والا سایہ اور بدل جانے والی چیز ہے اور محمد (ﷺ) جس کی قرابت کو تم خوب جانتے ہو اس نے خدیجہ بنت خویلد کا رشتہ طلب کیا ہے اور ساڑھے بارہ اوقیہ سونا مہر مقرر کیا ہے اور بخدا مستقبل میں اس کی شان بہت بلند ہوگی اس کی قدر و منزلت بہت جلیل ہوگی۔''

حضرت ابوطالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اس خطبہ کے بعد ورقہ بن نوفل کھڑے ہوئے اور انہوں نے جوابی خطبہ دیا:

''سب تعریفیں اللہ کے لئے ہیں جس نے ہمیں ان عزتوں اور انعامات سے نوازا جن کا آپ نے ذکر فرمایا ہے اور ہمیں وہ فضیلتیں بخشیں جن کو آپ نے گنا ہے پس ہم سارے عرب کے سردار اور راہبر ہیں اور تم بھی ان صفات سے متصف ہو قبیلہ کا کوئی فرد ان کا انکار نہیں کرتا اور کوئی شخص تمہاری فضیلت کو رد نہیں کرتا۔ہم اپنا تعلق تم سے استوار کرنے میں بڑا اشتیاق رکھتے ہیں اے خاندان قریش کے سردارو! گواہ رہو۔میں نے خدیجہ بنت خویلد کا نکاح محمد بن عبداللہ کے ساتھ کر دیا ہے۔''

حضور اکرم شفیع معظم ﷺ نے اس نکاح کو قبول فرمایا اور قریش کے سرداروں کو اس پر گواہ بنایا۔حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضور ﷺ شادی سے قبل ایک دن حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس تشریف لائے تو حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کہا کہ میں امید کرتی ہوں کہ آپ ہی وہ سعید انسان ہوں گے جس کو اللہ تعالیٰ عنقریب نبی بنا کر مبعوث فرمائے گا۔اگر آپ ﷺ کو یہ عظیم منصب نصیب ہوا تو میری قدر و منزلت کو ضرور پہچاننا اور میرے لئے اس خدا سے دعا مانگنا جو تمہیں عنقریب مبعوث کرے گا آپ ﷺ نے فرمایا اللہ کی قسم! اگر میں ہی وہ خوش نصیب شخص ہوا جس کو اللہ تعالیٰ نبی بنائے گا تو میں آپ کے احسان کو کبھی بھی فراموش نہیں کروں گا اور اگر وہ سعادت مند آدمی میرے علاوہ کوئی اور ہوا تو اللہ جس کے لئے تو نے احسان کیا ہے وہ تیرے اس احسان کو کبھی ضائع نہیں کرے گا۔

جب آپ ﷺ کی بعثت کا وقت قریب آیا تو اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو خلوت پسند بنا دیا۔ اس وقت آپ ﷺ کی عمر مبارک چالیس سال تھی۔ عقل و دانش کی صلاحیتیں پورے جوبن پر تھیں تمام اعضاء قوی اور مضبوط تھے تا کہ آپ ﷺ اپنی ذمہ داریوں کو احسن انداز سے پورا کر سکیں۔ آپ ﷺ غار حراء میں کئی کئی راتیں خلوت گزیں رہتے۔ بعض علماء کہتے ہیں کہ آپ ﷺ سال بھر میں صرف ایک ماہ غار حرا میں گزارتے تھے جیسا کہ قریش کی یہ عادت تھی کہ وہ سال بھر میں گناہ سے طہارت حاصل کرنے کے لئے ایک ماہ غار حرا میں گزارتے تھے اور ایک ماہ وہاں گزارنے کے بعد آپ ﷺ گھر واپس تشریف لے آتے تھے حتیٰ کہ جب بعثت کا وقت قریب آیا تو آپ ﷺ نے وہاں ہی خلوت گزین ہونے کی خواہش کی۔ آپ ﷺ اپنا کھانا اور پانی وہیں لے جاتے تھے اسی میں سے کچھ خود کھا لیتے اور کچھ مساکین کو کھلا دیتے۔ اگر چہ لوگوں کو آپ ﷺ کی نبوت کا شک تھا۔ جب کہ اہل کتاب کو آپ ﷺ کی نبوت کا علم تھا لیکن آپ ﷺ اپنی نبوت سے واقف نہ تھے۔ یہ عدم واقفیت اس لئے تھی تا کہ جب آپ ﷺ کو فوراً نبوت عطا کی جائے تو یہ آپ ﷺ کی طرف سے کسی تکلف کے مانع ہو جائے اور نہ ہی آپ ﷺ کو کسی اختراع کی طرف منسوب کیا جائے اور اگر آپ ﷺ تکلیف اور بناوٹ کا اظہار کرتے تو اس کے اسباب واضح ہو جاتے اور اس کے شواہد عیاں ہو جاتے۔ آپ ﷺ کا دشمن بلا خوف اس تکلف اور اختراع کو لوگوں میں مشہور کرتا اور آپ ﷺ کا محب اس تکلف کی مختلف تاویلیں کرتا۔ تیرے لئے اتنی ہی وضاحت کافی ہے۔ اس عدم واقفیت کی وجہ سے آپ ﷺ پر نہ ہی کوئی تہمت لگائی جا سکتی ہے اور نہ ہی سوء ظن کا اظہار کیا جا سکتا ہے کہ آپ ﷺ نے کسی تکلف یا اختراع کا اظہار کیا ہے۔ حضور نبی کریم ﷺ خلوت گزین ہی رہے حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کے لئے نبوت کی علامات کو ظاہر کیا۔ جس چیز سے آپ ﷺ واقف نہ تھے اللہ تعالیٰ نے اس کا آپ کو علم عطا فرمایا۔ آپ ﷺ کو نبوت اور رسالت کی بشارت دی لیکن یہ رسالت اور نبوت کی بشارت استدراجاً دی گئی تا کہ آپ ﷺ نبوت کے بوجھ کو برداشت کر سکیں۔ اس کے حقوق کو ادا کر سکیں۔ یہ بشارت فوراً اور یکبارگی نہ دی گئی کہ کہیں آپ ﷺ بھول نہ جائیں اور حقوق نبوت کی ادائیگی میں کوتاہی نہ ہو جائے اور اس وجہ سے آپ ﷺ کسی تکلیف میں مبتلا نہ ہو جائیں گویا کہ آپ ﷺ کو استدراجاً نبوت عطا فرمانا اللہ کی طرف سے آپ پر مہربانی اور لطف و عنایت تھا اور آپ ﷺ کی امت کو یہ دعوت دینا ہے کہ وہ آپ ﷺ کے لئے سر تسلیم خم کر دے۔ اللہ رب العزت اپنے بندوں پر بہت مہربان ہے اور اپنی مخلوق پر رحم فرمانے والا ہے۔ آپ ﷺ کے وہ احوال جن میں آپ ﷺ نے تدریجاً ترقی کی حتیٰ کہ آپ ﷺ کو علم ہوا کہ میں نبی اور رسول ہوں وہ چھ ہیں۔ گویا کہ یہ وہ چھ مراتب ہیں جن پر آپ یکے بعد دیگرے گامزن ہوتے رہے وہ چھ مراتب مندرجہ ذیل ہیں:

پہلا مرتبہ

پہلا مرتبہ وہ سچے خواب ہیں آپ ﷺ کو عالم نیند میں دکھائی دیتے تھے خواب میں آپ ﷺ کو وہ اشیاء دکھائی جاتی تھیں جنہوں نے عنقریب آپ کے لئے وقوع پذیر ہونا تھا گویا کہ یہ صرف آپ ﷺ کو یاد دلانا تھا تا کہ آپ ﷺ کا نفس ان پر راضی ہو جائے اور آپ ﷺ کے حواس کا اس میں امتحان ہوتا کہ بعثت کے بعد آپ ان امور کو قائم رکھیں۔ حضور اکرم ﷺ

نے بھی یہی فیصلہ کیا تھا۔ وہ فطرت کے احساسات کی وجہ سے یہی سمجھی۔ ان کے ذہن رسا نے بھی ان کی اسی میں مدد کی جب کہ محتاط اور مشکوک اس سے خوفزدہ ہو گیا لیکن رسول مکرم ﷺ اس سے نا آشنا تھے کہ ان تمام واقعات سے مقصد و مدعا آپ ﷺ ہی کی ذات ہے اور آپ ہی اس کے اہل ہیں حتیٰ کہ آپ ﷺ کی نبوت کا اعلان ہو گیا۔ یہ عدم واقفیت بھی آپ ﷺ کے لئے ایک نعمت تھی تا کہ آپ ﷺ پر کوئی تہمت نہ لگائی جا سکے اور آپ سوء ظن سے محفوظ رہیں اور آپ ﷺ کے دلائل و براہین زیادہ واضح اور ظاہر ہو جائیں۔ آپ ﷺ نے کبھی بھی کسی بت کی عبادت نہ کی تھی اور نہ ہی کسی بت کی تعظیم کی تھی۔ تمام فقہاء اور متکلمین کے نزدیک آپ ﷺ بنیادی عقائد پر پہلے ہی عمل پیراء تھے مثلاً اللہ تعالیٰ کی وحدانیت، اس کا قدیم ہونا، عالم کا حادث اور فناء ہونا، منعم کا شکر ادا کرنا، ظلم کا حرام ہونا، انصاف کا واجب اور امانت کو واپس کرنا وغیرہ علماء کا اس میں اختلاف ہے کہ کیا حضور ﷺ بعثت سے قبل سابقہ انبیاء کرام کی شریعتوں میں سے کسی شریعت کے مکلف تھے یا نہ تھے؟ اکثر فقہاء اور متکلمین کے نزدیک آپ ﷺ کسی کی بھی شریعت کے مکلف نہ تھے کیونکہ اگر آپ ﷺ کسی شریعت کے مکلف ہوتے تو پہلے اس شریعت کا علم حاصل کرتے اور اس پر عمل پیرا ہوتے اور اگر آپ اس شریعت پر عمل پیرا ہوتے تو وہ شریعت اس زمانہ میں ظاہر ہوتی اور اگر اس شریعت کا ظہور ہوتا تو اس کا موافق اس کی اتباع کرتا اور اس کا مخالف اس کی مخالفت کرتا۔

کچھ متکلمین اور امام ابوحنیفہ اور امام شافعی رحمہم اللہ تعالیٰ کے کچھ ساتھی یہ کہتے ہیں کہ آپ ﷺ سابقہ انبیاء علیہم السلام کی شریعتوں کے مکلف تھے۔ ان انبیاء علیہم السلام نے ان لوگوں کو بھی دعوت دی جو ان کے ہم عصر تھے اور اس دعوت میں وہ لوگ بھی شامل تھے جو ان کے بعد آنے والے تھے حتیٰ کہ کوئی حادثہ ان کی نبوت کو منسوخ نہ کر دے حضور ﷺ اپنی بعثت سے پہلے ان انبیاء کی دعوت عامہ میں داخل تھے کیونکہ کوئی زمانہ ایسا نہیں جو اللہ تعالیٰ کی کسی شریعت سے خالی ہو یا جس میں اللہ کی شریعت پر عمل پیرا ہونے والا کوئی آدمی نہ ہو ہر زمانہ میں کوئی نہ کوئی شریعت بھی تھی اور اس پر عمل پیرا ہونے والے لوگ بھی تھے۔ جن علماء نے یہ کہا ہے کہ آپ ﷺ کسی شریعت کے مکلف تھے انہوں نے پھر اختلاف کیا ہے کہ آپ ﷺ کس شریعت کے مکلف تھے۔ بعض علماء فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ اپنے جد امجد حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کی شریعت پر عمل پیرا تھے۔ کچھ علماء فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ حضرت موسیٰ کی شریعت پر عمل پیرا تھے اور آپ ان احکام پر عمل کرتے تھے جن کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی شریعت نے منسوخ نہیں کیا تھا کیونکہ آپ علیہ السلام کی شریعت تورات میں موجود تھی جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: إِنَّآ أَنزَلْنَا ٱلتَّوْرَىٰةَ فِيهَا هُدًى وَنُورٌ (المائدہ: 44) ''بے شک اتاری ہم نے تورات اس میں ہدایت اور نور ہے۔''

بعض علماء فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی شریعت کے مکلف تھے کیونکہ اس سے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی شریعت منسوخ ہو چکی تھی پس حضور ﷺ اس سے محفوظ ہو گئے کہ بعثت سے قبل آپ کے دین پر اعتراض کیا جائے یا آپ ﷺ کی ذات اقدس پر کوئی جرح وقدح کی جائے۔ انسان کے برگزیدہ ہونے کی یہی علامات اور اس کے چنے جانے کی یہی نشانیاں ہیں۔

کے بطن مبارک کو غسل دو اس نے میرے شکم مبارک کو دھویا۔ پھر اس نے کہا کہ ان کے دل مبارک کو غسل دو۔ اس نے میرے دل کو دھویا پھر سکون کو بلایا گیا وہ میرے دل مبارک میں داخل ہو گیا۔ پھر اس فرشتے نے کہا ان کا بطن مبارک سی دو تو اس نے میرے بطن کو سی دیا۔ پہلا فرشتہ گویا کہ اس کا ایک معاون ہی تھا جس نے اس کی اس مسئلہ میں مدد کی۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے روایت کیا ہے کہ جب حضور ﷺ کی بعثت کا وقت آیا تو حضور ﷺ کعبہ کے پاس سو رہے تھے قریش کعبہ کے ارد گرد ہی سوئے تھے حضرت جبرائیل و میکائیل علیہما السلام آپ ﷺ کے پاس آئے۔ حضرت میکائیل نے کہا ان تمام لوگوں میں سے کس کے بارے میں ہمیں حکم دیا گیا ہے۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے کہا ہمیں ان کے سردار کے بارے میں حکم دیا گیا ہے۔ وہ دونوں سامنے آئے اب ان کی تعداد تین تھی۔ انہوں نے حضور ﷺ کو نیند کی حالت میں پایا۔ انہوں نے آپ ﷺ کو پشت کے بل لٹایا آپ کے پیٹ مبارک کو چاک کیا پھر وہ آب زمزم لے کر آئے اور آپ ﷺ کے پیٹ مبارک کو دھویا۔ پھر وہ سونے کا طشت لے کر آئے جو ایمان اور حکمت سے بھرپور تھا حضور ﷺ کا بطن مبارک حکمت اور ایمان سے بھر دیا گیا۔

تیسرا مرتبہ

تیسرا مرتبہ آپ ﷺ کو نبوت کی بشارت دینا ہے ایک فرشتے نے آپ کو اپنے رب کی طرف سے یہ بشارت دی اس بشارت کا مقصد صرف آپ ﷺ کو نبوت کا احساس دلانا تھا۔ یہ مکلّف ہونے یا لوگوں کو ڈرانے کے حکم سے خالی تھی۔ اس بشارت کے موقع پر حضور ﷺ نے نہ ہی وحی کو سنا اور نہ ہی کسی شخص کو دیکھا آپ ﷺ کو صرف فرشتے کا احساس ہوا تھا۔ اس فرشتے کے پاس واضح علامت اور نشانی موجود تھی لیکن آپ ﷺ نے اس فرشتے کو نہ دیکھا اور نہ ہی اس سے ہمکلام ہوئے۔ اس کا مقصد صرف یہ تھا آپ ﷺ کو علم ہو جائے کہ میں اللہ کا نبی ہوں اور آپ ﷺ وحی کے لئے تیار ہو جائیں۔ اس صورت میں آپ ﷺ کو کچھ مہلت دے کر آپ ﷺ کی مدد کی گئی تا کہ آپ ﷺ مصائب پر زیادہ سے زیادہ صبر کریں اور نعمت پر زیادہ سے زیادہ شکر کریں۔

داؤد بن عامر اور شعبی رحمہما اللہ تعالیٰ نے روایت کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت اسرافیل علیہ السلام کو تین سال تک آپ ﷺ کے ساتھ متصل رکھا آپ ﷺ حضرت اسرافیل علیہ السلام کو محسوس تو کرتے تھے لیکن ان کا وجود آپ ﷺ کو نظر نہیں آتا تھا۔ حضرت اسرافیل علیہ السلام آپ ﷺ کو کوئی نہ کوئی چیز سکھا دیتے تھے لیکن ابھی تک آپ ﷺ پر قرآن کا نزول شروع نہیں ہوا تھا۔ اس دورانیے میں آپ کو نبوت کی بشارت دی گئی لیکن آپ ﷺ کو امت کی طرف مبعوث نہیں کیا گیا۔ اس مہلت میں دو احتمال ہیں:۔ (1) یہ بھی احتمال ہے کہ یہ مہلت حضور ﷺ کی معاونت کے لئے ہو، (2) یہ بھی احتمال ہے کہ یہ مہلت آپ ﷺ کی امت کو دیکھتے ہوئے دی گئی ہو اور یہ بھی احتمال ہے کہ یہ مہلت کسی مناسب اور موزوں وقت کے لئے ہو اور اس وقت وحی کے نہ آنے میں کوئی مصلحت ہو۔ یہ بھی ممکن ہے کہ اس تاخیر میں یہ تینوں احتمالات ہوں کیونکہ اللہ تعالیٰ کو ہر مخفی اور عیاں چیز کا علم ہے۔

ان امور میں بہت زیادہ قوی تھے اور آپ ﷺ کا سینہ اقدس ایسے امور سے لبریز تھا۔ امام زہری رحمۃ اللہ علیہ نے عروہ سے اور انہوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کیا ہے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہے کہ رسول اللہ ﷺ پر وحی کا آغاز سچے خوابوں سے ہوا جو خواب حضور ﷺ رات کو دیکھتے اس کی تعبیر ہو بہو صبح کے اجالے کی مانند سامنے آجاتی۔

ان خوابوں میں علماء کا اختلاف ہے کہ کیا یہ خواب غار حراء میں خلوت گزین ہونے سے پہلے آپ ﷺ کو آتے تھے یا خلوت گزینی کے بعد آتے تھے حضرت عروہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ حضور ﷺ میں خلوت گزینی کی محبت خوابوں کے بعد پیدا ہوئی۔ بعض علماء فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ کو سچے خواب خلوت گزیں ہونے کے بعد آنے شروع ہوئے کیونکہ جب آپ ﷺ نے خلوت اختیار کی تو آپ ﷺ اس اپنے معاملہ (نبوت) سے واقف نہ تھے برہ بنت ابی عزہ سے روایت ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کو نبوت کی عزت سے معزز کرنے کا ارادہ فرمایا تو آپ ﷺ جس درخت یا پتھر کے پاس سے بھی گزرتے تو وہ کہتا: اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ۔ آپ ﷺ اپنے دائیں بائیں توجہ فرماتے لیکن کوئی شخص آپ کو نظر نہ آتا ممکن ہے کہ یہ تمام اشیاء سچے خوابوں سے پہلے ہوں اس وقت یہ ان غیب کی خبروں کی طرح ہوں گی جن میں نبوت کا اعلان نہیں ہے صرف نبوت کا اعجاز مقصود ہے یہ بھی احتمال ہے کہ یہ تمام اشیاء سچے خوابوں کے بعد ظہور پذیر ہوئی ہوں اور یہ ان خوابوں کی تصدیق کے لئے ہوں۔

دوسرا مرتبہ

دوسرا مرتبہ وہ ہے جس کی وجہ سے آپ ﷺ تقدیس و تنزیہہ میں ساری دنیا سے ممتاز ہو گئے۔ اس مرتبہ کا مقصد آپ ﷺ کو پاک صاف کرنا اور مخلص کرنا تھا۔ اس مرتبہ پر پہنچ کر آپ صاف، پاکیزہ اور سراپا خلوص بن گئے۔ آپ ﷺ کی پاکیزگی اور خلوص لوگوں کے لئے آپ ﷺ کی نبوت اور صداقت کی دلیل بن گئی اور لوگوں کو یقین ہو گیا کہ آپ ﷺ کی عاقبت بہترین ہوگی۔ آپ ﷺ کا یہ مرتبہ اس حدیث سے ظاہر ہوتا ہے جس کو حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے روایت کیا ہے۔ حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے نبوت کی ابتداء کے بارے میں سوال کیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اے ابوذر! جب میں وادی بطحاء میں تھا تو میرے پاس دو فرشتے آئے۔ ان میں سے ایک زمین پر تھا جب کہ دوسرا زمین اور آسمان کے درمیان تھا۔ ایک فرشتے نے دوسرے سے کہا کہ کیا یہ وہی ہیں؟ دوسرے نے جواب دیا ہاں وہی ہیں۔ اس نے کہا آپ کا آپ کی امت کے ایک آدمی کے ساتھ وزن کرو۔ میرا ایک آدمی کے ساتھ وزن کیا گیا۔ میرا وزن اس سے زیادہ نکلا پھر اس فرشتے نے کہا کہ اب ان کا وزن دس آدمیوں کے ساتھ کرو پھر بھی وزن میں میں ہی زیادہ تھا پھر اس فرشتے نے کہا کہ اب ان کا وزن سو آدمیوں کے ساتھ کرو اس نے میرا وزن سو آدمیوں کے ساتھ کیا پھر بھی وزن میں میں ہی زیادہ تھا۔ اس فرشتے نے کہا کہ تم ساری امت سے بھی اس کا وزن کرو گے پھر بھی یہی وزن میں زیادہ ہوں گے۔ اس فرشتے نے کہا ان کا شکم مبارک شق کرو۔ اس نے میرے بطن مبارک کو شق کیا۔ پھر اس فرشتے نے کہا ان کا قلب مبارک شق کرو اس نے میرا دل مبارک شق کیا۔ اس سے شیطان کے حصہ کو نکال دیا وہ گوشت کا ایک لوتھڑا تھا پھر اس نے کہا ان

کے لئے ایسا اجر ہے جو کبھی ختم نہ ہوگا اور بے شک آپ عظیم الشان خلق کے مالک ہیں عنقریب آپ بھی دیکھیں گے اور وہ بھی دیکھ لیں گے۔''

حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے رسول کریم ﷺ سے عرض کی کہ کیا جب جبرائیل امین آئیں تو آپ ﷺ مجھے بتا سکتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا ہاں۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کی جب وہ آئیں تو مجھے ضرور بتانا۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام آئے آپ ﷺ نے فرمایا اے خدیجہ! جبرائیل آ گئے ہیں۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کی آپ اٹھئے اور میری بائیں ران پر تشریف رکھئے۔ حضور ﷺ حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی بائیں ران پر تشریف لے آئے۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کی کیا آپ حضرت جبرائیل کو ملاحظہ فرما رہے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا ہاں حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کی اب آپ میری دائیں ران پر تشریف لے آئیں حضور اکرم ﷺ حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی دائیں ران پر تشریف لے آئے۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کیا کیا آپ اب بھی حضرت جبرائیل کو ملاحظہ کر رہے ہیں آپ ﷺ نے فرمایا ہاں۔ پھر حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کی اب آپ میری آغوش میں تشریف لے آئیں۔ حضور اکرم ﷺ حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی گود میں تشریف لے گئے انہوں نے پوچھا کیا اب بھی آپ ﷺ حضرت جبرائیل کو دیکھ رہے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا ہاں۔ اب حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اپنے بالوں کو بکھیرا اور اپنا دوپٹہ نیچے پھینک دیا۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے پوچھا کیا اب آپ انہیں دیکھ رہے ہیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا نہیں اب مجھے حضرت جبرائیل نظر نہیں آ رہے۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کی اے میرے چچازاد! آپ ﷺ کو بشارت ہو۔ اللہ کی قسم! یہ بات ثابت ہوگئی کہ بلاشبہ آپ کے پاس آنے والا فرشتہ ہی ہے وہ شیطان نہیں ہے۔ میں اسی پر ایمان لاتی ہوں تمام لوگوں میں سے سب سے پہلے جس ہستی نے اسلام قبول کیا وہ حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ہی کی ذات تھی۔ اوپر بیان کردہ واقعہ حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے صرف اپنے اطمینان کے لئے کیا تھا کہ انہیں تسلی ہو جائے کہ حضور ﷺ پر پیغام لے کر آنے والا فرشتہ ہی ہے شیطان نہیں ہے۔ یہ حضور اکرم ﷺ کے اطمینان اور تسلی کے لئے نہ تھا کیونکہ حضور اکرم ﷺ کی تصدیق کے لئے وہ معجزات اور علامات ہی کافی تھے جو پیہم رونما ہو رہے تھے۔ اس حالت میں جبرائیل امین علیہ السلام کے نازل ہونے کا مقصد آپ ﷺ کو صرف نبوت کی خبر دینا تھا تا کہ آپ ﷺ کو معلوم ہو جائے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو چن لیا ہے آپ ﷺ تمام کائنات سے کٹ کر صرف اسی سے لو لگائیں اس کے ہر حکم پر عمل پیرا ہوں۔ ہر نازل ہونے والے امر کی اتباع کریں۔ اللہ تعالیٰ کے ذکر کا حکم دیا لیکن ابھی تک لوگوں کو ڈرانے کا حکم نہیں دیا جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: وَ اَمَّا بِنِعۡمَۃِ رَبِّکَ فَحَدِّثۡ ﴿۱۱﴾ (الضحیٰ:11) ''اور اپنے رب (کریم) کی نعمتوں کا ذکر فرمایا کیجئے'' یعنی جو نعمت نبوت آپ ﷺ کو عطا ہوئی ہے اس کا شکر ادا کریں حضور اکرم ﷺ لوگوں کو اس نعمت کے بارے میں خوشی سے بتایا کرتے تھے۔

چوتھا مرتبہ

حضرت جبرائیل امین علیہ السلام آپ ﷺ پر وحی لے کر آئے حتیٰ کہ آپ ﷺ نے ان کے وجود کو بھی دیکھا ان کی گفتگو بھی سنی۔ انہوں نے آپ ﷺ کو یہ خبر دی کہ آپ ﷺ اللہ کے نبی اور رسول ہیں۔ اور صرف آپ ﷺ کو نبوت کی ہی خبر دی مزید آگے لوگوں کو ڈرانے کا حکم اس میں شامل نہ تھا تا کہ اس بشارت کے بعد آپ ﷺ کو اپنی نبوت کا یقینی اور قطعی علم ہو جائے۔ آپ ﷺ کے نفس کو اس بشارت پر پورا یقین اور وثوق ہو جائے اور آپ ﷺ کو اس میں کسی قسم کا شک وشبہ نہ رہے۔

امام زہری رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کیا ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ کے پاس حق آیا تو اس وقت حضرت جبرائیل امین علیہ السلام آپ کے پاس حاضر ہوئے اور عرض کی یا محمد! صلی اللہ علیک وسلم آپ اللہ کے رسول ہیں حضور ﷺ نے فرمایا پہلے میں کھڑا تھا پھر میں گھٹنوں کے بل بیٹھ گیا۔ پھر میں واپس آ گیا میرے اعضاء پر کپکپاہٹ طاری تھی میں حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس آیا میں نے کہا مجھ پر کپڑا اوڑھ دو مجھ پر کپڑا اوڑھ دو حتیٰ کہ میری گھبراہٹ ختم ہو گئی پھر حضرت جبرائیل علیہ السلام میرے پاس آئے انہوں نے کہا میں جبرائیل ہوں اور آپ ﷺ اللہ کے رسول ہیں پھر انہوں نے کہا: اِقۡرَاۡ بِاسۡمِ رَبِّكَ الَّذِىۡ خَلَقَ ۚ (العلق:1) ''آپ پڑھئے اپنے رب کے نام کے ساتھ جس نے پیدا کیا۔'' میں پھر حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس گیا میں نے کہا مجھے اپنے بارے میں ڈر لگ رہا ہے میں نے انہیں اپنے تمام حالات سے آگاہ کیا۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا آپ کو بشارت ہو اللہ تعالیٰ آپ ﷺ کو کبھی بھی رسوا نہیں کرے گا۔ آپ ﷺ قریبی رشتہ داروں کے ساتھ صلہ رحمی کرتے ہیں۔ غریبوں کا بوجھ اٹھاتے ہیں، مہمان کی مہمان نوازی کرتے ہیں اور حق کی وجہ سے اگر کسی پر کوئی مصیبت آ جائے تو آپ ﷺ اس کی مدد فرماتے ہیں حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا پھر مجھے ورقہ بن نوفل کے پاس لے گئیں وہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا چچازاد بھائی تھا۔ وہ سچے دین کے لئے سرگرداں تھا کہا جاتا ہے کہ اس نے تورات اور انجیل کو پڑھ کر عیسائیت اختیار کر لی تھی۔ آپ نے کہا اپنے چچازاد بھائی کی گفتگو کو سنو۔ انہوں نے مجھ سے سوال کیا میں نے انہیں اپنے ساتھ رونما ہونے والا تمام واقعہ سنا دیا انہوں نے کہا یہ تو وہی ناموس (جبرئیل) ہے جو حضرت موسیٰ علیہ السلام پر نازل ہوا تھا کاش میں اس وقت زندہ ہوتا جب آپ ﷺ کی قوم آپ کو نکال دے گی۔ میں نے کہا کیا میری قوم مجھے نکال دے گی؟ انہوں نے کہا جو شخص بھی آپ ﷺ کے پیغام جیسا پیغام لے کر آیا اسی کے ساتھ عداوت کی گئی اگر میں اس وقت تک زندہ رہا تو میں آپ کی پرزور مدد کروں گا۔ اِقرأ کے بعد آپ ﷺ پر جو وحی نازل ہوئی وہ یہ تھی:

نٓ وَالۡقَلَمِ وَمَا يَسۡطُرُوۡنَۙ ① مَاۤ اَنۡتَ بِنِعۡمَةِ رَبِّكَ بِمَجۡنُوۡنٍ ۚ ② وَاِنَّ لَكَ لَاَجۡرًا غَيۡرَ مَمۡنُوۡنٍ ۚ ③ وَاِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيۡمٍ ④ فَسَتُبۡصِرُ وَيُبۡصِرُوۡنَۙ ⑤ (القلم:5-1)

''ن، قسم ہے قلم کی اور جو کچھ وہ لکھتے ہیں آپ اپنے رب کے فضل سے مجنون نہیں ہیں اور یقیناً آپ

پاس آئے آپ ﷺ نے انہیں بھی وضو کرنا سکھایا اور اسی طرح نماز ادا کرنا سکھائی۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا وہ پہلی ہستی ہیں جنہوں نے آپ ﷺ کے بعد وضو کیا اور نماز ادا کی۔ اس مرتبہ میں انذار صرف ان لوگوں تک محدود تھا جو آپ ﷺ پر ایمان لے آئے۔

علماء کا اس میں اختلاف ہے کہ حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بعد کس شخصیت نے اسلام قبول کیا اس میں علماء کے تین اقوال ہیں:۔

پہلا قول

مردوں میں سے سب سے پہلے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسلام قبول کیا اور نماز ادا کی اس وقت آپ کی عمر مبارک 9 سال تھی ایک قول کے مطابق اس وقت آپ کی عمر دس سال تھی یہ زید بن اسلم اور جابر بن عبداللہ کا قول ہے۔ یحیٰ بن عفیف نے اپنے باپ عفیف سے روایت کیا ہے ''میں زمانہ جاہلیت میں مکہ آیا میں حضرت عباس ابن عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاں ٹھہرا جب سورج طلوع ہوا اور اس نے آسمان پر حلقہ سا بنا لیا تو ایک نوجوان آیا اس نے اپنی نگاہ آسمان کی طرف اٹھائی وہ کعبہ کی طرف منہ کر کے کھڑا ہو گیا تھوڑی دیر کے بعد ایک لڑکا آیا اور اس نوجوان کے دائیں پہلو کے ساتھ کھڑا ہو گیا پھر کچھ دیر کے بعد ایک خاتون آئی وہ ان دونوں کے پیچھے کھڑی ہو گئی۔ اس نوجوان نے رکوع کیا اس کے بعد اس لڑکے اور خاتون نے بھی رکوع کیا۔ پھر اس نے رکوع سے سر اٹھایا تو اس کے بعد اس لڑکے اور خاتون نے بھی رکوع سے سر اٹھا لیا پھر اس نوجوان نے سجدہ کیا تو ان دونوں نے اس کے ساتھ سجدہ کیا۔ میں نے حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا اے عباس! کیا آپ جانتے ہیں کہ یہ کون ہے۔ انہوں نے کہا ہاں یہ محمد بن عبداللہ (ﷺ) میرے بھتیجے ہیں اور یہ میرے بھتیجے علی ابن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں یہ حضرت خدیجہ بنت خویلد رضی اللہ تعالیٰ عنہا ہیں جو حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی زوجہ معظمہ ہیں۔

یہ فرماتے ہیں کہ آسمان کے رب نے انہیں اس طرح عبادت کرنے کا حکم فرمایا ہے اللہ کی قسم! میں ان تینوں کے علاوہ پوری روئے زمین پر کسی ایک شخص کو بھی اس دین پر نہیں جانتا۔

دوسرا قول

دوسرا قول یہ ہے کہ سب سے پہلے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسلام قبول کیا اور آپ ﷺ کے ساتھ نماز ادا کی ہے یہ حضرت ابن عباس اور ابوامامہ باہلی رضی اللہ عنہم کا قول ہے ابوامامہ نے عمرو بن عبسہ السلمی سے روایت کیا ہے کہ میں حضور اکرم ﷺ کے پاس اس وقت آیا جب آپ عکاظ کے میلے میں تبلیغ فرما رہے تھے۔ میں نے عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم اس معاملہ میں کسی شخص نے آپ کی پیروی کی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا ''میری اتباع دو آدمیوں نے کی ہے ان میں سے ایک غلام ہے اور ایک آزاد یعنی حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت بلال رضی اللہ عنہما۔ میں نے بھی اس وقت اسلام قبول کر لیا۔ اس وقت آپ ﷺ نے مجھے اسلام کے چوتھائی حصہ کی خبر دی۔ امام شعبی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے سوال کیا کہ سب سے پہلے اسلام کس نے قبول کیا انہوں نے فرمایا کیا تم نے

پانچواں مرتبہ

اللہ تعالیٰ نے نبوت کے بعد آپ ﷺ کو حکم دیا کہ آپ لوگوں کو ڈرائیں۔ اسی کے ساتھ آپ ﷺ منصب رسالت پر فائز ہوئے۔ آپ ﷺ پر قرآن پاک نازل ہوا جو امر اور نہی پر مشتمل ہے۔ اسی کے ساتھ آپ مبعوث ہوئے لیکن آپ ﷺ کو ابھی بلند آواز سے اعلان کرنے کا حکم نہیں دیا گیا تھا۔ نہ ہی عام لوگوں کو ڈرانے کا حکم دیا گیا بلکہ آپ ﷺ کا نذیر ہونا صرف ان لوگوں کے لئے تھا جو آپ ﷺ پر ایمان لائیں اور آپ ﷺ کی آواز پر لبیک کہیں اللہ رب العزت ارشاد فرمایا:

يٰۤاَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ ۝۱ قُمْ فَاَنْذِرْ ۝۲ وَرَبَّكَ فَكَبِّرْ ۝۳ وَثِيَابَكَ فَطَهِّرْ ۝۴ وَالرُّجْزَ فَاهْجُرْ ۝۵ وَلَا تَمْنُنْ تَسْتَكْثِرُ ۝۶ وَلِرَبِّكَ فَاصْبِرْ ۝۷ (المدثر: 7-1)

''اے چادر لپیٹنے والے اٹھئے اور (لوگوں کو) ڈرایئے اور اپنے پروردگار کی بڑائی بیان کیجئے اور اپنے لباس کو پاک رکھئے اور بتوں سے (حسب سابق) دور رہئے اور کسی پر احسان نہ کیجئے زیادہ لینے کی نیت سے اور اپنے رب کی رضا کے لئے صبر کیجئے۔''

نبوت اور انذار کے ساتھ آپ ﷺ کی نبوت مکمل ہوگئی۔ اگرچہ ابھی تک تبلیغ میں پوشیدگی تھی۔ جب آپ ﷺ پر پہلی وحی آئی وہ رمضان المبارک کا مہینہ تھا سوموار کا دن تھا۔ ہشام بن محمد کہتے ہیں کہ جب جبرائیل امین پہلی وحی لے کر آئے وہ ہفتہ کی رات تھی پھر جب آپ پر رسالت کا اظہار ہوا اس دن سوموار تھا ابو قتادہ رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم آپ سوموار کے دن کا روزہ کیوں رکھتے ہیں آپ ﷺ نے فرمایا اسی دن ہی میں پیدا ہوا اور اسی دن مجھ پر وحی نازل ہوئی۔ علماء کا اس میں اختلاف ہے کہ رمضان شریف کی کونسی تاریخ میں آپ ﷺ پر وحی کا آغاز ہوا۔ ابو قلابہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس دن رمضان المبارک کی اٹھارہ تاریخ تھی ابو الخلد فرماتے ہیں کہ اس دن رمضان المبارک کی چوبیس تاریخ تھی۔ اکثر علماء کے نزدیک اس وقت آپ ﷺ کی عمر مبارک چالیس سال تھی اور عام الفیل کو بھی چالیس سال گزر چکے تھے بعض علماء فرماتے ہیں کہ اس وقت آپ ﷺ کی عمر مبارک تینتالیس سال تھی ہشام بن محمد نے کہا ہے کہ اس وقت شہنشاہ کسریٰ پرویز کی سلطنت کا بیسواں سال تھا بعض علماء فرماتے ہیں کہ اس وقت اس کی بادشاہی کے دس سال بھی نہیں گزرے تھے۔

روایت کیا گیا ہے کہ جبرئیل امین دوسری مرتبہ سوموار کے دن نازل ہوئے اس وقت حضور اکرم ﷺ مکہ کی پہاڑی پر موجود تھے۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے وادی کی ایک جانب پاؤں مارا تو وہاں سے پانی کا چشمہ جاری ہو گیا حضرت جبرائیل علیہ السلام نے وضو کیا تا کہ حضور ﷺ کو معلوم ہو جائے کہ طہارت کیسے کی جاتی ہے۔ آپ ﷺ نے بھی حضرت جبرائیل کی طرح وضو کیا پھر حضرت جبرائیل علیہ السلام کھڑے ہو گئے اور نماز ادا کی حضور اکرم ﷺ نے بھی اسی طرح نماز ادا کی۔ یہ پہلی عبادت تھی جو فرض ہوئی۔ پھر حضرت جبرئیل علیہ السلام چلے گئے حضور ﷺ حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے

اس کا جس کا آپ کو حکم دیا گیا اور منہ پھیر لیجئے مشرکوں سے۔''

اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کے بعد آپ ﷺ نے اعلانیہ تبلیغ کا آغاز کیا ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ اعلانیہ تبلیغ بعثت کے تیسرے سال شروع ہوئی۔ آپ ﷺ کو قریبی رشتہ داروں سے تبلیغ کا آغاز کرنے کا حکم دیا گیا ارشاد باری تعالیٰ ہے: وَاَنۡذِرۡ عَشِیۡرَتَکَ الۡاَقۡرَبِیۡنَ ﴿۲۱۴﴾ وَ اخۡفِضۡ جَنَاحَکَ لِمَنِ اتَّبَعَکَ مِنَ الۡمُؤۡمِنِیۡنَ ﴿۲۱۵﴾ (الشعراء:15-214)

''اور آپ ڈرایا کریں اپنے قریبی رشتہ داروں کو اور آپ نیچے کیا کیجئے اپنے پروں کو ان لوگوں کے لئے جو آپ کی پیروی کرتے ہیں اہل ایمان سے۔''

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول مکرم ﷺ کوہ صفا پر چڑھے اور بلند آواز سے صدا لگائی اے بنو عبدالمطلب، اے بنو عبد مناف اسی طرح آپ ﷺ نے قریش کے تمام قبائل کو بلایا۔ وہ تمام لوگ آپ ﷺ کے پاس جمع ہو گئے انہوں نے کہا آپ نے ہمیں کیوں بلایا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا ''اگر میں تمہیں یہ خبر دوں کہ اس پہاڑی کے دامن میں ایک بہت بڑا لشکر ہے جو تم پر حملہ آور ہونے والا ہے تو کیا تم میری تصدیق کرو گے۔ انہوں نے جواب دیا ہم آپ کی ضرور تصدیق کریں گے کیونکہ آج تک آپ نے ہمارے ساتھ کبھی جھوٹ نہیں بولا۔ آپ ﷺ نے فرمایا تو پھر میں تمہیں عنقریب نازل ہونے والے شدید عذاب سے ڈرانے والا ہوں۔ اس وقت ابولہب نے کہا تیرے لئے ہلاکت ہو کیا تو نے ہمیں اسی لئے جمع کیا تھا پھر حضور ﷺ نے اس گستاخی کا کوئی جواب نہ دیا اور وہاں سے تشریف لے آئے۔ اللہ تعالیٰ نے ابولہب کی اس گستاخی کی جو سزا اسے دی ہے وہ اس سورۃ میں مذکور ہے: تَبَّتۡ یَدَاۤ اَبِیۡ لَہَبٍ وَّ تَبَّ ؕ﴿۱﴾...... الخ۔ (لہب:1)

''ٹوٹ جائیں ابولہب کے دونوں ہاتھ اور وہ تباہ برباد ہو گیا۔''

علامہ ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں جب حضور ﷺ نے قریش کو اسلام کی طرف دعوت دی تو اس وقت آپ ﷺ کے لئے قریش کی طرف سے کسی عداوت یا دوری کا اظہار نہ ہوا صرف لوگوں نے آپ ﷺ کی گفتگو کو رد کر دیا جب آپ ﷺ نے ان معبودان باطلہ کا ذکر کیا اور ان کے عیوب نکالے ان کی عبادت کرنے میں انہیں احمق اور سفیہ کہا تو تمام لوگ آپ ﷺ کے خلاف جمع ہو گئے انہوں نے اپنی عداوت کا اظہار کیا لیکن اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کی حفاظت کی۔ اس وقت مسلمانوں کی تعداد بالکل کم تھی اور وہ چھپ کر عبادت کرتے تھے۔ جب حضور ﷺ نے عوام کو عذاب شدید سے ڈرانا شروع کیا اور اسلام کی اعلانیہ تبلیغ شروع کی تو تمام امت کی طرف آپ ﷺ کی بعثت مکمل ہو گئی اللہ تعالیٰ نے اس کے ساتھ ہی آپ کی رسالت اور نبوت کو مکمل کر دیا آپ ﷺ اللہ تعالیٰ کے حکم پر عمل پیرا ہو گئے۔ اللہ تعالیٰ کے حقوق کو کماحقہٗ ادا کیا۔ لوگوں کو بلند آواز سے اسلام کی دعوت دی انہیں اللہ کے عذاب سے ڈرایا۔ اللہ کے راستہ میں اس طرح جہاد کیا جس طرح جہاد کرنے کا حق ہے حتیٰ کہ جب قریش نے آپ ﷺ کے ساتھ دشمنی کی تو آپ نے ڈٹ کر ان کا مقابلہ کیا آپ ﷺ نے ان کی ہر تکلیف پر صبر کیا حتیٰ کہ مسلمانوں کی تعداد بہت زیادہ ہو گئی اللہ تعالیٰ نے آپ کی دعوت کو غلبہ عطا فرمایا آپ ﷺ کے کلمہ کو رفعت عطا فرمائی آپ ﷺ پر اتنے زیادہ مصائب کے پہاڑ ٹوٹے جن سے وہی بچ سکتا ہے جس کو تائید الٰہی حاصل

حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اشعار نہیں سنے:

اِذَا تَذَكَّرْتَ شَجْوًا مِنْ اَخِیْ ثِقَةٍ   فَاذْكُرْ اَخَاكَ اَبَابَكْرٍ بِمَا فَعَلَا

''جب تم اپنے قابل اعتماد بھائی کے حزن وملال کو یاد کرنا چاہو تو اپنے بھائی ابوبکر کو یاد کرو ان تکالیف کی وجہ سے جو انہوں نے برداشت کیں۔''

خَيْرَ الْبَرِيَّةِ اَتْقَاهَا وَاَفْضَلَهَا   بَعْدَ النَّبِيِّ وَ اَوْفَاهَا بِمَا حَمَلَا

''نبی کریم ﷺ کے بعد وہ ساری مخلوق سے بہتر، سب سے زیادہ متقی اور سب سے افضل تھے انہوں نے جو ذمہ داری اٹھائی اس کو پورا کرنے میں سب سے زیادہ وفادار تھے۔

وَالثَّانِیَ التَّالِیَ الْمَحْمُوْدَ مَشْهَدُهٗ   وَاَوَّلُ النَّاسِ مِنْهُمْ صَدَّقَ الرُّسُلَا

حضور ﷺ کے بعد آنے والے دوسرے آپ تھے آپ کا مشہد قابل تعریف تھا اور ان لوگوں میں سے سب سے پہلے تھے جو رسولوں پر ایمان لائے۔''

تیسرا قول

تیسرا قول یہ ہے کہ سب سے پہلے حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسلام قبول کیا یہ عروہ بن زبیر اور سلیمان بن یسار کا قول ہے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے قابل اعتماد دوستوں کو اسلام کی دعوت دینا شروع کی۔ آپ کے اخلاق کریمانہ مشہور تھے آپ قریش میں سے اعلیٰ نسب تھے۔ آپ کو خیر اور شر کی بہت زیادہ تمیز تھی۔ لوگوں کی بہت زیادہ دلجوئی کرتے تھے۔ لوگ اکثر آپ سے ملنے کے لئے آتے تھے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کوششوں سے مندرجہ ذیل صحابہ نے اسلام قبول کیا:۔

(1) حضرت عثمان بن عفان، (2) حضرت طلحہ بن عبید اللہ، (3) حضرت زبیر بن عوام، (4) حضرت سعد بن ابی وقاص، (5) حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔

جب ان تمام حضرات نے آپ کے ہاتھ پر اسلام قبول کیا تو انہیں بارگاہ رسالت میں لے کر حاضر ہوئے اور سب نے مل کر نماز ادا کی اس طرح مسلمانوں کی کل تعداد آٹھ ہو گئی ایک روایت کے مطابق ان مذکورہ بالا صحابہ کے علاوہ حضرت سعید بن العاص اور حضرت ابوذر رضی اللہ عنہما نے بھی آپ ہی کی کوششوں سے اسلام قبول کیا پھر اس کے بعد کئی لوگ دائرہ اسلام میں داخل ہوئے۔ اگرچہ اب آپ ﷺ کی دعوت پورے قریش میں پھیل چکی تھی لیکن ابھی تک آپ ﷺ پوشیدگی سے ہی تبلیغ فرما رہے تھے۔

چھٹا مرتبہ

اس مرتبہ میں آپ ﷺ کو یہ حکم دیا گیا کہ آپ عوام الناس کو عذاب الٰہی سے ڈرائیں۔ آپ اعلانیہ اسلام کی تبلیغ فرمائیں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: فَاصْدَعْ بِمَا تُؤْمَرُ وَاَعْرِضْ عَنِ الْمُشْرِكِيْنَ ﴿۹۴﴾ (الحجر: 94) ''سو آپ اعلان کر دیجئے

سے آپ ﷺ مکہ مکرمہ میں صلح کرنے والے کی حیثیت میں تھے اور مدینہ طیبہ میں آپ ﷺ کی حیثیت ایک جہاد کرنے والے کی طرح تھی حکمت بھی آپ ﷺ کے افعال کے موافق تھی اور توفیق نے بھی آپ ﷺ کے اقوال کی تائید کی اللہ تعالیٰ نے ہی ان اقوال اور افعال کا آپ ﷺ کو حکم دیا تھا ارشاد باری ہے: وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى ۝ اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى ۝ (النجم:4-3) ''اور وہ تو بولتا ہی نہیں ہے اپنی خواہش سے نہیں یہ مگر وحی جو ان کی طرف کی جاتی ہے۔''

کلام ماوردی رحمۃ اللہ علیہ ختم ہوا۔

ہواوران مشکلات میں سے وہی سلامتی سے نکل سکتا ہے جس کو اللہ کی نصرت حاصل ہو یہ تمام علامات حق کے ساتھ ڈرانے والی ہیں اور سچ کے ساتھ ملنے والی ہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ خیانت کرنے والے کے منصوبہ کو پایہ تکمیل تک نہیں پہنچاتا اور فساد کرنے والوں کے اعمال کی اصلاح نہیں کرتا۔

توحید کے بعد شریعت ہے آپ ﷺ کی شریعت کی دو قسمیں ہیں: (1) عبادات، (2) احکام

(1) عبادات

آپ ﷺ مکہ مکرمہ میں جتنی دیر رہے نماز اور طہارت کے علاوہ کسی اور عبادت میں مشغول نہ ہوئے جیسا کہ پیچھے ذکر ہوا ہے کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے آپ ﷺ کو وضو اور نماز کا طریقہ سکھایا وہ نماز آپ ﷺ پر فرض تھی اور آپ کی امت کے لئے سنت تھی ارشاد باری تعالیٰ ہے: یٰٓاَیُّهَا الْمُزَّمِّلُ ۙ﴿۱﴾ قُمِ الَّیْلَ اِلَّا قَلِیْلًا ۙ﴿۲﴾ نِّصْفَهٗٓ اَوِ انْقُصْ مِنْهُ قَلِیْلًا ۙ﴿۳﴾ اَوْ زِدْ عَلَیْهِ وَ رَتِّلِ الْقُرْاٰنَ تَرْتِیْلًا ﴿۴﴾ (المزمل:4-1) ''اے چادر لپیٹنے والے! رات کو (نماز کے لئے) قیام فرمایا کیجئے مگر تھوڑا یعنی نصف رات یا کم کرلیا کریں اس سے بھی تھوڑا سا یا بڑھا دیا کریں اس پر۔''

آپ ﷺ اور آپ کی امت کے لئے یہی حکم تھا حتیٰ کہ شب معراج پانچ نمازیں فرض ہوئیں یہ معراج آپ ﷺ کو بعثت کے نویں سال ہوئی۔ اس طرح یہ پانچ نمازیں آپ ﷺ پر اور آپ کی امت پر فرض تھیں پھر ہجرت مدینہ تک کوئی اور عبادت فرض نہ ہوئی جب مدینہ طیبہ میں آپ ﷺ نے ہجرت فرمائی تو وہ آپ ﷺ کے لئے دارالاسلام بن گیا اور وہاں کے باشندے آپ ﷺ کے معاون اور مددگار ہو گئے تو مدینہ طیبہ میں سب سے پہلے رمضان المبارک کے روزے فرض ہوئے۔ یہ روزے ماہ شعبان دو ہجری کو فرض ہوئے اسی سال ہی قبلہ شریف تبدیل ہوا اسی سال ہی صدقہ فطر اور عید کی نماز فرض ہوئی ہجرت کے سفر کے دوران مقام قبا پر جمعہ فرض ہوا پھر جب مسلمانوں میں امارت اور ثروت کے آثار پیدا ہوئے تو زکوٰۃ فرض ہوئی پھر حج اور عمرہ فرض ہوا۔

(2) احکام کی دو اقسام ہیں

(1) وہ احکام جن کی حرمت کو عقل تسلیم کرتی ہے مثلاً قتل اور بدفعلی کی حرمت۔ ایسے احکام مکہ مکرمہ میں آپ ﷺ کی نبوت کے اظہار کے ساتھ ہی مشروع ہو گئے۔ (2) وہ احکام جن کے کرنے یا نہ کرنے میں عقل کو تردد ہوتا ہے ایسے احکام میں حضور ﷺ ان کے حلال یا حرام ہونے، مباح یا ممنوع ہونے اور مستحب یا مکروہ ہونے کا حکم لگانے سے رکے رہے آپ ﷺ نے مکہ میں حلال کو حلال نہ کیا اور حرام کو حرام نہ کیا حتیٰ کہ آپ ﷺ وہاں سے ہجرت فرما کر مدینہ تشریف لے آئے۔ ہجرت کے بعد آپ ﷺ نے حلال، حرام، مباح اور ممنوع کا حکم لگایا کیونکہ مکہ مکرمہ میں حضور ﷺ قریش کے تسلط کی وجہ سے مغلوب تھے وہ آپ ﷺ کے لئے ''دار شرک'' تھا آپ ﷺ کے احکام وہاں نافذ نہیں ہو سکتے تھے آپ وہاں نہ ہی کسی چیز کو حرام کر سکتے تھے اور نہ ہی حلال۔ حتیٰ کہ مدینہ طیبہ آپ ﷺ کے لئے ''دار اسلام'' بن گیا وہاں آپ ﷺ کے احکام نافذ ہو سکتے تھے وہاں آپ ﷺ نے حلال اور حرام کو بیان کیا مباح اور ممنوع کے درمیان فرق کیا۔ صحیح اور فاسد کے مابین امتیاز کیا اسی وجہ

دیتے۔ قبیح کو حسین اور حسین کو قبیح کر دیتے بزدلوں کو جرأت مند بنا دیتے۔ بخیل کو سخی بنا دیتے۔ ناقص کو کامل بنا دیتے معزز کو ذلیل کر دیتے۔

ان فصحاء اور بلغاء میں سے کچھ صحرا نشین تھے۔ جو عظیم الشان الفاظ، بہترین اقوال اور عمدہ کلام کے مالک تھے نثر اور نظم دونوں پر ان کی گرفت مضبوط تھی اور کچھ شہروں کے ساکنین تھے وہ بھی فصاحت و بلاغت کے دلدادہ تھے۔ عمدہ الفاظ اور جامع کلمات استعمال کرتے تھے۔ وہ سہل پسند تھے وہ الفاظ کم استعمال کرتے لیکن ان کا مفہوم بڑا وسیع ہوتا تھا شہری اور بدوی دونوں قسم کے لوگوں کے پاس نفیس دلائل اور عمدہ براہین ہوتی تھیں کسی شخص کو کوئی شبہ نہیں کہ فصاحت ان کے سامنے سرافگندہ تھی اور بلاغت ان کے گھر کی لونڈی تھی۔ وہ اس کے تمام طریقوں سے آشنا تھے وہ فصاحت و بلاغت کے چشمے رواں کر دیتے وہ اس کے ہر دروازے سے داخل ہوتے۔ ان اہل عرب کو صرف رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے ہی خوفزدہ کیا جو ایک کتاب عزیز لے کر تشریف فرما ہوئے جس میں باطل کو نہ آگے سے داخل ہونے کی جرأت نہ پیچھے سے آنے کی ہمت ہے ایک حکیم اور حمید ذات نے اسے نازل کیا ہے۔ اس کی آیات بڑی مستحکم اور اس کے کلمات بڑے مفصل ہیں۔ اس کی بلاغت نے عقل پر تسلط جما لیا اور اس کی فصاحت نے ہر قول پر غلبہ حاصل کیا۔ اس کے ایجاز اور اعجاز نے ایک دوسرے سے تعاون کیا اور حقیقت اور مجاز نے ایک دوسرے کی مدد کی۔ اس کی آیات بینات مطالعہ کے لحاظ سے پختہ دلیل کے لحاظ سے سبقت لے گئیں۔ قرآن میں فصاحت و بلاغت کی ہر نوع کے جملے شامل ہیں۔ قرآن ان کے پاس اس وقت آیا جب وہ فصاحت و بلاغت میں بڑے طاق تھے۔ خطابت میں یکتا تھے۔ خوبصورت اشعار فوراً کہہ لیتے تھے قرآن پاک اسی زبان میں آیا جس میں وہ روزمرہ گفتگو کرتے تھے۔ قرآن پاک پورے اکیس سال انہیں مقابلہ کی دعوت دیتا رہا اور ان کے اجتماعات میں فصحاء و بلغاء کے سامنے چیلنج کرتا رہا۔ انہیں زجر و توبیخ کرتا رہا۔ انہیں بے وقوف اور احمق کہتا رہا ان کے نظام پر طعنہ زنی کرتا رہا ان کے معبودان باطلہ اور ان کے آباء واجداد کی مذمت کرتا رہا ان کی زمین، شہر اور اموال کو مباح قرار دیتا رہا لیکن وہ اس جیسا کلام پیش کرنے سے عاجز ہی رہے۔ یہ چیلنج اور دعوت صرف اسی لئے تھی کیونکہ آپ ﷺ کو علم تھا کہ قرآن میری رسالت کی صداقت اور نبوت کی صحت پر حجت قاطعہ ہے واضح دلیل ہے۔ حضور ﷺ کا یہ معجزہ اب تک باقی ہے اور تا قیامت باقی رہے گا۔ اس سے احکام شرعیہ نکالے جاتے ہیں۔ علوم عقلیہ بھی اسی سے ہی مستنبط کئے جاتے ہیں اتنے زیادہ احکام اور علوم کسی اور معجزہ سے نہیں اخذ کئے جاسکتے دیگر انبیاء کے معجزات ان کے وقت کے گزرنے کے ساتھ ختم ہو گئے۔ ان معجزات کا صرف ان لوگوں نے مشاہدہ کیا جو وہاں حاضر تھے لیکن قرآن مجید وہ معجزہ ہے جو قیامت تک باقی رہے گا۔ آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام یہ بات قطعی طور پر جانتے تھے کہ قرآن کے بار بار چیلنج کرنے کے باوجود وہ لوگ اس کا مقابلہ کرنے سے عاجز ہیں جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: فَأْتُوا بِسُورَةٍ مِّن مِّثْلِهِ وَادْعُوا شُهَدَاءَكُم مِّن دُونِ اللَّهِ إِن كُنتُمْ صَادِقِينَ ﴿٢٣﴾ فَإِن لَّمْ تَفْعَلُوا وَلَن تَفْعَلُوا فَاتَّقُوا النَّارَ (البقرہ: 24-23) ”تو لے آؤ ایک سورۃ اس جیسی اور بلا لو اپنے حمائتیوں کو اللہ کے سوا اگر تم سچے ہو پھر اگر ایسا نہ کر سکو اور ہرگز نہ کر سکو گے تو ڈرو اس آگ سے۔“

پہلا باب

اس باب میں یہ بیان کیا جائے گا کہ قرآن پاک سراپا معجزہ ہے اس کتاب لاریب میں اتنے زیادہ معجزات ہیں کہ ان کو شمار نہیں کیا جاسکتا یہ معجزات ازل سے لے کر ابد تک موجود رہیں گے

اس باب میں چار فصلیں ہیں۔

پہلی فصل

اس فصل میں یہ بیان کیا جائے گا کہ قرآن مجید نہ صرف سراپا معجزہ ہے بلکہ یہ آپ ﷺ کے تمام معجزات سے عظیم ترین ہے اور اسے تمام معجزات سے زیادہ دوام حاصل ہے۔

علماء فرماتے ہیں قرآن کریم حضور ﷺ کے معجزات میں سے سب سے بڑا معجزہ ہے اور دلائل نبوت میں سے سب سے عظیم دلیل ہے۔ اس میں اتنا زیادہ اعجاز ہے کہ اس نے لوگوں کو چیلنج کیا، انہیں اپنے ساتھ مقابلہ کرنے کی دعوت دی انہیں اپنے جیسی ایک ہی سورت پیش کرنے کے لئے کہا لیکن مخالفین ایک چھوٹی سی سورت بھی پیش نہ کر سکے یہ قرآن کریم ہی تھا جس نے ان لوگوں کو عاجز کر دیا۔ یہ حضور اکرم ﷺ کی رسالت اور نبوت کی مُردوں کو زندہ کرنے، کوڑھیوں کو تندرست کرنے اور مادرزاد اندھوں کو بینا کرنے سے بھی بڑی دلیل ہے کیونکہ قرآن پاک ان لوگوں کے پاس جو فصاحت و بلاغت کے میدان کے شہسوار تھے۔ جو زبان اور بیان کے رئیس تھے قرآن پاک کا ان لوگوں کو عاجز کر دینا یہ ان لوگوں کے عجز سے بھی زیادہ تعجب خیز تھا جو حضرت مسیح علیہ السلام کے مردوں کو زندہ کرتے وقت آپ کے پاس تھے کیونکہ وہ لوگ مردوں کو زندہ کرنے، کوڑھیوں کو تندرست کرنے اور مادرزاد اندھوں کو بینا کرنے میں کوئی رغبت نہیں رکھتے تھے جبکہ عرب بالخصوص قریش فصاحت و بلاغت کی بلندیوں پر فائز تھے۔ وہ محافل میں فوراً فصیح اور بلیغ کلام کرنے پر قادر تھے۔ اللہ تعالیٰ نے فصاحت اور بلاغت ان کی فطرت اور طبیعت میں رکھی ہوئی تھی وہ فوراً ایسا کلام کرتے تھے جو فصاحت و بلاغت سے مرقع ہوتا تھا وہ ہر مجلس میں ایسی تقاریر کرتے تھے جو فصاحت و بلاغت سے لبریز ہوتی تھیں۔ وہ شمشیر کی دھار اور نیزے کی نوک کے سامنے بھی رجزیہ اشعار پڑھا کرتے تھے۔ اس کی وجہ سے وہ میدان جنگ میں کامیاب ہو جاتے تھے جس کی مدح خوانی کرتے تو اس تعریف کی بنا پر اسے رفعتوں پر آشیاں بند کر دیتے اور جس کی مذمت کرتے اسے ذلالت کے گڑھے میں پھینک دیتے۔ وہ اپنی بلاغت سے محفل پر سحر طاری کر دیتے لوگوں کی عقل و دانش کو چھین لیتے شیر دل بہادروں کو ذلت کے گڑھوں میں پھینک دیتے۔ دشمن کو ہوا کر

جیسا کلام پیش کرنے سے عاجز نہ ہوتے تو وہ جنگ وجدل کرنے کی بجائے صرف کلام پیش کر دیتے لیکن وہ ایسا کلام پیش نہ کر سکے۔ یہ ان کی عاجزی کی بہت بڑی دلیل ہے۔ جو کہ ان کے اس قول: لَوْ نَشَآءُ لَقُلْنَا مِثْلَ هٰذَآ (انفال: 31) کا رد ہے۔ یہ ان کے عجز کی قطعی دلیل ہے۔ اس لئے ان کے قول کا کوئی اعتبار نہیں کیا جائے گا۔

قریش کے سرداروں میں سے جنہوں نے قرآن کی فصاحت و بلاغت کا اقرار کیا ان میں سے ایک عتبہ بن ربیعہ بھی ہے اس کی تفصیل یہ ہے:

ایک دن قریش کے کچھ لوگ جمع تھے انہوں نے مشورہ کیا کہ تم اس آدمی کی تلاش کرو جو جادو، کہانت اور شعر کو تم سے زیادہ جاننے والا ہو وہ آدمی اس شخص (ﷺ) کے پاس جائے جس نے ہماری جماعت میں تفریق ڈال دی ہے اور ہمارے دین میں عیب نکالتا ہے وہ آدمی جا کر اس شخص سے گفتگو کرے پھر وہ دیکھے کہ وہ کیا جواب دیتا ہے انہوں نے کہا عتبہ بن ربیعہ ہم سب سے زیادہ عالم ہے اس کام کے لئے وہی موزوں شخص ہے۔ دوسری روایت میں ہے کہ ایک دن یہ قریش کی مجلس میں بیٹھا ہوا تھا۔ حضور ﷺ حرم پاک میں اکیلے تشریف فرما تھے۔ عتبہ نے اپنی قوم سے کہا اے میری قوم! کیا میں محمد ﷺ کے پاس نہ جاؤں میں ان سے گفتگو کروں اور انہیں چند چیزیں پیش کروں شاید کہ وہ کسی چیز کو پسند کریں ہم وہ چیز انہیں دے کر اسلام کی تبلیغ سے انہیں روک سکیں۔ انہوں نے کہا تم ضرور یہ فعل سرانجام دو۔ عتبہ بن ربیعہ کھڑا ہو گیا وہ حضور ﷺ کے پاس جا کر بیٹھ گیا اس نے اپنے کلام کا یوں آغاز کیا اے میرے بھتیجے! آپ کا تعلق ہمارے ہی خاندان کے ساتھ ہے لیکن آپ مقام و مرتبہ میں تمام خاندان سے بالاتر اور نسب و حسب میں بہتر ہیں آپ نے اپنی قوم کو ایک عظیم مشکل سے دوچار کر دیا ہے۔ آپ نے ان کی جماعت کی شیرازہ بندی کو ختم کر دیا ہے۔ انہیں آپ احمق اور بے وقوف کہتے ہیں۔ ان کے معبودوں اور ان کے دین میں آپ عیب نکالتے ہیں۔ ان کے آباء کو کافر کہتے ہیں۔ کیا آپ یہ ارادہ کرتے ہیں کہ ہم تلواریں لے کر ایک دوسرے کے بالمقابل کھڑے ہو جائیں اور یوں نیست و نابود ہو جائیں غور سے سنیے میں آپ کے سامنے چند چیزیں پیش کرتا ہوں۔ آپ ان میں غور و فکر کریں شاید آپ ان میں سے کسی چیز کو قبول کرنے کے لئے رضامند ہو جائیں۔ حضور ﷺ نے اسے کہا اے ابو الولید کہیئے میں سن رہا ہوں۔ عتبہ بن ربیعہ نے کہا اے میرے پیارے بھتیجے! اگر آپ اپنی اس تمام تگ و دو سے مال کے متمنی ہیں ہم آپ کے لئے اتنا مال جمع کر دیتے ہیں کہ آپ ہم سب میں سے امیر ترین ہو جائیں گے۔ اگر آپ عز و شرف کے حصول کے خواہاں ہیں تو ہم آپ کو اپنا سردار بنا دیتے ہیں حتیٰ کہ کوئی معاملہ بھی آپ کی خواہش کے خلاف رونما نہ ہو گا۔ اگر آپ کی خواہش بادشاہی حاصل کرنے کی ہے تو ہم آپ کو اپنا بادشاہ بنا لیتے ہیں۔ اگر آپ پر کسی جن کا سایہ ہے تو ہم آپ کا علاج کراتے ہیں اور اس میں ہم ہر قسم کا مال خرچ کرنے کے لئے تیار ہیں۔ جب عتبہ نے اپنی گفتگو کو مکمل کر لیا اور آپ ﷺ نے اس کی گفتگو کو سنا آپ ﷺ نے اس سے کہا اے عتبہ کیا تو اپنی گفتگو سے فارغ ہو گیا ہے اس نے کہا ہاں آپ ﷺ نے فرمایا اب میری بات سنو:

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

حٰمٓ ۚ﴿۱﴾ تَنْزِيْلٌ مِّنَ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۚ﴿۲﴾ كِتٰبٌ فُصِّلَتْ اٰيٰتُهٗ قُرْاٰنًا عَرَبِيًّا لِّقَوْمٍ

ابوسلیمان خطابی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ اپنے زمانہ کے دانشمند افراد میں سے تھے بلکہ آپ ﷺ تمام مخلوق سے زیادہ عقلمند تھے آپ ﷺ نے اپنے پروردگار کی طرف سے یہ قطعی فیصلہ سنا دیا کہ وہ لوگ اس قرآن جیسا کلام چیلنج کے باوجود پیش نہیں کر سکیں گے فرمایا: فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا وَلَنْ تَفْعَلُوْا (البقرہ:24) ''پھر اگر ایسا نہ کر سکو اور ہرگز نہ کر سکو گے۔''

اگر آپ ﷺ کو علم نہ ہوتا کہ یہ کتاب علام الغیوب کی طرف سے ہے اور جو کچھ اس میں بیان کر دیا جائے اس خلاف کام نہیں ہو سکتا تو پھر آپ ﷺ کی عقل آپ کو کبھی اجازت نہ دیتی کہ آپ ﷺ کسی ایسی شئی کے رونما نہ ہونے کا قطعی قول کریں جو عنقریب رونما ہو جائے۔

اسی طرح امام القسطلانی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ قرآن پاک حضور ﷺ کی سب سے بین، واضح اور مکمل دلیل ہے کیونکہ آپ ﷺ نے مقابلے سے پہلے ہی ان کی عاجزی کا اعلان کر دیا تھا اور انہیں بتا دیا تھا کہ تم اس جیسا کلام پیش کرنے سے عاجز ہو اتنی بار چیلنج اور دعوت دینے کے باوجود ان کے فصحاء و بلغاء اس جیسا کلام پیش نہ کر سکے۔ یہ بالکل اسی طرح ہوا جس طرح پہلے ہی اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کریم علیہ الصلوۃ والتسلیم کی زبان سے سنا دیا تھا ارشاد ہوا: قُلْ لَّىِٕنِ اجْتَمَعَتِ الْاِنْسُ وَ الْجِنُّ عَلٰۤى اَنْ یَّاْتُوْا بِمِثْلِ هٰذَا الْقُرْاٰنِ لَا یَاْتُوْنَ بِمِثْلِهٖ وَ لَوْ كَانَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ ظَهِیْرًا (الاسراء:88) ''(بطور چیلنج) کہہ دو کہ اگر اکٹھے ہو جائیں سارے انسان اور سارے جن اس بات پر کہ لے آئیں اس قرآن کی مثل تو ہرگز نہیں لا سکیں گے اس کی مثل اگرچہ وہ ہو جائیں ایک دوسرے کے مددگار۔''

تمام جن وانس اس جیسا کلام پیش کرنے سے عاجز آ گئے۔ انہوں نے صرف یہ دعویٰ ہی کیا تھا لیکن ان کی عاجزی عیاں ہو گئی جیسا کہ اللہ رب العزت نے ارشاد فرمایا: لَوْ نَشَآءُ لَقُلْنَا مِثْلَ هٰذَاۤ (الانفال:31) ''اگر ہم چاہیں تو کہہ لیں ایسی آیتیں۔''

یہ صرف ان کا بکواس تھا عداوت کی زیادتی کی وجہ سے ان کی صرف بڑھی اگر وہ ایسا کلام لانے کی استطاعت رکھتے تو پھر انہیں ایسا کرنے سے کس چیز نے روکا قرآن پاک تو انہیں چیلنج کرتا رہا تقریباً اکیس سال انہیں مقابلہ کی دعوت دیتا رہا پھر انہیں تلواروں کے ذریعے شکست دی گئی لیکن فصاحت و بلاغت میں متکبر اور مغرور ہونے کے باوجود وہ ایسا کلام پیش نہ کر سکے اللہ تعالیٰ نے ان کے اس عجز کا اظہار کرتے ہوئے ارشاد فرمایا: قُلْ لَّىِٕنِ اجْتَمَعَتِ الْاِنْسُ وَ الْجِنُّ...... الخ۔ (الاسراء:88) یہ آیت مبارکہ کفار مکہ کے اس قول کا رد ہے جو انہوں نے یہ کہا تھا: لَوْ نَشَآءُ لَقُلْنَا مِثْلَ هٰذَاۤ (انفال:31) یہ قول نضر بن حارث نے کیا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے مذکورہ بالا آیت میں جن کا تذکرہ اعجاز قرآن کی عظمت کے لئے کیا ہے ورنہ چیلنج صرف انسانوں کو تھا اس میں جن شامل نہیں ہیں کیونکہ جنات کی زبان یہ نہیں ہے اور نہ ہی ان کی زبان کا وہ اسلوب ہے جو کہ قرآن پاک کا اسلوب ہے لیکن جب اللہ تعالیٰ نے دونوں فریقوں کو اس جیسا کلام لانے کے لئے چیلنج کیا۔ اس چیلنج میں جن وانس شامل تھے انہیں ایک دوسرے کی مدد کرنے کی بھی اجازت تھی لیکن اس کے باوجود وہ اس چیلنج کا مقابلہ نہ کر سکے تو اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ جب فریقین یعنی جن وانس اس جیسا کلام لانے سے عاجز ہیں تو صرف ایک فریق یعنی انسان اس جیسا کلام لانے سے زیادہ عاجز ہے۔ اسلام کے خلاف انہوں نے کتنی ہی شمشیریں بے نیام کیں اور کتنی ہی غارت گری کی۔ اگر وہ اس

حضور مکرم علیہ السلام سے عرض کی کہ آپ مجھ کو کچھ پڑھ کر سنائیے تا کہ میں اس میں غور وفکر کروں حضور علیہ السلام نے اس کو یہ آیت مبارکہ پڑھ کر سنائی:

اِنَّ اللّٰهَ یَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَ الْاِحْسَانِ وَ اِیْتَآئِ ذِی الْقُرْبٰی وَ یَنْهٰی عَنِ الْفَحْشَآءِ وَ الْمُنْكَرِ وَ الْبَغْیِ ۚ یَعِظُكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ ۝ (النحل:90)

''بیشک اللہ تعالیٰ حکم دیتا ہے کہ ہر معاملہ میں انصاف کرو اور (ہر ایک کے ساتھ) بھلائی کرو اور اچھا سلوک کرو رشتہ داروں کے ساتھ اور منع فرماتا ہے بے حیائی سے اور برے کاموں سے اور سرکشی سے اللہ تعالیٰ نصیحت کرتا ہے تمہیں تا کہ تم نصیحت قبول کرو۔''

ولید بن مغیرہ نے عرض کی مجھے دوبارہ پڑھ کر سنائیے حضور علیہ السلام نے یہی آیت مبارکہ دوبارہ پڑھی اس نے کہا اللہ کی قسم! اس میں بہت زیادہ مٹھاس ہے۔ اس کے ظاہر پر چمک ہے اس کا اوپر والا حصہ پھلوں سے لدا ہوا ہے اور اس کا نیچے والا حصہ سرسبز و شاداب ہے اس جیسا کلام کوئی انسان نہیں کہہ سکتا پھر ابن مغیرہ نے اپنی قوم سے کہا اللہ کی قسم! تم میں سے کوئی اشعار کو مجھ سے زیادہ جاننے والا نہیں ہے اور نہ کوئی مجھ سے زیادہ جنات کے اقوال کو جانتا ہے۔ قسم بخدا جو کچھ آپ علیہ السلام فرماتے ہیں اس کلام کو ان میں سے کسی کے ساتھ کوئی بھی مناسب نہیں ہے بلاشبہ ان کے کلام میں حلاوت ہے۔ اس کے اوپر چمک ہے۔ اس کا اوپر والا حصہ پھلدار ہے اور اس کا نیچے والا حصہ سرسبز و شاداب ہے وہ کلام غالب تو آ سکتا ہے لیکن اس پر غلبہ نہیں پایا جا سکتا۔ جو اس کے نیچے آئے وہ اس کو پیس کے رکھ دیتا ہے۔

ابن اسحاق، حاکم اور امام بیہقی رحمہم اللہ تعالیٰ نے عمدہ اسناد کے ساتھ روایت کیا ہے کہ جب حج کا مہینہ آیا تو رؤسائے قریش ولید بن مغیرہ کے پاس جمع ہوئے وہ قریش کے عظیم سرداروں میں سے تھا۔ اس کی عمر ان تمام سے زیادہ تھی اور وضاحت و بلاغت میں بھی ان سب سے فزوں تر تھا ولید بن مغیرہ نے کہا اے سرداران قریش! حج کا موسم آ گیا ہے عنقریب عرب کے لوگ تمہارے ہاں آئیں گے وہ تمہارے اس ساتھی (علیہ السلام) کے بارے میں سنیں گے ان کے بارے میں ہماری رائے ایک ہونی چاہئے ان میں اختلاف نہیں ہونا چاہئے کہ ہم ایک دوسرے کی تکذیب کرنا شروع کر دیں۔ انہوں نے کہا تمہاری رائے ہم سب سے صائب ہوتی ہے تم ہی کچھ کہو اس نے کہا تم اپنی اپنی رائے دو میں اسے سنتا ہوں۔ انہوں نے کہا ہم لوگوں سے کہیں گے کہ یہ کاہن ہیں۔ ولید نے کہا قسم بخدا! وہ کاہن نہیں ہیں نہ ان کے کلام میں کاہنوں جیسی گنگناہٹ ہے اور نہ ہی سجع ہے پھر انہوں نے کہا ہم کہیں گے کہ یہ مجنون ہیں ولید نے کہا اللہ کی قسم! وہ مجنون نہیں ہیں ہم نے مجنون لوگوں کو دیکھا ہے ہم انہیں جانتے ہیں نہ ہی ان کے اعضاء مجنونوں کی طرح کپکپاتے ہیں اور نہ ہی وہ کوئی بے معنی بات کرتے ہیں۔ انہوں نے کہا پھر ہم انہیں شاعر کہیں گے۔ ولید نے کہا وہ شاعر بھی نہیں ہیں۔ ہم شعر سے خوب واقف ہیں ہم اس کی تمام اصناف کو جانتے ہیں۔ ان کا کلام شعر کی کسی صنف سے بھی مناسب نہیں رکھتا انہوں نے کہا ہم کہیں گے کہ یہ جادوگر ہیں۔ ولید بن مغیرہ نے کہا ہم جادوگروں سے بھی واقف ہیں اور ان کے جادو سے بھی آشنا ہیں۔ وہ نہ کسی پر کوئی پھونکیں مارتے ہیں اور نہ گرہیں لگاتے

يَعْلَمُوْنَ ۙ﴿۳﴾ (حم سجدہ:1-3)

حضور علیہ السلام قرآن پاک کی تلاوت فرمارہے تھے عتبہ اپنے ہاتھ پیٹھ پیچھے باندھ کر خاموشی سے سن رہا تھا حتیٰ کہ حضور علیہ السلام نے سجدہ کی آیت کو تلاوت کیا اور سجدہ کیا پھر آپ علیہ السلام نے فرمایا اے ابو ولید کیا تو نے سن لیا ہے۔ اس نے کہا میں نے سن لیا ہے۔ میں آپ کو اپنی حالت پر ہی چھوڑتا ہوں۔ عتبہ وہاں سے اٹھ کر اپنے ساتھیوں کے پاس آیا۔ انہوں نے ایک دوسرے سے کہا اللہ کی قسم! ابوالولید اس چہرے کے ساتھ واپس نہیں آیا جس چہرے کے ساتھ یہاں سے گیا تھا۔ جب عتبہ ان کے درمیان بیٹھ گیا تو انہوں نے کہا اے ابوالولید! انہوں نے تجھے کیا سنایا ہے عتبہ نے کہا میں نے وہ بات سنی ہے جو میں نے آج تک نہیں سنی اور ایسا کلام سنا ہے کہ آج تک میں نے ایسا کلام نہیں سنا۔ اللہ کی قسم! وہ کلام نہ شعر ہے نہ جادو اور کہانت ہے اے قوم قریش! میری بات مانو تو اس شخص کو اپنی حالت پر چھوڑ دو۔

ایک روایت میں ہے کہ عتبہ نے کہا مجھے انہوں نے ایسے کلام کے ساتھ جواب دیا جو نہ جادو ہے نہ ہی شعر اور کہانت ہے۔ انہوں نے مجھے یہ کلام پڑھ کر سنایا:

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ حٰمٓ ﴿۱﴾ تَنْزِيْلٌ مِّنَ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ﴿۲﴾ (حم سجدہ:1-2)

حتیٰ کہ جب وہ اس آیت تک پہنچے: فَاِنْ اَعْرَضُوْا فَقُلْ اَنْذَرْتُكُمْ صٰعِقَةً مِّثْلَ صٰعِقَةِ عَادٍ وَّثَمُوْدَ ﴿۱۳﴾ (حم سجدہ:13) تو میں نے ان کے منہ مبارک پر انگلی رکھ لی اور رحم کی التجا کی اور کہا کہ آپ اس طرح کی بات نہ کریں کیونکہ تم لوگ خوب جانتے ہو کہ جب محمد (فداہ روحی) علیہ السلام اس طرح کی بات کرتے ہیں تو وہ کبھی جھوٹی نہیں ہوئی اس لئے میں ڈر گیا کہ کہیں تم پر عذاب نہ نازل ہو جائے۔ اس واقعہ کو امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا ہے۔

حضرت امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اسلام لانے کے واقعہ کے بارے میں درج ذیل روایت بیان کی ہے "حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جب یہ معلوم ہوا کہ مکہ مکرمہ میں ایک نبی مبعوث ہوئے ہیں انہوں نے اپنے بھائی انیس کو مکہ مکرمہ روانہ کیا تا کہ وہ آپ علیہ السلام کے معاملہ کے بارے میں علم حاصل کرے۔ حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی بھائی کی توصیف اس طرح کرتے ہیں اللہ کی قسم! میں نے اپنے بھائی انیس سے عمدہ شاعر نہیں دیکھا۔ اس نے جاہلیت میں بارہ شعراء کے ساتھ مقابلہ کیا اور ان تمام سے سبقت لے گیا۔ یہی شاعری میں اس کی فصاحت و بلاغت کی سب سے بڑی دلیل ہے۔ وہ میرا بھائی انیس مکہ گیا پھر وہ جب میرے پاس واپس آیا تو آپ علیہ السلام کے بارے میں یہ خبر لے کر آیا اس نے کہا میں نے مکہ میں ایک شخص کو دیکھا ہے جو یہ دعویٰ کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اسے رسول بنا کر بھیجا ہے میں نے کہا کہ لوگ اس کے بارے میں کیا کہتے ہیں اس نے کہا کہ لوگ انہیں شاعر، کاہن اور جادوگر کہتے ہیں میں نے کاہنوں کے اقوال سنے ہیں لیکن ان کے کلام کو کاہنوں کے کلام سے کوئی مناسبت نہیں میں ان کے کلام کو شعر کی تمام اصناف پر رکھ کر دیکھا ہے لیکن ان کے کلام کو کسی شعری صنف کے ساتھ کوئی مطابقت نہیں ہے یقیناً وہ سچے ہیں اور ان کے مخالفین جھوٹے ہیں۔

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے ولید بن مغیرہ کے بارے میں لکھا ہے کہ وہ فصاحت و بلاغت میں قریش کا سردار تھا۔ اس نے

پناہ طلب کرے آپ سے تو پناہ دیجئے اسے تا کہ وہ سنے اللہ تعالیٰ کا کلام۔“

اگر کلام الٰہی کا سننا حضور ﷺ کے لئے دلیل نہ ہوتا تو آپ ﷺ کا معاملہ اس کے سماع پر موقوف نہ ہوتا اور نہ ہی یہ آپ ﷺ کے لئے دلیل ہوتا۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَقَالُوْا لَوْلَآ اُنْزِلَ عَلَيْهِ اٰيٰتٌ مِّنْ رَّبِّهٖ ۭ قُلْ اِنَّمَا الْاٰيٰتُ عِنْدَ اللّٰهِ ۭ وَاِنَّمَآ اَنَا نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ ۝ اَوَلَمْ يَكْفِهِمْ اَنَّآ اَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ يُتْلٰى عَلَيْهِمْ ۭ (العنکبوت:51-50)

”اور انہوں نے کہا کیوں نہ اتاری گئیں اس پر نشانیاں ان کے رب کی طرف سے آپ فرمائیے نشانیاں تو اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہیں میں تو صرف صاف صاف ڈرانے والا ہوں کیا انہیں کافی نہیں کہ ہم نے آپ پر اتاری ہے کتاب جو انہیں پڑھ کر سنائی جاتی ہے۔“

مذکورہ بالا آیت میں اللہ رب العزت نے بیان فرمایا ہے کہ قرآن پاک اللہ کی نشانیوں میں سے ایک نشانی ہے۔ یہ دلالت کرنے میں کافی وشافی ہے یہ آپ ﷺ کے علاوہ دیگر انبیاء کرام کے معجزات کے قائم مقام ہے حضور ﷺ یہ کتاب لاریب ان لوگوں کے پاس لے کر آئے جو فصاحت و بلاغت کے ماہر تھے جو خطابت و بیان کے میدان کے شاہ سوار تھے قرآن پاک نے انہیں چیلنج کیا کہ اس جیسا کلام بنا کر پیش کرو کئی سال انہیں مہلت دی لیکن وہ لوگ اس جیسا کلام پیش نہ کر سکے حالانکہ وہ اس نور کو گل کرنے کے بڑے حریص تھے اور اس معاملہ کو چھپا دینے کے بڑے دلدادہ تھے۔ اگر کلام الٰہی کا مقابلہ کرنا ان کے بس میں ہوتا تو وہ ضرور اس کا مقابلہ کرتے تا کہ انہیں اس کو جھٹلانے کی ایک قطعی دلیل مل جاتی لیکن ان میں سے کسی ایک بھی شخص کے بارے میں یہ نہیں ملتا کہ اس نے اس قسم کی بات اپنے دل میں سوچی ہو یا اس جیسا کلام پیش کرنے کا ارادہ کیا ہو بلکہ انہوں نے حضور ﷺ سے دشمنی کا اظہار کرنے کے لئے دوسرے طریقے ہی اپنائے۔ کبھی انہوں نے آپ ﷺ کا مذاق اڑایا اور کبھی آپ ﷺ کے لئے بغض وعناد کا اظہار کیا۔ کبھی انہوں نے کہا کہ یہ جادو ہے کبھی کہا یہ شعر ہے۔ کبھی کہا کہ یہ اگلے لوگوں کے افسانے ہیں حتیٰ کہ انہوں نے مسلمانوں کے ساتھ جنگ وجدل کا ارادہ کیا۔ ان کے بیٹوں اور بیویوں کو قیدی بنانے کا عزم کیا ان کے اموال کو چھیننے کا قصد کیا۔ وہ اپنے آپ کو بڑی عزت وحمیت والے سمجھتے تھے اگر انہیں علم ہوتا کہ اس جیسا کلام پیش کرنا ہماری قدرت میں ہے تو وہ اس طرح کا کلام پیش کرنے میں جلدی کرتے کیونکہ ایسا کرنا ان کے لئے بہت آسان تھا۔

جاحظ کہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے محمد مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء کو مبعوث کیا تو عرب میں کتنے ہی عمدہ شعراء تھے۔ کتنے ہی شعلہ فشاں خطیب تھے ان کی زبان کتنی محکم تھی آپ ﷺ نے ان کے ہر ادنیٰ واعلیٰ کو اس کلام کا مقابلہ کرنے کے لئے کہا لیکن وہ اپنی تمام تر زبان دانی، فصاحت و بلاغت، شاعری اور خطابت کے باوجود اس چیلنج کا مقابلہ نہ کر سکے بلکہ انہوں نے اسلام کو مٹانے کے لئے جنگ وجدل کا میدان گرم کیا اپنے شہروں کو خیر آباد کہا اپنے اموال کو خرچ کیا اگر وہ اس جیسا کلام لانے پر قادر

ہیں انہوں نے عاجز آ کر ولید بن مغیرہ سے کہا تم ہی ہمیں بتاؤ کہ پھر ہم کیا کہیں۔ اس نے کہا اللہ کی قسم! اس کے کلام میں شیرینی ہے اس کے اوپر چمک ہے یہ ایک ایسا سرسبز وشاداب تنا ہے جس سے بے شمار شاخیں پھوٹتی ہیں اس کی ٹہنیاں پھلوں سے لدی ہوئی ہیں۔ ان باتوں میں سے ہم جو بھی بات کہیں گے لوگ فوراً کہیں گے کہ تم جھوٹ بول رہے ہو۔ بہتر یہ ہے کہ تم پوچھنے والے سے کہہ دو کہ یہ جادوگر ہیں۔ یہ ایسا ساحرانہ کلام لے کر آئے ہیں جس سے انسان اور اس کے باپ میں تفریق ہو جاتی ہے بھائی اور بھائی میں جدائی ہو جاتی ہے خاوند اور بیوی میں علیحدگی ہو جاتی ہے۔ انسان اور اس کا قبیلہ الگ الگ ہو جاتے ہیں۔

جب حج کا زمانہ آیا تو قریش مکہ لوگوں کے راستوں میں بیٹھ گئے جو شخص بھی ان کے پاس سے گزرتا اسے حضور اکرم ﷺ سے ڈراتے۔ اسے آپ ﷺ کے معاملہ کے بارے میں بتاتے۔ حج کے موسم میں وہ اسی طرح حضور اکرم ﷺ کا تذکرہ کرتے رہے حتیٰ آپ ﷺ کا ذکر مبارک نہ صرف عرب کے شہروں میں پھیل گیا بلکہ تمام آفاق میں آپ ﷺ کی شہرت ہوگئی ان کی اس چال کا نتیجہ ان کے ہی خلاف نکلا اسی طرح انصار مدینہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو اسلام قبول کرنے کا شرف حاصل ہوا اور حضور ﷺ مدینہ طیبہ کی طرف ہجرت فرما گئے۔

ابونعیم رحمۃ اللہ علیہ نے ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ کی سند سے بنوسلمہ کے ایک آدمی سے روایت کیا ہے۔ اس آدمی نے کہا جب بنوسلمہ کے جوانوں نے اسلام قبول کیا تو عمرو بن جموح نے اپنے بیٹے معاذ سے کہا ''اس آدمی (ﷺ) کے کلام میں سے جو کچھ تو نے سنا ہے وہ مجھے بھی سناؤ۔ حضرت معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے والد سے پہلے اسلام قبول کر لیا تھا انہوں نے اپنے والد کو سورۃ فاتحہ کی ابتدائی آیات: اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ سے لیکر اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ تک سنائیں۔ عمرو نے اپنے بیٹے سے کہا یہ کلام کتنا عمدہ ہے کتنا حسین اور جمیل ہے کیا ان کا تمام کلام اسی طرح ہے؟ انہوں نے کہا اے میرے والد گرامی! ان کا دوسرا کلام اس سے بھی زیادہ حسین وجمیل ہے۔

''المواہب الدنیہ'' میں کسی بزرگ کا یہ قول منقول ہے کہ اگر قرآن کریم کا کوئی نسخہ جنگل میں پڑا ہوا کسی کو مل جائے اس کو پتہ نہ ہو کہ یہ کس نے رکھا ہے تو صاحب عقل سلیم اسے پڑھ کر گواہی دے گا کہ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل کیا گیا ہے۔ کسی انسان کی یہ طاقت نہیں کہ وہ اس جیسا کلام بنا سکے۔

جب یہ کلام ایک ایسی ہستی لے کر آئی جو تمام مخلوق سے زیادہ سچی ہے جو تمام مخلوق سے متقی اور تقویٰ شعار ہے۔ اس وقت اس انسان کی کیفیت کیا ہوگی وہ یہی کہے گا کہ یہ اللہ کا کلام ہے اللہ تعالیٰ نے پوری مخلوق کو چیلنج کیا کہ وہ اس جیسی ایک ہی سورت بنا کر پیش کر دیں لیکن وہ عاجز آ گئی پھر اس کے کلام الٰہی ہونے میں کسی کو شک ہو سکتا ہے؟

علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے ''خصائص کبریٰ'' میں لکھا ہے'' تمام دانشمندوں کا اس پر اجماع ہے کہ اللہ کی کتاب معجز ہے۔ کوئی شخص بھی اس جیسا کلام پیش نہیں کر سکتا جبکہ اللہ رب العزت نے لوگوں کو اس کے ساتھ چیلنج بھی کیا ہے ارشاد باری تعالیٰ ہے: وَاِنْ اَحَدٌ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ اسْتَجَارَكَ فَاَجِرْهُ حَتّٰى يَسْمَعَ كَلٰمَ اللّٰهِ (التوبہ:6)'' اور اگر کوئی شخص مشرکوں میں سے

''بلکہ یہ تو تصدیق کرنے والا ہے اس وحی کی جو اس سے پہلے نازل ہو چکی ہے اور الکتاب کی تفصیل ہے ذرا شک نہیں اس میں کہ رب العالمین کی طرف سے (اتری) ہے کیا یہ (کافر) کہتے ہیں کہ اس نے خود گھڑ لیا ہے اسے آپ فرمائیے پھر تم بھی لے آؤ ایک سورت اس جیسی اور (امداد کے لئے) بلا لو جن کو تم بلا سکتے ہو اللہ کے علاوہ اگر تم (اپنے الزام میں) سچے ہو۔''

ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے اہل عرب کو اور تمام اہل استطاعت کو قرآن پاک جیسی صرف ایک سورۃ لانے کا چیلنج کیا:

فَاِلَّمْ یَسْتَجِیْبُوْا لَكُمْ فَاعْلَمُوْٓا اَنَّمَآ اُنْزِلَ بِعِلْمِ اللّٰهِ وَ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ (ہود:14) ''پس اگر وہ قبول نہ کر سکیں تمہاری دعوت تو پھر جان لو کہ یہ قرآن محض علم الٰہی سے اتارا گیا ہے اور (یہ بھی جان لو کہ) نہیں کوئی معبود سوائے اللہ کے پس کیا (اب) تم اسلام لے آؤ گے۔''

یہی حضور ﷺ کی دعوت کی بنیاد تھی یعنی یہ گواہی دینا کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں۔

اسی طرح ارشاد ربانی ہے: لٰكِنِ اللّٰهُ یَشْهَدُ بِمَآ اَنْزَلَ اِلَیْكَ اَنْزَلَهٗ بِعِلْمِهٖ ۚ وَ الْمَلٰٓىِٕكَةُ یَشْهَدُوْنَ ؕ وَ كَفٰى بِاللّٰهِ شَهِیْدًا ﴿۱۶۶﴾ (النساء:166) ''لیکن اللہ تعالیٰ گواہی دیتا ہے اس کتاب کے ذریعہ جو اس نے آپ کی طرف اتاری کہ اس نے اسے اتارا ہے اپنے علم سے اور فرشتے بھی گواہی دیتے ہیں اور کافی ہے اللہ بطور گواہ۔''

یعنی اللہ تعالیٰ جانتا ہے کہ کتاب اس کی طرف سے نازل کردہ ہے یہ گھڑی ہوئی نہیں ہے جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: وَ مَا كَانَ هٰذَا الْقُرْاٰنُ اَنْ یُّفْتَرٰى مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ (یونس:37) ''اور نہیں ہے یہ قرآن کہ گھڑ لیا گیا ہو اللہ تعالیٰ (کی وحی آئے بغیر) بلکہ یہ تو تصدیق کرنے والا ہے۔''

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے یُفْتَرٰی کا لفظ فرمایا ہے یُفْعَلُ نہیں فرمایا۔ اس میں اللہ تعالیٰ نے صرف فعل کی نفی نہیں کی بلکہ اس فعل کے احتمال کی نفی کی ہے اور یہ خبر دی ہے کہ اس طرح کا فعل وقوع پذیر نہیں ہو سکتا بلکہ اس کا وقوع ہونا ممتنع ہے اس کا معنی یہ ہے کہ یہ ممکن بھی نہیں، اس کا احتمال بھی نہیں اور نہ ہی یہ جائز ہے کہ اس قرآن کو اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی اور بنائے کیونکہ اللہ کے علاوہ جو بھی اس قرآن کو بنائے گا وہ مخلوق میں سے ہوگا اور مخلوق اس جیسا قرآن لانے پر قادر نہیں ہے۔ قرآن پاک کا یہ چیلنج مکہ میں تھا کیونکہ سورۃ یونس، سورۃ ہود اور سورۃ طور مکی سورتیں ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ہجرت کے بعد مدینہ طیبہ میں بھی اسی چیلنج کا اعادہ کیا جیسا سورۃ بقرہ میں فرمایا:

وَ اِنْ كُنْتُمْ فِیْ رَیْبٍ مِّمَّا نَزَّلْنَا عَلٰى عَبْدِنَا فَاْتُوْا بِسُوْرَةٍ مِّنْ مِّثْلِهٖ ۪ وَ ادْعُوْا شُهَدَآءَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ ﴿۲۳﴾ فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا وَ لَنْ تَفْعَلُوْا فَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِیْ وَقُوْدُهَا النَّاسُ وَ الْحِجَارَةُ ۚۖ اُعِدَّتْ لِلْكٰفِرِیْنَ ﴿۲۴﴾ (البقرہ:24-23)

''اور اگر تمہیں شک ہو اس میں جو ہم نے نازل کیا اپنے (برگزیدہ) بندے پر تو لے آؤ ایک سورۃ اس جیسی اور بلا لو اپنے حمائیتوں کو اللہ کے سوا اگر تم سچے ہو پھر اگر ایسا نہ کر سکو اور ہرگز نہ کر سکو گے تو ڈرو اس

ہوتے صرف چھوٹی سی سورۃ بنا کر وہ بڑی آسانی سے اس چیلنج کا جواب دے سکتے تھے لیکن وہ ایسا کرنے سے عاجز آ گئے۔

ابن تیمیہ نے اپنی کتاب ''الجواب الصحیح'' میں لکھا ہے:

قرآن پاک حضور ﷺ کے لئے ایک دلیل اور علامت ہے۔ اس بات کا ثبوت کئی اسباب کے ذریعہ ہو سکتا ہے۔ ان میں سے کچھ اسباب مختصر ہیں اور کچھ بہت تفصیل طلب ہیں۔ وہ اسباب جو مختصر ہیں وہ مندرجہ ذیل ہیں۔ ہر قوم کے خاص اور عام لوگ یہ جانتے ہیں کہ یہ قرآن پاک جس ہستی پر اترا ہے اس کا نام نامی محمد ﷺ ہے اقوام میں جتنے تواتر کے ساتھ یہ بات منقول ہے کسی نبی، بادشاہ اور فلسفی کی کوئی بات اتنے تواتر کے ساتھ منقول نہیں۔ پھر قرآن پاک نے بذات خود تمام اقوام کو چیلنج بھی کیا اور چیلنج یہ تھا کہ اگر تم میں قدرت ہے تو پھر اس جیسا کلام پیش کرو۔ بعض لوگوں نے دعویٰ نبوت کو چیلنج کرنے کا ارادہ کیا جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: اَمْ يَقُوْلُوْنَ تَقَوَّلَهٗ ۚ بَلْ لَّا يُؤْمِنُوْنَ ﴿۳۳﴾ فَلْيَاْتُوْا بِحَدِيْثٍ مِّثْلِهٖٓ اِنْ كَانُوْا صٰدِقِيْنَ ﴿۳۴﴾ (الطور: 34-33) ''کیا وہ لوگ کہتے ہیں کہ انہوں نے خود ہی (قرآن) گھڑ لیا ہے درحقیقت یہ بے ایمان ہیں پس (گھڑ کر) لے آئیں وہ بھی اس جیسی کوئی (روح پرور) بات اگر وہ سچے ہیں۔''

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ اگر وہ اس دعویٰ میں سچے ہیں کہ یہ نبی مکرم ﷺ اپنے پاس سے قرآن کو گھڑ لیتے ہیں تو پھر اس جیسا کلام پیش کریں کیونکہ جب تمہارے بقول محمد عربی ﷺ اس طرح کا کلام بنا سکتے ہیں تو پھر تمہارے لئے بھی ممکن ہے کہ اس طرح کا کلام پیش کرو کیونکہ اگر ایک انسان طاقت اور قدرت رکھتا ہے کہ وہ نظم یا نثر میں اس طرح گفتگو کرے جس طرح کہ اس کا ہم جنس انسان گفتگو کر رہا ہے تو پھر تمہارے لئے بھی ممکن ہے کہ اس طرح کا کلام لاؤ۔

پھر اللہ تعالیٰ نے انہیں قرآن پاک جیسی صرف دس سورتیں پیش کرنے کا چیلنج دیا ارشاد باری تعالیٰ ہے:

اَمْ يَقُوْلُوْنَ افْتَرٰىهُ ۭ قُلْ فَاْتُوْا بِعَشْرِ سُوَرٍ مِّثْلِهٖ مُفْتَرَيٰتٍ وَّادْعُوْا مَنِ اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿۱۳﴾ (ہود: 13)

''کیا کفار کہتے ہیں کہ اس نے (یہ قرآن خود) گھڑ لیا ہے آپ فرمائیے (اگر ایسا ہے) تو تم بھی لے آؤ دس سورتیں اس جیسی گھڑی ہوئی اور بلا لو (یعنی اپنی مدد کے لئے) جن کو بلا سکتے ہو اللہ تعالیٰ کے سوا اگر تم (اس الزام تراشی میں) سچے ہو۔''

اس آیت میں اللہ رب العزت نے ان سے مطالبہ کیا کہ وہ اور تمام لوگ جو اس کی استطاعت رکھتے ہیں مل کر قرآن پاک جیسی دس سورتیں بنا کر پیش کرو۔ پھر اللہ تعالیٰ نے انہیں صرف ایک سورۃ کے ساتھ چیلنج کیا۔ ارشاد ربانی ہے:

وَمَا كَانَ هٰذَا الْقُرْاٰنُ اَنْ يُّفْتَرٰى مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلٰكِنْ تَصْدِيْقَ الَّذِيْ بَيْنَ يَدَيْهِ وَتَفْصِيْلَ الْكِتٰبِ لَا رَيْبَ فِيْهِ مِنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۳۷﴾ اَمْ يَقُوْلُوْنَ افْتَرٰىهُ ۭ قُلْ فَاْتُوْا بِسُوْرَةٍ مِّثْلِهٖ وَادْعُوْا مَنِ اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿۳۸﴾

(یونس: 38-37)

جیسا کلام پیش کرنے کا چیلنج دیا یہ چیلنج آپ ﷺ کے دعویٰ کو باطل کر سکتا تھا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر وہ لوگ اس جیسا کلام پیش کرنے پر قادر ہوتے تو وہ ضرور پیش کر دیتے۔

پھر یہ چیلنج تمام اہل زمین کو تھا اس سے یہی ثابت ہوتا ہے کہ تمام اہل زمین اس جیسا کلام پیش کرنے سے عاجز آ گئے۔ وہ نہ ہی تنہا اس طرح کا کلام بنا سکتے ہیں اور نہ ایک دوسرے کے ساتھ مل کر اور تعاون کر کے اس طرح کا کلام پیش کر سکتے ہیں۔
حضور ﷺ کا یہ معجزہ (القرآن) دیگر انبیاء کرام کے معجزات مثلاً مُردوں کو زندہ کرنے سے زیادہ عظیم الشان ہے کیونکہ اس طرح کا معجزہ کسی اور نبی سے رونما نہیں ہوا۔ قرآن صرف فصاحت، بلاغت، نظم اور اپنے منفرد اسلوب کی وجہ سے معجزہ نہیں ہے اور نہ ہی یہ صرف اس وجہ سے معجزہ ہے کہ اس میں غیب کی خبریں ہیں اور نہ اس وجہ سے کہ مخالفین کو مقابلے کی دعوت دی گئی ہے اور نہ ہی صرف اس پہلو سے معجزہ ہے کہ وہ لوگ اس کا مقابلہ نہ کر سکے بلکہ یہ الفاظ کے لحاظ سے بھی معجزہ ہے اس کی کئی وجوہات ہیں یہ نظم، فصاحت و بلاغت اور لفظ کی اپنے معنی پر دلالت کے لحاظ سے بھی معجزہ ہے۔ یہ اپنے ان معانی کے لحاظ سے بھی معجزہ ہے جن کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے کوئی حکم دیا ہے اور ان معانی کے لحاظ سے بھی معجزہ ہے جن کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے اپنی ذات مقدس، اپنے اسماء و صفات اور ملائکہ کے بارے میں خبر دی ہے۔ یہ قرآن ان معانی کے لحاظ سے بھی معجزہ ہے جن کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے غیب کی خبر دی ہے خواہ اس خبر کا تعلق ماضی کے ساتھ ہو یا مستقبل کے ساتھ۔ اس میں جو قیامت کی خبر دی گئی ہے اس میں جو یقینی دلائل اور عقلی قیاس بیان کئے گئے ہیں یہ ان کے لحاظ سے بھی معجزہ ہے (عقلی قیاس سے مراد ضرب الامثال ہیں) جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: وَلَقَدْ صَرَّفْنَا فِي هٰذَا الْقُرْاٰنِ لِلنَّاسِ مِنْ كُلِّ مَثَلٍ ۭ وَكَانَ الْاِنْسَانُ اَكْثَرَ شَيْءٍ جَدَلًا ﴿۵۴﴾ (الکھف:54) ''اور بیشک ہم نے طرح طرح سے بار بار بیان کی ہیں اس قرآن میں لوگوں کے لئے ہر قسم کی مثالیں اور انسان ہر چیز سے بڑھ کر جھگڑالو ہے۔''

نیز ارشاد فرمایا:

وَلَقَدْ ضَرَبْنَا لِلنَّاسِ فِيْ هٰذَا الْقُرْاٰنِ مِنْ كُلِّ مَثَلٍ لَّعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُوْنَ ﴿۲۷﴾ قُرْاٰنًا عَرَبِيًّا غَيْرَ ذِيْ عِوَجٍ لَّعَلَّهُمْ يَتَّقُوْنَ ﴿۲۸﴾ (الزمر:28-27) ''اور ہم نے بیان کی ہیں لوگوں کے لئے اس قرآن (حکیم) میں ہر قسم کی مثالیں تا کہ وہ نصیحت قبول کریں اور ہم نے دیا ہے (انہیں) قرآن جو عربی زبان میں ہے جس میں ذرا کجی نہیں تا کہ وہ اللہ تعالیٰ سے ڈریں۔''

علماء نے جو بھی اعجاز قرآن کی وجوہات بیان کی ہیں وہ قرآن پاک کے اعجاز پر دلیل ہیں ان وجوہات میں کوئی بھی تناقض نہیں ہے بلکہ ہر عالم اعجاز القرآن کی جن وجوہات سے آگاہ ہوتا رہا انہیں بیان کرتا رہا ان تمام دلائل سے جو بات قطعی طور پر ثابت ہوتی ہے وہ یہی ہے کہ تمام مخلوق اس جیسا کلام لانے پر قادر نہیں ہے وہ اس جیسا کلام لانے سے عاجز ہے حتیٰ کہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم بھی اپنی جانب سے قرآن کی کسی سورت کو تبدیل نہیں کر سکتے تھے بلکہ قرآن پاک اور آپ ﷺ کی احادیث میں اتنا فرق ہے جو ہر اس آدمی کے لئے ظاہر ہو جاتا ہے جس میں غور و فکر کرنے کی تھوڑی سی بھی صلاحیت ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے: قُلْ لَّىِٕنِ اجْتَمَعَتِ الْاِنْسُ وَالْجِنُّ عَلٰٓى اَنْ يَّاْتُوْا بِمِثْلِ هٰذَا الْقُرْاٰنِ لَا يَاْتُوْنَ بِمِثْلِهٖ وَلَوْ كَانَ

سے جس کا ایندھن انسان اور پتھر ہیں اور جو تیار کی گئی ہے کافروں کے لئے۔''

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے دو چیزیں ذکر فرمائی ہیں:

1۔ فَاِنۡ لَّمۡ تَفۡعَلُوۡا وَلَنۡ تَفۡعَلُوۡا فَاتَّقُوا النَّارَ: ''پھر اگر ایسا نہ کر سکو اور ہرگز نہ کر سکو گے تو ڈرو اس آگ سے۔''

اللہ تعالیٰ کے اس فرمان میں ذکر ہے کہ اگر تم اس جیسا کلام پیش نہ کر سکو اور تمہیں علم ہو جائے کہ یہ کلام سچا ہے تو پھر اللہ سے ڈرنا کہ تم اسے جھٹلا دو اور اللہ تعالیٰ تمہیں اس عذاب کا مستحق قرار دے جس کا اس نے جھٹلانے والوں کے ساتھ وعدہ کیا ہے۔ گویا کہ یہ حکمت کے ساتھ دعوت دینے کے بعد اچھی نصیحت اور عمدہ وعظ کے ساتھ دعوت ہے اور اس سے مراد ان کے ساتھ احسن طریقہ سے جھگڑا کرنا ہے۔

2۔ وَلَنۡ تَفۡعَلُوۡا ''اور ہرگز نہ کر سکو گے۔''

لَنۡ مستقبل میں کسی چیز کی نفی کے لئے آتا ہے اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ زمانہ مستقبل میں وہ اس کتاب لاریب جیسی ایک سورۃ بھی پیش نہیں کر سکیں گے۔

جیسا کہ اس سے قبل بھی اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کو یوں اعلان فرمانے کا حکم فرمایا ہے: ارشاد ربانی ہے:

قُلۡ لَّئِنِ اجۡتَمَعَتِ الۡاِنۡسُ وَ الۡجِنُّ عَلٰۤی اَنۡ یَّاۡتُوۡا بِمِثۡلِ هٰذَا الۡقُرۡاٰنِ لَا یَاۡتُوۡنَ بِمِثۡلِهٖ وَ لَوۡ کَانَ بَعۡضُهُمۡ لِبَعۡضٍ ظَهِیۡرًا ﴿۸۸﴾ (الاسراء:88)

''(بطور چیلنج) فرمائیے کہ اگر اکٹھے ہو جائیں سارے انسان اور سارے جن اس بات پر کہ لے آئیں اس قرآن کی مثل تو ہرگز نہیں لا سکیں گے اس کی مثل اگرچہ وہ ہو جائیں ایک دوسرے کے مددگار۔''

اللہ تعالیٰ نے حضور مکرم ﷺ کو حکم فرمایا کہ تمام مخلوق کو یہ بتا دیں کہ یہ قرآن پاک ان تمام کو قطعی طور پر عاجز کر دینے والا ہے۔ اگر وہ تمام جمع بھی ہو جائیں اور ایک دوسرے کے ساتھ تعاون اور مدد بھی کریں تو پھر بھی اس جیسا کلام نہیں لا سکیں گے۔ یہ ایک واضح چیلنج ہے اور اس کی دعوت میں تمام مخلوق شامل ہے۔ جس شخص نے بھی قرآن کو سنا اس نے اس چیلنج کو بھی سنا ہر خاص و عام کو اس چیلنج کے بارے میں علم ہوا لیکن وہ اس کتاب مقدس کا مقابلہ نہ کر سکے نہ ہی وہ اس کی مثل ایک سورۃ بھی پیش کر سکے یہ چیلنج آپ ﷺ کی بعثت سے لے کر قیامت تک اسی طرح برقرار رہے گا۔ یہ بھی ہم جانتے ہیں کہ بعثت سے قبل تمام لوگ کافر تھے جب اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو مبعوث کیا تو بہت کم لوگ حلقہ اسلام میں داخل ہوئے۔ کفار آپ ﷺ کے ہر قول کو جھٹلانے پر بڑے حریص تھے۔ وہ ہر ممکن طریقے سے آپ ﷺ کو جھٹلانے کی کوشش کرتے کبھی وہ اہل کتاب کے پاس جاتے ان سے امور غیبیہ کے متعلق سوال کرتے پھر وہی سوال حضور ﷺ سے آ کر پوچھتے جس طرح انہوں نے حضرت یوسف علیہ السلام، اصحاب کہف اور ذوالقرنین کے متعلق سوال کیا تھا پھر وہ مختلف اجتماعات میں جاتے کبھی حضور ﷺ کو مجنون کہتے، کبھی ساحر اور کبھی کاہن کہتے اور کبھی شاعر کہتے۔ وہ خود بھی جانتے تھے اور ہر عقلمند جو اس جھوٹ کو سنتا وہ بھی جانتا تھا کہ یہ حضور ﷺ کی ذات اقدس پر بہتان طرازی ہے۔ جب آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یکے بعد دیگرے کئی بار قرآن پاک

بھی علماء کی تصنیف کردہ کتب (علوم الٰہیہ، تخلیق، سیاست وغیرہ) اور الہامی کتب (قرآن پاک، تورات اور انجیل وغیرہ) میں غور وفکر کرے گا تو ان کے درمیان بہت زیادہ فرق پائے گا۔ اگر یہ تفاوت الفاظ اور نظم کے لحاظ سے دیکھا جائے تو قرآن پاک کے الفاظ اور ترکیب الفاظ پورے عرب کے الفاظ اور ان کی تراکیب سے جداگانہ نظر آئے گی جبکہ قرآن پاک کے معنی کا اعجاز اس کے الفاظ کے اعجاز سے کہیں زیادہ ہے۔ تمام نوع انسانی کے عقلاء اس کے معانی جیسے معانی لانے سے اس سے کہیں زیادہ عاجز ہیں جتنے کہ عرب اس جیسے الفاظ لانے سے عاجز تھے۔ اگر یہ بھی تسلیم کیا جائے کہ تورات اور انجیل قرآن کی طرح ہیں تو پھر بھی ہمارے اس مدعا پر کوئی اعتراض نہیں کیا جا سکتا کیونکہ وہ بھی اللہ تعالیٰ ہی کی کتب ہیں۔ ایک نبی جو چیز اللہ کی بارگاہ سے لے کر آئے دوسرا نبی بھی اس طرح کی چیز اس کی بارگاہ سے لا سکتا ہے مثلاً حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اگر بارگاہ ربوبیت سے مردوں کو زندہ کرنے کا معجزہ ملا بعینہ یہی معجزہ نبی کریم ﷺ کو بھی عطا ہوا۔ اسی طرح ایک نبی پر نازل ہونے والی کتاب دوسرے نبی کی کتاب کی مثل ہو سکتی ہے لیکن تورات اور انجیل میں بھی ایسے معانی نہیں پائے جا سکتے جو حقیقت، کیفیت اور کمیت میں قرآن پاک کے معانی کے ہم مثل ہوں بلکہ جس نے بھی قرآن پاک اور ان کتب میں غور وفکر کیا اس کے لئے تفاوت ظاہر ہو گیا۔ علماء میں سے جس نے بھی مذکورہ بالا امور میں غور وفکر کیا اس کے لئے قرآن پاک کا اعجاز ضرور ثابت ہو گیا۔ جس شخص کے لئے مذکورہ بالا امور میں غور وفکر کرنا ممکن نہ ہو اس کے لئے قرآن پاک کی ظاہری خصوصیات پر ہی غور وفکر کرنا کافی ہے مثلاً یہ کہ حضور ﷺ نے تمام مخلوق کو اس جیسا کلام پیش کرنے کے لئے چیلنج کیا لیکن وہ اس جیسا کلام پیش کرنے سے عاجز آ گئے۔ قرآن پاک نے پہلے ہی یہ خبر دے دی تھی لوگ اس جیسا کلام پیش کرنے سے عاجز آ جائیں گے۔ یہ ایسی دلیل ہے جس کی وجہ سے ہر ایک آسانی سے مدعا تک پہنچ سکتا ہے۔ ابن تیمیہ کا کلام اختصاراً ختم ہوا۔

امام بوصیری نے اپنے قصیدہ ''ام القری فی مدح خیر الوری'' کیا عمدہ مدح سرائی کی ہے:

اَوَلَمْ یَکْفِہِمْ مِنَ اللّٰہِ ذِکْرٌ   فِیْہِ لِلنَّاسِ رَحْمَۃٌ وَشِفَاءُ

کیا ان کے لئے وہ ذکر (قرآن پاک) کافی نہیں ہے جو اللہ کی طرف سے آیا ہے اور جس میں لوگوں کے لئے رحمت اور شفاء ہے۔

اَعْجَزَ الْاِنْسَ آیَۃٌ مِنْہُ وَالْجِنَّ   فَھَلَّا تَاْتِی بِہٖ الْبُلَغَاءُ

اس کی ایک آیت نے جن وانس کو عاجز کر دیا اور تمام بلغاء بھی اس جیسا کلام لانے سے عاجز رہے۔

کُلَّ یَوْمٍ تُھْدِی اِلٰی سَامِعِیْہ   مُعْجِزَاتٍ مِنْ لَفْظِہِ الْقُرَّاء

ہر روز قراء حضرات اس کے الفاظ کے معجزات اس کے سامعین کے گوش گزار کرتے ہیں۔

تَتَحَلّٰی بِہِ الْمَسَامِعُ وَالْاَفْوَاہُ   فَھُوَ الْحِلْیُ وَالْحُلْوَاءُ

اس سے کان اور منہ آراستہ ہوتے ہیں اور یہ بذات خود بھی میٹھا اور شیریں ہے۔

رَقَّ لَفْظاً وَرَاقَ معنًی فَجَاءَ تْ   فِی حُلَاھَا وَحَلْیِھَا الْخَنْسَاءُ

بَعۡضُهُمۡ لِبَعۡضٍ ظَهِيۡرًا (الاسراء:88) ''(بطور چیلنج) فرما دو کہ اگر اکٹھے ہو جائیں سارے انسان اور سارے جن اس بات پر کہ لے آئیں اس قرآن کی مثل تو ہرگز نہیں لاسکیں گے اس کی مثل اگر چہ وہ ہو جائیں گے ایک دوسرے کے مددگار۔''

تمام لوگ اس امر سے آشنا ہیں کہ قرآن پاک کے مقابلہ کے چیلنج کو قبول کرنے کے لئے بہت سے تقاضے انہیں حاصل ہیں لیکن وہ اس کلام لاریب کا مقابلہ کرنے کے لئے اپنے آپ کو عاجز پاتے ہیں۔ اگر وہ مقابلہ پر قادر ہوتے تو وہ میدان میں آجاتے کیونکہ قرآن پاک نے انہیں کئی مرتبہ چیلنج کیا ہے۔ قرآن پاک نے نہ صرف اپنی عظمت اور شان کو ظاہر کیا بلکہ اس نے اس بات کو بھی ثابت کر دیا ہے کہ مخلوق اس جیسا کلام پیش کرنے سے عاجز ہے۔

دنیا کے دانشمند لوگ خواہ ان کا تعلق مومنین سے ہو یا مکذبین سے، اس بات پر متفق ہیں کہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کا مقصد یہ تھا کہ لوگ آپ ﷺ کی تصدیق کریں آپ ﷺ کی تکذیب نہ کریں۔ آپ ﷺ اس چیز سے تمام لوگوں سے زیادہ آگاہ اور واقف تھے جس کے ذریعہ سے آپ ﷺ اپنے مقصد میں کامیاب ہو سکتے تھے۔ اگر کوئی انسان لوگوں کو ایک عظیم مقصد کی طرف دعوت دیتا ہے لوگ اس کی دعوت پر چار و ناچار لبیک کہتے ہیں۔ اس کے اس پیغام کو غلبہ نصیب ہوتا ہے اس کی امت میں اضافہ ہوتا ہے اگر وہ اس طرح دعویٰ کرے گا کہ میری کتاب کی طرح کتاب لا کر دکھاؤ۔ میرے کلام جیسا کلام پیش کرو اگر وہ اپنے دعویٰ میں جھوٹا ہوگا تو بیگانے تو بیگانے رہے اپنے بھی اس کا دامن چھوڑ کر چلے جائیں گے۔ اس کی کامیابی کے امکانات ختم ہو جائیں گے جب آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دنیا کو یہ چیلنج کیا کہ اس لاریب کتاب جیسا کلام لاؤ تو اس وقت آپ ﷺ کی غلامی کا دم بھرنے والے بہت کم لوگ تھے اور آپ ﷺ ابھی مکہ ہی میں تشریف فرما تھے۔ اس سے یہی ثابت ہوتا ہے کہ آپ ﷺ کو یہ یقین تھا کہ لوگ نہ ہی اس زمانہ میں اور نہ ہی مستقبل میں اس جیسا کلام پیش کر سکیں گے۔ اگر آپ کو اس دعویٰ کی صداقت پر شک ہوتا تو پھر آپ ﷺ کبھی بھی اتنا عظیم دعویٰ نہ کرتے کیونکہ اس وقت آپ کو یہ خوف ضرور دامن گیر ہوتا تھا کہ اگر میرے اس دعوے کا جھوٹ ظاہر ہو گیا تو لوگ نہ صرف میری تصدیق کرنا چھوڑ دیں گے بلکہ مجھے جھٹلانا بھی شروع کر دیں گے۔

اور اس کی تفصیل یہ ہے کہ قرآن پاک کا انداز بیان اور اسلوب عجیب و غریب اور انوکھا ہے یہ اسلوب کلام کے مشہور اسالیب میں سے نہیں ہے نہ ہی کوئی انسان اس طریقہ پر اپنے کلام کو پیش کر سکا یہ کلام پاک شعر، نظم، خطابت، مدح خوانی، مرثیہ اور قصیدہ گوئی الغرض کلام کرنے کے جتنے بھی اسلوب ہیں ان میں سے کسی کے ساتھ بھی کوئی مناسبت نہیں رکھتا۔ لوگ خواہ عربی ہوں یا عجمی اس کا انداز ان تمام سے نرالا ہے۔ قرآن پاک کی فصاحت و بلاغت عجیب و غریب اور خلاف عادت ہے۔ مخلوق کے کلام میں اس کی کوئی مثال نہیں ہے مثلاً قرآن پاک نے توحید باری تعالیٰ، اس کے اسماء اور صفات کے بارے میں جو کچھ بتایا ہے۔ اس کا انداز اتنا عجیب و غریب ہے کہ کسی انسان کے کلام میں ہمیں وہ انداز نہیں ملتا۔ اسی طرح جس طریقہ سے اس کتاب سے ملائکہ، عرش، کرسی، جن اور تخلیق آدم کی خبر دی ہے وہ جداگانہ ہے۔ اسی طرح دین اور شریعت کے احکام بیان کرنے کا انداز بھی انوکھا ہے اسی طرح ضرب الامثال دینے اور دلائل بیان کرنے کا انداز بھی عجیب و غریب ہے۔ جو آدمی

وَهُمُ الْقَوْمُ اَفْصَحُ النَّاسِ طَبْعًا شُعَرَاءُ بَيْنَ الْوَرٰی خُطَبَاءُ

وہ قوم طبعاً لوگوں میں سے سب سے فصیح تھی لوگوں کے مابین ان کے شعراء خطباء تھے۔

عَدَلُوْا عَنْهُ لِلشَّتَائِمِ وَالْحَرْبِ اِفْتِرَاقِ جَوَابِهِمْ وَافْتِرَاءُ

انہوں نے قرآن پاک کا جواب دینے کی بجائے جنگ وجدل کا راستہ اختیار کیا اور اس کا چیلنج قبول نہ کیا۔

اَتَرَاهُمْ لَوِ اسْتَطَاعُوْا نَظِيْرًا رَاقَهُمْ عَنْهُ اَنْ تَرَاقَ دِمَاءُ

کیا تیرا خیال ہے کہ اگر وہ اس جیسا کلام لا سکتے تو پھر کیا وہ اس کو چھوڑ کر خون بہانے کی طرف جا سکتے تھے۔

فِيْهِ اِعْجَازُهُمْ وَفِيْهِ هُدَاهُمْ فَهُوَ سُقْمٌ لَهُمْ وَفِيْهِ شِفَاءُ

اس کلام میں ہی ان کا اعجاز تھا اسی میں ہی ان کے لئے ہدایت تھی۔ لیکن انہوں نے اسی کو ہی بیماری سمجھا حالانکہ اسی میں ان کے لئے شفاء بھی تھی۔

فِيْهِ اِخْبَارُهُمْ بِمَا كَانَ فِي الدَّهْرِ وَيَاْتِيْ تَسَاوَتِ الْاٰنَاءُ

جو کچھ دھر میں ہونا تھا اس میں اس کی بھی خبر دینا تھا پھر زمانے نے ثابت کر دکھایا کہ قرآن کی خبریں سچی تھیں۔

وَالنَّبِيُّ الْاُمِّيُّ قَدْ عَلِمُوْهُ مَالَهٗ فِيْ كَمَالِهٖ نُظَرَاءُ

نبی امی ﷺ سے وہ خوب آشنا تھے اور وہ جانتے تھے کہ حضور ﷺ اپنے کمال میں بے مثل ہیں۔

اَصْدَقُ النَّاسِ لَهْجَةً مَا اَتَاهُ قَطُّ مِنْ قَوْمِهٖ بِكِذْبٍ هِجَاءُ

آپ ﷺ اپنی زبان کے اعتبار سے بھی سب لوگوں میں سے سچے تھے۔ آپ ﷺ کی قوم نے جھوٹ کی وجہ سے آپ ﷺ کی کبھی ہجو نہیں کی۔

لَقَّبُوْهُ الْاَمِيْنَ مِنْ قَبْلِ هٰذَا وَقَلِيْلٌ بَيْنَ الْوَرٰی الْاُمَنَاءُ

لوگوں نے آپ ﷺ کو اس سے پہلے بھی امین کا لقب دے رکھا تھا۔ حالانکہ اس وقت دنیا میں امین بہت کم تھے۔

لَا كِتَابَ وَلَا حِسَابَ وَلَا غُرْبَةَ طَالَتْ لَهٗ وَلَا اِسْتِخْفَاءُ

آپ ﷺ نے نہ تو کتاب پڑھی نہ حساب سیکھا اور نہ ہی طویل مدت تک محو سفر رہے اور نہ ہی حصول علم کے لئے لوگوں سے مخفی رہے۔

بِكِتَابٍ مِّنَ الْمَلِيْكِ اَتَاهُمْ كُلُّ لَفْظٍ بِصِدْقِهٖ طُغْرَاءُ

آپ ﷺ نے لوگوں کو بارگاہ ربوبیت سے ایک کتاب دی جس کا ہر لفظ اس کی صداقت کی علامت ہے۔

حُجَّةُ اللهِ فَوْقَ كُلِّ الْبَرَايَا فِيْهِ عَنْ كُلِّ حُجَّةٍ اِغْنَاءُ

یہ کلام تمام مخلوق پر اللہ تعالیٰ کی دلیل ہے اور اس میں ہر طرح کی دلیل سے استغناء ہے۔

كُلُّ عِلْمٍ فِي الْعَالَمِيْنَ فَمِنْهُ عِنْهُ فِيْهِ لَهٗ عَلَيْهِ اِرْتِقَاءُ

یہ کلام لفظاً اور معنیً عمدہ صفات سے مزین ہے اور حضرت خنساء نے بھی اسی کی زیبائش وآرائش سے حصہ لیا ہے۔

وَاَرَتْنَا فِيْهِ غَوَامِضَ فَضْلٍ رِقَّةٌ مِنْ زَلَالِهٖ وَصَفَاءُ

اس کی صفائی اور شستگی نے ہم کو فضل وکرم کی پوشیدہ راہیں دکھادیں۔

اِنَّمَا تَجْتَلِی الْوُجُوْهُ اِذَا مَا جُلِيَتْ عَنْ مِرْآتِهَا الْاَصْدَاءُ

بلاشبہ چہرے نور فشاں ہوجاتے ہیں جب ان کے شیشے جیسے آئینوں سے زنگ دور کردیا جاتا ہے۔

سُوَرٌ مِنْهُ اَشْبَهَتْ صُوَرًا مِنَّا وَمِثْلُ النَّظَائِرِ النُّظَرَاءُ

اس کی سورتیں ہمارے صور کے مشابہ ہیں اور ہماری مثالوں کے مطابق ہی اس کی مثالیں ہیں اس کی ہر چیز فطرت کے مطابق ہے۔

وَالْاَقَاوِيْلُ عِنْدَهُمْ كَالتَّمَاثِيْلِ فَلَا يُوْهِمَنَّكَ الْخُطَبَاءُ

اقاویل (باتیں) ان کے نزدیک تماثیل کی مانند ہی ہیں اور تجھے خطباء وہم میں نہ ڈال دیں۔

كَمْ اَبَانَتْ آيَاتُهٗ مِنْ عُلُوْمٍ عَنْ حُرُوْفٍ اَبَانَ عَنْهَا الْهِجَاءُ

اس کی آیات کتنے علوم کو ظاہر کرتی ہیں۔ حالانکہ یہ آیات بھی حروف تہجی سے بنائی گئیں ہیں۔

فَهِيَ كَالْحَبِّ وَالنَّوٰى اَعْجَبَ الزُّرَّا عَ مِنْهُ سَنَابِلٌ وَزَكَاءُ

اور یہ آیات مثلاً دانے اور گٹھلی اور اس سے کسان کا تعجب کرنا ہے پھر اس سے خوشوں کا نکلنا اور اس کی نمو ہے۔

فَاَطَالُوْا فِيْهِ التَّرَدُّدَ وَالرَّيْبَ فَقَالُوْا سِحْرٌ وَقَالُوْا افْتِرَاءُ

لوگوں نے اس میں شک وشبہ میں اضافہ کیا اور بعض نے کہا کہ یہ جادو اور بعض نے کہا کہ یہ گھڑا ہوا کلام ہے۔

وَاِذَا الْبَيِّنَاتُ لَمْ تُغْنِ شَيْئًا فَالْتِمَاسُ الْهُدٰى بِهِنَّ عَنَاءُ

جب یہ واضح دلائل کسی چیز کا فائدہ نہ دے سکیں تو پھر ان سے ہدایت طلب کرنا صرف مشقت میں پڑنا ہی ہے۔

وَاِذَا ضَلَّتِ الْعُقُوْلُ عَلٰى عِلْمٍ فَمَاذَا نَقُوْلُهُ النُّصَحَاءُ

جب علم کے باوجود عقل گمراہ ہوجائیں تو پھر نصیحت کرنے والے اسے کیسے راہ راست پر لاسکتے ہیں۔

(علامہ نبہانی فرماتے ہیں) میں نے بھی ایک قصیدہ لکھا ہے جس کا نام میں ''طيبة الغراء فِي مَدْحِ سَيِّدِ الْاَنْبِيَاءِ'' رکھا ہے۔ وہ یہ ہے:

جَاءَهُمْ هَادِيًا بِاَفْصَحِ قَوْلٍ عَجَزَتْ عَنْ اَقَلِّهِ الْفُصَحَاءُ

آپ ﷺ لوگوں کے پاس ایسا فصیح کلام لے کر آئے جس کی تھوڑی سی مقدار لانے سے بھی فصحاء عاجز آگئے۔

طَالَ تَقْرِيْعُهُمْ بِهٖ وَالتَّحَدِّيْ اَيْنَ اَيْنَ الْمَصَاقِعُ الْبُلَغَاءُ

قرآن کے ذریعے ان کو چیلنج کرنے اور ڈانٹنے کی انتہا کردی۔ انہیں کہا گیا کہ کہاں ہے تمہارے فصیح ادیب اور بلیغ خطیب۔

دوسری فصل

اعجاز قرآن کی وجوہات

اعجاز القرآن کے بارے میں بہت سے علماء نے لکھا ہے لیکن تین علماء نے جو کچھ اعجاز القرآن کے بارے میں لکھا ہے وہ سب سے جامع اور نافع ہے: (1) علامہ ماوردی نے اپنی کتاب اعلام النبوۃ میں، (2) علامہ سیوطی نے ''اتقان'' میں، (3) سید احمد دحلان نے سیرت نبویہ میں۔

میں اس فصل میں انہیں کی عبارات کو نقل کرنے پر اکتفا کروں گا۔ اگرچہ ان میں تھوڑا بہت تکرار ہوگا لیکن ہر عبارت میں وہ اضافی چیزیں پائی جاتی ہیں جو دوسری میں نہیں پائی جاتیں۔

علامہ ماوردی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی مذکورہ کتاب کے ساتویں باب میں لکھا ہے'' قرآن پاک وہ پہلا معجزہ ہے جس سے حضور ﷺ نے لوگوں کو اپنی نبوت اور رسالت کی طرف دعوت دی اللہ تعالیٰ نے یہ معجزہ صرف آپ ﷺ کو عطا کیا دیگر انبیائے کرام علیہم السلام کو اس قسم کا کوئی معجزہ عطا نہیں کیا گیا۔ حضور ﷺ کے تمام معجزات سے یہ زیادہ عیاں اور تمام آیات سے زیادہ واضح ہے۔ یہ معجزہ اگرچہ کلام ملفوظ اور قول محفوظ پر مشتمل ہے لیکن یہ آپ ﷺ کے تمام معجزات سے زیادہ عظیم معجزہ ہے۔ اس کے اعجاز کے تین اسباب ہیں:۔

1۔ اللہ رب العزت نے ہر رسول کو اس کے زمانے کے حالات اور اس کے زمانے کے لوگوں کے رجحان کے موافق معجزہ عطا فرمایا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو جب جادو کے زمانہ میں مبعوث کیا گیا تو انہیں سمندر کے خشک ہو جانے اور عصا کے سانپ میں تبدیل ہو جانے کا معجزہ عطا کیا گیا جس نے ہر جادوگر کو مبہوت اور ہر کافر کو ذلیل کر دیا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو طب کے زمانہ مبعوث کیا گیا تو انہیں مادر زاد اندھوں کو بینا کرنے اور مردوں کو زندہ کرنے کا معجزہ عطا کیا گیا جس نے ہر طبیب کو مرعوب اور ہر عاقل کو مضطرب کر دیا۔

جب آقائے دو عالم نور مجسم ﷺ کو مبعوث کیا گیا تو اس وقت فصاحت و بلاغت کا دور دورہ تھا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو ایجاز اور اعجاز سے مزین کر کے لاریب کتاب عطا فرمائی۔ جس نے تمام فصحاء کو عاجز کر دیا۔ جس کے سامنے بلغاء نے سر تسلیم ختم کر دیا شعراء اس سے عاجز آ کر کف افسوس ملنے لگے۔ ان تمام کا اس جیسا کلام پیش کرنے سے عاجز آ جانا ہی اس کی صداقت کی سب سے بڑی دلیل ہے۔ تمام انبیاء کے معجزات اگرچہ مختلف ہیں لیکن وہ مقاصد اور اسباب میں متفق ہیں۔

2۔ ہر قوم میں جو معجزہ آیا وہ اس قوم کے عقل اور ذہن کے مطابق تھا بنی اسرائیل میں کج فہمی اور جہالت تھی۔ ان میں سے کسی ایک سے بھی عمدہ کلام یا اچھی بات منقول نہیں ہے جب اس قوم کا گزر ایک ایسی قوم کے پاس سے ہوا جو اپنے بتوں کے سامنے سرافگندہ تھی انہوں نے اپنے نبی سے کہا: اجْعَلْ لَّنَآ اِلٰهًا كَمَا لَهُمْ اٰلِهَةٌ (اعراف: 138) '' ہمارے لئے بھی ایک

دنیا میں تمام علوم اسی سے ہیں۔ اس میں ہیں بلکہ اسے تمام علوم پر برتری حاصل ہے۔

غَلَبَ الْکُلَّ بِالْبَرَاهِیْنِ لٰکِنَّ　　بَعْضَهُمْ غَالَبَ عَلَیْهِ الشِّقَاءُ

یہ دلائل سے تمام پر غالب آ گیا لیکن پھر بھی ان میں سے بعض پر بدبختی ہی غالب رہی۔

حَارَبَ الْعُرْبَ وَالْاَعَاجَمَ مِنْهُ　　بِسَلَاحٍ لَهٗ السِّلَاحُ فَدَاءُ

آپ ﷺ نے عرب وعجم سے اسی قرآن پاک کے ساتھ جنگ کی یہ ایک ایسا عمدہ ہتھیار ہے جس پر تمام ہتھیار قربان کئے جاسکتے ہیں۔

کُلُّ حَرْفٍ سَیْفٌ وَرُمْعٌ وَسَهْمٌ　　وَمِحَنٌ وَنَثْرَةٌ حَصْدَاءُ

اس کا ہر لفظ تلوار، نیزہ اور تیر ہے۔ وہ ڈھال اور ایسی ذرہ ہے جس کے حلقہ بہت تنگ ہیں۔

لَیْسَ یَهْدِی الْقُرْآنَ مِنْهُمْ قُلُوْبًا　　مَا اَتَاهَا مِنْ رَبِّهَا الْاِهْتِدَاءُ

یہ قرآن ان میں سے ان دلوں کو ہدایت نہیں دیتا جنہیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہدایت کی توفیق نہ دی گئی ہو۔

لَا یُطِیْقُ الْاِفْصَاحُ بِالْحَقِّ عَبْدٌ　　رُوْحُهٗ مِنْ ضَلَالِهٖ خَرْسَاءُ

یہ فصاحت اس شخص کو کوئی فائدہ نہیں دے سکتی جس کی روح گمراہی کی وجہ سے گونگی ہو چکی ہو۔

اِنَّ قُرْآنَهُ الْکَرِیْمَ لِکُلِّ　　الْکُتُبِ مِنْ فَیْضِ فَضْلِهٖ اسْتِجْدَاءُ

قرآن پاک کی شان یہ ہے کہ تمام کتابیں اس کے فضل سے فیض کی خواہاں ہیں۔

کُلُّ فَرْدٍ قَدْ جَازَ اَقْسَامَ فَضْلٍ　　دُوْنَ فَضْلٍ وَقَدْ یَکُوْنُ وِطَاءُ

ہر انسان کے لئے فضل کی بعض اقسام کا حصول ہی ممکن ہے لیکن بعض اوقات یہ تمام اقسام بھی حاصل ہو سکتی ہیں۔

جَمَعَ الْکُلَّ وَحْدَهٗ فَلَدَیْهِ　　لِجَمِیْعِ الْفَضَائِلِ اسْتِیْعَاءُ

لیکن اس کتاب نے تمام فضائل کو گھیر رکھا ہے اور اس نے تمام فضائل سے پورا پورا حق لیا ہے۔

زَادَ عَنْهَا اَضْعَافَهَا فَهُوَ فَرْدٌ　　ضَمِنَهُ الْعَالَمُوْنَ وَالْعُلَمَاءُ

بلکہ اس نے یہ فضائل کئی گنا زائد حاصل کئے ہیں حالانکہ یہ ایک ہے۔ تمام دنیا اور علماء نے اس کی ضمانت دی ہے۔

وَانْقَضَتْ مُعْجِزَاتُ کُلِّ نَبِیٍّ　　بِانْقِضَاهٖ وَمَا لِهٰذَا انْقِضَاءُ

ہر نبی کے وصال کے بعد ہی اس کے معجزات ختم ہو گئے لیکن یہ معجزہ ختم ہونے والا نہیں۔

...میں غور وفکر کرے گا تو تو ان میں لفظ اور معنی کے لحاظ سے بہت فرق پائے گا۔

دوسری وجہ

اللہ تعالیٰ کے اس کلام میں الفاظ کم ہیں لیکن معانی کثیر ہیں مثلاً ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَقِيلَ يَٰٓأَرْضُ ٱبْلَعِى مَآءَكِ وَيَٰسَمَآءُ أَقْلِعِى وَغِيضَ ٱلْمَآءُ وَقُضِىَ ٱلْأَمْرُ وَٱسْتَوَتْ عَلَى ٱلْجُودِىِّ وَقِيلَ بُعْدًا لِّلْقَوْمِ ٱلظَّٰلِمِينَ (ہود:44)

''اور حکم دیا گیا اے زمین نگل لے اپنے پانی کو اور اے آسمان تھم جا اور اتر گیا پانی اور حکم الٰہی نافذ ہو گیا اور ٹھہر گئی کشتی جودی (پہاڑ) پر اور کہا گیا ہلاکت و بربادی ہو ظالم قوم کے لئے۔''

اگر یہ اعتراض کیا جائے کہ تمام کلام الٰہی مختصر نہیں ہے بعض اوقات اس میں تفصیل ہے۔ کئی واقعات کو بار بار بیان کیا گیا ہے۔ بعض اشیاء کے بیان میں بعض سے زیادہ فصاحت پائی جاتی ہے۔ اگر یہ کلام اللہ کی طرف سے ہوتا تو اس میں کوئی کمی یا زیادتی نہ ہوتی بلکہ اس میں مساوات پائی جاتی کیونکہ کلام میں زیادتی دل پر ناگوار گزرتی ہے جس کی وجہ سے اس کی تاثیر میں کمی آجاتی ہے۔ اس اعتراض کے دو جوابات ہیں:۔

1۔ قرآن پاک کے اختصار اور تفصیل میں جو اختلاف ہے یہ اس وجہ سے نہیں کہ وہ ہستی نعوذ باللہ برابر بیان کرنے سے عاجز ہے لیکن یہ لوگوں کے ذہن اور تصور کے اختلاف کی وجہ سے ہے اور فصاحت میں زیادتی اس کے معانی میں زیادتی کی وجہ سے ہے نہ اس لئے کہ وہ ذات باری تعالیٰ اس کو مساوی کرنے سے عاجز آگئی تھی۔

2۔ قرآن پاک کی تفاصیل اور اختصار، اس کی فصاحت اور آسانی اسلوب میں اختلاف اس وجہ سے ہے تاکہ اس کے آسان اسلوب اور تفصیل سے بھی انسان عاجز آجائے اور یہ عاجزی اس بات کا بین ثبوت ہوگی کہ انسان قرآن پاک کے فصیح اور مختصر کلام کی طرح کا کلام پیش کرنے سے عاجز ہے۔

ابو عبیدہ بیان کرتے ہیں کہ ایک اعرابی نے ایک آدمی کو یہ آیت پڑھتے ہوئے سنا: فَٱصْدَعْ بِمَا تُؤْمَرُ (الحجر:94) تو وہ سجدہ ریز ہو گیا اس نے کہا کہ میں اس کلام کی فصاحت کی وجہ سے سجدہ ریز ہوا ہوں۔

اس کے قصص، وعدہ اور وعید کے تکرار کے کئی فوائد ہیں ان میں سے ایک یہ ہے کہ تکرار میں زیادہ تاکید پائی جاتی ہے۔ اور اس میں زیادہ مبالغہ پایا جاتا ہے۔ پھر اس تکرار میں مختلف الفاظ استعمال ہوتے ہیں جن کو ذہن جلدی قبول کر لیتا ہے۔ وہ ایجاز میں زیادہ بلیغ ہوتے ہیں اور ان کے تکرار کا ایک فائدہ یہ بھی ہوتا ہے کہ اگر وقف کی وجہ سے کسی جگہ خلل آجائے تو دوسری جگہ اس کی یہ کمی پوری ہو جائے اور ترغیب و ترہیب میں کسی قسم کا خلل نہ ہو۔

تیسری وجہ

قرآن پاک کے اعجاز کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ اس کے اعتدال کا حسن اور ترکیب کا جمال اس کو منظوم کلام (شاعری) سے خارج کر دیتا ہے اور اسی طرح یہ منثور کلام (نثر) سے بھی یہ خارج ہو جاتا ہے۔ قرآن پاک نہ تو شعر کی صنف میں داخل

معبود بنا دے جس طرح ان کے لئے معبود ہیں۔" اس لئے اس قوم کے لئے وہ معجزات دیئے گئے جن تک ان کے ذہن وعقل کی رسائی تھی اور ان کے حواس میں جلد آ جانے والے تھے۔ جبکہ اہل عرب عقل و دانش میں تمام قوموں سے فزوں تر تھے وہ فصاحت و بلاغت کے شہسوار تھے تمام معانی اور آداب سے شناسا تھے اس لئے قرآن پاک جیسا معجزہ ان کے لئے مختص کیا گیا جس تک ان کے ذہنوں کی رسائی اور اس کی عقل و دانش کی پہنچ تھی۔ اس لئے انہوں نے اس کتاب لاریب میں خوب غور وفکر کر کے اس کو سمجھا۔ صرف اس کتاب کی ظاہری صورت کو نہ دیکھا بلکہ اس میں باریک نکات تک ان کی رسائی ہوئی۔ ہر قوم کے لئے وہ معجزہ آیا جو اس کی طبیعت اور فہم کے مطابق تھا۔

3۔ قرآن پاک کا اعجاز ہر زمانہ میں باقی ہے اور یہ معجزہ ہر اس معجزہ سے زیادہ زمین میں پھیلنے والا ہے جب اپنے مخصوص وقت کے ساتھ خاص ہوتا ہے اور اپنے زمانے کے ختم ہو جانے کے بعد ختم ہو جاتا ہے قرآن کا اعجاز ہمیشہ حق کے ساتھ مختص رہے گا۔

قرآن پاک کسی انسان کا کلام نہیں کسی بشر میں اتنی تب و تاب نہیں کہ وہ اس جیسا کلام پیش کر سکے بلکہ یہ خدائے وحدہ لا شریک کا کلام ہے۔ اس کلام کو اللہ کی طرف منسوب کرنے کی بیس وجوہات ہیں:

پہلی وجہ

فصاحت و بلاغت ہے۔ اس کی فصاحت و بلاغت تین شرائط کی وجہ سے معتبر ہو گی:

(1) الفاظ کی بلاغت، (2) اس کے معانی مکمل، (3) اس کا حسن نظم۔

پھر اس کے الفاظ کی بلاغت کے دو اسباب ہیں: (1) وہ الفاظ کمزور نہ ہوں بلکہ عظیم ہوں، (2) وہ آپس میں اس طرح جڑواں ہوں کہ ان میں کوئی زیادتی نہ کی جا سکے۔

اس کے معانی کی تکمیل بھی دو وجہ سے ہو: (1) ان معانی کو اپنے الفاظ سے جدا نہ کیا جا سکے۔ (2) وہ معنی اپنے الفاظ کے مطابق ہوں ان میں کمی و بیشی نہ کی جا سکے۔ اگر زیادتی کی جائے تو اس کے لفظ میں اختلاف ہو جائے اور اگر کمی کی جائے تو اس کے معنی میں اختلاف ہو جائے۔

اس کا حسن نظم یہ ہے: (1) وہ کلام متناسب ہو اس میں اس قدر حسن ہو کہ اس سے نفرت نہ کی جائے۔

(2) اس کا وزن اتنا معتدل ہو اسے جدا نہ کیا جا سکے۔

اگر یہ اعتراض کیا جائے کہ مذکورہ بالا شرائط تو انسان کے کلام میں بھی پائی جا سکتی ہیں۔ اس لئے اس سے تو قرآن پاک کا اعجاز باطل ہو جاتا ہے۔ اس اعتراض کا جواب دو وجہوں پر مشتمل ہے: (1) ان شرائط پر قرآن پاک کا جو اسلوب نظم ہے وہ دوسرے کلام میں نہیں پایا جاتا اس لئے ان دونوں میں فرق ہو گیا، (2) اس کے الفاظ کی تراکیب میں وہ رونق ہے جو کسی اور کے کلام میں نہیں پائی جا سکتی کیونکہ جب تو اللہ کے اس فرمان: وَلَكُمْ فِي الْقِصَاصِ حَيٰوةٌ (البقرہ: 179) "اور تمہارے لئے قصاص میں زندگی ہے" اور اہل عرب کے اس قول اَلْقَتْلُ اَنْفٰى لِلْقَتْلِ "قتل، قتل کرنے سے روکتا ہے" کو اکٹھا کر کے ان

(1) اس کے الفاظ تو قلیل ہوتے ہیں لیکن ان کے معانی کثیر ہوتے ہیں۔ مثلاً اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَاَوْحَيْنَآ اِلٰٓى اُمِّ مُوْسٰٓى اَنْ اَرْضِعِيْهِ ۚ فَاِذَا خِفْتِ عَلَيْهِ فَاَلْقِيْهِ فِى الْيَمِّ وَلَا تَخَافِىْ وَلَا تَحْزَنِىْ ۚ اِنَّا رَآدُّوْهُ اِلَيْكِ وَجَاعِلُوْهُ مِنَ الْمُرْسَلِيْنَ۝ (القصص:7)

''اور ہم نے الہام کیا موسیٰ کی والدہ کی طرف کہ اسے (بے خطر) دودھ پلاتی رہ پھر جب اس کے متعلق تمہیں اندیشہ لاحق ہو تو ڈال دینا اسے دریا میں اور نہ ہراساں ہونا اور نہ غمگین ہونا یقیناً ہم لوٹا دیں گے اسے تمہاری طرف اور ہم بنانے والے ہیں اسے رسولوں میں سے۔''

اس ایک آیت میں اللہ تعالیٰ نے دو حکم، دو نہی، دو خبریں اور دو بشارتیں جمع کر دیں ہیں۔

(2) قرآن پاک کے الفاظ مختلف معانی کا احتمال رکھتے ہیں عقول ان میں متحیر ہیں۔ قلوب ان میں مضطرب ہیں۔ انسانی فطرت ان سے عاجز آ جاتی ہے۔ ان احتمالات کو نہ تو شمار کیا جاسکتا ہے اور نہ گنا جا سکتا ہے حتیٰ کہ قرآن پاک کے اسباب میں اختلاف ہو گیا اور اس کے بارے میں آراء میں بھی اختلاف ہو گیا۔

اعتراض

اس پر اعتراض یہ وارد ہوتا ہے کہ یہ الغاز (معنی مقصود کے علاوہ کوئی اور معنی مراد لینا) اور رمز ہیں۔ اگر یہ کلام میں موجود ہوں تو اس کی مذمت کی جانی چاہئے چہ جائیکہ اس کی تعریف کی جائے۔

اس اعتراض کے دو جواب ہیں: (1) الغاز کی مذمت کی جاتی ہے لیکن رمز کی مذمت نہیں کی جاتی قرآن پاک میں اگرچہ رمز موجود ہے لیکن اس میں لغز نہیں ہے۔

(2) اگر ایک لفظ کے مختلف معانی ہوں تو وہ لغز اور رمز سے نکل جاتا ہے کیونکہ لفظ کے اپنے معنی کے علاوہ دوسرا معنی مراد لینے کو لغز کہتے ہیں اور رمز سے مراد یہ ہے کہ لفظ کا معنی پوشیدہ ہو۔

پانچویں وجہ

اعجاز قرآن کی پانچویں وجہ یہ ہے کہ قرآن پاک میں اتنے زیادہ علوم ہیں کہ کوئی انسان ان کا احاطہ نہیں کر سکتا اور نہ ہی کسی مخلوق میں اتنے علوم جمع ہو سکتے ہیں یقیناً یہ کلام اللہ ہی کی طرف سے ہے جس کے علم نے ہر چیز کو گھیر رکھا ہے حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو بھی وہ تمام علوم سکھا دیئے جو آپ ﷺ نہیں جانتے تھے۔ اگر یہ اعتراض کیا جائے کہ علم کی فضیلت نبوت میں اعجاز نہیں ہو سکتی کیونکہ علماء علم میں ایک دوسرے سے افضل ہوتے ہیں ان میں سے جو علم میں افضل ہوتا ہے اسے مفضول پر کوئی اعجاز نہیں ہوتا اس کے بھی دو جواب ہیں:

(1) علم میں ایک دوسرے سے زیادہ ہونا تو موجود ہوتا رہتا ہے یعنی علماء علم میں ایک دوسرے سے فوقیت رکھتے ہیں لیکن تمام علوم کا احاطہ کر لینا مفقود ہوتا ہے یعنی علماء تمام علوم کا احاطہ نہیں کر سکتے، (2) جس انسان کے پاس علم ہو اس کے علم کا ظہور معجزہ نہیں ہے کیونکہ اس علم کا ظہور اسی کی طرف سے ہو رہا ہے جس کے پاس علم ہے لیکن اس آدمی میں علم کا ظہور جس کے پاس

ہے نہ ہی رجز، سجع اور خطبہ کی صنف میں داخل ہے بلکہ اس کا اسلوب اور انداز بیان کلام کی تمام اقسام سے بالاتر ہے۔ اس کے اسلوب کو نظم اور نثر کے کسی اسلوب سے کوئی مشابہت اور مماثلت نہیں ہے اس کی کیفیت یہ ہے کہ اگرچہ یہ کلام کے حروف سے ہی بنا ہے لیکن کلام کی اقسام سے خارج ہے حضرت انیس غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بھائی تھے اور فصاحت و بلاغت کے امام تھے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے قرآن پاک کو سجع، شعر، نظم اور نثر پر پیش کیا لیکن یہ اہل عرب کے کلام کے طریقوں میں سے کسی طریقہ کے موافق نہ ہوا۔

ولید بن مغیرہ جو اپنے قبیلے کا سردار تھا اور اپنی قوم کا فصیح ترین فرد تھا وہ کہتا ہے کہ میں رسول اللہ ﷺ کے اصحاب کے پاس آیا اور کہا کہ قرآن پاک میں سے مجھے کچھ پڑھ کر سناؤ انہوں نے کچھ آیات قرآنی اس کو پڑھ کر سنائیں اس نے کہا "یہ کسی بشر کا کلام نہیں ہے یہ شاعری بھی نہیں ہے۔" ابولہب اس کے پاس گیا اس نے کہا اے ولید بن مغیرہ تو نے اپنے اس قول کی وجہ سے قریش میں فساد ڈال دیا ہے اس قول سے رجوع کر لے پھر اس نے اپنے اس قول سے رجوع کر لیا اس نے کہا اب میں یہ کہتا ہوں کہ یہ جادو ہے۔

اگر یہ اعتراض کیا جائے کہ اگر نظم قرآن کا اسلوب معجزہ ہوتا تو حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ قرآن کو جمع کرتے وقت ان لوگوں سے گواہیاں طلب نہ کرتے جو ایک آیت یا دو آیتیں لے کر آتے۔ ان کے لئے اس کلام کا اسلوب ہی اس بات کی شہادت دیتا کہ وہ اللہ کا کلام ہے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ لوگوں سے شہادت طلب نہ کرتے کہ انہوں نے یہ کلام رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو معوذتین (سورہ الفلق و رسورۃ الناس) کے بارے میں متشابہ نہ لگتا حتیٰ کہ انہوں نے ان دونوں سورتوں کو قرآن پاک سے خارج کر دیا اور نہ ہی حضرت ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دعائے قنوت میں متشابہ لگتا کہ انہوں نے اس کو قرآن میں شامل کر لیا تھا اور نہ ہی حضرت ابن رواحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زوجہ محترمہ کو ان کے اشعار میں متشابہ لگتا جنہوں نے آپ کے شعر کو قرآن سمجھ لیا تھا۔

اس اعتراض کے دو جواب ہیں: (1) حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جو گواہیاں طلب کی تھیں وہ ان آیات کے محل کے بارے میں تھیں کہ ان آیات کو کس سورۃ میں کہاں رکھنا ہے۔

(2) حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو معوذتین کے اسلوب میں کوئی مشکل پیش نہیں آئی تھی کہ یہ قرآن میں ہیں یا کہ نہیں بلکہ انہوں نے ان کو اپنے مصحف سے اس لئے نکال دیا تھا کیونکہ ان کے گمان کے مطابق ان کی تلاوت منسوخ ہو چکی تھی اور حضرت ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ سمجھا تھا کہ شاید دعائے قنوت کی تلاوت ابھی باقی ہے ان کو یہ علم نہ تھا کہ اس کی تلاوت منسوخ ہو چکی ہے۔ حضرت ابن رواحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زوجہ محترمہ فصاحت و بلاغت سے ناآشنا تھیں اسلوب قرآن اور شعر کے درمیان فرق کرنا ان کے بس کی بات نہ تھی۔

چوتھی وجہ

قرآن پاک اتنے زیادہ معانی پر مشتمل ہے کہ ان معانی کا احاطہ کسی بشر کا کلام نہیں کر سکتا۔ اس کی بھی دو وجوہات ہیں:

قُلْ اِنْ كَانَتْ لَكُمُ الدَّارُ الْاٰخِرَةُ عِنْدَ اللّٰهِ خَالِصَةً مِّنْ دُوْنِ النَّاسِ فَتَمَنَّوُا الْمَوْتَ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۝ وَلَنْ يَّتَمَنَّوْهُ اَبَدًا ۢبِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيْهِمْ ؕ (البقرہ:95-94)

''تمام لوگوں کو چھوڑ کر تو بھلا آرزو تو کرو موت کی اگر تم سچ کہتے ہو اور وہ ہرگز کبھی بھی اس کی تمنا نہ کریں گے اپنی کارستانیوں کے خوف سے اور اللہ خوب جانتا ہے ظالموں کو۔''

قرآن پاک کی یہ خبر دینے کے باوجود ان میں سے کسی ایک نے بھی موت کی تمنا نہ کی اسی طرح اللہ تعالیٰ نے قریش کو مخاطب کر کے فرمایا: فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا وَلَنْ تَفْعَلُوْا (البقرہ:24) ''پھر اگر ایسا نہ کرسکو اور ہرگز نہ کرسکو گے۔'' یہ قطعی اور یقینی علم حاصل ہو گیا کہ وہ ایسا نہیں کرسکیں گے اور وہ اس جیسا کلام نہ پیش کر سکے اسی طرح اللہ رب العزت کا ارشاد ہے: سَيُهْزَمُ الْجَمْعُ وَيُوَلُّوْنَ الدُّبُرَ ۝ (القمر:45) ''عنقریب پسپا ہو گی یہ جماعت اور پیٹھ پھیر کر بھاگ جائیں گے۔'' اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد غزوہ بدر کے موقع کے لئے تھا پھر ایسا ہی ہوا جس طرح اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا تھا جب حضور ﷺ نے مکہ معظمہ سے مدینہ طیبہ کی طرف ہجرت کی تو اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: اِنَّ الَّذِيْ فَرَضَ عَلَيْكَ الْقُرْاٰنَ لَرَآدُّكَ اِلٰى مَعَادٍ ؕ (القصص:85) ''یقیناً وہ (قادر مطلق) جس نے آپ پر قرآن کی تبلیغ فرض کی ہے آپ کو واپس لے جائے گا جہاں آپ چاہتے ہیں۔'' اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کے مطابق حضور ﷺ فتح مکہ کے دن واپس آئے۔ اسی طرح اور بھی بہت سی مثالیں پیش کی جاسکتی ہیں۔

اگر یہ اعتراض کیا جائے کہ یہ خبریں افعال کو دیکھ کر اندازہ کے ساتھ دی گئی تھیں اور ذہانت اور فراست کی وجہ سے ایسی خبریں دی جاسکتی ہیں۔

اس کا جواب یہ ہے کہ وہ خبریں جن کا اندازہ فہم اور فراست سے لگایا جاتا ہے اگر ایک بار درست بھی ہو جائیں تو دوسری مرتبہ وہ ضرور غلط ہوں گی جبکہ قرآن پاک کی بیان کردہ تمام خبریں درست ثابت ہوئیں تو یہ خبریں فہم و فراست اور اندازہ و قیاس سے نکل کر اس ہستی کے علم تک پہنچ گئیں جس پر کوئی بھی غیب کی چیز پوشیدہ نہیں ہے۔

2۔ فہم اور فراست کی وجہ سے جو خبر دی جاتی ہے وہ صرف ایک گمان اور وہم ہوتا ہے اس کے وجود پذیر ہونے سے پہلے ان کے بارے میں کوئی قطعی علم نہیں دیا جاسکتا ہے۔ جبکہ قرآن پاک کی تمام خبریں قطعی اور یقینی ہیں اور ان کے وقوع پذیر ہونے سے پہلے ہی ان کو یقینی خبر دی جا چکی تھی۔

نویں وجہ

اعجاز القرآن کی نویں وجہ یہ ہے کہ قرآن پاک نے دل میں پوشیدہ ان خیالات کو بیان کیا ہے جن تک علام الغیوب کے علاوہ اور کسی ذات کی رسائی نہیں ہوسکتی مثلاً ارشاد باری تعالیٰ ہے: اِذْ هَمَّتْ طَّآئِفَتٰنِ مِنْكُمْ اَنْ تَفْشَلَا ۙ (آل عمران:122) ''جب ارادہ کیا دو جماعتوں نے تم میں سے کہ ہمت ہار دیں۔'' قرآن پاک نے یہ خبر اس وقت دی جس وقت ان لوگوں سے نہ ہی کوئی ایسی حرکت سرزد ہوئی تھی اور نہ ہی کسی نے کوئی ایسا قول کیا تھا۔ اس طرح ارشاد باری تعالیٰ ہے: وَ اِذْ يَعِدُكُمُ اللّٰهُ

علم بالکل نہ ہو معجزہ ہے کیونکہ اس علم کا ظہور اس آدمی کی طرف سے نہیں ہو رہا کیونکہ اس کے پاس علم موجود نہیں۔ حضور ﷺ اُمی تھے نہ آپ ﷺ کوئی کتاب پڑھے ہوئے تھے اور نہ ہی علم حاصل کیا تھا اس لئے جس علم کا آپ ﷺ نے اظہار کیا وہ معجزہ ہوگا۔

چھٹی وجہ

قرآن پاک کے اعجاز کی ساتویں وجہ یہ ہے کہ اس میں توحید اور قیامت پر بے شمار دلائل اور براہین ہیں۔ اس میں صنم پرستوں اور دہریوں کے خلاف بہت سے دلائل موجود ہیں حتیٰ کہ اس کے دلائل کی وجہ سے ہر دلائل دینے والے کا منہ بند ہو گیا اور براہین کی وجہ سے ہر دشمن کو مغلوب کر دیا۔ اگر یہ اعتراض کیا جائے کہ توحید کے دلائل تو عقل سے حاصل ہوتے ہیں۔ اس لئے ان میں اعجاز نہیں ہے۔ اس کی دو وجوہات ہیں: (1) کیونکہ یہ نبی ﷺ کی ذات کی طرف سے ہیں، (2) ان میں دوسرا شخص بھی شریک ہے۔ اس کے بھی دو جواب ہیں: (1) حضور ﷺ جھگڑا کرنے والوں میں سے نہیں تھے کہ ہر جھگڑنے والے کو خاموش کرا دیتے، (2) آپ نے قیامت کے لئے جو دلائل دیئے وہ عقول کے فیصلوں سے زیادہ تھے اس لئے ہر دشمن خاموش ہو گیا۔

ساتویں وجہ

اعجاز القرآن کی ساتویں وجہ یہ ہے کہ اس میں زمانہ ماضی کی کئی داستانیں موجود ہیں سابقہ امتوں کی کئی حکایتیں اس میں پائی جاتی ہیں۔ اصحاب کہف، حضرت موسیٰ اور حضرت خضر علیہما السلام کا قصہ اور ذوالقرنین کا قصہ ذکر کر کے اہل کتاب کو اس کے ساتھ چیلنج کیا گیا ہے اور یہ تمام داستانیں اور حکایتیں ان داستانوں اور حکایتوں کے بالکل موافق ہیں جو سابقہ انبیاء نے ذکر کی ہیں اور جو ان کی کتب میں موجود ہیں۔ اگر یہ کہا جائے کہ ماضی کی خبریں دینا معجزہ نہیں ہے کیونکہ ماضی کے بارے میں ان لوگوں کو بھی علم ہوتا ہے جو نبی نہیں ہوتے اس کے بھی دو جواب ہیں: (1) ماضی کی داستانوں کے متعلق علم ہونا ان لوگوں کے لئے تو ممکن ہے جو انہیں جانتے ہیں لیکن جو شخص ان حکایتوں کو جانتا ہی نہیں اس کے لئے ان کا علم ہونا ممکن نہیں کیونکہ حضور ﷺ ان حکایات اور داستانوں کو پہلے نہیں جانتے تھے۔ اس لئے یہ آپ کے لئے معجزہ ہوں گی، (2) دوسرا یہ کہ انہیں اس چیز کے ساتھ چیلنج کیا گیا تھا جس کی ابتدا آپ سے نہیں ہوئی تھی نہ ہی اس کے لئے آپ کی کوئی تیاری تھی مثلاً پراسرار اشیاء اور عجیب وغریب خبریں وغیرہ اسی چیز کو انہوں نے اپنے لئے اور حضور ﷺ کے خلاف دلیل بنایا تھا آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان اسرار کو عیاں کیا اور عجائب کو بیان کیا یہ عرف سے نکل کر اس چیز میں شامل ہو گیا جو عرف نہیں ہے۔

آٹھویں وجہ

قرآن پاک میں بہت سی خبریں علم غیب کے بارے میں تھیں کہ عنقریب ایسا ہوگا پھر ایسا ہی ہوا جس طرح کہ قرآن پاک نے خبر دی تھی۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے یہودیوں کے بارے میں فرمایا:

دلاتی ہیں۔ یہ ایسی خصوصیات ہیں جو کسی دوسرے کلام میں موجود نہیں ہیں وہ پانچ وصف مندرجہ ذیل ہیں:

1۔قرآن پاک زبان سے آسانی سے ادا ہو جاتا ہے، 2۔اس کی اپنی رونق اور دلکشی ہے، 3۔اس کے حسن بیان کی سلامتی، 4۔سامع اور قاری اس کو اچھے انداز سے قبول کر لیتے ہیں، 5۔قاری اس کو پڑھتے ہوئے تھکتا نہیں اور سامع اس کو سنتے ہوئے اکتاتا نہیں۔

اگر یہ اعتراض کیا جائے کہ مذکورہ بالا تمام خصوصیت لوگوں کے قلوب میں اس لئے براجمان ہیں کہ انہوں نے اس کو اپنے دین میں شامل کیا ہوا ہے اور بہت سی عظمتیں اس کے ساتھ مختص کی ہیں۔ اس اعتراض کے دو جواب ہیں:

1۔جو دو وصف اوپر اعتراض میں بیان کئے گئے ہیں یہ دیگر کتب الٰہیہ مثلاً تورات انجیل اور زبور میں بھی جاتے ہیں لیکن ان اوصاف کے باوجود ان میں مذکورہ بالا پانچ خصوصیات نہیں پائی جاتیں اسی وجہ سے وہ اہل کتاب ان کتب کی تلاوت کے لئے عمدہ آواز کے متلاشی ہوتے اور خوش کن اور دلربا آواز کے ساتھ ان کتب کی تلاوت سنتے لیکن قرآن ایسی تمام چیزوں سے مستغنی ہے اسی وجہ سے اس کی تلاوت طبیعتوں میں ہیجان برپا کر دیتی ہے۔

2۔کسی چیز کو دین میں شامل کر لینا عقل سے اس کی تمیز کو نہیں چھین لیتی نہ ہی اس کے خیالات کو فاسد کرتی ہے بلکہ اس سے تو انسان کی بصیرت میں کمی کی بجائے اضافہ ہوتا ہے اگر قرآن کے اعجاز کی یہ وجہ ہوتی کہ امت نے اس کو دین میں شامل کر لیا ہے تو پھر کافر اس کے اعجاز کا ضرور انکار کر دیتے جس طرح کہ اہل ایمان نے اس کے اعجاز کا اعتراف کیا ہے۔

بارہویں وجہ

اعجاز القرآن کی بارہویں وجہ یہ ہے کہ قرآن پاک بالکل انہیں الفاظ پر مشتمل ہے جو ذات باری تعالیٰ کی طرف سے نازل ہوئے تھے اور انہیں معانی پر مشتمل ہے جو اسے ودیعت کئے گئے تھے۔ یہ اپنے اسلوب، الفاظ اور انداز بیان کے ساتھ اسی طرح نازل ہوا اور اسی طرح رسول کریم ﷺ نے اسے امت تک پہنچا دیا۔ اس کے کسی معنی یا لفظ میں کوئی کمی و بیشی نہیں ہوئی۔ نہ ہی اس کی ترتیب میں کوئی کمی بیشی ہوئی ہے حتیٰ کہ یہ کسی بھی قسم کی لغزش اور تبدیلی سے بالکل محفوظ ہو گیا۔ قرآن پاک کی موجودہ صورت میں کئی زمانے گزر چکے ہیں۔ زبان نے لغات کے اختلاف کے باوجود اس کی اسی بناوٹ اور حسن بیان کے ساتھ اسے قبول کیا ہے زمانے گزرنے کے باوجود اس میں کسی قسم کا کوئی اختلاف رونما نہیں ہوا۔ مقامات کی دوری کی وجہ سے اس میں کوئی خلل نہیں آیا زبانوں کے اختلاف کی وجہ سے اس میں کوئی تغیر رونما نہیں ہوا۔ قرآن پاک کے علاوہ جتنی بھی کتابیں ہیں ان کے صرف معانی محفوظ ہوتے تھے۔ اگرچہ ان کے الفاظ تبدیل کر دیئے جاتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے تورات کے معانی حضرت موسیٰ علیہ السلام پر القاء کئے انہوں نے اس کے الفاظ یاد کر لئے پھر اس کے معانی کو اپنے الفاظ میں بیان کر دیا۔ اسی طرح انجیل کی کتاب ہے جس کے معانی حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنے رب کی طرف سے اور اپنی طرف سے بیان کئے پھر آپ علیہ السلام کے شاگردوں نے ان معانی کو الفاظ کا روپ دے کر ایک کتاب کی شکل دے دی اسی طرح زبور جو ایسی دعاؤں، حمد و ثناء اور تسبیحات پر مشتمل ہے جن کو حضرت داؤد علیہ السلام کی طرف منسوب کیا جاتا ہے اور کہا جاتا ہے کہ زبور کے الفاظ حضرت داؤد علیہ

اِحۡدَی الطَّآئِفَتَیۡنِ اَنَّهَا لَکُمۡ وَ تَوَدُّوۡنَ اَنَّ غَیۡرَ ذَاتِ الشَّوۡکَةِ تَکُوۡنُ لَکُمۡ (انفال: 7)'' اور یاد کرو جب وعدہ فرمایا تم سے اللہ نے ایک ان دو گروہوں سے کہ وہ تمہارے لئے ہے اور تم پسند کرتے تھے کہ نہتہ گروہ تمہارے حصے میں آئے۔''

یہ خبر بھی اس وقت دی گئی جب انہوں نے اس کے بارے میں کوئی گفتگو نہیں کی تھی۔ اسی طرح کی اور بھی بہت سی مثالیں پیش کی جاسکتی ہیں۔

اگر یہ اعتراض کیا جائے کہ اتنے عظیم الشان مجمع میں لوگوں کے خیالات مختلف ہوسکتے ہیں اگر یہ خیالات کچھ افراد کے ذہنوں میں تھے لیکن تمام لوگ تو ایسا نہیں سوچ رہے تھے۔ اگر بعض لوگ ان افعال کا قصد کرنا چاہتے تھے لیکن کچھ لوگ وہ بھی تھے جو ایسے افعال کرنے کا کوئی ارادہ نہیں رکھتے تھے۔ اس طرح یہ دونوں اقوال بالمقابل آگئے اور قرآن کا اعجاز باطل ہوگیا۔
اس اعتراض کے دو جواب ہیں:۔

1۔ قرآن پاک نے ان لوگوں کی یہ خبر عمومیت کے اعتبار سے دی ہے کہ عام لوگوں کا رجحان یہ تھا اور ان لوگوں نے خود بھی اس خبر کا انکار نہیں کیا اس لئے یہ بھی قرآن کے لئے معجزہ ہوگا۔

2۔ قرآن پاک نے ان کے اس فعل کو گناہ ثابت کیا وہ بھی اس گناہ سے خارج نہ ہوئے اسی چیز نے ثابت کر دیا کہ وہ گناہ ان تمام میں موجود تھا۔

دسویں وجہ

اعجاز القرآن کی دسویں وجہ یہ ہے کہ کبھی تو اس میں بڑے عظیم اور عجیب وغریب الفاظ استعمال کئے گئے اور کبھی آسان اور عام استعمال ہونے والے الفاظ استعمال کئے نہ ہی اس کے عظیم الشان الفاظ کی وجہ سے مشکل کا احساس ہوتا ہے اور نہ ہی آسان الفاظ کے استعمال کی وجہ سے اس کی حقارت کا احساس ہوتا ہے۔ جب دونوں قسم کے الفاظ جمع ہو جاتے ہیں تو طبیعت ان سے نفرت کرنے کی بجائے ان سے خوشی وفرحت محسوس کرتی ہے یہ وہ خصوصیت ہے جو ہم کسی بھی بشر کے کلام میں نہیں پاتے کیونکہ اس کے کلام کے عظیم الفاظ مشکل کا احساس دلاتے ہیں اور آسان الفاظ اس کی حقارت کی عکاسی کرتے ہیں اور کسی انسان کے کلام میں یہ دونوں قسم کے الفاظ جمع ہو جائیں تو یہ باعث نفرت ہوتے ہیں۔ اس وجہ سے بھی قرآن کا اعجاز ہی ثابت ہوتا ہے۔ اگر یہ سوال کیا جائے کہ قرآن پاک کی کثرت سے تلاوت کی جاتی ہے کان اس کی لذت سے اور زبانیں اس کی حلاوت سے آشنا ہیں اگر ایسا نہ ہوتا تو اس کے بھی مشکل اور آسان الفاظ کا فرق ظاہر ہوتا۔ اس سوال کے دو جواب ہیں:۔

1۔ قرآن کی جو صفت بیان کی گئی ہے کہ اسے پہلی مرتبہ سننے کے وقت اگر اس کے الفاظ کی کیفیت وہ ہوتی جو سوال میں ذکر کی گئی ہے تو پھر اس کی ابتدا کی نوعیت اور ہوتی اور اختتام کی کیفیت اور، 2۔ قرآن پاک کے علاوہ اور کوئی کلام اتنا زیادہ پڑھا ہی نہیں جاتا اس لئے اس کی یہ علت باطل ہوگئی۔

گیارہویں وجہ

اعجاز القرآن کی گیارہویں وجہ یہ ہے کہ اس میں پانچ ایسی خصوصیات ہیں جو انسان کو اس کی تلاوت کرنے کی ترغیب

1۔ تاکہ پڑھنے والا کسی ایک ہی نوع پر اکتفانہ کرے اور دوسرے سے پہلوتہی نہ کرے۔

2۔ جب قاری قرآن پاک کی کوئی ایک سورت پڑھے تو اس میں یہ تمام معانی موجود ہوں تاکہ ان کے پڑھنے سے اس کو تمام فوائد حاصل ہو جائیں اور اسے مکمل ثواب مل جائے۔

اگر یہ اعتراض کیا جائے کہ بیان میں امتزاج سے تفصیل زیادہ بلیغ ہوتی ہے یعنی اگر کچھ چیز تفصیلاً بیان کی جائے اور چند اشیاء کو ایک دوسرے سے ملا کر بیان کیا جائے تو اول الذکر زیادہ بلاغت کی حامل ہوگی تو اس کا جواب وہی دو وجوہات ہیں جو پہلے گزر چکی ہیں۔

چودہویں وجہ

قرآن پاک کے اعجاز کی چودہویں وجہ یہ ہے کہ اگرچہ قرآن پاک کی کچھ آیات بڑی ہیں اور کچھ چھوٹی ہیں لیکن اس کے باوجود یہ اپنے اسلوب سے خارج نہیں ہوتا اور نہ ہی کلام کے انداز بیان میں حد اعتدال سے تجاوز کرتا ہے جبکہ قرآن پاک کے علاوہ جتنا بھی کلام ہے جب اس کے اجزاء میں فرق آتا ہے تو اس کا وزن بگڑ جاتا ہے خواہ وہ کلام نظم میں ہو یا نثر میں۔ یہ خصوصیت بھی قرآن پاک کے اعجاز میں شامل ہے۔

اگر یہ اعتراض کیا جائے کہ قرآن پاک کی آیات کا لمبا ہونا بے جا طوالت ہے۔ اسی کا نام ھذر ہے اور اس کی آیات کا چھوٹا ہونا باعث نقصان ہے اسی کا نام حصر ہے پھر وہ کلام جو کمی اور بیشی کے مابین متردد ہو وہ معجزہ کیسے ہو سکتا ہے۔ اس کے دو جواب ہیں:۔

1۔ کلام میں زیادتی اس وقت ھذر ہوتی ہے جب وہ مفید نہ ہو اور کلام میں کمی اس وقت حصر ہوتی ہے جب وہ اتنی مختصر ہو کہ اس پر اکتفانہ کیا جاسکے جبکہ قرآن پاک کی آیات کی طوالت بھی فائدہ مند ہے اور ان کا اختصار بھی مفید ہے اس لئے ان پر حصر اور ھذر کی تعریف صادق نہیں آیا۔

2۔ اگر طویل کلام منفرد ہو تو وہ ھذر نہیں ہوگا اسی طرح مختصر کلام بھی اگر منفرد ہو تو اسے بھی حصر نہیں کہیں گے۔ ان دونوں کا جمع ہو جانا حصر اور ھذر کا موجب نہیں بن سکتا۔ جیسا کہ قرآن پاک کی سورتیں طوالت اور اختصار میں مختلف ہیں اس کی سب سے چھوٹی سورت ''سورۃ الکوثر'' ہے۔ یہ اپنے اختصار کے باوجود چار قسم کے معانی پر مشتمل ہے:

1۔ نعمت کی خبر دی گئی ہے، 2۔ عبادت کا حکم دیا گیا ہے، 3۔ ایک خوش خبری دی گئی ہے، 4۔ اس کا انداز بیان۔ یہ مختصر سی سورۃ سراپا معجزہ ہے۔ وہ سورت جو اس سے طویل ہو اور اس سے زیادہ معانی پر مشتمل ہو وہ کیسے معجزہ نہیں ہو سکتی۔

پندرہویں وجہ

کیونکہ یہ انسانی فطرت سے ماوراء ہے اس لئے زیادہ تلاوت کرنے والا اس کی فصاحت میں اضافہ نہیں کرتا جبکہ دیگر کلام کی فصاحت میں اضافہ کرتا ہے۔

السلام کی طرف سے تھے مذکورہ بالا تمام کتب کے معانی تو اللہ کی جانب سے ہوتے تھے لیکن الفاظ اور انداز بیان اللہ کی طرف سے نہیں ہوتے تھے لیکن قرآن پاک وہ مقدس کتاب ہے جس کے الفاظ، معانی اور ترتیب اللہ کی طرف سے ہے۔ اس لئے یہ شان وعظمت میں باقی تمام کتب سے یہ بالاتر ہے یہ تائید الٰہیہ ہی تھی جس نے قرآن پاک کے اعجاز کی بھی حفاظت کی اور اس کے ساتھ اپنے پیارے محبوب ﷺ کی بھی مدد کی۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَ اِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ۝ (الحجر:9) ''بیشک ہم ہی نے اتارا ہے اس ذکر (قرآن مجید) کو اور یقیناً ہم ہی اس کے محافظ ہیں۔''

اگر یہ اعتراض کیا جائے کہ کلام کو اس کے الفاظ اور معانی کے ساتھ یاد کرنا یہ معجزہ نہیں ہوسکتا مثلاً لوگ جاہلیت کے دور کے اشعار یاد کرتے اور حکماء کی ضرب الامثال یاد کر لیتے تھے اس اعتراض کے دو جواب ہیں:

1۔ ان اشعار اور ضرب الامثال کو کہنے والا کوئی اور ہوتا تھا اور وہ منسوب کسی اور کی طرف کئے جاتے تھے۔ پھر یہ تمام اشیاء متروک ہو چکی ہیں ان کی حفاظت کا کوئی اہتمام نہیں ہے۔

2۔ ان تمام کی حالت کے بارے میں کوئی یقینی بات نہیں کی جاسکتی اور نہ ہی ان تمام اشیاء کو باقاعدہ منضبط کیا گیا۔ جبکہ قرآن پاک کی حفاظت کا ذمہ خود اللہ تعالیٰ نے اٹھایا ہوا ہے۔

تیرہویں وجہ

مختلف سورتوں میں مختلف معانی بیان کئے گئے ہیں ایک ہی سورۃ میں وعدہ بھی ہے اور وعید بھی، ترغیب بھی ہے اور ترہیب بھی، کبھی ماضی کی بات ہے اور کبھی مستقبل کی پیشین گوئی، کبھی قصے اور حکایتیں ہیں اور کبھی ضرب الامثال بیان کی جا رہی ہیں۔ کہیں کوئی حکم ہے اور کہیں کوئی جدل ہے ایک ہی سورۃ میں اتنی زیادہ اشیاء بیان کی جاتی ہیں لیکن اس کے باوجود نہ ہی اس سے نفرت کی جاتی ہے اور نہ ہی اس سے کراہت کا اظہار کیا جاتا ہے۔ اگر یہی اشیاء قرآن پاک کے علاوہ کسی اور کلام میں ہوں تو وہ یقیناً نفرت کا باعث ہوں گی کیونکہ ان تمام انواع کا آپس میں کوئی تعلق نہیں اسی وجہ سے قرآن پاک کے علاوہ دیگر تمام الہامی کتب میں ان تمام اشیاء کو علیحدہ علیحدہ ذکر کیا گیا مثلاً تورات پانچ اقسام میں منقسم ہے پہلی قسم میں ابتدائے تخلیق کے بارے میں ذکر ہے۔ دوسری قسم میں بنی اسرائیل کا مصر سے نکل جانا بیان کیا گیا ہے۔ تیسری قسم میں ہر اس چیز کا ذکر ہے جس سے اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل ہوتا ہے۔ چوتھی قسم میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کا بنی اسرائیل کو جمع کرنا اور آپ کی تدبیر کرنے کا تذکرہ ہے اور پانچویں قسم میں نوامیس کا بار بار تذکرہ ہے۔ اس معانی کے اختلاف کی وجہ سے ان اقسام کی فضیلت میں اختلاف ہے۔ یہودیوں کے نزدیک تورات میں افضل ترین وہ دس کلمات ہیں جو ان وصایا پر مشتمل ہیں جن کے ساتھ اللہ تعالیٰ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ ہمکلام ہوا تھا۔ وہ جب قسم اٹھاتے ہیں تو انہیں کلمات کے ساتھ اٹھاتے ہیں۔

انجیل میں سے وہ چار صحیفے افضل ہیں جن کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے چار شاگردوں کی طرف منسوب کیا جاتا ہے اور یہ ان کی نماز اور عید وغیرہ میں پڑھنے کے لئے مخصوص ہیں اور تورات میں وہ چیز افضل ہے جس کی افضیلت پر اہل کتاب متفق ہیں۔ قرآن پاک جو مختلف معانی پر مشتمل ہے ان کے بہترین ہونے کی دو وجوہات ہیں:

آسانی سے پہچان لئے جاتے ہیں۔ اگر اس جیسا کلام بنالینا انسانی قدرت میں ہوتا تو کلمات کی زیادتی یا الفاظ کا تغیر ضرور اس کلام کے ساتھ اس طرح مل جاتا کہ انہیں جدا نہ کیا جاسکتا۔ اگر یہ کہا جائے کہ ایک دفعہ اس میں زیادتی کی گئی وہ ملتبس اور مشتبہ بھی ہوگئی۔ ایک مرتبہ جب حضور اکرم ﷺ پر سورۃ النجم نازل ہوئی تو آپ ﷺ نے اسے مسجد حرام میں جا کر تلاوت کیا حتیٰ کہ حضور نبی مکرم ﷺ نے یہ آیت تلاوت فرمائی: اَفَرَءَيْتُمُ اللّٰتَ وَالْعُزّٰى ۙ وَمَنٰوةَ الثَّالِثَةَ الْاُخْرٰى (النجم:20-19) تو شیطان نے آپ ﷺ کی زبان مبارک پر یہ کلمات بھی جاری کر دیئے: ''تِلْكَ الْغَرَانِيْقُ الْعُلٰى وَاِنَّ شَفَاعَتَهُنَّ لَتُرْجٰى...... '' حضور ﷺ نے سورۃ مبارک کو ختم کیا اور سجدۂ تلاوت کیا تمام مسلمانوں نے بھی آپ ﷺ کے ساتھ سجدہ کیا۔ مشرک بھی خوش ہوگئے انہوں نے بھی آپ کے ساتھ سجدہ کیا قریش کے کافر آپ ﷺ کے ساتھ راضی ہوگئے۔ حبشہ کی طرف ہجرت کرنے والوں کو جب یہ صورت حال معلوم ہوئی تو وہ مکہ واپس آگئے۔ حتیٰ کہ جبرائیل نے اس بعد والے کلام کا انکار کیا کہ یہ قرآن پاک میں سے نہیں ہے آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام پر یہ بات بہت گراں گزری اس وقت یہ آیت نازل ہوئی:

وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَّسُوْلٍ وَّلَا نَبِيٍّ اِلَّآ اِذَا تَمَنّٰٓى اَلْقَى الشَّيْطٰنُ فِيْٓ اُمْنِيَّتِهٖ ۚ فَيَنْسَخُ اللّٰهُ مَا يُلْقِي الشَّيْطٰنُ ثُمَّ يُحْكِمُ اللّٰهُ اٰيٰتِهٖ ؕ (الحج:52)

''اور نہیں بھیجا ہم نے آپ سے پہلے کوئی رسول اور نہ کوئی نبی مگر اس کے ساتھ یہ ہوا کہ جب اس نے کچھ پڑھا تو ڈال دیئے شیطان نے اس کے پڑھنے میں (شکوک) پس مٹا دیتا ہے اللہ تعالیٰ جو دخل اندازی شیطان کرتا ہے پھر پختہ کر دیتا ہے اللہ تعالیٰ اپنی آیتوں کو۔''

معلوم ہوا کہ یہ اضافہ سورت کے اسلوب ہی کی طرح تھا یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے نہ تھا جب یہ زیادتی اور اضافہ مشتبہ ہوگیا تو اس کے علاوہ قرآن پاک میں جو اضافہ کر دیا جائے وہ مشتبہ کیوں نہیں ہوسکتا۔ اس کے دو جواب ہیں:۔

1۔ اتنی سی زیادتی اس مقدار کو نہیں پہنچتی جتنی مقدار کے ساتھ قرآن پاک نے چیلنج کیا ہے اس لئے یہ اس کے حکم سے خارج ہوگیا۔

2۔ اللہ رب العزت نے جو آیت نازل کی تھی وہ تھی: اَلَّتِيْ عِنْدَهُمْ هِيَ الْغَرَانِيْقُ الْعُلٰى وَاِنَّ شَفَاعَتَهُنَّ لَتُرْجٰى۔ قریش پر یہ آیت مشتبہ ہوگئی انہوں نے ''اَلَّتِيْ عِنْدَهُمْ'' کو اس آیت سے حذف کر دیا اللہ رب العزت نے اس اشتباہ کی وجہ سے اس آیت کی تلاوت کو ہی منسوخ کر دیا۔

انیسویں وجہ

اعجاز قرآن کی انیسویں وجہ یہ ہے کہ تمام امتیں اس کا مقابلہ کرنے سے عاجز آگئیں۔ قرآن پاک نے چیلنج کیا کہ وہ اس کی مثل ایک ہی سورت لے آئیں لیکن اس چیلنج نے ان میں کسی قسم کی کوئی تحریک پیدا نہ کی۔ اس کے باوجود کہ انہیں قرآن کے خلاف دلائل کی بھی ضرورت تھی اور ان کی عزت نفس بھی مجروح ہوئی لیکن انہوں نے اس عاجزی کی رسوائی پر ہی صبر کیا قرآن پاک نے انہیں بے وقوف کہا ان کے بتوں کی برائی بیان کی۔ اگر ان میں قرآن پاک کا مقابلہ کرنے کی طاقت ہوتی اور اس

سولہویں وجہ

قرآن پاک کے اعجاز کی سولہویں وجہ یہ ہے کہ یہ ہر ایک کی زبان پر آسانی سے جاری ہو جاتا ہے حتیٰ کہ اس کو عجمی اور گونگے بھی حفظ کر لیتے ہیں۔ لکنت والی زبانوں پر یہ رواں دواں ہو جاتا ہے۔ جتنا اس کتاب کو حفظ کیا گیا ہے اس کے علاوہ اور کسی کتاب کو اتنا حفظ نہیں کیا گیا جس طرح یہ کتاب گونگوں کی زبانوں پر جاری ہوئی ہے اور کوئی کتاب اس طرح جاری نہیں ہو سکتی۔ یہ صرف اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ خصوصیات ہی ہیں جو اللہ تعالیٰ نے اس کو تمام کتب پر فضیلت بخشی ہے۔ اگر یہ اعتراض کیا جائے کہ بعض اوقات اشعار بھی قرآن پاک کی طرح یاد ہو جاتے ہیں اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ اشعار موزوں وزن میں ہوتے ہیں جس کی وجہ سے لوگ انہیں آسانی سے یاد کر لیتے ہیں اس لئے یہ قرآن پاک کا معجزہ نہ رہا۔

اس کے دو جواب دیئے گئے ہیں: 1۔ اشعار کی وہ تعداد جو مٹ جاتی ہے وہ اس تعداد سے کہیں زیادہ ہوتی ہے جس کو یاد کیا جاتا ہے جبکہ قرآن پاک ہمیشہ سے محفوظ ہے اس کی کوئی آیت بھی محو ہونے والی نہیں ہے، 2۔ وہ اشعار جن کو زبانیں اچھی نہیں سمجھتیں وہ متروک ہو جاتے ہیں جبکہ قرآن تمام کا تمام حلاوت اور مٹھاس سے بھر پور ہے۔ اس لئے یہ متروک بھی نہیں۔

سترہویں وجہ

اعجاز القرآن کی سترہویں وجہ یہ ہے کہ کوئی بھی کلام تین انواع پر مرتب ہو سکتا ہے:

1۔ نثر: یہ مخلوق کے قدرت میں ہے کہ وہ کوئی کلام نثر میں بنا دے۔

2۔ شعر: یہ نثر سے اعلیٰ ہے اس لئے ایک فریق تو اس پر قادر ہوتا ہے جبکہ دوسرا فریق شعر گوئی پر قدرت نہیں رکھتا۔

3۔ قرآن پاک ان تمام مراتب سے اعلیٰ ہے اور تمام اقسام سے برتر ہے مذکورہ بالا دو اقسام سے بلند تر ہے اس لئے مخلوق اس جیسا کلام لانے سے عاجز ہے۔ اگر یہ سوال کیا جائے کہ اگر قرآن معجزہ اور برہان ہوتا تو اس کا کثیر اور قلیل دونوں انسانی استطاعت سے باہر ہوتے لیکن اس کی قلیل مقدار تو انسانی قدرت میں ہے وہ یہ کہ اس کے تین یا چار کلمات کو جمع کر لیا جائے۔

اسی طرح کثیر بھی انسان کے احاطہ قدرت میں آ گیا کیونکہ جب کسی چیز کے اوئل (ابتداء) ممکن کے تحت داخل ہوں تو اس کے اواخر بھی (آخر) ممتنع کی جنس سے خارج ہو جاتے ہیں اس سوال کے دو جواب ہیں: 1۔ جب قرآن پاک کا اعجاز ثابت ہو گیا تو پھر اس کا قلیل اور کثیر انسانی قدرت سے خارج ہو گیا۔ جس طرح کہ قرآن کی چھوٹی سے چھوٹی سورت بھی بنانے پر انسان قدرت نہیں رکھتا۔ اس طرح یہ اعتراض ختم ہو گیا۔

2۔ اگر چند کلمات پر انسان کی قدرت ہو تو اسے اتنے مکمل کلام پر قدرت شمار نہیں کریں گے جس سے چیلنج کیا جا سکے۔ جس طرح کہ کسی شعر کے ایک کلمہ پر یا دو کلمات کے بنانے پر اگر قدرت ہو تو اسے یہ نہیں کہیں گے کہ اسے پورے شعر کے کہنے پر قدرت ہے۔

اٹھارہویں وجہ

قرآن پاک میں اگر کسی وجہ سے کوئی زیادتی ہو جائے تو وہ ممتاز ہو جاتی ہے اور اگر اس کے الفاظ کو تبدیل کر دیا جائے تو وہ

مقابلہ کیا اور یہ بے ہودہ کلام پیش کیا: وَالنَّازِعَاتِ زَرْعًا وَالْحَاصِدَاتِ حَصْداً وَالطَّاحِنَاتِ طَحْنًا وَالْحَافِرَاتِ حَفْرًا وَالنَّارِدَاتِ نَرْدًا وَاللَّاقِمَاتِ لَقْمًا لَقَدْ فُضِّلْتُمْ عَلَى اَهْلِ الْوَبَرِ وَمَا سَبَقَكُمْ اَهْلُ الْمَدَرِ اِلٰی غَیْرِ ذٰلِکَ مِنَ الْهَذَیَانِ۔''

ایک اور شخص نے قرآن پاک کا مقابلہ کرنے کے لئے یہ کلام پیش کیا: اَفْلَحَ مَنْ هَیَّمَ فِیْ صَلٰوتِهٖ وَاَطْعَمَ الْمَسَاکِیْنَ مِنْ مَخْلَاتِهٖ وَاَخْرَجَ الْوَاجِبَ مِنْ زَکَاتِهٖ۔

ایک اور شخص نے سوۃ النجم کا مقابلہ کرنے کے لئے اس کلام لغو کو پیش کیا: وَالنَّجْمِ اِذَا سَمَا وَالْبَحْرِ اذا طَمَا مَازَاغَ مُنْذِرُکُمْ وَمَا طَغٰی وَمَا کَذَبَ وَمَا غَوٰی فِیْمَا نَطَقَ بِهٖ وَرَوٰی

اللہ تعالیٰ نے اسی افترا کے بارے میں ارشاد فرمایا ہے: وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰی عَلَی اللّٰهِ کَذِبًا اَوْ قَالَ اُوْحِیَ اِلَیَّ وَلَمْ یُوْحَ اِلَیْهِ شَیْءٌ (الانعام:93) ''اور کون زیادہ ظالم ہے اس سے جو بہتان باندھے اللہ پر جھوٹا یا کہے کہ وحی کی گئی ہے میری طرف حالانکہ نہیں وحی کی گئی اس کی طرف کچھ بھی''

اوپر قرآن پاک کے مقابلہ میں جو کلام پیش کیا گیا ہے اس میں قرآن پاک کی سورتوں کے ساتھ ہی مشابہت پیدا کرنے کی کوشش کی گئی ہے اور بڑی سورتوں سے اعراض کر کے چھوٹی سورتوں کا مقابلہ کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ انہوں نے اس بے عیب کلام کے سامنے اپنے سقیم کلام کو پیش کیا اور اس مرقع حسن و جمال کے سامنے اپنے لغو اور بے ہودہ کلام کو پیش کیا اس بے معنی اور لغو کلام کے ساتھ اس عظیم ترین اور بلند ترین کلام کا مقابلہ کیسے کیا جا سکتا ہے۔ قرآن پاک کے ساتھ مذکورہ بالا بے ہودہ کلام کو ملا دینا ایسے ہی ہے جس طرح سحبان (ایک عظیم مقرر) کی فصاحت کو باقل (ایک احمق) کی حماقت کے ساتھ ملا دیا جائے یا مجنون کی خلط ملط گفتگو کو ایک دانشمند کی محتاط گفتگو سے ملا دیا جائے۔ یا جس طرح کوئی شخص درخت کو مٹی پر قیاس کرے۔ صفائی اور گندگی کو ایک جیسا سمجھے جس شخص نے اس کام کی کوشش کی جو اس کی فطرت میں نہ تھی وہ ہمیشہ اس کام میں ذلیل ہوا۔ ندامت و شرمندگی اس کا مقدر ہو گئی۔

بیسویں وجہ

اعجاز قرآن کی بیسویں وجہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مخالفین کو اس کا مقابلہ کرنے سے پھیر دیا۔ پھر اس میں علماء کا اختلاف ہے کیا مخالفین سے مقابلہ کرنے کی قوت ہی چھین لی گئی تھی اگر وہ اس جیسا کلام پیش کرنے کی قدرت رکھتے تھے تو وہ ضرور پیش کرتے یا انہیں مقابلہ کی قدرت تو حاصل تھی لیکن صرف اس کلام کا مقابلہ کرنے سے اللہ تعالیٰ نے ان کو پھیر لیا۔ مذکورہ بالا دونوں اقوال کے مطابق اعجاز قرآن ضرور ثابت ہوگا۔ خواہ ان میں مقابلہ کرنے کی قوت ہی نہ ہو یا قوت تو ہو لیکن مقابلہ سے اللہ تعالیٰ نے انہیں پھیر لیا ہو۔ اگر کوئی یہ اعتراض کرے کہ اگر وہ اس جیسا کلام لانے سے تو عاجز تھے لیکن وہ ایسا کلام لانے سے عاجز نہ تھے جو مرتبہ میں اس کے قریب تر ہو۔ اگرچہ وہ رتبہ میں اس سے کم ہو اور معجز کلام تو وہ ہوتا ہے کہ جس طرح اس جیسا کلام پیش کرنے کی قدرت نہ ہو اسی طرح اس کے مرتبہ کے قریب تر کلام پیش کرنے کی بھی قدرت نہ ہو اس کے دو جواب ہیں:

جیسا کلام پیش کرنے کی ان میں استطاعت ہوتی تو ایسا کلام پیش کر کے اسے اپنے لئے ضرور دلیل بناتے اور حضور اکرم ﷺ کی نبوت کا رد کرتے لیکن انہوں نے ایسا کلام پیش کرنے سے اعراض کیا اور اس کلام کا مقابلہ کرنے کی بجائے انہوں نے میدان جنگ میں اپنی جانوں کو قربان کیا اور حضور اکرم ﷺ سے قتال کرنے کے لئے اپنے خون بہائے۔ اگر یہ اعتراض کیا جائے کہ ممکن ہے کہ انہوں نے قرآن پاک کا مقابلہ کیا ہو اور اس جیسا کلام پیش کیا ہو لیکن وہ کلام اسی طرح چھپا دیا گیا ہو جس طرح کہ وہ اشعار چھپا دیئے گئے تھے جن میں بعض کفار نے آپ ﷺ کی ہجو بیان کی تھی اس کے دو جواب ہیں:۔

1۔ اگر کفار قرآن پاک کا مقابلہ کرتے تو وہ ظاہر ہو جاتا اور اگر وہ ظاہر ہو جاتا تو پھر چار دانگ عالم میں اس کی شہرت ہو جاتی کیونکہ مشہور چیز کو چھپایا نہیں جا سکتا کیونکہ طبیعت میں خود ہی ان کو معروف کرنے کی خواہش ہوتی ہے اور دل اس کی اشاعت کا تقاضا کرتے ہیں اگر یہ کہا جائے کہ قرآن پاک کا مقابلہ تو کیا گیا لیکن پھر اسے پوشیدہ کر دیا گیا جس طرح کہ حضور ﷺ کے متعلق ہجو یہ اشعار کو پوشیدہ کر دیا گیا تو اس کے جواب میں یہ کہا جائے گا کہ اگر قرآن پاک کے مقابلہ کے ساتھ ایسا ہو سکتا ہے تو پھر ہر نبی کے معجزہ میں بھی ایسا ہو سکتا ہے کہ یہ کہا جائے۔

2۔ قرآن پاک کے مقابلہ کو آپ ﷺ کی رسالت کو رد کرنے کے لئے ان کے لئے دلیل بنایا گیا تھا اگر وہ قرآن پاک کا مقابلہ کرتے تو اسے حضور ﷺ کے خلاف دلیل بناتے تو یہ ظاہر ہو جاتا لیکن انہوں نے حضور ﷺ کے ساتھ جنگ و جدل کیا اپنی جانوں کو ہلاک کیا اپنے اموال کو تباہ کیا۔ اگر ان کے لئے قرآن کا مقابلہ کر کے حضور ﷺ کی رسالت کا رد ممکن ہوتا تو وہ اس آسان چیز کو چھوڑ کر مشکل چیز سے آپ ﷺ کا مقابلہ کیوں کرتے۔ پھر جس کلام کے ساتھ کلام الٰہی کا مقابلہ کیا گیا اس میں بھی عاجزی کا ہی اظہار ہے وہ کلام اتنا ناقص ہے کہ اس کے الفاظ کے ضعف اور انداز بیان کی کمزوری نے اس میں حقارت پیدا کر دی ہے۔

ابن قتیبہ رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ مسیلمہ کذاب نے قرآن پاک کا مقابلہ کرنے کے لئے اس کلام کو پیش کیا: یَا ضِفْدَعُ نَقِّیْ کَمْ تَنْقِیْنَ اَعْلَاکَ فِی الْمَآءِ وَاَسْفَلُکَ فِی الطِّیْنِ لَا الْمَآءُ تُکَدِّرِیْنَ وَلَا الشُّرْبَ تَمْنَعِیْنَ ''اے مینڈک تو کب تک ٹراتا رہے گا تیرا اوپر والا حصہ پانی میں ہے اور نچلا حصہ کیچڑ میں ہے نہ تو پانی کو گدلا کر سکتا ہے اور نہ ہی پانی پینے سے تو منع کر سکتا ہے۔''

جب حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے یہ کلام سنا تو آپ نے فرمایا یہ کلام اللہ نہیں ہے۔

اسی طرح ایک اور احمق نے سورۃ الفیل کا مقابلہ کرنے کی کوشش کی مجھے گمان ہے کہ وہ العنسی تھا۔ وہ لکھتا ہے: اَلَمْ تَرَ کَیْفَ فَعَلَ رَبُّکَ بِالْحُبْلٰی۔ خَرَجَ مِنْ بَطْنِھَا نَسَمَۃٌ تَسْعٰی مِنْ بَیْنِ شَرَاسِیْفَ وَاَحْشٰی۔

اسی طرح اس کے دوسرے بھائی نے سورۃ الفیل کے مقابلہ میں یہ لغو کلام پیش کیا: اَلْفِیْلُ مَا الْفِیْلُ وَمَا اَدْرٰکَ مَا الْفِیْلُ لَہٗ ذَنَبٌ وَثِیْلٌ وَمُشْفَرٌ طَوِیْلٌ وَاِنَّ ذٰلِکَ مِنْ خَلْقِ رَبِّنَا لَقَلِیْلٌ۔

حاکم نے عکرمہ رحمہما اللہ تعالیٰ سے روایت کیا ہے کہ نضر بن حارث فصحاء قریش میں سے تھا اس نے بھی قرآن پاک کا

2۔ جنات وغیرہ کے بارے میں کسی انسان کو علم نہیں ہوتا۔ ان کے بارے میں انبیاء اور رسل علیہم السلام ہی بتاتے ہیں۔ اگر وہ ان کے بارے میں نہ بتاتے تو پھر کسی انسان کو بھی ان کا علم نہیں ہو سکتا تھا اور وہ معلوم نہیں کر سکتے تھے کہ دنیا میں جن، جانّ اور شیطان بھی موجود ہیں۔ شیطان اور جنات لوگوں کو بلند آواز سے پکارتے اور انہیں انبیاء کی معصیت کی طرف بلاتے اگر یہ شیاطین اور جنات انسان کے مددگار ہوتے تو انہیں انبیاء کی اطاعت اور بندگی کی طرف بلاتے کیونکہ وہ آدمی جس کی اطاعت کی جائے اور جس سے محبت کی جائے وہ اس بات کا زیادہ مستحق ہوتا ہے کہ اس کی مدد کی جائے۔ بہ نسبت اس آدمی کے جس کی نافرمانی کی جائے اور اس سے عداوت کی جائے۔

3۔ شیاطین انسان کی مدد کرنے پر صرف اس وقت قادر ہوتے ہیں جبکہ اللہ تعالیٰ ان کی مدد کرتا ہے وہ شیطان اور جنات کی اس وقت مدد نہیں کرتا جبکہ وہ اس کی بات کو جھٹلا رہے ہوں اور اگر ایسا کلام بنانے میں جنات کی مدد اللہ کے حکم سے ہو تو وہ کلام معجز ہوگی کیونکہ یہ تائید اللہ کے فضل کی وجہ سے ہے یہ اسی طرح ہے جس طرح حضرت سلیمان علیہ السلام کے لئے جنات کو مسخر کر دیا گیا تھا لیکن اللہ تعالیٰ کی ذات اس بات سے مستغنی ہے کہ شیاطین اس کے رسل کی طرف اس کے سفیر ہوں اور اس کے انبیاء علیہم السلام کے مددگار ہوں جبکہ وہ شیاطین لوگوں کو اس کی اطاعت سے منع کرتے ہیں اور اس کی نافرمانی کی طرف بلاتے ہیں قرآن پاک نے تو جنات کو بھی اس طرح چیلنج کیا تھا جس طرح اس نے انسانوں کو چیلنج کیا۔ جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: قُلْ لَّئِنِ اجْتَمَعَتِ الْاِنْسُ وَ الْجِنُّ عَلٰۤى اَنْ یَّاْتُوْا بِمِثْلِ هٰذَا الْقُرْاٰنِ لَا یَاْتُوْنَ بِمِثْلِهٖ وَ لَوْ كَانَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ ظَهِیْرًا ﴿۸۸﴾ (اسرائیل: 15) ''(بطور چیلنج) فرمائیے کہ اگر اکٹھے ہو جائیں سارے انسان اور سارے جن اس بات پر کہ لے آئیں اس قرآن کی مثل تو ہرگز نہ لا سکیں گے اس کی مثل اگرچہ وہ ہو جائیں ایک دوسرے کے مددگار۔''

اللہ تعالیٰ نے ان کی عاجزی کو یوں بیان کیا ہے: اِنَّا سَمِعْنَا قُرْاٰنًا عَجَبًا ﴿۱﴾ یَّهْدِیْۤ اِلَى الرُّشْدِ فَاٰمَنَّا بِهٖ ؕ (الجن: 2-1) ''انہوں نے (جا کر دوسرے جنات کو) بتایا کہ ہم نے ایک عجیب قرآن سنا ہے راہ دکھاتا ہے ہدایت کی پس ہم (دل سے) اس پر ایمان لے آئے۔''

علامہ ماوردی کا کلام ختم ہو گیا۔

علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب ''الاتقان'' میں بیان کیا ہے:

''جب یہ ثابت ہو گیا کہ قرآن پاک ہمارے نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کا معجزہ ہے تو پھر اعجاز کی وجوہات کو معلوم کرنا ضروری ہے تاکہ معلوم ہو جائے کہ وہ کون سی وجہ ہے جس کی وجہ سے قرآن پاک معجزہ ہے۔ اس بحر بے کراں میں بہت سے لوگوں نے شناوری کی ہے۔ بعض لوگوں نے تو عمدہ وجوہات بیان کی ہیں لیکن بعض علماء کی بیان کردہ وجوہات حسین اور عمدہ نہیں ہیں۔ بعض علماء نے یہ گمان کیا ہے کہ ہم پایہ کلام پیش کرنے کا چیلنج اس قدیم کلام کا تھا جو اللہ تعالیٰ کی صفات میں شامل ہے اور اس کے بارے میں اہل عرب کو تکلیف مالا یطاق کا مکلف بنایا گیا(3) اسی وجہ سے وہ ایسا کلام لانے سے عاجز آ گئے لیکن یہ باطل نظریہ ہے کیونکہ ہر وہ چیز جو انسان کے لئے مالا یطاق ہو اس کے ساتھ چیلنج کرنے کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا۔

1۔ قرآن پاک کے مرتبہ کے قریب تر مرتبہ کا کلام جبکہ وہ اپنے کمال سے کم درجہ کا ہوگا وہ قرآن پاک کے اسلوب کی طرح ہوگا حالانکہ اس جیسا اسلوب بھی ممتنع ہے اس لئے مقاربت باطل ہوگئی اور اعجاز ثابت ہوگیا۔

2۔ مقاربت مماثلت کے مانع ہے یعنی اگر وہ کلام اس کے کلام مرتبہ کے قریب تر تو ہوگا لیکن کمال میں اس کا ہم پلہ نہیں ہوگا اور قرآن پاک کا چیلنج تو یہ ہے کہ اس کا ہم مرتبہ کلام پیش کیا جائے۔

جب مذکورہ بالا تمام وجوہات سے قرآن پاک کا اعجاز ثابت ہوگیا۔ ان وجوہات میں سے ہر وجہ بذات خود معجز ہے جب یہ تمام وجوہات قرآن پاک میں پائی جاتی ہیں تو قرآن کا اعجاز کتنا عظیم ہوگا اور اس کے دلائل کتنے عیاں اور ظاہر ہوں گے۔

قرآن پاک بھی دیگر انبیائے کرام کے معجزات، مثلاً حضرت موسیٰ علیہ السلام کے لئے سمندر کا پھٹ جانا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے لئے مردوں کا زندہ ہونا، کی طرح ہوگیا کیونکہ معجزہ میں حجت کا انحصار اس بات پر ہے کہ ایسی چیز پیدا کی جائے کہ مخلوق میں اس جیسی چیز لانے کی استطاعت نہ ہو۔ خواہ وہ چیز جسم ہو یا عرض۔

اگر یہ سوال کیا جائے کہ کیا ہم قرآن پاک جیسا کلام پیش کرنے سے عرب العاربہ (اہل عرب) کی عاجزی کا اعتبار کریں گے اور بعد میں آنے والوں کی عاجزی کا اعتبار نہیں کریں گے یا اس میں تمام لوگوں کی عاجزی کا اعتبار کیا جائے گا۔

اس میں علماء کا اختلاف ہے بعض علماء تو یہ فرماتے ہیں کہ اس جیسا کلام لانے کے عجز میں تمام مخلوق کا اعتبار کیا جائے گا تاکہ عاجزی کی عمومیت ثابت ہو بعض علماء فرماتے ہیں کہ اس میں صرف العرب العاربہ (اصل عرب) کا اعتبار کیا جائے گا تاکہ عاجزی کا اعتبار اس آدمی کی وجہ سے کیا جائے جس کی فطرت میں ہی عرب لغت کا ملکہ تھا اسے کسی تکلف کی ضرورت تھی نہ ہی کہیں سے کچھ سیکھنے کی۔ پھر علماء کا اس میں اختلاف ہے کہ کیا قرآن جیسا کلام پیش کرنے سے عاجزی صرف اس زمانہ کے لوگوں تک محدود ہے یا کہ تمام زمانے کے لوگ اس میں شامل ہیں۔ بعض علماء فرماتے ہیں کہ صرف اس زمانے کے لوگوں کی عاجزی کا ہی اعتبار کیا جائے گا کیونکہ وہ تمام زمانوں کے لوگوں پر حجت ہیں۔ بعض علماء فرماتے ہیں کہ اس میں ہر زمانے کے لوگوں کی عاجزی کا اعتبار کیا جائے گا کیونکہ قرآن پاک کے چیلنج میں تمام زمانوں کے لوگ شامل ہیں۔

اگر یہ اعتراض کیا جائے کہ ہر وہ کلام جو انسان پیش کرے اور دیگر انسان اس جیسا کلام نہ پیش کرسکیں تو یہ بات ضروری نہیں کہ وہ کلام اللہ ہی کی طرف سے ہو بلکہ ممکن ہے کہ جنات نے اس کی مدد کی ہو حتیٰ کہ وہ کلام انسانوں کی قدرت سے مافوق ہوگیا ہو جس طرح کہ جنات حضرت سلیمان علیہ السلام کی مدد کیا کرتے تھے اور وہ امور سرانجام دیا کرتے تھے جن سے انسان عاجز تھے۔ اس سوال کے تین جواب ہیں:

1۔ یہ اعتراض تو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے لئے رونما ہونے والے معجزات مثلاً سمندر کے پھٹ جانے پر بھی کیا جاسکتا ہے۔ اسی طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے معجزات مثلاً مردوں کا زندہ کرنا، پر بھی یہ اعتراض ہوسکتا ہے بلکہ ہر نبی کے ہر معجزہ پر یہ اعتراض ہوسکتا ہے۔ معترض کے لئے یہ جائز نہیں کہ وہ بعض معجزات کو تو جنات کی تائید کے ساتھ خاص کرے اور بعض کو نہ کرے بلکہ یہ تو ہر معجزہ پر اعتراض کیا جاسکتا ہے۔

(آل عمران:122) ''جب ارادہ کیا دو جماعتوں نے تم میں سے کہ ہمت ہار دیں۔''

وَيَقُولُونَ فِيٓ أَنفُسِهِمۡ لَوۡلَا يُعَذِّبُنَا ٱللَّهُ (المجادلہ:8) ''اور کہا کرتے ہیں آپس میں کہ (اگر یہ سچے رسول ہیں) تو اللہ تعالیٰ ہمیں عذاب کیوں نہیں دیتا۔''

قاضی ابوبکر رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ قرآن پاک کے اعجاز کی وجہ اس میں نظم، تالیف اور پختگی کا ہونا ہے اس کا اسلوب عرب میں مروج تمام اسالیب سے جداگانہ ہے اس کا انداز بیان ان کے انداز بیان سے منفرد ہے اس وجہ سے وہ اس کا مقابلہ نہ کر سکے۔ قاضی ابوبکر رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ وہ عجیب انداز اور اسلوب جس کی وجہ سے اہل عرب شعر کہتے ہیں اس کی وجہ سے بھی قرآن پاک کے اعجاز کو نہیں پہچانا جا سکتا کیوں کہ وہ اسلوب خلاف عادت نہیں بلکہ علم، مسلسل محنت اور جانفشانی سے اس کا حصول ممکن ہے جس طرح کہ شعر کہنا، خطابت سیکھنا اور بلاغت میں مہارت حاصل کرنا ممکن ہے یہ ایک ایسی راہ ہے جس پر ہر کوئی گامزن ہو سکتا ہے لیکن قرآن پاک کا اسلوب اور انداز بیان تو وہ ہے جس کا پہلے کوئی نمونہ نہیں کہ جس کی پیروی کی جا سکے نہ پہلے کوئی راہ نما ہے کہ جس کی اقتداء کی جائے اور نہ یہ ایسا کلام ہے جو اتفاقاً وقوع پذیر ہوا ہو۔ ہم یہ اعتقاد رکھتے ہیں کہ بعض قرآن پاک کا اعجاز واضح اور عیاں ہے جبکہ بعض قرآن کا اعجاز ادق اور پوشیدہ ہے۔ امام فخر الدین رازی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ قرآن پاک کے اعجاز کی وجہ اس کی فصاحت، عجیب اسلوب اور تمام عیوب سے سلامتی ہے۔

علامہ زملکانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ قرآن پاک کا اعجاز اس کے حسن تالیف میں مضمر ہے یعنی اس کے الفاظ میں ہر قسم کی ترکیب اور وزن کو پیش خاطر رکھا گیا ہے اسی طرح اس کے مرکبات معنی کے لحاظ سے بھی بلند ترین ہیں گویا کہ کلام مقدس نے معنی اور لفظ ہر دو فن کے لحاظ سے اعلیٰ ترین مرتبہ حاصل کر لیا ہے۔

ابن عطیہ رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ اعجاز کی وجہ جس پر جمہور کا اتفاق ہے وہ اس کے اسلوب کا حسن، اس کے معانی کی صحت اور اس کے الفاظ کی فصاحت ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا علم ہر چیز کو محیط ہے اس نے تمام کلام کا احاطہ کر رکھا ہے۔ جب قرآن پاک کے الفاظ ترتیب دیئے گئے تو علم الٰہی تمام الفاظ کو محیط تھا وہ جانتا تھا کہ یہ لفظ اس لفظ کے ساتھ ملنے کی کتنی صلاحیت رکھتا ہے اور ایک معنی دوسرے معنی کے اظہار پر کتنا قادر ہے ابتداء سے لے کر انتہاء تک تمام قرآن پاک اسی طرح ترتیب دیا گیا ہے۔ جبکہ انسان پر غفلت، نسیان اور ذہول کا غلبہ ہے یقیناً ایک انسان کے پاس اتنا علم نہیں جس سے وہ ان تمام الفاظ و معانی کا احاطہ کرلے اسی وجہ سے قرآن پاک بلاغت و فصاحت کے بلند ترین درجہ پر متمکن ہو کر آیا ہے۔ اس سے اس شخص کا قول بھی باطل ہو گیا جو یہ کہتا ہے کہ اہل عرب اس جیسا کلام تو پیش کر سکتے تھے لیکن اللہ تعالیٰ نے انہیں ایسا کرنے سے روک دیا۔ حقیقت یہ ہے کہ ان میں سے ایک کو بھی ایسا کلام پیش کرنے کی قدرت نہ تھی۔ تو کسی فصیح و بلیغ انسان کو دیکھتا ہے وہ اپنے قصیدے یا خطبے کی کانٹ چھانٹ کرتا ہے وہ اس پر پورا ایک سال صرف کرتا ہے لیکن جب پھر اس کو دیکھتا ہے تو اس میں ابھی اصلاح کی گنجائش ہوتی ہے۔ جب کہ کتاب الٰہی کی کیفیت یہ ہے کہ اگر اس سے ایک لفظ نکال لیا جائے پھر پوری عربی زبان میں اس سے خوبصورت لفظ تلاش کیا جائے تو ایسا لفظ ملنا ممکن نہیں۔ قرآن کے اکثر مقامات سے ہمارے

درست بات وہی ہے جو جمہور علماء نے فرمائی ہے کہ چیلنج اس چیز کے ساتھ ہے جو قدیم پر دلالت کرنے والی ہے اس سے مراد قرآن پاک کے الفاظ ہیں۔

پھر نظام نے یہ گمان کیا ہے کہ قرآن پاک کا اعجاز ''صرفہ'' کی وجہ سے ہے اس سے مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اہل عرب کو اس کا مقابلہ کرنے سے روک دیا تھا ان سے عقول کو چھین لیا تھا وہ قرآن پاک کا مقابلہ تو کر سکتے تھے لیکن اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت سے انہیں ایسا کرنے سے روک دیا۔ اسی طرح یہ معجزہ بھی دیگر معجزات کی مانند ہو گیا۔ یہ قول بھی فاسد ہے۔ اس کی دلیل اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے: قُلْ لَّئِنِ اجْتَمَعَتِ الْاِنْسُ وَالْجِنُّ ...... الخ۔

یہ آیۂ مبارکہ اس بات کو ثابت کرتی ہے کہ ان میں اس کلام کا مقابلہ کرنے کی قدرت تو تھی لیکن وہ اس کا مقابلہ کرنے سے عاجز آ گئے تھے اور اگر ان سے یہ قدرت ہی چھین لی جاتی تو پھر ان کے اس عظیم اجتماع کا کوئی فائدہ نہیں رہتا کیونکہ وہ اجتماع ایسے ہی تھا جیسا کہ مردے جمع ہوں اور مردوں سے ایسے کلام سے عجز ثابت کرنا کوئی معنی ہی نہیں رکھتا۔ اس کی ایک دلیل یہ بھی ہے کہ اس بات پر اجماع ہے کہ اس اعجاز کی نسبت قرآن پاک کی طرف ہے یعنی معجز قرآن ہے اگر اس میں اعجاز کا وصف موجود ہی نہ ہو تو پھر یہ معجز کیسے ہو سکتا ہے اس صورت میں تو اللہ تعالیٰ معجز ہو گا جو ان سے اس جیسا کلام پیش کرنے کی قوت کو چھین رہا ہے۔ اسی طرح اگر ''صرفہ'' کا قول کیا جائے تو پھر چیلنج کا زمانہ ختم ہونے کے ساتھ ہی قرآن کا اعجاز بھی ختم ہو جائے گا اور قرآن پاک اعجاز سے خالی رہ جائے گا اور یہ بات اس امت مسلمہ کے اس اجماع کے بھی خلاف ہے کہ صرف قرآن پاک ہی وہ عظیم معجزۂ رسول ﷺ ہے جو ابھی تک باقی ہے اس کے علاوہ کوئی اور معجزہ باقی نہیں ہے۔

قاضی ابوبکر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جو دلیل صرفہ کے نظریہ کا رد کرتی ہے وہ یہ ہے کہ اگر یہ کہا جائے کہ مقابلہ تو ممکن تھا لیکن اللہ تعالیٰ نے ان سے ان کی صلاحیتوں کو سلب کر لیا تھا تو پھر یہ کلام معجز نہیں رہے گا بلکہ وہ اللہ تعالیٰ کا ان کو اس امر سے روکنا معجز ہو جائے گا پھر اس کلام مقدس کی دیگر کلاموں پر کوئی فضیلت باقی نہیں رہے گی۔

ایسے ہی علماء کے ایک گروہ نے کہا ہے کہ وہ تمام لوگ ایسے کلام پر قادر تھے لیکن انہیں اس ترتیب کی وجہ معلوم نہ تھی جس کی وجہ سے وہ ایسا کلام پیش نہ کر سکے اگر وہ اس ترتیب کو جان لیتے تو وہ ضرور ایسا کلام پیش کر لیتے ان علماء میں سے ایک عالم کا یہ تعجب خیز قول بھی ہے کہ ان سے تو اس جیسا کلام پیش کرنے سے عاجزی ثابت ہو گئی لیکن ان کے بعد جو قوم آئی وہ ایسا کلام پیش کرنے پر قادر تھی لیکن انہوں نے اس طرف کوئی توجہ نہیں کی۔

ایک گروہ نے یہ کہا ہے کہ قرآن پاک کے اعجاز کی وجہ وہ غیب کی خبریں ہیں جو اس نے مستقبل کے بارے میں دی ہیں کیونکہ اہل عرب ایسا کرنے پر قادر نہ تھے۔ ایک گروہ کہتا ہے کہ قرآن مجید کے اعجاز کی وجہ یہ ہے کہ اس نے زمانہ ماضی کی داستانوں اور حکایات کی خبر اس طرح دی گویا کہ کوئی انسان اس وقت وہاں موجود تھا اور انہیں دیکھ کر خبر دے رہا ہے۔

ایک گروہ کہتا ہے کہ قرآن پاک کے اعجاز کی وجہ یہ ہے کہ اس نے ان خیالات کی خبر دی ہے جو ابھی تک انسانوں کے اندر پوشیدہ تھے اور ان کا اظہار کسی نے بھی نہیں کیا تھا۔ مثلاً ارشاد باری تعالیٰ ہے: اِذْ هَمَّتْ طَّآئِفَتٰنِ مِنْكُمْ اَنْ تَفْشَلَا

انسان ہنسی سے لوٹ پوٹ ہو جاتا ہے۔ جبکہ قرآن پاک کی مندرجہ بالا تمام صفات تھیں جنہوں نے بلغاء کو عاجز کر دیا اور فصحاء کو گونگا بنا دیا۔ قرآن پاک کے اس اعجاز پر ایک دلیل اجمالی بھی ہے وہ یہ ہے کہ تمام اہل عرب اس جیسا کلام لانے سے عاجز آ گئے حالانکہ قرآن پاک ان کی زبان میں نازل ہوا تھا جب اہل زبان اس جیسا کلام لانے سے عاجز ہیں تو وہ لوگ جن کی زبان عربی نہیں وہ اس جیسا کلام پیش کرنے سے عاجز تر ہوں گے۔ قرآن پاک کا اعجاز جاننے کے لئے ایک تفصیلی دلیل ہے اس کی ابتداء یہ ہے کہ انسان اس کی خاص تراکیب میں غور وفکر کر لے اس کا نتیجہ یہ نکلے گا کہ قرآن پاک کو اس ذات نے نازل کیا ہے جس کا علم ہر چیز کو محیط ہے۔

علامہ اصبہانی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تفسیر میں ذکر کیا ہے کہ قرآن پاک کے اعجاز کی دو وجوہات ہیں:

1۔ وہ اعجاز جس کا تعلق اس کی اپنی ذات کے ساتھ ہے، 2۔ لوگوں کا اس کا مقابلہ کرنے سے عاجز آ جانا وہ اعجاز جس کا تعلق قرآن پاک کی ذات کے ساتھ ہے اس کی پھر دو صورتیں ہیں:

1۔ یا تو وہ اعجاز قرآن پاک کی فصاحت اور بلاغت کی وجہ سے ہوگا، 2۔ وہ اعجاز قرآن پاک کے معنی کی وجہ سے ہوگا۔

قرآن پاک کا وہ اعجاز جس کا تعلق اس کی فصاحت اور بلاغت کے ساتھ ہے اس اعجاز کا تعلق اس کے اصل کے ساتھ نہیں اور اصل سے مراد لفظ اور معنی ہے کیونکہ قرآن پاک کے الفاظ وہی ہیں جو اہل عرب کے الفاظ تھے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:
قُرْاٰنًا عَرَبِيًّا (یوسف:2)، بِلِسَانٍ عَرَبِيٍّ مُّبِيْنٍ ﴿۱۹۵﴾ (الشعراء:195)

اور نہ ہی اس کے اعجاز کا تعلق اس کے معنی کے ساتھ ہے کیونکہ اس کے اکثر معانی سابقہ کتب میں موجود ہیں ارشاد ربانی ہے: وَاِنَّهٗ لَفِيْ زُبُرِ الْاَوَّلِيْنَ ﴿۱۹۶﴾ (الشعراء:196) قرآن پاک میں جو معارف الٰہیہ، تخلیق انسانی کی ابتداء، قیامت اور دیگر غیب کی خبریں بیان کی گئی ہیں قرآن پاک کا اعجاز قرآن پاک کی طرف راجع نہیں اس حیثیت سے کہ وہ قرآن پاک ہے بلکہ ان میں قرآن پاک کا اعجاز اس وجہ سے ہے کہ یہ چیزیں کسی تعلم اور تعلیم کے بغیر حاصل ہوئی ہیں۔ نیز غیب کی خبریں غیب کی خبریں ہی ہوتی ہیں خواہ انہیں اس اسلوب سے بیان کیا جائے یا کسی اور اسلوب سے عربی زبان میں بیان کر دیا جائے یا انہیں کسی اور عبارت یا اشارہ سے بیان کیا جائے وہ ہر صورت میں غیب کی خبریں ہی رہیں گی۔

قرآن پاک کے اعجاز کا تعلق مذکورہ بالا تمام چیزوں میں سے کسی کے ساتھ نہیں بلکہ قرآن پاک کے اعجاز کی وجہ وہ مخصوص انداز بیان (نظم) ہے جو قرآن پاک کی صورت، اس کے الفاظ اور معانی کے ساتھ مخصوص ہے صورتوں کے مختلف ہونے کی وجہ سے اشیاء کا حکم بھی مختلف ہو جاتا ہے اور اس کا نام بھی بدل جاتا ہے لیکن عنصر (اصل) کی وجہ سے اس چیز میں کسی قسم کی کوئی تبدیلی نہیں آتی۔ مثلاً انگوٹھی، بالی اور کنگن۔ یہ تمام ایسی اشیاء ہیں جس کی صورتوں میں تبدیلی کی وجہ سے ان کے نام بھی تبدیل ہو گئے یہ تبدیلی ان کے اصل کی وجہ سے نہیں ہوئی اصل سے مراد سونا، چاندی اور لوہا ہے بلاشبہ وہ انگوٹھی جو لوہے چاندی یا سونے سے بنائی گئی ہو اس کو انگوٹھی ہی کہیں گے اگرچہ ان کے عنصر مختلف ہیں اور اگر انگوٹھی، بالی اور کنگن کو سونے سے بنایا جائے تو ان کی صورت کے اختلاف کی وجہ سے ان کے نام بھی مختلف ہوں گے۔ اگرچہ ان میں اصل ایک ہی ہے۔ اس سے

لئے اس کا جمال و کمال ظاہر ہوتا ہے جبکہ کئی مقامات پر اس کی خوبیاں ہم سے پوشیدہ رہتی ہیں کیونکہ ہم زبان دانی میں اہل عرب سے کم ہیں کیونکہ اس وقت ان میں ذوق کی سلامتی بھی تھی اور شعروشاعری کا ملکہ بھی موجود تھا۔ان اہل عرب کی وجہ سے پوری دنیا کے خلاف دلیل قائم ہوگئی کیونکہ وہ فصیح و بلیغ تھے لیکن اس کلام مقدس کا مقابلہ نہ کر سکے تو دیگر افراد کیسے کر سکتے ہیں۔
جس طرح حضرت موسیٰ علیہ السلام کے معجزہ میں جادوگروں کی وجہ سے دلیل قائم ہوئی اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے معجزہ میں اطباء کی وجہ سے دلیل قائم ہوئی۔اللہ تعالیٰ نے ہر نبی کو ایسے ہی فن میں معجزات عطا کئے ہیں جس فن کی اس کے زمانہ میں شہرت تھی حضرت موسیٰ علیہ السلام کے زمانہ میں سحر کا دور دورہ تھا اللہ تعالیٰ نے اسی فن کی طرح کا انہیں معجزہ عطا فرمایا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زمانہ میں طب کا شہرہ تھا تو اللہ تعالیٰ نے انہیں ایسے معجزات عطا فرمائے جنہوں نے اطباء کو مبہوت کر دیا اور آقائے نامدار، مدنی تاجدار، سیاح لامکان ﷺ کے زمانہ اقدس میں فصاحت و بلاغت کا چرچا تھا اس لئے آپ ﷺ کو وہ معجزہ عطا کیا گیا جس نے تمام فصحاء اور بلغاء کے منہ بند کر دیئے۔

حازم نے منہاج البلغاء میں لکھا ہے کہ اعجاز القرآن کی وجہ یہ ہے کہ اس میں فصاحت اور بلاغت تمام اطراف اور جوانب سے پائی جاتی ہے۔اس فصاحت اور بلاغت میں اتنا تسلسل اور استمرار ہے کہ اس میں کوئی نقص یا کمی نہیں۔کوئی انسان بھی ایسی گفتگو کرنے پر قادر نہیں ہے جبکہ عرب کے فصحاء اور بلغاء کے کلام میں تمام اطراف اور جوانب میں فصاحت اور بلاغت نہیں پائی جاتی بلکہ کہیں تو یہ فصاحت و بلاغت موجود ہوتی ہے اور کہیں اس میں وہ دلکشی اور جاذبیت نظر نہیں آتی۔یعنی ان کے تمام اجزاء میں فصاحت اور بلاغت نہیں پائی جاتی بلکہ بعض اجزاء میں پائی جاتی ہے۔علامہ مراکشی رحمۃ اللہ علیہ نے ''شرح مصباح'' میں لکھا ہے کہ اعجاز قرآن کی وجہ ''علم بیان'' میں غور وفکر کر کے بھی پہچانی جاسکتی ہے۔وہ یہ ہے کہ جس طرح کہ ایک گروہ نے قرآن پاک کو جاننے کے لئے وہ طریقہ اختیار کیا جس کی وجہ سے معنی کو ادا کرنے اور تعقید سے بچا جاسکتا ہے اور حال کے تقاضا کے مطابق اس کی تطبیق کر کے کلام کے حسن کی وجوہات کو جانا جاسکتا ہے کیونکہ قرآن پاک کے اعجاز کی وجہ صرف اس کے الفاظ کے مفردات نہیں ورنہ یہ اپنے نزول سے قبل بھی معجزہ ہوتا۔یہ اپنی تالیف کی وجہ سے بھی معجزہ نہیں ورنہ ہر تالیف معجزہ ہوتی نہ ہی یہ اپنے اعراب کی وجہ سے معجزہ ہے ورنہ تمام اعراب والا کلام معجزہ ہوتا نہ ہی یہ صرف اپنے اسلوب کی وجہ سے معجزہ ہے ورنہ شعر کے اسلوب پر اس کی ابتداء معجزہ ہوتی اور مسیلمہ کذاب کے بکواسات معجزہ ہوتے کیونکہ اعجاز اس اسلوب کے بغیر بھی پایا جاسکتا ہے۔مثلاً قرآن پاک کی یہ آیات بھی معجزہ ہیں اگرچہ ان میں یہ اسلوب نہیں: فَلَمَّا اسْتَيْـَٔسُوْا مِنْهُ خَلَصُوْا نَجِيًّا ؕ (یوسف:80) ''پھر جب وہ مایوس ہو گئے یوسف سے تو الگ جا کر سرگوشی کرنے لگے۔'' فَاصْدَعْ بِمَا تُؤْمَرُ (الحجر:94) ''سو آپ اعلان کر دیجئے اس کا جس کا آپ کو حکم دیا گیا۔''

نہ ہی قرآن پاک اس لئے معجزہ ہے کہ انہیں اس کا مقابلہ کرنے سے روک دیا گیا تھا کیونکہ جس چیز نے انہیں تعجب میں ڈالا تھا وہ اس کلام کی فصاحت تھی اور مسیلمہ کذاب، ابن المقفع اور معری وغیرہ نے اس جیسا کلام پیش کرنے کی کوشش کی تھی لیکن ان کے کلام کو دیکھ کر طبیعتوں میں نفرت پیدا ہوتی ہے کانوں میں کراہت کا احساس ہوتا ہے اس کی تراکیب کو دیکھ کر

نہ پیش کر سکیں قرآن پاک کا یہ اعجاز کتنا عظیم الشان ہے کہ تمام بلغاء اور فصحاء قرآن پاک کا ظاہراً مقابلہ نہ کر سکے اگر چہ اس کام سے روکنے والی اللہ تعالیٰ کی ذات تھی۔

علامہ السکا کی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب مفتاح میں فرماتے ہیں اعجاز قرآن کا ادراک تو کیا جا سکتا ہے لیکن اس کے اوصاف کو بیان کرنا ناممکن ہے۔ جس طرح کہ حسن وملاحت کا ادراک تو کیا جا سکتا ہے لیکن اس کو بیان نہیں کیا جا سکتا اسی طرح آواز کی مٹھاس اور نغمگی کو بھی محسوس کیا جا سکتا ہے لیکن اس کو الفاظ کے پیرائے میں بیان نہیں کیا جا سکتا اس کا ادراک وہی شخص کر سکتا ہے جو علم المعانی اور علم البیان سے آشنا ہو۔ ان میں اس کا کافی تجربہ ہو اور وہ سلیم الفطرت بھی ہو۔

علامہ ابوحیان توحیدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں بندار فارسی سے سوال کیا گیا کہ قرآن پاک میں اعجاز کی کون سی جگہ ہے انہوں نے کہا کہ یہ وہ مسئلہ ہے جس کا ادراک مشکل ہے یہ سوال اس سوال کے مشابہ ہے اگر کوئی یہ پوچھے کہ انسان میں انسان کی جگہ کون سی ہے انسان میں انسان کی جگہ کہاں ہو سکتی ہے بلکہ جب کوئی شخص پورے انسانی وجود کی طرف اشارہ کرے گا تو انسان کا وجود متحقق ہو گا اور اس کی ذات پر دلالت ہو گی اسی طرح قرآن پاک کو یہ عظیم شرف حاصل ہے۔ اس میں اعجاز کے لئے کسی مخصوص مقام کی طرف اشارہ نہیں کیا جا سکتا بلکہ ہر آیت بذات خود ایک معجزہ ہے اور سراپا ہدایت ہے۔ انسانی طاقت میں اتنی استعداد نہیں کہ وہ اللہ تعالیٰ کے کلام کی تمام اغراض کو جان لے اور اس کے کلام کے تمام اسرار کو سمجھ لے اسی وجہ سے انسانی عقول اس میں متحیر ہیں اور نگاہیں کوتاہ ہیں۔

علامہ خطابی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اکثر علماء کا نقطہ نظر یہ ہے کہ قرآن پاک میں اعجاز اس کی بلاغت کی وجہ سے ہے لیکن اس بلاغت کی تفاصیل کو بیان کرنا ان کے لئے مشکل تھا۔ ہر ایک نے اپنے ذوق کے مطابق اس سے بلاغت کی وجوہات بیان کی ہیں۔ لیکن تحقیق یہ ہے کہ کلام کی مختلف اجناس ہیں بیان کے درجات میں ان کے مراتب جدا جدا ہیں: 1۔ ایک کلام ایسا ہوتا ہے جو بلیغ اور مستحکم ہوتا ہے اور عظیم الشان الفاظ پر مشتمل ہوتا ہے، 2۔ ایک کلام وہ ہوتا ہے جو فصیح اور آسان ہوتا ہے، 3۔ وہ کلام جس میں سلاست اور روانی ہو۔ یہ تینوں اقسام فضیلت والی اور قابل ستائش ہیں۔ کلام کی پہلی قسم سب سے اعلیٰ ہے دوسری قسم درمیانی ہے اور تیسری قسم سب سے کمتر ہے۔ قرآن پاک کی بلاغت کا ان تینوں اقسام میں سے حصہ ہے اس نے ہر نوع سے کوئی نہ کوئی حصہ لیا ہے انہیں اوصاف کی وجہ سے یہ ایک لاثانی کلام بن گیا ہے یہ کلام فخامت اور عذوبت دونوں صفات کی جامع ہے اگر چہ یہ دونوں صفات آپس میں ایک دوسرے کی متضاد ہیں کیونکہ عذوبت یہ سہولت، جزالت اور متانت سے پیدا ہوتی ہے۔ قرآن پاک کے اسلوب میں کلام کی ان دو اقسام کا جمع ہو جانا (جبکہ ان میں تضاد اور دوری ہے) ہی قرآن پاک کی وہ فضیلت ہے جس نے اس کو دوسرے کلام سے جدا کر دیا ہے۔ یہ اس لئے ہے تا کہ یہ کلام آقائے دوجہاں ﷺ کے لئے ایک معجزہ ہو سکے۔ انسان اس جیسا کلام پیش کرنے سے کئی وجوہات کی بناء پر عاجز ہے:

1۔ انسانوں کا علم لغت عربی کے تمام اسماء کو محیط نہیں ہے اور نہ وہ عربی کے تمام صیغوں کو جانتے ہیں جو الفاظ کے ظروف ہیں نہ انسان ان تمام معانی کو جان سکتا ہے جن پر الفاظ محمول ہو سکتے ہیں۔ نہ انسان تمام اسالیب کلام کو جان سکتا ہے جن کی

یہی بات ظاہر ہوتی ہے کہ قرآن پاک کا اعجاز صرف اس کے مخصوص نظم کی وجہ سے ہے پھر قرآن پاک کا وہ انداز بیان اور اسلوب جس کی وجہ سے یہ معجز ہے اس نے تمام مخلوق کو اس جیسا کلام لانے سے عاجز کر دیا ہے۔ قرآن پاک کا یہ انداز اور اسلوب باقی تمام انداز اور اسالیب سے جداگانہ ہے۔

کسی کلام کو بھی تالیف کرنے کے پانچ مراتب ہیں: 1۔ حروف کو آپس میں ملایا جاتا ہے تا کہ ان حروف سے اسم، فعل اور حرف بنائے جاسکیں، 2۔ پھر ان کلمات کو ایک دوسرے سے ملا کر مفید جملے بنائے جاتے ہیں یہ وہ قسم ہے جس کو لوگ اپنی روزمرہ کی گفتگو میں استعمال کرتے ہیں اور اپنی ضروریات کو پورا کرتے ہیں اسی کا نام نثر ہے، 3۔ بعض کلمات کو بعض کے ساتھ اس طرح ملایا جاتا ہے کہ ان کی ابتداء بھی ہوتی ان کا مقطع بھی ہوتا ہے ان الفاظ اور کلمات کے مخارج اور مداخل کو بھی پیش نظر رکھا جاتا ہے ایسی کلام کو کلام منظوم کہتے ہیں، 4۔ مذکورہ بالا خوبیوں کے ساتھ ساتھ کلام کے آواخر میں تسجیع کا لحاظ رکھا جائے تو اس کو مسجع کلام کہتے ہیں، 5۔ اور اگر تسجیع کے ساتھ ساتھ وزن کا بھی خیال رکھا جائے تو اسے شعر کا نام دیا جاتا ہے پھر منظوم کلام کسی کے جواب میں ہو تو اسے خطابت کہتے ہیں اور اگر ایک دوسرے کو خط و کتابت ہو تو اسے ''رسالہ'' کہتے ہیں۔ کلام کی یہی اقسام ہیں کوئی کلام بھی ان اقسام سے خارج نہیں ہے۔ کلام کی ہر قسم کا ایک مخصوص اسلوب ہے جبکہ قرآن پاک ان تمام محاسن کا جامع ہے۔ اس لئے قرآن پاک کو رسالہ، خطابت، شعر اور سجع کہنا جائز نہیں ہے لیکن اس کو کلام کے نام سے موسوم کرنا جائز ہے۔ جب یہ پہلی مرتبہ کانوں کے ساتھ ٹکراتا ہے تو اس کے درمیان اور باقی تمام کلام کی اقسام کے درمیان اسلوب کی وجہ سے ہی فرق ہوتا ہے اسی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: وَاِنَّهٗ لَكِتٰبٌ عَزِيْزٌ ﴿۴۱﴾ لَّا يَاْتِيْهِ الْبَاطِلُ مِنْۢ بَيْنِ يَدَيْهِ وَلَا مِنْ خَلْفِهٖ ؕ (حم السجدہ: 42-41) ''اور بے شک یہ بڑی عزت (حرمت) والی کتاب ہے۔ اس کے نزدیک نہیں آسکتا باطل نہ اس کے سامنے سے اور نہ پیچھے سے۔''

یہ آیت مبارکہ اس بات کی تنبیہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی یہ لاریب کتاب کسی بھی اس اسلوب پر نہیں ہے جو انسانوں میں مروج ہے اس لئے کسی کمی و بیشی کی وجہ سے اس کو تبدیل کرنا ممکن نہیں ہے۔ جس طرح کہ دیگر کتب کو تبدیل کیا جاسکتا ہے۔

قرآن پاک کا وہ اعجاز جس کا تعلق لوگوں کا اس کے ساتھ مقابلہ کرنے سے اعراض کرنے سے ہے یقیناً اس کا بھی اعتبار ہوگا۔ اس کی تفصیل یہ ہے کہ کوئی بھی صنعت خواہ وہ قابل ستائش ہو یا قابل مذمت ایسی نہیں جس کے درمیان اور اس کو اختیار کرنے والی قوم کے درمیان خفیہ مناسبات اور حسین اتفاقات نہ ہوں اس کی دلیل یہ ہے کہ جب کوئی آدمی پیشوں میں سے کسی پیشہ کو اختیار کرتا ہے۔ اس پیشہ میں محنت کی وجہ سے اس کو مہارت حاصل ہوتی ہے اس کے اعضاء اس پیشہ میں اس کی اطاعت کرتے ہیں وہ اس پیشہ کو وسعت قلب اور انشراح صدر کے ساتھ قبول کر لیتا ہے جب اللہ تعالیٰ نے ان خطباء اور بلغاء کو قرآن پاک کے ساتھ مقابلہ کرنے کی دعوت دی جو معانی کی ہر وادی کے راہ رو تھے اور اپنی زبان کے فصحاء اور بلغاء تھے تو وہ ایسا کلام لانے سے عاجز آگئے قرآن پاک کا مقابلہ کرنے کے لئے ان کا کوئی حیلہ بھی کارگر ثابت نہ ہوا تو اہل عقل پر یہ مخفی نہ رہا کہ ایسا کلام پیش کر سکنے سے اعراض اللہ تعالیٰ کی قدرت کی وجہ سے تھا۔ اللہ تعالیٰ نے ہی انہیں پھیر دیا تھا کہ وہ ایسا کلام

یا لکھواتا ہو یہی وہ اشیاء تھیں جن کی وجہ سے ان کا عناد، جہل اور عجز فزوں تر ہو گیا۔

پھر حضرت العلام رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ قرآن پاک کے اعجاز کی ایک اور وجہ بھی ہے جس کی طرف کم لوگ متوجہ ہوئے ہیں وہ دلوں میں اس کی تاثیر اور نفوس میں اس کی ہیبت کا جاگزیں ہونا ہے آپ نے کبھی بھی ایسا کلام نہیں سنا ہوگا خواہ وہ نثر ہو یا نظم جو سنتے وقت کبھی تو دلوں کو لذت و حلاوت سے بھر دے اور کبھی قلوب پر جلال اور ہیبت طاری کر دے یہ اوصاف صرف کلام الٰہی ہی کے ہیں اسی وجہ سے اللہ رب العزت نے ارشاد فرمایا: لَوْ اَنْزَلْنَا هٰذَا الْقُرْاٰنَ عَلٰى جَبَلٍ لَّرَاَيْتَهٗ خَاشِعًا مُّتَصَدِّعًا مِّنْ خَشْيَةِ اللّٰهِ ؕ (الحشر:21) ''اگر ہم نے اتارا ہوتا اس قرآن کو کسی پہاڑ پر تو آپ اس کو دیکھتے کہ وہ جھک جاتا (اور) پاش پاش ہو جاتا اللہ کے خوف سے۔''

اور ایک جگہ پر ارشاد فرمایا: اَللّٰهُ نَزَّلَ اَحْسَنَ الْحَدِيْثِ كِتٰبًا مُّتَشَابِهًا مَّثَانِيَ ۖ تَقْشَعِرُّ مِنْهُ جُلُوْدُ الَّذِيْنَ يَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ ۚ (الزمر:23) ''اللہ نے نازل فرمایا ہے نہایت عمدہ کلام یعنی وہ کتاب جس کی آیتیں ایک جیسی ہیں بار بار دہرائی جاتی ہیں اور کانپنے لگتے ہیں اس کے (پڑھنے) سے بدن جو ڈرتے ہیں اپنے پروردگار سے۔''

ابن سراقہ رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ اہل علم نے اعجاز القرآن کی بہت سے وجوہات لکھی ہیں وہ تمام وجوہات درست ہیں اس کے باوجود وہ اعجاز القرآن کے عشر عشیر کو بھی بیان نہیں کر سکے۔ ایک گروہ نے کہا ہے کہ قرآن پاک کا اعجاز اس کی بلاغت ہے ایک گروہ نے کہا کہ اس کے اعجاز کی وجہ اس کا انداز بیان اور فصاحت ہے۔ ایک قوم نے کہا کہ اس کا استحکام اور اسلوب اس کے اعجاز کی وجہ ہے ایک گروہ نے کہا ہے کہ اگرچہ قرآن پاک کے حروف اہل عرب کے کلام کی طرح کے ہیں اور اس کے معانی ان کے خطابات کی طرح ہیں اور اس کے الفاظ بھی ان کے کلمات کی جنس میں سے ہیں لیکن اس کے باوجود قرآن پاک اہل عرب کے اسالیب مثلاً شعر، نثر، خطاب اور نظم کے ساتھ کوئی مطابقت نہیں رکھتا۔ اس کلام الٰہی کا اپنا ایک جداگانہ انداز ہے حتیٰ کہ جس شخص نے صرف اس کلام کے معانی پر اکتفاء کیا اور اس کے حروف کو چھوڑ دیا اس نے اس کی رونق و دلکشی کو ختم کر دیا اور جس آدمی نے صرف اس کے حروف پر اقتصار کیا اور معانی کو چھوڑ دیا اس نے بھی اس کے فائدہ کو ختم کر دیا یہی اس کے اعجاز کی سب سے بڑی وجہ ہے ایک گروہ نے کہا ہے کہ اس کے اعجاز کی وجہ یہ ہے کہ اس کو پڑھنے والا اس کو پڑھتے پڑھتے تھکاوٹ محسوس نہیں کرتا اور اس کو سننے والا اس کے سننے سے اکتاہٹ محسوس نہیں کرتا۔ اس کی تلاوت جتنی زیادہ کی جائے اس کا مزہ اس قدر فزوں تر ہوتا جاتا ہے ایک گروہ نے کہا ہے کہ اس میں اعجاز کی وجہ امور ماضیہ کے متعلق خبریں دینا ہے ایک گروہ نے کہا ہے کہ قرآن پاک کے اعجاز کی وجہ یہ ہے کہ اس میں علم غیب بیان کیا گیا ہے اور کئی امور کا قطعی فیصلہ کیا گیا ہے ایک اور قوم نے کہا ہے کہ قرآن پاک کے اعجاز کی وجہ یہ ہے کہ یہ تمام علوم کا جامع ہے جن کی تفصیل طوالت کا باعث ہے اور جن کا حصر مشکل ہے۔

علامہ الزرکشی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب ''برہان'' میں لکھا ہے کہ قرآن پاک کے اعجاز کی وہ تمام کی تمام وجوہات جو پہلے بیان ہو چکی ہیں وہ تمام کی تمام درست ہیں۔ ان میں سے کسی ایک پر اکتفاء نہیں کیا جا سکتا قرآن پاک کا اعجاز ان میں سے کسی

وجہ سے الفاظ کو باہم ملایا جاتا ہے تاکہ انسان الفاظ، معانی اور اسالیب کی عمدہ ترین صورت کو ملا کر بہترین کام بنا سکے اور قرآن پاک کا مقابلہ کر سکے کیونکہ کوئی بھی کلام انہیں تین چیزوں سے مکمل ہوتی ہے: 1۔ الفاظ، 2۔ ان الفاظ کے معانی۔ 3۔ الفاظ اور معانی کو ملانے کا اسلوب

اگر تو قرآن پاک میں غور و فکر کرے گا تو تو پائے گا کہ قرآن پاک میں یہ تینوں اشیاء اپنی تمام تر فضیلت اور شرف و بزرگی کے ساتھ موجود ہیں حتیٰ کہ تو دیکھے گا کہ کوئی الفاظ قرآن پاک کے الفاظ سے فصیح نہیں ہیں کوئی لفظ بھی عظمت و مٹھاس میں قرآن پاک کے الفاظ کے ساتھ مقابلہ نہیں کر سکتا اور نہ ہی تو کوئی ایسا اسلوب دیکھے گا جو قرآن پاک کے اسلوب سے زیادہ مکمل اور حسین و جمیل ہو جہاں تک قرآن پاک کے معانی کا تعلق ہے تو ہر شخص جو صاحب دانش ہے وہ اس بات کی گواہی دے گا کہ قرآن پاک کے معانی ہر لحاظ سے فوقیت رکھتے ہیں اور عظمت کے اعلیٰ درجات پر متمکن ہیں۔ یہ تینوں خصوصیات کلام کی مختلف انواع میں جداگانہ پائی جاتی ہیں۔ اگر یہ تینوں خصوصیات اور فضائل کسی ایک کلام میں جمع ہیں تو وہ خدائے قادر و علیم کا کلام ہے جس کا نام قرآن پاک ہے۔ اس تمام گفتگو سے یہی نتیجہ نکلتا ہے کہ قرآن اس لئے معجزہ ہے کہ یہ فصیح ترین الفاظ، عمدہ ترین اسلوب اور صحیح ترین معانی پر مشتمل ہے یعنی اس میں توحید باری تعالیٰ، اس کی صفات کی پاکیزگی اور اس کی اطاعت کی طرف دعوت کا بیان ہے اس میں اللہ تعالیٰ کی عبادات کے طریقے، حلال، حرام، ممنوع، مباح امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا ذکر ہے۔ اس میں محاسن اخلاق کو اختیار کرنے اور برائیوں سے اجتناب کرنے کا حکم ہے مذکورہ بالا تمام اشیاء میں سے ہر شئی کو اس مقام اور جگہ پر رکھا گیا ہے جس سے بہتر مقام اور جگہ کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا اور نہ ہی کوئی ایسی صورت ذہن میں آسکتی ہے تو اس صورت سے زیادہ بہتر ہو اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں گزشتہ امتوں کے حالات بیان کئے ہیں۔ نافرمان اور عصیاں شعار لوگوں کی عبرت انگیز داستانیں بیان کیں ہیں۔ مستقبل کے بارے میں کئی پیشین گوئیاں بیان کی ہیں اس میں دلیل اور مدلول علیہ کو اور حجت اور محتج لہ کو جمع کر دیا ہے تاکہ یہ علم ہو جائے کہ جس امر کی طرف قرآن پاک دعوت دے رہا ہے وہ کتنا اہم اور ضروری ہے اور اس کے امر پر عمل پیرا ہونا اور اس کی نہی سے کنارہ کشی کتنی ناگزیر ہے مذکورہ بالا تمام تفصیل سے معلوم ہوا کہ اتنی زیادہ اشیاء کو نظم و نسق سے جمع کرنا ایک ایسا امر ہے جس سے انسانی اعضاء عاجز ہیں اور اس کی طاقت و تاب سے بالاتر ہے اس لئے مخلوق اس جیسا کلام پیش کرنے سے عاجز ہے اور نہ ہی کسی کلام کو اس حسن و خوبی کے ساتھ ترتیب دیا جا سکتا ہے کیونکہ اس جیسا کلام پیش کرنا انسان کی قدرت میں نہیں ہے اس لئے مخالفین جب اس کو منظوم دیکھتے تو وہ فوراً کہہ اٹھتے کہ یہ کلام شعر کی صنف میں سے ہے جب اپنی عاجزی کی طرف نگاہ کرتے تو اس کو جادو کے نام سے موسوم کر دیتے وہ اپنے قلوب میں اس عظیم کلام کی تاثیر اور اپنے نفوس میں اس کی ہیبت و جلال ضرور محسوس کرتے تھے جو انہیں متحیر کر دیتا تھا اسی وجہ سے وہ اعتراف کرتے تھے اور کہتے تھے کہ اس کلام میں کتنی مٹھاس ہے اس میں کتنی شادابی ہے کبھی وہ اپنی جہالت کی وجہ سے یہ کہا کرتے تھے کہ یہ تو پہلے لوگوں کی داستانیں ہیں۔ جو لکھ کر آپ ﷺ پر صبح و شام پڑھی جاتی ہیں ان کی یہ کتنی نادانی تھی حالانکہ وہ جانتے تھے کہ ان کے صاحب ﷺ اُمی ہیں اور نہ ان کے پاس کوئی ایسا آدمی آتا ہے جو انہیں یہ کتاب املاء کرواتا

مجموعہ کی وجہ سے ہے۔

3۔اعجاز کی تیسری وجہ ان واقعات کے بارے میں غیب کی خبریں دینا ہے جو پہلے رونما نہیں ہوئے تھے پھر وہ واقعات اسی طرح ظہور پذیر ہوئے جس طرح قرآن پاک نے ان کی خبر دی تھی۔

4۔قرآن پاک میں سابقہ امتوں کے حالات پہلے لوگوں کی خبریں اور سابقہ امتوں کی شریعتوں کو بیان کیا گیا ہے جن کو کوئی ایک آدمی بھی نہ جانتا تھا البتہ ان واقعات کی خبر اہل کتاب کے ان جید علماء کو تھی جنہوں نے ساری زندگی تعلیم و تعلم میں گزار دی۔ یہ تمام واقعات حضور ﷺ پر اسی طرح نازل ہوئے جس طرح ان کی حقیقت تھی حالانکہ حضور ﷺ اُمی تھے نہ پڑھ سکتے تھے نہ لکھ سکتے تھے۔

قرآن پاک کے اعجاز کی یہ چار وجوہات واضح ہیں ان میں کوئی اختلاف نہیں ان کے علاوہ بھی قرآن پاک کے اعجاز کی بہت سی وجوہات ہیں ان میں سے ایک یہ ہے: اللہ تعالیٰ نے ایک قوم کے کسی فیصلہ کرنے کی عاجزی کے بارے میں خبر دی اللہ تعالیٰ نے انہیں بتا دیا کہ وہ ایسا نہیں کر سکیں گے۔ انہوں نے نہ ہی ایسا فیصلہ کیا اور نہ ہی اس پر قادر ہوئے یہودیوں کے لئے ارشاد باری تعالیٰ ہے:

فَتَمَنَّوُا الْمَوْتَ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿٩٤﴾ وَلَنْ يَّتَمَنَّوْهُ اَبَدًا (البقرہ:95-94) ''تو بھلا آرزو تو کرو موت کی اگر تم سچ کہتے ہو اور وہ ہرگز کبھی بھی اس کی تمنا نہ کریں گے۔''

لیکن ان میں سے کسی ایک نے بھی موت کی تمنا نہ کی اعجاز قرآن کی یہ وجہ تیسری وجہ میں شامل ہے۔ ان وجوہات میں سے ایک وجہ قرآن پاک کا وہ جلال ہے جو سامعین کے دلوں پر اس کی تلاوت سنتے وقت طاری ہو جاتا ہے اور وہ ہیبت ہے جو وقت تلاوت قاری کے قلب پر غالب ہو جاتی ہے۔ بہت سے لوگ صرف اس کتاب لاریب کی تلاوت سن کر ہی اسلام لے آئے جیسا کہ حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ انہوں نے حضور ﷺ کو مغرب کی نماز میں ''سورۃ الطور'' کی تلاوت کرتے ہوئے سنا جب حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم اس آیت پر پہنچے: اَمْ خُلِقُوْا مِنْ غَيْرِ شَيْءٍ اَمْ هُمُ الْخٰلِقُوْنَ ﴿٣٥﴾ اَمْ خَلَقُوا السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ ۚ بَلْ لَّا يُوْقِنُوْنَ ﴿٣٦﴾ اَمْ عِنْدَهُمْ خَزَآئِنُ رَبِّكَ اَمْ هُمُ الْمُصَۜيْطِرُوْنَ ﴿٣٧﴾ (الطور:37-35) قریب تھا کہ میرا دل پرواز کر جاتا۔ حضرت جبیر بن معطم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ یہ پہلا دن تھا جب میرے دل میں اسلام کی عزت پیدا ہوئی۔ اسی طرح بہت سے لوگ قرآن پاک کی تلاوت سن کر مر گئے۔ علماء نے ایسے لوگوں کے لئے علیحدہ تصانیف لکھی ہیں۔

قرآن پاک کے اعجاز کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ جب تک دنیا باقی ہے اللہ کا یہ کلام بھی باقی رہے گا۔ اللہ تعالیٰ نے اس کی حفاظت کا ذمہ اٹھایا ہے۔ اس کے اعجاز کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ اس کو پڑھنے والا اس کی تلاوت سے اکتاتا نہیں اور اس کو سننے والا اس سے بیزار نہیں ہوتا بلکہ اس کی جتنی زیادہ تلاوت کی جائے اس کی حلاوت میں اتنا ہی زیادہ اضافہ ہوتا ہے اور جتنا اس کو دہرایا جائے اس کی محبت اتنی ہی زیادہ ہوتی ہے۔ جبکہ اس کے علاوہ دوسرے کلام کو بار بار دہرانے سے انسان اس سے تنگ آ

ایک وجہ سے نہیں ہے بلکہ ان تمام وجوہات کی بناء پر ہے۔ علاوہ ازیں قرآن پاک کا جلال اور وقار بھی اس کے اعجاز کی ایک وجہ ہے کہ کلام سنتے ہی قلوب پر وقار، جلال اور رعب طاری ہو جاتا ہے خواہ سننے والا اس کا انکار کرنے والا ہو یا اقرار کرنے والا۔ یہ ہمیشہ سامعین کے کانوں میں اور قاریوں کی زبانوں پر تر و تازہ اور شاداب رہے گا۔ اس کے اعجاز کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ اس میں جزالت (1) اور عذوبت (2) کے وصف پائے جاتے ہیں یہ دونوں صفتیں متضاد ہیں اور کسی بشر کے کلام میں جمع نہیں ہوسکتیں۔ اس کے اعجاز کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو آخر الکتب بنایا۔ یہ کسی بھی کتاب کی محتاج نہیں جبکہ دیگر تمام کتابیں اس کی محتاج ہیں جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

اِنَّ هٰذَا الْقُرْاٰنَ يَقُصُّ عَلٰى بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ اَكْثَرَ الَّذِيْ هُمْ فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ (النمل:76) ''یہ قرآن بیان کرتا ہے بنی اسرائیل کے سامنے اکثر ان امور (حقیقت) کو جن میں وہ جھگڑتے رہتے ہیں۔''

علامہ رمانی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ قرآن پاک کے اعجاز کی کئی وجوہات ہیں مثلاً کفار کا اتنی شدید ضرورت اور تقاضوں کی کثرت کے باوجود اس کا مقابلہ نہ کرسکنا، قرآن پاک کا تمام لوگوں کو اس جیسا کلام پیش کرنے کا چیلنج کرنا۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں مقابلہ کرنے کی توفیق نہ دینا، اس کی بلاغت، مستقبل کے امور کے متعلق اس کی خبریں اور اس کلام کا عادت کے خلاف ہونا اور ہر معجزہ پر اس کو قیاس کر لینا وغیرہ۔

علامہ رمانی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ اس کلام پاک کے عادت کے خلاف ہونے کا مطلب یہ ہے کہ اہل عرب میں کلام کی چند اقسام مروج تھیں۔ ان میں سے مشہور شعر، سجع، خطاب، رسالہ اور نثر تھی لیکن قرآن پاک نے ان تمام اسالیب کا انکار کر کے اپنا ایک نیا اسلوب ایجاد کیا ہے جو حسن اور وزن میں ان تمام اقسام سے فائق ہے دیگر معجزات پر اس کو قیاس کرنے سے مراد یہ ہے کہ اس کا اعجاز بھی اس طرح ظاہر ہوتا ہے جس طرح سمندر کے پھٹ جانے، عصا کا سانپ میں بدل جانے اور دیگر معجزات کا اعجاز ظاہر ہوتا ہے کیونکہ یہ معجزہ بھی دیگر معجزات کی طرح خلاف عادت ہے اور مخلوق اس جیسا کلام پیش کرنے سے عاجز ہے۔

علامہ قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب شفاء میں فرماتے ہیں کہ قرآن پاک کے اعجاز کی کئی وجوہات ہیں:۔

1۔ اس کے اعجاز کی پہلی وجہ اس کی حسن تالیف، عمدہ کلمات کا استعمال اور اس کی فصاحت ہے نیز اس کی وہ بلاغت ہے جو اہل عرب میں مروج اسلوب کے خلاف ہے وہ اہل عرب جو میدان فصاحت کے شاہ سوار اور بلاغت کے ماہر تھے۔

2۔ اس کا عجیب انداز بیان اور اس کا وہ عمدہ اسلوب جو کلام عرب کے تمام اسالیب کے خلاف ہے اس کی نظم اور نثر کا طریقہ، آیات کے خاتمہ پر وقف یہ ایک ایسا انداز ہے جس کی نظیر نہ پہلے تھی اور نہ ہی بعد میں ملی یہ دونوں اقسام یعنی ایجاز و بلاغت اور اس کا جداگانہ اسلوب ہی اعجاز کی سب سے بڑی وجہ ہے۔ اہل عرب ان دونوں اقسام میں سے کسی ایک کو بھی پیش کرنے پر قادر نہ تھے کیونکہ ان میں سے ہر قسم ان کی استطاعت سے بالاتر تھی اور اس کا اسلوب ان کی فصاحت و بلاغت کے اسالیب سے جداگانہ تھا یہ قول اس آدمی کے خلاف ہے جو یہ کہتا ہے کہ قرآن پاک کا اعجاز بلاغت اور اسلوب دونوں کے

بے مثل کلام ہے جس کی مثل لانے میں بھی عاجز ہوں اور دیگر افراد بھی عاجز ہیں۔

3۔علماء کا اس بات پر تو اتفاق ہے کہ قرآن بلاغت کے اعلیٰ مراتب پر ہے لیکن اس پر علماء کا اختلاف ہے کہ کیا قرآن پاک کی فصاحت کے مراتب میں فرق ہے یا کہ نہیں۔ علامہ قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس کی فصاحت کے مراتب میں کوئی فرق نہیں۔قرآن پاک کا ہر کلمہ اپنی مناسب ترین جگہ پر ہے اگر چہ بعض لوگوں کو اس کا احساس کم ہوتا ہے اور بعض اسے زیادہ محسوس کرتے ہیں۔ابونصر قشیری رحمۃ اللہ علیہ اور دیگر علماء فرماتے ہیں کہ اس کی فصاحت کے مراتب میں فرق ہے۔انہوں نے کہا کہ ہم دعویٰ نہیں کرتے کہ قرآن میں جو کچھ بھی ہے وہ فصاحت کے اعلیٰ درجات پر فائز ہے انہوں نے کہا ہے کہ قرآن پاک میں افصح اور فصیح دونوں کلام موجود ہیں شیخ عزالدین بن عبدالسلام کا بھی یہی نکتہ نظر ہے پھر وہ اپنی ہی جانب سے ایک سوال کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں کہ تمام قرآن افصح کیوں نہیں بعض فصیح ہے اور بعض افصح ہے اس کی کیا وجہ ہے؟ اس کا جواب علامہ موہوب الجزری نے دیا ہے ان کے جواب کا خلاصہ یہ ہے۔عربوں کی یہ عادت تھی کہ ان کا کلام افصح بھی ہوتا تھا اور فصیح بھی۔اگر قرآن پاک صرف افصح ہی ہوتا تو پھر اس کے معجزہ ہونے کی دلیل مکمل نہیں ہو سکتی تھی قرآن پاک ان کے مروج اسلوب کے مطابق آیا تا کہ اس کی حجت پایہ تکمیل تک پہنچ جائے وہ یہ نہ کہنا شروع کر دیں کہ آپ ہمارے پاس وہ کلام لے کر آئے ہیں جس کی جنس پر ہی ہم قدرت نہیں رکھتے۔جس طرح کہ بینا شخص کے لئے یہ درست نہیں کہ وہ نابینا سے کہے کہ میری نظر تیری نظر سے زیادہ ہے کیونکہ وہ شخص اس پر نظر کے غلبہ کا اس وقت دعویٰ کر سکتا تھا جب اسے بھی کچھ نظر آتا۔اس وقت اس کا یہ دعویٰ درست ہوتا کہ میری نظر تیری نظر سے قوی ہے۔اب جبکہ اس کی نظر ہی مفقود ہے تو پھر نظر کا مقابلہ کیسے کیا جا سکتا ہے۔

4۔تمام کلاموں میں سے بہترین کلام موزوں اشعار ہیں لیکن قرآن پاک کا اس صنف پر نزول نہ ہونا اور اس سے پاک ہونے میں حکمت یہ ہے کہ قرآن پاک حق کا منبع اور صداقت کا سرچشمہ ہے جبکہ اشعار کی بنیاد شاعر کے تخیل پر مبنی ہوتی ہے وہ باطل کو حق کی صورت میں پیش کرتا ہے۔وہ کسی کی تعریف میں مبالغہ کرتا ہے کسی کی مذمت میں افراط کرتا ہے وہ نہ ہی حق کا اظہار کرتا ہے نہ ہی صداقت کا اثبات کرتا ہے۔اسی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کریم ﷺ کو شاعری سے منزہ فرمایا۔یہ بات مشہور ہے کہ اکثر اشعار جھوٹے ہوتے ہیں۔اسی وجہ سے اہل منطق ان قیاسیات کو جو اکثر جھوٹ اور باطل کی طرف لے جاتے ہیں " شعریہ" کہتے ہیں۔بعض حکماء فرماتے ہیں کہ کوئی بھی اہل دین سچ کو اپنا شعار بنانے والا جھوٹے شعر نہیں کہہ سکتا ہے۔اگر یہ سوال کیا جائے کہ قرآن پاک میں موزوں آیات کیوں پائی جاتی ہیں یعنی بہت سی ایسی آیات ہیں جو اشعار کے وزن پر ہیں۔

اس کا جواب یہ ہے کہ ان آیات کو ہم شعر نہیں کہیں گے کیوں کہ شعر کے لئے ارادہ ہونا ضروری ہے اگر ہم ان آیات کو بھی شعر کہیں گے تو پھر ہم ہر اس انسان کو جس کے کلام میں اتفاقاً کوئی موزوں شئی آ جائے بھی شاعر ہی کہیں گے اس طرح تمام لوگ شاعر بن جائیں گے کیوں کہ ہر شخص کے کلام میں کوئی نہ کوئی موزوں چیز ضرور پائی جاتی ہے۔قرآن پاک نے فصحاء کو

جاتا ہے۔ اسی وجہ سے حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ قرآن پاک کو بار بار پڑھنا اس کو بوسیدہ نہیں کرتا۔ قرآن پاک کے اعجاز کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ یہ اتنے زیادہ علوم اور معارف کا خزانہ ہے کہ اتنے زیادہ علوم کسی اور کتاب میں سما نہیں سکتے اور نہ ہی اتنے تھوڑے کلمات اور معدود حروف سے اتنے زیادہ علوم کا احاطہ کیا جا سکتا ہے۔ حضرت العلام رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ یہ وجہ اعجاز قرآن پاک کی بلاغت کے زمرہ میں شامل ہے قرآن کا اعجاز صرف کسی ایک وجہ سے نہیں بلکہ وہ چار وجوہات جو پہلے گزر چکی ہیں وہ اس کے اعجاز کی اصل اور حقیقت ہیں۔

تنبیہات

1:۔ قرآن پاک کی وہ مقدار جو معجزہ ہے اس میں علماء کا اختلاف ہے بعض معتزلہ یہ کہتے ہیں کہ اعجاز کا تعلق تمام قرآن پاک کے ساتھ ہے لیکن وہ دو آیات جو پہلی مذکور ہو چکی ہیں ان کا رد کرتی ہیں قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ قرآن پاک کی آیت خواہ چھوٹی ہو یا بڑی وہ معجزہ ہو گی۔ ان کی دلیل اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے: فَأْتُوا بِسُورَةٍ مِّن مِّثْلِهِ (البقرہ:23) ایک اور جگہ پر قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ قرآن پاک کی وہ مقدار جو معجزہ ہے اس کا ایک سورۃ کے برابر ہونا ضروری ہے یا اس کا اتنی مقدار میں ہونا ضروری ہے جس سے فصاحت و بلاغت عیاں ہو رہی ہو اگر کوئی آیت کسی سورۃ کے برابر ہو گئی تو وہ معجز ہو گی خواہ وہ سورۃ ''سورۃ الکوثر'' ہی ہو۔ مقابلہ کے لئے اس سے کم مقدار کا ہونا کسی دلیل سے بھی ثابت نہیں ہے۔

ایک گروہ نے کہا ہے کہ قرآن پاک کا اعجاز ایک آیت سے ثابت نہیں ہوتا بلکہ اس کے معجزہ ہونے کے لئے کثیر آیات کا ہونا ضروری ہے ایک گروہ کا یہ قول ہے کہ قرآن پاک کی مقدار خواہ کم ہو یا زیادہ وہ معجزہ ہو گی۔ ان کی دلیل قرآن پاک کی یہ آیت ہے:

فَلْيَأْتُوا بِحَدِيثٍ مِّثْلِهِ إِن كَانُوا صَادِقِينَ (الطور:34) ''پس (گھڑ کر) لے آئیں وہ بھی اس جیسی کوئی (روح پرور) بات اگر وہ سچے ہیں۔''

لیکن علامہ قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ نے اس کا جواب یہ دیا ہے کہ اس آیت میں اس قول کی کوئی دلیل نہیں ہے اس آیت میں حدیث سے مراد مکمل گفتگو ہے اور مکمل گفتگو ایک سورۃ کے کلمات کی مقدار سے کم کلمات سے حاصل نہیں ہو سکتی۔

2۔ اس بات میں علماء کا اختلاف ہے کہ کیا اعجاز القرآن ہر انسان کو علم ضروری کی طرح حاصل ہوتا ہے یعنی اس میں تفکر اور غور و فکر کرنے کی ضرورت نہیں ہوتی بلکہ بغیر تفکر کے ہر انسان کو حاصل ہو جاتا ہے۔ قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ حضور ﷺ کی ذات اقدس پر قرآن کا ظہور علم ضروری کی طرح ہے لیکن اس کا معجزہ ہونا دلائل سے معلوم ہو گا اس کی دلیل ہے کہ عجمی کے لئے ممکن نہیں کہ وہ قرآن پاک کے اعجاز کو دلائل کے بغیر معلوم کر سکے۔ اسی طرح جو شخص بلیغ نہیں وہ بھی قرآن کے اعجاز کو دلائل ہی سے معلوم کر سکتا ہے لیکن وہ شخص جو اہل عرب کے تمام اسالیب سے آشنا ہے اور اس زبان کے نشیب و فراز کو جانتا ہے وہ علم ضروری کی طرح اس بات کو جان لے گا کہ قرآن پاک ایسا

ان کو دنیا کی طرف سے روگرداں کر کے دین میں منہمک کرتا ہے جبکہ انسانوں کے کلام میں ایسے اختلافات رونما ہوتے رہتے ہیں۔شعراء اور جھوٹے مدعیان نبوت کے کلام میں جب غور وفکر کیا جائے تو ان کے انداز بیان اور نظم میں بھی اختلاف ہے پھر ان کے فصاحت کے درجات میں بھی اختلاف ہے حتیٰ کہ اصل فصاحت میں بھی اختلاف ہے وہ کلام فساد انگیز اور مہمل ہے۔ دو قصائد یا رسائل فصاحت میں برابر نہیں ہو سکتے بلکہ ایک ہی قصیدہ کے کچھ اشعار فصیح ہوتے ہیں اور کچھ ضعیف اور کمزور ہوتے ہیں۔ پھر ان کے قصائد اور اشعار کے کئی مختلف مقاصد ہوتے ہیں کیونکہ شعراء اور فصحاء ہر وادی میں سرگرداں ہوتے ہیں کبھی وہ دنیا کی تعریف کرتے ہیں اور کبھی اس کی مذمت کرتے ہیں۔ کبھی وہ بزدلی کی تعریف کرتے ہیں اور اسے احتیاط کے نام سے تعبیر کرتے ہیں اور کبھی اس کی مذمت کرتے ہیں اور اسے کمزوری اور ناتوانی کے نام سے تعبیر کرتے ہیں۔ کبھی وہ شجاعت کی ستائش کرتے ہیں اور اس کو صرامہ کہتے ہیں اور کبھی اس کی مذمت کرتے ہیں اور اسے تہور کہتے ہیں۔ انسانی کلام میں یہ اختلافات ضرور ہوتے ہیں۔ یہ اختلافات انسان کی اغراض اور احوال کے مختلف ہونے کی وجہ سے مختلف ہوتے ہیں۔ انسان کے احوال مختلف ہوتے رہتے ہیں جب طبیعت میں ذوق اور سرور ہو تو کلام فصیح ہوتا ہے اور اگر طبیعت میں انقباض ہو تو پھر کلام میں فصاحت پیدا نہیں ہوتی۔ اسی طرح انسانی مقاصد بھی مختلف ہوتے رہتے ہیں۔ کبھی انسان کا میلان ایک چیز کی طرف ہوتا ہے اور کبھی دوسری طرف ہو جاتا ہے اسی وجہ سے ان کے کلام میں اختلاف پیدا ہو جاتا ہے کوئی ایسا انسان نہیں ملے گا جو تیئس سال (مدت نزول قرآن) گفتگو کرتا رہا ہو اس کی گفتگو کا ایک ہی مقصد ہو اس کا ایک ہی طریقہ ہو حضور ﷺ بھی ایک بشر تھے۔ آپ ﷺ کے احوال بھی مختلف ہو رہے تھے اگر یہ کلام آپ ﷺ کی طرف سے ہوتا یا کسی اور انسان کی طرف سے ہوتا تو اس میں بہت زیادہ اختلافات پائے جاتے۔

7۔ قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں اگر یہ کہا جائے کہ کیا تم یہ کہتے ہو کہ قرآن پاک کے علاوہ اللہ کا کلام مثلاً تورات اور انجیل وغیرہ بھی معجزہ ہیں؟ تو ہم اس کا جواب یہ دیں گے کہ وہ کلام نظم اور تالیف کی وجہ سے معجزہ نہیں ہے اگر وہ قرآن پاک کی طرح معجزہ بھی ہے تو اس کی وجہ وہ غیب کی خبریں ہوں گی جو اس میں موجود ہیں۔ وہ کلام اس لئے بھی معجزہ نہیں ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اسے ان اوصاف کے ساتھ متصف نہیں کیا جن اوصاف کے ساتھ قرآن کو متصف کیا ہے نہ ہی ہم یہ جانتے ہیں کہ اس کلام نے بھی قرآن پاک کی طرح چیلنج کیا ہو اور اس کے معجزہ نہ ہونے کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ اس زبان میں فصاحت کے وہ اسباب نہیں پائے جاتے تھے جن کی وجہ سے کلام میں وہ خوبیاں پیدا ہو جائیں کہ وہ حد اعجاز کو پہنچ جائے۔ ابن جنی رحمۃ اللہ علیہ نے ''خاطرات'' میں ذکر کیا ہے۔ ارشاد ربانی ہے: قَالُوْا يٰمُوْسٰٓى اِمَّآ اَنْ تُلْقِيَ وَاِمَّآ اَنْ نَّكُوْنَ اَوَّلَ مَنْ اَلْقٰى ﴿۶۵﴾ (طہ:65) ''جادوگر بولے اے موسیٰ کیا پہلے آپ پھینکیں گے یا ہم ہی ہو جائیں پہلے پھینکنے والے۔''

اس فرمان میں اللہ رب العزت نے اِمَّآ اَنْ نُلْقِيَ سے عدول فرمایا ہے اس عدول کی دو اغراض ہیں:

1۔ لفظی: تاکہ آیات کے اختتام پر آپس میں برابر ہو جائیں۔

2۔ معنوی: معنوی غرض یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ جادوگروں کی قوت کے متعلق خبر دے اور جادو میں ان کا حضرت موسیٰ علیہ

مقابلہ کی دعوت دی اگر وہ سمجھتے کہ یہ کلام شاعرانہ ہے تو وہ اس کا مقابلہ کرنے میں جلدی کرتے اور اس پر طعن و تشنیع کے تیر برساتے کیونکہ وہ تو قرآن پاک کے کسی ایسے ہی عیب کے متلاشی تھے۔ قرآن پاک میں موزوں آیات اس لئے ہیں کیونکہ یہ کلام نظم اور انداز بیان کے انتہائی درجہ پر فائز ہے بعض علماء اس کا جواب یہ بھی دیتے ہیں کہ اگر صرف ایک ''بیت'' وزن میں ہوتو ہم اسے شعر نہیں کہیں گے۔ کم سے کم شعر کی مقدار دو بیت یا اس سے زیادہ ہے اسی طرح رجز کو بھی شعر نہیں کہا جا سکتا کیونکہ وہ رجز جس کو شعر کے نام سے تعبیر کیا جا سکے اس میں کم از کم چار بیت کا ہونا ضروری ہے جبکہ قرآن پاک کی یہ کیفیت اور حالت نہیں ہے۔

5۔ بعض علماء فرماتے ہیں کہ قرآن پاک کا چیلنج صرف انسانوں کے لئے تھا جن اس میں شامل نہ تھے کیونکہ ان کی زبان عربی نہ تھی جبکہ قرآن پاک عربی کے اسلوب پر نازل ہوا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان: قُلْ لَّئِنِ اجْتَمَعَتِ الْاِنْسُ وَالْجِنُّ ......الخ (الاسراء:88) میں جنات کا ذکر اعجاز کی عظمت کے لئے ذکر کیا گیا ہے کیونکہ جب چند اشیاء مل جاتی ہیں تو وہ قوت میں ایک شی سے زیادہ ہو جاتی ہیں جب قرآن پاک کے چیلنج میں جن وانس کو شامل کر لیا اور انہیں ایک دوسرے کی مدد کرنے کی بھی اجازت دی لیکن پھر بھی وہ ایسا کلام پیش کرنے سے عاجز ہی ہے تو یہ اس بات کا قوی ثبوت ہے کہ صرف ایک فریق (انسان) اس جیسا کلام پیش کرنے میں کہیں زیادہ عاجز ہے۔

بعض علماء فرماتے ہیں کہ یہ چیلنج جنوں کے لئے بھی تھا اور ملائکہ بھی اس چیلنج میں شامل ہیں کیونکہ وہ بھی قرآن پاک جیسا کلام لانے سے عاجز ہیں۔ علامہ کرمانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس آیت میں صرف انسان اور جن کا ذکر اس لئے ہے کیونکہ حضور نبی کریم ﷺ صرف جن وانس کے لئے مبعوث کئے گئے تھے آپ ﷺ ملائکہ کی طرف مبعوث نہیں کئے گئے تھے۔

6۔ حضرت امام غزالی علیہ الرحمہ سے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کے معنی کے متعلق سوال کیا گیا: وَلَوْ كَانَ مِنْ عِنْدِ غَيْرِ اللّٰهِ لَوَجَدُوْا فِيْهِ اخْتِلَافًا كَثِيْرًا ﴿۸۲﴾ (النساء:82) ''اور (اتنا بھی نہیں سمجھتے کہ) اگر وہ غیر اللہ کی طرف سے (بھیجا گیا) ہوتا تو ضرور پاتے اس میں اختلاف کثیر۔''

انہوں نے جواب دیا کہ اختلاف سے مراد وہ لفظ ہے جو کئی معانی میں مشترک ہوتا ہے اس سے مراد یہ نہیں کہ لوگوں کا اس میں اختلاف نہ ہوگا بلکہ اس سے مراد یہ ہے کہ قرآن پاک کی طرف سے کوئی اختلاف نہ ہوگا۔ جیسے کہ کہا جاتا ہے: هٰذَا كَلَامٌ مُّخْتَلِفٌ۔ ''یہ کلام مختلف ہے۔'' یعنی یہ وہ کلام ہے جس کی ابتداء اور آخر کی فصاحت میں فرق ہے اور فصاحت میں ان کی آپس میں کوئی مشابہت نہیں ہے یا پھر اس اختلاف سے مراد یہ ہے کہ کلام کا کچھ حصہ تو دین کی طرف دعوت دیتا ہے جبکہ کچھ حصہ دنیا کی طرف بلاتا ہے یا پھر اس کے نظم اور انداز بیان میں اختلاف ہے کہ بعض کلام شعر کے وزن پر ہے بعض ثقیل ہے اور بعض خفیف ہے اور بعض کلام اسلوب میں بعض کی مخالفت کر رہا ہے جبکہ اللہ تعالیٰ کا کلام ان تمام اختلافات سے پاکیزہ اور مطہر ہے انداز بیان اور نظم میں اس کا ایک ہی طریقہ ہے اس کی انتہا اس کی ابتداء کے ساتھ مناسبت رکھتی ہے فصاحت و بلاغت میں تمام کلام کا ایک ہی درجہ ہے یہ فساد انگیز اور تکلیف دہ کلام پر مشتمل نہیں ہے یہ تو مخلوق کو اللہ کی طرف دعوت ہے۔

وَهَنَ الْعَظْمُ مِنِّیْ۔ ترجمہ: ’’کمزور و بوسیدہ ہوگئی میری ہڈیاں‘‘ وَھَنَ کا لفظ ضَعُفَ سے زیادہ بہتر ہے کیونکہ فتحہ ضمہ سے زیادہ خفیف ہوتا ہے۔

5۔اسی طرح اٰمَنَ صَدَّقَ سے زیادہ خفیف ہے اسی وجہ سے تصدیق کی بنسبت یہ لفظ زیادہ استعمال کیا گیا ہے۔ اٰثَرَکَ اللّٰہُ۔ ’’بزرگی دی ہے اللہ تعالیٰ نے‘‘ میں اٰثَرَ فَضَّلَ سے زیادہ خفیف ہے۔ اٰتٰی، اَعْطٰی سے زیادہ خفیف ہے اَنْذَرَ خَوَّفَ سے زیادہ خفیف ہے۔ خَیْرٌ لَّکُمْ اَفْضَلُ لَکُمْ سے زیادہ خفیف ہے اسی طرح ھٰذَا خَلْقُ اللّٰہِ۔ ترجمہ: ’’یہ تو ہے اللہ کی تخلیق۔‘‘ اور یُؤْمِنُوْنَ بِالْغَیْبِ۔ ترجمہ: ’’ایمان لائے ہیں غیب پر‘‘ میں خلق کا لفظ مخلوق سے زیادہ خفیف ہے غیب کا لفظ غائب سے زیادہ خفیف ہے اسی طرح تَنْکِحُ تَتَزَوَّجُ سے زیادہ بلیغ ہے کیونکہ فَعَلَ تَفَعَّلَ سے زیادہ خفیف ہے۔ یعنی تَنْکِحُ نَکَحَ سے ہے جو فَعَلَ کے وزن پر ہے جبکہ تَتَزَوَّجُ باب تَفَعُّلْ سے ہے۔ فَعَلَ تَفَعُّلْ سے زیادہ خفیف ہے اسی وجہ سے نکاح کا لفظ تزوّج سے زیادہ استعمال ہوا ہے۔

تخفیف اور اختصار کی وجہ سے ہی اللہ تعالیٰ کی صفات میں رحمت، غضب، رضا، محبت اور مقت (ناراضگی) کے الفاظ استعمال ہوئے ہیں جب کہ حقیقت میں اللہ تعالیٰ کی ذات کو ان سے موصوف نہیں کیا جا سکتا۔ اللہ تعالیٰ کے اوصاف کو ان الفاظ سے اس لئے تعبیر کیا گیا ہے کہ اگر انہیں حقیقی الفاظ سے تعبیر کیا جاتا تو کلام طویل ہو جاتا اگر ان صفات کو حقیقی الفاظ کے ساتھ بیان کیا جائے تو پھر عبارت یوں ہوگی: یُعَامِلُہٗ مُعَامَلَۃَ الْمُحِبِّ وَالْمَاقِتِ (اللہ تعالیٰ اس کے ساتھ محبت کرنے والے کی طرح سلوک کرتا ہے یا اس کے ساتھ ناراض آدمی کی طرح سلوک کرتا ہے) اگر ہر بار یہی الفاظ استعمال کئے جائیں کہ کلام طویل ہو جائے گی اس لئے یہاں مجاز استعمال کرنا حقیقت کے استعمال سے بہتر ہے کیونکہ ایک تو مجاز خفیف ہے دوسرے یہ مختصر ہے اور تیسرے یہ تشبیہ بلیغ پر مبنی ہے۔ اسی طرح اللہ کا یہ کلام: فَلَمَّآ اٰسَفُوْنَا انْتَقَمْنَا مِنْھُمْ (الزخرف:55) ’’پس جب انہوں نے ہمیں ناراض کر دیا تو ہم نے ان سے انتقام لیا۔‘‘ یہ اس عبارت سے بہتر ہے: فَلَمَّا عَامَلُوْنَا مُعَامَلَۃَ الْمُغْضِبِ اَوْ فَلَمَّا اَتَوْا اِلَیْنَا بِمَا یَاْتِیْہِ الْمُغْضِبُ۔ ’’جب انہوں نے ہمارے ساتھ وہ رویہ اختیار کیا جو ناراض انسان کرتا ہے یا جب وہ ہمارے پاس وہ چیز لے کر آئے جو ایک ناراض انسان لے کر آتا ہے۔‘‘

5۔علامہ رمانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں اگر کوئی شخص یہ اعتراض کرے کہ کیا چھوٹی سورتوں کا مقابلہ کرنا ممکن ہے؟ تو اس شخص کو یہ جواب دیا جائے گا کہ چھوٹی سورتوں سے بھی مقابلہ کرنا ممکن نہیں کیونکہ چیلنج اس چھوٹی سورتوں کے ساتھ سے ہی ہوا تھا لیکن تمام لوگ اس جیسا کلام پیش کرنے سے عاجز آگئے جیسا کہ ارشاد ربانی ہے: فَاْتُوْا بِسُوْرَۃٍ ...... الخ قرآن پاک کا چیلنج چھوٹی سورتوں کو چھوڑ کر بڑی سورتوں کے ساتھ مختص نہیں ہے۔

اتقان کی عبارت ختم ہوگئی۔

علامہ سید احمد دحلان رحمۃ اللہ علیہ نے سیرت نبویہ میں لکھا ہے کہ قرآن پاک کے اعجاز کی وجوہات میں سے ایک اس کا خاص وصف ہے جس کی وجہ سے یہ اہل عرب کے کلام کی تمام اجناس مثلاً نظم، نثر، خطبہ اور سجع وغیرہ سے خارج ہو گیا ہے قرآن

السلام پر جو غلبہ تھا اس کے بارے آگاہ کرے۔ اس لئے اللہ رب العزت نے یہاں وہ الفاظ استعمال فرمائے جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے متعلق استعمال کئے گئے الفاظ سے زیادہ مکمل اور جامع ہیں۔ وہ یہ ہے وہاں جادوگروں نے فعل کی نسبت حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرف کی۔ ابن جنی نے پھر خود ہی ایک سوال کیا وہ یہ ہے کہ ہم جانتے ہیں کہ جادوگر اہل عرب نہ تھے پھر ان کا کلام اتنی فصاحت و بلاغت کے ساتھ کیوں ذکر کیا گیا۔

پھر خود ہی اس کا جواب دیا ہے کہ قرآن میں جو ان سابقہ امتوں کی داستانیں بیان کی گئی ہیں جو اہل عرب نہ تھیں ان کے معانی کو عربی میں منتقل کیا گیا ہے ان کے انہیں الفاظ کو ہی نقل نہیں کر دیا گیا جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان: قَالُوْٓا اِنْ هٰذٰىنِ لَسٰحِرٰنِ يُرِيْدٰنِ اَنْ يُّخْرِجٰكُمْ مِّنْ اَرْضِكُمْ بِسِحْرِهِمَا وَيَذْهَبَا بِطَرِيْقَتِكُمُ الْمُثْلٰى ﴿۶۳﴾ (طہ:63) "وہ ایک دوسرے کو کہنے لگے بلاشبہ یہ جادوگر ہیں یہ چاہتے ہیں کہ نکال دیں تمہیں تمہارے ملک سے اپنے جادو کے زور سے اور مٹا دیں تمہاری تہذیب وثقافت کے مثالی طریقوں کو۔"

بلاشبہ ایسی فصاحت ان کے کلام میں موجود نہ تھی۔

علامہ البارزی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب "انوار التحصیل" میں لکھا ہے کہ ایک معنی کو مختلف الفاظ سے تعبیر کیا جا سکتا ہے ہر لفظ دوسرے لفظ سے حسین ہوتا ہے اسی طرح جملہ کے اجزاء کو مختلف انداز سے فصیح ترین صورت میں پیش کیا جا سکتا۔ اس کے لئے ضروری ہے کہ انسان کے ذہن میں تمام جملوں کے معانی بھی موجود ہوں اور ان معانی کے متعلقہ تمام الفاظ بھی موجود ہوں تاکہ انسان ان معانی کو حسین ترین اور بلیغ ترین الفاظ سے تعبیر کر سکے لیکن ایک انسان کے ذہن میں اتنے زیادہ معانی کے اتنے زیادہ الفاظ کا موجود ہونا مشکل ہے۔ اتنے کثیر معانی پھر ان کو تعبیر کرنے کے لئے اتنے کثیر الفاظ صرف اللہ تعالیٰ کے علم میں ہی ہو سکتے ہیں۔ اسی وجہ سے قرآن تمام کتابوں سے حسین اور فصیح ہے اگرچہ اس میں کچھ کلام فصیح ہے اور کچھ افصح ہے کچھ ملیح ہے اور کچھ املح ہے۔ اس کی کچھ مثالیں یہاں بیان کی جاتی ہیں:

1۔ وَجَنَا الْجَنَّتَيْنِ دَانٍ ﴿۵۴﴾ (الرحمٰن:54) "اور دونوں باغوں کا پھل نیچے جھکا ہوگا۔"

اگر اس کی جگہ وَثَمَرُ الْجَنَّتَيْنِ قَرِيْبٌ ہوتا تو پھر جَنَا اور جَنَّتَيْنِ میں جناس کی صفت نہ پائی جاتی۔ نہ ہی پھل کا اس حالت اور کیفیت میں ہو جانے کا علم ہوتا جس میں اس کو چن لیا جاتا ہے اور نہ ہی آیات کے آخری الفاظ میں مناسبت پائی جاتی۔

2۔ وَمَا كُنْتَ تَتْلُوْا مِنْ قَبْلِهٖ مِنْ كِتٰبٍ (العنکبوت:48) "اور نہ آپ پڑھ سکتے تھے اس سے پہلے کوئی کتاب۔"

اس آیۃ مبارکہ میں تَقْرَاُ کی جگہ تَتْلُوْا مناسب ترین اور بلیغ لفظ ہے کیونکہ تَقْرَاُ میں ہمزہ کی وجہ سے ثقل پایا جاتا ہے۔

3۔ لَا رَيْبَ ۛ فِيْهِ ۛ "ذرا شک نہیں اس میں۔"

اس آیۃ مبارکہ میں لفظ ریب استعمال کرنا شک استعمال کرنے سے زیادہ بہتر اور عمدہ ہے کیونکہ شک میں ادغام ہونے کی وجہ سے ثقل ہے۔ اسی وجہ سے قرآن پاک میں شک کی بنسبت لفظ ریب زیادہ استعمال ہوا ہے۔

4۔ وَلَا تَهِنُوْا۔ ترجمہ: "اور نہ (تم) ہمت ہارو۔" یہ وَلَا تَضْعُفُوْا سے زیادہ بہتر ہے کیونکہ وہ اس سے خفیف ہے۔

میں گیا تو اسے دیکھا کہ وہ ٹیک لگا کر خاموش بیٹھا ہوا ہے اس کا وہ ہاتھ جس میں قلم تھا وہ خشک ہو چکا ہے۔

قرآن پاک کے مقابلہ کے لئے کئی لوگوں نے بلند بانگ دعوے کئے لیکن انہوں نے ایسا کلام پیش کیا جس کی وجہ سے انہیں ذلت ورسوائی کا سامنا کرنا پڑا جس سے قرآن پاک کی اس خبر کی تحقیق ہوگئی کہ مخلوق اس جیسا کلام لانے سے عاجز ہے۔

اسی طرح مسیلمہ کذاب نے بھی اس کلام لغو کے ساتھ لاریب کتاب کا مقابلہ کرنے کی کوشش کی تھی وہ کہتا ہے:

اَلْفِیْلُ مَا الْفِیْلُ وَمَا اَدْرٰکَ مَا الْفِیْلُ. لَهٗ ذَنَبٌ وَثِیْلٌ وَاِنَّ ذٰلِکَ مِنْ خَلْقِ رَبِّنَا لَقَلِیْلٌ.

ایک اور جگہ اس نے بے ہودہ کلام سے قرآن پاک کا مقابلہ کرنے کی کوشش کی:

یَا ضِفْدَعُ نَقِّیْ کَمْ تَنَقِّیْنَ اَعْلَاکِ فِی الْمَآءِ وَاَسْفَلُکِ فِی الطِّیْنِ لَا الْمَآءَ تُکَدِّرِیْنَ وَلَا الشُّرْبَ تَمْنَعِیْنَ.

اسی طرح اس تیرہ بخت نے قرآن پاک کا مقابلہ کرنے کے لئے یہ کلام لغو پیش کیا:

وَمِنَ الْعَجَائِبِ شَاةٌ سَوْدَاءُ تَحْلُبُ لَبَنًا اَبْیَضَ فَظَهَرَتْ فَضَائِحُهُمْ بِمِثْلِ هٰذَا وَلَوْ سَکَتُوْا کَانَ اَصْلَحَ لَهُمْ.

اسی طرح مسیلمہ کذاب نے سورۃ الکوثر کا بھی مقابلہ کرنے کی کوشش کی ابوعبداللہ محمد بن علی التوزری جو ابن المصری کے نام سے مشہور تھے۔وہ مغرب کے مشہور عالم دین تھے انہوں نے قصیدہ ''الشقراطسی'' کی شرح میں اس عبارت کو نقل کیا ہے:

اِنَّا اَعْطَیْنَاکَ الْجَمَاهِرَ فَخُذْ لِنَفْسِکَ وَبَادِرْ وَاحْذَرْ اَنْ تَحْرِصَ اَوْ تُکَاثِرْ.

ایک اعرابی نے مسیلمہ کذاب سے کہا کہ اس کلام کا بعض حصہ اپنے ہی بعض حصے سے نہیں ملتا پھر کچھ وقت بعد وہی اعرابی اس مقام سے گزرا تو صحابہ کرام علیہم الرضوان نے اسے قتل کر کے لٹکا دیا تھا۔اعرابی نے کہا:

اِنَّا اَعْطَیْنَاکَ الْعُوْدَ وَاَقْعَدْنَاکَ عَلَی الْعَامُوْدِ وَاَنَا ضَامِنٌ لَّکَ اَنْ لَّا تَعُوْدَ.

اسی طرح مسیلمہ کذاب کا اور کلام بھی نقل کیا گیا ہے:

وَاللَّیْلِ الْاَمِسْ وَالذِّئْبِ الْهَامِسْ مَا قَطَعَتْ اُسُدٌ مِّنْ مَحْرَمٍ.

اس طرح اس کا یہ من گھڑت کلام بھی ہے:

وَاللَّیْلِ الْاَطْحَمِ وَالذِّئْبِ الْاَدْلَمِ وَالْجِذْعِ الْاَزْلَمِ مَا انْتَمَکَتْ اُسُدٌ مِّنْ مَحْرَمٍ.

اس نے اس کلام سے بھی قرآن پاک کے ساتھ مقابلہ کرنے کی لاحاصل سعی کی:

وَالزَّارِعَاتِ زَرْعًا وَالْحَاصِدَاتِ حَصْدًا وَالزَّارِیَاتِ قَمْحًا وَالطَّاحِنَاتِ طَحْنًا وَالْحَافِرَاتِ حَفْرًا وَالنَّارِدَاتِ نَرْدًا وَالْاَقِمَاتِ لَقْمًا لَقَدْ فُضِّلْتُمْ عَلٰی اَهْلِ الْوَبَرِ وَمَا سَبَقَکُمْ اَهْلُ الْمَدَرِ.

علامہ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ نے وفا میں لکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جن لوگوں کو ہدایت کی توفیق نہیں دی ان میں سے

پاک کسی نظم، نثر، خطبہ اور کسی سجع سے کوئی مشابہت نہیں رکھتا۔ اس کے باوجود کہ یہ لاریب کتاب انہیں کے کلمات سے بنائی گئی ہے بلاغت میں انہیں کے اسالیب کے مطابق اتری ہے لیکن یہ تالیف، بلاغت اور فصاحت میں ان کے کلام سے بہترین ہے قرآن پاک کے اعجاز کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ یہ عربوں کے عجیب و غریب اسالیب جو عموماً ان میں مروج تھے کے خلاف ہے اس کا انداز بیان عجیب ہے اس کا اسلوب انوکھا ہے۔ قرآن پاک کا یہ انداز کہ اس میں آیات جدا جدا ہیں اور اس کے کلمات کے آخر آپس میں ملتے ہیں بڑا انوکھا اور منفرد ہے۔ قرآن پاک کا یہ انداز نہ ہی پہلے موجود تھا اور نہ یہ اس کے بعد مروج ہوا۔ اس وجہ سے اہل عرب کی عقلیں متحیر ہو گئیں ان کے اذہان مبہوت ہو گئے وہ قرآن پاک جیسا کلام پیش کرنے سے عاجز ہو گئے۔ قرآن پاک اللہ تعالیٰ کی واضح دلیل اور بین حجت ہے۔ جس بد بخت نے بھی اس کا مقابلہ کرنے کی کوشش کی وہ اس طرح گر پڑا جس طرح پروانے چراغ پر گرتے ہیں اور وہ اس طرح ذلیل و رسوا ہوا جس طرح کہ بھیڑ تند خو اور غضبناک شیروں میں رسوا ہوتی ہے کئی لوگوں کی داستانیں بیان کی گئیں ہیں جنہوں نے اس کلام مقدس کا مقابلہ کرنے کا قصد کیا لیکن انہیں ایسی ہیبت اور گھبراہٹ نے آلیا جس کی وجہ سے وہ ایسا نہ کر سکے۔ جس طرح کہ یحییٰ بن حکیم اندلسی کے بارے میں کہا جاتا ہے۔ وہ اپنے زمانے میں اندلس کا ایک بلیغ انسان تھا اس نے قرآن پاک کا مقابلہ کرنے کی کوشش کی اس نے سورۃ اخلاص کو دیکھا تا کہ اس جیسی سورت بنا سکے لیکن جب وہ اس جیسی سورۃ بنانے لگا تو اس کے دل پر اللہ کی خشیت اور رقت طاری ہو گئی جس نے اسے توبہ کرنے پر مجبور کر دیا اس واقعہ سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ کوئی انسان یہ طاقت نہیں رکھتا کہ اس جیسا کلام پیش کر سکے۔

ابن المقفع کے بارے میں بیان کیا جاتا ہے کہ وہ اپنے زمانے کا فصیح ترین شخص تھا وہ زمانہ تابعین میں موجود تھا۔ جب اس نے قرآن پاک کا چیلنج سنا تو اس نے قرآن پاک کا مقابلہ کرنے کے لئے ایک مفصل کلام بنایا اس کے مختلف حصوں کے نام رکھے ایک دن وہ ایک بچے کے پاس سے گزرا جو کلام مقدس کی اس آیت کی تلاوت کر رہا تھا: وَقِيلَ يَٰٓأَرْضُ ٱبْلَعِى مَآءَكِ وَيَٰسَمَآءُ أَقْلِعِى وَغِيضَ ٱلْمَآءُ وَقُضِىَ ٱلْأَمْرُ وَٱسْتَوَتْ عَلَى ٱلْجُودِىِّ ۖ وَقِيلَ بُعْدًا لِّلْقَوْمِ ٱلظَّٰلِمِينَ (ہود: 44) ''اور حکم دیا گیا اے زمین نگل اپنے پانی کو اور اے آسمان تھم جا اور اتر گیا پانی اور حکم الٰہی نافذ ہو گیا اور ٹھہر گئی کشتی جودی (پہاڑ) پر اور کہا گیا ہلاکت و بربادی ہو ظالم قوم کے لئے۔''

اتنا فصیح اور بلیغ کلام سن کر اس نے کہا میں گواہی دیتا ہوں کہ یہ کسی بشر کا کلام نہیں ہے اس کلام کا مقابلہ کوئی شخص نہیں کر سکتا پھر وہ گھر واپس گیا جو کچھ لکھا تھا اس کو مٹا دیا اسے یقین ہو گیا کہ اس کے ہاتھ سے لکھے ہوئے کلام اور اللہ کے کلام میں کوئی مناسبت نہیں ہے علامہ محمد السفارینی النابلسی رحمۃ اللہ علیہ اپنی شرح میں ذکر کرتے ہیں کہ امام ابن الجوزی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب وفا میں امام ابن عقیل رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کیا ہے وہ کہتے ہیں کہ ابو محمد بن مسلم النحوی نے مجھے یہ عجیب واقعہ سنایا کہ ایک دفعہ ہم اعجاز القرآن پر بحث کر رہے تھے وہاں ایک فصیح اور بلیغ بزرگ بھی بیٹھا ہوا تھا اس نے کہا اس میں وہ کون سی چیز ہے جس نے فصحاء کو عاجز کر دیا ہے وہ ایک کمرہ میں چلا گیا اس کے پاس ایک کتاب اور سیاہی تھی۔ اس نے وعدہ کیا کہ وہ تین دن کے بعد ایسا کلام پیش کرے گا جس کا قرآن پاک سے مقابلہ کیا جا سکے گا جب تین ایام بیت گئے ایک شخص اس کے کمرہ

یہ دعویٰ کہ قرآن حضور ﷺ خود بنا لیتے ہیں، یقیناً جھوٹا ثابت ہو جائے گا اور انسان کو علم یقینی حاصل ہوگا کہ یہ وہ کلام ہے جو آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زبان اقدس پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے آیا ہے اور اہل عرب اس جیسا کلام پیش کرنے سے عاجز آ گئے اسی طرح انسان کو یہ بھی یقینی علم حاصل ہوگا کہ قرآن پاک نے تمام لوگوں کو چیلنج کیا لیکن وہ اس کا مقابلہ نہ کر سکے تمام منکرین اس کا مقابلہ کرنے سے عاجز آ گئے اور انہوں نے قرآن پاک کی بلاغت کے معجزہ ہونے کا اعتراف کیا۔

اسی طرح طویل داستانوں کو بیان کرنے اور سابقہ امتوں کی خبریں دینے کے لحاظ سے بھی قرآن ایک معجزہ ہے۔ فصحاء کے نزدیک کسی قصہ کے طویل ہونے کی وجہ سے اس کلام کی فصاحت اور بلاغت میں ضعف آ جاتا ہے لیکن قرآن پاک نے کئی لمبی داستانیں بیان کیں ہیں لیکن ان میں کلام کا آپس میں حسین ربط ہے الفاظ اور معانی کا حسین امتزاج ہے حضرت یوسف علیہ السلام کے قصے کو ملاحظہ کرو یہ داستان کتنی طویل ہے پھر بھی اللہ رب العزت نے اسے کتنی عجیب ترتیب اور احسن انداز سے بیان کیا ہے۔ اس کے اول اور آخر میں ربط ہے اس میں کوئی کمی اور کجی نہیں ہے۔ پھر جب قرآن مجید کی بیان کردہ داستانیں بار بار بیان کی جاتی ہیں تو ان میں عبارت مختلف ہوتی ہے ہر بار ان کا اسلوب جداگانہ ہوتا ہے ہر بار مختلف عبارات مختلف انداز بیان اور مختلف الفاظ کے ساتھ ذکر کی جاتی ہیں اگرچہ ان تمام عبارات کا معنی ایک ہی ہوتا ہے۔ ایسے محسوس ہوتا ہے کہ یہ قصہ پہلی ہی بار ذکر کیا گیا ہے اور سننے والا سمجھتا ہے کہ میں نے یہ داستان پہلی ہی بار سنی ہے اس کا ذکر پہلے نہیں گزرا۔ ان داستانوں کو بار بار دہرانا اور اعادہ کرنے کی وجہ سے دل میں کسی قسم کی نفرت یا کراہت پیدا نہیں ہوتی۔

علامہ قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب شفا میں لکھا ہے کہ ہر وہ آدمی جس کو بلاغت کے علوم سے آگاہی حاصل ہے اور اس کا دل اور زبان اس سے آشنا ہے قرآن پاک کو دیکھ کر اس پر یہ امر مخفی نہیں رہے گا یہ اللہ تعالیٰ کی کلام ہے۔

قرآن پاک کے اعجاز کی تمام وجوہات میں سے ہر وجہ بذات خود معجزہ ہے اور اسی طرح معجزہ ہے جس طرح مردوں کو زندہ کرنا، عصا کا سانپ بن جانا اور سنگ ریزوں کا تسبیح پڑھنا معجزات ہیں بلکہ وہ ان سے بھی عظیم الشان معجزہ ہے کیونکہ یہ معجزہ اس چیز (کلام) پر مشتمل ہے جس کے وہ عادی تھے لیکن اس کے باوجود وہ اس جیسا کلام پیش نہ کر سکے انہوں نے جلاوطن ہونے اور قتل ہونے پر صبر کیا انہوں نے ذلت ورسوائی اٹھائی۔ وہ لوگ بڑی عزت نفس کے مالک تھے انہوں نے اس ذلت ورسوائی کو جان بوجھ کر برداشت نہیں کیا اور اس شرمندگی کو مجبوراً برداشت نہیں کیا بلکہ اگر وہ ایسا کلام پیش کرنے پر قادر ہوتے تو اسے پیش کرنا ان کے لئے کتنا آسان تھا ان کے ہاتھ میں اپنی کامیابی و کامرانی کے لئے کتنی عمدہ دلیل تھی جس کی وجہ سے وہ اپنے ہر دشمن کو خاموش کرا سکتے تھے۔ وہ کلام کی ہر صنف پر قادر تھے اس کے ہر اسلوب سے آشنا تھے۔ وہ کلام کی اقسام کو تمام لوگوں سے زیادہ جانتے تھے ان میں سے کوئی ایک بھی نہ تھا جس نے اسلام کو مٹانے اور اس نور تاباں کو بجھانے کی پوری کوشش نہ کی ہو۔ اگر ان کے لئے ایسا کلام پیش کرنا ممکن ہوتا تو وہ ضرور کر دیتے لیکن ان کے لئے ایسا کرنا ممکن نہ ہوا اور وہ ذلیل ورسوا ہوئے۔

قرآن پاک کے اعجاز کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ نے کسی قوم کے کسی فیصلہ نہ کرنے پر آگاہ فرمایا ہے اور یہ بتایا ہے کہ وہ قوم ایسا فیصلہ نہیں کر سکے گی تو وہ قوم اس فیصلے کے کرنے پر قادر نہ ہوئی اور نہ ہی اس نے ایسا فیصلہ کیا مثلاً جب

ابوالعلامعری تھااس بدبخت نے ایک کلام جمع کیااس کا نام اس نے اَلْفُصُوْلُ وَالْغَایَاتْ رکھااوراپنے گمان باطل کے مطابق اس نے قرآن پاک کی سورتوں اور آیات سے اس کا مقابلہ کیا۔ وہ لکھتا ہے:

وَقَدْ رَاَیْتُہٗ فَمَا رَاَیْتُ اَبْرَدَ مِنْ ذٰلِکَ الْکَلَامِ وَلَا اَسْمَجَ وَقَدْ جَعَلَہٗ عَلٰی حُرُوْفِ الْمُعْجَمِ فِیْ آخِرِ کَلِمَا تِہٖ فَمِنْ حَرْفِ الْاَلْفِ کَاَنَّ النِّعَالَ عَلٰی عَصَا الطَّلْحِ یُعَارِضُوْنَ الرَّکَائِبَ فِی الْھَجَائِرِ وَالظَّلْمَا یَسْتَغْفِرُ لَھُمْ فَخْتُ الْقَمَرِ وَ ضِیاُ الشَّمْسِ وَھَنِیْئاً لِتَارِکِی النُّوْقِ طَلَائِحَ فِیْ غَیْطَانِ الْفَلَا یَحُوْمَ عَلَیْھَا ابْنُ دَایَۃٍ وَیَطُوْفُ بِھَا السَّرحَانُ وَشَتَّانُ وَاَوَارُکُ مِتْرَۃِ الْاَلْبَانِ لَبْنُھَا اَفْقَدُ مِنَ الْعِظَاءِ۔"

علامہ سارفینی کی عبارت ختم ہوئی اور پھر علامہ سید احمد دحلان کی عبارت کی طرف لوٹتے ہیں۔

اگر انسان قرآن پاک میں غوروفکر کرے گا تو اس کے لئے بے شمار اور ان گنت عجائب کا اظہار ہوگا مثلاً اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان: وَلَكُمْ فِي الْقِصَاصِ حَيٰوةٌ (البقرہ:179) "اور تمہارے لئے قصاص میں زندگی ہے۔"

اسی طرح یہ فرمان عالی شان ہے: وَلَوْ تَرٰٓى اِذْ فَزِعُوْا فَلَا فَوْتَ (سبا:51)

(ہود:44) يٰٓاَرْضُ ابْلَعِيْ مَآءَكِ...... الخ۔ "اے زمین نگل لے اپنے پانی کو۔"

فَكُلًّا اَخَذْنَا بِذَنْۢبِهٖ ۚ فَمِنْهُمْ مَّنْ اَرْسَلْنَا عَلَيْهِ حَاصِبًا ۚ وَ مِنْهُمْ مَّنْ اَخَذَتْهُ الصَّيْحَةُ ۚ وَمِنْهُمْ مَّنْ خَسَفْنَا بِهِ الْاَرْضَ ۚ وَمِنْهُمْ مَّنْ اَغْرَقْنَا ۚ (العنکبوت:40)

"پس ان میں سے بعض پر ہم نے برسائے پتھر اور ان میں سے بعض کو آلیا شدید کڑک نے اور بعض کو ہم نے غرق کر دیا زمین میں اور بعض کو ہم نے دریا میں ڈبو دیا۔"

اسی طرح فصاحت و بلاغت سے بھرپور قرآن پاک کی بہت سی آیات ہیں بلکہ تمام قرآن مجید ہی فصاحت و بلاغت سے لبریز ہے اگر انسان اس میں غوروفکر کرے گا تو اس کے لئے ظاہر ہوگا کہ ہر لفظ کے نیچے بہت سے جملے پوشیدہ ہیں۔ وہ اس کلام میں الفاظ کے ایجاز اور معانی کی کثرت کے ساتھ ساتھ رفعت وعظمت کا بھی مشاہدہ کرے گا۔ اگر انسان قرآن پاک میں تفکر کرے گا تو اسے معلوم ہوگا کہ قرآن پاک کی عبارات کتنی لطیف ہیں۔ نیز اسے یہ بھی علم ہوگا کہ قرآن پاک نے توحید کی طرف دعوت دی ہے اللہ تعالیٰ کی اطاعت کا حکم دیا ہے۔ حلال اور حرام اشیاء میں امتیاز کرنے کا حکم دیا ہے۔ وعظ ونصیحت کی ہے عمدہ اخلاق اپنانے کی تلقین کی ہے برائیوں سے کنارہ کشی کا حکم دیا ہے پھر ہر شی اپنی جگہ پر اس طرح مناسب اور موزوں ہے کہ اس سے بہتر کسی اور جگہ کا تصور بھی نہیں کیا جاسکتا۔

اگر انسان قرآن پاک میں تامل کرے گا تو اسے یہ بھی علم حاصل ہوگا کہ اس میں سابقہ امتوں کے حالات بھی بیان کئے گئے ہیں۔ مستقبل کی خبریں بھی دی گئی ہیں نفیس اور عمدہ دلائل بھی بیان کئے گئے ہیں اتنی زیادہ اشیاء کو اتنے عمدہ اور اچھے اسلوب اور انداز سے بیان کرنا اللہ کی ذات کے علاوہ کسی اور کے لئے ممکن ہی نہیں۔ قرآن میں غوروفکر کرنے سے قریش مکہ کا

قرآن پاک کے اعجاز کے اسباب میں سے ایک سبب اس کا وہ جلال اور وقار بھی ہے جو سامع کے دل پر اسے سنتے ہی طاری ہو جاتا ہے اور اس کی وہ ہیبت ہے جو تلاوت کے وقت دل پر غالب آ جاتی ہے۔ اس کے اندر جو مواعظ اور انذار ہیں وہ قاری اور سامع کے دل پر جلال طاری کر دیتے ہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: لَوْ اَنْزَلْنَا هٰذَا الْقُرْاٰنَ عَلٰی جَبَلٍ لَّرَاَیْتَهٗ خَاشِعًا مُّتَصَدِّعًا مِّنْ خَشْیَةِ اللّٰهِ ؕ (الحشر: 21) ''اگر ہم نے اتارا ہوتا اس قرآن کو کسی پہاڑ پر تو آپ اس کو دیکھتے کہ وہ جھک جاتا (اور) پاش پاش ہو جاتا اللہ کے خوف سے۔''

جب اس کا جلال پہاڑوں پر لرزہ طاری کر دیتا ہے تو انسانوں کے بارے میں تیرا کیا خیال ہے اس کا جلال کفار پر مومنین کی بنسبت زیادہ ظاہر ہوتا ہے حتیٰ کہ وہ اس کو سننا ہی پسند نہیں کرتے کیونکہ ان کے دل اس کو برداشت نہیں کر سکتے۔ قرآن کی سماعت ان کے دلوں میں حق سے نفرت پیدا کرتی ہے وہ اپنی طبیعتوں کی خباثت کی وجہ سے قرآن پاک کو سننا ناپسند کرتے ہیں ارشاد ربانی ہے: وَ اِذَا ذَكَرْتَ رَبَّكَ فِی الْقُرْاٰنِ وَحْدَهٗ وَلَّوْا عَلٰۤی اَدْبَارِهِمْ نُفُوْرًا ﴿۴۶﴾ (الاسراء: 46) ''اور جب آپ ذکر کرتے ہیں صرف اپنے رب کا ذکر قرآن میں تو وہ پیٹھ پھیر کر بھاگ جاتے ہیں نفرت کرتے ہوئے۔''

وَ اِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ وَحْدَهُ اشْمَاَزَّتْ قُلُوْبُ الَّذِیْنَ لَا یُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ ۚ (الزمر: 45) ''اور جب ذکر کیا جائے اکیلے اللہ کا تو کڑھنے لگتے ہیں ان لوگوں کے دل جو آخرت پر ایمان نہیں رکھتے۔''

اسی وجہ سے حضور ﷺ نے فرمایا کہ وہ شخص جو قرآن کو ناپسند کرتا ہے اس پر اس کا سننا مشکل اور گراں گزرتا ہے قرآن پاک حق اور باطل، نیک اور فاسق کے درمیان فیصلہ کرنے والا ہے۔ مومن پر اس کے مواعظ، پند و نصائح اور وعیدوں کی وجہ سے جلال طاری ہو جاتا ہے اس کے دل میں اس کی محبت زیادہ ہوتی ہے وہ اس کی تصدیق کی طرف مائل ہو جاتا ہے۔ اللہ رب العزت کا ارشاد ہے: تَقْشَعِرُّ مِنْهُ جُلُوْدُ الَّذِیْنَ یَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ ۚ ثُمَّ تَلِیْنُ جُلُوْدُهُمْ وَ قُلُوْبُهُمْ اِلٰی ذِكْرِ اللّٰهِ ؕ (الزمر: 23) ''اور کانپنے لگتے ہیں اس کے (پڑھنے) سے بدن ان کے جو ڈرتے ہیں اپنے پروردگار سے پھر نرم ہو جاتے ہیں ان کے بدن اور ان کے دل اللہ کے ذکر کی طرف۔''

یعنی وہ شخص جب اس میں غور و فکر کرتا ہے اور اللہ سے ڈرتا ہے تو قرآن پاک کی ہیبت کی وجہ سے اس پر کپکپاہٹ طاری ہو جاتی ہے کیونکہ اس کا دل اور اس کی جلد اس سے محبت کرتے ہیں اور اسے قرآن میں راحت و سکون ملتا ہے۔ اس لئے بعض اولیاء اور صالحین ایسے بھی ہیں جن پر قرآن پڑھتے ہوئے وجد طاری ہو جاتا ہے بعض اوقات ان پر بے ہوشی طاری ہو جاتی ہے اور وہ اپنے کپڑے پھاڑ دیتے ہیں لیکن جس نے قرآن پاک کی لذت کو چکھا ہی نہیں اس پر یہ کیفیت کیسے طاری ہو سکتی ہے قرآن پاک کی یہ ہیبت و جلال اس شخص پر بھی طاری ہو جاتا ہے جو اس کے معانی اور تفسیر کو نہیں سمجھ سکتا یہ صرف امر ربانی اور اس راز کی وجہ سے ہے جو اس میں پنہاں ہے۔ اسی وجہ سے اس کے سننے والے اور پڑھنے والے کو ثواب ملتا ہے اگرچہ وہ اس کو سمجھنے کی طاقت نہ بھی رکھتے ہوں جبکہ اور کسی کلام پر اس طرح ثواب نہیں ملتا۔ کتاب ''الشفاء'' میں قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ ایک عیسائی ایک قاری کے پاس سے گزرا جو بلند آواز سے قرآن پاک کی تلاوت کر رہا تھا وہ تلاوت سننے کے

یہودیوں نے یہ باطل دعویٰ کیا کہ ان کے علاوہ کوئی اور جنت میں نہیں جائے گا تو اللہ تعالیٰ نے ان کی تکذیب کی اور ان کے خلاف دلیل دیتے ہوئے اپنے نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم سے فرمایا: قُلْ اِنْ كَانَتْ لَكُمُ الدَّارُ الْاٰخِرَةُ عِنْدَ اللّٰهِ خَالِصَةً مِّنْ دُوْنِ النَّاسِ فَتَمَنَّوُا الْمَوْتَ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ (البقرہ:94) ''آپ فرمایئے اگر تمہارے لئے دار آخرت (کی راحتیں) اللہ کے ہاں مخصوص ہیں تمام لوگوں کو چھوڑ کر تو بھلا آرزو تو کرو موت کی اگر تم سچے ہو۔''

یعنی اگر تم سچے ہو کہ تم ہی اہل جنت ہو اور وہ تمہارے ساتھ مختص ہے تو پھر تم موت کی تمنا کرو کیوں کہ جسے یقین ہوتا ہے کہ وہ جنت میں جائے گا وہ تو موت کا بڑا مشتاق ہوتا ہے اور جنت کے حصول کا متمنی ہوتا ہے۔ اللہ رب العزت نے ارشاد فرمایا: وَلَنْ يَّتَمَنَّوْهُ اَبَدًا بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيْهِمْ (البقرہ:95) ''اور وہ ہرگز کبھی بھی اس کی تمنا نہ کریں گے اپنی کارستانیوں کے خوف سے۔''

اللہ رب العزت نے مستقبل کے تمام زمانہ میں ان کی ایسی خواہش کرنے کی نفی فرما دی اور جو کچھ ان کے برے افعال تھے وہ اللہ کے ساتھ ان کا کفر کرنا تھا اور تورات میں تحریف کرنا تھی۔ حقیقت میں وہی کچھ ہوا جس کی خبر اللہ تعالیٰ نے دی تھی انہوں نے موت کی خواہش نہ کی اگر ان میں سے ایک بھی موت کی تمنا کرتا تو وہ ضرور مر جاتا۔ اگرچہ انہوں نے اس کتاب کے بارے میں بہت کچھ کہا ہے لیکن ان میں سے کسی ایک نے بھی ایسی خواہش نہ کی اگر وہ ایسی کوئی تمنا کرتے تو ان کے ہاں بھی منقول ہوتا۔ اگر کوئی شخص یہ سوال کرے کہ تمنی کا تعلق تو دل کے خفیہ اعمال کے ساتھ ہے اس کا کیسے اظہار ہو سکتا ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ ان کا اپنی زبان سے یہ تو کہنا ممکن تھا کہ ہم نے موت کی تمنا کی۔ امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا وہ کہتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ اگر یہودی ایسی تمنا کرتے تو مر جاتے اس ذات پاک کی قسم! جس کے قبضہ قدرت میری جان ہے ان میں سے جو بھی موت کی تمنا کرتا۔ وہ اسی وقت مر جاتا لیکن اللہ تعالیٰ نے انہیں ایسی تمنا کرنے سے پھیر دیا تاکہ اس کے رسول مکرم ﷺ کی رسالت کی صداقت ظاہر ہو اور جو کچھ اللہ تعالیٰ نے ان پر وحی فرمائی ہے اس کی سچائی کا اظہار ہو۔ ان میں سے کسی ایک نے بھی موت سے ڈرتے ہوئے اس کی تمنا نہ کی وہ زیادہ زندگی کے طالب تھے اس سے قرآن پاک کا معجزہ ہونا ثابت ہو گیا اسی طرح اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے:

وَاِنْ كُنْتُمْ فِيْ رَيْبٍ مِّمَّا نَزَّلْنَا عَلٰى عَبْدِنَا فَاْتُوْا بِسُوْرَةٍ مِّنْ مِّثْلِهٖ ۠ وَادْعُوْا شُهَدَآءَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا وَلَنْ تَفْعَلُوْا فَاتَّقُوا النَّارَ

(بقرہ:24-23)

''اور اگر تمہیں شک ہو اس میں جو ہم نے نازل کیا اپنے (برگزیدہ) بندے پر تو لے آؤ ایک سورۃ اس جیسی اور بلا لو اپنے حمائتیوں کو اللہ کے سوا اگر تم سچے ہو پھر اگر ایسا نہ کر سکو اور ہرگز نہ کر سکو گے تو ڈرو اس آگ سے۔''

لیکن ان میں سے کسی ایک نے بھی ایسا کلام پیش کرنے کی جسارت نہ کی۔

اس کی سماعت پر گراں گزرتا ہے بلکہ اس کی تلاوت جتنی زیادہ بار کی جائے اس کی شیرینی میں اتنا ہی اضافہ ہوتا ہے۔ اس کو بار بار دہرانا اس کی محبت، رونق اور حسن کا سبب بنتا ہے۔ یہ ہمیشہ سرسبز و شاداب رہتا ہے اس کی رونق و شادابی میں کوئی فرق نہیں آتا۔ جب بھی اس کی تلاوت کی جائے ایسے محسوس ہوتا ہے کہ اس کا نزول ابھی ہوا ہے۔ قرآن پاک کے علاوہ جتنے بھی دیگر کلام ہیں خواہ کتنے ہی حسن اور بلاغت سے لبریز ہوں ان کے بار بار دہرانے سے انسان اکتا جاتا ہے خلوت میں اس کو پڑھنے سے لذت نصیب ہوتی ہے مصائب کے وقت اگر اس کو پڑھا جائے تو اس کی محبت فزوں تر ہوتی ہے جبکہ دیگر کتب میں یہ خوبیاں معدوم ہیں۔ قراء حضرات اس کی تلاوت مختلف آوازوں اور مختلف انداز سے کرتے ہیں اس کے پڑھنے سے ان کے لطف و سرور میں اضافہ ہوتا ہے۔ اسی وجہ سے حضور ﷺ نے فرمایا ''قرآن پاک کو جتنی مرتبہ پڑھا جائے یہ پرانا نہیں ہوتا۔'' اس کے پند و مواعظ ختم نہیں ہوتے اس کے عجائب فنا نہیں ہوتے حق و باطل میں یہ ایک فیصلہ کرنے والی کتاب ہے یہ مذاق نہیں ہے علماء اس سے سیر نہیں ہوتے اس کی برکات سے خواہشات نفسانی میں کجی پیدا نہیں ہوتی زبان سے تلفظ ادا کرتے وقت کسی اور کلام کے ساتھ التباس پیدا نہیں ہوتا یہ وہ کتاب ہے کہ جب جنات نے اسے سنا تو وہ یہ کہنے پر مجبور ہو گئے کہ آج ہم نے عجیب و غریب قرآن سنا ہے جو ہدایت کی طرف راہ نمائی کرتا ہے۔

قرآن پاک کے اعجاز کے اسباب میں سے ایک سبب یہ بھی ہے کہ یہ تمام علوم اور معارف کا جامع ہے ایسے علوم اور معارف حضور ﷺ کی نبوت سے پہلے نہ ہی عرب میں موجود تھے اور نہ ہی دنیا کے کسی اور خطے میں پائے جاتے تھے۔ دیگر امتوں کے علماء میں سے کوئی بھی ان علوم کو نہیں جانتا تھا نہ ہی دیگر اُمم کی کتب ایسے علوم پر مشتمل تھیں۔ اس میں شریعت کا علم بھی ہے اور عقلی دلائل بھی ہیں۔ دیگر اُمم کا دلائل اور براہین سے رد بھی کیا گیا ہے یہ دلائل اور براہین بڑے آسان الفاظ میں بیان کیے گئے ہیں۔ دشمنوں نے اس جیسے دلائل بنانے کی کوشش کی لیکن وہ اپنے مقصد میں کامیاب نہ ہو سکے: اَوَلَيْسَ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِقٰدِرٍ عَلٰۤى اَنْ يَّخْلُقَ مِثْلَهُمْ ؔ بَلٰى ۗ وَهُوَ الْخَلّٰقُ الْعَلِيْمُ ۝ (یٰسین: 81) ''کیا وہ (قادر مطلق) جس نے پیدا فرمایا آسمانوں اور زمین کو قدرت نہیں رکھتا کہ پیدا کر سکے ان جیسی (چھوٹی سی) مخلوق بے شک (وہ ایسا کر سکتا ہے) اور وہی پیدا فرمانے والا سب کچھ جاننے والا ہے۔''

قُلْ يُحْيِيْهَا الَّذِيْۤ اَنْشَاَهَاۤ اَوَّلَ مَرَّةٍ ؕ وَهُوَ بِكُلِّ خَلْقٍ عَلِيْمُ ۝ (یٰسین: 79) ''آپ فرمائیے (اے گستاخ سن) زندہ فرمائے گا انہیں وہی جس نے انہیں پہلی بار پیدا کیا تھا۔''

لَوْ كَانَ فِيْهِمَاۤ اٰلِهَةٌ اِلَّا اللّٰهُ لَفَسَدَتَا ۚ (انبیاء: 22) ''اگر ہوتے زمین و آسمان میں کوئی اور خدا سوائے اللہ کے تو یہ دونوں برباد ہو جاتے۔''

قرآن پاک میں علم نجوم کے بھی کئی نکات ہیں مثلاً ارشاد ربانی ہے: وَالْقَمَرَ قَدَّرْنٰهُ مَنَازِلَ حَتّٰى عَادَ كَالْعُرْجُوْنِ الْقَدِيْمِ ۝ لَا الشَّمْسُ يَنْۢبَغِيْ لَهَاۤ اَنْ تُدْرِكَ الْقَمَرَ (یٰسین: 40-39) ''اور ذرا چاند کو دیکھو ہم نے مقرر کر دی ہیں اس کے لئے منزلیں آخر کار ہو جاتا ہے کھجور کی بوسیدہ شاخ کی مانند نہ سورج کی یہ مجال کہ (پیچھے سے) چاند کو آ پکڑے۔''

لئے رک گیا اس نے رونا شروع کر دیا جب اس سے کہا گیا کہ تو کس وجہ سے گریہ بار ہوا اس نے کہا کہ قرآن پاک میں جو حسن ادائیگی اور رونق ہے اس نے مجھے رونے پر مجبور کر دیا۔ قرآن پاک نے اس کے دل پر اتنا اثر کیا کہ اس عیسائی نے رونا شروع کر دیا حالانکہ اس نے اس کو سمجھا نہیں تھا۔ کئی لوگوں پر قرآن پاک کا وقار اور جلال طاری ہو جاتا تھا وہ اسی وقار کی وجہ سے ہی حلقہ اسلام میں داخل ہو جاتے تھے اور قرآن پاک کی تصدیق کرتے تھے۔ امام بخاری اور امام مسلم رحمۃ اللہ علیہما نے حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے مغرب کی نماز میں حضور ﷺ کو سورۂ طور کی تلاوت کرتے ہوئے سنا۔ اس وقت انہوں نے اسلام قبول نہیں کیا تھا اور وہ بدر کے قیدیوں کے بارے میں حضور ﷺ سے گفتگو کرنے آئے تھے۔ وہ کہتے ہیں جب نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے یہ آیہ مبارکہ تلاوت کی: اَمْ خُلِقُوْا مِنْ غَیْرِ شَیْءٍ اَمْ هُمُ الْخٰلِقُوْنَ ﴿۳۵﴾ اَمْ خَلَقُوا السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ ۚ بَلْ لَّا یُوْقِنُوْنَ ﴿۳۶﴾ اَمْ عِنْدَهُمْ خَزَآىِٕنُ رَبِّكَ اَمْ هُمُ الْمُصَۜیْطِرُوْنَ ﴿۳۷﴾ (الطور: 37-35) ''کیا وہ پیدا ہو گئے بغیر کسی (خالق) کے یا وہ خود ہی (اپنے) خالق ہیں؟ کیا انہوں نے پیدا کیا ہے زمین اور آسمانوں کو؟ (ہرگز نہیں) بلکہ وہ یقین سے محروم ہیں کیا ان کے قبضہ میں ہیں آپ کے رب کے خزانے یا انہوں نے ہر چیز پر تسلط جما لیا ہے۔''

قریب تھا کہ میرا دل سینے کو چیر کر باہر نکل جائے وہ پہلا دن تھا جب میرے دل میں اسلام کی عزت پیدا ہوئی۔ ایک اور روایت میں ہے کہ جب میں نے یہ آیتیں سنیں: وَ الطُّوْرِ ﴿۱﴾ وَ كِتٰبٍ مَّسْطُوْرٍ ﴿۲﴾ فِیْ رَقٍّ مَّنْشُوْرٍ ﴿۳﴾ (الطور: 3-1) ''قسم ہے کوہ طور کی اور کتاب کی جو لکھی گئی ہے کھلے ورق پر'' تو مجھ پر حیرت اور دہشت طاری ہو گئی۔ جب میں نے سرور انبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام کو یہ آیات پڑھتے ہوئے سنا: اِنَّ عَذَابَ رَبِّكَ لَوَاقِعٌ ﴿۷﴾ مَّا لَهٗ مِنْ دَافِعٍ ﴿۸﴾ (الطور: 8-7) ''یقیناً آپ ﷺ کے رب کا عذاب واقع ہو کر رہے گا اور اس کو کوئی ٹالنے والا نہیں'' تو مجھ میں کھڑا رہنے کی تاب نہ رہی میں بیٹھ گیا مجھے یوں محسوس ہوا کہ ابھی عذاب الٰہی کی بجلی کوندے گی اور مجھے جلا کر خاکستر کر دے گی۔

پھر حضور ﷺ نے یہ آیات پڑھیں: یَّوْمَ تَمُوْرُ السَّمَآءُ مَوْرًا ﴿۹﴾ وَّ تَسِیْرُ الْجِبَالُ سَیْرًا ﴿۱۰﴾ فَوَیْلٌ یَّوْمَىِٕذٍ لِّلْمُكَذِّبِیْنَ ﴿۱۱﴾ (الطور: 11-9) ''جس روز آسمان بری طرح تھرتھرا رہا ہوگا اور پہاڑ اپنی جگہ چھوڑ کر تیزی سے چلنے لگیں گے پس بربادی ہوگی اس دن جھٹلانے والوں کے لئے'' یہ سن کر مجھ پر شدید خوف اور دہشت طاری ہو گئی اور جب حضور ﷺ نے یہ آیات تلاوت کیں: اَمْ عِنْدَهُمْ خَزَآىِٕنُ رَبِّكَ اَمْ هُمُ الْمُصَۜیْطِرُوْنَ ﴿۳۷﴾ (الطور: 37) ''کیا ان کے قبضے میں ہیں آپ کے رب کے خزانے یا انہوں نے ہر چیز پر تسلط جما لیا ہے۔''

تو یہ آیات سن کر مجھے یوں محسوس ہونے لگا کہ میرا دل سینے کو چیر کر باہر نکلا جاتا ہے۔ یہی ہیبت وجلال ہی حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اسلام لانے کا سبب بنا۔

قرآن پاک کے اعجاز میں سے یہ بھی ہے کہ اس کا قاری اس سے تھکتا نہیں اگرچہ وہ اسے کتنی ہی مرتبہ دہرائے جبکہ دل بار بار دہرانے والی چیز سے اکتا جاتے ہیں۔ اسی طرح سامع بھی اس سے اعراض نہیں کرتا۔ نہ ہی اس کا بار بار پڑھا جانا

حضور ﷺ نے فرمایا ''اس میں کوئی اختلاف نہیں یہ ناپسندیدہ بھی نہیں اور اس میں اولین وآخرین کی خبریں ہیں۔''

ابن ابی شیبہ رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب مکرم ﷺ کو ارشاد فرمایا ہے ''میں آپ ﷺ پر ایک جدید تورات نازل کرنے والا ہوں اس کے ذریعے آپ اندھی آنکھوں کو بینا کر دیں گے۔ بہرے کانوں کو قابل سماعت بنا دیں گے غفلت کے غلافوں میں لپٹے ہوئے دلوں کو بیدار کر دیں گے۔ اس میں علم کے چشمے ابل رہے ہیں۔ یہ حکمت کا مفہوم بتاتی ہے اس کی وجہ سے دل کی بہار ہے۔

حضرت کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے: ''قرآن پاک کی تلاوت کیا کرو یہ عقل کی روشنی اور حکمت کا نور ہے۔''

ارشاد ربانی ہے: اِنَّ هٰذَا الْقُرْاٰنَ يَقُصُّ عَلٰى بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ اَكْثَرَ الَّذِيْ هُمْ فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ۝ (النمل:76) ''بلاشبہ یہ قرآن پاک بیان کرتا ہے بنی اسرائیل کے سامنے اکثر ان امور (کی حقیقت) کو جن میں وہ جھگڑتے رہتے ہیں۔''

اللہ رب العزت نے ارشاد فرمایا: هٰذَا بَيَانٌ لِّلنَّاسِ وَهُدًى (آل عمران:139) ''یہ ایک بیان ہے لوگوں (کے سمجھانے) کے لئے اور ہدایت۔'' اگرچہ قرآن کے کلمات کم ہیں اس کے الفاظ تھوڑے ہیں لیکن اس کے باوجود اللہ تعالیٰ نے اس میں بہت سے علوم اور معارف جمع کئے ہیں۔ اس میں بیان کردہ علوم ومعارف سابقہ کتب سے کئی گناہ زیادہ ہیں جبکہ ان کتب کے الفاظ قرآن پاک سے کئی گنا زیادہ تھے۔

حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اقوام جو کچھ کہتی ہیں وہ حضور ﷺ کی سنت کی تشریح ہے اور آپ ﷺ کی تمام سنت قرآن پاک کی شرح ہے اسی طرح حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے جو بھی فیصلے فرمائے وہ قرآن پاک ہی سے فرمائے نیز جو بھی ابتداءً سنت مصطفیٰ علیہ التحیہ والثناء سے ثابت ہے وہ درحقیقت قرآن پاک ہی سے ماخوذ ہے۔ ایک اور جید عالم دین فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے جو کچھ بھی فرمایا، یا فیصلہ کیا یا کسی چیز کا حکم دیا اس کی اصل قرآن پاک میں کہیں نہ کہیں موجود ہے۔

ایک اور متبحر عالم دین نے فرمایا کہ اس عالم میں جو بھی چیز ہے اس کا ذکر قرآن پاک میں موجود ہے۔ ان سے پوچھا گیا کہ قرآن پاک میں سراؤں کا ذکر کہاں ہے انہوں نے فرمایا اللہ کے اس فرمان: لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَدْخُلُوْا بُيُوْتًا غَيْرَ مَسْكُوْنَةٍ (النور:29) ''کوئی حرج نہیں تم پر اگر تم داخل ہو اپنے گھروں میں جن میں کوئی آباد نہیں۔'' میں سراؤں کا ہی ذکر ہے۔ ایک اور عالم دین کا بیان ہے کہ وہ شخص جس کو اللہ تعالیٰ نے فہم وفراست عطا فرمائی ہے وہ قرآن پاک میں سے ہر چیز کو تلاش کر سکتا ہے۔

ایک اور عالم کا بیان ہے قرآنی علوم کا احاطہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ اور کوئی نہیں کر سکتا اللہ تعالیٰ کے بعد قرآن پاک کے علوم کو سب سے زیادہ حضور ﷺ نے جانا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ہی آپ ﷺ کو قرآنی علوم سکھائے۔ پھر حضور ﷺ سے ان علوم کو صحابہ کرام علیہم الرضوان نے روایت کیا ان کے مراتب میں تفاوت کی وجہ سے ان کے علوم میں بھی فرق ہے جیسا کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ تمام صحابہ سے بڑے عالم تھے۔ اس

قرآن پاک میں علم الہندسہ بھی موجود ہے مثلاً اللہ رب العزت کا ارشاد ہے: اِنْطَلِقُوْٓا اِلٰى ظِلٍّ ذِيْ ثَلٰثِ شُعَبٍ ۝ لَّا ظَلِيْلٍ وَّلَا يُغْنِيْ مِنَ اللَّهَبِ ۝ (المرسلات: 31-30) ''چلو اس سایہ کی طرف جو تین شاخوں والا ہے نہ وہ سایہ دار ہے اور نہ وہ بچاتا ہے آگ کی لپیٹ سے۔''

اس آیت میں ایک مثلث کی طرف اشارہ ہے اور اس کے بارے میں کچھ ایسی باتیں بتائی گئیں ہیں جن کو صرف وہ لوگ ہی جان سکتے ہیں جو علم الہندسہ کے ماہر ہوتے ہیں۔

قرآن میں علوم سیر، اخلاق حمیدہ، تزکیہ نفس، سابقہ اُمم کی خبریں، مواعظ، حکمت سے لبریز باتیں، جوامع الکلم، آخرت کے بارے میں معلومات، محاسن آداب، ضرب الامثال، وہ اشیاء جو قیامت پر دلالت کرتیں ہیں، ماضی اور مستقبل کی خبریں، امر بالمعروف، نہی عن المنکر، قریبی رشتہ داروں کے ساتھ صلہ رحمی اور فساد نہ کرنے کے بارے میں حکم دیا گیا ہے الغرض جس چیز کی بھی انسان کو احتیاج تھی وہ اس میں بیان کر دی گئی ہے اسی وجہ سے اللہ رب العزت نے ارشاد فرمایا: مَا فَرَّطْنَا فِي الْكِتٰبِ مِنْ شَيْءٍ (الانعام: 38) ''نہیں نظر انداز کیا ہم نے کتاب میں کسی چیز کو۔''

وَنَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ تِبْيَانًا لِّكُلِّ شَيْءٍ (النحل: 89) ''اور ہم نے اتاری ہے آپ ﷺ پر یہ کتاب اس میں تفصیلی بیان ہے ہر چیز کا۔''

وَلَقَدْ صَرَّفْنَا لِلنَّاسِ فِيْ هٰذَا الْقُرْاٰنِ مِنْ كُلِّ مَثَلٍ (اسراء: 89) ''بلاشبہ ہم نے طرح طرح سے (بار بار) بیان کی ہیں لوگوں کے لئے اس قرآن میں ہر قسم کی مثالیں (تاکہ وہ ہدایت پائیں)۔''

حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا ''اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک کو نازل کیا جو ہر نیک کام کا حکم دینے والا ہے۔ ہر برے کام سے منع کرنے والا ہے اور سابقہ طریقوں کو بیان کرنے والا ہے اس میں بہت سی ضرب الامثال ہیں اس میں تم سے پہلے اُمم کی خبریں ہیں اور تمہارے بعد رونما ہونے والے واقعات ہیں۔ یہ تمہارے درمیان ثالث ہے زیادہ پڑھنا اس کو پرانا نہیں کرتا۔ اس کے عجائب ختم نہیں ہوتے یہ حق ہے مذاق نہیں ہے جو اس کے ساتھ گفتگو کرتا ہے وہ سچا ہے جو اس کے ساتھ فیصلہ کرتا ہے وہ عادل ہے جو اس کے ساتھ مخاصمت کرتا ہے وہ کامیاب ہے جو اس کے مطابق تقسیم کرتا ہے وہ انصاف کرتا ہے جو اس کے مطابق عمل کرتا ہے اسے اجر دیا جاتا ہے جو اس کا دامن پکڑ لیتا ہے اس کو صراط مستقیم پر چلنے کی ہدایت نصیب ہوتی ہے۔ جو شخص قرآن پاک کے علاوہ کسی اور جگہ سے ہدایت طلب کرتا ہے اللہ تعالیٰ اسے گمراہ کر دیتا ہے جو شخص قرآن پاک کے احکام کے علاوہ کسی اور حکم کو نافذ کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کی گردن توڑ دیتا ہے۔ قرآن پاک ہی ذکر حکیم ہے یہی نور مبین ہے یہی راہ راست ہے اور اللہ تعالیٰ کی مضبوط رسی ہے سراپا شفا اور نافع ہے جو اس کا دامن پکڑ لیتا ہے اسے وہ گناہوں اور غلطیوں سے بچا لیتا ہے جو اس کی پیروی کرتا ہے اس کو نجات مل جاتی ہے اس میں کجی نہیں تاکہ اس کو درست کرنے کی ضرورت محسوس ہو یہ راہ ہدایت سے بھٹکتا نہیں کہ اسے عتاب کرنے کی ضرورت محسوس ہو۔''

حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بھی اسی قسم کی حدیث روایت ہے لیکن اس میں کچھ اضافہ بھی ہے۔

قرآن پاک کے معجز ہونے کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو یاد کرنا آسان فرما دیا ہے ارشاد ربانی ہے: وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْاٰنَ لِلذِّكْرِ (القمر:17) ''اور بے شک ہم نے آسان کر دیا ہے قرآن نصیحت پذیری کے لئے پس ہے کوئی نصیحت قبول کرنے کے لئے۔'' سابقہ اُمم کی عمریں اگر چہ بہت زیادہ ہوا کرتی تھیں لیکن ان کی کتابوں کو کوئی شاذ و نادر ہی یاد کر سکتا تھا حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ بنی اسرائیل میں سے کوئی شخص بھی تورات کو یاد نہیں کر سکتا تھا وہ تورات کو اوپر سے دیکھ کر پڑھتے تھے تورات شریف صرف انبیاء کرام حضرت موسیٰ، حضرت ہارون، حضرت یوشع اور حضرت عزیر علیہم السلام کو یاد تھی لیکن امت مصطفویہ پر اللہ تعالیٰ نے یہ احسان فرمایا ہے کہ قرآن پاک کا حفظ کرنا ان پر آسان فرما دیا ہے۔اس میں ان گنت حفاظ کرام ہیں اور بچے اس کتاب کو بالکل تھوڑی مدت میں یاد کر لیتے ہیں۔

قرآن پاک کے اعجاز کی وجوہات میں سے ایک وجہ یہ بھی ہے کہ اس کے اجزاء ایک دوسرے کے مشابہ ہیں اس کے تمام اجزاء میں حسن تالیف ہے ایک قصہ کا دوسرے قصہ کے ساتھ ایک خاص تعلق ہے معانی کے مختلف ہونے کے باوجود ایک قسم سے دوسری قسم کی طرف خروج کیا گیا ہے ایک ہی سورۃ میں امر، نہی، خبر، وعدہ، وعید، توحید کے دلائل، اثبات نبوت کے دلائل، ترغیب و ترہیب اور کئی شریعت کے احکام بیان کئے گئے ہیں۔اسی طرح قرآن پاک میں کئی ضرب الامثال بیان کی گئی ہیں۔ طویل داستانیں بیان کی گئی ہیں ان کی طوالت کے باوجود ان میں کسی قسم کا کوئی ضعف نہیں ہے۔ایک فصیح کلام میں جب اتنی زیادہ چیزیں جمع ہو جائیں تو اس کی قوت میں ضعف، اس کی عظمت میں کمی اور اس کی رونق و سرور میں قلت آ جاتی ہے لیکن قرآن پاک ہر مقام پر فصاحت و بلاغت سے لبریز ہے۔اسی طرح اس لاریب کتاب میں کفار کی خبریں بیان کی گئی ہیں انہیں ڈرایا اور دھمکایا گیا ہے سابقہ قوموں کی ہلاکت کی لرزہ خیز داستانیں بھی اس میں موجود ہیں۔کفار جو حضور ﷺ کو جھٹلاتے تھے، ان کا حسد اور عاجزی ان کی توہین اور دنیا اور آخرت میں ان کی رسوائی کا تذکرہ بھی ہے۔اسی طرح اس میں سابقہ اُمم کا اپنے اپنے انبیاء کو جھٹلانا، اللہ تعالیٰ کا انہیں وادیٔ ہلاکت میں پھینکنا کفار کو عذاب دینے سے ڈرانا۔نیز حضور ﷺ کو کفار کی ایذیتوں پر تسلی و تشفی دی گئی ہے دیگر انبیائے کرام علیہم السلام مثلاً حضرت داؤد علیہ السلام، حضرت سلیمان علیہ السلام اور حضرت ایوب علیہ السلام کے قصے قرآن پاک میں موجود ہیں ان تمام اشیاء کے باوجود قرآن کا اعجاز اور حسن تالیف اپنی جگہ برقرار ہے اس میں کسی قسم کا کوئی خلل نہیں آیا نہ ہی اس کی رونق کم ہوئی اور نہ اس کی فصاحت میں کوئی فرق پڑا ہے۔

اس کے اعجاز کے اسباب میں سے ایک سبب یہ بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس امت پر یہ کرم فرمایا ہے کہ اسے قرآن پاک کو مشہور قرآتوں کے ساتھ پڑھنے کی وسعت بخشی ہے۔جس قرآت سے بھی قرآن پاک کو پڑھا جائے اس کی فصاحت و بلاغت میں کوئی کمی واقع نہیں ہوتی بلکہ فصاحت و بلاغت کا معیار برقرار رہتا ہے۔کسی بشر کے کلام میں ایسا ہونا ناممکن ہے۔ اگر کوئی شاعر کتنا ہی بلیغ ہو اور اپنے قصیدے کی فصاحت و بلاغت میں کتنی ہی کوشش کرے اگر اس کے قصیدے کے کلمات کو بدل دیا جائے تو اس کی فصاحت و بلاغت بھی ختم ہو جاتی ہے اور اگر اسے مختلف قرأتوں سے پڑھا جائے پھر بھی اس کی فصاحت و بلاغت میں خلل آ جاتا ہے۔یہ قرآن حکیم کی شان ہے کہ اس کی فصاحت و بلاغت ہر حالت میں دائمی اور ابدی ہے

طرح حضرت مولا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں جن کے بارے میں حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا: **اَنَا مَدِیْنَةُ الْعِلْمِ وَعَلِیٌّ بَابُهَا** ''میں علم کا شہر ہوں اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم اس کے دروازہ ہیں۔''

اسی وجہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے تھے کہ اگر میرے اونٹ کی نکیل بھی گم ہو جائے تو میں اسے قرآن پاک سے ڈھونڈ سکتا ہوں پھر ان صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے ان علوم کو تابعین نے روایت کیا پھر ان کے بعد اتنے کثیر علوم کو اٹھانے سے لوگوں کی ہمتیں جواب دے گئیں انہوں نے ان علوم کو مختلف اقسام تقسیم کر لیا تا کہ ہر گروہ ایک علم یا فن کو حاصل کر لے۔ پھر انہوں نے ان علوم کو اپنی استطاعت کے مطابق وسعت دی پھر یہ علوم وفنون اتنے زیادہ ہو گئے جو حد شمار سے ماوراء ہیں۔ بعض علماء نے فرمایا ہے کہ قرآن پاک میں پچاس علوم ہیں بعض نے قرآن پاک میں چار سو علوم ہونے کا دعویٰ کیا ہے اور بعض علماء فرماتے ہیں کہ قرآن پاک میں سات ہزار علوم ہیں۔ بعض علماء کے نزدیک قرآن پاک میں ستر ہزار علوم ہیں وہ قرآن پاک کے کلمات کو چار سے ضرب دیتے ہیں کیونکہ ہر کلمہ کا ایک ظاہر اور ایک باطن ہے اور ایک حد اور مطلع ہے۔ پھر ان کلمات کا آپس میں تعلق اور ربط بھی ہے اس طرح قرآن پاک میں اتنے ان گنت علوم ہیں جن کو اللہ کے علاوہ اور کوئی نہیں جان سکتا۔

تمام علوم کی بنیاد تین چیزیں ہیں: 1۔ توحید، 2۔ مواعظ، 3۔ احکام۔ کیونکہ سورۃ فاتحہ ان تینوں اشیاء پر مشتمل ہے اس لئے اسے اُمُّ القرآن کہتے ہیں اور سورۃ اخلاص صرف توحید پر مشتمل ہے اس لئے اسے قرآن پاک کا تیسرا حصہ کہا جاتا ہے۔

ابن جریر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ وہ تین بنیادی چیزیں درج ذیل ہیں: 1۔ توحید، 2۔ اخبار، 3۔ دینی معاملات۔

بعض علماء فرماتے ہیں کہ قرآن پاک میں ہر چیز کا علم ہے جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: **مَا فَرَّطْنَا فِي الْكِتٰبِ مِنْ شَيْءٍ** (الانعام: 38) ''نہیں نظر انداز کیا ہم نے کتاب میں کسی چیز کو۔''

تمام علوم کی بنیاد قرآن حکیم میں موجود ہے قرآن پاک میں مخلوقات کے عجائب ہیں آسمان وزمین کے عجائب کا ذکر ہے افق اعلیٰ اور زمین کے نیچے جو بھی اشیاء ہیں ان کا تذکرہ قرآن پاک میں موجود ہے اس میں انسانی تخلیق کی ابتداء اور مشہور انبیاء اور ملائکہ کا ذکر ہے سابقہ اُمم کی خبریں ہیں۔ حضور ﷺ کی عظمت ورفعت کے تذکرے ہیں آپ ﷺ کے غزوات کا ذکر موجود ہے آپ ﷺ کے وصال تک کا ذکر قرآن پاک میں موجود ہے آپ ﷺ کے وصال کے بعد آپ کی امت کی عظمت کا ذکر ہے انسان کا اس کی تخلیق سے لے کر موت تک کا ذکر موجود ہے قیامت کی نشانیاں بتائی گئی ہیں برزخ، حشر، جنت اور دوزخ کے تمام حالات بیان کر دیئے گئے ہیں۔

قرآن پاک کے اعجاز میں سے یہ بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس میں دلیل اور مدلول کو جمع فرمایا ہے۔ قرآن پاک کا انوکھا انداز بیان، نرالا اسلوب، حسن ادائیگی، حسن تالیف، اس کا اعجاز اور بلاغت اس کی دلیل ہے اور اس میں موجود امر، نہی، وعدہ، وعید اور دیگر تمام بلند مقاصد اس کے مدلول ہیں قاری قرآن ایک ہی کلام سے اور ایک ہی سورۃ سے دلیل کو بھی جان لیتا ہے اور مدلول کو بھی۔

گی۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا تمہارے پاس اللہ تعالیٰ کی کتاب موجود ہے اس میں تم سے پہلے لوگوں کی داستانیں موجود ہیں اور اس میں مستقبل کی بھی خبریں پائی جاتی ہیں اور یہ تمہارے درمیان ثالث اور حکم بھی ہے۔

اس حدیث شریف کو امام ترمذی علیہ الرحمۃ وغیرہ نے روایت کیا ہے۔

حضرت سعید بن منصور رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب ''سنن'' میں حضرت ابو مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں ''جو شخص علم کے حصول کا ارادہ کرتا ہے اس کو قرآن پاک کی طرف رجوع کرنا چاہئے اس میں اولین وآخرین کی خبریں ہیں۔'' امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کی وضاحت کرتے ہوئے لکھا ہے کہ اس سے مراد علم کے اصول اور بنیادی چیزیں ہیں۔

حضرت حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ایک سو چار کتابیں نازل فرمائیں ان تمام کتب کے علوم چار کتابوں، تورات، انجیل، زبور اور قرآن پاک میں رکھ دیئے پھر ان کتب کے تمام علوم کو سورۃ فاتحہ میں رکھ دیا جس شخص نے سورۃ فاتحہ کی تفسیر کو جان لیا اس نے تمام الہامی کتب کی تفسیر کو جان لیا۔ حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ''آئمہ کے تمام اقوال سنت رسول ﷺ کی شرح ہیں اور تمام سنت مصطفیٰ ﷺ قرآن حکیم کی شرح ہے۔'' ایک اور بزرگ فرماتے ہیں کہ میں نے جو بھی حدیث مبارک سنی اس کے مطابق میں نے قرآن پاک کی آیت کو تلاش کر لیا۔

حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ سے جو بھی حدیث مجھ تک پہنچی میں نے اسے قرآن پاک کی کسی نہ کسی آیت کے مطابق پایا۔ اس قول کو ابن ابی حاتم رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا ہے حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ اس قرآن پاک میں ہر قسم کا علم موجود ہے۔ اس میں ہر چیز بیان کر دی گئی ہے لیکن ہمارا علم قرآن پاک کے تمام علوم کو سمجھنے سے قاصر ہے۔ اس قول کو ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ تعالیٰ نے روایت کیا ہے۔

ابو شیخ رحمۃ اللہ علیہ نے ''کتاب العظمۃ'' میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ اگر اللہ تعالیٰ کسی چیز کو ترک کرتا تو وہ ذرہ، خردلہ (رائی کا دانہ) اور بعوضہ (مچھر) کو چھوڑ دیتا۔

حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے جو بھی فیصلے فرمائے وہ قرآن پاک کو پڑھ کر اسی کے مطابق فرمائے۔ حضرت علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ کی یہ حدیث مبارک بھی اسی قول کی تائید کرتی ہے آپ ﷺ نے فرمایا ''میں انہیں اشیاء کو حلال کرتا ہوں جن کو اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں حلال کیا ہے۔'' اس حدیث کو الطبرانی نے اوسط میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کیا ہے۔ حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ کسی کو جو بھی اس کے دین کے بارے میں مشکل پیش آتی ہے قرآن پاک میں اس کا حل موجود ہے اگر یہ اعتراض کیا جائے کہ بہت سے احکام ابتداءً سنت سے ثابت ہیں تو میں اس کا جواب یہ دوں گا کہ وہ احکام بھی درحقیقت اللہ تعالیٰ کی کتاب سے ماخوذ ہیں کیونکہ اللہ رب العزت نے ہی ہم پر رسول اللہ ﷺ کی اتباع اور پیروی واجب کی ہے اور آپ ﷺ کے ہر قول کو قبول کر لینا ہم پر فرض قرار دیا ہے۔

ایک دفعہ حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ مکہ معظمہ میں موجود تھے انہوں نے فرمایا مجھ سے جو چاہو سوال کرو۔ ان سے

ارشاد ربانی ہے: قُلْ لَّئِنِ اجْتَمَعَتِ الْاِنْسُ وَالْجِنُّ عَلٰٓی اَنْ یَّاْتُوْا بِمِثْلِ هٰذَا الْقُرْاٰنِ لَا یَاْتُوْنَ بِمِثْلِهٖ وَلَوْ كَانَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ ظَهِیْرًا (الاسراء:88) ’’(بطور چیلنج) فرما دیجئے اگر اکٹھے ہو جائیں سارے انسان اور سارے جن اس بات پر کہ لے آئیں اس قرآن کی مثل تو ہرگز نہ لاسکیں گے اس کی مثل اگر چہ وہ ہو جائیں ایک دوسرے کے مددگار۔‘‘

نہ ہی آقائے دو جہاں ﷺ کے زمانہ اقدس میں کسی شخص کو ایسا کلام پیش کرنے کی جسارت ہوئی اور نہ ہی اس زمانہ میں کوئی ایسا کلام پیش کر سکا یقیناً قیامت تک کوئی شخص بھی ایسا کلام پیش نہیں کر سکے گا۔ جب ایسا کلام بنانے سے عرب کے فصحاء اور بلغاء عاجز آ گئے تھے تو دوسرے افراد ایسا کلام کیسے پیش کر سکتے ہیں۔

اہل عرب جانتے تھے کہ حضور ﷺ بعثت سے پہلے چالیس سال حساب و کتاب میں سے کوئی چیز نہیں سیکھی تھی ان کا خود شاعر ہونا تو دور کی بات ہے آپ تو دیگر شعراء کا کلام بھی نہیں پڑھتے تھے آپ ﷺ نے نہ ہی کسی سے کوئی فریاد کی۔ نہ ہی کسی سے کوئی اثر روایت کیا حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ پر وحی نازل فرمائی اور آپ ﷺ کو لا ریب کتاب سے نوازا۔ حضور ﷺ نے انہیں اسی کتاب کے ساتھ دعوت کی اور اس کی تبلیغ فرمائی۔ اللہ رب العزت کا ارشاد ہے: قُلْ لَّوْ شَآءَ اللّٰهُ مَا تَلَوْتُهٗ عَلَیْكُمْ وَلَآ اَدْرٰىكُمْ بِهٖ ۖ فَقَدْ لَبِثْتُ فِیْكُمْ عُمُرًا مِّنْ قَبْلِهٖ ؕ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ (یونس:16) ’’آپ فرما دیجئے اگر چاہتا اللہ تعالیٰ تو میں نہ پڑھتا اسے تم پر اور نہ ہی وہ آگاہ کرتا تمہیں اس سے میں تو گزار چکا ہوں تمہارے درمیان عمر (کا ایک حصہ) اس سے پہلے کیا تم انہیں بھی نہیں سمجھتے۔‘‘

اللہ رب العزت نے اسی کے بارے میں یوں ارشاد فرمایا ہے: وَمَا كُنْتَ تَتْلُوْا مِنْ قَبْلِهٖ مِنْ كِتٰبٍ وَّلَا تَخُطُّهٗ بِیَمِیْنِكَ اِذًا لَّارْتَابَ الْمُبْطِلُوْنَ (العنکبوت:48) ’’اور نہ آپ پڑھ سکتے تھے اس سے پہلے کوئی کتاب اور نہ ہی اسے لکھ سکتے تھے اپنے دائیں ہاتھ سے (اگر آپ لکھ پڑھ سکتے) تو ضرور شک کرتے اہل باطل۔‘‘

قرآن پاک کے اعجاز کے بے شمار اسباب ہیں اس کے عجائب بھی ان گنت ہیں۔ قرآن پاک کے معجزات کو ایک ہزار یا دو ہزار میں نہیں گنا جا سکتا کیونکہ حضور نبی کریم ﷺ نے اہل عرب کو ایک سورۃ لانے کا چیلنج کیا لیکن وہ اس سے عاجز آ گئے سب سے چھوٹی سورت ’’سورۃ الکوثر‘‘ ہے پھر اس سورۃ کی ہر آیت معجزہ ہے پھر اس سورت میں بذات خود کئی معجزات ہیں۔

سیرت نبویہ کی عبارت ختم ہوئی۔

حضرت علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب ’’اَلْاِکْلِیْلُ فِیْ اِسْتِنْبَاطِ التَّنْزِیْلِ‘‘ میں قرآن پاک کے علوم پر بڑی وضاحت سے روشنی ڈالی ہے انہوں نے لکھا ہے:

اللہ رب العزت کا ارشاد ہے: وَنَزَّلْنَا عَلَیْكَ الْكِتٰبَ تِبْیَانًا لِّكُلِّ شَیْءٍ (النحل:89) ’’اور ہم نے اتاری ہے آپ پر یہ کتاب اس میں تفصیلی بیان ہے ہر چیز کا۔‘‘

اسی طرح ارشاد ربانی ہے: مَا فَرَّطْنَا فِی الْكِتٰبِ مِنْ شَیْءٍ (انعام:38) ’’نہیں نظر انداز کیا ہم نے کتاب میں کسی چیز کو۔‘‘

حضور ﷺ نے فرمایا ’’عنقریب فتنے سر اٹھائیں گے۔‘‘ آپ ﷺ سے عرض کی گئی کہ ان سے نجات کیسے حاصل ہو

اور ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہم ان علوم کے جانشین قرار پائے حتیٰ کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ اگر میرے اونٹ کی نکیل بھی گم ہو جائے تو میں اسے قرآن پاک کے ذریعے تلاش کر سکتا ہوں۔ صحابہ کرام سے پھر تابعین ان علوم کے ورثاء بنے پھر ان کے دور کے بعد ہمتیں کم ہو گئیں، عزائم کی رفعت ختم ہو گئی اور اہل علم سست ہو گئے وہ ان تمام علوم کو نہ سیکھ سکے جن کو صحابہ کرام اور تابعین نے سیکھا تھا انہوں نے ان علوم کو کئی اقسام میں منقسم کر لیا اور ہر گروہ نے اپنے فن اور علم میں مہارت حاصل کی۔

ایک گروہ نے قرآن پاک کی لغت کو ضبط کرنے، کلمات کو تحریر کرنے، حروف کے مخارج کو پہچاننے، اس کی آیات، کلمات، سورتوں اور اجزاء کو شمار کرنے، قرآن پاک کے سیپاروں کے نصف اور چوتھائی بنانے، سجدوں کی آیات گننے کی طرف توجہ دی۔ ہر دس آیات کے بعد علامات لگانے، متشابہات کلموں کو جمع کرنے اور متشابہ آیات کو جمع کرنے کی طرف دھیان دیا انہوں نے قرآن پاک کے معنی کی طرف کوئی توجہ نہ دی اس گروہ کو ''قراء'' کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ نحویوں نے قرآن میں موجود افعال اور اسماء کے معرب اور مبنی ہونے کی طرف توجہ دی حروف عاملہ اور غیر عاملہ کو الگ الگ کیا۔ اسماء اور اس کے توابع کی طرف دھیان دیا۔ لازم اور متعدی حروف کو علیحدہ علیحدہ کیا، کلمات کے لکھنے کے انداز کو دیکھا حتیٰ کہ بعض لوگوں نے قرآن پاک کے مشکل مقامات پر اعراب لگایا اور بعض افراد نے تمام قرآن پاک پر اعراب لگا دیئے۔

مفسرین نے قرآن پاک کے معانی کی طرف توجہ کی انہوں نے قرآن پاک میں بعض الفاظ ایسے پائے جن کا صرف ایک ایک معنی ہے اور بعض الفاظ ایسے دیکھے جن کے کئی معانی تھے۔ انہوں نے پہلے معنی کو اپنے حکم پر رکھا اور اس کے خفی بیان کر دیا انہوں نے ذو معنی الفاظ کے احتمالات میں سے کسی ایک کو ترجیح دینے کے لئے بڑا غور و فکر کیا اور بڑی عرق ریزی سے لفظ کے تقاضا کے مطابق اس کا معنی نکالا۔

اصولیین نے قرآن پاک کے دلائل عقلیہ اور دلائل نظریہ میں غور و فکر کیا مثلاً اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد میں انہوں نے دلائل اخذ کرنے کے لئے بڑی جستجو کی: لَوْ كَانَ فِيهِمَآ اٰلِهَةٌ اِلَّا اللّٰهُ لَفَسَدَتَا ۚ (انبیاء:22) ''اگر ہوتے زمین و آسمان میں کوئی اور خدا سوائے اللہ تعالیٰ کے تو یہ دونوں برباد ہو جاتے۔'' انہوں نے اللہ تعالیٰ کی وحدانیت، اس کے وجود اور لقاء، اس کے قدیم ہونے، اس کی قدرت اور علم ہر اس چیز پر جو اس کے لائق نہیں کے دلائل اخذ کئے ایسے علم کو اصول الدین کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔

علماء کے ایک گروہ نے قرآن پاک میں خطاب کے معانی پر غور و خوض کیا ان میں سے کچھ عمومیت کا تقاضا کرتے تھے اور کچھ مخصوص تھے انہوں نے ان کو الگ الگ کیا۔ حقیقت اور مجاز کو جدا جدا کیا تخصیص، اضمار، نص، ظاہر، مجمل، محکم، متشابہ، امر، نہی اور نسخ وغیرہ کو جدا جدا کیا۔ اس فن کو اصول فقہ کے نام سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ ایک گروہ نے قرآن پاک میں حلال و حرام میں تفکر و تدبر کیا تمام احکام میں انہوں نے غور کیا اس علم کے اصول اور فروع کا استنباط کیا۔ انہوں نے اس علم کی بہت زیادہ تفصیل بیان کی اس لئے اس علم کا نام علم الفروع یعنی فقہ رکھا گیا۔

سوال کیا گیا کہ آپ محرم الحرام میں بھڑ کو مارنے کے بارے میں کیا کہتے ہیں۔ انہوں نے فرمایا:

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: مَآ اٰتٰىكُمُ الرَّسُوۡلُ فَخُذُوۡهُ ۚ وَمَا نَهٰىكُمۡ عَنۡهُ فَانۡتَهُوۡا ۚ (الحشر: 7) ''اور رسول (کریم) جو تمہیں عطا فرما دیں وہ لے لو اور جس سے تمہیں روکیں تو رک جاؤ۔''

حضرت سفیان بن عیینہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مجھے بیان کیا ہے کہ حضرت حذیفہ بن الیمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ میرے بعد حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی اقتداء کرو اور سفیان بن مسعر نے روایت بیان کی ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ نے محرم میں بھڑ کو قتل کرنے کا حکم فرمایا۔

حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے نشان لگانے والی عورتوں، زیب و زینت کے لئے بالوں کو چہروں پر سجانے والی عورتوں، حسن و زیبائی کا اظہار کرنے والی عورتوں اور اللہ کی تخلیق کو تبدیل کرنے والی عورتوں پر لعنت فرمائی ہے۔ ایک عورت نے آپ پر اعتراض کیا تو آپ نے جواب دیا کہ میں ان پر لعنت کیوں نہ بھیجوں جب کہ رسول اللہ ﷺ نے ان پر لعنت فرمائی ہے اور یہ اللہ کی کتاب میں موجود ہے اس عورت نے جواب دیا میں نے تو سارا قرآن پاک پڑھا ہے میں نے تو یہ کہیں نہیں دیکھا حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جواب دیا اگر تو قرآن پڑھتی تو ضرور اس میں یہ چیز پاتی۔ کیا تو نے یہ آیت نہیں پڑھی: مَآ اٰتٰىكُمُ الرَّسُوۡلُ فَخُذُوۡهُ ۚ وَمَا نَهٰىكُمۡ عَنۡهُ فَانۡتَهُوۡا ۚ (الحشر: 7) ''اور رسول (کریم) جو تمہیں عطا فرما دیں وہ لے لو اور جس سے تمہیں روکیں تو رک جاؤ۔''

اس عورت نے جواب دیا ہے ہاں میں نے قرآن پاک میں یہ آیت پڑھی ہے ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جواب دیا ان اشیاء سے اللہ کے نبی ﷺ نے منع فرمایا ہے۔ ابن برجان رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ حضور ﷺ نے جو بھی کسی چیز کے متعلق فرمایا ہے اس کی اصل قرآن پاک میں موجود ہے خواہ اس کا اظہار زمانہ قریب میں ہو یا بعید میں۔ جس نے اس کو سمجھنے کی کوشش کی اس نے سمجھ لیا اور جو اندھا بنا رہا وہ اندھا ہی رہا اسی طرح حضور ﷺ نے جو بھی فیصلہ کیا یا حکم دیا وہ بھی قرآن پاک میں موجود ہے۔

بعض علماء نے فرمایا ہے کہ جس شخص کو اللہ تعالیٰ نے فہم و فراست عطا فرمائی ہے اس کے لئے قرآن پاک میں سے ہر مسئلہ کا حل ڈھونڈ لینا ممکن ہے۔ بعض افراد تو قرآن پاک میں سے مسائل استنباط کرنے کے اتنے ماہر تھے کہ انہوں نے اس کے ذریعہ سے حضور ﷺ کی عمر مبارک تریسٹھ سال معلوم کر لی تھی۔ سورۃ المنافقین میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: وَلَنۡ يُّؤَخِّرَ اللّٰهُ نَفۡسًا اِذَا جَآءَ اَجَلُهَا ؕ (المنافقون: 11) ''اور اللہ تعالیٰ مہلت نہیں دیا کرتا کسی شخص کو جب اس کی موت کا وقت آ جائے۔''

آیت مبارکہ کا یہ حصہ تریسٹھویں سورۃ مبارک کی انتہا ہے اور اس کے بعد سورۃ التغابن شروع ہو رہی ہے تاکہ آپ ﷺ کے وصال کے بعد لوگوں کا ایک دوسرے کو فریب دینے کا اظہار ہو جائے۔ علامہ المرسی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ قرآن پاک میں اولین و آخرین کے اتنے زیادہ علوم ہیں۔ ان علوم کو صرف اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے پھر اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک کے علوم حضور ﷺ کو سکھا دیئے حضور ﷺ سے عظیم صحابہ کرام علیہم الرضوان نے ان علوم کو سیکھا مثلاً خلفاء راشدین، ابن مسعود

وَ كَانَ بَيْنَ ذٰلِكَ قَوَامًا (الفرقان:67) ''اور وہ لوگ جب خرچ کرتے ہیں تو نہ فضول خرچی کرتے ہیں اور نہ کنجوسی (بلکہ) ان کا خرچ کرنا اسراف اور بخل کے بین بین اعتدال سے ہوتا ہے۔''

ہم کو اس آیت میں اس علاج کا علم ہوتا ہے جو نظام صحت کو درست کر دیتا ہے جسمانی بیماریوں کا علاج اس آیت میں بیان کیا گیا ہے: شَرَابٌ مُّخْتَلِفٌ اَلْوَانُهٗ فِيْهِ شِفَآءٌ لِّلنَّاسِ (النحل:69) ''ایک شربت مختلف رنگوں والا اس میں شفا ہے لوگوں کے لئے۔''

پھر اللہ رب العزت نے جسمانی بیماریوں کا علاج ذکر کرنے کے بعد دل کی بیماری کا علاج ارشاد فرمایا: وَ شِفَآءٌ لِّمَا فِي الصُّدُوْرِ (یونس:57) ''اور (آگئی ہے) شفا ان روگوں کے لئے جو سینوں میں ہیں۔'' جہاں تک علم ہیئت کا ذکر ہے تو اللہ تعالیٰ نے کئی سورتوں میں ان آیات کو بار بار ذکر فرمایا جن میں آسمانوں، زمین، عالم بالا اور عالم سفلی کا تذکرہ ہے۔

اللہ تعالیٰ کے اس فرمان میں علم الہندسہ کا بھی ذکر ہے: اِنْطَلِقُوْۤا اِلٰى ظِلٍّ ذِيْ ثَلٰثِ شُعَبٍ لَّا ظَلِيْلٍ وَّ لَا يُغْنِيْ مِنَ اللَّهَبِ (المرسلات:31-30) ''چلو اس سایہ کی طرف جو تین شاخوں والا ہے نہ وہ سایہ دار ہے اور نہ وہ بچاتا ہے آگ کی لپیٹ سے۔''

اس آیت میں علم ہندسہ کا ایک قاعدہ بیان کیا گیا ہے وہ یہ ہے کہ مثلث کا کوئی سایہ نہیں ہوتا۔ جہاں تک جدل کا تعلق ہے تو قرآن پاک میں بہت سے دلائل و براہین ذکر کئے گئے ہیں۔ مقدمات اور نتائج کا ذکر ہے مقابلہ وغیرہ کا تذکرہ ہے حضرت ابراہیم علیہ السلام کا نمرود کے ساتھ مناظرہ جدل کی بنیاد ہے۔

مقابلہ اور الجبراء کے بارے میں کہا گیا ہے کہ سورتوں کی ابتداء میں جو حروف تہجی ہیں ان میں وہ مدتیں، سال، دن بیان کئے گئے ہیں جن کا تعلق سابقہ اُمم کی تاریخ کے ساتھ ہے۔ ان حروف میں اس امت کی بقاء کی تاریخ ہے اس دنیا کی تاریخ ہے جو کچھ گزر چکا ہے اس کا ذکر ہے اور جو کچھ ہونے والا ہے اس کا تذکرہ ہے۔ ان حروف کو ایک دوسرے سے ضرب دینے سے یہ تاریخ معلوم ہو جاتی ہے۔

علم نجامت (صنعتوں کا علم) اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں بیان فرمایا ہے:

اَثٰرَةٍ مِّنْ عِلْمٍ (1) ''یا کوئی (دوسرا) علمی ثبوت۔''

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے اس آیت کی تفسیر یہ بیان کی ہے کہ اس میں صنعتوں کے اصول اور ان آلات کے اسماء ہیں جو ان صنعتوں میں استعمال ہوتے ہیں۔ کپڑوں کی سلائی کی صنعت کا ذکر اس آیت میں ہے: وَ طَفِقَا يَخْصِفٰنِ (2) ''اور چپٹانے لگ گئے اپنے (بدن) پر۔'' لوہے کی صنعت کا ذکر اس آیت میں ہوا ہے: اٰتُوْنِيْ زُبَرَ الْحَدِيْدِ (3) ''تم لے آؤ میرے پاس لوہے کی چادریں۔'' وَ اَلَنَّا لَهُ الْحَدِيْدَ'' نیز ہم نے لوہا اس کے لئے نرم کر دیا (4)۔'' لکڑی کی صنعت کا تذکرہ اس آیت میں ہے: اَنِ اصْنَعِ الْفُلْكَ۔ (5) ''کہ بناؤ ایک کشتی۔'' کپڑے کو بننے کی صنعت

1۔احقاف:4 2۔اعراف:22 3۔کہف:96 4۔سبا:10 5۔المومنون:27

علماء کے ایک گروہ نے سابقہ اُمم کے قصوں اور داستانوں کی طرف توجہ مبذول کی ان کی خبروں کو نقل کیا۔ ان کے آثار کو جمع کیا حتیٰ کہ انہوں نے دنیا کی ابتداء اور اس میں ظہور پذیر ہونے والی پہلی اشیاء کا بھی ذکر کیا اس علم کو علم التاریخ یا علم القصص کے نام سے موسوم کیا گیا۔

ایک گروہ نے قرآن پاک کی حکمت آموز نصیحتوں، ضرب الامثال اور ان مواعظم کی طرف توجہ دی جن سے دلوں پر لرزہ طاری ہو جاتا ہے اور پہاڑ جن سے تھرا جاتے ہیں۔ انہوں نے قرآن پاک میں سے ایسی آیات کو جدا کیا جن میں کوئی وعدہ یا وعید تھی یا جن میں کسی کو ڈرایا گیا تھا یا خوشخبری دی گئی تھی۔ یا ان میں موت یا قیامت کا تذکرہ تھا یا حشر، نشر، حساب، سزا، جنت اور جہنم وغیرہ کا تذکرہ تھا۔ ایسے علماء کو خطباء یا واعظین کے نام سے پکارا جاتا ہے۔

ایک گروہ نے خواب کی تعبیر کی طرف توجہ دی مثلاً حضرت یوسف علیہ السلام کی داستان میں جو دو قیدیوں کے خوابوں کا ذکر ہے یا حضرت یوسف علیہ السلام کے خواب کا ذکر ہے کہ انہوں نے سورج، چاند اور ستاروں کو سجدہ کرتے ہوئے دیکھا۔ اس علم کا نام انہوں نے تعبیر الرویاء رکھا اگر وہ کسی خواب کی تعبیر قرآن پاک سے نہ نکال سکے تو انہوں نے سنت کی طرف توجہ کی جو کہ قرآن پاک کی شارح ہے اگر وہ اس سے بھی اس خواب کی تعبیر معلوم نہ کر سکے تو پھر انہوں نے حکمت لبریز باتوں اور ضرب الامثال کی طرف دھیان دیا انہوں نے لوگوں کے رسم ورواج اور عادت وعرف کو بھی ملحوظ خاطر رکھا۔ جیسا کہ اللہ رب العزت کا ارشاد ہے: وَاْمُرْ بِالْعُرْفِ۔ ''اور حکم دیجئے نیک کاموں کا۔''

ایک گروہ نے وراثت کی آیات کو اپنے لئے مختص کر لیا انہوں نے وراثت میں سے ہر ایک کا حصہ نکالا۔ اس علم کو علم الفرائض کے نام سے یاد کیا جاتا ہے اس علم کے ذریعے انہوں نے وراثت میں سے نصف، تہائی، چوتھائی، چھٹا حصہ اور آٹھواں حصہ نکالا۔ اسی علم کے ذریعے وصیت کے احکام اور عائلی مسائل کا استنباط کیا گیا۔ ایک گروہ نے ان آیات کی طرف توجہ دی جو شب وروز، شمس وقمر، ستاروں اور بروج کے متعلق ہیں۔ ان آیات میں اللہ رب العزت کی ذات پر نفیس اور عمدہ دلائل ہیں۔ اس علم کا نام علم المواقیت رکھا گیا۔

کاتبین اور شعراء نے الفاظ کی عظمت، حسن تالیف، آیات کی ابتداء اور انتہاء، اطناب، ایجاز، مخالص اور تلوین وغیرہ میں غور وفکر کیا انہوں نے اس کلام لاریب سے معانی، بیان اور بدیع کے اصول مستنبط کئے۔

اسی طرح صوفیاء کرام نے ایک لفظ کے کئی معانی اور ایک آیت میں کئی حسین نکات اخذ کئے پھر انہیں اپنی اصطلاحات مثلاً فناء، بقاء، حضور، خوف، ہیبت، انس، وحشت، قبض، بسط وغیرہ میں تعبیر کیا ملت اسلامیہ نے مذکورہ بالا تمام فنون میں مہارت حاصل کی یہ تمام علوم وفنون قرآن پاک ہی سے حاصل کئے گئے۔

اسی طرح قرآن پاک میں اور بھی بہت سے علوم ہیں مثلاً طب، جدل، ہیئت، ہندسہ، الجبرا، مقابلہ اور علم نجوم وغیرہ۔ طب کا مقصد نظام صحت کی حفاظت کرنا اور قوت کو مستحکم کرنا ہے یہ مقصد مختلف متضاد کیفیات کو معتدل کرنے سے حاصل ہوتا ہے اللہ رب العزت نے اسی چیز کو ایک ہی آیت میں جمع کر دیا ہے فرمایا: وَالَّذِیْنَ اِذَآ اَنْفَقُوْا لَمْ یُسْرِفُوْا وَلَمْ یَقْتُرُوْا

جیسا کہ ارشاد ربانی ہے: مَا فَرَّطْنَا فِی الْکِتٰبِ مِنْ شَیْءٍ۔ علامہ المرسی کا کلام انتہا پذیر ہوا۔

علامہ سیوطی علامہ المرسی رحمۃ اللہ علیہ کا کلام ذکر کرنے کے بعد فرماتے ہیں میں کہتا ہوں کہ یہ لاریب کتاب ہر چیز پر مشتمل ہے تمام علوم کی بنیاد اور اصل قرآن پاک میں موجود ہے قرآن پاک میں مخلوقات کے عجائب کا ذکر ہے۔ آسمان کے ملکوت اور زمین کا ذکر ہے۔ اس میں اُفُقِ اَعْلٰی اور تَحْتَ الثَّرٰی کا تذکرہ ہے انسانی تخلیق کی ابتداء کا ذکر ہے۔ مشہور رسول اور ملائکہ کا ذکر ہے سابقہ امتوں کی خبریں دی گئی ہیں مثلاً حضرت آدم علیہ السلام اور ابلیس کا ذکر، حضرت آدم علیہ السلام کا جنت سے خروج اور اس بچے کا بھی ذکر ہے جس کا نام انہوں نے عبدالحارث رکھا تھا۔ حضرت ادریس علیہ السلام کو آسمانوں کی طرف اٹھانا، قوم نوح کا غرق ہونا، عاد کی پہلی اور دوسری قوم کا ذکر، قوم تبع کا ذکر، حضرت یونس علیہ السلام کی قوم ذکر، اصحاب الرس، قوم ثمود اور ان کی اونٹنی اور قوم لوط کا ذکر ہے۔ اسی طرح قرآن پاک میں حضرت شعیب علیہ السلام کی پہلی اور دوسری قوم کا بھی ذکر ہے کیونکہ انہیں دو مرتبہ رسول بنا کر دو قوموں کی طرف بھیجا گیا حضرت موسیٰ علیہ السلام کی ولادت کا ذکر، ان کو سمندر میں پھینکے جانے کا ذکر، ان کا قبطی کو قتل کرنا، مدین کی طرف تشریف لے جانا، حضرت شعیب علیہ السلام کی دختر نیک اختر سے شادی کرنا، کوہ طور پر جا کر اللہ تعالیٰ سے ہم کلام ہونا، فرعون کے پاس تبلیغ کے لئے آنا، فرعون کا آپ علیہ السلام کا تعاقب کرنا اور اس کا غرق سمندر ہونا، بچھڑے کو معبود بنانے کا ذکر اس قوم کا ذکر جس کو لے کر آپ علیہ السلام کوہ طور کی طرف گئے تھے۔ ان پر صاعقہ کا گرنا، قتل ہونے والے شخص اور اس کی گائے کا ذکر اور جبارین کے ساتھ آپ کے جہاد کا تذکرہ بالتفصیل مذکور ہے۔ حضرت خضر علیہ السلام کے ساتھ آپ کی حکایت کا ذکر آپ کا اپنی قوم کے ساتھ زمین کے راستے چین کی طرف سفر کرنے کا بھی قرآن پاک میں ذکر موجود ہے۔

اسی طرح حضرت طالوت علیہ السلام کا ذکر، حضرت داؤد علیہ السلام کی آزمائش اور جالوت کے ساتھ آپ کی جنگ کا ذکر بھی موجود ہے۔ حضرت سلمان علیہ السلام کا ذکر بھی اور آپ اور ملکہ سباء کے مابین وقوع پذیر ہونے والی داستان کا ذکر ہے۔ اس قوم کا بھی ذکر موجود ہے جو طاعون کے خوف سے اپنے شہر سے راہ فرار اختیار کر گئی اللہ رب العزت نے انہیں مار ڈالا اور پھر انہیں زندہ کر دیا، حضرت ابراہیم علیہ السلام کا بھی ذکر موجود ہے آپ علیہ السلام کا اپنی قوم کے ساتھ مناظرہ کرنا۔ نمرود کے ساتھ مناظرہ کرنا اپنے لخت جگر کو ان کی والدہ مکرمہ کے ساتھ مکہ معظمہ میں چھوڑ کر جانا، بیت اللہ کی تعمیر کرنا اور راہ خدا میں اپنے نور نظر کی قربانی پیش کرنے کا بھی ذکر ہے۔ حضرت یوسف علیہ السلام کے قصے کو بڑی تفصیل سے بیان کیا گیا ہے حضرت مریم علیہا السلام کا قصہ، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ولادت کی کیفیات، آپ علیہ السلام کا رسول بنا کر مبعوث کرنا اور پھر آسمان پر اٹھائے جانے کا ذکر موجود ہے۔ حضرت زکریا علیہ السلام کا ذکر ان کے فرزند دلبند حضرت یحییٰ علیہ السلام کا ذکر، حضرت ایوب علیہ السلام اور حضرت ذوالکفل علیہ السلام کا ذکر بھی موجود ہے۔ ذوالقرنین کی عجیب داستان، ان کا سورج کے طلوع ہونے اور اس کے غروب ہونے کی جگہ پر جانا، دیوار کا تعمیر کرنا، اصحاب کہف کا قصہ، اصحاب الرقیم کا قصہ اور بخت نصر کا قصہ بھی قرآن پاک میں موجود ہے ان دو افراد کا ذکر جن میں سے ایک جنتی تھا، اہل جنت کا قصہ، آل یاسین کے مومنین کا قصہ،

کا ذکر اس آیت میں ہوا: نَقَضَتْ غَزْلَهَا۔ ''جس نے توڑ ڈالا اپنے سوت کو(6)۔'' گھر بنانے کا ذکر اس آیت میں ہوا ہے: كَمَثَلِ الْعَنْكَبُوْتِ ۚ اِتَّخَذَتْ بَيْتًا ۭ (7) ''مثال مکڑی کی سی ہے جس نے (جالے کا) گھر بنایا'' ہل چلانے کا ذکر اس آیہ مبارک میں ہے: اَفَرَءَيْتُمْ مَّا تَحْرُثُوْنَ (8) ''کیا تم نے (غور سے) دیکھا ہے جو تم بوتے ہو''۔ شکار کا ذکر کئی آیات میں ہے۔ غوطہ زنی کا ذکر اس آیت میں ہے: وَالشَّيٰطِيْنَ كُلَّ بَنَّاۗءٍ وَّغَوَّاصٍ (9) ''اور سب دیو بھی ماتحت کر دیئے کوئی معمار اور کوئی غوطہ خور''۔ وَتَسْتَخْرِجُوْا مِنْهُ حِلْيَةً (10) ''اور نکالتے ہو اس سے زیور''۔ زیورات بنانے کی صنعت کا ذکر اس آیت میں ہوا: وَاتَّخَذَ قَوْمُ مُوْسٰى مِنْۢ بَعْدِهٖ مِنْ حُلِيِّهِمْ عِجْلًا جَسَدًا (11) ''اور بنایا قوم موسیٰ نے ان کے (طور پر جانے کے) بعد اپنے زیورات سے ایک بچھڑا''۔

شیشہ سازی کی صنعت کا ذکر اس آیت میں ہوا ہے: صَرْحٌ مُّمَرَّدٌ مِّنْ قَوَارِيْرَ ۔(12) ''یہ چمکدار محل ہے بلور کا بنا ہوا۔'' اَلْمِصْبَاحُ فِيْ زُجَاجَةٍ ۔ (13) ''وہ چراغ شیشہ (کے ایک فانوس) میں ہے۔'' معمار کے پیشے کا ذکر اس آیت میں موجود ہے: فَاَوْقِدْ لِيْ يٰهَامٰنُ عَلَى الطِّيْنِ (14) ''پس آگ جلا میرے لئے اے ہامان اور اس پر اینٹیں پکوا۔'' ملاح کے پیشے کا ذکر اس آیت میں ہے: اَمَّا السَّفِيْنَةُ ۔(15) ''وہ جو کشتی تھی'' کتابت کا ذکر اس آیت میں ہے: عَلَّمَ بِالْقَلَمِ ۔(16) ''سکھایا قلم کے واسطہ سے'' نانبائی کا ذکر اس آیت میں ہے: اَحْمِلُ فَوْقَ رَاْسِيْ خُبْزًا ۔(17) ''اٹھائے ہوئے ہوں اپنے سر کچھ روٹیاں'' باورچی کا تذکرہ اس آیت میں موجود ہے: اَنْ جَآءَ بِعِجْلٍ حَنِيْذٍ ۔(18) ''پھر آپ جلدی لے آئے (ان کی ضیافت کے لئے) ایک بچھڑا بھنا ہوا۔'' کپڑے دھونے کا ذکر اس آیت میں ہے: وَثِيَابَكَ فَطَهِّرْ (19) ''اور اپنے لباس کو پاک رکھئے۔'' قَالَ الْحَوَارِيُّوْنَ ۔(20) ''کہا حواریوں نے۔'' حواریوں سے مراد کپڑے دھونے والے ہیں۔ قصاب کے پیشے کا تذکرہ اس آیت میں ہے: اِلَّا مَا ذَكَّيْتُمْ ۔(21) ''سوائے اس کے جسے تم ذبح کر لو۔'' خریدنے اور بیچنے کا ذکر بہت سی آیات میں ہے۔ رنگنے کا ذکر اس آیت میں ہے: صِبْغَةَ اللّٰهِ ۔(22) ''(ہم پر) اللہ کا رنگ۔ (چڑھا ہے)۔'' جُدَدٌۢ بِيْضٌ وَّحُمْرٌ ۔(23) ''رنگ برنگ ٹکڑے ہیں کوئی سفید کوئی سرخ۔'' پتھروں سے مکان بنانے کا ذکر اس آیت میں ہے: وَكَانُوْا يَنْحِتُوْنَ مِنَ الْجِبَالِ بُيُوْتًا ۔(24) ''اور وہ کھود کر بنایا کرتے تھے پہاڑوں کو اپنا گھر۔'' ناپنے اور تولنے کا ذکر بہت سی آیات میں ہے۔ تیر پھینکنے کا ذکر اس آیت میں ہے: وَمَا رَمَيْتَ اِذْ رَمَيْتَ ۔ (25) ''نہیں پھینکی آپ نے (وہ مشت خاک) جب آپ نے پھینکی۔'' وَاَعِدُّوْا لَهُمْ مَّا اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ قُوَّةٍ (26) ''اور تیار کر رکھو ان کے لئے جتنی استطاعت رکھتے ہو۔''

اسی طرح قرآن پاک میں تمام آلات کے اسماء اور تمام کھانے اور پینے والی اشیاء کا ذکر ہے۔ اسی طرح ان عورتوں کا ذکر ہے جن سے نکاح کرنا جائز ہے اسی طرح کائنات میں جو کچھ ہوا ہے یا ہونے والا ہے اس کا ذکر قرآن پاک میں موجود ہے۔

6۔ النحل:92 7۔ عنکبوت:41 8۔ واقعہ:63 9۔ ص:37 10۔ النحل:14 11۔ اعراف:148 12۔ النمل:44
13۔ النور:35 14۔ القصص:38 15۔ کہف:79 16۔ العلق:4 17۔ یوسف:36 18۔ ہود:69 19۔ مدثر:4
20۔ آل عمران:52 21۔ مائدہ:3 22۔ البقرہ:138 23۔ فاطر:27 24۔ الحجر:82 25۔ انفال:17 26۔ انفال:60

معلوم کرنے کے لئے آیات میں غور وفکر کیا تو مجھے قرآن پاک کے اعجاز کی بہت سی وجوہات معلوم ہوئیں لیکن میں نے انہیں بیان کرنے کی جرأت نہ کی میرے نزدیک اب موقع ہے کہ میں ان پر کچھ گفتگو کروں اگر اس گفتگو میں کچھ صداقت ہے تو یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے مجھ پر انعام ہے اور اگر اس میں کچھ خطا ہے تو وہ میری طرف سے ہے کیونکہ میں سراپا خطا ہوں میں اللہ تعالیٰ سے اس خطا پر معافی کا خواستگار ہوں۔

قرآن پاک کے مفردات، تراکیب اور اسالیب میں اگرچہ حد درجہ فصاحت و بلاغت پائی جاتی ہے اس کے باوجود اللہ تعالیٰ نے انہیں مخصوص رونق اور حسن کا لباس پہنایا ہے جس طرح کہ لباس پہننے والا لباس کے اوپر خوب صورت حلہ پہن لیتا ہے۔ اسی وجہ سے مخلوق اس جیسا کلام پیش کرنے سے عاجز آ گئی۔ اس صورت میں قرآن پاک کے اعجاز کا تعلق اس کے الفاظ کے دیباچہ کے ساتھ ہوگا۔ قرآن کے اعجاز کا تعلق معانی کے ساتھ نہیں ہوگا۔ جب تک قرآن پاک کی تلاوت منسوخ نہیں ہو گی۔ اس کی یہ رونق و دلکشی باقی رہے گی اور قرآن پاک کا اعجاز بھی باقی رہے گا۔ جب قرآن پاک کی تلاوت منسوخ ہو گی اس کی یہ شادابی اور دلربائی بھی ختم ہو جائے گی اور اس کا اعجاز بھی ختم ہو جائے۔ اگرچہ قرآن پاک کا حکم باقی ہو وہ منسوخ نہ ہوا ہو وہ آیات جن کی تلاوت منسوخ ہے لیکن ان کا حکم باقی ہے ان کی مثال یہ آیت ہے: اَلشَّیْخُ وَالشَّیْخَۃُ اِذَا زَنَیَا فَارْجُمُوْا کُلَّ وَاحِدٍ مِنْھُمَا اَلْبَتَّۃَ۔ ”جب شادی شدہ مرد یا عورت بدکاری کا ارتکاب کریں تو ان دونوں میں سے ہر ایک کو ضرور رجم کرو۔“ ہم صرف اس آیت کو پڑھ کر ہی یہ ادراک کر لیتے ہیں کہ اس میں قرآن پاک جیسی دلکشی اور رونق نہیں ہے۔ اس آیت کے منسوخ ہونے کی وجہ سے اللہ رب العزت نے اس سے وہ رونق اور شادابی بھی چھین لی جو اس کے اعجاز کا سبب تھی۔ یہ آیت احادیث قدسیہ کی طرح ہو گئی جن میں اعجاز نہیں ہوتا اور نہ ہی شریعت میں ان کی تلاوت کرنا ضروری ہے اگرچہ وہ حدیث اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب ہوتی ہے اور اس کے احکام بھی برحق ہوتے ہیں۔

اسی طرح ہم یہ بھی مشاہدہ کرتے ہیں کہ وہ آیات جن کے احکام منسوخ ہیں لیکن ان کی تلاوت باقی ہے ان پر قرآن پاک جیسی دلکشی اور رونق باقی ہے اور ان کا اعجاز بھی موجود ہے جیسا کہ اللہ رب العزت کا یہ ارشاد ہے: کُتِبَ عَلَیْکُمْ اِذَا حَضَرَ اَحَدَکُمُ الْمَوْتُ اِنْ تَرَکَ خَیْرَا ۨ الْوَصِیَّۃُ لِلْوَالِدَیْنِ (البقرہ: 180) ”فرض کیا گیا ہے تم پر جب قریب آ جائے تم میں سے کسی کے موت بشرطیکہ چھوڑے کچھ مال کہ وصیت کرے اپنے ماں باپ کے لئے۔“

حضور ﷺ کے اس فرمان لَا وَصِیَّۃَ لِوَارِثٍ ”وارث کے لئے کوئی وصیت نہیں“ کی وجہ سے اس آیت کا حکم منسوخ ہے اس کی تلاوت منسوخ نہیں۔ اس لئے اس آیت کی دلکشی اور رونق بھی باقی ہے اور اس کا اعجاز بھی باقی ہے جس طرح قرآن پاک کی دیگر آیات کی رونق اور دلربائی باقی ہے۔ مذکور بالا بحث سے یہی ثابت ہوتا ہے کہ قرآن پاک کا اعجاز الفاظ کے دیباچہ کی رونق کی وجہ سے ہے جب تک الفاظ کی دلکشی و زیبائی باقی رہتی ہے اس کا اعجاز بھی باقی ہوتا ہے اور ان الفاظ کو منسوخ کرنے سے ان کی دلکشی بھی ختم ہو جائے تو اس کا اعجاز بھی ختم ہو جاتا ہے۔ خواہ اس آیات کا حکم نسخ ہو یا نہ ہو۔

معانی کے اعتبار سے بھی قرآن پاک کا معجزہ ہونا ثابت ہے مثلاً ماضی کے بارے میں غیب کی خبریں دینا مستقبل کے

اصحاب فیل کی داستان اس شخص کا قصہ جس نے آسمان پر جانے کا ارادہ کیا تھا بھی قرآن پاک میں موجود ہیں۔ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی عظمت، آپ کے لئے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی آپ ﷺ کے متعلق بشارت بھی قرآن پاک میں موجود ہے آپ ﷺ کی بعثت کا ذکر اور ہجرت کا ذکر بھی موجود ہے تمام غزوات کا تذکرہ بھی قرآن پاک میں موجود ہے غزوۂ بدر کا ذکر سورۃ الانفال میں، غزوۂ احد کا ذکر سورۂ آل عمران میں اور اسی سورت میں بدر صغریٰ کا ذکر بھی موجود ہے غزوۂ خندق کا ذکر سورۃ الاحزاب میں غزوہ نضیر کا ذکر سورۃ الحشر میں حدیبیہ کا ذکر سورۃ الفتح میں غزوۂ تبوک کا ذکر سورۃ براۃ میں، حجۃ الوداع کا ذکر سورۃ المائدہ میں موجود ہے۔ حضور ﷺ کا حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے نکاح فرمانا، آپ ﷺ کی ازواج مطہرات رضی اللہ تعالیٰ عنہن کا امت کے لئے حرام ہونا، ازواج مطہرات کے راز کا آپ ﷺ پر منکشف ہونے کا ذکر، افک کا قصہ، اسراء اور معراج کی داستان، قمر کے شق ہو جانے کا بیان اور یہودیوں کا آپ ﷺ پر جادو کرنے کا بیان بھی قرآن پاک میں موجود ہے۔

انسان کی تخلیق سے لے کر موت تک کا ذکر، موت کی کیفیات کا ذکر، روح کے قبض کرنے کا ذکر اور جو کچھ آسمان پر لے جانے کے بعد اس کے ساتھ سلوک ہوتا ہے اس کا ذکر، مومن کے لئے دروازے کے کھل جانے اور کافر کو آتش جہنم کے حوالے کرنے کا ذکر، عذاب قبر اور قبر کے سوالات کا تذکرہ ارواح کی قرارگاہ کا ذکر بھی موجود ہے قیامت کبریٰ کی علامات کا ذکر بھی موجود ہے یہ کل دس علامات ہیں: حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نزول، دجال کا خروج، یاجوج و ماجوج کا خروج، دھوئیں کا نکلنا، قرآن کو اٹھالینا، سورج کا مغرب سے طلوع ہونا، توبہ کے دروازے کا بند ہو جانا، چاند کو گرہن لگنا، قیامت کے حالات مثلاً صور کا پھونکا جانا جس کی ہیبت سے لوگوں کا مر جانا اور پھر زندہ ہو جانا، حشر، نشر، قیامت کے ہولناک حالات سورج کی گرمی کی شدت، عرش کا سایہ، پل صراط، میزان، حوض کوثر، ایک گروہ کا حساب کتاب ہونا ایک قوم کا حساب و کتاب کے بغیر جنت میں چلے جانا، اعضاء کی گواہی دینا، اعمال ناموں کا دائیں ہاتھ یا بائیں ہاتھ میں پکڑوانا، بعض افراد کو ان کے پیٹھ کے پیچھے سے اعمال نامے دینا، شفاعت، جنت، جنت کے دروازے، جنت کی انہار، اس کے درخت، پھل، زیورات، برتن اور لوگوں کے درجات کا ذکر بھی قرآن پاک میں موجود ہے۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ کا دیدار، آتش دوزخ کا ذکر، جہنم کی وادیوں کا ذکر، سزا کی اقسام کا ذکر، عذاب کی اقسام، زقوم اور حمیم وغیرہ کا ذکر قرآن پاک میں موجود ہے اگر ان کی تفصیلات بیان کی جائیں تو کئی جلدیں بن سکتی ہیں۔ اسی طرح قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ کے تمام نام ہیں جس طرح کہ حدیث شریف سے ثابت ہے کہ اس میں اللہ تعالیٰ کے ایک ہزار نام موجود ہیں۔ قرآن پاک میں حضور ﷺ کے اسماء مبارکہ موجود ہیں اس میں ایمان کے حصوں کا ذکر ہے کہ وہ ستر اور کچھ ہیں اس میں اسلامی شریعت کے تین سو پندرہ احکام ہیں اس میں بہت سے کبیرہ گناہوں اور بہت سے صغیرہ گناہوں کا ذکر ہے قرآن پاک میں ہر اس حدیث کی تصدیق موجود ہے جو حضور ﷺ سے روایت کی گئی ہے۔

علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کا کلام ختم ہوا۔

حضرت علامہ یوسف بن اسماعیل النبہانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جب میں نے قرآن پاک کے اعجاز کے اسباب

الْحَجَرُ میرے والد محترم نے کہا ہاں ہم پڑھا کرتے تھے۔

ابو عبید رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ نے حضرت المسور بن مخرمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ سے پوچھا کہ کیا تم قرآن پاک میں یہ آیت نہیں پاتے: اَنْ جَاهِدُوْا كَمَا جَاهَدْتُّمْ اَوَّلَ مَرَّةٍ لیکن اب ہم اسے قرآن پاک میں نہیں پاتے انہوں نے کہا کہ جس طرح دیگر آیات منسوخ ہو چکی ہیں اسی طرح یہ آیت بھی منسوخ ہے حضرت امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کو حق کے ساتھ مبعوث کیا ہے اور آپ پر کتاب نازل فرمائی ہے اسی قرآن پاک میں رجم کی آیت بھی موجود تھی حضور ﷺ نے بھی رجم کیا اور آپ ﷺ کے بعد ہم بھی رجم کیا کرتے تھے پھر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ ہم قرآن پاک میں یہ آیت بھی پڑھا کرتے تھے: وَلَا تَرْغَبُوْا عَنْ اٰبَآئِكُمْ فَاِنَّهٗ كُفْرٌ بِكُمْ اَنْ تَرْغَبُوْا عَنْ اٰبَآئِكُمْ اور رجم کی آیت یہ ہے: اَلشَّيْخُ وَالشَّيْخَةُ اِذَا زَنَيَا فَارْجُمُوْهُمَا الْبَتَّةَ نَكَالًا مِّنَ اللّٰهِ وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ۔ یہ آیت تو منسوخ ہے لیکن اس کا حکم باقی ہے اس کے علاوہ بھی آیات ہیں۔ علامہ حافظ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے درمنثور میں ذکر کی ہیں۔

حضرت علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے الاتقان میں فرمایا ہے کہ وہ آیات جن کی تلاوت بھی منسوخ ہے اور حکم بھی منسوخ ہے وہ یہ ہے: عَشْرُ رَضَعَاتٍ مَّعْلُوْمَاتٍ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ مشہور قرآتیں دس تھیں جن میں قرآن پاک نازل کیا گیا لیکن ان میں سے پانچ مشہور قرآتوں سے دوسری پانچ قرآتیں منسوخ کر دی گئی۔ علامہ مکی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس میں منسوخ کی تلاوت بھی منسوخ ہے اور ناسخ کی تلاوت بھی منسوخ ہے۔ اس کی کوئی اور مثال نہیں جانتا۔

علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے ''اتقان'' میں لکھا ہے کہ وہ آیات جن کا حکم منسوخ ہے لیکن تلاوت منسوخ نہیں ہے کافی ہیں اور لوگوں نے ان پر بہت زیادہ کتابیں لکھی ہیں لیکن درحقیقت ان آیات کی تعداد بہت کم ہے اور اکثر لوگوں نے انہیں بار بار ذکر کیا ہے پھر علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے ان آیات کو شمار کیا ہے ان کی تعداد صرف بیس ہے پھر انہوں نے ان آیات کو ذکر کیا ہے۔

سورۃ البقرہ سے یہ آیت منسوخ ہے: كُتِبَ عَلَيْكُمْ اِذَا حَضَرَ اَحَدَكُمُ الْمَوْتُ (بقرہ:180) ''فرض کیا گیا ہے تم پر جب قریب آ جائے تم میں سے کسی کے موت'' بعض علماء فرماتے ہیں کہ یہ آیت وارثت کی آیت سے منسوخ ہے اور بعض علماء فرماتے ہیں کہ یہ حضور ﷺ کی اس حدیث شریف سے منسوخ ہے: لَا وَصِيَّةَ لِوَارِثٍ ''وارث کے لئے کوئی وصیت نہیں'' بعض علماء فرماتے ہیں کہ یہ آیت مبارکہ اجماع سے منسوخ ہے۔

اسی طرح اللہ رب العزت کا یہ ارشاد بھی منسوخ ہے: وَعَلَى الَّذِيْنَ يُطِيْقُوْنَهٗ فِدْيَةٌ (بقرہ:184) ''اور جو لوگ اسے بہت مشکل سے ادا کر سکیں ان کے ذمہ فدیہ ہے۔'' بعض علماء فرماتے ہیں کہ یہ آیت اللہ تعالیٰ کے اس فرمان سے منسوخ ہے: فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ (بقرہ:185) ''سو جو کوئی پائے تم میں سے اس مہینہ کو تو وہ روزے رکھے'' اس آیت کے بارے میں یہ بھی کہا گیا ہے کہ یہ محکم ہے مقدر نہیں۔

بارے میں غیب کی خبریں دینا۔اولین وآخرین کے علوم کا جامع ہونا وغیرہ اس کی تفصیل پہلے گزر چکی ہے۔وہ شیخ اور شیخہ والی آیت جو پہلے گزر چکی ہے اس کے علاوہ بھی درج ذیل آیات منسوخ ہیں۔امام بخاری اور امام مسلم رحمۃ اللہ علیہما نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بئر معونہ کے بارے میں قرآن پاک نازل کیا تھا۔ہم اسے پڑھا کرتے تھے لیکن بعد میں وہ منسوخ ہوگیا۔اس میں سے ایک آیت یہ بھی تھی: اَنْ بَلِّغُوْا قَوْمَنَا اَنَّا قَدْ لَقِيْنَا رَبَّنَا فَرَضِيَ عَنَّا وَاَرْضَانَا. حضرت امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ نے حضرت ابوموسیٰ الاشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ ہم ایک ایسی سورۃ پڑھا کرتے تھے جو طوالت اور شدت میں سورۃ برآءۃ کے مشابہ تھی لیکن میں اسے بھول گیا اس میں سے مجھے صرف یہ آیت یاد ہے۔ لَوْ كَانَ لِابْنِ اٰدَمَ وَادِيَانِ مِنْ مَّالٍ لَابْتَغٰى وَادِيًا ثَالِثًا وَلَا يَمْلَأُ جَوْفَهٗ اِلَّا التُّرَابُ اسی طرح ہم قرآن پاک میں ایک سورۃ پڑھا کرتے تھے جو مسبحات کے مشابہ تھی اس کی ابتداء سَبَّحَ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ سے ہوتی تھی۔وہ سورۃ بھی مجھے بھول گئی ہے صرف مجھے یہ آیت یاد رہ گئی ہے: يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لِمَ تَقُوْلُوْنَ مَالَا تَفْعَلُوْنَ فَتُكْتَبُ ○ شَهَادَةٌ فِيْ اَعْنَاقِكُمْ فَتُسْاَلُوْنَ عَنْهَا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ. میں کہتا ہوں کہ اس آیت کی ابتداء کے نہ الفاظ منسوخ ہیں اور نہ ہی معنی کیونکہ وہ آیت سورۃ الصف میں بھی موجود ہے اسی وجہ سے ہم قرآن جیسی رونق اور دلکشی اس میں پاتے ہیں جبکہ باقی آیت اس دلربائی وزیبائی سے محروم ہے اسی طرح اَلشَّيْخُ وَالشَّيْخَةُ اِذَا زَنَيَا کا آخری حصہ منسوخ نہیں ہے وہ اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے: نَكَالًا مِّنَ اللّٰهِ وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ○ اسی وجہ سے ہم اس آیت کے آخری حصہ کو دیکھتے ہیں کہ اس پر قرآن پاک جیسا حسن و جمال ہے لیکن اس کی ابتداء اس سے محروم ہے۔

ابوعبید رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب ''فضائل'' میں اور ابن ضریس رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابوموسیٰ الاشعری سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں سورۃ برآءۃ جیسی شدید سورۃ نازل ہوئی تھی لیکن پھر وہ منسوخ ہوگئی۔ مجھے اس میں سے صرف یہ آیت یاد رہی: اِنَّ اللّٰهَ سَيُؤَيِّدُ هٰذَا الدِّيْنَ بِاَقْوَامٍ لَّا خَلَاقَ لَهُمْ. امام احمد رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ نے حضرت ابوواقد اللیثی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے وہ کہتے ہیں کہ جب کوئی آیت حضور ﷺ پر نازل ہوتی ہم حضور ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوتے آپ ﷺ ہمیں وہ آیت سکھا دیتے ایک دن میں بارگاہ رسالت میں آیا حضور ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: اِنَّا اَنْزَلْنَا الْمَالَ لِاِقَامِ الصَّلٰوةِ وَاِيْتَآءِ الزَّكٰوةِ وَلَوْ اَنَّ لِابْنِ اٰدَمَ وَادِيًا لَاَحَبَّ اَنْ يَّكُوْنَ لَهُ الثَّانِيْ وَلَوْ كَانَ لَهُ الثَّانِيْ لَاَحَبَّ اَنْ يَّكُوْنَ اِلَيْهِمَا ثَالِثٌ وَيَمْلَأُ جَوْفَ ابْنِ اٰدَمَ اِلَّا التُّرَابُ وَيَتُوْبُ اللّٰهُ عَلٰى مَنْ تَابَ.

ابن ضریس رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا کہ ہم یہ آیت پڑھا کرتے تھے: لَا تَرْغَبُوْا عَنْ اٰبَآئِكُمْ فَاِنَّهٗ كُفْرٌ بِكُمْ وَاِنَّ كُفْرًا بِكُمْ اَنْ تَرْغَبُوْا عَنْ اٰبَآئِكُمْ ابن عبدالبر نے ''التمہید'' میں ذکر کیا ہے کہ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے میرے والد محترم سے کہا کہ کیا ہم قرآن پاک میں یہ آیت نہیں پڑھا کرتے تھے: اِنَّ انْتِفَآءَكُمْ مِنْ اٰبَآئِكُمْ كُفْرٌ بِكُمْ میرے والد صاحب نے فرمایا ہاں ہم اسے پڑھا کرتے تھے پھر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کیا ہم اس آیت کی تلاوت نہیں کرتے تھے: اَلْوَلَدُ لِلْفِرَاشِ وَلِلْعَاهِرِ

کرنے کی اجازت دینے سے منسوخ ہے۔ اللہ رب العزت کا یہ فرمان: فَاِنۡ جَآءُوۡكَ فَاحۡكُمۡ بَيۡنَهُمۡ اَوۡ اَعۡرِضۡ عَنۡهُمۡ (مائدہ:42) ''وہ آئیں آپ کے پاس تو چاہئے فیصلہ فرمایئے ان کے درمیان یا منہ پھیر لیجئے ان سے) آپ کو اختیار ہے)۔'' یہ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان سے منسوخ ہے: وَاَنِ احۡكُمۡ بَيۡنَهُمۡ بِمَاۤ اَنۡزَلَ اللّٰهُ (مائدہ:49)۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان: اٰخَرٰنِ مِنۡ غَيۡرِكُمۡ (مائدہ:106) ''اور غیروں میں سے۔'' یہ اللہ رب العزت کے اس فرمان سے منسوخ ہے: وَّ اَشۡهِدُوۡا ذَوَىۡ عَدۡلٍ مِّنۡكُمۡ (طلاق:2) ''گواہ مقرر کرلو دو معتبر آدمی اپنے میں سے۔''

سورۃ الانفال میں سے اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان: اِنۡ يَّكُنۡ مِّنۡكُمۡ عِشۡرُوۡنَ صٰبِرُوۡنَ (انفال:65) ''اگر ہوں تم سے بیس آدمی صبر کرنے والے'' اس کی مابعد والی آیت سے منسوخ ہے۔

سورۃ براءۃ میں سے اللہ کا یہ فرمان: اِنۡفِرُوۡا خِفَافًا وَّثِقَالًا (توبہ:41)۔

عذر کی آیات سے منسوخ ہے وہ آیات یہ ہیں: لَيۡسَ عَلَى الۡاَعۡمٰى حَرَجٌ (النور:61) ''نہ اندھے پر کوئی حرج ہے۔'' لَيۡسَ عَلَى الضُّعَفَآءِ وَلَا عَلَى الۡمَرۡضٰى وَلَا عَلَى الَّذِيۡنَ لَا يَجِدُوۡنَ مَا يُنۡفِقُوۡنَ حَرَجٌ (التوبہ:91) ''اور نہیں ہے کمزوروں پر کوئی حرج۔'' وَمَا كَانَ الۡمُؤۡمِنُوۡنَ لِيَنۡفِرُوۡا كَآفَّةً (توبہ:122) ''اور یہ تو ہو نہیں سکتا کہ مومن نکل کھڑے ہوں سارے کے سارے۔''

سورۃ النور میں سے اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان: اَلزَّانِىۡ لَا يَنۡكِحُ اِلَّا زَانِيَةً (النور:3) ''زانی شادی نہیں کرتا مگر زانیہ کے ساتھ۔'' یہ باری تعالیٰ کے اس فرمان سے منسوخ ہے: وَاَنۡكِحُوا الۡاَيَامٰى مِنۡكُمۡ (النور:32) ''اور نکاح کر دیا کرو جو بے نکاح ہیں تم میں۔''

اور اللہ رب العزت کا یہ فرمان: لِيَسۡتَاۡذِنۡكُمُ الَّذِيۡنَ مَلَكَتۡ اَيۡمَانُكُمۡ (النور:58) ''اذن طلب کیا کریں تم سے (گھروں میں داخل ہوتے وقت) تمہارے غلام۔'' ایک قول کے مطابق منسوخ ہے جبکہ دوسرے قول کے مطابق منسوخ نہیں ہے لیکن لوگ اس پر عمل پیرا ہونے میں سست ہیں سورۃ الاحزاب میں اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان: لَا يَحِلُّ لَكَ النِّسَآءُ (احزاب:52) ''حلال نہیں ہیں آپ کے لئے دوسری عورتیں۔'' اس آیت سے منسوخ ہے: اِنَّاۤ اَحۡلَلۡنَا لَكَ اَزۡوَاجَكَ (احزاب:50) ''ہم نے حلال کر دی ہیں آپ کے لئے آپ کی ازواج۔''

سورۃ المجادلہ میں اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان: اِذَا نَاجَيۡتُمُ الرَّسُوۡلَ فَقَدِّمُوۡا (مجادلہ:12) ''جب تنہائی میں بات کرنا چاہو رسول (مکرم) سے۔'' اپنے سے مابعد آیت سے منسوخ ہے۔

سورۃ الممتحنہ میں اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان: فَاٰتُوا الَّذِيۡنَ ذَهَبَتۡ اَزۡوَاجُهُمۡ مِّثۡلَ مَاۤ اَنۡفَقُوۡا (الممتحنہ:11) ''تو جن کی بیبیاں ان کے قبضہ سے نکل گئیں جتنا انہوں نے خرچ کیا اتنا انہیں دے دو۔'' ایک قول کے مطابق آیت سیف سے منسوخ ہے اور ایک قول کے مطابق آیت غنیمت سے منسوخ ہے اور ایک قول یہ آیت محکمہ ہے۔ سورۃ المزمل میں اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان: قُمِ الَّيۡلَ اِلَّا قَلِيۡلًا (مزمل:2) ''رات کو (نماز کے لئے) قیام فرمایا کیجئے مگر تھوڑا۔'' اس سورت کے آخر سے منسوخ ہے

اسی طرح اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان: اُحِلَّ لَكُمْ لَيْلَةَ الصِّيَامِ الرَّفَثُ (بقرہ:187) ''حلال کر دیا گیا ہے تمہارے لئے رمضان کی راتوں میں اپنی عورتوں کے پاس جانا۔'' اس آیت کی ناسخ یہ آیت ہے: كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ (بقرہ:183) ''فرض کئے گئے تھے ان لوگوں پر جو تم سے پہلے تھے۔'' کیونکہ اس آیت کا تقاضا یہ تھا کہ امت مسلمہ بھی سونے کے بعد کھانے اور جماع کے حرام ہونے میں سابقہ اُمم سے موافقت کرے۔ اس قول کو ابن عربی نے ذکر کیا ہے بعض علماء فرماتے ہیں کہ یہ آیت سنت سے منسوخ ہے۔

اسی طرح اللہ رب العزت کا یہ فرمان: يَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الشَّهْرِ الْحَرَامِ (بقرہ:217) ''وہ پوچھتے ہیں آپ سے کہ ماہ حرام میں۔'' یہ رب العزت کے اس فرمان سے منسوخ ہے: وَ قَاتِلُوا الْمُشْرِكِيْنَ كَآفَّةً (توبہ:36) ''اور جنگ کرو تمام مشرکوں کے ساتھ۔''

ابن جریر رحمۃ اللہ علیہ نے عطاء بن میسرہ سے روایت کیا ہے کہ اللہ رب العزت کا یہ ارشاد: وَالَّذِيْنَ يُتَوَفَّوْنَ مِنْكُمْ وَ يَذَرُوْنَ اَزْوَاجًا ۚ وَّصِيَّةً لِّاَزْوَاجِهِمْ مَّتَاعًا اِلَى الْحَوْلِ (بقرہ:240) اللہ تعالیٰ کے اس فرمان سے منسوخ ہے: اَرْبَعَةَ اَشْهُرٍ وَّ عَشْرًا ۚ (بقرہ:234) ''چار مہینے اور دس دن'' وصیت میراث کی آیت سے منسوخ ہے جبکہ سُکنیٰ ایک قوم کے نزدیک ثابت ہے اور ایک قوم کے نزدیک یہ اس حدیث سے منسوخ ہے وَلَا سُكْنٰى...... اسی طرح اللہ رب العزت کا یہ فرمان: وَاِنْ تُبْدُوْا مَا فِيْ اَنْفُسِكُمْ اَوْ تُخْفُوْهُ يُحَاسِبْكُمْ بِهِ اللّٰهُ ؕ (بقرہ:284) ''اور اگر تم ظاہر کرو جو کچھ تمہارے دلوں میں ہے یا تم اسے چھپائے رہو حساب لے گا تم سے اس کا اللہ تعالیٰ۔'' اللہ تعالیٰ کے اس فرمان سے منسوخ ہے: لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا ؕ (بقرہ:286) ''ذمہ داری نہیں ڈالتا اللہ تعالیٰ کسی شخص پر مگر جتنی طاقت ہو اس کی۔''

سورۃ آل عمران میں سے اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان: اتَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ تُقٰتِهٖ (آل عمران:102) ''ڈرو اللہ سے جیسے اس سے ڈرنے کا حق ہے۔'' بعض علماء کے نزدیک اس آیت سے منسوخ ہے: فَاتَّقُوا اللّٰهَ مَا اسْتَطَعْتُمْ (تغابن:16) ''پس ڈرتے رہو اللہ سے جتنی تمہاری استطاعت ہے۔'' بعض علماء فرماتے ہیں کہ یہ آیت محکم ہے اس سورت میں ایک آیت کے سوا اور کوئی آیت نہیں جس کے بارے میں نسخ کا دعویٰ صحیح ہو۔

سورۃ النساء میں اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان: وَالَّذِيْنَ عَقَدَتْ اَيْمَانُكُمْ فَاٰتُوْهُمْ نَصِيْبَهُمْ ؕ (النساء:33) ''اور وہ لوگ جن سے بندھ چکا ہے تمہارا عہد و پیمان تو دو انہیں ان کا حصہ۔'' یہ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان سے منسوخ ہے: وَاُولُوا الْاَرْحَامِ بَعْضُهُمْ اَوْلٰى بِبَعْضٍ فِيْ كِتٰبِ اللّٰهِ (احزاب:6) ''اور قریبی رشتہ دار ایک دوسرے کے زیادہ حقدار ہیں کتاب اللہ کی رو سے۔''

اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان: وَ اِذَا حَضَرَ الْقِسْمَةَ (النساء:8) ''اور جب حاضر ہوں (ورثہ کی) تقسیم کے وقت۔'' بعض علماء اس کو منسوخ کہتے ہیں اور بعض منسوخ نہیں کہتے البتہ لوگ اس آیت پر عمل کرنے سے سستی کا اظہار کرتے ہیں۔ اسی طرح اللہ کا یہ فرمان: وَالّٰتِيْ يَاْتِيْنَ الْفَاحِشَةَ (النساء:15)۔ یہ سورۃ النور کی آیت سے منسوخ ہے۔

سورۃ المائدۃ میں اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان: وَلَا الشَّهْرَ الْحَرَامَ (مائدہ:2) ''اور نہ عزت والے مہینے کی (9)۔'' یہ جنگ

باطل کر دیتا ہے انہیں قرآن کا نام بھی نہیں دیا گیا اور نہ ہی ان کے اجزاء کو سورت کہا گیا ہے۔

2۔دوسری قسم

دیگر انبیائے علیہم السلام کی سابقہ کتب ہیں لیکن اس میں ان کا اعتبار ان میں تغیر وتبدیل سے پہلے کا ہوگا۔

3۔احادیث قدسیہ

یہ وہ احادیث ہیں جو حضور ﷺ سے ہم تک پہنچیں ہیں وہ اخبار آحاد ہیں اور حضور ﷺ نے ان احادیث کو اپنے رب کی طرف منسوب کیا ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کا ہی کلام ہے اسی کی طرف منسوب کیا جائے گا اس وقت ان احادیث کی اللہ کی طرف نسبت ''انشاء'' کے لحاظ سے ہوگی کیونکہ پہلے اللہ تعالیٰ ہی نے وہ کلام فرمایا۔ کبھی کبھی ان احادیث کی نسبت حضور ﷺ کی طرف بھی کی جاتی ہے کیونکہ آپ ہی نے یہ خبر دی ہے کہ یہ احادیث اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہیں لیکن قرآن پاک کو صرف اللہ تعالیٰ کی طرف ہی منسوب کیا جاتا ہے اسے حضور ﷺ کی طرف منسوب نہیں کیا جا سکتا۔ قرآن کے بارے میں کہا جائے گا: **قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى** ''اللہ نے کہا'' اور احادیث قدسیہ میں کہا جائے گا: **قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْمَا رَوٰى عَنْ رَّبِّهٖ۔** ''حضور ﷺ نے ان احادیث میں فرمایا ہے جو آپ نے اپنے رب سے روایت کی ہیں۔''

باقی احادیث میں علماء کا اختلاف ہے کہ کیا وہ تمام وحی ہے یا کہ نہیں وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى ۝ (النجم:3) ''اور وہ تو بولتا ہی نہیں اپنی خواہش سے۔'' سے پہلے قول کی تائید ہوتی ہے کہ آپ ﷺ کی تمام احادیث وحی ہیں اسی وجہ سے آپ ﷺ نے فرمایا کہ مجھے کتاب دی گئی ہے اور اس کے ساتھ اسی کے مثل دیا گیا، ان احادیث قدسیہ کو وحی کی کیفیات میں سے کسی کیفیت میں محدود نہیں کیا جائے گا بلکہ احادیث قدسیہ تمام کیفیات میں اتر سکتی ہیں۔ مثلاً خواب کے ذریعے، دل میں القاء کر کے اور فرشتے کی زبان کے ذریعے وغیرہ ان احادیث قدسیہ کو دو صیغوں سے روایت کیا جا سکتا ہے:

1۔ یہ کہا جائے: **قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْمَا يَرْوِيْ عَنْ رَّبِّهٖ** اسلاف احادیث قدسیہ کو اسی عبارت سے روایت کرتے تھے۔

2۔ **قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى فِيْمَا رَوَاهُ عَنْهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔** ان دونوں کا ایک ہی معنی ہے۔

..............O..............

اور اس سورت کا آخر پانچ نمازوں سے منسوخ ہے یہ اکیس آیات ہیں ان کے علاوہ کسی اور آیت میں نسخ کا دعویٰ کرنا درست نہیں ہے۔ صحیح قول یہ ہے کہ استئذان اور تقسیم والی آیات محکم ہیں۔ اس طرح ان کی تعداد انیس رہ گئی۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا یہ قول ہے کہ اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان: فَاَیْنَمَا تُوَلُّوْا فَثَمَّ وَجْهُ اللّٰهِ یہ اس آیت سے منسوخ ہے: فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ (بقرہ: 150) ''تو موڑ لیا کریں اپنا رخ (نماز کے وقت) مسجد حرام کی طرف۔''

اس طرح یہ کل بیس آیات ہیں جو منسوخ ہیں۔

قرآن پاک کے اعجاز کی بہت سی وجوہات ہیں۔ ان میں بہت سے فوائد ہیں لیکن میں نے نہیں دیکھا کہ کسی نے ان کو صراحتاً ذکر کیا ہو۔ حضرت علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب الاتقان میں ذکر کیا ہے کہ بہت سے علماء نے اعجاز القرآن پر کتب تصنیف کی ہیں ان میں سے حضرت علامہ الحلیمی، امام غزالی اور امام یافعی قابل ذکر ہیں۔ میں نے بھی اپنی کتاب ''سعادة الدارين فِي الصلوٰةِ عَلٰى سَيِّدِ الكونَيْنِ'' میں بھی قرآن پاک کی خصوصیات کا ذکر کیا ہے اور حضور ﷺ پر صلوٰۃ وسلام عرض کرنے کے فوائد، آپ سے روایت کردہ دعائیں اور ذکر الٰہی کے فوائد ذکر کئے ہیں۔

یہ فصل بہت طویل ہوگئی ہے۔ ہم اس کو ایک عظیم ''فائدہ'' پر ختم کرتے ہیں۔ اس فائدہ میں اس فرق کو بیان کیا جائے گا جو قرآن پاک اور دوسری الہامی کتب میں ہے اور اس فرق کو بھی بیان کیا جائے گا جو قرآن پاک اور احادیث قدسیہ میں ہے۔

امام ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے ''الاربعين النوويه'' کی چوبیسویں حدیث کی شرح میں لکھا ہے:

فائدہ

اس کا نفع بہت زیادہ اور اس کی شان بہت بلند ہے کہ وحی متلو (قرآن پاک) اور وہ وحی جس کو حضور ﷺ نے اپنے رب سے روایت کیا (حدیث قدسی) میں فرق کیا جائے۔ احادیث قدسیہ کی تعداد ایک سو سے متجاوز ہے اور لوگوں نے انہیں علیحدہ جمع کیا ہے۔

وہ کلام جس کی نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف کی جاتی ہے اس کی تین اقسام ہیں:

1۔ پہلی قسم

یہ قسم باقی اقسام سے افضل اور زیادہ شرف وفضیلت والی ہے کیونکہ اس میں اعجاز کی بہت سی وجوہات پائی جاتی ہیں۔ مرور وقت کے باوجود یہ معجزہ اپنی اصلی حالت پر موجود ہے۔ یہ کسی بھی تغیر وتبدل سے محفوظ ہے، ناپاک آدمی کا اسے چھونا حرام ہے۔ جنبی کے لئے اس کی تلاوت حرام ہے اس کو بالمعنی روایت کرنا حرام ہے نماز میں اس کتاب کی تلاوت کو متعین کیا گیا ہے، اسی لاریب کلام کا نام القرآن رکھا گیا ہے اس کے ایک حرف کو پڑھنے سے دس نیکیاں ملتی ہیں ایک روایت کے مطابق اس کو بیچنا منع ہے ایک روایت کے مطابق اس کو بیچنا مکروہ ہے۔ اس کے اجزاء کو آیت اور سورۃ کا نام دیا گیا ہے جبکہ دیگر انبیاء کی کتب اور احادیث قدسیہ میں ان خصوصیات میں سے کوئی خصوصیت بھی نہیں پائی جاتی مذکورہ بالا افراد کا ان کو چھونا اور ان کی تلاوت کرنا بھی جائز ہے ان کو بالمعنی روایت کرنا بھی جائز ہے نماز میں ان کو پڑھنا جائز نہیں بلکہ ان کا نماز میں پڑھنا نماز کو

شکست فاش سے دوچار کرے گا۔ اللہ رب العزت نے ہمارے نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کو اس کی خبر دی ہے۔ امیہ بن خلف اور ایک روایت کے مطابق ابی بن خلف نے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا کہ آپ جھوٹ بول رہے ہیں یہ سن کر حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا اے دشمن خدا! دروغ گوئی کرنا تیرا کام ہے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے امیہ بن خلف سے کہا کہ اس پر دس اونٹنیوں کی شرط لگا لیتے ہیں۔ ہم میں سے جس کا قول سچا ہو گا وہ دوسرے سے دس اونٹنیاں لے گا (یہ واقعہ شرط اور جوئے کے حرام ہونے سے پہلے کا ہے) انہوں نے اپنے مابین تین سال کا عرصہ مقرر کیا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس شرط کی خبر سرور کائنات ﷺ کو دی آپ ﷺ نے فرمایا اس مدت میں توسیع کردو اور شرط میں اضافہ کردو کیونکہ اللہ تعالیٰ نے بِضۡعِ سِنِيۡنَ کہا ہے اس کا اطلاق تین سے لے کر نو تک ہوتا ہے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایسا ہی کیا اونٹنیوں کی تعداد کو سو کر دیا گیا اور مدت شرط کو نو سال تک بڑھا دیا گیا۔ یہ خبر بھی اسی طرح سچی ثابت ہوئی جس طرح قرآن پاک نے فرمایا تھا حدیبیہ کے سال اہل روم، اہل ایران پر غالب آ گئے۔ ابھی نو سال کی مدت نہیں گزری تھی۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے امیہ بن خلف کے ورثاء سے ایک سو اونٹنیاں وصول کرلیں کیونکہ امیہ بن خلف غزوۂ بدر میں واصل جہنم ہو چکا تھا اور اگر شرط لگانے والا ابی بن خلف ہو تو اسے بھی حضور ﷺ نے غزوۂ احد کے دن اپنے دست اقدس سے قتل کیا تھا۔ یہ پیشین گوئی ان دونوں کی موت کے بعد سچ ثابت ہوئی۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان کے ورثاء سے اونٹنیاں لے کر اللہ کی راہ میں صدقہ کر دیں اگرچہ یہ اونٹنیاں شرط اور جوئے کی حرمت سے پہلے حاصل ہوئیں لیکن حضور ﷺ نے اپنے قول کی تصدیق اور دشمن کے قول کی تکذیب ظاہر ہونے پر شکرانہ کے طور پر ان اونٹنیوں کو صدقہ کرنے کا حکم دیا۔

اسی طرح اللہ رب العزت نے ارشاد فرمایا: لِيُظۡهِرَهٗ عَلَى الدِّيۡنِ كُلِّهٖ ؕ (الفتح:28) '' تاکہ غالب کر دے اسے تمام دینوں پر۔'' اس آیت میں اللہ رب العزت نے اپنے نبی کریم رؤف رحیم ﷺ سے وعدہ فرمایا کہ عنقریب آپ ﷺ کا دین دیگر تمام ادیان پر غلبہ اور تسلط حاصل کرے گا۔ آپ ﷺ کی امت دیگر اُمم کو روح فرسا شکست سے دوچار کرے گی یہ پیشین گوئی بھی اسی طرح سچ ثابت ہوئی جس طرح اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں خبر دی تھی۔

اسی طرح غیب کی خبر دیتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا مِنۡكُمۡ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسۡتَخۡلِفَنَّهُمۡ فِى الۡاَرۡضِ كَمَا اسۡتَخۡلَفَ الَّذِيۡنَ مِنۡ قَبۡلِهِمۡ ۖ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمۡ دِيۡنَهُمُ الَّذِى ارۡتَضٰى لَهُمۡ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمۡ مِّنۡۢ بَعۡدِ خَوۡفِهِمۡ اَمۡنًا ؕ يَعۡبُدُوۡنَنِىۡ لَا يُشۡرِكُوۡنَ بِىۡ شَيۡـئًا ؕ (النور:55)

'' وعدہ فرمایا ہے اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں سے جو ایمان لائے تم میں سے اور نیک عمل کئے وہ ضرور خلیفہ بنائے گا انہیں زمین میں جس طرح اس نے خلیفہ بنایا ان کو جو ان سے پہلے تھے اور مستحکم کر دے گا ان کے لئے ان کے دین کو جسے اس نے پسند فرمایا ہے ان کے لئے وہ ضرور بدل دے گا انہیں ان کی حالت

تیسری فصل

اس فصل میں ان امور غیبیہ کو بیان کیا جائے گا جن کی خبر قرآن پاک نے دی ان امور کو اللہ کے علاوہ اور کوئی نہیں جانتا تھا، وہ امور اسی طرح ظہور پذیر ہوئے جس طرح اللہ تعالیٰ نے ان کی خبر دی تھی، یہ بھی قرآن پاک کے اعجاز کے اسباب میں سے ایک اہم سبب ہے اور نبوت مصطفیٰ ﷺ کی عمدہ دلیل ہے

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: لَتَدْخُلُنَّ الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ اٰمِنِيْنَ (الفتح:27) ''کہ تم ضرور داخل ہو گے مسجد حرام میں جب اللہ نے چاہا امن وامان سے۔''

عام الحدیبیہ سے قبل مدینہ منورہ میں حضور اکرم ﷺ نے اپنے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کو یہ خبر دی کہ ہم مسجد حرام میں داخل ہوں گے۔ صحابہ کرام نے خیال کیا کہ شاید اس آیت میں عام الحدیبیہ کے متعلق خبر دی گئی ہے جب مشرکین مکہ نے انہیں مسجد حرام میں داخل ہونے سے روک دیا تو یہ بات ان پر بڑی شاق گزری۔ جب وہ حدیبیہ سے واپس آئے تو اللہ تعالیٰ نے سورۃ الفتح نازل فرمائی اس میں یہ آیت مبارک تھی اللہ تعالیٰ نے انہیں بتا دیا کہ عنقریب ایسا ہی ہوگا جس طرح کہ تمہیں خبر دی گئی ہے جب مسلمان شوکت وسطوت کے ساتھ مسجد حرام میں داخل ہوئے تو حضور اکرم ﷺ نے فرمایا میں نے اسی واقعہ کی تمہیں خبر دی تھی۔

ارشاد ربانی ہے: غُلِبَتِ الرُّوْمُ ۝ فِیْۤ اَدْنَى الْاَرْضِ وَ هُمْ مِّنْۢ بَعْدِ غَلَبِهِمْ سَیَغْلِبُوْنَ ۝ فِیْ بِضْعِ سِنِیْنَ (روم:4-2) ''ہرا دیئے گئے رومی پاس کی زمین میں اور وہ ہار جانے کے بعد ضرور غالب آئیں گے چند برس کے اندر۔''

اس آیت مبارکہ میں اللہ تعالیٰ نے غیب کے متعلق یہ خبر دی ہے کہ چند سالوں میں روم پھر ایران پر غالب آ جائے گا۔ بِضْعِ سِنِیْنَ کا لفظ تین سے لے کر نو سال تک بولا جاتا ہے کچھ ہی سال گزرے تھے کہ قرآن پاک کی یہ پیشین گوئی بھی ثابت ہوگئی اس کی تفصیل یہ ہے کہ رومی اہل کتاب تھے جبکہ ایرانی اہل کتاب نہ تھے وہ مشرکین کی طرح تھے جب ایران اور روم باہم نبرد آزما ہوتے تو مشرکین مکہ ایران کی فتح کی آرزو کرتے تھے وہ مسلمانوں کو تنگ کرنے کے لئے اہل ایران کی فتح پر خوشیاں مناتے تھے۔ کسریٰ نے روم کی جانب ایک لشکر جرار بھیجا۔ باذرعات اور بصریٰ کے مقامات پر دو لشکر جنگ آزما ہوئے ایران نے روم کو شکست دے دی۔ جس سے مشرکین مکہ نے مسرت کا اظہار کیا جبکہ مسلمانوں پر یہ بات بہت گراں گزری اللہ تعالیٰ نے یہ آیت مبارکہ نازل فرمائی: الٓمّٓ ۝ غُلِبَتِ الرُّوْمُ ۝ ...... الخ (روم:2-1) حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مشرکین مکہ کو اس غیب کی خبر سے آگاہ کیا آپ نے فرمایا اتنی زیادہ مسرت وشادمانی کا اظہار نہ کرو عنقریب روم ایران کو

دیگر کتب میں تحریف وتبدل ہو چکا ہے کیونکہ اللہ رب العزت نے ان کتب کی حفاظت ان اُمم کے سپرد کی جن پر ان کتب کا نزول ہوا تھا۔ جیسا کہ اللہ رب العزت نے ارشاد فرمایا: بِمَا اسْتُحْفِظُوْا مِنْ كِتٰبِ اللّٰهِ (المائدہ: 44) ''اس واسطے کہ محافظ ٹھہرائے گئے تھے اللہ تعالیٰ کی کتاب کے۔'' اس لئے ان کتب میں تبدل وتغیر رونما ہو گیا حتیٰ کہ اب ان کتب کی یہ کیفیت ہو چکی ہے کہ ان میں سے منقول کسی بھی بات پر وثوق نہیں کیا جا سکتا۔ اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ میں ''ذکر'' سے مراد قرآن مجید ہے۔ بے دینوں نے قرآن پاک میں تبدیلی کرنے سعی پیہم کی، اپنے ہر مکر وفریب اور تاب وطاقت سے کام لیا لیکن وہ اللہ تعالیٰ کے اس نور تاباں کو بجھانے میں ناکام رہے۔ وہ اس کے کلام لاریب میں ایک کلمہ کا بھی اضافہ نہ کر سکے۔ وہ مسلمانوں کے قلوب میں قرآن کے حروف میں سے ایک حرف کے بارے میں بھی شک پیدا نہ کر سکے۔ اس کلام کی حفاظت کا ذمہ اللہ تعالیٰ نے خود لیا۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰى حِفْظِهٖ لِكَلَامِهٖ وَبَقَاءِ رَوْنَقِهٖ وَنِظَامِهٖ وَخَيْبَةِ مَنْ سَعٰى فِيْ اِطْفَائِهٖ وَافْتِضَاحِ جَهَلَةِ اَعْدَائِهٖ۔

علامہ قسطلانی رحمۃ اللہ علیہ نے ''المواھب الدنیہ'' میں فرمایا ہے وہ خصائص اور شمائل جن کو اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ مخصوص فرمایا ہے ان میں سے ایک فضیلت یہ بھی ہے کہ آپ کو ''کتاب عزیز'' عطا فرمائی حالانکہ آپ ﷺ اُمی تھے آپ ﷺ پڑھ اور لکھ نہیں سکتے تھے آپ نے کسی مدرسہ میں زانوئے تلمذ طے نہیں کیا انہی محامد اور محاسن میں سے ایک یہ بھی ہے کہ اللہ رب العزت نے آپ ﷺ کی کتاب کی حفاظت فرمائی۔ یہ کتاب تحریف وتبدل سے محفوظ ہے حتیٰ کہ بہت سے ملحدوں اور بے دینوں بالخصوص قرامطہ نے قرآن پاک کو تبدیل کرنے کی سعی لاحاصل کی لیکن وہ اس کے نور کو بجھا نہ سکے وہ اس کے کلمات میں سے ایک کلمہ کو بھی تبدیل نہ کر سکے۔ ایک حرف کے بارے میں بھی مسلمانوں کے دلوں میں شک کے کانٹے نہ بو سکے ارشاد ربانی ہے: لَا يَاْتِيْهِ الْبَاطِلُ مِنْ بَيْنِ يَدَيْهِ وَلَا مِنْ خَلْفِهٖ ط (حم السجدہ: 42) ''اس کے نزدیک نہیں آسکتا باطل نہ اس کے سامنے سے اور نہ پیچھے سے۔''

آپ ﷺ کی کتاب ''قرآن پاک'' ان تمام علوم کی جامع ہے جن علوم کو دیگر انبیاء کرام علیہم کی کتب محیط تھیں۔ اس میں سابقہ اُمم کی خبریں بھی ہیں اور سابقہ شریعتوں کا بھی ذکر ہے اس میں ایسی داستانیں اور حکایات بھی ہیں جن کو اہل کتاب میں سے کوئی شخص بھی نہیں جانتا تھا سوائے اس عالم متبحر کے جس نے ساری زندگی تحصیل علم میں صرف کی ہو۔ اللہ تعالیٰ نے مزید کرم یہ فرمایا کہ طالب علموں پر اس کو حفظ کرنا آسان فرمایا اور اس کی تلاوت کرنے والوں کو اپنے قرب سے نوازا۔ جیسا کہ ارشاد ربانی ہے: وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْاٰنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ ﴿۱۷﴾ (القمر: 17) ''اور بے شک ہم نے آسان کر دیا ہے قرآن کو نصیحت پذیری کے لئے۔'' دیگر اُمم میں سے کوئی ایک شخص بھی اپنی کتاب کو حفظ نہیں کر سکتا تھا۔ وہ اپنی کتاب کو حفظ کرنے کے لئے کوشاں ہوتے لیکن کئی سال گزرنے کے باوجود وہ ناکام ہو جاتے لیکن قرآن پاک وہ بابرکت کتاب ہے جس کو امت مصطفویہ کے بچے بھی تھوڑی سی مدت میں حفظ کر لیتے ہیں۔

انہیں خصائص میں سے ایک خصوصیت یہ بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہماری آسانی کے لئے اس کو سات قرآتوں پر نازل

خوف کو امن سے وہ میری عبادت کرتے ہیں کسی کو میرا شریک نہیں بناتے۔"

یعنی اللہ تعالیٰ انہیں اپنی زمین پر خلفاء مقرر کرے گا۔ انہیں اس کی ملکیت عطا فرمائے گا انہیں اپنے اعداء پر فتح و کامرانی حاصل ہوگی یہ آیت مبارکہ حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور دیگر خلفائے راشدین کے بارے میں نازل ہوئی۔ حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عہد زریں میں صحابہ کرام علیہم الرضوان کو مرتدین پر غلبہ اور تسلط حاصل ہوا۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت میں ایران جیسا عظیم ملک فتح ہوا۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ نے صحابہ کرام کو مختلف ممالک پر تسلط عطا فرمایا۔ ان کے خوف کو امن میں تبدیل کر دیا۔ قرآن پاک کی یہ پیشین گوئی حق ثابت ہوئی۔ اللہ تعالیٰ نے دین اسلام کو زمین کے مشارق و مغارب تک وسعت بخشی۔ مشرق و مغرب کو مسلمانوں نے زیر نگیں کر دیا اور وہ اس زمین پر اللہ کے خلفاء بن گئے جیسا کہ نبی آخر الزماں ﷺ نے فرمایا "میرے لئے زمین کی وسعتوں کو سمیٹ دیا گیا ہے میں نے زمین کے مشارق و مغارب کا مشاہدہ کیا۔ جہاں تک میرے لئے زمین سمیٹی گئی عنقریب میری امت ان مقامات پر قبضہ کرے گی۔"

اسی طرح مستقبل کی پیشین گوئی کرتے ہوئے قرآن پاک نے فرمایا: اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ ۝ وَرَاَیْتَ النَّاسَ یَدْخُلُوْنَ فِیْ دِیْنِ اللّٰهِ اَفْوَاجًا ۝ فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَاسْتَغْفِرْهُ (النصر:3-1) "جب اللہ کی مدد آپہنچے اور فتح (نصیب ہو جائے) اور آپ دیکھ لیں لوگوں کو کہ وہ داخل ہو رہے ہیں اللہ کے دین میں فوج در فوج تو (اس وقت) اپنے رب کی حمد کرتے ہوئے اس کی پاکی بیان کیجئے اور (اپنی امت کے لئے) اس سے مغفرت طلب کیجئے۔"

اگرچہ اس آیت مبارکہ میں ہر قسم کی فتح کا مژدہ جانفزاء سنایا گیا ہے لیکن یہ آیت اپنے دامن میں فتح مکہ کی بشارت لئے ہوئے آئی۔ جب یہ آیت مبارکہ نازل ہوئی تو حضور ﷺ کے عم محترم حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ رونے لگے حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا اے میرے محترم چچا! آپ کس وجہ سے گریہ کناں ہوئے۔ حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم اس آیت مبارکہ میں آپ ﷺ کے وصال کی خبر دی گئی ہے۔ حضور ﷺ نے کہا میرے چچا جان آپ نے سچ کہا ہے۔ مکہ معظمہ فتح ہوا لوگ اللہ کے دین متین میں گروہ در گروہ اور جماعت در جماعت داخل ہونے لگے جب اللہ تعالیٰ نے دین اسلام کو غلبہ عطا فرمایا اور ثقلین میں اس کو شہرت دوام حاصل ہوئی۔ جب بلاد عرب میں کوئی مقام ایسا نہ رہا جہاں اسلام داخل نہ ہوا جب تمام لوگوں نے دین اسلام قبول کر لیا تو حضور اکرم ﷺ کا وصال ہو گیا۔ قرآن پاک کی یہ خبر بھی سچ ثابت ہوئی۔

اسی طرح اللہ رب العزت نے ارشاد فرمایا: اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ ۝ (الحجر:9) "بیشک ہم ہی نے اتارا ہے اس ذکر (قرآن مجید) کو اور یقیناً ہم ہی اس کے محافظ ہیں۔"

اس آیت مبارکہ میں اللہ رب العزت نے ارشاد فرمایا ہے کہ قرآن پاک کا محافظ وہ خود ہے ہر زماں میں یہ کتاب لاریب تبدیل و تغیر سے پاک رہے گی۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اس آیت مبارکہ کو اللہ تعالیٰ نے جملہ اسمیہ میں ذکر کیا ہے پھر اس میں کئی تاکیدیں لگائیں۔ قرآن پاک کی یہ خبر بھی سچ ثابت ہوئی کسی کو بھی قرآن پاک کا ایک کلمہ تک بدلنے کی جرأت نہ ہوئی جبکہ

قرآن پاک کو حفظ کریں اور مخلوق کو قرآن پاک کی تعلیم دیں تا قیامت اللہ تعالیٰ ایک گروہ کو اس کام پر متعین فرماتا رہے گا۔

بعض علماء فرماتے ہیں کہ حفاظت سے مراد یہ ہے کہ اگر کوئی شخص قرآن پاک کے ایک حرف یا ایک نقطہ کو بدلنے کا ارادہ کرے تو تمام دنیا پکار اٹھے گی کہ یہ جھوٹ ہے حتیٰ کہ اگر کسی پر جلال بزرگ سے بھی اتفاقاً قرآن میں کوئی تبدیلی ہو جاتی ہے تو بچے بھی اسے مخاطب کر کے کہتے ہیں اے محترم و مکرم بزرگ! آپ نے یہ غلطی کی ہے اور صحیح اس طرح ہے ان صفات کی حامل کوئی کتاب بھی نہیں ہے ہر کتاب میں تبدیلی و تحریف رونما ہوئی لیکن اللہ تعالیٰ نے اس کتاب عزیز کو ہر قسم کے تغیر و تبدل سے محفوظ رکھا حالانکہ یہود و نصاریٰ اور بے دین مسلسل اس کو جھٹلانے اور بگاڑنے کے لئے کوشش کرتے رہے اب قرآن پاک کو دنیا میں آئے ہوئے نو سو اٹھانویں سال گزر چکے ہیں لیکن الحمد للہ اس کی حفاظت میں اضافہ ہی ہوا ہے۔ المواہب کی عبارت ختم ہوئی۔

قرآن پاک کے بارے میں مذکورہ مدت علامہ القسطلانی کے زمانہ کی ہے اب جبکہ قرآن پاک کو آئے ہوئے تیرہ سو سولہ سال گزر چکے ہیں لیکن الحمد للہ اس کی حفاظت کا اہتمام فزوں تر ہے۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں جن امور غیبیہ کی خبر دی ہے ان میں سے ایک خبر یہ بھی ہے ارشاد ربانی ہے: سَيُهْزَمُ الْجَمْعُ وَيُوَلُّونَ الدُّبُرَ ۝ (القمر:45) ''عنقریب پسپا ہو گی یہ جماعت اور پیٹھ پھیر کر بھاگ جائیں گے۔'' یہ آیت مکہ معظمہ میں نازل ہوئی اس وقت مسلمان ضعیف و نزار تھے وہ نہیں جانتے تھے کہ وہ کون سا اجتماع ہو گا جو شکست سے دوچار ہو گا وہ اس آیت کی مراد کو نہیں جانتے تھے۔ جب اس آیت کے نزول کے سات سال بعد غزوۂ بدر رونما ہوا تو حضور ﷺ نے اپنی زرہ زیب تن فرمائی اپنے صحابہ کے پاس تشریف لائے تو آپ ﷺ کی زبان اقدس پر اس آیت کی تلاوت جاری تھی سَيُهْزَمُ الْجَمْعُ وَيُوَلُّونَ الدُّبُرَ ۝ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ اس آیت کے مفہوم کا مجھے آج علم ہوا ہے یعنی کفار قریش عنقریب شکست خوردہ ہو جائیں گے اور وہ مسلمانوں سے پیٹھ پھیر کر بھاگ جائیں گے ان کی اس شکست کو بلیغ ترین عبارت سے تعبیر فرمایا گیا ہے اس میں لفظاً اور معناً دونوں طرح اعجاز پایا جاتا ہے۔ وہ امور غیبیہ جن کے متعلق قرآن پاک نے خبر دی ہے ان میں اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان بھی ہے: قَاتِلُوهُمْ يُعَذِّبْهُمُ اللَّهُ بِأَيْدِيكُمْ وَيُخْزِهِمْ وَيَنْصُرْكُمْ عَلَيْهِمْ وَيَشْفِ صُدُورَ قَوْمٍ مُؤْمِنِينَ ۝ (توبہ:14) ''جنگ کرو ان سے عذاب دے گا انہیں اللہ تعالیٰ تمہارے ہاتھوں سے اور رسوا کرے گا انہیں اور مدد کرے گا تمہاری ان کے مقابلے میں اور (یوں) صحت مند کر دے گا اس جماعت کے سینوں کو جو اہل ایمان ہیں۔''

اس آیت میں بھی غیب کی ایک خبر دی گئی ہے۔ بنی خزاعہ اور یمن کے کچھ لوگوں نے اسلام قبول کیا اور مکہ معظمہ میں ہی قیام پذیر رہے جبکہ حضور پرنور ﷺ اور بہت سے صحابہ کرام علیہم الرضوان مکہ مکرمہ کو خیرآباد کہہ کر مدینہ منورہ تشریف لے گئے تھے۔ انہوں نے مشرکین مکہ سے بہت سی تکالیف اور اذیتیں برداشت کیں۔ انہوں نے بارگاہ رسالت میں ان تکالیف کی شکایت کی۔ حضور ﷺ نے انہیں صبر کرنے کا حکم دیا اور ساتھ ہی یہ بشارت بھی دی کہ عنقریب یہ ظلم کے بادل چھٹ جائیں

فرمایا یہ وہ فضیلت ہے جو اللہ تعالیٰ نے محض اپنے کرم اور فضل سے صرف امت مسلمہ کو عطا فرمائی انہیں خصائص میں سے ایک خصوصیت یہ بھی ہے کہ قرآن پاک ایک زندہ جاوید معجزہ ہے جب تک دنیا باقی رہی گی یہ معجزہ بھی باقی رہے گا۔ انہیں خصائص میں سے ایک یہ بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک کی حفاظت کی ذمہ داری خود اٹھائی ہے۔ ارشاد ربانی ہے: اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَ اِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ ﴿۹﴾ (الحجر:9) ''ہم نے ہی قرآن کو نازل کیا اور یقیناً ہم ہی اس کے محافظ ہیں۔'' یعنی قرآن پاک میں کوئی کمی وبیشی نہیں ہوسکتی۔ اسی طرح اللہ رب العزت نے قرآن پاک کے اوصاف بیان کرتے ہوئے فرمایا: لَّا يَاْتِيْهِ الْبَاطِلُ مِنْۢ بَيْنِ يَدَيْهِ وَلَا مِنْ خَلْفِهٖ (حم سجدہ:42)۔ وَلَوْ كَانَ مِنْ عِنْدِ غَيْرِ اللّٰهِ لَوَجَدُوْا فِيْهِ اخْتِلَافًا كَثِيْرًا ﴿۸۲﴾ (نساء:82) ''(اور اتنا بھی نہیں سمجھتے کہ) اگر وہ غیر اللہ کی طرف (بھیجا گیا) ہوتا تو ضرور پاتے اس میں اختلاف کثیر۔''

اگر کوئی آدمی یہ اعتراض کرے کہ اس آیت میں اختلاف کی نفی کی گئی ہے اور حدیث شریف میں ہے کہ قرآن پاک سات قرآتوں پر نازل ہوا ہے۔

اس کا جواب علامہ جعبری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی شرح ''الشاطبیہ'' میں یہ دیا ہے کہ قرآن پاک میں جس اختلاف کی نفی ہے اس سے مراد اس کے معانی میں تناقض اور اختلاف کا ہونا ہے اور حدیث شریف میں جس اختلاف کا اثبات ہے اس سے مراد الفاظ کو تبدیل کر کے اس کی قرآت کرنا ہے۔

علامہ قسطلانی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک کی حفاظت کا ذمہ اٹھایا ہے اور جس چیز کی حفاظت کی ذمہ داری اللہ نے اٹھائی ہو اسے کسی قسم کے خوف کا اندیشہ نہیں ہوتا تو پھر صحابہ کرام علیہم الرضوان نے قرآن پاک کو ایک مصحف میں جمع کیوں کیا؟

اس کے جواب میں حضرت علامہ فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ صحابہ کرام کا قرآن کا جمع کرنا بھی اللہ تعالیٰ کی حفاظت کا ارادہ فرمایا تو اللہ تعالیٰ نے انہیں قرآن پاک کو جمع کرنے کی قدرت عطا فرمائی۔

پھر علماء کا اختلاف ہے کہ قرآن پاک کی حفاظت کیسے کی جاتی ہے بعض علماء فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اس کی حفاظت اس طرح کی ہے کہ انسانوں کے کلام کے لئے اس کو واضح معجزہ بنایا ہے۔ مخلوق اس میں کمی وبیشی کرنے سے عاجز ہے اگر لوگ اس میں کمی وبیشی کریں تو قرآن پاک کا اسلوب اور انداز بیان تبدیل ہو جائے گا ہر اہل عقل کے لئے یہ واضح ہو جائے گا کہ یہ قرآن پاک میں سے نہیں ہے۔

بعض علماء فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک کی حفاظت اس طرح کی ہے کہ اس نے مخلوق کو قرآن پاک کو جھٹلانے اور اس میں کسی قسم کا بگاڑ پیدا کرنے سے عاجز کر دیا ہے بلکہ اس مولائے کائنات نے ایک جماعت کو متعین فرمایا ہے کہ وہ قرآن پاک کو حفظ کریں اور مخلوق کو قرآن پاک کی تعلیم دیں تا قیامت اللہ تعالیٰ ایک گروہ کو اس کام پر متعین فرماتا رہے گا۔

بعض علماء فرماتے ہیں کہ حفاظت سے مراد یہ ہے کہ اگر کوئی شخص قرآن پاک کے ایک حرف یا ایک نقطہ کو بدلنے کا ارادہ کرے تو تمام دنیا پکار اٹھے گی کہ یہ جھوٹ ہے حتیٰ کہ اگر کسی پر جلال بزرگ سے بھی اتفاقاً قرآن میں کوئی تبدیلی ہو جاتی ہے تو

(المائدہ:41)"جاسوسی کرنے والے ہیں جھوٹ بولنے کے لئے وہ جاسوس ہیں دوسری قوم کے جونہیں آئی آپ ﷺ کے پاس بدل دیتے ہیں اللہ کی باتوں کو اس کے صحیح موقعوں سے۔"

اسی طرح اللہ رب العزت کا ارشاد ہے: يُحَرِّفُوْنَ الْكَلِمَ عَنْ مَّوَاضِعِهٖ وَ يَقُوْلُوْنَ سَمِعْنَا وَ عَصَيْنَا وَاسْمَعْ غَيْرَ مُسْمَعٍ وَّرَاعِنَا لَيًّا بِاَلْسِنَتِهِمْ وَطَعْنًا فِي الدِّيْنِ (النساء:46)"پھر دیتے ہیں (اللہ کے کلام کو) اس کی اصلی جگہوں سے اور کہتے ہیں ہم نے سنا اور ہم نے نافرمانی کی اور (کہتے ہیں) سنو تم نہ سنائے جاؤ اور (کہتے ہیں)" راعنا' بل دیتے ہوئے اپنی زبانوں کو اور طعنہ زنی کرتے ہوئے دین میں۔"

یہودی حضور ﷺ کو جھٹلاتے تھے اور آپ ﷺ کا مذاق اڑاتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے یہ خبر دی کہ انہوں نے اپنی کتاب میں تحریف کر دی۔ ان کے جھوٹے اقوال سے آپ ﷺ کو آگاہ کیا۔ آپ ﷺ کو یہ بھی بتایا کہ اطاعت شعاری ان یہودیوں کی عادت نہیں اور وہ اپنے قول" رَاعِنَا" سے آپ ﷺ کا مذاق اڑانے کا جو قصد کرتے تھے اللہ تعالیٰ نے وہ بھی نبی کریم ﷺ کو بتا دیا۔

اسی طرح اللہ رب العزت نے قرآن پاک میں ارشاد فرمایا: وَ اِذْ يَعِدُكُمُ اللّٰهُ اِحْدَى الطَّآىِٕفَتَيْنِ اَنَّهَا لَكُمْ وَ تَوَدُّوْنَ اَنَّ غَيْرَ ذَاتِ الشَّوْكَةِ تَكُوْنُ لَكُمْ (انفال:7)"اور یاد کرو جب وعدہ فرمایا تم سے اللہ نے ایک کا ان دو گروہوں سے کہ وہ تمہارے لئے ہیں اور تم پسند کرتے تھے کہ نہتہ گروہ تمہارے حصے میں آئے۔"

اس آیت میں مومنین کے دلوں میں پیدا ہونے والی ایک ایسی خواہش کا ذکر کیا گیا ہے جس کی تکمیل کے وہ بڑے خواہشمند تھے۔ جب یہ آیت مبارکہ نازل ہوئی تو حضرت جبرائیل علیہ السلام نے حضور ﷺ سے عرض کی کہ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ سے دو امر میں سے ایک کا وعدہ فرمایا ہے: 1۔ یا تو اللہ تعالیٰ آپ ﷺ کو اس قافلہ پر فتح عطا فرمائے گا جو شام سے آ رہا ہے جس میں قریش کا بہت سامال ہے، 2۔ یا اللہ تعالیٰ آپ ﷺ کو ان قریش مکہ پر غلبہ عطا فرمائے گا جو مکہ معظمہ سے اس قافلہ کی حفاظت کے لئے روانہ ہوئے ہیں۔ صحابہ کرام علیہم السلام کے دل میں اس قافلہ پر حملہ کرنے کی خواہش تھی، کیونکہ ان کے پاس ہتھیار اور افرادی قوت کی کمی تھی اور قافلہ سے بہت سامال ملنے کی توقع تھی۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں یہ توفیق عطا فرمائی کہ وہ دشمن سے جنگ آزما ہوں اور کافرین کی پشتوں کو کاٹ کر رکھ دیں۔ اس غزوہ میں بہت سے سرداران قریش واصل جہنم ہوئے۔ اللہ تعالیٰ نے مؤمنین کی تائید فرمائی اور دین اسلام کو غلبہ عطا فرمایا۔

اسی طرح ارشاد ربانی ہے: اِنَّا كَفَيْنٰكَ الْمُسْتَهْزِءِيْنَ (الحجر:95)"ہم کافی ہیں آپ کو مذاق اڑانے والوں کے شر سے بچانے کے لئے۔" اس آیت میں بھی اللہ تعالیٰ نے غیب کی خبر دی ہے اس کی تفصیل یہ ہے کہ پانچ کافر حضور ﷺ کو بہت زیادہ اذیت دیتے تھے وہ آپ ﷺ کا تمسخر اڑاتے تھے اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کو ان کی ہلاکت کی خبر دی۔ وہ اسی طرح ہلاک ہوئے جس طرح اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب ﷺ کو خبر دی تھی۔ جب یہ آیت نازل ہوئی تو حضور ﷺ نے اپنے صحابہ کرام کو ان کی ہلاکت کی بشارت دی۔ ابن عبد البر رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے اس آیت مبارکہ میں" اَلْمُسْتَهْزِءِيْنَ" سے مندرجہ

گے۔ اللہ رب العزت نے مسلمانوں کو جہاد کا اذن دیا اور جہاد کے بارے میں بہت سی آیات اتاریں۔ مذکورہ بالا آیت انہیں آیات میں سے ہے۔ اس آیت کے نزول کے بعد مشرکین کا قتل عام شروع ہوا اللہ رب العزت نے مومنین کی مدد اور نصرت فرمائی جس سے مسلمانوں کے قلوب کو چین اور سکون نصیب ہوا۔ حتیٰ کہ مشرکین کی بستیاں اجڑ گئیں انہیں قیدی بنالیا گیا بعض کو جلا وطن کر دیا گیا اور ان سے نعمتیں چھین لی گئیں۔ اسی طرح ارشاد ربانی ہے: لَنْ یَّضُرُّوْكُمْ اِلَّاۤ اَذًىؕ وَ اِنْ یُّقَاتِلُوْكُمْ یُوَلُّوْكُمُ الْاَدْبَارَ ثُمَّ لَا یُنْصَرُوْنَ (آل عمران: 111) ''کچھ نہیں بگاڑ سکیں گے تمہارا سوائے ستانے کے اور لڑیں گے تمہارے ساتھ تو پھیر دیں گے تمہاری طرف پیٹھیں (اور بھاگ جائیں گے) پھر ان کی مدد نہ کی جائے گی۔''

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے یہود کے بارے خبر دی ہے کہ تمہیں صرف زبان سے ہی دھمکیاں دینے پر قادر ہیں۔ اگر کبھی وہ تم سے نبرد آزما ہوئے تو وہ میدان جنگ سے راہ فرار اختیار کر جائیں گے۔ اللہ تعالیٰ صرف مؤمنین کی مدد کرتا ہے۔

قرآن پاک نے جو غیب کی خبریں دی ہیں ان میں سے منافقین کے ان رازوں کو بھی ظاہر کرنا ہے جنہیں وہ چھپایا کرتے تھے جنہیں اللہ کے علاوہ اور کوئی نہیں جانتا تھا اسی طرح یہودیوں کے رازوں کو بھی ظاہر کرنا، ان کے جھوٹ کا اظہار کرنا اور جو کلام وہ آپس میں کیا کرتے تھے۔ جس کو ان کے خیال کے مطابق اور کوئی نہیں جانتا تھا اس کو بیان کرنا بھی امور غیبیہ میں سے ہے۔ وہ حضور نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں آکر قسمیں اٹھایا کرتے تھے کہ وہ سچے مؤمن ہیں لیکن اللہ تعالیٰ نے ان کے اس قول کی تکذیب کی ارشاد ربانی ہے: وَاللّٰهُ یَعْلَمُ اِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ (توبہ: 42)۔ وَ یَقُوْلُوْنَ فِیْۤ اَنْفُسِهِمْ لَوْ لَا یُعَذِّبُنَا اللّٰهُ بِمَا نَقُوْلُؕ (مجادلہ: 8) ''اور اللہ جانتا ہے کہ وہ قطعاً جھوٹے ہیں اور کہا کرتے ہیں آپس میں کہ (اگر یہ سچے رسول ہیں) تو اللہ تعالیٰ ہماری ان باتوں پر ہمیں عذاب کیوں نہیں دیتا۔''

یہودیوں کی یہ عادت تھی کہ جب بھی وہ خلوت میں بیٹھتے تو کہتے کہ ہم جو کچھ محمد مصطفیٰ کے بارے میں کہتے ہیں اس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ ہم پر عذاب کیوں نہیں نازل کرتا۔ اگر یہ سچے ہوتے تو ہمارے لئے بددعا کرتے اللہ تعالیٰ ہم پر عذاب نازل کرتا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے اس پوشیدہ قول کو ظاہر فرمایا اور ان کی اس خلوت کی گفتگو کو عیاں کر دیا ارشاد فرمایا: حَسْبُهُمْ جَهَنَّمُۚ یَصْلَوْنَهَاۚ فَبِئْسَ الْمَصِیْرُ (مجادلہ: 8) ''کافی ہے انہیں جہنم اس میں داخل ہوں گے اور وہ بہت برا ٹھکانا ہے۔'' مزید ارشاد فرمایا: یُخْفُوْنَ فِیْۤ اَنْفُسِهِمْ مَّا لَا یُبْدُوْنَ لَكَؕ (آل عمران: 154) ''چھپائے ہوئے ہیں اپنے دلوں میں جو آپ پر ظاہر نہیں کرتے۔'' یعنی وہ اپنے دلوں میں وہ باتیں پوشیدہ رکھتے ہیں جو آپ ﷺ کے لئے ظاہر نہیں کرتے۔

اس آیت میں منافقین کی حالت اور ان کے مکر و فریب کو بیان کیا گیا ہے اور خلوت میں جو ایک دوسرے سے باتیں کرتے تھے ان کا اظہار کیا گیا۔ مثلاً انہوں نے غزوۂ احد کے دن ایک دوسرے سے کہا تھا: لَوْ كَانَ لَنَا مِنَ الْاَمْرِ شَیْءٌ مَّا قُتِلْنَا هٰهُنَاؕ (آل عمران: 154) ''اگر ہوتا ہمارا اس کام میں کچھ دخل تو نہ مارے جاتے ہم یہاں (اس بے دردی سے)۔'' اللہ رب العزت نے ان کے اس قول سے اپنے حبیب لبیب ﷺ کو آگاہ فرمایا۔ ان کی خفیہ گفتگو کی خبر دینا یہ غیب کے امور میں سے ہے۔ اسی طرح ارشاد ربانی ہے: سَمّٰعُوْنَ لِلْكَذِبِ سَمّٰعُوْنَ لِقَوْمٍ اٰخَرِیْنَۙ لَمْ یَاْتُوْكَؕ یُحَرِّفُوْنَ الْكَلِمَ مِنْۢ بَعْدِ مَوَاضِعِهٖۚ

کہتے ہوئے مرگیا کہ مجھے محمد (ﷺ) کے رب نے قتل کر دیا ہے۔

فائدہ

ابن تیمیہ نے اپنی کتاب ''الجواب الصحیح'' میں ''كفاية الله لِنَبِيِّهِ صلى الله عليه وسلم المُسْتَهْزِئِينَ'' ذکر کرنے کے بعد لکھا ہے کہ اس ضمن میں اللہ رب العزت کا وہ انتقام شامل ہے جو اللہ تعالیٰ ہر اس شخص سے لیتا ہے جو حضور ﷺ کو برے الفاظ سے یاد کرتا ہے آپ ﷺ کے بارے میں نازیبا کلمات کہتا ہے یا آپ ﷺ کے دین کی مذمت کرتا ہے۔لوگوں نے خود دیکھا بھی ہے اور سنا بھی ہے کہ ایسے تیرہ بخت لوگوں کو اللہ تعالیٰ نے مختلف قسم کے عذاب میں مبتلا کر دیا۔ اس کے بارے میں اتنے زیادہ واقعات ہیں جن کے ذکر سے کتاب طویل ہو جائے گی ہم نے دیکھا بھی ہے اور سنا بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ ایسے نامراد شخص کو کیسے اذیت ناک عذاب میں مبتلا کر کے انتقام لیتا ہے اس سے یہی ثابت ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ حضور ﷺ کی عزت کا خود محافظ ہے اور محمد عربی ﷺ کی خود مدد فرمانے والا ہے۔حضور ﷺ کی قدر و منزلت کی عظمت اور ذکر کی رفعت کا محافظ اور نگہبان خود اللہ تعالیٰ ہے۔لوگوں کے پاس حضور ﷺ کی عظمت و رفعت کے بارے میں اتنی داستانیں ہیں جو اہل دانش کے لئے سراپا عبرت ہیں انہیں میں سے ایک مشہور و معروف واقعہ یہ بھی ہے۔لشکر اسلام نے شام میں اہل کتاب کے ایک قلعہ کا محاصرہ کیا لیکن اس قلعہ کا فتح کرنا مسلمانوں کے لئے بہت مشکل ہو گیا۔مسلمانوں کا محاصرہ طوالت اختیار کر لیا۔حتیٰ کہ ایک دن دشمن نے حضور ﷺ کو نازیبا کلمات کے ساتھ یاد کیا۔اس وقت مسلمان بہت خوش ہوئے انہیں یقین تھا کہ اب اللہ تعالیٰ دشمن اسلام سے ضرور انتقام لے گا اور قلعہ فتح ہو جائے گا۔پھر تھوڑی سی مدت کے بعد مسلمان اس قلعہ پر قابض ہو گئے۔اسی طرح مسلمانوں نے یہ کئی بار مشاہدہ کیا ہے کہ حضور ﷺ کی بارگاہ میں گستاخی کرنے والے سے اللہ تعالیٰ ضرور انتقام لیتا ہے۔اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: إِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْأَبْتَرُ ۝ (کوثر:3)'' (اسی کی خاطر) یقیناً آپ کا جو دشمن ہے وہی بے نام (ونشان ہوگا)۔'' جب کسریٰ نے حضور ﷺ کے گرامی نامہ کو چاک کیا تو اللہ تعالیٰ نے اس کے ملک کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا اور ہرقل نے جب آپ ﷺ کے خط مبارک کی عزت کی تو اللہ تعالیٰ نے اس کے ملک کو بھی باقی رکھا۔

حضرت علامہ یوسف بن اسماعیل النبہانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ چند سال گزرے ہیں کہ میں نے لاذقیہ (شام کے ایک شہر کا نام ہے جو ساحل سمندر پر واقع ہے) میں ''محکمہ جزاء'' میں ملازمت اختیار کی۔ میں نے وہاں بہت سے ثقہ لوگوں سے سنا کہ اس شہر کے ایک عیسائی عہدہ دار نے حضور ﷺ کو نازیبا کلمات سے یاد کیا مسلمانوں نے اس پر بڑے جوش و جذبہ کا اظہار کیا۔اس سے وہ عہدہ لے کر اسے پابہ جولاں کر دیا گیا۔اس کا کیس والی بیروت کے پاس پہنچا اس نے اس عیسائی گستاخ کی رائے سننے کے لئے اسے اپنے دربار میں طلب کیا حاکم لاذقیہ نے اس کو بحری جہاز میں بٹھا کر روانہ کر دیا جب جہاز سمندر کے وسط میں پہنچا تو اس نے اپنے آپ کو لوگوں کے سامنے سمندر میں پھینک دیا۔لوگ اسے ڈوبنے سے نہ بچا سکے اس طرح وہ ہلاک ہو گیا۔اس قصہ سے وہاں کے تمام لوگ آگاہ ہیں۔

اللہ رب العزت نے جن امور غیبیہ کی خبر دی ہے ان میں سے ایک یہ آیت بھی ہے:

ذیل پانچ سرداران قریش مراد ہیں: 1۔ ولید بن مغیرہ المخزومی: یہ ان کا سردار تھا، 2۔ العاص بن وائل السہمی، 3۔ حارث بن قیس السہمی، 4۔ اسود بن عبد یغوث الزہری، 5۔ اسود بن مطلب۔ ایک قول کے مطابق ان کی تعداد پانچ سے زیادہ تھی۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ مذکورہ بالا پانچ کافر ایک ہی رات کو ہلاک ہوئے۔ اللہ تعالیٰ کے اس قول: اِنَّا كَفَيْنٰكَ الْمُسْتَهْزِءِيْنَ (الحجر:95) سے یہی پانچ کافر مراد ہیں۔ جب انہوں نے حضور ﷺ کو ستانے اور تمسخر اڑانے کی انتہا کر دی تو حضرت جبرائیل امین علیہ السلام بارگاہ رسالت میں آئے۔ اس وقت حضور ﷺ بیت اللہ کا طواف فرما رہے تھے۔ انہوں نے حضور ﷺ سے عرض کی کہ مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں آپ ﷺ کی طرف سے انہیں کافی ہو جاؤں۔ جب ولید بن مغیرہ وہاں سے گزرا تو حضرت جبرائیل امین نے حضور پرنور ﷺ سے عرض کی کہ یہ شخص کیسا ہے؟ حضور ﷺ نے فرمایا یہ بہت برا شخص ہے انہوں نے ولید کی پنڈلی کی طرف اشارہ کیا اور کہا میں اسے کافی ہوں (میں نے اس کا کام تمام کر دیا ہے) ولید بن مغیرہ ایک شخص کے پاس سے گزرا جو اپنے تیر کو درست کر رہا تھا اس تیر کا بھالا ولید کے کپڑوں کے ساتھ اٹک گیا لیکن وہ اپنے تکبر اور غرور کی وجہ سے تیر کو ہٹانے کے لئے نہ جھکا اس تیر کا بھالا اس کی ایڑھی میں لگ گیا جس کی وجہ سے وہ حالت کفر میں مر گیا پھر عاص بن وائل کا وہاں سے گزر ہوا حضرت جبرائیل علیہ السلام نے حضور ﷺ سے عرض کی کہ یہ کیسی خوبیوں کا مالک ہے۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا یہ بہت برا انسان ہے حضرت جبرائیل علیہ السلام نے اس کے بدن کے وسط کی طرف اشارہ کیا اور فرمایا میں نے اسے بھی واصل جہنم کر دیا ہے وہ سیر کرنے کے لئے نکلا ایک گھاٹی میں اترا تو وہاں اسے ایک کانٹا چبھ گیا۔ اس کی ٹانگ سوجھ کر چکی کی طرح ہوگئی ایک روایت کے مطابق اونٹ کی گردن کی طرح ہوگئی اور وہ ہلاکت کے گڑھے میں گر پڑا۔ پھر حارث بن قیس السہمی کا وہاں سے گزر ہوا۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے حضور ﷺ سے عرض کی کہ یہ کیسے اوصاف کا مالک ہے حضور ﷺ نے فرمایا یہ بہت گندا انسان ہے حضرت جبرائیل علیہ السلام نے اس کے پیٹ کی طرف اشارہ کیا اور کہا میں نے اسے بھی موت کے گھاٹ اتار دیا ہے۔ اس نے نمکین مچھلی کھائی۔ جس کی وجہ سے وہ لگاتار پانی پیتا رہا حتیٰ کہ اس کا پیٹ پھٹ گیا ایک روایت کے مطابق حضرت جبرائیل علیہ السلام نے اس کے ناک کی طرف اشارہ کیا تو اس کے ناک سے پیپ بہنے لگی جس کی وجہ سے وہ مر گیا۔ پھر اسود بن عبد یغوث کا وہاں سے گزر ہوا۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے عرض کی: یارسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم یہ کیسا آدمی ہے آپ ﷺ نے فرمایا یہ بہت برا آدمی ہے۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے اس کے سر کی طرف اشارہ کیا اور کہا میں نے اس کا کام بھی تمام کر دیا ہے۔ اسود نے اپنے سر کو درخت کے ساتھ ٹکرانا شروع کر دیا۔ اپنا چہرہ کانٹوں پر مارنا شروع کیا۔ حتیٰ کہ وہ حالت کفر میں مر گیا ایک روایت کے مطابق حضرت جبرائیل علیہ السلام نے اس کے پیٹ کی طرف اشارہ کیا۔ اسے استقاء کا مرض لاحق ہو گیا جس کی وجہ سے وہ مر گیا۔ پھر اسود بن مطلب وہاں سے گزرا حضرت جبرائیل علیہ السلام نے کہا یارسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم یہ کیسا آدمی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا یہ بہت برا انسان ہے۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے اس کی آنکھوں کی طرف اشارہ فرما کر کہا میں نے اسے ہلاک کر دیا ہے اس کی آنکھیں اندھی ہوگئیں وہ اپنا سر دیوار سے ٹکراتا رہا حتیٰ کہ وہ یہ

تخلیق، حضرت آدم اور حواء علیہما السلام کی پیدائش، تورات اور انجیل میں مذکورہ احکام اور شریعتیں، توحید باری تعالیٰ اور تورات، حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کے صحف کی تعلیمات بھی قرآن پاک میں موجود ہیں۔ اہل کتاب کے علماء ان کی تصدیق کیا کرتے تھے۔ وہ ان میں سے کسی ایک چیز کی تکذیب پر بھی قادر نہ تھے بلکہ ان کی تصدیق کا اعتراف کرتے تھے اور ان پر یقین کامل رکھتے تھے ان علماء میں سے بعض کو سعادت ابدی حاصل ہوئی اور انہوں نے اسلام قبول کر لیا اور بعض نے حسد وعناد کی وجہ سے آپ ﷺ کی نبوت کا انکار کر دیا۔ اگرچہ یہود ونصاریٰ حضور ﷺ سے بہت زیادہ عناد اور حسد رکھتے تھے، وہ حضور ﷺ سے عداوت میں پیش پیش تھے۔ وہ آپ ﷺ کو جھٹلانے میں بڑے حریص تھے لیکن اس کے باوجود وہ آپ ﷺ کی لائی ہوئی کسی ایک چیز کی بھی تکذیب نہ کر سکے۔ وہ آپ ﷺ سے بہت زیادہ سوال کیا کرتے تھے۔ وہ انبیائے کرام علیہم السلام کے حالات زندگی آپ ﷺ سے دریافت کیا کرتے تھے وہ ان کے علوم کے اسرار آپ سے پوچھا کرتے تھے۔ حضور ﷺ سابقہ انبیاء کرام اور ان کی کتب کے بارے میں ان علماء کو بتایا کرتے تھے۔ اسی طرح انہوں نے آپ ﷺ سے روح کے بارے میں سوال کیا ذوالقرنین، اصحاب کہف اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق سوالات کئے۔ اسی طرح انہوں نے شادی شدہ زانی کی سزا کے بارے میں سوال کیا تو حضور ﷺ نے فرمایا کہ شادی شدہ زانی کی سزا رجم ہے اور ساتھ آپ ﷺ نے انہیں یہ بھی بتا دیا کہ یہ سزا تورات میں موجود ہے حالانکہ یہودی انکار کیا کرتے تھے کہ رجم کی سزا ان کی شریعت میں موجود نہیں ہے۔ اسی طرح یہودیوں نے آپ ﷺ کی آزمائش کرنے کے لئے پوچھا کہ حضرت یعقوب علیہ السلام نے اپنے اوپر کیا حرام کیا تھا؟ حضور ﷺ نے جواب دیا کہ انہوں نے اونٹ کا گوشت اور اس کا دودھ اپنے اوپر حرام کیا تھا اور انہوں نے آپ ﷺ کی تصدیق کی۔ اس واقعہ کی تفصیل یہ ہے کہ حضرت یعقوب علیہ السلام نے نذر مانی کہ اگر میں تمام امراض اور آفات سے محفوظ ہو کر بیت المقدس میں داخل ہو گیا تو میں اپنا آخری بچہ اللہ کے حضور قربانی پیش کروں گا۔ جب حضرت یعقوب علیہ السلام سفر پر روانہ ہوئے اور بیت المقدس کے قریب پہنچے تو اللہ رب العزت نے ایک فرشتہ بھیجا جس نے آپ علیہ السلام کی ران کو چھوا جس کی وجہ سے آپ عرق النساء کے مرض میں مبتلا ہو گئے۔ آپ علیہ السلام کو اس مرض کی وجہ سے شدید درد ہوا۔ آپ کو اس مرض کا لاحق ہونا اللہ تعالیٰ کی طرف سے لطف وکرم کی وجہ سے تھا تاکہ آپ پر اپنے بچے کو ذبح کرنا لازم نہ آئے کیونکہ آپ نے یہ نذر مانی تھی کہ اگر میں امراض اور آفات سے بچ کر بیت المقدس میں داخل ہو گیا تو میں اپنے آخری بچے کی قربانی دوں گا لیکن آپ علیہ السلام کی یہ شرط پوری نہ ہوئی۔ آپ علیہ السلام نے اپنے اوپر اونٹوں کا گوشت اور ان کا دودھ حرام کر دیا کیونکہ یہ دونوں عرق النساء میں نقصان دہ ہوتے ہیں۔ یہ حضرت یعقوب علیہ السلام کی طرف سے اجتہاد تھا اور انبیاء کرام کے لئے اجتہاد کرنا جائز ہے۔

اسی طرح یہودیوں نے آپ ﷺ سے سوال کیا کہ اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل پر وہ کون سی چیزیں حرام کر دیں جو پہلے ان کے لئے حلال تھیں؟ اس وقت اللہ تعالیٰ نے یہ آیت مبارکہ نازل فرمائی: وَعَلَى الَّذِينَ هَادُوا حَرَّمْنَا كُلَّ ذِي ظُفُرٍ ۖ وَمِنَ الْبَقَرِ وَالْغَنَمِ حَرَّمْنَا عَلَيْهِمْ شُحُومَهُمَا إِلَّا مَا حَمَلَتْ ظُهُورُهُمَا أَوِ الْحَوَايَا أَوْ مَا اخْتَلَطَ بِعَظْمٍ ۚ ذَٰلِكَ جَزَيْنَاهُم

وَاللّٰهُ یَعۡصِمُكَ مِنَ النَّاسِ ط (المائدہ:67) ''اور اللہ تعالیٰ بچائے گا آپ ﷺ کو لوگوں (کے شر) سے۔''

صحابہ کرام سفر میں حضور ﷺ کی حفاظت کیا کرتے تھے جب یہ آیت اتری تو آپ ﷺ نے انہیں پہرہ دینے سے روک دیا۔ اس آیت سے مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ ﷺ کی اس طرح حفاظت کرے گا کہ کوئی دشمن آپ ﷺ کو شہید نہیں کر سکے گا۔ بہت سے لوگوں نے آپ کو شہید کرنے کا ارادہ کیا لیکن آپ ﷺ ہمیشہ محفوظ رہے۔ مسلم شریف میں حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ ہم ایک دفعہ حضور ﷺ کے ساتھ کسی جہاد میں شرکت کے لئے نجد کی طرف جا رہے تھے ہم ایک ایسی وادی میں فروکش ہوئے جہاں کانٹوں والے بڑے بڑے درخت تھے۔ حضور ﷺ وہاں ایک درخت کے نیچے تشریف فرما ہوئے آپ ﷺ نے اپنی تلوار مبارک درخت کی ایک ٹہنی کے ساتھ لٹکا دی۔ لوگ سایہ کی تلاش میں اس وادی میں بکھر گئے جب حضور ﷺ استراحت فرما ہو گئے تو ایک شخص آپ ﷺ کے پاس آیا اور آپ ﷺ کی تلوار مبارک کو اتار لیا۔ جب حضور ﷺ نیند سے بیدار ہوئے تو وہ آپ ﷺ کے سر مبارک پر شمشیر بے نیام لئے کھڑا تھا۔ اس نے آقائے دو جہاں ﷺ کو مخاطب کر کے کہا آج مجھ سے آپ کو کون بچائے گا۔ آپ ﷺ نے فرمایا اللہ، پھر اس آدمی نے دوبارہ یہی کہا کہ آج مجھ سے آپ کو کون بچائے گا آپ نے پھر فرمایا اللہ۔ اس شخص پر لرزہ طاری ہو گیا اور تلوار اس کے ہاتھ سے گر پڑی۔ حضور ﷺ نے تلوار اٹھالی اور فرمایا تجھے مجھ سے آج کون بچائے گا۔ اس نے کہا کہ آپ تو نرم دل اور رحیم ہیں میں آپ سے رحم کی التجا کرتا ہوں آپ ﷺ نے اسے معاف کر دیا وہ شخص یہ کہتے ہوئے واپس چلا گیا کہ اللہ کی قسم میں اس قوم میں کبھی بھی شرکت نہیں کروں گا جو آپ ﷺ کے ساتھ نبرد آزما ہو گی۔

اسی طرح قرآن پاک میں گزشتہ اقوام، سابقہ اُمم اور ان کی شریعتوں کا تذکرہ کیا گیا ہے یہ تمام ایسی داستانیں ہیں جن کو اہل کتاب کے اس عالم کے علاوہ اور کوئی نہیں جانتا جس نے ساری زندگی تحصیل علم میں گزاری ہو۔ اللہ تعالیٰ نے یہ تمام حکایات اور داستانیں مکمل طور پر اور احسن انداز میں اپنے محبوب ﷺ پر نازل فرما دیں اہل کتاب عالموں نے بھی ان واقعات کی صحت کا اعتراف کیا اور ان کی تصدیق کی حالانکہ حضور ﷺ نے کوئی تعلیم حاصل نہ کی تھی آپ ﷺ اُمی تھے لکھ اور پڑھ نہ سکتے تھے نہ ہی آپ ﷺ نے کسی مدرسہ میں زانوئے تلمذ طے کیا تھا۔ نہ ہی آپ اپنی قوم سے اتنا عرصہ غائب رہے جس میں یہ احتمال ہو کہ آپ ﷺ نے علم حاصل کر لیا ہو نہ ہی آپ ﷺ کی ولادت باسعادت سے لے کر وصال تک آپ کے حالات زندگی کسی سے پوشیدہ تھے جس سے یہ گمان ہو سکے کہ آپ ﷺ اہل کتاب سے ان واقعات کی تعلیم حاصل کرتے تھے بلکہ یہود و نصاریٰ کے بہت سے علماء گزشتہ اقوام کے بارے میں آپ ﷺ سے سوال کرتے تھے۔ آپ ﷺ پر قرآن پاک نازل ہوتا جسے آپ ان علماء کو سناتے تھے مثلاً انبیائے کرام کے قصے اور ان کی اقوام کی حکایات وغیرہ حضور ﷺ ان کے لئے یہ تمام داستانیں بلیغ ترین عبارت اور لطیف اشارات میں بیان فرماتے تھے مثلاً حضرت موسیٰ اور خضر علیہما السلام کا واقعہ، حضرت یوسف علیہ السلام اور ان کے بھائیوں کی داستان، اصحاب کہف کا قصہ ذوالقرنین، حضرت لقمان علیہ السلام اور ان کے بیٹے کی حکایات اور گزشتہ اُمم کے حالات قرآن پاک میں مذکور ہیں۔ اسی طرح زمین و آسمان کی

صائب الرائے تھا وہ میرے باپ سے کہا کرتا تھا کیا یہ وہ وہی ذات اقدس نہیں ہے جس کے اوصاف ہم اپنی کتاب میں پاتے ہیں میرا والد کہتا ہاں ہاں بعینہ وہی ہیں۔ میرا چچا پوچھتا پھر تمہارا کیا ارادہ ہے میرا باپ کہتا جب تک میں زندہ ہوں میں ان سے عداوت ہی کرتا رہوں گا وہ اہل کتاب جو حضور اکرم ﷺ سے حسد کرتے تھے اللہ تعالیٰ نے انہیں ہر گام پر شرمندہ کیا اور وہ بہت سی اشیاء جنہیں وہ چھپاتے تھے ان کا اظہار کیا ارشاد ربانی ہے: یٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ قَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلُنَا يُبَيِّنُ لَكُمْ كَثِيْرًا مِّمَّا كُنْتُمْ تُخْفُوْنَ مِنَ الْكِتٰبِ وَيَعْفُوْا عَنْ كَثِيْرٍ ۬ (المائدہ:15) ''اے اہل کتاب بے شک آ گیا ہے تمہارے پاس ہمارا رسول کھول کر بیان کرتا ہے تمہارے لئے بہت سی ایسی چیزیں جنہیں تم چھپایا کرتے تھے کتاب سے اور درگزر فرماتا ہے بہت سی باتوں سے۔''

..................O..................

بِبَغْيِهِمْ ۫ وَ اِنَّا لَصٰدِقُوْنَ ﴿۱۴۶﴾ (الانعام:146) ''اوران لوگوں پر جو یہودی بنے تھے ہم نے حرام کر دیا ہے ہر ناخن والا جانور اور گائے اور بکری ہم نے حرام کی ان پر دونوں کی (گائے، بکری) چربی مگر جو اٹھا رکھی ہو ان کی پشتوں یا آنتوں نے یا جو ملی ہوئی ہو ہڈی کے ساتھ یہ ہم نے سزا دی تھی بسبب ان کی سرکشی کے اور یقیناً ہم سچے ہیں۔''

اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل پر ہر اس چوپائے اور پرندے کو حرام کر دیا جن کی انگلیاں کھلی نہیں ہوتیں جیسا کہ اونٹ، شتر مرغ، مرغابی اور بطخ۔ ایک قول کے مطابق ہر وہ پرندہ جس کا پنجہ تھا اور ہر وہ جانور جن کا کھر تھا ان پر حرام کر دیا گیا۔ اسی طرح ان پر گائے اور بھیڑ کی چربی اور ان کے گردے ان پر حرام تھے مگر وہ چربی جو ان کی پشتوں پر یا ان کے پہلوؤں میں ہوتی تھیں وہ ان کے لئے حلال تھی جیسا کہ مفسرین نے اس کی وضاحت بیان کی ہے۔

اللہ تعالیٰ کے فرمان بِبَغْيِهِمْ سے مراد ان کی وہ سرکشی ہے جس کی وجہ سے وہ انبیاء کرام علیہم السلام کو قتل کیا کرتے تھے اور لوگوں کے اموال ناجائز طریقے سے حاصل کرتے تھے۔ وہ یہودی حضور ﷺ سے کہتے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے ہم پر کوئی چیز حرام نہیں کی اگر اللہ تعالیٰ نے ہم پر کوئی چیز حرام کی ہے تو آپ اسے بیان کریں۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی تکذیب کرتے ہوئے مندرجہ بالا آیت کو نازل فرمایا۔

یہودی حضور ﷺ کے پاس آئے اور آپ سے کہنے لگے کہ آپ ﷺ یہ گمان کرتے ہیں کہ آپ ملت ابراہیمی پر ہیں حالانکہ آپ ﷺ اونٹوں کا گوشت کھاتے ہیں اور ان کا دودھ پیتے ہیں جبکہ یہ چیزیں ان کی شریعت میں حرام تھیں اس وقت اللہ رب العزت نے یہ آیت نازل فرمائی: كُلُّ الطَّعَامِ كَانَ حِلًّا لِّبَنِیْۤ اِسْرَآءِیْلَ اِلَّا مَا حَرَّمَ اِسْرَآءِیْلُ عَلٰی نَفْسِهٖ مِنْ قَبْلِ اَنْ تُنَزَّلَ التَّوْرٰىةُ ؕ قُلْ فَاْتُوْا بِالتَّوْرٰىةِ فَاتْلُوْهَاۤ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ ﴿۹۳﴾ (آل عمران:93) ''مگر وہ جسے حرام کیا اسرائیل نے اپنے آپ پر اس سے پہلے کہ نازل کی گئی تورات آپ فرماؤ لاؤ تورات پھر پڑھو اسے اگر تم سچے ہو۔''

لیکن جب انہوں نے ان اشیاء کو اپنی کتاب میں اپنے دعویٰ کے مطابق نہ پایا تو خود اپنے ہاتھ سے انہیں لکھ لیا۔

ان امور غیبیہ میں سے ایک خبر یہ بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمارے نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اصحاب علیہم الرضوان کا ذکر تورات اور انجیل میں کیا پھر اس آیت میں اسی کی طرف اشارہ کیا: سِیْمَاهُمْ فِیْ وُجُوْهِهِمْ مِّنْ اَثَرِ السُّجُوْدِ ؕ (الفتح:29) ''ان (کے ایمان وعبادت) کی علامت ان کے چہروں پر سجدوں کے اثر سے نمایاں ہے۔''

ان اشیاء میں سے کسی ایک شئی کو بھی یہودیوں نے جھٹلایا نہیں بلکہ ان میں سے اکثر نے حضور ﷺ کی نبوت کی تصدیق کی۔ انہوں نے اگر آپ ﷺ کی نبوت ورسالت کا انکار کیا تو اس کی وجہ صرف اور صرف ان کا حسد اور بغض تھا۔ اس لئے جب نجران کے عیسائیوں سے مباہلہ کا مطالبہ کیا گیا تو انہوں نے انکار کر دیا اور عذاب کے نازل ہونے سے ڈر گئے۔ انہوں نے آپ ﷺ کی نبوت کا تو اعتراف کر لیا لیکن سرکشی اور عناد کی وجہ سے آپ ﷺ کی اتباع کرنے سے انکار کر دیا۔ انہوں نے صلح کر لی اور واپس آ گئے۔

ام المومنین حضرت صفیہ بنت حی بن اخطب رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ میرا چچا ابو یاسر میرے باپ سے کہیں زیادہ

قرآن پاک وہ کلام ہے جو پوری دنیا میں پڑھا جاتا ہے وہ اس مصحف میں لکھا ہوا ہے جو مسلمانوں کے ہاتھ میں ہے یہ دو گتوں کے مابین اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ سے لے کر سورۃ الناس تک ہے۔ یہ اللہ کا کلام ہے اور اس کی وہ وحی ہے جو اس نے پیارے نبی حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ پر نازل کی ہے۔ اس میں تمام کا تمام حق ہے۔ جس شخص نے جان بوجھ کر اس میں سے ایک حرف کم کیا۔ یا ایک حرف زیادہ کیا یا کسی حرف کو ایک مقام سے دوسرے مقام میں بدل دیا وہ کافر ہے ارشاد ربانی ہے: اِنَّ الَّذِيْنَ يَتْلُوْنَ كِتٰبَ اللّٰهِ وَ اَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَ اَنْفَقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ سِرًّا وَّ عَلَانِيَةً يَّرْجُوْنَ تِجَارَةً لَّنْ تَبُوْرَ ﴿۲۹﴾ لِيُوَفِّيَهُمْ اُجُوْرَهُمْ وَ يَزِيْدَهُمْ مِّنْ فَضْلِهٖ ؕ اِنَّهٗ غَفُوْرٌ شَكُوْرٌ ﴿۳۰﴾ (فاطر:30-29) ''بے شک جو (غور و تدبر سے) تلاوت کرتے ہیں اللہ کی کتاب کی اور نماز قائم کرتے ہیں اور خرچ کرتے ہیں اس مال سے جو ہم نے دیا ان کو راز داری سے اور علانیہ، وہ ایسی تجارت کے امیدوار ہیں جو ہرگز نقصان والی نہیں تاکہ اللہ تعالیٰ انہیں پورا پورا اجر عطا فرمائے اور مزید اضافہ کرے ان کے اجر میں اپنے فضل سے بے شک وہ بہت بخشنے والا بڑا قدر دان ہے۔''

حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تم میں سے بہترین وہ ہے جو خود قرآن پاک پڑھتا ہے اور دیگر افراد کو قرآن پاک کی تعلیم دیتا ہے'' (رواہ البخاری)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ اگر قاری قرآن نے قرآن پاک میں کمال حاصل کیا ہوگا تو وہ بروز حشر نیکوکار، معزز اور سفارت جیسے اہم فرائض سرانجام دینے والے ملائکہ کے ساتھ ہوگا اور جو قرآن پاک کو رک رک کر پڑھتا ہے اس کے لئے دوگنا اجر ہے۔

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا ''وہ مومن جو قرآن پاک کی تلاوت کرتا ہے اس کی مثال ترنجبین کی طرح ہے جس کی خوشبو راحت افزاء ہوتی ہے وہ مومن جو قرآن پاک کی تلاوت نہیں کرتا اس کی مثال کھجور کی طرح ہے جس کی خوشبو اگرچہ نہیں ہوتی لیکن اس کا ذائقہ لذیذ ہوتا ہے اس منافق کی مثال جو قرآن پاک پڑھتا ہے نیاز بو کی طرح ہے جس کی خوشبو اچھی ہوتی ہے لیکن ذائقہ تلخ ہوتا ہے اور وہ منافق جو قرآن نہیں پڑھتا وہ حنظلہ (1) کی طرح ہے جو سخت کڑوا ہوتا ہے اور اس کی خوشبو بھی نہیں ہوتی اس حدیث کو امام بخاری اور امام مسلم رحمہما اللہ تعالیٰ نے روایت کیا ہے۔

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اس قرآن پاک کے ذریعے بہت سی اقوام کو رفعت و عظمت کی بلندیوں پر آشیاں بند فرماتا ہے اور بہت سی اقوام کو ضلالت و گمراہی کی عمیق وادیوں میں پھینک دیتا ہے۔

حضرت ابوامامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ قرآن پاک کی تلاوت کیا کرو یہ قیامت کے دن اپنے پڑھنے والوں کی شفاعت کرے گا۔

1۔ اندرائن کا ایک پھل جو سخت کڑوا ہوتا ہے۔

چوتھی فصل

اس فصل میں قرآن پاک کی فضیلت اور اس کی تلاوت کی فضیلت اور اس کے آداب بیان کئے جائیں گے

(میں نے اس فصل میں حضرت امام محی الدین النووی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب "اَلتِّبیَانُ فِیْ آدَابِ حَمَلَۃِ القُرْآن" کو لکھا ہے اور تقدیم وتاخیر کے علاوہ اس میں اور کوئی تصرف نہیں کیا)۔ حضرت علامہ نووی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ صحیح مسلم میں حضرت تمیم الداری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا "دین سراپا خیر خواہی ہے" صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے عرض کیا کہ دین کس کے لئے خیر خواہی ہے رسول کریم ﷺ نے فرمایا اللہ کے لئے، مسلمانوں کے آئمہ کے لئے اور عام مسلمانوں کے لئے۔

علماء کرام فرماتے ہیں کہ قرآن پاک کے لئے خلوص اور خیر خواہی یہ ہے کہ اس پر ایمان رکھا جائے کہ یہ اللہ کا کلام ہے، اللہ تعالیٰ نے ہی اسے نازل کیا ہے، مخلوق کے کلام کو اس کے ساتھ کوئی مشابہت نہیں ہوسکتی۔ تمام مخلوق اس جیسا کلام پیش کرنے سے عاجز ہے۔ اس کتاب لاریب کی دل وجان سے تعظیم کی جائے۔ اس کی تلاوت کا حق ادا کیا جائے۔ اس کو احسن انداز سے پڑھا جائے۔ اس کی تلاوت کے وقت اپنے آپ پر خشوع وخضوع کی کیفیت طاری کی جائے۔ تلاوت کے وقت اس کے حروف کو صحیح ادا کیا جائے۔ تحریف کرنے والوں کی تاویل سے اس کا تحفظ کیا جائے اور طعن کرنے والوں کے طعن سے اسے بچایا جائے، جو کچھ اس میں بیان کیا گیا ہے اس کی تصدیق کی جائے۔ اس کے بیان کردہ احکام پر عمل کیا جائے اس کے علوم اور مثالوں کو سمجھا جائے اس کے مواعظ کی طرف توجہ دی جائے اس کے عجائب میں تفکر کیا جائے۔ اس کی محکم آیات پر عمل کیا جائے اور متشابہ آیات پر ایمان رکھا جائے۔ اس کے عموم اور خصوص، ناسخ اور منسوخ پر بحث کی جائے اس میں بیان کردہ علوم کو پھیلایا جائے۔ لوگوں کو اس کی طرف دعوت دی جائے مذکورہ بالا تمام اشیاء قرآن پاک کے لئے خلوص اور خیر خواہی ہیں۔

قرآن پاک کی تعظیم، اس کے بے عیب اور ہر ردوبدل سے محفوظ ہونے پر امت مسلمہ کا اجماع ہے۔ نیز اس بات پر بھی اس امت کا اجماع ہے کہ اگر کسی نے قرآن پاک کے ایک حرف کا بھی انکار کیا، یا جان بوجھ کر ایک حرف کا بھی اس میں اضافہ کیا وہ کافر ہے امام، حافظ ابوالفضل قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جس شخص نے پورے قرآن پاک کی توہین کی، یا اس کے کچھ حصے کی توہین کی، یا اس میں سے ایک حرف کا انکار کیا، یا اس کے احکام میں سے کسی صریح حکم کی تکذیب کی یا اس کی بیان کردہ کسی خبر کی تکذیب کی، یا قرآن پاک نے جس چیز کی نفی کی ہے اس کا اثبات کیا جس چیز کا اثبات کیا ہے اس کی نفی کی حالانکہ وہ شخص اس بات کو جانتا تھا تو اس کے کفر پر تمام مسلمانوں کا اجماع ہے مسلمانوں کا اس بات پر بھی اجماع ہے کہ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ میری امت کو ملنے والے اجر مجھے پیش کئے گئے اس میں وہ تنکا بھی شامل تھا جس کو کوئی شخص مسجد سے اٹھاتا ہے۔ میری امت کے گناہ بھی مجھ پر پیش کئے گئے۔ میں نے اس سے عظیم کوئی گناہ نہیں دیکھا کہ آدمی قرآن پاک کی ایک سورۃ یا ایک آیت کو یاد کرے پھر اسے بھلا دے۔

حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ جس نے قرآن پاک پڑھا اور پھر اس کو بھلا دیا وہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ سے اس حالت میں ملے گا کہ وہ آدمی مرض جذام میں مبتلا ہوگا۔

وہ صحیح ترین قول جس پر علماء کا اتفاق ہے وہ یہ ہے کہ قرآن پاک کی تلاوت تمام تسبیح وتہلیل اور تمام اذکار سے افضل ہے۔ بہت سے دلائل اس پر دلالت کرتے ہیں، واللہ اعلم۔

تلاوت کرنے والے کے لئے ضروری ہے کہ وہ وقت تلاوت سراپا اخلاص اور پیکر ادب ہوا سے اپنے دل میں یہ تصور کرنا چاہئے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ مناجات کر رہا ہے اسے اس طرح تلاوت کرنی چاہئے کہ گویا کہ وہ مشاہدہ خداوندی میں منہمک ہے۔ اگر اس پر یہ کیفیت طاری نہ ہو سکے تو اسے یہ تصور ضرور کرنا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ اسے دیکھ رہا ہے۔ قاری قرآن کو کتاب مقدس کی تلاوت شروع کرنے سے پہلے اپنے منہ کو مسواک وغیرہ سے صاف کر لینا چاہئے۔ مستحب یہ ہے کہ انسان پاک صاف ہو کر اس کی تلاوت کرے وہ جس جگہ تلاوت کر رہا ہے وہ جگہ بھی پاک ہو کیونکہ مسجد نظافت و پاکیزگی اور شرف وعزت والی جگہ ہوتی ہے اس لئے مسجد میں قرآن پاک پڑھنا مستحب ہے۔ قاری قرآن کے لئے قبلہ رو ہونا بھی مستحب ہے کیونکہ سرور کائنات ﷺ نے فرمایا ”بہترین محافل اور مجالس وہ ہوتی ہیں جن میں قبلہ کی طرف منہ کیا جاتا ہے جب انسان محو تلاوت ہو تو اس پر خشوع وخضوع اور سکون ووقار کی کیفیت طاری ہونی چاہئے اس کا سر جھکا ہوا ہو۔ جب انسان تلاوت کر رہا ہو تو اس پر خشوع وخضوع کی ایسی کیفیت طاری ہونی چاہئے کہ گویا کہ وہ کسی استاذ کے سامنے بیٹھا ہوا ہے جب قرآن پاک کی تلاوت کا آغاز کرے تو ابلیس لعین سے پناہ حاصل کر لے: اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ پڑھے۔ قرآن کی آیات میں خوب غور وفکر اور تدبر کرے جیسا کہ ارشاد ربانی ہے: اَفَلَا يَتَدَبَّرُوْنَ الْقُرْاٰنَ (النساء:82) ”تو کیا غور نہیں کرتے قرآن میں۔“ اسی طرح ارشاد ربانی ہے: كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ اِلَيْكَ مُبٰرَكٌ لِّيَدَّبَّرُوْٓا (ص:29) ”یہ کتاب جو ہم نے اتاری ہے آپ کی طرف بڑی بابرکت ہے تاکہ وہ تدبر کریں۔“ قرآن پاک میں غور وفکر کے بارے میں بہت سی احادیث وارد ہیں۔ اسی طرح قرآن پاک پڑھتے ہوئے انسان رونے کی کوشش کرے کیونکہ اس کے بارے میں بھی بہت سی احادیث اور اسلاف سے آثار روایت ہیں حضور نبی کریم ﷺ سے روایت ہے ”جب قرآن پاک کو پڑھو تو رویا کرو اگر رو نہ سکو تو رونے والا منہ بنا لیا کرو۔“ امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ قرآن پاک پڑھتے ہوئے رونا مستحب ہے۔ اس کا طریقہ یہ ہے کہ انسان عذاب والی آیات، وعید، تہدید اور اللہ تعالیٰ سے کئے ہوئے وعدوں اور عہدوں میں غور وفکر کرے پھر اپنے آپ میں جو کوتاہی ہے اس کا تصور کرے اپنے اوپر حزن کی کیفیت طاری کرے اور اگر اس پر یہ بھی کیفیت طاری نہ ہو سکے تو پھر اس (اس کیفیت کے طاری نہ ہونے) پر آہ وفغاں کرنی چاہئے کیونکہ یہ عظیم مصائب میں سے ہے۔ قرآن کو ٹھہر ٹھہر کر اور ترتیل سے پڑھے

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور مکرم ﷺ نے فرمایا کہ دو آدمیوں پر رشک کرنا چاہئے: 1۔ وہ آدمی جسے اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک پڑھنے کی توفیق عطا فرمائی وہ شب و روز اس کی تلاوت میں مگن رہتا ہے، 2۔ وہ شخص جسے اللہ تعالیٰ نے دولت و ثروت عطا فرمائی وہ شب و روز اس کو راہ خدا میں لٹا تا رہتا ہے۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ جس نے قرآن پاک کا ایک حرف پڑھا اس کے لئے ایک نیکی لکھی جاتی ہے اور ایک نیکی کا اجر دس گنا ملتا ہے آپ ﷺ نے مزید وضاحت فرماتے ہوئے فرمایا میں یہ نہیں کہتا کہ الٓمٓ ایک حرف ہے بلکہ الف الگ حرف ہے لام علیحدہ حرف ہے اور میم علیحدہ حرف ہے۔

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ حضور اکرم ﷺ سے روایت کرتے ہیں آقائے دو جہاں علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ میرا رب فرماتا ہے کہ جس شخص کو قرآن پاک اور میرے ذکر نے مجھ سے دعا کرنے سے روکے رکھا تو میں اسے سوال کرنے والوں کو دی جانے والی اشیاء سے بہترین چیز عطا کروں گا۔ اللہ رب العزت کے کلام کی فضیلت مخلوق کے کلام پر اسی طرح ہے جس طرح اللہ تعالیٰ کو مخلوق پر فضیلت ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ وہ پیٹ جس میں قرآن پاک میں سے کوئی چیز نہیں وہ اجڑے ہوئے گھر کی طرح ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے فرمایا کہ قاری قرآن سے کہا جائے گا کہ قرآن پڑھتا جا اور ترقی کی منازل طے کرتا جا قرآن پاک کو اسی طرح ٹھہر ٹھہر کر اور حسن قرأت سے پڑھتا جا جس طرح تو دنیا میں پڑھتا تھا بے شک تیری منزل اور مقام وہی ہوگا جہاں تو آخری آیت ختم کرے گا۔

حضرت معاذ بن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے قرآن پاک کو پڑھا اور اس کے احکام پر عمل پیرا ہوا تو بروز حشر اس کے والدین کو ایسا تاج پہنایا جائے گا جس کی نورانیت اس آفتاب جہاں تاب سے زیادہ ہوگی جو تمہارے گھروں میں ضوفشانی کرتا ہے۔ تمہارا کیا گمان ہے اس شخص کے بارے میں جس نے اس پر عمل کیا ہوگا۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ تاجدار مدینہ ﷺ نے فرمایا کہ قرآن مجید کی تلاوت کیا کرو اللہ تعالیٰ ایسے دل کو عذاب میں مبتلا نہیں کرے گا جو قرآن پاک کی قرار گاہ ہوگا۔ بے شک قرآن پاک اللہ تعالیٰ کی پناہ گاہ ہے جو اس میں داخل ہوگا وہ امن و سلامتی سے رہے گا جو قرآن پاک سے محبت کرتا ہے اسے بشارت دے دو۔

حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا قرآن پاک کی حفاظت کیا کرو۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے دست قدرت میں محمد ﷺ کی جان ہے قرآن پاک بھاگنے میں اس اونٹ سے بھی زیادہ تیز ہے جس کے پاؤں میں رسی بندھی ہوئی ہو۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ صاحب قرآن کی مثال بندھے ہوئے اونٹ کی طرح ہے۔ اگر آدمی اس کی حفاظت کرے گا تو اسے روکے رکھے گا اور اگر اسے چھوڑ دے گا تو وہ چلا جائے گا۔

قرآن پاک کے احترام میں خلل پیدا ہوتا ہے۔ایک جماعت یا گروہ وغیرہ کا اکٹھے ہو کر قرآن پاک پڑھنا مستحب ہے۔
حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا جب کوئی قوم مسجد میں بیٹھ کر تلاوت کرتی ہے یا قرآن پاک ایک دوسرے کو سناتے ہیں تو ان پر سکینت نازل ہوتی ہے اللہ کی رحمت انہیں گھیر لیتی ہے ملائکہ انہیں ڈھانپ لیتے ہیں۔اللہ تعالیٰ ملائکہ میں ان لوگوں کا ذکر کرتا ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے انہوں نے فرمایا ''جس نے قرآن پاک کی ایک آیت بھی سنی وہ قیامت میں اس کے لئے نور ہوگا۔'' وہ شخص جو لوگوں کو جمع ہو کر قرآن پاک کی تلاوت کرنے کی دعوت دیتا ہے اس کے بارے میں بہت سی آیات اور احادیث وارد ہیں ارشاد باری تعالیٰ ہے: وَتَعَاوَنُوا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى ‌ (المائدہ:2) ''اور ایک دوسرے کی مدد کرو نیکی اور تقویٰ (کے کاموں) میں۔''

حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا: اَلدَّالُ عَلَى الْخَيْرِ كَفَاعِلِهٖ. بھلائی کی طرف راہ نمائی کرنے والا اسی طرح ہے جس طرح بھلائی کرنے والا ہے۔

جس شخص کو ریا کا خوف نہ ہو اسے بلند آواز سے تلاوت کرنی چاہئے اور جسے ریا کا خوف ہو اسے پست آواز سے تلاوت کرنا چاہئے۔حسن صوت سے تلاوت کرنا مستحب ہے قرآن پاک کو ترتیل سے پڑھنا بھی مستحب ہے لیکن اتنا زیادہ لمبا نہیں کرنا چاہئے جس سے قرآن پاک حد قرآت سے نکل جائے قرآن پاک کو زیادہ لمبا کرنا حتیٰ کہ کسی حرف کا اضافہ ہو جائے یا اتنا کم کرنا کہ کوئی حرف رہ جائے حرام ہے۔کسی دوسرے عمدہ آواز والے شخص سے قرآن پاک کی تلاوت سننا مستحب ہے۔
حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے فرمایا مجھے قرآن پڑھ کر سناؤ۔میں نے عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم کیا میں آپ کو قرآن پڑھ کر سناؤں حالانکہ قرآن پاک آپ ﷺ پر نازل ہوا ہے۔آپ ﷺ نے فرمایا میں دوسرے شخص سے قرآن پاک سننا پسند کرتا ہوں میں نے حضور ﷺ کو سورۃ النساء کی تلاوت سنانا شروع کی جب میں اس آیت پر پہنچا: فَكَيْفَ اِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ اُمَّةٍۢ بِشَهِيْدٍ وَّجِئْنَا بِكَ عَلٰى هٰٓؤُلَآءِ شَهِيْدًا ؕ (النساء:41) ''تو کیا حال ہوگا (ان نافرمانوں کا) جب ہم لے آئیں گے ہر امت سے ایک گواہ اور (اے حبیب) ہم لے آئیں گے آپ کو ان سب پر گواہ۔'' تو آپ ﷺ نے مجھے تلاوت ختم کرنے کا حکم فرمایا میں نے دیکھا کہ آپ ﷺ کی چشمان مبارک سے آنسو رواں دواں تھے۔

نماز میں قرآن پاک کی تلاوت کرنا سب سے افضل ہے نماز کے علاوہ رات کو تلاوت کرنا افضل ہے نصف آخر میں تلاوت کرنا نصف اول سے افضل ہے مغرب اور عشاء کے درمیان تلاوت کرنا بھی پسندیدہ ہے۔دن کے اوقات میں سے صبح کی نماز کے بعد تلاوت کرنا افضل ہے۔

انسان کو چاہئے کہ وہ تلاوت قرآن پر مداومت اختیار کرے۔جتنی زیادہ ممکن ہو تلاوت کرے۔قرآن پاک کو ختم کرنے میں اسلاف کرام کی مختلف عادات تھیں۔ابن ابی داؤد رحمۃ اللہ علیہ نے بعض اسلاف سے روایت کیا ہے کہ وہ دو ماہ میں قرآن

حضرت ام سلمیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضور ﷺ کی تلاوت کی کیفیت کو بیان کرتے ہوئے فرماتی ہیں کہ آپ ﷺ کی قرآت مفسر اور حرف حرف ہوا کرتی تھی۔ قاری قرآن کے لئے مستحب یہ ہے کہ جب وہ کسی رحمت کی آیت کو پڑھے تو وہ اللہ تعالیٰ سے اس کے فضل کے بارے میں سوال کرے اور جب ان آیات کی تلاوت کرے جن میں عذاب الٰہی کا ذکر ہے تو عذاب سے اللہ تعالیٰ کی پناہ طلب کرے وہ یہ دعا کرے: اَللّٰھُمَّ اِنِّیٓ اَسْئَلُکَ الْعَافِیَۃَ وَ اَسْئَلُکَ الْمُعَافَاۃَ مِنْ کُلِّ مَکْرُوْہٍ۔ ''اے اللہ میں تجھ سے عافیت کا مطالبہ کرتا ہوں اور اے اللہ میں تجھ سے ہر مصیبت سے عافیت کا سوال کرتا ہوں'' جب وہ کسی ایسی آیت کی تلاوت کرے جس میں ذات باری تعالیٰ کی تنزیہ بیان کی گئی ہو تو وہ سُبْحَانَ اللّٰہِ وَتَعَالٰی وَتَبَارَکَ اَوْ جَلَّتْ عَظْمَۃُ رَبِّنَا کہے حضرت حذیفہ بن الیمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک رات میں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نماز ادا کی آپ ﷺ نے سورۃ الفاتحہ کے بعد سورۃ البقرہ کی تلاوت کی۔ میں نے خیال کیا کہ شاید آپ ﷺ ایک سو آیات پڑھ کر رکوع فرمائیں گے لیکن آپ ﷺ نے اپنی تلاوت کو جاری رکھا پھر میرے دل میں خیال پیدا ہوا کہ شاید آپ سورۃ بقرہ ایک رکعت میں مکمل کریں گے لیکن آپ ﷺ نے سورۃ آل عمران کی تلاوت شروع فرمادی۔ میں نے سوچا کہ شاید آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام آل عمران کو ختم کر کے اس رکعت کو مکمل فرمائیں گے لیکن آپ ﷺ نے سورۃ النساء کی تلاوت بھی شروع کردی۔ آپ ﷺ قرآن پاک کی تلاوت ٹھہر ٹھہر کر کرتے تھے جب آپ ﷺ اس آیت کو تلاوت فرماتے جس میں تسبیح ہوتی تو آپ ﷺ تسبیح بیان فرماتے۔ جب آپ ﷺ کسی سوال والی آیت کو تلاوت کرتے تو اللہ تعالیٰ سے دامن سوال دراز کرتے اور جب کسی تعوذ والی آیت کو تلاوت کرتے تو اللہ تعالیٰ سے پناہ طلب کرتے۔

علماء نے قرآن پاک کے احترام کی خصوصاً تاکید کی ہے بعض افراد تلاوت کرنے میں سستی کا مظاہرہ کرتے ہیں وہ کلام مقدس کی تلاوت کرتے ہوئے ہنستے، گفتگو کرتے اور مبہم آواز میں قرآن پاک کی تلاوت کرتے ہیں۔ علماء کرام نے انہیں سختی سے منع کیا ہے اور صرف ایسی گفتگو کرنے کی اجازت دی ہے جس کا کرنا از حد ناگریز ہو۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: وَاِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ فَاسْتَمِعُوْا لَہٗ وَاَنْصِتُوْا لَعَلَّکُمْ تُرْحَمُوْنَ۝ (اعراف:204) ''اور جب پڑھا جائے قرآن (مجید) تو کان لگا کر سنو اسے اور چپ ہو جاؤ تاکہ تم پر رحمت کی جائے۔''

اسی طرح بعض لوگ قرآن پاک کو پڑھتے ہوئے اپنے ہاتھوں سے کھیلتے ہیں انہیں بھی ایسا نہیں کرنا چاہئے انہیں ذرا تصور کرنا چاہئے کہ وہ کس ذات کے ساتھ مناجات کر رہے ہیں کیا کوئی شخص اس ذات کے حضور اپنے ہاتھوں سے کھیلنے کی جرأت کر سکتا ہے۔ اسی طرح بعض اوقات قاری قرآن تلاوت کرتے ہوئے فضول چیزوں کو دیکھنا شروع کر دیتا ہے جس کی وجہ سے اس کی ذہنی یکسوئی ختم ہو جاتی ہے۔ اسی طرح جن چیزوں کی طرف دیکھنے سے اللہ تعالیٰ اور محبوب مکرم ﷺ نے منع فرمایا ان کا دیکھنا بھی قبیح ہے۔ مثلاً غیر محرم عورت اور بے ریش لڑکا وغیرہ۔ اگر کسی مجلس قرأت میں ایسا ہو رہا ہو تو حاضرین محفل کو حتی الامکان روکنے کی کوشش کرنی چاہئے۔

اسی طرح قرآن پاک پڑھتے ہوئے سگریٹ نوشی اور حقہ پینے سے بھی پرہیز کرنا چاہئے کیونکہ ان کی مکروہ بدبو کی وجہ سے

کہ جب آپ قرآن پاک کو ختم کرتے تھے تو اپنی دعا میں عام مسلمانوں اور مومنوں کو بہت یاد کرتے تھے۔ختم قرآن کے وقت قاریِ قرآن کو ایک جامع دعا مانگنا چاہیئے مثلاً وہ یہ دعا مانگے:

''اے بارِالٰہ! ہمارے دلوں کی اصلاح فرما، ہمارے عیوب ختم فرما، ہمیں ہر قسم کی اچھائی عنایت فرما، ہمیں تقویٰ سے مزین فرما، ہمارے لئے دنیا و آخرت کی بھلائی جمع فرما، جب تک ہمارے جسموں میں جان ہے ہمیں اپنی اطاعت اور پیروی کرنے کی توفیق عطا فرما، اے مولائے کائنات! ہر بھلائی کا حصول ہمارے لئے آسان فرما ہمیں ہر قسم کی برائی سے نجات عطا فرما ہمیں ہمارے نفسوں کے شر سے محفوظ فرما ہمیں برے اعمال سے بچا ہمیں عذاب جہنم، عذاب قبر، زندگی اور موت کی آزمائش اور دجال کے فتنہ سے نجات عطا فرما۔

اے میرے مولا! ہم تجھ سے ہدایت، تقویٰ، پاکدامنی اور غنا کا سوال کرتے ہیں اے خدائے لم یزل! ہم اپنے جمیع امور، اپنے اجسام، اپنے اعمال کے خواتیم، اپنے نفس، اپنے اہل وعیال، احباب اور تمام مسلمانوں کو تیرے سپرد کرتے ہیں اپنے دنیا اور آخرت کے تمام امور کو تیرے حوالے کرتے ہیں۔

اے معبودِ برحق! ہم تجھ سے دین، دنیا اور آخرت میں عافیت کا سوال کرتے ہیں۔ ہم کو اپنے احباء کے ساتھ دارِ رحمت و کرامت میں داخل فرما۔

اے علام الغیوب! مسلمانوں کے فرمانرواؤں کی اصلاح فرما، انہیں اپنی رعایا میں عدل کرنے کی توفیق عطا فرما انہیں اپنی عوام کے ساتھ بھلائی، شفقت اور نرمی کرنے کی توفیق عطا فرما۔ انہیں عوام کے مسائل کی طرف توجہ کرنے کی توفیق عطا فرما انہیں عوام کا خیر خواہ اور عوام کو ان کا محب بنا۔ انہیں صراط مستقیم پر چلنے اور احکام دین پر عمل پیرا ہونے کی توفیق عطا فرما۔

اے اللہ! اپنے بندے یعنی ہمارے سلطان پر لطف ومہربانی فرما۔ اسے دین و دنیا میں بھلائی کرنے کی توفیق عطا فرما۔ اسے اس کی عوام میں معزز فرما اسے اپنی عوام کی عزت کرنے کی توفیق عطا فرما۔ اے مولا کائنات! اس کی ذات اور اس کے شہروں کی حفاظت فرما۔ اس کے پیروکاروں اور افواج کی حفاظت فرما۔ دین اسلام کے دشمنوں پر اسے فتح عطا فرما اور مخالفین کو ذلیل ورسوا فرما۔ اسے برائیوں کے مٹانے اور محاسن کو فزوں تر کرنے کی توفیق دے اسے ہر قسم کی بھلائی کرنے کی توفیق عطا فرما۔ اس کی وجہ سے دین کو غالب فرما اسے اور اس کی عوام کو تسلط عطا فرما۔

اے واقفِ اسرار نہاں! مسلمانوں کے احوال کی اصلاح فرما۔ ان کی قیمتوں میں کمی فرما ان کے وطنوں میں امن فرما، ان کے قرض ادا فرما، ان کے مریضوں کو شفا عطا فرما، ان کے لشکر کی اعانت فرما، ان سے غیب ہونے والوں کو سلامتی عطا فرما، ان کے قیدیوں کو رہائی عطا فرما، ان کے سینوں کو شفا دے ان کے سینوں سے غیظ وغضب نکال دے ان کے مابین رشتہ الفت و محبت مضبوط فرما، ان کے دلوں کو ایمان وحکمت سے لبریز فرما انہیں اپنے نبی کریم ﷺ کی ملت پر ثابت قدم فرما انہیں اپنے ساتھ کئے ہوئے وعدوں کو نبھانے کی توفیق فرما، اپنے اور ان کے دشمنوں پر انہیں غلبہ عطا فرما۔

اے معبود برحق! ہمیں بھی امت مصطفیٰ علیه التحية و الثناء میں سے بنا۔

پاک ختم کیا کرتے تھے بعض اسلاف ہر ماہ ایک قرآن پاک ختم کرتے تھے بعض اولیائے کرام دس رات میں قرآن پاک ختم کرتے تھے بعض آٹھ راتوں میں ختم کرتے تھے۔ اکثر اولیائے کرام رحمۃ اللہ علیہم سات راتوں میں قرآن پاک ختم کرتے تھے بعض چھ راتوں میں اور بعض پانچ راتوں میں بھی قرآن پاک کو ختم کرتے تھے۔ اولیاء کرام کی ایک کثیر تعداد تین ایام میں قرآن پاک ختم کرتی تھی جبکہ بعض اولیاء کرام دو راتوں میں قرآن پاک ختم کرتے تھے۔ بعض اسلاف ایک دن اور ایک رات میں قرآن پاک کو ختم کرتے تھے بعض ایک دن اور ایک رات میں دو قرآن پاک ختم کرتے اور بعض تین ختم کر لیتے تھے بعض اولیاء کاملین چار قرآن پاک دن کے وقت اور چار رات کے وقت ختم کرتے تھے۔ ابن ابی داؤد رحمۃ اللہ علیہ نے عمر بن مرہ التابعی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا ہے کہ بعض اسلاف دن کی ابتداء یا رات کی ابتداء میں قرآن پاک ختم کرنا پسند کرتے تھے حضرت طلحہ ابن معرف رحمۃ اللہ علیہ ایک جلیل تابعی تھے ان سے روایت ہے کہ جس شخص نے دن کے کسی حصہ میں قرآن پاک کو ختم کیا فرشتے رات تک اس کے لئے بخشش کی دعا مانگتے رہتے ہیں اور جس شخص نے رات کے کسی حصہ میں قرآن پاک کو ختم کیا تو صبح تک ملائکہ اس کے لئے مغفرت کی دعا مانگتے رہتے ہیں۔ قاری قرآن کے لئے مستحب ہے کہ وہ فجر کی دو سنتوں یا مغرب کی دو سنتوں میں قرآن پاک کو ختم کرے فجر کی دو سنتوں میں قرآن پاک کو ختم کرنا مستحب ہے۔ جس آدمی نے جس دن قرآن پاک کو ختم کرنا ہو اس دن اس کے لئے روزہ رکھنا مستحب ہے۔ اگر وہ دن ایسا ہو جس میں روزہ رکھنے سے شریعت سے منع کیا ہے تو پھر روزہ نہ رکھا جائے۔ ختم قرآن کی محفل میں حاضر ہونا مستحب ہے۔ ابن ابی داؤد رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے کہ وہ جب قرآن پاک ختم کرتے تو اپنے تمام اہل خانہ کو جمع کر کے دعا مانگتے تھے حضرت حکم بن عیینہ رحمۃ اللہ علیہ ایک جلیل القدر تابعی ہیں وہ فرماتے ہیں کہ حضرات مجاہد اور عتبہ بن لبابہ رحمۃ اللہ علیہما نے میری طرف پیغام بھیجا کہ ہمارے پاس تشریف لائیں ہم قرآن پاک کو ختم کر کے دعا مانگنا چاہتے ہیں۔

حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ لوگ ختم قرآن کے وقت جمع ہوتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اس مبارک وقت میں باران رحمت نازل ہوتی ہے۔

قاری قرآن کے لئے مستحب ہے کہ جب وہ قرآن پاک کو ختم کرے تو پھر اسے دوبارہ شروع کر لے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا: اَلْحِلُّ وَالرِّحْلَۃُ بہترین اعمال ہیں۔ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے عرض کی ان سے آپ ﷺ کی کیا مراد ہے آپ ﷺ نے فرمایا ''اس سے مراد قرآن پاک کو ختم کرنا اور پھر نئے سرے سے اس کو شروع کرنا ہے۔'' قرآن پاک ختم کرنے کے بعد دعا کرنا مستحب ہے۔ دارمی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت حمید الاعرج رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا کہ ''جس شخص نے قرآن پاک کو ختم کیا پھر دعا کی تو اس کی دعا پر چار ہزار فرشتے آمین کہتے ہیں۔'' اس دعا میں انسان کو آہ وزاری کرنا چاہئے۔ اہم امور کے بارے میں دعا مانگنا چاہئے انسان کو چاہئے کہ وہ ختم قرآن کے وقت عام مومنین کی اصلاح، سلطان وقت کی اصلاح اور تمام امور مملکت کے بارے دعا کرے۔ حاکم نے ابو عبداللہ النیشاری رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا ہے کہ حضرت عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ کی یہ عادت مبارکہ تھی

دوسرا باب

ان معجزات کا بیان جن کا تعلق عالم علوی کے ساتھ ہے اس باب میں معراج، الاسراء، ملائکہ کو دیکھنا، چاند کا دو ٹکڑے ہونا، سورج کا لوٹ آنا اور شیاطین کو شہاب مارے جانے کا بیان ہوگا

پہلی فصل

الاسراء والمعراج

حضور ﷺ کی اسراء میں کوئی اختلاف نہیں ہے یہ اجمالاً نص قرآنی سے ثابت ہے ارشاد باری تعالیٰ ہے: سُبۡحٰنَ الَّذِیۡۤ اَسۡرٰی بِعَبۡدِہٖ لَیۡلًا مِّنَ الۡمَسۡجِدِ الۡحَرَامِ اِلَی الۡمَسۡجِدِ الۡاَقۡصَا (بنی اسرائیل:1) ''(ہر عیب سے) پاک ہے وہ ذات جس نے سیر کرائی اپنے بندے کو رات کے قلیل حصہ میں مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک۔''

تمام مفسرین کا اجماع ہے کہ اس آیت میں عبد سے مراد محمد مصطفیٰ ﷺ کی ذات ہے اس کی تمام تفاصیل اور تشریح احادیث میں مذکور ہے تیس سے زیادہ صحابہ کرام اور صحابیات رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے ان احادیث کو روایت کیا ہے۔ امام القسطلانی رحمۃ اللہ علیہ نے ''المواھب الدنیه''میں ان میں چھبیس راویوں کا ذکر کیا ہے انہوں نے کہا کہ اسراء کی حدیث پر مسلمانوں کا اجماع ہے۔ یہ اسراء بعثت کے گیارہویں سال روح اور جسم کے ساتھ ہوئی۔ بعض علماء نے لکھا ہے کہ ہجرت کے ایک سال قبل اسراء ہوئی بعض نے ربیع الاول کے مہینہ میں اسراء کا ہونا لکھا ہے بعض نے رمضان شریف اور بعض علماء نے رجب کے مہینہ میں اسراء کا ہونا لکھا ہے۔ حضور ﷺ کی معراج کا رجب کے ماہ مبارک میں ہونا مشہور ہے اور اسی پر لوگوں کا عمل ہے وہ سوموار کی رات تھی حضور ﷺ کے باقی اطوار کے لئے بھی سوموار کا دن مختص ہے مثلاً آپ ﷺ کی ولادت، ہجرت اور وصال سوموار کو ہی ہوا بعض نے لکھا ہے کہ وہ جمعہ کی رات تھی۔ اسراء بیت المقدس تک تھی اور معراج بیت المقدس سے لے کر سمٰوت تک تھی اس کا مقصد آپ ﷺ کو ملکوت کے عجائب کا مشاہدہ کرانا تھا جیسا کہ ارشاد باری ہے: لِنُرِیَہٗ مِنۡ اٰیٰتِنَا ؕ (بنی اسرائیل:1) ''تا کہ ہم اسے اپنی آیات دکھائیں۔'' ورنہ اللہ تعالیٰ کی ذات زمین و آسمان میں سما جانے سے ماوراء ہے۔ میں نے معراج شریف کا قصہ بہت سی کتابوں میں لکھا ہے۔ کئی کتب میں اختصار کے ساتھ کئی میں طوالت کے ساتھ بیان کیا ہے۔ میں نے اپنی کتاب ''الانوار المحمدیه''میں بڑی تفصیل کے ساتھ ذکر کیا ہے ''المواھب الدنیه''میں یہ واقعہ بڑے اچھے پیرائے میں بیان کیا گیا ہے اس کی عبارت بڑی خوش کن اور اس کو پڑھنا روح و دل کے لئے

اے مالک الملک! انہیں نیکی کا حکم دینے والے اور خود اس پر عمل کرنے والے بنا۔ انہیں برائی سے روکنے والے اور اس سے کنارہ کشی کرنے والے بنا۔ تیرے ساتھ کئے جانے والے وعدوں کو پورا کرنے کی توفیق عطا فرما۔ اپنی اطاعت پر ثابت قدم فرما۔ انہیں انصاف کرنے والے اور مجسمہ خلوص بنا۔ ان کے افعال اور ان کے اقوال میں ان کی حفاظت فرما۔ ان کے تمام احوال میں برکت نازل فرما۔ مندرجہ ذیل کلمات کے ساتھ اپنی دعا کو شروع کرے اور انہیں پر ختم کرے:

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ حَمْدًا يُّوَافِيْ نِعَمَهٗ وَيُكَافِيْ مَزِيْدَهٗ اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى آلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى سَيِّدِنَا اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى آلِ سَيِّدِنَا اِبْرَاهِيْمَ وَبَارِكْ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى آلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى سَيِّدِنَا اِبْرٰهِيْمَ وَعَلٰى آلِ سَيِّدِنَا اِبْرَاهِيْمَ فِي الْعَالَمِيْنَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ.

○

حضرت یوسف علیہ السلام موجود تھے وہ وہ ذات ہیں جن کو حسن کا ایک وافر حصہ دیا گیا ہے انہوں نے مجھے اَھلاً وَ سَھلاً کہا اور میرے لئے دعائے خیر کی۔ پھر ہمیں چوتھے آسمان کی طرف لے جایا گیا حضرت جبرائیل علیہ السلام نے دروازے کھولنے کے لئے کہا ان سے کہا گیا کہ آپ کون ہیں؟ انہوں نے کہا کہ میں جبرائیل امین ہوں پھر ان سے کہا گیا کہ آپ کے ساتھ کون ہیں؟ انہوں نے کہا میرے ساتھ محمد عربی ﷺ ہیں۔ پھر ان سے کہا گیا کہ کیا انہیں بلایا گیا ہے انہوں نے کہا ہاں انہیں دعوت دی گئی ہے ہمارے لئے دروازہ کھول دیا گیا۔ وہاں حضرت ادریس علیہ السلام موجود تھے انہوں نے مجھے خوش آمدید کہا اور میرے لئے دعائے خیر کی پھر ہمیں پانچویں آسمان کی طرف لے جایا گیا۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے دروازہ کھولنے کے لئے کہا ان سے کہا گیا کہ آپ کون ہیں؟ انہوں نے کہا میں جبرائیل ہوں پھر ان سے کہا گیا کہ آپ کے ساتھ کون ہے انہوں نے کہا میرے ساتھ محمد ﷺ ہیں پوچھا گیا کہ کیا انہیں بلایا گیا ہے۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے کہا ہاں انہیں دعوت دی گئی ہے ہمارے لئے دروازہ کھول دیا گیا وہاں حضرت ہارون علیہ السلام تشریف فرما تھے۔ انہوں نے مجھے خوش آمدید کہا اور میرے لئے دعا کی۔ پھر ہمیں چھٹے آسمان کی طرف لے جایا گیا۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے دروازہ کھولنے کے لئے کہا ان سے کہا گیا کہ آپ کون ہیں؟ انہوں نے کہا میں جبرائیل ہوں۔ پھر کہا گیا کہ آپ کے ساتھ کون ہیں انہوں نے کہا میرے ساتھ حضرت محمد ﷺ ہیں۔ ان سے کہا گیا کہ کیا انہیں بلایا گیا ہے۔ انہوں نے کہا ہاں انہیں دعوت دی گئی ہے۔ ہمارے لئے دروازہ کھول دیا گیا وہاں حضرت موسیٰ علیہ السلام موجود تھے انہوں نے مجھے مرحبا کہا اور مجھے دعائے خیر دی۔ پھر ہمیں ساتویں آسمان کی طرف لے جایا گیا حضرت جبرائیل علیہ السلام سے کہا گیا کہ کون؟ انہوں نے کہا میں جبرائیل ہوں ان سے کہا گیا کہ آپ کے ساتھ کون ہیں۔ انہوں نے کہا میرے ساتھ محمد مصطفیٰ ﷺ ہیں۔ پوچھا گیا کیا انہیں بلایا گیا ہے۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے کہا ہاں انہیں دعوت دے کر بلایا گیا ہے۔ ہمارے لئے دروازہ کھول دیا گیا میں نے وہاں حضرت ابراہیم علیہ السلام کو دیکھا وہ بیت المعمور کے ساتھ ٹیک لگائے ہوئے تھے۔ بیت المعمور وہ مقدس جگہ ہے جہاں ہر روز ستر ہزار ملائکہ داخل ہوتے ہیں پھر دوبارہ ان کی باری نہیں آتی پھر مجھے سدرۃ المنتہیٰ تک لے جایا گیا۔ سدرۃ المنتہیٰ کے پتے ہاتھی کے کانوں کی طرح اور اس کا پھل مٹکوں کی طرح ہے۔ وہاں اللہ کے حکم سے کوئی چیز چھا گئی۔ جس کی وجہ سے وہ سدرۃ المنتہیٰ اتنا حسین ہو گیا کہ اللہ کی کوئی مخلوق بھی اس کی تعریف نہیں کر سکتی پھر مجھ پر وحی کی گئی جو کی گئی مجھ پر دن اور رات میں پچاس نمازیں فرض کی گئیں۔ میں وہاں سے واپس حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا۔ انہوں نے مجھ سے پوچھا کہ آپ ﷺ کے رب نے آپ ﷺ کی امت پر کیا فرض کیا ہے میں نے کہا اس ذات نے ہم پر پچاس نمازیں فرض کیں ہیں انہوں نے کہا اپنے رب کی بارگاہ میں واپس جائیں اور اس سے ان میں کمی کا سوال کریں آپ ﷺ کی امت اس کی طاقت نہیں رکھے گی میں نے بنی اسرائیل کو خوب آزمایا ہے۔ میں اپنے رب کے پاس واپس آیا میں نے اپنے رب سے عرض کی اے میرے مولا! میری امت کے اس بوجھ کو کم کیجئے اس وقت اللہ تعالیٰ نے پانچ نمازیں کم کر دیں پھر میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا اور کہا کہ مجھ سے پانچ نمازیں کم کر دی گئی ہیں انہوں نے فرمایا آپ ﷺ کی امت اس کی بھی طاقت

سکون ہے۔ خصائص کبریٰ میں علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے ان تمام احادیث کو جمع کر دیا ہے۔ اتنی جامع احادیث میں نے اور کہیں نہیں دیکھیں میں انہی احادیث کو نقل کر رہا ہوں۔ اگر چہ وہ احادیث کافی طویل ہیں اور ان میں کچھ تکرار بھی ہے لیکن اس قصہ میں کچھ ایسی اشیاء بھی ہیں جن سے مکمل نفع اور یقین کامل حاصل ہوگا۔ انہوں نے لکھا ہے۔

حضور ﷺ کی معراج مندرجہ ذیل صحابہ کرام علیہم الرضوان سے روایت کی گئی ہے:

حضرت انس، ابی بن کعب، بریدہ، جابر بن عبداللہ، حذیفہ بن الیمان، سمرہ بن جندب، سہل بن سعد، شداد بن اوس صہیب، ابن عباس، ابن عمر، ابن مسعود، عبداللہ ابن سعد بن زرارہ، عبدالرحمٰن بن قرط، علی بن ابی طالب، عمر بن خطاب، مالک بن صعصۃ، ابی امامہ، ابوایوب، ابوحیۃ، ابوالحمراء، ابوذر، ابوسعید الخدری، ابوسفیان ابن حرب، ابولیلیٰ انصاری، ابوہریرہ، عائشہ، اسماء، ام ہانی، ام سلمہ رضی اللہ عنہم وعنہن رضاً کاملاً۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کردہ حدیث

حضرت امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے انہوں نے کہا کہ سیاح لامکاں ﷺ نے فرمایا کہ میرے پاس براق لایا گیا براق ایک سفید رنگ کا جانور ہے وہ خچر سے چھوٹا لیکن گدھے سے بڑا تھا وہ تا حد نظر قدم رکھتا تھا میں اس پر سوار ہوا حتیٰ کہ میں بیت المقدس میں آیا میں نے اس ''حلقہ'' میں اس کو باندھا جہاں انبیائے کرام علیہم السلام اپنی سواریاں باندھا کرتے تھے پھر میں مسجد اقصیٰ میں داخل ہوا میں نے وہاں دو رکعت نماز ادا کی پھر میرے پاس حضرت جبرائیل امین علیہ السلام آئے۔ ان کے پاس دو برتن تھے ایک میں شراب تھی جبکہ دوسرے برتن میں دودھ تھا میں نے دودھ کو اختیار کیا حضرت جبرائیل علیہ السلام نے کہا آپ نے فطرت کو اختیار کیا ہے۔ پھر مجھے آسمان دنیا تک لے جایا گیا۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے دروازہ کھولنے کے لئے کہا ان سے کہا گیا کہ آپ کون ہیں؟ انہوں نے کہا میں جبرائیل ہوں۔ پھر کہا گیا کہ آپ کے ساتھ کون ہے؟ انہوں نے کہا میرے ساتھ محمد ﷺ ہیں۔ پھر کہا گیا کیا انہیں بلایا گیا ہے۔ انہوں نے کہا ہاں انہیں دعوت دے کر بلایا گیا ہے۔ ہمارے لئے دروازہ کھولا گیا وہاں حضرت آدم علیہ السلام موجود تھے۔ انہوں نے مجھے خوش آمدید کہا اور میرے لئے بھلائی کی دعا کی پھر مجھے دوسرے آسمان پر لے جایا گیا۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے دروازہ کھولنے کے لئے کہا ان سے کہا گیا آپ کون ہیں؟ انہوں نے کہا میں جبرائیل ہوں۔ پھر کہا گیا آپ کے ساتھ کون ہے؟ انہوں نے کہا میرے ساتھ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ ہیں۔ پھر کہا گیا کیا انہیں دعوت دے کر بلایا گیا ہے۔ انہوں نے کہا ہاں انہیں بلایا گیا ہے۔ ہمارے لئے دروازہ کھول دیا گیا میں نے وہاں حضرت عیسیٰ بن مریم اور حضرت یحییٰ بن زکریا علیہم السلام کو دیکھا وہ دونوں خالہ زاد بھائی تھے انہوں نے مجھے مرحبا کہا! اور میرے لئے دعا کی پھر مجھے تیسرے آسمان پر لے جایا گیا حضرت جبرائیل علیہ السلام نے دروازہ کھولنے کے لئے کہا ان سے کہا گیا کہ آپ کون ہیں؟ انہوں نے کہا میں جبرائیل ہوں۔ پھر ان سے کہا گیا کہ آپ کے ساتھ کون ہے؟ انہوں نے کہا میرے ساتھ محمد مصطفیٰ ﷺ ہیں۔ پھر کہا گیا کہ کیا انہیں بلایا گیا ہے انہوں نے کہا ہاں انہیں دعوت دی گئی ہے۔ پھر ہمارے لئے اس آسمان کا دروازہ کھول دیا گیا۔ وہاں

آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو آسمان کی سیر کرائی گئی۔ حضور ﷺ ایک اور نہر کے پاس تشریف لے گئے اس نہر پر زمرد اور موتیوں کا محل تھا آپ ﷺ نے اس کو ہاتھ لگایا تو اس سے کستوری جیسی خوشبو آنے لگی آپ ﷺ نے فرمایا اے جبرائیل! یہ کیا ہے؟ انہوں نے عرض کی کہ یہ "کوثر" ہے جو آپ ﷺ کے رب نے آپ کو عطا کی ہے۔ پھر حضور نبی کریم ﷺ کو دوسرے آسمان تک لے جایا گیا کہا گیا کہ آپ کون ہیں؟ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے کہا میں جبرائیل ہوں۔ ان سے پھر کہا گیا کہ آپ کے ساتھ کون ہے انہوں نے کہا میرے ساتھ محمد مجتبیٰ ﷺ ہیں۔ ان سے پوچھا گیا کہ کیا انہیں بلایا گیا ہے انہوں نے کہا ہاں انہیں بلایا گیا ہے۔ انہوں نے آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مرحبا اور خوش آمدید کہا پھر تیسرے آسمان پر آپ ﷺ کو لے جایا گیا وہاں بھی یہی سوالات کئے گئے پھر چوتھے، پانچویں اور چھٹے آسمان پر آپ ﷺ کو لے جایا گیا وہاں بھی ایسے ہی سوالات ہوتے رہے پھر آپ ﷺ کو ساتویں آسمان تک لے جایا گیا وہاں بھی وہی کیفیت پیش آئی جو پہلے آسمانوں پر آتی رہی۔ ہر آسمان پر مختلف انبیاء کرام تشریف فرما تھے آپ ﷺ نے ان سے ملاقات کی پھر آپ ﷺ کو اس سے بھی زیادہ رفعتوں پر لے جایا گیا حتیٰ کہ سدرۃ المنتہیٰ آ گیا...... پھر وہی روایت بیان کی جو پہلے گزر چکی ہے۔

امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ نے یزید بن ابی مالک کی سند سے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا میرے پاس ایک جانور لایا گیا جو گدھے سے بڑا لیکن خچر سے چھوٹا تھا وہ تا حد نظر قدم اٹھاتا تھا میں اس پر سوار ہوا میرے ساتھ حضرت جبرائیل امین تھے میں روانہ ہوا۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے مجھ سے کہا نیچے تشریف لائیے اور نماز ادا کیجئے۔ میں نے وہاں دو رکعتیں ادا کیں۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے عرض کی کیا آپ جانتے ہیں کہ آپ ﷺ نے کہاں نماز ادا کی ہے۔ حضرت جبرائیل امین نے کہا کہ آپ ﷺ نے "طیبہ" میں نماز ادا کی ہے یہ شہر ہی آپ ﷺ کی ہجرت گاہ ہوگا۔ پھر میں سوار ہو کر روانہ ہوا۔ کچھ دیر کے بعد حضرت جبرائیل امین نے کہا آپ نیچے تشریف لائیں اور نماز ادا فرمائیں۔ میں نے نیچے اتر کر نماز ادا کی۔ انہوں نے مجھ سے کہا کہ کیا آپ ﷺ جانتے ہیں کہ آپ نے کہاں نماز ادا فرمائی ہے۔ آپ ﷺ نے بیت لحم میں نماز ادا کی ہے جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی جائے ولادت ہے پھر میں بیت المقدس میں داخل ہوا وہاں میرے لئے تمام انبیائے کرام جمع تھے۔ حضرت جبرائیل امین نے مجھے آگے کیا میں نے انہیں امامت کروائی پھر مجھے پہلے آسمان پر لے جایا گیا وہاں حضرت آدم علیہ السلام موجود تھے۔ پھر مجھے دوسرے آسمان پر لے جایا گیا وہاں دو خالہ زاد بھائی حضرت عیسیٰ اور حضرت یحییٰ علیہما السلام تشریف فرما تھے۔ پھر مجھے تیسرے آسمان تک لے جایا گیا وہاں حضرت یوسف علیہ السلام موجود تھے پھر مجھے چوتھے آسمان تک لے جایا گیا وہاں حضرت ہارون علیہ السلام موجود تھے پھر مجھے پانچویں آسمان پر لے جایا گیا وہاں حضرت ادریس علیہ السلام موجود تھے پھر مجھے چھٹے آسمان تک لے جایا گیا وہاں حضرت موسیٰ علیہ السلام موجود تھے پھر مجھے ساتویں آسمان پر لے جایا گیا وہاں حضرت ابراہیم علیہ السلام موجود تھے پھر مجھے ساتوں آسمانوں کے اوپر لے جایا گیا۔ میں سدرۃ المنتہیٰ کے پاس آیا۔ وہاں مجھ پر بادل سا چھا گیا میں وہاں سجدہ ریز ہو گیا۔ مجھ سے کہا گیا کہ جب سے زمین و آسمان کی تخلیق کی گئی ہے اس دن سے آپ ﷺ پر اور آپ ﷺ کی امت پر پچاس نمازیں

نہیں رکھے گی اپنے رب کے پاس جا کر کمی کا سوال کریں۔آپ ﷺ نے فرمایا میں اسی طرح اپنے رب اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کے درمیان آتا جاتا رہا حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا یا محمد! صلی اللہ علیک وسلم دن رات میں آپ ﷺ کی امت پر پانچ نمازیں فرض ہیں ہر نماز کا ثواب دس نمازوں کے برابر ہوگا۔اس طرح یہ پچاس نمازیں مکمل ہو جائیں گی۔جس شخص نے بھلائی کا ارادہ کیا لیکن اس پر عمل پیرا نہ ہوا تو میں اس کے لئے ایک نیکی لکھوں گا اگر وہ اس پر عمل پیرا ہو گیا تو میں اس کے لئے دس نیکیاں لکھوں گا۔جس نے برائی کا ارادہ کیا لیکن برائی پر اس نے عمل نہ کیا تو میں اس کے لئے کچھ بھی نہیں لکھوں گا اور اگر اس نے وہ برائی کر دی تو میں اس کے لئے صرف ایک برائی ہی لکھوں گا۔میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس واپس آیا انہوں نے کہا واپس جائیں اور اپنے رب سے تخفیف کا سوال کریں میں نے کہا کہ میں اپنے رب کے پاس اتنی بار واپس گیا ہوں اب مجھے واپس جاتے ہوئے شرم آتی ہے۔

حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ اور ابن جریر رحمۃ اللہ علیہ نے شریک بن عبداللہ کی سند سے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور ﷺ کی معراج کی ابتداء مسجد حرام سے ہوئی ہے۔آپ ﷺ کی بعثت سے قبل آپ ﷺ مسجد حرام میں سوئے ہوئے تھے کہ تین فرشتے آپ ﷺ کے پاس آئے پہلے نے کہا وہ کون سی ہستی ہیں۔درمیان والے نے جواب دیا وہ ان سب میں سے بہترین ہیں ایک نے کہا ان میں سے سب سے بہترین کو پکڑ لو۔اس رات آپ ﷺ نے ان کو نہ دیکھا حتیٰ کہ وہ ملائکہ ایک رات آپ ﷺ کے پاس آئے حضور ﷺ سو رہے تھے لیکن آپ ﷺ کا قلب مبارک جاگ رہا تھا انبیائے کرام کی یہ خصوصیت ہوتی ہے کہ ان کی آنکھیں سو رہی ہوتی ہیں لیکن ان کا دل جاگ رہا ہوتا ہے۔ ان ملائکہ نے حضور ﷺ کے ساتھ کوئی گفتگو نہ کی انہوں نے آپ ﷺ کو اٹھا لیا اور بئر زمزم کے پاس لے آئے۔حضرت جبرائیل علیہ السلام آپ ﷺ کے قریب ہوئے آپ ﷺ کے نحر مبارک سے لے کر ناف تک شکم مبارک کو شق کیا گیا آپ ﷺ کے شکم مبارک اور سینہ مبارک کو آب زمزم سے دھویا گیا۔پھر سونے کا ایک طشت لایا گیا جو ایمان اور حکمت سے لبریز تھا وہ تمام کا تمام طشت حضور ﷺ کے سینہ اقدس میں انڈیل دیا گیا پھر آپ ﷺ کے حلق مبارک کو ایمان وحکمت سے بھر دیا گیا پھر حضور ﷺ کو بلندی کی طرف لے جایا گیا حتیٰ کہ آسمان دنیا آ گیا اس کے دروازوں میں سے ایک دروازے پر دستک دی گئی کہا گیا کہ کون ہے؟ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے کہا میں جبرائیل ہوں۔ان سے کہا گیا کہ آپ کے ساتھ کون ہیں؟ انہوں نے کہا میرے ساتھ محمد عربی ﷺ ہیں۔کہا گیا کہ کیا انہیں بلایا گیا ہے حضرت جبرائیل علیہ السلام نے کہا ہاں انہیں دعوت دی گئی ہے۔انہوں نے کہا ہم ان کو خوش آمدید اور مرحبا کہتے ہیں۔حضور ﷺ نے پہلے آسمان پر حضرت آدم علیہ السلام کو پایا حضرت جبرائیل علیہ السلام نے آپ ﷺ سے عرض کی کہ یہ آپ ﷺ کے باپ حضرت آدم علیہ السلام ہیں آپ انہیں سلام کیجئے حضور ﷺ نے حضرت آدم علیہ السلام کو سلام کیا انہوں نے سلام کا جواب دیا اور کہا اے میرے بیٹے آپ کو خوش آمدید ہو آپ کتنے اچھے بیٹے ہیں پہلے آسمان میں دو نہریں رواں دواں تھیں حضور ﷺ نے حضرت جبرائیل علیہ السلام سے پوچھا اے جبرائیل یہ نہریں کیسی ہیں۔انہوں نے عرض کی یہ دریائے نیل اور فرات کی اصل ہیں۔پھر

السلام تشریف فرماتھے۔ مجھے حضرت جبرائیل علیہ السلام نے کہا کیا آپ ﷺ اپنے پدر بزرگوار حضرت آدم علیہ السلام کو سلام نہیں کریں گے میں نے کہا میں انہیں ضرور سلام کروں گا۔ میں نے انہیں سلام کیا انہوں نے میرے سلام کا جواب دیا انہوں نے کہا اے میرے بیٹے! تجھے خوش آمدید ہو۔ اے صالح نبی! تجھے میں اھلا و سھلا کہتا ہوں پھر ہم دوسرے آسمان پر پہنچے حضرت جبرائیل علیہ السلام نے دروازہ کھولنے کے لئے کہا پھر وہی گفتگو ہوئی جو پہلے مذکور ہو چکی ہے دوسرے آسمان پر حضرت عیسیٰ اور حضرت یحییٰ علیہما السلام تشریف فرماتھے۔ پھر مجھے تیسرے آسمان پر لے جایا گیا حضرت جبرائیل علیہ السلام نے دروازہ کھولنے کے لئے کہا۔ پھر پہلی سی گفتگو ہوئی۔ وہاں ہم نے حضرت یوسف علیہ السلام کو دیکھا۔ پھر مجھے چوتھے آسمان پر لے جایا گیا وہاں حضرت ادریس علیہ السلام موجود تھے۔ پانچویں آسمان پر حضرت ہارون علیہ السلام، چھٹے آسمان پر حضرت موسیٰ علیہ السلام اور ساتویں آسمان پر حضرت ابراہیم علیہ السلام موجود تھے۔ پھر ہم ساتویں آسمان سے بھی بلند تر ہوتے گئے حتیٰ کہ ہم ایک ایسی نہر تک پہنچے جس پر یاقوت اور زمرد کے پیالے تھے۔ وہاں سبز رنگ کے پرندے تھے پھر حضرت جبرائیل علیہ السلام نے مجھ سے کہا اے محمد عربی! صلی اللہ علیک وسلم کیا آپ جانتے ہیں کہ یہ نہر کون سی ہے میں نے کہا نہیں۔ انہوں نے کہا یہ نہر وہ کوثر ہے جو اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو عطا فرمائی ہے۔ وہاں سونے اور چاندی کے برتن تھے جو زمرد اور یاقوت کے کناروں پر رکھے گئے تھے۔ اس کا پانی دودھ سے بھی زیادہ سفید تھا۔ میں نے وہاں سے ایک برتن لیا اور اس نہر سے پانی پیا۔ وہ پانی شہد سے زیادہ میٹھا اور کستوری سے زیادہ خوشبودار تھا۔ پھر مجھے مزید بلندی پر لے جایا گیا حتیٰ کہ ہم ایک درخت کے پاس جا کر رک گئے وہاں مجھ پر ایک بادل چھا گیا جس میں ہر رنگ موجود تھا حضرت جبرائیل علیہ السلام نے مجھ کو چھوڑ دیا میں وہاں سجدہ ریز ہو گیا۔ اللہ رب العزت نے مجھے فرمایا اے محمد! صلی اللہ علیک وسلم جس دن میں نے زمین و آسمان کو پیدا کیا اس دن سے میں نے آپ ﷺ پر اور آپ کی امت پر پچاس نمازیں فرض کی ہیں۔ آپ اور آپ ﷺ کی امت اسے ادا کرے پھر وہ بادل مجھ سے چھٹ گیا حضرت جبرائیل علیہ السلام نے میرا بازو تھاما۔ میں جلدی سے واپس پلٹ آیا۔ میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس آیا انہوں نے مجھے کچھ نہ کہا پھر میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا۔ انہوں نے مجھ سے پوچھا کہ آپ کے رب نے آپ پر کیا فرض کیا؟ میں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ پر اور میری امت پر پچاس نمازیں فرض کی ہیں۔ انہوں نے کہا آپ اور آپ کی امت اتنی طاقت نہیں رکھتے کہ پچاس نمازیں ادا کر سکیں اپنے رب کے پاس واپس جائیں اور اس سے تخفیف کا سوال کریں میں جلدی سے واپس آیا حتیٰ کہ میں درخت کے پاس آ کر رک گیا وہاں مجھ پر بادل سا چھا گیا میں وہاں سجدہ ریز ہو گیا میں نے عرض کی مولا! ہم پر تخفیف فرما۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا میں نے تم سے دس نمازیں کم کر دی ہیں۔ پھر وہ بادل چھٹ گیا اور میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس واپس آ گیا اور ان کو بتایا کہ اللہ تعالیٰ نے ہم سے دس نمازیں کم کر دی ہیں انہوں نے کہا اپنے رب کے پاس جائیں اور مزید تخفیف کی التجاء کریں پھر انہوں نے تمام حدیث بیان کی۔ حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ پانچ نمازیں فرض کی گئی ہیں لیکن ان کا ثواب پچاس نمازوں جتنا ہوگا۔ پھر میں وہاں سے واپس آ گیا۔ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے حضرت جبرائیل علیہ السلام سے کہا میں نے تمام اہل آسمان کو دیکھا ہے۔

فرض کی گئی ہیں۔آپ ﷺ بھی اور آپ کی امت بھی ان نمازوں کو قائم کریں۔ میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا
انہوں نے کہا اللہ تعالیٰ نے آپ پر اور آپ ﷺ کی امت پر کیا فرض کیا ہے میں نے کہا اللہ تعالیٰ نے ہم پر پچاس نمازیں
فرض کی ہیں۔انہوں نے کہا آپ ﷺ سے اور آپ کی امت سے پچاس نمازیں قائم نہیں ہو سکیں گی بنی اسرائیل پر صرف دو
نمازیں فرض تھیں لیکن وہ انہیں قائم نہ کر سکے۔اپنے رب کے پاس جائیں اور کمی کا سوال کریں میں اللہ تعالیٰ کے پاس آیا دس
دس نمازوں کی کمی ہوتی رہی حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا یہ پانچ نمازیں ہیں۔لیکن ان کا ثواب پچاس نمازوں جتنا ہے میں سمجھ گیا
کہ یہ اللہ کی طرف سے امتحان ہے پھر میں واپس نہ گیا۔

ابن ابی حاتم رحمۃ اللہ علیہ نے یزید بن ابی مالک کی سند سے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اس طرح روایت کیا ہے
کہ جب رسول مکرم ﷺ کی معراج کی رات آئی آپ ﷺ کے پاس حضرت جبرائیل براق لے کر آئے جو گدھے سے بڑا
لیکن خچر سے چھوٹا تھا حضرت جبرائیل علیہ السلام نے آپ ﷺ کو براق پر سوار کیا جہاں تک اس کی نظر جاتی تھی وہ وہاں تک
قدم اٹھاتا تھا جب آپ ﷺ بیت المقدس پہنچے وہاں ایک پتھر تھا حضرت جبرائیل علیہ السلام نے اپنی انگلی کے ساتھ اس کو
مس کیا اس میں سوراخ ہو گیا پھر جبرائیل نے براق وہاں باندھا پھر حضور اکرم ﷺ اور حضرت جبرائیل امین بلند ہوئے۔
جب مسجد اقصیٰ کے صحن کے برابر ہوئے تو حضرت جبرائیل امین علیہ السلام نے عرض کی اے مصطفیٰ! صلی اللہ علیک وسلم کیا آپ
نے اپنے رب سے سوال کیا ہے کہ وہ آپ ﷺ کو حورعین دکھائے۔ آپ ﷺ نے فرمایا ہاں۔حضرت جبرائیل علیہ
السلام نے عرض کی پھر آپ ان خواتین کی طرف تشریف لے جائیں۔وہ مستورات صخرہ کے بائیں طرف بیٹھی ہوئی تھیں۔
میں ان کے پاس آیا اور انہیں سلام کیا انہوں نے میرے سلام کا جواب دیا۔ میں نے انہیں کہا کہ تم کون ہو انہوں نے کہا ہم
اچھی سیرت والیاں اور اچھی صورت والیاں ہیں۔ہم صالح لوگوں کو بیویاں ہیں جنہوں نے اپنے آپ کو پاک صاف کیا گندگی
سے کنارہ کش ہوئے وہ ہمیشہ کے لئے زندگی پا گئے اور موت کو گلے نہ لگایا پھر میں وہاں سے واپس آیا میں تھوڑی ہی دیر ٹھہرا تھا
کہ وہاں بہت سے لوگ جمع ہو گئے۔موذن نے اذان دی۔ جماعت کا وقت ہوا۔ہم نے صفیں باندھ لیں تمام لوگ منتظر تھے
کہ آج امامت کے فرائض کون سرانجام دے گا۔حضرت جبرائیل علیہ السلام نے میرا بازو پکڑا اور مجھے مصلیٰ امامت پر کھڑا کر دیا
میں نے ان تمام لوگوں کو نماز پڑھائی۔ جب ہم واپس آئے تو حضرت جبرائیل علیہ السلام نے مجھ سے پوچھا۔کیا آپ ﷺ
کو علم ہے کہ آپ نے کن لوگوں کو جماعت کروائی ہے میں نے کہا نہیں۔انہوں نے کہا آج آپ ﷺ کے پیچھے ہر اس نبی
نے نماز پڑھی ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے مبعوث کیا ہے۔پھر انہوں نے میرا ہاتھ تھاما اور مجھے لے کر آسمان کی طرف بلند ہوئے
ہم ایک دروازے کے پاس جا کر رک گئے۔انہوں نے دروازہ کھولنے کے لئے کہا آگے سے سوال کیا گیا کہ آپ کون ہیں۔
انہوں نے کہا میں جبرائیل ہوں۔پھر پوچھا گیا آپ کے ساتھ کون ہے انہوں نے جواب دیا میرے ساتھ محمد عربی ﷺ
ہیں۔پھر پوچھا گیا کیا انہیں دعوت دی گئی ہے انہوں نے کہا ہاں انہیں بلایا گیا ہے۔انہوں نے دروازہ کھولا انہوں نے کہا
آپ کو بھی خوش آمدید جو آپ کے ساتھ ہیں انہیں بھی ہم مرحبا کہتے ہیں جب ہم پہلے آسمان پر گئے تو وہاں حضرت آدم علیہ

ایک چیز آپ ﷺ کو پکار رہی تھی وہ آپ ﷺ کو اپنی جانب بلا رہی تھی۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے حضور اکرم ﷺ سے عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم اس کی آواز کو نہ سنیں آگے تشریف لے چلیں۔ حضور اکرم ﷺ آگے روانہ ہوئے اللہ کی مخلوق میں کچھ مخلوق نے حضور اکرم ﷺ سے شرف ملاقات حاصل کیا اور آپ ﷺ کی بارگاہ میں یوں سلام پیش کیا:

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا اَوَّلُ، اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا آخِرُ اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا حَاشِرُ۔

حضرت جبرائیل علیہ السلام نے رسول مقبول ﷺ سے عرض کی کہ آپ ﷺ سلام کا جواب ارشاد فرمائیں۔ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے اس مخلوق کے سلام کا جواب ارشاد فرمایا پھر کچھ دیر کے بعد اسی طرح کی ایک اور مخلوق نے شرف ملاقات حاصل کیا اور آپ ﷺ کو سلام عرض کیا۔ اسی طرح کچھ وقت بعد ایک اور مخلوق حاضر خدمت ہوئی اور شرف ملاقات حاصل کر کے سلام عرض کیا حتیٰ کہ بیت المقدس آ گیا حضور اکرم ﷺ کو پانی، شراب اور دودھ پیش کیا گیا حضو ﷺ نے دودھ پسند فرمایا حضرت جبرائیل علیہ السلام نے عرض کی: یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم آپ نے فطرت کو پسند کیا ہے۔ اگر آپ ﷺ پانی کو پسند فرماتے تو آپ ﷺ کی امت غرق ہو جاتی۔ اگر آپ ﷺ شراب کو منتخب فرما لیتے تو آپ کی امت گمراہ ہو جاتی پھر وہاں حضرت آدم علیہ السلام اور دیگر تمام انبیائے کرام علیہم السلام تشریف لائے۔ اس رات حضور ﷺ نے ان تمام انبیاء کرام علیہم السلام کو جماعت کروائی۔ پھر حضرت جبرائیل علیہ السلام نے عرض کی اے رسول مکرم! صلی اللہ علیک وسلم وہ بڑھیا جو آپ ﷺ نے سر راہ دیکھی تھی اس کی حقیقت یہ ہے کہ اب دنیا کی عمر صرف اتنی ہی باقی رہ گئی ہے جتنی کہ اس بڑھیا کی عمر باقی رہ گئی ہے وہ آدمی جس نے آپ کو آواز دی تھی وہ شیطان تھا۔ وہ اللہ کا دشمن ہے اور ارادہ کرتا تھا کہ آپ ﷺ اس کی طرف مائل ہو جائیں۔ وہ لوگ جنہوں نے آپ ﷺ کو سلام عرض کیا تھا وہ حضرت ابراہیم، حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ علیہم السلام تھے۔

امام احمد، عبد بن حمید، ترمذی، بیہقی، ابن مردویہ اور ابونعیم رحمہم اللہ تعالیٰ نے حضرت قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سند سے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ شب معراج حضور ﷺ کے پاس ایک براق لایا گیا۔ اس میں لگام اور رکاب ڈالی گئی تھی تاکہ رسول کریم ﷺ اس پر سواری فرمائیں۔ جب حضور ﷺ اس براق پر سوار ہونے لگے تو اس نے اچھلنا شروع کر دیا حضرت جبرائیل امین علیہ السلام نے براق سے کہا اے براق کیا تو حضور ﷺ کے ساتھ ایسا کرتا ہے اللہ کی قسم! تجھ پر کبھی بھی کوئی ایسا شخص سوار نہ ہوگا جو اللہ کے نزدیک آپ ﷺ سے زیادہ معزز ہو۔ وہ براق یہ سن کر پسینے سے شرابور ہو گیا۔

امام احمد اور ابوداؤد رحمہما اللہ تعالیٰ نے عبدالرحمٰن بن جبیر کی سند سے حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا جب مجھے معراج پر لے جایا گیا تو میں ایک ایسی قوم کے پاس سے گزرا جس کے تانبے کے ناخن تھے جن سے وہ اپنے چہروں اور سینوں کو زخمی کر رہے تھے میں نے حضرت جبرائیل سے پوچھا اے جبرائیل! یہ کون ہیں؟ انہوں نے کہا یہ وہ لوگ ہیں جو لوگوں کا گوشت کھایا کرتے تھے اور لوگوں کی عصمتوں سے کھیلا کرتے تھے۔

تمام نے مجھے خوش آمدید کہا ہے اور مسکرائے ہیں لیکن میں نے ایک آدمی کو دیکھا میں نے اسے سلام کیا۔ اس نے مجھے سلام کا جواب دیا۔ مجھے خوش آمدید کہا لیکن وہ مجھے دیکھ کر مسکرایا نہیں۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے کہا وہ مالک خازن جہنم ہیں۔ جب سے ان کی تخلیق ہوئی ہے وہ نہیں ہنسے۔ اگر انہوں نے ہنسنا ہوتا تو آج آپ کو دیکھ کر ضرور مسکراتے۔ پھر حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ میں واپس آ رہا تھا کہ میں نے راستہ میں قریش کے اونٹوں کا ایک قافلہ دیکھا۔ جن پر خوراک تھی۔ ان اونٹوں میں ایک اونٹ ایسا بھی تھا جس پر دو بورے تھے ایک کالا اور ایک سفید بورا۔

حضور اکرم ﷺ نے رات کے معجزہ کی خبر دی جب مشرکین نے یہ خبر سنی تو انہوں نے کہا چلو ہم ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس چلتے ہیں وہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس آئے اور پوچھا اے ابوبکر! کیا تمہیں اپنے صاحب (ﷺ) کے بارے میں خبر ہے کہ وہ کیا کہہ رہے ہیں وہ کہتے ہیں کہ میں نے ایک ہی رات میں ایک ماہ کا سفر کیا اور پھر اسی رات واپس بھی آ گیا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا اگر یہ بات نبی کریم ﷺ نے کی ہے تو انہوں نے سچ فرمایا ہے میں آپ کی تصدیق کرتا ہوں ہم اس سے بھی دور کی چیزوں کی تصدیق کرتے ہیں۔ ہم آپ کی آسمان سے لائی ہوئی خبروں کی بھی تصدیق کرتے ہیں قریش مکہ نے حضور اکرم ﷺ سے پوچھا کہ جو کچھ آپ ﷺ بتا رہے ہیں اس کی علامت کیا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا میں قریش کے اونٹوں کے پاس سے گزرا وہ فلاں مقام میں تھے ان کے اونٹ ہم سے خوف زدہ ہوئے اور بھاگ گئے۔ ان اونٹوں میں سے ایک ایسا اونٹ بھی تھا جس پر دو بورے تھے ایک کا رنگ کالا تھا اور دوسرے کا رنگ سفید۔ ایک اونٹ بھاگ گیا اس کا سوار گر پڑا جس کی وجہ سے اس کا بازو ٹوٹ گیا۔ جب قریش کا کاروان پہنچا۔ قریس نے ان سے وہی سوالات کئے انہوں نے بعینہٖ وہی بات کی جو حضور ﷺ بیان کر چکے تھے۔ واقعہ معراج کی تصدیق کرنے کی وجہ سے حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو صدیق کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔ کفار مکہ نے آپ ﷺ سے سوال کیا کہ وہ انبیاء کرام علیہم السلام جو آپ کے ساتھ تھے کیا ان میں حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ علیہما السلام موجود تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا "ہاں۔" انہوں نے آپ ﷺ سے کہا کہ آپ ﷺ دونوں کے خدوخال بیان کریں۔ آپ ﷺ نے فرمایا حضرت موسیٰ علیہ السلام گندم رنگ کے تھے آپ ازدعمان کے ایک شخص کی طرح تھے حضرت عیسیٰ علیہ السلام درمیانے قد والے سیدھے بالوں والے تھے اور آپ کے چہرے پر سرخی غالب تھی۔

ابن جریر اور ابن مردویہ رحمہما اللہ تعالیٰ نے اپنی اپنی تفاسیر میں اور امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے عبدالرحمٰن بن ہاشم کی سند سے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے کہ جب حضرت جبرائیل علیہ السلام براق لے کر حضور ﷺ کے پاس حاضر ہوئے۔ براق نے اچھلنا شروع کیا حضرت جبرائیل علیہ السلام نے براق سے کہا اے براق! پرسکون ہو جا۔ اللہ کی قسم! حضور ﷺ جیسا عظیم انسان تجھ پر کبھی بھی سوار نہ ہوگا۔ حضور ﷺ براق پر بیٹھ کر سوئے منزل روانہ ہوئے آپ ﷺ نے راستہ میں ایک بڑھیا کو دیکھا اور حضرت جبرائیل علیہ السلام سے پوچھا اے جبرائیل یہ بڑھیا کون ہے۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم آگے تشریف لے چلیں حضور اکرم ﷺ آگے روانہ ہوئے راستہ سے دور

البزار رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سند سے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا بلاشبہ حضور اکرم شفیع معظم ﷺ نے اپنے رب کریم کی زیارت کی۔

ابن سعد، سعید بن منصور نے سنن میں، البزار، امام بیہقی، ابن مردویہ اور ابن عساکر رحمہم اللہ تعالیٰ نے حارث بن عبید کی سند سے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول مکرم ﷺ نے فرمایا کہ میں سو رہا تھا جب حضرت جبرائیل امین آئے انہوں نے میرے کندھے کو چھو کر مجھے جگایا میں ایک درخت کے پاس آیا اس میں پرندے کے گھونسلے کی طرح کی دو چیزیں تھیں۔ ایک میں حضرت جبرائیل علیہ السلام بیٹھ گئے اور دوسرے میں میں بیٹھ گیا میں بہت زیادہ بلندی تک پہنچ گیا حتیٰ کہ میں دونوں عالم سے بلند ہو گیا۔ پھر میں اتنا بلند ہوا کہ اگر میں چاہتا تو میں آسمان کو چھو سکتا تھا۔ میں نے جبرائیل علیہ السلام کی طرف توجہ کی میں نے ان کو اس کیفیت میں دیکھا کہ گویا ان کی روح اس کے جسم سے پرواز کر چکی ہے ان میں کوئی حرکت نہ تھی۔ میں ان کو دیکھ کر سمجھ گیا کہ ان پر خشیت الٰہی طاری ہے میرے لئے آسمان کا ایک دروازہ کھولا گیا۔ میں نے نور اعظم کی زیارت کی اور اللہ تعالیٰ نے میری طرف وہ وحی کی جو اس نے وحی کی۔

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے عمیر بن عطارد سے روایت کیا ہے کہ حضور ﷺ اپنے صحابہ میں تشریف فرما تھے۔ حضرت جبرائیل تشریف لائے انہوں نے آپ ﷺ کی پشت مبارک پر دست مبارک لگایا پھر وہ حضور اکرم ﷺ کو لے کر ایک درخت کی طرف گئے اس درخت پر پرندے کے گھونسلے کی مانند دو چیزیں تھیں ان میں سے ایک میں بیٹھ گیا دوسرے میں حضرت جبرائیل علیہ السلام بیٹھ گئے۔ ہم ان میں بیٹھ کر افق سے بھی بلند ہو گئے ہم اتنی بلندی پر تھے کہ اگر میں اپنے ہاتھ کو آگے بڑھاتا تو میں آسمان کو چھو سکتا تھا۔ ایک نور اور نازل ہوا۔ جبرائیل امین پر بے ہوشی طاری ہو گئی گویا کہ ان کی روح ان کے جسد اطہر سے پرواز کر چکی تھی میں نے جان لیا کہ ان کا خوف خدا میرے خوف خدا سے زیادہ ہے مجھ پر وحی کی گئی کہ کیا میں بادشاہ نبی بننا چاہتا ہوں یا عبد نبی بننا پسند کرتا ہوں جبرائیل علیہ السلام نے لیٹے ہوئے ہی مجھے اشارہ کیا کہ میں عاجزی اختیار کروں۔ میں نے کہا میں عبد نبی بننا چاہتا ہوں لیکن عماد الدین ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ اس واقعہ کا معراج کے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہے۔

حضرت ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت کردہ احادیث

ابن مردویہ رحمۃ اللہ علیہ نے عبید بن عمیر کی سند سے حضرت ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے انہوں نے کہا کہ حضور ﷺ نے فرمایا جب مجھے معراج کرائی گئی تو میں نے سفید موتی سے بنی ہوئی ایک جنت کا مشاہدہ کیا میں نے حضرت جبرائیل علیہ السلام سے سوال کیا اے جبرائیل! میرے صحابہ اگر جنت کے بارے میں سوال کریں تو میں انہیں کیا جواب دوں حضرت جبرائیل علیہ السلام نے عرض کی کہ آپ ﷺ انہیں فرمائیں کہ اس کی زمین زرخیز اور کستوری کی مانند معطر و معنبر ہے۔

ابن مردویہ رحمۃ اللہ علیہ نے قتادہ رحمۃ اللہ علیہ کی سند سے حضرت ابن عباس اور حضرت ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہم

حضرت امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ میں شب معراج حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قبر کے پاس سے گزرا میں نے انہیں دیکھا کہ وہ اپنی قبر میں کھڑے ہو کر نماز ادا فرما رہے تھے۔

ابو یعلی اور امام بیہقی رحمہما اللہ تعالیٰ نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا کہ میں نے ایک صحابی رسول رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سنا ہے کہ حضور ﷺ شب معراج کو حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قبر انور کے پاس سے گزرے آپ ﷺ نے انہیں دیکھا کہ وہ اپنی مرقد انور میں نماز ادا فرما رہے تھے۔ انہوں نے مجھے بیان فرمایا ہے کہ حضور ﷺ کو براق پر سوار کیا گیا آپ ﷺ نے فرمایا کہ میں نے وہاں "حلقہ" کے ساتھ براق کو باندھا۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم میرے لئے مسجد اقصیٰ کا محل وقوع بیان فرمائیں آپ ﷺ نے مسجد اقصیٰ کا محل وقوع بیان فرمایا۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پہلے بھی مسجد اقصیٰ کو دیکھا ہوا تھا۔

ابن مردویہ رحمۃ اللہ علیہ نے قتادہ، سلیمان، ثمامہ اور علی بن زید رحمہما اللہ تعالیٰ کی اسناد سے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ میں شب معراج ایسے لوگوں کے پاس سے گزرا جن کے ہونٹوں کو آگ کی قینچیوں کے ساتھ کاٹا جا رہا تھا۔ جب ان کے ہونٹ کٹ جاتے تھے تو وہ پھر پہلی حالت میں آ جاتے تھے۔ میں نے حضرت جبرائیل علیہ السلام سے پوچھا اے جبرائیل! یہ لوگ کون ہیں؟ انہوں نے کہا کہ یہ آپ ﷺ کی امت کے خطباء ہیں ان میں برائی یہ تھی کہ وہ جو کچھ لوگوں سے کہا کرتے تھے خود ان پر عمل پیرا نہ ہوتے تھے۔

ابن مردویہ رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سند سے روایت کیا ہے انہوں نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے کہ شب معراج حضور ﷺ پر نماز فرض کی گئی۔

ابن ماجہ، حکیم الترمذی رحمہما اللہ تعالیٰ نے نوادر الاصول میں، ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ رحمہما اللہ تعالیٰ نے یزید بن ابی مالک کی سند سے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ سے روایت کیا ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں نے جنت کے دروازہ پر دیکھا وہاں یہ لکھا ہوا تھا "صدقہ کا ثواب دس گنا ہے جبکہ قرض کا ثواب اٹھارہ گنا زیادہ ہے" میں نے حضرت جبرائیل سے پوچھا اے جبرائیل! کیا وجہ ہے کہ قرض صدقہ سے افضل ہے۔ انہوں نے کہا کہ قرض صدقہ سے اس لئے افضل ہے کہ سائل جب سوال کرتا ہے تو اس کے پاس کوئی نہ کوئی ایسی ضرور چیز ہوتی ہے جس سے وہ اپنی ضرورت پوری کر لے جبکہ قرض مانگنے والا جب قرض مانگتا ہے تو اس کے پاس کوئی ایسی چیز نہیں ہوتی جس سے وہ اپنی ضرورت کو پورا کرے۔

ابن مردویہ رحمۃ اللہ علیہ نے امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کی سند سے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب سدرۃ المنتہیٰ تک پہنچے تو آپ ﷺ نے سونے کا ایک بستر دیکھا جس پر آپ استراحت فرما ہوئے۔ ابن مردویہ رحمۃ اللہ علیہ نے ابو ہاشم کی سند سے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے کہ جب حضور ﷺ نے معراج کی تو آپ ﷺ سے دلہنوں کی طرح کی خوشبو آ رہی تھی بلکہ آپ ﷺ کی خوشبو دلہنوں کی خوشبو سے عمدہ تھی۔

فرمایا کہ میں شب معراج ایک ایسے آدمی کے پاس سے گزرا جو ایسی نہر میں تیر رہا تھا جس میں پتھر تھے میں نے حضرت جبرائیل علیہ السلام سے پوچھا یہ کون ہے تو انہوں نے جواب دیا کہ یہ سود خور ہے۔

حضرت سہل ابن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کردہ حدیث

ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ نے سہل بن سعد سے روایت کیا ہے وہ کہتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا ''جب مجھے معراج کرائی گئی تو میں نے سمٰوٰتِ عُلیٰ میں ایک تسبیح کو سنا جس کی وجہ سے میرے دل میں خوف پیدا ہوا حضرت جبرائیل علیہ السلام نے مجھ سے کہا اے محمد مصطفیٰ! صلی اللہ علیک وسلم مت گھبرائیے آپ ﷺ کا نام نامی عرش پر اس طرح مکتوب ہے:

لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ۔

حضرت شداد بن اوس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کردہ حدیث

ابن ابی حاتم، امام بیہقی، البزار، الطبرانی اور ابن مردویہ رحمہم اللہ تعالیٰ نے حضرت شداد بن اوس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے وہ کہتے ہیں کہ ہم نے حضور ﷺ کی بارگاہ میں عرض کیا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو کیسے سیر کرائی۔ حضور ﷺ نے فرمایا میں نے اپنے صحابہ کے ساتھ عشاء کی نماز ادا کی جب رات کا کافی حصہ گزر گیا تو حضرت جبرائیل علیہ السلام سفید رنگ کا جانور لے کر میرے پاس آئے وہ جانور خچر سے چھوٹا لیکن گدھے سے بڑا تھا۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے مجھ سے کہا آپ سوار ہو جائیں۔ جب میں سوار ہونے لگا تو اس جانور نے اچھلنا شروع کر دیا حضرت جبرائیل علیہ السلام نے اس کے کانوں پر چوٹ لگائی پھر مجھے اس پر سوار کرایا۔ وہ جانور ہمیں لے کر بلندی کی طرف محو پرواز ہو گیا۔ جہاں تک اس کی نظر جاتی تھی وہاں تک وہ قدم اٹھاتا تھا حتیٰ کہ ہم کھجوروں والی زمین پر پہنچ گئے۔ انہوں نے مجھے اتارا اور کہا یہاں نماز ادا فرمائیں میں نے وہاں نماز ادا کی پھر ہم سوار ہو گئے۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے مجھ سے پوچھا کیا آپ کو معلوم ہے کہ آپ ﷺ نے نماز کہاں ادا فرمائی ہے میں نے کہا نہیں۔ انہوں نے مجھ سے کہا کہ آپ ﷺ نے یثرب (طیبہ) میں نماز ادا کی ہے پھر وہ براق ہم کو لے کر محو پرواز ہو گیا حتیٰ کہ ہم ایک زمین پر پہنچے۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے مجھ سے کہا نیچے تشریف لائیں اور نماز ادا فرمائیں میں نے نیچے اتر کر نماز ادا کی پھر ہم براق پر سوار ہو گئے حضرت جبرائیل علیہ السلام نے مجھ سے پوچھا کیا آپ ﷺ کو علم ہے کہ آپ نے نماز کہاں ادا فرمائی ہے؟ میں نے کہا نہیں انہوں نے کہا آپ نے اس درخت کے پاس نماز ادا کی ہے جہاں حضرت موسیٰ علیہ السلام اپنے رب سے ہم کلام ہوتے تھے۔ پھر ہم ایک ایسی زمین پر پہنچے جہاں بہت زیادہ محلات تھے حضرت جبرائیل علیہ السلام نے کہا نیچے تشریف لائیں اور نماز ادا کریں۔ میں براق سے نیچے آیا اور نماز ادا کی پھر ہم براق پر سوار ہو گئے حضرت جبرائیل نے مجھ سے پوچھا کہ کیا آپ ﷺ کو معلوم ہے کہ آپ نے کہاں نماز ادا کی ہے؟ میں نے کہا نہیں مجھے معلوم نہیں۔ انہوں نے کہا آپ ﷺ نے بیت لحم میں نماز ادا کی ہے یہ وہ مبارک جگہ ہے جہاں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش ہوئی تھی پھر براق رواں ہو گیا حتیٰ کہ ہم شہر کے دوسرے دروازے سے داخل ہوئے۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام مسجد کے محراب کی طرف آئے اور براق کو باندھ دیا ہم مسجد کے

سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب مجھے معراج کرائی گئی اس وقت میں نے ایک مسحور کن خوشبو کو سونگھا میں نے حضرت جبرائیل علیہ السلام سے پوچھا اے جبرائیل! یہ دلآویز خوشبو کہاں سے آرہی ہے انہوں نے کہا کہ یہ کنگھی کرنے والی ایک خاتون، اس کے خاوند اور اس کی بیٹی کی خوش بو ہے جب وہ فرعون کی ایک بیٹی کو کنگھی کررہی تھی تو اس کے ہاتھ سے کنگھی نیچے گر پڑی۔ اس کی زبان سے بے ساختہ نکل گیا: تَعِسَ فِرْعَوْنُ فرعون ہلاک ہوگیا۔ اس لڑکی نے یہ بات اپنے باپ کو بتائی اس نے اس خاتون کو قتل کردیا۔

حضرت بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت کردہ حدیث

امام ترمذی، حاکم، ابونعیم، ابن مردویہ اور بزار رحمہم اللہ تعالیٰ نے اس حدیث کو حضرت بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے انہوں نے کہا کہ رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے فرمایا کہ جس رات مجھے معراج کروائی گئی حضرت جبرائیل علیہ السلام ایک چٹان کے پاس آئے جہاں بیت المقدس ہے انہوں نے اپنی انگلی مبارک اس چٹان پر رکھی۔ اس میں سوراخ ہوگیا اس کے ساتھ براق باندھ دی گئی۔

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت کردہ حدیث

حضرت امام بخاری اور حضرت امام مسلم رحمۃ اللہ علیہما نے حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا جب مجھے بیت المقدس کی سیر کروائی گئی تو قریش نے مجھے جھٹلایا۔ اس وقت میں ایک پتھر پر کھڑا ہوگیا۔ اللہ تعالیٰ نے میرے اور بیت المقدس کے درمیان سے حجابات اٹھادیئے میں نے بیت المقدس کو دیکھ کر انہیں اس کی علامات بتانا شروع کیں۔ ابن مردویہ رحمۃ اللہ علیہ نے اور الطبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے اوسط میں صحیح سند کے ساتھ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب میں شب معراج ملاء اعلیٰ پر سے گزرا تو حضرت جبرائیل علیہ السلام پر خشیت الٰہیہ کی وجہ سے بے ہوشی طاری ہوگئی۔

حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت کردہ حدیث

امام احمد، ابن ابی شیبہ، امام ترمذی، حاکم، امام نسائی، ابن جریر، ابن مردویہ اور امام بیہقی رحمہم اللہ تعالیٰ نے حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا کہ جب سرور کائنات ﷺ کو معراج کرائی گئی تو آپ ﷺ سے براق اس وقت تک جدا نہ ہوا جب تک کہ آپ ﷺ کے لئے آسمان کے دروازے نہ کھول دیئے گئے۔ آپ ﷺ نے جنت اور دوزخ کا مشاہدہ کیا اور آخرت کی نعمتوں کا مشاہدہ کیا پھر آپ ﷺ اس سفر سے واپس آگئے۔ ابن مردویہ رحمۃ اللہ علیہ نے ان الفاظ کے ساتھ اس حدیث کو روایت کیا ہے "آپ ﷺ نے جو کچھ آسمانوں اور زمین میں تھا سب کا مشاہدہ فرمایا آپ ﷺ کو براق پیش کیا گیا براق ایک لمبا سا سفید جانور ہے جو تا حد نظر قدم رکھتا ہے۔"

حضرت سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت کردہ حدیث

ابن مردویہ رحمۃ اللہ علیہ نے سمرہ بن جندب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے

دی جاتی ہے۔ اگر آپ ﷺ شراب منتخب فرماتے تو آپ ﷺ کی امت گمراہ ہو جاتی۔ آپ ﷺ کی امت اس کی مستحق ہو جاتی۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے ایک وادی کی طرف اشارہ کیا جس میں جہنم تھی حضور اکرم ﷺ نے اس کی طرف دیکھا تو اس میں آگ شعلہ فشاں تھی۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کردہ حدیث

امام احمد، ابونعیم اور ابن مردویہ رحمہم اللہ تعالیٰ نے صحیح سند کے ساتھ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا ہے انہوں نے کہا ہے کہ جب حضور ﷺ کو معراج کروایا گیا تو آپ ﷺ جنت میں داخل ہوئے آپ ﷺ نے وہاں قدموں کی چاپ سنی آپ ﷺ نے حضرت جبرائیل علیہ السلام سے پوچھا اے جبرائیل! یہ کیسی آواز ہے انہوں نے کہا کہ یہ حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں جو آپ ﷺ کے مؤذن ہیں۔ جب حضور ﷺ معراج سے واپس تشریف لائے تو آپ ﷺ نے فرمایا قَدْ اَفْلَحَ بِلَالُ یقیناً حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ فلاح پا گئے۔ میں نے انہیں جنت میں دیکھا ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے حضور ﷺ کے ساتھ ملاقات کی انہوں نے آپ ﷺ کو خوش آمدید کہا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام گندم گوں طویل انسان تھے ان کے بال ان کے کانوں تک یا اس سے تھوڑے سے چھوٹے تھے۔ حضور اکرم ﷺ نے حضرت جبرائیل علیہ السلام سے پوچھا اے جبرائیل! یہ کون ہیں؟ انہوں نے کہا یہ حضرت موسیٰ علیہ السلام ہیں۔ ان کے بعد ایک پروقار اور صاحب جلال بزرگ نے حضور ﷺ سے ملاقات کی انہوں نے آپ ﷺ کو سلام کیا اور مرحبا کہا۔ سیاح لامکاں ﷺ نے حضرت جبرائیل علیہ السلام سے پوچھا کہ یہ کون ہیں انہوں نے کہا کہ یہ آپ ﷺ کے جد امجد حضرت ابراہیم علیہ السلام ہیں۔ جو شخص بھی آپ ﷺ سے شرف ملاقات کرتا وہ آپ کو سلام ضرور عرض کرتا۔ حضور ﷺ نے جہنم کا مشاہدہ کیا۔ ایک قوم کو دیکھا جو مردار کھا رہی تھی حضور ﷺ نے حضرت جبرائیل علیہ السلام سے پوچھا اے جبرائیل! یہ کون ہیں۔ انہوں نے عرض کی یارسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم یہ وہ لوگ ہیں جو لوگوں کا گوشت کھایا کرتے تھے حضور ﷺ نے ایک آدمی کو دیکھا جو بہت زیادہ سرخ اور بہت زیادہ نیلا تھا۔ حضور ﷺ نے حضرت جبرائیل علیہ السلام سے پوچھا کہ یہ کون ہے انہوں نے عرض کی کہ یہ اونٹنی کی کونچیں کاٹنے والا ہے۔ جب حضور ﷺ مسجد اقصیٰ میں تشریف لائے تو تمام انبیائے کرام علیہم السلام نے حضور ﷺ کی امامت میں نماز ادا کی۔ اس کے بعد آپ ﷺ کو دو پیالے پیش کئے گئے ایک دائیں جانب سے اور دوسرا بائیں جانب سے پیش کیا گیا ایک میں دودھ تھا جبکہ دوسرا شہد سے لبریز تھا حضور اکرم ﷺ نے دودھ والے پیالے کو پکڑا اور دودھ نوش فرمایا پیالے لے کر آنے والے شخص نے کہا کہ آپ ﷺ نے فطرت کو منتخب فرمایا ہے۔

احمد، ابویعلی اور ابن مردویہ رحمہم اللہ تعالیٰ نے حضرت عکرمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سند سے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا ہے وہ کہتے ہیں کہ شفیع المذنبین ﷺ کو بیت المقدس کی سیر کروائی گئی پھر آپ ﷺ ایک ہی رات میں واپس آ گئے۔ آپ ﷺ نے مشرکین کو اپنے سفر کی داستان بیان کی اور بیت المقدس کی علامات بتائیں اور ان

دروازے سے داخل ہوئے۔

میں نے اس مسجد میں نماز ادا کی مجھے بہت شدید پیاس محسوس ہوئی مجھے دو برتن پیش کئے گئے ایک میں دودھ تھا جبکہ دوسرے میں شہد تھا۔ میں نے ان دونوں میں سے کسی ایک کو پسند کرنا تھا اللہ تعالیٰ نے مجھے توفیق بخشی میں نے دودھ لے کر پی لیا حتیٰ کہ میری پیشانی پسینے سے شرابور ہوگئی میرے سامنے منبر کے ساتھ ایک بزرگ ٹیک لگا کر بیٹھے ہوئے تھے انہوں نے حضرت جبرائیل علیہ السلام کو مخاطب کر کے کہا آپ کے رفیق راہ ﷺ نے فطرت کے مطابق چیز پسند کی ہے بلاشبہ یہ ہدایت یافتہ ہیں پھر براق محو پرواز ہوگیا حتیٰ کہ ہم ایک وادی میں پہنچے اس میں ایک شہر آباد تھا۔ وہاں جہنم پوری طرح واضح تھی میں نے عرض کی یارسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم آپ نے جہنم کو کیسا پایا ہے آپ نے فرمایا وہ ایک گرم کوئلے کی طرح تھی۔ پھر ہم وہاں سے واپس لوٹے ہم قریش کے ایک کارواں کے پاس سے گزرے وہ اس وقت فلاں مقام پر تھا ان کا ایک اونٹ گم ہوگیا۔ فلاں شخص نے اس کو تلاش کرلیا میں نے انہیں سلام کیا ان میں سے ایک نے کہا کہ یہ محمد ﷺ کی آواز ہے پھر میں صبح سے پہلے اپنے صحابہ رضی اللہ عنہم کے پاس مکہ واپس آ گیا حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ میرے پاس آئے انہوں نے عرض کی یارسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم آپ رات کو کہاں تھے میں نے آپ ﷺ کو آپ کے مقام پر تلاش کیا۔ میں نے ان سے کہا میں آج رات بیت المقدس گیا تھا انہوں نے عرض کی یارسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم بیت المقدس تو یہاں سے ایک ماہ کی مسافت پر ہے آپ ﷺ مجھے بیت المقدس کا محل وقوع اور اس کے اوصاف بیان فرمائیں میرے لئے ایک راستہ بنا دیا گیا مجھے ایسے محسوس ہوا گویا کہ میں بیت المقدس کو دیکھ رہا ہوں۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ مجھ سے جو بھی سوال کرتے میں انہیں اس کا جواب دے دیتا۔ تمام جواب سن کر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی: اَشْهَدُ اَنَّکَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ''میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ ﷺ اللہ کے سچے رسول ہیں۔'' مشرکین نے ایک دوسرے سے کہا دیکھو ابن ابی کبشہ کیا کہتا ہے وہ یہ گمان کرتا ہے کہ وہ آج رات بیت المقدس گیا تھا۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا میں اس سفر کی تمہیں ایک علامت بتاتا ہوں میں تمہارے ایک کارواں کے پاس سے گزرا جو فلاں مقام پر تھا ان کا ایک اونٹ گم ہوگیا فلاں شخص نے اس کو تلاش کیا اب وہ کارواں فلاں جگہ پر فروکش ہے اور فلاں دن وہ قافلہ تمہارے پاس پہنچ جائے گا۔ اس قافلہ کے آگے آگے ایک گندمی رنگ کا اونٹ ہوگا اس پر کالے رنگ کی ایک چادر اور دو کالے بورے ہیں۔ مقررہ دن کو لوگوں نے اس کارواں کا انتظار کرنا شروع کیا۔ حتیٰ کہ دوپہر کے وقت ان کا قافلہ آ گیا اس قافلہ کے آگے وہی اونٹ تھا جس کا ذکر رسول کریم ﷺ نے کیا تھا۔

حضرت صہیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت کردہ حدیث

الطبرانی اور ابن مردویہ رحمہما اللہ تعالیٰ نے حضرت صہیب بن سنان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے کہ جب شب معراج حضور ﷺ کو پہلے پانی، پھر شراب اور پھر دودھ پیش کیا گیا تو آپ ﷺ نے دودھ کو منتخب فرمالیا۔ حضرت جبرائیل امین نے رسول مکرم ﷺ سے عرض کی آپ ﷺ نے فطرت کے مطابق چیز کو منتخب فرمایا ہے ہر چوپائے کو اسی سے خوراک

تانبے کا ایک بڑا برتن لانے کا حکم دیا۔ پھر اسے آگ پر رکھ کر خوب گرم کیا گیا پھر اس ظالم نے اس خاتون اور اس کی اولاد کو اس گرم تیل میں پھینکنے کا حکم دیا۔ اس عورت کے تمام خاندان کو ایک ایک کر کے اس گرم تیل میں پھینک دیا گیا حتیٰ کہ ایک دودھ پیتا بچہ باقی تھا اس نے اپنی ماں سے مخاطب ہو کر کہا اے والدہ محترمہ! جلدی کریں تاخیر نہ کریں بے شک آپ حق پر ہیں۔

چار بچوں نے بہت ہی چھوٹی عمر میں گفتگو کی:

1۔ اس کنگھی کرنے والی خاتون کے بچے نے 2۔ حضرت یوسف علیہ السلام کی گواہی دینے والے بچے نے

3۔ صاحب جریج نے 4۔ حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام نے

امام احمد، ابن ابی شیبہ، امام النسائی، البزار والطبرانی اور ابو نعیم رحمہم اللہ تعالیٰ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا جس رات مجھے معراج کرائی گئی میں صبح سے پہلے مکہ معظمہ میں واپس آ گیا۔ مجھے معلوم تھا کہ لوگ مجھے جھٹلائیں گے میں ایک طرف مغموم ہو کر بیٹھ گیا۔ آپ ﷺ کے پاس سے اللہ کے دشمن ابو جہل کا گزر ہوا۔ وہ حضور اکرم ﷺ کے پاس بیٹھ گیا اور از روئے مذاق کہنے لگا کہ کیا آج کوئی نئی چیز منکشف ہوئی ہے انہوں نے فرمایا ہاں۔ ابو جہل نے کہا آج کسی نئی چیز کا ظہور ہوا ہے۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا آج رات مجھے سیر کرائی گئی ابو جہل نے پوچھا آپ ﷺ کو کہاں تک سیر کروائی گئی حضور ﷺ نے فرمایا مجھے بیت المقدس تک سیر کروائی گئی۔ ابو جہل نے پوچھا تو کیا پھر آپ ﷺ صبح تک ہمارے پاس بھی آ گئے۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا ہاں۔

اس نے اپنی قوم کو بلایا اور حضور اکرم ﷺ سے کہنے لگا میں نے آپ ﷺ کی قوم کو بلایا ہے۔ کیا آپ نے جو عجیب بات مجھے سنائی ہے انہیں بھی سنائیں گے آپ ﷺ نے فرمایا ہاں۔ پھر آپ ﷺ نے اپنی قوم سے مخاطب ہو کر کہا اے بنو کعب بن لوئ! وہاں موجود تمام لوگوں نے اپنی اپنی مجالس کو برخاست کیا اور جہاں حضور اکرم ﷺ اور ابو جہل بیٹھے ہوئے تھے وہاں آ گئے ابو جہل نے حضور اکرم ﷺ سے کہا آپ انہیں بھی عجیب داستان سنائیں جو آپ نے ابھی مجھے سنائی ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔ میں نے آج رات سیر کی ہے لوگوں نے عرض کی کہاں تک آپ نے سیر کی ہے آپ ﷺ نے فرمایا میں نے بیت المقدس تک سیر کی ہے ان لوگوں نے عرض کی پھر آپ ﷺ صبح تک ہمارے پاس بھی تشریف لے آئے آپ ﷺ نے فرمایا ہاں۔ یہ سن کر کچھ لوگ فرط حیرت سے تالیاں بجانے لگے اور بعض افراد نے تعجب کرتے ہوئے اپنے سر پر اپنا ہاتھ رکھ لیا۔ انہوں نے حضور ﷺ سے عرض کی کہ کیا آپ مسجد اقصیٰ کی خوبیاں اور اوصاف بیان کر سکتے ہیں۔ ان میں کچھ لوگ ایسے بھی تھے جنہوں نے مسجد اقصیٰ کو دیکھا ہوا تھا آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں میں نے مسجد اقصیٰ کے اوصاف اور خوبیاں بیان کرنا شروع کیں۔ مجھے اس میں کچھ شبہ پڑا تو مسجد اقصیٰ کو میرے بالکل سامنے کھڑا کر دیا گیا حتیٰ کہ اسے دار عقیل (عقال) کے پاس رکھ دیا گیا میں اسے دیکھ دیکھ کر اسکے اوصاف بیان کرنے لگا۔ جب آپ ﷺ نے اپنی گفتگو ختم فرمائی تو قوم قریش نے کہا۔ آپ ﷺ نے جو بھی اوصاف اور خوبیاں بیان فرمائیں ہیں وہ سب سچ ہیں۔

ابن مردویہ رحمۃ اللہ علیہ نے شہر بن حوشب کی سند سے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حضور

کے کارواں کے متعلق بھی خبر دی لیکن لوگوں نے کہا ہم محمد (عربی ﷺ) کی تصدیق نہیں کرتے لوگ مرتد ہو گئے اللہ تعالیٰ نے ابوجہل سمیت ان کو تہ وتیغ کر دیا۔ ابوجہل نے کہا کہ محمد (مصطفیٰ ﷺ) ہمیں شَجَرَةُ الزَّقُّوْم سے ڈراتا ہے تم کھجوریں اور مکھن لاؤ۔ اور اس کا زقوم بنالو۔ آپ نے فرمایا میں نے دجال کو اس کی صورت میں دیکھا اور ظاہری آنکھ سے دیکھا خواب میں نہیں دیکھا میں نے حضرت عیسیٰ، حضرت موسیٰ اور حضرت ابراہیم علیہم السلام کو بھی دیکھا لوگوں نے آپ ﷺ سے دجال کے متعلق سوال کیا تو آپ نے فرمایا وہ ایک جسیم مرد تھا اس کی ایک آنکھ روشن ستارے کی طرح چمک رہی تھی اس کے بال درخت کی شاخوں کی طرح تھے میں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو بھی دیکھا ان کی رنگت سفید تھی وہ گھنگریالے بالوں والے، تیز نگاہ والے اور بڑے جسم والے تھے میں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو بھی دیکھا وہ گندم گوں، زیادہ بالوں والے، قوی اور مضبوط تھے۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان: وَمَا جَعَلْنَا الرُّءْيَا الَّتِيْٓ اَرَيْنٰكَ اِلَّا فِتْنَةً لِّلنَّاسِ (بنی اسرائیل:60) ''اور نہیں بنایا ہم نے اس نظارہ کو جو ہم نے دکھایا تھا آپ کو آزمائش لوگوں کے لئے۔''

اس آیت میں رؤیا سے مراد آنکھ سے دیکھنا ہے۔ ان سے مراد وہ اشیاء ہیں جن کو حضور اکرم ﷺ نے شب معراج دیکھا تھا۔

حضرت امام بخاری اور حضرت امام مسلم رحمۃ اللہ علیہما نے حضرت قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سند سے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں نے شب معراج حضرت موسیٰ بن عمران علیہ السلام سے ملاقات کی وہ ایک طویل القامت انسان تھے ان کے بال گھنگریالے تھے وہ شنوءۃ کے آدمیوں کی طرح تھے میں نے حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کو بھی دیکھا وہ درمیانے قد والے ان کی رنگت میں سرخی اور سفیدی تھی وہ سیدھے بالوں والے تھے میں نے جہنم کے خازن مالک کو بھی دیکھا اور دجال کو دیکھا حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما اللہ تعالیٰ کے اس فرمان: فَلَا تَكُنْ فِيْ مِرْيَةٍ مِّنْ لِّقَآىِٕهٖ (السجدہ:23) کی تفسیر میں فرمایا کرتے تھے کہ حضور ﷺ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے ملاقات کی۔

امام احمد، نسائی، البزار، الطبرانی، البیہقی اور ابن مردویہ رحمہم اللہ تعالیٰ نے صحیح سند کے ساتھ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا جب میں معراج پر گیا تو مجھے راحت افزاء خوشبو آئی میں نے جبرائیل سے کہا کہ یہ خوشبو کیسی ہے انہوں نے کہا کہ یہ فرعون کی بیٹی کو کنگھی کرنے والی اور اس کی اولاد کی خوشبو ہے۔ جب اس خاتون کے ہاتھ سے کنگھی گر پڑی تو اس نے بِسْمِ اللّٰهِ پڑھی۔ فرعون کی بیٹی نے پوچھا کیا اللہ سے مراد میرا باپ ہے؟ اس خاتون نے جواب دیا نہیں اس سے مراد میرا رب، تمہارا رب اور تیرے باپ کا رب ہے فرعون کی بیٹی نے کہا کیا میرے باپ کے علاوہ بھی تیرا کوئی رب ہے اس خاتون محترمہ نے جواب دیا میرا اور تیرا رب صرف اللہ تعالیٰ ہے۔ فرعون نے تیل سے بھرا ہوا

علیہ السلام کو خُلّت کے ساتھ چن لیا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو کلام کے ساتھ منتخب فرمایا اور حضرت محمد عربی ﷺ کو دیدار کے ساتھ برگزیدہ بنالیا۔

یہی حدیث شریف ان الفاظ کے ساتھ بھی نقل کی گئی ہے: ''کیا تم اس بات پر متعجب ہوتے ہو کہ خُلّت حضرت ابراہیم علیہ السلام کے لئے، کلام حضرت موسیٰ علیہ السلام کے لئے اور دیدار حضرت محمد مصطفیٰ علیہ السلام کے لئے مختص ہو۔''

اللہ تعالیٰ کے اس فرمان: مَا كَذَبَ الْفُؤَادُ مَا رَاٰى ﴿۱۱﴾ اَفَتُمٰرُوْنَهٗ عَلٰى مَا يَرٰى ﴿۱۲﴾ وَ لَقَدْ رَاٰهُ نَزْلَةً اُخْرٰى ﴿۱۳﴾ (النجم:13-11) ''نہ جھٹلایا دل نے جو دیکھا چشم (مصطفیٰ ﷺ) نے اور انہوں نے تو اس کو دوبارہ بھی دیکھا۔'' کی تفسیر میں امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا یہ قول نقل کیا ہے ''حضور ﷺ نے دل کی نگاہ کے ساتھ اللہ تعالیٰ کا دو مرتبہ دیدار کیا۔''

ابن مردویہ رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے نقل کیا ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ شب معراج اللہ تعالیٰ نے مجھے یاجوج اور ماجوج کی طرف بھیجا میں نے انہیں اللہ کے دین اور اس کی عبادت کی طرف دعوت دی لیکن انہوں نے میری دعوت کو قبول کرنے سے انکار کر دیا۔ ان کی سزا بھی جہنم کی آگ ہی ہوگی جس طرح کہ اولاد آدم میں سے عصیاں شعاروں کی اور اولاد شیطان کی سزا جہنم کی آگ ہوگی۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کردہ حدیث

الطبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے اوسط میں حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا ہے شب معراج اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ پر ''آذان'' اتاری۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام آپ ﷺ کے پاس ''اذان'' لے کر آئے اور آپ ﷺ کو سکھائی۔

ابوداؤد اور امام بیہقی رحمہما اللہ تعالیٰ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے پہلے حضور ﷺ پر پچاس نمازیں فرض کیں، سات مرتبہ غسل جنابت کرنے کا حکم فرمایا اور سات ہی مرتبہ کپڑے سے پیشاب کو صاف کرنے کا حکم دیا۔ حضور نبی کریم ﷺ اللہ سے تخفیف کا سوال کرتے رہے حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ نے پانچ نمازیں فرض کیں۔ غسل جنابت ایک مرتبہ کرنے کا حکم دیا اور پیشاب والے کپڑے کو ایک مرتبہ دھونے کا حکم دیا۔

حضرت ابن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کردہ حدیث

ابن مردویہ رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت عمرو بن شعیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور ﷺ کو سترہ ربیع الاول ہجرت سے ایک سال پہلے معراج کرائی گئی۔ امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت عروہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بھی اسی طرح روایت کیا ہے۔ امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت سدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور ﷺ ہجرت سے سولہ ماہ قبل معراج پر تشریف لے گئے۔

حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کردہ حدیث

حضرت امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے مرہ ہمدانی کی سند سے حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے کہ شب

ﷺ نے فرمایا جب میں شب معراج حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کے پاس آیا تو انہوں نے کہا اے محمد مصطفیٰ! علیک الصلوٰۃ والسلام اپنی امت کو فرما دینا کہ جنت کی زمین بڑی زرخیز ہے اور اس کے پودے سُبْحَانَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَلَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ ہیں۔

ابن مردویہ رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سند سے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ جب حضور نبی کریم ﷺ کو معراج کروائی گئی تو آپ ﷺ تمام انبیاء علیہم السلام کے پاس سے گزرے۔ ان انبیاء کرام علیہم السلام میں سے بعض انبیاء علیہم السلام کے ساتھ ان کی امتیں بھی موجود تھیں اور کچھ انبیاء ایسے بھی تھے جن کے ساتھ ایک شخص بھی موجود نہیں تھا حتیٰ کہ آپ ﷺ ایک بڑے اجتماع کے پاس سے گزرے آپ ﷺ نے کہا میں نے پوچھا یہ کس نبی کی امت ہے۔ آپ ﷺ سے عرض کی گئی کہ یہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی امت ہے لیکن آپ ﷺ اپنا سر مبارک بلند فرمائیں۔ جب آپ ﷺ نے سر مبارک اٹھایا تو آپ ﷺ نے لوگوں کے بہت ہی بڑے اجتماع کو دیکھا جنہوں نے افق کو ایک طرف سے لے کر دوسری طرف تک گھیر رکھا تھا۔ آپ ﷺ کو بتایا گیا کہ یہ آپ ﷺ کی امت ہے اور اس کے علاوہ ستر ہزار وہ لوگ بھی ہیں جو بغیر حساب جنت میں جائیں گے۔

الطبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا ہے کہ جب حضور ﷺ موسیٰ کلیم اللہ علیہ السلام کے پاس سے گزرے تو وہ اپنی قبر میں کھڑے ہو کر نماز ادا کر رہے تھے حضرت امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام پر پچاس نمازیں فرض کیں حضور ﷺ نے تخفیف کا سوال کیا تو اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ پر پانچ نمازیں فرض کردیں۔

الطبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے تاجدار مدینہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ شب معراج میں سدرۃ المنتہیٰ تک گیا اس کے پھل مٹکوں کی طرح تھے۔

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے سند صحیح کے ساتھ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ فرمایا کرتے تھے کہ میں نے اپنے رب کا دیدار کیا ہے۔

الطبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے سند صحیح کے ساتھ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حضور ﷺ فرمایا کرتے تھے کہ میں نے اپنے پروردگار کا دو مرتبہ دیدار کیا ہے ایک مرتبہ ظاہری آنکھ کے ساتھ اور ایک مرتبہ دل کی آنکھ کے ساتھ۔

الطبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما ہی سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ محمد عربی ﷺ نے اپنے رب کا دیدار کیا ہے حضرت عکرمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پوچھا کہ کیا آپ ﷺ نے اپنے رب کو دیکھا ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے کہا ہاں۔ اللہ تعالیٰ نے کلام کو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے لئے۔ خلت کو حضرت ابراہیم علیہ السلام کے لئے اور دیدار کو حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے لئے مختص فرمایا۔

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب الرؤیا میں یہ حدیث ان الفاظ کے ساتھ روایت کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم

السلام اپنی سواریاں باندھا کرتے تھے پھر میں مسجد میں داخل ہو گیا میں نے انبیاء کرام کو دیکھا ان میں سے کچھ حالت سجود میں اور کچھ حالت رکوع میں تھے اور کچھ کھڑے ہو کر نماز ادا کر رہے تھے پھر میرے پاس دو پیالے لائے گئے ایک میں شہد تھا جبکہ دوسرے میں دودھ تھا۔ میں نے دودھ والے پیالے کو لے لیا اور دودھ پی لیا حضرت جبرائیل علیہ السلام نے پیار سے میرے کندھے کو چھوا اور کہا آپ ﷺ نے فطرت کے مطابق انتخاب کیا ہے پھر نماز کا وقت ہوا میں نے تمام انبیائے کرام کو امامت کروائی پھر ہماری سواری وہاں سے آگے روانہ ہو گئی۔

احمد، ابن ماجہ، سعید بن منصور اور حاکم رحمہم اللہ تعالیٰ نے مؤثر بن غفارہ کی سند سے حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ شب معراج میں نے حضرت ابراہیم، حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ علیہم السلام سے ملاقات کی انہوں نے قیامت کے بارے میں گفتگو کرنا شروع کی تمام نے حضرت ابراہیم علیہ السلام سے پوچھا کہ کیا آپ علیہ السلام کو قیامت کا علم ہے انہوں نے فرمایا مجھے قیامت کا علم نہیں ہے۔ پھر انہوں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے بھی یہی سوال کیا انہوں نے فرمایا مجھے بھی قیامت کا کوئی علم نہیں۔ پھر سب نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے پوچھا کہ کیا آپ کو قیامت کا علم ہے انہوں نے فرمایا قیامت کا حقیقی علم تو صرف اللہ کے پاس ہے لیکن اللہ تعالیٰ نے میرے ساتھ یہ عہد کیا ہے کہ دجال رونما ہو گا میرے ہاتھ میں دو تلواریں ہوں گی جب وہ مجھے دیکھے گا تو وہ اس طرح پگھل جائے گا جس طرح تانبا پگھل جاتا ہے۔ وہ مجھے دیکھتے ہی ہلاک ہو جائے گا۔ درخت اور پتھر مسلمان کو مخاطب کر کے کہیں گے اے مسلمان! میرے پیچھے کافر چھپا ہے آؤ اور اس کو قتل کرو اللہ تعالیٰ ان تمام کو ہلاک کر دے گا۔ پھر لوگ اپنے اپنے وطنوں اور شہروں کو لوٹ آئیں گے اس وقت یاجوج و ماجوج کا ظہور ہو گا۔ وہ ہر بلند جگہ سے نیچے آئیں گے۔ وہ لوگوں کے شہروں کو روند ڈالیں گے۔ وہ ہر چیز کو تباہ کر ڈالیں گے وہ تمام پانی پی جائیں گے لوگ میرے پاس آ کر ان کی شکایت کریں گے میں اللہ تعالیٰ کے حضور ان کے لئے بددعا کروں گا اللہ ان تمام کو ہلاک کر دے گا زمین سے ان کی لاشوں کی وجہ سے بدبو آنا شروع ہو جائے گی اللہ تعالیٰ بادل نازل فرمائے گا تو پانی ان کی لاشوں کو اٹھا کر سمندر میں پھینک دے گا۔ اللہ تعالیٰ نے مجھ سے کہا ہے کہ جب ایسے حالات ظہور پذیر ہوں گے اس وقت قیامت قائم ہو گی۔

قیامت ایک ایسی حاملہ عورت کی طرح ہے جس کی مدت حمل پوری ہو چکی ہے لیکن اس کے گھر والے نہیں جانتے کہ یہ کس وقت بچے کو جنم دے۔

البزار، ابویعلی، حارث بن ابی اسامہ، الطبرانی، ابونعیم اور ابن عساکر رحمہم اللہ تعالیٰ نے حضرت علقمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سند سے حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا میرے پاس براق لایا گیا۔ میں اس پر سوار ہو گیا وہ براق جب کسی پہاڑ پر آتا تو اس کی ٹانگیں بلند ہو جاتیں اور جب کسی گھاٹی میں اترتا تو اس کے ہاتھ بلند ہو جاتے۔ پہلے وہ ہمیں چھوٹی چھوٹی جھاڑیوں والی بدبودار زمین پر لے کر چلا پھر وہ سرسبز و شاداب دلربا زمین پر آ گیا میں نے ان دونوں زمینوں کے بارے میں حضرت جبرائیل علیہ السلام سے سوال کیا انہوں نے کہا وہ بدبودار زمین جہنم کی زمین تھی یہ

معراج حضور ﷺ سدرۃ المنتہیٰ اپر جا کر رک گئے سدرۃ المنتہیٰ وہ مقام ہے جہاں جا کر ملائکہ وغیرہ رک جاتے ہیں ارواح کی رسائی وہاں تک ہی ہے احکامات وغیرہ وہاں پر ہی سب سے پہلے نازل ہوتے ہیں۔ اِذْ یَغْشَی السِّدْرَۃَ مَا یَغْشٰی ﴿۱۶﴾ (النجم:16) ''جب سدرہ پر چھا رہا تھا جو چھا رہا تھا۔'' حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ وہ سونے کا ایک عظیم بستر تھا جس نے سدرہ کو ڈھانپ لیا تھا حضور ﷺ پر اور آپ ﷺ کی امت پر پانچ نمازیں فرض ہوئیں۔ آپ ﷺ کو سورۃ البقرہ کا خاتمہ عطا ہوا اور اللہ تعالیٰ نے ہر اس شخص کو بخش دینے کا وعدہ کیا جس نے شرک نہ کیا ہوگا۔

ابن عرفہ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے اجزاء میں، ابونعیم اور ابن عساکر رحمہما اللہ تعالیٰ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے وہ کہتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام میرے پاس ایک سواری لے کر آئے جو خچر سے چھوٹی لیکن گدھے سے بڑی تھی وہ سواری ہمیں لے کر سفر پر رواں ہوگئی۔ جب وہ کسی بلندی پر چڑھتی تو اس کی ٹانگیں اس کے ہاتھوں کے ساتھ مل جاتیں اور جب وہ نیچے اترتی تو وہ اپنے ہاتھوں کو اپنی ٹانگوں سے ملا دیتی حتیٰ کہ ہم نے ایک شخص کو دیکھا وہ ایک دراز قد، سیدھے بالوں والے اور گندم گوں تھے آپ شنوأۃ کے ایک فرد معلوم ہوتے تھے وہ کہہ رہے تھے تو نے انہیں عزت عطا فرمائی اور انہیں فضیلت بخشی۔ ہم ان کے پاس گئے اور انہیں سلام کیا انہوں نے ہمارے سلام کا جواب دیا انہوں نے حضرت جبرائیل علیہ السلام سے پوچھا اے جبرائیل! یہ کون ہیں؟ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے جواب دیا یہ احمد مصطفیٰ ﷺ ہیں انہوں نے کہا میں النبی الامی العربی کو خوش آمدید کہتا ہوں یہ وہ عظیم ذات ہیں جنہوں نے اپنے رب کے پیغام کو پہنچایا اور اپنی امت کے ساتھ خلوص کا اظہار کیا پھر وہ سواری ہمیں لے کر محو پرواز ہوگئی میں نے حضرت جبرائیل علیہ السلام سے پوچھا اے جبرائیل یہ کون تھے؟ انہوں نے کہا یہ حضرت موسیٰ بن عمران علیہ السلام تھے۔ میں نے کہا حضرت موسیٰ علیہ السلام کس سے بلند آواز سے گفتگو کر رہے تھے۔ انہوں نے کہا کہ وہ آپ ﷺ ہی کے بارے میں اللہ تعالیٰ سے محو کلام تھے۔ میں نے کہا کہ کیا وہ بارگاہ ربوبیت میں اتنی بلند آواز سے کلام کر رہے تھے۔ انہوں نے کہا وہ بارگاہ ربوبیت میں دیگر افراد سے ممتاز ہیں۔ پھر ہمارا سفر جاری رہا حتیٰ کہ ہم ایک درخت کے پاس آ کر رک گئے اس درخت کے نیچے ایک پر وقار شخصیت تشریف فرما تھی اس کے پاس بچے بیٹھے ہوئے تھے۔ مجھ سے حضرت جبرائیل علیہ السلام نے کہا اپنے محترم و مکرم باپ کے پاس تشریف لے چلیں یہ حضرت ابراہیم علیہ السلام ہیں۔ ہم ان کے پاس گئے انہیں سلام کیا انہوں نے سلام کا جواب دیا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے حضرت جبرائیل علیہ السلام سے پوچھا یہ کون ہیں؟ انہوں نے کہا یہ آپ کے فرزند ارجمند حضرت احمد مجتبیٰ ﷺ ہیں انہوں نے کہا میں اس نبی اُمی کو خوش آمدید کہتا ہوں جنہوں نے اللہ کے پیغام کو پہنچایا اور اپنی امت کے ساتھ خلوص کا اظہار کیا آپ علیہ السلام نے حضور ﷺ کو مخاطب کر کے کہا اے میرے نور نظر! آپ آج رات اپنے رب سے ملاقات کا شرف حاصل کرنے والے ہیں۔ آپ ﷺ کی امت آخری اور تمام امتوں سے کمزور امت ہے۔ جب اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں آپ اپنی کسی حاجت کو پیش کرنے لگیں تو اپنی اس ضعیف امت کو یاد رکھنا۔ پھر ہم سفر پر روانہ ہو گئے حتیٰ کہ مسجد اقصیٰ آ گئی۔ مسجد کے دروازے کے ساتھ ایک سوراخ میں جانور کو باندھ دیا گیا یہ وہی مقام تھا جہاں سابقہ انبیاء علیہم

امام بیہقی اور ابونعیم رحمہما اللہ تعالیٰ نے حضرت زر عن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سند سے حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان: وَلَقَدْ رَاٰهُ نَزْلَةً اُخْرٰى (النجم:13) ''اور انہوں نے تو اسے دوبارہ بھی دیکھا'' سے مراد یہ ہے کہ حضور ﷺ نے سدرۃ المنتہیٰ پر حضرت جبرائیل علیہ السلام کو دیکھا ان کے چھ سو پر تھے اور ہر پر سے موتی اور یاقوت بکھر رہے تھے۔

حضرت امام بخاری علیہ الرحمہ نے حضرت علقمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سند سے حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان: لَقَدْ رَاٰى مِنْ اٰيٰتِ رَبِّهِ الْكُبْرٰى (النجم:18) ''یقیناً انہوں نے اپنے رب کی بڑی بڑی نشانیاں دیکھیں'' سے مراد یہ ہے کہ حضور ﷺ نے سبز رنگ کے رفرف کو دیکھا جو اتنا بڑا تھا جس نے افق کو ڈھانپ لیا تھا۔

حضرت عبداللہ بن اسعد بن زرارہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کردہ حدیث

البزاز، ابن قانع اور ابن عدی رحمہم اللہ تعالیٰ سے حضرت عبداللہ بن اسعد بن زرارہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ شب معراج میں ایک ایسے محل کے پاس جا کر رکا جو موتی کا بنا ہوا تھا وہ اپنے اجالے اور نور کی وجہ سے ضیاء فشاں تھا اس وقت مجھے تین القاب سے نوازا گیا: 1۔ سَيِّدُ الْمُرْسَلِيْنَ، 2۔ اِمَامُ الْمُتَّقِيْنَ، 3۔ قَائِدُ الْغُرِّ الْمُحَجَّلِيْنَ۔

حضرت عبدالرحمان ابن قرطان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کردہ حدیث

سعید بن منصورہ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی سنن میں روایت کیا ہے طبرانی، ابونعیم اور ابن مردویہ رحمہما اللہ تعالیٰ نے حضرت عبدالرحمٰن بن قرطان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے کہ جس رات حضور ﷺ کو مسجد اقصیٰ کی سیر کروائی گئی اس رات حضور ﷺ زمزم اور مقام ابراہیم کے درمیان استراحت فرما تھے حضرت جبرائیل علیہ السلام آپ کے دائیں پہلو کے ساتھ تھے اور حضرت میکائیل علیہ السلام آپ کے بائیں پہلو کے ساتھ تھے وہ دونوں آپ ﷺ کو لے کر آسمانوں کی بلندیوں تک پہنچ گئے جب حضور ﷺ واپس تشریف لائے تو آپ ﷺ نے فرمایا میں نے آسمانوں پر بہت سی تسبیحات کو سنا آسمان خدائے بزرگ و برتر کی ہیبت سے خوفزدہ ہو کر یوں تسبیح خواں تھے سُبْحَانَ الْعَلِيِّ الْاَعْلٰى سُبْحَانَهٗ وَتَعَالٰى۔

حضرت علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ کی روایت کردہ احادیث

ابونعیم رحمۃ اللہ علیہ نے محمد بن الحنفیہ کی سند سے روایت کیا ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ معراج پر تشریف لے گئے تو آپ آسمان کی رفعتوں میں جا کر ایک مقام پر رک گئے۔ اللہ تعالیٰ نے ایک فرشتہ بھیجا وہ فرشتہ بھی حضور ﷺ کے ساتھ آ کر کھڑا ہو گیا۔ اس فرشتے سے کہا گیا کہ حضور ﷺ کو آذان سکھاؤ اس فرشتے نے صدا لگائی: اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا میرے بندے نے سچ کہا ہے میں ہی فقط وہ معبود برحق ہوں جو عظیم و برتر شان کا مالک ہوں پھر فرشتے نے کہا:

خوش کن زمین جنت کی زمین ہے۔ ہم ایک ایسے شخص کے پاس آئے جو کھڑے ہو کر نماز ادا کر رہے تھے۔ انہوں نے حضرت جبرائیل علیہ السلام سے پوچھا یہ کون ہیں؟ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے جواب دیا یہ آپ کے بھائی حضرت محمد عربی ﷺ ہیں انہوں نے مجھے خوش آمدید کہا اور میرے لئے برکت کی دعا کی۔ انہوں نے مجھ سے کہا کہ اپنی امت کے لئے آسانی کا سوال کرنا۔ میں نے حضرت جبرائیل علیہ السلام سے پوچھا کہ یہ کون ہیں؟ انہوں نے کہا یہ آپ ﷺ کے بھائی حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہیں پھر ہم آگے سفر پر روانہ ہو گئے میں نے غصیلی آواز کو سنا۔ ہم ایک اور شخص کے پاس سے گزرے۔ انہوں نے حضرت جبرائیل علیہ السلام سے پوچھا اے جبرائیل آپ کے ساتھ کون ہیں؟ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے جواب دیا میرے ساتھ آپ کے بھائی حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ ہیں، انہوں نے مجھے سلام کیا مجھے دعائیں دیں اور فرمایا اپنی امت کے بارے میں تخفیف کا سوال کرنا۔ میں نے حضرت جبرائیل سے پوچھا اے جبرائیل یہ کون ہیں؟ انہوں نے کہا کہ یہ آپ ﷺ کے بھائی حضرت موسیٰ علیہ السلام ہیں۔ میں نے پوچھا وہ کس سے اتنی بلند آواز سے گفتگو کر رہے تھے انہوں نے کہا کہ وہ اپنے رب کے ساتھ کلام کر رہے تھے میں نے پوچھا کیا وہ اپنے رب کے ساتھ اتنی بلند آواز سے گفتگو کر رہے تھے حضرت جبرائیل علیہ السلام نے کہا ہاں۔ ان کا اپنے رب کی بارگاہ میں ایک ممتاز مقام ہے، ہمارا سفر پھر شروع ہو گیا میں نے چراغوں اور روشنیوں کو دیکھا میں نے حضرت جبرائیل علیہ السلام سے پوچھا کہ یہ نور اور اجالا کیسا ہے انہوں نے کہا کہ یہ آپ ﷺ کے باپ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا درخت ہے۔ آپ ان کے پاس تشریف لے جائیں۔ میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس گیا انہوں نے مجھے خوش آمدید کہا اور میرے لئے برکت کی دعا کی پھر ہم وہاں سے روانہ ہوئے حتیٰ کہ ہم بیت المقدس پہنچ گئے۔ میں نے اپنی سواری کو اس جگہ باندھا جہاں انبیائے کرام علیہم السلام اپنی سواریاں باندھا کرتے تھے۔ پھر میں مسجد میں داخل ہوا وہاں میرے لئے تمام انبیاء کرام علیہم السلام کو جمع کیا گیا تھا ان میں وہ انبیاء بھی موجود تھے جن کا تذکرہ قرآن پاک میں موجود ہے اور وہ انبیائے کرام بھی تھے جن کا ذکر قرآن پاک میں موجود نہیں ہے میں نے ان تمام کی امامت کروائی۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث کو روایت کیا ہے اور اس کو حسن کہا ہے اور ابن مردویہ رحمۃ اللہ علیہ نے اسے عبدالرحمٰن کی سند سے حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے انہوں نے کہا ہے کہ رسول مکرم ﷺ نے فرمایا کہ میں نے شب معراج حضرت ابراہیم علیہ السلام سے ملاقات کی انہوں نے فرمایا اے محمد مصطفیٰ! صلی اللہ علیک وسلم میری طرف سے اپنی امت کو سلام کہنا اور انہیں بتانا کہ جنت کی زمین بڑی عمدہ ہے اس کا پانی بڑا شیریں ہے۔ یہ زمین بڑی زرخیز ہے درج ذیل تسبیح پڑھنے سے وہاں پودے لگ جاتے ہیں: **سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ۔**

حضرت امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے زرعن کی سند سے حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان: لَقَدْ رَاٰى مِنْ اٰيٰتِ رَبِّهِ الْكُبْرٰى ۞ (النجم:18) ''یقیناً انہوں نے اپنے رب کی بڑی بڑی نشانیاں دیکھیں۔'' سے مراد یہ ہے کہ حضور ﷺ نے حضرت جبرائیل علیہ السلام کو دیکھا اس وقت ان کے چھ سو پر تھے۔

لیکن انہوں نے ابھی تک اپنا پہلو بھی نہ بدلا تھا۔

حضرت مالک بن صعصعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کردہ حدیث

حضرت امام بخاری، حضرت امام مسلم اور حضرت امام احمد رحمۃ اللہ علیہم نے حضرت قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سند سے حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے وہ فرماتے ہیں کہ یہ حدیث مجھے حضرت مالک بن صعصعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے روایت کی ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے انہیں شب معراج کے واقعات بیان فرماتے ہوئے فرمایا: ''میں ''حطیم'' میں موجود تھا ایک روایت میں ہے کہ میں حجر اسود کے پاس ٹیک لگا کر بیٹھا ہوا تھا۔ ایک آنے والا آیا اس نے یہاں سے لے کر یہاں تک میرا پیٹ شق کیا (راوی کا کہنا ہے کہ حضور ﷺ نے سینہ مبارک سے لے کر ناف مبارک تک اشارہ کیا) اس نے میرے دل کو باہر نکالا پھر وہ ایک طشت لے کر آیا جو ایمان سے بھرا ہوا تھا اس نے میرے دل کو دھویا اسے ایمان سے بھرا اور واپس اپنی جگہ پر رکھ کر سی دیا پھر میرے پاس ایک سواری لائی گئی جو گدھے سے چھوٹی اور خچر سے بڑی تھی اس کا رنگ سفید تھا راوی کہتے ہیں کہ یہ براق تھا جہاں تک اس کی نظر جاتی تھی وہ وہاں تک قدم اٹھاتا تھا مجھے اس پر سوار کرایا گیا۔ جبرائیل علیہ السلام مجھے لے کر روانہ ہوئے۔ حتیٰ کہ ہم پہلے آسمان پر پہنچ گئے۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے دروازہ کھٹکھٹایا۔ ان سے پوچھا گیا کہ آپ کون ہیں؟ انہوں نے جواب دیا میں جبرائیل ہوں ان سے پوچھا گیا کہ آپ کے ساتھ کون ہیں؟ انہوں نے جواب دیا میرے ساتھ حضرت محمد عربی ﷺ ہیں۔ ان سے سوال کیا گیا کیا انہیں دعوت دی گئی ہے حضرت جبرائیل علیہ السلام نے کہا ہاں انہیں دعوت دے کر بلایا گیا ہے اس فرشتے نے کہا میں انہیں خوش آمدید کہتا ہوں آنے والے کتنی عظیم خوبیوں کے مالک ہیں۔ اس نے دروازہ کھولا جب میں داخل ہوا تو اندر حضرت آدم علیہ السلام تشریف فرما تھے۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے کہا یہ حضرت آدم علیہ السلام ہیں آپ انہیں سلام کیجئے میں نے انہیں سلام کیا انہوں نے سلام کا جواب دیا اور کہا میں صالح بیٹے اور صالح نبی کو خوش آمدید کہتا ہوں پھر مزید بلندی کی طرف ہم روانہ ہوئے حتیٰ کہ دوسرا آسمان آ گیا حضرت جبرائیل علیہ السلام نے دروازہ کھولنے کے لئے کہا جواب آیا کون؟ انہوں نے کہا میں جبرائیل ہوں۔ ان سے پوچھا گیا کہ آپ کے ساتھ کون ہیں؟ انہوں نے جواب دیا میرے ساتھ محمد مصطفیٰ ﷺ ہیں۔ پھر سوال کیا گیا کیا انہیں دعوت دے کر بلایا گیا ہے؟ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے کہا ہاں انہیں دعوت دے کر بلایا گیا ہے۔ جواب آیا ہم انہیں خوش آمدید کہتے ہیں وہ کتنے عمدہ اوصاف سے متصف ہیں انہوں نے دروازہ کو کھولا۔ جب میں اندر گیا تو وہاں حضرت یحییٰ اور حضرت عیسیٰ علیہما السلام موجود تھے۔ وہ دونوں خالہ زاد ہیں حضرت جبرائیل علیہ السلام نے کہا یہ حضرت یحییٰ اور حضرت عیسیٰ علیہما السلام ہیں ان کو آپ ﷺ سلام کریں۔ میں نے انہیں سلام کیا انہوں نے سلام کا جواب دیا اور کہا ہم صالح بھائی اور صالح نبی کو خوش آمدید کہتے ہیں۔ پھر مجھے تیسرے آسمان پر لے جایا گیا حضرت جبرائیل علیہ السلام نے دروازہ کھولنے کے لئے کہا ان سے پوچھا گیا آپ کون ہیں؟ انہوں نے جواب دیا میں جبرائیل ہوں پھر ان سے سوال کیا گیا آپ کے ساتھ کون ہیں؟ انہوں نے کہا میرے ساتھ محمد مصطفیٰ ﷺ ہیں ان سے سوال کیا گیا کہ کیا انہیں دعوت دے کر بلایا گیا ہے۔ حضرت

اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا میں اللہ ہوں میرے علاوہ اور کوئی معبود نہیں فرشتے نے کہا: اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا میرے بندے نے سچ کہا ہے میں نے ہی انہیں رسول بنا کر بھیجا ہے۔ میں نے انہیں برگزیدہ بنایا ہے یہ وہی ذات ہیں جن کو میں نے امین بنایا ہے پھر فرشتے نے کہا: حَيَّ عَلَى الصَّلٰوةِ اللہ رب العزت نے فرمایا میرے بندے نے سچ کہا ہے اس نے میرے فریضہ کی طرف دعوت دی ہے۔ انہوں نے میرے حق کی طرف بلایا ہے۔ جس نے اس فریضہ کو اپنے نفس کا احتساب کرتے ہوئے سرانجام دیا تو یہ اس کے تمام گناہوں کا کفارہ بن جائے گا فرشتے نے کہا: حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا میرے بندے نے سچ کہا ہے میں نے ہی اس فریضہ کو، اس کی تعداد کو اور اس کے اوقات کو مقرر کیا ہے پھر حضور ﷺ سے کہا گیا آپ ﷺ آگے تشریف لائیں حضور ﷺ آگے بڑھے اور تمام اہل آسمان کی امامت کروائی اس سے آپ ﷺ کی فضیلت اور بزرگی تمام مخلوق پر ثابت ہوگئی۔ ابن مردویہ رحمۃ اللہ علیہ نے زید بن علی کی سند سے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے کہ شب معراج حضور ﷺ کو آذان سکھائی گئی اور آپ ﷺ پر نماز فرض ہوئی۔

ابن مردویہ رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں شب معراج جن ملائکہ کے پاس سے بھی گزرا انہوں نے مجھے یہی کہا کہ آپ ﷺ اپنی امت کو پچھنے لگوانے کا حکم دیں۔ امام احمد، حاکم اور ابن مردویہ رحمہم اللہ تعالیٰ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے بھی یہی حدیث روایت کی ہے۔

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کردہ احادیث

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے عبید بن آدم سے روایت کیا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ''الجابیہ'' کے مقام پر تھے انہیں بیت المقدس کو فتح ہونے کی خوشخبری سنائی گئی انہوں نے حضرت کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا کہ آپ کا کیا خیال ہے کہ میں نماز کہاں ادا کروں انہوں نے کہا ''صخرہ'' کے پیچھے نماز ادا کریں حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا نہیں میں اس جگہ نماز ادا کروں گا جہاں رسول اللہ ﷺ نے نماز ادا کی تھی آپ قبر کی طرف آئے اور نماز ادا کی۔ ابن مردویہ رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے کہ شب معراج حضور ﷺ نے مالک نامی فرشتے کو دیکھا وہ آگ کا نگران تھا آپ ﷺ نے فرمایا وہ ایک ترش رو آدمی کی طرح تھا اس کے چہرے سے غصے کا اظہار ہو رہا تھا۔ ابن مردویہ رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا میں نے شب معراج مسجد اقصیٰ کی محراب میں نماز ادا کی پھر میں ''صخرہ'' میں داخل ہوا وہاں ایک فرشتہ کھڑا تھا اس کے پاس تین برتن تھے میں نے شہد والا برتن لیا اس میں سے کچھ پی لیا۔ پھر میں نے دوسرا برتن لیا اس میں دودھ تھا میں نے خوب سیر ہو کر دودھ پیا پھر اس فرشتے نے تیسرا برتن میرے آگے کر دیا اور کہا اس سے بھی نوش فرمائیں میں نے دیکھا تو اس برتن میں شراب تھی میں نے کہا میں سیراب ہو چکا ہوں اس فرشتے نے کہا کہ اگر آپ ﷺ شراب پی لیتے تو پھر آپ ﷺ کی امت کبھی بھی فطرت پر جمع نہ ہو سکتی۔ پھر مجھے آسمانوں کی سیر کروائی گئی اور مجھ پر نماز فرض کی گئی پھر میں حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس واپس آیا

کون ہیں؟ انہوں نے جواب دیا میرے ساتھ محمد عربی ﷺ ہیں۔ ان سے سوال کیا گیا کہ کیا انہیں دعوت دے کر بلایا گیا ہے۔ انہوں نے کہا ہاں ان کو دعوت دی گئی ہے انہوں نے دروازہ کھول دیا اور کہا ہم آنے والے کو خوش آمدید کہتے ہیں وہ کتنے عمدہ خصائل کے مالک ہیں۔ جب میں اندر داخل ہوا تو اندر حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام موجود تھے حضرت جبرائیل علیہ السلام نے کہا یہ آپ ﷺ کے باپ حضرت ابراہیم علیہ السلام ہیں آپ انہیں سلام کیجئے میں نے انہیں سلام کیا انہوں نے مجھے سلام کا جواب دیا انہوں نے کہا میں صالح بیٹے اور صالح نبی کو خوش آمدید کہتا ہوں پھر مجھے سدرۃ المنتہیٰ تک لے جایا گیا سدرۃ المنتہیٰ ایک ایسا درخت تھا جس کے پھل مٹکوں کی طرح تھے اور اس کے پتے ہاتھی کے کانوں کی طرح تھے حضرت جبرائیل علیہ السلام نے کہا یہ سدرۃ المنتہیٰ ہے۔ وہاں سے چار نہریں رواں تھیں دو ظاہری اور دو باطنی۔ میں نے حضرت جبرائیل علیہ السلام سے پوچھا اے جبرائیل۔ یہ کیا ہے انہوں نے جواب دیا کہ باطنی نہریں تو جنت کی دو نہریں ہیں اور ظاہری نہریں دریائے نیل اور دریائے فرات ہیں پھر مجھے بیت المعمور تک بلند کیا گیا۔ بیت المعمور اللہ کا وہ پاکیزہ گھر ہے جہاں ہر روز ستر ہزار ملائکہ داخل ہوتے ہیں میرے پاس دو برتن لائے گئے ایک میں شراب دوسرے میں دودھ تھا میں نے دودھ والے برتن کو پکڑ لیا۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے جواب دیا یہی وہ فطرت ہے جس پر آپ ﷺ اور آپ کی امت ہیں۔ پھر مجھ پر ہر روز پچاس نمازیں فرض کی گئیں میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس سے گزرا انہوں نے پوچھا آپ کو کس چیز کا حکم دیا گیا ہے میں نے کہا مجھے ہر روز پچاس نمازیں ادا کرنے کا حکم دیا گیا ہے انہوں نے کہا آپ ﷺ کی امت ہر روز پچاس نمازیں ادا نہیں کر سکے گی اللہ کی قسم! میں نے آپ ﷺ سے قبل لوگوں کا خوب تجربہ کیا ہے اور بنی اسرائیل کو خوب آزمایا ہے۔ آپ اپنے رب کے پاس واپس تشریف لے جائیں اور اس سے تخفیف کا سوال کریں۔ میں واپس بارگاہ ربوبیت میں گیا اور تخفیف کا سوال کیا مجھ سے دس نمازیں کم کر دی گئیں میں واپس حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا انہوں نے مجھے پھر واپس جانے اور تخفیف کرانے کا مشورہ دیا پھر مجھ سے دس نمازیں اور کم کر دیں گئیں۔ پھر میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا انہوں نے پھر مجھے واپس جانے کا مشورہ دیا میں بارگاہ لم یزل میں گیا اور تخفیف کا سوال کیا مجھ سے دس نمازیں اور کم کر دیں گئیں میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا انہوں نے پھر مجھے واپس جانے اور اللہ کی بارگاہ میں تخفیف کروانے کا مشورہ دیا۔ میں بارگاہ ربوبیت میں واپس آیا اور تخفیف کا سوال کیا۔ مجھ سے دس نمازیں اور کم کر دیں گئیں میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس واپس آیا انہوں نے مجھے پھر واپس جانے کا مشورہ دیا۔ میں بارگاہ صمدیت میں گیا اور تخفیف کا سوال کیا مجھ سے پانچ نمازیں اور کم کر دیں گئیں۔ میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس واپس آیا انہوں نے پوچھا اب کتنی نمازیں باقی فرض ہیں میں نے کہا اللہ تعالیٰ نے مجھ پر اور میری امت پر پانچ نمازیں فرض کی ہیں۔ انہوں نے کہا واپس تشریف لے جایئے اور اللہ تعالیٰ سے اور تخفیف کا سوال کریں آپ ﷺ کی امت اتنی نمازیں ادا نہیں کر سکے گی۔ میں نے آپ ﷺ سے پہلے لوگوں کا تجربہ کیا ہے اور بنی اسرائیل کو خوب آزمایا ہے میں نے کہا میں نے اپنے رب سے اتنی بار سوال کیا ہے اب مجھے سوال کرتے ہوئے حیاء آتی ہے اب میں اس کے فیصلے پر راضی ہوں اور میرا سر تسلیم خم ہے جب میں وہاں سے آگے بڑھا تو ایک

جبرائیل علیہ السلام نے کہا ہاں انہیں پیغام دے کر بلایا گیا ہے۔ ان سے کہا گیا ہم انہیں خوش آمدید کہتے ہیں وہ کتنے عمدہ خصائل کے مالک ہیں پھر دروازے کو کھولا گیا جب میں داخل ہوا تو وہاں حضرت یوسف علیہ السلام موجود تھے حضرت جبرائیل علیہ السلام نے کہا یہ حضرت یوسف علیہ السلام ہیں آپ ﷺ انہیں سلام کیجئے میں نے حضرت یوسف علیہ السلام کو سلام کیا انہوں نے سلام کا جواب دیا اور کہا میں صالح بھائی اور صالح نبی کو خوش آمدید کہتا ہوں ہم کو بلندی کی طرف لے جایا گیا حتیٰ کہ چوتھا آسمان آ گیا حضرت جبرائیل علیہ السلام نے دروازہ کھولنے کے لئے کہا ان سے پوچھا گیا کہ آپ کون ہیں؟ انہوں نے جواب دیا میں جبرائیل ہوں۔ پھر ان سے سوال کیا گیا کہ آپ کے ساتھ کون ہیں؟ انہوں نے جواب دیا میرے ساتھ حضرت محمد عربی ﷺ ہیں۔ ان سے پوچھا گیا کہ کیا انہیں دعوت دی گئی ہے حضرت جبرائیل علیہ السلام نے کہا ہاں انہیں دعوت دے کر بلایا گیا ہے انہوں نے دروازہ کھولا مجھے مرحبا کہا اور کہا آنے والے کتنی عمدہ صفات کے مالک ہیں جب میں داخل ہوا تو وہاں ادریس علیہ السلام موجود تھے حضرت جبرائیل علیہ السلام نے کہا یہ حضرت ادریس علیہ السلام ہیں آپ ﷺ انہیں سلام کریں میں نے انہیں سلام کیا انہوں نے مجھے سلام کا جواب دیا اور کہا میں صالح نبی اور صالح بھائی کو خوش آمدید کہتا ہوں۔ پھر مجھے بلندی کی طرف لے جایا گیا حتیٰ کہ پانچواں آسمان آ گیا۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے دروازہ کھولنے کے لئے کہا ان سے پوچھا گیا آپ کون ہیں؟ انہوں نے جواب دیا میں جبرائیل ہوں۔ ان سے سوال کیا گیا آپ کے ساتھ کون ہیں؟ انہوں نے جواب دیا میرے ساتھ محمد عربی ﷺ ہیں انہیں پوچھا گیا کیا انہیں دعوت دے کر بلایا گیا ہے۔ انہوں نے کہا ہاں۔ انہوں نے کہا ہم انہیں مرحبا کہتے ہیں وہ کتنی عظیم خوبیوں کے مالک ہیں انہوں نے دروازہ کھولا جب میں اندر داخل ہوا تو وہاں حضرت ہارون علیہ السلام موجود تھے حضرت جبرائیل علیہ السلام نے کہا یہ حضرت ہارون علیہ السلام ہیں آپ انہیں سلام کیجئے۔ میں نے انہیں سلام کیا انہوں نے میرے سلام کا جواب دیا پھر کہا میں صالح نبی اور صالح بھائی کو خوش آمدید کہتا ہوں پھر مجھے بلندی پر لے جایا گیا حتیٰ کہ چھٹا آسمان آ گیا حضرت جبرائیل علیہ السلام نے دروازہ کھولنے کے لئے کہا۔ ان سے پوچھا گیا آپ کون ہیں؟ انہوں نے جواب دیا میں جبرائیل ہوں۔ ان سے سوال کیا گیا آپ کے ساتھ کون ہیں؟ انہوں نے کہا میرے ساتھ محمد مصطفیٰ ﷺ ہیں۔ انہوں نے سوال کیا کہ کیا انہیں دعوت دے کر بلایا گیا ہے۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے کہا ہاں انہیں دعوت دی گئی ہے انہوں نے مجھے خوش آمدید کہا اور کہا آنے والے کتنی عظیم شان کے مالک ہیں۔ انہوں نے دروازہ کھول دیا میں اندر داخل ہوا تو وہاں حضرت موسیٰ علیہ السلام موجود تھے۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے کہا یہ حضرت موسیٰ علیہ السلام ہیں آپ انہیں سلام کیجئے انہوں نے مجھے سلام کا جواب دیا اور کہا میں صالح بھائی اور صالح نبی کو خوش آمدید کہتا ہوں جب ہم ان کے پاس سے گزرے تو وہ رونے لگے ان سے پوچھا گیا کہ کس چیز نے آپ کو رلایا ہے۔ انہوں نے جواب دیا میں روتا اس لئے ہوں کہ ایک جوان کو میرے بعد مبعوث کیا گیا لیکن ان کی امت میری امت سے زیادہ جنت میں جائے گی۔ پھر مجھے مزید بلندی پر لے جایا گیا حتیٰ کہ ساتواں آسمان آ گیا حضرت جبرائیل علیہ السلام نے دروازہ کھولنے کے لئے کہا ان سے پوچھا گیا کہ آپ کون ہیں؟ انہوں نے جواب دیا میں جبرائیل ہوں۔ ان سے کہا گیا کہ آپ کے ساتھ

بائیں طرف دیکھتے ہیں تو رو دیتے ہیں۔ پھر مجھے دوسرے آسمان کی طرف لے جایا گیا حضرت جبرائیل علیہ السلام نے اس آسمان کے خازن سے دروازہ کھولنے کے لئے کہا۔ اس نے بھی پہلے آسمان کے خازن کی طرح گفتگو کی حضرت انس فرماتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ نے آسمانوں پر حضرت آدم، حضرت ادریس، حضرت موسیٰ، حضرت عیسیٰ اور حضرت ابراہیم علیہم السلام سے ملاقات کی لیکن آپ ﷺ نے ان کے مراتب کے بارے میں کچھ نہیں فرمایا۔ امام زہری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مجھے ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ نے بتایا ہے کہ حضرت ابن عباس اور ابو حیہ الانصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہم کہا کرتے تھے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا پھر مجھے بلندی پر لے جایا گیا حتیٰ کہ میں اس بلند مقام تک گیا جہاں میں قلموں کے چلنے کی آواز سن لیتا تھا۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے میری امت پر پچاس نمازیں فرض کیں میں سر تسلیم خم کر کے واپس آ رہا تھا کہ میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس سے گزرا انہوں نے کہا اللہ تعالیٰ نے آپ کی امت پر کیا فرض کیا ہے؟ میں نے جواب دیا کہ اللہ تعالیٰ نے میری امت پر پچاس نمازیں فرض کی ہیں انہوں نے کہا آپ ﷺ کی امت ان نمازوں کو ادا کرنے کی طاقت نہیں رکھتی۔ اپنے رب کے پاس واپس تشریف لے جائیں اور اس سے تخفیف کا سوال کریں میں بارگاہ ربوبیت میں واپس آیا اور اپنے رب سے تخفیف کا سوال کیا اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اب نمازیں تو پانچ فرض ہیں لیکن ان کا ثواب پچاس نمازوں جتنا ہوگا کیونکہ میرا قول تبدیل نہیں ہوتا۔ میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا۔ انہوں نے کہا کہ اپنے رب کے پاس جائیں اور تخفیف کا سوال کریں میں نے کہا کہ اب مجھے اپنے رب سے سوال کرتے ہوئے شرم آتی ہے۔ پھر مجھے سدرۃ المنتہیٰ تک لے جایا گیا۔ سدرۃ المنتہیٰ پر کئی رنگ چھا گئے میں نہیں جانتا کہ وہ کیا تھے پھر میں جنت میں داخل ہوا وہاں موتی کے گنبد بنے ہوئے تھے جنت کی مٹی سے کستوری کی سی خوشبو آ رہی تھی۔ حضرت امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے کہ میں نے حضور ﷺ کی بارگاہ میں عرض کی کہ کیا آپ نے اپنے رب کو دیکھا ہے آپ ﷺ نے فرمایا میں نے نور دیکھا میں نے اپنے رب کی زیارت کی ہے۔

حضرت ابو سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کردہ حدیث

ابن جریر، ابن ابی حاتم، ابن مردویہ، امام بیہقی، ابن عساکر رحمہم اللہ تعالیٰ نے ابو ہارون العبدی کی سند سے حضرت ابو سعید الخدری سے روایت کیا ہے وہ حضور نبی مکرم سے روایت کرتے ہیں کہ میں عشاء کے بعد مسجد حرام میں محو استراحت تھا ایک آنے والا میرے پاس آیا اس نے مجھے بیدار کیا میں بیدار ہوا تو میں نے کوئی چیز نہ دیکھی مجھے ایک شخص کی شبیہ سی مسجد سے باہر جاتی ہوئی محسوس ہوئی۔ میں بھی اس کے پیچھے پیچھے مسجد سے نکل گیا۔ میں ایک سواری کے پاس پہنچ گیا وہ سواری تمہاری خچروں کے مشابہ تھی اس کے کان لرز رہے تھے۔ اس سواری کو براق کہا جاتا ہے مجھ سے پہلے تمام انبیاء کرام علیہم السلام اسی پر سواری کیا کرتے تھے وہ وہاں تک قدم اٹھاتا تھا جہاں تک اس کی نظر جاتی تھی میں اس پر سوار ہو گیا جب میں اپنے سفر پر رواں تھا تو مجھے میرے دائیں طرف سے کسی نے آواز دی۔ یا محمد! صلی اللہ علیک وسلم میری طرف توجہ فرمائیں میں آپ سے کچھ پوچھنا چاہتا ہوں لیکن میں نے اس کی طرف کوئی توجہ نہ دی پھر بلانے والے نے مجھے بائیں طرف سے صدا دی یا محمد! صلی اللہ

صدا لگانے والے نے صدا لگائی ''میں نے اپنا فرض جاری کر دیا اور اپنے بندوں پر تخفیف کر دی۔''

حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کردہ حدیث

ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ رحمہما اللہ تعالیٰ نے حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے کہ جب شب معراج حضور ﷺ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس سے گزرے تو انہوں نے کہا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم اپنی امت کو حکم دیں کہ وہ جنت میں پودے لگائیں بلاشبہ اس کی مٹی زرخیز اور زمین وسیع ہے۔ حضور ﷺ نے پوچھا جنت کے پودے کیا ہیں؟ انہوں نے کہا: لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰہِ۔

حضرت ابوحیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کردہ حدیث

ان سے بھی حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرح ہی حدیث روایت کی گئی ہے جو عنقریب آ رہی ہے۔

حضرت ابوالحمراء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کردہ حدیث

الطبرانی، ابن مردویہ اور ابن قانع رحمہم اللہ تعالیٰ نے روایت کیا ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا شب معراج جب میں ساتویں آسمان پر پہنچا تو وہاں میں نے دیکھا کہ عرش کے دائیں پائے پر لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ لکھا ہے۔

حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کردہ حدیث

حضرت امام بخاری اور حضرت امام مسلم رحمۃ اللہ علیہما نے حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے وہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے فرمایا میرے گھر کے چھت میں سوراخ کیا گیا اس وقت میں مکہ معظمہ میں موجود تھا۔ میرے سینے کو چاک کیا گیا پھر اسے آب زمزم سے دھویا گیا پھر ایک سونے کا طشت لایا گیا جو حکمت اور ایمان سے لبریز تھا۔ اس کو میرے سینے میں انڈیل دیا گیا پھر اسے سی دیا گیا پھر حضرت جبرائیل علیہ السلام نے میرا بازو پکڑا اور مجھے آسمان کی طرف لے گئے۔ جب ہم پہلے آسمان پر آئے تو حضرت جبرائیل علیہ السلام نے آسمان کے خازن کو دروازہ کھولنے کے لئے کہا اس نے کہا آپ کون ہیں حضرت جبرائیل علیہ السلام نے جواب دیا میں جبرائیل ہوں۔ اس نے سوال کیا کیا آپ کے ساتھ کوئی اور آدمی بھی ہے؟ انہوں نے کہا ہاں میرے ساتھ محمد عربی ﷺ ہیں اس نے پوچھا کیا انہیں دعوت دے کر بلایا گیا ہے؟ انہوں نے کہا ہاں اس نے دروازہ کھولا ہم پہلے آسمان میں داخل ہوئے وہاں ایک آدمی بیٹھا ہوا تھا اس کے دائیں جانب بھی کثیر تعداد میں لوگ تھے اس کے بائیں جانب بھی کثیر تعداد میں لوگ تھے جب وہ اپنے دائیں پہلو کی طرف دیکھتا تو مسکرا دیتا اور جب بائیں جانب دیکھتا تو رونے لگ جاتا اس نے کہا میں صالح نبی اور صالح لخت جگر کو خوش آمدید کہتا ہوں میں نے حضرت جبرائیل علیہ السلام سے پوچھا کہ یہ کون ہیں؟ انہوں نے کہا یہ حضرت آدم علیہ السلام ہیں۔ ان کے دائیں طرف بھی لوگوں کی کثیر تعداد ہے ان کے بائیں طرف بھی لوگوں کی کثیر تعداد ہے جو لوگ ان کے دائیں طرف ہیں وہ اہل جنت ہیں۔ وہ لوگ جو ان کے بائیں طرف ہیں وہ اہل جہنم ہیں جب وہ اپنی دائیں طرف دیکھتے ہیں تو وہ مسکراتے ہیں اور جب اپنی

گاروں کی ارواح پیش کی جاتی ہیں تو وہ فرماتے ہیں: ''رُوحٌ خَبِيثَةٌ وَّ نَفْسٌ خَبِيثَةٌ'' اس کو سجین میں لے جاؤ۔ تھوڑے سے وقفے کے بعد میں نے ایسے دستر خوان دیکھے جن پر بد بودار اور متعفن گوشت رکھا ہوا تھا اور کئی لوگ اسے کھا رہے تھے میں نے حضرت جبرائیل علیہ السلام سے پوچھا یہ کون ہیں؟ انہوں نے کہا کہ یہ آپ ﷺ کی امت کے وہ لوگ ہیں جو حلال کو چھوڑ کر حرام کھاتے تھے۔

ہم نے تھوڑا سا سفر طے کیا تو ہم ایک ایسی قوم کے پاس آئے جن کے پیٹ کمروں کی طرح بڑے بڑے تھے جب ان میں سے کوئی کھڑا ہوتا تو وہ فوراً منہ کے بل گر پڑتا اور اپنی زبان سے کہتا یا اللہ! قیامت کبھی قائم نہ کرنا۔

میں نے انہیں سنا وہ اس خوف اور تکلیف کی وجہ سے اللہ کی بارگاہ میں آہ وزاری کر رہے تھے میں نے حضرت جبرائیل علیہ السلام سے پوچھا کہ یہ کون ہیں؟ انہوں نے کہا کہ یہ آپ ﷺ کے وہ امتی ہیں جو سود کھاتے ہیں: لَا يَقُومُونَ إِلَّا كَمَا يَقُومُ الَّذِي يَتَخَبَّطُهُ الشَّيْطٰنُ مِنَ الْمَسِّ (البقرہ:275) ''نہیں کھڑے ہوں گے مگر جس طرح کھڑا ہوتا ہے وہ جسے پاگل بنا دیا ہو شیطان نے چھو کر۔''

کچھ دیر کے بعد ہم ایک ایسی قوم کے پاس سے گزرے جن کے ہونٹ اونٹوں کے ہونٹوں کی طرح تھے وہ پتھروں کو کھا رہے تھے اور پھر وہی پتھر ان کے نیچے سے نکل رہے تھے میں نے انہیں بارگاہ ربوبیت میں چیخ و پکار کرتے ہوئے سنا میں نے حضرت جبرائیل علیہ السلام سے کہا اے جبرائیل! یہ کون ہیں؟ انہوں نے فرمایا کہ یہ آپ ﷺ کے وہ امتی ہیں جو یتیموں کے مال کھاتے ہیں: يَأْكُلُونَ أَمْوَالَ الْيَتٰمٰى ظُلْمًا إِنَّمَا يَأْكُلُونَ فِي بُطُونِهِمْ نَارًا وَسَيَصْلَوْنَ سَعِيرًا (النساء:10) ''جو کھاتے ہیں یتیموں کے مال ظلم سے وہ تو بس کھا رہے ہیں اپنے پیٹوں میں آگ وہ عنقریب جھونکے جائیں گے بھڑکتی آگ میں۔''

تھوڑی دیر کے بعد ہم ایسی عورتوں کے پاس سے گزرے جنہیں پستانوں کے بل لٹکایا گیا تھا اور ایسی عورتیں دیکھیں جنہیں پاؤں کے بل لٹکایا گیا تھا میں نے انہیں بھی رب کی بارگاہ میں التجائیں کرتے ہوئے سنا، میں نے حضرت جبرائیل علیہ السلام سے پوچھا یہ کون عورتیں ہیں؟ انہوں نے کہا یہ وہ عورتیں ہیں جو بدکاری کرتی ہیں اور اپنی اولاد کو قتل کرتی ہیں۔

کچھ دیر کے بعد ہم ایسے لوگوں کے پاس سے گزرے جن کے پہلوؤں سے گوشت کاٹا جا رہا تھا اور وہ اسی گوشت کو کھا رہے تھے۔ انہیں کہا جا رہا تھا کہ اس گوشت کو کھاؤ جس طرح تم اپنے بھائی کا گوشت کھایا کرتے تھے میں نے حضرت جبرائیل علیہ السلام سے پوچھا کہ یہ کون لوگ ہیں؟ انہوں نے فرمایا یہ وہ لوگ ہیں جو چغلی کھاتے اور غیبت کرتے ہیں۔

پھر ہم دوسرے آسمان پر گئے میں نے وہاں ایک اتنی حسین و جمیل ہستی کو دیکھا جس سے حسین چیز اللہ نے پیدا نہیں کی انہیں حسن میں لوگوں پر اس طرح فضیلت دی گئی ہے جس طرح ماہتاب کو تمام ستاروں پر فضیلت ہے۔ میں نے حضرت جبرائیل علیہ السلام سے پوچھا کہ صاحب جمال شخص کون ہیں؟ انہوں نے کہا کہ یہ آپ ﷺ کے بھائی حضرت یوسف علیہ السلام ہیں ان کے ساتھ ان کی قوم ہے میں نے انہیں سلام کیا انہوں نے میرے سلام کا جواب دیا پھر ہم تیسرے آسمان پر گئے وہاں میں نے حضرت یحییٰ اور حضرت عیسیٰ علیہما السلام کو دیکھا ان کے ساتھ ان کی اقوام بھی تھیں میں نے انہیں سلام کیا انہوں

علیک وسلم میری طرف نظر التفات فرمائیں میں آپ سے کچھ التجاء کرنا چاہتا ہوں۔ میں نے اس کی طرف بھی کوئی توجہ نہ کی۔ میں براق پر محو سفر تھا کہ ایک عورت اپنی آستینوں کو عریاں کر کے میرے سامنے کھڑی ہوگئی۔ اللہ تعالیٰ نے اس عورت کو ہر قسم کا حسن و جمال عطا کیا تھا اس نے مجھے مخاطب کر کے کہا اے محمد! صلی اللہ علیک وسلم میری طرف توجہ فرمائیں میں آپ سے کچھ پوچھنا چاہتی ہوں۔ میں نے اس کی طرف بھی کوئی توجہ نہ دی حتیٰ کہ میں بیت المقدس میں آ گیا۔ میں نے ''حلقہ'' کے ساتھ اپنا جانور باندھا۔ سابقہ انبیائے کرام بھی اپنے جانور اسی کے ساتھ باندھا کرتے تھے میرے پاس حضرت جبرائیل امین آئے ان کے پاس دو برتن تھے ایک میں دودھ تھا جبکہ دوسرے برتن میں شراب تھی۔ میں نے دودھ پی لیا اور شراب کو چھوڑ دیا۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے مجھ سے کہا آپ نے فطرت تک رسائی حاصل کر لی۔ میں نے کہا اللّٰہُ اکبر، اللّٰہُ اکبر۔ حضرت جبرائیل نے مجھ سے پوچھا '' آپ ﷺ نے راستہ میں کس کس چیز کا مشاہدہ کیا۔ میں نے کہا جب میں سفر پر روانہ ہوا تو میرے دائیں طرف سے کسی نے مجھ سے مخاطب ہو کر یوں کہا اے محمد! صلی اللہ علیک وسلم میری طرف توجہ کریں میں آپ ﷺ سے کچھ پوچھنا چاہتا ہوں لیکن میں نے اسے کوئی جواب نہ دیا حضرت جبرائیل علیہ السلام نے کہا وہ یہودیوں کا داعی تھا اگر آپ اسے جواب ارشاد فرماتے تو آپ ﷺ کی امت یہودیت اختیار کر لیتی۔ میں نے کہا کہ میرے کچھ فاصلہ طے کرنے کے بعد مجھے پھر بائیں طرف سے آواز آئی یا محمد! صلی اللہ علیک وسلم میری طرف التفات فرمائیں میں آپ سے کچھ سوال کرنا چاہتا ہوں لیکن میں نے اسے کوئی جواب نہ دیا حضرت جبرائیل علیہ السلام نے کہا وہ عیسائیت کا داعی تھا اگر آپ اسے جواب مرحمت فرما دیتے تو آپ ﷺ کی امت عیسائیت اختیار کر لیتی۔ میں نے کہا میں سفر پر رواں تھا کہ ایک حسین و جمیل عورت آستین کو عریاں کیے کھڑی تھی اس نے مجھے کہا اے محمد! صلی اللہ علیک وسلم میری طرف توجہ کریں میں آپ سے سوال کرنا چاہتی ہوں لیکن میں نے اسے کوئی جواب نہ دیا حضرت جبرائیل علیہ السلام نے کہا وہ دنیا تھی اگر آپ ﷺ اسے جواب دیتے تو آپ ﷺ کی امت دنیا کو آخرت پر ترجیح دیتی پھر میں اور حضرت جبرائیل بیت المقدس میں داخل ہو گئے۔ ہم میں سے ہر ایک نے دو دو رکعت نماز ادا کی پھر میرے لئے وہ سیڑھی لائی گئی جس پر بنی آدم کی ارواح کو اوپر اٹھایا جاتا ہے مخلوق نے اس سے حسین سیڑھی نہیں دیکھی۔ کیا تو نے نہیں دیکھا کہ میت کی آنکھیں آسمان کی طرف کھلی رہ جاتیں ہیں۔ وہ اس سیڑھی پر تعجب کر رہا ہوتا ہے۔ میں اور جبرائیل علیہ السلام اس سیڑھی پر چڑھ گئے۔ جلد ہی ہم ایک فرشتے کے پاس پہنچ گئے اس کا نام اسماعیل تھا وہ پہلے آسمان کا نگران تھا اس کے سامنے ستر ہزار فرشتے تھے ہر فرشتے کے ساتھ ایک لاکھ فرشتے تھے حضرت جبرائیل علیہ السلام نے دروازہ کھولنے کے لئے کہا ان سے کہا گیا آپ کون ہیں انہوں نے جواب دیا میں جبرائیل ہوں۔ ان سے سوال کیا گیا کہ آپ کے ساتھ کون ہیں؟ انہوں نے کہا کہ میرے ساتھ محمد عربی ﷺ ہیں۔ ان سے پوچھا گیا کہ کیا انہیں دعوت دے کر بلایا گیا ہے انہوں نے جواب دیا ہاں انہیں دعوت دے کر بلایا گیا ہے انہوں نے دروازہ کھول دیا۔ وہاں حضرت آدم علیہ السلام موجود تھے۔ وہ اپنی اسی شکل میں تھے جس میں اللہ تعالیٰ نے انہیں پیدا فرمایا تھا جب ان پر مومنین کی ارواح پیش کی جاتی ہیں تو وہ کہتے ہیں: ''رُوْحٌ طَيِّبَةٌ وَّنَفْسٌ طَيِّبَةٌ۔'' اسے اعلیٰ علیین میں لے چلو اور جب ان پر گناہ

سے بھی کم فاصلہ رہ گیا۔ سدرۃ المنتہیٰ کے ہر پتے پر ایک فرشتہ بیٹھا ہوا تھا۔ مجھ پر پچاس نمازیں فرض کی گئیں اور اللہ تعالیٰ نے مجھے کہا آپ کے لئے ہر نیکی کا اجر دس گنا ہے اور جب آپ ﷺ نیکی کا ارادہ کریں گے اور اس کو انجام نہیں دیں گے تو آپ کے لئے ایک نیکی لکھ دی جائے گی جب آپ اس نیکی کو کر لیں گے تو اس کا اجر دس گنا لکھا جائے گا۔ جب آپ ﷺ (کی امت) برائی کا ارادہ کریں گے تو اس وقت تک نہیں لکھی جائے گی جب تک وہ اس پر عمل پیرا نہیں ہو جاتے۔ اگر وہ اس پر عمل پیرا ہوں گے تو ان کے لئے صرف ایک برائی لکھی جائے گی۔ میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا۔ انہوں نے کہا آپ ﷺ کے رب نے آپ کو کس چیز کا حکم دیا ہے میں نے کہا میرے رب نے ہم پر پچاس نمازیں فرض کی ہیں۔ انہوں نے مجھ سے کہا اپنے رب کے پاس واپس جائیں اور تخفیف کے لئے عرض کریں۔ بلاشبہ آپ ﷺ کی امت اس کی طاقت نہیں رکھتی میں اپنے رب کی بارگاہ میں آیا اور عرض کی اے مولا! میری امت تمام امتوں سے ناتواں اور ضعیف ہے۔ نمازوں میں تخفیف فرما۔ اللہ تعالیٰ نے دس نمازیں کم کر دیں۔ میں اسی طرح اللہ تعالیٰ اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کے درمیان آتا جاتا رہا حتیٰ کہ اللہ رب العزت نے تمام کی تعداد کم کر کے صرف پانچ کر دی۔ اس وقت صدائے غیبی آئی میں نے اپنے فریضہ کو مکمل کر دیا ہے اور اپنے بندوں پر تخفیف کی ہے اور انہیں ایک نیکی کا اجر دس گنا دیا ہے پھر میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس واپس آیا انہوں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے کس چیز کا حکم دیا ہے۔ انہوں نے کہا اپنے رب کے پاس واپس جائیں اور تخفیف کے لئے عرض کریں۔ میں نے کہا کہ میں اپنے رب کے پاس اتنی دفعہ گیا ہوں کہ اب مجھے جاتے ہوئے شرم محسوس ہوتی ہے۔ صبح کے وقت میں مکہ معظمہ میں واپس آ گیا۔ میں نے اہل مکہ کو ان عجائبات کی خبر دی جو میں نے دیکھے تھے میں نے انہیں بتایا کہ آج رات میں بیت المقدس گیا تھا پھر وہاں سے مجھے تمام آسمانوں کی سیر کرائی گئی میں نے فلاں فلاں چیز کا مشاہدہ کیا ابوجہل نے کہا کہ کیا تم اس بات پر تعجب نہیں کرتے جو محمد ﷺ بتا رہے ہیں۔ اس نے حضور اکرم ﷺ سے کہا کہ ہمیں قریش کے قافلہ کے متعلق بتائیں آپ ﷺ نے فرمایا جب میں معراج پر گیا تو میں نے ان کے کارواں کو فلاں مقام پر دیکھا۔ ان کے اونٹ مجھے دیکھ کر ڈر گئے تھے جب میں واپس آیا تو میں نے انہیں "گھاٹی" کے پاس دیکھا حضور ﷺ نے انہیں کارواں میں موجود ہر شخص کے بارے میں بتایا ان کے ہر اونٹ کے بارے میں خبر دی اور ان کے ساز و سامان کے متعلق بھی خبر دی وہاں موجود ایک شخص نے کہا میں ان تمام سے زیادہ بیت المقدس کو جاننے والا ہوں آپ ﷺ بیان فرمائیں اس کی عمارت کیسی ہے اس کی شکل اور ہیئت کیسی ہے اور پہاڑوں میں اس کا محل وقوع کیا ہے۔ بیت المقدس کو اٹھا کر حضور ﷺ کے سامنے رکھ دیا گیا۔ آپ ﷺ نے اسے دیکھ کر فرمایا اس کی عمارت کی خوبی یہ ہے اور شکل وصورت ایسی ہے اور پہاڑوں میں یہ فلاں مقام پر واقع ہے اس شخص نے کہا کہ آپ ﷺ نے سچ فرمایا ہے۔

ابن مردویہ رحمۃ اللہ علیہ نے ابونضرہ رحمۃ اللہ علیہ کی سند سے حضرت ابوسعید الخدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے کہ سیاح لامکاں ﷺ نے فرمایا جب مجھے معراج پر لے جایا گیا تو میں "کوثر" کے پاس سے گزرا حضرت جبرائیل علیہ السلام نے کہا یہی وہ نہر کوثر ہے جو اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو عطا فرمائی ہے۔ میں نے اس کی مٹی کو اپنے ہاتھ سے چھوا تو مجھے

نے میرے سلام کا جواب دیا پھر ہم چوتھے آسمان پر گئے وہاں حضرت ادریس علیہ السلام تھے اللہ تعالیٰ نے انہیں مقام رفیع کی طرف اٹھالیا تھا میں نے انہیں سلام کیا انہوں نے میرے سلام کا جواب دیا۔ پھر ہم پانچویں آسمان پر گئے وہاں حضرت ہارون علیہ السلام موجود تھے ان کی آدھی داڑھی مبارک سفید اور آدھی کالی تھی۔ ان کی داڑھی مبارک بہت طویل تھی میں نے حضرت جبرائیل علیہ السلام سے پوچھا کہ یہ کون ہیں؟ انہوں نے کہا یہ حضرت ہارون بن عمران علیہ السلام ہیں جو اپنی قوم میں بڑے محبوب ہیں ان کے ساتھ بھی ان کی قوم تھی میں نے انہیں سلام کیا انہوں نے میرے سلام کا جواب دیا۔ پھر ہم چھٹے آسمان کی طرف گئے تو وہاں حضرت موسیٰ علیہ السلام موجود تھے وہ گندمی رنگ کے تھے۔ ان کے بال کثیر تھے۔

وہ یہ کہہ رہے تھے کہ لوگ یہ گمان کرتے ہیں کہ اللہ کے ہاں میں سب سے زیادہ معزز ہوں لیکن یہ وہ ہستی ہیں جو بارگاہ ربوبیت میں مجھ سے زیادہ معزز ہیں۔ میں نے حضرت جبرائیل علیہ السلام سے پوچھا کہ یہ کون ہیں؟ انہوں نے فرمایا یہ حضرت موسیٰ علیہ السلام ہیں ان کے پاس بھی ان کی قوم موجود تھی میں نے انہیں سلام کیا انہوں نے میرے سلام کا جواب دیا پھر ہم ساتویں آسمان پر پہنچے وہاں حضرت ابراہیم خلیل اللہ تشریف فرما تھے وہ بیت المعمور کے ساتھ ٹیک لگائے ہوئے تھے۔ ان کے ساتھ بھی ان کی قوم تھی۔ میں نے انہیں سلام کیا انہوں نے میرے سلام کا جواب دیا۔ مجھ سے کہا گیا کہ یہ آپ ﷺ کا اور آپ کی امت کا مقام ہے۔ وہاں میں نے اپنی امت کو دیکھا وہ دو حصوں میں منقسم تھی ایک حصہ نے سفید کاغذوں کی طرح کے لباس پہنے ہوئے تھے اور امت کے دوسرے حصے نے خاکستری رنگ کے کپڑے پہنے ہوئے تھے۔ میں بیت المعمور میں داخل ہوا میرے ساتھ وہ لوگ بھی داخل ہو گئے جنہوں نے سفید رنگ کے لباس پہنے ہوئے تھے۔ جن لوگوں نے خاکستری رنگ کے کپڑے پہنے ہوئے تھے انہیں بیت المعمور میں داخل ہونے سے روک دیا گیا حالانکہ وہ بھی بھلائی پر تھے میں نے اور مومنین نے بیت المعمور میں نماز ادا کی۔ پھر میں اور مومنین وہاں سے نکل آئے۔ بیت المعمور اللہ تعالیٰ کا وہ پاکیزہ گھر ہے جس میں ہر روز ستر ہزار فرشتے نماز ادا کرتے ہیں۔ جو ایک دفعہ اس میں نماز ادا کر لیتے ہیں پھر قیامت تک ان کی دوبارہ باری نہیں آئے گی پھر میں سدرۃ المنتہیٰ پر گیا اس کے پتے اتنے بڑے تھے کہ ممکن ہے کہ اس کا ایک ہی پتہ اس پوری امت کو ڈھانپ لے اس میں ایک چشمہ رواں تھا اس کا نام سلسبیل تھا اس سے دو نہریں جاری ہو رہی تھیں۔ ایک نہر کا نام کوثر تھا اور دوسری نہر کو نہر رحمت کے نام سے یاد کرتے ہیں میں نے نہر رحمت میں غسل کیا تو اللہ تعالیٰ نے میرے تمام الزامات کو مٹا دیا پھر میں جنت کی طرف گیا وہاں میں نے ایک حور کو دیکھا میں نے اس سے پوچھا تو کس کے لئے ہے اس نے کہا میں حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے ہوں وہاں پانی کی ایسی نہریں تھیں جن کا رنگ اور ذائقہ متغیر ہونے والا نہیں تھا اور دودھ کی ایسی نہریں تھیں جن کا ذائقہ بدل جانے والا نہ تھا اور شراب کی ایسی نہریں تھیں جن کی شراب پینے والوں کے لئے سراپا لذت تھی اور وہاں صاف و شفاف شہد کی نہریں تھیں وہاں میں نے پرندے دیکھے۔ پھر مجھ پر آتشِ جہنم کو پیش کیا اس میں اللہ تعالیٰ کا غضب، غصہ اور انتقام تھا۔ اگر اس میں پتھر یا لوہے کو پھینکا جاتا ہے تو وہ اسے بھی کھا جاتی ہے۔ پھر اسے مجھ سے دور کر دیا گیا۔ پھر مجھے سدرۃ المنتہیٰ پر لے جایا گیا وہاں مجھے کسی چیز نے ڈھانپ لیا میں اور اس کے مابین قاب قوسین (دو کمانوں جتنا) یا اس

انہوں نے جواب دیا آج تیرے گھر کی بادشاہت ختم ہو جائے گی اور تیری قوم کا دین تبدیل ہو جائے گا۔

قیصر روم نے کہا کہ ہم آپ ﷺ کے متعلق کس سے سوال کریں۔ انہوں نے کہا کہ شام میں بہت سے عرب تاجر آئے ہوئے ہیں۔ انہیں اپنے دربار میں بلالو تا کہ ان سے سوالات کئے جاسکیں ابوسفیان اور ان کے ساتھیوں کو قیصر روم کے دربار میں لایا گیا قیصر روم نے کہا اے ابوسفیان مجھے اس شخص کے بارے میں بتاؤ جو تمہاری قوم میں مبعوث ہوا ہے اس نے آپ ﷺ کے معاملہ کو ہر طرح سے کمتر کرنے کی کوشش کی اس نے کہا:

اے شہنشاہ وقت! آپ اس شخص (ﷺ) کے معاملہ کو اتنی اہمیت نہ دیں ہم کبھی ان کو شاعر کہتے ہیں کبھی انہیں ساحر کہتے ہیں اور کبھی انہیں کاہن کہتے ہیں۔ قیصر نے کہا اس ذات مقدس کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے پہلے انبیائے کرام کو بھی اسی طرح کہا جاتا تھا پھر قیصر روم نے ابوسفیان سے کہا مجھے ان کے اصحاب کے بارے میں بتاؤ ابوسفیان نے کہا ان پر تو صرف وہ لوگ ایمان لے کر آئے ہیں جو ہمارے غلام ہیں۔ یا ضعیف لوگ اس کے حلقہ اعتقاد میں داخل ہوئے ہیں لیکن سرداروں میں سے کسی ایک نے بھی ان کی پیروی نہیں کی۔ قیصر روم نے کہا رسل اور انبیاء کے متبعین کمزور لوگ ہی ہوا کرتے ہیں۔ سرداروں کی حمیت اور غیرت انہیں انبیاء کی پیروی سے روک دیتی ہے۔ مجھے یہ بتاؤ کہ کیا ان کے اصحاب میں سے کوئی دین اسلام کو قبول کرنے کے بعد مرتد بھی ہوا ہے ابوسفیان نے کہا ان میں سے ایک آدمی بھی مرتد نہیں ہوا۔ قیصر روم نے پوچھا کیا تم میں سے لوگ اس کے دین میں داخل ہو رہے ہیں ابوسفیان نے کہا ہاں ہماری قوم کے لوگ اس کے دین میں شامل ہو رہے ہیں۔ قیصر روم نے کہا اس ذات کی قسم جس کے دست قدرت میں میری جان ہے تم نے اس کے بارے میں میری بصیرت کو زیادہ کر دیا ہے۔ عنقریب وہ میرے اس تخت پر قابض ہو جائیں گے۔ قیصر روم نے اپنی قوم کو مخاطب کر کے کہا: اے قوم روم! آؤ ہم اس عظیم شخص کی دعوت پر لبیک کہتے ہیں۔ ہم ان سے شام کا مطالبہ کریں گے تا کہ وہ ہم پر کبھی بھی لشکر کشی نہ کریں جب کبھی بھی کسی نبی نے کسی بادشاہ کو خط لکھ کر اپنے پیغام کی طرف بلایا ہے اگر بادشاہ اس کی دعوت پر لبیک کہہ کر اس کے پیغام کو قبول کیا ہے پھر اس نبی سے وہ جو بھی مطالبہ کرتا ہے وہ نبی اس کے مطالبہ کو پورا کرتا ہے۔ اس کی قوم نے کہا اے قیصر روم ہم کبھی بھی تیری اتباع نہیں کریں گے۔

حضرت ابوسفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ اللہ کی قسم! مجھے کسی چیز نے نہیں روکا کہ میں قیصر روم کے سامنے ایسی بات کروں جس کی وجہ سے حضور ﷺ اس کی نظروں سے گر جائیں مگر مجھے یہ خوف دامن گیر رہتا ہے کہیں میری زبان سے کوئی جھوٹ نہ نکل جائے بادشاہ جس کی تصدیق نہ کرے اور میرا مواخذہ کرے۔ حتیٰ کہ میں نے حضور ﷺ کی معراج کا ذکر کیا اور کہا اے سلطان وقت! کیا میں آپ کو ایسی بات نہ بتاؤں جس کی وجہ سے اس شخص کا کذب آپ پر آشکارا ہو جائے۔ قیصر روم نے پوچھا وہ کون سی بات ہے؟ میں نے کہا وہ دعویٰ کرتا ہے کہ ایک رات میں سرزمین حرم سے نکلا مسجد اقصیٰ تک آیا پھر اسی رات صبح ہونے سے قبل ہمارے پاس واپس بھی آ گیا ایلیا کا ایک سردار جو قیصر روم کے پاس کھڑا تھا اس نے کہا میں اس رات کو جانتا ہوں۔ قیصر نے اس سے پوچھا تجھے اس کا کیسے علم ہوا۔ اس نے کہا میں اس وقت تک رات کو سوتا نہ تھا جب تک مسجد اقصیٰ

وہاں سے مشک اذفر کی خوشبو آئی۔ ابونضرہ رحمۃ اللہ علیہ کی سند سے حضرت ابوسعید الخدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا گیا ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ جب مجھے سیر کرائی گئی تو میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قبر کے پاس سے گزرا میں نے انہیں قبر میں کھڑے ہو کر نماز ادا فرماتے ہوئے دیکھا۔ ابن مردویہ رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت علقمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سند سے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا میں نے شب معراج حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کو دیکھا ان کا حلیہ مبارک مجھ سے بہت زیادہ ملتا تھا۔

حضرت ابوسفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کردہ حدیث

ابونعیم رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت محمد بن کعب القرظی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور ﷺ نے حضرت دحیہ کلبی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنا نامہ مبارک دے کر قیصر روم کے پاس بھیجا حضرت دحیہ کلبی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حمص کے مقام پر قیصر روم سے ملاقات کی۔ قیصر روم نے اپنے ترجمان کو بلایا خط مبارک میں لکھا تھا: مِنْ مُّحَمَّدٍ رَّسُوْلِ اللّٰہِ اِلٰی قِیْصَرَ صَاحِبِ الرُّوْمِ۔ یہ عبارت پڑھ کر اس کے بھائی کو بہت غصہ آیا۔ اس نے کہا ذرا اس شخص کے خط کو دیکھو اس نے اپنے نام کو تیرے نام سے پہلے لکھا ہے اور تمہیں "قیصر صاحب الروم" کے نام سے موسوم کیا ہے تجھے بادشاہ بھی نہ لکھا۔ قیصر نے اپنے بھائی سے کہا اللہ کی قسم! تو احمق، پاگل اور جھوٹا ہے کیا تو یہ چاہتا ہے کہ میں اس آدمی کے خط کو دیکھے بغیر ہی چاک کر دوں۔ اگر وہ اللہ کے رسول ہیں جس طرح کہ وہ دعویٰ کرتے ہیں تو وہ اس بات کے زیادہ مستحق ہیں کہ ان کے نام سے ابتداء کی جائے۔ اگر انہوں نے مجھے صاحب الروم کے نام سے لکھا ہے تو پھر بھی وہ اپنے قول میں سچے ہیں۔ میں ان لوگوں کا ساتھی ہی تو ہوں میں ان کا بادشاہ نہیں ہوں لیکن اللہ تعالیٰ نے انہیں میرے لئے مسخر کر دیا۔ اگر وہ چاہتا تو انہیں مجھ پر غلبہ عطا فرما دیتا پھر قیصر روم نے حضور ﷺ کا نام مبارک پڑھا اور کہا:

"اے قوم روم! میں گمان کرتا ہوں کہ یہ وہی ہیں جن کی بشارت حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے دی تھی۔ اگر مجھے یقین ہو جائے کہ وہ وہی ذات والا تبار ہے تو میں خادم بن کر ان کے حضور جاؤں اور ان کے وضو کے پانی کو اپنے ہاتھ پر اٹھا لینے کو دنیا کی سب سے عظیم نعمت سمجھوں انہوں نے کہا اللہ تعالیٰ ہم اہل کتاب کو چھوڑ کر ان پڑھ عربوں میں نبی مبعوث نہیں کرے گا کیا وہ ہم کو چھوڑ دے گا جبکہ ہم اہل کتاب ہیں؟ اس نے کہا ہمارے اور تمہارے مابین انجیل فیصلہ کرے گی ہم اس کتاب کو کھولیں گے اگر وہ وہی نبی (ﷺ) ہوئے تو ہم ان کی اتباع کریں گے ورنہ ہم اس پر اسی طرح مہریں لگا دیں گے جس طرح پہلے وہاں مہریں موجود ہوں گی" اس وقت انجیل پر گیارہ مہریں تھیں ہرقل نے اس پر ایک مہر لگا دی تھی پھر اس کے بعد جو بھی بادشاہ آتا رہا اس پر ایک مہر کا اضافہ کرتا رہا حتیٰ کہ قیصر روم کا دور حکومت آ گیا۔ اس طرح انجیل پر بارہ مہریں لگ چکی تھی ان کے دین میں اس انجیل کو کھولنا جائز نہ تھا۔ ان میں یہ بات مشہور تھی کہ جب وہ انجیل کو کھولیں گے ان کا دین تبدیل ہو جائے گا اور ان کا ملک تباہ ہو جائے گا۔ انہوں نے انجیل منگوائی اس کو کھول کر دیکھا۔ اس پر گیارہ مہریں تھیں۔ اس پر صرف ایک مہر باقی رہ گئی تھی تمام راہب اور پادری کھڑے ہو گئے انہوں نے اپنے کپڑے پھاڑ دیئے۔ اپنے چہروں کو پیٹنے لگے۔ بادشاہ نے پوچھا تمہیں کیا ہو گیا ہے۔

طرف بلا رہا تھا۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے عرض کی کیا آپ ﷺ اس شخص کو جانتے ہیں جس نے آپ ﷺ کو بائیں طرف سے آواز دی تھی آپ ﷺ نے فرمایا نہیں حضرت جبرائیل علیہ السلام نے عرض کی وہ عیسائیت کا داعی تھا جو آپ ﷺ کو اپنے دین کی طرف بلا رہا تھا پھر حضرت جبرائیل علیہ السلام نے عرض کی کہ کیا آپ ﷺ جانتے ہیں کہ وہ حسین و جمیل عورت کون تھی جو آپ کو سر راہ ملی۔ آپ ﷺ نے فرمایا نہیں۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے عرض کی وہ دنیا تھی۔ پھر حضرت محمد ﷺ اور حضرت جبرائیل امین بیت المقدس میں تشریف لائے وہاں بہت سے لوگ جمع تھے انہوں نے کہا ہم اُمی نبی ﷺ کو خوش آمدید کہتے ہیں۔ اس اجتماع میں ایک پروقار بزرگ بھی تشریف فرما تھے حضور ﷺ نے حضرت جبرائیل علیہ السلام سے پوچھا کہ وہ کون ہیں؟ انہوں نے عرض کی یہ آپ ﷺ کے باپ حضرت ابراہیم علیہ السلام ہیں، یہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور یہ حضرت موسیٰ علیہ السلام تشریف فرما ہیں۔ پھر نماز کا وقت ہو گیا۔ تمام انبیاء کرام علیہم السلام نماز کے لئے جمع ہو گئے انہوں نے حضور ﷺ کو امامت کے لئے مصلیٰ امامت پر کھڑا کیا پھر حضور ﷺ کو مختلف شربت پیش کئے گئے آپ ﷺ نے دودھ پسند فرمایا حضرت جبرائیل امین نے کہا آپ نے فطرت کو پا لیا۔ پھر آپ ﷺ سے عرض کی گئی کہ اپنے رب کے پاس تشریف لے چلیں آپ ﷺ کھڑے ہوئے اور حریم ناز میں داخل ہو گئے جب سیاح لامکاں ﷺ واپس آئے تو آپ ﷺ سے عرض کی گئی کہ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ پر کیا فرض کیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ پر پچاس نمازیں فرض کی ہیں حضرت موسیٰ علیہ السلام نے آپ ﷺ سے کہا کہ آپ اپنے رب کے پاس واپس جائیں اور نمازوں میں تخفیف کا سوال کریں آپ ﷺ کی امت اتنی زیادہ نمازیں ادا کرنے کی طاقت نہیں رکھتی۔ حضور ﷺ واپس حریم ناز میں تشریف لائے۔ جب واپس آئے تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے پوچھا کہ اللہ تعالیٰ نے کتنی نمازیں کم کیں ہیں آپ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے مجھ پر پچیس نمازیں فرض کی ہیں حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا اپنے رب کے حضور جایئے اور مزید تخفیف کے لئے عرض کیجئے آپ ﷺ پھر حریم قدس تشریف لائے۔ واپسی پر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے پوچھا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ پر کتنی نمازیں فرض کی ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ پر بارہ نمازیں فرض کی ہیں حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کی اپنے رب کے پاس جائیں اور تخفیف کا سوال کریں۔ آپ ﷺ نے فرمایا میں اتنی بار بارگاہ ربوبیت میں گیا ہوں کہ اب مجھے وہاں جاتے ہوئے شرم آتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو فرمایا۔ آپ ﷺ پر اور آپ کی امت پر جو نمازیں کم کردی گئی ہیں ان کا ثواب تمہیں پورا دیا جائے گا۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کردہ حدیث

ابن جریر، ابن ابی حاتم، ابن مردویہ، البزار، ابو یعلی اور امام بیہقی رحمہم اللہ تعالیٰ نے ابو عالیہ کی سند سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے انہوں نے کہا حضرت جبرائیل علیہ السلام بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئے ان کے ساتھ حضرت میکائیل بھی تھے حضرت جبرائیل علیہ السلام نے حضرت میکائیل علیہ السلام سے کہا میرے پاس ایک طشت لے کر آؤ جو آب زمزم سے لبریز ہوتا کہ میں ان کے قلب مبارک کو دھوؤں اور ان کے سینہ اقدس کو کھولوں۔ انہوں نے آپ ﷺ کے

کے تمام دروازوں کو بند نہ کر لیتا تھا۔ اس رات میں نے تمام دروازوں کو بند کر دیا لیکن ایک دروازہ مجھ سے بند نہ ہو سکا میں نے اپنے تمام مزدوروں اور وہاں موجود تمام آدمیوں کو بلایا۔ ہم سب نے مل کر اس دروازے کو بند کرنے کی کوشش کی لیکن ہم اسے ہلا بھی نہ سکے ہمیں ایسا محسوس ہو رہا تھا گویا کہ ہم ایک پہاڑ کو اپنی جگہ سے ہلانے کی کوشش کر رہے ہیں۔ میں نے مستریوں کو بلوایا انہوں نے دروازے کو دیکھ کر کہا اس دروازے پر تمام عمارت کا بوجھ ہے ہم اس وقت تو اس کو حرکت بھی نہیں دے سکتے البتہ صبح کو دیکھیں گے کہ اس کو کیسے درست کرنا ہے۔ میں وہ دروازہ کھلا چھوڑ کر واپس آیا جب صبح ہوئی میں مسجد گیا تو میں نے دیکھا کہ دروازے کے ساتھ والے کونے میں موجود پتھر میں سوراخ ہوا ہے وہاں کسی سواری کے باندھنے کے بھی اثرات موجود ہیں میں نے اپنے ساتھیوں سے کہا۔ آج رات ہمارا دروازہ کسی نبی کے لئے ہی کھلا چھوڑا گیا ہے انہوں نے یقیناً ہماری اس مسجد میں نماز ادا فرمائی ہے یہ سن کر قیصر روم نے کہا۔ اے قومِ روم! کیا تم نہیں جانتے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور قیامت کے درمیان ایک نبی مبعوث ہوں گے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اس نبی کی بشارت دی ہے یقیناً یہ وہی نبی ہیں جن کی بشارت حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے دی ہے اس کی دعوت پر لبیک کہو لیکن جب اس قیصر روم نے اپنی قوم کی نفرت اور عداوت کو دیکھا تو اس نے کہا:

''اے میری قوم! یہ تمہارا بادشاہ تو تمہیں آزما رہا تھا۔ تمہارے دین کی مضبوطی اور پختگی کو دیکھ رہا تھا تم اسے برا بھلا کہو اس سے دشنام طرازی کرو وہ تمہارے سامنے موجود ہے۔'' بادشاہ کے یہ الفاظ سن کر پوری قوم نے اس کو سجدہ کیا۔

حضرت ابولیلیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کردہ حدیث

الطبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے اوسط میں اور ابن مردویہ رحمۃ اللہ علیہ نے محمد بن عبدالرحمٰن رحمۃ اللہ علیہ کی سند سے حضرت ابولیلیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام براق لے کر بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئے۔ حضور ﷺ کو براق پر سوار کیا۔ وہ براق سفر پر روانہ ہوا جب براق کسی گہرائی میں اترتا تو اپنے بازو کو لمبا کر لیتا اپنی ٹانگوں کو سمیٹ لیتا حتیٰ کہ اس کے بازو اور ٹانگیں برابر ہو جاتے تھے اور جب وہ بلند جگہ پر پہنچتا تو اپنے بازوؤں کو سمیٹ لیتا اور اپنی ٹانگوں کو لمبا کر لیتا حتیٰ کہ وہ دونوں برابر ہو جاتے۔ کچھ دیر کے بعد ایک شخص آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دائیں طرف نمودار ہوا اس نے کہا اے محمد! صلی اللہ علیک وسلم میرے پاس آئیں اے محمد! صلی اللہ علیک وسلم میرے پاس آئیں حضرت جبرائیل علیہ السلام نے حضور اکرم ﷺ سے عرض کی کہ آپ ﷺ اپنے سفر کو جاری رکھیں اور کسی بھی شخص سے کلام نہ فرمائیں۔ کچھ دیر بعد آپ ﷺ کے بائیں طرف ایک شخص ظاہر ہوا۔ اس نے بھی یہی کہا اے محمد! صلی اللہ علیک وسلم میرے پاس آئیں۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام سے عرض کی کہ آپ کسی طرف بھی التفات نہ فرمائیں اپنے سفر پر رواں دواں رہیں۔ کچھ وقت گزرنے کے بعد حضور اکرم ﷺ کے سامنے ایک حسین وجمیل عورت آئی۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے حضور اکرم ﷺ سے پوچھا کہ کیا آپ ﷺ اس شخص کو جانتے ہیں جس نے آپ کو دائیں طرف سے پکارا تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا نہیں حضرت جبرائیل علیہ السلام نے عرض کی وہ یہودیوں کا داعی تھا آپ ﷺ کو اپنے دین کی

نہیں رکھتا تھا اس کے باوجود وہ مزید لکڑیاں جمع کر رہا تھا۔ حضور اکرم، شفیع معظم ﷺ نے پوچھا اے جبرائیل! یہ کون ہے؟ انہوں نے عرض کی کہ یہ آپ ﷺ کی امت کا وہ شخص ہے جس نے لوگوں کی اتنی زیادہ امانتیں لے رکھیں ہیں جن کو اٹھانے کی وہ سکت نہیں رکھتا لیکن اس کے باوجود وہ خواہش کرتا ہے کہ اس پر مزید امانات کا بوجھ لادا جائے۔

پھر آپ ﷺ کا گزر ایک ایسی قوم پر سے ہوا جن کی زبانوں اور ہونٹوں کو لوہے کی قینچیوں سے کاٹا جا رہا تھا۔ ان کے ہونٹ کٹ جانے کے بعد وہ دوبارہ اپنی پہلی حالت پر آ جاتے۔ ان کو یہ سزا مسلسل مل رہی تھی حضور اکرم ﷺ نے فرمایا یہ کون لوگ ہیں؟ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے کہا کہ یہ آپ ﷺ کی امت کے فتنہ انگیز خطیب ہیں۔

پھر آپ ﷺ کا گزر ایک چھوٹے سے پتھر پر سے ہوا جس میں ایک بڑا بیل پیدا ہوتا ہے پھر وہ بیل اس پتھر کے اندر جانا چاہتا ہے لیکن وہ واپس نہیں جا سکتا آپ ﷺ نے پوچھا یہ کیا ہے؟ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے جواب دیا یہ اس شخص کی مثال ہے جو ایک بری بات منہ سے نکال لیتا ہے پھر اس پر نادم ہو کر اس بری بات کو واپس منہ میں لے جانا چاہتا ہے لیکن وہ ایسا نہیں کر سکتا۔

پھر آپ ﷺ کا گزر ایک وادی پر سے ہوا جہاں سے مسحور کن مہک آ رہی تھی، مشک اذفر کی خوشبو آ رہی تھی آپ ﷺ نے ایک آواز کو سماعت فرمایا آپ ﷺ نے فرمایا اے جبرائیل! یہ کیا ہے؟ انہوں نے عرض کی یہ جنت کی آواز ہے۔ وہ بارگاہ ربوبیت میں عرض کر رہی ہے اے میرے رب! مجھے وہ چیز عطا فرما جس کا تو نے میرے ساتھ وعدہ کیا ہے۔ اسے پورا فرما کیونکہ میرے بالا خانے کثیر ہیں میرے پاس استبرق، حریر، سندس، عبقری، موتی، سونا اور چاندی کثیر مقدار میں ہیں میرے پاس بہت زیادہ گلاس، پیالے، کوزے، اور طشتریاں ہیں۔ میرے پاس مرکب، شہد، پانی، شراب اور دودھ کی وافر مقدار موجود ہے اے مولا! تو نے جو میرے ساتھ وعدہ کیا ہے اسے پورا فرما۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے میں نے تیرے لئے ہر مؤمن اور مومنہ کو، ہر مسلم اور مسلمہ کو مختص کر دیا ہے۔ جنت نے کہا مولا! اب میں راضی ہوں۔

پھر آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام ایک اور وادی کے پاس سے گزرے آپ ﷺ کو ایک کریہہ آواز سنائی دی آپ ﷺ نے وہاں اذیت ناک بدبو محسوس کی آپ ﷺ نے حضرت جبرائیل علیہ السلام سے استفسار کیا کہ یہ کیا چیز ہے؟ انہوں نے عرض کی کہ یہ جہنم کی آواز ہے وہ بارگاہ صمدیت میں عرض کر رہی ہے کہ اے مولا! مجھے وہ چیز عطا فرما جس کا تو نے میرے ساتھ وعدہ کیا تھا۔ میری زنجیریں، میرے طوق، میری آگ اور میرے شعلے بہت زیادہ ہو گئے ہیں۔ میرا گرم پانی، پیپ اور عذاب کثیر ہو گئے ہیں۔ میری گہرائی بہت زیادہ ہو گئی ہے، میری گرمی سخت ہو گئی ہے، میرے ساتھ تو نے جو وعدہ کیا تھا اس کو پورا فرما۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے ہر مشرک اور مشرکہ، ہر کافر اور کافرہ تیرا ایندھن ہیں ہر خبیث اور خبیثہ کو میں تجھ میں پھینکوں گا ہر اس متکبر کو میں تیرے حوالے کروں گا جو قیامت پر ایمان نہیں رکھتا جہنم نے کہا ہے مولا! میں راضی ہو گئی۔

آقائے دو عالم ﷺ کا سفر رواں دواں رہا حتیٰ کہ بیت المقدس آ گیا۔ آپ ﷺ براق سے نیچے تشریف لے آئے ایک چٹان کے ساتھ براق کو باندھا اور آپ ﷺ بیت المقدس کے اندر تشریف لے گئے اور ملائکہ کے ساتھ نماز ادا فرمائی

بطن مبارک کوشق کیا تین مرتبہ آب زمزم سے دھویا گیا۔آپ ﷺ کے سینہ اقدس کو پاک صاف کردیا گیا۔اسے کھول دیا گیا حضرت جبرائیل علیہ السلام نے آپ کے سینہ مبارک میں حلم، علم، ایمان، یقین اور اسلام بھر دیا۔آپ ﷺ کے کندھوں کے مابین خاتم نبوت سے مہر لگائی۔آپ ﷺ کے پاس براق لایا گیا وہ تاحد نظر قدم اٹھاتا تھا حضور ﷺ سفر پر روانہ ہوئے آپ ﷺ کے ساتھ حضرت جبرائیل امین تھے۔کچھ وقت گزرنے کے بعد حضور اکرم ﷺ کا گزر ایسی قوم پر سے ہوا جو ایک دن اپنی کھیتی بوتے تھے اور اسی دن اسے کاٹ لیتے تھے جب وہ کاٹ لیتے تو پھر وہ کھیتی ایسے ہو جاتی جیسا کہ کاٹنے سے قبل تھی آپ ﷺ نے حضرت جبرائیل علیہ السلام سے پوچھا یہ کیا ہے؟ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے عرض کی یہ اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والے لوگ ہیں ان کی نیکی کو سات سو گنا تک زیادہ کیا جاتا ہے یہ لوگ جو کچھ خرچ کرتے ہیں اللہ انہیں اس کا نعم البدل عطا فرماتا ہے۔

پھر آپ ﷺ ایک ایسی بدنصیب قوم کے پاس سے گزرے جن کے سر پتھر سے پھوڑے جاتے تھے جب وہ کچلے جاتے تو وہ پھر اپنی پہلی حالت میں آجاتے تھے۔اس پر یہ سزا لگاتار جاری تھی۔حضور ﷺ نے پوچھا یہ کون لوگ ہیں؟ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے عرض کی کہ یہ وہ لوگ ہیں جو فرض نماز سے اعراض کرتے ہیں۔

پھر آپ ﷺ کا گزر ایک ایسی قوم پر ہوا جس کی شرم گاہوں پر آگے پیچھے چیتھڑے لپٹے ہوئے تھے وہ مویشیوں کی طرح چر رہے تھے۔وہ کانٹے، زقوم اور جہنم کے پتھر کھا رہے تھے آپ ﷺ نے حضرت جبرائیل علیہ السلام سے پوچھا کہ یہ کون لوگ ہیں؟ انہوں نے کہا یہ وہ لوگ ہیں جو اپنے مال کی زکوٰۃ ادا نہیں کرتے تھے۔ان پر اللہ تعالیٰ نے ظلم نہیں کیا اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر ظلم کرنے والا نہیں ہے۔

پھر آپ ﷺ کا گزر ایک ایسی قوم پر سے ہوا جن کے سامنے ایک نفیس ہنڈیا رکھی ہوئی تھی اس میں عمدہ گوشت تھا۔ایک دوسری ہنڈیا میں کچا بدبودار گوشت رکھا ہوا تھا۔وہ لوگ پکے ہوئے عمدہ گوشت کو چھوڑ کر کچے بدبودار گوشت کو کھا رہے تھے۔ آپ ﷺ نے پوچھا اے جبرائیل! یہ کون لوگ ہیں حضرت جبرائیل امین نے عرض کی کہ یہ آپ ﷺ کی امت کے وہ لوگ ہیں جن کے پاس طیب، حلال اور پاکیزہ بیویاں ہوتی ہیں پھر بھی وہ مرد خبیث اور ناپاک عورتوں کے پاس شب بسری کے لئے جاتے ہیں اور ساری رات وہاں فعل شنیع میں مشغول رہتے ہیں اسی طرح یہ وہ عورتیں ہیں جن کے پاس اپنے حلال اور پاکیزہ خاوند ہوتے ہیں لیکن وہ انہیں چھوڑ کر ناپاک اور خبیث مردوں کے پاس رات گزارتی ہیں اور صبح تک انہیں کے پاس رہتی ہیں۔

پھر آپ ﷺ کا گزر ایسی پنجہ نما لکڑی کے پاس سے ہوا جس کے ساتھ جو بھی کپڑا لگتا وہ اسے پھاڑ دیتی۔جو بھی چیز اس کے پاس سے گزرتی وہ اسے چیر دیتی آپ ﷺ نے حضرت جبرائیل علیہ السلام سے پوچھا کہ یہ کیا ہے؟ انہوں نے عرض کی کہ یہ آپ ﷺ کی امت میں سے ان لوگوں کی مثال ہے جو گزرگاہوں پر بیٹھ جاتے ہیں اور راہ گیروں کا مذاق اڑاتے ہیں۔

پھر آپ ﷺ کا گزر ایک ایسے شخص پر سے ہوا جس نے اتنی زیادہ لکڑیوں کو جمع کر رکھا تھا جنہیں اٹھانے کی وہ طاقت

ہے جس نے مجھے رحمۃ للعالمین بنا کر بھیجا، مجھے تمام لوگوں کے لئے بشیر اور نذیر بنایا۔ مجھ پر فرقان نازل کیا جس میں ہر چیز کا بیان ہے میری امت کو تمام اُمم سے بہترین امت بنایا۔ اسے لوگوں کے لئے پیدا کیا میری امت کو امت عادلہ بنایا۔ میری امت کو اول اور آخر بنایا میرے سینے کو کھولا۔ مجھ سے میرا بوجھ کم کیا، میرے ذکر کو بلند کیا، مجھے فاتح اور خاتم بنایا۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا ''انہی بلند اوصاف اور عمدہ خصائل کی وجہ سے محمد عربی ﷺ کو تم پر فضیلت دی گئی ہے۔''

اس کے بعد حضور اکرم ﷺ کے پاس تین برتن لائے گئے ان کے منہ ڈھانپے ہوئے تھے پہلے ایک برتن آپ ﷺ کو پیش کیا گیا جس میں پانی تھا آپ ﷺ سے عرض کی گئی کہ پانی نوش فرمائیں۔ آپ ﷺ نے تھوڑا سا پانی پی لیا۔ پھر آپ ﷺ کو دوسرا برتن پیش کیا گیا جس میں دودھ تھا۔ آپ ﷺ سے اسے پینے کے لئے عرض کی گئی آپ ﷺ نے خوب سیر ہو کر دودھ کو پیا۔ پھر آپ ﷺ کو تیسرا برتن پیش کیا گیا اس میں شراب تھی۔ جب آپ ﷺ کو پینے کے لئے کہا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا میں خوب سیر ہو چکا ہوں میں شراب نہیں پینا چاہتا۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے عرض کی کہ شراب عنقریب آپ ﷺ کی امت پر حرام کر دی جائے گی اگر آپ ﷺ شراب پی لیتے تو بہت کم لوگ آپ ﷺ کی اتباع کرتے۔

پھر آپ ﷺ کو آسمان کی طرف لے جایا گیا۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے دروازہ کھولنے کے لئے کہا ان سے پوچھا گیا اے جبرائیل! آپ کے ساتھ یہ کون ہیں؟ انہوں نے کہا یہ محمد عربی ﷺ ہیں پھر پوچھا گیا کہ کیا انہیں دعوت دے کر بلایا گیا ہے حضرت جبرائیل علیہ السلام نے کہا ہاں انہیں دعوت دے کر بلایا گیا ہے۔ انہوں نے کہا ایک بھائی اور ایک خلیفہ کی طرف سے اللہ تعالیٰ ان پر سلام نازل فرمائے۔ یہ کتنے عمدہ بھائی اور کتنے اچھے خلیفہ ہیں۔ ہمارے لئے دروازہ کھولا گیا وہاں ایک شخص تشریف فرما تھے جو تخلیق کی رو سے بالکل مکمل تھے ان میں کوئی عیب نہیں تھا۔ ان کے دائیں طرف ایک دروازہ تھا جس سے بڑی عمدہ اور نفیس خوشبو آ رہی تھی ان کے بائیں طرف ایک دروازہ تھا جس سے گندی بدبو آ رہی تھی جب وہ اپنے دائیں طرف والے دروازے کو دیکھتے تو وہ خوش ہوتے اور مسکراتے لیکن جب وہ اپنے بائیں طرف والے دروازے کو دیکھتے تو روتے اور غمگین ہوتے میں نے حضرت جبرائیل علیہ السلام سے پوچھا اے جبرائیل! یہ کون ہیں؟ انہوں نے کہا یہ آپ کے باپ حضرت آدم علیہ السلام ہیں یہ دروازہ جو ان کی دائیں طرف ہے وہ جنت کا دروازہ ہے جب وہ اپنی جنتی اولاد کو دیکھتے ہیں تو خوش ہوتے ہیں مسکراتے ہیں وہ دروازہ جو ان کے بائیں طرف ہے جہنم کا دروازہ ہے جب وہ اپنی اولاد میں سے اہل جہنم کو دیکھتے ہیں تو غمگین ہو کر رونا شروع کر دیتے ہیں۔

پھر جبرائیل علیہ السلام حضور اکرم ﷺ کو دوسرے آسمان پر لے گئے انہوں نے دروازہ کھولنے کے لئے کہا انہوں نے سوال کیا کہ آپ کے ساتھ کون ہیں؟ انہوں نے کہا میرے ساتھ محمد مصطفیٰ ﷺ ہیں انہوں سے پوچھا کیا انہیں دعوت دی گئی ہے؟ انہوں نے کہا ہاں انہیں مدعو کیا گیا ہے۔ انہوں نے کہا اللہ تعالیٰ ایک بھائی اور ایک خلیفہ کی طرف سے ان پر اپنی سلامتی نازل فرمائے آنے والے کتنی عظیم خوبیوں کے مالک ہیں۔ وہ کتنے عمدہ بھائی کتنے بڑے خلیفہ ہیں انہوں نے دروازہ کھولا

نماز کے بعد ملائکہ نے کہا اے جبرائیل! یہ آپ کے ساتھ کون ہیں؟ انہوں نے کہا یہ محمد عربی ﷺ ہیں۔ انہوں نے کہا کہ کیا انہیں دعوت دی گئی ہے۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے کہا ہاں انہیں پیغام دے کر بلایا گیا ہے انہوں نے کہا بھائی کی طرف سے اور خلیفہ کی طرف سے اللہ تعالیٰ ان پر سلامتی نازل فرمائے۔ یہ کتنے اچھے بھائی ہیں، کتنے عمدہ خلیفہ ہیں اور کتنی عمدہ خصوصیات کے مالک ہیں پھر حضور ﷺ نے انبیائے کرام علیہم السلام کے ارواح مبارکہ سے ملاقات کی انہوں نے اپنے رب کی حمد وثنا بیان کی۔

حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام نے کہا: ''تمام حمد وستائش اسی معبود برحق کے لئے ہے جس نے مجھے اپنا خلیل بنایا مجھے عظیم ملک عطا فرمایا۔ مجھے اپنا مطیع اور کائنات کا امام بنایا۔ مجھے آگ سے بچا کر اس کو مجھ پر گلزار بنا دیا۔

پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنے مولا کی یوں تعریف کی: ''تمام تعریفیں اللہ کے لئے ہیں جس نے میرے ساتھ کلام فرمایا، آل فرعون کو ہلاک کیا، بنی اسرائیل کو میرے ہاتھ سے نجات عطا فرمائی اور میری امت کو ایسی قوم بنایا جو حق کی طرف راہ نمائی کرتے ہیں اور اس کے ساتھ عدل کرتے ہیں۔''

پھر حضرت داؤد علیہ السلام اللہ کی حمد میں یوں رطب اللسان ہوئے: ''تمام تعریفیں اللہ کے لئے ہیں۔ جس نے مجھے عظیم ملک عطا فرمایا۔ مجھے زبور سکھائی، میرے لئے لوہے کو نرم کیا، میرے لئے پہاڑوں کو مسخر کیا، پرندے کو میرے ساتھ اپنی تعریف کے نغمے آلاپنے کی توفیق دی، مجھے حکمت عطا فرمائی اور صاف گوئی پر قدرت عطا فرمائی۔''

پھر حضرت سلیمان علیہ السلام اپنے رب کی تعریف میں یوں گویا ہوئے: ''ہر قسم کی تعریف اللہ کے لئے ہے جس نے میرے لئے ہواؤں کو مسخر کیا۔ شیاطین پر مجھے تسلط عطا فرمایا میں جو کچھ چاہتا ہوں وہ کرتے ہیں وہ میرے لئے عمارات تصاویر اور مضبوط دیگیں بناتے ہیں۔ مجھے پرندوں کی بولی کا علم سکھایا، اپنے فضل وکرم سے مجھ کو ہر چیز عطا فرمائی میرے لئے جن وانس اور شیاطین کے لشکروں کو مسخر کیا مجھے اپنے بہت سے مؤمن بندوں پر فضیلت عطا فرمائی اور مجھے اتنا عظیم ملک عطا فرمایا کہ میرے بعد کسی اور کو اتنا عظیم ملک نہ دیا گیا۔ میری سلطنت کو طیب اور مبارک فرمایا اس کے بارے میں مجھ سے کوئی حساب وکتاب نہیں ہوگا۔''

پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام اپنے رب کی تعریف میں یوں مدح خواں ہوئے: ''تمام حمد وثناء اللہ کے لئے ہے جس نے مجھے اپنا کلمہ بنایا، مجھے تخلیق میں حضرت آدم علیہ السلام کے مشابہ بنایا، اللہ تعالیٰ نے انہیں مٹی سے بنایا پھر کہا ہو جا پس وہ ہو گئے، مجھے کتاب، حکمت، تورات اور انجیل کی تعلیم دی۔ مجھے یہ توفیق دی کہ میں مٹی سے پرندوں کی صورتیں بناتا پھر میں اس میں پھونک مارتا تو وہ اللہ کے حکم سے پرندہ بن جاتا، مجھے مادر زاد اندھوں اور کوڑھیوں کو تندرست کرنے کی توفیق دی۔ میں مردوں کو زندہ کیا کرتا تھا، مجھے آسمانوں پر بلند فرمایا، مجھے پاک صاف کیا مجھے اور میری والدہ محترمہ کو شیطان مردود سے پناہ دی ہم پر شیطان کا کوئی بس نہیں چلتا۔''

پھر سرور کائنات، تاجدار مدینہ، خاتم النبیین ﷺ نے اپنے رب کی یوں مدح خوانی کی: ''تمام حمد وستائش اللہ کے لئے

ہیں۔ جب دروازہ کھولا گیا حضور ﷺ اندر تشریف لے گئے تو انہوں نے وہاں ایک شخص کو تشریف فرما دیکھا جب حضور اکرم ﷺ ان کے پاس سے گزرے تو انہوں نے رونا شروع کر دیا حضور ﷺ نے حضرت جبرائیل علیہ السلام سے پوچھا کہ یہ کون ہیں؟ انہوں نے کہا یہ حضرت موسیٰ کلیم اللہ علیہ السلام ہیں۔ حضور ﷺ نے استفسار فرمایا وہ رو کیوں رہے ہیں؟ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے کہا وہ کہتے ہیں کہ بنی اسرائیل سمجھتے ہیں کہ میں بارگاہ ربوبیت میں سب سے زیادہ معزز ہوں لیکن یہ نبی مکرم ﷺ جو میرے بعد دنیا میں تشریف لے گئے میں ان سے پہلے دنیا میں گیا تھا اللہ کے ہاں مجھ سے زیادہ معزز ہیں۔ اگر صرف یہ اکیلے ہی مجھ سے معزز ہوتے تو کوئی بات نہ تھی لیکن آپ ﷺ کی امت بھی میری امت سے زیادہ محترم ہے پھر حضور ﷺ کو ساتویں آسمان پر لے جایا گیا حضرت جبرائیل علیہ السلام نے دروازہ کھولنے کے لئے کہا ان سے سوال کیا گیا کہ آپ کے ساتھ کون ہیں؟ انہوں نے کہا میرے ساتھ محمد عربی ﷺ ہیں۔ ان سے پوچھا گیا کہ کیا انہیں مدعو کیا گیا ہے انہوں نے کہا ہاں انہیں دعوت دے کر بلایا گیا ہے۔ انہوں نے کہا ایک بھائی کی طرف سے اور ایک خلیفہ کی طرف سے اللہ تعالیٰ ان پر اپنی رحمتیں نازل فرمائے۔ آنے والے کتنے عمدہ شمائل کے مالک ہیں۔ وہ کتنے اچھے بھائی اور کتنے اچھے خلیفہ ہیں۔ دروازہ کھولا گیا حضور ﷺ اندر تشریف لے گئے۔ وہاں ایک شخص تشریف فرما تھے جن کے کچھ بال کالے اور کچھ سفید تھے۔ وہ جنت کے دروازے میں کرسی پر تشریف فرما تھے ان کے پاس کچھ لوگ ایسے بیٹھے ہوئے تھے جو کاغذ کی طرح سفید تھے اور کچھ لوگ ایسے تھے جن کے رنگت کی سفیدی میں کچھ فرق تھا (وہ پوری طرح سفید نہ تھے) وہ لوگ جن کی رنگت میں کچھ فرق تھا وہ اٹھے اور ایک نہر میں داخل ہو کر غسل کرنے لگے جب وہ باہر نکلے تو ان کی رنگت میں کچھ فرق آ گیا تھا پھر انہوں نے دوسری نہر میں غسل کیا جب وہ باہر آئے تو ان کا رنگ مزید نکھر چکا تھا۔ پھر انہوں نے ایک اور نہر میں غسل کیا جب وہ باہر آئے تو ان کے رنگ بھی اپنے بھائیوں کی طرح سفید ہو چکے تھے۔ وہ واپس آ کر اپنے بھائیوں میں بیٹھ گئے۔ حضور ﷺ نے حضرت جبرائیل علیہ السلام سے پوچھا کہ وہ شخص جن کے آدھے بال سفید اور آدھے بال کالے ہیں کون ہیں؟ وہ نورانی چہروں والے لوگ ہیں وہ لوگ جن کے چہروں کی نورانیت میں کچھ نقص تھا وہ کون ہیں؟ اور جن نہروں میں جا کر انہوں نے غسل کیا ہے وہ کون سی نہریں ہیں؟ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے کہا وہ آپ ﷺ کے باپ حضرت ابراہیم علیہ السلام ہیں۔ آپ علیہ السلام سب سے پہلے وہ آدمی ہیں جن کے بال زمین پر سفید ہوئے تھے۔ نورانی چہروں والے لوگ وہ ہیں جنہوں نے اپنے ایمان کو کسی ظلم کے ساتھ نہیں ملایا اور وہ لوگ جن کے چہروں کی نورایت میں فرق تھا وہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے کچھ اچھے اعمال کئے اور کچھ برے اعمال کئے لیکن انہوں نے توبہ کر لی اور اللہ نے ان کی توبہ کو قبول فرما لیا۔ ان نہروں میں سے پہلی اللہ کی رحمت کی نہر تھی دوسری اللہ کی نعمتوں کی نہر تھی اور تیسری مرتبہ اللہ تعالیٰ نے انہیں شراب طہور پلائی۔

پھر آقا دو جہاں ﷺ سدرۃ المنتہیٰ پر جا کر رک گئے۔ آپ ﷺ سے عرض کی گئی کہ یہ مقام سدرۃ ہے ہر مخلوق یہاں آ کر رک جاتی ہے سوائے آپ ﷺ کی امت کے ان لوگوں کے جو آپ ﷺ کی سنت پر عمل پیرا ہیں۔ وہ ایک درخت تھا جس کی جڑ سے کچھ نہریں جاری تھی ان نہروں میں سے کچھ پانی کی نہریں تھیں جن کا رنگ اور ذائقہ تبدیل ہونے والا نہیں۔

حضور اکرم ﷺ اندر تشریف لے گئے وہاں ایک شخص تشریف فرما تھے جو حسن میں لوگوں پر اتنی فوقیت رکھتے تھے جس طرح ماہ چہاردہم کو اکب آسمانی پر فوقیت رکھتا ہے حضور ﷺ نے حضرت جبرائیل علیہ السلام سے پوچھا اے جبرائیل! یہ پیکر حسن و جمال کون ہیں؟ انہوں نے فرمایا یہ آپ ﷺ کے بھائی حضرت یوسف علیہ السلام ہیں پھر حضور اکرم ﷺ کو تیسرے آسمان پر لے جایا گیا۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے دروازہ کھولنے کے لئے کہا ان سے کہا گیا اے جبرائیل یہ کون ہیں؟ انہوں نے کہا یہ محمد مصطفیٰ ﷺ ہیں انہوں نے پوچھا کیا انہیں پیغام دے کر بھیجا گیا ہے۔ انہوں نے کہا ہاں انہیں دعوت دے کر بلایا گیا ہے۔ انہوں نے کہا ایک بھائی کی طرف سے اور ایک خلیفہ کی طرف سے اللہ تعالیٰ ان پر رحمتیں نازل فرمائے۔ وہ کتنے عمدہ بھائی کتنے اچھے خلیفہ اور کتنے بہترین آنے والے ہیں انہوں نے دروازہ کھولا جب آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام اندر تشریف لے گئے تو وہاں دو خالہ زاد بھائی حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام اور حضرت یحییٰ بن زکریا علیہما السلام تشریف فرما تھے۔ حضور ﷺ نے پوچھا اے جبرائیل! یہ کون ہیں؟ انہوں نے عرض کی یہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت یحییٰ علیہ السلام ہیں۔

پھر آپ ﷺ کو چوتھے آسمان پر لے جایا گیا۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے دروازہ کھولنے کے لئے کہا ان سے پوچھا گیا کہ آپ کے ساتھ کون ہیں؟ انہوں نے کہا میرے ساتھ محمد عربی ﷺ ہیں انہوں نے کہا کیا انہیں دعوت دے کر بلایا گیا ہے۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے جواب دیا ہاں انہیں مدعو کیا گیا ہے انہوں نے کہا اللہ رب العزت ایک بھائی اور ایک خلیفہ کی طرف سے ان پر رحمتیں نازل فرمائے آنے والے کتنی عظیم صلاحیتوں کے مالک، کتنے اچھے بھائی اور کتنے عمدہ خلیفہ ہیں دروازہ کھولا گیا حضور اکرم ﷺ اندر تشریف لے گئے وہاں ایک شخص تشریف فرما تھے حضور مکرم ﷺ نے پوچھا اے جبرائیل! یہ کون ہیں؟ انہوں نے عرض کی یہ حضرت ادریس علیہ السلام ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے بلند مقام پر رفعت عطا فرمائی ہے۔ پھر آپ ﷺ کو پانچویں آسمان پر لے جایا گیا حضرت جبرائیل علیہ السلام نے دروازہ کھولنے کے لئے کہا ان سے پوچھا گیا کہ آپ کے ساتھ کون ہیں؟ انہوں نے کہا میرے ساتھ حضرت محمد عربی ﷺ ہیں۔ ان سے پوچھا گیا کہ کیا انہیں دعوت دی گئی ہے انہوں نے جواب دیا ہاں انہیں دعوت دی گئی ہے انہوں نے کہا ایک بھائی اور ایک خلیفہ کی طرف سے اللہ تعالیٰ ان پر سلام اور برکات نازل فرمائے وہ آنے والے کتنی عظیم خوبیوں کے مالک ہیں وہ کتنے عظیم خلیفہ اور کتنے عمدہ بھائی ہیں جب دروازہ کھولا گیا تو حضور ﷺ اندر تشریف لے گئے۔ آپ ﷺ نے دیکھا کہ اندر ایک آدمی تشریف فرما ہیں ان کے اردگرد کچھ لوگ ہیں جو ان سے محو کلام ہیں۔ حضور ﷺ نے پوچھا یہ کون ہیں؟ اور ان کے اردگرد کون لوگ ہیں؟ انہوں نے عرض کی کہ یہ حضرت ہارون علیہ السلام ہیں جو اپنی قوم میں بڑے محبوب ہیں اور یہ ان کی قوم بنی اسرائیل ہے۔ پھر آپ ﷺ کو چھٹے آسمان پر لے جایا گیا۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے دروازہ کھولنے کے لئے کہا ان سے پوچھا گیا کہ آپ کے ساتھ کون ہیں انہوں نے کہا میرے ساتھ محمد رسول اللہ ﷺ ہیں انہوں نے پوچھا کیا انہیں دعوت دے کر بلایا گیا ہے۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے کہا ہاں انہیں دعوت دے کر بلایا گیا ہے۔ انہوں نے کہا ایک خلیفہ اور ایک بھائی کی طرف سے اللہ تعالیٰ ان پر رحمت نازل فرمائے۔ وہ آنے والے کتنے عمدہ خصائل کے مالک ہیں کتنے بہترین بھائی اور کتنے عمدہ خلیفہ

میری امت پیش کی کوئی تابع (امام) اور متبوع (رعایا) مجھ سے پوشیدہ نہ رہا، میں نے اپنی قوم کو دیکھا کہ وہ ایسی قوم پر حملہ آور ہو رہی ہے جو بالوں کے جوتے پہنتے ہیں میں نے اپنی امت کو دیکھا کہ وہ ایسے لوگوں پر لشکر کشی کر رہے ہیں جن کے چہرے بہت بڑے بڑے ہیں لیکن ان کی آنکھیں بہت چھوٹی ہیں گویا کہ ان کی آنکھوں میں سوئی سے سوراخ کئے گئے تھے۔ ہر وہ قوم جس سے میری امت میرے بعد ملاقات کرے گی وہ مجھے دکھائی گئی مجھے پچاس نمازوں کا حکم دیا گیا۔

جب حضور ﷺ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس سے گزرے تو انہوں نے حضور ﷺ سے پوچھا آپ کو کس چیز کا حکم دیا گیا ہے؟ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا مجھے پچاس نمازیں پڑھنے کا حکم دیا گیا ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے حضور اکرم ﷺ سے کہا کہ اپنے رب کے پاس جائیں اور نمازوں میں تخفیف کا سوال کریں۔ بلاشبہ آپ کی امت تمام امتوں سے کمزور ہے میں نے بنی اسرائیل کو بہت زیادہ آزمایا ہے حضور اکرم ﷺ حریم ناز میں آئے اور تخفیف کا سوال کیا۔ آپ ﷺ سے دس نمازیں کم کردی گئیں حضور ﷺ حریم ناز اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کے مابین چکر لگاتے رہے حتیٰ کہ نمازوں کی تعداد صرف پانچ رہ گئی حضرت کلیم اللہ علیہ السلام نے آپ ﷺ کو کہا کہ اپنے رب کے جائیں اور مزید تخفیف کا سوال کریں آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا میں حریم قدس میں اتنی مرتبہ تخفیف کے لئے گیا ہوں اب مجھے وہاں جاتے ہوئے شرم آتی ہے اب میں دوبارہ وہاں نہیں جاؤں گا۔ ہاتف غیبی آئی آپ ﷺ نے پانچ نمازوں کے فرض ہونے پر صبر کا اظہار کیا ہے یہ نمازیں اگرچہ پانچ ہیں لیکن ان کا ثواب پچاس نمازوں جتنا ہوگا۔ ہر نیکی کا اجر دس گنا ہے۔ حضور ﷺ اپنے رب سے راضی ہو گئے۔ جب حضور ﷺ معراج پر تشریف لے گئے تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے سب سے زیادہ شدت کا مظاہرہ کیا اور جب آپ ﷺ معراج سے واپس تشریف لا رہے تھے تو ان کا وجود مسعود سب سے زیادہ بھلائی کا سبب بنا۔

امام بخاری اور امام مسلم رحمۃ اللہ علیہما نے حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سند سے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ میں نے شب معراج حضرت موسیٰ علیہ السلام سے ملاقات کی وہ ایک سیماب فطرت انسان تھے۔

میں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے بھی ملاقات کی ان کا قد درمیانہ تھا ایسے محسوس ہوتا تھا گویا کہ وہ ابھی حمام سے نکل کر آئے ہیں۔ میں نے حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کو بھی دیکھا ان کا حلیہ مبارک میرے ساتھ بہت مشابہت رکھتا ہے میرے پاس دو برتن لائے گئے ایک میں دودھ تھا جبکہ دوسرے میں شراب تھی مجھے سے کہا گیا جس برتن کو آپ پسند فرمائیں آپ اختیار کر سکتے ہیں۔ میں نے دودھ والے برتن کو لیا اور دودھ پی لیا مجھ سے کہا گیا کہ آپ ﷺ نے فطرت کو حاصل کیا ہے اگر آپ ﷺ شراب کو اختیار فرماتے تو آپ ﷺ کی امت گمراہ ہو جاتی۔

امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابوسلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سند سے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا میں نے اپنے آپ کو دیکھا کہ میں حجر اسود کے پاس تھا قریش نے مجھ سے میرے سفر کے بارے میں سوالات کئے۔ انہوں نے مجھ سے بعض ایسی چیزوں کے بارے میں سوال کئے جو مجھے فراموش ہو چکی تھیں جتنا مجھ پر یہ

کچھ دودھ کی نہریں تھیں جن کا ذائقہ متغیر ہونے والانہیں کچھ شراب کی نہریں تھیں جو پینے والوں کے لئے سراپالذت ہے اور کچھ ایسے شہد کی نہریں تھیں جو پاک اور صاف تھا۔

سدرۃ ایک ایسا درخت تھا جس کے سائے میں اگر ایک سوستر سال بھی چلتا رہتا تو اس کے سائے کو طے نہ کرسکتا۔ اس کا ایک پتا اتنا بڑا تھا جو ایک امت کو ڈھانپ سکتا تھا اس کو اللہ تعالیٰ کے نور نے ڈھانپ لیا ملائکہ نے بھی اسے اس طرح ڈھانپ لیا جس طرح پرندے درخت کو ڈھانپ لیتے ہیں اللہ تعالیٰ وہاں آپ ﷺ سے ہمکلام ہوئے اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ سے فرمایا مجھ سے مانگو۔ حضور ﷺ نے عرض کی اے میرے رب! تو نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اپنا خلیل بنایا ہے انہیں ایک ملک عظیم عطا فرمایا ہے۔ تو نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ کلام کیا ہے، حضرت داؤد علیہ السلام کو تو نے ملک عظیم عطا فرمایا ان کے لئے لوہے کو نرم کیا ان کے لئے پہاڑوں کو مسخر کیا حضرت سلیمان علیہ السلام کو عظیم سلطنت عطا فرمائی، جن وانس اور شیاطین کو ان کے تابع بنایا ان کے لئے ہوا کو مسخر کیا اور انہیں اتنی بڑی سلطنت دی کہ ان کے بعد کسی شخص کو اتنی بڑی سلطنت عطا نہیں کی جائے گی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو تو نے تورات اور انجیل سکھائی انہیں یہ قدرت عطا فرمائی کہ وہ تیرے حکم سے مادرزاد اندھوں اور کوڑھیوں کو تندرست کر دیا کرتے تھے اور مردوں کو تیرے حکم سے زندہ کر دیا کرتے تھے ان کو اور ان کی والدہ محترمہ کو شیطان مردود سے پناہ دی شیطان کو ان پر کوئی قابو نہ تھا اللہ تعالیٰ نے حضور اکرم ﷺ کو فرمایا میں نے آپ کو اپنا حبیب بنایا ہے (تورات میں آپ کا نام حبیب الرحمان مکتوب تھا) میں نے آپ کو تمام بنی نوع انسان کے لئے بشیر اور نذیر بنا کر بھیجا ہے میں نے آپ کے لئے آپ کے سینہ اقدس کو کشادہ کر دیا میں نے آپ سے بوجھ کو کم کر دیا آپ کے ذکر کو آپ کے لئے بلند کیا جہاں میرا ذکر ہوگا وہاں آپ کا بھی ذکر ہوگا۔ آپ کی امت کو بہترین امت بنایا۔ انہیں اولین وآخرین بنایا۔ ہم آپ کی امت کے خطبہ کو اس وقت تک قبول نہیں کرتے جب تک وہ یہ گواہی نہ دیں کہ آپ میرے بندے اور رسول ہیں۔ میں نے آپ کی امت کو ایسے لوگ بنایا جن کے سینے انجیل کی طرح ہیں میں نے ان کو تمام انبیاء سے پہلے پیدا کیا اور سب کے بعد مبعوث کیا سب سے پہلے جس شخص کا فیصلہ ہوگا وہ آپ ہی ہیں میں نے آپ کو سورۃ فاتحہ عطا کی جو آپ سے پہلے کسی نبی کو عطا نہیں کی گئی میں نے آپ کو سورۃ البقرہ کے خواتیم عرش کے خزانے میں سے عطا کئے۔ یہ بھی آپ سے پہلے کسی نبی کو عنایت نہیں کئے گئے میں نے آپ کو کوثر عطا کی۔ میں نے آپ! صلی اللہ علیک وسلم کو آٹھ چیزیں عطا فرمائیں:

1۔ اسلام، 2۔ ہجرت، 3۔ جہاد، 4۔ نماز، 5۔ زکوٰۃ، 6۔ روزے، 7۔ امر بالمعروف، 8۔ نہی عن المنکر۔ میں نے آپ! صلی اللہ علیک وسلم کو فاتح اور خاتم بنایا۔

حضور اکرم ﷺ نے فرمایا ''اللہ تعالیٰ نے مجھے فضیلت عطا فرمائی ہے۔ مجھے رحمۃ للعالمین بنا کر بھیجا ہے مجھے تمام لوگوں کے لئے بشیر اور نذیر بنا کر بھیجا ہے۔ میرا دشمن ایک ماہ کی مسافت سے مجھ سے دور ہوتا ہے لیکن اس کے دل میں میرا رعب ڈال دیا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے میرے لئے مال غنیمت کو حلال کیا جبکہ مجھ سے قبل کسی نبی کے لئے بھی مال غنیمت حلال نہیں تھا۔ میرے لئے تمام روئے زمین کو مسجد اور پاکیزہ بنایا۔ مجھے فواتح الکلم، خواتیم الکلم اور جوامع الکلم عطا کئے گئے۔ مجھ پر

حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کریں گے۔ اسی وجہ سے انہیں ''صدیق'' کا نام دیا گیا ہے۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کردہ حدیث

ابن مردویہ، حاکم، امام بیہقی رحمہم اللہ تعالیٰ نے امام زہری رحمۃ اللہ علیہ کی سند سے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کیا ہے وہ فرماتی ہیں کہ جب سرور کائنات ﷺ کو مسجد اقصیٰ کی سیر کروائی گئی تو صبح کے وقت لوگوں نے اس عجیب واقعہ کے متعلق مختلف باتیں کرنا شروع کر دیں جس کی وجہ سے اہل ایمان میں سے کئی لوگ مرتد ہو گئے۔ لوگ دوڑ کر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس گئے اور کہا آپ کے ساتھی محمد عربی ﷺ یہ گمان کرتے ہیں کہ انہیں آج رات بیت المقدس کی سیر کرائی گئی ہے اور صبح سے پہلے وہ وہاں سے واپس مکہ معظمہ میں آگئے ہیں اس کے بارے میں آپ کی کیا رائے ہے؟ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا میں آپ ﷺ کے اس عجیب واقعہ کی تصدیق کرتا ہوں کیونکہ میں اس سے بھی زیادہ دور کی ان خبروں کی تصدیق کرتا ہوں جو صبح و شام آپ ﷺ ہمیں سناتے ہیں۔ اسی وجہ سے آپ کو ''صدیق'' کے دلنواز نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ ابن مردویہ رحمۃ اللہ علیہ نے ہشام کی سند سے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کیا ہے وہ فرماتی ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا جب مجھے آسمانوں کی سیر کرائی گئی تو حضرت جبرائیل علیہ السلام نے آذان دی ملائکہ نے سمجھا کہ شاید حضرت جبرائیل انہیں امامت کرائیں گے لیکن انہوں نے مجھے مصلیٰ امامت پر کھڑا کر دیا میں نے ملائکہ کو نماز پڑھائی۔

حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کردہ حدیث

ابن مردویہ رحمۃ اللہ علیہ نے یحییٰ رحمۃ اللہ علیہ کی سند سے حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا ہے وہ فرماتی ہیں کہ میں نے حضور ﷺ کو سنا آپ سدرۃ المنتہیٰ کے اوصاف بیان فرما رہے تھے آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا سدرۃ المنتہیٰ میں سونے کے بستر ہیں اس کے پھل مٹکوں کی طرح ہیں۔ اس کے پتے ہاتھی کے کانوں کی طرح ہیں میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم آپ نے وہاں کیا دیکھا آپ ﷺ نے فرمایا میں نے وہاں اپنے رب کو دیکھا۔

حضرت ام ہانی رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کردہ احادیث

ابن اسحاق اور ابن جریر رحمہما اللہ تعالیٰ نے حضرت ام ہانی رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کیا ہے وہ فرماتی ہیں کہ جب سیاح لامکاں ﷺ کو معراج ہوئی اس وقت آپ ﷺ میرے گھر میں تشریف فرما تھے آپ ﷺ نے عشاء کی نماز ادا کی پھر آپ استراحت فرما ہو گئے۔ ہم بھی سو گئے۔ جب آپ ﷺ نے صبح کی نماز ادا فرمائی۔ ہم نے بھی آپ کے ساتھ ہی نماز صبح ادا کی آپ ﷺ نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا۔ اے ام ہانی! میں نے تمہارے ساتھ عشاء کی نماز ادا کی جیسا کہ تو جانتی ہے۔ پھر میں بیت المقدس میں گیا وہاں میں نے نماز ادا کی اور پھر ابھی صبح کی نماز تمہارے ساتھ ادا کی ہے۔ جیسا کہ تجھے علم ہے۔

الطبرانی اور ابن مردویہ رحمہما اللہ تعالیٰ نے عبدالاعلیٰ بن ابی المساور کی سند سے حضرت ام ہانی رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کیا ہے وہ فرماتی ہیں کہ جس رات آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کو معراج ہوئی آپ ﷺ میرے گھر میں تشریف فرما تھے

معاملہ گراں گزرا اتنا کوئی اور مسئلہ مجھ پر گراں نہ گزرا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے بیت المقدس کو اٹھا کر میرے سامنے رکھ دیا میں اس کی طرف دیکھ رہا تھا اور وہ جو مجھ سے سوالات کر رہے تھے میں ان کے جوابات دے رہا تھا۔ شب معراج کو میں نے انبیائے کرام علیہم السلام کو دیکھا۔ میں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو دیکھا وہ کھڑے ہو کر نماز ادا کر رہے تھے۔ وہ ایک گھنگریالے بالوں والے شخص تھے گویا کہ وہ ''شنوأۃ'' کے تھے۔

میں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو بھی دیکھا وہ بھی کھڑے ہو کر نماز ادا کر رہے تھے۔ صحابہ کرام میں سے حضرت عروہ بن مسعود الثقفی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان سے بہت مشابہت رکھتے ہیں۔ میں نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو بھی دیکھا وہ بھی کھڑے ہو کر نماز ادا کر رہے تھے ان کا حلیہ مبارک تمہارے اس صاحب (ﷺ) سے بہت ملتا جلتا ہے۔ نماز کا وقت ہوا تو میں نے تمام انبیائے کرام علیہم السلام کو امامت کروائی جب میں فارغ ہوا تو مجھے ایک کہنے والے نے کہا: یا محمد! صلی اللہ علیک وسلم یہ مالک آگ کے نگران ہیں میں نے ان کی طرف دیکھا تو انہوں نے مجھے سلام کیا۔

امام احمد اور ابن مردویہ رحمہما اللہ تعالیٰ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا شب معراج جب ہم ساتویں آسمان پر پہنچے میں نے اوپر دیکھا تو میں نے رعد، برق اور صواعق کو دیکھا۔ میرا گزر ایک ایسی قوم پر سے ہوا جن کے پیٹ کمروں کی طرح تھے ان کے اندر ایسے سانپ تھے جو باہر سے بھی نظر آتے تھے میں نے پوچھا اے جبرائیل! یہ کون ہیں؟ انہوں نے کہا یہ سود خور ہیں۔ جب میں آسمان دنیا پر آیا میں نے نیچے دیکھا تو مجھے نیچے گرد و غبار اور دھواں دکھائی دیا اور مختلف قسم کی آوازیں سنائی دیں میں نے حضرت جبرائیل علیہ السلام سے پوچھا اے جبرائیل! یہ کیا ہے انہوں نے کہا یہ شیاطین ہیں۔ جو بنی آدم کی آنکھوں کے سامنے گردش کر رہے ہیں تا کہ وہ زمین و آسمان کے ملکوت میں غور نہ کر سکیں اگر یہ نہ ہوتے تو بنی نوع انسان مختلف عجائب کا نظارہ کرتے۔

امام احمد اور ابن مردویہ رحمہما اللہ تعالیٰ نے ابوسلمہ رحمۃ اللہ علیہ کی سند سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا شب معراج میں بیت المقدس میں وہاں ہی ٹھہرا جہاں انبیاء کرام قیام کرتے تھے۔ میں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو دیکھا لوگوں میں سے حضرت عروہ بن مسعود الثقفی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان کے ساتھ بہت مشابہت رکھتے ہیں۔ میں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو دیکھا ان کے بال گھنگریالے تھے۔ میں نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو بھی دیکھا۔ ان کا حلیہ مبارک تمہارے اس صاحب (محمد مصطفیٰ ﷺ) سے بہت زیادہ مشابہت رکھتا ہے۔

ابن مردویہ رحمۃ اللہ علیہ نے سلیمان التیمی رحمۃ اللہ علیہ کی سند سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا وہ کہتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا شب معراج میں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو دیکھا وہ اپنی قبر میں نماز ادا کر رہے تھے۔

سعید بن منصور، الطبرانی، ابن مردویہ، ابومسعر رحمہم اللہ تعالیٰ کی سند سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے کہ سرور کون و مکاں ﷺ معراج سے واپس آ رہے تھے جب ذوطوی کے مقام پر پہنچے تو آپ ﷺ نے فرمایا اے جبرائیل! میری قوم واقعہ معراج میں میری تصدیق نہیں کرے گی۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے کہا آپ ﷺ کی تصدیق

اونٹنی کی ٹانگ ٹوٹ گئی تھی۔ انہوں نے پوچھا کیا تمہارے پاس پانی کا کوئی پیالہ بھی تھا حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا اللہ کی قسم! میں نے ہی وہ پانی کا پیالہ رکھا تھا ہم میں سے کسی نے بھی اس میں سے پانی نہ پیا اور نہ ہی اسے زمین پر انڈیلا گیا لیکن بعد میں جب دیکھا گیا تو اس میں پانی موجود نہ تھا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے واقعہ معراج کی تصدیق کی اور اس پر ایمان لے آئے اس دن سے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو صدیق کے نام سے یاد کیا جانے لگا۔

ابو یعلی اور ابن عساکر رحمہما اللہ تعالیٰ نے حضرت یحییٰ بن عمرو الشیبانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سند سے حضرت ام ہانی رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کیا ہے وہ فرماتی ہیں کہ حضور ﷺ صبح کے دھندلکے میں میرے پاس تشریف لائے جبکہ میں ابھی تک اپنے بستر پر ہی تھی آپ ﷺ نے مجھے فرمایا کہ میں آج رات مسجد حرام میں سویا ہوا تھا۔ میرے پاس حضرت جبرائیل امین آئے اور مجھے مسجد حرام کے دروازے کی طرف لے گئے وہاں ایک جانور کھڑا تھا وہ خچر سے چھوٹا لیکن گدھے سے بڑا تھا۔ اس کے کان کانپ رہے تھے میں اس پر سوار ہو گیا وہ تا حد نظر قدم اٹھاتا تھا۔ جب وہ مجھے لے کر کسی گہرائی میں اترتا تو وہ اپنے ہاتھوں کو لمبا کر لیتا اور اپنی ٹانگوں کو سمیٹ لیتا اور جب وہ کسی بلندی پر چڑھتا تو وہ اپنے بازوؤں کو سمیٹ لیتا اور اپنی ٹانگوں کو لمبا کر لیتا۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام بھی میرے ہمراہ رہے حتیٰ کہ ہم بیت المقدس میں پہنچ گئے۔ میں نے براق کو اس حلقہ میں باندھ دیا جہاں انبیائے کرام اپنی سواریوں کو باندھا کرتے تھے۔ میرے استقبال کے لئے تمام انبیاء وہاں جمع تھے۔ ان میں حضرت ابراہیم علیہ السلام، حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت موسیٰ علیہ السلام بھی موجود تھے میں نے انہیں نماز پڑھائی اور ان کے ساتھ گفتگو کی میرے پاس دو برتن لائے گئے ایک میں دودھ تھا جبکہ دوسرے برتن میں شراب تھی میں نے دودھ پی لیا اور شراب کو چھوڑ دیا حضرت جبرائیل علیہ السلام نے مجھ سے کہا اگر آپ ﷺ شراب پی لیتے تو آپ کی امت گمراہ ہو جاتی پھر میں براق پر سوار ہو کر مسجد حرام میں واپس آ گیا وہاں میں نے صبح کی نماز ادا کی میں نے حضور ﷺ کی چادر مبارک کو پکڑ لیا اور کہا اے میرے چچا زاد! میں آپ کو اللہ کا واسطہ دیتی ہوں کہ یہ واقعہ قریش کے سامنے بیان نہ کرنا وہ آپ ﷺ کی تکذیب کریں گے۔ آپ ﷺ نے ہاتھ مار کر اپنی چادر کو مجھ سے چھین لیا۔ آپ ﷺ کے بطن مبارک سے کپڑا اٹھ گیا میں نے آپ ﷺ کے ازار کے اوپر سے پیٹ مبارک کو دیکھا وہ اتنا سفید تھا کہ ایسا محسوس ہوتا تھا کہ لپٹا ہوا سفید کاغذ ہے آپ ﷺ کے سینہ اقدس کے پاس ایک نور تاباں تھا وہ اتنا درخشاں تھا کہ قریب تھا کہ میری آنکھیں اسے دیکھ کر چندھیا جاتیں۔ میں آپ ﷺ کا یہ لازوال و بے مثال حسن دیکھ کر فوراً سجدہ ریز ہو گئی۔ جب میں نے اپنا سر سجدہ سے اٹھایا تو حضور ﷺ میرے پاس سے تشریف لے جا چکے تھے۔ میں نے اپنی خادمہ سے کہا کہ حضور ﷺ کے پیچھے پیچھے جاؤ اور دیکھو کہ آپ ﷺ قریش سے کیا فرماتے ہیں اور وہ آپ ﷺ کو کیا جواب دیتے ہیں جب خادمہ واپس آئی تو اس نے بتایا کہ آپ ﷺ قریش کی ایک جماعت میں تشریف لے گئے اس جماعت میں مطعم بن عدی، عمرو بن ہشام اور ولید بن مغیرہ جیسے سردار بیٹھے ہوئے تھے آپ ﷺ نے فرمایا میں نے عشاء کی نماز اس مسجد میں ادا کی اور صبح کی نماز بھی اسی مسجد میں ادا کی جبکہ آج کی رات میں بیت المقدس گیا تھا وہاں میرے استقبال کے لئے تمام انبیائے کرام تشریف فرما تھے ان میں حضرت ابراہیم علیہ

رات کے وقت میں نے آپ ﷺ کو آپ کے بستر پر موجود نہ پایا لیکن میں نے رات کو آپ ﷺ کے غائب اور مفقود ہونے کے بارے میں کسی کو کچھ نہ بتایا تا کہ قریش حضور ﷺ کو کوئی اذیت یا تکلیف نہ دیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا حضرت جبرائیل علیہ السلام میرے پاس آئے میرے ہاتھ کو تھاما اور مجھے گھر سے باہر لے گئے۔ دروازہ پر ایک جانور کھڑا تھا جو خچر سے چھوٹا اور گدھے سے بڑا تھا انہوں نے مجھے اس پر سوار کیا اور مجھے لے کر سفر پر روانہ ہو گئے۔ حتیٰ کہ ہم بیت المقدس تک پہنچ گئے وہاں میں نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو دیکھا وہ میرے ہم شکل تھے۔ میں نے وہاں حضرت موسیٰ علیہ السلام کو بھی دیکھا وہ طویل القامت چھریرے بدن والے تھے ان کے بال گھنگریالے اور ناک اونچی تھی گویا کہ وہ بنی ازد کے ایک قبیلہ شنوأۃ کے ایک مرد تھے میں نے وہاں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو بھی دیکھا ان کا قد درمیانہ تھا ان کی رنگت سرخ وسفید تھی۔ عروہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ شکل وصورت میں ان کے مشابہ ہیں میں نے دجال کو بھی دیکھا وہ دائیں آنکھ سے کانا تھا اس کی شکل قطن بن عبدالعزیٰ سے ملتی تھی آپ ﷺ نے فرمایا میں چاہتا ہوں کہ میں قریش کے پاس جاؤں اور انہیں اپنی اس سیر کی خبر دوں میں نے آپ ﷺ کے دامن کو پکڑ لیا اور کہا میں آپ ﷺ کو اللہ کا واسطہ دیتی ہوں آپ اس قوم کو اس واقعہ کی خبر نہ دیں۔ وہ ایک ایسی قوم ہے جو آپ ﷺ کو جھٹلائے گی اور آپ ﷺ کے اس واقعہ کی تردید کرے گی یہ بھی ممکن ہے کہ وہ آپ ﷺ کو کوئی تکلیف پہنچائے۔ حضرت ام ہانی رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ آپ ﷺ نے میرے ہاتھ سے اپنے دامن کو چھڑا لیا آپ ﷺ قوم قریش کے پاس تشریف لے گئے اور انہیں واقعہ معراج کی خبر دی۔ مطعم بن عدی کھڑا ہو گیا اور آپ ﷺ کو مخاطب کر کے کہنے لگا اے محمد! صلی اللہ علیک وسلم اگر آپ پہلے کی طرح ہوتے تو پھر آپ اس طرح کی گفتگو نہ کرتے جیسی ابھی آپ نے گفتگو کی ہے۔ آپ کہہ رہے ہیں کہ میں نے بیت المقدس کی سیر کی ہے جبکہ آپ ہمارے پاس ہی موجود ہیں۔ ایک شخص نے کہا اے محمد! صلی اللہ علیک وسلم کیا آپ ہمارے اونٹوں کے قافلہ کے پاس سے گزرے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا ہاں اللہ کی قسم میں تمہارے اونٹوں کے پاس سے گزرا۔ ان لوگوں کا ایک اونٹ گم ہو گیا تھا جسے وہ تلاش کر رہے تھے۔ پھر اس شخص نے کہا کہ کیا آپ ﷺ فلاں قبیلے کے اونٹوں کے پاس سے گزرے تھے آپ ﷺ نے فرمایا ہاں میں ان کے پاس سے بھی گزرا تھا ان کی ایک سرخ اونٹنی کی ٹانگ ٹوٹ گئی تھی ان کے پاس پانی کا ایک پیالہ تھا میں نے اس میں سے پانی پیا۔ قریش مکہ نے حضور اکرم ﷺ سے کہا کہ آپ ہمیں ان کی تعداد بتائیں کہ وہ کتنے اونٹ تھے اور ان کے نگران کون کون تھے آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا تم نے مجھ سے فلاں قبیلہ کے اونٹوں کے بارے میں سوال کیا ہے۔ اس قبیلہ کے اونٹوں کی تعداد اتنی تھی اور فلاں شخص ان کا نگران تھا تم نے مجھ سے فلاں قبیلہ کے اونٹوں کے متعلق سوال کیا ہے وہ تعداد میں اتنے تھے اور ان کے نگران ابوبکر صدیق تھے۔ وہ کل صبح اس گھاٹی کے راستے سے تمہارے پاس آجائیں گے۔ وہ اس گھاٹی پر بیٹھ گئے وہ انتظار کرنے لگے کہ کیا جو کچھ آپ ﷺ نے فرمایا ہے وہ سچ ہے۔ طلوع صبح کے وقت اونٹوں کے قافلے ان کے پاس آگئے قریش مکہ نے ان سے سوال کیا کہ کیا تمہارا کوئی اونٹ گم ہوا تھا انہوں نے کہا ہاں ہمارا ایک اونٹ گم ہو گیا تھا۔ دوسرے قافلہ والوں سے انہوں نے پوچھا کہ کیا تمہاری سرخ اونٹنی کی ٹانگ ٹوٹی تھی انہوں نے کہا ہاں ہماری سرخ

مغیرہ سچ کہتا ہے اس وقت اللہ تعالیٰ نے یہ آیت مبارکہ نازل کی: وَمَا جَعَلْنَا الرُّءْيَا الَّتِيْٓ اَرَيْنٰكَ اِلَّا فِتْنَةً لِّلنَّاسِ (بنی اسرائیل:60) ''اور نہیں بنایا ہم نے اس نظارہ کو جو ہم نے دکھایا تھا آپ کو مگر آزمائش لوگوں کے لئے۔''

حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کردہ احادیث

ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کیا ہے یہی حدیث حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما اور حضرت ام ہانی رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے۔ یہ حضرات فرماتے ہیں کہ ماہ ربیع الاول کی سترہ تاریخ کو آپ ﷺ کو معراج مبارک ہوئی جبکہ قریش کے معاشرتی بائیکاٹ کو ایک سال گزر چکا تھا۔ حضور ﷺ نے فرمایا میں ایک سفید رنگ کے جانور (براق) پر سوار ہوا۔ اس کا قد خچر سے چھوٹا اور گدھے سے بڑا تھا۔ اس کے دو پر تھے جن کے ساتھ وہ اڑتا تھا۔ جب میں اس پر سوار ہونے کے لئے اس کے قریب گیا تو وہ تھوڑا سا اچھلا۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے اس کی گردن پر ہاتھ رکھا اور کہا تجھے شرم نہیں آتی کہ تو کیا کر رہا ہے اللہ کی قسم! آج تک تجھ پر کوئی ایسا شخص سوار نہیں ہوا جو بارگاہ ربوبیت میں محمد عربی ﷺ سے زیادہ معزز ہو۔ اس براق کو شرم آئی حتیٰ کہ حیاء کی وجہ سے پسینے کے قطرات ٹپکنے لگے جب وہ پرسکون ہو گیا تو میں اس پر سوار ہوا۔ اس نے اپنے کان کھڑے کر دیئے اور زمین کو طے کرنا شروع کیا وہ منتہائے نظر پر قدم رکھتا تھا اور اس کے کان لمبے اور پشت طویل تھی۔ دوران سفر نہ حضرت جبرائیل مجھ سے جدا ہوئے اور نہ ہی میں ان سے جدا ہوا۔ حتیٰ کہ بیت المقدس آ گیا۔ میں نے براق کو اسی جگہ باندھا جہاں انبیاء کرام اپنی سواریاں باندھا کرتے تھے۔ بیت المقدس میں انبیائے کرام کو میرے استقبال کے لئے جمع کیا گیا تھا میں نے وہاں حضرت ابراہیم علیہ السلام، حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو دیکھا مجھے یقین ہو گیا کہ میں ہی ان کا امام ہوں حضرت جبرائیل علیہ السلام نے مجھے مصلیٰ امامت پر کھڑا کر دیا۔ میں نے انہیں نماز پڑھائی میں نے ان سے سوال کیا انہوں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیشہ پیغام توحید دے کر بھیجا۔

بعض راویوں نے کہا ہے کہ شب معراج حضور ﷺ غائب ہو گئے۔ بنو عبد المطلب نے انہیں مختلف مقامات پر تلاش کیا۔ حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ ﷺ کو تلاش کرتے کرتے ذوطوی کے مقام تک پہنچ گئے۔ انہوں نے آپ کو پکارنا شروع کیا اے محمد! صلی اللہ علیک وسلم اے محمد! صلی اللہ علیک وسلم حضور مکرم ﷺ نے جواب میں ارشاد فرمایا اے میرے چچا جان! میں حاضر ہوں۔ حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا اے میرے فرخندہ فال بھتیجے! آپ کہاں تھے آپ کی قوم نے آپ ﷺ کو ساری رات تلاش کیا ہے۔ آپ نے فرمایا اے میرے عم محترم! میں آج شب کو بیت المقدس گیا تھا حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تعجب کا اظہار کرتے ہوئے کہا آج رات؟ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا میں آج رات ہی وہاں گیا تھا اور اسی رات واپس آ گیا ہوں۔ حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا آپ ﷺ کو کوئی تکلیف تو نہیں ہوئی آپ خیر و عافیت سے پہنچ گئے تھے آپ ﷺ نے فرمایا۔ مجھے کوئی گزند نہیں پہنچی میں خیر و عافیت سے پہنچ گیا تھا۔ حضرت ام ہانی رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا آقائے دو جہاں ﷺ کو ہمارے گھر سے ہی معراج ہوئی۔ آپ ﷺ نے عشاء کی نماز ادا فرمائی پھر استراحت فرما ہوئے۔ فجر کی نماز سے تھوڑا سا پہلے ہم نے آپ ﷺ کو بیدار کیا۔ آپ ﷺ نے صبح کی نماز ادا فرمائی پھر ہمیں مخاطب کر کے

السلام، حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت موسیٰ علیہ السلام بھی موجود تھے۔ عمرو بن ہشام نے از روئے مذاق کہا: آپ ﷺ ہمارے لئے ان کے حلیہ بیان کریں آپ ﷺ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا حلیہ مبارک بیان فرماتے ہوئے کہا" حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا قد درمیانہ تھا۔ آپ کا سینہ مبارک وسیع تھا۔ آپ کا رنگ مبارک سرخی مائل تھا۔ آپ کے بال مبارک گھنگریالے تھے ان پر سرخی غالب تھی۔ حضرت عروہ بن مسعود الثقفی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شکل وصورت حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے مشابہ ہے۔" حضرت موسیٰ علیہ السلام طویل القامت، جسیم آدمی تھے ایسا محسوس ہوتا تھا کہ آپ قبیلہ شنوأۃ کے ایک آدمی ہیں۔ آپ کے بال مبارک بہت زیادہ تھے۔ آپ کی داڑھی مبارک گھنی تھی اور حضرت ابراہیم علیہ السلام خَلق اور خُلق میں میرے مشابہ تھے یہ سن کر قوم قریش نے شور وغل مچایا اس واقعہ کو بہت عظیم سمجھا۔ مطعم بن عدی نے کہا کہ آج سے قبل آپ کا ہر امر قابل اقتداء تھا لیکن آپ کا یہ قول خلاف قیاس ہے میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ جھوٹے ہیں۔ ہم ایک مہینہ سفر کرتے ہوئے اپنے اونٹوں کے جگر پگھلا دیتے ہیں پھر جا کر بیت المقدس آتا ہے اور وہاں سے واپس مکہ معظمہ آنے میں بھی ایک ماہ لگ جاتا ہے لیکن آپ یہ کہتے ہیں کہ آپ نے یہ سفر ایک رات میں طے کر لیا۔ ایک رات میں ہی وہاں گئے اور پھر وہاں سے واپس آ گئے لات وعزیٰ کی قسم! میں آپ کی تصدیق نہیں کروں گا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی وہاں موجود تھے آپ نے فرمایا اے ابن عدی! تو نے اپنے بھتیجے کے ساتھ بدکلامی کی ہے اور ان کی تکذیب کی ہے لیکن میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد عربی ﷺ سچے اور صادق ہیں۔ قریش مکہ نے آپ ﷺ سے کہا ہمارے لئے بیت المقدس کی صفت بیان کریں تو آپ ﷺ نے فرمایا: میں رات کے وقت ہی وہاں داخل ہوا اور رات کے وقت ہی باہر نکل آیا۔ اتنے میں حضرت جبرائیل امین بارگاہ رسالت میں حاضر ہوتے ہیں بیت المقدس کی تصویر اپنے پروں پر بناتے ہیں حضور اکرم ﷺ اسے دیکھ کر بیت المقدس کی خوبیاں بیان کرنا شروع کرتے ہیں کہ اس کا دروازہ ایسا ہے اس کا محل وقوع ایسا ہے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم آپ نے سچ فرمایا ہے۔ اس دن حضور ﷺ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا اے ابوبکر! اللہ تعالیٰ نے آپ کا نام صدیق رکھا ہے۔ قریش مکہ نے کہا اے محمد مصطفیٰ! (صلی اللہ علیک وسلم) آپ ہمیں ہمارے قافلوں کے متعلق بتائیں۔ آپ ﷺ نے کہا میں نے فلاں قافلہ روحاء کے مقام پر دیکھا۔ ان کی ایک اونٹنی گم ہو گئی۔ وہ اسے تلاش کر رہے تھے میں ان کے پڑاؤ کے پاس آیا وہاں کوئی بھی موجود نہ تھا وہاں پانی سے بھرا ہوا ایک پیالہ موجود تھا میں نے اس پیالے سے پانی پیا۔ پھر میں فلاں قافلہ کے پاس آیا ان کے اونٹوں نے جب مجھے دیکھا تو وہ بھاگ گئے لیکن ان میں سے ایک اونٹ بیٹھا رہا اس پر سفید دھاری دار اون کی چادر تھی میں نہیں جانتا کہ کیا اس کا کوئی عضو ٹوٹ گیا تھا یا نہیں۔ پھر میں نے تنعیم کے مقام پر فلاں قافلہ دیکھا۔ ان کے آگے آگے ایک مٹیالے رنگ کا اونٹ تھا وہ قافلہ اس گھاٹی پر سے تمہارے پاس پہنچنے ہی والا ہے۔ ولید بن مغیرہ نے کہا آپ تو جادوگر ہیں جادو کی کرشمہ سازیاں دکھا رہے ہیں وہ دوڑ کر اس گھاٹی کی طرف گئے۔ انہوں نے وہاں قافلہ کو آتے ہوئے دیکھا وہ بالکل اسی طرح تھا جس طرح سرور دو جہاں، شب اسریٰ کے دولہا اور سدرۃ کے مسافر علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خبر دی تھی انہوں نے آپ پر جادوگر ہونے کا الزام لگا دیا اور کہا ولید بن

کے لئے سورج کو نہیں روکا گیا: 1۔ اس دن ہمارے نبی کریم ﷺ کے لئے سورج کو روک دیا گیا تا کہ غروب آفتاب سے قبل قافلہ مکہ معظمہ میں پہنچ جائے۔

2۔ جب حضرت یوشع بن نون رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کفار کے ساتھ جنگ کی تو اس دن آپ علیہ السلام کے لئے سورج کو روک دیا گیا تھا تا کہ آپ غروب آفتاب سے قبل کفار کو واصل جہنم کر سکیں۔

ابن ابی شیبہ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب مصنف میں اور ابن جریر رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت عبد اللہ بن شداد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے انہوں نے کہا کہ شب معراج حضور ﷺ کے پاس ایک سواری لائی گئی جو خچر سے چھوٹی اور گدھے سے بڑی تھی وہ وہاں تک قدم اٹھاتی تھی جہاں تک اس کی نظر جاتی تھی۔ اس کو براق کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے جو حضور ﷺ مشرکین مکہ کے قافلوں کے پاس سے گزرے وہ ڈر گئے۔ مشرکین نے کہا یہ کیا چیز ہے؟ جس نے ہمارے اونٹوں کو خوفزدہ کر دیا ہے پھر انہوں نے خود ہی کہا ہمیں ہوا کے علاوہ کوئی اور چیز نظر نہیں آتی۔ پھر آپ ﷺ بیت المقدس میں تشریف لائے۔ آپ ﷺ کو دو برتن پیش کئے گئے ایک میں شراب تھی جبکہ دوسرے برتن میں دودھ تھا۔ آپ ﷺ نے دودھ والے برتن کو پکڑ لیا۔ حضرت جبرائیل امین علیہ السلام نے کہا آپ ﷺ ہدایت یافتہ ہیں اور آپ ﷺ کی امت بھی راہ ہدایت پر گامزن ہے پھر حضور ﷺ مصر کی طرف سفر پر روانہ ہو گئے۔

ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ نے عبد اللہ بن ابوسبرہ وغیرہ سے روایت کیا ہے وہ کہتے ہیں کہ حضور ﷺ اپنے رب سے سوال کیا کرتے تھے اے میرے پروردگار! مجھے جنت اور جہنم دکھا سترہ رمضان المبارک، بروز ہفتہ ہجرت سے اٹھارہ ماہ قبل آپ ﷺ ظہر کے وقت اپنے گھر میں آرام فرما تھے حضرت جبرائیل اور حضرت میکائیل آپ ﷺ کے پاس حاضر ہوئے اور عرض کی کہ آپ ﷺ اللہ تعالیٰ سے جن چیزوں کو دیکھنے کا سوال کیا کرتے تھے ان کو دیکھنے کے لئے تشریف لے چلئے۔ وہ دونوں حضور ﷺ کو مقام ابراہیم اور آب زمزم کے کنویں کے درمیان لے کر آئے وہاں ایک حسین اور جمیل سیڑھی تھی جو اپنے حسن و جمال میں لاثانی تھی۔ سیاح لامکان ﷺ نے تمام آسمانوں کی سیر فرمائی۔ وہاں مختلف انبیائے کرام علیہم السلام سے ملاقات کی آپ ﷺ سدرۃ المنتہیٰ پر تشریف لے گئے جنت اور دوزخ کا مشاہدہ کیا آقائے دو جہاں ﷺ نے فرمایا جب میں ساتویں آسمان پر پہنچا تو وہاں میں نے اقلام کے چلنے کی آواز کے علاوہ اور کوئی آواز نہ سنی۔ آپ ﷺ پر پانچ نمازیں فرض کی گئیں۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے پاس حاضر ہوئے اور آپ ﷺ کو پانچ نمازوں کے اوقات بتا دیئے۔

ابن عساکر، ابن حاکم اور امام بیہقی رحمہم اللہ تعالیٰ نے حضرت کعب الاحبار رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے انہوں نے کہا کہ اللہ رب العزت نے اپنے دیدار اور اپنے کلام کو حضور ﷺ اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کے مابین تقسیم فرمایا ہے حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے اپنے رب کا دو مرتبہ دیدار کیا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام اپنے رب سے دو مرتبہ ہم کلام ہوئے۔ مذکورہ بالا احادیث کو لکھنے کے بعد علامہ السیوطی علیہ الرحمہ نے لکھا ہے:

کہااے ام ہانی! میں نے تمہارے ساتھ نماز عشاء ادا کی پھر میں بیت المقدس گیا وہاں بھی میں نے نماز ادا کی پھر میں نے صبح کی نماز تمہارے ساتھ ادا کی آپ ﷺ باہر تشریف لے جانے کے لئے کھڑے ہو گئے میں نے کہا آپ ﷺ اس واقعہ کا ذکر کفار مکہ کے سامنے نہ کریں وہ آپ ﷺ کو جھٹلائیں گے اور آپ ﷺ کو اذیت دیں گے۔ آپ ﷺ نے فرمایا اللہ کی قسم! میں انہیں یہ واقعہ ضرور بتاؤں گا آپ ﷺ نے قریش مکہ کو واقعہ معراج بتایا۔ جسے سن کر انہوں نے بہت زیادہ تعجب کا اظہار کیا اور کہا ہم نے پہلے تو کبھی اس قسم کا واقعہ نہیں سنا۔ حضور ﷺ نے کہا اے جبرائیل! میری قوم میرے اس معجزہ کی تصدیق نہیں کرے گی۔ انہوں نے کہا حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ کی تصدیق کریں گے اسی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے ان کا نام صدیق رکھا ہے۔ اس واقعہ کے بعد کافی اہل اسلام مرتد ہو گئے۔ حضور ﷺ نے فرمایا میں حجر اسود کے پاس کھڑا ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ نے میرے اور بیت المقدس کے درمیان سے حجابات اٹھا دیئے میں بیت المقدس کو دیکھ کر لوگوں کو اس کی علامات اور نشانیاں بتا رہا تھا لوگوں نے مجھ سے پوچھا بیت المقدس کے دروازے کتنے ہیں میں نے پہلے اس کے دروازوں کو شمار نہیں کیا تھا۔ اب میں اسے دیکھ کر ایک ایک دروازہ کر کے گنتا رہا اور لوگوں کو بتاتا رہا۔ میں نے انہیں ان قافلوں کے متعلق بتایا جو میں نے راستہ میں دیکھے تھے ان کی علامات بھی بتائیں انہوں نے بعینہٖ وہی علامات اور نشانیاں اپنے قافلوں میں پائیں جو میں نے انہیں بتائی تھیں اس وقت اللہ رب العزت نے یہ آیت نازل فرمائی: وَمَا جَعَلْنَا الرُّءْيَا الَّتِيْٓ اَرَيْنٰكَ اِلَّا فِتْنَةً لِّلنَّاسِ (بنی اسرائیل:60) ''اور نہیں بنایا ہم نے اس نظارہ کو جو ہم نے دکھایا تھا آپ کو مگر لوگوں کے لئے آزمائش۔''

آپ ﷺ کا یہ دیکھنا جسمانی آنکھ سے دیکھنا تھا

ابو نعیم اور ابن عساکر رحمہما اللہ تعالیٰ نے حضرت عروہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے انہوں نے کہا جب حضور مکرم ﷺ نے قریش مکہ کو اپنے سفر معراج کی خبر دی تو انہوں نے کہا کہ آپ ﷺ بتائیں کہ ہماری کیا چیز گم ہوئی تھی نیز آپ ﷺ ہمیں اپنے سفر کی کوئی علامت بتائیں حضور ﷺ نے فرمایا تمہاری خاکستری رنگ کی اونٹنی گم ہوئی تھی اس پر تمہارے کپڑے موجود تھے۔ جب وہ اونٹنی ان کے پاس لائی گئی تو انہوں نے آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام سے کہا ہمیں بتائیں کہ اس پر ہمارا کیا ساز و سامان تھا اسے آپ کے لئے عیاں کر دیا گیا آپ ﷺ اسے دیکھ کر کفار مکہ کو بتاتے رہے وہ کھڑے ہو کر تعجب سے دیکھ رہے تھے۔ لیکن آپ ﷺ کے اس عظیم الشان معجزہ کے باوجود ان کے شک اور تکذیب میں اضافہ ہی ہوا۔

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے اسباط بن نصر کی سند سے حضرت اسماعیل بن عبد الرحمٰن رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے انہوں نے کہا کہ جب حضور اکرم ﷺ کو معراج ہوئی آپ ﷺ نے اہل مکہ کو ان کے قافلوں کے متعلق خبر دی۔ ان کے کارواں کی علامات بتائیں تو انہوں نے پوچھا آپ یہ بتائیں کہ ہمارا قافلہ کب مکہ واپس آئے گا۔ آپ ﷺ نے فرمایا تمہارا قافلہ بدھ کے روز مکہ معظمہ میں واپس آ جائے گا۔ بدھ کے دن قریش مکہ قافلہ کے دیکھنے کے لئے گھروں سے باہر نکلے سورج غروب ہونے کے قریب تھا لیکن ابھی تک قافلہ نہیں پہنچا تھا۔ اس دن حضور اکرم ﷺ کے لئے دن کی طوالت میں اضافہ کر دیا گیا آپ ﷺ کے لئے سورج کو غروب ہونے سے روک دیا گیا۔ دو انبیاء کرام علیہما الصلوٰۃ والسلام کے علاوہ کسی اور نبی

معجزہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے معجزے (سمندر کے چرجانے) سے زیادہ عظیم الشان ہے۔

جب حضور ﷺ معراج پر تشریف لے گئے تو تمام آسمانوں کے دروازے بند تھے حضرت جبرائیل امین نے جب دروازوں پر دستک دی تو انہیں کھولا گیا آپ ﷺ کی آمد سے قبل ان دروازوں کو نہ کھولا گیا اس کی وجہ یہ ہے کہ اگر وہ دروازے پہلے ہی کھلے ہوتے تو آپ ﷺ گمان کرتے کہ شاید یہ دروازے ہمہ وقت کھلے رہتے ہیں اللہ تعالیٰ نے ان دروازوں کو بند کرنے کا حکم دیا تا کہ آپ ﷺ کو علم ہو جائے کہ آسمان کے دروازے آج صرف آپ ﷺ کی تشریف آوری کے لئے کھولے گئے ہیں۔

دوسری وجہ یہ بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو یہ بتانے کا ارادہ کیا کہ آپ ﷺ اہل آسمان میں مشہور و معروف ہیں کیونکہ جب حضرت جبرائیل علیہ السلام نے جواب دیا کہ میرے ساتھ محمد عربی ﷺ ہیں تو ان سے یہ نہیں سوال کیا گیا کہ محمد ﷺ کون ہیں؟ بلکہ ان سے یہ استفسار کیا گیا کہ کیا انہیں دعوت دے کر بلایا گیا ہے اور اگر معراج عالم بیداری میں نہ ہوتی تو قریش مکہ کبھی بھی اس کا انکار نہ کرتے اور نہ ہی بعض لوگ فتنہ میں مبتلا ہوتے۔

............O............

''اگر علماء کرام کی رائے ہے کہ حضور ﷺ کو دو مرتبہ سیر کروائی گئی اسی وجہ سے مذکورہ بالا احادیث میں اختلاف نظر آتا ہے۔'' ابونصر القشیری، ابن عربی اور امام سہیلی رحمۃ اللہ علیہ علیہ کا قول ہے۔ شیخ عزالدین بن عبدالسلام فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ کو ایک مرتبہ بیداری کے عالم میں سیر کروائی گئی اور ایک مرتبہ نیند کے عالم میں سیر کروائی گئی۔ ایک مرتبہ مکہ معظمہ میں آپ ﷺ کو معراج ہوئی اور ایک مرتبہ مدینہ طیبہ میں معراج ہوئی۔ نیند میں آپ ﷺ کو معراج کروانا دراصل دوسری معراج کی تمہید اور نفس کو اس پر برانگیختہ کرنا تھا۔ یہ اسی طرح ہے۔ جس طرح آپ ﷺ کو بعثت سے قبل سچے خواب دکھائے گئے تاکہ آپ ﷺ پر بعثت کا معاملہ گراں نہ گزرے۔

ابوشامہ رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ حضور ﷺ کو کئی مرتبہ معراج کرائی گئی انہوں نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اس حدیث سے استدلال کیا ہے جس کو بزار رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا ہے علامہ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ معراج کا متعدد بار ہونا بعید از عقل نہیں ہے بلکہ آپ ﷺ کا ہر نبی کے بارے میں سوال کرنا اور نمازوں کا فرض ہونے میں تعداد بعید از عقل ہے۔ اگر یہ سوال کیا جائے کہ حضور ﷺ کو کئی مرتبہ خواب میں معراج ہونا پھر اسی کے مطابق عالم بیداری میں معراج کا ہونا کیا یہ بعید از عقل نہیں ہے۔ علامہ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ اس کا جواب دیتے ہوئے کہتے ہیں کہ مدینہ شریف میں بھی آپ ﷺ کو معراج کروائی گئی اس لئے یہ تعدد بعید از عقل نہیں ہے۔

ابن المنیر رحمۃ اللہ علیہ نے معراج اور اسراء کے اسرار کے بارے میں ایک نفس کتاب رقم فرمائی ہے انہوں نے اپنی کتاب میں لکھا ہے کہ اس کی کیا وجہ ہے کہ سب سے پہلے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بیت المقدس لے جایا گیا اور پھر آسمانوں کی سیر کروائی گئی۔ اس کا خود ہی جواب دیتے ہیں اس کی وجہ یہ تھی کہ آپ ﷺ کو دو ہجرتیں حاصل ہو جائیں اور آپ ﷺ کے فضائل اور شمائل میں اضافہ ہو جائے کیونکہ اکثر انبیائے کرام علیہم السلام نے بیت المقدس کی طرف ہجرت کی۔ اس میں دوسری حکمت یہ پنہاں ہے کہ آپ ﷺ اپنی معراج کے ثبوت کے لئے بیت المقدس کی علامات ذکر کر سکیں جس کی وجہ سے لوگ آپ کی معراج کی تصدیق کر سکیں اور یہی تصدیق عالم بالا کی سیر کی تصدیق کی تمہید بن جائے۔

اسی طرح ابن منیر رحمۃ اللہ علیہ نے یہ بیان کیا ہے کہ حضور ﷺ کو معراج فوراً کروائی گئی پہلے سے طے شدہ پروگرام نہ تھا اور یہ بھی ثابت نہیں کہ اس کے لئے حضور ﷺ نے کسی قسم کی تیاری کی ہو جبکہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو ہمکلامی سے مشرف کرنے کے لئے پہلے ایک مدت مقرر کی گئی اور باقاعدہ انہیں تیار کیا گیا اس کی کیا وجہ ہے۔

اس کی وجہ یہ ہے تاکہ آپ ﷺ کو انتظار کی تکلیف برداشت نہ کرنا پڑے کیونکہ انتظار میں بڑی اذیت ہوتی ہے۔ آپ ﷺ کو اس اذیت سے بچانے کے لئے آپ ﷺ کو فوراً معراج کرائی گئی۔

ابن منیر رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ ابن حبیب نے ذکر کیا ہے کہ زمین اور آسمان کے مابین ایک سمندر ہے جس کو مکفوف کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے زمین کے سمندر کو اس کے ساتھ وہی نسبت ہے جو کہ ایک قطرہ کو سمندر کے ساتھ ہوتی ہے۔ آپ ﷺ کے لئے شب معراج میں اس سمندر کو چاک کیا گیا۔ حتیٰ کہ آپ ﷺ نے اس سمندر کو عبور کر لیا۔ آپ ﷺ کا یہ

پر کوئی مصیبت آجائے تو آپ اس کی مدد کرتے ہیں اور دست گیری فرماتے ہیں جس شخص میں یہ خوبیاں ہوں اللہ تعالیٰ کی یہ سنت ہے کہ وہ اسے شخص کو بے آبرو اور ذلیل نہیں کرتا بلکہ اس کی عزت و آبرو کا خود نگہبان ہوتا ہے۔

حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضور ﷺ کو ورقہ بن نوفل کے پاس لے آئیں ورقہ نے عیسائیت اختیار کر لی تھی وہ عربی لکھنا جانتے تھے اس لئے انجیل کو عربی رسم الخط میں لکھ رہے تھے حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ان سے کہا اے میرے چچا کے بیٹے! اپنے بھتیجے کی بات سنو۔ ورقہ نے حضور کو کہا فرمایئے آپ کو کیا نظر آیا ہے رسول کریم ﷺ نے سارا واقعہ ان سے بیان کیا۔ سن کر ورقہ نے کہا یہ وہی ناموس ہے۔ جس کو اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام پر اتارا تھا کاش میں اس وقت جوان ہوتا کاش میں اس وقت زندہ ہوتا جب آپ ﷺ کی قوم آپ کو مکہ سے نکال دے گی حضور اکرم ﷺ نے پوچھا کیا وہ مجھے یہاں سے نکال دیں گے۔ ورقہ نے کہا جی ہاں! جو شخص بھی اس قسم کی دعوت لے کر آیا جو آپ لے کر آئے ہیں لوگوں نے اس سے دشمنی کی اگر مجھے آپ ﷺ کا وہ دن دیکھنا نصیب ہوا تو میں آپ کی پرزور مدد کروں گا اس کے بعد ورقہ زیادہ دیر زندہ نہیں رہے جلد ہی انتقال فرما گئے۔

امام احمد اور امام بیہقی رحمہما اللہ تعالیٰ نے بھی حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے اسی قسم کی حدیث روایت کی ہے لیکن انہوں نے آخر میں یہ اضافہ کیا ہے:

'' کچھ عرصہ کے لئے وحی کا سلسلہ منقطع ہو گیا جس سے حضور ﷺ از حد غمگین ہوئے کئی بار پہاڑوں کی چوٹیوں پر اس لئے گئے کہ وہاں سے اپنے آپ کو نیچے پھینک دیں جب بھی اس خیال سے حضور اکرم ﷺ پہاڑی کی کسی چوٹی پر پہنچتے تو جبرائیل سامنے آجاتے اور یہ کہتے یَا مُحَمَّدُ اِنَّکَ رَسُوْلُ اللّٰہِ حَقًّا '' اے محمد! صلی اللہ علیک وسلم آپ اللہ تعالیٰ کے سچے رسول ہیں۔'' یہ سن کر حضور کے دل کو قرار آتا اور جبرائیل کو دیکھ کر آنکھیں ٹھنڈی ہو جاتیں اور حضور واپس چلے آتے پھر جب کچھ وقت گزر جاتا اور وحی کا سلسلہ منقطع رہتا تو حضور ﷺ پھر بے چین ہو کر پہاڑ کی کسی چوٹی کا رخ کرتے تا کہ وہاں سے اپنے آپ کو نیچے گرا دیں حضرت جبرائیل پھر نمودار ہو کر وہی تسلی آمیز جملہ دہراتے۔''

علامہ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے شرح البخاری میں لکھا ہے کہ ابتدائے وحی میں حضرت جبرائیل علیہ السلام کا نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کو بھینچنا آپ ﷺ کے خصائص میں سے ہے کیونکہ یہ کسی نبی سے بھی روایت نہیں کہ ابتدائے وحی میں ان کے ساتھ ایسی صورت حال پیش آئی۔

اس بھینچنے میں مختلف حکمتیں ہیں: 1۔ تا کہ آپ ﷺ تمام اشیاء سے توجہ ہٹا کر اپنے رب کی طرف توجہ مبذول فرمائیں، 2۔ اس بھینچنے میں اس امر کی طرف بھی اشارہ ہے کہ عنقریب آپ پر قول ثقیل (قرآن پاک) نازل کیا جائے گا، 3۔ ایک حکمت یہ بھی بیان کی گئی ہے کہ یہ بھینچنا وسوسہ اور تصور کے گمان کو دور کرنے کے لئے تھا کیونکہ یہ جسم کی صفات نہیں ہیں جب آپ کو بھینچا گیا تو آپ ﷺ کو معلوم ہو گیا کہ یہ اللہ کا امر ہے۔

حضرت امام مسلم اور حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہما نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے وہ

دوسری فصل

اس فصل میں تاجدار مدینہ ﷺ اور صحابہ کرام علیہم الرضوان کا فرشتوں کو دیکھنا اوران کی آواز کو سننا بیان کیا جائے گا

حضرت امام بخاری اور حضرت امام مسلم رحمۃ اللہ علیہما نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کیا ہے کہ حضور ﷺ پر وحی کا آغاز سچے خوابوں سے ہوا جو خواب حضور اکرم ﷺ رات کو دیکھتے اس کی تعبیر دن کو ہو بہو صبح کے اجالے کی مانند سامنے آجاتی پھر حضور ﷺ کے دل میں خلوت گزینی کی محبت پیدا ہوگئی۔ خلوت نشینی کے لئے حضور ﷺ غار حراء میں تشریف لے جایا کرتے تھے وہاں عبادت میں مصروف رہتے چند راتیں عبادت الٰہی میں بسر فرماتے پھر اپنے اہل خانہ کی طرف واپس تشریف لے آتے کچھ عرصہ حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ساتھ گزار کر پھر خورد ونوش کا سامان لے کر غار میں واپس آتے اور عبادت الٰہی میں مشغول ہو جاتے یہ آمد ورفت کا سلسلہ جاری رہا حتیٰ کہ حق آ گیا جب حضور اکرم ﷺ غار حراء میں تھے۔ پھر آپ ﷺ کے پاس غار میں فرشتہ حاضر ہوا اور کہا پڑھئے آپ نے جواب دیا میں پڑھنے والا نہیں ہوں۔ حضور ﷺ فرماتے ہیں پھر اس فرشتے نے مجھے پکڑا مجھے سینے سے لگا کر خوب بھینچا یہاں تک کہ مجھے اس کے زور سے بھینچنے کی وجہ سے تکلیف ہوئی اس نے پھر مجھے چھوڑ دیا اور دوبارہ کہا کہ پڑھئے میں نے کہا میں پڑھنے والا نہیں ہوں اس نے پھر مجھے پکڑ کر سینے سے لگا کر خوب بھینچا یہاں تک کہ اس کے زور سے بھینچنے کی وجہ سے مجھے تکلیف ہوئی پھر اس نے مجھے چھوڑ دیا اور سہ بارہ کہا پڑھئے میں نے پھر کہا میں پڑھنے والا نہیں ہوں پھر اس نے مجھے تیسری بار خوب بھینچا پھر مجھے چھوڑ دیا اور کہا:

اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِيْ خَلَقَ ۝ خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ ۝ اِقْرَاْ وَرَبُّكَ الْاَكْرَمُ ۝ الَّذِيْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ ۝ عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَا لَمْ يَعْلَمْ ۝ (العلق: 5-1)۔ ''آپ پڑھئے اپنے رب کے نام کے ساتھ جس نے (سب کو) پیدا فرمایا۔ پیدا کیا انسان کو جمے ہوئے خون سے پڑھئے آپ کا رب بڑا کریم ہے جس نے علم سکھایا قلم کے واسطہ سے اسی نے سکھایا انسان کو جو وہ نہیں جانتا تھا۔''

پس ان آیات کو سن کر اور دل میں محفوظ کر کے حضور اکرم ﷺ واپس گھر میں تشریف لائے حضور ﷺ کا قلب اطہر کانپ رہا تھا آپ ﷺ ام المؤمنین خدیجہ بنت خویلد رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس آئے اور فرمایا مجھے چادر اوڑھاؤ۔ مجھے چادر اوڑھاؤ پس انہوں نے حضور ﷺ پر چادر ڈال دی۔ یہاں تک کہ وہ ہراس دور ہو گیا۔ حضور ﷺ نے حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو سارا واقعہ سنایا اور فرمایا مجھے اپنے بارے میں ڈر لگ رہا ہے آپ نے عرض کی ہرگز نہیں خدا کی قسم! اللہ تعالیٰ کبھی آپ کو بے آبرو نہیں کرے گا۔ آپ ﷺ قریبی رشتہ داروں کے ساتھ صلہ رحمی کرتے ہیں کمزوروں اور ناتوانوں کا بوجھ اٹھاتے ہیں جو مفلس نادار ہو اس کو اپنی نیک کمائی سے حصہ دیتے ہیں مہمان نوازی کرتے ہیں حق کی وجہ سے اگر کسی

اپنے رب کے پیغام کو قبول فرمالیا جب آپ ﷺ واپس تشریف لا رہے تھے تو آپ ﷺ جس درخت یا پتھر کے پاس سے گزرتے وہ آپ کے حضور سلام پیش کرتا۔ آپ ﷺ خوشی خوشی اپنے اہل خانہ کے پاس تشریف لے آئے۔ آپ ﷺ نے حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے فرمایا میں جس ذات کے متعلق تجھے بتایا کرتا تھا کہ میں اسے خواب میں ملاحظہ کرتا ہوں وہ حضرت جبرائیل علیہ السلام ہیں۔ وہ آج میرے پاس اللہ تعالیٰ کا پیغام لے کر آئے ہیں آپ ﷺ نے حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو پہلی وحی کی آیات سنائیں انہوں نے آپ کو تسلی آمیز الفاظ میں کہا'' آپ کو بشارت ہو اللہ کی قسم! اللہ تعالیٰ آپ کے ساتھ صرف بھلائی کا ارادہ فرمائے گا اللہ کی طرف سے آپ کے پاس جو پیغام آیا ہے اس کو قبول فرمائیے وہ سراپا حق ہے آپ ﷺ کو بشارت ہو آپ ﷺ اللہ کے سچے رسول ہیں۔''

پھر حضرت خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا عتبہ بن ربیعہ کے ایک غلام کے پاس تشریف لائیں وہ نینوا کا باشندہ تھا اور عیسائیت اختیار کر چکا تھا۔ اس کا نام عداس تھا حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اس کو مخاطب کر کے کہا اے عداس! میں تجھے اللہ کا واسطہ دے کر کہتی ہوں کہ مجھے جبرائیل کے بارے میں بتاؤ۔ اس نے کہا قدوس۔ قدوس ایسے شہر میں جہاں لوگ صنم پرست ہیں جبرائیل کا نام کیوں لیا جاتا ہے حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے جب دوبارا استفسار فرمایا تو اس نے کہا وہ اللہ تعالیٰ کا امین ہے۔ وہ اللہ تعالیٰ اور اس کے انبیائے کرام کے مابین پیغام رساں ہے۔ وہ حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ علیہما السلام کا ساتھی ہے۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا وہاں سے واپس تشریف لائیں اور ورقہ بن نوفل کے پاس تشریف لے گئیں انہیں تمام صورتحال سے آگاہ فرمایا۔ انہوں نے کہا آپ کے یہ زندگی بھر کے ساتھی اللہ تعالیٰ کے وہ مکرم و معظم نبی ہیں اہل کتاب جن کا انتظار کر رہے ہیں۔ آپ ﷺ کا اسم گرامی تورات اور انجیل میں مکتوب ہے پھر انہوں نے خدا کی قسم اٹھا کر کہا کہ اگر میں ان کے دعویٰ نبوت تک زندہ رہا تو میں ضرور ان کی اطاعت و فرمانبرداری کروں گا اور ان کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آؤں گا لیکن ورقہ کا جلد ہی انتقال ہو گیا۔

امام بیہقی اور ابونعیم رحمہما اللہ تعالیٰ نے حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ایک اور سند سے بھی یہی واقعہ روایت کیا ہے کہ حضور ﷺ مکہ مکرمہ میں ہی تشریف فرما تھے کوئی شخص آپ کے گھر کی چھت کے اوپر آیا اس نے آہستہ آہستہ چھت کو اکھیڑنا شروع کیا۔ جب تھوڑی سی چھت اکھڑ گئی تو اس نے چاندی کی ایک سیڑھی کو اندر داخل کیا۔ اس سیڑھی کے ذریعے دو شخص حضور ﷺ کے پاس آئے حضور ﷺ نے فرمایا میں نے چاہا کہ میں لوگوں کو مدد کے لئے آواز دوں لیکن مجھے کلام کرنے سے روک دیا گیا۔ ان میں سے ایک شخص میرے پہلو کے پاس بیٹھ گیا جبکہ دوسرا شخص بھی میرے قریب ہی تھا۔ ان میں سے ایک شخص نے میرے پہلو میں اپنا ہاتھ داخل کیا اور میری دو پسلیاں نکال لیں اس نے اپنا ہاتھ میرے پیٹ میں داخل کیا۔ میں نے اس کے ہاتھ کی ٹھنڈک اپنے پیٹ میں محسوس کی۔ اس نے میرا دل باہر نکالا اور اسے اپنے ہاتھ پر رکھ کر اپنے ساتھی سے کہا اس صالح اور نیک آدمی کا قلب مبارک کتنا عمدہ اور نفیس ہے پھر اس نے دل کو اپنی جگہ پر رکھا۔ پسلیوں کو اپنی جگہ پر رکھ کر ملا دیا وہ دونوں اس سیڑھی پر چڑھ کر اوپر چلے گئے اس کے بعد انہوں نے اس سیڑھی کو بھی اوپر اٹھایا جب میں سو کر بیدار ہوا تو چھت

کہتے ہیں کہ میں نے حضور اکرم ﷺ کو فترۃ الوحی کے متعلق فرماتے ہوئے سنا۔آپ ﷺ نے فرمایا'' دریں اثناء کہ میں چل رہا تھا کہ میں نے آسمان کی طرف سے آواز سنی میں نے اپنی نگاہیں اوپر اٹھا کر دیکھا تو اچانک مجھے وہ فرشتہ نظر آیا جو غار حراء میں میرے پاس آیا تھا وہ فرشتہ زمین وآسمان کے درمیان ایک کرسی پر بیٹھا ہوا تھا۔اس کی اس حالت کو دیکھ کر میں مرعوب سا ہو گیا پھر میں گھر لوٹ آیا میں نے کہا مجھے چادر اوڑھ دو مجھے چادر اوڑھ دو جب میں نے چادر اوڑھ لی تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیات مجھ پر نازل فرمائیں۔''

یٰۤاَیُّهَا الْمُدَّثِّرُۙ۝ قُمْ فَاَنْذِرْ۪ۙ۝ وَرَبَّكَ فَكَبِّرْ۪ۙ۝ وَثِیَابَكَ فَطَهِّرْ۪ۙ۝ وَالرُّجْزَ فَاهْجُرْ۪ۙ۝ (مدثر:5-1) ''اے چادر لپیٹنے والے! اٹھئے اور لوگوں کو ڈرائیے اور اپنے پروردگار کی بڑائی بیان کیجئے اپنے لباس کو پاک رکھئے اور بتوں سے (حسب سابق) دور رہیے۔''

اس کے بعد وحی کا لگاتار نزول شروع ہوا۔

امام احمد اور یعقوب بن سفیان رحمہما اللہ تعالیٰ نے اپنی تاریخ کی کتب میں اور ابن سعد اور امام بیہقی نے شعبی رحمہم اللہ تعالیٰ سے روایت کیا ہے کہ جب حضور ﷺ کی عمر مبارک چالیس سال ہوئی تو آپ پر وحی نازل ہوئی۔تین سال تک حضرت اسرافیل علیہ السلام آپ ﷺ کی خدمت پر مامور رہے وہ آپ ﷺ کو کلمہ اور دیگر اشیاء سکھاتے رہے لیکن ابھی تک آپ ﷺ پر قرآن کا نزول شروع نہیں ہوا تھا۔جب تین سال گزر گئے تو حضرت جبرائیل علیہ السلام اللہ کا پیغام لے کر آئے پھر وہ مسلسل بیس سال تک اللہ کا پیغام لے کر آتے رہے دس سال مکہ معظمہ میں قرآن نازل ہوتا رہا اور دس سال مدینہ طیبہ میں قرآن پاک کا نزول ہوتا رہا۔امام بیہقی اور ابونعیم رحمہما اللہ تعالیٰ نے موسیٰ بن عقبہ کی سند سے ابن شہاب رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا ہے انہوں نے کہا کہ ہم تک یہ روایت پہنچی ہے کہ سب سے پہلے حضور ﷺ پر وحی کی ابتداء سچے خوابوں سے ہوئی جب آپ ﷺ پر یہ گراں گزرا تو آپ نے اس کا ذکر حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے کیا۔انہوں نے کہا آپ کو بشارت ہو اللہ تعالیٰ آپ ﷺ کے ساتھ بھلائی کا ہی ارادہ فرمائے گا۔پھر آپ ﷺ غار حراء میں تشریف لے گئے جب آپ ﷺ واپس آئے تو آپ ﷺ نے حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے فرمایا کہ میں نے دیکھا کہ میرے پیٹ کو شق کیا گیا پھر اسے پاک صاف کیا گیا اور خوب دھویا گیا پھر اسے پہلی کیفیت پر سی دیا گیا تمام واقعات سن کر حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کہا آپ کو بشارت ہو۔آپ ﷺ کے ساتھ اللہ کی طرف سے بھلائی ہو رہی ہے۔پھر جب سرور کائنات ﷺ مکہ مکرمہ کی ایک بلند چوٹی پر تشریف فرما تھے تو حضرت جبرائیل علیہ السلام آپ ﷺ کے پاس حاضر ہوئے اور آپ ﷺ کو ایک پروقار اور تعجب خیز جگہ پر بٹھایا حضور ﷺ فرمایا کرتے تھے کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے مجھے ایک قالین نما چیز پر بٹھایا جس پر ہر سمت یاقوت اور موتی بکھرے ہوئے تھے۔انہوں نے آپ ﷺ کو نبوت و رسالت کی بشارت دی حتیٰ کہ آپ کا قلب اطہر مطمئن ہو گیا پھر حضرت جبرائیل علیہ السلام نے آپ کی بارگاہ میں عرض کی کہ آپ پڑھئے آپ ﷺ نے فرمایا میں کیسے پڑھوں انہوں نے عرض کی: اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِیْ خَلَقَۚ۝ (العلق:1) حضور مکرم ﷺ نے

علیک وسلم آپ اللہ کے رسول ہیں۔ میں نے اپنے ارادے کو ترک کر دیا میں وہاں ہی رک گیا میں نہ آگے جا سکتا تھا اور نہ ہی پیچھے ہٹ سکتا تھا اور نہ ہی میں نے اپنے چہرے کو آسمان کے کنارے سے پھیرا بلکہ میں حضرت جبرائیل علیہ السلام کو لگاتار دیکھتا رہا حتیٰ کہ سورج غروب ہونے کے قریب ہو گیا۔ پھر حضرت جبرائیل علیہ السلام وہاں سے چلے گئے اور میں بھی اپنے اہل خانہ کے پاس حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس آ کر بیٹھ گیا انہوں نے مجھ سے پوچھا آپ کہاں تھے؟ میں نے کہا میرا نفس شاعری اور جنون سے بہت بعید ہے انہوں نے کہا اللہ تعالیٰ آپ کو شاعری اور جنون سے پناہ دے۔ یقیناً اللہ تعالیٰ آپ ﷺ کو شاعری اور جنون میں مبتلا نہیں کرے گا کیونکہ وہ ذات جانتی ہے کہ آپ کتنے صادق اور امین ہیں آپ کا اخلاق کتنا عمدہ ہے اور آپ کتنی صلہ رحمی کرنے والے ہیں۔

میں نے حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو تمام واقعہ سنایا انہوں نے کہا اے میرے چچازاد! آپ کو بشارت ہو میں امید کرتی ہوں کہ آپ اس امت کے نبی ہوں گے۔ پھر حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ورقہ کے پاس چلی گئیں اور تمام واقعہ انہیں سنایا انہوں نے کہا کہ جو کچھ آپ کہہ رہی ہیں اگر وہ سچ ہے تو وہ اس امت کے نبی ہیں اور آپ ﷺ کے پاس وہی ناموس اکبر آیا ہے جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا کرتا تھا۔

امام بیہقی نے ابن اسحاق رحمہما اللہ تعالیٰ کی سند سے حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے غلام اسماعیل بن ابی الحکیم سے روایت کیا ہے وہ حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے حضور ﷺ سے عرض کی اے میرے چچازاد! اب جب کبھی آپ کے پاس وہ فرشتہ آئے تو مجھے آگاہ فرما دینا۔ جب حضور مکرم ﷺ حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس تشریف فرما تھے تو حضرت جبرائیل امین آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپ ﷺ نے حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو مخاطب کر کے کہا اے خدیجہ! حضرت جبرائیل آ گئے ہیں۔ انہوں نے آپ ﷺ سے عرض کی کہ کیا آپ انہیں ملاحظہ فرما رہے ہیں حضور ﷺ نے فرمایا ہاں میں انہیں دیکھ رہا ہوں۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کی آپ ﷺ میری دائیں ران پر تشریف لے آئیں حضور ﷺ حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی دائیں ران پر تشریف لے آئے۔ انہوں نے آپ ﷺ سے پوچھا کہ کیا اب بھی آپ حضرت جبرائیل علیہ السلام کو دیکھ رہے ہیں آپ ﷺ نے فرمایا ہاں اب بھی میں انہیں دیکھ رہا ہوں حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے حضور ﷺ سے گزارش کی کہ اب آپ ﷺ میری آغوش میں تشریف رکھئے حضور ﷺ حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی گود میں آ گئے انہوں نے عرض کی کہ کیا اب بھی آپ حضرت جبرائیل علیہ السلام کو ملاحظہ فرما رہے ہیں آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہاں اب بھی میں انہیں دیکھ رہا ہوں پھر حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اپنی اوڑھنی مبارک اپنے سر سے ہٹا کر نیچے پھینک دی جبکہ حضور ﷺ ان کی آغوش میں تشریف فرما تھے۔ انہوں نے آپ سے عرض کی کہ کیا اب بھی آپ ﷺ حضرت جبرائیل علیہ السلام کو دیکھ رہے ہیں حضور ﷺ نے فرمایا نہیں اب میں انہیں ملاحظہ نہیں کر رہا۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کی اے میرے چچازاد! آپ کے پاس آنے والا شیطان نہیں ہے بلکہ اللہ تعالیٰ کا فرشتہ ہے آپ کو

اپنی پہلی کیفیت پر تھی۔ آپ ﷺ نے یہ واقعہ حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو سنایا انہوں نے عرض کی اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کے ساتھ بھلائی کا ارادہ فرمایا ہے پھر آپ ﷺ گھر سے باہر تشریف لے گئے جب واپس تشریف لائے تو حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو بتایا کہ آپ ﷺ کے بطن مبارک کو چاک کیا گیا پھر اس کو دھو کر خوب پاک اور صاف کیا گیا۔ پھر اسی طرح تمام واقعہ بیان کیا جس طرح پہلی روایت میں گزر چکا ہے۔

البتہ اس روایت میں کچھ اضافہ بھی ہے وہ یہ ہے کہ حضرت جبرائیل امین نے پانی کا ایک چشمہ جاری کیا اور وضو کیا جبکہ آقائے دوجہاں جبرائیل امین کو وضو کرتے ہوئے ملاحظہ فرما رہے تھے انہوں نے پہلے اپنے چہرے کو دھویا۔ پھر اپنے ہاتھوں کو کہنیوں تک دھویا اور اپنے سر کا مسح کیا پھر ٹخنوں تک اپنے پاؤں کو دھویا۔ پھر بیت اللہ کی طرف منہ کر کے دو سجدے کئے۔ حضور ﷺ نے بھی اسی طرح یہ افعال ادا کئے جس طرح آپ نے حضرت جبرائیل کو ادا کرتے ہوئے مشاہدہ کیا تھا۔

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ اس روایت میں جو شق صدر کا واقعہ بیان کیا گیا ہے ممکن ہے کہ یہ آپ ﷺ کے بچپن کا واقعہ ہو۔ یہ بھی ممکن ہے کہ اس کے بعد کسی اور موقعہ پر آپ کا بطن مبارک شق کیا گیا ہو۔ تیسری مرتبہ آپ ﷺ کا شق صدر اس وقت ہوا جب آپ ﷺ کو معراج کرائی گئی امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ کی سند سے بعض اہل علم سے روایت کیا ہے کہ حضور ﷺ ہر سال ایک ماہ کے لئے غار حراء میں تشریف لے جایا کرتے تھے اور وہاں جا کر عبادت الٰہی میں مصروف ہو جاتے تھے۔ وہ رمضان کا مبارک مہینہ تھا جب اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ پر اپنی پہلی وحی نازل کی رسول کریم ﷺ حسب معمول غار حراء میں تشریف لے گئے حتیٰ کہ وہ مبارک شب آ گئی جس شب کو اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو نعمت رسالت سے نوازا اور آپ ﷺ کو اس عالم آب و خاک میں مبعوث فرما کر لوگوں پر رحم فرمایا اور حضرت جبرائیل امین آپ کے پاس اللہ کا پیغام لے کر حاضر ہوئے۔ حضور مکرم ﷺ نے فرمایا جب میں سویا ہوا تھا تو حضرت جبرائیل علیہ السلام میرے پاس آئے اور کہا پڑھیے میں نے کہا میں پڑھنے والا نہیں انہوں نے مجھے اس زور سے بھینچا کہ مجھے گمان ہوا کہ میرا وصال قریب آ گیا ہے پھر وہ مجھ سے علیحدہ ہوئے اور کہا پڑھیے میں نے کہا میں پڑھنے والا نہیں ہوں انہوں نے پھر مجھے اسی زور سے بھینچا پھر علیحدہ ہو کر کہا پڑھیے: اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِیْ خَلَقَ (العلق: 1) انہوں نے اپنے کلام کو ختم کیا اور چلے گئے۔ میں نیند سے بیدار ہوا مجھے ایسے محسوس ہو رہا تھا کہ میرے دل پر ایک کتاب منقش ہو چکی ہے مجھے اللہ تعالیٰ کی تمام مخلوق میں سے شاعر اور مجنون سب سے زیادہ ناپسند تھے۔ میں انہیں دیکھنا بھی نہیں چاہتا تھا۔ پھر میں نے اپنے آپ سے کہا کہ میں نہ تو شاعر ہوں اور نہ ہی مجنون ہوں میں نے یہ بھی ارادہ کیا کہ میں کبھی بھی یہ واقعہ قریش کو نہیں بتاؤں گا۔ میں نے ارادہ کیا کہ میں بلند و بالا پہاڑ کی طرف جاؤں تا کہ اپنے آپ کو وہاں سے گرا کر سکون اور آرام حاصل کروں۔ جب میں نے یہ ارادہ کیا ہی تھ تو میں نے آسمان کی طرف سے ایک آواز کو سنا کوئی ندا کرنے والا کہہ رہا تھا اے محمد مصطفیٰ! صلی اللہ علیک وسلم آپ اللہ کے رسول ہیں اور میں جبرائیل ہوں میں نے اپنا سر آسمان کی طرف اٹھایا تو وہاں حضرت جبرائیل کو ایک حسین و جمیل آدمی کی شکل میں دیکھا۔ انہوں نے آسمان کے افق پر اپنے قدموں کو رکھا ہوا تھا اور وہ یہ کہہ رہے تھے اے محمد عربی! صلی اللہ

تعالیٰ عنہا نے ورقہ کے پاس جا کر حضرت جبرائیل علیہ السلام کے بارے میں سوال کیا تو انہوں نے کہا سُبُّوحٌ سُبُّوحٌ ایسے مقام پر جہاں لوگ بتوں کی پوجا کرتے ہیں حضرت جبرائیل علیہ السلام کا نام کیوں لیا جاتا ہے۔ حضرت جبرائیل اللہ تعالیٰ کے اور اس کے تمام انبیاء کے مابین امین ہیں۔ ورقہ نے حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے کہا آپ اسی جگہ پر جائیں جہاں حضور ﷺ نے انہیں دیکھا ہے اب اگر آقائے دو جہاں ﷺ حضرت جبرائیل علیہ السلام کو دیکھیں تو آپ اپنے سر سے اوڑھنی اتار دیں اگر وہ اللہ کی طرف سے وحی لے کر آئے ہوں گے تو اس کے بعد حضور ﷺ انہیں نہیں دیکھ سکیں گے۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں میں نے ایسے ہی کیا جب میں نے اپنے سر سے چادر اتاری تو حضرت جبرائیل علیہ السلام فوراً غائب ہو گئے۔ حضور ﷺ نے انہیں ملاحظہ نہ فرمایا میں نے اس واقعہ کی خبر ورقہ کو دی تو انہوں نے کہا کہ حضور ﷺ کے پاس ناموس اکبر آتے ہیں۔

طیالسی، حارث بن ابواسامہ اور ابونعیم رحمہم اللہ تعالیٰ نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کیا ہے کہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے غار حراء میں ایک ماہ اعتکاف بیٹھنے کی نذر مانی۔ اس وقت رمضان المبارک کا مہینہ تھا ایک رات حضور ﷺ غار سے باہر تشریف لائے تو آپ ﷺ نے یہ آواز سنی اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ۔ آپ ﷺ نے فرمایا میں نے گمان کیا کہ کوئی جن میرے پاس آیا ہے میں نے دوڑنا شروع کر دیا حتیٰ کہ میں حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس پہنچ گیا انہوں نے کہا آپ کو کیا ہوا ہے؟ میں نے تمام واقعہ انہیں سنایا۔ انہوں نے کہا آپ کو بشارت ہو سلام سراپا بھلائی ہے پھر ایک مرتبہ میں اپنے گھر سے نکلا۔ تو میں نے اچانک حضرت جبرائیل علیہ السلام کو سورج کے اوپر دیکھا ان کا ایک پر مشرق میں تھا جبکہ دوسرا پر مغرب میں تھا میں ان کے سامنے گیا پھر ان سے ڈر کر بھاگا وہ فوراً میرے اور دروازے کے درمیان آ گئے انہوں نے میرے ساتھ گفتگو کی حتیٰ کہ مجھے ان کی ساتھ الفت پیدا ہو گئی انہوں نے مجھ سے دوبارہ آنے کا وعدہ کیا میں وقت مقررہ پر وہاں گیا لیکن حضرت جبرائیل علیہ السلام نے آنے میں دیر کر دی میں واپس آنا چاہتا تھا کہ میں نے اچانک حضرت جبرائیل اور میکائیل کو دیکھا انہوں نے افق کو گھیر لیا تھا حضرت جبرائیل نیچے اتر آئے جبکہ حضرت میکائیل زمین و آسمان کے درمیان ہی رہے حضرت جبرائیل نے مجھے پکڑا اور گدی کے بل زمین پر لٹایا انہوں نے میرے دل مبارک کو چیرا پھر اس میں سے اللہ نے جو کچھ چاہا نکال لیا پھر دل کو زمزم کے پانی کے ساتھ ایک سونے کے طشت میں دھویا پھر اسے اپنی جگہ پر رکھ کر سی دیا پھر انہوں نے مجھے الٹا کیا جس طرح کہ برتن کو الٹا کیا جاتا ہے۔ میری پشت پر انہوں نے مہر لگائی اس مہر کو میں نے اپنے دل میں محسوس کیا پھر انہوں نے مجھے اتنے زور سے بھینچا کہ قریب تھا کہ میں رو پڑتا۔ پھر جبرائیل علیہ السلام نے کہا۔ آپ پڑھیے میں نے نہ تو کبھی کوئی کتاب پڑھی تھی اور نہ ہی کتاب کو پڑھ سکتا تھا انہوں نے دوبارہ کہا پڑھیے میں نے کہا میں پڑھنے والا نہیں ہوں پھر انہوں نے سہ بارہ کہا: اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِیْ خَلَقَ ۝ (العلق:1)

پھر حضرت جبرائیل علیہ السلام نے میرا ایک آدمی کے ساتھ وزن کیا میں وزن میں زیادہ تھا پھر دو آدمیوں کے ساتھ میرا وزن کیا گیا پھر بھی میں ہی بھاری تھا حتیٰ کہ سو آدمیوں کے ساتھ میرا وزن کیا گیا پھر بھی میرا ہی وزن زیادہ تھا۔ حضرت

بشارت ہو آپ اللہ کے رسول ہیں۔ پھر حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا آپ ﷺ پر ایمان لے آئیں اور یہ گواہی دی کہ جو کچھ آپ ﷺ پر نازل ہوا ہے وہ حق ہے۔ الطبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے اوسط میں ابونعیم رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے بھی یہی روایت کیا ہے۔

امام بیہقی اور ابونعیم رحمہما اللہ تعالیٰ نے ابومیسرہ عمرو بن شرحبیل سے روایت کیا ہے کہ حضور مکرم ﷺ نے حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے فرمایا کہ میں جب اکیلا ہوتا ہوں تو ایک عجیب آواز سنتا ہوں اللہ کی قسم! مجھے اپنے بارے میں ڈر لگ رہا ہے۔ یہ سن کر حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کی معاذ اللہ! اللہ تعالیٰ آپ ﷺ کے ساتھ صرف بھلائی کا ہی ارادہ فرمائے گا۔ اللہ کی قسم! آپ ﷺ امانت کو ادا فرماتے ہیں، صلہ رحمی کرتے ہیں اور ہمیشہ سچ بولتے ہیں۔ جب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ تشریف لائے تو حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے تمام واقعہ انہیں سنایا اور انہیں کہا کہ آپ محمد عربی ﷺ کو ورقہ بن نوفل کے پاس لے جائیں۔ حضور ﷺ اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ورقہ کے پاس تشریف لے گئے حضور ﷺ نے فرمایا جب میں تنہا ہوتا ہوں تو میں اپنے پیچھے سے آواز سنتا ہوں کوئی مجھے مخاطب کر کے یوں آواز دیتا ہے اے محمد اے محمد! صلی اللہ علیک وسلم۔ یہ صدا سن کر میں دوڑتا ہوا واپس آجاتا ہوں ورقہ بن نوفل نے کہا کہ اگر اب آپ کو ایسی صدا آئے تو آپ اپنی جگہ پر رک جائیں اور سماعت فرمائیں کہ صدا لگانے والا کہتا کیا ہے؟ پھر میرے پاس واپس تشریف لائیں اور مجھے بتائیں کہ اس نے آپ ﷺ کو کیا کہا؟ پھر جب حضور مکرم ﷺ تنہا ہوئے تو پھر وہی صدا آئی: **یَا مُحَمَّدُ یَا مُحَمَّدُ (صَلَّی اللّٰہُ عَلَیکَ وَسَلَّمَ) اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ**۔ اس نے کہا آپ ﷺ پڑھئے **اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ** حتیٰ کہ اس نے آپ ﷺ کو پوری سورۃ فاتحہ پڑھائی پھر کہا **لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ**۔

حضور نبی کریم ﷺ ورقہ بن نوفل کے پاس تشریف لائے اور ان کو تمام صورت حال بتائی۔ تمام واقعہ سن کر ورقہ بن نوفل نے کہا آپ کو بشارت ہو۔ آپ کو بشارت ہو میں یہ گواہی دیتا ہوں کہ آپ ہی وہ نبی مکرم ﷺ ہیں جن کی بشارت حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے دی تھی آپ کے پاس بھی وہی ناموس اکبر آتا ہے جو حضرت موسیٰ علیہ السلام پر آیا کرتا تھا۔ آپ ﷺ اللہ کے نبی ہیں عنقریب آپ ﷺ کو جہاد کا حکم دیا جائے گا۔ اگر میں نے آپ ﷺ کے زمانہ اقدس کو پالیا تو آپ ﷺ کے ساتھ جہاد میں بھرپور شرکت کروں گا جب ورقہ بن نوفل کا انتقال ہو گیا تو حضور ﷺ نے فرمایا میں نے اس ورقہ بن نوفل کو جنت میں دیکھا انہوں نے ریشم کا لباس پہنا ہوا تھا کیونکہ وہ مجھ پر ایمان لائے تھے اور انہوں نے میری تصدیق کی تھی۔

امام بیہقی اور ابونعیم رحمہما اللہ تعالیٰ نے ایک اور سند سے حضرت ابومیسرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے کہ جب حضور ﷺ اکیلے ہوتے تو آپ ﷺ ایک صدا لگانے والے کی آواز سنتے وہ اس طرح صدا لگاتا تھا **یَا مُحَمَّدُ یَا مُحَمَّدُ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیکَ وَسَلَّمَ** جب بھی آپ ﷺ ایسی ندا سنتے تو آپ ﷺ بھاگ آتے۔ آپ ﷺ نے یہ بات حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بتائی وہ زمانہ جاہلیت میں حضور اکرم ﷺ کے گہرے دوست تھے۔

ابونعیم رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت عروہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کیا ہے وہ فرماتی ہیں کہ جب حضرت خدیجہ رضی اللہ

ﷺ جلدی جلدی حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس تشریف لائے اور تمام واقعہ انہیں سنایا۔ آپ ﷺ نے فرمایا اے خدیجہ! اللہ کی قسم میں جتنا زیادہ ان بتوں کو اور کاہنوں کو ناپسند کرتا ہوں اتنا زیادہ کسی اور شئی کو ناپسند نہیں کرتا مجھے ڈر ہے کہ میں کہیں کاہن ہی نہ بن جاؤں۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کی ہرگز نہیں آپ ایسا گمان بھی نہ کریں۔ اللہ تعالیٰ کبھی بھی آپ کو کاہن نہیں بنائے گا۔ بے شک آپ صلہ رحمی فرماتے ہیں، سچ بولتے ہیں، امانت کو ادا کرتے ہیں اور آپ اخلاق کریمانہ کے مالک ہیں۔ پھر حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ورقہ بن نوفل کے پاس تشریف لے گئیں یہ پہلی بار تھی جب آپ ان کے پاس تشریف لے گئیں انہوں نے ورقہ کو وہ تمام واقعہ سنایا جو حضور ﷺ نے آپ کو بتایا تھا۔ تمام واقعہ سن کر ورقہ بن نوفل نے کہا اللہ کی قسم! وہ سچے ہیں یہ ان کی نبوت کی ابتداء ہے ان کے پاس ناموس اکبر تشریف لاتا ہے آپ محمد عربی ﷺ سے عرض کریں کہ وہ اپنے دل میں بھلائی ہی کی توقع رکھیں۔

ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی ہے کہ جب حضور ﷺ پر غار حراء میں پہلی وحی نازل ہوئی تو کچھ دن گزر گئے لیکن آپ نے حضرت جبرائیل علیہ السلام کو نہ دیکھا جس کی وجہ سے آپ بہت زیادہ غمزدہ ہو گئے کبھی آپ غار حراء پر تشریف لے جاتے کبھی آپ دامن کوہ میں آجاتے۔ آپ ﷺ نے ارادہ فرمایا کہ آپ اپنے آپ کو کسی بلند و بالا چوٹی سے نیچے گرادیں۔ جب آپ ﷺ اس مقصد کے لئے پہاڑ کی چوٹی پر تشریف لے گئے تو آپ ﷺ نے آسمان کی طرف سے ایک آواز سماعت فرمائی آپ نے اپنے سر کو بلند کیا تو آپ نے حضرت جبرائیل کو زمین و آسمان کے درمیان جو ایک کرسی پر بیٹھے ہوئے دیکھا انہوں نے عرض کی اے محمد عربی! صلی اللہ علیک وسلم آپ! صلی اللہ علیک وسلم اللہ کے سچے رسول ہیں اور میں جبرائیل ہوں۔ اس کے بعد آپ گھر واپس تشریف لے آئے۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کی آنکھوں کو ٹھنڈا کیا۔ آپ ﷺ کے قلب مبارک کو قوت عطا فرمائی اور وحی کا سلسلہ لگاتار شروع ہوا۔

امام طبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام میرے پاس حضرت دحیہ کلبی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شکل میں آتے ہیں۔ حضرت دحیہ کلبی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک حسین و جمیل صحابی تھے۔

حضور ﷺ کا حضرت جبرائیل علیہ السلام کو اصلی شکل میں دیکھنا

امام احمد، ابن ابی حاتم اور ابو شیخ رحمہم اللہ تعالیٰ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا ہے کہ حضور ﷺ نے دو مرتبہ حضرت جبرائیل علیہ السلام کو اپنی اصل شکل میں دیکھا ان کے چھ سو پر تھے انہوں نے پورے افق کو گھیر لیا تھا۔ ان کے پروں سے مختلف رنگ کے پھول، موتی اور یاقوت گر رہے تھے۔ اللہ تعالیٰ ہی ان کے متعلق علم رکھنے والا ہے۔

حضرت امام بخاری اور حضرت امام مسلم رحمۃ اللہ علیہما نے ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کیا ہے کہ حضور ﷺ نے صرف دو مرتبہ حضرت جبرائیل علیہ السلام کو اس شکل میں دیکھا جس پر اللہ تعالیٰ نے انہیں تخلیق کیا

میکائیل نے کہا آپ ﷺ کی امت آپ کی اتباع کرے گی اللہ کی قسم! میں جس پتھر یا درخت کے پاس سے گزرتا وہ مجھے اس انداز سے سلام کرتا اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ۔

امام احمد، ابونعیم اور ابن سعد رحمہم اللہ تعالیٰ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ نے حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے کہا میں ایک عجیب آواز سنتا ہوں اور ایک نور دیکھتا ہوں حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس بات کا ذکر ورقہ کے پاس کیا انہوں نے کہا یہ اسی ناموس کی طرح ہے جو حضرت موسیٰ علی السلام پر نازل ہوتا تھا۔ اگر آپ ﷺ میری زندگی میں ہی مبعوث ہوئے تو میں ضرور آپ کی تائید اور نصرت کروں گا اور ان کی اعانت کی بھرپور کوشش کروں گا۔

الطبرانی اور ابونعیم رحمہما اللہ تعالیٰ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا ہے انہوں نے کہا کہ ورقہ نے حضور مکرم ﷺ سے عرض کی یارسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم آپ کے پاس حضرت جرائیل کے آنے کی کیفیت کیا ہے آپ ﷺ نے فرمایا حضرت جرائیل آسمان سے میرے پاس آتے ہیں ان کے دو پر ہوتے ہیں جو موتیوں سے بھرے ہوتے ہیں اور ان کے قدموں کے باطن کا رنگ سبز ہوتا ہے۔

ابونعیم رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت عبداللہ بن شداد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ورقہ بن نوفل نے حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے کہا کیا آپ کے خاوند محترم ﷺ اپنے ساتھی حضرت جرائیل علیہ السلام کو سبز رنگ میں دیکھتے ہیں۔ انہوں نے فرمایا ہاں ورقہ نے کہا آپ کے خاوند مکرم ﷺ اللہ کے نبی ہیں۔ عنقریب انہیں اپنی قوم کی طرف سے مصائب کا سامنا کرنا پڑے گا عمر بن شیبہ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب ''المصاحف'' میں امام زہری رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ غار حرا میں تشریف فرما تھے جب ایک فرشتہ ریشم کا ایک کپڑا لے کر آپ ﷺ کے پاس حاضر ہوا اس کپڑے پر یہ آیات مبارکہ مرقوم تھیں: اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِیْ خَلَقَ ۚ خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ ۚ اِقْرَاْ وَ رَبُّكَ الْاَكْرَمُ ۙ الَّذِیْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ ۙ عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَا لَمْ یَعْلَمْ ؕ (العلق: 5-1) '' آپ پڑھئے اپنے رب کے نام کے ساتھ جس نے سب کو پیدا فرمایا۔ پیدا کیا انسان کو جمے ہوئے خون سے پڑھئے آپ کا رب بڑا کریم ہے۔ جس نے علم سکھایا قلم کے واسطہ سے اسی نے سکھایا انسان کو جو وہ نہیں جانتا تھا۔''

عمرو بن شیبہ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب میں عبید بن عمیر سے روایت کیا ہے کہ حضرت جرائیل حضور ﷺ کے پاس ریشم کا ایک کپڑا لے کر آئے اور آپ ﷺ سے کہا پڑھئے آپ ﷺ نے فرمایا میں پڑھنے والا نہیں۔ انہوں نے کہا: اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ......

ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حضور ﷺ گھاٹیوں کے درمیان تھے جب آپ ﷺ نے ایک فرشتہ کو اس حالت میں دیکھا کہ وہ ایک ٹانگ کو دوسری ٹانگ پر چڑھائے آسمان کے افق میں بیٹھا ہوا تھا۔ وہ بلند آواز سے پکار رہا تھا اے محمد! صلی اللہ علیک وسلم میں جرائیل ہوں۔ حضور ﷺ یہ دیکھ کر مرعوب ہو گئے۔ آپ

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے دیکھا کہ سرور کائنات ﷺ پر شدید سردی کے دن وحی کا نزول ہو رہا تھا۔ جب نزول وحی کا سلسلہ منقطع ہوتا تو آپ ﷺ کی پیشانی مبارک پسینے سے شرابور ہوتی۔

ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابوسلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ مجھ تک یہ بات پہنچی ہے کہ حضور ﷺ فرمایا کرتے تھے کہ مجھ پر وحی کا نزول دو طرح سے ہوتا ہے۔ بعض اوقات حضرت جبرائیل علیہ السلام میرے پاس آتے وہ یوں القاء کرتے ہیں جیسے ایک آدمی دوسرے کو کوئی بات بتاتا ہے اور کبھی وہ کسی چیز کے پردے میں وحی پہنچاتے مثلاً گھنٹی کی آواز آتی یہاں تک کہ وہ دل نشیں ہو جاتی۔

حضرت امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے کہ جب تاجدار ختم نبوت ﷺ پر وحی نازل ہوتی تو آپ ﷺ کو بہت تکلیف ہوتی جس کی وجہ سے آپ ﷺ کے چہرۂ اقدس کا رنگ متغیر ہو جاتا۔

ابونعیم رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت زید بن صامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ جب آپ ﷺ پر نزول وحی کی کیفیت طاری ہوتی تو آپ ﷺ کو بہت تکلیف ہوتی آپ ﷺ کی طلعت زیبا سے پسینے کے قطرات اس طرح گرتے گویا کہ وہ درخشاں موتی ہیں۔ ہر دفعہ نزول وحی کے وقت بہت کیفیت ہوتی اگرچہ وحی کا نزول موسم سرما میں ہی ہوتا۔

الطبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں حضور ﷺ کے لئے وحی لکھنے کے فرائض سرانجام دیا کرتا تھا۔ جب آپ ﷺ پر وحی کا نزول ہوتا تو آپ ﷺ کو شدید تکلیف ہوتی اور آپ ﷺ کے پیشانی مبارک سے پسینے سے قطرات گوہر آبدار کی طرح گرتے۔ میں اس وحی مبارک کو لکھا کرتا تھا اور تاجدار نبوت ﷺ مجھے لکھواتے مجھے ایسے محسوس ہوتا کہ قرآن کے بوجھ کی وجہ سے میری ٹانگیں ٹوٹنے لگی ہیں اور اب میں ان کے ذریعے کبھی نہ چل سکوں گا۔

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ جب آقائے دو جہاں پر نزول وحی کی کیفیت طاری ہوتی تو صحابہ کرام اسے آپ ﷺ کی جلد مبارک کی کپکپاہٹ سے پہچان لیتے تھے۔

ابونعیم رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا ہے وہ کہتے ہیں کہ جب آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام پر وحی کا نزول ہوتا تو اس کی وجہ سے آپ ﷺ کے جسد اطہر اور چہرۂ مبارک کا رنگ متغیر ہو جاتا۔ آپ ﷺ کے صحابہ کرام خاموشی اختیار کر لیتے اور کوئی محو گفتگو نہ ہوتا۔

امام احمد، امام الطبرانی اور ابونعیم رحمہم اللہ تعالیٰ نے حضرت ابن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور اکرم ﷺ سے عرض کی کہ یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم کیا آپ وحی کو محسوس فرماتے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا ہاں میں اس وقت گھنٹیوں کی آواز سنتا ہوں۔ جب بھی مجھ پر وحی کا نزول ہوتا ہے مجھے ایسے محسوس ہوتا ہے کہ

ہے۔آپ ﷺ نے انہیں آسمان سے نیچے آتے ہوئے دیکھا وہ اتنے بڑے تھے کہ انہوں نے افق کو گھیر لیا تھا۔امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کی روایت کے مطابق حضرت جبرائیل علیہ السلام نے سندس کے کپڑے پہنے ہوئے تھے جن سے موتی اور یاقوت گر رہے تھے۔

ابوشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے بھی حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کیا ہے کہ حضور ﷺ نے حضرت جبرائیل علیہ السلام سے فرمایا میں آپ کو اصلی شکل میں دیکھنا چاہتا ہوں انہوں نے اپنے پروں میں سے ایک پر کو پھیلایا جس نے آسمان کے افق کو گھیر لیا حتیٰ کہ آسمان سے کوئی بھی چیز نظر نہیں آتی تھی۔

ابوشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا ہے انہوں نے کہا ہے کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا میں نے حضرت جبرائیل علیہ السلام کو دیکھا ان کے چھ سو پر تھے تمام پر موتیوں کے بنے ہوئے تھے۔جن کو انہوں نے کتابوں کے اوراق کی طرح پھیلا دیا۔

ابوشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا میں نے حضرت جبرائیل علیہ السلام کو سبز رنگ کے حلہ میں دیکھا۔انہوں نے تمام افق کو گھیر لیا تھا۔ابوشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت شریح بن عبید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے کہ جب حضور ﷺ آسمانوں پر تشریف لے گئے تو آپ نے حضرت جبرائیل علیہ السلام کو اصلی شکل میں دیکھا ان کے پر ہیروں،موتیوں اور یاقوت سے آراستہ و پیراستہ تھے آپ ﷺ نے فرمایا مجھے ایسے محسوس ہوا کہ وہ میری نگاہوں کے سامنے ہیں انہوں نے پورے افق کو گھیر لیا تھا۔اس سے قبل میں انہیں مختلف اشکال میں دیکھا کرتا تھا۔میں اکثر انہیں حضرت دحیہ کلبی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شکل میں دیکھتا تھا اور کبھی میں انہیں اس طرح دیکھتا تھا جس طرح ایک آدمی اپنے ساتھی کو باریک پردے کے پیچھے سے دیکھتا ہے۔

نزول وحی کی کیفیت

امام احمد،ترمذی،نسائی،حاکم،بیہقی اور ابونعیم رحمہم اللہ تعالیٰ نے عمدہ سند کے ساتھ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ جب آقائے دو جہاں ﷺ پر نزول وحی کی کیفیت طاری ہوئی تو اس وقت شہد کی مکھی کی آواز کی طرح بھنبھناہٹ سنائی دیتی ایک روایت کے مطابق آپ ﷺ کے چہرے کے پاس شہد کی مکھی کی سی بھنبھناہٹ سنائی دیتی۔

حضرت امام بخاری اور امام مسلم رحمۃ اللہ علیہما نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کیا ہے کہ حارث بن ہشام رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور ﷺ سے سوال کیا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم آپ پر وحی کیسے نازل ہوتی ہے۔آپ ﷺ نے فرمایا کبھی کبھی نزول وحی کے وقت گھنٹی کی آواز سنائی دیتی ہے وحی کا یہ انداز مجھ پر بہت مشکل ہوتا ہے۔جب یہ کیفیت ختم ہوتی تو جو کچھ نازل ہوتا ہے مجھے یاد ہو چکا ہوتا ہے اور کبھی فرشتہ میرے پاس کسی انسانی شکل میں آتا وہ جو کچھ مجھ سے کلام کرتا میں اسے یاد کر لیتا ہوں۔

روایت کیا ہے کہ جب حضور اکرم ﷺ پر وحی نازل ہوتی تو آپ پر اس طرح غلبہ ہو جاتا تھا جس طرح انسان نشہ کی حالت میں ہوتا ہے۔

امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ جب حضور اکرم ﷺ پر وحی مبارک نازل ہوتی تو ہم میں سے کوئی بھی آپ کی طرف نگاہ اٹھا کر دیکھنے کی طاقت نہیں رکھتا تھا حتیٰ کہ وحی کا نزول ختم ہو جاتا۔

امام احمد اور ابن سعد رحمہما اللہ تعالیٰ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ کعبہ کے پیچھے تشریف فرما تھے۔ حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ تعالیٰ عنہ حاضر ہوئے اور آداب بجا لائے۔ آپ ﷺ نے انہیں اپنے پاس بٹھالیا اور گفتگو کرنا شروع کی۔ اچانک حضور ﷺ نے آسمان کی طرف نگاہ مبارک اٹھائی پھر زمین کی طرف دیکھا اپنے دائیں پہلو پر ہو گئے اور حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف سے منہ پھیر لیا اور اس آدمی کی طرح ہو گئے جو تعلیم میں مصروف ہو اور سر مبارک سے اشارہ فرماتے رہے تھوڑی دیر کے بعد آپ ﷺ نے آسمان کی طرف دیکھا اور حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف توجہ فرمائی حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم میں نے جیسا آج آپ کو دیکھا ہے ایسے پہلے کبھی نہیں دیکھا تھا آپ ﷺ نے دریافت فرمایا تم نے کیسے دیکھا۔ میں نے تمام حالت بیان کر دی۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک قاصد پیغام لے کر آیا تھا۔ میں نے عرض کی وہ پیغام کیا تھا آنحضرت ﷺ نے فرمایا وہ پیغام یہ تھا: اِنَّ اللّٰہَ یَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَ الْاِحْسَانِ وَ اِیْتَآئِ ذِی الْقُرْبٰی وَ یَنْھٰی عَنِ الْفَحْشَآءِ وَ الْمُنْکَرِ وَ الْبَغْیِ یَعِظُکُمْ لَعَلَّکُمْ تَذَکَّرُوْنَ۝ (النحل:90)'' بے شک اللہ تعالیٰ حکم دیتا ہے کہ ہر معاملہ میں انصاف کرو اور ہر ایک کے ساتھ بھلائی کرو اور اچھا سلوک کرو رشتہ داروں کے ساتھ اور منع فرماتا ہے بے حیائی سے اور برے کاموں سے اور سرکشی سے اللہ تعالیٰ نصیحت کرتا ہے تمہیں تاکہ تم نصیحت قبول کرو۔''

حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جب میں نے حضور ﷺ کا یہ حال دیکھا تو اسلام کی محبت میرے دل میں جاگزیں ہو گئی اور میرے دل پر حضور ﷺ کی محبت غالب آ گئی۔

غزوہ بدر میں ملائکہ کا حضور اکرم ﷺ کے ساتھ مل کر جہاد کرنا

امام مسلم اور امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہما نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ غزوۂ بدر کے دن ایک مسلمان ایک مشرک کو قتل کرنے کے لئے اس کے پیچھے بھاگا۔ اس وقت اس نے کوڑے چلنے کی آواز کو سنا اور ایک سوار کی آواز کو سنا وہ کہہ رہا تھا اَقْدِمْ یَا حَیْزُوْمُ جب اس مسلمان نے اس مشرک کی طرف دیکھا تو اس کا منہ پھٹ چکا تھا اور اس کی ناک ٹوٹ چکی تھی۔ وہ صحابی اس مشرک کی لاش کو اٹھا کر حضور ﷺ کے پاس لایا اور آپ ﷺ کو تمام واقعہ عرض کیا آپ ﷺ نے فرمایا وہ آسمان سوم کے ملائکہ میں سے تھا۔ اس دن ستر مشرکین کو مسلمانوں نے واصل جہنم کیا اور ستر کو قیدی بنایا۔

واقدی اور ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہما نے حضرت عبدالرحمٰن ابن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے غزوۂ بدر کے دن دو ایسے آدمیوں کو دیکھا جنہیں پہلے میں نہیں جانتا تھا۔ ان میں سے ایک حضور اکرم ﷺ کے

اس کی وجہ سے میری روح عالم بالا کو پرواز کر جائے گی۔

ابونعیم رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت علتان بن عاصم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے وہ کہتے ہیں کہ جب آپ ﷺ پر وحی کا نزول ہوتا تو آپ ﷺ کی چشمان مبارک کھلی رہتیں۔ آپ ﷺ کی نظر مبارک گھومتی رہتی۔ آپ ﷺ کے کان مبارک اور قلب اطہر پیغام خداوندی کے حصول کے لئے تیار رہتے۔

ابونعیم رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت یعلی بن امیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے اس وقت حضور ﷺ کو دیکھا جب آپ ﷺ پر نزول وحی کی کیفیت طاری تھی۔ آپ ﷺ کے جسد اطہر سے اس طرح آواز آ رہی تھی جس طرح نیند میں خراٹوں کی آواز ہوتی ہے آپ ﷺ کی آنکھیں مبارک اور چہرہ سرخ ہو گیا تھا۔

ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ نے ابن اروی الدوسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے حضور ﷺ کو دیکھا آپ ﷺ اپنی اونٹنی پر سوار ہیں اور وحی نازل ہو رہی ہے۔ اونٹنی وحی کی وجہ سے بلبلا رہی ہے اور اس کے پاؤں پر ناقابل برداشت بوجھ ہے۔ مجھے ایسے محسوس ہوا کہ ابھی اس کی ٹانگیں ٹوٹ جائیں گی۔ کبھی وہ اونٹنی بیٹھ جاتی اور کبھی پاؤں کو زمین دھنساتے ہوئے کھڑی ہو جاتی اور اس اونٹنی کی یہی کیفیت رہی حتیٰ کہ حضور ﷺ پر وحی کا نزول ختم ہو گیا۔ آپ ﷺ کی طلعت زیبا سے پسینے کے قطرات ایسے ٹپک رہے تھے گویا کہ وہ موتی ہیں۔

امام احمد اور بیہقی رحمۃ اللہ علیہما نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کیا ہے کہ جب رسول کریم ﷺ پر وحی نازل ہوتی اس وقت اگر آپ ﷺ اونٹنی پر سوار ہوتے تو وہ وحی کے بوجھ کی وجہ سے اپنی گردن کو گھمانا شروع کر دیتی اور آپ ﷺ کی پیشانی مبارک پر پسینے کے قطرات آ جاتے اگرچہ یہ وحی موسم سرما میں ہی نازل ہوتی۔

ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کیا ہے وہ فرماتی ہیں کہ جب حضور ﷺ پر وحی نازل ہوتی تو آپ ﷺ کے سر مبارک سے خراٹوں کی طرح کی آواز آتی آپ ﷺ کے چہرۂ اقدس کا رنگ متغیر ہو جاتا آپ ﷺ کو اپنے دانتوں میں سردی کا احساس ہوتا آپ ﷺ کی پیشانی مبارک سے موتیوں کی طرح پسینے کے قطرات گرتے۔

الطبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے اسماء بنت عمیس رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کیا ہے وہ فرماتی ہیں کہ جب حضور ﷺ پر وحی کا نزول ہوتا تو ایسے محسوس ہوتا تھا کہ آپ ﷺ ابھی بے ہوش ہو جائیں گے۔ امام احمد، امام الطبرانی، امام بیہقی اور ابونعیم رحمۃ اللہ علیہم نے حضرت اسماء بنت یزید رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کیا ہے وہ فرماتی ہیں کہ میں حضور ﷺ کی اونٹنی کی زمام پکڑے ہوئے تھی کہ آپ ﷺ پر سورۃ المائدہ نازل ہونا شروع ہوئی۔ مجھے ایسے محسوس ہوا کہ ابھی اس سورۃ مبارکہ کے بوجھ کی وجہ سے اس اونٹنی کی ٹانگیں ٹوٹ جائیں گی۔ ابونعیم رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ جب حضور اکرم ﷺ پر وحی نازل ہوتی تو آپ ﷺ کے سر مبارک میں شدید درد ہوتا جس کی وجہ سے آپ ﷺ اپنے سر مبارک پر مہندی لگا لیا کرتے تھے۔ ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت عکرمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے

صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی تشریف فرماتھے جب تیسری دفعہ ہوا چلی تو حضرت اسرافیل علیہ السلام ایک ہزار ملائکہ کو لے کر بارگاہ رسالت میں حاضر خدمت ہوئے حضرت اسرافیل علیہ السلام حضور علیہ السلام کے بائیں طرف تھے اور میں بھی آپ کے بائیں طرف قتال میں مصروف تھا۔

امام احمد، امام بزار، ابویعلی، حاکم اور امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہم نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ غزوۂ بدر کے دن مجھے اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ہاتف غیبی سنائی دی۔ ہم میں سے ہر ایک سے کہا گیا کہ تمہارے ساتھ حضرت جبرائیل علیہ السلام ہیں جبکہ دوسرے کے ساتھ حضرت میکائیل علیہ السلام مصروف قتال ہیں اور حضرت اسرافیل علیہ السلام ایک عظیم فرشتے ہیں وہ جس صف میں مصروف جہاد ہوں وہاں جہاد کرنا ناممکن ہوتا ہے۔

حاکم، امام البیہقی اور ابونعیم رحمۃ اللہ علیہم نے حضرت سہل بن حنیف رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ غزوۂ بدر کے دن میں نے مشاہدہ کیا اگر کوئی مجاہد کسی مشرک کے سر کی طرف اپنی تلوار سے اشارہ کرتا تو اس کے وہاں تک پہنچنے سے پہلے اس کا سر کٹ کرتن سے جدا ہو جاتا۔

ابن اسحاق اور امام البیہقی رحمۃ اللہ علیہما نے ابو واقد اللیثی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ غزوۂ بدر کے دن میں ایک مشرک کو قتل کرنے کے لئے اس کا تعاقب کر رہا تھا لیکن میرے وہاں تک پہنچنے سے پہلے ہی اس کا سر کٹ کر زمین پر گر چکا تھا میں نے سمجھ لیا کہ اس کو میرے علاوہ کسی اور نے واصل جہنم کیا ہے۔

ابونعیم نے ابو دارہ رحمۃ اللہ علیہما سے روایت کیا ہے انہوں نے کہا کہ مجھے بنو سعد بن بکر کے ایک آدمی نے بیان کیا ہے اس نے کہا کہ غزوۂ بدر کے دن میں بھی ان لوگوں میں سے تھا جو شکست خوردہ تھے میں نے اپنے جیسا ایک اور شخص دیکھا میں نے دل میں سوچا کہ مجھے اس کے پاس جا کر اظہار ہمدردی کرنا چاہئے۔ میں ایک گڑھے میں سے گزر کر اس کے پاس گیا جب میں اس کے قریب ہوا تو اس کا سر کٹ کر فوراً نیچے گر پڑا۔ لیکن میں نے اس کے قریب اس کے کسی قاتل کو بھی نہ دیکھا۔

ابن سعد نے عکرمہ رحمۃ اللہ علیہما سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ غزوۂ بدر کے دن کیفیت یہ تھی کہ انسان کا سر کٹ کر گر جاتا تھا لیکن اسے معلوم نہیں ہوتا تھا کہ اس کا سر کس نے کاٹا ہے اسی طرح آدمی کا ہاتھ فوراً کٹ جاتا تھا لیکن اسے یہ بھی علم نہ ہوتا تھا کہ اس کے ہاتھ کو کس نے کاٹا ہے۔ امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ربیع بن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ لوگ یوم بدر کے ملائکہ کے مقتولوں کو جانتے تھے ان میں سے کچھ وہ لوگ تھے جنہیں انہوں نے ہلاک کیا تھا اور کئی مشرکین کے پوروں پر آگ کے نشانات تھے جنہوں نے بعد میں ان کے تمام جسم کو گھیر لیا اور وہ ہلاک ہو گئے۔

ابن اسحاق، امام بیہقی اور ابونعیم رحمۃ اللہ علیہم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ یوم بدر کے ملائکہ کی نشانی یہ تھی کہ انہوں نے سفید رنگ کے عمامے پہنے ہوئے تھے جبکہ غزوۂ حنین کے دن ان کے عمامے سرخ تھے ملائکہ نے جنگ بدر کے علاوہ کسی اور دن کسی کو بھی قتل نہیں کیا۔ جنگ بدر کے علاوہ دیگر جنگوں میں ملائکہ شریک ہو کر مسلمانوں کی اعانت کرتے تھے لیکن انہوں نے کسی کو بھی قتل نہیں کیا۔

دائیں جانب تھا اور دوسرا بائیں جانب تھا وہ دونوں بڑے جوش و جذبہ کے ساتھ جہاد میں مصروف تھے۔ پھر میں نے تیسرے شخص کو دیکھا جو حضور ﷺ کے پیچھے جہاد میں مصروف تھا پھر میں نے چوتھے شخص کو دیکھا جو آپ ﷺ کے آگے مصروف قتال تھا۔

ابن اسحاق، ابن جریر، امام بیہقی اور ابونعیم رحمۃ اللہ علیہم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا ہے وہ قبیلہ بنی غفار کے ایک آدمی سے روایت کرتے ہیں وہ کہتا ہے کہ میں اور میرا چچازاد بھائی میدان بدر میں موجود تھے۔ اس وقت ہم مشرک تھے ہم ایک پہاڑی پر چڑھے تاکہ دیکھیں کہ طرفین میں سے کون کامیاب و کامران ہوتا ہے تاکہ ہم مال غنیمت حاصل کرلیں۔ اسی دوران ایک بادل کا ٹکڑا آیا جب وہ اس پہاڑ کے قریب ہوا جس پر ہم کھڑے ہو کر جنگ کا منظر دیکھ رہے تھے تو اس بادل کے ٹکڑے کے اندر سے ہمیں گھوڑوں کی ہنہناہٹ اور لوہے کی کھڑکھڑاہٹ کی آواز سنائی دی۔ اس میں ہم نے ایک گھڑ سوار کو سنا جو اپنے گھوڑے کو مخاطب کر کے کہہ رہا تھا اَقْدِمْ یَا حَیْزُوْمُ (اے حیزوم آگے بڑھو) یہ حیرت انگیز واقعہ دیکھ کر میرا ساتھی وہیں مر گیا میں بھی مرنے کے قریب ہی تھا لیکن اللہ تعالیٰ نے مجھے زندگی عطا فرمادی۔

ابن اسحاق، ابن راہویہ، ابن جریر، امام بیہقی اور ابونعیم رحمۃ اللہ علیہم نے حضرت ابواسد الساعدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے کہ وہ نابینا ہو جانے کے بعد فرمایا کرتے تھے کہ اگر آج میں بھی بینا ہو کر تمہارے ساتھ میدان بدر میں جاؤں تو میں تمہیں بتا سکتا ہوں کہ ملائکہ کس گھاٹی سے اترے تھے اس میں کوئی شک وارتیاب نہیں ہے۔

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے غزوۂ بدر کے دن ایک ہزار ملائکہ ایسے اتارے تھے جن پر نشان لگائے گئے تھے۔ حضور اکرم ﷺ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا اے ابوبکر آپ کو بشارت ہو۔ یہ حضرت جبرائیل امین ہیں جنہوں نے زرد رنگ کا عمامہ باندھا ہوا ہے وہ اپنے گھوڑے کی لگام کو پکڑے ہوئے زمین اور آسمان کے درمیان ہیں پھر جب ملائکہ زمین پر اترے تو وہ میری نگاہوں سے کچھ دیر کے لئے اوجھل ہو گئے پھر حضور اکرم ﷺ نے بلند آواز سے پکارا ''اللہ تعالیٰ کی مدد آن پہنچی ہے کیونکہ میں نے اس کے لئے بارگاہ ربوبیت میں عرض کی تھی۔''

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حضور ﷺ نے غزوۂ بدر کے دن کہا یہ حضرت جبرائیل ہیں جنہوں نے جنگی ہتھیاروں کو اپنے جسم پر سجا رکھا ہے اور انہوں نے اپنے گھوڑے کی لگام کو تھاما ہوا ہے۔

ابویعلی، امام حاکم اور بیہقی رحمۃ اللہ علیہم نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں بدر کے کنوئیں پر جھکا ہوا تھا کہ اتنی شدید آندھی آئی کہ اس سے قبل اتنی تیز آندھی کبھی نہیں آئی تھی۔ کچھ دیر بعد یہ تیز ہوا تھم گئی پھر اتنی تیز ہوا چلی جتنی کہ پہلے چلی تھی پھر کچھ دیر کے لئے سکون ہوا اس کے بعد پھر اتنی ہی شدید ہوا چلی۔ جب پہلی ہوا چلی تھی اس وقت حضرت جبرائیل علیہ السلام ایک ہزار ملائکہ لے کر بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئے تھے جب دوسری شدید ہوا چلی تو اس وقت حضرت میکائیل علیہ السلام ایک ہزار ملائکہ لے کر حضور اکرم ﷺ کے دائیں طرف حاضر ہوئے وہاں حضرت ابوبکر

واقدی، حاکم اور امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہم نے حضرت حکیم بن حکم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ وادیٔ خلیص میں میں نے دیکھا کہ آسمان سے کوئی بارش کی طرح کی چیز نازل ہوئی ہے جس نے تمام افق کو ڈھانپ لیا ہے۔ وہ وادی ایسے لگ رہی تھی کہ گویا چیونٹیاں وہاں بہہ رہی ہیں میرے دل میں خیال پیدا ہوا کہ یہ کوئی آسمانی چیز ہے جس سے محمد عربی ﷺ کی اعانت کی گئی ہے۔ آج دشمن کے مقدر میں صرف شکست ہی ہے وہ نظر آنے والی چیز ملائکہ تھے۔

ابن راہویہ، امام بیہقی اور ابونعیم رحمۃ اللہ علیہم نے حسن سند کے ساتھ حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے کفار مکہ کی شکست سے قبل جبکہ لوگ باہم قتال میں مصروف تھے دیکھا کہ آسمان سے کالی چادر کی طرح کوئی چیز نیچے اتری ہے۔ حتیٰ کہ وہ زمین پر پہنچ گئی ہے میں نے اسے غور سے دیکھا تو مجھے ایسے محسوس ہوا کہ کوئی چیز کالی چیونٹیوں کی مانند زمین پر پھیل گئی ہے۔ جس نے تمام وادی کو گھیر لیا ہے مجھے اس میں کوئی شک نہ رہا کہ آسمان سے اترنے والے ملائکہ ہی تھے مجھے یہ بھی یقین ہو گیا کہ آج قریش مکہ کے مقدر میں شکست ہی ہے۔

امام بیہقی اور ابونعیم رحمۃ اللہ علیہما نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے روایت کیا ہے کہ غزوۂ بدر کے دن ایک آدمی قیدی بن کر آیا اس کا قد بنی ہاشم کے آدمیوں سے چھوٹا تھا۔ ابونعیم رحمۃ اللہ علیہ کے الفاظ یہ ہیں کہ اس کا قد حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے چھوٹا تھا اس شخص نے کہا اللہ کی قسم مجھے ان افراد میں سے کسی نے بھی قید نہیں کیا۔ مجھے اس آدمی نے اسیر بنایا ہے جو تمام لوگوں سے زیادہ حسین و جمیل تھا وہ ابلق گھوڑے پر سوار تھا حضور ﷺ نے یہ سن کر فرمایا وہ ایک کریم فرشتہ تھا۔

امام احمد، ابن سعد اور ابونعیم رحمۃ اللہ علیہم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حضرت ابوالیسر کعب بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو قیدی بنالیا۔ حضرت ابوالیسر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک دبلے پتلے انسان تھے جبکہ حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک جسیم آدمی تھے حضور اکرم ﷺ نے حضرت ابوالیسر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا اے ابوالیسر! تم نے حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو کیسے گرفتار کر لیا۔ ابوالیسر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جواب دیا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو گرفتار کرنے میں ایک ایسے شخص نے میری مدد کی جسے میں نہیں جانتا۔ اس کی صورت اور شکل اس طرح تھی۔ انہوں نے اس آدمی کا حلیہ بیان کیا تو حضور اکرم ﷺ نے فرمایا ان کو گرفتار کرنے میں ایک کریم فرشتے نے تمہاری مدد کی ہے۔ ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ نے محمود بن لبید سے روایت کیا ہے انہوں نے کہا کہ مجھے حضرت عبید بن اوس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان فرمایا ہے کہ غزوۂ بدر کے دن میں نے حضرت عقیل بن ابی طالب اور ایک اور شخص کو گرفتار کر لیا۔ جب ان دونوں کو رسول کریم ﷺ نے دیکھا تو فرمایا ''ان دونوں کو گرفتار کرنے میں ایک کریم فرشتے نے تیری اعانت کی ہے۔''

ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ نے عطیہ بن قیس سے روایت کی ہے کہ جب سید ابرار ﷺ غزوۂ بدر میں مشرکین کے ساتھ جہاد کرنے سے فارغ ہوئے تو آپ ﷺ کی خدمت میں حضرت جبرائیل امین حاضر ہوئے وہ اپنے گھوڑے پر سوار تھے ان کے پاس ان کی زرہ اور نیزہ بھی موجود تھا انہوں نے عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم اللہ تعالیٰ نے مجھے یہ حکم دے کر

امام بیہقی اور ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہما نے حضرت سہیل بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے غزوۂ بدر کے دن ایسے آدمی دیکھے جن کی رنگت سفید تھی وہ ابلق گھوڑوں پر سوار تھے۔ وہ زمین اور آسمان کے درمیان تھے ان پر نشان لگائے گئے تھے وہ بعض مشرکین کو واصل جہنم کر رہے تھے اور بعض کو قیدی بنا رہے تھے۔

ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت خویطب بن عبدالعزی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے وہ کہتے ہیں کہ میں غزوۂ بدر کے دن مشرکین کے ساتھ تھا میں نے ایک عبرت ناک اور حیرت انگیز چیز دیکھی وہ یہ تھی کہ زمین و آسمان کے مابین ملائکہ کچھ مشرکین کو تہ و تیغ کر رہے تھے اور بعض کو قیدی بنا رہے تھے۔

واقدی اور بیہقی رحمۃ اللہ علیہما نے خارجہ بن ابراہیم سے روایت کیا ہے وہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول مکرم ﷺ نے حضرت جبرائیل علیہ السلام سے کہا کہ غزوۂ بدر کے دن اپنے گھوڑے کو اَقْدِمْ یَا حَیْزُوْمُ کہنے والا کون تھا انہوں نے کہا میں تمام آسمان والوں کو نہیں جانتا۔

واقدی اور امام البیہقی رحمۃ اللہ علیہما نے حضرت صہیب رضی اللہ تعالیٰ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نہیں جانتا کہ غزوۂ بدر کے دن کتنے ہی ہاتھ کٹے ہوئے تھے اور کتنے ہی لوگوں کے پیٹوں میں نیزے لگے ہوئے تھے۔

واقدی اور امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہما نے حضرت ابو بردہ بن نیار رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ غزوۂ بدر کے دن میں نے حضور اکرم ﷺ کی خدمت اقدس میں تین سر پیش کئے میں نے عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم دوسروں کو تو میں نے ان کے جسموں سے جدا کیا ہے لیکن تیسرے سر کو ایسے آدمی نے تن سے جدا کیا ہے جس کی رنگت سفید اور دراز قد تھا۔ میں نے یہ سر بھی آپ ﷺ کی بارگاہ میں پیش کر دیا ہے حضور ﷺ نے فرمایا اس کو فلاں فرشتے نے قتل کیا ہے۔

واقدی اور امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہما نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ فرشتے ان لوگوں کی صورت میں متشکل ہو جاتے جنہیں لوگ جانتے تھے اور انہیں ثابت قدم رہنے کی تلقین کرتے تھے اسی کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے: اِذْ یُوْحِیْ رَبُّكَ اِلَى الْمَلٰٓئِكَةِ اَنِّیْ مَعَكُمْ فَثَبِّتُوا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا (انفال:12) ''یاد کرو جب وحی فرمائی آپ کے رب نے فرشتوں کی طرف کہ میں تمہارے ساتھ ہوں پس تم ثابت قدم رکھو ایمان والوں کو''۔

واقدی اور امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہما نے سائب بن ابی جیش رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے وہ کہا کرتے تھے کہ اللہ کی قسم! کہ مجھے لوگوں میں سے کسی شخص نے قید نہیں کیا لوگوں نے پوچھا پھر آپ کو کس نے قیدی بنایا۔ انہوں نے کہا جب قریش شکست سے دوچار ہوئے میں بھی شکست خوردہ ہو کر ان کے ساتھ بھاگا لیکن مجھے ایسے آدمی نے پکڑ لیا جو طویل القامت تھا سفید گھوڑے پر سوار تھا وہ زمین و آسمان کے مابین تھا اس نے مجھے رسی سے باندھ دیا حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ تشریف لائے۔ انہوں نے مجھے رسی سے باندھا ہوا دیکھا انہوں نے لشکر اسلام میں یہ صدا لگائی کہ اس قیدی کو کس نے باندھا ہے لیکن کسی نے بھی جواب نہ دیا۔ حتیٰ کہ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ مجھے بارگاہ رسالت میں لے گئے حضور اکرم ﷺ نے مجھ سے پوچھا کہ تجھے کس نے قیدی بنایا ہے۔

ابلق گھوڑوں پر سوار تھے انہوں نے کسی بھی چیز کو باقی نہیں چھوڑا میں نے کمرہ کے پردہ کو اٹھا کر کہا اللہ کی قسم وہ ملائکہ تھے۔
ابولہب اپنی ٹانگوں کو گھسیٹتا ہوا کھڑا ہو گیا اللہ تعالیٰ نے اس کو ذلیل و رسوا کیا وہ ''عدسہ'' (1) میں مبتلا کر دیا گیا۔ غزوۂ بدر کے ایک ہفتہ بعد وہ بھی جہنم کا ایندھن بن گیا۔ تین دن تک وہ اپنے گھر میں بے گور و کفن پڑا رہا حتیٰ کہ اس کا جسم متعفن اور بدبودار ہو گیا قریش عدسہ سے بھی اسی طرح اجتناب کرتے تھے جس طرح وہ طاعون سے کنارہ کش رہتے تھے حتیٰ کہ لوگوں نے ابولہب کے بیٹوں سے کہا ''تمہارے لئے بربادی ہو کیا تمہیں حیا نہیں آتی کہ تمہارے باپ کی لاش گھر میں ہی بدبودار ہو گئی ہے تم اسے دفن کرنا بھی گوارا نہیں کرتے۔ انہوں نے کہا ہم کو اس بیماری کے متعدی ہو جانے کا خطرہ ہے۔ لوگوں نے کہا تم اپنے باپ کو لے کر چلو ہم بھی اس کو دفن کرنے میں تمہاری مدد کرتے ہیں۔ اللہ کی قسم! لوگوں نے ابولہب کو غسل بھی نہیں دیا بلکہ دور سے ہی پانی پھینکا پھر اسے مکہ کی پہاڑی کی چوٹی پر لے جا کر گڑھے میں پھینک دیا گیا اور اس پر پتھر پھینک دیئے گئے۔''

غزوۂ احد میں ملائکہ کا حاضر ہونا

امام بخاری اور امام مسلم رحمۃ اللہ علیہما نے حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ غزوۂ احد کے دن میں نے دو فرشتوں کو دیکھا وہ حضور اکرم ﷺ کے دائیں اور بائیں بڑی خونریز لڑائی کر رہے تھے۔ ان دونوں نے سفید رنگ کا لباس زیب تن کیا ہوا تھا۔ وہ دونوں فرشتے حضرت جبرائیل اور حضرت میکائیل علیہما السلام تھے میں نے اس سے پہلے یا اس کے بعد ان دونوں کو نہیں دیکھا۔

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا ہے کہ ملائکہ نے غزوۂ بدر کے علاوہ اور کسی غزوۂ میں کسی شخص کو قتل نہیں کیا اس سے مراد یہ ہے کہ ملائکہ نے غزوۂ احد میں مسلمانوں کی طرف سے کفار کو واصل جہنم نہیں کیا کیونکہ انہوں نے اس دن حضور اکرم ﷺ کے حکم کو بجا لانے میں کوتاہی کی تھی اور آپ ﷺ کے حکم پر صبر کا اظہار نہیں کیا تھا۔ واقدی رحمۃ اللہ علیہ نے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان: بَلٰٓى ۙ اِنْ تَصْبِرُوْا وَتَتَّقُوْا (آل عمران:125) ''ہاں کافی ہے بشرطیکہ تم صبر کرو اور تقویٰ اختیار کرو۔'' کی تفسیر میں اپنے شیوخ سے نقل کیا ہے کہ مسلمانوں نے صبر کا مظاہرہ نہیں کیا تھا جس کی وجہ سے انہیں غم کا سامنا کرنا پڑا اور ان کی تائید نہ کی گئی۔

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت عروہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کے ساتھ وعدہ کیا تھا کہ اگر انہوں نے صبر اور تقویٰ کا اظہار کیا تو وہ ان کی پانچ ہزار ایسے ملائکہ سے تائید فرمائے گا جن پر نشان لگائے گئے ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے وعدہ کو پورا فرمایا لیکن جب انہوں نے آں حضرت ﷺ کے امر کی نافرمانی کی اور آپ کو اس جگہ چھوڑ دیا اور دنیا کے مال و اسباب کو پسند کیا تو اللہ تعالیٰ نے ملائکہ کی مدد مسلمانوں سے اٹھا لی۔

ابن سعد نے واقدی رحمۃ اللہ علیہما کی سند سے روایت کیا ہے وہ اپنے شیوخ سے بیان کرتے ہیں کہ جب مشرکین مکہ کو شکست ہوئی تو تیر اندازوں نے اپنی جگہ کو چھوڑ دیا۔ وہاں صرف چند صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم ہی باقی رہ گئے۔ مشرکین نے

1۔ طاعون کی طرح کی ایک بیماری۔

بھیجا ہے کہ میں اس وقت تک آپ ﷺ سے جدا نہ ہوں جب وقت تک آپ ﷺ راضی نہ ہو جائیں کیا آپ راضی ہو گئے ہیں۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا ہاں میں راضی ہو گیا ہوں اس کے بعد حضرت جبرائیل علیہ السلام آسمانوں پر واپس چلے گئے۔

ابو یعلی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے کہ غزوۂ بدر کے دن ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نماز ادا کر رہے تھے حضور ﷺ نے دوران نماز تبسم فرمایا نماز کے بعد ہم نے عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم ہم نے آج آپ کو دیکھا کہ آپ نماز میں مسکرا رہے تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا میرے پاس سے حضرت میکائیل علیہ السلام گزرے ان کے پروں پر گرد وغبار کا اثر تھا وہ قریش مکہ کو تلاش کر کے واپس لوٹ رہے تھے وہ مجھے دیکھ کر مسکرائے میں نے بھی انہیں دیکھ کر فرحت وانبساط کا اظہار کیا۔

امام بیہقی اور ابونعیم رحمۃ اللہ علیہما نے حضرت عروہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سند سے روایت کیا ہے کہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ابوجہل کو مقتولین کے درمیان دیکھا وہ لوہے میں غرق تھا اس نے اپنی تلوار اپنی رانوں پر رکھی ہوئی تھی۔ اس کے جسم پر ظاہراً کوئی زخم نظر نہیں آتا تھا نہ ہی وہ اپنے کسی اعضاء کو حرکت دے سکتا تھا وہ منہ کے بل گرا ہوا تھا زمین کی طرف دیکھ رہا تھا۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کے سر پر تلوار کا وار کر کے اسے تن سے جدا کر دیا پھر اٹھا کر پھینک دیا۔ ابوجہل کے جسم پر کوئی زخم نہ تھا۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کی گردن میں بے حسی دیکھی یا اس کے ہاتھوں اور کندھوں پر کوڑے کے نشانات دیکھے۔ انہوں نے یہ تمام واقعات حضور اکرم ﷺ کو سنا دیئے تمام واقعات سن کر حضور ﷺ نے فرمایا وہ فرشتے کے مارنے کی وجہ سے نشانات پڑ گئے تھے۔

ابن اسحاق، امام بیہقی، ابن سعد، ابن جریر، حاکم اور ابونعیم رحمۃ اللہ علیہم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ مجھے حضرت ابورافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان کیا ہے وہ کہتے ہیں کہ ہم حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اولاد میں سے تھے ہم نے اسلام قبول کیا اور ہم ہی اس کے زیادہ مستحق تھے کہ ہم اسلام قبول کرتے میں حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا غلام تھا جب قریش مکہ مسلمانوں سے برسرپیکار ہونے کے لئے مکہ سے روانہ ہوئے اس دن سے ہی ہم مختلف خبروں کی توقع رکھتے تھے ہمارے پاس الجوسمان الخزاعی حضور اکرم ﷺ کی فتح کی خبر لے کر آئے جس کو سن کر ہم نے خوشی کا اظہار کیا اللہ کی قسم! میں اس وقت آب زمزم کے کنویں کے پاس بیٹھا ہوا تھا میرے پاس حضرت ام الفضل رضی اللہ تعالیٰ عنہا بھی تشریف فرما تھیں جب ابولہب، خبیث اپنی ٹانگوں کو کھینچتا ہوا ہمارے پاس آیا۔ وہ حجرہ کے پاس بیٹھ گیا۔ لوگوں نے اس سے کہا یہ ابوسفیان بن حرب ہے جو میدان بدر سے واپس آیا ہے لوگ اس کے اردگرد جمع ہو گئے۔ ابولہب نے اس سے کہا میرے پاس آؤ وہ ابولہب کے پاس آ کر بیٹھ گیا۔ ابوسفیان نے کہا اللہ کی قسم! آج ہم نے ایک ایسی قوم سے جنگ کی ہے جس نے ہمارے ہاتھوں کو باندھ دیا تھا ہمارے نیزوں کو روک دیا تھا وہ جس طرح چاہتے تھے ہمیں قتل کرتے تھے۔ اللہ کی قسم! میں اپنی قوم کو اس شکست پر ملامت نہیں کرتا۔ اللہ کی قسم! آج ہم نے ایسے لوگوں سے جنگ کی ہے جو سفید رنگ کے تھے

آپ ﷺ سے عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم کیا مصعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ تو قتل نہیں ہو گئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا ہاں۔ ان کی جگہ ایک فرشتہ مقرر کیا گیا ہے اور اس کا نام بھی مصعب رکھا گیا ہے۔

واقدی اور ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہما نے حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں غزوۂ احد میں تیر اندازی کر رہا تھا ایک ایسا حسین و جمیل آدمی میری اعانت کر رہا تھا جس سے میں نا آشنا تھا بعد میں مجھے گمان ہوا کہ وہ مدد کرنے والا یقیناً کوئی فرشتہ تھا۔

ابن اسحاق اور امام البیہقی رحمۃ اللہ علیہما نے عبداللہ بن عون رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے کہ جب غزوۂ احد رونما ہوا اور حضور ﷺ تنہا رہ گئے تو حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور اکرم ﷺ کے سامنے تیر اندازی کر رہے تھے۔ ایک نوجوان آپ کو تیر چن چن کر پیش کر رہا تھا اور حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مخاطب کر کے کہتا اے ابو اسحٰق! تیر پھینکتے جاؤ۔ جب صحابہ کرام جہاد سے فارغ ہوئے تو انہوں نے اس نوجوان کی جستجو کی لیکن نہ ہی کوئی اس سے آشنا تھا اور نہ ہی اس کی جستجو کی جا سکی۔

ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں مجھ سے عاصم بن عمر بن قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے روایت کی ہے کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ حنظلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ملائکہ غسل دے رہے ہیں۔ ان کے گھر والوں سے اس کے بارے میں جب پوچھا گیا تو ان کی زوجہ محترمہ نے فرمایا کہ جب جہاد کا اعلان کیا گیا تو حضرت حنظلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حالت جنابت میں تھے وہ اسی حالت میں جہاد پر روانہ ہو گئے یہ سن کر حضور ﷺ نے فرمایا اسی وجہ سے ملائکہ انہیں غسل دے رہے ہیں۔ ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ نے ہشام بن عروہ سے ان الفاظ میں یہ حدیث شریف روایت کی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ میں ملائکہ کو دیکھ رہا ہوں کہ وہ انہیں زمین اور آسمان کے درمیان بادل کے پانی اور چاندی کے بڑے بڑے پیالوں کے ذریعے غسل دے رہے ہیں۔ ابو اسید الساعدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جب ہم صورت حال کا جائزہ لینے کے لئے ان کی لاش کے پاس گئے تو ہم نے دیکھا کہ پانی کے قطرات اب بھی ان کے سر مبارک سے گر رہے ہیں۔ اسی روایت میں یہ بھی ہے کہ حضرت حنظلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زوجہ نے دیکھا کہ حضرت حنظلہ کے لئے آسمان پھٹ گیا اور آپ اس میں داخل ہو گئے پھر آسمان پہلے کی طرح مل گیا ہے یہ حضرت حنظلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف اشارہ تھا۔

ابو نعیم رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے کہ غزوۂ خندق کے بعد جب حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا انتقال ہوا تو حضور ﷺ جلدی جلدی کاشانہ اقدس سے باہر تشریف لائے آپ ﷺ کے نعلین مبارک کا تسمہ ٹوٹ گیا لیکن اس کو درست کرنے کے لئے آپ ﷺ واپس نہ پلٹے۔ آپ ﷺ اس سرعت کے ساتھ تشریف لے جا رہے تھے کہ آپ کی رداء مبارک گر پڑی آپ ﷺ پر وہ چادر نہ رکھی جا سکی اور نہ آپ نے اس چادر کی کوئی پرواہ کی۔ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے عرض کی کہ آج تو آپ ﷺ ہم سے بہت زیادہ آگے آگے تشریف لے جا رہے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا مجھے اس بات کا خوف ہے کہ کہیں انہیں غسل دینے میں ملائکہ اسی طرح ہم سے سبقت نہ لے جائیں جس طرح انہوں نے حضرت حنظلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ہم سے پہلے غسل دے دیا تھا۔ اس روایت

ان پر حملہ کر کے انہیں شہید کر دیا مسلمانوں کی صفوں میں انتشار پیدا ہو گیا۔ انہیں مشکل حالات کا سامنا کرنا پڑا ہوا کا رخ تبدیل ہو گیا ابلیس لعین نے بلند آواز سے یہ صدا لگائی "محمد عربی ﷺ شہید کر دیئے گئے ہیں۔" مسلمانوں کے لشکر میں ہلچل مچ گئی۔ وہ آپس میں ہی ایک دوسرے کو قتل کرنے لگے۔ انہوں نے جلد بازی میں حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو شہید کر دیا۔ ایک فرشتے نے حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شکل میں متشکل ہو کر جھنڈے کو تھام لیا غزوۂ احد میں فرشتے حاضر تو ہوئے تھے لیکن انہوں نے قتال نہیں کیا تھا۔

الطبرانی، ابن مندہ اور ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہم نے محمود بن لبید کی سند سے حضرت حارث بن الصمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ جب حضور ﷺ غزوۂ احد کے دن گھاٹی میں تشریف فرما تھے تو آپ ﷺ نے مجھ سے حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے متعلق سوال کیا میں نے عرض کی کہ میں نے انہیں پہاڑی کے پہلو میں دیکھا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ فرشتے اس کے ساتھ جہاد کر رہے ہیں حضرت حارث رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس آیا میں نے دیکھا کہ اس کے سامنے سات مقتول پڑے ہیں میں نے انہیں کہا کہ آپ نے کامیابی حاصل کر لی ہے۔ کیا ان تمام کو آپ ہی نے قتل کیا ہے۔ انہوں نے کہا ان دو کو تو میں نے قتل کیا ہے لیکن باقی پانچ کو ایسی مخلوق نے قتل کیا ہے جنہیں میں نہیں جانتا۔ میں نے کہا اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول مکرم ﷺ نے سچ فرمایا ہے۔

ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ نے محمد بن شرحبیل العبدوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ غزوۂ احد کے دن حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسلام کے جھنڈے کو اٹھا رکھا تھا جب ان کا دایاں ہاتھ کٹ گیا تو انہوں نے جھنڈے کو بائیں ہاتھ میں تھام لیا اور آپ کی زبان سے اس آیت مبارکہ کی تلاوت جاری تھی:

وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ ۚ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ ؕ (آل عمران: 144) "اور نہیں محمد مصطفیٰ مگر اللہ کے رسول گزر چکے ہیں آپ سے پہلے کئی رسول۔" کچھ دیر کے بعد ان کا بایاں ہاتھ بھی کٹ گیا تو انہوں نے جھنڈے کو اپنے بازوؤں اور سینے کے ساتھ سہارا دیا اور مذکورہ بالا آیت کی تلاوت کی پھر آپ کو شہید کر دیا گیا تو جھنڈا نیچے گر پڑا۔ ابن شرحبیل فرماتے ہیں کہ اس وقت مذکورہ بالا آیت کریمہ نازل نہیں ہوئی تھی بلکہ اس کا نزول اس کے بعد ہوا۔

ابن سعد نے واقدی رحمۃ اللہ علیہما سے روایت کیا ہے وہ کہتے ہیں ہمیں حضرت عبداللہ بن فضل بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے روایت کیا ہے کہ غزوۂ احد کے دن حضور ﷺ نے حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اسلام کا پرچم عطا فرمایا جب حضرت مصعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ شہید ہو گئے تو ایک فرشتے نے حضرت مصعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شکل میں متشکل ہو کر پرچم اسلام کو تھام لیا۔ حضور ﷺ نے فرمایا اے مصعب! آگے بڑھو فرشتے نے حضور اکرم ﷺ کی طرف دیکھا اور عرض کی کہ میں مصعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نہیں ہوں۔ آپ ﷺ کو علم ہو گیا کہ یہ وہ فرشتہ ہے جس کے ساتھ لشکر اسلام کی تائید کی گئی ہے۔ ابن ابی شیبہ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب "مصنف" میں محمد بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور ﷺ نے غزوۂ احد کے دن فرمایا اے مصعب بن عمیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ آگے بڑھو۔ حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے

کافی ہو گیا ہے۔ میں واپس آ گیا۔ اس وقت اللہ تعالیٰ نے یہ آیہ مبارکہ نازل فرمائی: یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اذْکُرُوْا نِعْمَةَ اللّٰہِ عَلَیْکُمْ اِذْ جَآءَتْکُمْ جُنُوْدٌ فَاَرْسَلْنَا عَلَیْھِمْ رِیْحًا وَّ جُنُوْدًا لَّمْ تَرَوْھَا (احزاب: 9) ''اے ایمان والو! یاد کرو اللہ تعالیٰ کے احسان کو جو اس نے تم پر کیا جب حملہ آور ہو کر آ گئے تھے تم پر کفار کے لشکر پس ہم نے بھیج دی ان پر ہوا اور ایسی فوجیں جنہیں تم دیکھ نہیں سکے تھے۔''

حضرت امام بخاری اور حضرت امام مسلم رحمۃ اللہ علیہما نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کیا ہے کہ جب حضور ﷺ غزوۂ خندق سے واپس تشریف لائے ہتھیار اتار دیئے اور غسل مبارک فرمایا تو آپ کے پاس حضرت جبرائیل امین حاضر ہوئے اور عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم آپ نے تو ہتھیار اتار دیئے ہیں لیکن اللہ کی قسم ہم نے ابھی تک ہتھیار نہیں اتارے حضرت جبرائیل امین حضور ﷺ کو ساتھ لے کر بنی قریظہ کی طرف نکل گئے۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا گویا کہ میں اس گرد و غبار کا مشاہدہ کر رہا ہوں جو بنی غنم کی گلیوں میں اڑ رہا تھا جب حضور ﷺ بنی قریظہ کی طرف تشریف لے گئے تو اس وقت حضرت جبرائیل بھی سوار ہو گئے۔

حاکم اور امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہما نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کیا ہے وہ فرماتی ہیں کہ حضور ﷺ میرے پاس تشریف فرما تھے۔ ایک شخص نے ہم کو سلام کیا حضور ﷺ جلدی جلدی باہر تشریف لائے میں بھی حضور ﷺ کے پیچھے پیچھے تھی۔ دروازے پر حضرت دحیہ الکلبی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کھڑے تھے حضور اکرم ﷺ نے فرمایا یہ حضرت جبرائیل امین ہیں جو مجھے بنی قریظہ کی طرف جانے کے لئے کہہ رہے ہیں انہوں نے کہا کہ آپ ﷺ نے تو اسلحہ اتار دیا ہے لیکن ہم نے ابھی تک ہتھیار نہیں اتارے ہم نے مشرکین کو ڈھونڈا ہے حتیٰ کہ ہم نے ان کا حمراء الاسد تک تعاقب کیا ہے۔ حضور ﷺ ہتھیاروں کو سجا کر باہر تشریف لائے راستہ میں آپ ﷺ کو بہت سے لوگ ملے حضور ﷺ نے انہیں فرمایا کیا تمہارے پاس سے ابھی ابھی کوئی شخص گزرا ہے۔ انہوں نے عرض کی ہاں ابھی ابھی ہمارے پاس سے حضرت دحیہ الکلبی رضی اللہ تعالیٰ عنہ گزرے ہیں وہ سفید خچر پر سوار تھے ان کے نیچے ریشم کا ایک ٹکڑا تھا۔ حضور ﷺ نے فرمایا وہ دحیہ الکلبی نہیں تھے بلکہ وہ حضرت جبرائیل امین تھے جو بنی قریظہ کی طرف گئے ہیں تاکہ ان کے قلعوں میں زلزلہ بپا کریں اور ان کے دلوں میں رعب ڈال دیں۔

امام بیہقی اور ابو نعیم رحمۃ اللہ علیہما نے ایک اور سند سے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کیا ہے وہ فرماتی ہیں کہ حضور ﷺ نے کسی شخص کی آواز سنی جو کسی چیز پر جھپٹ رہا تھا۔ حضور اکرم ﷺ گھر سے باہر تشریف لائے میں بھی آپ ﷺ کے پیچھے پیچھے باہر کی جانب آئی تاکہ میں بھی صورت حال کو دیکھ سکوں میں نے دیکھا کہ ایک شخص اپنے گھوڑے کے ایال کے ساتھ جھکا ہوا ہے جب میں نے غور سے دیکھا تو وہ حضرت دحیہ الکلبی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے۔ انہوں نے اپنے کندھوں کے درمیان کالے رنگ کا عمامہ لٹکایا ہوا تھا جب حضور اکرم ﷺ گھر واپس تشریف لائے تو میں نے آپ کو بتایا آپ ﷺ نے فرمایا کیا تو نے اسے دیکھا ہے میں نے کہا ہاں میں نے اسے دیکھا ہے حضور ﷺ نے فرمایا وہ حضرت

میں حضرت حنظلہ سے مراد حنظلہ بن ابو عامر الانصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔

الحاکم رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حالت جنابت میں شہید کیا گیا حضور ﷺ نے فرمایا انہیں ملائکہ نے غسل دیا ہے۔

ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ میں نے ملائکہ کو دیکھا وہ حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو غسل دے رہے تھے۔

حضرت امام بخاری اور حضرت امام مسلم رحمۃ اللہ علیہما نے حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے کہ جب غزوۂ احد میں میرے والد محترم شہید ہو گئے اور ان کی شہادت پر میرے چچا نے آہ وزاری شروع کی تو حضور ﷺ نے میرے چچا کو فرمایا۔ ان پر آہ وزاری نہ کرو میں نے دیکھا ہے کہ ملائکہ انہیں اپنے پروں کا سایہ کر کے آسمان پر لے جا رہے تھے۔

غزوۂ خندق میں ملائکہ کا حاضر ہونا

ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ غزوۂ خندق کے دن حضرت جبرائیل امین علیہ السلام تشریف لائے ان کے ساتھ ہوا بھی تھی جب حضور اکرم ﷺ نے حضرت جبرائیل علیہ السلام کو دیکھا تو آپ ﷺ نے تین دفعہ فرمایا تمہیں بشارت ہو تمہیں خوشخبری ہو تمہیں مژدہ جانفزاء ہو اللہ تعالیٰ نے دشمنان اسلام کو عذاب دینے کے لئے ہوا بھیجی ہے۔ اس ہوا نے ان کے خیموں کو اکھیڑ دیا ان کی دیگوں کو اوندھا کر دیا ان کے آدمی ریت میں دب گئے ان کے خیموں کی رسیاں کٹ گئیں وہ میدان جنگ سے اس طرح بھاگ گئے کہ انہیں ایک دوسرے کی کوئی پرواہ نہیں تھی اس وقت اللہ تعالیٰ نے یہ آیۃ مبارکہ نازل فرمائی: اِذْ جَآءَتْكُمْ جُنُوْدٌ فَاَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ رِيْحًا وَّ جُنُوْدًا لَّمْ تَرَوْهَا ؕ (احزاب:9) ''جب حملہ آور ہو کر آ گئے تھے تم پر کفار کے لشکر پس ہم نے بھیج دی ان پر آندھی اور ایسی فوجیں جنہیں تم نہیں دیکھ سکتے تھے۔''

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت مجاہد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان: فَاَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ رِيْحًا (احزاب:9) میں ریح سے مراد وہ باد صبا ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے یوم خندق دشمنان اسلام کو عذاب دینے کے لئے بھیجا ہے حتیٰ کہ ان کی دیگیں اوندھی ہو گئیں ان کے خیمے اکھڑ گئے اور انہیں وہاں سے کوچ کرنے پر مجبور کر دیا۔ وَّ جُنُوْدًا لَّمْ تَرَوْهَا ؕ سے مراد ملائکہ ہیں جو غزوۂ خندق کے دن اترے تھے لیکن انہوں نے مسلمانوں کے ساتھ مل کر قتال نہیں کیا تھا۔

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت حذیفہ بن الیمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے کہ جب حضور ﷺ نے مجھے دشمنان خدا کے حالات معلوم کرنے کے لئے بھیجا تو میں کفار کے لشکر میں داخل ہو گیا۔ لشکر میں موجود لوگ ''کوچ کرو کوچ کرو'' کی صدائیں لگا رہے تھے۔ انہیں زبردست تیز آندھی کا سامنا کرنا پڑ رہا تھا۔ جب اس لشکر نے تھوڑا ہی فاصلہ طے کیا تھا تو مجھے ان کے کجاووں اور بستروں پر پتھروں کے گرنے کی آواز آ رہی تھی۔ جب میں نے آدھا راستہ طے کیا تو مجھے بیس سوار ملے انہوں نے مجھ سے کہا کہ اپنے ساتھی رسول کریم ﷺ کو خبر دے دینا کہ اللہ تعالیٰ آپ کی طرف سے اس قوم کے لئے

کے قلعوں میں لرزہ طاری کرنے کے لئے میں اپنا گھوڑا وہاں داخل کرنے لگا ہوں۔ حضرت جبرائیل امین اور دیگر ملائکہ بارگاہ رسالت سے واپس آئے حتیٰ کہ بنی غنم کی گلیوں میں ان کی وجہ سے گرد وغبار اڑنے لگا۔ حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بازو (رگ اکحل) پر تیر لگا ہوا تھا۔ انہوں نے بارگاہ ربوبیت میں دعا مانگی یا اللہ! مجھے اس وقت تک زندہ رکھنا جب تک کہ میرے سینے کو بنی قریظہ کی سزا سے شفا نہ مل جائے۔ بنی قریظہ نے جب لشکر اسلام دیکھا تو انہیں بہت رنج وملال ہوا انہوں نے حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنا ثالث بنایا۔ حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ فیصلہ کیا کہ ان کے جوانوں کو قتل کر دیا جائے اور ان کی اولاد کو قیدی بنا لیا جائے۔

غزوۂ مریسیع میں ملائکہ کا حاضر ہونا

امام بیہقی اور ابونعیم نے واقدی رحمۃ اللہ علیہما سے روایت کیا ہے وہ ام المؤمنین حضرت جویریہ بنت حارث رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتی ہیں کہ جب ہم مقام مریسیع میں تھے تو آقائے دو جہاں ﷺ نے ہم پر لشکر کشی کی میں نے اپنے باپ کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ اس دفعہ عجیب وغریب فوج نے ہمارا رخ کیا ہے۔ اس سے پہلے ہم نے اس طرح کی فوج نہیں دیکھی۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے اتنی تعداد میں لوگوں، اسلحہ اور گھوڑوں کا مشاہدہ کیا جسے میں بیان نہیں کر سکتی جب میں حلقہ اسلام میں داخل ہوئی اور حضور ﷺ نے میرے ساتھ عقد مبارک فرمایا تو میں نے لشکر اسلام کو دیکھا لیکن وہاں مجھے وہ لوگ نظر نہ آئے جو میں نے مقام مریسیع میں دیکھے تھے میں نے اس وقت جان لیا کہ یہ رعب اور دبدبہ تھا جو اللہ تعالیٰ نے مشرکین کے دلوں میں ڈال دیا تھا۔ ان میں سے ایک شخص نے اسلام قبول کیا وہ کہتا تھا کہ ہم نے ایسے لوگوں کو دیکھا جن کی رنگت سفید تھی اور وہ ابلق گھوڑوں پر سوار تھے ہم نے ایسے لوگوں کو نہ کبھی پہلے دیکھا تھا اور نہ ہی بعد میں دیکھا۔

غزوۂ حنین میں ملائکہ کا حاضر ہونا

مسدد رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی مسند میں روایت کیا ہے امام بیہقی اور ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہما نے عبدالرحمٰن سے روایت کیا ہے۔ وہ بیان کرتے ہیں کہ مجھے ایک مشرک نے بیان کیا ہے اس نے کہا کہ جب ہم اور حضور ﷺ اور آپ کے ساتھی باہم نبرد آزما ہوئے تو ہم نے جلد ہی مسلمانوں کو شکست دے دی۔ جب ہم مسلمانوں کو ہانک کر لے جا رہے تھے کہ ہمیں ایک سفید خچر سوار ملے جب ہم نے غور سے دیکھا تو وہ حضور ﷺ تھے ہم نے آپ کے پاس خوبصورت چہروں والے حسین وجمیل لوگوں کو دیکھا انہوں نے ہم سے کہا تم تباہ ہو جاؤ واپس چلو ہم واپس آ گئے۔ وہ ہمارے کندھوں پر سوار ہو گئے اور ہم کو شکست دے دی۔

امام بیہقی اور ابونعیم نے ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہم کی سند سے امیہ بن عبداللہ بن عثمان بن عفان رضی اللہ عنہم سے روایت کیا ہے کہ مالک بن عوف نے لشکر اسلام میں کچھ جاسوس بھیجے جب وہ واپس آئے تو ان کے اوسان خطا ہو چکے تھے۔ مالک نے کہا تمہارے لئے ہلاکت ہو تمہیں کیا ہو گیا ہے انہوں نے کہا ہمارے پاس ایسے افراد آئے جن کی رنگت سفید تھی، اور وہ ابلق گھوڑوں پر سوار تھے اللہ کی قسم! اگر ایسے افراد ہم سے نبرد آزما ہوئے تو ہم کبھی بھی فتح یاب نہیں ہو سکیں گے۔ ابن سعد نے

جبرائیل امین تھے انہوں نے مجھے بنی قریظہ کی طرف جانے کے لئے کہا ہے۔

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت موسیٰ بن عقبہ ابن شہاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم غسل خانے میں تشریف فرما تھے۔ اپنے سر مبارک کو کنگھی کر رہے تھے۔ ابھی تک آپ نے اپنے سر مبارک کی ایک جانب ہی کنگھی کی کہ حضرت جبرائیل امین حاضر ہوئے وہ گھوڑے پر سوار تھے اپنی زرہ پہنے ہوئے تھے۔ انہوں نے بارگاہ رسالت میں عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم آپ نے تو اپنے ہتھیار اتار دیئے ہیں لیکن ہم نے ابھی تک ہتھیار نہیں اتارے ہم لگا تار دشمن کی جستجو میں ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو بنی قریظہ کو قتل کرنے کا حکم دیا ہے۔ میں اور دیگر ملائکہ انہیں کی طرف جا رہے ہیں تا کہ ان کے قلعوں میں زلزلے بپا کر دیں۔ آپ ﷺ بھی لوگوں کو اپنے ساتھ لے کر بنی قریظہ کی طرف تشریف لے چلیں۔ حضور ﷺ نے ہتھیار زیب تن فرمائے اور باہر تشریف لائے آپ نے لوگوں سے استفسار فرمایا کہ کیا ابھی کوئی گھوڑ اسوار ان کے پاس سے گزرا ہے۔ انہوں نے عرض کی کہ ابھی ابھی ہمارے پاس سے حضرت دحیہ کلبی رضی اللہ تعالیٰ عنہ گزرے ہیں وہ سفید گھوڑے پر سوار تھے ان کے نیچے سرخ رنگ کا ریشم کا ٹکڑا تھا وہ اپنے زرہ بھی پہنے ہوئے تھے آپ ﷺ نے فرمایا وہ حضرت جبرائیل امین تھے وہ حضرت دحیہ الکلبی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شکل میں متشکل ہو کر تشریف لائے تھے۔

ابونعیم رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ام سلمیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کیا ہے وہ فرماتی ہیں کہ میں نے بنی قریظہ کی شکست ورسوائی کے دن حضرت جبرائیل امین علیہ السلام کو دیکھا تھا ان پر اس دن کالا عمامہ تھا۔ ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت الماجشون رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے وہ کہتے ہیں غزوۂ خندق کے دن حضرت جبرائیل امین بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئے تو وہ گھوڑے پر سوار تھے۔ ان کے سر پر کالا عمامہ تھا، جس کو انہوں نے اپنے دونوں کندھوں کے مابین لٹکایا ہوا تھا۔ ان کے چہرے پر گرد وغبار کے اثرات تھے ان کے نیچے سرخ رنگ کی ریشم کا ٹکڑا تھا انہوں نے بارگاہ رسالت میں عرض کی کہ یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم ہم نے ابھی تک ہتھیار نہیں اتارے جبکہ آپ نے ہتھیار اتار بھی دیئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو بنی قریظہ کی طرف جانے کا حکم دیا ہے۔

ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ نے حمید بن ہلال سے روایت کیا ہے وہ کہتے ہیں کہ حضور ﷺ اور بنی قریظہ کے مابین ایک معاہدہ تھا غزوۂ خندق کے دن انہوں نے اس معاہدہ کو توڑ دیا اور حضور ﷺ کے خلاف مشرکین کی مدد کی۔ اللہ رب العزت نے لشکر اور ہوا کو بھیجا دشمن نے راہ فرار اختیار کی۔ کچھ لوگ اپنے قلعوں میں بیٹھے ہوئے تھے حضور ﷺ اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم نے اپنے ہتھیار اتار دیئے حضرت جبرائیل امین بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئے۔ جب حضور ﷺ کا شانہ اقدس سے باہر تشریف لائے تو حضرت جبرائیل علیہ السلام نے عرض کی کہ آپ ﷺ ابھی ہتھیار نہ اتاریں بلکہ بنی قریظہ سے جنگ کرنے کے لئے تیار رہیں حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ میرے صحابہ غزوۂ خندق کی جدوجہد میں کافی تھک گئے ہیں۔ بہتر تھا کہ آپ انہیں کچھ دن آرام کر لینے دیتے۔ حضرت جبرائیل امین نے عرض کی آپ ان پر حملہ آور ہونے کے لئے تیار رہیں ان

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صحابہ کرام علیہم الرضوان کا ملائکہ کو دیکھنا

(اس باب میں وہ واقعات بیان کئے جائیں گے جو پہلے مذکور نہیں ہوئے)

ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا ہے کہ جب اہل مدینہ نے عقبہ میں حضور اکرم ﷺ کی بیعت کی تو ابلیس نے پہاڑ کی چوٹی پر کھڑے ہو کر بلند آواز سے صدا لگائی اے قوم قریش! اگر تمہیں محمد عربی ﷺ سے کوئی حاجت یا ضرورت ہے تو فلاں مقام پر آ کر ان سے مل لو کیونکہ اہل مدینہ نے ان کے ساتھ معاہدہ کر لیا ہے اس وقت حضرت جبرائیل امین نازل ہوئے۔

حضرت حارثہ بن نعمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے علاوہ کوئی شخص انہیں نہ دیکھ سکا بیعت سے فارغ ہونے کے بعد انہوں نے عرض کی اے اللہ کے نبی مکرم! صلی اللہ علیک وسلم میں نے ابھی ایک شخص کو دیکھا ہے جس نے سفید لباس زیب تن کیا ہوا تھا وہ آپ کے دائیں پہلو کے ساتھ کھڑا تھا لیکن میں اس کو پہچان نہ سکا حضور ﷺ نے ان سے استفسار کیا کہ کیا تم نے اسے دیکھا ہے انہوں نے کہا ہاں حضور ﷺ نے فرمایا تمہارے لئے اس میں سراپا بھلائی اور خیر ہے کیونکہ وہ حضرت جبرائیل علیہ السلام تھے۔

ابونعیم رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا ہے کہ جب حضور اکرم ﷺ نے انصار میں سے نقیب بنائے تو آپ ﷺ نے فرمایا میں نے اپنی مرضی سے کسی کو بھی نقیب نہیں بنایا بلکہ جس کی طرف حضرت جبرائیل علیہ السلام اشارہ کرتے تھے میں اسے نقیب بنا دیتا تھا۔

ابن سعد اور امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہما نے عمار بن ابی عمار سے روایت کیا ہے کہ حضرت حمزہ بن عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم سے عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم مجھے حضرت جبرائیل کی ان کی اپنی شکل پر زیارت کروائیں۔ حضور ﷺ نے کہا تم ان کو دیکھنے کی طاقت نہیں رکھتے۔ حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی پھر بھی میں ان کی زیارت کرنا چاہتا ہوں حضور اکرم ﷺ نے کہا بیٹھ جاؤ۔ حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیٹھ گئے۔ حضرت جبرائیل امین علیہ السلام کعبہ شریف میں اس لکڑی پر نازل ہوئے جہاں مشرکین وقت طواف اپنے کپڑے رکھا کرتے تھے حضور ﷺ نے حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا اپنی نگاہ اٹھاؤ اور دیکھو حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی نگاہ اٹھائی اور حضرت جبرائیل کے پاؤں کو دیکھا جو منبر زبرجد کی طرح تھے اسی وقت حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بے ہوش ہو کر گر پڑے۔

ابن ابی الدنیا رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب ''المصاحف'' میں ابوجعفر سے روایت کیا ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور ﷺ اور حضرت جبرائیل امین علیہ السلام کی گفتگو تو سن لیتے تھے لیکن انہیں دیکھ نہیں سکتے تھے۔

امام بخاری اور امام مسلم رحمۃ اللہ علیہما نے ابوعثمان النہدی سے روایت کیا ہے وہ کہتے ہیں کہ مجھے یہ حدیث شریف سنائی گئی ہے کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام بارگاہ نبوت میں حاضر ہوئے آپ کے پاس ام المومنین حضرت ام سلمیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا حاضر تھیں انہوں نے حضور ﷺ کے ساتھ کچھ گفتگو کی پھر اٹھ کر چلے گئے حضور ﷺ نے حضرت ام سلمیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے پوچھا کہ یہ کون تھے انہوں نے عرض کی کہ یہ حضرت دحیہ الکلبی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے۔ حضرت ام سلمیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ میں انہیں حضرت دحیہ الکلبی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہی گمان کرتی رہی حتیٰ کہ حضور ﷺ نے اپنے خطبہ

واقدی رحمۃ اللہ علیہم کی سند سے روایت کیا ہے کہ جب رسول کریم ﷺ حنین کے مقام تک پہنچے تو مالک بن عوف نے تین آدمیوں کو لشکر اسلام میں جاسوسی کے لئے بھیجا جب وہ واپس آئے تو ان پر گھبراہٹ طاری تھی۔ یہ واقعہ جنگ شروع ہونے سے ایک رات پہلے کا ہے۔

ابن اسحاق، امام بیہقی اور ابونعیم رحمۃ اللہ علیہم نے حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ تعالیٰ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ غزوۂ حنین کے دن، ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے لوگ مصروف قتال تھے فوراً ایسے محسوس ہوا کہ سیاہ چادر آسمان سے گر رہی ہے حتیٰ کہ وہ ہمارے اور ہمارے دشمن کے درمیان آ کر رک گئی۔ پھر ایسے محسوس ہوا کہ چیونٹیوں کی طرح کی کوئی چیز وادی میں پھیل گئی ہے جس نے تمام وادی کو بھر دیا ہے ہم کو ذرہ بھر بھی شک نہ رہا کہ یہ ملائکہ ہیں اور آج اس قوم کے مقدر میں شکست لکھی جا چکی ہے۔

امام بیہقی اور ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہما نے مصعب بن شیبہ سے اور انہوں نے اپنے والد محترم سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں غزوۂ حنین کے دن حضور ﷺ کے ساتھ نکلا۔ اللہ کی قسم جب میں آپ کے ساتھ آیا تھا تو میں مسلمان نہیں تھا میں اس ارادے سے نکلا تھا کہ ابھی قبیلہ ہوازن قریش پر غالب آ جائیں گے اور میں بھی ان سے اپنا بدلہ لے لوں گا۔ میں حضور ﷺ کے ساتھ کھڑا تھا میں نے اچانک ابلق گھوڑوں کو دیکھا۔ میں نے عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم میں ابلق گھوڑوں کا مشاہدہ کر رہا ہوں۔ حضور ﷺ نے فرمایا اے شیبہ! ان گھوڑوں کو کافر کے علاوہ اور کوئی نہیں دیکھ سکتا۔ حضور اکرم ﷺ نے اپنا دست اقدس میرے سینے پر مارا اور دعا مانگی ''اے بار الٰہ! شیبہ کو ہدایت نصیب فرما'' آپ ﷺ نے تین دفعہ ایسا ہی کیا جب حضور ﷺ نے تیسری دفعہ میرے سینہ سے اپنا دست اقدس اٹھایا تو حضور ﷺ مجھے تمام مخلوق سے پیارے لگنے لگے اس کے بعد مسلمان نبرد آزما ہوئے بہت سے لوگ قتل ہوئے پھر حضور ﷺ تشریف لائے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رکاب تھامی ہوئی تھی۔ حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بلند آواز سے پکارا۔ مہاجرین کہاں ہیں؟ سورۃ البقرہ کے اصحاب کہاں ہیں؟ یہ بلند صدا سن کر لوگ حضور ﷺ کے ارد گرد جمع ہونے شروع ہو گئے حضور ﷺ اس وقت یہ الفاظ دہرا رہے تھے: اَنَا النَّبِیُّ لَا کَذِبْ اَنَا ابْنُ عَبْدِالْمُطَّلِبْ۔ میں نبی صادق ہوں اس میں ذرہ بھر بھی جھوٹ نہیں اور میں عبدالمطلب کا بیٹا ہوں۔ یہ سن کر لوگ مشرکین پر حملہ آور ہوئے حضور ﷺ نے فرمایا اب جنگ کی بھٹی خوب گرم ہوئی۔

الطبرانی اور ابونعیم رحمۃ اللہ علیہما نے حضرت ابوطلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ ہم ایک غزوہ میں حضور ﷺ کی بارگاہ میں موجود تھے جب ہم دشمن سے برسر پیکار ہوئے تو حضور ﷺ نے عرض کی: یَا مَالِکَ یَوْمِ الدِّیْنِ اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَاِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ۔ ترجمہ: ''اے قیامت کے دن کے مالک ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھ سے ہی مدد طلب کرتے ہیں۔'' میں نے دیکھا کہ دشمن کے افراد لگاتار قتل ہو رہے ہیں اور ملائکہ ان کو آگے پیچھے سے واصل جہنم کر رہے ہیں۔

وقت اپنی آنکھوں کو بند کرلیا تھا۔

امام احمد اور امام البیہقی رحمۃ اللہ علیہما نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں اپنے والد محترم کے ساتھ بارگاہ نبوت میں حاضر ہوا حضور ﷺ ایک شخص سے سرگوشی فرما رہے تھے۔ ایسے لگ رہا تھا گویا کہ وہ میرے والد مکرم سے اعراض فرما رہے ہیں۔ ہم وہاں سے واپس چلے آئے میرے والد محترم نے مجھ سے کہا اے میرے بیٹے! کیا تم نے اپنے چچازاد بھائی کی طرف نہیں دیکھا وہ ایسے کر رہے تھے کہ گویا کہ وہ مجھ سے اعراض کر رہے ہیں۔ میں نے عرض کی اے میرے والد محترم! ان کے پاس ایک شخص تھا اور وہ اس سے سرگوشی فرما رہے تھے۔ پھر میرے والد محترم واپس تشریف لے آئے اور عرض کی یارسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم میں نے عبداللہ سے اس طرح کہا ہے تو اس نے جواب دیا ہے کہ آپ کے پاس ایک شخص موجود تھا جس کے ساتھ آپ سرگوشی فرما رہے تھے کیا آپ ﷺ کے پاس کوئی شخص موجود تھا حضور ﷺ نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو مخاطب کر کے کہا اے عبداللہ! کیا تم نے اس شخص کو دیکھا ہے انہوں نے عرض کی ہاں حضور ﷺ نے فرمایا وہ حضرت جبرائیل علیہ السلام تھے جن کی وجہ سے میں نے اپنی توجہ تمہاری طرف مبذول نہ کی۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا میں نے حضرت جبرائیل علیہ السلام کو دو مرتبہ دیکھا ہے اور دو مرتبہ ہی میرے لئے حضور ﷺ نے دعا فرمائی ہے۔

حاکم رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا ہے کہ نبی کے علاوہ جس شخص نے بھی حضرت جبرائیل علیہ السلام کو دیکھا وہ اندھا ہو گیا لیکن میں نے اللہ تعالیٰ کے حضور تمہارے لئے یہ دعا کی ہے کہ تمہارا اندھا پن آخری عمر میں ظاہر ہو۔

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے انصار میں سے ایک شخص کو بلایا جب وہ آپ ﷺ کے کاشانہ اقدس کے قریب ہوا تو اس نے سنا کہ حضور ﷺ اپنے گھر مبارک میں کسی سے محو کلام ہیں لیکن وہ کاشانہ اقدس میں داخل ہوا تو اس نے کسی شخص کو نہ دیکھا۔ اس نے عرض کی یارسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم آپ کس سے محو گفتگو تھے آپ ﷺ نے فرمایا میرے پاس ایک آنے والا آیا تھا اس شخص نے کہا یارسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم آپ کے بعد میں نے کسی شخص کو نہیں دیکھا تو اس داخل ہونے والے سے زیادہ شیریں کلام ہو یا اس کے بیٹھنے کا انداز عمدہ ہو آپ ﷺ نے فرمایا وہ حضرت جبرائیل تھے حضور ﷺ نے فرمایا تم میں بھی ایسے لوگ موجود ہیں کہ اگر لوگ اللہ کے حضور ان کا واسطہ دے کر دعا مانگیں تو وہ انہیں ضرور رحمت سے بہرہ مند فرمائے۔

امام الطبرانی اور امام البیہقی رحمۃ اللہ علیہما نے حضرت محمد بن مسلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں ایک دفعہ حضور ﷺ کے پاس سے گزرا تو آپ ﷺ اپنے رخسار مبارک ایک اور آدمی کے رخساروں پر رکھے ہوئے تھے میں نے سلام نہ کیا کچھ وقت کے بعد میں پھر واپس آیا تو آپ ﷺ نے کہا ابن مسلمہ! تو سلام کیوں نہیں کرتا؟ میں نے

میں حضرت جبرائیل علیہ السلام کے آنے کی خبر دی۔ راوی کہتے ہیں کہ میں نے ابوعثمان سے پوچھا کہ آپ نے یہ حدیث کس سے سنی ہے انہوں نے کہا میں نے یہ حدیث حضرت اسامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سنی ہے۔

حضرت امام مسلم اور امام بخاری رحمۃ اللہ علیہما نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ایک دن خاتم النبیین ﷺ لوگوں کے مابین تشریف فرما تھے۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہا ایمان کیا ہے؟ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ایمان یہ ہے کہ تم اللہ پر ایمان لاؤ اس کے ملائکہ، اس کی کتاب، اس کے رسولوں پر اور روز قیامت پر ایمان لاؤ۔ پھر حضرت جبرائیل علیہ السلام نے سوال کیا کہ اسلام کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اسلام یہ ہے کہ تم اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو کسی کو اس کے ساتھ شریک نہ ٹھہراؤ نماز ادا کرو۔ زکوٰۃ دو۔ رمضان المبارک کے روزے رکھو۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے عرض کی احسان کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ احسان یہ ہے کہ تم اللہ کی عبادت اس طرح کرو گویا کہ تم اسے دیکھ رہے ہو اور اگر یہ کیفیت پیدا نہ ہو سکے تو یہ گمان کرو کہ اللہ تعالیٰ تمہیں دیکھ رہا ہے حضرت جبرائیل نے عرض کی کہ قیامت کب آئے گی حضور ﷺ نے فرمایا مسئول سائل سے زیادہ نہیں جانتا لیکن میں تمہیں قیامت کی علامات بتا دیتا ہوں جب لونڈی اپنے مالک کو جنم دے گی اور اونٹوں کے چرواہے محلات میں سکونت اختیار کریں گے۔ قیامت کا علم ان پانچ اشیاء میں سے ہے جنہیں اللہ کے علاوہ کوئی اور نہیں جانتا پھر وہ چلے گئے حضور ﷺ نے فرمایا انہیں واپس بلاؤ لیکن لوگوں نے انہیں نہ دیکھا حضور ﷺ نے فرمایا یہ حضرت جبرائیل امین تھے جو لوگوں کو ان کا دین سکھانے آئے تھے۔

ابوموسیٰ المدینی نے حضرت تمیم بن سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں بارگاہ نبوت میں حاضر تھا کہ آپ کی خدمت اقدس میں ایک شخص آیا جس نے عمامہ شریف باندھا ہوا تھا اور اس کا کچھ حصہ اپنے پیچھے لٹکایا ہوا تھا میں نے عرض کی یارسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم یہ کون ہیں؟ حضور ﷺ نے فرمایا یہ حضرت جبرائیل علیہ السلام ہیں۔

امام احمد، امام بیہقی اور الطبرانی رحمۃ اللہ علیہما نے صحیح سند کے ساتھ حضرت حارثہ بن نعمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں حضور اکرم ﷺ کے پاس سے گزرا اس وقت آپ کی خدمت میں حضرت جبرائیل علیہ السلام حاضر تھے میں ان کو سلام کر کے آگے گزر گیا جب میں واپس آیا تو بارگاہ رسالت میں حاضر ہوا حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کیا تمہیں معلوم ہے کہ اس وقت میرے پاس کون تھا؟ میں نے کہا ہاں حضور اکرم ﷺ نے فرمایا وہ حضرت جبرائیل امین تھے اور تمہارے سلام کا جواب دے رہے تھے۔

ابن شاہین رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت قاسم بن حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے کہ وہ بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئے۔ حضور ﷺ ایک آدمی کے ساتھ سرگوشی فرما رہے تھے ابن حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ وہاں سلام کئے بغیر ہی بیٹھ گئے حضرت جبرائیل علیہ السلام نے کہا اگر وہ ہمیں سلام کرتے تو ہم اس کے سلام کا جواب ضرور دیتے۔ ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت حارثہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت جبرائیل کو دو مرتبہ دیکھا ہے۔ ابن سعد اور الطبرانی رحمۃ اللہ علیہما نے محمد ابن عثمان سے روایت کیا ہے وہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ حارثہ بن عثمان نے اس

سلام کیا کرتے تھے لیکن جب میں نے داغ لگوائے تو ان کا سلام آنا بھی منقطع ہو گیا۔ جب میں نے داغ لگوانا ترک کیا تو پھر دوبارہ میرے پاس ان کے سلام آنے لگے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے تاریخ میں امام بیہقی اور ابونعیم رحمۃ اللہ علیہما نے حضرت غزالہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کیا ہے وہ فرماتی ہیں کہ حضرت عمران بن حصین رضی اللہ تعالیٰ عنہما ہم کو حکم فرماتے تھے کہ ہم گھر میں جھاڑو دیں ہم سنا کرتے تھے **السلام علیکم** لیکن ہمیں کوئی شخص نظر نہیں آتا تھا۔ امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ یہ ملائکہ کا سلام تھا۔

ابونعیم رحمۃ اللہ علیہ نے یحییٰ بن سعید القطان سے روایت کیا ہے کہ صحابہ کرام علیہم الرضوان میں سے جو صحابہ بھی بصرہ میں تشریف لائے ان تمام میں سے حضرت عمران بن حصین رضی اللہ تعالیٰ عنہما افضل تھے تیس سال تک گھر کے جوانب سے فرشتے انہیں سلام کرتے رہے۔ ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضرت عمران بن حصین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے ساتھ ملائکہ مصافحہ کرتے تھے۔ حتیٰ کہ انہوں نے داغ لگوائے اس کے بعد ملائکہ کا مصافحہ کرنا ختم ہو گیا۔

حضرت امام بخاری اور حضرت امام مسلم رحمۃ اللہ علیہما نے حضرت البراء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ایک شخص سورۃ الکہف کی تلاوت کر رہا تھا اس کے ساتھ اس کا گھوڑا بندھا ہوا تھا۔ اس پر بادل سا چھا گیا جو آہستہ آہستہ قریب تر ہوتا گیا اور اس کے گھوڑے نے بھاگنا شروع کر دیا جب صبح ہوئی تو وہ شخص بارگاہ رسالت میں حاضر ہوا اور تمام واقعہ سنایا۔ حضور اکرم ﷺ نے تمام واقعہ سن کر کہا وہ "سکینہ" تھا جو تلاوت قرآن سننے کے لئے نازل ہوا تھا۔

ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت سعد بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور ﷺ ایک محفل میں تشریف فرما تھے آپ ﷺ نے اپنی نظر مبارک آسمان کی طرف اٹھائی پھر اپنی نگاہ مبارک کو نیچے کر لیا پھر اسے اوپر اٹھایا جب اس کے بارے میں آپ سے سوال کیا گیا تو آپ نے فرمایا یہ قوم اللہ کی یاد میں مگن تھی ان پر سکینہ کا نزول ہوا جس کو ملائکہ اٹھائے ہوئے تھے وہ ایک گنبد کی طرح تھا جب وہ ان لوگوں کے قریب تر ہوا تو ان میں سے ایک آدمی نے بری بات کر دی جس کی وجہ سے وہ دوبارہ ان سے اٹھا لیا گیا۔

امام بخاری اور امام مسلم رحمہما اللہ تعالیٰ نے حضرت اسید بن حضیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ ایک رات وہ سورۃ البقرہ کی تلاوت کر رہے تھے ان کا گھوڑا بھی ان کے پاس ہی تھا فوراً گھوڑے نے چکر لگانے شروع کر دیئے جب انہوں نے تلاوت کو بند کیا تو گھوڑا بھی پرسکون ہو گیا انہوں نے دوبارہ تلاوت شروع کی تو گھوڑے نے پھر گھومنا شروع کیا جب وہ خاموش ہو گئے تو گھوڑا بھی پرسکون ہو گیا یہ کیفیت دیکھ کر انہوں نے آسمان کی طرف سر اٹھایا تو دیکھا کہ آسمان کی جانب سے گنبد نما کوئی چیز ہے جس میں چراغوں کی طرح کوئی چیز ضوفشاں ہے حتیٰ کہ وہ چیز ان کی نگاہوں سے اوجھل ہو گئی صبح کے وقت انہوں نے تمام واقعہ حضور ﷺ کو سنایا آپ ﷺ نے فرمایا وہ ملائکہ تھے جو قرآن پاک کی آواز سن کر زمین پر آئے تھے اگر تم اپنی قرآت کو جاری رکھتے تو لوگ انہیں اپنی نگاہوں سے دیکھ لیتے اور وہ لوگوں سے چھپ نہ سکتے۔

ایک اور روایت میں ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا اے اسید! رضی اللہ عنک قرآن پاک کی تلاوت کرو بلاشبہ تجھے آل

عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم آپ ایک شخص سے اس انداز سے محو کلام تھے میں نے آپ کی گفتگو کو قطع کرنا مناسب نہ سمجھا۔ انہوں نے عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم اس وقت آپ کی بارگاہ میں کون حاضر تھا۔ آپ نے فرمایا وہ حضرت جبرائیل امین تھے۔

حاکم رحمۃ اللہ علیہ نے ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کیا ہے وہ فرماتی ہیں کہ میں نے اس حجرہ پر حضرت جبرائیل علیہ السلام کو کھڑے ہوئے دیکھا ہے حضور ﷺ ان سے سرگوشی فرما رہے تھے میں نے عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم یہ کون ہیں؟ حضور ﷺ نے مجھ سے پوچھا ان کی شکل کس کی شکل سے مشابہ ہے میں نے کہا وہ حضرت دحیہ الکلبی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ ان کی صورت ملتی جلتی ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا اے عائشہ یہ حضرت جبرائیل ہیں میں نے وہاں تھوڑی ہی دیر توقف کیا تھا کہ حضور ﷺ نے فرمایا اے عائشہ یہ حضرت جبرائیل امین ہیں جو آپ کو سلام کر رہے ہیں میں نے کہا: وَعَلَيْهِ السَّلَامُ وَجَزَاهُ اللّٰهُ مِنْ دَخِيْلٍ خَيْرًا۔ ''ان پر بھی سلامتی ہو اور ہماری جانب سے اللہ تعالیٰ انہیں بھلائی عطا فرمائے۔''

ابن ابی الدنیا اور ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہما نے محمد بن المنکدر سے روایت کیا ہے انہوں نے کہا ہے کہ حضور ﷺ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھر تشریف لے گئے۔ آپ ﷺ نے دیکھا کہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کچھ علیل ہیں حضور ﷺ وہاں سے گھر واپس تشریف لائے تا کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیماری کے متعلق بتائیں اتنی دیر میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی وہاں تشریف لے آئے اور اندر آنے کی اجازت طلب کرنے لگے۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے پوچھا کیا آپ میرے والد محترم ہیں حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اندر داخل ہوئے تو حضور ﷺ ان کو اتنی جلدی صحت ملنے پر تعجب کرنے لگے حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی کہ یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم جب آپ ﷺ میرے گھر سے واپس تشریف لائے تو مجھ پر اونگھ طاری ہوگئی میرے پاس حضرت جبرائیل امین تشریف لائے اور میری ناک میں تھوڑی سی خوشبو ڈالی جب میں بیدار ہوا تو میں صحت یاب ہو چکا تھا۔

امام بیہقی اور ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہما نے حضرت حذیفہ بن الیمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے انہوں نے کہا کہ حضور ﷺ نے ہمارے ساتھ نماز ادا کی پھر باہر تشریف لے گئے میں بھی آپ ﷺ کے پیچھے پیچھے باہر نکلا۔ ایک آنے والا آپ ﷺ کے سامنے آیا حضور ﷺ نے مجھے مخاطب کر کے کہا اے حذیفہ! کیا تم نے میرے سامنے آنے والے کو دیکھا ہے میں نے کہا ہاں آپ ﷺ نے فرمایا وہ ملائکہ میں سے ایک فرشتہ تھا اس سے پہلے وہ کبھی بھی زمین پر نہیں اترا تھا اس نے مجھ سے اجازت طلب کی۔ مجھے سلام کیا اور مجھے یہ بشارت دی کہ حضرت امام حسن اور حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما جنت کے نوجوانوں کے سردار ہیں اور حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا جنت کی عورتوں کی سردار ہیں۔

امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت عمران بن حصین رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا کہ ملائکہ مجھے

حضرت جبرائیل علیہ السلام تھے۔

حضرت امام بخاری اور امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہما نے حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے کہ جب حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر بے ہوشی طاری ہوئی تو ان کی بہن نے رونا شروع کر دیا اور ساتھ یہ بھی کہتی جا رہی تھیں "وَا جَبلَاہُ وَا جَبلَاہُ۔" جب حضرت ابن رواحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کچھ افاقہ ہوا تو انہوں نے اپنی بہن سے کہا تو جو کچھ بھی مجھے کہتی تھی اس بارے میں مجھ سے پوچھا جاتا "کیا تو ایسا ہی ہے۔"

ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ نے ابوعمران الجونی سے روایت کیا ہے کہ جب حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر بے ہوشی طاری ہوئی تو انہیں حضور اکرم ﷺ کی بارگاہ میں پیش کیا گیا حضور ﷺ نے دعا مانگی "اے میرے پروردگار! اگر ان کی موت کا وقت قریب آ گیا ہے تو ان پر جانکنی کو آسان فرما اور اگر ان کی موت کا وقت قریب نہیں آیا تو انہیں شفا عطا فرما۔" اس دعا کے بعد جب انہوں نے ہلکا پن محسوس کیا تو بارگاہ رسالت میں عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم جب میری والدہ کہہ رہی تھی وَا جَبلَاہُ وَا ظَھرَاہُ تو اس وقت میرے پاس ایک فرشتہ تھا جس نے لوہے کی سلاخ اٹھا رکھی تھی وہ مجھ سے کہہ رہا تھا کہ کیا تو ایسا ہی ہے اگر میں ہاں کہہ دیتا تو وہ لوہے کی سلاخ کو میرے سر پر مارتا۔

الطبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا ہے وہ کہتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر بے ہوشی طاری ہوگئی عورتیں رونے کے لئے کھڑی ہوگئیں جب نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم تشریف لائے تو انہیں کچھ افاقہ ہوا انہوں نے عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم جب مجھ پر بے ہوشی طاری ہوئی اور عورتیں وَا عِزَّاہُ وَا جَبلَاہُ کہہ رہی تھیں تو اس وقت ایک فرشتہ میرے پاس کھڑا تھا اس کے ہاتھ میں لوہے کی سلاخ تھی اس نے اس سلاخ کو میری ٹانگوں کے درمیان رکھا ہوا تھا اور مجھ سے کہنے لگا کہ کیا تو اسی طرح ہے جس طرح وہ عورتیں کہہ رہی ہیں میں نے کہا نہیں اگر میں ہاں کہہ دیتا تو وہ مجھے اس سلاخ کے ساتھ مارتا۔

الطبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے کہ جب حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر بے ہوشی طاری ہوئی تو اس کی بہن نے وَا جَبلَاہُ کہنا شروع کر دیا جب انہیں کچھ افاقہ ہوا تو انہوں نے کہا کہ تو نے آج سارا دن مجھے تکلیف دی ہے ان کی بہن نے کہا کہ یہ بات تو مجھ پر بڑی گراں ہے کہ میں آپ کو تکلیف دوں انہوں نے کہا آج مجھ پر ایک غضبناک فرشتہ کھڑا رہا جب بھی تو مجھے ان الفاظ سے یاد کرتی تو وہ مجھے کہتا کیا تو ایسا ہے میں اسے کہتا نہیں میں ایسا نہیں ہوں۔

ابن ابی الدنیا، حاکم اور امام البیہقی رحمۃ اللہ علیہم نے حضرت ابراہیم بن عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا ہے کہ ایک دفعہ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ شدید بیمار ہو گئے ان پر بے ہوشی طاری ہوگئی حتیٰ کہ لوگوں نے گمان کیا کہ آپ عالم بالا کو کوچ کر گئے ہیں لوگوں نے آپ کو ڈھانپ دیا پھر کچھ دیر کے بعد آپ کو افاقہ ہوگیا انہوں نے فرمایا میرے پاس دو سخت اور غضبناک فرشتے آئے انہوں نے مجھ سے کہا ہمارے ساتھ چلو ہم تمہارا فیصلہ العزیز الامین سے

داؤد کے مزامیر عطا کئے گئے ہیں حضرت اسید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی آواز میں بہت حسن و جمال پایا جاتا ہے۔

ابونعیم رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت عاصم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سند سے حضرت زر اور حضرت ابووائل رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا ہے وہ کہتے ہیں کہ حضرت اسید بن حضیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ ایک دفعہ میں نماز ادا کر رہا تھا کہ کوئی چیز آ کر مجھ پر سایہ فگن ہوگئی پھر کچھ دیر کے بعد آسمانوں کی جانب چلی گئی صبح کے وقت میں نے یہ تمام واقعہ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کو سنایا تو آپ ﷺ نے فرمایا اس وقت ''سکینہ'' کا نزول ہوا تھا وہ تمہاری تلاوت سننے کے لئے نازل ہوا۔

ابوعبید نے ''فضائل قرآن'' میں محمد بن جریر بن یزید سے روایت کیا ہے وہ کہتے ہیں کہ مجھے مدینہ کے بعض شیوخ نے بیان کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ سے عرض کی گئی کہ کیا آج رات آپ نے ثابت بن قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھر کو ملاحظہ نہیں فرمایا۔ آج رات ان کے گھر میں چراغ نور فشانی کرتے رہے حضور ﷺ نے فرمایا شاید انہوں نے سورۃ البقرہ کی تلاوت کی ہے جب حضرت ثابت بن قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سوال کیا گیا تو انہوں نے فرمایا واقعی میں نے سورۃ البقرۃ کی تلاوت کی تھی۔

ابن ابی شیبہ اور امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہما نے حضرت عوف بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے وہ کہتے ہیں کہ ہم ایک سفر میں حضور پرنور ﷺ کے ساتھ تھے۔ ہم نے ایک رات آپ کو مفقود پایا۔ میں نے آپ کو ڈھونڈنا شروع کیا میں نے اچانک دیکھا کہ حضرت معاذ بن جبل اور حضرت عبداللہ بن قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کھڑے ہیں میں نے ان سے پوچھا کہ رسول کریم ﷺ کہاں ہیں انہوں نے کہا کہ ہم رسول کریم ﷺ کے بارے میں تو نہیں جانتے البتہ اس وادی کی بلندی پر ہم نے ایک آواز سنی ہے جو چکی کی آواز سے ملتی جلتی تھی اتنے میں حضور اکرم ﷺ بھی وہاں تشریف لے آئے انہوں نے فرمایا میرے رب کے پاس سے ایک پیغام لانے والا یہ پیغام لے کر آیا کہ مجھے اختیار دیا گیا ہے خواہ میں شفاعت کو اختیار کرلوں یا آدھی امت کو جنت میں داخل کرلوں میں نے شفاعت کو اختیار کرلیا ہے۔

ابن ابی الدنیا رحمۃ اللہ علیہ نے ''کتاب الذکر'' میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے انہوں نے کہا ہے کہ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا میں ضرور مسجد میں داخل ہوں گا۔ میں ضرور نماز ادا کروں گا اور میں ضرور ایسی حمد و ثناء سے اپنے رب کی تعریف کروں گا جس کے ساتھ آج تک کسی آدمی نے بھی اپنے رب کی ستائش نہ کی ہوگی جب انہوں نے نماز ادا کی اور اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء کرنے کے لئے بیٹھ گئے تو انہوں نے اپنے پیچھے سے یہ آواز سنی کوئی آدمی بلند آواز سے حمد و ثناء کے ترانے اس طرح آلاپ رہا تھا ''اے میرے رب! تمام حمد و ثناء تیرے لئے ہی ہے۔ تیرے ہی دست قدرت میں تمام بھلائی ہے تمام امور خواہ وہ اعلانیہ ہوں یا پوشیدہ ہوں تیری ہی طرف لوٹ کر جاتے ہیں بے شک تو ہر شی پر قادر ہے اے مولا! میرے گزشتہ گناہوں کو معاف فرما اور مستقبل میں مجھے گناہوں سے محفوظ فرما۔ اے بار الٰہ! مجھے وہ پاک اور نیک اعمال سرانجام دینے کی توفیق عطا فرما جن سے تو مجھ پر راضی ہو جائے۔ اے مالک الملک! میری توبہ کو اپنی بارگاہ بے کس پناہ میں قبول فرما۔''

حضرت ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئے اور تمام واقعہ سنا دیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا وہ

تیسری فصل

اس فصل میں چاند کا شق ہونا، سورج کا واپس آنا، شیاطین کو شہاب ثاقب مارنا، جنات کا اسلام قبول کرنا اوران کی خبریں دینا بیان کیا جائے گا

چاند کا شق ہونا حضور ﷺ کے عظیم معجزات میں سے ہے یہ آپ کی نبوت اور رسالت کی ایک عظیم دلیل ہے اور آپ ﷺ کی صداقت کی ایک اہم واضح حجت ہے ارشاد باری تعالیٰ ہے: اِقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ وَانْشَقَّ الْقَمَرُ ۝ وَاِنْ يَّرَوْا اٰيَةً يُّعْرِضُوْا وَيَقُوْلُوْا سِحْرٌ مُّسْتَمِرٌّ ۝ (القمر:2-1) ''قیامت قریب آگئی ہے اور چاند شق ہو گیا اور اگر وہ کوئی نشان دیکھتے ہیں تو منہ پھیر لیتے ہیں اور کہنے لگتے ہیں یہ بڑا زبردست جادوگر ہے۔''

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے شق قمر کے معجزہ کو ماضی کے صیغہ کے ساتھ بیان فرمایا ہے اور کفار کا حضور اکرم ﷺ کے معجزات سے اعراض کرنے کا ذکر بھی فرمایا ہے تمام مفسرین اور اہل السنت والجماعت کا بھی اسی پر اجماع ہے۔ قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب ''الشفاء'' میں فرمایا ہے کہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانہ اقدس میں چاند دو حصوں میں تقسیم ہوا تھا اس کا ایک حصہ پہاڑی پر گرا جب کہ دوسرا حصہ دور جا کر گرا تھا حضور اکرم ﷺ نے فرمایا گواہ رہو!

تفسیر ''الخطیب'' میں ہے کہ ابوالضحیٰ نے مسروق بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور ﷺ کے عہد ہمایوں میں چاند دو حصوں میں تقسیم ہو گیا تھا یہ دیکھ کر قریش مکہ نے کہا کہ ابن ابی کبشہ (ﷺ) نے تم پر جادو کر دیا ہے۔ انہوں نے مسافروں سے بھی اسی معجزہ کے متعلق سوال کیا تمام مسافروں نے کہا کہ ہم نے بھی دیکھا ہے کہ چاند دو حصوں میں منقسم ہو رہا تھا اس وقت اللہ رب العزت نے مذکورہ بالا آیت کو نازل فرمایا اکثر مفسرین کا بھی یہی قول ہے اور احادیث صحیحہ سے بھی یہی بات ثابت ہے کہ عہد رسالت میں چاند دو مرتبہ دو حصوں میں منقسم ہوا تھا۔ مقاتل رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ چاند دو حصوں میں تقسیم ہو گیا تھا اور پھر جڑ گیا۔

حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا گیا ہے کہ انہوں نے مدائن میں خطبہ دیا اس خطبہ میں انہوں نے فرمایا قیامت قریب آگئی ہے اور چاند تمہارے نبی مکرم ﷺ کے عہد زریں میں دو حصوں میں تقسیم ہوا تھا۔

مواہب میں لکھا ہوا ہے کہ شق قمر کا معجزہ حضور ﷺ کے عظیم معجزات میں سے ایک ہے یہ معجزہ صرف ہمارے رسول مکرم ﷺ کے ساتھ مختص ہے اور کسی نبی کے دست اقدس سے ایسے کسی معجزہ کا ظہور نہیں ہوا تمام مفسرین اور اہل السنت کا اس پر اجماع ہے کہ یہ معجزہ صرف حضور ﷺ کے لئے ہی وقوع پذیر ہوا۔

جب کفار مکہ نے آپ ﷺ کی تکذیب کی اور آپ کی تصدیق نہ کی تو انہوں نے آپ ﷺ سے کوئی معجزہ طلب کیا جو

کرواتے ہیں۔ وہ مجھے لے کر بارگاہ ربوبیت کی طرف چلے راستہ میں دو اور فرشتے ملے جوان دونوں سے زیادہ نرم دل اور رحیم تھے انہوں نے ان دونوں سے پوچھا تم ان کو کہاں لے جارہے ہو انہوں نے جواب دیا کہ ہم العزیز الامین سے ان کا فیصلہ کروانے جارہے ہیں انہوں نے کہا انہیں چھوڑ دو۔ یہ ان بلند بخت انسانوں میں سے ہیں جن کے بارے میں سعادت مندی اس وقت لکھ دی جاتی ہے جب وہ ماں کے پیٹ میں ہوتے ہیں۔ اس واقعہ کے بعد حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک ماہ تک زندہ رہے پھر وصال فرما گئے۔

ابن ابی الدنیا، الطبرانی اور ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہم نے عرباض بن ساریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے وہ صحابہ کرام علیہم الرضوان میں سے ایک بزرگ صحابی تھے وہ پسند کرتے تھے کہ اب ان کی روح کو قبض کر لیا جائے یہ وہ دعا مانگا کرتے تھے:۔

''اے مولا! میری عمر اب بہت زیادہ ہوگئی ہے میری ہڈیاں اب ضعیف ہوگئی ہیں اب مجھے اپنے پاس بلالو'' وہ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ میں نے دمشق کی مسجد میں نماز ادا کی اور اسی طرح دعا مانگی۔ میں نے دیکھا کہ اچانک میرے سامنے ایک نوجوان کھڑا ہے جو حسن و جمال کا پیکر ہے اس نے سبز رنگ کی اونی چادر زیب تن کی ہوئی ہے اس نے مجھ سے مخاطب کر کے کہا آپ یہ کیسی دعا مانگ رہے ہیں میں نے کہا اے میرے بھتیجے! پھر تم ہی بتاؤ میں کیسی دعا مانگوں اس نے کہا کہ بارگاہ ربوبیت میں یوں عرض کروا اے مولا! مجھے حسن عمل کی توفیق عطا فرما پھر مجھے موت عطا فرما۔ میں نے کہا اللہ تعالیٰ تم پر رحم فرمائے مجھے بتاؤ کہ تم کون ہو اس نے کہا میرا نام رتائیل ہے میں مومنین کے سینوں کے غموں کو دور کرتا ہوں پھر میں نے دوبارہ اس کی طرف توجہ کی تو مجھے کوئی چیز نظر نہ آئی۔

ﷺ کے عہد زریں میں چاند دو حصوں میں منقسم ہو گیا تھا ایک حصہ ایک پہاڑی پر گرا تھا جبکہ دوسرا حصہ دوسری پہاڑی پر گرا تھا لوگوں نے کہا کہ محمد عربی (ﷺ) نے ہم پر جادو کر دیا ہے۔ انہوں نے مزید یہ بھی کہا کہ اگر انہوں نے ہم پر جادو کر دیا ہے لیکن وہ سارے لوگوں پر تو جادو نہیں کر سکتے۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ کے زمانہ اقدس میں چاند دو حصوں میں تقسیم ہو گیا تھا قریش مکہ نے کہا کہ یہ ابن ابی کبشہ (ﷺ) کا جادو ہے انہوں نے کہا کہ مسافروں سے اس کے بارے میں پوچھ لو کیونکہ یہ تمام لوگوں پر تو جادو نہیں کر سکتے جب کچھ مسافران کے پاس آئے تو انہوں نے بھی یہی کہا کہ چاند دو حصوں میں منقسم ہو گیا تھا۔ ابوداؤد اور امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہما نے اسی حدیث کو ان الفاظ کے ساتھ روایت کیا ہے کہ مکہ مکرمہ میں چاند شق ہو گیا کفار مکہ نے کہا کہ ابن ابی کبشہ (ﷺ) نے ہم پر جادو کر دیا ہے انہوں نے مشاورت کی کہ مسافروں سے پوچھ لیتے ہیں اگر انہوں نے بھی اسی کی تصدیق کر دی تو پھر محمد عربی ﷺ سچے ہیں اور اگر انہوں نے اس واقعہ کی تصدیق نہ کی تو پھر یہ جادو ہے انہوں نے مسافروں سے اس واقعہ کے بارے میں سوال کیا انہوں نے جواب دیا کہ ہم نے دوران سفر چاند کو دو حصوں میں تقسیم ہوتے دیکھا ہے۔

ابونعیم رحمۃ اللہ علیہ نے دلائل میں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا ہے کہ بہت سے مشرکین جن میں ولید بن مغیرہ، ابوجہل، عاص بن وائل، اسود بن مطلب اور نضر بن حارث وغیرہ شامل تھے بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئے۔ انہوں نے حضور ﷺ سے کہا کہ اگر آپ دعویٔ نبوت میں سچے ہیں تو پھر ہمارے لئے چاند کو دو حصوں میں تقسیم کر دیں حضور ﷺ نے بارگاہ ربوبیت میں دعا کی تو چاند دو حصوں میں منقسم ہو گیا۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی روایت میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جب چاند شق ہوا ہم اس وقت منیٰ میں تھے۔

ابواسحاق رحمۃ اللہ علیہ نے ''معانی القرآن'' میں لکھا ہے کہ بعض اہل البدعت نے انشقاق قمر کا انکار کیا ہے حالانکہ عقل کی رو سے اس معجزہ میں انکار کی کوئی گنجائش نہیں ہے کیونکہ چاند اللہ تعالیٰ کی مخلوق ہے وہ اسے جس طرح چاہے کر سکتا ہے یہ اسی طرح ہے جس طرح اللہ تعالیٰ اس کو قیامت کے دن بے نور بنا کر کے فنا کر دے گا۔

بعض قصہ گو لوگوں نے یہ جو کہا ہے کہ چاند حضور اکرم ﷺ کے دامن میں داخل ہو گیا تھا اور آپ ﷺ کی آستین سے نکل آیا تھا اس کی کوئی اصل نہیں ہے۔

علامہ قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ نے ''شفاء'' میں لکھا ہے کہ لوگوں کے اس اعتراض کی طرف کوئی توجہ نہیں دینی چاہئے کہ اگر یہ واقعہ رونما ہوتا تو پھر یہ اہل زمین کے لئے مخفی نہ رہتا کیونکہ چاند ایک ایسی چیز ہے جو ہر فرد کے لئے ظاہر ہے کیونکہ اس کی وجہ یہ ہے کہ ہمیں یہ علم نہیں کہ اس رات تمام لوگ چاند کو دیکھ رہے تھے کہ انہوں نے انشقاق قمر کو نہ دیکھا ہو۔ اگر اتنے لوگ اس سے انکار کریں کہ ان کا جھوٹ پر جمع ہونا محال ہو تو پھر ان کا یہ قول ہمارے خلاف حجت نہیں ہو گا۔ چاند ایک ہی دفعہ تمام اہل زمین پر طلوع نہیں ہوتا بلکہ بعض مقامات پر یہ پہلے طلوع ہو جاتا ہے اور بعض جگہوں پر یہ بعد میں طلوع ہوتا ہے بعض اوقات چاند

آپ کے دعویٰ کی صداقت پر دلالت کرتا ہو تو اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو ایسا عظیم معجزہ عطا فرمایا جس کو لانے پر کوئی انسان بھی قادر نہیں یہ نہ صرف آپ کی رسالت کی صداقت کی دلیل ہے بلکہ یہ اللہ تعالیٰ کی وحدانیت اور اس کی ربوبیت کی بھی دلیل ہے نیز یہ معجزہ اس بات کو بھی عیاں کر رہا ہے کہ وہ معبودان باطلہ جن کی تم دن رات پوجا کرتے ہو وہ کسی نفع یا نقصان پر قادر نہیں ہیں عبادت کی مستحق صرف وہ ذات ہی ہے جو وحدہٗ لاشریک ہے۔

علامہ خطابی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ انشقاق قمر ایک عظیم الشان معجزہ ہے دیگر انبیاء کرام علیہم السلام کے معجزات میں اس جیسی کوئی مثال نہیں ملتی۔ کیونکہ یہ ایک ایسا معجزہ ہے جس کا تعلق ملکوت اعلیٰ کے ساتھ ہے۔ جہاں رنگ و بو کے ساتھ اس کا کوئی تعلق نہیں نہ ہی شق قمر کا معجزہ ان معجزات میں سے ہے جن کو ظاہر کرنے کے لئے کسی بھی حیلہ کے ذریعہ کوشش کی جا سکے اسی وجہ سے یہ رسالت مصطفویہ کی صداقت کی دلیل بن گیا۔

ابن عبدالبر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ انشقاق قمر کی حدیث بہت سے صحابہ سے روایت کی گئی ہے پھر ان سے اس حدیث کو عظیم الشان تابعین نے روایت کیا پھر تابعین سے ایک جم غفیر نے اسے روایت کیا حتیٰ کہ یہ حدیث ہم تک پہنچ گئی اور آیت کریمہ سے بھی اسی کی تائید ہوتی ہے علامہ ابن سبکی رحمۃ اللہ علیہ اپنی شرح میں فرماتے ہیں "میرے نزدیک صحیح یہ ہے کہ انشقاق قمر کی حدیث متواتر ہے اور یہ معجزہ آیات قرآنیہ سے بھی ثابت ہے۔ حضرت امام بخاری اور حضرت امام مسلم رحمۃ اللہ علیہما نے اس کو روایت کیا ہے ان کے علاوہ دیگر محدثین نے بھی اسے روایت کیا ہے یہ معجزہ اتنی زیادہ اسناد کے ذریعے روایت کیا گیا ہے کہ اس کے متواتر ہونے میں کسی کو کوئی شک نہیں ہو سکتا۔ مثلاً حضرات شعبہ، سلیمان بن ابراہیم، ابو معمر رحمۃ اللہ علیہم وغیرہ سے اسے روایت کیا گیا ہے۔"

انشقاق قمر کا معجزہ صحابہ کی کثیر تعداد سے روایت کیا گیا ہے مثلاً حضرت انس، حضرت ابن مسعود، حضرت ابن عباس، حضرت علی، حضرت حذیفہ، حضرت جبیر بن مطعم، حضرت ابن عمر وغیرہم رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔

امام بخاری اور امام مسلم رحمۃ اللہ علیہما نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے کہ اہل مکہ نے حضور ﷺ سے عرض کی کہ آپ ہمیں کوئی معجزہ دکھائیں آپ ﷺ نے انہیں انشقاق قمر کا معجزہ دکھایا چاند دو حصوں میں منقسم ہو گیا مشرکین مکہ نے انہیں علیحدہ علیحدہ دیکھا۔

حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے عہد ہمایوں میں چاند دو حصوں میں تقسیم ہو گیا تھا۔ ایک حصہ ایک پہاڑی پر گرا جبکہ دوسرا حصہ اس کے کچھ فاصلہ پر جا کر گرا حضور ﷺ نے فرمایا گواہ رہو۔

ترمذی میں ہے کہ: اِقۡتَرَبَتِ السَّاعَةُ وَانۡشَقَّ الۡقَمَرُ۝۱ (القمر:1) کی تفسیر میں حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ حضور ﷺ کے زمانہ اقدس میں چاند دو حصوں میں تقسیم ہو گیا تھا ایک حصہ پہاڑی کے اوپر گرا جبکہ دوسرا حصہ پہاڑی کے نیچے گرا۔ حضور ﷺ نے فرمایا گواہ ہو جاؤ۔

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت بیان کی ہے انہوں نے کہا ہے کہ حضور اکرم

پہاڑی پر آ کر رک گیا حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اٹھے وضو کیا اور عصر کی نماز ادا کی پھر سورج غروب ہوا۔ حضور ﷺ کا یہ معجزہ مقام صہباء پر رونما ہوا تھا۔

امام الطبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے معجم اوسط میں حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے کہ جب حضور ﷺ نے سورج کو حکم دیا تو اس نے غروب ہونے میں کچھ دیر تاخیر کی۔

یونس بن بکیر رحمۃ اللہ علیہ نے ''زیادۃ المغازی'' میں ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا ہے کہ جب حضور ﷺ معراج پر تشریف لے گئے اور قوم قریش کو قافلہ اور اونٹوں کی علامات کے بارے میں بتایا تو انہوں نے پوچھا کہ یہ قافلہ کب واپس آئے گا حضور ﷺ نے فرمایا تمہارا قافلہ بدھ کے روز واپس آ جائے گا جب بدھ کا دن آیا تو قریش مکہ پہاڑی پر جا کر قافلہ کا انتظار کرنے لگے سورج غروب ہونے کے قریب تھا لیکن ابھی تک قافلہ نہیں آیا تھا حضور ﷺ نے دعا کے لئے دست اقدس بلند کر دیئے آپ ﷺ کے لئے اس دن کے اوقات میں اضافہ کر دیا گیا اور سورج کو غروب ہونے سے روک دیا گیا۔

اسی طرح یہ بھی روایت کیا گیا ہے کہ غزوۂ خندق کے دن جب آپ ﷺ مصروفیت کی وجہ سے نماز عصر ادا نہ کر سکے تو آپ ﷺ کے لئے سورج کو روک دیا گیا۔ سورج کا روکنا یہ ہمارے نبی کریم ﷺ اور حضرت یوشع علیہ السلام کے لئے مخصوص ہے۔ جس طرح کہ حضرت علامہ قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ نے ذکر کیا ہے۔

آپ ﷺ کی بعثت کے وقت شیاطین کو شہاب ثاقب مارے جانے کے بارے میں بھی بہت سی روایات منقول ہیں۔

حضرت امام بوصیری رحمۃ اللہ علیہ نے قصیدۃ الہمزیہ میں لکھا ہے:

بَعَثَ اللّٰهُ عِنْدَ مَبْعَثِهِ الشُّهَابَ حُرَّاسًا وَضَاقَ عَنْهَا الْفَضَاءُ

''اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کی بعثت کے وقت شہاب کو نگران بنا کر بھیجا جن کی وجہ سے یہ وسیع فضا تنگ ہو گئی۔

تُطْرَدُ الْجِنُّ عَنْ مَقَاعِدَ لِلسَّمْعِ كَمَا تَطْرُدُ الذِّئَابَ الرِّعَاءُ

جنات کو سننے والے مقامات سے اس طرح دور پھینکا جاتا تھا جس طرح بھیڑیوں کو چرواہے بھگا دیتے ہیں۔

فَمَحَتْ آيَةَ الْكُهَانَةِ آيَاتٌ مِنَ الْوَحْيِ مَا لَهُنَّ امِّحَاءُ

قرآن پاک کی آیات نے کہانت کی علامات کو مٹا دیا حالانکہ پہلے وہ علامات مٹی ہوئی نہ تھیں۔''

اس قصیدہ کے شارح امام علامہ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ ان اشعار کی اصل اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے: قُلْ اُوْحِيَ اِلَيَّ اَنَّهُ اسْتَمَعَ نَفَرٌ مِّنَ الْجِنِّ ...... فَمَنْ يَّسْتَمِعِ الْاٰنَ يَجِدْ لَهٗ شِهَابًا رَّصَدًا ۝ (الجن: 9-1)

جب جنات نے قرآن پاک کی مذکورہ آیت کو سنا تو انہوں نے حق کو پہچان لیا وہ اس پر صدق دل سے ایمان لے آئے اور واپس اپنی قوم کی طرف چلے گئے تا کہ انہیں اللہ تعالیٰ کے عذاب سے ڈرائیں۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے سورۃ الاحقاف کے آخر میں فرمایا ہے سیرت نگاروں نے بھی جو روایت نقل کی ہے وہ بھی اسی کی تائید کرتی ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ جب جنات اور آسمان کی خبروں کے درمیان حجابات اور پردے حائل کر دیئے گئے تو انہوں نے کہا کہ پردے کسی ایسے عظیم واقعہ کی وجہ سے

کے سامنے بادل آجاتے ہیں۔ یا یہ کسی بلند بالا پہاڑ کی اوٹ میں چلا جاتا ہے اسی وجہ سے چاند گرہن بعض مقامات پر تو نظر آتا ہے لیکن بعض مقامات پر نظر نہیں آتا۔ بعض جگہوں پر جزوی طور پر نظر آتا ہے اور بعض جگہوں پر مکمل نظر آتا ہے۔

شق قمر کا معجزہ رات کے وقت رونما ہوا تھا۔ رات کے وقت عموماً لوگ سکون و آرام کے عادی ہوتے ہیں۔ وہ اپنے دروازوں کو بند کر لیتے ہیں۔ وہ آسمان پر رونما ہونے والے امور کی طرف کوئی توجہ نہیں دیتے۔ سوائے اس شخص کے جو آسمانی امور کے انتظار میں بیٹھا ہو اور انہیں کی طرف توجہ دے رہا ہو اور کوئی آدمی انہیں اتنے غور سے نہیں دیکھتا اسی وجہ سے اکثر لوگوں کو چاند گرہن کا علم نہیں ہوتا۔

شرح ہمزیہ میں ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ انشقاق قمر کا واقعہ ہجرت سے پانچ سال قبل رونما ہوا تھا۔

اسی طرح آپ ﷺ کے لئے سورج کا واپس لوٹ آنا بھی ثابت ہے آئمہ حدیث نے اس معجزہ کو بھی اپنی کتب میں نقل کیا ہے۔

مواہب میں ہے کہ حضور ﷺ کے لئے سورج کے واپس لوٹ آنے کا واقعہ حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے انہوں نے کہا ہے کہ حضور اکرم ﷺ کا سر اقدس حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی گود میں تھا۔ آپ ﷺ پر وحی کا نزول ہو رہا تھا۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے ابھی تک نماز عصر ادا نہیں کی تھی حتیٰ کہ سورج غروب ہو گیا حضور ﷺ نے کہا اے علی! کیا آپ نے نماز ادا کر لی ہے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی نہیں۔ اس وقت حضور ﷺ نے دعا مانگی "اے رب العالمین! حضرت علی تیری اطاعت اور تیرے رسول کی اطاعت میں تھے ان پر سورج کو لوٹا دے۔"

حضرت اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں میں نے دیکھا کہ سورج غروب ہو چکا تھا پھر وہ طلوع ہو گیا۔ وہ پہاڑ کے سامنے آ کر کھڑا ہو گیا۔ یہ معجزہ صہباء کے مقام پر رونما ہوا تھا۔ اس حدیث کو امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا ہے وہ کہتے ہیں کہ امام احمد بن صالح رحمۃ اللہ علیہ کہا کرتے تھے کہ کسی بھی اہل علم کو حضرت اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی حدیث کو حفظ کرنے میں سستی نہیں کرنی چاہئے کیونکہ یہ نبوت کی علامات میں سے ہیں۔

امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث کو صحیح کہا ہے علامہ قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اسے بیان کیا ہے ابن مندہ اور ابن شاہین رحمۃ اللہ علیہما نے اسے حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کیا ہے اور ابن مردویہ رحمۃ اللہ علیہ نے اسے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے۔ امام الطبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے اسے معجم کبیر میں حسن سند کے ساتھ اسی طرح روایت کیا ہے کہ حضور ﷺ نے صہباء کے مقام پر ظہر کی نماز ادا فرمائی پھر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کسی کام کے لئے بھیج دیا جب وہ واپس تشریف لائے تو حضور ﷺ عصر کی نماز ادا فرما چکے تھے حضور ﷺ نے اپنا سر مبارک حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی گود میں رکھا اور استراحت فرما ہو گئے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حرکت تک نہ کی حتیٰ کہ سورج غروب ہو گیا حضور ﷺ نے عرض کی اے مولا! تیرا بندہ حضرت علی تیرے نبی کی اطاعت میں مشغول تھا۔ تو اس کے لئے سورج کو لوٹا دے تاکہ وہ عصر کی نماز ادا کر سکے حضرت اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کہتی ہیں کہ سورج دوبارہ طلوع ہوا حتیٰ کہ

اسی طرح اوپر بیان کردہ روایت اس بات کا تقاضا کرتی ہیں کہ جنات حضور ﷺ کے پاس حاضر ہوئے تھے لیکن آپ ﷺ کو ان کے حاضر ہونے کا علم نہیں ہوا تھا۔ انہوں نے آپ ﷺ کی تلاوت کو سنا پھر اپنی قوم کو عذاب الٰہی سے ڈرانے کے لئے واپس چلے گئے پھر اس کے بعد وفد کی صورت میں بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئے۔ صحیح قول یہ ہے کہ حضور ﷺ کو جنات کے بارے میں اس وقت علم ہوا تھا جب وہ ایک وفد کی صورت میں آپ ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور اپنی خوراک کے بارے میں سوال کیا۔ صحیح یہ ہے کہ جس چیز نے نبی اکرم ﷺ کو ان کے بارے میں اطلاع کی جب وہ وفد کی صورت میں آئے وہ ایک درخت تھا انہوں نے زادراہ طلب کیا آپ نے ان سے فرمایا ہر ہڈی جس پر اللہ کا نام لیا جائے تمہارے ہاتھ آئے گی۔ اس میں اس شخص کے خلاف بھی دلیل ہے جو یہ کہتا ہے کہ جنات نہ کھاتے ہیں نہ ہی پیتے ہیں۔

علامہ القسطلانی رحمۃ اللہ علیہ نے ''المواھب الدنیہ'' میں خصائص مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء لکھتے ہوئے بیان کیا ہے ''آپ ﷺ کے خصائص میں سے یہ بھی ہے کہ آپ ﷺ کی بعثت کے ساتھ ہی کہانت کا خاتمہ ہو گیا۔ اب آسمانوں کی حفاظت کی جاتی تھی۔ اب جو بھی غیب کی خبریں سننے کے لئے آسمانوں کا رخ کرتا اسے شہاب کا سامنا کرنا پڑتا۔'' حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ پہلے شیاطین کو آسمانوں پر جانے سے نہیں روکا جاتا تھا۔ وہ آسمانوں میں داخل ہو جاتے تھے وہاں سے غیب کی خبریں حاصل کر کے کاہنوں بتا دیتے تھے۔ جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام پیدا ہوئے تو انہیں تین آسمانوں پر جانے سے روک دیا گیا۔ جب حضور ﷺ ان جہان رنگ و بو میں تشریف لائے تو انہیں تمام آسمانوں پر جانے سے روک دیا گیا جو بھی غیب کی خبریں سننے کے لئے آسمانوں کا رخ کرتا اسے شہاب مارے جاتے شہاب آگ کا ایک شعلہ ہوتا ہے۔ یہ کبھی بھی نشانے سے خطا نہیں ہوتا بعض جنات کو تو یہ وہیں خاکستر بنا دیتا ہے۔ کچھ کے منہ جل کر سیاہ ہو جاتے ہیں اور بعض پر مرض جنون طاری ہو جاتا ہے وہ لوگوں کو صحراؤں میں گمراہ کرتا رہتا ہے۔ حضور ﷺ کی بعثت سے قبل یہ بات ظاہر نہ تھی نہ آپ ﷺ کے زمانہ سے قبل کسی نے اس کا تذکرہ نہ کیا تھا آپ ﷺ کی بعثت کے وقت ہی اس کا اظہار ہوا اور یہ آپ ﷺ کی نبوت کی بنیاد تھی۔

حضرت معمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت امام زہری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا کہ کیا زمانہ جاہلیت میں بھی جنات کو شہاب مارے جاتے تھے۔ انہوں نے کہا ہاں میں نے کہا کیا آپ نے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کو نہیں پڑھا: وَّاَنَّا كُنَّا نَقْعُدُ مِنْهَا مَقَاعِدَ لِلسَّمْعِ (الجن:9) ''اور پہلے تو ہم بیٹھ جایا کرتے تھے اس کے بعض مقامات پر سننے کے لئے۔'' حضرت امام زہری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جواب دیا کہ پہلے بھی ان پر شہاب برسائے جاتے تھے لیکن حضور اکرم ﷺ کی بعثت کے بعد آسمانوں کی بہت زیادہ حفاظت کی جاتی اور ان پر شدت کے ساتھ شہاب پھینکے جاتے۔

ابن قتیبہ رحمۃ اللہ علیہ نے بھی یہی ذکر کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ کی بعثت سے پہلے بھی شہاب پھینکے جاتے تھے لیکن آپ ﷺ کی بعثت کے بعد ان میں شدت آ گئی۔

اب میں مناسب سمجھتا ہوں کہ میں حضور ﷺ کے ان معجزات کا ذکر کروں جن کا تعلق جنات کے ساتھ ہے۔ اسی طرح

حائل ہوئے ہیں جو روئے زمین پر کسی جگہ رونما ہوا ہے انہوں نے زمین کے مشارق و مغارب کو چھان مارا۔ نصیبین کے جنات کا گروہ بھی اسی واقعہ کی جستجو میں نکلا۔ انہوں نے ایک وادی میں حضور اکرم ﷺ کو دیکھا آپ ﷺ اپنے صحابہ کرام کے ساتھ صبح کی نماز ادا فرما رہے تھے حضور ﷺ نماز میں قرآن پاک کی تلاوت کر رہے تھے جنات نے آپ ﷺ کی تلاوت کو غور سے سنا انہوں نے کہا کہ یہی وہ ذات اقدس ہیں جن کی وجہ سے ان کے اور آسمانوں کی خبروں کے درمیان پردے حائل کر دیئے گئے ہیں۔ انہوں نے اسلام قبول کر لیا اور اپنی قوم کے پاس واپس چلے گئے تاکہ وہ انہیں عذاب جہنم سے ڈرائیں۔ اس وقت مذکورہ بالا آیات کا نزول ہوا۔

حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ نے ذکر کیا ہے کہ حضور ﷺ اہل طائف کو دین متین کی دعوت دینے کے لئے تشریف لے گئے جب آپ ﷺ وہاں سے واپس تشریف لائے تو آپ نے ایک وادی میں شب بسر کی اس رات آپ ﷺ نے قرآن پاک کی تلاوت کی جس کو نصیبین (1) کے جنات نے سنا۔

ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ کی یہ روایت صحیح ہے مگر ان کا یہ قول کہ جنات نے قرآن پاک اس رات سنا تھا، اس میں اختلاف ہے کیونکہ جنات ابتدائے بعثت میں بھی قرآن پاک سنتے تھے جس طرح کہ امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا ہے کہ جنات وحی کو سن لیتے تھے اگر وہ وحی کا ایک کلمہ سنتے تھے تو اپنی طرف سے دس کلمات کا اضافہ کر دیتے تھے جو کچھ وہ سنتے تھے وہ تو حق ہوتا تھا لیکن جو اپنی طرف سے اضافہ کرتے تھے وہ باطل ہوتا تھا۔ اس سے پہلے جنات کو شہاب بھی نہیں مارے جاتے تھے جب حضور ﷺ مبعوث ہوئے تو جنات میں سے جو بھی غیب کی خبریں سننے کے لئے آسمانوں کا رخ کرتا اسے شہاب کا سامنا کرنا پڑتا۔ جو اسے جلا کر خاکستر بنا دیتا۔ جنات نے اس کی شکایت ابلیس سے کی اس نے انہیں کہا کہ کسی عظیم واقعہ کی وجہ سے ہی ایسا ہوا ہے اس نے اس واقعہ کی جستجو میں اپنے لشکر کو روانہ کیا۔ اس وقت انہوں نے حضور ﷺ کو وادی میں دیکھا آپ ﷺ نماز ادا فرما رہے تھے۔ انہوں نے اس واقعہ کی خبر ابلیس کو دی اس نے کہا اسی عظیم واقعہ کی وجہ سے تمہیں آسمانوں کی طرف جانے سے روک دیا گیا ہے۔ اس روایت کو امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ نے ذکر کیا ہے اور امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کو صحیح کہا ہے۔

لیکن حضور ﷺ طائف میں تبلیغ دین کے لئے اپنے چچا ابو طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وفات کے بعد تشریف لے گئے تھے۔

ابن ابی شیبہ رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے کہ جنات حضور ﷺ کے پاس اس وقت حاضر ہوئے جب آپ ﷺ ایک وادی میں قرآن پاک کی تلاوت کر رہے تھے۔ جب انہوں نے لاریب کتاب کی تلاوت کو سنا تو ایک دوسرے کو خاموش ہو جانے کے لئے کہا اس وقت اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری: وَ اِذْ صَرَفْنَاۤ اِلَیْكَ نَفَرًا مِّنَ الْجِنِّ (الاحقاف:29) ''اور جب ہم نے متوجہ کیا آپ کی طرف جنات کی ایک جماعت کو کہ وہ قرآن سنیں۔'' یہ روایت

1۔ شام میں ایک شہر کا نام ہے۔

پاک پڑھ کر سنایا۔حضور ﷺ نے ہمیں جنات اور ان کی آگ کے آثار دکھائے۔

ابن جریر، امام بیہقی، حاکم اور ابونعیم رحمۃ اللہ علیہم نے ابوعثمان الخزاعی کی سند سے حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے کہ جب سرور دو عالم ﷺ مکہ میں تشریف فرما تھے تو آپ ﷺ نے اپنے صحابہ کرام علیہم الرضوان سے کہا کہ تم میں سے جو بھی جنات کے معاملات کو دیکھنا چاہتا ہے وہ آج رات میرے ساتھ آئے لیکن میرے علاوہ کوئی بھی حضور اکرم ﷺ کے ساتھ نہ آیا۔حضور اکرم ﷺ اور میں روانہ ہوئے حتیٰ کہ ہم مکہ کی بلند ترین جگہ پر آ گئے۔حضور ﷺ نے اپنے پاؤں مبارک سے میرے لئے ایک دائرہ کھینچا اور مجھے حکم دیا کہ میں اس میں بیٹھ جاؤں حضور ﷺ آگے روانہ ہو گئے حتیٰ کہ ایک جگہ پر جا کر حضور ﷺ نے قیام فرمایا اور قرآن پاک کی تلاوت کی حضور ﷺ کو کسی سیاہ چیز نے ڈھانپ لیا۔وہ تعداد میں بہت زیادہ تھی حضور ﷺ میری نگاہوں سے پوشیدہ ہو گئے۔مجھے آپ ﷺ کی آواز بھی سنائی نہیں دیتی تھی۔پھر اس چیز نے آہستہ آہستہ بادل کے ٹکڑوں کی طرح جانا شروع کیا فجر کی نماز تک حضور اکرم ﷺ فارغ ہو گئے اور آپ ﷺ کا جسد اطہر مجھے نظر آنے لگا۔پھر حضور اکرم ﷺ میرے پاس تشریف لائے اور مجھ سے پوچھا اس قبیلہ نے کیا کیا میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم وہ جنات تھے؟ حضور اکرم ﷺ نے ہڈی اور لید کو پکڑا اور انہیں دیا اور آپ ﷺ نے منع فرمایا کہ کوئی شخص ہڈی اور لید کے ساتھ استنجاء نہ کرے۔

امام بیہقی اور ابونعیم رحمۃ اللہ علیہما نے علی بن رباح کی سند سے حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ ہم نے حضور ﷺ کے پیچھے پیچھے چلنے کی خواہش کی تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ آج رات پندرہ جنات کا ایک گروہ میرے ساتھ آئے گا اور میں انہیں قرآن پاک کی تعلیم دوں گا۔میں حضور ﷺ کے ساتھ ساتھ چل پڑا حتیٰ کہ ہم اس جگہ آ گئے جہاں کا حضور ﷺ نے ارادہ فرمایا تھا۔حضور اکرم ﷺ نے میرے لئے ایک خط کھینچا مجھے اس میں بٹھا کر کہا اس خط سے باہر نہ نکلنا میں اسی خط میں ٹھہرا رہا حضور اکرم ﷺ سحری کے وقت میرے پاس تشریف لائے جب صبح ہوئی تو میں نے دل میں عزم کیا کہ میں اس جگہ کو ضرور دیکھوں گا جہاں حضور ﷺ تشریف لے گئے تھے میں اس جگہ پر گیا تو میں نے وہاں ستر اونٹوں کے بیٹھنے کی جگہ دیکھی۔

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے ابن الجوزاء رحمۃ اللہ علیہ کی سند سے حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ لیلۃ الجن کو میں حضور ﷺ کے ساتھ روانہ ہوا جب ہم حجون کے مقام تک پہنچے تو حضور ﷺ نے میرے لئے ایک خط کھینچا پھر آپ ﷺ جنات کی طرف تشریف لے گئے۔جنات نے حضور اکرم ﷺ پر بڑی بھیڑ بنا دی ان کے سردار وردان نے عرض کی کہ میں انہیں آپ ﷺ کے پاس سے دور لے جاتا ہوں آپ ﷺ نے فرمایا بروز حشر اللہ تعالیٰ سے مجھ کو کوئی شخص بھی پناہ نہیں دے سکے گا۔

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے ابوعثمان الہندی سے روایت کیا ہے کہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک دفعہ کسی راستے میں زط(1) کے افراد کو دیکھا آپ نے لوگوں سے پوچھا کہ یہ کون ہیں؟ لوگوں نے آپ کو بتایا کہ یہ زط ہیں آپ نے

1۔سوڈانی۔

جنات کا اسلام قبول کرنا اور صحابہ کرام کا جنات کو دیکھنا بھی بیان کروں کیونکہ یہ تمام اشیاء حضور ﷺ کی نبوت کے دلائل ہیں۔

جنات کا اسلام قبول کرنا اور صحابہ کرام کا جنات کو دیکھنا

اللہ رب العزت کا ارشاد ہے: وَاِذْ صَرَفْنَآ اِلَیْكَ نَفَرًا مِّنَ الْجِنِّ (الاحقاف:29) اور جس وقت ہم نے متوجہ کیا آپ کی طرف جنات کی ایک جماعت کو کہ وہ قرآن سنیں۔"

ایک اور جگہ پر اللہ رب العزت نے ارشاد فرمایا: قُلْ اُوْحِیَ اِلَیَّ اَنَّهُ اسْتَمَعَ نَفَرٌ مِّنَ الْجِنِّ (الجن:1)" آپ فرمائیے میری طرف وحی کی گئی ہے کہ بڑے غور سے سنا ہے قرآن کو جنوں کی ایک جماعت نے۔"

حضرت امام بخاری اور حضرت امام مسلم رحمۃ اللہ علیہما نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حضور ﷺ اپنے کچھ صحابہ کرام کے ساتھ عکاظ کے بازار کی طرف تشریف لے گئے اس وقت شیاطین اور آسمانوں کی خبروں کے درمیان پردے حائل کر دیئے گئے اور شیاطین پر شہاب مارے گئے۔ وہ شیاطین اپنی قوم کے پاس واپس آئے ان کی قوم نے ان سے پوچھا کہ تمہیں کیا ہوا ہے تو انہوں نے کہا کہ ہمارے اور آسمان کی خبروں کے مابین حجابات حائل کر دیئے گئے ہیں اور ہمیں شہاب مارے گئے ہیں۔ ان کی قوم نے کہا کہ ان حجابات اور شہاب کا سبب کوئی اہم واقعہ ہے جو زمین پر رونما ہوا ہے۔ انہوں نے زمین کے مشرق و مغرب میں ہر جگہ اس اہم واقعہ کو تلاش کیا انہیں جنات میں سے ایک گروہ تہامہ کی اس وادی کی طرف آیا جہاں حضور ﷺ اپنے صحابہ کے ساتھ صبح کی نماز ادا فرما رہے تھے۔ جب انہوں نے قرآن پاک کی تلاوت کو سنا تو انہوں نے کہا اللہ کی قسم یہی وہ اہم واقعہ ہے جس کی وجہ سے ہمارے اور آسمان کی خبروں کے مابین پردے حائل کر دیئے گئے ہیں جب وہ جنات اپنی قوم کی طرف واپس گئے تو انہوں نے کہا اے ہماری قوم! اِنَّا سَمِعْنَا قُرْاٰنًا عَجَبًا ۙ يَّهْدِيْٓ اِلَى الرُّشْدِ فَاٰمَنَّا بِهٖ ۭ وَلَنْ نُّشْرِكَ بِرَبِّنَآ اَحَدًا ۙ (الجن:1)" ہم نے ایک عجیب قرآن سنا جو راہ دکھاتا ہے ہدایت کی پس ہم (دل سے) اس پر ایمان لے آئے اور ہم ہرگز شریک نہیں بنائیں گے کسی کو اپنے رب کا۔"

امام بخاری اور امام مسلم رحمۃ اللہ علیہما نے حضرت مسروق رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سوال کیا کہ جس رات جنات نے حضور ﷺ سے قرآن پاک سنا تھا اس رات حضور ﷺ کو کس نے جنات کے متعلق بتایا تھا انہوں نے جواب دیا ایک درخت نے حضور ﷺ کو جنات کے متعلق بتایا تھا۔

امام مسلم، امام احمد اور امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہم نے حضرت علقمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا کیا تم میں سے کسی نے لیلۃ الجن میں حضور ﷺ کی مصاحبت اختیار کی تھی۔ انہوں نے جواب دیا کہ ہم میں سے کوئی بھی اس رات حضور ﷺ کے ساتھ نہیں تھا لیکن ایک رات ہم نے رسول مکرم ﷺ کو مفقود پایا ہم نے گمان کیا کہ شاید حضور ﷺ کو شہید کر دیا گیا یا آپ ﷺ کو اٹھا لیا گیا ہے ہم نے وہ رات بڑے قلق اور اضطراب میں بسر کی۔ جب صبح ہوئی تو حضور اکرم ﷺ ہمارے پاس تشریف لے آئے ہم نے اپنی بے چینی کے بارے میں آپ ﷺ کو بتایا تو آپ ﷺ نے فرمایا میرے پاس جنات کا داعی آیا میں ان کے پاس چلا گیا اور انہیں قرآن

جمع ہو گئے ایسے محسوس ہوتا تھا کہ وہ ''زط'' کے آدمی ہیں۔ حضور ﷺ نے ارد گرد جمع ہونے کی کیفیت وہی تھی جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں فرمایا ہے: كَادُوْا يَكُوْنُوْنَ عَلَيْهِ لِبَدًا (الجن:19) ''تو لوگ اس پر ہجوم کر کے آ جاتے ہیں۔'' میں نے ارادہ کیا کہ ان کے پاس جاؤں اور حتی الامکان حضور ﷺ کا دفاع کروں لیکن پھر مجھے حضور ﷺ کے ساتھ کیا ہوا وعدہ یاد آ گیا اور میں وہیں ٹھہرا رہا پھر وہ لوگ حضور ﷺ سے علیحدہ ہونا شروع ہوئے۔ میں نے انہیں سنا وہ بارگاہ رسالت میں یوں عرض کناں تھے یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم ہمارا سفر بہت طویل ہے اب ہم سفر پر روانہ ہونے والے ہیں آپ ﷺ ہمیں زاد راہ عطا فرمائیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا لید تمہارے لئے زاد راہ ہے جو ہڈی تمہیں ملے گی اللہ کی قدرت سے اس پر گوشت پیدا ہو جائے گا اور جو لید تمہیں ملے گی وہ کھجور کی مانند ہو جائے گی۔ جب وہ مخلوق چلی گئی تو میں نے حضور ﷺ سے پوچھا کہ وہ کون لوگ تھے؟ آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا وہ نصیبین کے جنات تھے۔

ابو نعیم رحمۃ اللہ علیہ نے ابو ظبیان کی سند سے حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ مکہ مکرمہ سے روانہ ہوئے میں بھی آپ کی معیت میں چلا حتیٰ کہ آپ ﷺ ایک بلند جگہ پر تشریف لے گئے۔ وہاں آپ ﷺ نے میرے لئے ایک خط کھینچا اور مجھے فرمایا میرے واپس آنے تک اسی خط کے اندر ہی ٹھہرے رہنا حضور ﷺ وقت سحر تشریف لائے اور فرمایا مجھے جنات کی طرف بھیجا گیا تھا میں نے عرض کی کہ یہ آوازیں کیسی تھیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا یہ ان جنات کی آوازیں تھیں جب انہوں نے مجھے الوداع کیا تو وہ مجھ پر سلام بھیج رہے تھے۔

امام الطبرانی اور ابو نعیم رحمۃ اللہ علیہما نے ابو عبد اللہ الجدلی کی سند سے حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور ﷺ کے پیچھے پیچھے آنے کی خواہش کا اظہار کیا۔ آپ ﷺ مجھے اپنے ساتھ لے کر چل پڑے حتیٰ کہ ہم مکہ کی بلند ترین جگہ پر آ گئے۔ آپ ﷺ نے میرے لئے ایک خط کھینچا اور فرمایا اس خط سے باہر نہ نکلنا۔ آپ ﷺ ایک پہاڑ میں تشریف لے گئے۔ میں نے لوگوں کو دیکھا کہ وہ پہاڑوں کی چوٹیوں سے اتر کر آپ ﷺ کے پاس حاضر ہو رہے ہیں حتیٰ کہ حضور اکرم ﷺ مجھ سے بالکل پوشیدہ ہو گئے میں نے اپنی تلوار کو بے نیام کیا اور کہا کہ میں آج شمشیر زنی کر کے حضور ﷺ کی ضرور حفاظت کروں گا۔ پھر مجھے حضور اکرم ﷺ سے کیا ہوا وعدہ یاد آ گیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا تھا کہ میرے آنے تک اس خط سے باہر نہ نکلنا میں اس خط کے اندر ہی رہا حتیٰ کہ صبح کا اجالا پھیل گیا حضور نبی کریم ﷺ میرے پاس تشریف لائے تو میں اسی حالت میں ایستادہ تھا نبی کریم ﷺ نے پوچھا کہ تم ابھی تک اسی حالت میں کھڑے ہو میں نے عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم اگر آپ ایک ماہ تک بھی واپس تشریف نہ لاتے تو میں اسی طرح کھڑا رہتا پھر میں نے اپنے ارادہ سے حضور ﷺ کو آگاہ کیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا اگر تم اس خط سے باہر نکلتے تو پھر ہم قیامت تک آپس میں نہ مل سکتے۔ حضور ﷺ نے فرمایا بے شک میرے ساتھ وعدہ کیا گیا ہے کہ انسان اور جنات مجھ پر ایمان لائیں گے۔ انسان تو مجھ پر ایمان لے آئے ہیں اور جنات کو بھی آج میں نے اسلام قبول کرتے دیکھ لیا ہے۔

امام الطبرانی اور ابو نعیم رحمۃ اللہ علیہما نے عمرو البکالی کی سند سے حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے وہ

فرمایا میں نے لیلۃ الجن میں جنات کو ایسی ہی شکلوں میں دیکھا تھا اگر چہ وہ جدا جدا تھے لیکن وہ ایک دوسرے کی پیروی کرتے تھے۔

الطبرانی اور ابو نعیم رحمۃ اللہ علیہما نے ابو زید کی سند سے حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ ہم مکہ مکرمہ میں حضور ﷺ کی بارگاہ میں موجود تھے صحابہ کا ایک گروہ بارگاہ رسالت میں حاضر تھا آپ ﷺ نے فرمایا میرے ساتھ ایک آدمی کھڑا ہو جائے لیکن وہ کھڑا نہ ہو جس کے دل میں ذرہ بھر بھی کھوٹ ہو میں حضور ﷺ کے ساتھ کھڑا ہو گیا میں نے آفتابہ کو ہاتھ سے پکڑ لیا۔ میرے گمان کے مطابق اس میں پانی ہی تھا میں آپ ﷺ کی معیت میں نکلا جب ہم مکہ کی بلند چوٹی پر پہنچے تو میں نے دیکھا کہ وہاں کوئی کالی سی مخلوق جمع ہے حضور ﷺ نے میرے لئے ایک خط کھینچا اور فرمایا اس میں کھڑا ہو جا اور اس وقت تک کھڑا رہنا جب تک میں تیرے پاس واپس آ جاؤں۔ حضور ﷺ اس عجیب و غریب مخلوق کی طرف تشریف لے گئے۔ میں نے انہیں دیکھا وہ آپ کی تشریف آوری پر بڑے جوش و جذبہ کا اظہار کر رہے تھے حضور ﷺ نے ساری رات انہیں کے پاس قیام فرمایا صبح کے وقت آپ میرے پاس تشریف لائے اور مجھے فرمایا تو ابھی تک کھڑا ہی ہے حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں میں نے عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم کیا آپ نے مجھے یہ نہیں فرمایا تھا کہ میرے آنے تک ادھر ہی کھڑا رہنا۔ پھر نبی الثقلین ﷺ نے مجھ سے فرمایا کیا تمہارے پاس پانی ہے میں نے عرض کی ہاں یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم میرے پاس پانی ہے جب میں نے اس آفتابہ کو کھولا تو اس میں نبیذ تھی میں نے عرض کی اللہ کی قسم! جب میں نے اس برتن کو اٹھایا تھا تو میں نے یہی گمان کیا تھا کہ اس میں پانی ہے لیکن اس میں تو نبیذ ہے حضور ﷺ نے فرمایا یہ بہترین پھل بھی ہے اور پاکیزہ پانی بھی ہے پھر آپ ﷺ نے اسی کے ساتھ ہی وضو فرما لیا۔ جب آپ ﷺ نماز کے لئے کھڑے ہوئے تو دو شخص آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے ان دونوں نے عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم ہماری خواہش ہے کہ آپ ہم کو امامت کروائیں انہوں نے آپ ﷺ کے پیچھے صف باندھ کر نماز ادا کی پھر حضور ﷺ وہاں سے واپس تشریف لائے میں نے عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم یہ افراد کون تھے آپ ﷺ نے فرمایا وہ نصیبین کے جنات تھے میرے پاس چند امور کا فیصلہ کروانے آئے تھے انہوں نے مجھ سے زاد راہ کے بارے میں پوچھا تھا میں نے عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم آپ نے انہیں کیا زاد راہ دیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا میں نے انہیں ''لید'' زاد راہ دیا ہے۔ جو وہ لید وغیرہ پائیں گے وہ درحقیقت لید ہی ہو گی لیکن وہ انہیں کھجور کی طرح نظر آئے گی۔ جو وہ ہڈی دیکھیں گے تو وہ انہیں گوشت سے بھر پور نظر آئے گی۔ اس وقت حضور ﷺ نے منع فرما دیا کہ کوئی شخص لید اور ہڈی کے ساتھ استنجاء نہ کرے۔

ابو نعیم نے ابو المعلی کی سند سے حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور ﷺ ہجرت سے قبل مکہ مکرمہ کے گرد و نواح میں تشریف لے گئے۔ آپ ﷺ نے میرے لئے ایک خط کھینچا اور مجھے حکم دیا کہ میرے آنے تک کسی قسم کی گفتگو نہ کروں پھر تجھے نہ تو کوئی چیز ہراساں کرے گی اور نہ تجھے کسی قسم کا خوف لاحق ہو گا۔ یہ فرمانے کے بعد آپ ﷺ تھوڑا سا آگے تشریف لے گئے۔ وہاں آپ بیٹھ گئے اچانک آپ ﷺ کے ارد گرد بہت سے کالی رنگت والے لوگ

ابونعیم رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے صبح کی نماز ہمارے ساتھ مسجد نبوی میں ادا فرمائی۔ نماز کے بعد آپ ﷺ نے پوچھا۔ تم میں سے کون آج رات میرے ساتھ جنات کے وفد کی طرف جائے گا؟ میں حضور ﷺ کی معیت میں نکلا۔ ہم سفر پر رواں دواں رہے حتیٰ کہ مدینہ طیبہ کے تمام پہاڑ ہماری نظروں سے اوجھل ہو گئے ہم "براز" کی زمین تک پہنچ گئے۔ وہاں ہم نے اچانک ایسے آدمیوں کو دیکھا جس کے قد نیزوں کی طرح دراز تھے انہوں نے اپنی ٹانگوں پر لنگوٹ کسے ہوئے تھے۔ جب میں نے انہیں دیکھا تو مجھ پر لرزہ طاری ہو گیا۔ خوف کی وجہ سے میری دونوں ٹانگیں کانپنے لگیں۔ حضور اکرم ﷺ نے میرے لئے ایک خط کھینچا اور مجھے اس کے درمیان بیٹھ جانے کا حکم دیا جب میں اس خط کے وسط میں بیٹھ گیا تو میرا تمام خوف اور ڈر ختم ہو گیا حضور اکرم ﷺ ان لوگوں کے پاس تشریف لے گئے اور انہیں قرآن پاک کی تعلیم دی۔ وہ لوگ صبح تک بارگاہ رسالت میں ہی حاضر رہے پھر حضور ﷺ میرے پاس تشریف لائے اور فرمایا میرے ساتھ آؤ میں نے آپ ﷺ کے ساتھ ساتھ چلنا شروع کیا جب ہم تھوڑی ہی دیر چلے تو حضور ﷺ نے مجھے فرمایا ان لوگوں کی طرف دیکھو۔ کیا اب وہ تمہیں نظر آرہے ہیں۔ میں نے عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم میں ایسی مخلوق کو دیکھ رہا ہوں جس کا رنگ کالا ہے حضور ﷺ نے اپنا سر مبارک زمین کی طرف جھکایا اور ایک ہڈی کو لید کے ساتھ ملایا پھر اسے ان لوگوں کی طرف پھینک دیا۔ نبی کریم رؤف رحیم ﷺ نے فرمایا انہوں نے مجھ سے زادراہ کے متعلق سوال کیا تھا۔ میں نے انہیں بتایا کہ ہڈی اور لید تمہارے لئے زادراہ ہے۔

امام احمد، البزاز، ابویعلی، امام بیہقی اور ابونعیم رحمۃ اللہ علیہم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا ہے کہ خیبر کا ایک شخص اپنے گھر سے باہر نکلا دو آدمیوں نے اس کا تعاقب کرنا شروع کیا۔ ایک اور آدمی ان دونوں کے پیچھے پیچھے آرہا تھا۔ وہ انہیں واپس آنے کے لئے کہہ رہا تھا۔ اس شخص نے ان دونوں کو جا کر پکڑ لیا اور واپس لے آیا پھر وہ خیبر کے آدمی کے پاس گیا اور اس سے کہا کہ یہ دونوں شیطان تھے میں ان کے تعاقب میں رہا حتیٰ کہ میں انہیں تجھ سے دور لے گیا جب تو بارگاہ رسالت میں جائے تو حضور ﷺ کو میری طرف سے سلام عرض کرنا اور عرض کرنا کہ میں اپنی قوم کے صدقات جمع کرتا ہوں اگر آپ ﷺ پسند فرمائیں تو ہم وہ صدقات آپ ﷺ کے پاس بھیج دیں گے۔ جب وہ شخص مدینہ طیبہ حاضر ہو کر بارگاہ نبوت میں پیش ہوا تو اس نے حضور ﷺ کو تمام واقعہ سنایا۔ اس وقت حضور ﷺ نے اکیلے باہر نکلنے سے منع فرمادیا۔

ابوشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے "العظمة" میں، اور ابونعیم رحمۃ اللہ علیہ نے کثیر بن عبداللہ بن عمرو بن عوف سے روایت کیا ہے وہ کہتے ہیں کہ حضرت بلال بن حارث رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا ہے کہ ایک سفر میں ہم رسول کریم ﷺ کے ساتھ تھے۔ غروب آفتاب کے وقت ہم نے ایک جگہ قیام کیا جب میں بارگاہ رسالت میں حاضر ہونے کے لئے گیا تو میں نے وہاں بہت زیادہ شوروغوغا اور لوگوں کے جھگڑنے کی آواز کو سنا لیکن مجھے وہاں کوئی آدمی نظر نہیں آرہا تھا۔ میں اسی جگہ رک گیا۔ کچھ دیر کے بعد حضور نبی کریم ﷺ مسکراتے ہوئے تشریف لائے۔ آپ ﷺ نے فرمایا میرے پاس مسلمان جن اور مشرک جن ایک جھگڑے کا فیصلہ کروانے کے لئے آئے۔ انہوں نے مجھ سے کہا کہ میں انہیں کسی جگہ سکونت پذیر کروں میں نے مسلمان

فرماتے ہیں کہ میں نے حضور اکرم ﷺ کے پیچھے پیچھے جانے کا اظہار کیا۔ رسول کریم ﷺ اور میں فلاں مقام تک گئے۔ وہاں حضور ﷺ نے ایک خط کھینچا آپ ﷺ نے فرمایا تم نے اس خط کے اندر ہی رہنا ہے باہر نہیں نکلنا۔ اگر تم اس خط سے باہر نکلو گے تو ہلاک ہو جاؤ گے۔ میں اسی خط کے اندر ہی ٹھہرا رہا۔ حضور ﷺ تھوڑا سا آگے تشریف لے گئے۔ وہاں آپ ﷺ کی خدمت اقدس میں ایسی قوم حاضر ہوئی جو زط کی طرح تھی۔ اگرچہ انہوں نے کپڑے نہیں پہنے ہوئے تھے لیکن مجھے ان کی شرمگاہیں نظر نہیں آ رہی تھیں۔ وہ دراز قد تھے لیکن ان کے جسموں پر برائے نام گوشت تھا جب وہ آپ ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے تو آپ ﷺ نے انہیں قرآن پاک کی تعلیم دینا شروع کی۔ ان میں سے کچھ لوگ میرے پاس بھی آئے اور میرے ارد گرد جمع ہو گئے جس کی وجہ سے مجھ پر گھبراہٹ طاری ہو گئی۔ جب صبح کا اجالا نمودار ہوا تو انہوں نے جانا شروع کر دیا حضور ﷺ نے اپنا سر مبارک میری گود میں رکھا اور استراحت فرما ہو گئے کچھ دیر کے بعد آپ ﷺ کے پاس ایسی مخلوق آئی جس نے سفید لباس پہنا ہوا تھا۔ ان کے قد بھی دراز تھے انہیں دیکھ کر بھی مجھ پر گھبراہٹ طاری ہو گئی۔ وہ ایک دوسرے سے کہنے لگے کہ حضور ﷺ کے لئے ضرب الامثال بیان کرو۔ ایک گروہ نے کہا کہ یا تو تم آپ ﷺ کے لئے ضرب المثل بیان کرو اور ہم اس کی تاویل کرتے ہیں اور یا پھر ہم آپ ﷺ کے لئے ضرب المثل بیان کرتے ہیں اور تم اس کی تاویل کرو۔ پھر ان میں سے ایک نے کہا آپ ﷺ کی مثال اس سردار کی طرح ہے جو ایک مضبوط اور مستحکم عمارات میں رات گزارتا ہے پھر وہ لوگوں کو کھانا لانے کے لئے بھیجتا ہے جو کھانا نہیں لاتا وہ اسے عذاب دیتا ہے۔ دوسرے گروہ نے اس ضرب المثل کی تاویل یہ کی کہ سردار سے مراد اللہ تعالیٰ کی ذات کریمانہ ہے مضبوط اور پائیدار عمارت سے مراد اسلام ہے کھانے سے مراد جنت ہے اور حضور ﷺ اس کی طرف دعوت دینے والے ہیں۔ جس شخص نے آپ ﷺ کی اتباع کی وہ جنت کی سدا بہار فضاؤں میں رہے گا اور جب بد بخت نے آپ ﷺ کی اتباع نہ کی اسے سخت عذاب دیا جائے گا۔ پھر آقائے دو جہاں ﷺ نیند سے بیدار ہوئے اور مجھے فرمایا اے ام عبد کے بیٹے! تم نے کیا دیکھا ہے میں نے عرض کی کہ میں نے اس طرح دیکھا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا انہوں نے جو باتیں دیکھی ہیں ان میں سے کوئی بات بھی مجھ سے پوشیدہ نہیں ہے وہ ملائکہ تھے۔

ابو نعیم نے واقدی رحمۃ اللہ علیہما سے روایت کیا ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم غزوۂ تبوک کے لئے سفر پر رواں دواں تھے انہوں نے راستہ میں ایک بہت بڑا سانپ دیکھا۔ لوگ اسے دیکھ کر بھاگ گئے۔ وہ سانپ چل کر بارگاہ رسالت میں پہنچا۔ حضور ﷺ اپنے سواری پر ہی تشریف فرما رہے وہ سانپ کھڑا ہو گیا۔ کچھ دیر کے بعد وہ پھر سمٹ گیا اور راستے کی ایک جانب جا کر پھر کھڑا ہو گیا۔ تمام لوگ اسے دیکھ رہے تھے۔ کچھ دیر کے بعد جب لوگ آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ ﷺ نے فرمایا کیا تم جانتے ہو کہ یہ کون تھا؟ انہوں نے عرض کی کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول مکرم ﷺ ہی بہتر جانتے ہیں آپ ﷺ نے فرمایا یہ ان آٹھ جنات میں سے ایک تھا جو وفد کی صورت میں میرے پاس قرآن پاک سننے آئے تھے اس کا گھر اس کے نواح میں ہے میری آمد کی خبر سن کر یہ سلام کرنے کے لئے حاضر ہوا ہے اب وہ وہاں کھڑے ہو کر تمہیں سلام کر رہا ہے تمام لوگوں نے کہا وَعَلَيْهِ السَّلَامُ وَرَحْمَةُ اللهِ۔

صحابہ کرام علیہم الرضوان کا جنات کو دیکھنا اوران کا کلام سننا

(اس باب میں ان روایات کو ذکر کیا جائے گا جن کا تذکرہ پہلے نہیں ہوا)

امام بخاری اور امام نسائی نے ابن سیرین رحمۃ اللہ علیہ کی سند سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ تاجدار مدینہ ﷺ نے مجھے حکم فرمایا کہ میں رمضان المبارک کی زکوٰۃ (فطرانہ) کی حفاظت کروں۔ جب میں نے اس مال کی نگہبانی شروع کی تو ایک آنے والا میرے پاس آیا اور اس مال میں سے اپنا دامن بھرنا شروع کر دیا۔ میں نے جا کر اس کو پکڑ لیا میں نے اسے کہا میں تجھے بارگاہ رسالت میں ضرور پیش کروں گا۔ وہ کہنے لگا میں ایک مفلس اور کنگال انسان ہوں میں بہت سے اہل وعیال والا ہوں۔ مجھے مال کی بہت زیادہ ضرورت تھی اس لئے یہاں مال چرانے آیا ہوں۔ آپ مہربانی کر کے مجھے چھوڑ دیں۔ میں نے اسے چھوڑ دیا۔ جب صبح ہوئی اور میں بارگاہ نبوت میں حاضر ہوا تو نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے فرمایا اے ابو ہریرہ! آج رات تیرے قیدی نے تیرے ساتھ کیا کیا میں نے عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم اس نے شدید حاجت کا اظہار کیا تھا اس نے یہ کہا تھا کہ اس کی بہت زیادہ اولاد ہے اس لئے میں نے اس پر رحم کیا اور اسے آزاد کر دیا۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا اس نے تم سے جھوٹ بولا ہے وہ عنقریب پھر تمہارے پاس آئے گا۔ اب مجھے یقین ہو گیا تھا کہ وہ چور دوبارہ ضرور آئے گا۔ میں اپنی نگرانی میں پھر مصروف ہو گیا۔ رات کے وقت پھر وہی چور آیا اور اس نے مال کو سمیٹنا شروع کر دیا میں نے اسے پکڑ لیا اور کہا کہ میں آج تجھے بارگاہ رسالت میں ضرور پیش کروں گا اس نے پھر کہا کہ آپ مجھے چھوڑ دیں۔ میں ایک غریب اور عیالدار آدمی ہوں اب میں وعدہ کرتا ہوں کہ دوبارہ نہیں آؤں گا۔ مجھے اس پر رحم آیا اور میں نے اسے آزاد کر دیا جب صبح ہوئی تو رسول مکرم ﷺ نے فرمایا اے ابو ہریرہ! تیرے قیدی نے تیرے ساتھ کیا کیا۔ میں نے عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم جب اس نے شدید ضرورت کا اظہار کیا اور یہ کہا کہ وہ ایک عیالدار آدمی ہے تو میں نے اسے آزاد کر دیا۔ آقائے دو جہاں ﷺ نے فرمایا اس نے آج رات پھر تم سے جھوٹ بولا ہے۔ وہ پھر عنقریب آئے گا۔ میں نے تیسری رات بھی اس مال کی دیکھ بھال شروع کی۔ رات کے وقت وہ شخص پھر آیا اس نے مال کو اپنے دامن میں بھرنا شروع کیا۔ میں نے اس کو پکڑ لیا اور کہا کہ آج میں تجھے بارگاہ رسالت میں ضرور پیش کروں گا تو روزانہ وعدہ کر کے جاتا ہے کہ اب نہیں آؤں گا اب تیسری مرتبہ چوری کی نیت سے آیا ہے اس نے مجھ سے کہا آپ مجھے چھوڑ دیں میں آپ کو ایسے کلمات سکھاتا ہوں جن سے اللہ تعالیٰ آپ کو بہت فائدہ دے گا وہ کلمات یہ ہیں کہ جب آپ اپنے بستر پر سونے کے لئے جائیں تو آیت الکرسی پڑھ لیا کریں۔ جب آپ آیۃ الکرسی پڑھ کر سوئیں گے تو اللہ تعالیٰ کی جانب سے آپ پر ایک نگران مقرر کر دیا جائے گا اور صبح تک شیطان آپ کے پاس نہیں جا سکے گا۔ جب صبح ہوئی تو میں نے حضور ﷺ کو اس واقعہ کے متعلق بتایا آپ ﷺ نے فرمایا تمہارے ساتھ اس نے سچ بولا ہے حالانکہ وہ سب سے بڑا جھوٹا ہے۔ اے ابو ہریرہ! کیا تم جانتے ہو کہ تین رات تم کس سے مخاطب رہے۔ میں نے کہا نہیں یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم میں نہیں جانتا۔ آپ ﷺ نے فرمایا وہ شیطان تھا۔

امام نسائی، ابن مردویہ اور ابو نعیم رحمۃ اللہ علیہم نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا کہ ان کے پاس اس

جنوں کو ''الحلس '' کے مقام پر اقامت گزیں کر دیا اور مشرکین جنوں کو ''الغور '' میں سکونت پذیر کر دیا۔ کثیر رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ الحلس سے مراد بستیاں اور پہاڑ ہیں اور الغور سے مراد پہاڑوں اور سمندروں کے درمیان کا علاقہ ہے۔ علامہ کثیر رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ یہ میرا مشاہدہ ہے کہ جو شخص بھی ''الحلس '' کے مقام پر گیا وہ ضرور مشرف بہ اسلام ہوا لیکن جو ''الغور '' کے مقام پر گیا اسے اسلام کی دولت نصیب نہ ہوئی۔

خطیب نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور اکرم شفیع معظم ﷺ سے تین ایسی اشیاء کو ظہور پذیر ہوتے دیکھا ہے کہ اگر آپ قرآن پاک جیسی عظیم کتاب نہ بھی لے کر آتے تو میں صرف انہیں دیکھ کر ہی ایمان لے آتا۔

حضور اکرم ﷺ نے وضو کے لئے پانی لیا۔ آپ ﷺ نے دو کھجوروں کے درخت دیکھے جو جدا جدا تھے۔ آپ ﷺ نے مجھے فرمایا اے جابر! ان دونوں درختوں کے پاس جاؤ اور انہیں کہو کہ اکٹھے ہو جائیں۔ جب میں ان دونوں درختوں کو رسول اللہ ﷺ کا حکم سنایا تو وہ آپس میں اس طرح مل گئے کہ گویا کہ ان کی جڑ ایک ہی ہے حضور ﷺ نے قضائے حاجت فرمائی میں جلدی جلدی آپ ﷺ کے پاس پانی لے کر گیا میں نے اپنے دل میں سوچا کہ شاید آج اللہ تعالیٰ مجھے اس چیز سے آگاہ فرمادے جو آپ ﷺ کے بطن مبارک سے نکلتی ہے اور میں اسے کھالوں لیکن میں نے اس زمین کو دیکھا کہ وہ چاندی کی طرح سفید ہے۔ میں نے عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم کیا آپ نے قضائے حاجت نہیں فرمائی۔ آپ ﷺ نے فرمایا میں نے قضائے حاجت کی ہے لیکن ہم انبیائے کرام کی یہ خاصیت ہے کہ زمین کو حکم دیا گیا ہے کہ ہمارے جسم سے خارج ہونے والے پیشاب وغیرہ کو اپنے اندر چھپالے۔ اس لئے میرا پاخانہ زمین نے نگل لیا ہے پھر وہ کھجور کے دونوں درخت علیحدہ علیحدہ ہو گئے۔ ہم اپنے سفر پر روانہ ہو گئے اچانک کہیں سے ایک سانپ نمودار ہوا۔ اس نے اپنا سر حضور اکرم ﷺ کے کان مبارک کے ساتھ لگایا اور حضور نبی کریم ﷺ نے اپنا منہ مبارک اس کے کان کے ساتھ لگایا۔ حضور پرنور ﷺ اور سانپ نے آپس میں سرگوشی کی پھر وہ سانپ اس طرح غائب ہو گیا جیسا کہ اس کو زمین نے نگل لیا ہو۔ میں نے عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم ہم تو آپ ﷺ کی وجہ سے بہت زیادہ خوفزدہ ہو گئے تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا یہ سانپ جنات کا قاصد تھا وہ قرآن پاک کی ایک سورۃ کو بھول گئے انہوں نے اس کو اپنا قاصد بنا کر میرے پاس بھیجا میں نے اس کو قرآن مجید کی تعلیم دی۔

کچھ دیر کے بعد ہم ایک گاؤں میں پہنچ گئے وہاں کے لوگ ہمارے پاس ایک ایسی دوشیزہ کو لے کر آئے جو حسن و جمال میں یکتا تھی۔ وہ ایسے لگتی تھی جیسا کہ ابھی ابھی چاند کا ٹکڑا بادل کی اوٹ سے نکلا ہو لیکن اس پر جن کا سایہ تھا۔ اس کے گھر والوں نے عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم اس کے لئے دعا فرمائیں۔ آپ ﷺ نے اس کے لئے دعا فرمائی اور اس جن سے مخاطب ہو کر کہا تجھے ہلاکت ہو میں محمد رسول اللہ ہوں تو اس کو چھوڑ کر چلا جا اس کے بعد اس دوشیزہ کو شرم محسوس ہوئی اس نے نقاب کر لیا اور صحیح وسالم ہو کر واپس چلی گئی۔

رات جیسا واقعہ پیش آیا۔ جب اس نے دوبارہ ادھر نہ آنے کا وعدہ کیا تو میں نے اسے چھوڑ دیا جب صبح میں حضور ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا تو رات کے تمام واقعہ کی آپ کو خبر دی آپ ﷺ نے فرمایا وہ آج رات پھر آئے گا۔ میں نے تیسری رات بھی کھجوروں کی نگرانی کی جب رات کا کچھ حصہ گزر گیا تو وہ چور کھجوریں چرانے کے لئے آ گیا میں نے اس سے کہا اے اللہ کے دشمن! تو نے پہلے مجھ سے دو مرتبہ وعدہ کیا تھا اب تیسری رات تو پھر کھجوریں چرانے آ گیا ہے۔ اس نے کہا میری بہت سی اولاد ہے میں نصیبین کے علاقہ سے تمہارے پاس آیا ہوں اگر ان کھجوروں کے علاوہ مجھے اور کوئی چیز ملتی تو میں کبھی بھی ادھر کا رخ نہ کرتا۔ ہم تمہارے اسی شہر میں ہی سکونت پذیر تھے۔ حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے صاحب ﷺ کو مبعوث فرمایا جب ان پر دو آیتیں نازل ہوئیں تو ان کی وجہ سے ہم یہاں سے چلے گئے اور نصیبین کے علاقہ میں اقامت گزیں ہو گئے۔ جس گھر میں ان آیات کی تلاوت کی جاتی ہے تین دن تک شیطان اس گھر میں داخل نہیں ہو سکتا اگر تم مجھے آزاد کر دو تو میں تمہیں وہ دونوں آیات بتا دیتا ہوں میں نے کہا میں تمہیں آزاد کر دیتا ہوں اس نے کہا ان آیات میں ایک آیۃ الکرسی ہے اور دوسری آیت سورۃ البقرہ کا آخری حصہ ہے۔ میں نے اسے آزاد کر دیا صبح میں بارگاہ نبوت میں حاضر ہوا آپ ﷺ کو تمام واقعہ کی خبر دی آپ ﷺ نے فرمایا اس نے سچ کہا ہے حالانکہ وہ سراپا جھوٹا تھا۔

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے انہوں نے کہا کہ میرے پاس کچھ کھانا تھا مجھے اس میں سے کچھ کم ہو جانے کا گمان ہوا۔ میں نے رات کے وقت اس کی نگہبانی کی۔ جب رات کا کچھ حصہ گزر گیا تو مجھے ایک جنی آتی ہوئی دکھائی دی۔ میں نے چھلانگ لگا کر اسے پکڑ لیا میں نے کہا کہ میں تجھے بارگاہ مصطفویہ میں ضرور لے کر جاؤں گا اس نے کہا میری بہت سی اولاد ہے۔ میں وعدہ کرتی ہوں کہ میں دوبارہ ادھر نہیں آؤں گی۔ اس نے بہت زیادہ قسمیں اٹھائیں میں نے اسے آزاد کر دیا۔ صبح بارگاہ نبوت میں پیش ہو کر میں نے رات کے واقعہ کی خبر دی حضور اکرم ﷺ نے فرمایا وہ جھوٹی ہے وہ دروغ گو ہے۔ دوسری شب وہی جنی پھر میرا کھانا چرانے کے لئے آئی میں نے اس کو پکڑ لیا جب اس نے دوبارہ نہ آنے کا وعدہ کیا اور قسمیں اٹھائیں تو میں نے اس کو آزاد کر دیا۔ صبح حضور ﷺ کی بارگاہ میں رات کو رونما ہونے والا واقعہ عرض کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا اس نے جھوٹ بولا ہے وہ سراپا جھوٹ ہے۔ تیسری رات پھر وہ چوری کرنے کے لئے آ گئی میں نے اس کو پکڑ کر کہا آج میں تجھے بارگاہ رسالت میں ضرور پیش کروں گا اس نے مجھ سے کہا اگر آپ مجھے چھوڑ دیں گے تو میں آپ کو ایسی کلام بتاؤں گی جس کو آپ اگر پڑھیں گے تو ہم میں سے کوئی بھی آپ کے سامان کے قریب نہیں آ سکے گا وہ یہ ہے کہ جب آپ اپنے بستر پر سونے کے لئے جائیں تو اپنے آپ پر اور اپنے ساز و سامان پر آیۃ الکرسی پڑھ لیا کریں میں نے اس کے بارے میں آقائے دوجہاں سے عرض کی آپ ﷺ نے فرمایا اس نے سچ کہا ہے حالانکہ وہ سرتاپا جھوٹی ہے۔

امام احمد، امام ترمذی، حاکم اور ابو نعیم رحمۃ اللہ علیہم نے حضرت ابو ایوب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے ایک خیمہ لگا رکھا تھا جس میں ایک جنی آتی اور مال چرا کر لے جاتی انہوں نے بارگاہ رسالت میں اس کی شکایت کی آپ ﷺ نے فرمایا کہ جب تم جنی کو دیکھو تو یہ پڑھ لینا بِاسْمِ اللّٰهِ اَجِيْبِيْ رَسُوْلَ اللّٰهِ۔ جب وہ جنی دوبارہ آئی حضرت

کمرہ کی چابی تھی جس میں صدقہ کا مال رکھا جاتا تھا اس کمرہ میں کھجوریں تھیں۔ ایک دن حضور ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کمرہ کو کھولا تو آپ نے دیکھا کہ کھجوروں میں سے مٹھی بھر کھجوریں لی گئی ہیں۔ پھر آپ دوسرے دن اس کمرہ میں تشریف لے گئے تو بھی آپ کو ایسے ہی محسوس ہوا کہ مٹھی بھر کھجوریں کسی نے چوری کی ہیں۔ تیسرے دن بھی آپ کو یہی محسوس ہوا کہ کسی شخص نے کچھ کھجوریں چوری کی ہیں۔ انہوں نے اس کی شکایت بارگاہ نبوت میں کی۔ حضور ﷺ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا کیا تم پسند کرتے ہو کہ اپنے چور کو پکڑ لو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی ہاں میں اس چور کو پکڑنا چاہتا ہوں آپ ﷺ نے فرمایا اب جب تم اس کمرے کا دروازہ کھولو تو یہ الفاظ کہہ دینا: سُبْحَانَ مَنْ سَخَّرَکَ لِمُحَمَّدٍ۔ ''پاک ہے وہ ذات جس نے تجھے محمد عربی ﷺ کے لئے مسخر کیا۔'' جب آپ نے نبی کریم ﷺ کا بتایا ہوا یہ جملہ پڑھا تو اچانک آپ کے سامنے ایک شخص کھڑا ہو گیا۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا اے اللہ کے دشمن! کیا تو ان کھجوروں کو چوری کرتا ہے۔ اس شخص نے کہا ہاں میں ہی ان کھجوروں کو چوری کرتا ہوں اگر اب مجھے آپ چھوڑ دیں تو میں وعدہ کرتا ہوں کہ میں دوبارہ ادھر کا رخ نہیں کروں گا میں یہ کھجوریں ان جنات کے لئے لیتا ہوں جو غریب اور مفلس ہیں۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کو چھوڑ دیا۔ اس کے بعد اس نے دوسری اور تیسری مرتبہ کھجوریں چوری کرنے کا ارادہ کیا۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کو پکڑ لیا اور کہا اے بدبخت! کیا تو نے یہ وعدہ نہیں کیا تھا کہ اب میں دوبارہ اس طرف نہیں آؤں گا۔ آج میں تجھے نہیں چھوڑوں گا میں تجھے بارگاہ رسالت میں پیش کروں گا۔ اس نے کہا آپ مجھے بارگاہ رسالت میں پیش نہ کریں میں آپ کو ایسے کلمات سکھاتا ہوں جب آپ انہیں پڑھیں گے تو کوئی جن بھی آپ کے پاس آنے کی جرأت نہیں کرے گا۔ وہ کلمات ''آیۃ الکرسی'' ہیں۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے تاریخ میں، الطبرانی، امام بیہقی اور ابو نعیم رحمۃ اللہ علیہم نے ثقہ راویوں سے، حضرت معاذ ابن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے صدقہ کی کھجوروں پر مجھے نگران مقرر کیا۔ میں نے ان کھجوروں کو ایک کمرہ میں محفوظ کر دیا۔ لیکن ہر روز ان کھجوروں میں کچھ کمی ہو جاتی۔ میں نے بارگاہ رسالت میں اس نقصان کا تذکرہ کیا حضور ﷺ نے فرمایا یہ شیطان کا عمل ہے۔ اب تم اس کی سختی سے دیکھ بھال کرو۔ میں ساری رات اس کی گھات میں بیٹھا رہا جب رات کا ایک حصہ گزر گیا تو شیطان ہاتھی کی شکل میں متشکل ہو کر آیا جب وہ دروازے کے پاس آیا تو اپنی شکل کو تبدیل کر کے دروازے کے سوراخ میں سے گزر گیا وہ کھجوروں کے پاس گیا اور انہیں کھانا شروع کر دیا میں نے اپنے کپڑوں کو سمیٹا اور اس پر حملہ کر دیا میں نے کہا: اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ۔ اے اللہ کے دشمن! تو کھجور کو کھاتا ہے حالانکہ غرباء تجھ سے زیادہ اس کے مستحق ہیں اب میں تجھے ضرور بارگاہ رسالت میں لے جاؤں گا اس نے میرے ساتھ وعدہ کیا کہ اب وہ دوبارہ یہاں نہیں آئے گا۔ میں صبح بارگاہ رسالت میں حاضر ہوا حضور ﷺ نے مجھے فرمایا تیرے قیدی نے تیرے ساتھ کیا کیا؟ میں نے عرض کی اس نے میرے ساتھ دوبارہ نہ آنے کا وعدہ کیا ہے۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا تم اس کی گھات میں رہنا میں نے دوسری رات پھر ان کھجوروں کی نگہبانی کی۔ دوسری رات بھی تقریباً پہلی

اٹھاتی ہوں کہ دوبارہ ادھر کا رخ نہیں کروں گی میں آپ کو ایک آیت بتاتی ہوں جس کو اگر آپ اپنے برتن پر پڑھیں گے تو اس کا ڈھکنا کوئی بھی نہیں اٹھا سکے گا۔ وہ آیت ''آیۃ الکرسی'' ہے حضور ﷺ نے فرمایا اس نے سچ کہا ہے حالانکہ وہ جھوٹی ہے۔

ابو یعلی، حاکم، امام بیہقی اور ابو نعیم رحمۃ اللہ علیہم نے حضرت ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ان کے کھلیان میں ان کی کچھ کھجوریں تھیں۔ وہ ان کی حفاظت کیا کرتے تھے۔ لیکن انہوں نے دیکھا کہ آئے دن کھجوروں میں نقصان ہوتا جا رہا ہے ایک دن وہ اپنی کھجوروں کی نگرانی کر رہے تھے تو انہیں ایک جانور نظر آیا جو ایک بالغ لڑکے کی طرح تھا۔ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے اس کو سلام کیا اس نے میرے سلام کا جواب دیا۔ میں نے اس سے کہا کہ کیا تو جن ہے یا انسان۔ اس نے کہا میں جن ہوں میں نے اس سے کہا ذرا مجھے اپنا ہاتھ دکھاؤ۔ جب اس نے مجھے اپنا ہاتھ دکھایا تو میں نے دیکھا کہ اس کا ہاتھ کتے کے ہاتھ کی طرح ہے اور اس پر بال بھی اسی طرح ہیں جس طرح کتے کے ہاتھ پر بال ہوتے ہیں میں نے اس سے پوچھا کہ کیا جنات کی تخلیق اسی طرح کی گئی ہے اس نے کہا کہ میں تمام جنات کو جانتا ہوں لیکن ان میں سے تخلیق کے لحاظ سے مجھ سے کوئی بھی بدشکل نہیں ہے۔ میں نے اس سے کہا کہ تجھے چوری کرنے کی کس چیز نے ترغیب دی ہے۔ اس نے کہا ہمیں معلوم ہوا ہے کہ آپ وہ آدمی ہیں جو صدقہ دینا پسند کرتے ہیں اس لئے ہم نے چاہا کہ آپ کے کھانے سے ہم بھی اپنا حصہ لے لیں میں نے کہا کہ وہ کون سی چیز ہے جو ہمیں تم سے پناہ دے سکتی ہے۔ اس نے کہا آیۃ الکرسی تمہیں ہم سے پناہ دے سکتی ہے۔ صبح کے وقت میں حضور نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں آیا اور آپ ﷺ کو رات کے تمام واقعہ کی خبر دی۔ آپ ﷺ نے فرمایا اس خبیث نے سچ کہا ہے۔

ابو الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے ''**العظمة**'' میں ابو اسحاق رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا ہے وہ کہتے ہیں کہ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک دن اپنے باغ کی طرف تشریف لے گئے آپ کو اپنے باغ میں کچھ غل سنائی دیا آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا یہ کیا ہے۔ ایک جن نے کہا ''ہمیں محتاجی اور غربت نے آلیا ہے اس لئے میں نے ارادہ کیا ہے کہ میں آپ کے باغ سے کچھ پھل لے جاؤں آپ ہمیں عمدہ پھل عنایت فرمائیں۔'' حضرت زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا میں تمہیں عمدہ پھل دیتا ہوں۔ پھر آپ نے فرمایا کیا تو مجھے وہ چیز نہیں بتائے گا جو ہم کو تم سے پناہ دے۔ اس جن نے کہا آیۃ الکرسی وہ کلام ہے جو تم کو ہم سے پناہ دے سکتا ہے۔

ابو عبید رحمۃ اللہ علیہ نے فضائل قرآن میں دارمی، الطبرانی، امام بیہقی اور ابو نعیم رحمۃ اللہ علیہم نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے کہ مدینہ طیبہ کی گلیوں میں سے ایک گلی میں ایک شخص نے شیطان سے ملاقات کی۔ اس آدمی نے شیطان کو پکڑ لیا شیطان نے کہا اگر تم مجھے چھوڑ دو گے تو میں تمہیں بڑی تعجب خیز چیز بتاؤں گا اس شخص نے شیطان کو چھوڑ دیا۔ اس نے کہا کیا تم سورۃ البقرہ کی تلاوت کرتے ہو۔ اس شخص نے جواب دیا ہاں میں اس سورت کی تلاوت کرتا ہوں۔ اس نے کہا کہ شیطان جب بھی سورۃ البقرہ میں سے کسی آیت کی تلاوت سنتا ہے تو وہ پیٹھ پھیر کر بھاگ جاتا ہے اور وہ اپنے منہ سے گدھے کی طرح کی آواز نکالتا ہے۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا گیا کہ وہ شخص کون تھا جو مدینہ منورہ کی گلی

ابوایوب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور ﷺ کے فرمان کے مطابق یہ کلام پڑھی اور اس کو پکڑ لیا اس نے وعدہ لیا کہ اب وہ دوبارہ نہیں آئے گی۔ حضرت ابوایوب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئے حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے فرمایا اے ابوایوب! تمہارے قیدی نے تمہارے ساتھ کیا کیا آپ نے عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم میں نے اس جنی کو پکڑ لیا تھا لیکن جب اس نے دوبارہ نہ آنے کا وعدہ کیا تو میں نے اس کو چھوڑ دیا۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا۔ اب وہ دوبارہ آئے گی۔ حضرت ابوایوب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے اس کو دو مرتبہ پکڑا ہر بار وہ یہی کہتی کہ میں دوبارہ نہیں آؤں گی اور سرور کائنات ﷺ فرماتے وہ اب پھر آئے گی۔ جب وہ تیسری مرتبہ آئی تو اس نے کہا کہ اگر آپ مجھے چھوڑ دیں تو میں آپ کو ایسی کلام بتاؤں گی جس کو اگر آپ پڑھیں گے تو تمہارے مال کے پاس کوئی بھی نہیں جا سکے گا۔ وہ کلام آیۃ الکرسی ہے۔ صبح جب میں بارگاہ رسالت میں حاضر ہوا اور آپ ﷺ کو جنی کی یہ بات عرض کی تو آپ ﷺ نے فرمایا اس نے سچ کہا ہے حالانکہ وہ جھوٹی ہے۔

ابونعیم رحمۃ اللہ علیہ نے ایک اور سند سے حضرت ابوایوب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے ایک خیمے میں کچھ کھجوریں رکھی ہوئی تھیں میں دیکھتا کہ ہر روز ان میں کمی ہوتی جا رہی تھی میں نے اس نقصان کا ذکر بارگاہ رسالت میں کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا تم اس خیمے میں ایک بلی کو پاؤ گے اس کو دیکھ کر اَجِیْبِیْ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ کہہ دینا۔ جب صبح ہوئی تو میں نے اس خیمہ میں ایک بلی کو پایا میں نے اس کو کہا اَجِیْبِیْ رَسُوْلَ اللّٰہِ۔ یہ سن کر وہ ایک بڑھیا کی شکل میں متشکل ہوگئی۔ پھر اس کے بعد وہی واقعہ رونما ہوا جو پچھلی روایت میں ذکر ہو چکا ہے۔

حاکم رحمۃ اللہ علیہ نے عبدالرحمٰن بن ابوعمرہ سے بھی یہی روایت نقل کی ہے۔ انہوں نے ایک اور سند سے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا ہے شفیع المذنبین، رحمۃ للعالمین ﷺ حضرت ابوایوب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ایک کمرہ میں تشریف فرما تھے۔ انہوں نے ایک کمرہ میں ٹوکری کے اندر کچھ کھانا رکھا ہوا تھا۔ روشندان سے بلی کی شکل کی کوئی چیز آتی تھی اور اس ٹوکری میں سے کھانے کو لے جاتی تھی۔ انہوں نے اس بات کا ذکر بارگاہ نبوت میں کیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا وہ ایک جنی ہے اب جب تجھے وہ نظر آئے تو اس سے کہنا: عَزَمَ عَلَیْکَ رَسُوْلُ اللّٰہِ اَنْ لَّا تَبْرَحِیْ۔ جب بلی نما کوئی چیز آئی تو حضرت ابوایوب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کے سامنے آقائے دو جہاں ﷺ کا فرمان پڑھ دیا اس نے کہا مجھے چھوڑ دیجئے اللہ کی قسم! اب میں دوبارہ نہیں آؤں گی۔ باقی روایت مذکورہ بالا روایت کی طرح ہی ہے۔

الطبرانی اور ابونعیم رحمۃ اللہ علیہما نے جید سند کے ساتھ حضرت ابواسید الساعدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے اپنے باغ کا پھل توڑا اور اسے ایک کمرہ میں رکھ دیا ایک جنی اس کمرہ میں آتی اور کچھ کھجوریں چرا کر لے جاتی اور بعض کو خراب کر دیتی آپ نے بارگاہِ رسالت میں اس نقصان کا تذکرہ کیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا ابواسید! وہ ایک جنی ہے اب تم اس کی نگرانی کرو۔ جب تم اس کی آواز سنو تو بِسْمِ اللّٰہِ اَجِیْبِیْ رَسُوْلَ اللّٰہِ پڑھ لینا۔ حضرت ابواسید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایسا ہی کیا اس جنی نے کہا اے ابواسید! مجھے معاف کر دو مجھے شہنشاہ کونین ﷺ کی بارگاہ میں پیش نہ کرو میں اللہ کی قسم

رسالت میں حاضر ہوگیا آپ ﷺ نے پوچھا کیا تجھے کنویں پر کوئی ملا تھا میں نے آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کو تمام واقعہ کے متعلق بتایا آپ ﷺ نے فرمایا۔ وہ شیطان تھا۔

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ ہم نبی کریم ﷺ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے۔ آپ ﷺ کی خدمت اقدس میں ایک ایسا شخص آیا جو تمام لوگوں سے زیادہ بدصورت تھا۔ اس نے نہایت ہی غلیظ کپڑے پہنے ہوئے تھے۔ اس سے انتہائی گندی بدبو آ رہی تھی وہ لوگوں کی گردنوں کو پھلانگتا ہوا آگے بڑھا حتیٰ کہ وہ قائد الغر المحجلین ﷺ کے سامنے بیٹھ گیا اور آپ سے سوالات کرنے لگا۔ اس نے پوچھا آپ ﷺ کو کس نے پیدا کیا ہے؟ حضور پرنور ﷺ نے فرمایا مجھے اللہ رب العزت نے پیدا کیا ہے۔ اس نے پوچھا آسمانوں کو کس نے تخلیق کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا آسمانوں کو بھی اللہ تعالیٰ نے ہی تخلیق کیا ہے اس نے پوچھا زمین کو کس نے بنایا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا زمین کو اللہ تعالیٰ نے بنایا ہے۔ اس نے مزید پوچھا کہ اللہ تعالیٰ کو کس نے پیدا کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا سُبْحَانَ اللّٰهِ (اللہ تعالیٰ پاک ہے) آپ ﷺ کا یہ جواب سن کر وہ ذلیل ہوگیا اپنے سر کو جھکا کر باہر نکل گیا۔ حضور ﷺ نے اپنے سر اقدس کو اوپر اٹھایا اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا اس آدمی کو تلاش کرو۔ ہم نے اس کی بہت زیادہ جستجو کی لیکن وہ ہمیں کہیں نظر نہ آیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا یہ ابلیس لعین تھا جو تمہارے دین میں شکوک وشبہات پیدا کرنے آیا تھا۔

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابودجانہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور ﷺ کی بارگاہ بے کس پناہ میں عرض کی کہ یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم جب میں اپنے بستر پر لیٹا ہوا تھا تو مجھے چکی کے چلنے کی طرح کی آواز سنائی دی اور شہد کی مکھی کی طرح کی بھنبھناہٹ سنائی دی اور ساتھ ہی بجلی کی طرح کی چمک دکھائی دی جب میں نے گھبرا کر اپنے سر کو اٹھایا تو میں نے دیکھا کہ میرے صحن میں ایک لمبا تڑنگا سایہ لٹکا ہوا ہے میں اس کی جانب گیا اور اس کی جلد کو چھوا اس کی جلد چوہے کی جلد کی طرح تھی اس نے میری طرف آگ کے انگارے کی طرح کی کوئی چیز پھینکی میں نے سمجھا کہ یہ مجھے جلا کر رکھ دے گا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا وہ دار سوء کا رہنے والا (جن) ہے۔ پھر آپ ﷺ نے کاغذ اور دوات لانے کے لئے کہا۔ آپ ﷺ کو دونوں چیزیں پیش کی گئیں۔ آپ ﷺ نے دوات اور کاغذ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو عطا فرمائے اور فرمایا لکھو:

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

یہ خط محمد رسول اللہ ﷺ کی طرف سے رات کو آنے والے عمار، زوار اور صالحین کی طرف ہے مگر وہ شخص جو رات کے وقت بھلائی لے کر آئے وہ اس سے مستثنیٰ ہے۔ یَا رَحْمٰنُ۔

امابعد! ہمارے اور تمہارے درمیان حق کے متعلق بہت بڑی وسعت ہے اگر تو کوئی عاشق یا محب ہے یا فاسق وفاجر اور گھروں میں زبردستی گھسنے والا ہے یا حق کو جھٹلانے والا ہے تو اللہ تعالیٰ کی یہ کتاب ہمارے اور تمہارے درمیان حق کے ساتھ فیصلہ کرنے والی ہے۔ ہم لکھ لیتے ہیں جو کچھ تم کرتے ہو اور ملائکہ بھی لکھ لیتے ہیں جو تم مکر وفریب کرتے ہو میرا یہ خط

میں شیطان کو ملا تھا انہوں نے کہا وہ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے۔

ابو شیخ اور ابو نعیم رحمۃ اللہ علیہما نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ ایک سفر میں ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے حضور ﷺ نے حضرت عمار رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا جاؤ اور ہمارے لئے پانی لے کر آؤ۔ جب حضرت عمار رضی اللہ تعالیٰ عنہ پانی لینے گئے تو راستے میں انہیں شیطان ملا وہ سیاہ آدمی کی شکل میں متشکل تھا وہ حضرت عمار رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور پانی کے درمیان حائل ہو گیا حضرت عمار رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے شیطان کو پکڑ کر زمین پر پھینک دیا۔ شیطان نے حضرت عمار رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا آپ مجھے چھوڑ دیں اب میں تمہارے اور پانی کے درمیان حائل نہیں ہوں گا۔ انہوں نے اسے چھوڑ دیا لیکن شیطان پھر ان کے اور پانی کے درمیان آ گیا۔ حضرت عمار رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسے پھر پکڑ کر زمین پر پٹخ دیا پھر تیسری مرتبہ بھی ایسا ہی ہوا حضور ﷺ نے فرمایا شیطان حضرت عمار اور پانی کے مابین حائل ہو گیا وہ ایک کالے آدمی کی شکل میں متشکل ہے لیکن اللہ تعالیٰ نے حضرت عمار رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اس پر فتح عطا فرمائی ہے۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں ہم حضرت عمار رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ملے اور انہیں حضور ﷺ کا فرمان سنایا انہوں نے فرمایا اللہ کی قسم! اگر مجھے یہ پتہ چل جاتا کہ یہ شیطان ہے تو میں اسے قتل کر دیتا۔

امام بیہقی اور ابو نعیم رحمۃ اللہ علیہما نے حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ تاجدار رسالت ﷺ نے مجھے پانی لانے کے لئے ایک کنویں پر بھیجا میں نے وہاں شیطان کو دیکھا وہ انسانی شکل میں تھا۔ اس نے میرے ساتھ مقابلہ کیا میں نے اس کو زمین پر دے مارا اور ایک پتھر کے ساتھ اس کے منہ کو توڑنا شروع کر دیا۔ حضرت محمد مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء نے فرمایا عمار نے کنویں کے پاس شیطان سے ملاقات کی ہے اور وہ اس سے مقابلہ کر رہا ہے۔ جب میں پانی لے کر واپس آیا تو میں نے حضور نبی کریم ﷺ کو تمام واقعہ کی خبر دی۔ آپ ﷺ نے فرمایا وہ شیطان تھا۔ امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا وہ قول بھی اسی روایت کی تائید کرتا ہے جو انہوں نے اہل عراق سے کہا تھا آپ نے کہا، کیا تم میں حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ تعالیٰ عنہما موجود نہیں ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے شیطان سے پناہ دی تھی۔ انہوں نے یہ بشارت حضور ﷺ کی زبان سے سنی تھی۔

حاکم، ابن سعد، ابن راہویہ رحمۃ اللہ علیہم نے حضرت عمار رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی الحرمین ﷺ کی معیت میں جن وانس سے جہاد کیا ہے لوگوں نے آپ سے پوچھا آپ نے جنات کے ساتھ کیسے جنگ کی۔ انہوں نے فرمایا ہم نے دوران سفر ایک جگہ قیام کیا حضور ﷺ بھی ہمارے ساتھ تھے میں نے اپنا ڈول اور مشک لی تا کہ میں آپ ﷺ کو پانی پیش کروں جب میں روانہ ہونے لگا تو حضور ﷺ نے مجھ سے فرمایا عنقریب ایک آنے والا تیرے پاس آئے گا اور تجھے پانی حاصل کرنے سے روکے گا جب میں کنویں کے پاس پہنچا تو میں نے وہاں ایک کالا آدمی دیکھا اس نے کہا اللہ کی قسم! آج تم یہاں سے ایک ڈول پانی بھی نہیں لے سکو گے میں نے اس کو پکڑ لیا اس نے مجھے پکڑ لیا میں نے اس کو زمین پر پٹخ دیا۔ پھر پتھر لے کر اس کے ناک اور منہ پر مارنے لگا۔ میں نے سکون سے اپنا مشکیزہ بھرا اور بارگاہ

تعالیٰ عنہ کے پاس بیٹھا ہوا تھا ایک شخص آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا اس نے عرض کی اے امیر المومنین! ہم فلاں صحرا میں تھے۔ وہاں علیحدہ علیحدہ مقامات سے دو بگولے اٹھے پھر وہ آپس میں مل گئے انہوں نے لڑنا شروع کر دیا۔ کچھ دیر کے بعد وہ ایک دوسرے سے جدا ہوئے تو ان میں سے ایک پہلے سے چھوٹا ہو گیا تھا میں اس مقام پر گیا جہاں وہ دونوں بگولے معرکہ آزما ہوئے تھے میں نے وہاں اتنے زیادہ سانپ دیکھے کہ اس سے قبل میں نے اتنے زیادہ سانپ نہیں دیکھے تھے وہ تمام کے تمام مردے تھے ان میں کسی ایک میں سے کستوری کی مہک آ رہی تھی۔ میں نے انہیں الٹ پلٹ کر کے دیکھا کہ اتنی عمدہ مہک کس سانپ سے آ رہی ہے جب میں نے غور سے دیکھا تو مجھے معلوم ہوا کہ یہ خوشبو ایک ایسے سانپ سے آ رہی ہے جس کی رنگت زرد ہے اور اس کو بری طرح کچلا گیا ہے میں نے خیال کیا کہ اس سانپ میں یقیناً کوئی بھلائی ہے میں نے اس کو اپنے عمامہ میں لپیٹا اور دفن کر دیا۔ جب میں وہاں سے روانہ ہوا تو ایک ندا دینے والے نے مجھے آواز دی اے عبداللہ! آپ نے یہ کیا کیا ہے؟ میں نے اس کو اس تمام واقعہ کی خبر دی جو میں نے دیکھا تھا اس نے کہا بلاشبہ آپ ہدایت یافتہ ہیں یہ جنات کے دو قبیلے ہیں ایک کا نام بنو شیبان اور دوسرے کا نام بنو اقیس ہے۔ انہوں نے آپس میں جنگ کی ہے۔ وہ تمام سانپ جو ابھی آپ نے دیکھے ہیں وہ ان کے مقتولین ہیں اور وہ سانپ جس کو آپ نے وہاں سے جدا کر کے دفنایا ہے وہ ان جنات میں سے تھا جنہوں نے حضور ﷺ کی زبان اقدس سے کلام مقدس سنا تھا۔

ابونعیم رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابراہیم النخعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ ہم حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کچھ ساتھیوں کے ساتھ روانہ ہوئے۔ جب ہم نے کچھ سفر طے کیا تو ہم نے ایک سانپ کو دیکھا جو راستے میں پڑا ہوا تھا اس کی رنگت سفید تھی اور اس میں سے کستوری کی مہک آ رہی تھی میں نے اپنے ساتھیوں سے کہا آپ چلیں میں اس وقت یہاں سے کوچ نہیں کروں گا جب تک مجھے اس سانپ کی حقیقت کا پتہ نہیں چل جاتا۔ میں وہاں کچھ ہی دیر ٹھہرا تھا کہ وہ سانپ مر گیا میں نے اپنے تھیلے میں سے سفید رنگ کا کپڑا نکالا۔ اس سانپ کو اس میں لپیٹا اور سڑک کے ایک کنارے پر اسے دفن کر دیا اور سفر کر کے اپنے ساتھیوں سے جا ملا اللہ کی قسم ہم ایک جگہ پر بیٹھے ہوئے تھے کہ مغرب کی سمت سے چار عورتیں آئیں ان میں سے ایک نے کہا تم میں سے عمر کو کس نے دفن کیا ہے ہم نے پوچھا کون عمر؟ انہوں نے پوچھا تم میں سے سانپ کو کس نے دفن کیا ہے میں نے کہا میں نے اسے دفن کیا ہے انہوں نے کہا اللہ کی قسم آپ نے ایک بہت زیادہ روزے رکھنے والے اور بہت زیادہ قیام کرنے والے جن کو دفن کیا ہے۔ وہ قرآن کے احکام پر عمل پیرا ہونے کا حکم دیتا تھا۔ وہ آپ کے نبی کریم ﷺ پر ایمان لایا تھا۔ اس نے ان کی بعثت سے چار سو سال پہلے آسمانوں پر ان کے اوصاف سنے تھے۔ ہم نے اس پر اللہ کا شکر ادا کیا۔ پھر ہم نے اپنا حج ادا کیا۔ حج کی ادائیگی کے بعد ہم حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور اس سانپ کا واقعہ عرض کیا آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تمام واقعہ سن کر فرمایا آپ نے سچ کہا ہے میں نے رسول مکرم ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ یہ جن میری بعثت سے چار سو سال قبل مجھ پر ایمان لایا تھا۔

حاکم اور الطبرانی رحمۃ اللہ علیہما نے حضرت صفوان بن المعطل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ ہم

کرآنے والے کو چھوڑ دو اور بتوں کی پوجا کرنے والوں کے پاس چلے جاؤ اور اس تیرہ بخت کے پاس چلے جاؤ جو یہ خیال کرتا ہے کہ اللہ کے علاوہ بھی کوئی اور معبود ہے حالانکہ اللہ کے علاوہ کوئی اور معبود نہیں ہے اس کی ذات کے علاوہ ہر چیز ہلاک ہونے والی ہے۔ اسی کا ہی حکم ہے اور اسی کی جانب سب نے لوٹ کر جانا ہے "حٰمٓ" کے ذریعے سے تم پر غلبہ پالیا جائے گا اور حٰمٓ عٓسٓقٓ سے تمہاری کوئی مدد نہیں کی جائے گی۔ اللہ کے دشمن الگ الگ ہو گئے۔ اللہ کی حجت غالب آ گئی۔ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ۔ "اللہ تعالیٰ تیری طرف سے انہیں کافی ہے اور وہ ہر چیز کا سننے والا اور ہر چیز کو جاننے والا ہے۔"

ابودجانہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں اس خط کو اپنے گھر لے گیا اور اپنے سرہانے کے نیچے رکھ کر سو گیا۔ اچانک میری آنکھ کھلی تو کوئی چیخنے والا چیخ رہا تھا وہ کہہ رہا تھا اے ابودجانہ! لات وعزیٰ کی قسم! تو نے ہمیں جلا دیا ہے۔ اب ہم تیرے گھر میں دوبارہ نہیں آئیں گے نہ ہی تیرے پڑوس میں آئیں گے۔ صبح ہوئی تو میں نے صبح کی نماز سرورکون ومکان ﷺ کی معیت میں ادا کی۔ میں نے آپ ﷺ کو جنات کی وہ گفتگو سنائی جو میں نے رات کو سنی تھی آپ ﷺ نے فرمایا اے ابودجانہ! اس خط کو وہاں سے اٹھالو اللہ کی قسم! وہ تا حشر اس عذاب کی تکلیف کو محسوس کرتے رہیں گے۔

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک صحابی سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں ایک تاریک رات میں سیاح لا مکان ﷺ کے ساتھ کہیں جا رہا تھا میں نے ایک شخص کو سورۃ الکافرون کی تلاوت کرتے ہوئے سنا حضور ﷺ نے فرمایا یہ شخص شرک سے بری ہو گیا ہے ہم کچھ دیر اور چلے تو ہم نے ایک شخص کو سورۃ الاخلاص کی تلاوت کرتے ہوئے سنا آپ ﷺ نے فرمایا اس شخص کے تمام گناہوں کو معاف کر دیا گیا ہے میں نے اس ارادہ سے اپنی سواری کو روک لیا کہ دیکھوں وہ بلند قسمت شخص کون ہے جس کے تمام گناہوں کو معاف کر دیا گیا ہے میں نے دائیں بائیں دیکھا لیکن مجھے وہاں کوئی شخص نظر نہ آیا۔

ابونعیم رحمۃ اللہ علیہ نے ابورجاء سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ ہم ایک سفر میں تھے۔ پانی کے پاس ہم نے قیام کیا اور اپنے خیمے لگا لئے جب میں وہاں آرام کرنے کا ارادہ کر رہا تھا تو میں نے دیکھا کہ ایک سانپ کانپتا ہوا میرے خیمہ میں داخل ہو رہا ہے میں نے اپنا پانی والا برتن لے کر اس پر چھڑکاؤ کرنا شروع کیا جب میں اس پر پانی پھینکتا تو اسے سکون ملتا جب میں پانی کا چھڑکاؤ روک لیتا اس پر کپکپی طاری ہو جاتی۔ نماز عصر کے وقت وہ سانپ مر گیا میں نے اپنی زنبیل سے سفید رنگ کا کپڑا نکالا اس میں اس سانپ کو لپیٹا اور اسے دفن کر دیا۔ پھر ہم نے ایک دن اور ایک رات لگاتار سفر کیا۔ اس کے بعد پانی کے پاس ہم نے پڑاؤ کیا اور اپنے خیمے لگا لئے جب میں اپنے خیمے میں سونے کا ارادہ کر رہا تھا تو میں نے اس قسم کی آوازیں سنی تم پر سلامتی ہو۔

میں نے انہیں پوچھا تم کون ہو؟ انہوں نے کہا ہم جن ہیں اللہ تعالیٰ آپ پر اپنی برکات نازل فرمائے آپ نے ہم پر وہ احسان کیا ہے جس کا ہم بدلا نہیں دے سکتے۔ میں نے کہا میں نے تم پر کیا احسان کیا ہے۔ انہوں نے کہا وہ سانپ جو آپ کے پاس مر گیا تھا وہ ان جنوں میں سے آخری جن تھا جنہوں نے حضور اکرم شفیع محترم ﷺ کے دست اقدس پر بیعت کی تھی۔

ابونعیم رحمۃ اللہ علیہ نے معاذ بن عبداللہ بن معمر سے روایت کی ہے وہ کہتے ہیں کہ میں حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ

جتنی کہ اس دنیا کی عمر ہے اب تو دنیا کی عمر بھی تھوڑی سی باقی رہ گئی ہے جس رات قابیل نے ہابیل کو قتل کیا تھا اس رات میں صرف چند سالوں کا بچہ تھا۔ میں کلام کو سمجھ لیتا تھا اور وادیوں اور ٹیلوں پر احکام جاری کرتا تھا میں کھانوں کو خراب کرنے اور قطعی رحمی کا حکم دیتا تھا۔ حضور ﷺ نے فرمایا بوڑھے کا یہ عمل برا ہے اور جوان کا یہ عمل قابل مذمت ہے۔ اس نے عرض کی آپ ﷺ مجھے کچھ نہ کہیں میں نے بارگاہ ربوبیت میں توبہ کر لی ہے۔ میں حضرت نوح علیہ السلام کے ساتھ ان کی اس کشتی میں موجود تھا جس میں آپ کی وہ قوم موجود تھی جو آپ پر ایمان لائی۔ میں ہمیشہ انہیں وہ بددعا یاد کرواتا رہا جو انہوں نے اپنی قوم کے لئے کی تھی حتیٰ کہ وہ خود بھی گریہ بار ہو جاتے اور مجھے بھی رلا دیتے۔ انہوں نے فرمایا مجھے ہمیشہ اس بددعا کی وجہ سے شرمندگی کا احساس ہوتا ہے اور میں اللہ تعالیٰ سے پناہ مانگتا ہوں کہ میں جاہلوں میں سے ہو جاؤں۔ میں نے عرض کی اے نوح علیک السلام! آپ تو ان لوگوں کی طرح ہیں جو حضرت ہابیل شہید کے سعید خون میں شریک تھے کہ اب میں بارگاہ ربوبیت میں توبہ کر سکتا ہوں کیا آپ کا رب میری توبہ کو قبول فرمالے گا۔ آپ نے فرمایا اے ہامہ! وہ لوگ تو بھلائی پر تھے تو بھی بھلائی کا ارادہ کر اور ندامت سے پہلے اس پر کاربند ہو جا میں نے اس کتاب میں پڑھا ہے جو اللہ تعالیٰ نے مجھ پر نازل کی ہے جو شخص بھی مولا کی بارگاہ میں توبہ کرتا ہے خواہ اس کے کتنے ہی زیادہ گناہ ہوں اللہ تعالیٰ اس کی توبہ کو قبول فرمالیتا ہے۔ اٹھو، وضو کرو اور دو سجدے کرو میں اسی وقت حضرت نوح علیہ السلام کے حکم پر عمل پیرا ہوا میں نے وضو کیا اور بارگاہ لم یزل میں سجدہ ریز ہو گیا۔ انہوں نے اسی وقت مجھے آواز دی اے ہامہ اپنے سر کو اٹھالو تمہاری توبہ آسمان سے نازل ہو گئی پھر حضرت نوح علیہ السلام بارگاہ صمدیت میں پورا ایک سال سجدہ ریز رہے۔

میں حضرت ہود علیہ السلام کے ساتھ بھی رہا۔ میں مسجد میں ان لوگوں کے ساتھ تھا جو آپ پر ایمان لائے۔ میں انہیں بھی ہمیشہ وہ بددعا یاد کراتا رہا جو انہوں نے اپنی قوم کے لئے مانگی تھی حتیٰ کہ وہ خود بھی رونے لگتے اور مجھے بھی رلا دیتے۔ میں نے حضرت یعقوب علیہ السلام کی بھی زیارت کی ہے میں حضرت یوسف علیہ السلام کے ساتھ بھی ایک امن والی جگہ میں رہا میں نے حضرت الیاس علیہ السلام سے بھی محبت کی اور اب بھی ان سے پیار کرتا ہوں۔ میں نے حضرت موسیٰ بن عمران علیہ السلام سے بھی ملاقات کا شرف حاصل کیا انہوں نے مجھے تورات کی تعلیم دی حضرت موسیٰ علیہ السلام نے مجھے فرمایا اگر تم حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہا السلام سے ملاقات کرو تو میری طرف سے انہیں سلام دینا میں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے بھی ملاقات کی اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کا سلام پہنچایا۔ جب میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بارگاہ میں حاضر تھا تو انہوں نے فرمایا اگر تم محمد عربی، سید المرسلین ﷺ سے ملاقات کرو تو میری طرف سے سلام عرض کرنا حضور اکرم ﷺ نے یہ تمام واقعات سماعت فرما کر رونا شروع کر دیا پھر آپ ﷺ نے فرمایا جب تک دنیا باقی ہے حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر سلامتی ہو اور اے ہامہ تجھ پر بھی سلامتی ہو تم نے کتنے عمدہ انداز سے امانت کو ادا کیا ہے۔ ہامہ نے عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم آپ بھی مجھے وہی کلام سکھائیں جو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے مجھے سکھایا تھا حضور ﷺ نے اسے سورۃ الواقعہ، سورۃ المرسلات، سورۃ عم یتساء لون، سورۃ اذا الشمس کورت، سورۃ الفلق، سورۃ الاخلاص اور سورۃ الناس کی تعلیم دی۔ حضور ﷺ نے فرمایا اے ہامہ تجھے کسی

حج کی نیت سے سفر پر روانہ ہوئے۔ جب ہم "العرج" کے مقام پر پہنچے تو ہم نے وہاں ایک مضطرب سانپ دیکھا۔ تھوڑی دیر گزری تھی کہ وہ سانپ مرگیا ایک شخص نے اس کو کپڑے میں لپیٹ کر دفن کر دیا جب ہم مکہ معظمہ پہنچے ہم مسجد حرام کے پاس کھڑے تھے کہ ہمارے پاس ایک شخص آیا۔ اس نے کہا کہ تم میں سے عمرو بن جابر کا ساتھی کون ہے ہم نے کہا ہم کسی عمرو بن جابر کو نہیں جانتے پھر اس نے ہم سے پوچھا کہ تم میں سے کس نے اس سانپ کو دفن کیا ہے۔ انہوں نے کہا کہ اس شخص نے اس سانپ کو دفنایا تھا۔ اس شخص نے کہا اللہ کی قسم! یہ ان نو جنات میں سے آخری جن تھا جنہوں نے حضور نبی کریم ﷺ کی زبان اقدس سے قرآن پاک سنا تھا۔

ابونعیم رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ثابت بن قطبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے وہ کہتے ہیں کہ ایک شخص حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں آیا اس نے کہا کہ ہم نے دوران سفر ایک مقتول سانپ کو دیکھا اس کے جسم سے خون رواں تھا ہم نے اس سانپ کو دفن کر دیا جب ہم نے ایک جگہ پر قیام کیا تو ہمارے پاس بہت سے مرد اور عورتیں آئیں انہوں نے کہا کہ تم میں سے عمرو کا ساتھی کون ہے؟ ہم نے کہا ہم کسی عمرو کو نہیں جانتے۔ انہوں نے کہا کہ عمرو اس سانپ کا نام تھا جس کو تم نے کل دفن کیا تھا وہ اس جنات میں سے ایک جن تھا جنہوں نے نبی دو جہاں ﷺ کی زبان اقدس سے کلام الٰہی سنا تھا۔ ہم نے پوچھا کہ یہ کیسے شہید ہوئے انہوں نے کہا کہ جنات کے دو گروہوں کے مابین جنگ ہوئی ان میں سے ایک گروہ مسلمان تھا جبکہ دوسرا مشرک تھا اور اسی جنگ میں یہ شہید ہو گئے انہوں نے کہا اگر آپ لوگ پسند کریں تو ہم آپ کو دفنانے کا عوض دیتے ہیں ہم نے کہا نہیں ہم کو کسی بھی عوض کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔

ابونعیم رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ ایک قوم مکہ معظمہ کے لئے روانہ ہوئی۔ راستہ میں وہ بھٹک گئے۔ بھوک اور پیاس کی شدت کی وجہ سے انہیں اپنی موت نظر آنے لگی۔ انہوں نے کفن پہن لئے اور موت کا انتظار کرنے لگے۔ اسی اثناء میں ان کے سامنے ایک جن ظاہر ہوا اس نے کہا میں ان سات جنوں میں سے ایک ہوں جنہوں نے محمد عربی ﷺ کی زبان اقدس سے کلام الٰہی سنا تھا میں نے رسول اکرم ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ مومن، مومن کا بھائی اور اس کا راہ نما ہے وہ اپنے بھائی کو ذلیل نہیں کرتا۔ یہ پانی ہے اور یہ راستہ ہے پھر اس جن نے ان راہ گم کردہ لوگوں کو راستہ بھی بتایا اور انہیں پانی بھی دیا۔

امام بیہقی اور ابونعیم رحمۃ اللہ علیہما نے ابومعشر المدنی کی سند سے حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا وہ فرماتے ہیں کہ ہم حضور ﷺ کے ساتھ تہامہ کے ایک پہاڑ پر بیٹھے ہوئے تھے وہاں آپ ﷺ کی خدمت میں ایک بزرگ حاضر ہوا اس کے ہاتھ میں عصا تھا۔ اس نے آپ ﷺ کی خدمت اقدس میں سلام عرض کیا آپ ﷺ نے سلام کا جواب ارشاد فرمایا اور فرمایا یہ تو کسی جن کی آواز معلوم ہوتی ہے کیونکہ ان کی آواز عموماً ایسی ہی ہوتی ہے۔

حضور ﷺ نے اس سے پوچھا تو کون ہے اس نے عرض کی میں ہامہ بن ہیم بن لاقیس بن ابلیس ہوں۔ حضور ﷺ نے فرمایا تیرے اور ابلیس کے درمیان صرف دو باپوں کا فرق ہے۔ تیری عمر کتنی ہے اس نے عرض کی میری عمر تقریباً اتنی ہی ہے

تیسرا باب

اس باب میں حضور ﷺ کے وہ معجزات بیان کئے جائیں گے جن کا تعلق احیائے موتی (مردوں کو زندہ کرنا) کے ساتھ ہے یہ باب دو فصلوں پر مشتمل ہے

پہلی فصل

یہ فصل آپ ﷺ کے والدین کریمین کو زندہ کیا جانا اور ان کا آپ ﷺ پر ایمان لانے کے بارے میں ہے

علامہ القسطلانی نے ''المواھب'' میں لکھا ہے کہ الطبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کیا ہے وہ فرماتی ہیں کہ حضور پرنور ﷺ نے ''الحجون'' کے مقام پر قیام فرمایا۔ آپ ﷺ افسردہ اور غمگین تھے آپ ﷺ وہاں ہی کچھ دیر تشریف فرما رہے پھر واپس تشریف لائے تو آپ ﷺ کے چہرۂ اقدس سے مسرت اور خوشی کے آثار نمایاں تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا میں نے اپنے رب سے سوال کیا کہ وہ میری والدہ مکرمہ کو زندہ فرمائے۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں زندہ فرمایا وہ مجھ پر ایمان لائیں پھر انہیں ان کی قبر اطہر میں واپس بھیج دیا گیا۔

ابوحفص بن شاہین رحمۃ اللہ علیہ نے اسی روایت کو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ان الفاظ کے ساتھ روایت کیا ہے وہ فرماتی ہیں کہ حضور ﷺ نے ہمارے ساتھ حجۃ الوداع ادا فرمایا۔ پھر آپ ﷺ مجھے ساتھ لے کر ''الحجون'' کی گھاٹی پر تشریف لے گئے حضور ﷺ افسردہ، غمگین اور گریہ بار تھے۔ آپ ﷺ کے رونے کی وجہ سے میں بھی رونے لگی۔ آپ ﷺ نے فرمایا اے حمیراء! تم یہاں بیٹھو۔ میں نے اونٹ کے پہلو کے ساتھ ٹیک لگالی اور کافی دیر وہاں ہی بیٹھی رہی۔ پھر حضور ﷺ میرے پاس تشریف لائے آپ ﷺ بہت زیادہ خوش اور مسرور تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا میں اپنی والدہ محترمہ کی قبر اطہر پر گیا تھا میں نے اپنے رب سے دعا مانگی کہ وہ میری والدہ ماجدہ کو زندہ فرمائے۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں زندہ فرمایا اور وہ مجھ پر ایمان لائیں۔

اسی طرح حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کیا گیا کہ آپ ﷺ کے والدین کریمین کو زندہ کیا گیا وہ آپ پر ایمان لائے۔

امام سہیلی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے وہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول مکرم ﷺ نے اپنے رب کی بارگاہ میں عرض کی کہ آپ ﷺ کے والدین کریمین کو زندہ کیا جائے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کی دعا کو قبول فرمایا آپ ﷺ کے والدین کو زندہ فرمایا وہ آپ ﷺ پر ایمان لائے

بھی چیز کی ضرورت ہوتو ہم سے مانگ لیا کرنا اور کبھی کبھی ہماری ملاقات کے لئے بھی آنا۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا'' پھر تاجدار نبوت ﷺ کا وصال ہو گیا لیکن وہ جن ہمارے پاس نہ آیا۔ میں نہیں جانتا کہ وہ مر چکا ہے یا زندہ ہے۔''

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ابو معشر سے بڑے بڑے آئمہ نے روایت کیا ہے لیکن وہ ضعیف ہے وہ فرماتے ہیں کہ یہ حدیث ایک اور سند سے بھی روایت کی گئی ہے وہ اس سے زیادہ قوی ہے۔ علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے اسی حدیث کو خصائص کبریٰ میں نقل کرنے کے بعد یہی لکھا ہے۔

ابو نعیم رحمۃ اللہ علیہ نے اسی حدیث کو محمد بن برکہ کی سند سے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا ہے۔ اسی طرح انہوں نے اس حدیث کو ابو سمہ محمد بن عبداللہ الانصاری کی سند سے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے اور زید بن الزرقاء کی سند سے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہی سے روایت کیا ہے۔ حضرت عبداللہ بن احمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی کتاب زوائد الزہد میں اسے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے۔

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے ابو راشد سے روایت کیا ہے وہ کہتے ہیں کہ ہمارے ہاں حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ تشریف لائے جب وہ روانہ ہونے لگے تو میرے آقا نے کہا ان کے ساتھ سوار ہو جاؤ اور ان کی صحبت سے فائدہ حاصل کرو میں ان کے ساتھ سوار ہو گیا۔ دوران سفر ہم ایک وادی میں سے گزرے وہاں ہم نے ایک مردہ سانپ دیکھا جو سرراہ پڑا ہوا تھا۔ حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ نیچے تشریف لائے آپ نے اس سانپ کو سڑک کے کنارے دفن کر دیا پھر وہ اپنی سواری پر سوار ہوئے اور ہمارا سفر شروع ہو گیا۔ اسی اثناء میں کہ جب ہم سفر پر رواں دواں تھے ہم نے ایک غیبی آواز سنی کوئی کہہ رہا تھا یا خَرقا۔ ہم نے دائیں بائیں دیکھا لیکن ہمیں کوئی شخص نظر نہ آیا حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کو مخاطب کر کے کہا اگر تم اس مخلوق میں سے ہو جو ظاہر ہوتی ہے تو ہم پر ظاہر ہو جاؤ اور اگر تم اس مخلوق میں سے نہیں ہو تو ہمیں بتاؤ یہ خرقا کیا ہے؟ اس نے کہا خرقا اس سانپ کا نام تھا جو آپ نے فلاں مقام پر دفن کیا ہے میں نے ایک دن حضور اکرم ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا تھا اے خرقا تم ایک صحراء میں مرو گے اور زمین کے مومنین میں سے ایک بہترین مومن تجھے دفن کرے گا۔ حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس سے پوچھا اللہ تم پر رحم فرمائے تم کون ہو؟ اس نے کہا میں ان نو جنات میں سے ایک ہوں جنہوں نے اس مقام پر رسول اللہ ﷺ کے دست اقدس پر بیعت کرنے کا شرف حاصل کیا تھا۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس جن سے مخاطب ہو کر کہا تم کو اللہ کی قسم کیا تم نے واقعی رسول مکرم ﷺ کو ایسے فرماتے ہوئے سنا ہے۔ اس جن نے کہا ہاں اللہ کی قسم! میں نے سنا ہے کہ نبی الثقلین ﷺ یہ فرما رہے تھے اس وقت حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی آنکھوں میں آنسو آ گئے۔ پھر ہم اپنے سفر پر روانہ ہو گئے۔

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے اسید سے روایت کیا ہے کہ جب حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ مکہ معظمہ کی طرف سفر کرتے ہوئے ایک جگہ سے گزرے تو آپ نے ایک مردہ سانپ دیکھا۔ آپ نے فرمایا میرے پاس کدال لے کر آؤ پھر آپ نے اس سانپ کے لئے گڑھا کھودا۔ یہ قصہ اس سے کچھ مختلف ہے۔

ان کی دوسری کتاب ''السبل الجلیه'' کی تلخیص کرنے پر ہی اکتفاء کروں گا پھر ان کی کتاب ''المقامه'' سے کچھ چیزیں نقل کروں گا۔ علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے ''السبل الجلیه'' کی ابتداء میں فرمایا ہے'' حضور ﷺ کے والدین کریمین کے ایمان کے بارے میں علماء کرام کے چھ مسالک ہیں۔ میں نے انہیں مختلف علمائے کرام سے نقل کیا ہے:

پہلا مسلک

حضور ﷺ کے والدین کریمین تک اسلام کی دعوت ہی نہیں پہنچی تھی وہ اپنی زندگی کے آغاز میں ہی انتقال فرما گئے تھے آپ ﷺ کے والد ماجد نے اپنی زندگی کے صرف اٹھارہ سال ہی اس جہان رنگ و بو میں گزارے اور آپ ﷺ کی والدہ ماجدہ بھی تقریباً بیس سال کی عمر میں اس دنیا سے رخصت ہو گئیں۔ جن لوگوں کو حضور ﷺ کی دعوت نہ پہنچی اور اس سے قبل ہی وہ وفات پا گئے ان کے بارے میں یہی حکم ہے کہ وہ نجات یافتہ ہیں انہیں عذاب نہیں دیا جائے گا بلکہ انہیں جنت میں داخل کر دیا جائے گا۔

دوسرا مسلک

دوسرا مسلک یہ ہے کہ وہ اہل فترت میں سے ہیں اور اہل فترت کے بارے میں احادیث میں ذکر ہے کہ قیامت کے دن ان کی آزمائش کی جائے گی جو اس آزمائش میں اطاعت کرے گا اسے جنت میں داخل کر دیا جائے گا اور جس نے نافرمانی کی اسے جہنم کے حوالے کیا جائے گا۔ حافظ العصر ابوالفضل ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے بعض علماء کا یہ مسلک نقل کیا ہے اس کے بعد وہ فرماتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ کے وہ آباء واجداد جنہوں نے فترت میں وفات پائی ان کے بارے میں غالب گمان یہی ہے کہ وہ اس امتحان اور آزمائش کے وقت اطاعت بجا لائیں گے تا کہ ان کے جنتی ہونے کی وجہ سے حضور ﷺ کی آنکھیں ٹھنڈی ہوں۔

تیسرا مسلک

علماء کا تیسرا مسلک یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کے والدین کریمین کو زندہ کیا حتیٰ کہ وہ آپ ﷺ پر ایمان لائے۔ اکثر علماء کرام اور آئمہ احادیث کا یہی مسلک ہے۔ اس کے بارے میں انہوں نے ان احادیث سے دلیل پکڑی ہے جو آپ ﷺ کے والدین کریمین کے ایمان کے بارے میں وارد ہیں۔ جن آئمہ نے یہ مسلک اختیار کیا ہے ان میں ابوبکر الخطیب بغدادی، حافظ ابوالقاسم ابن عساکر، حافظ ابوالحفص ابن شاہین، الحافظ ابوالقاسم السہیلی، امام القرطبی، الحافظ محب الدین الطبری، علامہ ناصر الدین ابن منیر اور حافظ فتح الدین بن سید الناس رحمۃ اللہ علیہم ہیں۔

علامہ الصلاح الصفدی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے قصیدہ میں یہی مسلک بیان کیا ہے اور حافظ شمس الدین بن ناصر الدین نے بھی اپنے قصائد میں اسی مسلک کو بیان کیا ہے مجھے ایک عالم دین نے بھی یہی بتایا ہے کہ اس نے شیخ الاسلام ابن حجر کے فتاویٰ میں بھی یہی دیکھا ہے کہ انہوں نے ایک فتویٰ کے جواب میں یہی مسلک بیان کیا ہے۔

امام سہیلی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب ''الروض الانف'' میں یہ حدیث'' کہ حضور ﷺ نے اپنے رب کی بارگاہ میں

پھر انہیں واپس ان کی قبروں میں لوٹا دیا گیا۔

علامہ زرقانی رحمۃ اللہ علیہ نے مواہب کی شرح میں ان احادیث کو ذکر کرنے کے بعد لکھا ہے کہ آئمہ کرام نے مذکورہ بالا احادیث کو ان احادیث کا ناسخ قرار دیا ہے جو ان کے مخالف ہیں اور علماء نے اس بات کی بھی وضاحت فرمائی ہے کہ وہ احادیث جن میں نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے والدین کریمین کے ایمان کا تذکرہ ہے وہ متاخر ہیں اس لئے ان تمام احادیث میں کوئی تعارض اور اختلاف نہیں ہے۔

ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب ''المولد'' اور ''الھمزیه'' کی شرح میں لکھا ہے کہ مذکورہ بالا احادیث ضعیف نہیں ہیں بلکہ بہت سے حفاظ نے انہیں صحیح قرار دیا ہے۔

ایک عالم اجل نے حضور ﷺ کے والدین کریمین کے بارے میں کتنے عمدہ اشعار کہے ہیں:۔

اَیقَنتُ اَنَّ اَبَا النَّبِیِّ وَاُمَّهٗ   اَحیَا ھُمَا الرَّبُّ الْکَرِیْمُ الْبَارِیْ

''مجھے یقین ہے کہ اللہ تعالیٰ جو بڑا کریم اور ہر چیز کو تخلیق کرنے والا ہے نے حضور ﷺ کے والدین کو زندہ فرمایا تھا۔

حَتّٰی لَهٗ شَهِدَا بِصِدْقِ رِسَالَةٍ   سَلِّمْ فَتِلْکَ کَرَامَةُ الْمُخْتَارِ

حتیٰ کہ انہوں نے آپ ﷺ کی رسالت کی گواہی دی اور یہ حضور نبی کریم ﷺ علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی عزت افزائی اور کرامت کے لئے تھا۔

هٰذَا الْحَدِیْثُ وَمَنْ یَّقُوْلُ بِضُعْفِهٖ   فَهُوَ الضَّعِیْفُ عَنِ الْحَقِیْقَةِ عَارِیْ

حضور اکرم ﷺ کے والدین کریمین کا ایمان صحیح احادیث سے ثابت ہے جو ان احادیث کو ضعیف کہتا ہے وہ بذات خود ضعیف ہے اور حقیقت سے نا آشنا ہے۔''

علامہ التلسمانی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ حضور ﷺ کی والدہ ماجدہ کا اسلام لانا صحیح سند سے روایت کیا گیا ہے۔ اسی طرح آپ ﷺ کے والد ماجد کا مشرف بہ اسلام ہونا بھی صحیح حدیث سے ثابت ہے۔ ان دونوں کو ان کے انتقال فرما جانے کے بعد زندہ کیا گیا۔ انہیں حیات نو عطا کر کے اسلام کی دولت سے مالا مال کرنا یہ صرف آپ ﷺ کی عزت افزائی اور شرافت و کرامت کے لئے تھا۔ بہت سے علماء نے حضور اکرم ﷺ کے والدین کریمین کی نجات کے بارے میں بہت سی کتابیں لکھی ہیں بالخصوص حضرت علامہ السیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے آپ ﷺ کے والدین کے اہل ایمان ہونے کے بارے میں بہت سی تالیفات لکھی ہیں انہوں نے ان کتابوں میں عمدہ دلائل کے ساتھ آپ کے والدین کا جنتی ہونا ثابت کیا ہے اور جس نے ان کے ایمان کا انکار کیا ہے اس کے خلاف نفیس دلائل دے رہے ہیں مجھے ان کی کتابوں میں سے صرف تین کتابوں کا علم ہوا ہے۔ 1۔ مسالک الحنفاء فی نجاۃ اَبَوَی المصطفیٰ، 2۔ السُبُلُ الجلیه فی الآباءِ العَلِیه، 3۔ المقامة السندیسة فِی نسبة خیر البَرِیَّة۔

پہلی دونوں کتابیں اپنی ضخامت اور حجم کے لحاظ سے تقریباً برابر ہیں ان دونوں کے تقریباً تیس تیس اوراق ہیں لیکن میں

پاکیزہ ترین ہیں اللہ تعالیٰ نے دو جہانوں کو صرف آپ ﷺ کی ذات کے لئے ہی تخلیق کیا ہے اللہ تعالیٰ نے دارین میں سرداری کا تاج آپ ﷺ کے سر پر سجایا ہے۔ آپ ﷺ کو نبی الانبیاء بنایا ہے۔ آپ ﷺ اس وقت بھی نبی تھے جب حضرت آدم علیہ السلام ابھی مٹی میں گوندھے ہوئے تھے۔ آپ ﷺ کی فضیلت اور شرافت کا اظہار کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے آپ کا نام نامی عرش پر لکھا جب حضرت آدم علیہ السلام نے آپ ﷺ کا وسیلہ پکڑا تو اللہ تعالیٰ نے ان کی توبہ کو قبول فرمایا۔ اگر آپ ﷺ کی ذات اقدس نہ ہوتی تو اللہ تعالیٰ حضرت آدم علیہ السلام کو بھی پیدا نہ فرماتا۔

نَبِیٌّ خُصَّ بِالتَّقْدِیْمِ قِدَمًا   وَآدَمُ بَعْدُ فِیْ طِیْنٍ وَمَاءِ

کَرِیْمٌ بِالْجَدَاءِ مِنْ رَّاحَتَیْہِ   یَجُوْدُ فِی الْحَیَا وَافِی الْحَیَاءِ

''وہ نبی کریم ﷺ جنہیں پہلے ہی مقدم ہونے کے لئے خاص کر دیا گیا تھا جبکہ اس وقت حضرت آدم علیہ السلام مٹی اور پانی کے درمیان تھے اور ایسے سخی ہیں کہ دونوں ہاتھوں سے بے اندازہ عطا کرتے ہیں اور شرم وحیاء میں مرتبہ کمال پر ہیں۔''

آپ ﷺ کے خصائص مبارک کو حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے یوں ذکر کیا ہے:

اللہ رب العزت نے آپ ﷺ کو جنت کا مالک بنا دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو اجازت دے دی ہے کہ جنت میں سے جس کو چاہیں جتنا چاہیں عطا فرمائیں۔ آپ ﷺ کی عظمت شان کی وجہ سے آپ ﷺ کو نسب کی پاکیزگی کے ساتھ مخصوص فرمایا ہے۔ آپ ﷺ کی دلیل کو مکمل کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے آپ کے آباء کو ہر قسم کی گندگی اور میل کچیل سے محفوظ رکھا اور آپ ﷺ کے آباء میں سے ہر فرد کو اس کے زمانہ کا بہترین شخص بنایا۔ جیسا کہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب میں روایت کیا ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا میں بنی آدم کے بہترین زمانہ میں مبعوث ہوا ہوں۔ ایک زمانے کے بعد دوسرا زمانہ گزرتا رہا حتیٰ کہ میں اس زمانہ میں مبعوث ہوا جس میں میں اب ہوں آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا میں نسب، صہر اور حسب کے لحاظ سے تم سب سے افضل ہوں اللہ تعالیٰ مجھے پاکیزہ پشتوں سے پاکیزہ ارحام کی طرف منتقل فرماتا رہا میں ہمیشہ پاک اور صاف رہا۔ جہاں کہیں دو شاخیں پھوٹیں وہاں اللہ تعالیٰ نے مجھے اس شاخ میں منتقل کیا جو ان دونوں میں سے بہتر تھی۔ میں نفس اور آباء واجداد کے لحاظ سے تم سب سے بہتر ہوں۔

وَبَدَا لِلْوُجُوْدِ مِنْکَ کَرِیْمٌ   مِنْ کَرِیْمٍ آبَاءُہٗ کُرَمَاءُ

آپ ﷺ کے وجود کے لئے ہمیشہ ایسے کریم کا اظہار ہوتا رہا جس کے آباء واجداد بھی کریم ہوتے تھے۔

نَسَبٌ تَحْسِبُ الْعُلَاءُ بِحَلَاہٖ   قَلَّدَتْہَا نُجُوْمُہَا الْجَوْزَاءُ

یہ ایسا پاکیزہ نسب ہے جس میں رفعتیں خیر و برکت کو شمار کرتی ہیں اور اس کے ستاروں نے جوزاء کو گھیر رکھا ہے۔

حَبَّذَا عَقْدَ سُوْدَدٍ وَفَخَارٍ   اَنْتَ فِیْہِ الْیَتِیْمَۃُ الْعَصْمَاءُ

یہ سرداری اور قابل فخر نسب کا سلسلہ کتنا عمدہ ہے آپ ﷺ دُرِ یتیم ہیں موتیوں کی اسی لڑی میں حافظ العصر ابوالفضل بن حجر کا بھی یہ ارشاد ہے۔

التجا کی کہ وہ آپ ﷺ کے والدین کو زندہ کرے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کے والدین کریمین کو زندہ کیا وہ آپ ﷺ پر ایمان لائے پھر انہیں ان کی قبور میں واپس لوٹا دیا گیا'' ذکر کرنے کے بعد لکھتے ہیں:

''اللہ رب العزت ہر چیز پر قادر ہے۔ اس کی قدرت اور رحمت سے کوئی چیز بعید اور دور نہیں ہے اور حضور ﷺ کی شان اقدس بھی اتنی رفیع ہے کہ اللہ تعالیٰ جو عزتیں اور کرامتیں چاہے آپ ﷺ کے ساتھ مختص فرما دے۔ آئمہ کرام نے اس حدیث کو ان احادیث کا ناسخ قرار دیا جن میں آپ ﷺ کے والدین کریمین کے ایمان کی نفی کی گئی ہے اور انہوں نے یہ نص بیان کی ہے یہ حدیث ان سے متاخر ہے اس لئے ان کے مابین کوئی تعارض نہیں ہے۔''

امام قرطبی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ حضور ﷺ کے فضائل لگاتار، پیہم اور مسلسل ہیں انہیں فضائل میں سے اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو ایک فضیلت یہ بھی عطا فرمائی کہ آپ ﷺ کے والدین کو زندہ فرما کر آپ ﷺ پر ایمان لانے کی توفیق عطا فرمائی حضور ﷺ کے والدین کریمین کا زندہ ہونا اور آپ ﷺ پر ایمان لانا نہ ہی عقلاً محال ہے اور نہ ہی شرعاً ممتنع ہے۔ قرآن پاک میں بنی اسرائیل کے اس شخص کے زندہ ہو جانے کا واقعہ مذکور ہے جو قتل ہو گیا تھا پھر اس شخص نے اپنے قاتل کے بارے میں خبر دی تھی۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بھی مردوں کو زندہ کر دیا کرتے تھے۔ اسی طرح حضور ﷺ نے بھی کئی مردوں کو زندہ کیا۔ جب مردوں کا زندہ ہو جانا ثابت ہو گیا تو پھر آپ ﷺ کے والدین کریمین کا زندہ ہونا اور پھر اسلام قبول کرنا بھی ممتنع نہ رہا۔ اس واقعہ کا مقصد صرف حضور اکرم ﷺ کی عزت افزائی اور آپ کی فضیلت کا اظہار تھا۔

چوتھا مسلک

علمائے کرام کا چوتھا مسلک یہ ہے کہ آپ ﷺ کے والدین کریمین دین ابراہیمی پر تھے جس طرح کے بعض افراد مثلاً زید بن عمرو، قس بن ساعدہ، ورقہ بن نوفل اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ وغیرہ دین ابراہیمی پر تھے۔ امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ نے یہی مسلک اختیار کیا ہے۔ امام رازی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ تک آپ کے تمام آباء و اجداد توحید پر تھے۔ السبل الجلیہ کی تلخیص ختم ہوئی۔ المسالک السبیل میں پہلے اور دوسرے مسلک کو ایک مسلک شمار کیا گیا ہے اس طرح یہ کل تین مسالک ہیں۔ جو آدمی زیادہ تفصیل کا خواہش مند ہے وہ مذکورہ بالا دونوں کتابوں کی طرف رجوع کرے۔

علامہ السیوطی علیہ الرحمۃ اپنی کتاب ''المقامہ السندسیۃ'' میں بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ لکھنے کے بعد فرماتے ہیں کہ ارشاد ربانی ہے: لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ عَزِيْزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيْصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ۝ (توبہ:128) ''بے شک تشریف لایا ہے تمہارے پاس ایک برگزیدہ رسول تم میں سے گراں گزرتا ہے اس پر تمہارا مشقت میں پڑنا خواہش مند ہے تمہاری بھلائی کا مومنوں کے ساتھ بڑی مہربانی کرنے والا اور رحم فرمانے والا ہے۔''

آپ ﷺ ایک سری نبی ہیں۔ آپ بلند عظمت کے مالک ہیں۔ آپ ﷺ کے دلائل بڑے واضح اور عیاں ہیں آپ ﷺ اپنے آباء و اجداد کے لحاظ سے تمام مخلوق سے بہترین ہیں۔ آپ تمام لوگوں سے حسب اور نسب کے لحاظ سے

ہیں۔امام سبکی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ سابقہ تمام امم کے بھی رسول ہیں اور تمام انبیائے کرام علیہم السلام اور ان کی امتیں درحقیقت آپ ﷺ کی امت ہیں آپ ﷺ کی نبوت و رسالت تمام اولین و آخرین کو محیط ہے اسی وجہ سے آخری زمانہ میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام آپ ہی کی شریعت پر تشریف لائیں گے وہ تمام شریعتیں جو سابقہ انبیائے کرام علیہم السلام لے کر دنیا میں آئے وہ درحقیقت آپ ﷺ کے ہی احکام تھے جو پہلے زمانوں کے لئے مختص تھے۔امام سبکی علیہ الرحمۃ نے حضور پرنور ﷺ کی شان اقدس میں اتنی احسن انداز سے مدح سرائی کی ہے کہ زمانہ اس کی مثال پیش کرنے سے قاصر ہے انہوں نے حضور اکرم ﷺ کی عظمت اور رفعت میں ایک ایسی کتاب تصنیف کی ہے جو اس قابل ہے کہ اس کو سونے کے ساتھ ریشم کے کپڑے پر رقم کیا جائے۔

امام بوصیری رحمۃ اللہ علیہ نے بھی امام سبکی رحمۃ اللہ علیہ کی موافقت کرتے ہوئے آقائے دو عالم ﷺ کی یوں مدح خوانی کی ہے:۔

وَكُلُّ آيٍ اَتَى الرُّسُلُ الْكِرَامُ بِهَا فَاِنَّمَا اتَّصَلَتْ مِنْ نُوْرِهٖ بِهِمِ

”جس قدر معجزات انبیائے کرام دنیا میں لائے فی الحقیقت وہ تمام معجزات انہیں آپ ہی کے نور سے حاصل ہوئے۔

فَاِنَّهٗ شَمْسُ فَضْلٍ هُمْ كَوَاكِبُهَا يُظْهِرْنَ اَنْوَارَهَا لِلنَّاسِ فِي الظُّلَمِ

حضور ﷺ فضل و کرم کے آفتاب ہیں اور باقی انبیاء آپ کے مقابلہ میں بمنزلہ ستاروں کے ہیں جو علم اور ہدایت کی روشنی کو ضلالت اور جہالت کی ظلمت میں اہل دنیا پر ظاہر کرتے ہیں۔

وَكُلُّهُمْ مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ مُلْتَمِسٌ غَرْفًا مِّنَ الْبَحْرِ اَوْ رَشْفًا مِّنَ الدِّيَمِ

تمام انبیاء علیہم السلام آپ ﷺ کے دریائے معرفت اور باران رحمت سے چلو یا قطرۂ آب کی درخواست کرتے ہیں۔“

اللہ رب العزت نے آپ ﷺ کے دست اقدس پر ہزار ہا معجزات کا ظہور فرمایا اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو وہ معجزات عطا کئے جو کسی اور نبی یا مرسل کو عطا نہیں کئے گئے۔اللہ تعالیٰ نے جو عظیم معجزات اور خصائص کبریٰ آپ ﷺ کو عطا فرمائے تھے ان میں سے ایک معجزہ یہ بھی تھا کہ اللہ نے آپ ﷺ کے والدین کریمین کو زندہ فرمایا اور وہ آپ ﷺ پر ایمان لائے۔علمائے کرام اور محدثین عظام اس حدیث کو روایت کرتے رہے اور اس پر مسرت کا اظہار کرتے رہے انہوں نے اس حدیث مبارک کو لوگوں میں عام کیا اور اس کو چھپانے کی کوشش نہ کی اور آپ ﷺ کے والدین کریمین کے زندہ ہونے اور ایمان لانے کو آپ ﷺ کا معجزہ شمار کرتے اور آپ ﷺ کی عظمت، رفعت اور شوکت و سطوت کی علامت بتاتے۔علماء فرماتے ہیں کہ اگر اس حدیث میں کوئی ضعف بھی ہے تو اس ضعف سے اعراض کیا جائے کیونکہ فضائل اور مناقب میں ضعیف حدیث بھی معتبر ہوتی ہے۔آئمہ احادیث نے مناقب میں ایسی ہی احادیث روایت کی ہیں جو اس حدیث سے بھی ضعیف تر ہیں انہوں نے ایسی احادیث کو قبول کرنے میں نرمی اختیار کی ہے اور مناقب اور فضائل میں ان احادیث کو بھی قبول کیا ہے جو صحیح یا مشہور حدیث کے رتبہ سے کم ہیں اس کی انہوں نے بہت سی وجوہات بیان کی ہیں کیونکہ اس حدیث میں حضور ﷺ کی

نَبِیُّ الْهُدَی الْمُخْتَارِ مِنْ آلِ هَاشِمٍ　　فَعَنْ مَجْدِهِمْ فَلْیُقْعِرِ الْمُتَطَاوِلُ

پیغمبر ہدایت ﷺ آل ہاشم سے برگزیدہ ذات ہیں۔ آپ ﷺ کی خاندانی عظمت کے متعلق کوئی شخص زبان درازی نہ کرے۔

احادیث میں روایت ہے کہ حضور ﷺ تخلیق آدم سے دو ہزار سال قبل اللہ کے ہاں ایک نور تھے وہ نور حضرت آدم علیہ السلام کی پشت مبارک میں اللہ تعالیٰ حمد وثناء کرتا رہا۔ حضور ﷺ نے فرمایا پھر میں پاکیزہ پشتوں سے پاکیزہ ارحام کی طرف منتقل ہوتا رہا۔ حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جو نعت شریف آپ ﷺ کی بارگاہ میں پیش کی تھی وہ بھی آپ ﷺ کے نسب مبارک کی طہارت کی گواہی دیتی ہے حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بارگاہ رسالت میں عرض کی:۔

مِنْ قَبْلِهَا طِبْتَ فِی الظِّلَالِ وَفِی　　مُسْتَوْدَعٍ حَیْثُ یَخْصِفُ الْوَرَقُ

اس سے قبل آپ سایوں میں تشریف فرما رہے اس مقام پر تشریف فرما رہے جہاں پتے گھنے ہیں۔

ثُمَّ هَبَطْتَّ الْبِلَادَ لَا بَشَرٌ　　اَنْتَ وَلَا مُضْغَةٌ وَّلَا عَلَقٌ

پھر آپ اس جہاں میں تشریف لائے اس وقت آپ نہ بشر تھے نہ ہی مضغہ تھے اور نہ ہی علق تھے۔

بَلْ نُطْفَةٌ تَرْکَبُ السَّفِیْنَ وَقَدْ　　اَلْجَمَ نَسْرًا وَّاَهْلَهُ الْغَرَقُ

بلکہ آپ ایسا نطفہ تھے جو کشتی پر سوار ہوا اس طوفان نے نسر کا منہ بند کر دیا اور اس کے اہل کو غرق کر دیا۔

تَنَقَّلُ مِنْ صَالِبٍ اِلٰی رِحْمٍ　　اِذَا مَضٰی عَالَمٌ بَدَا طَبَقٌ

آپ ایک پشت سے دوسری رحم میں منتقل ہوتے رہے جب ایک نسل گزر جاتی تو اس کے بعد دوسری نسل آجاتی۔

حَتّٰی اِحْتَوٰی بَیْتُکَ الْمُهَیْمِنُ مِنْ　　خِنْدِفٍ عُلْیَا تُحْتَهَا النُّطُقُ

یہاں تک کہ آپ کا کاشانہ اقدس رفعتوں اور عظمتوں کی بلندیوں پر آشیان بند ہو گیا اور قوت گویائی اس سے عاجز ہے۔

وَاَنْتَ لَمَّا وُلِدْتَّ اَشْرَقَتِ الْاَرْ　　ضُ وَضَآئَتْ بِنُوْرِکَ الْاُفُقُ

جب آپ ﷺ کی ولادت ہوئی تو زمین جگمگا اٹھی اور آپ کے نور سے افق روشن ہو گئے۔

فَنَحْنُ فِیْ ذٰلِکَ الضِّیَاءِ وَفِی النُّوْرِ　　وَسُبُلِ الرَّشَادِ نَخْتَرِقُ

ہم اسی نور میں اور اسی روشنی میں ہیں اور ہدایت کے راستہ پر ہم گامزن ہیں۔"

اللہ رب العزت نے انبیائے کرام علیہم السلام سے یہ پختہ عہد لیا کہ اگر ان کے عہد زریں میں نبی الانبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام تشریف لائیں تو وہ ان پر ایمان لائیں اور ان کی مدد کریں اور اگر وہ انبیائے کرام علیہم السلام حضور اکرم ﷺ کے زمانہ اقدس کو پالیتے تو وہ ضرور آپ ﷺ کی اتباع کرتے وہ ضرور آپ ﷺ کی عزت وتوقیر کرتے اللہ رب العزت آپ ﷺ کو تمام مخلوق کی طرف رسول بنا کر بھیجا ہے آپ ﷺ تمام جن وانس اور ملائکہ کے رسول ہیں۔

امام البارزی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ کی دعوت میں تمام جمادات، حیوانات، پتھر اور درخت شامل

وہ ابھی تک پختہ عمر تک نہیں پہنچے تھے کہ وہ علماء سے مختلف باتیں اور خبریں سنتے پھر مختلف مقامات کا سفر کر کے ان کی تحقیق کرتے۔ اہل فترت کے بارے میں بہت سی صحیح اور حسن احادیث منقول ہیں کہ انہیں بروز حشر اللہ تعالیٰ کے سامنے کسی آزمائش اور امتحان میں مبتلا کیا جائے گا۔ جو لوگ سعادت مند ہوں گے وہ اس امتحان میں اطاعت گزار ثابت ہوں گے انہیں جنت میں داخل ہونے کا حکم دیا جائے گا اور جن لوگوں کی قسمت میں شقاوت اور بدبختی ہوگی وہ نافرمانی کریں گے انہیں دوزخ کے حوالے کر دیا جائے گا، ان لوگوں کے لئے یہی قاعدہ ثابت ہے جن تک آپ ﷺ کی دعوت نہیں پہنچی۔ شوافع اور اشاعرہ کا اس بات پر اجماع ہے کہ اہل فترت کو اللہ تعالیٰ نجات عطا فرمائے گا۔ وہ احادیث جو اس مسلک کے خلاف ہیں اور ان میں سے بعض صحیح مسلم میں بھی مذکور ہیں ان کے بارے میں کہا گیا ہے کہ وہ منسوخ ہیں وہ حدیث جو پہلے بیان ہو چکی ہے وہ متاخر ہے اور مذکورہ تمام احادیث کی ناسخ ہے۔

قرآن مجید کی مختلف آیات بھی اسی مسلک کی تائید کرتی ہیں۔ ارشاد ربانی ہے:

وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِيْنَ حَتّٰى نَبْعَثَ رَسُوْلًا ﴿۱۵﴾ (الاسراء:15) ''اور ہم عذاب نازل نہیں کرتے جب تک ہم نہ بھیجیں کسی رسول کو۔''

بعثت سے قبل لوگوں کو نہ ہی عذاب میں مبتلا کیا جائے گا اور نہ ہی انہیں ثواب دیا جائے گا۔ اس کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَلَوْ اَنَّاۤ اَهْلَكْنٰهُمْ بِعَذَابٍ مِّنْ قَبْلِهٖ لَقَالُوْا رَبَّنَا لَوْلَاۤ اَرْسَلْتَ اِلَيْنَا رَسُوْلًا فَنَتَّبِعَ اٰيٰتِكَ مِنْ قَبْلِ اَنْ نَّذِلَّ وَنَخْزٰى ﴿۱۳۴﴾ (طٰہٰ:134) ''اور اگر ہم انہیں ہلاک کر دیتے کسی عذاب سے اس سے پہلے تو وہ کہتے اے رب! کیوں نہ بھیجا تو نے ہماری طرف کوئی رسول تاکہ ہم پیروی کرتے تیری آیتوں کی اس سے پہلے کہ ہم ذلیل اور رسوا ہوئے۔''

اللہ رب العزت نے سورۃ القصص میں ارشاد فرمایا ہے: وَلَوْلَاۤ اَنْ تُصِيْبَهُمْ مُّصِيْبَةٌۢ بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيْهِمْ فَيَقُوْلُوْا رَبَّنَا لَوْلَاۤ اَرْسَلْتَ اِلَيْنَا رَسُوْلًا فَنَتَّبِعَ اٰيٰتِكَ وَنَكُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۴۷﴾ (القصص:47) ''اور (اس کی وجہ یہ ہے) کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ جب پہنچے انہیں کوئی مصیبت ان اعمال کے باعث جو انہوں نے کئے ہیں تو وہ یہ نہ کہیں گے کہ اے رب ہمارے کیوں نہ بھیجا تو نے ہماری طرف کوئی رسول تاکہ ہم پیروی کرتے تیری آیات کی اور ہم ہو جاتے ایمان والوں میں سے۔''

اسی سورت میں اللہ رب العزت نے ارشاد فرمایا: وَمَا كَانَ رَبُّكَ مُهْلِكَ الْقُرٰى حَتّٰى يَبْعَثَ فِيْۤ اُمِّهَا رَسُوْلًا يَّتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِنَا ۚ وَمَا كُنَّا مُهْلِكِي الْقُرٰۤى اِلَّا وَاَهْلُهَا ظٰلِمُوْنَ ﴿۵۹﴾ (القصص:59) ''اور نہیں ہے آپ کا رب ہلاک کرنے والا بستیوں کو یہاں تک کہ بھیجے ان کے مرکزی شہر میں کوئی رسول جو پڑھ کر سنائے وہاں کے رہنے والوں کو ہماری آیتیں اور نہیں ہیں ہم ہلاک کرنے والے بستیوں کو مگر یہ کہ ان کے بسنے والے ظالم ہیں۔''

غافل لوگوں کو عذاب نہ دینے کے بارے میں ارشاد ربانی ہے: ذٰلِكَ اَنْ لَّمْ يَكُنْ رَّبُّكَ مُهْلِكَ الْقُرٰى بِظُلْمٍ وَّاَهْلُهَا غٰفِلُوْنَ ﴿۱۳۱﴾ (الانعام:131) ''اس لئے کہ نہیں ہے آپ کا رب ہلاک کرنے والا بستیوں کو ظلم سے اس حال میں کہ ان کے

شان اور عظمت عیاں ہوتی ہے اس لئے انہوں نے اس حدیث کو قبول کر لیا ہے۔ امام قرطبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ کے فضائل اور خصائص ہر لمحہ ترقی پذیر رہے حتیٰ کہ آپ ﷺ کا وصال ہو گیا۔ آپ ﷺ کے والدین کریمین کا زندہ ہونا بھی آپ ﷺ کی فضیلت اور کرامت ہے اور ان کا دوبارہ زندہ ہونا شرعاً اور عقلاً ممتنع بھی نہیں۔

ابن سید الناس رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ بعض اہل علم نے فرمایا ہے کہ حضور ﷺ کے درجات عالیہ اور مقامات سنیہ ہر لمحہ فزوں تر ہوتے رہے حتیٰ کہ آپ نے وصال فرمایا ہر لمحہ حضور ﷺ کی عظمت و رفعت میں اضافہ ہی ہوتا رہا۔ یہ بھی ممکن ہے کہ آقائے دوجہاں ﷺ کو پہلے یہ فضیلت اور درجہ حاصل نہ ہوا لیکن بعد میں آپ ﷺ کو عطا کر دیا گیا ہو۔ وہ احادیث جن میں حضور اکرم ﷺ کے والدین کریمین کے زندہ ہونے اور ایمان لانے کا تذکرہ ہے وہ متاخر ہیں۔ اس لئے وہ احادیث جو ان کے مخالف ہیں وہ ان سے منسوخ ہو گئیں۔

حافظ شمس الدین بن ناصر الدین الدمشقی فرماتے ہیں:۔

حَبَی اللّٰهُ النَّبِیَّ مَزِیْدَ فَضْلٍ　　عَلٰی فَضْلٍ وَّکَانَ بِهٖ رَئُوْفًا

''اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کو فضیلت پر فضیلت عطا فرمائی اور اللہ تعالیٰ آپ پر بہت زیادہ مہربان تھا۔

فَاَحْیَا اُمَّهٗ وَکَذَا اَبَاهُ　　لِاِیْمَانٍ بِهٖ فَضْلًا مُنِیْفًا

اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کی والدہ ماجدہ کو اور اسی طرح آپ ﷺ کے والد امجد کو زندہ فرمایا وہ آپ ﷺ پر ایمان لائے۔ یہ آپ پر اللہ تعالیٰ کا خصوصی فضل تھا۔

فَسَلِّمْ فَالْاِلٰهُ بِذَا قَدِیْرٌ　　وَاِنْ کَانَ الْحَدِیْثُ بِهٖ ضَعِیْفًا

یہ تسلیم کر کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں مشرف بہ اسلام فرمایا اللہ تعالیٰ انہیں زندہ کرنے پر قادر ہے اگرچہ یہ حدیث ضعیف بھی ہو۔''

حکماء نے بھی اسی حدیث شریف کی تائید اور تاکید کی ہے وہ فرماتے ہیں کہ تمام امت کا اس بات پر اتفاق ہے کہ جو معجزہ یا خاصیت دیگر انبیائے کرام کو عطا ہوئی ہے وہ ہمارے نبی محترم ﷺ کو بھی ضرور عطا کی گئی ہے اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو یہ فضیلت بخشی کہ وہ قبروں میں مردوں کو زندہ کر لیا کرتے تھے۔ ضروری تھا کہ آپ ﷺ سے بھی اس قسم کے معجزات ظہور پذیر ہوں۔ اس لئے آپ ﷺ کے والدین کریمین کو زندہ کرنے کا معجزہ مشہور معجزات میں سے ہے۔ اگر آپ ﷺ کے لئے بازو کلام کر سکتا ہے، کھجور کا خشک تنا گریہ وزاری کر سکتا ہے تو پھر آپ ﷺ کے والدین کے زندہ ہونے کا معجزہ بھی تو انہی کے ساتھ مماثلت رکھتا ہے۔ حدیث ضعیف بھی مندرجہ بالا اصول اور قاعدہ سے قوی ہو جاتی ہے۔

علمائے محققین نے آپ ﷺ کے والدین کریمین کے متعلق ایک اور نقطہ نظر اختیار کیا ہے۔ جو تمام مسالک سے صحیح ہے۔ وہ یہ ہے کہ آپ ﷺ کے والدین کریمین کا حکم ان لوگوں کی طرح ہے جو اہل فترت میں سے تھے اور جن تک آپ ﷺ کی دعوت نہیں پہنچی۔ یہ بھی ثابت نہیں کہ انہوں نے کہیں کسی باطل کا دعویٰ کیا ہو یا سرکشی یا بغاوت کی ہو اور ہر بچہ فطرت سلیمہ پر پیدا ہوتا ہے ایک اور دلیل بھی اسی مسلک کی تائید کرتی ہے وہ کہ انہوں نے اپنے شباب کے آغاز میں ہی انتقال کیا تھا

علامہ الطبری رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ چچا کے لئے شفاعت سے مراد یہ ہے کہ اس کے عذاب میں تخفیف ہو گی۔ جیسا کہ صحیح مسلم میں مذکور ہے۔ اس کے لئے یہ تاویل کرنا ضروری ہے کیونکہ اس نے آپ ﷺ کی بعثت کا زمانہ تو پایا تھا لیکن اسلام قبول نہیں کیا تھا۔ امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ نے حضور ﷺ کے والدین کریمین کے بارے میں ایک اور مسلک اختیار کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ کے والدین کریمین مشرک نہ تھے بلکہ وہ توحید اور ملت ابراہیمی پر تھے۔ امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ نے مزید فرمایا ہے کہ حضور اکرم ﷺ کے تمام آباء واجداد مسلمان اور توحید پرست تھے انہوں نے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان سے استدلال کیا ہے: الَّذِیْ یَرٰىكَ حِیْنَ تَقُوْمُ ۟ۙ وَ تَقَلُّبَكَ فِی السّٰجِدِیْنَ ۟ (الشعراء: 19-218) ''جو آپ کو دیکھتا رہتا ہے جب آپ کھڑے ہوتے ہیں اور دیکھتا رہتا ہے جب آپ چکر لگاتے ہیں سجدہ کرنے والوں کے گھروں کا۔'' نیز انہوں نے اللہ تعالیٰ کے فرمان سے دلیل حاصل کی ہے: اِنَّمَا الْمُشْرِكُوْنَ نَجَسٌ (توبہ: 28) ''مشرکین تو نرے ناپاک ہیں۔'' اسی طرح حضور ﷺ نے بھی ارشاد فرمایا ''میں ہمیشہ پاک پشتوں سے منتقل ہوتا رہا۔''

میں نے حضور ﷺ کے آباء واجداد کے حالات کی جستجو کی ہے۔ مجھے معلوم ہوا ہے کہ آپ ﷺ کے اجداد میں سے حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر مرہ بن کعب بن لوی تک تمام مومن تھے۔ اگر آزر حضرت ابراہیم علیہ السلام کا باپ تھا تو وہ ان سے مستثنیٰ ہے اور اگر وہ آپ علیہ السلام کا چچا تھا۔ جیسا کہ امام رازی رحمۃ اللہ علیہ اور بعض علماء نے اسی قول کو ترجیح دی ہے تو پھر بلا استثناء یقیناً یہ تمام مومنین تھے۔ صحیح احادیث میں ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر حضرت نوح علیہ السلام تک کوئی انسان بھی سرکش یا باغی نہ تھا۔ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان: كَانَ النَّاسُ اُمَّةً وَّاحِدَةً (البقرہ: 213) ''ابتداء میں سب لوگ ایک ہی دین پر تھے۔'' کا بھی یہی مفہوم ہے۔ سام بن نوح کے متعلق روایت ہے کہ وہ پیغمبر تھے اور ان کے بیٹے ارفخشد ان کے صدیق تھے انہوں نے اپنے دادا کا زمانہ پایا اور حضرت نوح علیہ السلام نے ان کے حق میں دعا کی تھی کیونکہ وہ ان کی خدمت میں رہا کرتے تھے۔

طبقات ابن سعد میں ہے کہ حضرت نوح علیہ السلام کے زمانہ اقدس تک لوگ اسلام پر ہی رہے حتیٰ کہ جب نمرود بن کوش ان کا بادشاہ بنا تو اس نے لوگوں کو بت پرستی کی طرف بلایا۔

اہل عرب کے متعلق بخاری شریف میں ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام سے لے کر عمرو بن عامر الخزاعی کے زمانہ تک ان میں سے کسی ایک نے بھی کفر نہیں کیا۔ عمرو بن عامر ہی وہ پہلا شخص تھا جس نے صنم پرستی کی اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کے دین کو تبدیل کیا۔ اسی وجہ سے حضور ﷺ نے اس کو اس حالت میں دیکھا کہ وہ اپنی انتڑیوں کو آگ میں گھسیٹ کر چل رہا تھا۔

ابن حبیب رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب ''تاریخ'' میں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا ہے'' کہ عدنان، معد، ربیعہ، خزیمہ اور اسد ملت ابراہیمی پر تھے اس لئے ان کا ذکر ہمیشہ بھلائی کے ساتھ ہی کرو' اور الرَّوْضُ الْاَنُفُ'' میں ہے کہ الیاس کو برے الفاظ کے ساتھ یاد نہ کیا کرو وہ سچے مومن تھے۔ دلائل النبوۃ میں ابونعیم رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا ہے کہ کعب بن لوی نے اپنے بیٹے کو نبی کریم ﷺ پر ایمان لانے کی وصیت کی تھی۔ وہ یہ شعر پڑھا کرتے تھے: ۔

باشندے بے خبر ہوں۔"

اسی سورۃ میں اللہ رب العزت نے ارشاد فرمایا ہے: اَنْ تَقُوْلُوْۤا اِنَّمَاۤ اُنْزِلَ الْكِتٰبُ عَلٰى طَآىٕفَتَیْنِ مِنْ قَبْلِنَا۪ - وَ اِنْ كُنَّا عَنْ دِرَاسَتِهِمْ لَغٰفِلِیْنَ (الانعام:156) "(ہم نے اسے اتارا ہے) تاکہ یہ نہ کہو کہ اتاری گئی تھی کتاب تو صرف دو گروہوں پر ہم سے پہلے اور ہم ان کے پڑھنے پڑھانے سے بالکل بے خبر تھے۔"

سورۃ الشعراء میں ارشاد ہوتا ہے: وَ مَاۤ اَهْلَكْنَا مِنْ قَرْیَةٍ اِلَّا لَهَا مُنْذِرُوْنَ ذِكْرٰى ﱡ وَ مَا كُنَّا ظٰلِمِیْنَ (الشعراء:9-208) "اور نہیں ہلاک کیا ہم نے کسی بستی کو مگر اس کے لئے ڈرانے والے بھیجے گئے تھے یاددہانی کے لئے اور ہم ظالم نہیں تھے۔"

یہ بیان فرماتے ہوئے کہ آگ میں سے نکالنے کے لئے کفار کے لئے کوئی مددگار نہیں ہوگا اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: وَ هُمْ یَصْطَرِخُوْنَ فِیْهَا ۚ رَبَّنَاۤ اَخْرِجْنَا نَعْمَلْ صَالِحًا غَیْرَ الَّذِیْ كُنَّا نَعْمَلُ ؕ اَوَ لَمْ نُعَمِّرْكُمْ مَّا یَتَذَكَّرُ فِیْهِ مَنْ تَذَكَّرَ وَ جَآءَكُمُ النَّذِیْرُ ؕ (فاطر:37) "اور وہ اس میں چیختے چلاتے ہوں گے فریاد کریں گے اے ہمارے رب ایک بار ہمیں یہاں سے نکال ہم بڑے نیک کام کریں گے ایسے نہیں جیسے ہم پہلے کیا کرتے تھے اور جواب ملے گا کیا ہم نے اتنی لمبی عمر نہیں دی تھی جس میں بآسانی نصیحت قبول کر سکتا جو نصیحت قبول کرنا چاہتا اور تشریف لے آیا تھا تمہارے پاس ڈرانے والا۔"

ہمارے نزدیک مذکورہ بالا قاعدہ فقہ اور اصول میں قطعی ہے۔ یہ اتنا مشہور ہے کہ اس کے لئے کسی اور نقلی دلیل کی ضرورت نہیں۔ مشرکین کے بچوں کو عذاب نہ ہونا بھی اس کی ایک دلیل ہے۔ اسی طرح اللہ رب العزت نے ارشاد فرمایا ہے: وَ لَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰى ؕ (الاسراء:15) "اور نہیں اٹھائے گا کوئی بوجھ اٹھانے والا کسی دوسرے کا بوجھ۔"

ہمارے نقطہ نظر کی تائید وہ حدیث بھی کرتی ہے جس کو حاکم رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے "جب حضور ﷺ سے آپ کے والدین کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ میں نے اپنے والدین کے بارے میں اللہ تعالیٰ سے دعا کی ہے اللہ تعالیٰ نے میری دعا کو قبول فرمایا ہے میں بروز حشر مقام محمود پر کھڑا ہونے والا ہوں۔"

اس حدیث مبارک میں حضور ﷺ نے اس بات کی طرف اشارہ کیا ہے کہ آپ مقام محمود پر فائز ہو کر اپنے والدین کی شفاعت فرمائیں گے۔ اس شفاعت سے مراد یہ ہے کہ بروز حشر جب اہل فترت کی آزمائش ہوگی تو اللہ تعالیٰ انہیں اطاعت کرنے کی توفیق عطا فرمائے گا۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے بھی مروی حدیث بھی اسی بات کی تائید کرتی ہے۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ میں قیامت کے دن اپنے والدین کریمین اور اپنے چچا کی شفاعت کروں گا۔ میں اپنے اس بھائی کی بھی شفاعت کروں گا جس کے ساتھ رشتہ اخوت زمانہ جاہلیت میں قائم ہوا تھا۔ اس سے مراد آپ ﷺ کا رضاعی بھائی، حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا بیٹا ہے۔

ہے۔نصف ثانی میں سے ہم علامہ السیوطی رحمۃ اللہ علیہ کا صرف یہ قول ہی نقل کرتے ہیں۔ وہ فرماتے ہیں کہ اہل فترت سے مراد وہ لوگ ہیں جو شریعت عیسوی کے گمنام ہونے کے بعد اور ہمارے نبی کریم ﷺ کی بعثت سے قبل اس دنیا میں آئے۔ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان سے بھی یہی ظاہر ہوتا ہے: يَآَهْلَ الْكِتٰبِ قَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلُنَا يُبَيِّنُ لَكُمْ عَلٰى فَتْرَةٍ مِّنَ الرُّسُلِ اَنْ تَقُوْلُوْا مَا جَآءَنَا مِنْۢ بَشِيْرٍ وَّلَا نَذِيْرٍ (المائدہ:19) ”اے اہل کتاب! بے شک آ گیا ہے تمہارے پاس ہمارا رسول صاف بیان کرتا ہے تمہارے لئے (احکام الٰہی) بعد اس کے کہ رسولوں کا آنا مدتوں بند رہا کہ تم نہ کہو کہ نہیں آیا تھا ہمارے پاس کوئی خوشخبری دینے والا اور نہ کوئی ڈرانے والا۔“

حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ جو حضور ﷺ کی بعثت سے دو سو سال بعد پیدا ہوئے فرماتے ہیں کہ اس زمانہ میں بھی ایسے لوگ ہیں جنہیں اسلام کا پیغام نہیں پہنچا۔ حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کی ان لوگوں سے مراد وہ قوم ہے جو چین کے ملک سے آگے سکونت پذیر ہے۔ جب حضور ﷺ کی بعثت مبارکہ سے دو سو سال بعد بھی ایسے لوگ پائے جاتے تھے جن تک اسلام کا پیغام نہیں پہنچا تھا حالانکہ اس وقت دین اسلام تمام ادیان پر غالب آ چکا تھا تو پھر زمانہ جاہلیت کے بارے میں تیرا کیا خیال ہے جس وقت کفر اور جہالت کا دور دورہ تھا۔ الختصر جس شخص تک اسلام کی دعوت نہ پہنچی ہو وہ نجات یافتہ ہے خواہ وہ حضور ﷺ کی بعثت سے پہلے ہو یا بعد میں لیکن وہ شخص جو فترت کے زمانہ میں تھا اور اس کو دین حق کی دعوت پہنچی لیکن اس نے انکار کر دیا سرکشی اور بغاوت کا اظہار کیا تو اس کا ٹھکانہ جہنم ہے۔ اس آخری قسم پر اجماع ہے اس میں کسی کا بھی کوئی اختلاف نہیں۔

امام نووی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی شرح مسلم میں اسی کی طرف اشارہ کیا ہے۔ جس کا عذر اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول مکرم ﷺ نے قبول کر لیا ہے وہ یقیناً معذور ہے۔ وَمَنْ يُّهِنِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ مُّكْرِمٍ (الحج:18) ”(اور دیکھو) جس کو ذلیل کر دے اللہ تعالیٰ تو اس کو کوئی عزت دینے والا نہیں ہے۔“

امام الابی رحمۃ اللہ علیہ نے صحیح مسلم کی شرح میں اس مسئلہ پر بڑی تفصیل سے روشنی ڈالی ہے وہ فرماتے ہیں کہ اہل فترت سے مراد وہ لوگ ہیں جو انبیاء کرام علیہم السلام کے زمانوں کے درمیان دنیا میں آئے نہ تو ان تک ان سے پہلے نبی کا پیغام پہنچا اور نہ ہی انہوں نے دوسرے نبی کا پیغام سنا جیسا کہ وہ اہل عرب جن کی طرف نہ تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو مبعوث کیا گیا اور نہ ہی انہوں نے حضور ﷺ سے ملاقات کی پھر علامہ الابی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ اہل فترت کی تین اقسام ہیں جیسا کہ حضرت عقیل بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ذکر کیا ہے۔

پہلی قسم

اس قسم میں وہ افراد شامل ہیں جنہوں نے اپنی بصیرت سے توحید کو پا لیا خواہ وہ کسی بھی شریعت میں داخل نہ ہوئے جیسا کہ زید بن عمرو بن نفیل یا جس نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی شریعت کو اختیار کیا۔

دوسری قسم

اس قسم میں وہ لوگ شامل ہیں جنہوں نے نہ ہی شرک کیا نہ ہی توحید اختیار کی۔ نہ ہی وہ کسی شریعت میں داخل ہوئے اور نہ

يَا لَيْتَنِيْ شَاهِدٌ نَجْوَاءَ دَعْوَتِهٖ   اِذَا قُرَيْشٌ تَبْغِي الْحَقَّ خُذْلَانَا

''کاش میں اس وقت موجود ہوتا اور آپ کی دعوت قبول کرتا جب قریش بغاوت کو چھوڑ کر حق پر آمادہ ہوں گے۔''

کلاب، قصی، عبدمناف اور ہاشم کے صحیح حالات مجھے معلوم نہیں ہو سکے اور عبدالمطلب کے بارے میں علماء کا اختلاف ہے۔ قرین قیاس یہی ہے کہ وہ اہل فترت میں سے ہیں۔ بعض علماء نے ان کو ان اشعار کی وجہ سے مؤمن قرار دیا ہے جو انہوں نے اس وقت کہے تھے جب اصحاب فیل کا واقعہ رونما ہوا تھا:

اَللّٰهُمَّ اِنَّ الْمَرْءَ يَمْنَعُ رِحْلَهٗ فَامْنَعْ حَلَالَكَ   وَانْصُرْ عَلٰى آلِ الصَّلِيْبِ وَعَابِدِيْهِ الْيَوْمَ آلَكَ

''اے مولا! ہر انسان اپنے گھر کی حفاظت کرتا ہے تو بھی اپنے گھر کی حفاظت فرما آل صلیب اور اس کے پجاریوں کے خلاف اپنی آل (بندوں) کی مدد فرما۔''

مجاہد اور سفیان بن عیینہ رحمۃ اللہ علیہما نے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان: وَ اِذْ قَالَ اِبْرٰهِيْمُ رَبِّ اجْعَلْ هٰذَا الْبَلَدَ اٰمِنًا وَّ اجْنُبْنِيْ وَ بَنِيَّ اَنْ نَّعْبُدَ الْاَصْنَامَ ۝ (ابراہیم:35) ''اور اے حبیب یاد کرو جب عرض کی ابراہیم نے اے میرے رب بنا دے اس شہر کو امن والا اور بچالے مجھے اور میرے بچوں کو کہ ہم پوجا کرنے لگیں بتوں کی۔'' کی تفسیر میں لکھا ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اولاد میں سے بعض لوگ توحید پر رہے۔ ابن المنذر رحمۃ اللہ علیہ نے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان: رَبِّ اجْعَلْنِيْ مُقِيْمَ الصَّلٰوةِ وَ مِنْ ذُرِّيَّتِيْ (ابراہیم:40) ''میرے رب! بنا دے مجھے نماز قائم کرنے والا اور میری اولاد کو بھی۔'' کی تفسیر میں لکھا ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اولاد میں سے بعض لوگ ایسے بھی رہے جو صرف اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتے تھے۔

حضرات ابن عباس، مجاہد، قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے قابل اعتماد سند کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان: وَ جَعَلَهَا كَلِمَةًۢ بَاقِيَةً فِيْ عَقِبِهٖ (الزخرف:28) کی تفسیر میں لکھا ہے کہ اس سے مراد توحید اور اخلاص ہے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اولاد میں سے کچھ لوگ ایسے بھی تھے جو اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کا اقرار کرتے تھے اور اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتے تھے۔ حافظ ناصر الدین دمشقی نے کیا خوب کہا ہے:

تَنَقَّلَ اَحْمَدُ نُوْرًا عَظِيْمًا   تَلَأْلَأَ فِيْ جِبَاهِ السَّاجِدِيْنَ

تَقَلَّبَ فِيْهِمْ قَرْنًا فَقَرْنًا   اِلٰى اَنْ جَاءَ خَيْرُ الْمُرْسَلِيْنَا

''احمد مصطفیٰ ﷺ ایک نور مبارک کی شکل میں منتقل ہوتے رہے۔ یہ مبارک نور سجدہ کرنے والوں کی پیشانیوں میں چمکتا رہا۔ زمانہ در زمانہ یہ نور ان میں منتقل ہوتا رہا حتیٰ کہ حضور ﷺ کا ظہور ہو گیا۔''

''المقامة السندسية کی عبارت ختم ہوئی۔''

ہم نے رسالے کا صرف پہلا نصف ہی ذکر کیا ہے۔ نصف ثانی میں علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے ان لوگوں کا رد کیا ہے جنہوں نے حضور ﷺ کے والدین کریمین کے ایمان کا انکار کیا ہے۔ نصف ثانی کو یہاں ذکر کرنے کی کوئی ضرورت نہیں

قصیدہ یہ ہے:

مَاتَتْ اُمُّ النَّبِیِّ وَھُوَ ابْنُ سِتٍّ　　وَاَبُوْہُ وَبَیْتُہٗ الْاَحْشَاءُ

جب حضور ﷺ چھ سال کے تھے تو آپ کی والدہ کا انتقال ہوگیا اور آپ ابھی شکم مادر میں ہی تھے کہ آپ کے والد کا بھی وصال ہوگیا۔

ثُمَّ اَحْیَاھُمَا الْقَدِیْرُ فَحَازَا　　شَرَفُ الدِّیْنِ حَبَّذَا الْاِحْیَاءُ

پھر قادر خدا نے ان دونوں کو زندہ کیا اور انہوں نے دین کی دولت پالی واہ کیا خوب جان بخشی ہے۔

وَھُمَانَا جِیَانِ مِنْ غَیْرِ شَکٍّ　　فَتْرَۃٌ اَوْحَیَاۃٌ اَوْحُنَفَاء

حضور ﷺ کے والدین کریمین اہل فترت میں سے ہونے، یا زندہ کئے جانے یا حنفاء ہونے کی وجہ سے بلاشک نجات یافتہ ہیں۔

رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمَا وَکِرَامُ　　النَّاسِ مِنَّا وَلْتَسْخَطِ اللُّؤَمَاءُ

اللہ تعالیٰ ان دونوں سے بھی اور ہم میں سے کریم لوگوں سے بھی راضی ہوتا کہ لئیم اس سے ناخوش ہوں۔

لَیْسَ یَرْتَابُ فِی نَجَاتِھِمَا　　اِلَّا رَقِیْعٌ فِی الدِّیْنِ اَوْ رُقَعَاءُ

ان دونوں کی نجات میں کوئی شبہ نہیں صرف وہی شک کرسکتا ہے جو دین کے معاملہ میں بے حیائی کا مرتکب ہوتا ہے۔

کَیْفَ تُرْجَی النَّجَاۃَ لِلنَّاسِ مِمَّنْ　　مَا اَتٰی وَالِدَیْہِ مِنْہُ النَّجَاءُ

اس ذات سے نجات کی امید کیسے رکھی جاسکتی ہے جس کے والدین بھی اس کی وجہ سے نجات نہ پاسکے ہوں۔

کَمْ اَتَانَا بِاَمْرِ بِرٍّ وَنَھْیٍ　　عَنْ عُقُوْقٍ وَھُوَ الْفَتٰی الْمَتَاءُ

آپ ہمارے پاس کتنے ہی نیکی اور نہی کے پیغام لے کر آئے جبکہ آپ بھرپور جوان تھے۔

وَمَحَالٌ تَکْلِیْفُہٗ النَّاسَ خَیْرًا　　ھُوَ مِنْہُ حَاشَا وَحَاشَا بَرَاءُ

یہ محال ہے کہ آپ لوگوں کو تو بھلائی کا مکلف کریں اور خود معاذ اللہ اس سے خالی ہوں۔

أَیَرَوْنَ الدُّعَاءَ مَا کَانَ مِنْہُ　　لَھُمَا اَوْدَعَا وَخَابَ الدُّعَاءُ

کیا لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ آپ نے اپنے والدین کے لئے دعا نہیں مانگی یا مانگی تو تھی لیکن وہ قبول نہیں ہوئی۔

بَلْ دَعَا اللّٰہُ وَاسْتَجَابَ لَہٗ　　اللّٰہُ فَحَیَّا تِلْکَ الْقُبُوْرُ الْحَیَاءُ

بلکہ سچ یہ ہے کہ آپ نے اللہ سے دعا کی اور اللہ تعالیٰ نے آپ کی دعا کو قبول کیا اور ان قبروں کو حیاتِ نو عطا فرمائی۔

ہی انہوں نے اپنے لئے کوئی شریعت ایجاد کی اور نہ ہی انہوں نے اپنے لئے کوئی دین بنایا بلکہ وہ ہر چیز سے غافل ہی رہے زمانہ جاہلیت میں جو شخص اس طرح رہا ہو وہ حقیقت میں اہل فترت میں سے ہے یہی وہ لوگ ہیں جنہیں کوئی عذاب نہیں ہوگا جیسا کہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں۔

تیسری قسم

اس قسم میں وہ لوگ شامل ہیں جنہوں نے توحید کو اپنی بصیرت سے پالیا لیکن انہوں نے اس کو اختیار نہ کیا بلکہ وحدانیت میں تبدیلی کی اپنے لئے ایک نئی شریعت ایجاد کر لی وہ خود ہی اشیاء کو حلال اور حرام کرتے رہے۔ یہی وہ لوگ ہیں جن کے بارے میں احتمال ہے کہ بروز حشر عذاب میں مبتلا کیا جائے گا۔

یا پھر اس کا جواب یہ دیا جائے گا کہ یہ اخبار آحاد ہیں جو دلیل قطعی کا مقابلہ نہیں کر سکتیں جیسا کہ پہلے گزر چکا ہے اور بعض اہل علم نے یہ بھی اضافہ کیا ہے کہ حضور ﷺ کے والدین کریمین کو اس آخری قسم سے خارج کرنا ضروری ہے۔

بہت سی روایات بھی ایسی موجود ہیں جو اس محل اور موقع کے مناسب ہیں اگرچہ وہ اس مقصد میں نص کے قائم مقام نہیں ہو سکتیں۔ جیسا کہ ابو حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا ہے وہ: وَلَسَوۡفَ يُعۡطِيكَ رَبُّكَ فَتَرۡضَىٰٓ ۝ (الضحیٰ: 5) ''اور عنقریب آپ کا رب آپ کو اتنا عطا فرمائے گا کہ آپ راضی ہو جائیں گے۔'' کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ کی رضا اور خوشی اسی میں ہے کہ آپ ﷺ کے اہل بیت کا کوئی فرد بھی دوزخ میں نہ جائے۔ اس قول کی عمومیت بھی اسی بات کا تقاضا کرتی ہے کہ حضور ﷺ کے والدین کریمین اہل جنت میں سے ہیں۔

ابو سعید رحمۃ اللہ علیہ نے ''شرف النبوۃ'' میں عمران بن حصین سے روایت کیا ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ میں نے اپنے رب سے دعا مانگی کہ میرے اہل بیت میں سے کوئی فرد بھی دوزخ میں نہ جائے۔ اس حدیث شریف کی عمومیت کا بھی یہی تقاضا ہے کہ حضور اکرم ﷺ کے والدین کریمین اہل جنت میں سے ہوں اس کی وجہ ہم نے ''المقامہ'' کی ابتداء میں بیان کر دی ہے۔ اس کے بارے میں ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ کا قول مذکورہ بالا اصول اور اس حدیث کو جامع ہے وہ فرماتے ہیں کہ اس سے مراد یہ ہے کہ حضور ﷺ کی وہ آل جن کا تعلق فترت سے ہے وہ اس امتحان اور آزمائش کے وقت اطاعت کریں گے تاکہ انہیں جنت میں دیکھ کر حضور ﷺ کی آنکھوں کو ٹھنڈک ملے۔ اگر ہم بھی وہ نازیبا باتیں کرتے جن کو بعض لوگوں نے کہا ہے تو پھر ہم ضرور حضور ﷺ کے اس فرمان کو پیش کرتے آپ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ پر وحی کی ہے وہ فرماتا ہے کہ میں نے ہر اس پشت پر جس نے تجھ کو نازل کیا اور ہر اس پیٹ پر جس نے تجھ کو اٹھایا ہے آگ حرام کر دی ہے لیکن ہم کو اس جیسے دلائل پیش کرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ مجھے ایسی اشیاء سے موٹے قطرات والی بارش طلب کرنے کی کوئی ضرورت نہیں بلاشبہ قوی دلائل ان نازیبا کلمات سے مستغنی ہوتے ہیں جن پر کسی اعتراض کی گنجائش ہو جب ماہ تمام ضوفشاں ہو تو پھر ستارے کی ضرورت باقی نہیں رہتی۔ جب پانی موجود ہو تو تیمم باطل ہو جاتا ہے۔

اس موضوع پر میں نے اپنے قصیدۂ ہمزیہ ''طیبہ الغراء فی مدح سید الانبیاء'' میں اچھی طرح روشنی ڈالی ہے۔ وہ

حاضر ہوں'' آپ ﷺ نے اس بچی سے پوچھا کہ کیا تو پسند کرتی ہے کہ اس جہان میں واپس آئے اس نے جواب دیا نہیں اللہ کی قسم یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم میں نے اپنے رب کو اپنے والدین سے زیادہ مہربان اور شفیق پایا ہے اور میں نے آخرت کو دنیا سے بہتر پایا ہے۔

علامہ قاضی عیاض نے ''شفا'' میں حضرت حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ ایک شخص بارگاہ نبوت میں حاضر ہوا اور عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم میری لڑکی فلاں جنگل میں مرگئی ہے۔ حضور پرنور ﷺ اس کے ساتھ اس وادی میں تشریف لے گئے اور اس لڑکی کو اس کے نام سے یاد فرمایا اے فلانہ! اللہ کے حکم سے زندہ ہو جا وہ لڑکی لَبَّیکَ وَسَعْدَیکَ کہتی ہوئی زندہ ہوگئی۔ حضور اکرم ﷺ نے اس سے فرمایا تیرے والدین نے اسلام قبول کرلیا ہے اگر تو پسند کرتی ہے تو میں تمہیں ان کے پاس واپس بھیج دیتا ہوں اس لڑکی نے عرض کی مجھے اس کی ضرورت نہیں میں نے اللہ تعالیٰ کو اپنے والدین سے زیادہ رحیم پایا ہے۔

ابونعیم رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ضمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ایک شخص کے پاس ایک بھیڑ تھی۔ اس شخص کا بیٹا اس کا دودھ دوہتا اور بارگاہ رسالت میں روزانہ دودھ کا ایک پیالہ پیش کرتا۔ کچھ وقت گزرنے کے بعد حضور ﷺ نے اس آدمی کے بیٹے کو ملاحظہ نہ فرمایا۔ اس کا باپ بارگاہ نبوت میں حاضر ہوا اور عرض کی کہ میرا بیٹا مر گیا ہے۔ شافع یوم النشور ﷺ نے فرمایا اگر تو چاہتا ہے تو میں اللہ تعالیٰ کے حضور دعا مانگتا ہوں وہ تیرے لئے تیرے بیٹے کو زندہ کردے گا اور اگر تو صبر کرے گا تو پھر قیامت تک اس کو تیرے لئے مؤخر کر دیا جائے گا بروز حشر تیرا بیٹا تیرے پاس آئے گا۔ تیرے ہاتھ کو تھام کر تجھے جنت کے دروازے تک لے جائے گا اور تو جنت کے جس دروازہ سے چاہے گا اس میں سے داخل ہو جائے گا۔ اس آدمی نے عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم کیا یہ سعادت صرف میرے لئے ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا یہ سعادت تیرے لئے بھی ہے اور اسی طرح ہر مومن کے لئے بھی ہے۔

اس حدیث میں اگرچہ مردہ کو زندہ کرنے کا معجزہ بیان نہیں ہوا لیکن اس سے یہ ضرور ثابت ہوتا ہے کہ آپ ﷺ کو اس شخص کے بیٹے کو زندہ کرنے کا اختیار دے دیا گیا تھا اگر وہ آدمی پسند کرتا اور آپ ﷺ دعا فرماتے تو اللہ تعالیٰ اس کو آپ کے لئے ضرور زندہ کر دیتا۔ اسی طرح اور بہت سی ایسی کرامات ثابت ہیں جن میں صحابہ کرام اور اولیائے عظام نے مردوں کو زندہ کیا۔ ان تمام کرامات کا ذکر اس کتاب کے اختتام میں آئے گا۔ اب میں صرف اس صحابیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا تذکرہ کرتا ہوں جس کے بچے کو اللہ تعالیٰ نے عہد رسالت میں زندہ کر دیا تھا۔

ابن عدی، ابن ابی الدنیا، امام بیہقی اور ابونعیم رحمۃ اللہ علیہم نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ ہم بارگاہ نبوت میں حاضر تھے ایک اندھی مہاجرہ بڑھیا آپ ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئی اس کے ساتھ اس کا ایک بیٹا بھی تھا جو بالغ ہو چکا تھا۔ کچھ روز گزرنے کے بعد اس کا بیٹا مدینہ طیبہ کی وباء میں مبتلا ہو گیا اور اسی مرض میں انتقال کر گیا۔ حضور ﷺ نے اس سے چشم پوشی فرمائی اور ہمیں اس کی تجہیز و تدفین کرنے کا حکم دیا۔ جب ہم نے اس کو

دوسری فصل

اس فصل میں ان بعض اشیاء کا تذکرہ کیا جائے گا جن کو اللہ تعالیٰ نے حضور اکرم ﷺ کے لئے زندہ کیا

ابونعیم رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت عبدالرحمٰن بن کعب بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما حضور اکرم ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے۔ انہوں نے دیکھا کہ آپ ﷺ کے چہرہ اقدس کا رنگ متغیر ہے وہ اپنی زوجہ محترمہ کے پاس گئے اور ان سے کہا میں نے حضور ﷺ کے چہرۂ اقدس کا رنگ بدلا ہوا دیکھا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ شاید بھوک کی شدت کی وجہ سے آپ ﷺ کے چہرۂ اقدس کا رنگ متغیر ہو گیا ہے۔ کیا تیرے پاس کوئی ایسی چیز ہے جس کو پکا کر بارگاہ رسالت میں پیش کر سکیں۔ اس فرخندہ فال عورت نے کہا اللہ کی قسم! ہمارے پاس اس چھوٹی سی بکری اور تھوڑے سے جو کے علاوہ اور کوئی چیز نہیں ہے۔ میں نے اس بکری کو ذبح کیا اور اس کے گوشت کو پکایا۔ میری زوجہ نے جو پیس کر انہیں گوندھا اور اس کی روٹیاں پکائیں۔ پھر ہم نے ایک بڑے سے پیالے میں ثرید بنائی اور میں اس پیالے کو اٹھا کر بارگاہ رسالت میں لے گیا۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا اے جابر! اپنی قوم کو بلاؤ میں نے صحابہ کرام علیہم الرضوان کو آواز دی۔ وہ تمام آپ ﷺ کے پاس جمع ہو گئے حضور ﷺ نے فرمایا۔ میرے پاس مختلف گروہوں کی صورت میں آؤ۔ تمام صحابہ کرام علیہم الرضوان نے گروہ کی شکل میں کھانا کھانا شروع کیا جب ایک گروہ سیر ہو کر کھا لیتا تو وہ باہر چلا جاتا اس کی جگہ دوسرا گروہ آ جاتا حتیٰ کہ تمام صحابہ کرام علیہم الرضوان نے خوب جی بھر کر کھانا کھایا اس کے باوجود اس پیالے میں ابھی اتنا ہی کھانا موجود تھا جتنا کہ میں اپنے گھر سے لے کر آیا تھا۔ حضور ﷺ نے صحابہ کرام سے فرمایا کھانا کھاؤ لیکن کسی ہڈی کو نہ توڑنا۔ پھر حضور ﷺ نے اسی پیالے کے درمیان ہڈیوں کو جمع کیا اپنا دست اقدس ان ہڈیوں پر رکھ کر کچھ کلام پڑھا جو مجھے سنائی نہیں دیا۔ میں نے دیکھا کہ اچانک وہ بکری اپنے کانوں کو ہلاتی ہوئی کھڑی ہو گئی۔ حضور ﷺ نے مجھ سے فرمایا اپنی بکری لے جاؤ۔ میں وہ بکری لے کر اپنی بیوی کے پاس گیا اس نے پوچھا یہ کیا ہے؟ میں نے کہا اللہ کی قسم یہ ہماری وہی بکری ہے جو ہم نے ذبح کی تھی حضور ﷺ نے بارگاہ ربوبیت میں دعا مانگی تو اللہ تعالیٰ نے اسے ہمارے لئے زندہ کر دیا۔ میری زوجہ نے کہا میں گواہی دیتی ہوں کہ وہ اللہ کے سچے رسول ہیں۔

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے دلائل میں روایت کیا کہ سرور کائنات ﷺ نے ایک شخص کو اسلام کی دعوت دی اس نے کہا میں اس وقت تک آپ پر ایمان نہیں لاؤں گا جب تک آپ میری بچی کو زندہ نہیں کریں گے۔ حضور اکرم ﷺ نے اس شخص سے کہا مجھے اس بچی کی قبر دکھاؤ۔ اس شخص نے حضور ﷺ کو اپنی بچی کی قبر دکھائی آپ ﷺ نے فرمایا اے فلانہ! اس بچی نے جواب دیا لَبَّیْکَ وَسَعْدَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ! صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْکَ وَسَلَّمَ'' اے اللہ کے رسول مکرم ﷺ میں

چوتھا باب

اس باب میں حضور پرنور شافع یوم النشور ﷺ کے ان معجزات کو بیان
کیا جائے گا جن کا تعلق بیماریوں اور وباؤں سے شفا عطا فرمانے اور
اخلاق، اعیان اور صفات کو تبدیل کرنے کے ساتھ ہے

یہ باب بھی دو فصلوں پر مشتمل ہے۔

پہلی فصل

اس فصل میں سید مرسلاں ﷺ کے وہ معجزات بیان کئے جائیں گے جن میں آپ ﷺ کی
برکت سے لوگوں کو بیماریوں اور وباؤں سے نجات حاصل ہوئی اور ان کے زخم درست ہو گئے

یہ باب اتنا وسیع ہے کہ اس کا احاطہ کرنا ناممکن ہے آپ ﷺ سے اسی قسم کے بہت سے معجزات رونما ہوئے آپ ﷺ نے مختلف بیماریوں سے شفاء عطا فرمائی۔ کبھی آپ ﷺ نے مریضوں کو چھو کر یا انہیں اپنا لعاب دہن لگا کر شفا بخشی اور کبھی اپنے رب کی بارگاہ میں دعا کر کے لوگوں کو تندرستی کی نعمت عطا کی۔ آپ ﷺ کے اس قسم کے معجزات ان گنت اور بے شمار ہیں اور یہ ان دواؤں کے علاوہ ہیں جو حضور ﷺ نے علم طب کے موافق لوگوں کے لئے تجویز فرمائی تھیں وہ دوائیں بھی کثیر ہیں اور علمائے کرام نے اس صنف پر علیحدہ کتب تصنیف کیں ہیں۔ ان کتب کو انہوں نے ''الطب النبوی'' کے نام سے موسوم کیا ہے مثلاً علامہ ابن قیم کی اور علامہ حافظ الذہبی اور علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہما کی کتابیں بہت شہرت کی حامل ہیں۔ آپ ﷺ کا ان دواؤں کو علم طب کے موافق تجویز فرمانا بھی آپ ﷺ کی نبوت کی دلیل اور رسالت کی علامت ہے کیونکہ حضور ﷺ اُمی تھے آپ ﷺ نے طب کا علم نہ ہی کسی طبیب اور حکیم سے سیکھا تھا اور نہ ہی یہ علم کسی اور سے حاصل کیا تھا۔ آپ ﷺ نے ایک ایسی قوم کے درمیان پرورش پائی تھی جو بالکل ان پڑھ تھی آپ ﷺ کو اس ضمن میں جو کچھ بھی عطا کیا گیا وہ آپ ﷺ کے معجزات ہیں اور اللہ رب العزت نے خود اپنے محبوب کریم ﷺ کو اس کی تعلیم دی ہے۔ ارشاد ربانی ہے: وَمَا یَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰی ؕ اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْیٌ یُّوْحٰی ۙ (النجم:4-3) ''وہ تو بولتا ہی نہیں اپنی خواہش سے نہیں ہے یہ مگر وحی جو ان کی طرف کی جاتی ہے۔''

اسی طرح آپ ﷺ کا مختلف بیماریوں کا علاج آیات قرآنیہ، اذکار اور دعاؤں کے ذریعے کرنا بھی آپ ﷺ کی

غسل دینے کا ارادہ کیا تو حضور پرنور ﷺ نے مجھ سے فرمایا اے انس! اس کی والدہ کے پاس جاؤ اور اسے اس کے انتقال کی خبر دو میں اس بڑھیا کے پاس گیا اور اسے بتایا کہ تیرا بیٹا مر چکا ہے وہ خاتون اپنے بیٹے کی میت کے پاس آئی اور اس کے قدموں کی طرف بیٹھ گئی اس نے اپنے بیٹے کے دونوں پاؤں کو پکڑ لیا اور ہم سے پوچھا کیا میرا بیٹا مر گیا ہے ہم نے کہا ہاں اب وہ اس دنیا سے رخصت ہو چکا ہے۔ اس بڑھیا نے بارگاہ ربوبیت میں یوں التجا کی اے میرے مولا! تو جانتا ہے کہ میں تجھ پر برضا و رغبت ایمان لائی میں نے بتوں کی پوجا کو چھوڑا اے میرے مالک حقیقی! بتوں کے بجاری میری اس مصیبت پر خوش نہ ہوں نہ ہی مجھ پر اس مصیبت کا بوجھ ڈال جس کو اٹھانے کی مجھ میں ذرا بھی طاقت نہیں ہے۔"

اللہ کی قسم! جونہی اس بڑھیا کی دعا ختم ہوئی اس کے بیٹے کے قدموں میں حرکت پیدا ہوئی اور اس نے اپنے چہرے سے کپڑا اٹھایا۔ اب وہ تندرست و توانا تھا اس نے کھانا بھی کھایا ہم نے بھی اس کے ساتھ کھانا کھایا پھر اس نے ایک طویل زندگی گزاری حتیٰ کہ حضور ﷺ کا وصال بھی اس کی زندگی میں ہوا اور اس کی زندگی ہی میں اس کی والدہ محترمہ نے بھی اس دنیا سے کوچ کیا۔

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک اور سند سے حضرت قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یہی واقعہ روایت کیا ہے لیکن انہوں نے اس دعا کا بھی اضافہ کیا ہے جو حضور ﷺ نے حضرت قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے فرمائی آپ نے اپنے رب سے التجا کی اے میرے رب! قتادہ کو حسن و زیبائی عطا فرما۔

ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت زید بن اسلم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضرت قتادہ بن نعمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی آنکھ کا ڈھیلا ان کے رخسار پر بہہ گیا حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے اپنے دست اقدس سے اسکو حضرت قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی آنکھ میں لگا دیا ان کی وہ آنکھ جس کو حضور اکرم ﷺ نے اپنا دست اقدس لگایا تھا وہ دوسری آنکھ سے کہیں زیادہ درست ہوگئی۔ ابونعیم رحمۃ اللہ علیہ نے عبداللہ بن ابی صعصہ کی سند سے حضرت ابوالسعید الخدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے وہ اپنے بھائی حضرت قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں کہ غزوۂ بدر کے دن میری دونوں آنکھوں پر زخم آئے جن کی وجہ سے وہ میرے رخساروں پر بہہ گئیں میں انہیں لے کر بارگاہ رسالت میں حاضر ہوا حضور ﷺ نے میری آنکھوں کو اپنے دست اقدس سے ان کی جگہوں پر رکھ دیا اور ان پر اپنا لعاب دہن لگایا۔ جس کے فوراً بعد میری آنکھیں روشن ہوگئیں۔

امام البیہقی، الطبرانی اور ابونعیم رحمۃ اللہ علیہم نے کئی اسناد سے روایت کیا ہے کہ غزوۂ احد کے دن حضرت قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی آنکھ کو زخم لگا۔ اس کا ڈھیلا ان کی آنکھ پر بہہ گیا۔ حضور ﷺ نے اپنے دست اقدس سے ان کی آنکھ کے ڈھیلے کو آنکھ میں رکھ دیا۔ وہ آنکھ جس کو دست مصطفیٰ ﷺ نے چھوا تھا وہ دوسری آنکھ سے زیادہ حسین ہوگئی۔

امام الطبرانی اور ابونعیم رحمۃ اللہ علیہما نے حضرت قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا وہ فرماتے ہیں کہ غزوۂ احد کے دن میں نے اپنے چہرے کے ذریعے حضور ﷺ کے چہرہ اقدس کا تیروں سے دفاع کر رہا تھا۔ اسی اثناء میں ایک تیر میری آنکھ میں لگا جس کی وجہ سے آنکھ کا ڈھیلا نکل کر رخسار پر گر پڑا۔ میں نے وہ ڈھیلا ہاتھ پر رکھا اور دوڑتا ہوا بارگاہ رسالت میں چلا گیا جب آپ ﷺ نے میرے ہاتھ پر میری آنکھ کے ڈھیلے کو دیکھا تو آپ ﷺ کی آنکھوں میں آنسو آ گئے۔ آپ نے دعا مانگی اے مالک الملک! قتادہ کی اسی طرح حفاظت فرما جس طرح اس نے اپنے چہرے کے ذریعے تیرے نبی ﷺ کے چہرے کی حفاظت کی ہے اس کی اس آنکھ کو تیز بین اور حسین بنا دے۔ اس دعا کے بعد حضرت قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی آنکھ اسی طرح ہوگئی جس طرح سید المرسلین ﷺ نے ان کے لئے دعا مانگی تھی۔

ابویعلی رحمۃ اللہ علیہ نے عبدالرحمٰن بن حارث کی سند سے ان کے دادا سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں غزوۂ احد کے دن حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی آنکھ کو زخم لگا۔ اس آنکھ پر حضور ﷺ نے اپنا لعاب دہن لگایا جس کی وجہ سے ان کی وہ آنکھ دوسری آنکھ سے کہیں بہتر ہوگئی۔

الزبیر بن بکار اور ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہم نے سعید بن عبید الثقفی سے روایت کیا ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت ابوسفیان بن حرب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو غزوۂ طائف کے دن دیکھا کہ وہ ابن یعلی کے باغ میں بیٹھے ہوئے کھجوریں کھا رہے تھے

نبوت کی ایک اہم دلیل ہے اور آپ ﷺ کے عظیم معجزات میں سے ہے۔ ایسے معجزات کی تعداد بھی بے شمار ہے میں نے ان معجزات کی کافی تعداد کو اپنی کتاب ''سعادة الدارين فى الصلوة على سيد الكونين''میں جمع کیا ہے۔

آپ ﷺ کی روحانی طب اس سے بھی عجیب ترین ہے۔ جسمانی طب کو اس پر قیاس بھی نہیں کیا جا سکتا روح کی شفا جسم کی شفا سے کہیں زیادہ افضل، اکمل، نافع اور بلند ہے۔ اس سے میری مراد یہ ہے کہ جو شخص کفر کی بیماری میں مبتلا تھا اللہ تعالیٰ کے محبوب کریم ﷺ نے اسلام کی دوا کے ساتھ اس کا علاج کیا جس طرح کفر روح کی ایک غلیظ ترین بیماری ہے اسی طرح اسلام روح کی عمدہ ترین صحت ہے۔ ایک اکھڑ اور اجڈ اعرابی جو جہالت کی تاریکیوں میں غرق تھا صرف آپ ﷺ کی ذات پر ایمان لے آنے کی وجہ سے ہی اس کی حالت بدل گئی اس کا دل نور علم سے منور ہو گیا اور اس نے فوراً حکمت و دانائی کی باتیں کرنا شروع کر دیں پھر اس نے اتنی زیادہ ترقی کی کہ میدان علم میں اس نے اپنی عظمت کے جھنڈے گاڑھے اس جہان رنگ و بو میں اس کے ذکر کو دوام نصیب ہوا اس کے علم سے کئی قوموں نے فائدہ حاصل کیا کون سی شفا اس شفا (اسلام) سے عظیم ہو سکتی ہے؟ اور کون سی بیماری اس بیماری (کفر) سے زیادہ غلیظ ہو سکتی ہے؟

اب میں ان معجزات کا ذکر کر رہا ہوں جن میں آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ظاہری بیماری کا علاج فرمایا تھا۔ بیمار لوگ یا تو آپ ﷺ کے صرف چھونے سے یا صرف دعا سے ہی تندرست ہو گئے تھے۔

ابن ابی شیبہ، امام البغوی، الطبرانی اور ابو نعیم رحمۃ اللہ علیہم نے حضرت حبیب بن فدیک رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں اپنے والد محترم کو لے کر بارگاہ رسالت میں گیا۔ اس وقت ان کی آنکھیں سفید ہو چکی تھیں اور انہیں کچھ نظر نہیں آتا تھا حضور ﷺ نے میرے والد محترم سے پوچھا تمہیں کیا ہوا ہے میرے والد مکرم نے عرض کی میرا پاؤں سانپ کے انڈے پر آ گیا تھا جس کی وجہ سے میری بصارت چلی گئی اور میں اندھا ہو گیا۔ حضور ﷺ نے اپنا لعاب دہن ان کی آنکھوں سے لگایا جس کی وجہ سے انہیں فوراً بصارت مل گئی اور انہوں نے دیکھنا شروع کر دیا میں نے انہیں دیکھا کہ وہ اسّی سال کی عمر میں سوئی میں دھاگہ خود ہی ڈال لیا کرتے تھے۔

ابن اسحاق اور امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہما نے حبیب بن عبد الرحمٰن سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ غزوۂ بدر کے دن میرے دادا حضرت حبیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ایک تلوار لگی جس کی وجہ سے ان کا ایک بازو ڈھلک گیا۔ حضور ﷺ نے اس بازو پر اپنا لعاب مبارک لگا کر اسے اس کی جگہ میں جوڑ دیا۔ آپ ﷺ کے لعاب دہن کی برکت سے وہ بازو اپنی جگہ پر جڑ گیا۔

ابن عدی، ابو یعلی اور امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہم نے عاصم بن عمر کی سند سے حضرت قتادہ بن نعمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ غزوۂ بدر کے دن ان کی آنکھ کو کوئی چیز لگی جس کی وجہ سے ان کی آنکھ ان کے رخسار پر بہہ گئی۔ لوگوں نے ارادہ کیا کہ ان کی آنکھ کو جدا کر دیں جب انہوں نے حضور اکرم ﷺ سے اس کے بارے میں پوچھا تو آپ نے فرمایا نہیں ان کی آنکھ کو جدا نہ کرو آپ ﷺ نے حضرت قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنے پاس بلایا اور اپنے دست اقدس سے آنکھ کے ڈھیلے کو اس کی جگہ پر رکھ دیا۔ اس کے بعد حضرت قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نہیں جانتے تھے کہ ان کی کس آنکھ کو زخم آیا تھا۔

نے خیبر کے دن فرمایا کہ کل میں یہ جھنڈا اس شخص کے سپرد کروں گا جس کے ہاتھ پر اللہ تعالیٰ ہمیں فتح عطا فرمائے گا۔ جب صبح ہوئی تو حضور ﷺ نے فرمایا علی کہاں ہیں؟ صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کی ان کی آنکھوں میں آشوب ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا انہیں میرے پاس لے کر آؤ۔ صحابہ کرام نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو آپ ﷺ کی بارگاہ بے کس پناہ میں پیش کیا آپ ﷺ نے ان کی آنکھوں پر اپنا لعاب لگایا اور ان کے لئے دعا فرمائی تو وہ فوراً تندرست ہو گئے ایسے معلوم ہوتا تھا کہ گویا انہیں کبھی آشوب چشم ہوا ہی نہیں۔

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت عاصم الاحول کی سند سے حضرت ابوعثمان النہدی اور حضرت ابوقلابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا ہے کہ جب حضور ﷺ غزوۂ خیبر سے واپس تشریف لائے تو اس وقت کھجوریں پک کر تیار ہو چکی تھیں۔ اس وجہ سے لوگوں نے اس سفر کو جلد از جلد طے کیا جس کی وجہ سے انہیں بخار ہو گیا۔ انہوں نے بارگاہ رسالت میں اپنی بیماری کے بارے میں عرض کی۔ آقائے دو جہاں ﷺ نے فرمایا'' پانی کو شنان میں ٹھنڈا کرو پھر فجر کی دو آذانوں کے درمیان اپنے اوپر انڈیل لو جب پانی کو اپنے اوپر پھینکنے لگو تو اللہ کو یاد کرنا۔'' انہوں نے ایسا ہی کیا۔ اس کے بعد ان میں ایسی چستی آ گئی کہ گویا انہیں بخار ہوا ہی نہیں تمام لوگ بالکل تندرست و توانا ہو گئے۔

ابونعیم رحمۃ اللہ علیہ نے ''المعرفۃ'' میں حضرت عبدالرحمٰن بن موقع رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے وہ کہتے ہیں کہ جب خیبر فتح ہوا تو یہ کھجوروں کے پکنے کا موسم تھا۔ لوگوں نے جلد از جلد سفر طے کیا تا کہ وہ بروقت کھجوروں کو توڑ سکیں۔ اسی وجہ سے وہ بخار میں مبتلا ہو گئے۔ انہوں نے بارگاہ رسالت میں اپنی بیماری کی شکایت کی۔ حضور ﷺ نے انہیں فرمایا پانی کو شنان میں ٹھنڈا کرو پھر دو نمازوں کے مابین اسے اپنے اوپر انڈیل لو۔ انہوں نے ایسے ہی کیا۔ جس کی وجہ سے تمام لوگوں کا بخار اتر گیا۔

امام واقدی اور امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہما نے حضرت عبداللہ بن انیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ جب میں غزوۂ خیبر کے لئے سفر پر روانہ ہوا تو میرے ساتھ میری زوجہ بھی تھی وہ حاملہ تھی اسے راستے میں ہی دردزہ شروع ہو گیا میں نے بارگاہ رسالت میں حاضر ہو کر تمام صورت حال عرض کی۔ آپ ﷺ نے فرمایا'' کھجوروں کو پانی میں بھگو دو جب وہ نرم اور ملائم ہو جائیں تو وہ کھجوروں والا پانی اپنی زوجہ کو پلا دو۔'' حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے اسی طرح کیا۔ کھجوروں والا پانی اپنی زوجہ کو پلایا اس کے بعد اس نے کسی بھی ناپسندیدہ چیز کو نہ دیکھا۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے زید بن ابی عبید سے روایت کیا ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت سلمہ بن ابن الاکوع رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی پنڈلی پر زخم کا نشان دیکھا میں نے انہیں پوچھا'' یہ کیسا زخم ہے؟ انہوں نے فرمایا یہ زخم مجھے غزوۂ خیبر میں لگا تھا۔ جب مجھے یہ زخم آیا تو لوگوں نے کہا سلمہ کو ایک گہرا زخم آیا ہے۔'' میں بارگاہ رسالت میں حاضر ہوا و سیلہ بے کساں ﷺ نے میرے زخم پر تین مرتبہ پھونک ماری اس دن سے لے کر آج تک مجھے اس زخم میں کبھی بھی درد کی شکایت نہیں ہوئی۔

امام بیہقی اور ابونعیم رحمۃ اللہ علیہما نے حضرت عروہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سند سے اور حضرت موسیٰ بن عقبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سند سے حضرت ابن شہاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے وہ کہتے ہیں حضور نبی کریم ﷺ نے حضرت عبداللہ بن

میں نے ان کو تیر مارا جوان کی آنکھ پر جالگا۔ وہ حضور ﷺ کی بارگاہ میں آئے اور عرض کی یارسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم میری اس آنکھ پر اللہ کی راہ میں زخم لگ گیا ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا اگر تم چاہتے ہو تو میں تمہارے لئے دعا کر دیتا ہوں اور تیری آنکھ درست ہو جائے گی اور اگر تم چاہتے ہو اس کے بدلے اللہ تعالیٰ تمہیں جنت عطا فرمائے گا۔ انہوں نے عرض کی کہ دعا فرمائیں اللہ تعالیٰ مجھے اس کے بدلے جنت عطا فرمائے۔

ابن ابی شیبہ، حاکم، امام بیہقی اور ابونعیم رحمۃ اللہ علیہم نے معاذ بن رفاعہ سے روایت کیا ہے وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں۔ وہ فرماتے ہیں کہ غزوۂ بدر کے دن میں تیراندازی کررہا تھا کہ اچانک ایک تیر میری آنکھ پر آکر لگا۔ میری اس زخمی آنکھ پر حضور اکرم ﷺ نے اپنا لعاب دہن لگایا اور میرے لئے دعا کی۔ اس کے بعد مجھے کسی زخم نے بھی تکلیف نہ دی۔

امام البیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ کی سند سے عبداللہ بن المعقب سے روایت کیا ہے کہ حضرت حارث بن اوس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کعب بن اشرف کو واصل جہنم کرنے گئے تو انہیں سر پر اور ٹانگ پر تلوار کے کچھ زخم آئے۔ ان کے ساتھیوں نے انہیں اٹھا کر بارگاہ نبوت میں پیش کیا۔ جب حضور ﷺ نے اپنے لعاب دہن ان کے زخموں پر لگایا تو ان کی تمام تکلیف ختم ہوگئی۔

بزاز، امام الطبرانی اور ابونعیم رحمۃ اللہ علیہم نے حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ غزوۂ ذات الرقاع کے موقع پر ہم رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے ساتھ سفر پر روانہ ہوئے جب ہم حرہ واقم کے مقام پر پہنچے تو ایک عورت اپنے بچے کو لے کر بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئی۔ اس نے عرض کی یارسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم میرے اس بچے پر جن نے غلبہ پالیا ہے۔ حضور ﷺ نے اس بچے کا منہ کھول کر اس میں اپنا لعاب دہن ڈالا اور تین مرتبہ آپ ﷺ نے فرمایا ''اے اللہ کے دشمن! تو ذلیل ہو جائے۔'' پھر آپ ﷺ نے اس عورت کو مخاطب کر کے فرمایا ''اب تیرے اس بچے کو کسی بھی جن کا سایہ نہیں ہوگا۔'' جب ہم اس غزوۂ سے واپس لوٹے تو وہی عورت پھر حضور اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی آپ ﷺ نے اس سے اس کے بیٹے کے بارے میں پوچھا۔ اس نے عرض کی کہ اس کے بعد اس کے بیٹے کو ایسی کوئی تکلیف نہیں ہوئی۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت البراء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے کہ جب حضرت عبداللہ ابن عتیک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ابورافع کو قتل کیا تو آپ اس کے گھر کے زینے سے اتر رہے تھے کہ آپ اس زینے سے زمین پر گر پڑے اور آپ کی پنڈلی ٹوٹ گئی۔ وہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور رحمت عالم ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہو کر اپنا حال عرض کیا حضور اکرم شفیع معظم ﷺ نے مجھے فرمایا اپنا پاؤں پھیلاؤ میں نے اپنا پاؤں پھیلایا حضور اکرم ﷺ نے پنڈلی پر اپنا دست شفا پھیر دیا آپ ﷺ کے دست رحمت پھیرتے ہی میری پنڈلی ایسے درست ہوگئی کہ گویا کبھی وہ ٹوٹی ہی نہ تھی (1)۔

امام بخاری اور امام مسلم رحمۃ اللہ علیہما نے حضرت سہل بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حبیب مکرم ﷺ

1۔ ہوتی ہے شفا دم میں، دم آتا ہے بے دم میں ۔۔۔ محبوب خدا کا ہے کیا خوب شفاخانہ

ہیں کہ میں نے بارگاہ رسالت میں عرض کی کہ یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم مجھے قرآن پاک بھول جاتا ہے۔ آپ ﷺ نے اپنا ہاتھ مبارک میرے سینے پر رکھا اور فرمایا اے شیطان! عثمان کے سینے سے نکل جا۔ اس کے بعد میں جس چیز کو بھی یاد کر لیتا وہ مجھے نہیں بھولتی تھی۔ امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے اسی حدیث کو ان الفاظ کے ساتھ روایت کیا ہے۔ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے بارگاہ بے کس پناہ میں عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم میرا حافظہ کمزور ہے مجھے قرآن پاک یاد نہیں رہتا حضور ﷺ نے فرمایا وہ ایک شیطان ہے جو قرآن پاک آپ کو بھلا دیتا ہے اس کا نام خنزب ہے۔ پھر آپ ﷺ نے مجھے فرمایا ''میرے قریب ہو جاؤ۔'' آپ ﷺ نے اپنا دست اقدس میرے سینے پر رکھا اس کی ٹھنڈک میں نے اپنے کندھوں کے درمیان محسوس کی۔ آپ ﷺ نے فرمایا اے شیطان عثمان کے سینے سے نکل جا۔ اس کے بعد میری کیفیت یہ ہوگئی کہ میں جس چیز کو سن لیتا وہ مجھے یاد رہتی۔

ابونعیم رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت عثمان بن ابی العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ جب مجھے رسول اللہ ﷺ نے طائف بھیجا تو کوئی شی میری نماز میں خلل ڈالتی تھی حتیٰ کہ مجھے یہ بھی یاد نہیں رہتا تھا کہ میں نے کتنی رکعتیں ادا کی ہیں۔ میں بارگاہ رسالت میں حاضر ہوا اور تمام صورت حال عرض کی آپ ﷺ نے فرمایا وہ ایک شیطان ہے جو نماز میں خلل اندازی کرتا ہے۔ تم میرے قریب ہو جاؤ میں حضور نبی کریم ﷺ کے قریب ہوا۔ آپ ﷺ نے فرمایا اپنا منہ کھولو آپ ﷺ نے میرے سینے پر اپنا دست اقدس پھیرا اور میرے منہ میں اپنا لعاب ڈالا آپ نے فرمایا اے اللہ کے دشمن! نکل جا۔ آپ ﷺ نے تین مرتبہ ایسے ہی کیا پھر فرمایا اپنے علم کے ساتھ مل جاؤ۔ اس کے بعد شیطان نے کبھی بھی میرے علم میں خلل اندازی نہیں کی۔

حضرت امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہی سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے بارگاہ رسالت میں عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم شیطان میرے، میری نماز اور میری قرآت کے درمیان حائل ہو جاتا ہے حضور ﷺ نے فرمایا یہ ایک خنزب نامی شیطان ہے۔ اب تم اس کو محسوس کرو تو اس سے اللہ تعالیٰ کی پناہ حاصل کر لیا کرو اور اپنی بائیں طرف تین مرتبہ تھوک دیا کرو میں نے ایسے ہی کیا اللہ تعالیٰ نے اس شیطان کو مجھ سے دور کر دیا۔

ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ نے محمد بن جابر کی سند سے روایت کیا ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے اپنے باپ سے سنا وہ میرے دادا حضرت سنان بن طلق الیمامی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں کہ بنو حنیفہ میں سے ہمارا ہی پہلا وفد تھا جو بارگاہ رسالت میں حاضر ہوا۔ حضرت سنان رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور ﷺ کی اس حالت میں زیارت کی کہ آپ اپنے سر اقدس کو دھو رہے تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا اے یمامہ کے بھائی! بیٹھ جاؤ اور اپنے سر کو بھی تر لو۔ میں نے آپ ﷺ کے غسل مبارک سے بچے ہوئے پانی سے اپنا سر دھولیا۔ پھر میں حلقہ اسلام میں داخل ہو گیا پھر... لک دو جہاں ﷺ نے میرے لئے ایک خط لکھا۔ میں نے عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم مجھے اپنی قمیص مبارک کا ٹکڑا عطا فرمائیں جس کے ساتھ میں محبت کیا کروں گا۔ امام الانبیاء ﷺ نے مجھے اپنی قمیص کا ٹکڑا عطا فرمایا۔ محمد بن جابر کہتے ہیں

رواحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قیادت میں تیس سواروں کو بشر بن رزام یہودی کی طرف بھیجا ان مجاہدین میں حضرت عبداللہ بن انیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی تھے بشر بن رزام نے حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے چہرے پر تلوار ماری جس کی وجہ سے ان کی پیشانی پر زخم آ گیا حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئے۔ مجسمہ معجزات، سرور کائنات ﷺ نے ان کی پیشانی پر اپنا لعاب دہن لگایا۔ اس کے بعد ان کے زخم نے انہیں کوئی تکلیف یا اذیت نہ دی۔

حاکم، ابونعیم اور ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہم نے حشرج ابن عبداللہ کی سند سے روایت کیا ہے کہ حضرت عائذ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ غزوۂ حنین کے دن میری پیشانی پر ایک تیر لگا جس کی وجہ سے میرے چہرے اور سینے پر خون بہنے لگا۔ خاتم النبیین ﷺ نے اپنے دست اقدس سے میرے چہرے سے لے کر سینے تک خون کو صاف کیا پھر میرے لئے اللہ تعالیٰ کے حضور دعا مانگی۔ حضرت عائذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم نے دیکھا کہ میرے جسم کے جس حصہ پر آپ ﷺ نے اپنا دست اقدس پھیرا وہ چاند کی طرح چمک رہا تھا۔

ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ نے عبدالرحمٰن بن ازہر سے روایت کیا ہے کہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو غزوۂ حنین کے دن ایک زخم آیا حضور ﷺ نے ان کے زخم پر اپنا لعاب دہن لگایا تو اللہ تعالیٰ نے انہیں شفا عطا فرمائی۔

ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ نے عبداللہ بن ابی قتادہ کی سند سے روایت کیا ہے وہ اپنے والد محترم سے روایت کرتے ہیں۔ وہ فرماتے ہیں کہ ذوقرد کے دن حضور ﷺ نے میری طرف نظر کرم فرمائی۔ آپ ﷺ نے میری طرف دیکھا اور دعا فرمائی اے مولا! اس کے بالوں اور چہرے میں برکت عطا فرما۔ پھر حضور ﷺ نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا تیرا چہرہ فلاح پا گیا۔ کیا مسعدہ کو تو نے قتل کیا ہے۔ میں نے عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم اس کو میں نے ہی قتل کیا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا تیرے چہرے پر کس چیز کا زخم ہے میں نے عرض کی میرے چہرے پر دشمن کا تیر لگا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا میرے قریب ہو جا میں آپ ﷺ کے قریب ہو گیا۔ آپ ﷺ نے میرے چہرے پر اپنا لعاب دہن لگایا۔ اس کے بعد نہ ہی مجھے اس زخم نے کوئی اذیت دی اور نہ ہی میری پیشانی پر کبھی زخم لگا۔ جب حضرت ابوقتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس دنیا سے کوچ فرمایا تو ان کی عمر مبارک ستر سال تھی لیکن حضور ﷺ کی دعا کی برکت سے ان کے چہرے پر ایسی شادابی اور تروتازگی تھی کہ ان کی عمر پندرہ سال معلوم ہوتی تھی۔

امام بیہقی اور ابونعیم رحمۃ اللہ علیہما نے حضرت عثمان بن ابی العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ مجھے اتنا درد ہوا کہ مجھے محسوس ہوا کہ یہ درد ابھی میرا خاتمہ کر دے گا میں بارگاہ رسالت میں حاضر ہوا اور درد کی شکایت کی۔ آپ ﷺ نے فرمایا اپنا دایاں ہاتھ اپنے درد کی جگہ پر پھیرو اور سات مرتبہ یہ پڑھو: بِاسْمِ اللّٰهِ اَعُوْذُ بِعِزَّةِ اللّٰهِ وَقُدْرَتِهٖ مِنْ شَرِّ مَا اَجِدُ۔ میں نے اپنا دایاں ہاتھ درد کی جگہ پر پھیر کر یہ کلمات پڑھے تو اللہ تعالیٰ نے مجھے اس درد سے شفا عطا فرمائی۔ میرا خاندان اس سے قبل ہی آپ ﷺ پر ایمان لا چکا تھا۔

امام بیہقی اور الطبرانی رحمۃ اللہ علیہما نے حضرت عثمان بن ابی العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہی سے روایت کیا ہے وہ فرماتے

رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ ہم رسول ﷺ کے معیت میں ادائیگی حج کے لئے عازم سفر ہوئے جب ہم وادی ''الروحا'' میں پہنچے تو باعث تخلیق موجودات، منبع کمالات ﷺ نے ایک عورت کو دیکھا جو آپ ﷺ کی جانب آرہی تھی۔ آپ ﷺ نے اپنی سواری کو روک لیا۔ جب وہ عورت آپ ﷺ کے قریب پہنچی تو اس نے عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم یہ میرا بچہ ہے جس دن یہ پیدا ہوا تھا اس دن سے لے کر آج تک یہ مسلسل بیمار ہے اس کا ایک دن بھی آرام سے نہیں گزرا آپ ﷺ نے اس عورت کا بچہ اپنے دست اقدس میں لیا اور اپنا ہاتھ مبارک اس کے سینے پر پھیرا پھر اس کے منہ میں اپنا لعاب مبارک ڈالا اور فرمایا اے اللہ کے دشمن! نکل جا میں اللہ کا رسول ہوں۔ پھر اس عورت کا بچہ اسے واپس کر دیا آپ ﷺ نے اس عورت سے کہا اپنا بچہ لے لو اب اسے کوئی تکلیف نہیں ہوگی۔ حضرت اسامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جب حضور اکرم شفیع معظم ﷺ حج ادا کر کے واپس تشریف لائے تو آپ ﷺ نے وادی ''الروحاء'' میں قیام فرمایا اس عورت نے آپ ﷺ کی خدمت میں ایک بھنی ہوئی بکری پیش کی حضور اکرم ﷺ نے مجھ سے کہا مجھے اس کا بازو دو میں نے اس بکری کا بازو آپ ﷺ کو پیش کیا۔ پھر آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا مجھے اس کا بازو دو۔ میں نے دوسرا بازو بھی آپ ﷺ کو پیش کر دیا۔ پھر کچھ دیر کے بعد آپ ﷺ نے مجھ سے فرمایا مجھے اس کا بازو دو۔ میں نے عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم اس کے صرف دو ہی بازو ہیں میں نے وہ دونوں آپ کو پیش کر دیئے ہیں آپ ﷺ نے فرمایا قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے اگر تم خاموش رہتے تو جب تک میں تجھ سے اس کا بازو طلب کرتا رہتا تم مجھے اس کا بازو دیتے رہتے۔

پھر راحتہ العاشقین ﷺ نے فرمایا دیکھو یہاں کوئی کھجور کا درخت یا پتھر ہے۔ میں نے عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم میں نے یہاں کھجور کے بہت سے درخت دیکھے ہیں جو ایک دوسرے کے قریب قریب ہیں اور میں نے پتھروں کے ٹکڑے بھی دیکھے ہیں۔ آپ ﷺ نے مجھ سے فرمایا کھجوروں کے درختوں کے پاس جاؤ اور انہیں کہو کہ رسول اللہ ﷺ تمہیں حکم دے رہے ہیں کہ ایک دوسرے کے قریب ہو جاؤ کیونکہ انہوں نے قضائے حاجت فرمانی ہے میرا یہی حکم پتھروں کو بھی جا کر سنا دو۔ میں ان درختوں کے پاس گیا اور انہیں مالک کون ومکان ﷺ کا حکم سنایا اس ذات کی قسم جس نے آپ ﷺ کو حق کے ساتھ مبعوث کیا ہے میں ان کھجوروں کو دیکھ رہا تھا کہ وہ زمین سے اکھڑ کر ایک جگہ جمع ہو رہی تھیں۔ جب میں نے پتھروں کو آپ کا حکم سنایا تو میں نے انہیں بھی دیکھا کہ وہ ایک جگہ پر جمع ہو رہے ہیں حتیٰ کہ ان کھجوروں کے درختوں کے پیچھے جمع ہو گئے۔ جب حضور نبی کریم ﷺ نے قضائے حاجت فرمائی اور آپ واپس آئے تو آپ نے کہا ان درختوں اور پتھروں کے پاس جاؤ اور کہو کہ رسول اللہ ﷺ تمہیں حکم فرما رہے ہیں کہ اپنی جگہوں پر واپس چلے جاؤ جہاں پہلے موجود تھے۔

امام احمد، ابن ابی شیبہ، امام بیہقی، الطبرانی اور ابونعیم رحمۃ اللہ علیہم نے سلیمان بن عمر بن الاحوص سے روایت کیا ہے وہ اپنی والدہ محترمہ حضرت اُم جندب رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتی ہیں کہ میں نے سید المرسلین، امام النبیین ﷺ کو جمرۃ العقبہ کے پاس دیکھا آپ ﷺ نے شیطان کو کنکریاں ماریں اور لوگوں نے بھی شیطان کو کنکریاں ماریں۔

کہ مجھے میرے والد محترم نے بتایا کہ وہ قمیص کا ٹکڑا ان کے پاس رہا۔ جب بھی کوئی شخص بیمار ہو جاتا تو وہ اس قمیص کے ٹکڑے کو پانی میں بھگو کر مریض کو پلاتے تو اللہ تعالیٰ اسے شفا عطا فرما دیتا۔

امام احمد اور امام الطبرانی رحمۃ اللہ علیہما نے حضرت الوزاع رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ ہم ایک وفد کی صورت میں بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئے۔ ہمارے ساتھ ایک مصیبت زدہ آدمی بھی تھا۔ میں نے عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم ہمارے ساتھ ہمارے ایک مصیبت زدہ ماموں ہیں آپ ان کے لئے دعا فرمائیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا اس کو میرے پاس لے آؤ ہم اس کو حضور ﷺ کی بارگاہ میں لے آئے۔ آپ ﷺ نے اپنی چادر مبارک کا ایک ٹکڑا لیا اور اس کو بہت زیادہ بلند کیا حتیٰ کہ ہمیں آپ ﷺ کی بغل مبارک کی سفیدی نظر آنے لگی۔ پھر آپ نے وہ کپڑے کا ٹکڑا اس کی پشت پر پھینک دیا اور فرمایا اے اللہ کے دشمن نکل جا۔ اس کے بعد اس شخص نے (جو پہلے اندھا تھا) صحیح دیکھنا شروع کر دیا پھر رحمۃ للعالمین ﷺ نے اس کو اپنے سامنے بٹھایا اس کے لئے دعا فرمائی اور اس کے چہرے پر اپنا ہاتھ پھیرا۔ اس کے بعد وہ حضور ﷺ کی دعا کی برکت سے تمام وفد سے زیادہ باریک بین ہو گیا۔

ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ نے ہشام بن محمد سے روایت کیا ہے انہوں نے ولید بن مغیرہ الجعفی سے اور وہ اپنے باپ سے اور وہ اپنے بزرگوں سے روایت کرتے ہیں کہ ابو سبرہ یزید بن مالک ایک وفد کی شکل میں بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئے ان کے ساتھ ان کے دو بیٹے سبرہ اور عزیز بھی تھے۔ ابو سبرہ نے عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم میری ہتھیلی کی پشت پر ایک زخم ہے جس کی وجہ سے مجھے اونٹ کی مہار پکڑنے میں تکلیف ہوتی ہے۔ حضور ﷺ نے ایک پیالہ منگوایا اس میں اپنا دست اقدس ڈالا پھر اسے ابو سبرہ کے زخم پر پھیر دیا۔ جس کے بعد ان کا زخم فوراً مندمل ہو گیا۔

ابو نعیم رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت جریر البجلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں گھوڑے پر ٹھہر نہیں سکتا تھا۔ میں نے یہ کیفیت بارگاہ رسالت میں عرض کی آپ ﷺ نے میرے سینے پر اپنا دست اقدس پھیرا جس کا اثر میں نے اپنے سینے میں محسوس کیا پھر آپ ﷺ نے فرمایا اے بار الٰہ! اس کو ثابت قدم فرما اور اس کو راہ نما اور ہدایت یافتہ بنا۔ حضرت جریر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ اس کے بعد میں کبھی بھی اپنے گھوڑے سے نہیں گرا۔

امام مسلم اور امام بخاری رحمۃ اللہ علیہما نے اسی روایت کو ان الفاظ کے ساتھ روایت کیا ہے کہ حضرت جریر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے مجھے فرمایا کہ کیا تم مجھے ذو الخلصہ (1) کی طرف سے آرام نہیں پہنچاؤ گے۔ میں نے عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم میں گھوڑے پر نہیں ٹھہر سکتا آپ ﷺ نے اپنا دست اقدس میرے سینے پر مارا اور دعا مانگی اے میرے مولا! اسے ثابت قدم فرما اس کو راہ نما اور ہدایت یافتہ فرما۔ میں مجاہدین میں سے ایک سو پچاس گھڑ سوار لے کر اس بت کی طرف گیا۔ ہم اس کو اٹھا کر لے آئے پھر اسے جلا کر راکھ بنا دیا۔

ابو یعلی، امام بیہقی اور ابن حجر رحمۃ اللہ علیہم نے "**المطالب العالیہ**" میں "حسن سند" کے ساتھ حضرت اسامہ بن زید

1۔ ایک بت کا نام۔

الٹ گئی اور تیرا بازو جل گیا۔ میں تجھے بارگاہ نبوت میں لے کر حاضر ہوئی۔ حضور ﷺ نے جلی ہوئی جگہ پر اپنا لعاب دہن لگایا اور فرمایا:

اَذْهِبِ الْبَأسَ رَبَّ النَّاسِ اِشْفِ اَنْتَ الشَّافِیُ لَا شِفَاءَ اِلَّا شِفَاءُکَ شِفَاءً لَّا یُغَادِرُ سَقَمًا

''اے لوگوں کے معبود برحق! اس تکلیف کو دور فرما اور شفا عطا فرما بے شک تو ہی شفا دینے والا ہے تیری عطا کردہ شفا کے علاوہ اور کوئی شفا نہیں ہے اور تیری شفا وہ شفا ہے جو کسی بھی بیماری کو باقی نہیں رہنے دیتی۔''

جونہی میں حضور اکرم ﷺ کی بارگاہ سے اٹھی تو تیرا ہاتھ درست ہو چکا تھا۔

امام بیہقی رحمۃ اللہ نے اپنی تاریخ میں الطبرانی، ابن السکن اور ابن مندہ نے حضرت شرحبیل الجعفی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ میرے ہاتھ پر زخم تھا۔ میں اس کی وجہ سے بارگاہ نبوت میں حاضر ہوا اور عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم میرے ہاتھ پر ایک زخم ہے اگر میں تلوار کو پکڑتا ہوں تو اس زخم کی وجہ سے مجھے تکلیف ہوتی ہے اور اگر کسی جانور کی لگام کو تھامتا ہوں تو پھر مجھے یہ زخم اذیت دیتا ہے۔ آپ ﷺ نے میرے زخم پر پھونک ماری اور اپنا ہاتھ اس زخم پر رکھ دیا اور اپنے دست اقدس سے اس زخم کو ملتے رہے جب آپ ﷺ نے اپنا ہاتھ مبارک اٹھایا تو وہاں زخم کا نشان تک بھی نہ تھا۔

ابن سعد، امام بیہقی اور ابو نعیم رحمۃ اللہ علیہم نے حضرت ابیض بن جمال رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ان کے چہرے پر چیچک کے داغ تھے۔ انہوں نے ان کے تمام چہرے کو ڈھانپ لیا تھا اور ایک راویت کے مطابق ان کے ناک پر بھی یہ داغ تھے حضور اکرم ﷺ نے انہیں اپنے پاس بلایا اور اپنا دست اقدس ان کے چہرے پر پھیرا اس کے بعد ان کے چہرے سے تمام داغ ختم ہو گئے۔

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے حبیب بن یساف رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں حضور ﷺ کی معیت میں کسی غزوہ میں شریک ہوا۔ میرے کندھے پر تلوار کی ضرب لگی جس کی وجہ سے میرا بازو لٹک گیا میں سرور کائنات ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوا۔ آپ ﷺ نے اس بازو پر اپنا لعاب دہن لگا کر اس کو اس کی جگہ پر جوڑ دیا۔ آپ ﷺ کے لعاب دہن کی برکت سے مجھے فوراً شفا مل گئی اور میں نے اس آدمی کو قتل کر دیا جس نے مجھے تلوار ماری تھی۔

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ ان کے سر اور چہرہ پر ورم آ گیا حضور ﷺ نے اپنا دست اقدس کپڑے کے اوپر سے ہی ان کے سر اور چہرے پر رکھا اور اپنی زبان اقدس سے فرمایا:

بِاسْمِ اللّٰهِ اَذْهِبْ عَنْهَا سُوْءَهُ وَفُحْشَهُ بِدَعْوَةِ نَبِیِّکَ الطَّیِّبِ الْمُبَارَکِ الْمَکِیْنِ عِنْدَکَ

''اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں اے میرے مولا! اس کے چہرے سے اس بیماری کو دور فرما اور اپنے

جب آپ ﷺ وہاں سے تشریف لائے تو آپ ﷺ کی بارگاہ اقدس میں ایک عورت حاضر ہوئی اس کے ساتھ اس کا بچہ بھی تھا جس پر جنات کا سایہ تھا اس عورت نے عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم میرے بچے کو کوئی تکلیف ہے جس کی وجہ سے یہ باتیں نہیں کرتا۔ آپ ﷺ نے اس کو پانی لانے کا حکم دیا وہ عورت پتھر کے برتن میں پانی لے کر آئی آپ ﷺ نے اس برتن سے پانی لے کر منہ میں ڈالا اور اس برتن میں کلی کر دی پھر اس عورت کو حکم دیا کہ اس پانی کے ذریعے اس بچے کو غسل بھی دو اور یہی پانی اس کو پلا بھی دو۔ حضرت اُم جندب رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ میں اس عورت کے پیچھے گئی اور اسے کہا مجھے بھی اس بابرکت پانی میں سے کچھ دو اس عورت نے کہا آپ بھی اس بابرکت پانی میں سے کچھ لے لو۔ میں نے اس میں سے ایک پیالہ بھر لیا اور اپنے بیٹے حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پلا دیا اللہ تعالیٰ نے میرے بیٹے کو شفا عطا فرما دی آپ فرماتی ہیں کہ میں نے اس عورت سے ملاقات کی۔ اس نے مجھے بتایا کہ اس کا بیٹا اس بابرکت پانی سے شفایاب ہو گیا تھا اور کوئی بچہ بھی خیر و برکت میں اس سے بڑھ کر نہیں ہے۔

ابونعیم رحمۃ اللہ علیہ نے ان الفاظ سے روایت کیا ہے کہ وہ بچہ فوراً شفایاب ہو گیا اور تمام لوگوں سے زیادہ عاقل اور دانشمند ہو گیا۔

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے محمد بن ابراہیم سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ بارگاہ رسالت میں ایک شخص حاضر ہوا اس نے عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم میری ٹانگ میں ایک ایسا پھوڑا ہے جس کے علاج سے بڑے بڑے حکیم عاجز آ گئے ہیں حضور ﷺ نے اپنی انگلی پر اپنا لعاب دہن لگایا پھر اپنی اس انگشت مبارک کو مٹی پر رکھا پھر مٹی سے اٹھا کر اس کو اس شخص کے زخم پر رکھا اور یہ دعا مانگی:

بِاسْمِکَ اللّٰھُمَّ رِیْقُ بَعْضِنَا بِتُرْبَةِ اَرْضِنَا لِیَشْفِیَ سَقِیْمُنَا بِاِذْنِ رَبِّنَا.

''اے مولا تیرے نام کی برکت سے ہم میں سے بعض کا تھوک ہماری مٹی کے ساتھ ملاتا کہ ہمارے رب کے حکم سے ہمارے مریض شفایاب ہوں''

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے رساک بن حرب کی سند سے محمد بن حاطب رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ میرے ہاتھ پر ہنڈیا گری جس کی وجہ سے میرا ہاتھ جل گیا میری والدہ معظمہ مجھے بارگاہ نبوت میں لے کر حاضر ہوئیں آپ ﷺ نے میرے ہاتھ پر تھوک مبارک لگایا اور اپنی زبان مبارک سے کہا! اَذْھِبِ الْبَاْسَ رَبَّ النَّاسِ۔ ''اے لوگوں کے پروردگار! اس تکلیف کو دور فرما۔'' اس کے بعد مجھے مکمل شفا مل گئی۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ اپنی ''تاریخ'' میں حضرت محمد بن حاطب رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں وہ اپنی والدہ مکرمہ حضرت اُم جمیل رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کرتے ہیں وہ آپ کو فرماتی تھی کہ میں تجھے سرزمین حبشہ سے مدینہ منورہ لے کر آئی مدینہ طیبہ کی آب و ہوا تجھے اتنی راس آئی کہ تو تندرست و توانا ہو گیا۔ ایک دن میں نے آگ پر ہنڈیا رکھی ہوئی تھی کہ چولہے میں سے لکڑیاں ختم ہو گئیں میں لکڑیاں تلاش کرنے کے لئے باہر نکلی تو تو نے ہنڈیا کو جا پکڑا وہ گرم ہنڈیا تیرے بازو پر

رزام یہودی نے میرے چہرے پر تلوار ماری جس کی وجہ سے میرا چہرہ شدید زخمی ہو گیا میں بارگاہ رسالت میں حاضر ہوا۔ آپ ﷺ نے زخموں پر پھونک ماری۔ اس کے بعد مجھے کسی زخم نے کوئی اذیت نہ دی۔

ابونعیم رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت وزاع رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے کہ وہ اپنے ایک مجنون بیٹے کو لے کر بارگاہ نبوت میں حاضر ہوئے۔ آپ ﷺ نے اس کے چہرے پر اپنا فیض رساں ہاتھ پھیرا اور اس کے لئے دعا مانگی۔ آپ ﷺ کی دعا کے بعد وہ بچہ اس وفد میں موجود تمام لوگوں سے دانا اور عقلمند بن گیا۔

امام واقدی اور ابونعیم رحمۃ اللہ علیہما نے حضرت عروہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضرت ملاعب الاسنۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پیٹ مبارک میں شدید درد تھا۔ انہوں نے حضور ﷺ کی بارگاہ میں ایک شخص کو شفاء کے حصول کے لئے بھیجا۔ جب وہ آدمی آپ کے پاس آیا تو آپ ﷺ نے زمین سے ایک ڈھیلا لیکر اس پر تھوکا اور اسے اس شخص کو دے کر فرمایا اسے پانی میں گھول کر حضرت ملاعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پلا دو۔ اس آدمی نے وہ ڈھیلا پانی میں گھول کر حضرت ملاعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پلا دیا جس کی وجہ سے وہ فوراً صحت یاب ہو گئے۔

دوسری روایت کے مطابق حضور اکرم ﷺ نے حضرت ملاعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی جانب شہد بھیجا جونہی انہوں نے اس شہد کو چاٹا تو انہیں فوراً شفا مل گئی۔

امام واقدی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت سہل بن سعد الساعدی سے اور وہ اپنے والد محترم سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں کہ میں نے کئی جلیل القدر صحابہ مثلاً ابواسید، ابوحمید اور ابوسہل بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے سنا ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ ''بئر بضاعۃ'' (1) پر تشریف لائے۔ آپ ﷺ نے وہاں سے پانی کا ایک ڈول لیا اور وضو فرمایا بقیہ پانی کو دوبارہ کنویں میں ڈال دیا پھر آپ ﷺ نے کنویں میں کلی کی اور اپنا لعاب مبارک پھینکا اور اس کے پانی سے کچھ پانی نوش فرمایا۔ آپ ﷺ کے عہد مبارک میں جب بھی کوئی شخص بیمار ہوتا تو آپ ﷺ فرماتے ''اسے بئر بضاعۃ کے پانی کے ساتھ غسل دو'' مریض کو جب وہاں غسل دیا جاتا تو وہ فوراً شفایاب ہو جاتا۔

امام بخاری اور امام مسلم رحمۃ اللہ علیہما نے حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے وہ بیان فرماتے ہیں کہ سرور کائنات ﷺ اور سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ میری عیادت کے لئے قبیلہ بنی سلمہ میں تشریف لے گئے۔ جب آقائے دو جہاں ﷺ نے ملاحظہ فرمایا کہ مجھے کوئی افاقہ نہیں تو آپ ﷺ نے پانی منگوایا اس سے وضوء فرمایا اور کچھ پانی مجھ پر بھی چھڑک دیا۔ اسی وقت مجھے اس بیماری سے شفا مل گئی۔ میرے ذہن میں یہ سوال آیا کہ مجھے اپنی وراثت کو کیسے تقسیم کرنا چاہئے تو اس وقت یہ آیہ مبارکہ کا نزول ہوا یُوْصِیْكُمُ اللّٰهُ...... (النساء: 11)

امام بغوی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی معجم میں، ابن السکن اور ابونعیم رحمۃ اللہ علیہما نے حضرت معاویہ بن الحکم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ ہم رسول مکرم ﷺ کی معیت میں تھے میرے بھائی حضرت علی بن حکم رضی اللہ تعالیٰ عنہ

1۔ ایک کنویں کا نام۔

نبی ﷺ جو طیب، مبارک اور مکین ہیں کی دعا کے طفیل اس کے برے اثرات کو دور فرما۔"
آپ ﷺ نے تین مرتبہ ایسا ہی کیا تو ان کا تمام ورم ختم ہو گیا۔

امام احمد، الدارمی، الطبرانی، البیہقی اور ابونعیم رحمۃ اللہ علیہم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا ہے کہ ایک عورت اپنے بچے کو بارگاہ رسالت میں لے کر حاضر ہوئی اور عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم میرے اس بچے پر جن کا سایہ ہے وہ صبح و شام اس کو تکلیف میں مبتلا کر کے ہمیں اذیت دیتا ہے۔ حضور ﷺ نے اس کے سینے پر اپنا ہاتھ مبارک پھیرا اور اس کے لئے دعا کی۔ اس نے ایک قے کی جس کی وجہ سے اس کے پیٹ میں سے کالے کتے کی مانند کوئی چیز نکلی۔ اللہ تعالیٰ نے اسے شفا عطا فرما دی۔

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے محمد بن سیرین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ ایک عورت اپنے بچے کو لے کر بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئی اور عرض کی کہ میرے اس بچے کو فلاں فلاں تکلیف ہے جیسا کہ آپ ﷺ ملاحظہ فرما رہے ہیں دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ اسے موت دے دے آپ ﷺ نے فرمایا میں دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ اس کو شفاء عطا فرمائے۔ یہ ایک نیک اور صالح انسان بنے راہ خدا میں جہاد کرے اور اللہ تعالیٰ اس کو شہادت کے مرتبہ پر فائز کرے۔

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے یزید بن نوح بن ذکوان سے روایت کیا ہے کہ حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئے اور عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم میری داڑھ میں شدید تکلیف ہے۔ آپ ﷺ نے اپنا دست اقدس اس کے اس رخسار پر رکھا جس میں درد تھا اور یہ دعا مانگی: اَللّٰهُمَّ اَذْهِبْ عَنْهُ السُّوْءَ مَا يَجِدُ وَفُحْشَهُ بِدَعْوَةِ نَبِيِّكَ الْمُبَارَكِ الْمَكِيْنِ۔ "اے مولا! عبداللہ کا وہ درد اور بیماری دور فرما جو یہ محسوس کر رہا ہے اپنے مبارک، مکین نبی ﷺ کی دعا کے طفیل ان کو شفاء عطا فرما۔" آپ ﷺ نے سات مرتبہ یہی پڑھا۔ جب آپ نے اپنا دست مبارک اٹھایا تو حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ شفایاب ہو چکے تھے۔

امام بیہقی اور ابونعیم رحمۃ اللہ علیہما نے رفاعہ بن رافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ مجھے کہیں سے چربی ملی۔ جس کو میں نے بہت زیادہ مقدار میں کھا لیا۔ اس کی وجہ سے پورا ایک سال میرے پیٹ میں درد رہا۔ میں نے بارگاہ رسالت میں اس درد کے متعلق عرض کی۔ آپ ﷺ نے اپنا ہاتھ مبارک میرے پیٹ پر پھیرا میں نے سبز رنگ کی قے کی۔ اس ذات کی قسم! جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث کیا ہے اس کے بعد آج تک مجھے پیٹ کے درد کی شکایت نہیں ہوئی۔

امام الطبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت جرہد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے کہ وہ اپنے بائیں ہاتھ سے کوئی چیز کھا رہے تھے۔ حضور ﷺ نے انہیں کہا اپنے دائیں ہاتھ سے کھاؤ۔ انہوں نے عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم میرا یہ ہاتھ تکلیف زدہ ہے۔ آپ ﷺ نے ان کے دائیں ہاتھ پر پھونک ماری پھر تادم واپسیں انہیں اس ہاتھ میں کوئی تکلیف نہیں ہوئی۔

امام الطبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت عبداللہ بن انیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ مستنیر بن

امام نسائی، امام ترمذی، الحاکم، امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہم نے حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یہ حدیث روایت کی ہے کہ ایک اندھا شخص بارگاہ رسالت میں حاضر ہوا اور عرض کی یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ! صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْکَ وَسَلَّمَ دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ مجھے بصارت عطا فرمائے۔ حضور ﷺ نے اسے فرمایا جاؤ وضو کرو پھر دو رکعتیں نماز ادا کر کے یہ دعا مانگو: اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ وَ اَتَوَجَّهُ اِلَیْکَ بِنَبِیِّکَ مُحَمَّدٍ نَبِیِّ الرَّحْمٰنِ یَا مُحَمَّدُ اِنِّیْ اَتَوَجَّهُ اِلٰی رَبِّکَ اَنْ یَکْشِفَ عَنْ بَصَرِیْ اَللّٰهُمَّ شَفِّعْهُ فِیَّ۔ ''اے مولا! میں تجھ سے سوال کرتا ہوں اور تیری بارگاہ بے کس پناہ میں تیرے پیارے نبی حضرت محمد مصطفیٰ نبی الرحمٰن ﷺ کا وسیلہ جلیلہ پیش کرتا ہوں اے محمد مصطفیٰ! صلی اللہ علیک وسلم میں آپ کی بارگاہ میں اللہ تعالیٰ کا واسطہ پیش کرتا ہوں کہ مجھے بصارت عطا ہو اے بار الٰہ! میرے متعلق آپ ﷺ کی شفاعت کو قبول فرما۔''

ابھی لوگ اپنی جگہوں پر ہی بیٹھے ہوئے تھے کہ وہ شخص واپس آیا اللہ تعالیٰ نے اس کو بصارت عطا فرما دی۔ حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ان کے بیٹے لوگوں کو ان کی ضرورت اور حاجت کے وقت یہی دعا سکھاتے تھے۔ لوگ یہ دعا مانگتے تو اللہ تعالیٰ ان کی ضرورت کو پورا فرما دیتا۔

برہان الحلبی نے اسی حدیث کو کئی اسناد سے روایت کیا ہے شہاب الخفاجی نے شرح الشفاء میں فرمایا ہے کہ اس حدیث مبارک میں کوئی شبہ نہیں ہے۔

امام مسلم، ابوداؤد، امام النسائی، ابن ماجہ رحمۃ اللہ علیہم نے حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے ایک طیالسی جبہ نکالا اور فرمایا کہ اس جبے کو حضور ﷺ زیب تن فرمایا کرتے تھے ہم اس کو دھو کر اس کا دھون مریضوں کو پلاتے ہیں جس سے وہ فوراً شفایاب ہو جاتے ہیں۔

نے خندق عبور کرنے کے لئے گھوڑے کو ایڑھ لگائی لیکن گھوڑا خندق کو عبور نہ کر سکا جس کی وجہ سے وہ خندق کی دیوار کے ساتھ ٹکرا گئے اوران کی پنڈلی ٹوٹ گئی۔ ہم انہیں اٹھا کر بارگاہ رسالت میں لے گئے حضور اکرم ﷺ نے ان کی ٹوٹی ہوئی پنڈلی پر اپنا لعاب مبارک لگایا جس کے فوراً بعد ان کی پنڈلی بالکل تندرست ہوگئی۔

حاکم رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں بارگاہ رسالت میں حاضر تھا آپ ﷺ کی خدمت اقدس میں ایک اعرابی آیا اس نے عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم میرے بھائی کو شدید درد ہے آپ ﷺ نے فرمایا اسے کیا تکلیف ہے؟ اس اعرابی نے عرض کی کہ اسے جنون کا مرض لاحق ہے۔ آپ ﷺ نے کہا اسے میری بارگاہ میں پیش کرو۔ اس اعرابی نے اپنا بھائی بارگاہ رسالت میں پیش کیا آقائے دوعالم ﷺ نے اس کو اپنے سامنے بٹھا لیا اور سورۃ الفاتحہ، سورۃ البقرہ کی پہلی چار آیات: وَ اِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ (البقرہ:163) والی دونوں آیات، آیۃ الکرسی، سورۃ البقرہ کی آخری تین آیات، سورۃ آل عمران کی یہ آیت: شَهِدَ اللّٰهُ اَنَّهٗ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ (آل عمران:18) سورۃ الاعراف میں سے یہ آیت: اِنَّ رَبَّكُمُ...... (الاعراف:54) سورۃ المومنون کا آخر: فَتَعٰلَى اللّٰهُ الْمَلِكُ الْحَقُّ (المومنون:116) سورۃ الجن کی یہ آیت: وَّ اَنَّهٗ تَعٰلٰى جَدُّ رَبِّنَا (الجن:3) سورۃ الصافات کی پہلی دس آیات، سورۃ الحشر کی آخری تین آیات، سورۃ الاخلاص، سورۃ الفلق اور سورۃ الناس پڑھ کر اسے دم کیا۔ آپ ﷺ کے دم کرنے کے بعد وہ شخص کھڑا ہو گیا۔ اب وہ بالکل تندرست وتوانا تھا۔

عبداللہ بن امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اسی روایت کو زوائد المسند میں حسن سند کے ساتھ روایت کیا ہے امام احمد، امام بخاری، ابن سعد، ابویعلی، امام بغوی، حسن بن سفیان، امام الطبرانی، امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہم نے حضرت حنظلہ بن حذیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ حضور ﷺ نے ان کے سر پر اپنا دست اقدس پھیرا اوران کے لئے برکت کی دعا کی۔ حضرت ذیال رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت حنظلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زیارت کی ہے ان کی کیفیت یہ تھی کہ جب بھی ان کے پاس کوئی بیمار انسان یا بیمار بکری یا اونٹ لایا جاتا تو وہ اپنے ہاتھ پر لعاب دہن ڈال کر اپنے سر پر رکھتے اور فرماتے: بِسْمِ اللّٰهِ عَلٰى اَثَرِ يَدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ پھر اپنا وہ ہاتھ مریض پر رکھ دیتے اسے فوراً شفامل جاتی۔

ابونعیم رحمۃ اللہ علیہ نے ملاعب الاسنہ عامر بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے کہ انہیں مرض استسقاء لاحق ہو گیا۔ انہوں نے ایک شخص کو بارگاہ رسالت میں بھیجا اور عرض کی کہ آپ ﷺ میرے لئے دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ مجھے آپ ﷺ کے طفیل شفا عطا فرمائے۔ تاجدار ختم نبوت ﷺ نے اپنے دست اقدس میں مٹی کا ایک ڈھیلا پکڑا اس پر اپنا لعاب دہن لگایا اور اسے حضرت ملاعب الاسنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قاصد کو عطا فرما دیا وہ قاصد بڑا متعجب ہوا اس نے گمان کیا کہ شاید حضور نبی کریم ﷺ اس کے ساتھ مذاق فرما رہے ہیں قاصد نے مٹی کا وہ ڈھیلا حضرت ملاعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیا۔ انہوں نے مٹی کے اس ڈھیلے کو کچھ دیر کے لئے پانی میں رکھا پھر اس پانی کو پی لیا اللہ تعالیٰ نے حضور نبی مکرم ﷺ کی برکت سے انہیں شفائے کاملہ عطا فرمائی حالانکہ وہ پہلے ایسا محسوس کر رہے تھے کہ وہ موت کے بالکل قریب ہیں۔

مکرم ﷺ نے چند صحابہ کو چند بادشاہوں کی طرف اپنا قاصد بنا کر بھیجا اور انہیں حکم دیا کہ وہ اللہ کے بندوں کو نصیحت کریں۔ ہر قاصد نے اسی قوم کی زبان میں گفتگو کرنا شروع کر دی جس کی طرف اسے بھیجا گیا تھا۔ جب اس کا تذکرہ بارگاہ رسالت میں کیا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا۔ یہ اللہ تعالیٰ کے ان چند عظیم حقوق میں سے ہے جن کو اس نے اپنے بندوں کی بہتری کے لئے اپنے ذمہ کرم پر لیا ہے۔

امام بخاری اور امام مسلم رحمۃ اللہ علیہما نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں ایک غزوہ میں حضور نبی کریم ﷺ کے ساتھ نکلا لیکن میرا اونٹ بہت ست ہو گیا جس کی وجہ سے میں اور میرا سامان قافلہ سے بہت پیچھے رہ گئے حضور ﷺ میرے پاس تشریف لائے اور فرمایا'' تجھے کیا ہوا ہے کارواں سے اتنے پیچھے کیوں رہ گئے ہو۔'' میں نے عرض کی کہ میرا اونٹ ست ہو گیا ہے جس کی وجہ سے میں پیچھے رہ گیا ہوں۔ آپ ﷺ نے میرے اونٹ پر اپنا دست اقدس پھیرا پھر مجھے حکم فرمایا کہ اب سوار ہو جاؤ میں اس پر سوار ہو گیا۔ آپ ﷺ کے دست اقدس کی برکت سے وہ اونٹ اتنا تیز رفتار ہو گیا کہ میں اسے حضور ﷺ سے آگے نکلنے سے روک رہا تھا۔

امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں رسول اکرم ﷺ کی معیت میں ایک غزوہ کے لئے نکلا۔ میں ایک اونٹ پر سوار تھا۔ وہ اتنا تھک گیا کہ وہ چل بھی نہ سکتا تھا۔ اس کی وجہ سے میں قافلہ سے پیچھے رہ گیا۔ آقائے دو جہاں ﷺ نے مجھے فرمایا تیرے اونٹ کو کیا ہے یہ اتنا ست رو کیوں ہے؟ میں نے عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم میرا اونٹ بیمار ہے۔ آپ ﷺ نے اس اونٹ کو ڈانٹا اور اس کے لئے برکت کی دعا کی اس کے بعد وہ اونٹ تمام اونٹوں سے تیز رفتار ہو گیا تھا۔ حضور ﷺ نے مجھ سے پوچھا اب تیرے اونٹ کی کیا کیفیت ہے؟ میں نے عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم آپ ﷺ کی دعا کی برکت سے میرا اونٹ تمام اونٹوں سے زیادہ تیز رفتار ہو گیا ہے۔

ابو نعیم رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ جب شہنشاہ دو عالم ﷺ بنو ثعلبہ کے ساتھ جہاد کرنے کے لئے تشریف لے گئے تو ہم بھی آپ ﷺ کے ساتھ تھے میں ایک اونٹ پر سوار تھا وہ اتنا ست رو ہو گیا کہ تمام لوگ مجھ سے آگے نکل گئے۔ میں اس اونٹ کو ڈرا رہا تھا اور اس قافلہ کے ساتھ لے جانا چاہتا تھا۔ میں نے دیکھا کہ مالک کون و مکان ﷺ قافلہ کے آخر میں تشریف لائے اور مجھ سے استفسار فرمایا تجھے کیا ہوا ہے؟ میں نے عرض کی میرا اونٹ ست ہو گیا ہے آپ ﷺ نے اس اونٹ کو پھونک ماری۔ پانی لے کر اس کی گردن پر کلی کی پھر اسے عصا مبارک کے ساتھ اس اونٹ کو مارا اور مجھے اس پر سوار ہونے کا حکم فرمایا میں نے عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم میری خواہش ہے کہ یہ اونٹ قافلہ کے ساتھ ساتھ چلے۔ آپ ﷺ نے فرمایا اس پر سوار ہو جا میں اس پر سوار ہو گیا مجھے اس ذات کی قسم! جس کے دست قدرت میں میری جان ہے وہ اونٹ اتنا تیز ہو گیا تھا کہ میں اسے سرور کائنات ﷺ سے آگے نکل جانے سے روک رہا تھا۔

دوسری فصل

حضور نبی کریم ﷺ کی برکت سے اجسام، اخلاق اور صفات کا تبدیل ہو جانا

امام واقدی رحمۃ اللہ علیہ نے عمر بن عثمان الحجبی وہ اپنے باپ اور وہ اپنی پھوپھی سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتی ہیں کہ حضرت عکاشہ بن محصن رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ غزوۂ بدر کے دن میری تلوار ٹوٹ گئی۔ آپ ﷺ نے مجھے درخت کی ایک شاخ عطا فرمائی جب وہ شاخ میرے ہاتھ میں پہنچی تو وہ ایک چمکتی ہوئی لمبی تلوار بن گئی میں نے اسی کے ساتھ جہاد کیا حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ نے مشرکین مکہ کو شکست سے دوچار فرمایا وہ تلوار آپ کے وصال تک آپ ہی کے پاس رہی۔ امام بیہقی، ابن عساکر اور ابن سعد رحمۃ اللہ علیہم نے متعدد صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے یہی روایت کیا ہے کہ حضرت عکاشہ بن محصن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تلوار غزوۂ بدر کے دن ٹوٹ گئی رسول کریم ﷺ نے انہیں درخت کی ایک شاخ عطا فرمائی۔ وہ شاخ ان کے ہاتھ میں جا کر ایک شمشیر براں بن گئی۔

امام واقدی رحمۃ اللہ علیہ نے اسامہ بن زید سے اور انہوں نے بنو عبد الاشہل کے کئی افراد سے روایت کیا ہے کہ غزوۂ بدر کے دن حضرت سلمیٰ بن اسلم بن حریش کی تلوار ٹوٹ گئی۔ ان کے پاس کوئی اور ہتھیار نہ تھا آپ ﷺ نے انہیں ایک کھجور کی شاخ عطا فرمائی اور فرمایا اسی سے دشمن کو واصل جہنم کرو جب وہ کھجور کی شاخ ان کے ہاتھ میں پہنچی تو وہ ایک چمکتی ہوئی تلوار بن گئی۔

عبد الرزاق رحمۃ اللہ علیہ نے سعید بن عبد الرحمٰن سے وہ اپنے بعض بزرگوں سے روایت کرتے ہیں کہ غزوۂ احد کے دن حضرت عبد اللہ بن جحش رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تلوار ٹوٹ گئی۔ وہ بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئے حضور ﷺ نے ان کو کھجور کی ایک شاخ عطا فرمائی جب وہ کھجور کی شاخ حضرت عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھ میں پہنچی تو وہ تلوار بن گئی۔

زبیر بن بکار نے محمد بن ابراہیم بن حارث سے روایت کیا ہے کہ غزوۂ ذوقرد کے دن حضور ﷺ ایک پانی کے پاس سے گزرے اس پانی کا نام ''بیسان'' تھا۔ لوگوں نے عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم اس کا نام ''بیسان'' ہے اور یہ نمکین پانی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا اس کا نام نعمان ہے اور یہ ایک طیب اور پاکیزہ پانی ہے۔ حضور ﷺ نے اس پانی کے نام کو بدلا اللہ تعالیٰ نے اس پانی کے ذائقہ کو تبدیل کر دیا حضرت طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس پانی کو خرید کر صدقہ کر دیا۔

ابن ابی شیبہ رحمۃ اللہ علیہ نے ''المصنف'' میں جعفر بن عمرو سے روایت کیا ہے کہ حضور ﷺ نے چار آدمیوں کو چار بادشاہوں کی طرف قاصد بنا کر بھیجا آپ ﷺ نے ایک شخص کو کسریٰ کی طرف، ایک کو قیصر کی جانب، ایک کو مقوقس کی طرف اور حضرت عمرو بن امیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو نجاشی کی طرف بھیجا۔ ان چاروں میں سے ہر شخص نے اسی قوم کی زبان میں گفتگو کرنا شروع کر دی جس کی طرف انہیں بھیجا گیا تھا۔

ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ نے بریدہ، امام زہری، یزید بن رمان اور الشعبی رحمۃ اللہ علیہم سے روایت کیا ہے کہ رسول

وَالْبَرِّ۔ اس کے بعد ان سواریوں نے لگاتار چلنا شروع کر دیا۔ جب ہم مدینہ میں داخل ہونے لگے تو ہم نے زبردستی انہیں نکیلوں سے روک کر شہر میں داخل کیا۔

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت جعیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں حضور نبی کریم ﷺ کی معیت میں ایک غزوہ کے لئے گیا میں اپنی ناتواں اور کمزور گھوڑی پر سوار تھا۔ میں اس کی سست روی کی وجہ سے تمام گھوڑوں سے پیچھے تھا میرے پاس تاجدار مدینہ تشریف لائے آپ ﷺ کے دست اقدس میں ایک کوڑا تھا آپ ﷺ نے اسی کے ساتھ اس گھوڑی کو مارا اور ساتھ ہی یہ دعا فرمائی ''اے مولا اس میں جعیل کے لئے برکت نازل فرما'' حضرت جعیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ اس دن کے بعد وہ گھوڑی تمام جانوروں سے آگے نکل جاتی تھی میں نے اس کے پیٹ سے بارہ ہزار دینار کے گھوڑے فروخت کئے۔

امام بخاری اور امام مسلم رحمۃ اللہ علیہما نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ تمام لوگوں سے زیادہ حسین وجمیل، تمام لوگوں سے زیادہ سخی اور تمام لوگوں سے زیادہ بہادر تھے ایک رات اہل مدینہ کسی وجہ سے گھبرا گئے۔ حضور ﷺ حضرت طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھوڑے کی ننگی پیٹھ پر ہی سوار ہو گئے اور ادھر کا رخ کیا جہاں سے خوفناک آواز آئی تھی جب لوگ اس سمت آئے تو انہوں نے دیکھا کہ آپ ﷺ واپس آ رہے ہیں۔ آپ ﷺ نے لوگوں کو فرمایا کہ گھبرانے کی کوئی ضرورت نہیں ہے آپ ﷺ نے مزید فرمایا کہ ہم نے اس گھوڑے کو سمندر پایا ہے یا یہ گھوڑا سمندر ہے۔ اس کے بعد وہ گھوڑا اتنا تیز رفتار ہو گیا کہ کوئی گھوڑا بھی اس سے آگے نہیں نکل سکتا تھا حالانکہ اس سے پہلے وہ ایک سست رفتار گھوڑا تھا۔

ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ نے اسحاق بن عبداللہ بن طلحہ سے روایت کیا کہ حضور ﷺ حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عیادت کے لئے تشریف لے گئے۔ جب آپ ﷺ واپس تشریف لانے لگے تو ایک اعرابی نے آپ ﷺ کو ایک سست رفتار گدھا سواری کے لئے پیش کیا لوگوں نے آپ ﷺ کے سوار ہونے سے قبل اس پر ایک چادر بچھا دی تھی۔ آپ ﷺ اس پر کچھ دیر کے لئے سوار ہوئے جب آپ ﷺ نے وہ گدھا اس اعرابی کو واپس کیا تو وہ تیز رفتار ہو چکا تھا۔

امام الطبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت عصمہ بن مالک الخطمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ حضور نبی کریم ﷺ قبا میں تشریف لائے۔ جب آپ ﷺ نے واپس جانے کا ارادہ فرمایا تو ہم نے آپ کو سواری کے لئے ایک سست رفتار گدھا پیش کیا۔ آپ ﷺ اس پر سوار ہوئے جب آپ نے وہ گدھا واپس کیا تو اس کی رفتار میں سرعت اور تیزی آ چکی تھی۔

کمال الدین الامیری نے ''حیاۃ الحیوان'' میں لکھا ہے کہ ابن الاثیر فرماتے ہیں کہ حضرت خلاد بن رافع اور ان کے بھائی رفاعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما اپنے کمزور اونٹ پر سوار ہو کر مقام بدر کی طرف گئے۔ جب وہ مقام ''الروحاء'' تک پہنچے تو ان کا اونٹ بیٹھ گیا اس وقت انہوں نے کہا مولا! اگر یہ اونٹ ہمیں لے کر ''بدر'' تک پہنچ گیا تو ہم اس کو ذبح کر کے اس کا گوشت

ابونعیم رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے یہ حدیث ان الفاظ کے ساتھ بھی روایت کی ہے ''پھر حضور ﷺ نے مجھ سے فرمایا بِسْمِ اللّٰہِ پڑھ کر اس پر سوار ہو جاؤ۔ میں اس پر سوار ہو گیا اب وہ اتنا تیز رفتار ہو گیا تھا کہ میں نے اس سے پہلے یا اس کے بعد اتنا تیز رفتار اونٹ نہیں دیکھا تھا۔ وہ اونٹ حضور ﷺ سے آگے نکلنے کی کوشش کر رہا تھا لیکن میں آپ ﷺ سے حیا کرتے ہوئے اس کو آپ ﷺ کے آگے نکلنے سے روک رہا تھا۔

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ ایک تاریک شب میں میں نے اپنا اونٹ گم کر دیا میں حضور ﷺ کے پاس سے گزرا آپ ﷺ نے فرمایا ''تجھے کیا ہوا ہے؟'' میں نے عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم میرا اونٹ گم ہو گیا ہے آپ ﷺ نے فرمایا تیرا اونٹ وہ ہے جاؤ جا کر اسے پکڑ لو میں اس جانب گیا جس طرف آپ ﷺ نے اشارہ فرمایا تھا میں نے اونٹ کو تلاش کیا لیکن وہ مجھے نہ ملا۔ میں پھر بارگاہ رسالت میں آ گیا۔ آپ ﷺ نے پھر مجھے یہی فرمایا کہ تیرا اونٹ وہ ہے جاؤ اور جا کر اسے پکڑ لو۔ میں پھر اسی سمت گیا جس سمت آپ ﷺ نے اشارہ فرمایا تھا تلاش بسیار کے باوجود مجھے کوئی چیز نہ ملی پھر آپ ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہو گیا۔ آپ ﷺ میرے ساتھ ہو گئے حتیٰ کہ ہم اس اونٹ کے پاس پہنچ گئے آپ ﷺ نے وہ اونٹ مجھے پکڑوایا اور ہم اپنے سفر پر رواں دواں ہو گئے۔ میرا اونٹ بہت سست تھا۔ میں نے آہستگی سے کہا کہ میرا اونٹ کتنا سست ہے آپ ﷺ نے میرے قریب ہو کر مجھ سے پوچھا ''تو نے کیا کہا ہے'' جب میں نے اپنی بات کو دہرایا تو آپ ﷺ نے اونٹ کی پشت پر ایک چھڑی ماری جس سے وہ اونٹ اتنا تیز رفتار ہو گیا کہ میں اس سے پہلے اتنے تیز رفتار اونٹ پر سوار نہیں ہوا تھا۔ یہ قصہ پہلے قصے سے مختلف ہے۔

امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور ﷺ نے کسی شخص کو بلا بھیجا اس شخص نے عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم میری اونٹنی نے مجھے تھکا دیا ہے یہ اٹھنے کا نام ہی نہیں لیتی۔ آپ ﷺ اس اونٹنی کے پاس تشریف لائے اور اپنی ٹانگ مبارک سے اس کو مارا۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھے اس ذات کی قسم! جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے میں نے اس اونٹنی کو دیکھا وہ اپنے قائد سے بھی آگے آگے جا رہی تھی۔

ابن حبان، حسن بن سفیان، ابن ابی عاصم، امام بیہقی اور امام الطبرانی رحمۃ اللہ علیہم نے حکم بن ایوب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں حضور ﷺ کے ساتھ تھا کہ راستہ میں اونٹنی اَڑ گئی وہ اٹھنے کا نام ہی نہیں لیتی تھی۔ حضور اکرم ﷺ اس اونٹنی کے پاس آئے اور اسے جھڑکا۔ اس کے بعد وہ اونٹنی تمام اونٹوں سے آگے بڑھ گئی۔

امام الطبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے صحیح سند کے ساتھ حضرت فضالہ بن عبید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے کہ جب حضور ﷺ غزوۂ تبوک پر تشریف لے گئے تو راستہ میں لوگوں کی سواریاں تھک گئیں انہوں نے یہ بات بارگاہ رسالت میں پیش کی آپ ﷺ نے صحابہ کرام کو دیکھا کہ وہ اپنی سواریوں کو ہانک رہے ہیں۔ آپ ﷺ نے ایک تنگ گھاٹی میں قیام فرمایا لوگ اپنی سواریاں لے کر آپ ﷺ کے پاس سے گزرتے آپ ﷺ انہیں پھونک مارتے اور ساتھ ہی یہ دعا فرماتے:

اَللّٰھُمَّ احْمِلْ عَلَیْھَا فِیْ سَبِیْلِکَ فَاِنَّکَ تَحْمِلُ عَلَی الْقَوِیِّ وَالضَّعِیْفِ وَالرَّطْبِ وَالْیَابِسِ فِی الْبَحْرِ

سے خون صاف کیا پھر آپ ﷺ نے میرے لئے دعا فرمائی میں آپ ﷺ کے ہاتھ مبارک کا اثر اپنے سینے پر دیکھ رہا تھا۔ وہ جگہ جہاں حضور ﷺ نے ہاتھ مبارک پھیرا تھا چودھویں کے چاند کی طرح چمک رہی تھی۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے تاریخ میں، امام بغوی اور ابن مندہ رحمۃ اللہ علیہما نے حضرت بشر بن معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں اپنے والد محترم حضرت معاویہ بن ثور رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ بارگاہ رسالت میں حاضر ہوا حضور نبی کریم ﷺ نے ان کے سر پر اپنا دست اقدس پھیرا اور ان کے لئے دعا فرمائی ان کا وہ چہرہ جہاں آپ ﷺ نے اپنا ہاتھ پھیرا تھا وہ ماہتاب کامل کی طرح چمکنے لگا۔ حضرت بشر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جس مریض پر بھی اپنا ہاتھ رکھتے اللہ تعالیٰ اس کو شفا عطا فرماتا۔

ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ نے محمد بن صالح سے روایت کیا ہے کہ ''حجۃ الوداع'' کے سال محارب کا وفد بارگاہ رسالت میں حاضر ہوا۔ اس وفد میں دس افراد شریک تھے ان میں حضرت ابوالحارث اور ان کے بیٹے حضرت خزیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما بھی شامل تھے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے حضرت خزیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سر پر اپنا دست مبارک پھیرا۔ جہاں آپ ﷺ نے اپنا ہاتھ مبارک پھیرا تھا وہ حصہ چمکنے لگا۔

ابن السکن رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ہمام بن نفید السعدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں بارگاہ رسالت میں حاضر ہوا اور عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم ہم نے ایک کنواں کھودا ہے لیکن اس کا پانی نمکین ہے۔ آپ ﷺ نے مجھے ایک برتن عطا فرمایا جس میں پانی تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا ''اس پانی کو اپنے کنویں میں انڈیل دو، جب میں نے وہ پانی اپنے کنویں میں پھینکا تو اس کا پانی یمن کے تمام کنوؤں سے شیریں ہو گیا(1)۔

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت نضلہ بن عمرو الغفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے تاجدار نبوت ﷺ کو ایک برتن میں دودھ پیش کیا۔ آپ ﷺ نے دودھ نوش فرمایا پھر اسی برتن سے حضرت نضلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی دودھ پیا حتیٰ کہ وہ سیراب ہو گئے انہوں نے عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم اس سے پہلے میں اس جیسے دودھ کے سات پیالے بھی پی لیتا تو سیراب نہیں ہوتا تھا لیکن آج آپ کی برکت سے صرف ایک پیالے سے ہی میرا پیٹ بھر گیا۔

امام بیہقی اور ابونعیم رحمۃ اللہ علیہما نے حضرت عمران بن حصین رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں بارگاہ نبوت میں حاضر تھا حضرت فاطمۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا آپ ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئیں اور آپ کے سامنے بیٹھ گئیں حضور اکرم ﷺ نے ان کے چہرے کی طرف دیکھا آپ ﷺ کو ان کے چہرے کی رنگت بھوک کی شدت کی وجہ سے زرد دکھائی دی آپ ﷺ نے اپنے ہاتھ مبارک کو اٹھایا اور حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی اس جگہ پر رکھا جہاں ہار پہنا جاتا ہے۔ آپ ﷺ نے اپنی انگلیوں کو کھولا اور دعا مانگی ''اے بھوکوں کو سیر کرنے والے! اے معبود برحق! فاطمہ بنت محمد (الصلوۃ والسلام علٰی ابیھا وعلیھا وَعَلٰی بَعْلِھا وَعَلٰی اَبْنِیْھَا) کی بھوک کو مٹا دے۔ حضرت عمران

1۔ جس سے کھارے کنویں شیرۂ جاں بنے اس زلال حلاوت پہ لاکھوں سلام

صدقہ کر دیں گے۔ وہ فرماتے ہیں اس کے بعد نبی کریم ﷺ نے ہم کو دیکھا اور فرمایا تمہیں کیا ہوا ہے؟ ہم نے اپنی تمام داستان بیان کر دی حضور ﷺ اپنی سواری سے نیچے اترے آپ ﷺ نے وضو فرمایا اور وضو سے بچے ہوئے پانی میں اپنا لعاب دہن ملایا اور حضرت رفاعہ اور خلاد رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو اونٹ کا منہ کھولنے کا حکم دیا انہوں نے اس اونٹ کا منہ کھولا۔ حضور ﷺ نے کچھ پانی اس اونٹ کے منہ میں ڈالا اور کچھ پانی اس کی گردن، کوہان، پیٹھ اور دم پر پھینک دیا پھر دعا مانگی: اَللّٰھُمَّ احْمِلْ رُفَاعَةَ وَخَلَادَ۔ ''رفاعہ اور خلاد کو اس پر سوار ہونے کی توفیق عطا فرما۔'' حضرات رفاعہ اور خلاد رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں ہم اٹھے اور اونٹ پر سوار ہو گئے۔ وہ اونٹ اتنا تیز رفتار ہو گیا کہ ہم تمام قافلہ سے آگے نکل گئے۔ جب ہم مقام بدر پر پہنچے تو ہم نے اس اونٹ کو ذبح کر کے اس کا گوشت صدقہ کر دیا۔

فائدہ

ابن السبع رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ یہ حضور اکرم ﷺ کی خصوصیت ہے کہ ہر وہ جانور جس پر آپ ﷺ نے سواری کی وہ ہمیشہ اپنی اسی کیفیت میں رہا آپ ﷺ کی برکت سے وہ بوڑھا یا ناتواں نہ ہوا۔

ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ نے نبو عامر کے بعض بزرگوں سے روایت کیا ہے وہ کہتے ہیں حضرت زیاد بن عبداللہ بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ وفد کی صورت میں بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئے حضور اکرم ﷺ نے ان کے لئے دعا فرمائی اور اپنا دست اقدس ان کے سر پر رکھا اور پھر ان کے رخسار پر اپنا ہاتھ مبارک پھیرا۔ بنو ہلال کہتے تھے کہ ہم حضرت زیاد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے چہرے پر حضور ﷺ کے دست اقدس کی برکت کو دیکھا کرتے تھے۔

ایک شاعر حضرت علی بن زیاد رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے یوں کہتا ہے:

يَا ابْنَ الَّذِىْ مَسَحَ الرَّسُوْلُ بِرَاْسِهٖ   وَدَعَا لَهٗ بِالْخَيْرِ عِنْدَ الْمَسْجِدِ

''اے اس بابرکت انسان کے بیٹے جس کے سر پر حضور ﷺ نے اپنا دست اقدس پھیرا تھا اور آپ ﷺ نے مسجد کے قریب اس کے لئے دعا فرمائی تھی۔

اَعْنِىْ زِيَادًا لَا اُرِيْدُ سِوَاهُ   مِنْ حَاضِرٍ اَوْ مُتْهِمٍ اَوْ مُنْجِدٖ

میری اس شخص سے مراد حضرت زیاد رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔ ان کے علاوہ کوئی اور شخص میری مراد نہیں ہے۔ میری مراد صرف آپ ہیں کوئی بزرگ برتر، حاضر یا تہمت لگایا ہوا میری مراد نہیں۔

وَمَا زَالَ ذَاكَ النُّوْرُ فِىْ عُرْنِيْنِهٖ   حَتّٰى تَبَوَّاَ بَيْتَهٗ فِىْ مَلْحِدٖ

وہ نور ان کی پیشانی پر درخشاں رہا حتیٰ کہ ان کا انتقال ہو گیا۔''

حاکم، ابونعیم اور ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہم نے حشرج بن عبداللہ بن حشرج سے روایت کیا ہے وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں۔ وہ فرماتے ہیں کہ حضرت عائذ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ غزوۂ حنین کے دن میرے چہرے پر تیر لگا۔ جس کی وجہ سے میرے چہرے اور سینے پر خون بہنے لگا۔ حضور ﷺ نے اپنے دست اقدس سے میرے چہرے اور سینے

عورتیں محسوس کرتی ہیں آپ محسوس نہ کرتی تھیں۔ یہ حدیث دیگر اسناد سے بھی منقول ہے۔

ابونعیم رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ام اسحاق رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے راویت کیا ہے آپ فرماتی ہیں کہ میں نے اپنے بھائی کے ساتھ مدینہ طیبہ کی طرف ہجرت کی میرے بھائی نے کہا میں اپنا نفقہ اور مال مکہ معظمہ میں ہی بھول آیا ہوں۔ وہ اپنا مال و اسباب لینے کے لئے مکہ معظمہ گیا۔ میرے خاوند نے اسے قتل کر دیا میں بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئی اور آپ ﷺ سے عرض کی کہ میرے بھائی کو قتل کر دیا گیا ہے آپ ﷺ نے مٹھی بھر پانی لیا اور اسے میرے چہرے پر مار دیا۔ اس کے بعد ان کی کیفیت یہ ہوگئی تھی کہ مصیبت کے وقت ان کی آنکھوں میں تو آنسو دکھائی دیتے تھے لیکن رخساروں پر کوئی آنسو نظر نہیں آتا تھا۔

امام البیہقی، ابونعیم اور ابن عدی رحمۃ اللہ علیہم نے روایت کیا ہے کہ حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے ایک ٹھنڈی صبح کو آذان دی جب سرور مدینہ ﷺ مسجد میں تشریف لائے تو آپ ﷺ نے دیکھا کہ وہاں کوئی آدمی موجود نہیں ہے آپ ﷺ نے فرمایا اے بلال! لوگ کہاں ہیں۔ میں نے عرض کی انہیں سردی نے مسجد میں آنے سے روک رکھا ہے آپ ﷺ نے اسی وقت دست بلند فرمائے "اے مولا! ان سے سردی دور فرما" حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں میں نے دیکھا کہ اس دعا کے فوراً بعد لوگ دوڑتے ہوئے مسجد میں آرہے ہیں۔

امام احمد، ابن سعد، البیہقی اور ابونعیم رحمۃ اللہ علیہما نے حضرت سفینہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے جب آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا گیا کہ آپ کا نام کیا ہے آپ نے فرمایا حضور ﷺ نے میرا نام "سفینہ" رکھا ہے۔ آپ سے پوچھا گیا اس نام کی وجہ کیا ہے؟ آپ نے فرمایا کہ حضور نبی کریم ﷺ اپنے صحابہ کے ساتھ ایک سفر پر تشریف لے گئے۔ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا سامان انہیں بھاری لگنے لگا۔ آپ ﷺ نے مجھ سے فرمایا اپنی چادر کو پھیلاؤ۔ میں نے اپنی چادر کو پھیلایا صحابہ کرام نے اس پر اپنا تمام سامان رکھا اور اس چادر کو باندھ کر میرے کندھے پر رکھ دیا آپ ﷺ نے فرمایا اس سامان کو اٹھاؤ بلاشبہ تو "سفینہ"(1) ہے اس دن اگر میں ایک اونٹ، دو، تین، چار، پانچ، چھ یا سات اونٹوں کا سامان بھی اٹھاتا تو وہ بھی مجھے بھاری نہ لگتا۔

الطبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے ابوامامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ ایک بے حیا عورت تھی جو مردوں سے لڑتی جھگڑتی رہتی تھی۔ ایک مرتبہ وہ عورت نبی کریم ﷺ کے پاس سے گزری آپ اس وقت ثرید تناول فرما رہے تھے۔ اس نے آپ ﷺ سے ثرید مانگی آپ ﷺ نے ثرید والا پیالہ اس کے آگے کر دیا اس عورت نے عرض کی میں نے وہ ثرید کھانی ہے جو آپ کے منہ مبارک میں ہے آپ ﷺ نے اپنے منہ مبارک سے ثرید نکال کر اس عورت کو دی۔ جس کے بعد وہ تمام عورتوں سے زیادہ باحیا خاتون بن گئی۔ پھر اس نے تا وقت مرگ کسی سے جھگڑا نہیں کیا۔

امام بخاری اور امام مسلم رحمۃ اللہ علیہما نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور ﷺ سے عرض کی کہ میں آپ ﷺ سے احادیث سنتا ہوں لیکن وہ احادیث مجھے بھول جاتی ہیں۔ آپ ﷺ نے

1۔ کشتی۔

رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی طرف دیکھا۔ میں نے مشاہدہ کیا کہ ان کے چہرے سے زردی ختم ہوگئی ہے۔

قاسم بن ثابت رحمۃ اللہ علیہ نے ''دلائل'' میں موسیٰ بن عقبہ کی سند سے حضرت المسور بن مخرمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ ہم حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ حج کے لئے روانہ ہوئے جب ہم ''العرج'' کے مقام تک پہنچے تو ایک صدا لگانے والے نے صدا لگائی۔ اس نے کہا رک جاؤ ہم رک گئے۔ اس نے پوچھا کیا تم میں رسول کریم ﷺ موجود ہیں حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کیا تجھے معلوم ہے کہ تو کیا کہہ رہا ہے؟ اس نے کہا ہاں پھر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا آپ ﷺ کا تو وصال ہوگیا ہے یہ سن کر صدا لگانے والے نے اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ کہا۔ اس نے سوال کیا آپ ﷺ کے بعد کسی کو والی بنایا گیا۔ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے جواب دیا آپ ﷺ کے بعد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو آپ کا خلیفہ بنایا گیا اس آواز لگانے والے نے پوچھا کیا وہ تمہارے ساتھ ہیں؟ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جواب دیا کہ وہ بھی عالم بالا کو کوچ کر چکے ہیں۔ پھر اس نے پوچھا حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بعد کس کو خلیفہ بنایا گیا۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا ان کے بعد عمر کو خلیفہ بنایا گیا۔ اس نے استفسار کیا کیا وہ تمہارے ساتھ ہیں۔ آپ نے کہا جس شخص کے ساتھ تو مخاطب ہے وہ عمر ہی ہے یہ سن کر اس شخص نے کہا ''مدد مدد'' حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پوچھا تو کون ہے؟ اس شخص نے کہا میں حنش بن عقیل ہوں قبیلہ بنی نفیلہ کے ساتھ میرا تعلق ہے۔ رسول کریم ﷺ مجھے بنو جعال کے تالاب کے پاس ملے تھے۔ آپ ﷺ نے مجھے اسلام کی دعوت دی میں نے اسلام قبول کر لیا۔ آپ ﷺ نے مجھے اپنے جو کا باقی حصہ عطا فرمایا جس کو کھا لینے کے بعد مجھے بھوک اور پیاس محسوس نہیں ہوتی تھی پھر میں ''رَاسُ الْاَبْيَضِ'' چلا گیا۔ میں اور میرے اہل خانہ وہاں دس سال رہے میں ہر روز پانچ نمازیں ادا کرتا ہوں ماہ رمضان کے روزے رکھتا ہوں ذوالحجہ کی دس تاریخ کو قربانی دیتا ہوں مجھے رسول مکرم ﷺ نے یہی تعلیم دی تھی۔ اب مجھے قحط سالی نے آ لیا ہے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا تیرے پاس اب مدد آن پہنچی ہے اب مجھے پانی پر ملو۔ جب ہم حج کر کے واپس آئے تو ہم نے پانی کے مالک سے اس شخص کے بارے میں پوچھا اس نے جواب دیا وہ قبر اس شخص کی ہے حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس پر رحم کے جذبات کا اظہار کیا اور اس کے لئے دعائے مغفرت فرمائی۔

امام البیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے ابوبکر بن عبدالرحمٰن کی سند سے روایت کیا ہے کہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے انہیں بتایا کہ جب رسول مکرم ﷺ نے مجھے شادی کا پیغام دیا تو میں نے کہا کہ مجھ جیسی عورتوں سے شادی کیسے کی جاتی ہے اب نہ تو میرے ہاں اولاد ہوگی میری اولاد بھی ہے اور میں ایک غیور عورت ہوں (میں اپنے خاوند کی دوسری بیوی کو برداشت نہیں کر سکتی) یہ سن کر سرور کائنات مالک کون ومکان ﷺ نے کہا میں تم سے بڑا ہوں تیری غیرت کو اللہ تعالیٰ ختم کر دے گا اور اپنی اولاد کو اللہ اور اس کے رسول کے سپرد کرو۔ آپ ﷺ نے میرے ساتھ عقد نکاح فرمالیا۔ ابوبکر بن عبدالرحمٰن فرماتے ہیں کہ شادی کے بعد آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی کیفیت یہ ہوگئی تھی کہ گویا آپ ان عورتوں میں سے نہیں ہیں اور وہ غیرت جو عموماً

ﷺ نے میرے چہرے پر اپنا دست اقدس پھیرا۔ حضرت عمرو بن ثعلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک سو سال زندہ رہے آپ کے سر اور چہرے کے وہ بال جن کو دست مصطفیٰ ﷺ نے چھوا تھا ساری زندگی سیاہ ہی رہے۔

امام الطبرانی اور ابن السکن رحمۃ اللہ علیہما نے حضرت مالک بن عمیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے کہ سید مرسلاں ﷺ نے ان کے سر اور چہرے پر اپنا دست اقدس پھیرا۔ وہ کافی عمر رسیدہ ہو گئے لیکن ان کے سر اور چہرے کے وہ بال جن پر دست مصطفیٰ ﷺ پھرا تھا وہ ساری زندگی سیاہ رہے۔

ابن عساکر اور اسحاق الرملی رحمۃ اللہ علیہما نے ''فوائد'' میں بشیر بن عقربہ الجہنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ جب غزوۂ احد کے دن میرے والد محترم شہید ہو گئے تو میں روتا ہوا بارگاہ رسالت میں حاضر ہوا۔ آپ ﷺ نے مجھ سے فرمایا تو کیوں روتا ہے کیا تو اس پر راضی نہیں کہ میں تیرا باپ اور عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا تیری ماں ہو۔ پھر آپ ﷺ نے میرے سر پر اپنا دست اقدس پھیرا۔ آپ ﷺ کے دست اقدس کا اثر یہ تھا کہ میرے بال ساری زندگی کالے رہے۔ میری زبان میں گرہ تھی حضور ﷺ نے اس پر اپنا لعاب مبارک لگایا جس سے وہ گرہ کھل گئی۔ آپ ﷺ نے فرمایا تیرا نام کیا ہے؟ میں نے عرض کی میرا نام بحیر ہے آپ ﷺ نے فرمایا تیرا نام بحیر نہیں بلکہ بشیر ہے۔

امام ترمذی اور امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہما نے علباء بن احمر کی سند سے حضرت ابوزید الانصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے میرے سر اور داڑھی پر اپنا دست اقدس پھیرا اور دعا فرمائی اے مولا! اس کو حسن و جمال عطا فرما۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عمر سو سال سے زیادہ تھی لیکن آپ کی داڑھی میں ایک بال بھی سفید نہیں تھا آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ تادم وصال خوش رو رہے۔ آپ کے چہرے پر ایک بل بھی نہیں تھا۔

ابن ابی شیبہ، حاکم، امام بیہقی اور ابونعیم رحمۃ اللہ علیہم نے ابونہیک الازدی کی سند سے حضرت ابوزید عمرو بن اخطب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے پانی طلب فرمایا میں نے ایک برتن میں آپ کو پانی پیش کیا۔ اس پانی میں ایک بال تھا میں نے اس کو اٹھا کر پھینک دیا۔ آپ ﷺ نے دعا فرمائی اے مالک الملک! اس کو حسن و زیبائی عطا فرما۔ ابونہیک فرماتے ہیں کہ میں نے انہیں تہتر سال کی عمر میں دیکھا ان کی داڑھی اور سر کا ایک بال بھی سفید نہیں تھا۔

ابی ابی شیبہ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی ''مسند'' میں، ابونعیم اور ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہما نے عمرو بن الحمق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے حضور اکرم ﷺ کو دودھ پلایا آپ ﷺ نے ان کے لئے دعا فرمائی اے میرے مولا! ان کو اپنے شباب سے لطف اندوز ہونے کی توفیق عطا فرما۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عمر اسی سال ہو چکی تھی لیکن ان کا ایک بال بھی سفید نہیں ہوا تھا۔

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے ثمامہ کی سند سے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ایک یہودی نے آپ ﷺ کی داڑھی مبارک کو پکڑا آپ ﷺ نے اس کے لئے دعا فرمائی اے بار الٰہ! اس کو خوب صورتی عطا فرما۔ اس دعا

فرمایا اپنے چادر کو پھیلاؤ میں نے چادر پھیلائی۔ آپ ﷺ نے اس چادر پر اپنا دست اقدس پھیرا۔ پھر مجھ سے فرمایا۔ اسے اٹھالو میں نے چادر کو اٹھالیا اس کے بعد مجھے ایک حدیث بھی نہیں بھولی۔

حضرت امام بخاری اور امام مسلم رحمۃ اللہ علیہما نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ ایک دن نبی الحرمین ﷺ احادیث بیان فرمارہے تھے آپ ﷺ نے فرمایا کون ہے وہ شخص جو اپنی چادر کو زمین پر بچھائے حتیٰ کہ میں اپنی حدیث کو ختم کرلوں پھر اسے سمیٹ لے میں نے اپنی چادر کو بچھایا جب آپ ﷺ نے اپنی حدیث مبارک کو مکمل کیا میں نے اپنی چادر کو سمیٹ لیا اس کے بعد میں جو حدیث بھی حضور ﷺ سے سنتا مجھے یاد رہتی۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے "تاریخ" میں ابن مندہ، امام البیہقی، ابن السکن، ابن سعد اور ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہم نے آمنہ بنت ابی الشعثاء کی سند سے ابوسفیان الفزاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں اپنے غلاموں کے ساتھ بارگاہ رسالت میں حاضر ہوا اور اسلام قبول کیا آپ ﷺ نے اپنا دست اقدس میرے سر پر پھیرا۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے غلام کہتے ہیں کہ ہم نے دیکھا کہ آپ کے سارے بال سفید ہوچکے تھے لیکن آپ کے سر کا وہ حصہ جہاں حضور ﷺ نے اپنا دست اقدس پھیرا تھا وہ ابھی تک کالا تھا۔

ابن سعد، ابن مندہ، امام بغوی، امام البیہقی اور ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہم نے حضرت عطا رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو حضرت سائب بن یزید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے غلام تھے، سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ حضرت سائب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سر کا اگلا حصہ ابھی تک کالا تھا حالانکہ اس کے علاوہ آپ کے سر کے تمام بال سفید ہوچکے تھے میں نے کہا میرے آقا! آپ کے بال کتنے عجیب ہیں۔ میں نے کسی اور شخص کے اتنے تعجب خیز بال نہیں دیکھے انہوں نے کہا اے بیٹے! اس کے بارے میں تجھے کوئی علم نہیں۔ ایک دفعہ میں بچوں کے ساتھ کھیل رہا تھا کہ حضور ﷺ وہاں سے گزرے آپ ﷺ نے مجھ سے پوچھا کہ تو کون ہے میں نے کہا میں سائب بن یزید ہوں آپ ﷺ نے اپنا دست اقدس میرے سر پر پھیرا اور فرمایا اللہ تعالیٰ تجھے بابرکت بنائے۔ سر کے وہ بال جہاں آپ ﷺ کا دست اقدس لگ گیا تھا وہ ابھی تک سفید نہیں ہوئے۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے "تاریخ" میں اور امام البیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے یونس بن محمد بن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی سند سے روایت کیا ہے وہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں کہ جب حضور اکرم ﷺ مدینہ طیبہ تشریف لائے اس وقت میری عمر دو ہفتے تھی مجھے آپ ﷺ کی بارگاہ میں پیش کیا گیا۔ آپ ﷺ نے میرے سر پر اپنا دست اقدس پھیرا میرے لئے برکت کی دعا کی اور فرمایا میرے نام پر اس کا نام رکھو لیکن میری کنیت پر کنیت نہ رکھنا جب آپ ﷺ نے حجۃ الوداع ادا فرمایا اس وقت میری عمر بیس سال تھی۔ حضرت یونس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میرے والد صاحب بوڑھے ہوگئے حتیٰ کہ ان کے تمام بال سفید ہوگئے لیکن آپ کے سر اور داڑھی کے وہ بال کالے ہی رہے جس پر دست مصطفیٰ ﷺ لگ گیا تھا۔

امام بغوی رحمۃ اللہ علیہ نے معجم میں اور امام البیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے عمرو بن ثعلب الجہنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی کریم ﷺ کے ساتھ ملاقات کا شرف حاصل کیا آپ کے دست اقدس پر ایمان لایا آپ

درمیان والی جلد کو پکڑ کر کھینچا۔اس کی کھانسی کی بیماری جاتی رہی اس کے بعد اسے کبھی بھی کھانسی نہیں ہوئی جس جگہ پر حضور ﷺ نے اپنی مبارک انگلیاں لگائی تھیں وہاں ایک بال نکل آیا۔ابوالطفیل فرماتے ہیں کہ میں نے اس بال کو دیکھا مجھے ایسے محسوس ہوا کہ وہ ''قُنفُذ''(1) کا بال ہے۔اس شخص نے اہل حروراء کے ساتھ مل کر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ کے خلاف بغاوت کر دی۔اس کے والد نے اس کو پکڑ کر قید کر دیا۔اس کا وہ بال گر گیا جس کا اسے بہت صدمہ ہوا۔اس شخص سے لوگوں نے کہا کہ تیرا یہ بال اس بغاوت کی وجہ سے گرا ہے جو تو نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خلاف کی ہے۔اب بھی تیرے لئے موقع ہے کہ تو توبہ کر لے۔اس شخص نے بغاوت سے توبہ کر لی۔حضرت ابوالطفیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے دیکھا کہ توبہ کرنے کے بعد اس کا وہ بال اپنی جگہ پر دوبارہ نکل آیا ہے۔

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک اور سند سے ابوالطفیل ہی سے یہ روایت ان الفاظ میں بیان کی ہے کہ حضور ﷺ کے عہد ہمایوں میں ایک شخص کے ہاں بچے کی ولادت ہوئی۔وہ اپنے بچے کو اٹھا کر بارگاہ رسالت میں حاضر ہوا۔حضور ﷺ نے اس کے لئے برکت کی دعا فرمائی اور اس کی پیشانی کو پکڑا۔اس کی پیشانی پر ایک بال نکل آیا وہ گھوڑے کی دم کے بالوں کی طرح کا ایک بال تھا۔جب وہ بچہ جوان ہوا تو اس نے خوارج کا ساتھ دیا۔جس کی وجہ سے اس کی پیشانی سے وہ بال گر گیا ہم نے اس کو نصیحت کی اور کہا کہ کیا تجھے معلوم نہیں کہ تیرے چہرے سے حضور ﷺ کی برکت ختم ہو گئی ہے ہماری یہ بات سن کر اس نے توبہ کی۔اللہ تعالیٰ نے وہ بابرکت بال اس کے چہرے پر دوبارہ اگا دیا۔

ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ نے ''طبقات'' میں ذکر کیا ہے کہ ہلب بن زید بن عدی وفد کی صورت میں بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئے۔حضرت ہلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ گنجے تھے آپ ﷺ نے اپنا دست اقدس ان کے سر پر پھیرا جس کی برکت سے ان کے سر پر بال نکل آئے۔اسی وجہ سے ان کو ''ہلب'' کے نام سے موسوم کیا گیا۔

ابن عساکر اور مدائنی رحمۃ اللہ علیہما نے روایت کیا ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے حضرت اسید بن ابی ایاس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے چہرے پر اپنا دست اقدس پھیرا اور ان کے سینے پر اپنا مبارک ہاتھ پھیرا۔اس کے بعد حضرت اسید رضی اللہ تعالیٰ عنہ جس تاریک گھر میں داخل ہوتے وہاں اجالا ہو جاتا۔

حاکم رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت حنظلہ بن قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضرت عبداللہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ انہیں لے کر بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئے۔حضور ﷺ نے ان پر اپنا لعاب دہن لگایا اور ان کو دم کیا انہوں نے آپ ﷺ کے لعاب مبارک کو چاٹنا شروع کر دیا آپ ﷺ نے فرمایا یہ پانی کی طرف راہ نمائی کرنے والا ہے وہ جس زمین کی طرف بھی راہ نمائی کرتے اسی میں ہی پانی نکل آتا۔

''السیرۃ النبویۃ'' میں بیان کیا گیا ہے کہ غزوۂ بدر کے دن حضرت حارثہ بن سراقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ شہید ہو گئے جب حضور اکرم ﷺ مدینہ طیبہ میں تشریف لائے تو ان کی والدہ محترمہ آپ ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوئیں اور عرض کی یارسول

1۔ایک چوہا نما جانور۔

کے فوراً بعد اس کی داڑھی سیاہ ہوگئی حالانکہ پہلے اس کی داڑھی سفید تھی۔

عبدالرزاق رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ایک یہودی نے آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دودھ پلانے کے لئے اپنی اونٹنی کو دوہا۔ آپ ﷺ نے اس کے لئے دعا فرمائی کہ اے میرے پروردگار! اس کو جمال عطا فرما۔ آپ کی دعا کے بعد اس کے بال انتہائی سیاہ ہو گئے۔ حضرت معمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے علاوہ ایک اور صحابی سے سنا ہے کہ وہ یہودی ستر سال زندہ رہا لیکن اس کے بال سفید نہ ہوئے۔

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابوالعلاء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت قتادہ بن ملحان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عیادت کی ان کے گھر کے سامنے سے ایک شخص گزرا میں نے اس شخص کو حضرت قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے چہرے میں دیکھ لیا۔ حضور ﷺ نے حضرت قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے چہرے پر اپنا دست اقدس پھیرا تھا۔ میں نے جب بھی انہیں دیکھا ان کا چہرہ تروتازہ اور شاداب ہی تھا۔

ابن شاہین رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت خزیمہ بن عاصم العکلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے کہ وہ بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئے اور اسلام قبول کیا۔ حضور ﷺ نے ان کے چہرے پر اپنا دست اقدس پھیرا اس کے بعد ان کا چہرہ ہمیشہ تروتازہ ہی رہا حتیٰ کہ ان کا انتقال ہو گیا۔

امام الطبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے ''الکبیر اور الاوسط'' میں اور امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت اُم عاصم رضی اللہ تعالیٰ عنہا جو حضرت عتبہ بن فرقد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زوجہ تھیں سے روایت کیا ہے وہ فرماتی ہیں کہ حضرت عتبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی ہم چار بیویاں تھیں ہم میں سے ہر ایک دوسری سے عمدہ خوشبو لگانے کی کوشش کرتی لیکن پھر بھی جو خوشبو ہمیں عتبہ سے آتی تھی وہ ہماری خوشبو سے کہیں عمدہ اور بہتر تھی۔ حضرت عتبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب بھی لوگوں کے پاس سے گزرتے تو لوگ کہتے کہ ہم نے حضرت عتبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خوشبو سے عمدہ خوشبو آج تک نہیں سونگھی۔ جب ہم نے اس خوشبو کا سبب پوچھا تو انہوں نے فرمایا کہ رسول کریم ﷺ کے عہد زریں میں میرے جسم پر پھنسیاں ظاہر ہوئیں۔ میں بارگاہ رسالت میں حاضر ہوا اور اس بیماری کی شکایت کی آپ ﷺ نے مجھے کپڑے اتارنے کا حکم دیا میں نے کپڑے اتار دیئے اور اپنا ستر چھپا کر آپ ﷺ کے آگے بیٹھ گیا آپ ﷺ نے اپنے دست اقدس پر اپنا لعاب دہن لگا کر میری پشت اور میرے پیٹ پر مل دیا۔ اسی دن سے مجھ میں یہ خوشبو پیدا ہوگئی اور میری بیماری دور ہوگئی۔

امام بیہقی اور ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہما نے حضرت وائل بن حجر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں حضور ﷺ سے مصافحہ کیا کرتا تھا۔ آپ ﷺ کی مبارک جلد میری جلد سے لگتی تھی۔ ملاقات کے بعد تین دن تک میں اپنے ہاتھ میں ایسی خوشبو محسوس کرتا تھا جو کستوری کی خوشبو سے کہیں بہتر ہوتی تھی۔

امام البیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے ابوالطفیل سے روایت کیا ہے کہ قبیلہ بنی لیث کا ایک آدمی تھا اس کا نام فراس ابن عمر تھا اس کو شدید قسم کی کھانسی لاحق ہوگئی اس کے والد نے اسے بارگاہ رسالت میں پیش کیا آپ ﷺ نے اس کی دونوں آنکھوں کے

ان میں حضرت ابومحذورہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی موجود تھے ان کی آواز اپنے ساتھیوں سے بہت عمدہ تھی جب انہوں نے ازروئے مذاق آذان دی تو ان کی آواز کو نبی کریم ﷺ نے سماعت فرمالیا آپ ﷺ نے ان کو حکم فرمایا کہ میرے سامنے آذان دو۔ حضرت ابومحذورہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا گمان تھا کہ اس گستاخی کی وجہ سے انہیں ابھی قتل کر دیا جائے گا حضور نبی کریم ﷺ نے ان کے چہرے اور سینے پر اپنا دست اقدس پھیرا۔ حضرت ابومحذورہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ اللہ کی قسم! اسی وقت میرا دل ایمان اور یقین سے لبریز ہوگیا اور مجھے علم ہوگیا کہ آپ ﷺ اللہ کے سچے رسول ہیں۔ حضور نبی مکرم ﷺ نے انہیں آذان سکھائی اور انہیں کہا کہ وہ مکہ مکرمہ میں آذان دیا کریں۔ اس وقت ان کی عمر سترہ سال تھی ان کے انتقال کے بعد ان کی اولاد مکہ معظمہ میں آذان دیتے رہے، رضی اللہ عنہم اجمعین۔

الحمدللہ حجۃ اللہ علی العالمین فی معجزات سید المرسلین ﷺ کی جلد اول پایہ تکمیل کو پہنچی اور اللہ تعالیٰ کی نصرت اور مدد سے اس کے ساتھ دوسری جلد بھی ہے اور اس کا پہلا باب کتاب کا پانچواں باب ہے۔

اللہ! صلی اللہ علیک وسلم مجھے حارثہ کے متعلق بتائیں اگر وہ جنت میں ہے تو میں غمگین تو ہوں گی لیکن آہ وفغاں نہ کروں گی اور اگر وہ جہنم میں ہے تو میں ساری زندگی اس پر روتی رہوں گی۔ حضور ﷺ نے فرمایا اے ام حارثہ! جنت صرف ایک نہیں ہے بلکہ کئی جنتیں ہیں اور حارثہ فردوس اعلیٰ میں ہے۔ جب ام حارثہ بارگاہ رسالت سے واپس آئیں تو وہ مسکرا رہی تھیں اور کہہ رہی تھیں اے حارثہ! تجھے مبارک ہو۔ پھر تاجدار مدینہ ﷺ نے پانی کا ایک برتن منگوایا۔ اس میں اپنے ہاتھ مبارک دھوئے اور پانی لے کر اس میں کلی کی۔ حضرت ام حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی بیٹی نے وہ پانی لیا اور پی گئی آپ ﷺ نے انہیں اپنے گریبانوں میں پانی کے چھینٹے مارنے کا حکم دیا۔ انہوں نے ایسا ہی کیا اور اپنے گھروں کو چلی گئیں۔ راوی بیان کرتے ہیں کہ اس کے بعد مدینہ طیبہ کی کوئی عورت اس سے زیادہ خوش وخرم نہیں تھی (1)۔

ابونعیم رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ان کے گھر میں ایک کنواں تھا حضور نبی مکرم ﷺ نے اپنا لعاب دہن اس میں پھینکا۔ اس لعاب کی برکت سے اس کنویں کا پانی اتنا میٹھا تھا کہ مدینہ کا کوئی پانی اس سے شیریں نہ تھا۔

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت وائل بن حجر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ایک کنویں سے پانی کا ایک ڈول نکالا گیا سرکار دوعالم ﷺ نے اس ڈول میں کلی کی پھر اس پانی کو دوبارہ کنویں میں پھینک دیا گیا۔ صرف اس کلی کی برکت سے کنویں سے کستوری جیسی خوشبو آتی تھی۔

ابن عبدالبر رحمۃ اللہ علیہ نے ''الاستیعاب'' میں روایت کیا ہے کہ حضور ﷺ نے زینب بنت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے چہرے پر پانی کا ایک چھینٹا مارا جس کی وجہ سے وہ حسن و جمال میں تمام عورتوں سے فزوں تر ہوگئیں۔ ابن عبدالبر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئیں اس وقت حضور نبی کریم ﷺ غسل فرما رہے تھے آپ ﷺ نے پانی کا ایک چھینٹا ان کے چہرے پر مارا جس کی وجہ سے کبر سنی میں بھی ان کا چہرہ حسین و جمیل رہا۔ ان کی شادی حضرت عبداللہ بن زمعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ ہوئی تھی۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں اولاد بھی عطا فرمائی تھی وہ اپنے زمانے کی تمام عورتوں سے زیادہ ذہین اور دانشمند تھیں۔

ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا ہے کہ چند صحابہ کرام علیہم الرضوان سفر پر روانہ ہونے لگے تو آپ ﷺ نے انہیں پانی سے بھرا ہوا مشکیزہ عطا فرمایا۔ اس مشکیزے کا منہ تسمے سے باندھا گیا تھا۔ آپ ﷺ نے اس میں برکت کی دعا فرمائی۔ جب دوران سفر نماز کا وقت ہوا تو انہوں نے ایک جگہ قیام کیا اور مشکیزے کا منہ کھولا تو اس میں دودھ تھا اور اس کے منہ پر مکھن کی تہہ جمی ہوئی تھی۔

''السیرۃ النبویۃ'' میں ہے کہ فتح مکہ کے دن حضور ﷺ نے حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو آذان دینے کا حکم دیا۔ انہوں نے کعبہ کی چھت پر کھڑے ہو کر آذان دی۔ قریش مکہ کے چند جوان حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نقل اتارنے لگے

1۔ ڈوبی ناؤ تراتے یہ ہیں روتی آنکھ ہنساتے یہ ہیں